جلد 2

امام ابوداؤد سلیمان ابن اشعث سجستانی

ترجمہ

ابوالعلاء محمد محی الدین جہانگیر
ادام اللہ تعالیٰ معالیہ وبارک ایامہ ولیالیہ

شارح

علامہ محمد لیاقت علی رضوی
دامت برکاتہم العالیہ

شبیر برادرز
اردو بازار ۰ لاہور

طالب دعا زوہیب حسن عطاری

خوشخبری

مسلک اہلسنت و جماعت کے عقائد و نظریات۔۔۔

بد مذہبوں کے باطلہ عقائد اور ان کے رد۔۔۔

اہلسنت پر کیئے جانے والے اعتراضات کے جوابات پر مشتمل کتب و رسائل، آڈیو ویڈیو بیانات اور والپیپر حاصل کرنے کے لئے تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن کریں

https://t.me/tehqiqat

شرح ابوداؤد شریف

— تصنیف —

امام ابوداؤد سلیمان ابن اشعث سجستانی

— شارح —

علامہ محمد لیاقت علی رضوی

دامت برکاتہم العالیہ

— ترجمہ وتخریج —

ابوالعلاء محمد محی الدین جہانگیر

ادام اللہ تعالیٰ معالیہ وبارک ایامہ ولیالیہ

2

شبیر برادرز
زبیدہ سنٹر ۴۰، اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006

شرح ابوداؤد شریف

مترجم	ـــــــــ	ابوالعلاء محمد محی الدین جہانگیر
شارح	ـــــــــ	علامہ محمد لیاقت علی رضوی
باہتمام	ـــــــــ	ملک شبیر حسین
سن اشاعت	ـــــــــ	ستمبر 2016ء
سرورق	ـــــــــ	اے ایف ایس ایڈورٹائزرز
طباعت	ـــــــــ	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
ہدیہ	ـــــــــ	روپے

ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے، تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کردی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ

أَبْوَابُ تَفْرِيعِ اسْتِفْتَاحِ الصَّلَاةِ

بَابُ تَفْرِيْعِ اَبْوَابِ الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ وَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

مجامع ابواب صلاۃ الاستسقاء وتفریعها

تفریع صلاۃ السفر

عنوان	صفحہ

بَابُ تَفْرِيعِ أَبْوَابِ التَّطَوُّعِ وَرَكَعَاتِ السُّنَّةِ

أَبْوَابُ قِيَامِ اللَّيْلِ

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
بار بار پھسلنے اور سنبھلنے والے	۸۰۲	باب: جب آدمی کو کسی قوم کی طرف سے خوف ہو، تو وہ کیا	
استغفار اور توبہ پوری زندگی	۸۰۳	پڑھے؟	۸۲۵
سچی توبہ کی شرائط	۸۰۳	باب: استخارہ کا بیان	۸۲۶
واپس آجاؤ قبول کریں گے	۸۰۴	استخارہ کے معنی و مفہوم کا بیان	۸۲۷
دو اخذین ہور ہے ہیں	۸۰۴	استخارہ حدیث نبوی کی روشنی میں	۸۲۷
توبہ کرو میری بہنو! توبہ کرو	۸۰۴	استخارہ نہ کرنا محرومی اور بدنصیبی ہے	۸۲۷
اے مسلمان تجھے کیا ہو گیا؟	۸۰۵	استخارہ کرنے والا ناکام نہیں ہوگا	۸۲۸
استغفار کا ایک وظیفہ	۸۰۵	استخارہ کا مقصد	۸۲۸
امام آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کا مشاہدہ	۸۰۵	استخارہ کی حکمت	۸۲۸
سجدہ شکر کے سنت ہونے میں فقہی مذاہب اربعہ	۸۰۷	فال نکالنے سے نجات اور اس کی حرمت	۸۲۸
استغفار کی دوا کیوں نہیں استعمال کرتے	۸۰۹	فرشتوں سے مشابہت	۸۲۹
استغفار کیجیے مرنے سے پہلے حوروں کی زیارت ہوگی	۸۰۹	استخارہ کا مسنون اور صحیح طریقہ	۸۲۹
خوشخبری	۸۰۹	استخارہ کی مسنون دعا	۸۳۰
زمین سے آسمان تک گناہ پھر بھی مغفرت	۸۱۰	استخارہ کی دعا کا مطلب و مفہوم	۸۳۰
جمعہ کے دن صلوٰۃ و سلام پڑھنے کا بیان	۸۱۲	استخارہ کتنی بار کیا جائے؟	۸۳۱
انبیاء علیہم السلام کی حیات کا بیان	۸۱۳	استخارہ سے کس طرح رہنمائی ملے گی؟	۸۳۱
حیات انبیاء پر حضرت سلیمان (علیہ السلام) کے گرنے سے		استخارہ کے باوجود اگر نقصان ہو گیا تو	۸۳۲
معارضہ کے جوابات :	۸۱۶	باب: پناہ مانگنے سے متعلق (دعائیں)	۸۳۳
وفات کے بعد انبیاء علیہم السلام کے دکھائی دینے کی کیفیت کا		جن چیزوں سے پناہ مانگنا چاہیے	۸۳۳
بیان	۸۱۶	قرض سے نجات کی دعا مانگنے کا بیان	۸۳۸
باب: اس بات کی ممانعت کہ آدمی اپنے اہل خانہ یا مال کے		قرض کو ادا کرنے کی نیت رکھنے کا بیان	۸۳۸
خلاف دعا کرے	۸۱۸	میت کی طرف سے ضمانت قرض سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ	
باب: نبی ﷺ کے علاوہ کسی کے لیے لفظ " صلوٰۃ " (رحمت)		کا بیان	۸۳۹
استعمال کرنا	۸۱۸	شرح سنن ابوداؤد جلد ثانی کے اختتامی کلمات	۸۴۰
غیر نبی پر درود و سلام بھیجنے کا حکم	۸۱۸		
باب: کسی کی غیر موجودگی میں اس کے لیے دعا کرنا	۸۲۴		

مقدمہ رضویہ

الحمد للہ الذی أوضح وجوہ معالم الدین وأفضح وجوہ الشک بکشف النقاب عن وجہ الیقین بالعلماء المستنبطین الراسخین والفضلاء المحققین الشامخین الذین نزہوا کلام سید المرسلین ممیزین عن زیف المخلطین المدلسین ورفعوا منارہ بنصب العلائم وأسندوا عمدہ بأقوی الدعائم حتی صار مرفوعا بالبناء العالی المشید وبالأحکام الموثق المدمج المؤکد مسلسلا بسلسلۃ الحفظ والإسناد غیر منقطع ولا واہ إلی یوم التناد ولا موقوف علی غیرہ من المبانی ولا معضل ما فیہ من المعانی (والصلاۃ) علی من بعث بالدین الصحیح الحسن والحق الصریح السنن الخالی عن العلل القادحۃ والسالم من الطعن فی أدلتہ الراجحۃ محمد المستأثر بالخصال الحمیدۃ والمجتبی المختص بالخلال السعیدۃ وعلی آلہ وصحبہ الکرام مؤیدی الدین ومظہری الإسلام وعلی التابعین بالخیر والإحسان وعلی علماء الأمۃ فی کل زمان ما تغرد قمری علی الورد والبان وناح عندلیب علی نور الأقحوان (وبعد) فإن عانی رحمۃ ربہ الغنی محمد لیاقت علی الرضوی الحنفی عاملہ ربہ ووالدیہ بلطفہ الخفی یقول أن السنۃ إحدی الحجج القاطعۃ وأوضح المحجۃ الساطعۃ وبہا ثبوت أکثر الأحکام وعلیہا مدار العلماء الأعلام وکیف لا وہی القول والفعل من سید الأنام فی بیان الحلال والحرام الذین علیہما مبنی الإسلام فصرف الإعمار فی استخراج کنوزہا من أہم الأمور وتوجیہ الأفکار فی استکشاف رموزہا من تعمیر العمور لہا منقبۃ تجلت عن الحسن والبہا ومرتبۃ جلت بالبہجۃ والسنا وہی أنوار الہدایۃ ومطالعہا ووسائل الدرایۃ وذرائعہا وہی من مختارات العلوم عینہا ومن متنقدات نقود المعارف فضہا وعینہا ولولاہا لما بان الخطأ عن الصواب ولا تمیز الشراب من السراب ولقد تصدت طائفۃ من السلف الکرام ممن کساہم اللہ تعالی جلابیب الفہم والأفہام ومکنہم من انتقاد الألفاظ الفصیحۃ المؤسسۃ علی المعانی الصحیحۃ وأقدرہم علی الحفظ بالحفاظ من المتون والألفاظ إلی جمع سنن من سنن سید المرسلین بادیۃ إلی طرائق شرائع الدین وتدوین ما تفرق منہا فی أقطار بلاد المسلمین بتفرق الصحابۃ والتابعین الحاملین والفقہاء مذاہب الاربعۃ۔

حدیث کی لغوی تعریف

حدیث کے معنی بات اور گفتگو کے ہیں، علامہ جوہری صحاح میں لکھتے ہیں: "اَلْحَدِیْثُ الْکَلَامُ قَلِیْلُهٗ وَ کَثِیْرُهٗ"۔ حدیث بات کو کہتے ہیں خواہ وہ مختصر ہو یا مفصل۔

حدیث کی اصطلاحی تعریف

حضور ﷺ کے اقوال، افعال اور تقریرات کے مجموعہ کو حدیث کہتے ہیں، اقوال سے مراد آپ ﷺ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے کلمات ہیں، افعال سے مراد آپ ﷺ کے اعضاء سے ظاہر شدہ اعمال ہیں اور تقریر سے مراد: آنحضرت ﷺ کے سامنے کسی صحابی نے کچھ کیا یا کہا اور آپ نے اس پر سکوت فرمایا نکیر نہ کی اور اس سے یہی سمجھا گیا کہ اس عمل یا قول کی حضور ﷺ نے تصدیق فرمادی ہے تو اسی تصدیق کو "تقریر" کہتے ہیں اور آپ کی یہ تصدیق تقریری صورت کہلاتی ہے۔

حدیث کی حیثیت قرآن کریم میں

شریعتِ اسلامیہ کی اساس اور بنیاد قرآن اور سنتِ رسول اللہ ہے؛ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو بحیثیتِ مطاع (یعنی جس کی اطاعت کی جائے) پیش کیا ہے، فرمانِ باری ہے:

(۱) "یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ"۔ (محمد:۳۳)

اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو برباد نہ کرو۔

اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم کی طرح حضور ﷺ کے اقوال، افعال اور تقریرات کی بھی اتباع کرنا ضروری ہے، اللہ تعالیٰ نے مستقل طور سے اس کا حکم دیا ہے۔

(۲) نیز ارشادِ خداوندی ہے: "وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ الذِّكْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ"۔ (النحل:۴۴)

اور (اے پیغمبر!) ہم نے تم پر بھی یہ قرآن اس لیے نازل کیا ہے تاکہ تم لوگوں کے سامنے اُن باتوں کی واضح تشریح کردو جو اُن کے لیے اتاری گئی ہیں اور تاکہ وہ غور و فکر سے کام لیں۔

اس آیت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیان کی جو ذمہ داری لی ہے اس کی تکمیل رسول اللہ ﷺ کریں گے، آپ کا بیان اللہ ہی کا بیان ہوگا اور یہ بات اسی وقت ممکن ہے کہ آپ ﷺ نے قرآن کی تبیین و تشریح وحی کے ذریعہ فرمائی ہو ورنہ اس کو اللہ کا بیان کیسے کہہ سکتے ہیں۔

(۳) ایک اور جگہ ارشاد ہے "وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی"۔ (النجم:۳،۴)

اور یہ اپنی خواہش سے کچھ نہیں بولتے، یہ تو خالص وحی ہے جو ان کے پاس بھیجی جاتی ہے۔

(۴) نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا"۔ (الحشر:۷)

رسول تم کو جو کچھ دیں وہ لے لو اور جس چیز سے تم کو روک دیں رک جاؤ۔

ان دونوں آیتوں میں واضح طور پر حدیث کا مقام معلوم ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کے ارشادات کو وحی الٰہی سے تعبیر فرمایا اور امت کو حکم دیا کہ حضور اکرم ﷺ جس بات کا حکم دیں اس کو اختیار کرو اور جس بات سے منع کریں اس سے رک جاؤ۔

احادیث میں حدیث رسول ﷺ کی حیثیت

(۱) آپ ﷺ کی ارشاد ہے: "اَلَا اِنِّیْ اُوْتِیْتُ الْکِتَابَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ۔ (ابوداؤد، باب فی لزوم السنۃ، حدیث نمبر: ۳۹۸۸)
خبردار رہو کہ مجھے قرآن کے ساتھ اس کا مثل بھی دیا گیا ہے۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: (۲) حدیث کے حفظ اور یادداشت کی ترغیب دیتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا: نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا حَدِیْثًا فَحَفِظَهٗ حَتّٰی یُبَلِّغَهٗ غَیْرَهٗ۔
(ترمذی، باب ما جاء فی الحث علی تبلیغ السماع، حدیث نمبر: ۲۵۸۰ شاملہ، موقع الاسلام)
اللہ تعالیٰ اس شخص کو تازگی بخشیں جس نے ہم سے کوئی حدیث سنی اسے یاد رکھا؛ یہاں تک کہ اسے کسی دوسرے تک پہنچایا۔

(۳) ایک اور حدیث میں ہے: فَلْیُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ
(مسلم، باب تغلیظ تحریم الدماء والأعراض والأموال، حدیث نمبر: ۳۱۸۰، شاملہ، موقع الاسلام)
جو حاضر ہے وہ اسے غائب تک پہنچادے۔

خطبۂ حجۃ الوداع کے موقع پر آنحضرت ﷺ نے متنبہ فرمایا کہ آپ کی یہ حدیث آج صرف اسی اجتماع کے لیے نہیں یہ کل انسانوں کے لیے راہ ہدایت ہے جو آج موجود ہیں اور سن رہے ہیں وہ ان باتوں کو دوسروں تک پہنچادیں۔

علاوہ ازیں ایک حدیث میں ہے۔

(۴) "كان جبريل عليه السلام ينزل على رسول الله صلى الله عليه وسلم بالسنة كما ينزل عليه بالقرآن، ويعلمه إياها كما يعلمه القرآن"۔ (مراسیل ابوداؤد، باب فی البدع، حدیث نمبر: ۵۰۷)

حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ پر سنتوں کا علم لے کر ایسے ہی نازل ہوتے تھے جیسے قرآن آپ ﷺ پر لے کر نازل ہوتے تھے اور اس کو ایسے ہی سکھاتے تھے جیسے قرآن کو سکھاتے تھے۔ ان میں واضح طور پر یہ مضمون بیان کیا گیا ہے کہ حدیثیں بھی قرآن کی طرح وحی ہیں۔

احکام اسلامیہ پر عمل کے لیے حدیث کی ضرورت

اسلامی احکامات پر عمل پیرا ہونے کے لیے اور قرآن کریم کو اچھی طرح سمجھنے کے لیے احادیث کا علم ضروری ہے، اس کو یوں سمجھا جاسکتا ہے کہ قرآن کریم میں اسی ۸۰ / سے زیادہ جگہوں میں نماز کا حکم دیا گیا، کہیں "اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ" (نماز قائم کرو) کہا گیا ہے تو کہیں "یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ" (نماز کو قائم کرتے ہیں) کہا گیا ہے؛ مگر سوال یہ ہے کہ نماز کس چیز کا نام

ہے؟ قیام، رکوع، سجدہ وغیرہ کس طرح کیا جاتا ہے، اس کی ترکیب کیا ہے؟ قرآن کریم میں کہیں یہ بات بیان نہیں کی گئی ہے؛ البتہ قرآن میں نماز کے ارکان کا مختلف الفاظ سے مختلف جگہ تذکرہ آیا ہے، نبیٔ پاک ﷺ نے نماز کے تمام ارکان کو جمع کر کے اس کو ادا کرنے کا طریقہ بتایا؛ نیز آپ ﷺ نے نماز کے فرائض، واجبات، سنن، مستحبات، آداب، مکروہات اور ممنوعات ہر ایک کو تفصیل سے بیان کیا؛ اسی طرح نماز مسجد میں قائم کرنے کا حکم دیا؛ تاکہ نماز کا اہتمام ہو اور اذان و جماعت کا نظام بنایا، امام و مؤذن کے احکام بیان کئے اور پانچوں نمازوں کے اوقات متعین کئے اور ان اوقات کے اوّل و آخر کو بیان کیا؛ غرض تقریباً دو ہزار حدیثیں ''یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ'' کی تفسیر کرتی ہیں ان دو ہزار احادیث کو اگر ''یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ'' کے ساتھ نہ لکھا جائے تو اقامتِ صلوٰۃ کی حقیقت سمجھ میں نہیں آسکتی، اور صرف نماز ہی نہیں؛ بلکہ اسلام کے تمام تفصیلی احکامات کا علم احادیث ہی سے مکمل ہوتا ہے۔

حدیث پڑھنے کا فائدہ

حدیث پڑھنے والا اور حضور ﷺ کے درمیان ایک نورانی سلسلہ قائم ہوجاتا ہے اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ بار بار درود شریف پڑھنے کی توفیق ملتی ہے، جو سعادتِ دارین کا باعث ہے جس کے بے شمار فوائد ہیں، اس طرح علم حدیث کی ضرورت اس لیے بھی ہے کہ اس سے زندگی میں نبوی طریقوں پر عمل پیرا ہونا آسان ہوجاتا ہے جس کا اللہ نے قرآن میں ''اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ'' (رسول کی اطاعت کرو) کے ذریعہ حکم دیا ہے، جب کسی ذاتِ بابرکت کے حالات کا عرفان ہوتا ہے تو اس کی تعلیمات پر چلنا اور احکامات کو بجالانا آسان ہوجاتا ہے، حدیث پڑھنے اور اس پر عمل کرنے والا حضور ﷺ کی اس دعا میں شامل ہوجاتا ہے: اللہ اس بندہ کو آسودہ حال رکھے جس نے میری بات (حدیث) سن کر یاد کیا پھر اسے اسی طرح دوسروں تک پہونچایا۔

تدوینِ حدیث

حدیث کی عظمت وفضیلت اور زندگی کے ہر شعبہ میں اس کی ضرورت کے پیشِ نظر حدیث کی حفاظت وصیانت اور کتابت کا اہتمام زمانۂ رسالت ہی سے کیا گیا؛ چنانچہ احادیث کی تحریر سے قطعِ نظر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے علم حدیث کے اصول اور حفظ وضبط کے لیے اللہ کی عطا کردہ غیر معمولی حافظہ کی تیزی اور ذہن کی سلامتی کا سہارا لیا۔

حفاظتِ حدیث کے طریقے

عہدِ رسالت اور عہدِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں حفاظتِ حدیث کے لیے تین طریقے (حفظِ روایت، تعامل اور تحریر و کتابت) اپنائے گئے تھے جو یہاں ذکر کئے جاتے ہیں۔

حفظِ روایت

حفاظتِ حدیث کا پہلا طریقہ احادیث کو یاد کرنا ہے اور یہ طریقہ اس دور کے لحاظ سے انتہائی قابلِ اعتماد تھا، اہلِ عرب کو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی حافظے عطا فرمائے تھے، وہ صرف اپنے ہی نہیں بلکہ اپنے گھوڑوں تک کے نسب نامے ازبر یاد کرلیا کرتے تھے، ایک ایک شخص کو ہزاروں اشعار حفظ ہوتے تھے، یہی نہیں بلکہ؛ یہ حضرات بسا اوقات کسی بات کو صرف ایک بار سن کر یا دیکھ کر پوری

طرح یاد کر لیتے تھے، تاریخ میں اس کی بے شمار مثالیں ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے متعلق مشہور ہے کہ ان کے سامنے عمر بن ابی ربیعہ شاعر آیا اور ستر اشعار کا ایک طویل قصیدہ پڑھ گیا، شاعر کے جانے کے بعد ایک شعر کے متعلق گفتگو چلی، ابن عباس رضی اللہ عنہمانے فرمایا کہ مصرعہ اس نے یوں پڑھا تھا، جو مخاطب تھا اس نے پوچھا کہ تم کو پہلی دفعہ میں کیا پورا مصرعہ یاد رہ گیا؟ بولے کہو تو پورے ستر شعر سنادوں اور سنادیا۔

علماء اسلام کا خیال ہے کہ علاوہ اس کے کہ عرب کا حافظہ قدرتی طور پر غیر معمولی تھا یہ بھی سمجھا جاتا ہے کہ قرآن مجید کے متعلق جس نے ''وَاِنَّالَہٗ لَحٰافِظُوْنَ'' کا اعلان کیا تھا اسی نے قرآن کی عملی شکل یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی حفاظت جن کے سپرد کی تھی ان کے حافظوں کو غیبی تائیدوں کے ذریعہ سے بھی کچھ غیر معمولی طور پر قوی تر کر دیا تھا، وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال کو محفوظ کرنا اپنے لیے راہ نجات سمجھتے تھے، خاص طور پر جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ان کے سامنے آچکا تھا: ''نَضَّرَ اللّٰہُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِي فحفظها ووعاها واداها كما سمع''۔ (ترمذی، باب ماجاء فی الحث علی تبلیغ السماع، حدیث نمبر: ۲۵۲۸۔ ابن ماجہ، باب من بلغ علما، حدیث نمبر: ۲۲۶۔ مسند احمد، حدیث جبیر بن مطعم، حدیث نمبر: ۱۶۷۸۴۔ مسند شافعی، فدب حامل فقہ غیر فقیہ، حدیث نمبر: ۱۱۱۵)

اللہ اس بندہ کو آسودہ حال رکھے جس نے میری بات (حدیث) سن کر یاد کیا پھر اسے اسی طرح دوسروں تک پہنچایا۔

طریقہ تعامل

حفاظتِ حدیث کا ایک اور طریقہ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اختیار کیا تھا وہ تعامل تھا؛ یعنی صحابہ کرام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال پر بجنسہا عمل کر کے اسے یاد کرتے تھے، ترمذی شریف اور دیگر حدیث کی کتابوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ انھوں نے کوئی عمل کیا اور اس کے بعد فرمایا: ''هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ'' بلاشبہ یہ طریقہ بھی نہایت قابل اعتماد ہے اس لیے کہ انسان جس بات پر خود عمل پیرا ہوتا ہے تو وہ ذہن میں اچھی طرح راسخ ہوجاتی ہے۔

طریقہ کتابت

حدیث کی حفاظت کتابت وتحریر کے ذریعہ سے بھی کی گئی ہے، تاریخی طور پر کتابتِ حدیث کو چار مراحل پر تقسیم کیا جاتا ہے:

(۱) متفرق طور سے احادیث کو قلمبند کرنا۔

(۲) کسی ایک شخصی صحیفہ میں احادیث کو جمع کرنا جس کی حیثیت ذاتی یادداشت کی ہو۔

(۳) احادیث کو کتابی صورت میں بغیر تبویب (ابواب) کے جمع کرنا۔

(۴) احادیث کو کتابی شکل میں تبویب (ابواب) کے ساتھ جمع کرنا۔

عہد رسالت اور عہد صحابہ میں کتابت کی پہلی دو قسمیں اچھی طرح رائج ہو چکی تھیں، منکرینِ حدیث عہد رسالت میں کتابتِ حدیث کو تسلیم نہیں کرتے اور مسلم وغیرہ کی اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں جو ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لَا تَكْتُبُوْا عَنِّيْ وَمَنْ كَتَبَ عَنِّي غَيْرَ الْقُرْآنِ فَلْيَمْحُهُ'' منکرینِ حدیث کا یہ کہنا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا

کتابتِ حدیث سے منع فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ اس دور میں حدیثیں نہیں لکھی گئیں؛ نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ احادیث حجت نہیں؛ ورنہ آپ انھیں اہتمام کے ساتھ قلمبند فرماتے؛ لیکن حقیقت یہ ہے کہ کتابتِ حدیث کی یہ ممانعت ابتداء اسلام میں تھی۔

ذیل میں ہم کتابتِ حدیث سے ممانعت کی وجوہ اور اس کے متعلق اعتراضات کے جوابات پیش کر رہے ہیں، کاتبین کی سہولت کے باوجود عمومی طور پر حدیث کی کتابت اور تدوین کی جانب توجہ نہ دینے کے درج ذیل اسباب ہیں:

(۱) اپنے فطری قوتِ حافظہ کی حفاظت مقصود تھی؛ کیونکہ قیدِ تحریر میں آجانے کے بعد یادداشت کے بجائے نوشتہ پر اعتماد ہوجاتا۔

(۲) قرآن کریم کے لفظ اور معنی دونوں کی حفاظت مقدم اور ضروری تھی اس لیے لکھنے کا اہتمام کیا گیا، جب کہ حدیث کی روایت بالمعنی بھی جائز تھی؛ اس لیے حدیث کے نہ لکھے جانے میں کوئی نقصان نہیں تھا۔

(۳) عام مسلمانوں کے اعتبار سے یہ اندیشہ تھا کہ قرآن اور غیر قرآن یعنی حدیث ایک ہی چمڑے یا ہڈی پر لکھنے کی وجہ سے خلط ملط ہوسکتے ہیں؛ اس لیے احتیاطی طور پر رسول اللہ ﷺ نے قرآن کریم کے علاوہ احادیث نبویہ کو لکھنے سے منع فرمایا؛ چنانچہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث جس میں کتابتِ حدیث سے ممانعت فرمائی گئی اسی مصلحت پر مبنی ہے۔

(۴) ابتداء اسلام میں تحریرِ حدیث کی ممانعت تھی پھر حضور ﷺ نے عوارضات کے ختم ہونے کے بعد تحریر حدیث کی اجازت مرحمت فرمائی جس کے متعلق درج ذیل احادیث سے تائید ہوتی ہے:

(۱) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص فرماتے ہیں، میں رسول اللہ ﷺ سے جو کچھ سنتا تھا اسے محفوظ رکھنے کی غرض سے لکھ لیا کرتا تھا، قریش کے لوگوں نے مجھے منع کیا کہ تم ہر بات رسول اللہ ﷺ سے لکھ لیا کرتے ہو؛ حالانکہ رسول اللہ ﷺ ایک انسان ہیں، ان پر بھی خوشی اور غصہ دونوں حالتیں طاری ہوتی ہیں؛ چنانچہ میں لکھنے سے رُک گیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر یہ بات میں نے عرض کی تو آپ ﷺ نے اپنی انگشتِ مبارک سے اپنے دہنِ مبارک کی طرف اشارہ کرکے فرمایا:

''اُكْتُبْ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا يَخْرُجُ مِنْهُ إِلَّا حَقٌّ''۔ (ابوداؤد، باب فی کتاب العلم حدیث نمبر: ۳۱۶۱)

تم لکھتے رہو؛ کیونکہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، میرے منہ سے حق بات ہی کا صدور ہوتا ہے۔

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں مجھ سے زیادہ حدیثوں کا جامع کوئی نہیں ہے سوائے عبداللہ بن عمرو کے؛ کیونکہ وہ لکھتے تھے اور میں لکھتا نہیں تھا۔ (بخاری شریف، کتاب العلم، باب کتابۃ العلم: ۱/ ۲۲)

(۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے منقول ہے کہ ایک انصاری شخص نے نبی کریم ﷺ سے اپنے حافظہ کی کمزوری کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسْتَعِنْ بِيَمِينِكَ'' (یعنی اسے لکھ لو)۔

(ترمذی، باب ما جاء فی الرخصۃ فیہ، حدیث نمبر: ۲۵۹۰)

اس قسم کی احادیث اس بات کی واضح دلیل ہیں کہ کتابتِ حدیث کی ممانعت کسی امرِ عارض کی بنا پر تھی اور جب وہ عارض مرتفع ہوگیا تو اس کی اجازت؛ بلکہ حکم دیا گیا؛ اسی لیے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں حدیث کے کئی مجموعے (جو ذاتی نوعیت کے تھے) تیار ہو چکے تھے، جیسے صحیفۂ صادقہ، صحیفۂ علی، کتاب الصدقہ، صحفِ انس بن مالک، صحیفۂ سمرہ بن جندب، صحیفۂ سعد بن عبادہ اور صحیفۂ ہمام بن منبہ رضی اللہ عنہم، یہ صحیفے اس بات کی وضاحت کے لیے کافی ہیں کہ عہدِ رسالت اور عہدِ صحابہ میں کتابتِ حدیث کا طریقہ خوب اچھی طرح رائج ہو چکا تھا؛ لیکن اتنی بات ضروری ہے کہ خلفائے ثلاثہ کے دور میں قرآن کی طرح تدوین واشاعتِ حدیث کا اہتمام نہیں ہوا؛ لیکن حضور ﷺ کی زندگی عہدِ صحابہ میں بجائے ایک نسخہ کے ہزاروں نسخوں کی صورت میں موجود ہو چکی تھی اس اعتبار سے تدوینِ حدیث کی ایک صورت خود صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگی تھی۔

مدوّنِ اوّل

سب سے پہلے حدیث کی تدوین اور اس کو کتابی شکل میں جمع کرنے کا حکومت کی جانب سے حکم حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ (۱۰۱ھ) نے دیا ہے، آپ کے مبارک دور میں احادیث کی باضابطہ تدوین کی تحریک پیدا ہوئی ہے، اس لیے کہ اب قرآن کریم سے احادیث کے اختلاط والتباس کا اندیشہ نہ تھا، صحیح بخاری میں ہے۔

(اكْتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ إِلَى أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ انْظُرْ مَا كَانَ مِنْ حَدِيثِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاكْتُبْهُ فَإِنِّي خِفْتُ دُرُوسَ الْعِلْمِ وَذَهَابَ الْعُلَمَاءِ.. الخ (بخاری، باب کیف یقبض العلم، ۱/۱۷۵)

حضرت عمر بن عبد العزیز نے ابو بکر بن حزم کو لکھا کہ آنحضرت ﷺ کی احادیث پر نظر رکھیں اور انہیں لکھ لیں؛ کیونکہ مجھے علم کے مٹ جانے اور علماء کے اٹھ جانے کا ڈر ہے۔

الغرض! اس طرح تدوینِ حدیث کے اس اہم کام کا آغاز ہوا جس کے نتیجہ میں پہلی ہجری کے آخر میں حدیث کی بہت سی کتابیں وجود میں آگئی تھیں، جیسے: کتب ابی بکر، رسالہ سالم بن عبد اللہ فی الصدقات، دفاتر الزہری، کتاب السنن لمکحول، ابواب الشعبی۔

یہ حدیث کی کتابوں میں تبویب کی ابتداء تھی، دوسری صدی ہجری میں تدوینِ حدیث کا یہ کام نہایت تیزی اور قوت کے ساتھ شروع ہوا؛ چنانچہ اس دور میں حدیث کی لکھی گئی کتابوں کی تعداد بیس سے بھی زیادہ ہے جن میں سے چند مشہور کتابیں یہ ہیں:

کتاب الاثار لابی حنیفہ، المؤطا للامام مالک، جامع معمر بن راشد، جامع سفیان الثوری، السنن لابن جریج، السنن لوکیع بن الجراح اور کتاب الزہد لعبد اللہ بن المبارک، وغیرہ۔

تدوینِ حدیث کا کام تیسری صدی ہجری میں اپنے شباب کو پہنچ گیا جس کے نتیجہ میں اسانید طویل ہوگئیں، ایک حدیث کو متعدد طرق سے روایت کیا گیا؛ نیز شیوعِ علم کی بنا پر فنِ حدیث پر لکھی گئی کتابوں کو نئی تبویب اور نئے انداز سے ترتیب دیا گیا اس طرح حدیث کی کتابوں کی بیس سے زیادہ قسمیں ہوگئیں پھر اسماء الرجال کے علم نے باقاعدہ صورت اختیار کر لی اور اس پر بھی متعدد کتابیں لکھی گئیں؛ الغرض اسی دور میں صحاحِ ستہ کی بھی تالیف ہوئی جس سے آج تک امت مستفید ہو رہی ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حدیث کی حفاظت وصیانت اور کتابت کا آغاز زمانہ رسالت ہی سے ہوگیا تھا اور حدیث کی حفاظت کے لیے حفظ روایت، طریقہ تعامل اور تحریر سے کام لیا گیا، اور تیسری صدی ہجری تک حدیثوں کو پورے طور پر مدون کر دیا گیا۔

سنت اور حدیث میں فرق

سنت کا لفظ عمل متوارث پر آتا ہے اس میں نسخ کا کوئی احتمال نہیں رہتا، حدیث کبھی ناسخ ہوتی ہے کبھی منسوخ؛ مگر سنت کبھی منسوخ نہیں ہوتی، سنت ہے ہی وہ جس میں توارث ہو اور تسلسل تعامل ہو، حدیث کبھی ضعیف بھی ہوتی ہے کبھی صحیح، یہ صحت وضعف کا فرق ایک علمی مرتبہ ہے، ایک علمی درجہ کی بات ہے، بخلاف سنت کے کہ اس میں ہمیشہ عمل نمایاں رہتا ہے۔ (آثار الحدیث: ۶۲)

حدیث میں درجہ بندی کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

فتوحات کی کثرت کی بنا پر جب مختلف قبیلوں اور دور دراز علاقوں میں اسلام پھیلنے لگا تو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مختلف جگہوں میں قیام پذیر ہوگئے، اس طرح مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ علم حدیث کے حامل کبار صحابہ اس دنیا سے پردہ فرمانے لگے جس کے نتیجہ میں علم حدیث کے حاملین کی کمی ہونے لگی، دھیرے دھیرے حق کے خلاف باطل سر ابھارنے لگا، لوگ اپنے اپنے مقاصد کے لیے حدیثیں اپنی طرف سے بنا کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس کی نسبت کرنے لگے، مثلاً بددین لوگوں نے اپنے عقائد کے تائید میں، سیاسی گروہ سے تعلق رکھنے والوں نے اپنے پیشوا کی فضیلت اور مخالفین کی مذمت میں، بادشاہوں کو خوش کرنے کی لیے اور غیر محتاط مقررین اپنی تقریر میں رنگ جمانے کے لیے حدیثیں گڑھنے لگے، تو ان نازک حالات کے پیش نظر علماء وقت نے حدیث کی تدوین نیز اسے کتابی شکل میں لانے کی ضرورت کو محسوس کیا؛ چنانچہ علماء اور طالبین حدیث اس کام کے لیے کمر بستہ ہوگئے، انہوں نے حدیث کی حفاظت کی اہمیت کے پیش نظر دور دراز کے متعدد اسفار کیے، اس وقت محدثین کرام علم حدیث کی خدمت کو شب بیداری سے افضل سمجھتے تھے اور انہوں نے اپنی عمر عزیز کا بیشتر حصہ اس اہم کام کے لیے صرف کر دیا، اور من گھڑت روایتیں پیش کرنے والے راویوں کی حقیقت کو کھول کر رکھ دیا، صحیح اور موضوع روایتوں کو الگ الگ کر دیا، صحیح اور ضعیف احادیث کی پہچان کے لیے اصول مقرر کیے، جس کو حدیث کا علم کہتے ہیں، ان علوم کو جانے بغیر کوئی شخص احادیث میں کلام نہیں کر سکتا۔

موجودہ زمانے میں احادیث پر صحیح یا ضعیف کا حکم لگانا

موجودہ زمانے میں کسی حدیث کو علم حدیث میں مہارت کے بغیر صحیح یا ضعیف ہونے کا حکم نہیں لگایا جا سکتا، اس لیے کہ کتابوں میں نقل کرنے سے پہلے ائمہ جرح وتعدیل راویوں کی پوری چھان بین کرتے تھے۔ ان کی صفات باوثوق ذریعے سے معلوم کرتے، اور علم حدیث کے تمام شرائط پر اس راوی اور روایت کو پرکھا اور جانچا جاتا تھا، اس کے بعد حدیث کا درجہ متعین کیا جاتا تھا، الغرض! ماہرین علم حدیث نے مجموعی طور پر جس حدیث کو ضعیف یا صحیح لکھا ہے، موجودہ زمانہ میں اسی حدیث کو ضعیف یا صحیح کہا جا سکتا ہے۔

البتہ جن احادیث کے بارے میں صحت وضعف کا پتہ نہ چل سکے اور باوجود تلاش وجستجو کے کسی کی کوئی تصریح اس حدیث کے

متعلق نہ مل سکے تو پھر کتب اسماء رجال سے ہر راوی کے متعلق جملہ آراء کو جمع کیا جائے اور معتدل وحقیقت پسندانہ تبصرہ کرنے والوں کی رائے کو اہمیت دی جائے اور اس کی روشنی میں کسی حدیث کے بارے میں صحت وضعف کا فیصلہ کیا جائے؛ یہی محتاط طریقہ ہے، بلا تحقیق وجستجو کے کسی حدیث پر حکم لگانا نہایت غلط طریقہ ہے۔

علوم حدیث

مجموعی طور پر علم حدیث کی درج ذیل قسمیں بیان کی جاتی ہیں۔

۱۔نقل حدیث کی کیفیت وصورت۔ نیز یہ کہ وہ کس کا فعل وتقریر ہے۔ ۲۔نقل حدیث کے شرائط۔ ساتھ ہی یہ بھی کہ نقل کی کیا کیفیت رہی۔ ۳۔اقسام حدیث باعتبار سند ومتن۔ ۴۔احکام اقسام حدیث۔ ۵۔احوال راویان حدیث۔ ۶۔شرائط راویان حدیث۔ ۷۔مصنفات حدیث۔ ۸۔اصطلاحات فن۔

راویوں کی تعداد کے اعتبار سے حدیث کی قسمیں

حدیث نقل کرنے والے کو راوی کہتے ہیں، اس لحاظ سے حدیث کی چار قسمیں ہیں، متواتر، مشہور، غریب، عزیز۔

متواتر: وہ حدیث ہے جس کو رسول اللہ ﷺ سے آج تک اتنی بڑی جماعت نقل کرتی آئی ہو کہ عادتاً ان کا جھوٹ پر متفق ہو جانا ناقابل تصور ہو۔

مشہور: وہ حدیث ہے جس کو ہر زمانے میں تین یا اس سے زیادہ راویوں نے نقل کیا ہو، اگر سلسلہ سند میں کہیں بھی راویوں کی تعداد کسی زمانے میں تین سے کم ہو گئی ہو تو خبر مشہور باقی نہیں رہے گی۔

عزیز: وہ حدیث ہے جس کی روایت کرنے والے کسی زمانے میں دو سے کم نہ ہوں۔

غریب: وہ حدیث ہے جس کے سلسلہ سند میں کسی زمانے میں بھی راوی کی تعداد صرف ایک رہ گئی ہو، حدیث غریب کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ غیر معتبر ہوتی ہے؛ بلکہ حدیث غریب کبھی صحیح کبھی حسن اور کبھی ضعیف کے درجے کی ہوتی ہے۔

مقبول حدیث کی پہچان اور اس کی قسمیں

مقبول یعنی وہ حدیث جس کی رسول اللہ ﷺ کی طرف نسبت کا درست ہونا راجح ہو، اس کی چار قسمیں ہیں، صحیح لذاتہ، صحیح لغیرہ، حسن لذاتہ، حسن لغیرہ۔

صحیح لذاتہ: وہ حدیث ہے جس کو عادل اور قوی الحفظ راویوں نے اس طرح نقل کیا ہو کہ سند میں کہیں انقطاع نہ ہو اور وہ علت اور شذوذ سے محفوظ ہو۔

(عادل سے مراد جو گناہوں اور دنائت کی باتوں سے بچتا ہو، قوی الحفظ وہ ہے جو سنی ہوئی بات کو بغیر کمی بیشی کے محفوظ رکھ سکتا ہو اصطلاح میں اس کو ضبط کہتے ہیں، علت روایت میں پائی جانے والی ایسی پوشیدہ کمزوری کو کہتے ہیں جس پر اہل فن ہی واقف ہو سکیں، شذوذ کا مطلب یہ ہے کہ راوی نے سند یا حدیث کے مضمون میں اپنے سے بہتر راوی کی مخالفت کی ہو)۔

صحیح لغیرہ: وہ حدیث ہے جس کا راوی ضبط میں تھوڑا کمزور ہو؛ لیکن دوسری کئی سندوں سے منقول ہونے کی وجہ سے صحیح کے درجے میں آجائے۔

حسن لذاتہ: وہ حدیث ہے جس کا راوی عادل ہو؛ لیکن ضبط میں کچھ کم ہو اور اس میں شذوذ وعلت پائی جائے۔

حسن لغیرہ: وہ حدیث ہے جس کی سند میں کوئی راوی عدل یا ضبط کے اعتبار سے کمزور ہو؛ لیکن کثرت طرق کی وجہ سے اس کی تلافی ہوجائے۔

ضعیف حدیث کی پہچان اور اس کی قسمیں

حدیث ضعیف: وہ حدیث ہے جس کی سند میں اتصال نہ ہو یا راوی عادل نہ ہو یا راوی کا حافظہ بہتر اور قابل اعتماد نہ ہو، حدیث ضعیف کی بہت قسمیں ہیں، بنیادی طور پر دو اسباب کی وجہ سے حدیث ضعیف کہلاتی ہے: (۱) سند میں کسی مقام پر راوی کا چھوٹ جانا (۲) حدیث کے راویوں میں جن اوصاف کا پایا جانا ضروری ہے وہ نہ پائے جائیں۔

چند اصطلاحاتِ حدیث

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جو چیز منقول ہو اسے "حدیث مرفوع" اور جو صحابی سے منقول ہو اسے "حدیث موقوف" اور جو تابعی سے منقول ہو اسے "حدیث مقطوع" کہتے ہیں، حدیث کے ناقل کو "راوی" اور حدیث کو "روایت" کہتے ہیں اور ناقلین کے نام کے مجموعہ کو "سند" اور اصل مضمون کو "متن" کہتے ہیں۔

کتب احادیث کی چند قسمیں

صحیح: وہ کتب حدیث ہیں جن میں مؤلف نے صحیح احادیث کے نقل کرنے کا اہتمام کیا ہو، جیسے مؤطا امام مالک، بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، صحیح ابن خزیمہ اور صحیح ابن حبان، ان کتابوں میں مؤلفین نے اپنی دانست میں صحیح وحسن روایات کو نقل کرنے کا اہتمام کیا ہے اور اگر کہیں کسی مصلحت سے قصداً ضعیف روایت نقل کی ہیں تو ان کا ضعف بھی ظاہر کردیا ہے۔

جامع: وہ کتابیں جن میں آٹھ قسم کی مضامین ہوں "عقائد، احکام، رقاق، آداب، تفسیر، سیر، مناقب، فتن" بخاری اور ترمذی بحیثیت جامع زیادہ ممتاز ہیں۔

سنن: وہ کتب جن میں فقہی ترتیب سے روایات جمع کی گئی ہوں، جیسے ابوداؤد اور ترمذی وغیرہ۔

مصنف: ایسی کتابیں جو فقہی ترتیب پر مرتب کی جاتی ہیں؛ مگر ان میں احادیث مرفوعہ کے ساتھ صحابہ وتابعین کے فتاویٰ بھی مذکور ہوں، جیسے مصنف عبدالرزاق اور مصنف ابن ابی شیبہ۔

مسند: وہ کتابیں ہیں جن میں ہر صحابی کی مرویات کو ایک جگہ جمع کیا گیا ہو جیسے مسند احمد بن حنبل وغیرہ۔

معجم: جس میں ایک استاذ کی مرویات کو راوی نے جمع کیا ہو جیسے طبرانی کی معجم وغیرہ۔

تَفْرِيعِ اَبْوَابِ السُّتْرَةِ

سترہ سے متعلق جزوی مسائل

سترہ کا معنی ومفہوم اور احکام کا بیان

نمازی کے لیے واجب ہے کہ وہ نماز پڑھتے وقت اپنے آگے کوئی چیز رکھے اور اس کی آڑ لے کر نماز پڑھے تا کہ اگر کوئی شخص سامنے سے گزرنا چاہے تو اس کے دوسری جانب سے گزر جائے اور نمازی کے آگے سے گزرنے کی وجہ سے گناہگار نہ ہو۔ ایسی چیز یا آڑ کو سترہ کہا جاتا ہے۔

سترہ کا بیان یہاں سترہ سے مراد ہر وہ چیز ہے جسے نمازی کے سامنے کھڑا کیا جائے جیسے دیوار، ستون، یا لکڑی لوہا وغیرہ۔ نماز کے آگے سترہ اس لئے کھڑا کیا جاتا ہے کہ اس کی وجہ سے سجود کی جگہ متمیز ہو جائے اور نمازی کے آگے سے گزرنے والا آدمی گنہگار نہ ہو۔ سترے کہ لمبائی کم سے کم ایک ہاتھ اور موٹائی کم از کم ایک انگشت ہونا ضروری ہے۔ مقتدیوں کے لئے امام کا سترہ کافی ہے یعنی اگر امام کے آگے سترہ کھڑا ہو تو مقتدیوں کے آگے سے گزرنا جائز ہے اگر چہ ان کے سامنے کوئی چیز حائل نہ ہو۔ امام اور سترہ کے درمیان سے گزر جانا جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر ایسی صورت ہو کہ کوئی نمازی پیچھے سے پہلی صف میں خالی جگہ دیکھے تو اس کے لئے جائز ہے کہ پچھلی صفوں کے سامنے سے گزرتا ہوا پہلی صف میں خالی جگہ پہنچ کر کھڑا ہو جائے کیونکہ یہ پچھلی صف والوں کا قصور ہے کہ انہوں نے آگے بڑھ کر پہلی صف میں جگہ کو پر کیوں نہ کیا۔

رسول اللہ ﷺ سترہ رکھ کر نماز ادا فرمایا کرتے تھے اور اس کے بالکل قریب اس طرح کھڑے ہوتے تھے کہ ان کے (سجدہ کرنے کی جگہ) اور (سترہ بنائی گئی) دیوار کے درمیان تین ہاتھ کا فاصلہ ہوتا تھا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ سجدے کی جگہ اور دیوار کے درمیان صرف بکری کے گزرنے کی گنجائش ہوتی۔

سترہ رکھنے کا حکم ہر نمازی کے لیے ہے خواہ وہ مسجد میں ہو یا مسجد سے باہر کسی جگہ پر نماز ادا کر رہا ہو۔ مسجد الحرام میں نماز پڑھنے والوں کو بھی سترے کا التزام کرنا چاہیے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے فرمان مبارک میں کسی بھی جگہ کو اس حکم سے مستثنیٰ نہیں فرمایا ہے جیسا کہ درج ذیل حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

"لَا تُصَلِّ إِلَّا إِلَى سُتْرَةٍ ، وَلَا تَدَعْ أَحَدًا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْكَ . فَإِنْ أَبَى فَلْتُقَاتِلْهُ ؛ فَإِنَّ مَعَهُ الْقَرِينَ"[3]

ترجمہ: تو کبھی بھی سترہ رکھے بغیر نماز نہ پڑھ اور (پھر) کسی کو اپنے آگے سے نہ گزرنے دے، اگر وہ (گزرنے والا) باز نہ آئے تو اس سے لڑ، کیونکہ اس کے ساتھ شیطان ہے"

سترے کے قریب کھڑے ہو کر نماز ادا کرنا شیطان کی وسوسہ اندازی سے بچنے کا سبب ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ إِلَى سُتْرَةٍ فَلْيَدْنُ مِنْهَا لَا يَقْطَعُ الشَّيْطَانُ عَلَيْهِ صَلَاتَهُ[4]

جب تم میں سے کوئی (شخص) سترے کی طرف نماز پڑھے، تو اس کے قریب ہو جائے (تاکہ) شیطان (وسوسہ اندازی کر کے) اس کی نماز (میں توجہ اور خشوع وخضوع) نہ توڑ دے۔

کس چیز کو سترہ بنایا جاسکتا ہے

رسول اللہ ﷺ مسجد میں نماز پڑھتے وقت کبھی کبھار ستون کے قریب کھڑے ہو کر اسے سترہ بنا لیتے اور نماز ادا فرماتے تھے [5] اور جب کبھی ایسے کھلے میدان میں نماز ادا فرماتے جہاں کوئی چیز سترہ بنانے کے لیے موجود نہ ہوتی تو اپنے سامنے نیزہ گاڑ لیتے پھر اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے اور صحابہ کرام ان (ﷺ) کے پیچھے نماز ادا کرتے [6]۔

کبھی کبھار اپنی سواری کو سامنے بٹھا کر اس کے پہلو کی طرف کھڑے ہو کر نماز ادا فرماتے [7]۔ البتہ اونٹوں کے باڑے میں نماز ادا کرنے سے منع فرمایا [8]۔ اونٹ کی کاٹھی کی پچھلی لکڑی کو سترہ بنا کر بھی نماز ادا فرمائی [9]۔ ایک مرتبہ ایک درخت کو سترہ بنایا [10] اور کبھی اس بستر کی طرف منہ کر کے نماز ادا فرماتے جس پر ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا چادر اوڑھے لیٹی ہوتی تھیں۔ [11] سترے کی مقدار کا تعین کرتے ہوئے فرمایا:

إِذَا وَضَعَ أَحَدُكُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلَ مُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ فَلْيُصَلِّ وَلَا يُبَالِ مَنْ مَرَّ وَرَاءَ ذَلِكَ[12]

ترجمہ: جب تم میں سے کوئی (شخص) نماز ادا کرتے وقت اپنے سامنے اونٹ کی کاٹھی کی پچھلی لکڑی کے بقدر (اونچائی) میں کوئی چیز رکھ لے تو نماز پڑھ لیا کرے اور کچھ پرواہ نہ کرے کہ اس (کے سترے کے) دوسری جانب کون گزر رہا ہے۔

اس حدیث سے جہاں سترے کی کم از کم اونچائی معلوم ہوتی ہے وہیں اس سے یہ بات بھی نکلتی ہے کہ زمین پر خط کھینچ کر اسے سترہ قرار دینا درست نہیں ہے۔ سنن ابی داؤد میں جو حدیث اس بارے میں آئی ہے وہ ضعیف ہے۔

نمازی اور سترے کے درمیان سے گزرنے والے کو روکنا

نمازی اور سترے کے درمیان سے گزرنے والے کو سختی کے ساتھ روکنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ اپنے اور سترے کے درمیان کسی چیز کو نہیں گزرنے دیتے تھے۔ ناسمجھ بچے یا جانور وغیرہ کو روکنے کے لیے نماز میں چند قدم آگے بڑھنے کی بھی اجازت ہے۔ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نماز ادا فرما رہے تھے کہ ایک بکری دوڑتی ہوئی آئی اور سامنے سے گزرنے کی کوشش کی۔ نبی اکرم ﷺ نے جلدی فرمائی اور (سترے والی) دیوار کے قریب ہو گئے (تاکہ بکری کے گزرنے کا راستہ نہ رہے) یہاں تک کہ اپنا بطن مبارک دیوار سے لگا دیا [13]۔ اس پر بکری کو ان (ﷺ) کے پیچھے سے گزرنا پڑا۔

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے فرض نماز پڑھائی تو نماز میں اپنا ہاتھ آگے کر کے پھر پیچھے کر لیا۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد صحابہ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسول! کیا نماز میں کوئی نیا حکم آ گیا ہے"؟ فرمایا:

لَا اِلَّا اَنَّ الشَّيْطَانَ اَرَادَ اَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيَّ فَخَنَقْتُهُ حَتّٰى وَجَدْتُ بَرْدَ لِسَانِهِ عَلٰى يَدِي وَايْمُ اللّٰهِ لَوْلَا مَا سَبَقَنِي اِلَيْهِ اَخِي سُلَيْمَانُ لَارْتُبِطَ اِلٰى سَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ حَتّٰى يُطِيفَ بِهِ وِلْدَانُ اَهْلِ الْمَدِينَةِ(فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ لَا يَحُولَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ اَحَدٌ فَلْيَفْعَلْ۔[14]

ترجمہ: نہیں، بلکہ (بات یہ ہے کہ) شیطان میرے سامنے سے گزرنا چاہتا تھا تو میں اس کا گلا گھونٹ دیا، یہاں تک کہ میں نے اس کی زبان کی ٹھنڈک اپنے ہاتھ پر محسوس کی۔ اللہ کی قسم! اگر میرے بھائی سلیمان علیہ السلام نے (جنات کو ماتحت رکھنے میں) سبقت نہ کی ہوتی تو اسے مسجد کے ستونوں میں سے کسی ستون کے ساتھ باندھ دیا جاتا اور اہل مدینہ کے بچے اسے بازاروں میں پھراتے۔ پس تم میں سے جو کوئی استطاعت رکھتا ہو کہ اس کے اور قبلے (کی سمت میں اس کے آگے) سے کوئی چیز نہ گزرے تو اسے ضرور ایسا کرنا چاہیے[15]

نمازی کے آگے سے گزرنے کا گناہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ اَنْ يَقِفَ اَرْبَعِينَ خَيْرًا لَهُ مِنْ اَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ [16]

ترجمہ: اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والا جان لے کہ اس پر (کتنا گناہ) ہے وہ چالیس (سال) کھڑا رہنے کو آگے سے گزرنے سے بہتر سمجھے۔

سترے کی غیر موجودگی میں نماز توڑنے والی چیزیں

اگر کوئی شخص سترہ رکھے بغیر نماز پڑھ رہا ہو اور اس کے سامنے سے بالغ عورت، گدھا یا سیاہ کتا گزر جائے تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی۔ البتہ بیوی سامنے لیٹی ہو تو اسے سترہ بنا کر نماز پڑھنے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔ گویا نماز ٹوٹنے کا تعلق گزرنے سے ہے لیٹنے سے نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يَقْطَعُ الصَّلَاةَ اِذَا لَمْ يَكُنْ بَيْنَ يَدَيِ الرَّجُلِ مِثْلُ مُؤَخِّرَةِ الرَّحْلِ الْمَرْاَةُ وَالْحِمَارُ وَالْكَلْبُ الْاَسْوَدُ قَالَ قُلْتُ مَا بَالُ الْاَسْوَدِ مِنَ الْاَحْمَرِ قَالَ سَاَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا سَاَلْتَنِي فَقَالَ الْكَلْبُ الْاَسْوَدُ شَيْطَانٌ [17]

ترجمہ: اگر نمازی کے سامنے اونٹ کی کاٹھی کی پچھلی لکڑی کے بقدر اونچا سترہ نہ ہو تو (بالغ) عورت، گدھے اور سیاہ کتے کے سامنے سے گزر جانے پر اس کی نماز ٹوٹ جائے گی۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے سیاہ کتے کو خاص کرنے کی وجہ پوچھی تو فرمایا" سیاہ کتا شیطان ہوتا ہے

اس حدیث میں نماز ٹوٹنے سے مراد نماز باطل ہونا ہے یعنی اس کو دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔ امام نے اپنے آگے سترہ رکھا ہو تو وہ مقتدیوں کو الگ سے سترہ رکھنے کی ضرورت نہیں بلکہ ان کے لیے امام کا سترہ ہی کافی ہے، یعنی ایسی صورت میں مقتدیوں کے

سامنے سے گزرنے پر ان کی نماز فاسد نہیں ہوتی۔[18]

قبر کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کی ممانعت

قبر کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے خواہ وہ انبیاء علیہم السلام میں سے کسی کی قبر ہی کیوں نہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ذی شان ہے:۔ لَا تُصَلُّوا اِلَى الْقُبُوْرِ وَلَا تَجْلِسُوْا عَلَيْهَا [19]

ترجمہ: قبروں کی طرف منہ کر کے نماز مت ادا کرو اور نہ ان پر بیٹھو۔

خلاصہ کلام

خلاصہ کلام یہ کہ کسی بھی آڑ بننے والی چیز کو سترہ بنایا جا سکتا ہے بشرطیکہ وہ زمین کے ساتھ لگی ہو اور اس کی کم سے کم اونچائی اونٹ کی کاٹھی کی پچھلی لکڑی کے برابر (تقریباً ڈیڑھ بالشت) ہو۔ زمین میں لاٹھی گاڑ کر اسے سترہ بنایا جا سکتا ہے، درخت، ستون، اور پہلو کی طرف سے سواری کے جانور کو بھی سترے کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ بیٹھے یا لیٹے ہوئے شخص کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز ادا کی جا سکتی ہے۔

حوالہ جات

صحیح بخاری کتاب الصلاۃ باب الصلاۃ بین السواری فی غیر جماعۃ۔ صحیح سنن نسائی حدیث 749، ابن سعد (1/253)، وھو مخرج فی "الارواء" (543)۔ صحیح بخاری کتاب الصلاۃ باب قدر کم ینبغی ان یکون بین المصلی والسترۃ، ورواہ مسلم ایضاً۔ صحیح ابن خزیمہ جلد دوم ص 9 مطبوعۃ المکتب الاسلامی بیروت باب النھی عن الصلاۃ الی غیر سترۃ۔ (صحیح ابن خزیمہ 1/93/1، بسند جید سنن ابی داؤد حدیث 695، والبزار (ص 54۔ زوائدہ)، والحاکم وصححہ، ووافقہ الذھبی والنووی۔ صحیح بخاری کتاب الصلاۃ باب الصلاۃ الی الاسطوانۃ، مسلم، بیہقی، احمد۔ صحیح بخاری کتاب الجمعۃ باب الصلاۃ الی الحربۃ یوم العید، مسلم، ابن ماجہ۔ صحیح مسلم کتاب الصلاۃ باب سترۃ المصلی، احمد۔ صحیح ترمذی حدیث نمبر 348۔ سنن ترمذی کتاب الصلاۃ باب ماجاء فی الصلاۃ فی مرابض الغنم واعطان الابل۔ صحیح بخاری کتاب الصلاۃ باب الصلاۃ الی الراحلۃ والبعیر والشجر والرحل، مسلم وابن خزیمہ (2/92) واحمد۔ مسند احمد بن حنبل مسند العشرۃ المبشرین بالجنۃ ومن مسند علی ابن ابی طالب۔ صحیح بخاری کتاب الصلاۃ باب الصلاۃ الی السریر۔ صحیح مسلم کتاب الصلاۃ باب سترۃ المصلی۔ صحیح ابن خزیمہ جلد دوم ص 20 مطبوعۃ المکتب الاسلامی بیروت (باب باب النھی عن الصلاۃ الی غیر سترۃ۔)۔ سنن الدارقطنی کتاب الصلاۃ باب ماجاء فی اعتراض الشیطان للمصلی لیفسد علیہ الصلاۃ، اسے امام احمد، اور طبرانی نے بھی صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے مسند احمد کی روایت میں اس آخری جملے کا اضافہ ہے۔ دیکھیے مسند احمد بن حنبل باقی مسند المکثرین مسند ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ۔ صحیح البخاری کتاب الصلاۃ باب اثم المار بین یدی المصلی، مسلم وابو داؤد اصل صفۃ صلاۃ ص 135، مسلم وابو داؤد، وابن خزیمہ (1/95/2)

بَابُ مَا يَسْتُرُ الْمُصَلِّيَ

باب: کون سی چیز نمازی کے لئے سترہ بن سکتی ہے

لکڑی کا سترہ بنانے کا بیان

685 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ الْعَبْدِيُّ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِيهِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا جَعَلْتَ بَيْنَ يَدَيْكَ

مِثْلَ مُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ فَلَا يَضُرُّكَ مَنْ مَرَّ بَيْنَ يَدَيْكَ

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جب تم اپنے آگے پالان کی پچھلی لکڑی جتنی چیز (ستر) کے طور پر رکھ دو' تو تمہاری آگے سے گزرنے والی کوئی چیز تمہیں نقصان نہیں پہنچائے گی''۔

شرح

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ نمازی کے آگے سترہ ہو یعنی کوئی ایسی چیز جس سے آڑ ہو جائے تو سترہ کے بعد سے گزرنے میں کوئی حرج نہیں۔ سترہ بقدر ایک ہاتھ کے اونچا اور انگلی برابر موٹا ہو اور زیادہ سے زیادہ تین ہاتھ اونچا ہو۔ امام و منفرد جب صحرا میں یا کسی ایسی جگہ نماز پڑھیں جہاں سے لوگوں کے گزرنے کا اندیشہ ہو تو مستحب ہے کہ سترہ گاڑیں۔

اور سترہ نزدیک ہونا چاہئے سترہ بالکل ناک کی سیدھ پر نہ ہو بلکہ داہنے یا بائیں بھوں کی سیدھ پر ہو اور داہنے کی سیدھ پر ہونا افضل ہے۔ اگر نصب کرنا ناممکن ہو تو وہ چیز لمبی رکھ دے اور اگر کوئی ایسی چیز بھی نہیں کہ رکھ سکے تو خط کھینچ دے خواہ طول میں ہو یا محراب کی شکل۔ (درمختار، عالمگیری، کتاب صلوۃ، بیروت)

نیزے کا سترہ بنانے کا بیان

686 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، قَالَ: آخِرَةُ الرَّحْلِ ذِرَاعٌ فَمَا فَوْقَهُ

عطاء بیان کرتے ہیں: پالان کی پچھلی لکڑی ایک بالشت یا اس سے کچھ زیادہ ہوتی ہے۔

687 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا خَرَجَ يَوْمَ الْعِيْدِ اَمَرَ بِالْحَرْبَةِ فَتُوضَعُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَيُصَلِّيْ اِلَيْهَا، وَالنَّاسُ وَرَاءَهُ، وَكَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السَّفَرِ فَمِنْ ثَمَّ اتَّخَذَهَا الْاُمَرَاءُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب عید کے دن نماز عید ادا کرنے کے لئے نکلتے تھے' تو آپ کے حکم کے تحت نیزہ ساتھ لے جایا جاتا تھا۔ اسے آپ کے آگے گاڑھ دیا جاتا تھا۔ آپ اس کی طرف رُخ کر کے نماز ادا کرتے تھے۔ لوگ آپ کے پیچھے ہوتے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سفر کے دوران بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔ اسی سے حکمرانوں نے یہ طریقہ حاصل کیا ہے۔

687- اسناده صحيح. ابن نمير: هو عبد الله، وعبيد الله: هو ابن عمر العمرى. واخرجه البخارى (494)، ومسلم (501)، والنسائى فى "الكبرى" (824)، وابن ماجه (941) و (1305) من طرق عن عبيد الله بن عمر بهذا الاسناد. وبعضهم يزيد على بعض. واخرجه البخارى (973)، وابن ماجه (1304) من طريق الاوزاعى، والنسائى (1782) من طريق ايوب السختيانى، كلاهما عن نافع به. وهو فى "مسند احمد" (4614).

شرح

معمول یہ تھا کہ سترہ کرنے اور ڈھیلے وغیرہ توڑنے کے لئے اکثر اوقات خدام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک نیزہ لے کر چلتے تھے چنانچہ عیدگاہ میں سامنے چونکہ کوئی دیوار وغیرہ نہیں تھی بلکہ میدان ہی میدان تھا اس لئے وہاں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نیزہ جاتا تھا جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سامنے کھڑا کر دیتے تھے۔

شیخ نظام الدین حنفی لکھتے ہیں۔ کہ اگر سترہ کیلئے بھی کوئی چیز نہیں ہے اور اس کے پاس کتاب یا کپڑا موجود ہے تو اسی کو سامنے رکھ لے۔ امام کا سترہ مقتدی کیلئے سترہ ہے اس کو جدید سترہ کی حاجت نہیں تو اگر چھوٹی مسجد میں بھی مقتدی کے آگے سے گزر جائے جبکہ امام کے آگے سے نہ ہو حرج نہیں۔ درخت اور جانور اور آدمی وغیرہ کا بھی سترہ ہو سکتا ہے کہ ان کے بعد گزرنے میں کچھ حرج نہیں (غنیۃ) مگر آدمی کو اس حالت میں سترہ کیا جائے جب اس کی پیٹھ مصلی کی طرف ہو کہ مصلی کی طرف منہ کرنا منع ہے۔

سوار اگر مصلی کے آگے سے گزرنا چاہتا ہے تو اس کا حیلہ یہ ہے کہ جانور کو مصلی کے آگے کر لے اور اس طرف سے گزر جائے۔ دو شخص برابر برابر امام کے آگے سے گزر گئے تو مصلی سے جو قریب ہے وہ گنہگار ہوا اور دوسرے کیلئے یہی سترہ ہو گیا۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب صلوٰۃ، بیروت)

نمازی کے سامنے سترہ والی چیز رکھ کر گزر جانے کا بیان

688- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِهِمْ بِالْبَطْحَاءِ وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ، وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ، يَمُرُّ خَلْفَ الْعَنَزَةِ الْمَرْأَةُ وَالْحِمَارُ

⊛⊛ عون بن ابو جحیفہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بطحاء میں ان لوگوں کو نماز پڑھائی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے نیزہ گڑا ہوا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز میں دو رکعت اور عصر کی نماز میں دو رکعت پڑھائیں۔ اس نیزے کی دوسری طرف سے خواتین اور گدھے گزر رہے تھے۔

شرح

علامہ محمد امین آفندی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ نمازی کے آگے سے گزرنا چاہتا ہے تو اگر اس کے پاس کوئی چیز سترہ کے قابل ہو تو اسے اس کے سامنے رکھ کر گزر جائے پھر اسے اٹھا لے اگر دو شخص گزرنا چاہتے ہیں اور سترہ کو کوئی چیز نہیں تو ایک ان میں سے نمازی کے سامنے اس کی طرف پیٹھ کر کے کھڑا ہو جائے اور دوسرا اس کی آڑ پکڑ کر گزر جائے پھر وہ دوسرا اس کی پیٹھ کے پیچھے نمازی کی طرف پشت کر کے کھڑا ہو جائے اور یہ گزر جائے پھر وہ دوسرا جدھر سے اس وقت آیا اسی طرف ہٹ جائے۔ (عالمگیری، ردالمحتار)

بَابُ الْخَطِّ إِذَا لَمْ يَجِدْ عَصًا

باب: جب عصا موجود نہ ہو' تو لکیر کھینچنا

لکیر سے سترہ بنانے کا بیان

689 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ، حَدَّثَنِي أَبُو عَمْرِو بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حُرَيْثٍ، أَنَّهُ سَمِعَ جَدَّهُ حُرَيْثًا يُحَدِّثُ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ شَيْئًا، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيَنْصِبْ عَصًا، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ عَصًا فَلْيَخْطُطْ خَطًّا، ثُمَّ لَا يَضُرُّهُ مَا مَرَّ أَمَامَهُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جب کوئی شخص نماز ادا کرے' تو اسے اپنے سامنے کوئی چیز رکھ لینی چاہئے' اگر کوئی چیز نہیں ملتی' تو عصا گاڑ دینا چاہئے' اگر کسی کے پاس عصا بھی نہ ہو' تو پھر اسے لکیر کھینچ دینی چاہئے پھر اس کے آگے سے جو بھی گزرے گا کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا''۔

690 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ، حَدَّثَنَا عَلِيٌّ يَعْنِي ابْنَ الْمَدِينِيِّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ أَبِي مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ جَدِّهِ حُرَيْثٍ، رَجُلٍ مِنْ بَنِي عُذْرَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَذَكَرَ حَدِيثَ الْخَطِّ، قَالَ سُفْيَانُ: لَمْ نَجِدْ شَيْئًا نَشُدُّ بِهِ هَذَا الْحَدِيثَ، وَلَمْ يَجِئْ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ، قَالَ: قُلْتُ لِسُفْيَانَ: إِنَّهُمْ يَخْتَلِفُونَ فِيهِ فَتَفَكَّرَ سَاعَةً، ثُمَّ قَالَ: مَا أَحْفَظُ إِلَّا أَبَا مُحَمَّدِ بْنَ عَمْرٍو، قَالَ سُفْيَانُ: قَدِمَ هَاهُنَا رَجُلٌ بَعْدَ مَا مَاتَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ فَطَلَبَ هَذَا الشَّيْخَ أَبَا مُحَمَّدٍ حَتَّى وَجَدَهُ فَسَأَلَهُ عَنْهُ فَخَلَطَ عَلَيْهِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَسَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ سُئِلَ عَنْ وَصْفِ الْخَطِّ غَيْرَ مَرَّةٍ، فَقَالَ: هَكَذَا عَرْضًا مِثْلَ الْهِلَالِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَسَمِعْتُ مُسَدَّدًا، قَالَ: قَالَ ابْنُ دَاوُدَ: الْخَطُّ بِالطُّولِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَسَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ وَصَفَ الْخَطَّ غَيْرَ مَرَّةٍ فَقَالَ: هَكَذَا يَعْنِي بِالْعَرْضِ حَوْرًا دَوْرًا مِثْلَ الْهِلَالِ يَعْنِي مُنْعَطِفًا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے یہ روایت نقل کرتے ہیں' جس میں لکیر کھینچنے کا ذکر ہے۔

سفیان کہتے ہیں: ہمیں ایسی کوئی دلیل نہیں ملتی جس کے ذریعے ہم اس روایت کو تقویت دے سکیں۔ یہ روایت صرف اسی سند

کے ساتھ منقول ہے۔

راوی کہتے ہیں: میں نے سفیان سے کہا: لوگوں نے اس کے بارے میں اختلاف کیا ہے وہ کچھ دیر خاموش رہے پھر انہوں نے کہا: مجھے تو یہ بات یاد ہے کہ یہ ابومحمد بن عمرو سے منقول ہے۔

سفیان کہتے ہیں: اسماعیل بن اُمیہ کے انتقال کے بعد ایک شخص وہاں آیا۔ اس نے اس شیخ یعنی ابومحمد کے بارے میں دریافت کیا: جب وہ اسے مل گئے تو اس نے ان سے اس روایت کے بارے میں دریافت کیا' تو یہ چیز اس کے لئے اختلاط کا باعث ہوگئی۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو سنا ان سے کئی مرتبہ لکیر کھینچنے کے بارے میں دریافت کیا گیا: انہوں نے فرمایا۔ پہلی کے چاند کی طرح اسے چوڑائی کی سمت میں لگایا جائے گا۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں نے مسدد کو یہ بیان کرتے سنا کہ ابن داؤد کہتے ہیں: لکیر لمبائی کی سمت میں کھینچی جائے گی۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو کئی مرتبہ لکیر کھینچنے کے طریقے کے بارے میں یہ بیان کرتے ہوئے سنا: اسے اس طرح یعنی چوڑائی کی سمت میں تھوڑا سا گول کر کے کھینچا جائے جس طرح پہلی کا چاند ہوتا ہے۔

لکیر کے سترہ سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ کا بیان

اگر کسی نمازی کو کوئی ایسی چیز دستیاب نہ ہو جو سترے کے طور پر کام دے سکے تو وہ اپنے عصا کو اپنے سامنے سترہ بنا کر کھڑا کر لے۔ اب اس سلسلہ میں اتنی اور سہولت دی گئی ہے کہ اگر زمین نرم ہو تو عصا کو زمین میں گاڑ دیا جائے اور اگر زمین سخت ہو کہ عصا کو گاڑنا مشکل ہو تو پھر اس شکل میں عصا کو گاڑنے کی بجائے اپنے سامنے طولا رکھ لیا جوے تا کہ گاڑنے کی مشابہت حاصل ہو جائے۔ فقہ کی کتاب شرح منیہ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی نمازی اپنے عصا کو سترے کے طور پر بجائے زمین میں گاڑنے کے اپنے سامنے رکھ لے تو بعض علماء کے نزدیک تو اس کے لئے یہ سترے کے طور پر کافی ہو جائے گا۔ یعنی سترے کا حکم پورا ہو جائے گا مگر بعض علماء کے نزدیک یہ سترے کے طور پر کافی نہیں ہوگا۔

کفایہ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی نمازی سترے کے طور پر عصا کو بجائے گاڑنے کے سامنے رکھنا چاہے تو اسے عصا کو طولاً رکھنا چاہئے نہ کہ عرضا۔ سترے کے لئے کوئی بھی چیز موجود نہ ہونے کی شکل میں سامنے صرف لکیر کھینچ لینے میں علماء کا اختلاف: اس حدیث سے ایک بات تو یہ معلوم ہو رہی ہے کہ اگر کسی نمازی کو سترہ بنانے کے لئے کوئی چیز نہ ملے یہاں تک کہ اس کے پاس عصا بھی نہ ہو تو وہ اپنے سامنے صرف لکیر کھینچ کر نماز پڑھ لے اس کے لئے یہی لکیر سترہ بن جائے گی۔ چنانچہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول قدیم اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک یہی ہے بلکہ حنفیہ میں بھی بعد کے بعض علماء نے اس قول کو اختیار کیا ہے۔

حنفیہ کے اکثر علماء اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ اس کے قائل نہیں ہیں کیونکہ ان کے نزدیک لکیر کھینچ لینا معتبر نہیں ہے۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی قول جدید میں اپنے پہلے مسلک کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ اس سلسلہ میں جو حدیث وارد ہے وہ ضعیف اور مضطرب ہے۔ نیز یہ کہ نمازی اور سامنے سے گزرنے والے کے درمیان سترے کے طور پر صرف لکیر کا حائل ہونا نہ صرف یہ کہ کوئی اعتبار نہیں رکھتا بلکہ دور سے معلوم و ممیز بھی نہیں ہوتا۔ صاحب ہدایہ (رحمۃ اللہ) علیہ نے بھی اسی مسلک کو اختیار کیا ہے۔

حضرت شیخ ابن الہمام رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول کا مفہوم بھی یہی ہے کہ لکیر کھینچنے کے بجائے سترہ کھڑا کرنا ہی اتباع سنت کی بناء پر اولیٰ اور بہتر ہے کیونکہ سامنے کھڑا ہوا سترہ پوری طرح ظاہر ہونے کی وجہ سے امتیاز بھی رکھتا ہے اور نمازی کے دل کو شک و شبہات سے نکال کر سکون خاطر اور اطمینان قلب کا باعث ہوتا ہے۔ اس کے بعد علماء نے وصف خط میں بھی اختلاف کیا ہے کہ لکیر کس طرح کھینچی جائے چنانچہ بعض علماء کے نزدیک لکیر بشکل ہلال کھینچی چاہئے اور بعض حضرات نے جانب قبلہ طولاً کھینچنے کو لکھا ہے۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ لکیر عرضاً دائیں طرف سے بائیں طرف کو کھینچی جائے اور مختار طولاً ہی کھینچنا ہے۔

ٹوپی کا سترہ بنانے کا بیان

691 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، قَالَ: رَأَيْتُ شَرِيكًا صَلَّى بِنَا فِي جَنَازَةِ الْعَصْرَ فَوَضَعَ قَلَنْسُوَتَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ يَعْنِي فِي فَرِيضَةٍ حَضَرَتْ

⊛⊛ سفیان بن عیینہ بیان کرتے ہیں: میں نے شریک کو دیکھا انہوں نے ہمیں ایک فوتگی پر عصر کی نماز پڑھائی۔ انہوں نے اپنی ٹوپی سامنے رکھ لی۔ ان سے مراد یہ ہے کہ اس وقت نماز کا وقت ہو گیا تھا۔ اس لئے انہوں نے ایسا کیا۔

بَابُ الصَّلَاةِ إِلَى الرَّاحِلَةِ

باب: سواری کی طرف رُخ کر کے نماز ادا کرنا

692 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَوَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ، وَابْنُ أَبِي خَلَفٍ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ عُثْمَانُ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي إِلَى بَعِيرِهِ

⊛⊛ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اونٹ کی طرف رُخ کر کے نماز ادا کر لیتے تھے۔

شرح

حضرت نافع حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری کا اونٹ سامنے بٹھا کر اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ لیتے تھے۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم، مشکوٰۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 737)

اور امام بخاری نے یہ مزید نقل کیا ہے (نافع فرماتے ہیں کہ) میں نے حضرت عبداللہ ابن عمر سے پوچھا کہ جب اونٹ چرنے اور پانی پینے چلے جاتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے (یعنی ایسی شکل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سترہ کس چیز کو قرار دیتے تھے؟)

عبداللہ ابن عمر نے فرمایا (ایسے موقع پر) آپ ﷺ کجاوہ کو ٹھیک کر کے سامنے رکھ لیتے تھے اور اس کی پچھلی لکڑی کی طرف (جو بلند ہونے کی وجہ سے سترے کا کام دیتی تھی) منہ کر کے نماز پڑھ لیتے تھے۔

بَابُ إِذَا صَلَّى إِلَى سَارِيَةٍ أَوْ نَحْوِهَا أَيْنَ يَجْعَلُهَا مِنْهُ

باب: جب آدمی ستون یا اس جیسی کسی اور چیز کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرنے لگے تو اسے کس طرح سے اپنے (سامنے کی طرف) کرے

693 - حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ الدِّمَشْقِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عُبَيْدَةَ الْوَلِيدُ بْنُ كَامِلٍ، عَنِ الْمُهَلَّبِ بْنِ حُجْرٍ الْبَهْرَانِيِّ، عَنْ ضُبَاعَةَ بِنْتِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهَا، قَالَ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي إِلَى عُودٍ وَلَا عَمُودٍ وَلَا شَجَرَةٍ إِلَّا جَعَلَهُ عَلَى حَاجِبِهِ الْأَيْمَنِ أَوِ الْأَيْسَرِ وَلَا يَصْمُدُ لَهُ صَمْدًا

✿✿ حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

میں نے نبی اکرم ﷺ کو جب بھی کسی لکڑی ستون یا درخت کی طرف نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا (تو یہی بات نوٹ کی کہ) آپ اسے اپنے دائیں یا بائیں ابرو کے مدمقابل رکھتے تھے آپ اسے اپنے بالکل عین سامنے نہیں رکھتے تھے۔

شرح

مطلب یہ ہے کہ جب آپ ﷺ سترہ کھڑا کرتے تھے تو اس بات کا بطور خاص خیال رکھتے تھے کہ سترہ پیشانی کے عین سامنے نہ ہو بلکہ آپ ﷺ سترے کو دائیں یا بائیں بھوؤں کے سامنے کھڑا کرتے تھے اور اس سے آپ ﷺ کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ بت پرستی کی مشابہت نہ ہو۔

بَابُ الصَّلَاةِ إِلَى الْمُتَحَدِّثِينَ وَالنِّيَامِ

باب: بات چیت کرنے والے لوگوں یا سوئے ہوئے لوگوں کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرنا

694 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَيْمَنَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَعْقُوبَ بْنِ إِسْحَاقَ، عَمَّنْ حَدَّثَهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ، قَالَ: قُلْتُ لَهُ: يَعْنِي لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تُصَلُّوا خَلْفَ النَّائِمِ وَلَا الْمُتَحَدِّثِ

693- اسناده ضعيف، الوليد بن كامل لين الحديث، والمهلب بن حجر البهراني وضباعة بنت المقداد مجهولان. واخرجه احمد (23820)، والطبراني/20 (610)، والبيهقي/2 /271، والبغوي في "شرح السنة" (538)، والمزي في ترجمة المهلب من "تهذيب الكمال" /729/ من طريق علي بن عياش، بهذا الاسناد

(۶۹۴) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ''سوئے ہوئے شخص یا بات چیت کرتے ہوئے شخص کی طرف رُخ کر کے نماز نہ پڑھو''۔

بَابُ الدُّنُوِّ مِنَ السُّتْرَةِ

باب: سترہ کے قریب ہونا

۶۹۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ بْنِ سُفْيَانَ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ. ح وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَحَامِدُ بْنُ يَحْيَى، وَابْنُ السَّرْحِ، قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ، يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ إِلَى سُتْرَةٍ فَلْيَدْنُ مِنْهَا لَا يَقْطَعِ الشَّيْطَانُ عَلَيْهِ صَلَاتَهُ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ وَاقِدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ صَفْوَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَهْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَوْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَهْلٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: بَعْضُهُمْ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَاخْتُلِفَ فِي إِسْنَادِهِ

حضرت سہل بن ابوحثمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہیں نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان کا پتہ چلا ہے۔
''جب کوئی شخص سترہ کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھے تو وہ اس کے قریب ہو اس طرح شیطان اس کی نماز کو منقطع نہیں کرے گا''۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ روایت واقد بن محمد نے صفوان کے حوالے سے محمد بن سہل کے حوالے سے ان کے والد سے نقل کی ہے یا شاید محمد بن سہل کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کی ہے۔ بعض حضرات نے یہ روایت نافع بن جبیر کے حوالے سے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔ اس کی سند میں اختلاف کیا گیا ہے۔

شرح

سترے کے قریب" رہنے کا مطلب یہ ہے کہ سترا اتنا نزدیک کھڑا کیا جائے کہ سجدہ اس کے پاس ہو سکے تا کہ شیطان اس کی نماز میں کوئی خلل نہ ڈال سکے کیونکہ نمازی اگر سترے سے دور کھڑا ہوگا تو اس کے سامنے سے کسی کے گزرنے کا احتمال ہوگا۔ چنانچہ شیطان ایسی صورت میں اس کے دل میں وسواس و شبہات کے بیج بوئے گا جس سے حضوری قلب میں فرق آجائے گا۔ اور نماز میں حضوری قلب کی دولت میسر نہیں رہی تو گویا اس کی نماز ٹوٹ گئی اس لئے کہ نماز کا کمال اور ثواب بغیر حضوری قلب کے حاصل نہیں ہوتا لہٰذا سترے کے قریب کھڑا ہونے کی وجہ سے اس آفت سے حفاظت حاصل ہوگی۔

۶۹۶ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، وَالنُّفَيْلِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ سَهْلٍ، قَالَ: وَكَانَ بَيْنَ مَقَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ مَمَرُّ عَنْزٍ.

قَالَ اَبُوْ دَاؤُدَ: الْخَبَرُ لِلنُّفَيْلِيِّ

(۞) حضرت سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کھڑے ہونے کی جگہ اور آپ کے قبلہ (کی سمت والی دیوار یا سترا) کے درمیان اتنی جگہ ہوتی تھی کہ بکری کا بچہ گزر سکتا تھا۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) روایت کے الفاظ نفیلی کے نقل کردہ ہیں۔

نمازی کے آگے سے گزرنے اور سترے کے مسائل

۱۔ نماز پڑھنے والے کی سجدے کی جگہ میں سے کسی کا گزرنا مکروہ تحریمی اور سخت گناہ ہے لیکن اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی میدان یا بہت بڑی مسجد میں سجدے کی جگہ تک گزرنا منع ہے یعنی جہاں تک قیام کی حالت میں سجدے کی جگہ پر نظر جمائے ہوئے نگاہ پھیلتی ہو، عام چھوٹی بڑی مسجدوں میں قبلے کی دیوار تک آگے سے گزرنا مکروہ و منع ہے

۲۔ چبوترے یا چھت یا تخت وغیرہ اونچی جگہ پر نمازی ہو اگر وہ گزرنے والے کے قد سے زیادہ اونچی ہو تو مکروہ نہیں اور اس سے کم ہو تو مکروہ ہے

۳۔ اگر نمازی کے آگے سترہ ہو تو گزرنا مکروہ نہیں سترے کی لمبائی کم از کم ایک ہاتھ شرعی اور موٹائی کم از کم ایک انگلی کے برابر ہو اس سے پتلی ہو تب بھی کافی ہے اور سترہ نمازی کے قدم سے تقریباً تین ہاتھ کے فاصلہ پر ہونا سنت ہے زیادہ دور نہ ہو، بالکل سیدھ میں بھی نہ ہو کچھ دائیں یا بائیں ہو، داہنی ابرو کی سیدھ میں ہونا افضل ہے

۴۔ اگر لکڑی کا گاڑنا ممکن نہ ہو تو لمبائی میں زمین پر ڈال دے اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو ایک خط ہی کھینچ دے

۵۔ اگر اگلی صف میں جگہ خالی ہو اور پیچھے صفیں ہوں تو نمازی کو خالی جگہ تک جانے کے لئے لوگوں کی گردن پھلانگ کر جانا اور آگے سے گزرنا جائز ہے مکروہ نہیں

۶۔ بڑی نہر یا بڑا حوض جبکہ چھوٹی مسجد میں ہو سترہ نہیں بن سکتے اگر بہت بڑی مسجد یا میدان میں ہوں تو سترہ بن سکتے ہیں، کنواں چھوٹی مسجد میں سترہ بن سکتا ہے

۷۔ امام کا سترہ سب مقتدیوں کے لئے کافی ہے پس جب امام کے آگے سترہ ہو تو صف کے سامنے سے گزرنا مکروہ نہیں مسبوق کے لئے بھی امام کے سلام کے بعد یہی حکم ہے کہ اب بھی امام کا سترہ اس کے لئے کافی ہے کیونکہ نماز شروع کرتے وقت کا اعتبار ہے

۸۔ خانہ کعبہ کے اندر یا مقام ابراہیم کے پیچھے یا مطاف (طواف کی جگہ) کے حاشیہ کے اندر نماز پڑھنے والے کے آگے سے گزرنا منع و مکروہ نہیں ہے

۹۔ بلاضرورت اپنے ہاتھ میں کوئی چیز تھام کر نماز پڑھنا مکروہ ہے اگر ضرورت ہو مثلاً کوئی ایسی جگہ ہے کہ اس کے بغیر حفاظت ممکن نہیں تو مکروہ نہیں ہے

۱۰۔ ایسی جگہ نماز پڑھنا جہاں نجاست سامنے ہو یا نجاست کے ہونے کا گمان کیا جاتا ہو مثلاً قبرستان یا حمام وغیرہ ہو

۱۱۔نمازی کے نزدیک سامنے یعنی جہاں تک بغیر سترہ گزرنا منع ہے قبریں ہوں اگر اس سے زیادہ دور ہوں یا سترہ حائل ہو یا قبریں دائیں یا بائیں یا پیچھے ہوں تو مکروہ نہیں، اسی طرح اگر قبرستان میں کوئی جگہ نماز کے لئے بنائی گئی ہو تو اس میں بھی نماز پڑھنا مکروہ نہیں

۱۲۔خانہ کعبہ کی چھت پر نماز پڑھنا اس طرح مسجد کی چھت پر بلاضرورت نماز پڑھنا

۱۳۔مسجد میں کوئی جگہ اپنی نماز کے لئے مقرر کر لینا

۱۴۔نماز میں بلا عذر چند قدم چلنا جبکہ پے در پے نہ ہو اگر عذر سے ہو تو مکروہ نہیں اور پے در پے تین قدم چلنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے

۱۵۔بلا عذر جلدی میں سب سے پیچھے کھڑا ہو کر تکبیر تحریمہ کہنا اور پھر تھوڑا اچل کر صف میں مل جانا اور عذر کے ساتھ ہو تو مکروہ نہیں۔(زبدۃ الفقہ، کتاب صلوٰۃ)

بَابُ مَا يُؤْمَرُ الْمُصَلِّيْ اَنْ يَّدْرَاَ عَنِ الْمَمَرِّ بَيْنَ يَدَيْهِ

باب: نمازی کو اس بارے میں حکم ہونا کہ وہ آگے سے گزرنے والے کو روکے

697 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِذَا كَانَ اَحَدُكُمْ يُصَلِّيْ فَلَا يَدَعْ اَحَدًا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلْيَدْرَاْهُ مَا اسْتَطَاعَ، فَاِنْ اَبٰى فَلْيُقَاتِلْهُ فَاِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"جب کوئی شخص نماز ادا کرے تو وہ کسی کو اپنے آگے سے نہ گزرنے دے جہاں تک ہو سکے اسے روکنے کی کوشش کرے۔اگر وہ دوسرا شخص نہیں مانتا تو اس سے لڑائی کرے کیونکہ وہ (دوسرا شخص) شیطان ہوگا"۔

698 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ اَبِيْهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ فَلْيُصَلِّ اِلٰى سُتْرَةٍ وَلْيَدْنُ مِنْهَا ثُمَّ سَاقَ مَعْنَاهُ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"جب کوئی شخص نماز ادا کرے تو اسے سترہ کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرنی چاہئے یا اس کے قریب رہنا چاہئے"۔

اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

699 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِيْ سُرَيْجٍ الرَّازِيُّ، اَخْبَرَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ، اَخْبَرَنَا مَسَرَّةُ بْنُ مَعْبَدٍ اللَّخْمِيُّ، لَقِيْتُهُ بِالْكُوْفَةِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ اَبُوْ عُبَيْدٍ، حَاجِبُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: رَاَيْتُ عَطَاءَ بْنَ يَزِيْدَ

اللَّيْثِيَّ، قَائِمًا يُصَلِّيْ فَذَهَبْتُ اَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَرَدَّنِيْ، ثُمَّ قَالَ: حَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ لَا يَحُوْلَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قِبْلَتِهِ اَحَدٌ فَلْيَفْعَلْ

⊛⊛ ابوعبید بیان کرتے ہیں: میں نے عطا بن زید لیثی کو کھڑے ہو کر نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا میں ان کے آگے سے گزرنے لگا۔ تو انہوں نے مجھے نہیں گزرنے دیا۔ انہوں نے بتایا: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ حدیث بیان کی ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''تم میں سے جو شخص یہ استطاعت رکھتا ہو کہ وہ کسی کو اپنے اور اپنے قبلہ کے درمیان میں سے نہ گزرنے دے' تو اسے ایسا کرنا چاہئے''۔

700 - حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ الْمُغِيْرَةِ، عَنْ حُمَيْدٍ يَعْنِي ابْنَ هِلَالٍ، قَالَ: قَالَ اَبُوْ صَالِحٍ: اُحَدِّثُكَ عَمَّا رَاَيْتُ مِنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ، وَسَمِعْتُهُ مِنْهُ دَخَلَ اَبُوْ سَعِيْدٍ عَلٰى مَرْوَانَ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ اِلٰى شَيْءٍ يَسْتُرُهُ مِنَ النَّاسِ فَاَرَادَ اَحَدٌ اَنْ يَجْتَازَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلْيَدْفَعْ فِيْ نَحْرِهٖ فَاِنْ اَبٰى فَلْيُقَاتِلْهُ فَاِنَّمَا هُوَ الشَّيْطَانُ

قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ: قَالَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ: يَمُرُّ الرَّجُلُ يَتَبَخْتَرُ بَيْنَ يَدَيَّ وَاَنَا اُصَلِّيْ فَاَمْنَعُهُ وَيَمُرُّ الضَّعِيْفُ فَلَا اَمْنَعُهُ

⊛⊛ ابوصالح بیان کرتے ہیں: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ (مدینہ کے گورنر) مروان کے پاس آئے۔ انہوں نے بتایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''جب کوئی شخص کسی ایسی چیز کی طرف رُخ کر کے نماز ادا کر رہا ہو' جو اس کے لئے دوسروں سے رکاوٹ کا باعث ہو (یعنی سترہ ہو) اور پھر کوئی شخص اس کے درمیان میں سے گزرنے کی کوشش کرے تو آدمی کو اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اس کو پرے کرنا چاہئے۔ اگر وہ نہیں مانتا تو اس کے ساتھ لڑائی کرنی چاہئے کیونکہ وہ شیطان ہوگا''۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) سفیان ثوری کہتے ہیں: بعض اوقات کوئی شخص اتراتا ہوا میرے آگے سے گزرنے کی کوشش کرتا ہے میں اس وقت نماز ادا کر رہا ہوتا ہوں' تو میں اسے روک دیتا ہوں۔ بعض اوقات کوئی کمزور شخص گزرنے کی کوشش کرتا ہے' تو میں اسے نہیں روکتا۔

بَابُ مَا يُنْهٰى عَنْهُ مِنَ الْمُرُوْرِ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ

باب: نمازی کے آگے سے گزرنے کی ممانعت

701 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِي النَّضْرِ، مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ بُسْرِ بْنِ

700- اسنادہ صحیح. ابو صالح: ھو ذکوان السمان. واخرجہ البخاری (509) و (3275)، ومسلم (505) (259) من طریقین عن حمید بن ھلال، بھذا الاسناد.

معید، اَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدِ الْجُهَنِيَّ، اَرْسَلَهُ اِلَى اَبِيْ جُهَيْمٍ يَسْاَلُهُ مَاذَا سَمِعَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَارِّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي؟ فَقَالَ اَبُوْ جُهَيْمٍ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ اَنْ يَقِفَ اَرْبَعِيْنَ خَيْرٌ لَهُ مِنْ اَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ اَبُو النَّضْرِ: لَا اَدْرِيْ قَالَ: اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا اَوْ شَهْرًا اَوْ سَنَةً

بسر بن سعید بیان کرتے ہیں: حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ نے انہیں حضرت ابوجہیم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا تا کہ وہ ان سے یہ دریافت کریں کہ انہوں نے نمازی کے آگے سے گزرنے والے شخص کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: حضرت ابوجہیم رضی اللہ عنہ نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والے شخص کو یہ پتہ چل جائے کہ اسے کتنا گناہ ہے' تو اس کے لئے 40 دن تک ٹھہرے رہنا، اس سے زیادہ بہتر ہوگا کہ نمازی کے آگے سے گزرے"۔

ابونضر نامی راوی کہتے ہیں: مجھے نہیں معلوم (روایت کے الفاظ میں) 40 دن کا ذکر ہے مہینے کا ہے یا سال کا ذکر ہے۔

گزرنے والے کا چالیس دن یا برس تک ٹھہر جانے کا بیان

حضرت امام طحاوی نے "مشکل الآثار" میں فرمایا ہے کہ، یہاں چالیس سال مراد ہے نہ کہ چالیس مہینے یا چالیس دن۔ اور انہوں نے یہ بات حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے ثابت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ آدمی جو اپنے بھائی کے آگے سے اس حال میں گزرتا ہے کہ وہ اپنے رب سے مناجات کرتا ہے (یعنی نماز پڑھتا ہے) اور وہ (اس کا گناہ) جان لے تو اس کے لئے اپنی جگہ پر ایک سو برس تک کھڑے رہنا زیادہ بہتر سمجھے گا بہ نسبت اس کے کہ وہ نمازی کے آگے سے گزرے۔ بہرحال ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نمازی کے آگے سے گزرنا بہت بڑا گناہ ہے جس کی اہمیت کا اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اگر کسی آدمی کو یہ معلوم ہو جائے کہ نمازی کے آگے سے گزرنا کتنا بڑا گناہ ہے اور اس کی سزا کتنی سخت ہے تو وہ چالیس برس یا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق ایک سو برس تک اپنی جگہ پر مستقلاً کھڑے رہنا زیادہ بہتر سمجھے گا بہ نسبت اس کے کہ وہ نمازی کے آگے سے گزرے۔

بَابُ مَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ

باب: کون سی چیز نماز کو توڑ دیتی ہے

702- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ مُطَهَّرٍ، وَابْنُ كَثِيْرٍ، الْمَعْنٰى اَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ الْمُغِيْرَةِ، اَخْبَرَهُمْ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ حَفْصٌ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْطَعُ صَلَاةَ الرَّجُلِ، وَقَالَ: عَنْ سُلَيْمَانَ، قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ: يَقْطَعُ صَلَاةَ الرَّجُلِ اِذَا لَمْ يَكُنْ بَيْنَ يَدَيْهِ قَيْدُ آخِرَةِ الرَّحْلِ: الْحِمَارُ وَالْكَلْبُ الْاَسْوَدُ

وَالْمَرْاَةُ . فَقُلْتُ: مَا بَالُ الْاَسْوَدِ مِنَ الْاَحْمَرِ مِنَ الْاَصْفَرِ مِنَ الْاَبْيَضِ. فَقَالَ: يَا ابْنَ اَخِى سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا سَاَلْتَنِىْ فَقَالَ: الْكَلْبُ الْاَسْوَدُ شَيْطَانٌ

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

(ایک روایت کے مطابق یہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا اپنا قول ہے)

''جب نمازی کے سامنے پالان کی پچھلی لکڑی جتنی کوئی چیز (سترہ کے طور پر) نہ رکھی ہوئی ہو' تو گدھا' کالا کتا اور عورت (نمازی کے آگے سے گزر کر) اس کی نماز کو توڑ دیتے ہیں''۔

راوی کہتے ہیں: میں نے دریافت کیا: سرخ یا زرد یا سفید کتے کے مقابلے میں کالے کتے کے بارے میں (یہ حکم کیوں دیا گیا؟) انہوں نے فرمایا: اے میرے بھتیجے! تم نے جو مجھ سے سوال کیا ہے میں نے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا تھا تو آپ نے فرمایا: ''کالا کتا' شیطان ہوتا ہے''۔

703 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيٰى، عَنْ شُعْبَةَ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ زَيْدٍ، يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ -رَفَعَهُ شُعْبَةُ- قَالَ: يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْمَرْاَةُ الْحَائِضُ وَالْكَلْبُ.

قَالَ اَبُوْ دَاؤُدَ: وَقَفَهُ سَعِيْدٌ، وَهِشَامٌ، وَهَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ

ایک اور سند کے ساتھ یہ روایت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے مرفوع حدیث کے طور پر منقول ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''بالغ عورت اور کتا (نمازی کے آگے سے گزر کر) نماز کو توڑ دیتے ہیں''۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) سعید، ہشام اور ہمام نے قتادہ کے حوالے سے جابر بن زید کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس روایت کو موقوف حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔

704 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ، مَوْلٰى بَنِىْ هَاشِمٍ الْبَصْرِىُّ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ يَحْيٰى، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: اَحْسَبُهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِذَا صَلَّى اَحَدُكُمْ اِلٰى غَيْرِ سُتْرَةٍ فَاِنَّهُ يَقْطَعُ صَلَاتَهُ الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ وَالْخِنْزِيرُ وَالْيَهُوْدِىُّ وَالْمَجُوْسِىُّ وَالْمَرْاَةُ، وَيُجْزِئُ عَنْهُ اِذَا مَرُّوْا بَيْنَ يَدَيْهِ عَلٰى قَذْفَةٍ بِحَجَرٍ.

قَالَ اَبُوْ دَاؤُدَ: فِىْ نَفْسِىْ مِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ شَىْءٌ كُنْتُ اُذَاكِرُ بِهِ اِبْرَاهِيْمَ وَغَيْرَهُ فَلَمْ اَرَ اَحَدًا جَاءَ بِهِ عَنْ هِشَامٍ وَلَا يَعْرِفُهُ، وَلَمْ اَرَ اَحَدًا يُحَدِّثُ بِهِ عَنْ هِشَامٍ وَاَحْسَبُ الْوَهْمَ مِنَ ابْنِ اَبِىْ سَمِيْنَةَ يَعْنِىْ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمَاعِيْلَ الْبَصْرِىَّ مَوْلٰى بَنِىْ هَاشِمٍ، وَالْمُنْكَرُ فِيْهِ ذِكْرُ الْمَجُوْسِىِّ، وَفِيْهِ عَلٰى قَذْفَةٍ بِحَجَرٍ، وَذِكْرُ الْخِنْزِيرِ، وَفِيْهِ نَكَارَةٌ.

قَالَ اَبُوْ دَاؤُدَ: وَلَمْ اَسْمَعْ هٰذَا الْحَدِيْثَ اِلَّا مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اَبِىْ سَمِيْنَةَ وَاَحْسَبُهُ وَهِمَ

لِاَنَّهٗ كَانَ يُحَدِّثُنَا مِنْ حِفْظِهٖ

⚙⚙ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جب کوئی شخص سترہ کی طرف رخ کیے بغیر نماز ادا کر رہا ہو تو گدھا''کتا'' خنزیر، یہودی مجوسی اور عورت (اس کے آگے سے گزر کر) اس کی نماز کو توڑ دیتے ہیں، اور آدمی کے لئے اس وقت کفایت ہو جاتی ہے جب یہ لوگ اتنی دور سے گزریں جتنی دور ایک پتھر جا کر گرتا ہے''۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میرے ذہن میں اس روایت کے حوالے سے کچھ الجھن تھی میں نے ابراہیم اور دیگر محدثین سے اس روایت کے بارے میں بات چیت کی تو مجھے کوئی ایسا شخص نہیں ملا جس نے اسے ہشام کے حوالے سے روایت کیا ہو اور نہ ہی ابراہیم اس سے واقف تھے۔ میں نے ایسا کوئی شخص نہیں دیکھا جس نے یہ روایت ہشام کے حوالے سے نقل کی ہو۔ میرا یہ خیال ہے کہ یہ ابن ابی سمینہ نامی راوی کا وہم ہے اور اس میں مجوسی کا ذکر منکر ہے اور اس میں پتھر پھینکنے جتنے فاصلے کا ذکر ہے اور خنزیر کا ذکر ہے' تو اس میں بھی منکر ہونا پایا جاتا ہے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں نے یہ روایت صرف محمد بن اسماعیل سے سنی ہے اور میرا یہ خیال ہے انہیں اس میں وہم ہوا ہے کیونکہ انہوں نے اپنے حافظے کی بنیاد پر یہ روایت ہمیں بیان کی تھی۔

شرح

مطلب یہ ہے کہ پھینکنے کے بعد پتھر جتنی دور جا کر گرتا ہے اتنے فاصلے کے بعد سے یہ مذکورہ چیزیں اگر نماز پڑھنے والے کے سامنے سے گزریں تو کچھ حرج نہیں ہے یعنی نماز میں کوئی خلل وقصور نہیں آتا۔ علماء نے لکھا ہے کہ پتھر پھینکنے سے مراد حج میں رمی جمار ہے یعنی حج میں مناروں پر جو کنکر اور جس فاصلے سے مارے جاتے ہیں اور جس کی مقدار تین ہاتھ لکھی ہے وہی یہاں مراد ہے۔

نمازی کے سامنے سے گزرنے والے پر دنیاوی بربادی کا بیان

705 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْاَنْبَارِيُّ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ مَوْلًى لِيَزِيدَ بْنِ نِمْرَانَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ نِمْرَانَ، قَالَ: رَاَيْتُ رَجُلًا بِتَبُوكَ مُقْعَدًا، فَقَالَ: مَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا عَلٰى حِمَارٍ وَهُوَ يُصَلِّي، فَقَالَ: اللّٰهُمَّ اقْطَعْ اَثَرَهُ فَمَا مَشَيْتُ عَلَيْهَا بَعْدُ.

⚙⚙ یزید بن نمران بیان کرتے ہیں: میں نے تبوک میں ایک شخص کو دیکھا جو چلنے کے قابل نہیں تھا۔ اس نے بتایا ایک مرتبہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے سے گزرا میں اس وقت گدھے پر سوار تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت نماز ادا کر رہے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اے اللہ! تو اس کے پاؤں کاٹ دے'' تو اس کے بعد میں کبھی بھی چلنے کے قابل نہ ہو سکا۔

706 - حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ يَعْنِي الْمَذْحِجِيَّ، حَدَّثَنَا اَبُو حَيْوَةَ، عَنْ سَعِيدٍ، بِاِسْنَادِهٖ وَمَعْنَاهُ زَادَ قَالَ: قَطَعَ صَلَاتَنَا قَطَعَ اللهُ اَثَرَهُ.

قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ: وَرَوَاهُ اَبُوْ مُسْهِرٍ، عَنْ سَعِيْدٍ، قَالَ فِيْهِ: قَطَعَ صَلَاتَنَا

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے تاہم اس میں یہ الفاظ زائد ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

''اس نے ہماری نماز کو توڑ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے نشانِ قدم کو توڑ دے''۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) ابومسہر نے سعید کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے جس میں یہ الفاظ ہیں: ''اس نے ہماری نماز کو منقطع کیا ہے''۔

707 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ الْهَمْدَانِيُّ، ح وَحَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ، قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، اَخْبَرَنِيْ مُعَاوِيَةُ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ غَزْوَانَ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّهُ نَزَلَ بِتَبُوْكَ وَهُوَ حَاجٌّ فَاِذَا هُوَ بِرَجُلٍ مُقْعَدٍ فَسَاَلَهُ عَنْ اَمْرِهٖ فَقَالَ لَهُ: سَاُحَدِّثُكَ حَدِيْثًا فَلَا تُحَدِّثْ بِهٖ مَا سَمِعْتَ اَنِّيْ حَيٌّ. اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ بِتَبُوْكَ اِلٰى نَخْلَةٍ فَقَالَ: هٰذِهٖ قِبْلَتُنَا. ثُمَّ صَلّٰى اِلَيْهَا فَاَقْبَلْتُ وَاَنَا غُلَامٌ اَسْعٰى حَتّٰى مَرَرْتُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا فَقَالَ: قَطَعَ صَلَاتَنَا قَطَعَ اللّٰهُ اَثَرَهُ فَمَا قُمْتُ عَلَيْهَا اِلٰى يَوْمِيْ هٰذَا

سعید بن غزوان اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: حج پر جاتے ہوئے انہوں نے تبوک میں پڑاؤ کیا۔ وہاں ایک شخص تھا جو ٹانگوں سے معذور تھا۔ انہوں نے اس سے اس کے معاملے کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا: میں تمہیں ایک ایسی بات بتا رہا ہوں کہ تم نے یہ بات اس وقت تک کسی کو بیان نہیں کرنی جب تک تم یہ سنتے ہو کہ میں زندہ ہوں (یعنی میرے مرنے کے بعد کسی سے اس کا ذکر کرنا)

نبی اکرم ﷺ نے تبوک میں کھجوروں کے درخت کے پاس پڑاؤ کیا۔ آپ نے فرمایا: یہ ہمارا قبلہ ہے۔ پھر آپ اس کی طرف رُخ کر کے نماز ادا کرنے لگے۔ میں آیا میں اس وقت لڑکا تھا۔ یہاں تک کہ میں نبی اکرم ﷺ اور اس کھجور کے درخت کے درمیان سے گزر گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''اس نے ہماری نماز توڑ دی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے پاؤں توڑے''۔

اس دن کے بعد سے لے کر آج تک میں ان پاؤں پر کھڑا نہیں ہو سکا۔

بَابُ سُتْرَةُ الْاِمَامِ سُتْرَةُ مَنْ خَلْفَهُ

باب: امام کا سترہ کے پیچھے والے لوگوں کے لئے بھی سترہ ہوتا ہے

708 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ الْغَازِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهٖ، قَالَ: هَبَطْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ثَنِيَّةِ اَذَاخِرَ فَحَضَرَتْ

707- اسنادہ ضعیف، سعید بن غزوان وابوہ مجہولان، قال الذهبی فی "المیزان": ما رایت لهم فیه ولا فی ابیه کلاماً، ولا یدری من هما. ابن وهب: هو عبد الله، ومعاویة: هو ابن صالح. واخرجه البخاری فی "التاریخ الکبیر" /3658-366، والمزی فی ترجمة غزوان من "تهذیب الکمال" /10123 من طریقین عن معاویة بن صالح، بهذا الاسناد. وانظر ما قبله.

الصَّلَاةُ - يَعْنِي فَصَلَّى إِلَى جِدَارٍ - فَاتَّخَذَهُ قِبْلَةً وَنَحْنُ خَلْفَهُ، فَجَاءَتْ بَهْمَةٌ تَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَمَا زَالَ يُدَارِئُهَا حَتَّى لَصَقَ بَطْنَهُ بِالْجِدَارِ، وَمَرَّتْ مِنْ وَرَائِهِ، أَوْ كَمَا قَالَ مُسَدَّدٌ

٭٭ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم نے نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ثنیہ اذاخر کے مقام پر پڑاؤ کیا۔ نماز کا وقت ہو گیا۔ نبی اکرم ﷺ ایک دیوار کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرنے لگے۔ آپ نے اسے اپنا قبلہ (یعنی سترہ) بنا لیا۔ ہم آپ کے پیچھے تھے۔ ایک بکری کا بچہ آیا وہ آپ کے آگے سے گزرنے لگا۔ نبی اکرم ﷺ اسے گزرنے سے روکتے رہے۔ یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ کا پیٹ دیوار سے جا لگا۔ پھر وہ بچہ آپ کے پیچھے سے گزر گیا۔

یا جو الفاظ مسدد نامی راوی نے بیان کئے تھے وہ ہیں۔

709 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، وَحَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ الْجَزَّارِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي فَذَهَبَ جَدْيٌ يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَجَعَلَ يَتَّقِيهِ

٭٭ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نماز ادا کر رہے تھے۔ بھیڑ کا ایک بچہ آپ کے آگے سے گزرنے لگا' تو آپ اسے پیچھے کرنے کی کوشش کرتے رہے۔

شرح

امام کا سترہ مقتدی کیلئے سترہ ہے اس کو جدید سترہ کی حاجت نہیں تو اگر چھوٹی مسجد میں بھی مقتدی کے آگے سے گزر جائے جبکہ امام کے آگے سے نہ ہو حرج نہیں۔ (ردالمحتار، کتاب صلوٰۃ، بیروت)

بَابُ مَنْ قَالَ الْمَرْأَةُ لَا تَقْطَعُ الصَّلَاةَ

باب: جو لوگ اس بات کے قائل ہیں: عورت (نمازی کے آگے سے گزر) کر نماز کو نہیں' توڑتی

710 - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كُنْتُ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ - قَالَ شُعْبَةُ: أَحْسَبُهَا قَالَتْ: وَأَنَا حَائِضٌ -

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ، وَعَطَاءٌ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ حَفْصٍ، وَهِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، وَعِرَاكُ بْنُ مَالِكٍ، وَأَبُو الْأَسْوَدِ، وَتَمِيمُ بْنُ سَلَمَةَ، كُلُّهُمْ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، وَإِبْرَاهِيمُ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ، وَأَبُو الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، وَالْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَأَبُو سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ لَمْ يَذْكُرُوا: وَأَنَا حَائِضٌ

٭٭ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نبی اکرم ﷺ اور قبلہ (کی سمت والی دیوار) کے درمیان ہوتی تھی۔ شعبہ کہتے ہیں: میرا خیال ہے انہوں نے یہ بھی کہا تھا: میں اس وقت حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ روایت زہری، عطاء، ابوبکر بن حفص، ہشام بن عروہ، عراک بن مالک، ابواسود تمیم بن سلمہ، ان سب حضرات نے عروہ کے حوالے سے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کی ہے جبکہ ابراہیم نے اسود کے حوالے سے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کی ہے جبکہ ابوضحیٰ نے مسروق کے حوالے سے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کی جبکہ قاسم بن محمد اور ابوسلمہ نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کی ہے۔ ان حضرات نے اس میں یہ الفاظ نقل نہیں کئے "میں اس وقت حیض کی حالت میں ہوتی تھی"۔

711 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي صَلَاتَهُ مِنَ اللَّيْلِ وَهِيَ مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ رَاقِدَةٌ عَلَى الْفِرَاشِ الَّذِي يَرْقُدُ عَلَيْهِ، حَتَّى إِذَا أَرَادَ أَنْ يُوتِرَ أَيْقَظَهَا فَأَوْتَرَتْ

⊛⊛ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت نوافل ادا کر رہے ہوتے تھے میں اس وقت آپ کے اور قبلہ (کی سمت والی دیوار) کے درمیان بستر پر لیٹی ہوتی تھی جس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سوتے تھے۔ یہاں تک کہ جب آپ وتر ادا کرنے کا ارادہ کرتے تھے' تو آپ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی بیدار کر دیتے تھے' تو وہ بھی وتر ادا کرتی تھیں۔

712 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، قَالَ: سَمِعْتُ الْقَاسِمَ، يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: بِئْسَمَا عَدَلْتُمُونَا بِالْحِمَارِ وَالْكَلْبِ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ يُصَلِّي وَأَنَا مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَ يَدَيْهِ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَسْجُدَ غَمَزَ رِجْلِي فَضَمَمْتُهَا إِلَيَّ، ثُمَّ يَسْجُدُ

⊛⊛ قاسم بن محمد' سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: تم نے یہ بہت برا کیا کہ ہم (خواتین کو) گدھے اور کتے کے ساتھ ملا دیا ہے۔ مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات یاد ہے کہ آپ نماز ادا کر رہے ہوتے تھے اور میں آپ کے سامنے چوڑائی کی سمت میں لیٹی ہوئی ہوتی تھی۔ جب آپ سجدے میں جاتے تھے' تو آپ میرے پاؤں کو دبا دیتے تھے اور میں اپنا پاؤں سمیٹ لیتی تھی تو آپ سجدہ کر لیتے تھے۔

شرح

حدیث کے آخری جملہ سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنا یہ عذر بیان کرنا چاہتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سجدہ کرنے کی جگہ پاؤں اس لئے پھیلائے رکھتی تھی کہ چراغ نہ ہونے کی وجہ سے مجھے کچھ معلوم نہ ہوتا تھا۔ جہاں تک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اس عمل کا تعلق ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا پاؤں دبا دیتے تھے تو وہ اپنے پاؤں سمیٹ لیتی تھیں اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو جاتے تھے تو وہ اپنے پاؤں پھیلا دیتی تھیں تو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر یعنی ان کے اس عمل پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے نکیر نہ ہونے کی بناء پر تھا۔ نمازی کے آگے سے گزرنا جرم عظیم ہے۔

713 - حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ النَّضْرِ، حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَكُونُ نَائِمَةً وَرِجْلَايَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَسْجُدَ ضَرَبَ رِجْلَيَّ فَقَبَضْتُهُمَا فَسَجَدَ

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں سوئی ہوئی ہوتی تھی۔ میرے پاؤں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ہوتے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت رات کے نوافل ادا کر رہے ہوتے تھے۔ جب آپ سجدے میں جانے کا ارادہ کرتے تھے' تو آپ میرے پاؤں پر مارتے تھے میں انہیں سمیٹ لیتی تھی' تو آپ سجدے میں چلے جاتے تھے۔

714- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، ح

قَالَ اَبُوْ دَاؤدَ: وحَدَّثَنَا الْقَعْنَبِیُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ یَعْنِی ابْنَ مُحَمَّدٍ - وَہٰذَا لَفْظُهٗ - عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، اَنَّهَا قَالَتْ: کُنْتُ اَنَامُ وَاَنَا مُعْتَرِضَةٌ فِیْ قِبْلَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَیُصَلِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَمَامَهٗ اِذَا اَرَادَ اَنْ یُّوْتِرَ زَادَ عُثْمَانُ: غَمَزَنِیْ ثُمَّ اتَّفَقَا فَقَالَ: تَنَحَّیْ

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں سو رہی ہوتی تھی۔ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبلہ کی سمت میں' چوڑائی کی سمت میں لیٹی ہوئی ہوتی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا کرتے رہتے تھے۔ میں آپ کے سامنے ہوتی تھی۔ جب آپ وتر کرنے کا ارادہ کرتے تھے۔ یہاں عثمان نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: آپ مجھے ٹہوکا دے دیتے تھے' پھر دونوں راویوں نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں' تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ایک طرف ہو جاتی تھیں۔ (یعنی اپنے پاؤں سمیٹ لیتی)

بَابُ مَنْ قَالَ: الْحِمَارُ لَا یَقْطَعُ الصَّلَاةَ

باب: جو لوگ اس بات کے قائل ہیں، گدھا (نمازی کے آگے سے گزر کر) نماز کو نہیں' توڑتا

715- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ، حَدَّثَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِیِّ، عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: جِئْتُ عَلٰی حِمَارٍ، ح وَحَدَّثَنَا الْقَعْنَبِیُّ، عَنْ مَالِکٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: اَقْبَلْتُ رَاکِبًا عَلٰی اَتَانٍ وَاَنَا یَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ الْاِحْتِلَامَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ بِالنَّاسِ بِمِنًی فَمَرَرْتُ بَیْنَ یَدَیْ بَعْضِ الصَّفِّ فَنَزَلْتُ فَاَرْسَلْتُ الْاَتَانَ تَرْتَعُ وَدَخَلْتُ فِی الصَّفِّ فَلَمْ یُنْکِرْ ذٰلِکَ اَحَدٌ،

قَالَ اَبُوْ دَاؤدَ: وَہٰذَا لَفْظُ الْقَعْنَبِیِّ، وَهُوَ اَتَمُّ، قَالَ مَالِکٌ: وَاَنَا اَرٰی ذٰلِکَ وَاسِعًا اِذَا قَامَتِ الصَّلَاةُ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں ایک گدھی پر سوار ہو کر آیا۔ میں اس وقت قریب البلوغ تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں اس وقت لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے میں ایک صف کے کچھ حصے کے آگے سے گزرا میں گدھی سے اترا اور

715- اسنادہ صحیح. القعنبی: ھو عبداللہ بن مسلمة. وھو فی "موطا مالک" 1/155-156، ومن طریقه اخرجه البخاری (76) و (493) و (861) و (4412)، ومسلم (504) (254). واخرجه مسلم (504) (256)، والنسائی فی "الکبری" (830)، وابن ماجه (947) من طریق سفیان بن عیینة، عن الزهری، به، وقال: "بعرفة" بدل "بمنی." واخرجه البخاری (1857) و (4412)، ومسلم (504) (255-257)، والترمذی (337) من طرق عن الزهری، به. وهو فی "مسند احمد" (1891) و (3184)، و "صحیح ابن حبان" (2151) و (2393).

اس کو چرنے کے لئے چھوڑ دیا اور خود صف میں آ کر شامل ہو گیا' تو کسی نے بھی اس پر اعتراض نہیں کیا۔

روایت کے یہ الفاظ قعنبی کے نقل کردہ ہیں اور یہ زیادہ مکمل ہیں۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میرا یہ خیال ہے کہ جب نماز کھڑی ہو چکی ہو' تو اس معاملے میں گنجائش ہے۔

شرح

اس واقعہ کو بیان کرنے سے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بتانا مقصود ہے کہ نمازیوں کے آگے سے گدھی کے گزر جانے سے نماز باطل نہیں ہوئی۔ اس وقت حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما چونکہ بالغ نہیں تھے اس لئے جب وہ نمازیوں آگے سے گزرے تو انہیں کسی نے روکا نہیں۔

716 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا اَبُو عَوَانَةَ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ يَحْيٰى بْنِ الْجَزَّارِ، عَنْ اَبِي الصَّهْبَاءِ، قَالَ: تَذَاكَرْنَا مَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: جِئْتُ اَنَا وَغُلَامٌ مِنْ بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَلٰى حِمَارٍ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ، فَنَزَلَ وَنَزَلْتُ وَتَرَكْنَا الْحِمَارَ اَمَامَ الصَّفِّ، فَمَا بَالَاهُ وَجَاءَتْ جَارِيَتَانِ مِنْ بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَدَخَلَتَا بَيْنَ الصَّفِّ فَمَا بَالٰى ذٰلِكَ،

ابوصہباء بیان کرتے ہیں: ہم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی موجودگی میں اس بات کا ذکر کیا کہ کون سی چیز نماز کو توڑ دیتی ہے' تو انہوں نے بتایا: میں اور اولاد عبدالمطلب سے تعلق رکھنے والا ایک لڑکا گدھے پر سوار ہو کر آئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت نماز ادا کر رہے تھے۔ وہ لڑکا بھی نیچے اترا اور میں بھی نیچے اتر گیا۔ ہم نے گدھے کو صف کے آگے چھوڑ دیا۔ ان دونوں حضرات نے اس کی کوئی پرواہ نہیں کی پھر بنو عبدالمطلب سے تعلق رکھنے والی دو لڑکیاں آئیں اور وہ صف میں شامل ہو گئیں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کوئی پرواہ نہیں کی۔

717 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ، وَدَاوٗدُ بْنُ مِخْرَاقٍ الْفِرْيَابِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، بِهٰذَا الْحَدِيْثِ بِاِسْنَادِهٖ قَالَ: فَجَاءَتْ جَارِيَتَانِ مِنْ بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اقْتَتَلَتَا فَاَخَذَهُمَا قَالَ عُثْمَانُ: فَفَرَّعَ بَيْنَهُمَا، وَقَالَ دَاوٗدُ: فَنَزَعَ اِحْدَاهُمَا عَنِ الْاُخْرٰى فَمَا بَالٰى ذٰلِكَ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے: اس میں یہ الفاظ ہیں: بنو عبدالمطلب سے تعلق رکھنے والی دو لڑکیاں لڑتی ہوئی آئیں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پکڑ لیا۔ یہاں عثمان نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کئے ہیں: آپ نے انہیں ایک دوسرے سے چھڑایا' جبکہ داؤد نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کئے ہیں: آپ نے ان میں سے ایک کو دوسری سے الگ کیا اور آپ نے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کی۔

بَابُ مَنْ قَالَ: الْكَلْبُ لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ

باب: جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کتا (نمازی کے آگے سے گزر کر) نماز کو نہیں' توڑتا

718 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ اَبِيْ، عَنْ جَدِّيْ، عَنْ يَحْيٰى بْنِ

أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ عَبَّاسِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: أَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِي بَادِيَةٍ لَنَا وَمَعَهُ عَبَّاسٌ، فَصَلَّى فِي صَحْرَاءَ لَيْسَ بَيْنَ يَدَيْهِ سُتْرَةٌ وَحِمَارَةٌ لَنَا، وَكَلْبَةٌ تَعْبَثَانِ بَيْنَ يَدَيْهِ فَمَا بَالَى ذَلِكَ

⊛⊛ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے ہم اس وقت دیہاتی علاقے میں موجود تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھلے میدان میں نماز ادا کی۔آپ کے سامنے اس وقت کوئی سترہ نہیں تھا۔ ہماری گدھی اور کتیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے اِدھر اُدھر آجا رہی تھیں لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کوئی پرواہ نہیں کی۔

شرح

اہل عرب کا دستور تھا کہ وہ لوگ چند دنوں کے لئے جنگل میں خیمہ زن ہو کر جایا کرتے تھے اور وہاں رہا کرتے تھے۔ ہر جماعت کا اپنا اپنا متعین جنگل ہوتا تھا چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا بھی ایک جنگل تھا۔ جن ایام میں وہ اپنے جنگل میں خیمہ زن تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے راوی وہی واقعہ کا بیان کر رہے ہیں۔ اس حدیث سے جہاں یہ معلوم ہوتا ہے کہ نمازی کے سامنے سے اگر گدھے اور کتے وغیرہ گزر جائیں تو نماز باطل نہیں ہوتی، وہیں یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ گزرگاہ پر نماز پڑھنے کی شکل میں نمازی کو اپنے آگے سترہ کھڑا کرنا واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے۔

نمازی کے آگے سے گزرنا نماز کو باطل نہیں کرتا

جمہور علمائے صحابہ وغیرہم کا یہ مذہب ہے کہ کوئی چیز یا کوئی آدمی اگر نمازی کے آگے سے گزر جائے تو نماز باطل نہیں ہوتی خواہ مذکورہ بالا تینوں چیزیں ہوں یا ان کے علاوہ کچھ اور ہوں۔ جہاں تک اس حدیث یا اسی طرح کی دوسری احادیث کا تعلق ہے سب دراصل نمازی کے سامنے سترہ کھڑا کرنے کی اہمیت اور تاکید بیان کرنے میں مبالغے کے طریقے پر ہیں۔ یا اس حدیث کی مراد یہ ہے کہ یہ تین چیزیں ایسی ہیں جو اگر نمازی کے آگے سے گزریں تو نماز میں خشوع وخضوع اور حضوری قلب کو کھو دیتی ہیں جو درحقیقت نماز کی اصل اور روح ہیں۔ یا پھر اس سے یہ مراد بھی لی جاسکتی ہے کہ نمازی کے آگے سے ان چیزوں کے گزرنے سے چونکہ نمازی کا دل ان کی طرف ہٹ جاتا ہے اور اس کا دل ان چیزوں کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اس لئے نماز بھی بطلان کے قریب پہنچ جاتی ہے۔

عورت، گدھے اور کتے کی تخصیص کی وجہ

حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ نمازی کے آگے سے صرف ان تین چیزوں کے گزر جانے سے نماز پر اثر پڑ سکتا ہے۔ ان کے علاوہ دیگر چیزوں کے گزرنے سے نماز پر کوئی اثر نہیں پڑتا حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ ان مذکورہ تین چیزوں کی تخصیص اسی لئے کی گئی ہے کہ ان کی طرف دل بہت زیادہ متوجہ ہو جاتا ہے چنانچہ عورت کی حیثیت تو ظاہری ہے گدھے کا معاملہ بھی یہ ہے کہ گدھے کے ساتھ چونکہ اکثر و بیشتر شیاطین رہتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اس کے چیخنے کے وقت اعوذ پڑھنا مستحب ہے اس لئے جب گدھا نمازی کے آگے سے گزرے گا تو نمازی کا دل اس احساس کی بناء پر کہ اس کے ہمراہ شیاطین ہوں گے گدھے کی طرف متوجہ ہو

جائے گا۔ یا ایسے ہی کتا نہ صرف یہ کہ نجس عین ہوتا ہے بلکہ اس سے تکلیف پہنچنے کا بھی خطرہ رہتا ہے ان لئے اس کے گزرنے کی صورت میں بھی ذہن پوری تیزی کے ساتھ اس کی طرف بھٹک جاتا ہے۔

بَابُ مَنْ قَالَ: لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ

باب: جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کوئی بھی چیز نماز کو نہیں' توڑتی

719 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ مُجَالِدٍ، عَنْ أَبِي الْوَدَّاكِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ وَادْرَءُوا مَا اسْتَطَعْتُمْ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''کوئی بھی چیز نماز کو نہیں توڑتی البتہ تم سے جہاں تک ہو سکے تم اسے پرے کرنے کی کوشش کرو' کیونکہ وہ شیطان ہوگا''۔

720 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، حَدَّثَنَا مُجَالِدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الْوَدَّاكِ، قَالَ: مَرَّ شَابٌّ مِنْ قُرَيْشٍ بَيْنَ يَدَيْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، وَهُوَ يُصَلِّي فَدَفَعَهُ ثُمَّ عَادَ فَدَفَعَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: إِنَّ الصَّلَاةَ لَا يَقْطَعُهَا شَيْءٌ وَلَكِنْ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ادْرَءُوا مَا اسْتَطَعْتُمْ فَإِنَّهُ شَيْطَانٌ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: إِذَا تَنَازَعَ الْخَبَرَانِ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُظِرَ إِلَى مَا عَمِلَ بِهِ أَصْحَابُهُ مِنْ بَعْدِهِ

ابوداک بیان کرتے ہیں: قریش سے تعلق رکھنے والا ایک نوجوان حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے آگے سے گزرنے لگا' جب وہ نماز ادا کر رہے تھے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے اسے تھوڑا پیچھے کیا۔ وہ دوبارہ گزرنے لگا' تو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے پھر اسے پیچھے کیا ایسا تین مرتبہ ہوا جب وہ شخص چلا گیا' تو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نماز کو کوئی چیز توڑتی نہیں ہے' لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔

''تم سے جہاں تک ہو سکے تم اسے پرے کرنے کی کوشش کرو کیونکہ وہ شیطان ہوگا''۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے منقول دو روایات جب ایک دوسرے کے برخلاف ہوں' تو اس بات کا جائزہ لیا جائے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب عنہم نے کس روایت پر عمل کیا ہے؟

اَبْوَابُ تَفْرِيعِ اسْتِفْتَاحِ الصَّلَاةِ

نماز کے آغاز سے متعلق ذیلی ابواب

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ

باب: نماز کے دوران رفع یدین کرنا

رفع یدین سے متعلق فقہاء احناف کے مذہب کا بیان

احناف کا یہ موقف ہے کہ صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہی رفع الیدین کرنا نماز کی سنن میں سے ہے، جبکہ تکبیر تحریمہ کے علاوہ تمام تکبیرات میں رفع الیدین کرنا منسوخ ہو چکا ہے۔

چنانچہ "المبسوط" از: سرخسی (1 / 23) میں ہے: "نماز میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ کسی بھی تکبیر پر رفع الیدین نہ کرے۔ اسی طرح "بدائع الصنائع" (1 / 207) میں ہے کہ "فرض نمازوں میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ تکبیرات کے وقت رفع الیدین کرنا ہمارے نزدیک سنت نہیں ہے۔

اپنے اس موقف کیلئے ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے مروی روایت کو دلیل بناتے ہیں، وہ کہتے ہیں: مجھے حماد نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے علقمہ سے اور انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ " نبی ﷺ تکبیر تحریمہ کے وقت رفع الیدین کرتے اور پھر دوبارہ ہاتھ نہ اٹھاتے۔ ("المبسوط" از سرخسی: (1 /24)

جبکہ تکبیر تحریمہ کے علاوہ دیگر تکبیرات کیساتھ رفع الیدین سے متعلق مجموعہ احادیث کو احناف منسوخ سمجھتے ہیں، اور یہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے رفع الیدین آخری عمر میں ترک کر دیا تھا، شروع میں آپ رفع الیدین کرتے ہے ہیں۔

چنانچہ "بدائع الصنائع" (1 / 208) میں ہے کہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ آپ ابتدا میں رفع الیدین کرتے تھے، پھر آپ نے رفع الیدین ترک کر دیا، اس کی دلیل ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، کہ انہوں نے کہا: " رسول اللہ ﷺ نے رفع الیدین کیا ہم نے بھی کیا، پھر آپ نے ترک کر دیا تو ہم نے بھی ترک کر دیا۔ یہ احناف کا موقف ہے۔

نماز میں رفع یدین نہ کرنے سے متعلق ادلہ کا بیان

دلیل نمبر1: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ (سورة مومنون: 1، 2)

ترجمہ: پکی بات ہے کہ وہ مومن کامیاب ہو گئے جو نماز میں خشوع اختیار کرنے والے ہیں۔

تفسیر: قَالَ اِبْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا مُخْبِتُوْنَ مُتَوَاضِعُوْنَ لَایَلْتَفِتُوْنَ یَمِیْناً وَّلَا شِمَالاً وَّلَا یَرْفَعُوْنَ اَیْدِیَھُمْ فِی الصَّلٰوۃِ... الخ (تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہما: ص 212)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''خشوع کرنے والے سے مراد وہ لوگ ہیں جو نماز میں تواضع اور عاجزی اختیار کرتے ہیں اور وہ دائیں بائیں توجہ نہیں کرتے ہیں اور نہ ہی نماز میں رفع یدین کرتے ہیں۔''

دلیل نمبر 2: قَالَ الْاِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ اَحْمَدُ بْنُ شُعَیْبِ النَّسَائِیُّ اَخْبَرَنَا سُوَیْدُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰہِ بْنُ الْمُبَارَکِ عَنْ سُفْیَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ کُلَیْبٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَلْقَمَۃَ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ قَالَ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِصَلٰوۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ؛ فَقَامَ فَرَفَعَ یَدَیْہِ اَوَّلَ مَرَّۃٍ ثُمَّ لَمْ یُعِدْ۔ (سنن النسائی ج1 ص158، سنن ابی داود ج1 ص116)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں اس بات کی خبر نہ دوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے نماز پڑھتے تھے؟ حضرت علقمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے پہلی مرتبہ رفع یدین کیا (یعنی تکبیر تحریمہ کے وقت) پھر (پوری نماز میں) رفع یدین نہیں کیا۔''

دلیل نمبر 3: اَلْاِمَامُ الْحَافِظُ اَبُوْحَنِیْفَۃَ نُعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ یَقُوْلُ سَمِعْتُ الشَّعْبِیَّ یَقُوْلُ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ یَقُوْلُ؛ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاۃَ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی یُحَاذِیَ مَنْکِبَیْہِ لَایَعُوْدُ بِرَفْعِھِمَا حَتّٰی یُسَلِّمَ مِنْ صَلَاتِہٖ۔ (مسند ابی حنیفہ بروایۃ ابی نعیم رحمہ اللہ ص344، سنن ابی داود؛ ج1 ص116)

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے، (اس کے بعد پوری نماز میں) سلام پھیرنے تک دوبارہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔''

دلیل نمبر 4: قَالَ الْاِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ اَبُوْبَکْرٍ عَبْدُاللّٰہِ بْنُ الزُّبَیْرِ الْحُمَیْدِیُّ ثَنَا الزُّھْرِیُّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِاللّٰہِ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ) رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ رَفَعَ یَدَیْہِ حَذْوَ مَنْکِبَیْہِ وَاِذَا اَرَادَ اَنْ یَّرْکَعَ وَبَعْدَ مَا یَرْفَعُ رَأْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ فَلَا یَرْفَعُ وَلَا بَیْنَ السَّجْدَتَیْنِ۔ (مسند حمیدی ج2 ص277، مسند ابی عوانۃ ج1 ص334)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے۔ رکوع کی طرف جاتے ہوئے، رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے اور سجدوں کے درمیان رفع یدین نہیں کرتے تھے۔''

دلیل نمبر 5: قَالَ الْاِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ ابْنُ حِبَّانٍ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ یُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدِ الْعَسْکَرِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَۃَ عَنْ سُلَیْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ الْمُسَیَّبَ بْنَ رَافِعٍ عَنْ تَمِیْمِ بْنِ طَرْفَۃَ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ دَخَلَ

الْمَسْجِدَ فَأَبْصَرَ قَوْمًا قَدْ رَفَعُوْا أَيْدِيَهُمْ فَقَالَ قَدْ رَفَعُوْهَا كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمُسٍ أُسْكُنُوْا فِي الصَّلَاةِ۔ '' (صحیح ابن حبان ج3 ص178، صحیح مسلم ج1 ص181)

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرة رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے لوگوں کو رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: ''انہوں نے اپنے ہاتھوں کو شریر گھوڑوں کی دموں کی طرح اٹھایا ہے تم نماز میں سکون اختیار کرو۔'' (نماز میں رفع یدین نہ کرو)

دلیل نمبر6: قَالَ الْإِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ الْبُخَارِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا مَعَ نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْنَا صَلٰوةَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ أَبُوْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ أَنَا كُنْتُ أَحْفَظَكُمْ لِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُهُ إِذَا كَبَّرَ جَعَلَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ أَمْكَنَ يَدَيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ هَصَرَ ظَهْرَهُ فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ اسْتَوَى حَتّٰى يَعُوْدَ كُلُّ فَقَارٍ مَكَانَهُ وَإِذَا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ غَيْرَ مُفْتَرِشٍ وَّلَا قَابِضِهِمَا۔

(صحیح بخاری، ج1 ص114، صحیح ابن خزیمہ، ج1 ص298)

ترجمہ: محمد بن عمرو بن عطاء رحمہ اللہ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے فرماتے ہیں: ''ہم نے حضور ﷺ کی نماز کا ذکر کیا (کہ حضور ﷺ کیسے نماز پڑھتے تھے؟) تو حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں تم سے حضور ﷺ کی نماز پڑھنے کے طریقے کو زیادہ یاد رکھنے والا ہوں پھر رسول اللہ ﷺ کے نماز پڑھنے کے طریقے کو بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب تکبیر تحریمہ کہی تو اپنے ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھایا اور جب رکوع کیا تو اپنے ہاتھوں سے اپنے گھٹنوں کو مضبوطی سے پکڑا پھر اپنی پیٹھ کو جھکایا جب سر کو رکوع سے اٹھایا تو سیدھے کھڑے ہو گئے حتیٰ کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر لوٹ آئی اور جب سجدہ کیا تو اپنے ہاتھوں کو اپنے حال پر رکھا نہ پھیلایا اور نہ ہی ملایا۔''

دلیل نمبر7: قَالَ الْإِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ أَبُوْ جَعْفَرٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الطَّحَاوِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ قَالَ ثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ ثَنَا ابْنُ أَبِيْ لَيْلٰى عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ . . . وَعَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تُرْفَعُ الْأَيْدِيْ فِيْ سَبْعِ مَوَاطِنَ: فِي افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ وَعِنْدَ الْبَيْتِ وَعَلَى الصَّفَاءِ وَالْمَرْوَةِ وَبِعَرَفَاتٍ وَبِالْمُزْدَلِفَةِ وَعِنْدَ الْجَمْرَتَيْنِ۔ (سنن طحاوی ج1 ص416)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا سات جگہوں پر ہاتھوں کو اٹھایا جاتا ہے

☆1 شروع نماز میں ☆2 بیت اللہ کے پاس ☆3 صفاء پر ☆4 مروہ پر ☆5 عرفات میں ☆6 مزدلفہ میں ☆7 جمرات کے پاس۔

دلیل نمبر 8: قَالَ الْإِمَامُ اَبُوْبَكْرِ الْإِسْمَاعِيْلِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ صَالِحِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ اَبُوْمُحَمَّدٍ صَاحِبُ الْبُخَارِيِّ صَدُوْقٌ ثَبْتٌ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْمَرْوَزِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَابِرٍ السُّحَيْمِيُّ عَنْ حَمَّادٍ (ابْنِ اَبِيْ سُلَيْمَانَ) عَنْ اِبْرَاهِيْمَ (النَّخْعِيِّ) عَنْ عَلْقَمَةَ (بْنِ قَيْسٍ) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ (بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَلَمْ يَرْفَعُوْا اَيْدِيَهُمْ اِلَّا عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ۔

(کتاب المعجم، امام اسماعیلی؛ ج2 ص692، سنن کبریٰ امام بیہقی رحمہ اللہ ج2 ص79)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''میں نے رسول اللہ ﷺ، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ نماز پڑھی انہوں نے پوری نماز میں صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کی۔''

دلیل نمبر 9: قَالَ الْإِمَامُ ابْنُ قَاسِمٍ (حَدَّثَنَا) وَكِيْعٌ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ قَطَّافٍ النَّهْشَلِيِّ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عَلِيًّا كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ۔

(المدونۃ الکبریٰ؛ ج۱ ص۷۱، مسند زید بن علی ص۱۰۰)

ترجمہ: ''حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جب نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے پھر پوری نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے''۔

دلیل نمبر 10: قَالَ الْإِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ اَبُوْ بَكْرِ بْنِ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ مَارَاَيْتُ اِبْنَ عُمَرَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِلَّا فِيْ اَوَّلِ مَا يَفْتَتِحُ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج1 ص268)

ترجمہ: معروف تابعی حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو شروع نماز کے علاوہ رفع یدین کرتے ہوئے نہیں دیکھا''۔

حدیث جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ اور ترک رفع یدین

''قَالَ الْإِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ ابْنُ حِبَّانِ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدِ الْعَسْكَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ الْمُسَيَّبَ بْنَ رَافِعٍ عَنْ تَمِيْمِ بْنِ طُرْفَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ و سلم اَنَّهُ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَاَبْصَرَ قَوْمًا قَدْ رَفَعُوْا اَيْدِيَهُمْ فَقَالَ قَدْ رَفَعُوْهَا كَاَنَّهَا اَذْنَابُ خَيْلٍ شُمُسٍ اُسْكُنُوْا فِي الصَّلَاةِ۔'' (صحیح ابن حبان ج3 ص178، صحیح مسلم ج1 ص181)

حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے لوگوں کو رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: ''انہوں نے اپنے ہاتھوں کو شریر گھوڑوں کی دموں کی طرح اٹھایا ہے تم نماز میں سکون اختیار کرو۔'' (نماز میں رفع یدین نہ کرو)۔

مذکورہ حدیث اپنے انداز استدلال اور وضاحت الفاظ کے ساتھ بالکل صریح ہے اور احناف کے دعویٰ عدم رفع فی الصلوٰۃ کو مکمل ہے۔ ذیل میں اس روایت سے ترک رفع کے استدلال پر کیے گئے اعتراضات کا جائزہ لیا جاتا ہے:

اعتراض نمبر 1 = اس حدیث میں رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد والے رفع یدین کا ذکر نہیں۔

جواب = ہمارا دعویٰ ہے کہ نماز میں رفع یدین نہ کیا جائے، چاہے وہ رکوع والا ہو یا سجود والا۔ حدیث کے الفاظ پر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جب آنحضرت ﷺ نے صحابہ کو نماز میں رفع یدین کرتے دیکھا تو فرمایا: اسکنوا فی الصلوٰۃ (نماز میں سکون اختیار کرو) اس سے مذکورہ رفع یدین کی نفی ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ مشہور محدثین مثلاً علامہ زیلعی اور علامہ بدرالدین عینی نے تصریح کی ہے۔ یہ حضرات فرماتے ہیں:

انما یقال ذلک لمن یرفع یدیہ فی اثناء الصلوٰۃ وھو حالۃ الرکوع او السجود ونحو ذالک

(نصب الرایہ للزیلعی ج1 ص472، شرح سنن ابی داود للعینی ج3 ص29)

کہ یہ الفاظ (نماز میں سکون اختیار کرو) اس شخص کو کہے جاتے ہیں جو دوران نماز رفع یدین کر رہا ہو اور یہ حالت رکوع یا سجود وغیرہ کی ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ اعتراض باطل ہے۔

اعتراض نمبر 2 = ان کا کہنا ہے کہ یہ سلام کے متعلق ہے۔

جواب:

الف: ان دونوں حضرات کا موقف ترک رفع یدین کا ہے (ادلہ کاملہ، درس ترمذی)

ب: عرض ہے کہ اگر ان حضرات نے اس حدیث کو دلیل نہیں بنایا تو دیگر حضرات محققین و محدثین نے تو بنایا ہے۔ مثلاً

1. امام ابوالحسن القدوری (التجرید ج2 ص519) 2. علامہ زیلعی (نصب الرایہ ج1 ص472) 3. علامہ عینی (شرح سنن ابی داود ج3 ص29) 4. ملا علی قاری (فتح باب العنایہ ج1 ص78 اور حاشیہ مشکوٰۃ ص75) 5. امام محمد علی بن زکریا المنبجی (اللباب فی الجمع بین السنۃ والکتاب ج1 ص256)

اعتراض نمبر 3 = اس حدیث پر محدثین کا اجماع ہے کہ اس حدیث کا تعلق تشہد کے ساتھ ہے کیونکہ سب محدثین نے اس حدیث پر سلام کے وقت اشارہ سے منع کرنے کے ابواب باندھے ہیں۔ اور کسی محدث نے اس حدیث سے ترک رفع پر استدلال نہیں کیا۔

جواب = یہ حدیث اور بوقت سلام اشارہ سے منع کی حدیث دو الگ الگ احادیث ہیں، تفصیل آگے آرہی ہے۔

- اس حدیث پر امام ابوداؤد نے یوں باب باندھا ہے: باب النظر فی الصلوٰۃ {ابوداؤد ص138 ج1}
- امام عبدالرزاق علیہ رحمہ نے یوں باب باندھا ہے: باب رفع الیدین فی الدعاء {مصنف عبدالرزاق ص252 ج2}
- امام بخاری کے استاد ابوبکر بن شیبہ نے یوں باب باندھا ہے: باب من کرہ رفع الیدین فی الدعاء {مصنف ابن ابی شیبہ ص486 ج2}

نیز قاضی عیاض مالکی علیہ رحمہ اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں: وقد ذکر ابن القصار ھذا الحدیث حجۃ فی النھی عن رفع الایدی علی روایۃ المنع من ذالک جملۃ {الاکمال العلم بفوائد مسلم ص344 ج2}

امام نووی علیہ رحمہ نے اپنی کتاب شرح المہذب میں فرمایا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ اس حدیث سے امام ابوحنیفہ، امام سفیان ثوری، امام ابن ابی لیلیٰ اور امام مالک علیہ رحمہ نے ترک رفع یدین پر استدلال کیا ہے۔ {المجموع شرح المہذب جلد 3، ص400}

آیئے امام مسلم جن سے یہ حدیث پیش کی گئی ہے ان کے ابواب کو ذرا تفصیلاً دیکھتے ہیں:

امام مسلم نے باب یوں قائم فرمایا ہے: باب الامر بالسکون فی الصلوۃ والنھی عن الاشارۃ بالید ورفعھا عند السلام واتمام الصفوف الاول والیراص فیھا والامر بالاجتماع

پہلا حصہ الامر بالسکون فی الصلوۃ، نماز میں سکون اختیار کرنے کا باب: باب کے اس حصے کے ثبوت میں یہی حدیث اسکنو فی الصلوۃ والی لائے ہیں

دوسرا حصہ النھی عن الاشارۃ بالید ورفعھا عند السلام، سلام کے وقت ہاتھ سے اشارہ کی ممانعت: اس حصہ کے ثبوت کے لیے دوسری حدیث لائے ہیں وانما یکفی احدکم ان یضع یدہ علی فخذہ ثم یسلم علی اخیہ من علی یمینہ وشمالہ۔ بس تمہارے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ اپنا ہاتھ اپنی ران پر رکھے، پھر اپنے دائیں بائیں والے پر سلام کرے۔

تیسرا حصہ ہے، واتمام الصفوف الاول والیراص فیھا والامر بالاجتماع، پہلی صفوں کو مکمل کرنا اور ان میں جڑنا اور اجتماع کے حکم کے بارے میں: اس حصے کو ثابت کرنے کے لیے تیسری حدیث لائے ہیں استووا ولا تختلفوا

پس ثابت ہوا کہ سلام کا لفظ دوسری حدیث کے متعلق ہے۔ پہلی حدیث پر باب الامر بالسکون فی الصلوۃ ہے یعنی نماز میں سکون اختیار کرنے کا باب۔ اس کے نیچے حدیث وہی لائی گئی ہے جس مین رفع یدین کو سکون کے خلاف قرار دے کر منع فرمایا دیا گیا۔ لہٰذا جو حدیث ہم پیش کر رہے ہیں، اس پر باب الامر بالسکون فی الصلوۃ ہے، اس میں سلام اور تشہد کا لفظ نہیں۔

اعتراض نمبر 4 = یہ حدیث سلام کے وقت رفع یدین سے منع کی ہے نہ کہ رکوع جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت کی رفع یدین کے بارے میں۔

جواب =

جیسا کہ اعتراض نمبر 3 کے جواب میں بیان کر دیا گیا ہے کہ امام مسلم علیہ رحمہ نے اس حدیث پر نماز میں سکون اختیار کرنے کا باب باندھا ہے اور سلام کے وقت اشارے سے منع کرنے کے لیے حضرت جابر بن سمرۃ سے دوسری حدیث لائے ہیں، جس سے اس اعتراض کا سارا دم خم ختم ہو جاتا ہے۔ مگر غیر مقلدین کے اعتراضات کا مکمل مدلل جواب دیا جاتا ہے تا کہ مزید گنجائش باقی نہ رہے انشاء اللہ تعالیٰ:

پہلی روایت مین جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کا شاگرد تمیم بن طرفہ ہے۔ دوسری میں جابر رضی اللہ عنہ کا شاگرد عبداللہ بن

انتقلہ ہے۔

پہلی روایت میں ہے خرج علینا یعنی حضور ﷺ ہم پر نکلے۔ دوسری روایت میں ہے: صلینا مع رسول اللہ، یعنی ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔

پہلی روایت میں ہے رافعی ایدیکم یعنی رفع یدین کا ذکر ہے۔ دوسری روایت میں ہے: تشیرون بایدیکم تومنون بایدیکم تم اشارہ کرتے ہو۔

پہلی روایت میں سلام کا ذکر نہیں، دوسری میں سلام کا ذکر ہے۔

پہلی روایت میں ہے: اسکنوا فی الصلوۃ، یعنی نماز میں سکون اختیار کرو، دوسری روایت میں ہے: انما یکفی احدکم ان یضع یدہ علی فخذہ

ان دونوں روایتوں کو غور سے دیکھا جائے تو دونوں روایتوں میں پانچ فرق نظر آتے ہیں۔ پہلی روایت میں ہے کہ ہم اکیلے نماز پڑھ رہے تھے، آپ تشریف لائے تو یہ واقعہ الگ ہوا۔ دوسری روایت میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے، یہ واقعہ الگ ہوا۔ پہلی حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم رافعی ایدیکم فرما کر رفع یدین کا نام لیتے ہیں اور دوسری میں رفع یدین کا نام تک نہیں بلکہ اشارے کا لفظ ہے۔ بہر حال دونوں روایتوں کو ایک بنانا فریب اور دھوکا ہوگا نہ کہ دونوں کو دو بتانا۔ چونکہ دو واقعے الگ الگ ہیں، ہم دونوں کو الگ الگ رکھتے ہیں، ملاتے نہیں لہٰذا الگ الگ رکھنا حقیقت حال سے آگاہ کرنا ہوگا۔ حقیقت حال سے آگاہ کرنے کو اہل انصاف میں سے تو کوئی بھی دھوکہ نہیں کہتا، ہاں بے انصاف جو چاہیں کہیں۔

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

پہلی حدیث میں رفع یدین سے منع کیا گیا ہے اور دوسری میں سلام والے اشارے سے۔ ہمارا احناف کا دونوں روایتوں پر عمل ہے۔ نہ ہم رفع یدین کرتے ہیں اور نہ ہی سلام کے وقت اشارہ کرتے ہیں۔

ایک اور بات قابل غور ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب اکیلے نماز پڑھتے تھے تو بوقتِ سلام ہاتھوں کا اشارہ نہیں کرتے تھے، ہاتھوں کا اشارہ اس وقت ہوتا تھا جب باجماعت نماز پڑھتے اور پہلی حدیث میں ہے خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف آئے، ہم نماز پڑھ رہے تھے۔ سوال یہ ہے کہ یہ نماز فرض تھی ہرگز نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر ہوتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسجد میں نماز کے لیے اتنا لمبا بیٹھے رہتے کہ کبھی نیند آنے لگتی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تشریف لائے۔ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم فرضوں کی جماعت آقا صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تشریف لائے۔ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم فرضوں کی جماعت آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر کس طرح کرا سکتے تھے؟ ثابت ہوا کہ نماز فرض نہیں تھی بلکہ صحابہ کرام کی انفرادی نماز تھی جو نفل یا سنن ہو سکتی ہیں۔ جب نماز جماعت والی نہیں تھی بلکہ انفرادی فعل یا سنن نفل وغیرہ نماز تھی تو اس میں سلام کے وقت اشارہ ہوتا ہی نہیں تھا تو آقا نے منع کس چیز سے کیا؟ یقیناً وہ رکوع سجدے والا رفع یدین ہی تھا جس کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کرتے تھے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے اور فرمایا یا اسکنوا فی الصلوۃ نماز میں سکون اختیار کرو۔ مسلم

شریف کا باب الامر فی الصلوٰۃ ج 1 ص 80 دیکھیں، اس میں اشارے کا ذکر جس حدیث میں ہے، اس میں صلینا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ ہم آپ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے۔ ابوداؤد باب السلام ج 1 ص 143 پر دیکھیں اور غور کریں کہ نماز با جماعت ہے اور اشارہ بھی ہے۔ جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کنا اذا صلینا خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسلم احدانا اشار بیدہ من یمینہ ومن عن یسارہ یہاں بھی سلام کے اشارے کا جہاں ذکر ہے، وہاں جماعت کا ذکر بھی ہے۔ نسائی باب السلام بالیدین ج 1 ص 156 مع التعلیقات میں ہے: صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکنا اذا سلمنا قلنا بایدینا السلام علیکم یہاں بھی جماعت کا ذکر ہے، ساتھ سلام کے اشارے کا ذکر ہے۔ یہ طحاوی شریف ج 1 ص 190 باب السلام فی الصلوٰۃ کیف ہو میں یہی جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: کنا اذا صلینا خلف النبی صلی اللہ علیہ وسلمنا بایدینا جب ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تو ہاتھوں سے سلام کرتے تھے۔ اس کے علاوہ کتاب الام للشافعی علیہ رحمہ، مسند احمد، بیہقی دیکھیں۔ جہاں سلام کے وقت اشارے کا لفظ ہوگا وہاں جماعت کی نماز کا ذکر بھی ہو گا۔ کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے اکیلے نماز ادا کی ہو اور ہاتھوں سے اشارہ بھی کیا ہو یعنی سلام کے وقت اشارہ بھی کیا ہو، موجود نہیں ہے لہٰذا اس سلام کے اشارے کا تعلق جماعت کی نماز سے ہے نہ کہ انفرادی نماز سے۔ انفرادی نماز میں صرف رکوع سجدے والا رفع یدین تھا، ہاتھوں کا اشارہ نہیں تھا لہٰذا انفرادی نماز میں جو عمل تھا ہی نہیں، اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے منع کر سکتے تھے۔ ہاں جو عمل تھا، وہ رفع یدین رکوع وسجود کا تھا، اسی سے ہی منع فرمایا ہے۔

ضمنی اعتراض: اگر اس حدیث سے "فی الصلوٰۃ" یعنی نماز کے اندر کا رفع یدین منع ثابت ہوتا ہے تو پھر اس سے تو تکبیر تحریمہ والا رفع یدین بھی ختم ہو جاتا ہے۔

جواب: نماز تکبیر تحریمہ سے شروع ہوتی ہے اور سلام پر ختم ہوتی ہے۔ وکان یختم الصلوٰۃ بالتسلیم حدیث شریف میں آتا ہے: تحریمھا التکبیر وتحلیلھا التسلیم {ترمذی شریف ص 32} نماز تکبیر تحریمہ سے شروع ہوتی ہے اور سلام پر ختم ہو جاتی ہے لہٰذا جس فعل سے نماز شروع ہو رہی ہے، اسے فی الصلوٰۃ نہیں کہا جا سکتا۔ ثناء فی الصلوٰۃ، تعوذ فی الصلوٰۃ، قومہ فی الصلوٰۃ، جلسہ وسجدہ فی الصلوٰۃ، سجدے والا رفع یدین فی الصلوٰۃ، تشہد فی الصلوٰۃ۔ تکبیر تحریمہ آغاز کا نام ہے اور نماز شروع کرنے کا طریقہ ہے۔ سلام نماز کے اختتام کا نام ہے یعنی ختم کرنے کا طریقہ ہے۔ وکان تکتم بالتسلیم {مسلم ج 1 ص 195} جس طرح حدیث پاک سے ثابت ہو چکا ہے۔ اب قابلِ غور بات یہ ہے کہ جب رکوع وسجدہ فی الصلوٰۃ ہیں تو ان کا رفع یدین بھی فی الصلوٰۃ ہوگا لہٰذا اسکنو فی الصلوٰۃ میں نماز کے اندر والے رفع یدین سے ہی منع ثابت ہوگی نہ کہ تحریمہ والے سے کیونکہ رفع یدین بوقتِ تحریمہ فی الصلوٰۃ نہیں بلکہ فی افتتاح الصلوٰۃ ہے جس طرح ابوداؤد ج 1 ص 105، پر موجود ہے کہ تحریمہ والے رفع یدین کو رفع افتتاح الصلوٰۃ سے تعبیر کیا گیا ہے یا عند الدخول فی الصلوٰۃ جس طرح بخاری ج 1 ص 102، پر موجود ہے۔ جس طرح امام بخاری علیہ رحمہ باب باندھتے ہیں باب رفع الیدین فی التکبیرۃ الاولی مع الافتتاح یہاں لفظ مع الافتتاح تحریمہ کے رفع یدین کے لیے استعمال کیا ہے۔ اسی صفحہ 102 پر دیکھیں، امام بخاری علیہ رحمہ کا باب الخشوع

...لوٰۃ۔ نماز میں خشوع کا باب اور آگے جو حدیث لاتے ہیں، وہ یہ ہے اقیموا الرکوع والسجود فواللہ انی لا اراکم
...بعدی اچھی طرح رکوع اور سجدہ کیا کرو میں تمہیں پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔ خشوع فی الصلوٰۃ کا باب باندھ کے پھر رکوع اور
...وکا بیان فرما کر بتلانا چاہتے ہیں کہ رکوع اور سجدے کا جوڑ فی الصلوۃ کے ساتھ ہے اور فی الصلوۃ کا سب سے زیادہ تعلق
...ع اور سجدے کے ساتھ ہے۔ فی الصلوۃ کا لفظ اکثر و بیشتر انہیں افعال و اعمال پر بولا جاتا ہے جو نماز میں تکبیر تحریمہ اور سلام
...درمیان ہیں، اس کی چند مثالیں دیکھیے:

· امام بخاری ج 1 ص 99 پر باب باندھتے ہیں اذا بکی الامام فی الصلوۃ، جب امام نماز میں روئے۔ امام تکبیر
...یمہ کے ساتھ ہی رونا شروع نہیں کر دیتا بلکہ بوقتِ تلاوت روتا ہے جس طرح ترجمۃ الباب کی حدیث سے ثابت ہو رہا ہے۔ گویا
...تحریمہ کے بعد ہوتا ہے، اسی لیے تو فی الصلوۃ کہا گیا ہے۔

· بخاری ج 1 ص 102 پر باب ہے باب وضع الیسی الیمنی علی الیسرہ فی الصلوۃ، بائیں ہاتھ پر دایاں
...رکھنا نماز میں۔ غور فرمائیں کہ ہاتھ پر ہاتھ تحریمہ کے بعد ہی رکھا جاتا ہے جس کو فی الصلوۃ سے تعبیر کیا گیا ہے۔
· بخاری شریف ج 1 ص 103 باب البصر الی الامام فی الصلوۃ، نماز میں امام کی طرف دیکھنا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ظہر اور
...صر کی نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی مبارک کی حرکت کو دیکھ کر پہچان جاتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی نماز
...ں قراءۃ فرماتے ہیں۔ تو بوقت قراءۃ نماز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک کو دیکھنا اور قراءۃ کو پہچاننا تحریمہ کے بعد ہی ہوتا
...ا لہٰذا امام بخاری علیہ رحمہ فرماتے ہیں رفع البصر امام کی طرف نظر اٹھانا فی الصلوۃ نماز کے اندر یعنی تکبیر تحریمہ کے بعد۔ یہاں بھی
...تحریمہ کے بعد ہونے والے عمل کو فی الصلوۃ کہا گیا۔

· بخاری ج 1 ص 104 پر امام بخاری علیہ رحمہ باب باندھتے ہیں باب وجوب القراءۃ للامام والماموم فی
...الصلوۃ۔ یہاں قراءۃ فی الصلوۃ فرمایا یعنی قراءۃ تحریمہ کا نام نہیں بلکہ قراءۃ تحریمہ کے بعد اور سلام سے پہلے ہوتی ہے۔ اسی
...طرح اسکنوا فی الصلوۃ میں بھی منع تحریمہ والے رفع یدین سے نہیں بلکہ اس رفع یدین سے ہے جو تحریمہ کے بعد نماز میں کیا
...جاتا ہے۔

· مسلم شریف ج 1 ص 169 پر امام نووی علیہ رحمہ باب باندھتے ہیں۔ اثبات التکبیر فی کل خفض و رفع فی
...الصلوۃ، نماز میں ہر اونچ نیچ پر تکبیر کا اثبات۔ اب اونچ نیچ رکوع اور سجدے میں ہوتی ہے اور یہاں رکوع و سجدہ میں اونچ نیچ کو فی
...الصلوۃ کہا گیا۔ لامحالہ رکوع اور سجدے سے قبل اور بعد کی اونچ نیچ تحریمہ کے بعد اور سلام سے قبل ہے اسی لیے فی الصلوۃ کہا گیا یعنی
...نماز میں۔ بعینہٖ اسی طرح مسلم کی ج 1 ص 181 والی اسکنو فی الصلوۃ والی روایت میں فی الصلوۃ سے مراد رفع یدین ہے
...جو تحریمہ کے بعد ہوتا ہے یعنی رکوع اور سجدے کے وقت۔

(مسلم شریف ج 1 ص 173 باب التشہد فی الصلوۃ۔ مسلم ج 1 ص 183 باب التوسط فی القراءۃ فی الصلوۃ۔)
· مسلم ج 1 ص 210 باب السھو فی الصلوۃ۔ نماز میں بھولنے کا بیان اور آگے ص 211 پر حدیث پاک لائے ہیں کہ ان

رسول اللہ صلی علیہ والہ وسلم قام فی الصلوٰۃ الظہر وعلیہ جلوس، بے شک نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھنا تھا بجائے بیٹھنے کے نماز میں کھڑے ہو گئے۔ بعد میں سجدہ سہو کیا

مسلم ج 1 ص 202 باب کراھۃ مسح الحصی وتسویۃ التراب فی الصلوٰۃ۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ بوقت سجدہ مسجد میں پڑی مٹی ہاتھ سے برابر کرتے تھے، اسی کی کراہت کا بیان کیا گیا۔ اور سجدہ نماز کے اندر تحریمہ کے بعد کا ہے اسی لیے اسے فی الصلوٰۃ کہا گیا۔

مسلم ج 1 ص 206 باب جواز الخطوۃ والخطوتین فی الصلوٰۃ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جب منبر بنوا کر رکھ دیا گیا تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھ گئے اور وہاں تکبیرِ تحریمہ کہی اور بعد میں بحالتِ نماز منبر سے اتر آئے۔ نماز کی حالت کا یہ عمل بعد تحریمہ تھا اسی لیے فی الصلوٰۃ کہا گیا۔

تلك عشرة كاملة

ضمنی اعتراض: دونوں حدیثوں میں تشبیہ ایک چیز سے دی گئی ہے، کانھا اذ ناب خیل شمس لہٰذا دونوں حدیثیں ایک ہیں۔

جواب: ان احادیث کے الگ الگ ہونے کے دلائل سے یہ روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ یہ احادیث الگ الگ ہیں۔

باقی تشبیہ ایک چیز کے ساتھ دینے سے چیز ایک نہیں بن جاتی۔ دیکھیں کوئی کہتا ہے کپڑا دودھ کی طرح سفید ہے۔ بطخ دودھ کی طرح سفید ہے۔ دانت دودھ کی طرح سفید ہیں۔ گائے دودھ کی طرح سفید ہے۔ بال دودھ کی طرح سفید ہیں۔ اب کپڑا، بطخ، دانت، گائے، بال پانچ چیزیں مشبہ ہیں، دودھ مشبہ بہٖ ہے یعنی پانچ چیزوں کو صرف دودھ کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ اب کون عقل مند یہ کہہ سکتا ہے کہ بطخ اور گائے یا بال اور دانت ایک شے ہیں کیونکہ تشبیہ صرف ایک چیز سے دی گئی ہے۔ اب اگر عند السلام والے اشارے اور رکوع کے رفع یدین کو مست گھوڑوں کی دموں سے تشبیہ دی گئی ہے تو دونوں حدیثیں ایک کیسے ہو گئیں اور دونوں عمل ایک کیسے ہو گئے۔

اعتراض نمبر 5 = یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک عمل خود نبی پاک نے پہلے کیا اور بعد میں اسی اپنے کیے ہوئے عمل کو مست گھوڑوں کی دمیں فرمایا۔ یہ ممکن نہیں۔ اس سے تو نبی علیہ صلوٰۃ والسلام کی تنقیص اور توہین ہوتی ہے۔ نعوذ باللہ

جواب = اشارہ عند السلام کو تو غیر مقلدین بھی مانتے ہیں کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیا تھا۔ آخر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کیا یا کرتے دیکھا نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے کیا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ہوا اور پہلے آپ دیکھتے رہے بعد میں فرمایا کانھا اذ ناب خیل۔ گزارش یہ ہے کہ سلام کے وقت ہاتھوں کا اٹھانا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کس کو دیکھ کر شروع کیا تھا؟ سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے عمل یا حکم کے بغیر ایسا کیونکر کر رہے تھے؟ یقیناً اس پر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا عمل تھا یا حکم یا تقریر۔ ان تینوں صورتوں میں وہی اعتراض جو یہ غیر مقلدین کرتے ہیں وہ ان ان پر بھی ہو سکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ فعل جو کیا ہے یا حکم دیا ہے یا کرنے پر خاموش رہ چکے ہیں، بعد میں اسے گھوڑوں کی دمیں کس طرح فرما سکتے ہیں؟ کیا جب یہ فعل دموں والا بوقت سلام ہوتا رہا، اس وقت آپ ان پر خوش تھے، اس لیے خاموش رہے؟

نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دیگر ایسی مثالیں موجود ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ایک کام کیا اور پھر بعد میں اس کے منسوخ ہونے پر اس کے لیے سخت الفاظ استعمال کیے۔

نماز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اقعاء کرنا ثابت ہے [ترمذی ج 1 ص 38۔ ابوداؤد ج 1 ص 123] لیکن پھر خود اسے عقبۃ الشیطان کہا [مسلم ج 1 ص 195] = [اقعاء کا معنی دونوں پیروں کو کھڑا کر کے ان کے اوپر بیٹھ جانا ہے۔ دیکھیں اپنے کیے ہوئے فعل کو عقبۃ الشیطان کہا جارہا ہے]

اعتراض نمبر 6 = امام بخاری علیہ رحمہ نے فرمایا کہ جو بھی اس حدیث سے ترک رفع یدین پر استدلال کرتا ہے اس کا علم میں کوئی حصہ نہیں۔

جواب: اولاً تو اعتراض نمبر 3 کے تحت امام نووی علیہ رحمہ کا ارشاد نقل کیا جا چکا ہے کہ:

امام نووی علیہ رحمہ نے اپنی کتاب شرح المہذب میں فرمایا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ اس حدیث سے امام ابوحنیفہ، امام سفیان ثوری، امام ابن ابی لیلیٰ اور امام مالک علیہ رحمہ نے ترک رفع یدین پر استدلال کیا ہے۔ {المجموع شرح المہذب جلد 3 ص 400}

اور یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ حدیث کے معنی کے اعتبار سے فقہاء کو ترجیح حاصل ہے نہ کہ محدثین کو جیسا کہا امام ترمذی فرماتے ہیں کہ " الفقهاء هم أعلم بمعاني الحديث " یعنی فقہاء معنی حدیث محدثین سے زیادہ جانتے ہیں۔ [سنن الترمذی: ج 1 ص 193، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی غسل المیت] ۔۔۔۔۔ اب آپ ہی بتائیں کہ کیا امام اعظم ابوحنیفہ و سفیان ثوری و مالک و ابن ابی لیلیٰ جیسے امام اور فقہاء کو اس جملے کے تحت جاہل اور بے علم مان لیا جائے؟ یقیناً اس کا جواب نفی میں ہے۔

اگر اس قسم کی باتیں ہی ماننی ہیں تو امام مسلم علیہ رحمہ جو کہ امام بخاری علیہ رحمہ کے شاگرد ہیں انہوں نے اپنے استاد امام بخاری علیہ رحمہ کو منتحل الحدیث یعنی صرف حدیث کا دعوے دار فرما رہے ہیں۔ یعنی حدیث میں ان کا دعویٰ تو ہے مگر وہ بات نہیں جو درحقیقت مشہور ہے۔ ادھر امام بخاری علیہ رحمہ لوگوں کو بے علم کہتے ہیں ادھر ان کے اپنے ہی شاگرد ان کو صرف حدیث کا دعوے دار فرمار ہے ہیں اور حدیث سے گویا بے علم کہتے ہیں۔ اب اس سے بڑھ کر امام مسلم کی اپنے استاد سے اور کیا ناراضگی ہوگی؟ باوجود شاگرد ہونے کے پوری مسلم شریف میں اپنے استاد سے ایک بھی حدیث نہیں لائے۔

بات کا مقصد یہ ہے کہ ایسی غیر عالمانہ باتیں بڑے بڑے علماء سے ہو جایا کرتی ہیں۔ جیسے امام بخاری علیہ رحمہ کو ایسی کسی بات سے فرق نہیں پڑتا بالکل اسی طرح ترک رفع یدین پر اس حدیث کو پیش کرنے والوں پر امام بخاری کی بات کا کوئی فرق نہیں پڑتا۔

اعتراض نمبر 6 = اگر اس حدیث کو ترک رفع پر مان بھی لیا جائے تو حنفی پھر وتر اور عیدین کی رفع یدین کیوں کرتے ہیں، انہیں بھی چھوڑ دینی چاہئیں، کیونکہ وہ بھی فی الصلوٰۃ یعنی نماز کے اندر کی رفع یدین ہیں۔

جواب: اس حدیث سے ہمارا استدلال کس کس طرح سے ہے یہ اوپر واضح کر دیا گیا ہے۔

ہمارا استدلال سے واضح ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نفل نماز پڑھ رہے تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں باہر سے تشریف لائے [خرج علینا رسول الله صلی الله علیه و سلم]۔ اگر یہ عیدین کی نماز ہوتی تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم

جماعت کروا رہے ہوتے۔ یہ تو غیر مقلدین بھی مانتے ہیں کہ نماز عیدین جماعت سے ہوتی ہیں اس کے تو وہ بھی قائل نہیں کہ نماز عیدین انفرادی پڑھی جائے۔ تو یہ محال ہے کہ عیدین ہو رہی ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں شریک نہ ہوں اور یہ بھی محال ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بغیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جماعت کروانی شروع کر دی ہو۔ پس یہ مان لیا جائے کہ یہ عیدین کی نماز تھی تو یہ ماننا لازم آئے گا کہ نماز عید قضاء ہو گئی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا بھی نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بعد میں تشریف لائے۔ اسی طرح اگر وتر کی نماز مانا جائے تو بھی عشاء کی نماز کی جماعت کا مسئلہ اور سوال اٹھتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی جماعت سے رہ گئے اور بعد میں تشریف لائے اور صحابہ کرام نے انتظار بھی نہیں کیا اور خود جماعت کروالی اور وتر بھی پڑھنے لگے تب جا کے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ یہ محال ہے کیونکہ صحابہ کرام تو نبی پاک علیہ صلوٰۃ والسلام کا عشاء میں اتنا انتظار فرماتے تھے کہ انہیں نیند آنے لگتی۔

دوسری بات یہ ہے کہ عام نمازوں اور عیدین و وتر میں فرق ہے۔ جب بھی احکام عیدین و وتر آتے ہیں ساتھ واضح لفظ عید یا وتر موجود ہوتا ہے۔ جب کہ اس حدیث میں عام نماز کا عمومی لفظ ہے، پس اصول کے لحاظ سے خصوص کو عموم پر قیاس نہیں کیا جاسکتا، پس یہ قیاس مع الفارق ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جس رفع یدین کو شریر گھوڑوں کی دم فرمایا ہے وہ بغیر ذکر کے رفع یدین ہے، اور عیدین و وتر کا رفع یدین اسی طرح تحریمہ کا رفع یدین ذکر کے ساتھ ہے۔ یعنی رفع یدین کا الگ سے ذکر موجود ہے۔ جب کہ غیر مقلدین عام نمازوں میں جو رفع یدین کرتے ہیں وہ بغیر ذکر کے ہے، یعنی رکوع کو جاتے ہیں تو اللہ اکبر کہتے ہیں، پس وہ اللہ اکبر انتقالِ رکوع کا ذکر ہے نہ کہ رفع یدین کا۔ اگر غیر مقلدین کہیں کہ وہ رفع یدین کا ذکر ہے تو پھر رکوع کی طرف انتقال کے وقت کا ذکر کہاں گیا؟ ہمارے وتر و عیدین کے رفع یدین چونکہ مع الذکر ہے تو اس کی تشبیہ گھوڑوں کی دم میں بنتی ہی نہیں، جبکہ غیر مقلدین کا رفع یدین بغیر ذکر کے ہے اس لیے وہ اس تشبیہ پر پورا پورا اترتے ہیں۔ چنانچہ احناف کی رفع یدین اذناب خیل نہیں بلکہ عبادت ہے کیونکہ اللہ پاک کا بھی فرمان ہے کہ اقم الصلوٰۃ لذکری۔ پس یہ رفع یدین جو عیدین و وتر و تحریمہ کا ہے یہ بھی فرق کی وجہ سے الگ ہے اور قیاس مع الفارق ہونے کی وجہ سے یہ اعتراض بھی باطل ثابت ہوا۔

ترک رفع یدین کے سلسلہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی

حدیث کی تصحیح اور البانی کی تردید

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما مرفوعاً: أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ اذا افتتح الصلوٰۃ ثم لایعود.

ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ جب نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے اس کے بعد نہیں کرتے تھے۔

مذکورہ حدیث کے سلسلہ میں البانی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ یہ باطل اور موضوع حدیث ہے، جس کو امام بیہقی نے اپنی کتاب

(الخلافیات) کے اندر محمد بن غالب کی حدیث سے روایت کیا ہے وہ احمد بن محمد البیروتی سے اور وہ عبداللہ ابن عون الخراز سے اور وہ امام مالک سے اور وہ امام زہری سے اور وہ حضرت سالم سے اور وہ اپنے والد عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

اس پر البانی کا کہنا ہے کہ اس سند کا ظاہر ٹھیک ہے جس کی بنا پر بعض حنفیہ دھوکہ کھا گئے اس کے بعد امام حافظ مُغْلطائی کا قول: (لا بأس بسندہ) جو اس حدیث کے سلسلہ میں وارد ہوا اس کو ذکر کر کے بطور تعجب کہتے ہیں کہ صحیحین، سنن اربعہ، اور مسانید میں امام مالک کے طریق سے مذکورہ سند کے ساتھ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے رکوع میں بھی رفع یدین منقول ہے، اور ان کو مزید تعجب اس بات پر ہو رہا ہے کہ اس حدیث کے سلسلے میں امام بیہقی اور ان کے شیخ امام حاکم نے باطل اور موضوع ہونے کا حکم لگایا ہے۔ شیخ ملا محمد عابد سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے امام حاکم اور بیہقی کے اس حدیث کو باطل اور موضوع قرار دینے پر تعاقب کیا ہے اور فرمایا ہے کہ محض حدیث کے موضوع اور باطل ہونے کا دعویٰ کر دینے سے حدیث موضوع اور باطل نہیں ہو سکتی تا آنکہ وجوہ طعن ثابت نہ ہوں، اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اس حدیث کے رجال رجال الصحیح ہیں لہٰذا اب ضعف نہیں رہا مگر یہ کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے لینے والے راوی مطعون ہوں لیکن اصل طعن نہ ہونا ہے چنانچہ یہ حدیث میرے نزدیک یقینی طور پر صحیح ہے، اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جس وقت رفع کو دیکھا تو رفع کو بیان کیا اور جس وقت عدم رفع کو دیکھا تو اس حالت کی خبر دی، لیکن ان کی حدیث میں ان دو عملوں میں سے متعین طور پر کسی ایک پر ہمیشگی اور دوام کا پتہ نہیں چلتا، اور جہاں تک حدیث شریف میں لفظ (کان) ہے تو وہ دوام اور ہمیشگی پر ہر وقت دلالت نہیں کرتا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں وارد ہے کہ: (کان یقف عند الصخرات السود بعرفۃ) ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ میں کالے پتھروں کے پاس ٹھہرتے تھے، حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد ایک ہی حج (حجۃ الوداع) کیا ہے، لہٰذا اس حدیث کے تضعیف کی کوئی سبیل نہیں ہے چہ جائیکہ اس کو موضوع کہا جائے۔ امام سندھی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ختم ہوا، دیکھئے (الامام ابن ماجہ وکتابہ السنن) معہ حاشیہ، ص: ۲۵۲۔

اس مقام پر شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ حدیث کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے لینے والے عبداللہ ابن عون الخراز ہیں جیسا کہ گذرا اور یہ مسلم اور نسائی کے رجال میں سے ہیں ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے تقریب کے اندر ان کو ثقہ، مامون، اور عابد کہا ہے۔ ان کا ترجمہ تقریب التہذیب، ص: ۳۱۷ رقم (۳۵۲۰) اسی طرح تہذیب الکمال ۱۵ / ۴۰۲ پر ملاحظہ ہو۔

اوپر ملا محمد عابد سندھی کا تعاقب حاکم اور بیہقی کے اقوال پر گذرا جس کو البانی رحمۃ اللہ علیہ نے بنفس نفیس مولانا عبدالرشید نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول سمجھ کر ان پر رد کیا ہے اور جواب دینے کی کوشش کی ہے، جبکہ نعمانی رحمۃ اللہ علیہ محض ناقل ہیں۔ قائل ملا محمد عابد سندھی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

بہر حال البانی اپنی کتاب (سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة) کے اندر فرماتے ہیں کہ امام حاکم اور بیہقی نے بغیر دلیل کے حدیث کو باطل اور موضوع نہیں کہا ہے بلکہ ان دونوں حضرات کا دعویٰ دلیل کے ساتھ ہے اس شخص کیلئے جو سمجھنا چاہے،

اور وہ حدیث کا شاذ ہونا ہے، اس کے علاوہ اور بھی دلائل ہیں جو ان دو اماموں کے فیصلہ کی تائید کرتے ہیں، اور قطع نظر دیگر دلائل سے صرف اتنی بات بھی مذکورہ حدیث کے بطلان کیلئے کافی ہے کہ خود امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب (مؤطا) شریف کے اندر اس مذکورہ حدیث کے خلاف حدیث کو ذکر کیا ہے، اور کیوں نہ ہو جبکہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ناقلین کی ایک جماعت اس کے خلاف ذکر کر رہی ہے، دیکھئے نسائی شریف ۱/ ۱۶۱، بخاری شریف ۱/ ۱۰۲، مسند احمد ابن حنبل ۲/ ۶۲ رقم الحدیث (۵۲۷۹) وغیرہ، متعدد سند کے ساتھ امام مالک عن ابن شہاب عن سالم بن عبداللہ عن اَبیہ کے طریق سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کو شروع فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے مونڈھوں کے بالمقابل اٹھاتے تھے اور جب رکوع کیلئے تکبیر کہتے اور جب اپنے سر کو رکوع سے اٹھاتے تو اسی طرح ان دونوں کو اٹھاتے، الحدیث والسیاق للبخاری عنہ: آگے البانی کہتے ہیں کہ حقیقت یہ ہے کہ یہ حدیث جس میں رکوع میں جانے اور رکوع سے اٹھنے کے وقت رفع یدین کا تذکرہ ہے اُس باطل حدیث کے مخالف جس میں صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع کا تذکرہ ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے تواتر کے ساتھ منقول ہے۔

چنانچہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ناقلین کے اسماء کو شمار کیا ہے، جن کی تعداد تیس تک پہنچتی ہے، اور ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کو روایت کرنے میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی ثقات کی ایک جماعت نے موافقت کی ہے۔ دیکھئے بخاری شریف ۱/ ۱۰۲، مسلم شریف ۱/ ۱۶۸، ابوداؤد شریف ۱/ ۱۰۴، ترمذی شریف ۱/ ۵۹، مسند احمد ابن حنبل ج ۲/ رقم الحدیث ۵۰۸۱ و ۵۰۴۰ و ۶۳۴۵ وغیرہ۔

اور امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کی جابر ابن یزید الجعفی نے متابعت کی ہے جس کو امام طحاوی نے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مسند ج ۲/ رقم الحدیث (۵۰۵۴) پر ذکر کیا ہے، اور جعفی اگر چہ ضعیف ہیں مگر حدیث کے طرق متعدد ہیں جس کی بنا پر امام طحاوی نے خاموشی اختیار کی ہے۔

اور سالم کی نافع مولی ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ نے متابعت کی ہے جو بخاری، ابوداؤد، بیہقی وغیرہ میں موجود ہے۔

دیکھئے بخاری شریف ۱/ ۱۰۲، ابوداؤد شریف ۱/ ۱۰۸، السنن الکبری للبیہقی ۲/ ۱۳۶۔

عن عبید اللہ عنہ، اس کے علاوہ دو، تین متابعات کو اور بھی ذکر کیا ہے۔

اس کے بعد کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایات اور طرق صحیحہ عبداللہ ابن عون الخراز والی روایت کے بطلان پر چند وجوہ سے دلالت کرتی ہیں:

(۱) جس کی طرف امام حاکم اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا تھا کہ تمام ثقہ راوی اس حدیث کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے لینے میں عبداللہ بن عون کی مخالفت کرتے ہیں اور اس رفع کو ثابت کرتے ہیں جس کی ابن عون کی حدیث میں نفی کی گئی ہے اور ان کی تعداد حد تواتر کو پہنچی ہوئی ہے، اور یہاں جانب مقابل میں جتنے افراد ہیں اگر ان سے بہت کم افراد کی مخالفت بھی کوئی ایک کرے تو اس سے اس فرد واحد کی روایت اہل علم کے یہاں شاذ اور مردود ہو جاتی ہے، چہ جائیکہ یہاں وہ بڑی تعداد میں ہیں۔

(۲) اگر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو عدم رفع والی حدیث کا علم ہوتا تو اس کو اپنی کتاب (مؤطا) شریف کے اندر ذکر کرتے اور

اس پر عمل کرتے، حالانکہ دونوں باتوں میں سے کوئی بات نہیں پائی جاتی، پہلی بات تو اس لئے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اُس حدیث کے مخالف حدیث کو اپنی کتاب (موطأ) شریف کے اندر ذکر کیا ہے، رہ گئی دوسری بات تو اس لئے کہ ان کا عمل اس کے خلاف ہے اور وہ تکبیر تحریمہ کے بعد بھی رفع یدین کے قائل تھے، جیسا کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ترمذی شریف کے اندر اس کو نقل کیا ہے۔ (ترمذی شریف ۲/۳۷ تحقیق احمد محمد شاکر) اور امام خطابی اور قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا آخری اور اصح قول نقل کیا ہے، ملاحظہ ہو فتح الباری (۲/۲۸۰)

(۳) ابن عمر رضی اللہ عنہما کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد رفع مذکور پر محافظت کرنا، کیونکہ اگر ان سے عدم رفع والی حدیث ثابت ہوتی تو رفع نہ کرتے، باوجودیکہ ابن عمر رضی اللہ عنہما صحابہ کرام میں سب سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے حریص تھے۔

علاوہ ازیں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سند صحیح کے ساتھ مروی ہے کہ جب وہ کسی کو عدم رفع کرتے ہوئے دیکھتے تو اسے کنکریوں سے مارتے تھے۔ (سنن الدارقطنی ۱/۲۸۹ کتاب الصلوۃ باب ذکر التکبیر ورفع الیدین عند الافتتاح والرکوع والرفع منہ۔ (بخاری جزء رفع الیدین ص ۸)

(۴) اس حدیث کو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے لینے والے ان کے صاحبزادے حضرت سالم ہیں، حالانکہ ان سے بھی رفع یدین ثابت ہے جیسا کہ امام ترمذی نے اس کو ذکر کیا ہے، پس اگر عدم رفع والی حدیث جس کو سالم اپنے والد سے نقل کررہے ہیں حق ہوتی تو اس کی بالکل مخالفت نہ کرتے جیسا کہ یہ بات ظاہر ہے۔

لہٰذا حاکم اور بیہقی کا ابن عون والی روایت کو باطل قرار دینا صحیح ہے، اور شیخ نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول کہ (یہ حدیث میرے نزدیک یقینی طور پر صحیح ہے) محال ہے۔

اور شیخ نعمانی نے جو یہ کہہ کر جمع کیا تھا کہ مختلف احوال کی حکایت ہے وہ بھی باطل ہے کیونکہ دو حدیثوں میں جمع کرنے کی شرط یہ ہے کہ دونوں حدیثیں ثابت ہوں، لیکن اس وقت جبکہ ایک حدیث صحیح اور دوسری باطل ہو تو ایسی صورت میں جمع کرنا جائز نہیں ہے۔ اور یہ بات کس طرح معقول ہو کہ ایک ہی راوی ایک مرتبہ کہے کہ رفع نہیں کرتے تھے اور دوسری مرتبہ کہے کہ رفع کرتے تھے اور وہ خود ایک مرتبہ بھی ان دونوں حالتوں کو ایک عبارت میں جمع نہ کرے، پس یہ ایسا ہی ہے جس کی احادیث میں کوئی مثال نہیں پائی جاتی۔ ہاں اگر اس طرح کا جمع دو صحابیوں سے مروی احادیث کے سلسلہ میں کیا جائے تو ٹھیک ہے۔ البانی کا کلام ختم ہوا دیکھئے (سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ) ۲/۳۴۶-۳۵۰۔

البانی کی تردید: عدم رفع والی حدیث کو حاکم اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے موضوع اور باطل قرار دینے پر ملا محمد عابد سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تھا کہ محض دعوی کردینا حدیث کے بطلان کیلئے کافی نہیں ہے جب تک کہ وجوہ طعن ثابت نہ ہو اس پر البانی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیتے ہوئے کہا تھا کہ حاکم اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ دلیل کے ساتھ ہے اور وہ حدیث کا شذوذ سے محفوظ نہ ہونا ہے، اور البانی رحمۃ اللہ علیہ کے زعم کے مطابق شذوذ وضع اور بطلان کو مستلزم ہے۔

لیکن ہم کہتے ہیں کہ شاذ ہونا صحت اصطلاحی کے منافی نہیں ہے، نیز البانی کا زعم محدثین کے قواعد کی رو سے غیر مسموع ہے،

کیونکہ محدثین کے یہاں شذوذ کی وجہ سے حدیث کا موضوع اور باطل ہونا تو درکنار اسی میں اختلاف ہے کہ شذوذ ہونا صحت کے منافی ہے یا نہیں چہ جائیکہ موضوع اور باطل ہو۔

امام ابن الصلاح نے حدیث صحیح کی تعریف بایں الفاظ کی ہے: الحديثُ المسندُ الّذِيْ يتّصِلُ اسنادُه بنقلِ العدلِ الضابطِ عنِ العدلِ الضابطِ الى منتهاه ولا يكونُ شاذًّا ولا مُعلّلاً۔ (مقدمہ ابن الصلاح مع التقييد والايضاح ص:۲۱)

ترجمہ: صحیح وہ حدیث مسند ہے جس کی سند متصل ہو، شروع سے آخر تک عادل وضابط نے عادل وضابط سے نقل کیا ہو، اور شاذ اور منکر نہ ہو۔

اس پر امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ابن الصلاح رحمۃ اللہ علیہ نے شاذ سے اپنی مراد کو واضح نہیں کیا جبکہ خود انھوں نے شاذ کے تین معنی ذکر کئے ہیں: (۱) مخالفةُ الثقة لأرجح منه ثقہ کا اپنے سے اوثق کی مخالفت کرنا۔ (۲) تفرد الثقة مطلقًا، ثقہ کا مطلقاً تفرد خواہ مخالفت ہو یا نہ ہو (۳) تفرد الراوی مطلقاً، راوی کا مطلقاً تفرد۔

اور اخیر کے دو معنوں کو رد کر دیا ہے لہٰذا ظاہر یہی ہے کہ ان کی مراد پہلا معنی ہی ہے۔

اس کے بعد امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے کہ: صحیح کی تعریف میں عدم شذوذ کی شرط لگانا اور فقدان شرط کی صورت میں اس حدیث کو صحت کا درجہ نہ دینا یہ امر مشکل ہے، کیونکہ جب سند متصل ہے اور اس کے تمام رواۃ عادل وضابط ہیں تو اس حدیث سے علت ظاہرہ منتفی ہوگئی پھر جب وہ معلول نہیں رہی تو اس پر صحت کا حکم لگانے سے کون سی چیز مانع بن رہی ہے محض اس کے راویوں میں سے کسی ایک کا اپنے سے اوثق یا اکثر کی مخالفت کر دینا ضعف کو مستلزم نہیں ہے بلکہ وہ صحیح اور اصح کی قبیل سے ہوگی یعنی جس حدیث میں مخالفت ہے اس کو صحیح اور اوثق یا اکثر کی روایت کو اصح کہا جائے گا، حافظ فرماتے ہیں کہ یہ صرف میرا ہی دعویٰ نہیں ہے بلکہ ائمہ محدثین میں سے کسی کو نہیں دیکھا گیا کہ وہ اس سند پر جس میں ثقہ اوثق کی مخالفت کر رہا ہے عدم صحت کا حکم لگاتے ہوں، ہاں یہ بات تو موجود ہے کہ وہ صحت میں دونوں کو برابر کا درجہ نہیں دیتے بلکہ بعض کو بعض پر مقدم کرتے ہیں۔

صحیحین میں احادیث شاذہ کی چند مثالیں

اس کی مثالیں صحیحین وغیرہ میں بھی موجود ہیں۔

من جملہ ان مثالوں میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے اونٹ کا قصہ ہے کہ انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا اونٹ بیچنے میں کیا ثمن لیا تھا پس بعض روایات میں ہے: "فاشتراهُ مِنّي بأوقيةٍ" کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اونٹ کو ایک اوقیہ میں خریدا، (بخاری ۱/ ۲۸۲) اور بعض راوی نقل کرتے ہیں تو ثمن دو سو درہم ذکر کرتے ہیں، اور بعض چار اوقیہ ذکر کرتے ہیں، اور بعض بیس دینار۔ ملاحظہ ہو بخاری شریف (۱/ ۳۷۵) اور بعض حدیث میں چار دینار کا تذکرہ ہے بخاری (۱/ ۳۰۹) اسی طرح بعض حدیث میں ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے رکوب کی شرط لگائی تھی کہ مدینہ تک اس پر سوار ہو کر جاؤں گا۔ بخاری (۱/ ۳۷۵)

اور بعض میں ہے کہ سوار ہونے کی شرط نہیں لگائی تھی، اس اختلاف کے باوجود امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ دونوں طرح کی

روایات کو اپنی کتاب صحیح بخاری کے اندر لے آئے ہیں اور ان طرق کو ترجیح دی جس میں رکوب کی شرط ہے، اسی طرح اس حدیث کو ترجیح دی جس میں ثمن ایک اوقیہ ہے۔ غرض یہ ہے کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا دونوں طرح کی حدیثوں کو اختلاف کے باوجود ذکر کرنا اور اپنی کتاب صحیح بخاری کے اندر جگہ دینا اس بات کی بیّن دلیل ہے کہ محض مخالفت اور شاذ ہونا حدیث کو صحت کے درجہ سے نہیں گرا سکتا ہے، ورنہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ دونوں طرح کی حدیثوں کو بخاری شریف میں نہ لاتے۔

نیز امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حدیث مالک عن الزہری عن عروۃ عن عائشۃ کے طریق سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فجر کی دو رکعت سے پہلے لیٹنے کو ذکر کیا ہے حالانکہ زہری کے تلامذہ میں سے عام اصحاب جیسے معمر، یونس، عمرو بن الحارث، اوزاعی، ابن ابی ذئب، شعیب وغیرہم فجر کی دو رکعت سنت کے بعد لیٹنے کو ذکر کیا ہے اور جمیع حفاظ نے ان حضرات کی روایات کو امام مالک کی روایت پر مقدم اور راجح قرار دیا ہے اس کے باوجود بھی اصحاب الصحاح نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث کو اپنی کتابوں کے اندر ذکر کرنے سے دریغ نہیں کیا۔

ان مثالوں میں سے وہ حدیث بھی ہے جس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مناقب عثمان رضی اللہ عنہ کے تحت ولید بن عقبہ کی قصہ میں ذکر کیا ہے اور اسی میں ہے (فجلده ثمانين) کہ ان کو اسّی کوڑہ لگایا، حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ وہم ہے خود بخاری کے اندر ہے (فجلد الوليد رضي الله عنه أربعين جلدة) کہ ولید کو چالیس کوڑہ لگایا خود امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس کوڑے والی حدیث کو اپنی کتاب مسلم شریف کے اندر ذکر کیا ہے۔ دیکھو فتح الباری: (۷/۵۱-۴۶)

اس اختلاف کے باوجود کہ اسّی کوڑے والی روایت شاذ ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح بخاری کے اندر اس کو ذکر کیا ہے، اس کے علاوہ اور بھی مثالیں ہیں جس کو (الامام ابن ماجه و كتابه السنن) ۲۹۹ تا ۳۰۱ کے حاشیہ پر دیکھا جا سکتا ہے۔

ایک اشکال اور اس کا جواب

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر اس کو اصح اور صحیح ماننے کی صورت میں یہ اشکال کیا جائے کہ اصح پر تو عمل ہو رہا ہے لیکن اس کے مقابل میں جو حدیث ہے باوجودیکہ وہ صحیح ہے اس پر عمل نہیں ہو رہا ہے لہٰذا صحیح صرف نام کی رہی۔

اس کا جواب دیتے ہوئے حافظ رحمۃ اللہ علیہ خود ہی فرماتے ہیں کہ ہر صحیح حدیث کا معمول بہ ہونا ضروری نہیں ہے جیسا کہ ناسخ اور منسوخ کا معاملہ ہے کہ حدیث منسوخ کے صحیح ہونے کے باوجود اس پر عمل نہیں ہوتا اسی طرح یہاں بھی۔

علامہ سخاوی فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ یعنی ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا میلان اس شخص سے نزاع کا ہے جو شاذ کو صحیح کا نام نہیں دیتا، آگے فرماتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ یہ ہو سکتا ہے کہ ایک کو دوسرے پر ترجیح دی جائے اور مرجوح ہونے کی وجہ سے اس پر ضعف کا حکم لگانا لازم نہیں آتا ہے زیادہ سے زیادہ یہ ہو سکتا ہے کہ اس پر عمل کرنے سے توقف کیا جائے۔

اور اس کی تائید اس شخص کے قول سے بھی ہوتی ہے جو صحیح اور شاذ کو ایک ساتھ جمع کر کے صحیح شاذ کہتا ہے، دیکھئے (فتح المغیث ۱۸/۱)

(ابن حبان اور ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث صحیح کی تعریف میں عدم شذوذ کی شرط نہیں لگائی) ہے ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ

نکت کے اندر فرماتے ہیں کہ: ابن حبان نے اتصال اور عدالت کے ساتھ ضبط اور عدم شذوذ وعلت کی شرط نہیں لگائی جیسا کہ ابن الصلاح رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح کی تعریف میں لگایا ہے۔

ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب کا نام رکھا ہے (المسند الصحیح المتصل بنقل العدل عن العدل من غیر قطع فی السند ولا جرح فی النَقَلَةِ) پس اس میں جو شرائط ہیں وہ ابن حبان ہی کے شرائط کے مانند ہیں وجہ اس کی یہ ہے کہ ابن حبان ابن خزیمہ کے علوم کو اخذ کرنے والے اور انہیں کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں۔

اب تک جن باتوں کا تذکرہ ہوا وہ محدثین خاص طور سے اصحاب الصحاح کے مذہب کے مطابق تھیں۔ جہاں تک فقہا اور اصولیین کے مذہب کا تعلق ہے تو ان کے یہاں شاذ ہونا حدیث سے احتجاج اور اس کے مطابق عمل کرنے میں قادح نہیں ہے۔

چنانچہ امام ابن دقیق العید نے (اقتراح) ص ۱۸۶ پر ذکر کیا ہے کہ حدیث صحیح کیلئے عدم شذوذ اور علت کی نفی کی شرط لگانا فقہاء کی نظر میں درست نہیں ہے کیونکہ بہت سارے عِلَل جس کی بنا پر محدثین حدیثوں کو معلول قرار دیتے ہیں وہ فقہاء کے اصول کے مطابق جاری نہیں ہوسکتے۔ نیز (شرح الالمام) میں ذکر کیا ہے کہ فقہاء اور محدثین ہر ایک کے اپنے الگ الگ طریقے ہیں، جو دوسرے کے یہاں نہیں ہیں کیونکہ فقہاء اور اصولیین کے قواعد کا تقاضہ یہ ہے کہ اگر راوی عادل ہے اور جزم کے ساتھ روایت کرتا ہے نیز سچائی اور عدم غلط میں اس کا شمار ہوتا ہے، ساتھ ہی ساتھ اس حدیث جس میں وہ مخالفت کرتا ہے اور جن کی مخالفت کرتا ہے دونوں میں کسی طرح جمع ہوسکتا ہو تو اس کی حدیث کو چھوڑا نہیں جائیگا۔

لیکن محدثین کے یہاں باوجودیکہ ثقات وعدول روایت کرنے والے ہوں کسی علت کا وجود انہیں اس روایت پر صحت کا حکم لگانے سے مانع ہوگا۔

امام سخاوی کے مذکورہ قول کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ صحیح کے امر شاذ کے نہ ہونے کی شرط لگانا اور شاذ کی تفسیر (مخالفۃ الثقۃ لمَن ہو أرجح منہ) کے ذریعہ کرنا اس طرح کہ دونوں روایتوں کے درمیان جمع کرنا دشوار ہو، تو محدثین شاذ کا حکم لگانے میں محض کثرت عدد اور قوت حفظ کی بنا پر ارجحیت کو ملحوظ رکھتے ہیں، اور دیگر وجوہات ترجیح کی طرف التفات نہیں کرتے جبکہ روایتوں کے درمیان وجوہ ترجیحات سو سے بھی زائد ہیں جیسا کہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے (تدریب الراوی) میں ذکر کیا ہے۔ ہاں کبھی کبھی راویوں کے بعض دوسرے احوال کو بھی دیکھ لیتے ہیں لیکن حکم اور معنی کے لحاظ سے جو دیگر وجوہ ترجیح ہیں ان کا خیال نہیں کرتے۔ اور شاید یہ اصطلاح ان کے اپنے موضوع کے اعتبار سے ہے کیونکہ ان کا اصل منصب اسناد پر حکم لگانا ہے۔

گویا انھوں نے اپنے منصب سے خارج چیز کو ان فقہاء اور اصولیین کے حوالہ کردیا ہے جن کا کام متون کو پرکھنا اور اس کے معانی سے بحث کرنا اور بعض کو بعض پر حکم اور معنی کے اعتبار سے ترجیح دینا ہے، اس لئے کہ ہر فن کے رجال ہوا کرتے ہیں جن کو اس فن میں دوسروں پر مقدم کیا جاتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "جامع ترمذی" ابواب الجنائز، باب ما جاء فی غسل المیت کے اندر فرماتے ہیں: کہ فقہاء احادیث کے معانی کو زیادہ جاننے والے ہیں۔

ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ اگر سند کو دیکھا جائے تو شیوخ اولی ہیں اور متن کے اعتبار سے فقہاء اولی ہیں۔ انتہی۔

اور جہاں تک محدثین شاذ کا حکم لگانے میں دونوں حدیثوں کے درمیان جمع کے دشوار ہونے کی شرط لگاتے ہیں تو ایک امر ایک قوم کے یہاں دشوار ہوتا ہے لیکن دوسری قوم کے یہاں آسان ہوتا ہے اور ائمہ وفقہاء احادیث کے متون میں جمع آسانی کے ساتھ کر لیتے ہیں انھیں دشواری نہیں ہوتی، لہٰذا اس بات میں فقہاء ہی مقدم ہوں گے۔

نیز صاحب التنقیح ابن عبدالہادی نے شفعہ کے سلسلہ میں عبدالملک ابن ابی سلیمان کی حدیث پر کلام کرنے کے بعد فرمایا ہے: کہ اس حدیث کے سبب سے امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کا عبدالملک پر کلام کرنا اس میں قادح نہیں ہے کیونکہ عبدالملک ثقہ ہیں اور امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ فقہ کے ماہرین میں سے نہیں ہیں کہ احادیث میں تعارض کے وقت جمع کریں، ہاں وہ حافظ ہیں اور امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ نے ان پر شعبہ کے تابع ہو کر کلام کیا ہے۔ اس حدیث کو (ترمذی شریف ۱/ ۱۶۴، اور کتاب العلل ۲۴۰) پر دیکھا جا سکتا ہے۔ پس انصاف یہ ہے کہ جب محدثین کے یہاں شاذ کا حکم لگانا کثرتِ عدد یا قوتِ حفظ اور ان جیسی چیزوں کی بناء پر ہے تو حدیث کا شاذ اور مردود ہونا فقہاء کے یہاں لازم نہیں آتا کہ احکام میں اس سے احتجاج درست نہ ہو۔ کیونکہ وجوہ ترجیحات غیر محصور ہیں پس بعید نہیں ہے کہ ایک حدیث راوی کے تفرد یا قصور حفظ کی بناء پر مرجوح ہو جائے، کیونکہ شاذ اگرچہ کسی خاص جہت کی وجہ سے محدثین کے یہاں مرجوح ہونے کی بنا پر مردود ہوتی ہے تو وہ احتمال رکھتی ہے کہ ان کے علاوہ کے یہاں دوسری وجوہات کی بنا پر، متن کے اعتبار سے راجح ہو، لہٰذا محدثین کا شاذ کہہ دینا اس بات کو مانع نہیں ہے کہ ان کا غیر دیگر تمام وجوہات ترجیح کو چھوڑ دے، اور ایک شئی کے دو وجہوں کے اعتبار سے مردود اور مقبول ہونے میں کوئی منافات نہیں۔

الحاصل: ماقبل کے بیان سے یہ بات کھل کر سامنے آگئی کہ شاذ محدثین کی اصطلاح کے مطابق صحت اصطلاحی کے منافی نہیں ہے۔ چہ جائیکہ اسکی وجہ سے وضع اور بطلان لازم آئے، اور یہ اصحاب الحدیث، خاص طور سے مصنفین صحاح وغیرہ کے نزدیک ہے جہاں تک فقہاء اور اصولیین کا مذہب ہے تو ان کے یہاں معاملہ اور وسیع ہے جیسا کہ ابن دقیق العید اور محقق عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں گزرا۔

اور اسی سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ امام حاکم اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا حدیث ابن عمر کو شاذ کی بنا پر باطل قرار دینا صحیح بنیاد پر مبنی نہیں ہے بلکہ محض شاذ ہونے کی وجہ سے باطل قرار دینا قواعد حدیث وفقہ دونوں کے مخالف ہے، اور سندھی یا نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کا امام حاکم اور بیہقی کے کلام پر تعاقب برمحل ہے۔

ابن عون کی حدیث کے چند متابعات وشواہد

مدونۃ الکبریٰ (۱/ ۱۶۵) پر ابن وہب اور ابن القاسم نے ان کی متابعت کی ہے اور ابن عون کی مذکورہ روایت کی تائید عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے عمل سے ہوتی ہے جیسا کہ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز پڑھی وہ تکبیر اولیٰ کے علاوہ میں رفع یدین نہیں کرتے تھے، ملاحظہ ہو مصنف ابن ابی شیبہ (۱/ ۲۱۴، رقم الحدیث ۲۴۵۲) نیز امام طحاوی اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کی تخریج کی ہے اور اس کی سند صحیح ہے، اور عبدالعزیز ابن حکیم نے ان کی

متابعت کی ہے جو کہ مؤطا امام محمد کے اندر ہے، قال أخبرنا محمد بن أبان بن صالح عن عبدالعزیز بن حکیم بہ، اور محمد بن ابان اگر چہ ضعیف ہیں لیکن کذابین میں سے نہیں ہیں بلکہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کی احادیث کو لکھا جاتا ہے لہٰذا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث کو تقویت مل گئی، اور مجاہد کی امام بیہقی کے یہاں عطیہ عوفی نے بھی متابعت کی ہے جیسا کہ نصب الرایہ (۱/ ۴۰۶) پر ہے اور عطیہ عوفی اگر چہ متکلم فیہ رجال میں سے ہیں مگر متابعت میں ان کی حدیث لکھی جاتی ہے جو کہ ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، اور بخاری (الادب المفرد) کے رجال میں سے ہیں، ہاں سوار ابن مصعب جو ان سے نقل کرنے والے ہیں ان کی کچھ زیادہ ہی تضعیف کی گئی ہے۔

نیز امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث کو امام مالک سے لینے میں عبداللہ بن عون کی متابعت کی ہے جیسا کہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کی (مبانی الاخبار) کے اندر ہے، ملاحظہ ہو (معارف السنن ۲/ ۴۶۸) اور اگر کسی کو شبہ ہو کہ ابن وہب اور ابن القاسم کی روایت میں صرف اتنی ہی بات پر اکتفاء ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم افتتاح صلاۃ کے وقت رفع یدین کرتے تھے آگے نہ رفع کا ذکر ہے اور نہ ہی عدم رفع کا، تو ہم کہیں گے کہ (مدوّنہ) کے اندر ان کی روایت کو ترک رفع کی دلیل میں پیش کیا ہے، اور خود حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری (۲/ ۲۷۹ باب نمبر ۸۴) پر ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے کہ: (لم یر أحد عن مالک ترک الرفع فیہما الا ابن القاسم) یعنی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے رکوع میں جانے اور اس سے اٹھنے کے وقت عدم رفع کو صرف ابن القاسم نے روایت کیا ہے اور ص: ۲۸۰ پر فرماتے ہیں: (ولم أر للمالکیۃ دلیلاً علی ترکہ ولا متمسکاً الا بقول ابن القاسم) پس شبہ کی کوئی گنجائش نہیں رہی۔ (الاستذکار ۱/ ۴۰۸) باب افتتاح الصلوۃ، کی عبارت ملاحظہ ہو جس میں افتتاح صلاۃ للاحرام کے بعد عدم رفع کی بھی صراحت ہے: قال مالک فیما رواہ عنہ ابن القاسم: یرفع للاحرام عند افتتاح الصلاۃ ولا یرفع في غیرھا، وکان مالک یری رفع الیدین في الصلاۃ ضعیفا وقال: ان کان ففی الاحرام.

فتح الباری میں تو صرف ابن القاسم ہی کا ذکر ہے لیکن (المدونۃ الکبریٰ ۱/ ۱۶۵) پر ابن وہب بھی ہیں۔

نیز ابن عون الخراز کی روایت کی تائید امام مالک اور جمہور مالکیہ کے اس کے مطابق عمل کرنے سے ہوتی ہے جیسا کہ عنقریب آئے گا۔

جہاں تک البانی کا یہ قول ہے کہ ابن عون کی روایت کے بطلان کے لئے دیگر دلائل سے قطع نظر صرف اتنا بھی کافی ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب (مؤطا) کے اندر اس کے خلاف لفظ ذکر کیا ہے، تو یہ قول انتہائی کمزور اور غیر قابل اعتبار ہے، کیونکہ اگر معاملہ ایسا ہی ہے تو رکوع میں جانے اور رکوع سے اٹھنے کے وقت رفع یدین والی حدیث جو کہ خود امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے اور بخاری وغیرہ کے اندر موجود ہے اس کا بھی باطل ہونا لازم آئے گا، کیونکہ اسے بھی مؤطا شریف کے اندر ذکر نہیں کیا ہے، بلکہ اس میں تکبیر تحریمہ اور صرف رکوع سے اٹھنے کے وقت رفع کو ذکر کیا ہے، دیکھئے (مؤطا شریف ص ۲۵)

ان چار وجوہات کا ابطال جسکی وجہ سے البانی نے مذکورہ حدیث کو باطل قرار دیا ہے

پہلی وجہ: وہ حدیث کا شاذ ہونا تھا تو اس کا جواب تفصیل کے ساتھ آچکا کہ شاذ ہونا صحت حدیث کے لئے قادح نہیں ہے، اور

نہ ہی اس کو حجت بنانے میں چہ جائیکہ وضع اور بطلان کا باعث بنے، اور ہم نے ابن عون کی حدیث میں جو شاذ ہونے کا گمان تھا اس کو متابعت وشواہد سے رفع کر دیا ہے جو کہ ابن عون کی روایت کے صحیح ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔

دوسری وجہ: دوسری وجہ اس حدیث کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا اپنی کتاب مؤطا کے اندر ذکر نہ کرنا تھا، تو یہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس سے یہ بات لازم آئے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو اس حدیث کا علم بھی نہیں تھا۔ کتنی حدیثیں ایسی ہیں جو خود امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ہی سے مروی ہیں اور کتب متداولہ میں موجود ہیں مگر مؤطا شریف میں نہیں ہیں، بلکہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے رکوع میں جانے اور رکوع سے اٹھنے کے وقت رفع یدین والی حدیث کو بھی مؤطا میں ذکر نہیں کیا ہے، حالانکہ البانی کے بقول امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں وہ معمول بہ ہے۔

رفع یدین کے سلسلہ میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کی تحقیق

اس بات کا دعویٰ کرنا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث حدیث پر عمل نہیں کیا ہے تو یہ محض دعوی ہے، حقیقت یہ ہے کہ انھوں نے اس پر عمل کیا ہے اور اس کو مالکیہ نے اختیار کیا ہے، چنانچہ امام سحنون نے المدونۃ الکبریٰ (۱/ ۱۶۵) میں ذکر کیا ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے رفع یدین معلوم نہیں ہے، نہ ہی جھکنے کے وقت اور نہ ہی اٹھنے کے وقت سوائے تکبیر تحریمہ کے وقت کہ تھوڑا سا ہاتھ اٹھایا جائے گا، ابن القاسم رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں رفع یدین ضعیف ہے مگر تکبیر احرام میں۔

ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب التمہید میں ہے کہ: واختلف العلماء فی رفع الیدین فی الصلاۃ فروی ابن القاسم وغیرہ عن مالک أنه کان یریٰ رفع الیدین فی الصلاۃ ضعیفًا الا فی تکبیرۃ الاحرام وحدہا، وتعلق بهذہ الروایة عن مالک أکثر المالکیین.

ترجمہ: اور نماز میں رفع یدین کے سلسلہ میں علماء کا اختلاف ہے چنانچہ ابن القاسم وغیرہ نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نماز میں رفع یدین کو ضعیف سمجھتے تھے مگر صرف تکبیر احرام میں، اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی اس روایت پر اکثر مالکیین کا اعتماد ہے۔ ملاحظہ ہو التمہید (۹/ ۲۱۲)

تنبیہ: اس جگہ اس بات کی طرف اشارہ کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مؤطا شریف امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا وہ مذہب نہیں ہے جس کو ان کے متبعین اختیار کرتے ہوں اور اس کی تقلید کرتے ہوں، بلکہ فتاویٰ اور احکام میں مالکیہ کا اعتماد اس پر ہے جس کو ابن القاسم رحمۃ اللہ علیہ نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہو، خواہ وہ مؤطا کے موافق ہو یا نہ ہو جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے تعجیل المنفعۃ، ص:۹ پر امام حسینی پر رد کرتے ہوئے ذکر کیا ہے۔

پھر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے عدم رفع کو نقل کرنے میں ابن عون متفرد نہیں ہیں، بلکہ ان کی متابعت ابن وہب اور ابن القاسم رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے جیسا کہ گزر چکا۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مسلم کے اندر ذکر کیا ہے: قال أبو حنیفة وأصحابه وجماعة من أہل الکوفة: لا

يستحب الرفع في غير تكبيرة الافتتاح، وہو أشہر الروايات عن مالک.

یعنی امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب اور اہل کوفہ کی ایک جماعت کا کہنا ہے کہ تکبیر تحریمہ کے علاوہ میں رفع یدین مستحب نہیں ہے اور یہی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے مشہور روایت ہے۔ ملاحظہ ہو حاشیہ مسلم شریف (۱/۱۶۸)

اور الجواہر النقی میں مع سنن بیہقی (۲/۷۶) میں امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح مسلم سے نقل کیا گیا ہے کہ ترک رفع امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور مذہب ہے، قواعد ابن رشد میں بھی اسی کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب قرار دیا ہے۔

ابن رشد مالکی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب بدایۃ المجتہد (۱/۱۹۳) میں ذکر کرتے ہیں: فمنہم من اقتصر بہ علی الاحرام فقط، ترجيحاً لحديث عبد الله بن مسعود و حديث البراء بن عازب، وہو مذہب مالک رحمۃ الله عليه لموافقة العمل بہ.

یعنی ائمہ میں سے بعض وہ حضرات ہیں جو عبداللہ ابن مسعود اور براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ترجیح دیتے ہوئے صرف تکبیر احرام میں رفع کے قائل ہیں، اور یہی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے اس پر عمل کے موافقت کی بنا پر۔

ان نقول معتبرہ سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب افتتاح نماز کے علاوہ میں عدم رفع ہی کا تھا، نیز ترمذی شریف کے نسخے مختلف ہیں چنانچہ ہندیہ (۱/۳۵) اور مجموعہ شروح اربعہ ترمذی (۱/۷۹) اور معارف السنن وغیرہ جو ہمارے پاس متداول ہیں اس میں قائلین رفع میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر نہیں ہے، صرف بیروت کے جدید نسخہ میں بین المعکوفین (مالک رحمۃ اللہ علیہ) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا نام ہے جو کہ کثیر نسخوں کے مقابلہ میں معتبر نہیں ہے۔

تیسری وجہ: وہ یہ تھی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما رفع پر محافظت کرتے تھے اور اس سے یہ مراد لیا گیا تھا کہ ترک رفع ان سے ثابت نہیں ہے، پس ماقبل میں ہم نے مجاہد اور عبدالعزیز ابن حکیم کی روایت سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما افتتاح صلاۃ کے علاوہ میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

رہی البانی کی یہ بات کہ اگر وہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ثابت ہوتی تو وہ رفع یدین نہ کرتے، پس یہ تو سرے سے مردود ہے، کیونکہ وہ کبھی رفع کرتے تھے اور کبھی رفع کو چھوڑ دیتے تھے بیان جواز اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دونوں کے ثابت ہونے کی وجہ سے۔

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کے علاوہ بہت سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مسنداً ترک رفع ثابت ہے جیسے ابن مسعود، براء بن عازب، ابوہریرۃ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم وغیرہم اور صحابہ میں سے حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم اجمعین کا اسی پر عمل رہا ہے۔

رفع یدین کے سلسلہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے الفاظ سات طرح کے وارد ہوئے ہیں

(۱) جس میں صرف شروع میں رفع کا ذکر ہے، المدونۃ الکبریٰ (۱/۱۶۵)

عن ابن وهب و ابن القاسم عن مالک عن ابن شہاب عن سالم عن ابن عمر رضی الله عنہما عن

النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

نیز عبداللہ بن عون الخراز نے بھی امام مالک سے روایت کیا ہے (الخلافیات) للبیہقی۔

(۲) جس میں افتتاح صلاۃ اور رکوع کے بعد رفع کا ذکر ہے، معارف السنن (۲/۴۷۳)

(۳) جس میں رکوع اور سجدہ میں جاتے وقت رفع کا ذکر ہے، مجمع الزوائد (۲/۱۰۲)

(۴) جس میں افتتاح صلاۃ وانحطاط الی الرکوع اور رکوع سے اٹھنے کے وقت رفع کا تذکرہ ہے جس کو امام محمد نے اپنی مؤطا کے اندر، اور بخاری، نسائی، ابوعوانہ، دارمی، طحاوی وغیرہم نے ذکر کیا ہے۔

(۵) جس میں ان مذکورہ تین جگہوں کے علاوہ دو رکعت کے بعد بھی رفع کا ذکر ہے، ملاحظہ ہو بخاری شریف، باب رفع الیدین اذا قام من الرکعتین۔

(۶) جس میں مذکورہ چار جگہوں کے علاوہ سجدہ کے وقت بھی رفع کا ذکر ہے۔ (بخاری: جزء رفع الیدین)

(۷) جس میں ہر خفض ورفع، رکوع وسجود، قیام وقعود کے وقت نیز دو سجدوں کے درمیان بھی رفع کا ذکر ہے۔

(فتح الباری: ۲/۲۸۴)

یہ سات طرح کے الفاظ ہیں سب کے سب ابن عمر رضی اللہ عنہما سے صحیح طور پر ثابت ہیں، پس ان میں سے کسی بھی صورت کا انکار محض اس وجہ سے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل ویسا نہیں رہا ہے ممکن نہیں ہے، لہٰذا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں سیاق کا تنوع عہد رسالت میں رفع اور عدم رفع دونوں کے اوپر عمل کی دلیل ہے۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو معارف السنن (۲/۴۷۳)

ابن عمر رضی اللہ عنہما کے عمل کی توجیہ: جہاں تک ابن عمر رضی اللہ عنہما کا رفع یدین نہ کرنے والے کو کنکریوں سے مارنے کا تعلق ہے تو علامہ بنوری نے معارف السنن (۲/۴۶۶) میں یہ بیان کیا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اثر میں اس بات پر کوئی دلیل نہیں ہے کہ وہ رکوع کے وقت ہی رفع یدین نہ کرنے پر کنکریوں سے مارتے تھے، لہٰذا اس اثر کو اس رفع خلافی کا عنوان نہیں بنایا جاسکتا، پس اس سے استدلال بھی صحیح نہ ہوگا۔ اس اثر کے الفاظ اس طرح ہیں: أنه اذا رأى مصليا لا يرفع حصبه. یعنی جب وہ کسی نمازی کو دیکھتے کہ وہ رفع یدین نہیں کر رہا ہے تو اسے کنکریوں سے مارتے، تو ممکن ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین نہ کرنے پر ہو، نہ کہ مطلق ترک رفع یدین پر، اور تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانے کی تاکید ظاہر ہے۔

چوتھی وجہ: چوتھی وجہ یہ تھی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کرنے والے ان کے صاحبزادے حضرت سالم ہیں اور وہ بھی رفع کے قائل ہیں۔

ہم کہتے ہیں اس سے بھی استدلال درست نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ حضرت سالم کے یہاں رفع یدین اولیٰ ہو، پس اس سے ترک رفع کا ناجائز ہونا لازم نہیں آتا، کیونکہ بہت سے ائمہ ہیں جن کی مرویات کے مطابق ان کا عمل نہیں ہے اسی بات کو امام رامہرمزی نے اپنی کتاب (المحدث الفاصل بین الراوی والواعی ص ۳۲۳ و ۳۲۴) پر فرمایا ہے: (وليس يلزم المفتي أن يفتي بجميع ما روى ولا يلزمه أيضا أن يترك رواية ما لا يفتي به) کہ مفتی کو لازم نہیں ہے کہ اپنی تمام مرویات کے مطابق فتویٰ دے، اور یہ بھی لازم

نہیں ہے کہ جس پر فتویٰ نہ دیا جائے اس کو ترک ہی کر دے، اس کے بعد چند مثالیں بھی پیش کی ہے، اور فرمایا ہے کہ یہی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اپنی مرویات میں سے بہت سی روایات کے خلاف عمل کرتے ہیں۔

دعویٰ بلا دلیل: سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ میں شیخ ناصر الدین البانی نے یہ بھی وہم دلایا ہے کہ زیر بحث حدیث میں غلطی محمد بن غالب تمتام سے ہوئی ہے جو کہ احمد بن محمد البرتی سے روایت کرنے والے ہیں، پس جاننا چاہئے کہ امام خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد (۳/ ۱۴۴ تا ۱۴۵) پر ان کا ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے: (کان کثیر الحدیث صدوقاً حافظا) یعنی وہ سچے اور حافظ تھے، اور امام دارقطنی نے کہا ہے: (و أما لزوم تمتام کتابه و تثبته. فلا ینکر و لا ینکر طلبه و حرصه علی الکتابة) اور تمتام کا اپنی کتاب کو پختگی سے محفوظ رکھنا اور کتاب سے چپٹے رہنا ایسا ہے کہ اس کا انکار ممکن نہیں ہے اور ان کا طلب کرنا اور لکھنے پر حریص ہونا بھی قابل انکار نہیں ہے، نیز دارقطنی نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے، حمزہ بن یوسف السہمی کا کہنا ہے کہ امام دارقطنی سے تمتام کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا: (ثقة مأمون، الا أنه کان یخطئ، و کان وهم فی أحادیث) کہ وہ ثقہ ہیں مامون ہیں، مگر یہ ہے کہ غلطی ہو جاتی تھی اور بہت سی احادیث میں ان سے وہم ہوا ہے۔

اور حسن بن ابو طالب نے امام دارقطنی کا قول نقل کیا ہے کہ انھوں نے تمتام کو ثقہ بتلایا ہے۔ تاریخ بغداد (۳/ ۱۴۴-۱۴۵) ملاحظہ ہو۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے بارے میں: حافظٌ مُکثِرٌ کا لفظ استعمال کیا ہے، اور ابن حبان نے اپنی کتاب الثقات کے اندر ذکر کیا ہے۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو میزان الاعتدال (۳/ ۶۸۱) اور لسان المیزان (۵/ ۳۳۷) تاریخ بغداد مذکورہ صفحہ۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ زیر بحث حدیث شیخ ناصر الدین البانی کے مذہب کے خلاف ہے پس انھوں نے کھینچ تان کرنا شروع کیا یہاں تک کہ موضوع اور باطل تک کہہ دیا اور غیر معتبر وجوہات سے (سلسلة الاحادیث الضعیفه و الموضوعه) کے تین چار صفحوں کو کالا کر رکھا ہے، جبکہ انصاف کے ساتھ جائزہ لینے سے اس شعر کے مصداق ہیں:

فَدَعْ عنکَ الکتابةَ لَستَ مِنها وَ انْ سَوَّدتَ وَجهکَ بالمداد

کہ لکھنا چھوڑ دو تم اس کے اہل نہیں ہو، کیا ہی اچھا ہوتا اگر تم روشنائی سے اپنا منہ کالا کرتے۔

انصاف تو یہ تھا کہ خاموشی اختیار کرتے جیسا کہ ائمہ متقدمین کا عمل رہا ہے، کہ احمد بن سعید نے احمد بن خالد سے نقل کیا ہے کہ ہمارے یہاں علماء کی ایک جماعت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے پیش نظر نماز میں رفع یدین کرتی تھی اور ایک جماعت ابن القاسم کی روایت کے پیش نظر صرف احرام میں رفع یدین کرتی تھی، اور ان دونوں جماعتوں میں سے کوئی کسی پر عیب نہیں لگاتا۔ ملاحظہ ہو الاستذکار (۱/ ۴۰۹) اور التمہید (۹/ ۲۲۳)

نیز ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب (المحلی ۳/ ۲۳۵) کے اندر ذکر کیا ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دونوں طرح کا عمل صحیح طور پر ثابت ہے تو دونوں طرح عمل کرنا مباح ہوا نہ کہ فرض، لہٰذا ہم دونوں طرح عمل کر سکتے ہیں۔

پس اگر ہم نے رفع یدین کیا تب بھی ہم نے اسی طرح نماز پڑھی جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی اور اگر رفع یدین

نہیں کیا تب بھی اسی طرح پڑھا جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے۔ لہٰذا کسی کو حق نہیں بنتا کہ ذخیرۂ احادیث پر ہاتھ لگائے اور غیر معتبر دلائل سے انہیں باطل اور موضوع قرار دے۔

رفع یدین کے بارے میں اہلحدیث علماء کے آپس میں اختلافات

رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرنے اور نہ کرنے سے متعلق سلف صالحین وائمہ ہدی کے مابین اختلاف ہے اور دور اول یعنی صحابہ وتابعین وتبع تابعین رضی اللہ عنہم سے اس میں اختلاف چلا آرہا ہے اور اس اختلاف کی اصل وجہ یہ ہے کہ رفع یدین کے بارے مختلف روایات وارد ہوئی ہیں لہٰذا جس مجتہد نے اپنے دلائل کی روشنی میں جس صورت کو زیادہ بہتر وراجح سمجھا اس کو اختیار کیا اور کسی بھی مجتہد نے دوسرے مجتہد کے عمل واجتہاد کو باطل وغلط نہیں کہا۔

اور یہی حال ان مجتہدین کرام کا دیگر اختلافی مسائل میں بھی ہے کہ باوجود اختلاف کے ایک دوسرے کے ساتھ محبت وعقیدت واحترام کا رشتہ رکھتے تھے جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ امام مالک رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں لیکن بہت سارے اجتہادی مسائل میں ان سے اختلاف رکھتے ہیں حتیٰ کہ رفع یدین کے مسئلہ میں بھی دونوں استاذ وشاگرد کا اجتہاد مختلف ہے امام شافعی رحمہ اللہ رفع یدین کے قائل ہیں اور امام مالک رحمہ اللہ رفع یدین کے قائل نہیں۔

رفع یدین کے بارے مذاہب اربعہ کی تصریحات کا بیان

احناف کے نزدیک رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین خلاف اولی ہے یعنی بہتر نہیں ہے فتاویٰ شامی میں ہے قوله إلا في سبع) أشار إلى أنه لا يرفع عند تكبيرات الانتقالات، خلافا للشافعي وأحمد، فيكره عندنا ولا يفسد الصلاة الخرد المحتار على الدر المختار، كتاب الصلاة، فصل في بيان تأليف الصلاة إلى انتهائها

2= مالکیہ کے نزدیک بھی رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین مکروہ وخلاف اولی ہے، مذہب مالکیہ کی مستند کتاب المدونۃ الکبری میں ہے، ففي المدونة الكبرى قال الإمام مالك: (لا أعرف رفع اليدين في شيء من تكبير الصلاة، لا في خفض ولا في رفع إلا في افتتاح الصلاة، يرفع يديه شيئا خفيفا، والمرأة في ذلك بمنزلة الرجل)، قال ابن القاسم: (كان رفع اليدين ضعيفا إلا في تكبيرة الإحرام) المدونة الكبرى إمام مالك ص 107–دار الفكر بيروت۔

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نماز کی تکبیرات میں کسی جگہ رفع الیدین نہیں جانتا نہ رکوع میں جاتے وقت اور نہ رکوع سے اٹھتے وقت مگر صرف نماز کے شروع میں تکبیر تحریمہ کے وقت، امام مالک کے صاحب وشاگرد ابن القاسم فرماتے ہیں کہ رفع الیدین کرنا ضعیف ہے مگر صرف تکبیر تحریمہ میں۔

امام مالک رحمہ اللہ کے الفاظ پر ذرا غور کریں لا أعرف یعنی میں نہیں جانتا تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین کرنا الخیال رہے کہ کتاب المدونۃ الکبری فقہ مالکی کی اصل وبنیاد ہے دیگر تمام کتابوں پر مقدم ہے اور موطا امام مالک کے بعد اس کا دوسرا نمبر ہے

اور اکثر علماء المالکیہ کی جانب سے اس کتاب المدونۃ کو تلقی بالقبول حاصل ہے اور فتاویٰ کے باب میں بھی علماء المالکیہ کا اسی پر اعتماد ہے اور روایت و درجہ کے اعتبار سے سب سے أصدق و أعلیٰ کتاب ہے علامہ ابن رشد المالکی نے بھی یہی تصریح کی ہے اور فرمایا کہ رفع یدین میں اختلاف کا سبب دراصل اس باب میں واردشدہ مختلف روایات کی وجہ سے ہے یعنی چونکہ روایات مختلف ہیں لہٰذا ائمہ مجتہدین کا عمل بھی ہوگا۔اھ لہٰذا جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ رفع یدین نہ کرنے والوں کی نماز غلط ہے تو ایسے لوگ جاہل وکاذب ہیں۔

وأما اختلافهم في المواضع التي ترفع فيها فذهب أهل الكوفة أبو حنيفة وسفيان الثوري وسائر فقهائهم إلى أنه لا يرفع المصلي يديه إلا عند تكبيرة الإحرام فقط، وهي رواية ابن القاسم عن مالك "الى ان قال " والسبب في هذا الاختلاف كله اختلاف الآثار الواردة في ذلك الخبداية المجتهد، كتاب الصلاة، للعلامه ابن رشد المالكى

علامہ عبدالرحمن الجزیری نے بھی یہی تصریح کی ہے کہ مالکیہ کے نزدیک رفع یدین دونوں کندھوں تک تکبیر تحریمہ کے وقت مستحب ہے اس کے علاوہ مکروہ ہے: المالكية قالوا: رفع اليدين حذو المنكبين عند تكبيرة الاحرام مندوب، وفيما عدا ذلك مكروه الخ الفقه على المذاهب الاربعة 'لعبد الرحمن الجزيري' الجزء الاولكتاب الصلاة باب رفع اليدين

3= شافعیہ کے نزدیک رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین سنت ہے، امام شافعی کی کتاب الأم میں یہی تصریح موجود ہے اور دیگر علماء شافعیہ کا بھی یہی مذہب ہے قال سألت الشافعي: أين ترفع الأيدي في الصلاة؟ قال: يرفع المصلي يديه في أول ركعة ثلاث مرات، وفيما سواها من الصلاة مرتين مرتين يرفع يديه حين يفتتح الصلاة مع تكبيرة الافتتاح حذو منكبيه ويفعل ذلك عند تكبيرة الركوع وعند قوله "سمع الله لمن حمده" حين يرفع رأسه من الركوع ولا تكبيرة للافتتاح إلا في الأول وفي كل ركعة تكبير ركوع، وقول سمع الله لمن حمده عند رفع رأسه من الركوع فيرفع يديه في هذين الموضعين في كل صلاة الخكتاب الأم، باب رفع اليدين في الصلاة قال الشافعي) وبهذا نقول فنأمر كل مصل إماما، أو مأموما، أو منفردا، رجلا، أو امرأة؛ أن يرفع يديه إذا افتتح الصلاة؛ وإذا كبر للركوع؛ وإذا رفع رأسه من الركوع ويكون رفعه في كل واحدة من هذه الثلاث حذو منكبيه؛ ويثبت يديه مرفوعتين حتى يفرغ من التكبير كله ويكون مع افتتاح التكبير، ورديديه عن الرفع مع انقضائه. كتاب الأم، باب رفع اليدين في التكبير في الصلاة

4= حنابلہ کے نزدیک بھی رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین سنت ہے۔ مسألة: قال: (ويرفع يديه كرفعه الأول) يعني يرفعهما إلى حذو منكبيه، أو إلى فروع أذنيه، كفعله عند تكبيرة الإحرام، ويكون ابتداء رفعه عند ابتداء تكبيره، وانتهاؤه عند انتهائه. كتاب المغني لابن قدامة الحنبلي، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة۔

رفع یدین کے بارے میں اہلحدیث علماء کے آپس میں اختلافات

مولانا سید نذیر حسین صاحب دہلوی اپنے فتاویٰ نذیریہ جلد 1 صفحہ 441 میں فرماتے ہیں کہ رفع یدین میں جھگڑا کرنا تعصب اور جہالت کی بات ہے، کیونکہ آنحضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دونوں ثابت ہیں، دلائل دونوں طرف ہیں۔ اسی کتاب میں کہتے ہیں کہ رفع یدین کا ثبوت اور عدم ثبوت دونو مروی ہے۔ (فتاویٰ نذیریہ جلد 1 صفحہ 444)

مولانا ثناء اللہ امرتسری کہتے ہیں کہ ہمارا مذہب ہے کہ رفع یدین کرنا مستحب امر ہے جس کے کرنے سے ثواب ملتا ہے اور نہ کرنے سے نماز میں کوئی خلل نہیں ہوتا۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد 1 صفحہ 579)

اسی کتاب میں کہتے ہیں کہ ترک رفع ترک ثواب ہے ترک فعل سنت نہیں۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد 1 صفحہ 608)

نواب صدیق حسن خاں شاہ ولی اللہ صاحب سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔۔ "رفع یدین وعدم رفع یدین نماز کے ان افعال میں سے ہے جن کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کیا ہے اور کبھی نہیں کیا ہے، اور سب سنت ہے، دونوں بات کی دلیل ہے، حق میرے نزدیک یہ ہے کہ دونوں سنت ہیں۔۔۔ (روضہ الندیہ صفحہ 148)

اور اسی کتاب میں اسماعیل دہلوی کا یہ قول بھی نقل کرتے ہیں ولا یلام تارکہ وان ترکہ مدعمرہ (صفحہ 150)۔ یعنی رفع یدین کے چھوڑنے والے کو ملامت نہیں کی جائے گی اگرچہ پوری زندگی وہ رفع یدین نہ کرے۔

علامہ ابن تیمیہ فتاویٰ ابن تیمیہ جلد 22 ص 253 پر لکھتے ہیں: سوائ رفع او لم یرفع یدیه لا یقدح ذلک فی صلاتهم ولا یبطلها، لا عند ابی حنیفة ولا الشافعی، ولا مالک ولا احمد، ولو رفع الامام دون الماموم او للماموم دون الامام لم یقدح ذلک فی صلاة واحد منهما۔ یعنی اگر کسی رفع یدین کیا یا نہ کیا تو اس کی نماز میں کوئی نقص نہیں، امام ابوحنیفہ، امام شافعی امام احمد اور امام مالک کسی کے یہاں بھی نہیں۔ اسی طرح امام اور مقتدی مین سے کسی ایک نے کیا تب بھی کوئی نقص نہیں۔

الشیخ عبدالعزیز ابن باز سابق مفتی اعظم سعودی عرب فرماتے ہیں: السنة رفع اليدين عند الإحرام وعند الركوع وعند الرفع منه وعند القيام إلى الثالثة بعد التشهد الأول لثبوت ذلك عن النبي صلى الله عليه وسلم , وليس ذلك واجبا بل سنة فعله المصطفى صلى الله عليه وسلم وفعله خلفاؤه الراشدون وهو المنقول عن أصحابه صلى الله عليه وسلم , فالسنة للمؤمن أن يفعل ذلك في جميع الصلوات وهكذا المؤمنة۔ كله مستحب وسنة وليس بواجب ,ولو صلى ولم يرفع صحت صلاته اه"

تکبیر تحریمہ کہتے وقت، رکوع میں جاتے ہوئے اور رکوع سے اٹھنے کے بعد، اور پہلے تشہد کے بعد تیسری رکعت کے لیے اٹھتے وقت رفع الیدین کرنا سنت ہے کیوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا کرنا ثابت ہے۔ لیکن یہ واجب نہیں سنت ہے۔ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، خلفائے راشدین اور صحابہ کا اس پر عمل رہا ہے، پس ہر مومن مرد وعورت کو اپنی تمام نمازوں میں اسے اپنانا چاہیے، لیکن یہ سب مستحب اور سنت ہے، واجب نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص رفع الیدین کے بغیر نماز پڑھے تو اس کی نماز درست ہے۔

(مجموع فتاویٰ بن باز جلد 11 ص 156)

نائب مفتی اعظم سعودی عرب الشیخ محمد بن صالح العثیمین کا کہنا ہے: وھذا الرفع سنة، إذا فعله الإنسان كان أكمل لصلاته، وإن لم يفعله لا تبطل صلاته، لكن يفوته أجر هذه السنة "رفع الیدین کرنا سنت ہے، اسے کرنے والا انسان اپنی نماز مکمل ترین صورت میں ادا کرتا ہے۔ اگر کوئی اسے چھوڑ دے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوتی لیکن وہ اس سنت کے اجر سے محروم رہ جاتا ہے" (مجموع فتاوی ورسائل العثیمین جلد 13 ص 169)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اور سجدوں کا رفع یدین

سجدوں میں جاتے وقت رفع یدین کرنا: غیر مقلدین سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں کہ غیر مقلدین سجدوں کی رفع یدین کیوں نہیں کرتے؟ جبکہ سجدوں میں جاتے وقت کا رفع یدین 10 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے صحیح سند کے ساتھ مروی ہے۔ غیر مقلدین کے مانے ہوئے اور مستند شدہ محقق اور محدث علامہ ناصر الدین البانی لکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کبھی سجدہ میں جاتے وقت بھی رفع یدین کرتے تھے۔ یہ رفع یدین 10 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے اور ابن عمر، ابن عباس رضی اللہ عنہم اور حسن بصری، طاؤس، ابن عمر رضی اللہ عنہما کے غلام نافع، سالم بن نافع، قاسم بن محمد، عبداللہ بن دینار، اور عطاء اس کو جائز سمجھتے ہیں۔ عبدالرحمٰن بن مہدی نے اس کو سنت کہا ہے اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اس پہ عمل کیا ہے، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ایک قول یہی ہے۔" (نماز نبوی ﷺ، علامہ ناصر الدین البانی، صفحہ 131)

جب سجدوں کا رفع یدین حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ان کے ساتھ ساتھ دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے صحیح سند کے ساتھ غیر مقلدین کے تصدیق شدہ محقق کی تصریح کے ساتھ ثابت ہے تو غیر مقلد ان صحیح احادیث پہ عمل کیوں نہیں کرتے؟

یہ وہی عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ہیں جن سے غیر مقلدین اپنی رفع یدین کی حدیث روایت کرتے ہیں۔ سجدوں سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرنا: علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ سجدوں سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کو صحیح کہتے ہیں۔" امام احمد اس مقام پر رفع یدین کے قائل ہیں بلکہ وہ ہر تکبیر کے وقت رفع یدین کے قائل ہیں،

چنانچہ علامہ ابن قیم فرماتے ہیں کہ ابن الاثیر امام احمد سے نقل کرتے ہیں کہ ان سے رفع یدین کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ جب بھی نمازی اوپر یا نیچے ہو دونوں صورتوں میں رفع یدین ہے نیز اثرم بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام احمد کو دیکھا وہ نماز میں اٹھتے بیٹھتے وقت رفع یدین کرتے تھے۔ یہ رفع یدین انس، ابن عمر، نافع، طاؤس، حسن بصری، ابن سیرین اور ایوب سختیانی سے صحیح سند کے ساتھ مروی ہے"۔ (نماز نبوی ﷺ، علامہ ناصر الدین البانی، صفحہ 142)

یہاں علامہ البانی نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سجدوں سے سر اٹھاتے وقت کا رفع یدین صحیح سند سے ثابت کیا۔ غیر مقلدین سجدوں میں جاتے وقت اور سر اٹھاتے وقت رفع یدین کیوں نہیں کرتے؟

غیر مقلدین کے مشہور عالم مولانا رئیس ندوی صاحب امام بخاری کی کتاب جزء رفع الیدین سے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی سجدوں کی رفع یدین ذکر کرنے کے بعد اس کی تحقیق میں لکھتے ہیں کہ

"اس حدیث معتبر کا واضح مفاد یہ ہے کہ پہلی یا دوسری، تیسری یا چوتھی رکعت کی قید کے بغیر علی الاطلاق ابن عمر رضی اللہ عنہما

جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے تھے، اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ ہر سجدہ سے اٹھتے وقت موصوف ابن عمر رضی اللہ عنہما رفع یدین کرتے تھے۔۔۔اس حدیث کا لازمی مطلب ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سجدہ کے وقت رفع یدین کرتے تھے اور اسکے علاوہ اس حدیث کا کوئی دوسرا معنی و مطلب بتانا خلاف ظاہر ہے" (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح طریقہ نماز۔صفحہ 361)

اسی صفحہ پہ آگے جا کر لکھتے ہیں کہ" ابن عمر رضی اللہ عنہما سے جو بعض روایات منقول ہیں کہ وہ خود اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بوقت سجدہ رفع یدین نہیں کرتے تھے تو اسکا مطلب صرف اس قدر ہے کہ کبھی کبھار بعض مرتبہ سجدہ کے وقت ابن عمر رضی اللہ عنہما رفع یدین نہیں کرتے تھے" (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح طریقہ نماز۔صفحہ 361)

تو غیر مقلدین کے ان مستند عالم رئیس ندوی صاحب کی ان باتوں سے ثابت ہوا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سجدوں کا رفع یدین صحیح سند سے مروی ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اکثر سجدوں کا رفع یدین کرتے تھے اور کبھی کبھار سجدوں کا رفع یدین ابن عمر رضی اللہ عنہما ترک کرتے تھے۔

اسی کتاب میں آگے جا کے موصوف لکھتے ہیں کہ" بوقت سجدہ کا رفع یدین جس کو امام بخاری محفوظ کہہ رہے ہیں اسکے بنیادی رواہ میں سے نافع، طاؤس، ایوب سختیانی، مجاھد، عطاء، سالم، عبداللہ بن دینار، قیس بن سعد، حسن بن مسلم، حسن بصری وغیرہ بھی ہیں اور یہ سارے کے سارے حضرات بوقت سجدہ بھی تحریمہ و رکوع کے وقت کی طرح رفع یدین کرتے تھے۔ظاہر ہے کہ ان حضرات کے نزدیک اگر بوقت سجدہ رفع یدین والی حدیث محفوظ نہ ہوتی تو یہ اساطین علم و دین ہوتے ہوئے بوقت سجدہ رفع یدین نہ کرتے۔"

(رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح طریقہ نماز۔صفحہ 370)

علامہ رئیس ندوی کے اس حوالے سے ثابت ہوا کہ ابن عمر رضی اللہ سمیت یہ تمام تابعین اور اکابرین سجدوں میں بھی تحریمہ اور رکوع کی طرح رفع یدین کرتے تھے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سجدوں کے رفع یدین کی حدیث محفوظ ہے۔

اور مولانا ندوی صاحب کے ان حوالوں میں اہم بات یہ ہے کہ غیر مقلدین جو اپنی دلیل میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی رفع یدین کی روایات بخاری اور مسلم سے پیش کرتے ہیں ان کے راوی سالم رحمۃ اللہ علیہ اور خود ابن عمر رضی اللہ عنہما دونوں سجدوں میں رفع یدین کرتے تھے جن کے یہ غیر مقلدین منکر ہیں۔

میرا غیر مقلدین سے سوال ہے کہ وہ سجدوں کے اس رفع یدین کو کیوں نہیں کرتے جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی مستند ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور رفع یدین کی احادیث کے مرکزی راویوں سے ثابت ہے؟

غیر مقلدین کا رفع یدین کو سنت مؤکدہ تسلیم کرنے سے انکار

غیر مقلدین کے عالم سے کسی نے سوال کیا کہ رفع یدین سنت مؤکدہ ہے یا نہیں تو انہوں نے اس کا جواب میں رفع یدین کے سنت ہونے کی دلیل کی بجائے علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے کہہ دیا کہ رفع یدین کرنے اور نہ کرنے والے پہ کوئی ملامت نہیں کیونکہ یہ سب اقسام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے ثابت ہے۔ (فتاویٰ علمائے اہلحدیث، جلد 3 صفحہ 151، 152)

اگر رفع یدین سنت ہوتا تو غیر مقلد عالم تسلیم کر لیتا کہ رفع یدین سنت ہے لیکن اس کا تسلیم نہ کرنا اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ خود

غیر مقلدین کو اس بات کا علم نہیں ہے کہ رفع یدین سنت ہے یا نہیں؟

یہی فتوی محدث فتاوی پہ بھی موجود ہے۔

موجودہ غیر مقلدین جو رفع یدین نہ کرنے والے پہ اعتراض کرتے ہیں ان سے گزارش ہے رفع یدین ترک کرنے والوں پہ کوئی ملامت نہیں اور ترک رفع یدین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے اس بات کو تو تمہارے اکابر علماء نے تسلیم کر لیا ہے لیکن تم خود پہلے رفع یدین کو سنت تو تسلیم کر لو احناف پہ ترک رفع یدین کا اعتراض بعد میں کرنا۔

غیر مقلد عالم عبدالستان نور پوری سے کسی نے سوال کیا تھا کہ رفع یدین فرض ہے یا سنت تو جواب دیا گیا کہ "فرض اور سنت کی وضاحت کسی حدیث میں نہیں آئی" (قران وحدیث کی روشنی میں احکام ومسائل، جلد 1، ص179)

پس اہلحدیث کے اس فتوی سے ثابت ہوا کہ رفع یدین نہ فرض ہے اور نہ ہی سنت ورنہ جواب دیتے وقت بتا دیا جاتا کہ رفع یدین سنت ہے یا فرض۔۔

سوال یہ ہے کہ اگر فرض اور سنت کی وضاحت کسی حدیث میں نہیں آئی تو پھر غیر مقلدین کو کیا علم کہ نماز میں فرض کون سا ہے اور سنت کون سی؟

اگر رفع یدین نہ فرض ہے اور نہ سنت تو پھر رفع یدین ہے کیا؟

ترک رفع یدین پہ فتوی لگانے والے غیر مقلدو! پہلے خود تو فیصلہ کر لو کہ نماز میں رفع یدین کی کیا حیثیت ہے؟؟ رفع یدین تمہارے نزدیک سنت ہے یا نہیں؟

یہی فتوی غیر مقلدین کی ویب سائٹ محدث فتاوی پہ بھی موجود ہے۔

غیر مقلد عالم رئیس ندوی کا دعوی کہ نماز میں رفع یدین فرض وواجب ہے۔ ہے کوئی غیر مقلد جو رئیس ندوی کے اس دعوے کی دلیل دے؟

غیر مقلد عالم رئیس ندوی کا دعوی ہے کہ نماز میں رکوع کو جھکتے اور اٹھتے وقت رفع یدین کرنا فرض وواجب ہے۔ نہ کرنیوالے کی نماز باطل ہے۔ (مجموعہ مقالات، صفحہ 246)

رئیس ندوی صاحب نے اپنے اس دعوے پہ قران وحدیث سے کوئی دلیل پیش نہیں کی۔ دوسری طرف مولانا سید نذیر حسین صاحب دہلوی اپنے فتاوی نذیریہ جلد 1 صفحہ 441 میں فرماتے ہیں کہ رفع یدین میں جھگڑا کرنا تعصب اور جہالت کی بات ہے، کیونکہ آنحضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دونوں ثابت ہیں، دلائل دونوں طرف ہیں۔ اسی کتاب میں کہتے ہیں کہ رفع یدین کا ثبوت اور عدم ثبوت دونو مروی ہے۔ (فتاوی نذیریہ جلد 1 صفحہ 444)

مولانا ثناء اللہ امرتسری کہتے ہیں کہ ہمارا مذہب ہے کہ رفع یدین کرنا مستحب امر ہے جس کے کرنے سے ثواب ملتا ہے اور نہ کرنے سے نماز میں کوئی خلل نہیں ہوتا۔ (فتاوی ثنائیہ جلد 1 صفحہ 579)

غیر مقلد عالم عبدالستان نور پوری سے کسی نے سوال کیا تھا کہ رفع یدین فرض ہے یا سنت تو جواب دیا گیا کہ "فرض اور سنت کی

وضاحت کسی حدیث میں نہیں آئی" (قرآن وحدیث کی روشنی میں احکام ومسائل، جلد 1، ص 179)

جبکہ غیر مقلد عالم عبدالغفار محمدی کے نزدیک نماز کے فرائض، سنن اور مستحبات وغیرہ سب بدعت ہیں"

(350 سوالات، صفحہ 125)

تو رئیس ندوی صاحب اپنے ہی عالم عبدالغفار محمدی کے نزدیک رفع یدین کو فرض وواجب کہہ کر بدعتی ہوئے۔ غیر مقلد رئیس ندوی کے علاوہ کسی کو علم نہیں ہوا کہ رفع یدین فرض ہے۔ آج تک غیر مقلدین خود اس بات پہ متفق نہیں ہو سکے کہ رفع یدین فرض ہے، واجب ہے، سنت ہے یا مستحب ہے؟ کیا کوئی غیر مقلد اپنے عالم رئیس ندوی کے اس دعوے کی دلیل دے سکتا ہے کہ رفع یدین فرض وواجب ہے؟

دو سجدوں کے درمیان رفع یدین نہ کرنے کا بیان

721 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ وَبَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ - وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً: وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ وَأَكْثَرُ مَا كَانَ يَقُولُ: وَبَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ - وَلَا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ نے نماز کا آغاز کیا' تو آپ نے دونوں ہاتھ بلند کئے' یہاں تک کہ آپ انہیں کندھوں کے برابر لے آئے۔ جب آپ رکوع میں جانے لگے اور جب آپ نے رکوع سے سر اٹھایا (تو بھی آپ نے ایسا ہی کیا) ایک مرتبہ سفیان نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کئے جب آپ نے اپنا سر اٹھایا' تاہم اکثر انہوں نے یہ ہی الفاظ نقل کیے ہیں: آپ نے رکوع سے اپنا سر اٹھایا' اس کے بعد (آپ نے رفع یدین کیا) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سجدوں کے درمیان رفع یدین نہیں کیا۔

722 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمْصِيُّ، حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى تَكُونَ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ كَبَّرَ وَهُمَا كَذَلِكَ فَيَرْكَعُ، ثُمَّ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْفَعَ صُلْبَهُ رَفَعَهُمَا حَتَّى تَكُونَ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ وَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي السُّجُودِ وَيَرْفَعُهُمَا فِي كُلِّ تَكْبِيرَةٍ يُكَبِّرُهَا قَبْلَ الرُّكُوعِ حَتَّى تَنْقَضِيَ صَلَاتُهُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے' تو آپ اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک بلند کرتے تھے' پھر آپ تکبیر کہتے تھے تو وہ دونوں ہاتھ اسی طرح ہوتے تھے' جب آپ رکوع میں جاتے تھے اور جب آپ رکوع سے اپنی پشت کو اٹھانے کا ارادہ کرتے تھے' تو بھی دونوں ہاتھ بلند کرتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ کندھوں کے برابر آ جاتے تھے۔ پھر آپ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَہ پڑھتے تھے' البتہ آپ سجدوں کے دوران دونوں ہاتھ بلند نہیں کرتے

تھے۔ رکوع سے پہلے کی ہر تکبیر میں آپ دونوں ہاتھ بلند کرتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ (اسی طریقے کے مطابق) نماز مکمل کرتے تھے۔

723 - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ الْجُشَمِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، قَالَ: كُنْتُ غُلَامًا لَا أَعْقِلُ صَلَاةَ أَبِي قَالَ: فَحَدَّثَنِي وَائِلُ بْنُ عَلْقَمَةَ، عَنْ أَبِي وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ، قَالَ: ثُمَّ الْتَحَفَ، ثُمَّ أَخَذَ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ وَأَدْخَلَ يَدَيْهِ فِي ثَوْبِهِ قَالَ: فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ أَخْرَجَ يَدَيْهِ ثُمَّ رَفَعَهُمَا، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ سَجَدَ وَوَضَعَ وَجْهَهُ بَيْنَ كَفَّيْهِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ أَيْضًا رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ، قَالَ: مُحَمَّدٌ: فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلْحَسَنِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ، فَقَالَ: هِيَ صَلَاةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَهُ مَنْ فَعَلَهُ وَتَرَكَهُ مَنْ تَرَكَهُ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ هَمَّامٌ، عَنِ ابْنِ جُحَادَةَ لَمْ يَذْكُرِ الرَّفْعَ مَعَ الرَّفْعِ مِنَ السُّجُودِ

۞۞ عبدالجبار بن وائل بیان کرتے ہیں: میں نوعمر لڑکا تھا مجھے اپنے والد کی نماز کی سمجھ نہیں تھی۔ تو وائل بن حجر نے میرے والد حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ حدیث بیان کی وہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کی جب آپ نے تکبیر کہی تو آپ نے دونوں ہاتھ بلند کئے۔ راوی بیان کرتے ہیں: پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے التحاف کے طور پر (کپڑا لپیٹا ہوا تھا) پھر آپ نے اپنا بایاں ہاتھ دائیں ہاتھ کے ذریعے پکڑ لیا۔ آپ نے اپنے دونوں ہاتھ کپڑے کے اندر داخل کر لئے۔ راوی بیان کرتے ہیں: جب آپ نے رکوع میں جانے کا ارادہ کیا' تو آپ نے دونوں ہاتھ باہر نکالے۔ ان دونوں کو بلند کیا جب آپ نے رکوع سے سر اٹھایا تو پھر دونوں ہاتھوں کو بلند کیا پھر جب آپ سجدے میں گئے تو آپ نے اپنی پیشانی دونوں کندھوں کے درمیان رکھی جب آپ نے سجدے سے سر اٹھایا تو بھی آپ نے دونوں ہاتھ بلند کئے۔ یہاں تک کہ آپ نماز سے فارغ ہو گئے۔

محمد نامی راوی کہتے ہیں: میں حسن بن ابوالحسن کے سامنے اس روایت کا تذکرہ کیا' تو انہوں نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز یہی ہے' جس نے اس پر عمل کرنا چاہا اس نے کر لیا جس نے اسے چھوڑنا چاہا اسے چھوڑ دیا۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ روایت ہمام نے ابن جحادہ کے حوالے سے نقل کی ہے' البتہ انہوں نے سجدوں کے درمیان رفع یدین کرنے کا ذکر نہیں کیا۔

ہاتھوں کو بلند کر کے انگوٹھوں کو کانوں کے برابر لے جانے کا بیان

724 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ النَّخَعِيِّ، عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ أَبْصَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَامَ

إِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى كَانَتَا بِحِيَالِ مَنْكِبَيْهِ وَحَاذَى بِإِبْهَامَيْهِ أُذُنَيْهِ، ثُمَّ كَبَّرَ

❀❀ عبدالجبار بن وائل اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا جب آپ ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوئے' تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کئے' یہاں تک کہ وہ کندھوں کے مقابل تک آ گئے' تو آپ نے اپنے دونوں انگوٹھے کانوں کے برابر کئے پھر آپ نے تکبیر کہی۔

725 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ وَائِلٍ، حَدَّثَنِي أَهْلُ بَيْتِي، عَنْ أَبِي أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ، أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ مَعَ التَّكْبِيرَةِ

❀❀ عبدالجبار بن وائل بیان کرتے ہیں: میرے اہل خانہ نے میرے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کی وہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو تکبیر کے ہمراہ رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

726 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، قَالَ: قُلْتُ: لَأَنْظُرَنَّ إِلَى صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ يُصَلِّي، قَالَ: فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَكَبَّرَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى حَاذَتَا أُذُنَيْهِ، ثُمَّ أَخَذَ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَهُمَا مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا، مِثْلَ ذَلِكَ فَلَمَّا سَجَدَ وَضَعَ رَأْسَهُ بِذَلِكَ الْمَنْزِلِ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ، ثُمَّ جَلَسَ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى وَحَدَّ مِرْفَقَهُ الْأَيْمَنَ عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى وَقَبَضَ ثِنْتَيْنِ وَحَلَّقَ حَلْقَةً وَرَأَيْتُهُ يَقُولُ: هَكَذَا وَحَلَّقَ بِشْرٌ الْإِبْهَامَ وَالْوُسْطَى وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ.

❀❀ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے طے کیا کہ میں نبی اکرم ﷺ کی نماز کا ضرور جائزہ لوں گا کہ آپ کس طرح نماز ادا کرتے ہیں؟ راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کھڑے ہوئے آپ نے قبلہ کی طرف رخ کیا۔ آپ نے تکبیر کہی پھر آپ نے دونوں ہاتھ بلند کئے' یہاں تک کہ انہیں کانوں کے برابر لے آئے۔ پھر آپ نے اپنے دائیں ہاتھ کے ذریعے بائیں ہاتھ کو پکڑ لیا۔ پھر آپ نے رکوع میں جانے کا ارادہ کیا پھر آپ نے دونوں ہاتھ اسی طرح بلند کئے۔ پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھے پھر آپ نے جب رکوع سے سر اٹھایا۔ دونوں ہاتھ اسی طرح بلند کئے جب آپ سجدے میں گئے' تو آپ نے اپنا سر اسی جگہ پر رکھا جہاں آپ کے ہاتھ تھے۔ (یعنی ان کے مدمقابل رکھا) پھر آپ بیٹھے تو آپ نے اپنے بائیں پاؤں کو بچھا لیا اور بایاں ہاتھ بائیں زانو پر رکھا اور دائیں کہنی کو دائیں زانو پر بچھا لیا۔ آپ نے اپنی دو انگلیوں کو بند کیا ان کا حلقہ بنایا۔ میں نے آپ کو اس طرح کرتے ہوئے دیکھا۔

یہاں بشر نامی راوی نے انگوٹھے اور درمیانی انگلی کا حلقہ بنایا اور شہادت کی انگلی کے ذریعے اشارہ کیا۔

727 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا زَائِدَةُ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، بِإِسْنَادِهِ

وَمَعْنَاهُ، قَالَ فِيهِ: ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرَى وَالرُّسْغِ وَالسَّاعِدِ، وَقَالَ فِيهِ: ثُمَّ جِئْتُ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي زَمَانٍ فِيهِ بَرْدٌ شَدِيدٌ فَرَأَيْتُ النَّاسَ عَلَيْهِمْ جُلُّ الثِّيَابِ تَحَرَّكُ اَيْدِيهِمْ تَحْتَ الثِّيَابِ،

⊛⊛ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں:

''پھر آپ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہتھیلی کی پشت اور کلائی پر رکھا''۔

اس روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں۔ اس کے بعد میں ایسے زمانے میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جب سردی زیادہ تھی۔ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ انہوں نے اوپر کپڑے اوڑھے ہوئے تھے اور وہ کپڑوں کے اندر ہی ہاتھوں کو حرکت دے رہے تھے۔

نماز میں ہاتھوں کو کانوں کے برابر تک لے جانے کا بیان

728 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ اَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، قَالَ: رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِيَالَ اُذُنَيْهِ، قَالَ: ثُمَّ اَتَيْتُهُمْ فَرَاَيْتُهُمْ يَرْفَعُونَ اَيْدِيَهُمْ اِلَى صُدُورِهِمْ فِي افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ وَعَلَيْهِمْ بَرَانِسُ وَاَكْسِيَةٌ

⊛⊛ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا جب آپ نے نماز کا آغاز کیا' تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ کانوں کے برابر تک اٹھائے۔

راوی بیان کرتے ہیں: پھر میں ان حضرات کے پاس آیا تو میں نے ان لوگوں کو دیکھا کہ وہ نماز کے آغاز میں اپنے ہاتھ سینوں تک بلند کرتے تھے۔ انہوں نے جبے اور کمبل اوڑھے ہوئے ہوتے تھے (یعنی یہ سردی کے موسم کی بات ہے)

ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھانے سے متعلق فقہی مذاہب

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ جب تکبیر کہتے تھے تو اپنے ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھاتے تھے۔ چنانچہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک یہی ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھوں کو کانوں کی لو کے مقابل تک اٹھانا چاہئے کیونکہ دیگر احادیث میں اسی طرح مروی ہے اور چونکہ بعض روایات میں ان دونوں سے الگ ایک تیسرا طریقہ یعنی ہاتھوں کو کانوں کی اوپر کی جانب تک اٹھانا بھی آیا ہے۔ اس لئے امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے نہ تو کانوں کے نیچے یعنی کندھوں تک اٹھانے کے طریقہ کو اختیار کیا اور نہ کانوں کے اوپر کی جانب تک اٹھانے کے طریقہ کو اختیار کیا بلکہ درمیانی طریقہ اختیار کیا ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان روایات کی تطبیق کے سلسلے میں فرمایا ہے کہ تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اس طرح اٹھانا چاہئے کہ ہاتھ کی ہتھیلیاں تو کاندھوں کے مقابل رہیں انگوٹھے کانوں کی لو کے مقابل اور انگلیوں کے سرے کان کے اوپر کے

727- اسناده قوی کسابقه. ابو الولید: هو هشام بن عبد الملک الطیالسی، وزائدة: هو ابن قدامة، واخرجه النسائی فی "الکبری" (965) من طریق زائدة بن قدامة بهذا الاسناد.

سے پر رکھے جائیں تاکہ اس طریقے سے تمام احادیث میں عمل ممکن ہو جائے اور روایتوں میں کسی قسم کے اختلاف کی گنجائش نہ رہ جائے اور ان احادیث میں ایک دوسری تطبیق یہ بھی ہو سکتی ہے کہ یہ احادیث مختلف اوقات سے متعلق ہیں یعنی تکبیر تحریمہ کے وقت کبھی تو آپ ﷺ اس طرح ہاتھ اٹھاتے ہوں گے اور کبھی اس طرح۔ آپ ﷺ کے رکوع کا طریقہ یہ تھا کہ آپ ﷺ دونوں ہاتھوں سے دونوں زانو مضبوطی سے پکڑ لیتے تھے اور انگلیوں کو کشادہ رکھتے تھے اور پھر گردن مبارک کو جھکا کر بالکل پیٹھ کر برابر کر دیتے تھے۔ علماء نے لکھا ہے کہ رکوع میں تو انگلیاں کشادہ رکھنی چاہئیں اور سجدے میں ملی ہوں نیز تکبیر تحریمہ اور تشہد میں ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دینا چاہئے۔ سجدے میں زمین پر ہاتھ رکھنے کا جو طریقہ بتایا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سجدے کی حالت میں انگلیاں اور ہتھیلیاں زمین پر پھیلا دینی چاہئیں اور پہنچے اٹھے ہوئے اور پہلو اس طرح الگ رکھنے چاہئیں کہ اگر بکری کا بچہ چاہے تو نیچے سے گزر جائے۔ اس حدیث میں اس بات کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا کہ قومہ سے سجدہ میں جانے کے وقت زمین پر پہلے زانو رکھے جائیں یا ہاتھ تو اس سلسلہ میں صحیح مسئلہ یہ ہے کہ درست تو دونوں طریقے ہیں لیکن اکثر آئمہ کے نزدیک افضل اور مختار یہی ہے کہ زمین پر پہلے زانو رکھے۔

تکبیرِ اُولیٰ کے علاوہ نماز میں رفع یدین نہ کرنے کا بیان

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضي الله عنه قَالَ: صَلَّى مَعَ عَلِيٍّ رضي الله عنه بِالْبَصْرَةِ. فَقَالَ: ذَكَّرَنَا هٰذَا الرَّجُلُ صَلَاةً، كُنَّا نُصَلِّيهَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صلي الله علیه وآله وسلم. فَذَكَرَ أَنَّهُ كَانَ يُكَبِّرُ كُلَّمَا رَفَعَ وَكُلَّمَا وَضَعَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب: صفة الصلاة، باب: إتمام التكبير في الركوع، 1 / 271، الرقم: 751، والبيهقي في السنن الكبرى، 2 / 78، الرقم: 2326، والبزار في المسند، 9 / 26، الرقم: 3532.)

"حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بصرہ میں نماز پڑھی تو انہوں نے ہمیں وہ نماز یاد کروا دی جو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ وہ (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ) جب بھی اٹھتے اور جھکتے تو تکبیر کہا کرتے تھے۔"

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي لَهُمْ. فَيُكَبِّرُ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ. فَإِذَا انْصَرَفَ قَالَ: إِنِّي لَأَشْبَهُكُمْ صَلَاةً بِرَسُوْلِ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب: صفة الصلاة، باب: إتمام التكبير في الركوع، 1 / 272، الرقم: 752، ومسلم في الصحيح، كتاب: الصلاة، باب: إثبات التكبير في كل خفض ورفع في الصلاة، 1 / 293، الرقم: 392، والنسائي في السنن، كتاب: التطبيق، باب: التكبير للنهوض، 2 / 235، الرقم: 1155، وأحمد بن حنبل في المسند، 2 / 236، الرقم: 7219، ومالك في الموطأ، 1 / 76، الرقم: 166، والطحاوي في شرح معاني الآثار، 1 / 221.

"حضرت ابوسلمہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ انہیں نماز پڑھایا کرتے تھے، وہ جب بھی جھکتے اور اٹھتے تو تکبیر کہتے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: تم میں سے میری نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے زیادہ مشابہت رکھتی ہے۔"

عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رضي الله عنه قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضي الله عنه، أَنَا وَعِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ، فَكَانَ إِذَا سَجَدَ كَبَّرَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ كَبَّرَ، وَإِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ. فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ، أَخَذَ بِيَدِي عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ فَقَالَ: قَدْ ذَكَّرَنِي هَذَا صَلَاةَ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله وسلم، أَوْ قَالَ: لَقَدْ صَلَّى بِنَا صَلَاةَ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله وسلم. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب: صفة الصلاة، باب: إتمام التكبير في السجود، 1/272، الرقم: 753، ومسلم في الصحيح، كتاب: الصلاة، باب: إثبات التكبير في كل خفض ورفع في الصلاة، 1/295، الرقم: 393، وأحمد بن حنبل في المسند، 4/444.

’’حضرت مطرف بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی جب انہوں نے سجدہ کیا تو تکبیر کہی جب سر اٹھایا تو تکبیر کہی اور جب دو رکعتوں سے اٹھے تو تکبیر کہی۔ جب نماز مکمل ہوگئی تو حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: انہوں نے مجھے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز یاد کرا دی ہے (یا فرمایا:) انہوں نے مجھے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جیسی نماز پڑھائی ہے۔‘‘

عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رضي الله عنه يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ، يُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْكَعُ، ثُمَّ يَقُولُ: (سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)، حِينَ يَرْفَعُ صُلْبَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ، ثُمَّ يَقُولُ وَهُوَ قَائِمٌ: (رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ). قَالَ عَبْدُ اللهِ: (وَلَكَ الْحَمْدُ). ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَهْوِي، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَسْجُدُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ، ثُمَّ يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي الصَّلَاةِ كُلِّهَا حَتَّى يَقْضِيَهَا، وَيُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ مِنَ الثِّنْتَيْنِ بَعْدَ الْجُلُوسِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب: صفة الصلاة، باب: التكبير إذا قام من السجود، 1/272، الرقم: 756، ومسلم في الصحيح، كتاب: الصلاة، باب: إثبات التكبير في كل خفض ورفع في الصلاة، 1/293، الرقم: 392.

’’حضرت ابو بکر بن عبد الرحمن نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو کھڑے ہوتے وقت تکبیر کہتے پھر رکوع کرتے وقت تکبیر کہتے پھر (سمع اللہ لمن حمدہ) کہتے جب کہ رکوع سے اپنی پشت مبارک کو سیدھا کرتے پھر سیدھے کھڑے ہو کر (ربنا لک الحمد) کہتے۔ پھر جھکتے وقت تکبیر کہتے۔ پھر سر اٹھاتے وقت تکبیر کہتے۔ پھر سجدہ کرتے وقت تکبیر کہتے پھر سجدے سے سر اٹھاتے وقت تکبیر کہتے۔ پھر ساری نماز میں اسی طرح کرتے یہاں تک کہ پوری ہو جاتی اور جب دو رکعتوں کے آخر میں بیٹھنے کے بعد کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے۔‘‘

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رضي الله عنه كَانَ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ صَلَاةٍ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ وَغَيْرِهَا، فِي رَمَضَانَ وَغَيْرِهِ، فَيُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْكَعُ، ثُمَّ يَقُولُ: (سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)، ثُمَّ يَقُولُ: (رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ)، قَبْلَ أَنْ يَسْجُدَ، ثُمَّ يَقُولُ: (اللهُ أَكْبَرُ)، حِينَ يَهْوِي سَاجِدًا، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَسْجُدُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ

مِنَ السُّجُوْدِ. ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ مِنَ الْجُلُوْسِ فِي الاِثْنَتَيْنِ، وَيَفْعَلُ ذٰلِکَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ، حَتّٰي يَفْرُغَ مِنَ الصَّلَاةِ. ثُمَّ يَقُوْلُ حِيْنَ يَنْصَرِفُ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنِّي لَأَقْرَبُكُمْ شَبَهًا بِصَلَاةِ رَسُوْلِ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم. إِنْ كَانَتْ هٰذِهِ لَصَلَاتَهُ حَتّٰي فَارَقَ الدُّنْيَا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَأَبُوْ دَاوُدَ.

أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب: صفة الصلاة، باب: يهوي بالتكبير حين يسجد، 1/ 276، الرقم: 770، وأبو داود في السنن، كتاب: الصلاة، باب: تمام التكبير، 1/ 221، الرقم: 836.

’’ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہر نماز میں تکبیر کہتے خواہ وہ فرض ہوتی یا دوسری، ماہِ رمضان میں ہوتی یا اس کے علاوہ جب کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے اور جب رکوع کرتے تو تکبیر کہتے۔ پھر (سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ) کہتے۔ پھر سجدہ کرنے سے پہلے (رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ) کہتے۔ پھر جب سجدے کے لئے جھکتے تو (اللهُ أَكْبَرُ) کہتے۔ پھر جب سجدے سے سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے، پھر جب (دوسرا) سجدہ کرتے تو تکبیر کہتے، پھر جب سجدے سے سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے، پھر جب دوسری رکعت کے قعدہ سے اٹھتے تو تکبیر کہتے، اور ہر رکعت میں ایسا ہی کرتے یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو جاتے۔ پھر فارغ ہونے پر فرماتے: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! تم سب میں سے میری نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے ساتھ زیادہ مشابہت رکھتی ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تادمِ وصال اسی طریقہ پر نماز ادا کی۔‘‘

عَنْ أَبِي قِلَابَةَ أَنَّ مَالِکَ ابْنَ الْحُوَيْرِثِ رضي الله عنه قَالَ لِأَصْحَابِهِ: أَلَا أُنَبِّئُكُمْ صَلَاةَ رَسُوْلِ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم؟ قَالَ: وَذَاکَ فِي غَيْرِ حِيْنِ صَلَاةٍ. فَقَامَ، ثُمَّ رَكَعَ فَكَبَّرَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ، فَقَامَ هُنَيَّةً، ثُمَّ سَجَدَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ هُنَيَّةً، فَصَلّٰي صَلَاةَ عَمْرِو بْنِ سَلَمَةَ شَيْخِنَا هٰذَا. قَالَ أَيُّوْبُ: كَانَ يَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ أَرَهُمْ يَفْعَلُوْنَهُ، كَانَ يَقْعُدُ فِي الثَّالِثَةِ وَالرَّابِعَةِ. قَالَ: فَأَتَيْنَا النَّبِيَّ صلي الله عليه وآله وسلم فَأَقَمْنَا عِنْدَهُ، فَقَالَ: لَوْ رَجَعْتُمْ إِلٰي أَهْلِيكُمْ، صَلُّوْا صَلَاةَ كَذَا فِي حِيْنِ كَذَا، صَلُّوْا صَلَاةَ كَذَا فِي حِيْنِ كَذَا، فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ، فَلْيُؤَذِّنْ أَحَدُكُمْ، وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب: صفة الصلاة، باب: المكث بين السجدتين وإتمام التكبير في الركوع، 1/ 282، الرقم: 785.

’’حضرت ابوقلابہ سے روایت ہے کہ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نہ بتاؤں؟ اور یہ نماز کے معینہ اوقات کے علاوہ کی بات ہے۔ سو انہوں نے قیام کیا، پھر رکوع کیا تو تکبیر کہی پھر سر اٹھایا تو تھوڑی دیر کھڑے رہے۔ پھر سجدہ کیا، پھر تھوڑی دیر سر اٹھائے رکھا پھر سجدہ کیا۔ پھر تھوڑی دیر سر اٹھائے رکھا۔ انہوں نے ہمارے ان بزرگ حضرت عمرو بن سلمہ کی طرح نماز پڑھی۔ ایوب کا بیان ہے وہ ایک کام ایسا کرتے جو میں نے کسی کو کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ وہ دوسری اور چوتھی رکعت میں بیٹھا کرتے تھے۔ فرمایا: ہم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ٹھہرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم اپنے گھر والوں کے پاس واپس جاؤ تو فلاں نماز فلاں وقت میں پڑھنا۔ جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے ایک اذان کہے اور جو بڑا ہو وہ تمہاری امامت

کرے۔“

عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رضي الله عنه: أَلَا أُصَلِّي بِكُمْ صَلَاةَ رَسُوْلِ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم؟ قَالَ: فَصَلَّي فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا مَرَّةً. رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ. وَالنَّسَائِيُّ وَزَادَ: ثُمَّ لَمْ يُعِدْ. وَقَالَ أَبُوْ عِيْسَي: هَذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

أخرجه أبو داود في السنن، كتاب: التطبيق، باب: من لم يذكر الرفع عند الركوع، 1 / 286، الرقم: 748، والترمذي في السنن، كتاب: الصلاة عن رسول الله صلي الله عليه وآله وسلم، باب: رفع اليدين عند الركوع، 1 / 297، الرقم: 257، والنسائي في السنن، كتاب: الافتتاح، باب: ترك ذلك، 2 / 131، الرقم: 1026، وفي السنن الكبري، 1 / 351.221، الرقم: 1099.645، وأحمد بن حنبل في المسند، 1 / 441.388، وابن أبي شيبة في المصنف، 1 / 213، الرقم: 2441.

”حضرت علقمہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تمہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نہ پڑھاؤں؟ راوی کہتے ہیں: پھر اُنہوں نے نماز پڑھائی اور ایک مرتبہ کے سوا اپنے ہاتھ نہ اٹھائے۔“ امام نسائی کی بیان کردہ روایت میں ہے: ”پھر انہوں نے ہاتھ نہ اٹھائے۔“

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ وَخَالِدُ بْنُ عَمْرٍو وَأَبُوْ حُذَيْفَةَ رضي الله عنهم، قَالُوْا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بِإِسْنَادِهِ بِهَذَا، قَالَ: فَرَفَعَ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ، وَ قَالَ بَعْضُهُمْ: مَرَّةً وَاحِدَةً. رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

أخرجه أبو داود في السنن، كتاب: التطبيق، باب: من لم يذكر الرفع عند الركوع، 1 / 286، الرقم: 749.

”حضرت حسن بن علی، معاویہ، خالد بن عمرو اور ابو حذیفہ رضی اللہ عنہم روایت کرتے ہیں کہ سفیان نے اپنی سند کے ساتھ ہم سے حدیث بیان کی (کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے) پہلی دفعہ ہی ہاتھ اٹھائے، اور بعض نے کہا: ایک ہی مرتبہ ہاتھ اٹھائے۔“

عَنِ الْبَرَاءِ رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَي قَرِيْبٍ مِنْ أُذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ. رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

أخرجه أبو داود في السنن، كتاب: الصلاة، باب: من لم يذكر الرفع عند الركوع، 1 / 287، الرقم: 750، وعبد الرزاق في المصنف، 2 / 70، الرقم: 2530، وابن أبي شيبة في المصنف، 1 / 213، الرقم: 2440، والدارقطني في السنن، 1 / 293، والطحاوي في شرح معاني الآثار، 1 / 253، الرقم: 1131.

”حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاتے، اور پھر ایسا نہ کرتے۔“

عَنِ الْأَسْوَدِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ رضي الله عنه كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ التَّكْبِيْرِ، ثُمَّ لَا يَعُوْدُ إِلَي شَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ. وَيَأْثُرُ ذَلِكَ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم. رَوَاهُ أَبُوْ حَنِيْفَةَ.

أخرجه الخوارزمي في جامع المسانيد، 1 / 355.

”حضرت اسود روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اُٹھاتے تھے، پھر

نماز میں کسی اور جگہ ہاتھ نہ اٹھاتے اور یہ عمل حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کرتے۔"

عَنْ عَبْدِ اللهِ رضي الله عنه قَالَ : صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم وَاَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رضي الله عنهما. فَلَمْ يَرْفَعُوْا اَيْدِيَهِمْ اِلَّا عِنْدَ اسْتِفْتَاحِ الصَّلَاةِ. رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ.

أخرجه الدارقطني في السنن، 1/295، وأبو يعلى في المسند، 8/453، الرقم: 5039، والبيهقي في السنن الكبرى، 2/79، والهيثمي في مجمع الزوائد، 2/101.

"حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ نماز پڑھی، یہ سب حضرات صرف نماز کے شروع میں ہی اپنے ہاتھ بلند کرتے تھے۔"

عَنْ سَالِمٍ، عَنْ اَبِيْهِ، قَالَ : رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم اِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰي يُحَاذِيَ بِهِمَا، وَقَالَ بَعْضُهُمْ : حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَرْكَعَ، وَبَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ لَا يَرْفَعُهُمَا، وَقَالَ بَعْضُهُمْ : وَلَا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ. رَوَاهُ اَبُوْعَوَانَةَ.

أخرجه أبو عوانة في المسند، 1/423، الرقم: 1572.

"حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز شروع کرتے وقت اپنے ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھایا، اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کرنا چاہتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے، اور بعض نے کہا دونوں سجدوں کے درمیان (ہاتھ) نہیں اٹھاتے تھے۔"

عَنِ الْاَسْوَدِ، قَالَ : رَاَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضي الله عنه يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي اَوَّلِ تَكْبِيْرَةٍ، ثُمَّ لَا يَعُوْدُ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ.

أخرجه الطحاوي في شرح معاني الآثار، 1/294، الرقم: 1329.

"حضرت اسود بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو نماز ادا کرتے دیکھا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ تکبیر تحریمہ کہتے وقت دونوں ہاتھ اٹھاتے، پھر (بقیہ نماز میں ہاتھ) نہیں اٹھاتے تھے۔"

عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عَلِيًّا رضي الله عنه كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، ثُمَّ لَا يَعُوْدُ. رَوَاهُ ابْنُ اَبِي شَيْبَةَ.

الحديث رقم 27: أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف، 1/213، الرقم: 2444.

"عاصم بن کلیب اپنے والد کلیب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ صرف تکبیر تحریمہ میں ہی ہاتھوں کو اٹھاتے تھے پھر دوران نماز میں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔"

بَابُ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ

باب: نماز کا آغاز کرنا

728- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْاَنْبَارِيُّ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ،

عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، قَالَ: اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الشِّتَاءِ فَرَاَيْتُ اَصْحَابَهُ يَرْفَعُوْنَ اَيْدِيَهُمْ فِي ثِيَابِهِمْ فِي الصَّلَاةِ

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں سردی کے موسم میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ کے اصحاب کو دیکھا کہ وہ نماز کے دوران اپنے بندوں کے اندر ہی رفع یدین کر رہے تھے۔

730 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ، ح وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيٰى - وَهٰذَا حَدِيْثُ اَحْمَدَ - قَالَ: اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ، اَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، قَالَ: سَمِعْتُ اَبَا حُمَيْدٍ السَّاعِدِيَّ، فِي عَشَرَةٍ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ اَبُوْ قَتَادَةَ، قَالَ اَبُوْ حُمَيْدٍ: اَنَا اَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالُوْا: فَلِمَ؟ فَوَاللهِ مَا كُنْتَ بِاَكْثَرِنَا لَهُ تَبَعًا وَلَا اَقْدَمِنَا لَهُ صُحْبَةً، قَالَ: بَلٰى، قَالُوْا: فَاعْرِضْ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلَاةِ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حَتّٰى يَقِرَّ كُلُّ عَظْمٍ فِي مَوْضِعِهِ مُعْتَدِلًا، ثُمَّ يَقْرَاُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ فَيَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ يَرْكَعُ وَيَضَعُ رَاحَتَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ، ثُمَّ يَعْتَدِلُ فَلَا يَصُبُّ رَاْسَهُ وَلَا يُقْنِعُ، ثُمَّ يَرْفَعُ رَاْسَهُ، فَيَقُوْلُ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، ثُمَّ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ مُعْتَدِلًا، ثُمَّ يَقُوْلُ: اللهُ اَكْبَرُ ثُمَّ يَهْوِي اِلَى الْاَرْضِ فَيُجَافِي يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ، ثُمَّ يَرْفَعُ رَاْسَهُ وَيَثْنِي رِجْلَهُ الْيُسْرٰى فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا، وَيَفْتَحُ اَصَابِعَ رِجْلَيْهِ اِذَا سَجَدَ، وَيَسْجُدُ ثُمَّ يَقُوْلُ: اللهُ اَكْبَرُ، وَيَرْفَعُ رَاْسَهُ وَيَثْنِي رِجْلَهُ الْيُسْرٰى فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا حَتّٰى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ اِلٰى مَوْضِعِهِ، ثُمَّ يَصْنَعُ فِي الْاُخْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ اِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ كَمَا كَبَّرَ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ، ثُمَّ يَصْنَعُ ذٰلِكَ فِي بَقِيَّةِ صَلَاتِهِ حَتّٰى اِذَا كَانَتِ السَّجْدَةُ الَّتِي فِيْهَا التَّسْلِيْمُ اَخَّرَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَقَعَدَ مُتَوَرِّكًا عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْسَرِ، قَالُوْا: صَدَقْتَ هٰكَذَا كَانَ يُصَلِّيْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام' جن میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے' کی موجودگی میں کہا کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں آپ سب سے زیادہ جانتا ہوں۔ ان حضرات نے کہا: وہ کیسے؟ اللہ کی قسم! نہ تو آپ ہم سے زیادہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکار رہیں اور نہ ہم سے زیادہ پرانے صحابی ہیں' تو حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جی ہاں! (ایسا ہی ہے) ان لوگوں نے کہا: پھر آپ پیش کیجئے' تو حضرت ابوحمید ساعدی نے بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے' تو آپ اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک بلند کرتے تھے' پھر آپ تکبیر کہتے تھے۔ یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر اعتدال کی

729- حديث صحيح، وهذا اسناد اختلف فيه على شريك كما سلف بيانه فيما قبله، والظاهر ان فيه انقطاعاً، فقد رواه غير شريك عن عاصم بن كليب، حدثني عبد الجبار ابن وائل، عن بعض اهله، عن وائل. واراد ببعض اهله علقمة وغيره. واخرجه البغوي في "شرح السنة" (565) من طريق المصنف، بهذا الاسناد. واخرجه احمد (18847) عن وكيع، به.

جگہ میں آجاتی تھی۔ پھر آپ تلاوت شروع کرتے تھے۔ آپ تکبیر کہتے تھے اور دونوں ہاتھ کندھوں تک بلند کرتے تھے' پھر آپ رکوع میں چلے جاتے تھے اور اپنی دونوں ہتھیلیاں دونوں گھٹنوں پر رکھ لیتے تھے' پھر آپ اعتدال کی حالت میں رہتے تھے۔ آپ اپنے سر کو نہ جھکاتے تھے نہ اٹھاتے تھے۔ پھر آپ اپنا سر اٹھاتے تھے اور سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتے تھے' پھر آپ اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک بلند کرتے تھے جو اعتدال کی حالت میں ہوتے تھے۔ جب آپ اللہ اکبر کہتے تھے' پھر زمین کی طرف جھکتے تھے۔ پھر آپ اپنے دونوں بازو پہلوؤں سے دور رکھتے تھے' پھر آپ اپنا سر اٹھاتے تھے اور بائیں ٹانگ کو بچھا کر اس پر بیٹھ جاتے تھے۔ آپ اپنے پاؤں کی انگلیوں کو سجدے کے دوران موڑ لیتے تھے' پھر آپ سجدے میں جاتے تھے اور اللہ اکبر کہتے تھے' پھر آپ اپنا سر اٹھاتے تھے اور بائیں ٹانگ بچھا لیتے تھے اور اس پر بیٹھ جاتے تھے' یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنی مخصوص جگہ پر آجاتی تھی' پھر آپ دوسری رکعت میں بھی اس طرح کرتے تھے' پھر جب آپ دو رکعت کے بعد کھڑے ہوتے تھے' تو آپ تکبیر کہتے تھے۔ دونوں ہاتھ کندھوں تک بلند کرتے تھے۔ جس طرح آپ نے نماز کے آغاز میں تکبیر کہتے ہوئے کیا تھا' اور پھر آپ بقیہ نماز میں بھی اس طرح کرتے تھے۔ یہاں تک کہ جب وہ سجدہ کر لیتے جس کے بعد سلام پھیرنا ہوتا تھا۔ تو آپ اپنی بائیں ٹانگ کو باہر نکال کر بائیں پہلو کے بل تورک کے طور پر بیٹھ جاتے تھے۔

تو ان صحابہ کرام عنہم نے کہا: آپ نے ٹھیک کہا ہے نبی اکرم ﷺ اسی طرح نماز ادا کرتے تھے۔

731 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ يَزِيدَ يَعْنِي ابْنَ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو الْعَامِرِيِّ، قَالَ: كُنْتُ فِي مَجْلِسٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَذَاكَرُوا صَلَاةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ: فَذَكَرَ بَعْضَ هٰذَا الْحَدِيثِ، وَقَالَ: فَإِذَا رَكَعَ أَمْكَنَ كَفَّيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ وَفَرَّجَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ ثُمَّ هَصَرَ ظَهْرَهُ غَيْرَ مُقْنِعٍ رَأْسَهُ، وَلَا صَافِحٍ بِخَدِّهِ، وَقَالَ: فَإِذَا قَعَدَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قَعَدَ عَلَى بَطْنِ قَدَمِهِ الْيُسْرَى وَنَصَبَ الْيُمْنَى، فَإِذَا كَانَ فِي الرَّابِعَةِ أَفْضَى بِوَرِكِهِ الْيُسْرَى إِلَى الْأَرْضِ وَأَخْرَجَ قَدَمَيْهِ مِنْ نَاحِيَةٍ وَاحِدَةٍ.

۞ محمد بن عمرو عامری بیان کرتے ہیں: میں صحابہ کرام عنہم کی ایک محفل میں موجود تھا۔ ان حضرات نے نبی اکرم ﷺ کی نماز کا ذکر کیا' تو حضرت ابوحمید نے فرمایا: (اس کے بعد راوی نے حدیث کا کچھ حصہ ذکر کیا ہے' جس کے یہ الفاظ ہیں:) جب نبی اکرم ﷺ رکوع میں جاتے تھے' تو آپ اپنی دونوں ہتھیلیاں گھٹنوں پر رکھ لیتے تھے۔ آپ اپنی انگلیوں کو کشادہ رکھتے تھے۔ آپ اپنی کمر کو بالکل سیدھا رکھتے تھے۔ اپنے سر کو اٹھا کر نہیں رکھتے تھے اور اپنے رخسار کو اِدھر اُدھر نہیں موڑتے تھے۔

انہوں نے یہ بھی بتایا: جب نبی اکرم ﷺ دو رکعت کے بعد بیٹھتے تھے' تو آپ اپنے بائیں پاؤں کے تلوے پر بیٹھتے تھے اور دائیں پاؤں کو کھڑا کر لیتے تھے اور جب آپ چار رکعت کے بعد بیٹھتے تھے' تو آپ اپنی بائیں سیرین کو زمین کے ساتھ ملا لیتے تھے

731- اسناده حسن، رواية قتيبة عن ابن لهيعة- واسمه عبد الله- قوية، وباقي رجاله ثقات. واخرجه بنحوه البخاري (828) من طريق سعيد بن ابي هلال، عن محمد بن عمرو بن حلحلة، بهذا الاسناد. وسيتكرر برقم (965). وانظر ما قبله.

اور دونوں پاؤں ایک ہی طرف سے باہر نکال لیتے تھے۔

732 - حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْمِصْرِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيِّ، وَيَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، نَحْوَ هَذَا قَالَ: فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ غَيْرَ مُفْتَرِشٍ وَلَا قَابِضِهِمَا وَاسْتَقْبَلَ بِأَطْرَافِ أَصَابِعِهِ الْقِبْلَةَ.

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ محمد بن عمرو کے حوالے سے منقول ہے۔ اس میں یہ الفاظ ہیں:

''جب نبی اکرم ﷺ سجدے میں جاتے تھے۔ آپ اپنے ہاتھ (زمین پر) یوں رکھتے تھے: آپ (کے بازو) بچھے ہوئے نہیں ہوتے تھے اور نہ ہی سمٹے ہوئے ہوتے تھے اور آپ کی انگلیوں کے کناروں کا رُخ قبلے کی طرف ہوتا تھا''۔

733 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبُو بَدْرٍ، حَدَّثَنِي زُهَيْرٌ أَبُو خَيْثَمَةَ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الْحُرِّ، حَدَّثَنِي عِيسَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، أَحَدِ بَنِي مَالِكٍ، عَنْ عَبَّاسٍ أَوْ عَيَّاشِ بْنِ سَهْلٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّهُ كَانَ فِي مَجْلِسٍ فِيهِ أَبُوهُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي الْمَجْلِسِ أَبُو هُرَيْرَةَ، وَأَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ، وَأَبُو أُسَيْدٍ بِهَذَا الْخَبَرِ يَزِيدُ أَوْ يَنْقُصُ قَالَ فِيهِ: ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ يَعْنِي مِنَ الرُّكُوعِ فَقَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ وَرَفَعَ يَدَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ فَسَجَدَ فَانْتَصَبَ عَلَى كَفَّيْهِ وَرُكْبَتَيْهِ وَصُدُورِ قَدَمَيْهِ وَهُوَ سَاجِدٌ، ثُمَّ كَبَّرَ فَجَلَسَ فَتَوَرَّكَ وَنَصَبَ قَدَمَهُ الْأُخْرَى، ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ، ثُمَّ كَبَّرَ فَقَامَ وَلَمْ يَتَوَرَّكْ، ثُمَّ سَاقَ الْحَدِيثَ، قَالَ: ثُمَّ جَلَسَ بَعْدَ الرَّكْعَتَيْنِ حَتَّى إِذَا هُوَ أَرَادَ أَنْ يَنْهَضَ لِلْقِيَامِ قَامَ بِتَكْبِيرَةٍ، ثُمَّ رَكَعَ الرَّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَيَيْنِ وَلَمْ يَذْكُرِ التَّوَرُّكَ فِي التَّشَهُّدِ.

عباس بن سہل ساعدی بیان کرتے ہیں: وہ ایک محفل میں موجود تھے' جس میں ان کے والد بھی تھے جو نبی اکرم ﷺ کے صحابی تھے۔ اس محفل میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ حضرت ابواُسید رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ (اس کے بعد راوی نے یہ روایت نقل کی ہے' جس میں الفاظ کی کچھ کمی بیشی ہے' جس میں یہ الفاظ بھی ہیں)

پھر نبی اکرم ﷺ اپنے سر کو اٹھاتے تھے یعنی رکوع سے اٹھاتے تھے' پھر سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ پڑھتے تھے۔ پھر آپ اپنے دونوں ہاتھ بلند کرتے تھے اللہ اکبر کہتے تھے اور سجدے میں چلے جاتے تھے۔ آپ اپنی دونوں ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر اور پنجوں کو زمین پر ٹکا لیتے تھے۔ پھر آپ اللہ اکبر کہہ کر بیٹھ جاتے تھے اور تورک کرتے تھے آپ اپنے پاؤں کو کھڑا کر لیتے تھے۔ پھر آپ تکبیر کہتے ہوئے سجدے میں چلے جاتے تھے اور تکبیر کہتے ہوئے اٹھتے تھے اور تورک نہیں کرتے تھے۔

پھر راوی نے پوری حدیث ذکر کی ہے' جس میں یہ الفاظ ہیں: پھر آپ دو رکعت کے بعد بیٹھتے تھے' پھر جب آپ اٹھنے کا ارادہ

کرتے تھے تو آپ تکبیر کہہ کر کھڑے ہوتے تھے۔ پھر آپ آخری دو رکعت ادا کرتے تھے تاہم اس تشہد میں راوی نے تورک کا ذکر نہیں کیا۔

724- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو، اَخْبَرَنِي فُلَيْحٌ، حَدَّثَنِي عَبَّاسُ بْنُ سَهْلٍ، قَالَ: اجْتَمَعَ اَبُو حُمَيْدٍ، وَاَبُو اُسَيْدٍ، وَسَهْلُ بْنُ سَعْدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ، فَذَكَرُوا صَلَاةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُو حُمَيْدٍ: اَنَا اَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ بَعْضَ هٰذَا، قَالَ: ثُمَّ رَكَعَ فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ كَاَنَّهُ قَابِضٌ عَلَيْهِمَا، وَوَتَّرَ يَدَيْهِ فَتَجَافَى عَنْ جَنْبَيْهِ، قَالَ: ثُمَّ سَجَدَ فَاَمْكَنَ اَنْفَهُ وَجَبْهَتَهُ وَنَحَّى يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهُ حَتّٰى رَجَعَ كُلُّ عَظْمٍ فِي مَوْضِعِهِ حَتّٰى فَرَغَ، ثُمَّ جَلَسَ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَاَقْبَلَ بِصَدْرِ الْيُمْنٰى عَلَى قِبْلَتِهِ وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنٰى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُمْنٰى وَكَفَّهُ الْيُسْرٰى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُسْرٰى وَاَشَارَ بِاُصْبُعِهِ.

قَالَ اَبُو دَاوُدَ: رَوٰى هٰذَا الْحَدِيثَ عُتْبَةُ بْنُ اَبِي حَكِيمٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عِيسٰى، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ، لَمْ يَذْكُرِ التَّوَرُّكَ وَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ فُلَيْحٍ وَذَكَرَ الْحَسَنُ بْنُ الْحُرِّ نَحْوَ جِلْسَةِ حَدِيثِ فُلَيْحٍ، وَعُتْبَةَ.

❁❁ عباس بن سہل بیان کرتے ہیں: حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ، حضرت ابواُسید رضی اللہ عنہ، حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ ایک جگہ اکٹھے ہوئے۔ ان حضرات نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا ذکر کیا' تو حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں سب سے زیادہ جانتا ہوں (اس کے بعد راوی نے اس حدیث کا کچھ حصہ ذکر کیا ہے۔ اس میں یہ الفاظ ہیں:)

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں جاتے اور اپنے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھتے تھے۔ یوں جیسے آپ نے ان گھٹنوں کو پکڑا ہوا ہے اور آپ اپنے ہاتھوں کو تانت بنا لیتے تھے۔ آپ اپنے بازو پہلو سے دور رکھتے تھے۔

اس میں راوی نے یہ الفاظ بھی نقل کیے ہیں: جب آپ سجدے میں جاتے تھے' تو آپ اپنی ناک اور پیشانی کو زمین پر ٹکا دیتے تھے اور اپنے دونوں بازو پہلوؤں سے دور رکھتے تھے۔ آپ اپنے دونوں ہاتھ کندھوں کے مدمقابل رکھتے تھے' پھر جب آپ سر اٹھاتے تھے' تو ہر ہڈی اپنی مخصوص جگہ پر آجاتی تھی۔ یہاں تک کہ جب آپ (نماز پڑھ کر) فارغ ہوتے تھے اور بیٹھتے تو آپ اپنے بائیں پاؤں کو بچھا لیتے تھے اور دائیں پاؤں کے اگلے حصے کے ذریعے قبلہ کی طرف رُخ کر لیتے تھے آپ اپنا دایاں ہاتھ دائیں گھٹنے پر رکھتے تھے اور بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر رکھتے تھے اور انگلی کے ذریعے اشارہ کرتے تھے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ روایت عتبہ بن ابوحکیم نے عبداللہ بن عیسیٰ کے حوالے سے عباس بن سہل سے نقل کی ہے انہوں نے اس میں' تورک کا ذکر نہیں کیا اور انہوں نے فلیح کی روایت کی مانند روایت ذکر کی ہے اور حسن بن حر نے فلیح اور عتبہ

کی روایت میں مذکور بیٹھنے کے انداز کی مانند روایت ذکر کی ہے۔

735 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، حَدَّثَنِي عُتْبَةُ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عِيسَى، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ السَّاعِدِيِّ، عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ، بِهٰذَا الْحَدِيثِ قَالَ: وَإِذَا سَجَدَ فَرَّجَ بَيْنَ فَخِذَيْهِ غَيْرَ حَامِلٍ بَطْنَهُ عَلَى شَيْءٍ مِنْ فَخِذَيْهِ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابْنُ الْمُبَارَكِ، حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ، سَمِعْتُ عَبَّاسَ بْنَ سَهْلٍ، حَدَّثَ فَلَمْ أَحْفَظْهُ فَحَدَّثَنِيهِ، أُرَاهُ ذَكَرَ عِيسَى بْنَ عَبْدِ اللهِ، أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ، قَالَ: حَضَرْتُ أَبَا حُمَيْدٍ السَّاعِدِيَّ، بِهٰذَا الْحَدِيثِ،

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ عباس بن سہل کے حوالے سے حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ سے منقول ہے جس میں یہ الفاظ ہیں:

''جب آپ سجدے میں جاتے تو زانوں کو کشادہ رکھتے اور پیٹ کو زانوں کے ساتھ نہیں ملاتے تھے''۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) ابن مبارک نے یہ روایت نقل کی ہے وہ کہتے ہیں: فلیح نے عباس بن سہل کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے۔ اس روایت میں یہ الفاظ نہیں ہیں ''انہوں نے مجھے حدیث بیان کی''۔

میرا یہ خیال ہے عیسیٰ بن عبداللہ نے یہ بات ذکر کی ہے کہ انہوں نے یہ روایت عباس بن سہل سے سنی ہے وہ بیان کرتے ہیں: میں حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

736 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ، عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ قَالَ: فَلَمَّا سَجَدَ وَقَعَتَا رُكْبَتَاهُ إِلَى الْأَرْضِ قَبْلَ أَنْ تَقَعَ كَفَّاهُ قَالَ: فَلَمَّا سَجَدَ وَضَعَ جَبْهَتَهُ بَيْنَ كَفَّيْهِ وَجَافَى عَنْ إِبْطَيْهِ قَالَ حَجَّاجٌ: وَقَالَ هَمَّامٌ: وحَدَّثَنَا شَقِيقٌ، حَدَّثَنِي عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ هٰذَا، وَفِي حَدِيثِ أَحَدِهِمَا وَأَكْبَرُ عِلْمِي أَنَّهُ حَدِيثُ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ وَإِذَا نَهَضَ نَهَضَ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَاعْتَمَدَ عَلَى فَخِذِهِ

عبدالجبار بن وائل اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت نقل کرتے ہیں جس میں یہ الفاظ ہیں:

''جب آپ سجدے میں گئے تو آپ نے اپنے دونوں گھٹنے ہتھیلیوں سے پہلے زمین پر رکھے اور جب آپ نے سجدہ کیا تو آپ نے اپنی پیشانی کو دونوں ہتھیلیوں کے درمیان رکھا اور بغلوں کو کشادہ رکھا''۔

حجاج کہتے ہیں: ہمام نے یہ بات بیان کی ہے۔ شقیق نے عاصم بن کلیب کے حوالے سے اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مانند روایت نقل کی ہے۔

736- حدیث حسن، وهذا اسناد منقطع، عبد الجبار بن وائل لم يسمع من ابيه وائل بن حجر. وضع الركبتين قبل الكفين في السجود سياتي تخريجه والكلام عليه برقم (838) و (839).

ان دونوں میں کسی ایک کی روایت میں ویسے میرا زیادہ خیال ہے محمد بن حجادہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:
''جب آپ اٹھے تو آپ دونوں گھٹنوں کے بل اُٹھے اور آپ نے اپنے زانوں پر ٹیک لی''۔

737- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوُدَ، عَنْ فِطْرٍ، عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ اَبِيْهِ، قَالَ: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ اِبْهَامَيْهِ فِي الصَّلَاةِ اِلٰى شَحْمَةِ اُذُنَيْهِ

عبدالجبار بن وائل اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا آپ نے نماز میں اپنے دونوں انگوٹھے کانوں کی لوتک بلند کئے۔

738- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ، حَدَّثَنِيْ اَبِيْ، عَنْ جَدِّيْ، عَنْ يَحْيٰى بْنِ اَيُّوْبَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، اَنَّهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَبَّرَ لِلصَّلَاةِ جَعَلَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَاِذَا رَكَعَ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَاِذَا رَفَعَ لِلسُّجُوْدِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَاِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب نماز کے لئے تکبیر کہتے تھے' تو آپ دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر بلند کرتے تھے' جب آپ رکوع کرتے تھے' تو ایسا ہی کرتے تھے۔ سجدے سے اٹھتے تھے' تو بھی ایسا ہی کرتے تھے اور جب دو رکعت کے بعد اٹھتے تھے' تو بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ (یعنی رفع یدین کرتے تھے)۔

سجدے میں پہلے ہاتھ یا گھٹنے زمین پر رکھنے میں مذاہب اربعہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا "تم میں سے کوئی جب سجدہ کرے تو وہ اونٹ کے بیٹھنے کی طرح نہ بیٹھے بلکہ اسے چاہئے کہ اپنے دونوں گھٹنوں سے پہلے دونوں ہاتھ زمین پر رکھے۔

(ابوداؤد، سنن نسائی، داری، مشکوۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 863)

اور ابوسلیمان خطابی نے کہا ہے کہ حضرت وائل ابن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث اس حدیث سے زیادہ (صحیح) ثابت ہے چنانچہ کہا گیا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔

اونٹ کے بیٹھنے کی طرح نہ بیٹھنے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح اونٹ زمین پر بیٹھنے کے وقت اپنے دونوں گھٹنے زمین پر پہلے رکھتا ہے۔ اس طرح سجدہ میں جاتے وقت پہلے دونوں گھٹنے زمین پر نہ ٹیکے جائیں۔

آپ ﷺ نے اونٹ کی بیٹھک سے مشابہت دی ہے باوجود یہ کہ اونٹ بیٹھتے وقت زمین پر پاؤں رکھنے سے پہلے ہاتھ رکھتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان کا گھٹنا پاؤں میں ہوتا ہے اور جانور کا گھٹنا ہاتھ میں ہوتا ہے لہٰذا جب کوئی آدمی سجدے میں جاتے وقت زمین پر پہلے گھٹنے رکھے گا تو اونٹ کے بیٹھنے سے مشابہت ہوگی۔

بہر حال۔ یہ حدیث اوپر کی حدیث کے مخالف ہے کیونکہ پہلی حدیث تو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ پہلے گھٹنے زمین پر ٹیکے

740 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ الْمَعْنَى، قَالَا: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ كَثِيرٍ يَعْنِي السَّعْدِيَّ، قَالَ: صَلَّى إِلَى جَنْبِي عَبْدُ اللهِ بْنُ طَاوُسٍ فِي مَسْجِدِ الْخَيْفِ فَكَانَ إِذَا سَجَدَ السَّجْدَةَ الْأُولَى فَرَفَعَ رَأْسَهُ مِنْهَا رَفَعَ يَدَيْهِ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ فَأَنْكَرْتُ ذٰلِكَ. فَقُلْتُ: لِوُهَيْبِ بْنِ خَالِدٍ. فَقَالَ لَهُ: وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ تَصْنَعُ شَيْئًا لَمْ أَرَ أَحَدًا يَصْنَعُهُ فَقَالَ ابْنُ طَاوُسٍ: رَأَيْتُ أَبِي يَصْنَعُهُ، وَقَالَ أَبِي: رَأَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَصْنَعُهُ وَلَا أَعْلَمُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُهُ

نضر بن کثیر بیان کرتے ہیں: عبداللہ بن طاؤس نے مسجد خیف میں میرے پہلو میں نماز ادا کی۔ جب انہوں نے پہلے سجدے سے سر اٹھایا تو دونوں ہاتھ اپنے چہرے کے مدمقابل تک اٹھائے۔ میں نے اس بات پر انکار کیا میں نے وہب بن خالد سے کہا: وہب بن خالد نے ان سے کہا: یہ آپ نے کیا کیا ہے؟ میں نے کسی کو ایسے کرتے ہوئے نہیں دیکھا ہے' تو عبداللہ بن طاؤس نے کہا: میں نے اپنے والد کو ایسے کرتے دیکھا ہے اور میرے والد نے یہ بات بتائی ہے میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ایسے کرتے ہوئے دیکھا ہے اور میرے علم کے مطابق انہوں نے یہ بھی بتایا تھا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کیا کرتے تھے۔

741 - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ كَانَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا، قَالَ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَيَرْفَعُ ذٰلِكَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الصَّحِيحُ قَوْلُ ابْنِ عُمَرَ، لَيْسَ بِمَرْفُوعٍ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَى بَقِيَّةُ أَوَّلَهُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ وَأَسْنَدَهُ وَرَوَاهُ الثَّقَفِيُّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، وَأَوْقَفَهُ عَلَى ابْنِ عُمَرَ، قَالَ فِيهِ: وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ يَرْفَعُهُمَا إِلَى ثَدْيَيْهِ وَهٰذَا هُوَ الصَّحِيحُ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، وَمَالِكٌ، وَأَيُّوبُ وَابْنُ جُرَيْجٍ مَوْقُوفًا وَأَسْنَدَهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، وَحْدَهُ عَنْ أَيُّوبَ، وَلَمْ يَذْكُرْ أَيُّوبُ، وَمَالِكٌ الرَّفْعَ إِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ وَذَكَرَهُ اللَّيْثُ فِي حَدِيثِهِ، قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ فِيهِ: قُلْتُ لِنَافِعٍ أَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَجْعَلُ الْأُولَى أَرْفَعَهُنَّ؟ قَالَ: لَا، سَوَاءً قُلْتُ أَشِرْ لِي فَأَشَارَ إِلَى الثَّدْيَيْنِ أَوْ أَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات منقول ہے: جب وہ نماز شروع کرتے تھے' تو تکبیر کہتے ہوئے رفع یدین کرتے تھے اور جب رکوع میں جاتے تھے' تو سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ پڑھاتے تھے اور جب دو رکعت کے بعد کھڑے ہوتے تھے' تو بھی رفع یدین کرتے تھے' اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع حدیث کے طور پر یہ بات نقل کرتے تھے۔

741- اسناده صحيح. وقول المصنف: الصحيح قول ابن عمر ليس بمرفوع، مدفوع، فقد رواه غير واحد عن نافع عن ابن عمر مرفوعاً. وصحح رفعه البخاري، وقال الدارقطني في "العلل" كما في "فتح الباري" /2222: والاشبه بالصواب قول عبد الاعلى، يعني مرفوعاً. قلنا: وسلف مرفوعاً من طريق سالم عن ابن عمر برقم (721). واخرجه البخاري في "الصحيح" (739)، والبيهقي /702 و 136 من طريق عبد الاعلى بن عبد الاعلى، بهذا الاسناد. وخالف عبد الاعلى عبد الوهاب الثقفي عن عبيد الله، فرواه موقوفاً كما عند البخاري في رفع اليدين (80).

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) صحیح یہ ہے کہ یہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے یہ مرفوع حدیث نہیں ہے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) بقیہ نے اس روایت کا ابتدائی حصہ عبید اللہ کے حوالے سے مسند روایت کے طور پر نقل کیا ہے' جبکہ ثقفی نے اس روایت کو عبید اللہ کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پر موقوف روایت کے طور پر نقل کیا ہے انہوں نے اس میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

''جب وہ دو رکعت کے بعد کھڑے ہوتے تھے تو دونوں ہاتھ سینے تک بلند کرتے تھے''۔

یہ روایت مستند ہے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) لیث بن سعد' امام مالک' ایوب' ابن جریج نے یہ روایت موقوف حدیث کے طور پر نقل کی ہے' جبکہ صرف حماد بن سلمہ نے ایوب کے حوالے سے اسے مسند روایت کے طور پر نقل کیا۔

ایوب اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے دو سجدوں کے بعد کھڑا ہونے کے وقت رفع یدین کا ذکر نہیں کیا ہے لیث نے اپنی روایت میں اس کا ذکر کیا ہے۔ ابن جریج نے اس روایت میں یہ کہا ہے میں نے نافع سے کہا: کیا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آغاز میں دونوں ہاتھ زیادہ بلند کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: جی نہیں! برابر ہی کرتے تھے میں نے کہا: آپ مجھے اشارہ کر کے دکھائیں' تو انہوں نے سینے تک ہاتھ اٹھا کر یا اس سے کچھ نیچے تک ہاتھ اٹھا کر مجھے دکھائے۔

742 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، كَانَ اِذَا ابْتَدَاَ الصَّلَاةَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَهُمَا دُوْنَ ذٰلِكَ،

قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ: لَمْ يَذْكُرْ رَفْعَهُمَا دُوْنَ ذٰلِكَ اَحَدٌ غَيْرُ مَالِكٍ فِيْمَا اَعْلَمُ

⊛⊛ نافع بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب نماز کا آغاز کرتے تھے' تو دونوں ہاتھ کندھوں تک بلند کرتے تھے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تھے تو دونوں ہاتھ اس سے کچھ نیچے تک بلند کرتے تھے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میرے علم کے مطابق امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ اور کسی نے بھی کچھ نیچے تک رفع یدین کرنے کا ذکر نہیں کیا۔

بَابُ مَنْ ذَكَرَ اَنَّهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا قَامَ مِنَ الثِّنْتَيْنِ

باب: جن حضرات نے یہ بات ذکر کی ہے: دو رکعت کے بعد کھڑے ہونے پر رفع یدین کیا جائے گا

743 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْمُحَارِبِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ

⊛⊛ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب دو رکعت کے بعد کھڑے ہوتے تھے' تو تکبیر کہتے

ہوئے رفع یدین کرتے تھے۔

744- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْهَاشِمِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِي الزِّنَادِ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي رَافِعٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَانَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَيَصْنَعُ مِثْلَ ذٰلِكَ اِذَا قَضَى قِرَاءَتَهُ وَاَرَادَ اَنْ يَرْكَعَ، وَيَصْنَعُهُ اِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوعِ وَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ صَلَاتِهِ وَهُوَ قَاعِدٌ، وَاِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ كَذٰلِكَ وَكَبَّرَ. قَالَ اَبُو دَاوُدَ فِي حَدِيثِ اَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ حِينَ وَصَفَ صَلَاةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ كَمَا كَبَّرَ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ

حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نقل کرتے ہیں:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب فرض نماز ادا کرنے کے لئے کھڑے ہوتے تھے، تو تکبیر کہتے ہوئے، دونوں ہاتھ کندھوں تک بلند کرتے تھے، اسی طرح (رفع یدین) آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کرتے تھے، جب قرأت ختم کرکے رکوع میں جانے کا ارادہ کرتے تھے، اور یہ عمل (یعنی رفع یدین) آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کرتے تھے، جب رکوع سے (سر کو) اٹھاتے تھے، نماز میں بیٹھے ہونے کے دوران آپ کسی بھی موقع پر رفع یدین نہیں کرتے تھے، جب آپ دو رکعت کے بعد (قعدہ کے بعد) کھڑے ہوتے تھے، تو اسی طرح رفع یدین کرتے تھے اور تکبیر کہتے تھے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے منقول روایت میں یہ مذکور ہے: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے طریقے کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب دو رکعت کے بعد کھڑے ہوتے تھے، تو تکبیر کہتے تھے اور دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے تھے، جس طرح نماز کے آغاز میں تکبیر کہتے ہوئے (دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے)۔

745- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ، قَالَ: رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا كَبَّرَ وَاِذَا رَكَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ حَتّٰى يَبْلُغَ بِهِمَا فُرُوعَ اُذُنَيْهِ

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب آپ نے تکبیر کہی، جب آپ رکوع میں گئے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع سے سر اٹھایا، تو آپ نے دونوں ہاتھ کانوں کی لوؤں تک اٹھائے۔

746- حَدَّثَنَا ابْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا اَبِي، ح وَحَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ مَرْوَانَ، حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ يَعْنِي ابْنَ

745- اسناده صحيح. واخرجه النسائي في "الكبرى" (956) من طريق شعبة، بهذا الاسناد. واخرجه مسلم (391) (25) من طريق ابي عوانة، ومسلم (391) (26)، والنسائي (647) و (957) و (1098) من طرق عن سعيد بن ابي عروبة، كلاهما عن قتادة، بهذا الاسناد. وهو في "مسند احمد" (20531) و (20535). واخرجه البخاري (737)، ومسلم (391) (24) من طريق ابي قلابة، عن مالك ابن الحويرث دون قوله: "حتى يبلغ بهما فروع اذنيه." واخرجه النسائي (676) و (677) من طريقين عن سعيد بن ابي عروبة.

إِسْحَاقَ الْمَعْلِيِّ، عَنْ عِمْرَانَ، عَنْ لَاحِقٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ، قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: لَوْ كُنْتُ قُدَّامَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَرَأَيْتُ إِبِطَيْهِ، زَادَ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ، قَالَ: يَقُولُ لَاحِقٌ: أَلَا تَرَى أَنَّهُ فِي الصَّلَاةِ وَلَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَكُونَ قُدَّامَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ وَزَادَ مُوسَى بْنُ مَرْوَانَ الرَّقِّيُّ، يَعْنِي إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اگر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ہوتا تو (رفع یدین کے وقت) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بغلیں دیکھ سکتا تھا۔

ابن معاذ نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: لاحق (نامی راوی کہتے ہیں:) کیا آپ نے غور نہیں کیا؟ وہ نماز کی حالت میں ہوتے ہوئے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے نہیں ہو سکتے تھے۔

موسیٰ نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: یعنی جب آپ تکبیر کہتے ہوئے رفع یدین کرتے تھے۔

747- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَلْقَمَةَ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ: عَلَّمَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ فَلَمَّا رَكَعَ طَبَّقَ يَدَيْهِ بَيْنَ رُكْبَتَيْهِ قَالَ: فَبَلَغَ ذٰلِكَ سَعْدًا، فَقَالَ: صَدَقَ أَخِي، قَدْ كُنَّا نَفْعَلُ هٰذَا ثُمَّ أَمَرَنَا بِهٰذَا يَعْنِي الْإِمْسَاكَ عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز کا طریقہ تعلیم دیا، آپ نے تکبیر کہی اور رفع یدین کیا، جب آپ رکوع میں گئے تو آپ نے دونوں ہاتھوں میں تطبیق دے کر دونوں گھٹنوں کے درمیان رکھ لیے۔

راوی بیان کرتے ہیں: اس بات کی اطلاع حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو ملی، تو انہوں نے فرمایا: میرے بھائی نے ٹھیک کہا ہے، پہلے ہم اسی طرح کیا کرتے تھے، پھر بعد میں ہمیں اس بات کا حکم دیا گیا، یعنی گھٹنے پکڑنے کا (حکم دیا گیا)۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَذْكُرِ الرَّفْعَ عِنْدَ الرُّكُوعِ

باب: جن حضرات نے رکوع کے وقت رفع یدین کا ذکر نہیں کیا

748- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمٍ يَعْنِي ابْنَ كُلَيْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَلْقَمَةَ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ: أَلَا أُصَلِّي بِكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَصَلَّى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا مَرَّةً.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا حَدِيثٌ مُخْتَصَرٌ مِنْ حَدِيثٍ طَوِيلٍ وَلَيْسَ هُوَ بِصَحِيحٍ عَلَى هٰذَا اللَّفْظِ

علقمہ بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تمہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے مطابق نماز نہ پڑھاؤں؟ (راوی بیان کرتے ہیں:) تو انہوں نے صرف ایک مرتبہ رفع یدین کیا۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ ایک طویل حدیث کا مختصر (حصہ) ہے۔ یہ ان الفاظ کے حوالے سے صحیح نہیں ہے۔

749 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ، حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْبَرَاءِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَى قَرِيبٍ مِنْ أُذُنَيْهِ، ثُمَّ لَا يَعُودُ.

⁂ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کا آغاز کرتے تھے تو کانوں کے قریب تک رفع یدین کرتے تھے، پھر آپ دوبارہ (رفع یدین) نہیں کرتے تھے۔

750 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ يَزِيدَ، نَحْوَ حَدِيثِ شَرِيكٍ، لَمْ يَقُلْ: ثُمَّ لَا يَعُودُ، قَالَ سُفْيَانُ: قَالَ لَنَا بِالْكُوفَةِ بَعْدُ ثُمَّ لَا يَعُودُ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ هُشَيْمٌ، وَخَالِدٌ، وَابْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ يَزِيدَ، لَمْ يَذْكُرُوا ثُمَّ لَا يَعُودُ.

⁂ یہی روایت ایک اور سند کے ساتھ بھی منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ نہیں ہیں:

"پھر آپ دوبارہ (رفع یدین) نہیں کرتے تھے"۔

سفیان کہتے ہیں: انہوں نے بعد میں کوفہ میں ہمارے سامنے یہ الفاظ بیان کیے۔

"پھر آپ دوبارہ (رفع یدین) نہیں کرتے تھے"۔

751 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ، وَخَالِدُ بْنُ عَمْرٍو، وَأَبُو حُذَيْفَةَ، قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، بِإِسْنَادِهِ بِهٰذَا قَالَ: فَرَفَعَ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: مَرَّةً وَاحِدَةً

⁂ یہی روایت ایک سند کے ہمراہ بھی منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں:

"تو انہوں نے نماز کے آغاز میں رفع یدین کیا"۔

بعض راویوں نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: "ایک مرتبہ کیا"۔

752 - حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ أَخِيهِ عِيسَى، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، ثُمَّ لَمْ يَرْفَعْهُمَا حَتّٰى انْصَرَفَ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا الْحَدِيثُ لَيْسَ بِصَحِيحٍ

⁂ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کا آغاز کیا تو رفع یدین کیا، پھر آپ نے نماز ختم کرنے تک رفع یدین نہیں کیا۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "صحیح" نہیں ہے۔

753 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيٰى، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ سَمْعَانَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،

قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ مَدًّا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں داخل ہوتے تھے' تو دونوں ہاتھ کھینچ کر بلند کرتے تھے۔

بَابُ وَضْعِ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى فِي الصَّلَاةِ

باب: نماز کے دوران دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا

754 - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ زُرْعَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ، يَقُولُ: صَفُّ الْقَدَمَيْنِ وَوَضْعُ الْيَدِ عَلَى الْيَدِ مِنَ السُّنَّةِ

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: دونوں پاؤں برابر رکھنا، اور ایک ہاتھ دوسرے پر رکھنا سنت ہے۔

755 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارِ بْنِ الرَّيَّانِ، عَنْ هُشَيْمِ بْنِ بَشِيرٍ، عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ أَبِي زَيْنَبَ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى الْيُمْنَى، فَرَآهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے: انہوں نے نماز پڑھتے ہوئے بایاں ہاتھ' دائیں ہاتھ پر رکھ دیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا، تو ان کا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ دیا۔

756 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ، حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ، أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: مِنَ السُّنَّةِ وَضْعُ الْكَفِّ عَلَى الْكَفِّ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سنت یہ ہے کہ نماز میں ایک ہاتھ، دوسرے ہاتھ پر، ناف کے نیچے رکھا جائے۔

757 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ يَعْنِي ابْنَ أَعْيَنَ، عَنْ أَبِي بَدْرٍ، عَنْ أَبِي طَالُوتَ عَبْدِ السَّلَامِ، عَنِ ابْنِ جَرِيرٍ الضَّبِّيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُمْسِكُ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ عَلَى الرُّسْغِ فَوْقَ السُّرَّةِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرُوِيَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، فَوْقَ السُّرَّةِ قَالَ أَبُو مِجْلَزٍ: تَحْتَ السُّرَّةِ وَرُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَلَيْسَ بِالْقَوِيِّ

753 - اسناده صحيح، يحيى: هو ابن سعيد القطان، وابن ابي ذئب: هو محمد بن عبد الرحمن، وسعيد بن سمعان: هو الانصاري الزرقي مولاهم المدني. واخرجه الترمذي (237)، والنسائي في "الكبرى" (959) من طريق ابن ابي ذئب، بهذا الاسناد. ورواية النسائي اطول مما هنا. وهو مطولا ايضا في "مسند احمد" (9608) و (10492).

757 - اسناده ضعيف، جرير الضبي وابنه - واسمه غزوان - مجهولان، وليس لهما في الكتب الستة سوى هذا الحديث. ابو بدر: هو شجاع بن الوليد، وابو طالوت: هو عبد السلام بن ابي حازم. واخرجه ابن ابي شيبة 3901/1 عن وكيع، والبيهقي 2/292-30 من طريق مسلم بن ابراهيم،

❀❀ ابن جریر ضبی اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا، انہوں نے دائیں ہاتھ کے ذریعے بائیں ہاتھ کی کلائی کو پکڑ کر اسے ناف سے اوپر رکھا ہوا تھا۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) سعید بن جبیر سے "ناف سے اوپر" کے الفاظ منقول ہیں۔

ابومجلز نے "ناف سے نیچے" کے الفاظ نقل کیے ہیں۔

یہی بات حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے، تاہم یہ روایت قوی نہیں ہے۔

758 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحَاقَ الْكُوفِيِّ، عَنْ سَيَّارٍ أَبِي الْحَكَمِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَخْذُ الْأَكُفِّ عَلَى الْأَكُفِّ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ: يُضَعِّفُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ إِسْحَاقَ الْكُوفِيَّ

❀❀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نماز کے دوران، ناف کے نیچے، ہتھیلی، ہتھیلی پر رکھی جائے گی۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں نے امام احمد بن حنبل کو، عبدالرحمان بن اسحاق کوفی نامی راوی کو ضعیف قرار دیتے ہوئے سنا ہے۔

759 - حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ، حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ يَعْنِي ابْنَ حُمَيْدٍ، عَنْ ثَوْرٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسٰى، عَنْ طَاوُسٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى، ثُمَّ يَشُدُّ بَيْنَهُمَا عَلٰى صَدْرِهِ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ

❀❀ طاؤس بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دایاں ہاتھ، بائیں ہاتھ پر رکھتے تھے، اور پھر آپ انہیں اپنے سینے پر باندھا کرتے تھے، (یعنی) جب آپ نماز پڑھ رہے ہوتے تھے۔

ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے دلائل کا بیان

دلیل نمبر: 1

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: "فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ" (سورۃ کوثر: 2)

ترجمہ: نماز پڑھیے! اپنے رب کے لیے اور قربانی کیجیے۔

تفسیر: رَوَى الْإِمَامُ أَبُو بَكْرٍ الْأَثْرَمُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَاصِمٍ الْجَحْدَرِيِّ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ صَبْهَانَ سَمِعَ عَلِيًّا يَقُولُ فِي قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ {فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ} قَالَ وَضْعُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى تَحْتَ السُّرَّةِ۔ (سنن الاثرم بحوالہ التمہید: ج8، ص164)

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان {فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ} کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے تھے: "نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھا جائے۔"

دلیل نمبر2: قَالَ الْإِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ يَمِيْنَهُ عَلَى شِمَالِهِ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ ج1 ص427، آثار السنن؛ امام نیموی ص87)

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھا۔''

دلیل نمبر3: قَالَ الْإِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اِسْحَاقَ عَنْ زِيَادِ بْنِ زَيْدٍ السُّوَائِيِّ عَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ مِنْ سُنَّةِ الصَّلٰوةِ وَضْعُ الْاَيْدِيْ عَلَى الْاَيْدِيْ تَحْتَ السُّرَرِ۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ ج1 ص427 الاوسط، امام منذر ج3 ص94)

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''ہاتھ کو ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا نماز کی سنت ہے۔''

دلیل نمبر4: قَالَ الْإِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ اَبُوْبَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ هَارُوْنَ قَالَ ثَنَا يَحْيٰى بْنُ عَبْدِالْحَمِيْدِ قَالَ ثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اِسْحَاقَ عَنْ سَيَّارٍ اَبِي الْحَكَمِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ؛ مِنَ السُّنَّةِ اَنْ يَّضَعَ الرَّجُلُ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى تَحْتَ السُّرَّةِ فِي الصَّلَاةِ۔ (الاوسط، امام منذر؛ ج3 ص94؛ سنن دار قطنی؛ ج1 ص288)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''نماز میں مرد کا اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا، سنت ہے۔''

دلیل نمبر5: رَوَى الْإِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ زَيْدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ الْهَاشِمِيُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ ثَلَاثٌ مِّنْ اَخْلَاقِ الْاَنْبِيَاءِ صَلَاةُ اللّٰهِ وَ سَلَامُهُ عَلَيْهِمْ تَعْجِيْلُ الْاِفْطَارِ وَتَاْخِيْرُ السُّحُوْرِ وَوَضْعُ الْكَفِّ عَلَى الْكَفِّ تَحْتَ السُّرَّةِ (مسند زید بن علی؛ ص204)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہ السلام کے اخلاق میں سے تین چیزیں ہیں۔

1. روزہ جلدی افطار کرنا یعنی اول وقت میں۔
2. سحری دیر سے کرنا یعنی آخری وقت میں۔
3. نماز میں ہتھیلی کو ہتھیلی پر ناف کے نیچے رکھنا۔

دلیل نمبر6: رَوَى الْإِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ اَبُوْبَكْرِ الْبَيْهَقِيُّ بِسَنَدِهٖ عَنْ اَنَسٍ قَالَ مِنْ اَخْلَاقِ النُّبُوَّةِ تَعْجِيْلُ الْاِفْطَارِ وَتَاْخِيْرُ السُّحُوْرِ وَوَضْعُكَ يَمِيْنَكَ عَلَى شِمَالِكَ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ۔

(مختصر خلافیات بیہقی ج2 ص34؛ محلی ابن حزم ج3 ص30)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''انبیائے کرام علیہم السلام کے اخلاق میں سے ہے روزہ جلدی افطار کرنا یعنی اول وقت میں اور دیر سے سحری کرنا یعنی آخری وقت میں اور نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا۔''

دلیل نمبر7: قَالَ الْإِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ اَبُوْ دَاوُدَ السِّجِسْتَانِيُّ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اِسْحَاقَ الْكُوْفِيِّ عَنْ سَيَّارٍ اَبِي الْحَكَمِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَخْذُ الْكَفِّ عَلَى الْكَفِّ فِي الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ۔ (سنن ابی داؤد ج1 ص118، اعلاء السنن ج2 ص196)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''نماز میں ہاتھ کی ہتھیلی کو پکڑ کر ناف کے نیچے رکھنا سنت ہے۔''

دلیل نمبر8: قَالَ الْإِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ الْفَقِيْهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الشَّيْبَانِيُّ اَخْبَرَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ صَبِيْحٍ عَنْ اَبِيْ مَعْشَرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخْعِيِّ اَنَّهُ كَانَ يَضَعُ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى تَحْتَ السُّرَّةِ۔

(کتاب الآثار: امام ابوحنیفہ بروایۃ امام محمد ج1 ص322، مصنف ابن ابی شیبہ ج1 ص427)

ترجمہ: ''حضرت امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ (جلیل القدر تابعی ہیں وہ) نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھتے تھے۔''

دلیل نمبر9: قَالَ الْإِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ اَبُوْ بَكْرِ بْنِ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ اَخْبَرَنَا حَجَّاجُ بْنُ حَسَّانٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا مِجْلَزٍ اَوْسَاَلْتُهُ قَالَ (رحمه الله) قُلْتُ كَيْفَ يَضَعُ؟ قَالَ يَضَعُ بَاطِنَ كَفِّ يَمِيْنِهٖ عَلٰى ظَاهِرِ كَفِّ شِمَالِهٖ وَيَجْعَلُهَا اَسْفَلَ مِنَ السُّرَّةِ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج1 ص427، الجوہر النقی: ج2 ص31)

ترجمہ: حضرت ابومجلز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''نمازی نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے اندر والے حصہ کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے ظاہری حصہ پر ناف کے نیچے رکھے۔''

دلیل نمبر10: اَلْإِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ الْفَقِيْهُ الْاَعْظَمُ اَبُوْ حَنِيْفَةَ نُعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٖ نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ {يَضَعُ الْيُمْنٰى عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى تَحْتَ السُّرَّةِ۔}

(کتاب الآثار: امام ابوحنیفہ بروایۃ امام محمد ج1 ص323 احکام القرآن، امام طحاوی: ج1 ص185)

ترجمہ: حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''نمازی نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھے۔

بَابُ مَا يُسْتَفْتَحُ بِهِ الصَّلَاةُ مِنَ الدُّعَاءِ

باب: نماز کے آغاز میں کون سی دعا پڑھی جائے گی؟

760 - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا اَبِيْ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ عَمِّهِ الْمَاجِشُوْنِ بْنِ اَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ رَافِعٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلَاةِ كَبَّرَ، ثُمَّ قَالَ: وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا مُسْلِمًا وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ، اِنَّ صَلَاتِيْ

وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ، اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلٰهَ لِي إِلَّا أَنْتَ، أَنْتَ رَبِّي وَأَنَا عَبْدُكَ، ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي جَمِيعًا إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، وَاهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ، وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ، لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ، وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ أَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ، تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ، وَإِذَا رَكَعَ، قَالَ: اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ خَشَعَ لَكَ سَمْعِي وَبَصَرِي وَمُخِّي وَعِظَامِي وَعَصَبِي، وَإِذَا رَفَعَ، قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمِلْءَ مَا بَيْنَهُمَا وَمِلْءَ مَا شِئْتَ، مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ، وَإِذَا سَجَدَ قَالَ: اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ، سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ فَأَحْسَنَ صُوَرَتَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ، وَتَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ، وَإِذَا سَلَّمَ مِنَ الصَّلَاةِ، قَالَ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَسْرَفْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَالْمُؤَخِّرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ۔

حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز ادا کرنے کے لئے کھڑے ہوتے تھے، تو تکبیر کہتے پھر یہ پڑھتے:

''میں نے دین حنیف پر گامزن رہتے ہوئے اور مسلمان ہوتے ہوئے' اپنا رخ اس ذات کی طرف کرلیا ہے' جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اور میں مشرک نہیں ہوں۔ بے شک میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اللہ تعالیٰ کے لئے ہے' جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے؟ اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے، مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا، اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں، اے اللہ! تو بادشاہ ہے، تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے، تو میرا پروردگار ہے، میں تیرا بندہ ہوں، میں نے اپنے اوپر ظلم کیا، میں اپنے ذنب کا اعتراف کرتا ہوں، تو میرے تمام ذنوب کی مغفرت کردے، ذنوب کی مغفرت صرف تو ہی کرسکتا ہے، تو اچھے اخلاق پر مجھے ثابت قدم رکھ، اچھے اخلاق پر صرف تو ہی ثابت قدم رکھ سکتا ہے اور مجھ سے برے اخلاق کو دور رکھنا، مجھ سے برے اخلاق صرف تو ہی دور رکھ سکتا ہے۔ میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں، سعادت مندی تجھ سے ہی حاصل ہوسکتی ہے، ساری بھلائی تیرے دست قدرت میں ہے، برائی تیری طرف نہیں جاسکتی، میں تیری مدد سے ہوں، تیری طرف (رجوع کرتا) ہوں، تو برکت والا اور بلند و برتر ہے، میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں' توبہ کرتا ہوں''۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع میں جاتے، تو یہ پڑھتے:

''اے اللہ! میں نے تیرے ہی لئے رکوع کیا، تجھ پر ہی ایمان لایا، تیرے ہی لئے اسلام قبول کیا، میری سماعت، میری بصارت، میرا مغز (گودا) میری ہڈیاں، میرے پٹھے، تیرے حضور میں عاجز ہیں''۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم (رکوع سے سر کو) اٹھاتے تو یہ پڑھتے:

''اللہ تعالیٰ نے اسے سن لیا، جس نے اس کی حمد بیان کی، اے ہمارے پروردگار! حمد تیرے ہی لئے مخصوص ہے جو آسمانوں اور زمین کو بھر (دینے جتنی ہو) اور ان کے درمیان کی جگہ کو بھر (دینے جتنی ہو) اور اس کے بعد جو چیز تو چاہے، اس کو بھر (دینے جتنی ہو)''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدے میں جاتے تو یہ پڑھتے تھے:

''اے اللہ! میں نے تیرے ہی لئے سجدہ کیا، تجھ پر ہی ایمان لایا، تیرے ہی لئے اسلام قبول کیا، میرا چہرہ اس ذات کے آگے سجدے میں ہے، جس نے اسے پیدا کیا، اس کو شکل وصورت عطا کی اور بہترین شکل وصورت عطا کی، اسے سماعت اور بصارت سے نوازا، تو اللہ تعالیٰ برکت والا ہے، جو سب سے بہترین خالق ہے''۔

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کا سلام پھیر دیتے تو یہ پڑھتے تھے:

''اے اللہ! جو میں نے پہلے کیا، جو بعد میں کروں گا، جو پوشیدہ طور پر کیا، جو اعلانیہ طور پر کیا، جو اسراف کیا، اور ہر وہ چیز جس کے بارے میں، تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے (ان سب کے حوالے سے) میری مغفرت کردے، بے شک تو آگے کرنے والا ہے، تو پیچھے کرنے والا ہے، تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے''۔

شرح

اور امام شافعی کی روایت میں (پہلی دعا میں یدیک) کے بعد یہ الفاظ ہیں: والشر لیس الیک والمهدی من هدیت انا بک والیک لامنجا منک ولا ملجا الا الیک تبارکت "یعنی برائی تیری طرف منسوب نہیں ہے اور ہدایت یافتہ وہی ہے جس کو تو نے ہدایت بخشی اور میں تیری ہی قوت کے ذریعے ہوں اور تیری طرف رجوع کرنے والا ہوں۔ نہیں ہے نجات (اور بے پروائی) تیری ذات سے اور نہیں ہے پناہ مگر تیری طرف اور تو ہی بابرکت ہے۔"

والشر لیس الیک (یعنی برائی تیری طرف منسوب نہیں ہے) کا مطلب یہ ہے کہ از راہ ادب و تعظیم برائی کی نسبت تیری طرف نہیں کی جاتی اگرچہ برائی و بھلائی کا خالق تو ہی ہے اگر تو نے ایک طرف بھلائی کو پیدا کیا ہے تو دوسری طرف برائی کی بھی تخلیق کی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اگر حق تعالیٰ نے برائی کو پیدا کیا ہے تو اس میں کوئی قباحت نہیں ہے بلکہ اس میں بہت سی حکمتیں اور مصلحتیں پوشیدہ ہیں۔ اگر کوئی قباحت و برائی ہے تو وہ بندہ کے ارتکاب میں ہے جیسا کہ ارشاد ہے: من شر ما خلق یعنی میں مخلوق کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ والشر لیس الیک کے معنی یہ ہیں کہ برائی وہ چیز ہے جو تیرے تقرب اور تیری خوشنودی کے حصول کا ذریعہ نہیں ہے یا یہ کہ برائی تیری طرف صعود نہیں کرتی تیری بارگاہ میں قبول نہیں ہوتی۔ جیسا کہ بھلائی کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ الیه یصعد الکلم الطیب یعنی (اس پروردگار) کی طرف نیک و پاکیزہ باتیں صعود کرتی ہیں یعنی مقبولیت کا درجہ پاتی ہیں)۔

761 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْفَضْلِ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، عَنْ

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ رَافِعٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَانَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلَاةِ الْمَكْتُوْبَةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَيَصْنَعُ مِثْلَ ذٰلِكَ اِذَا قَضٰى قِرَاءَتَهُ وَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ، وَيَصْنَعُهُ اِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوْعِ وَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ صَلَاتِهِ وَهُوَ قَاعِدٌ، وَاِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ كَذٰلِكَ وَكَبَّرَ وَدَعَا. نَحْوَ حَدِيْثِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فِي الدُّعَاءِ يَزِيْدُ وَيَنْقُصُ الشَّيْءَ وَلَمْ يَذْكُرْ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِيْ يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ اِلَيْكَ. وَزَادَ فِيْهِ وَيَقُوْلُ: عِنْدَ انْصِرَافِهِ مِنَ الصَّلَاةِ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَاَعْلَنْتُ اَنْتَ اِلٰهِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ.

❁❁ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات بیان کرتے ہیں: جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرض نماز ادا کرنے کے لیے کھڑے ہوتے تھے تو تکبیر کہتے ہوئے دونوں ہاتھ کندھوں کے مقابل تک بلند کرتے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرأت کر کے فارغ ہوتے اور رکوع میں جانے کا ارادہ کرتے تو بھی اسی طرح کرتے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے اٹھتے تھے تو بھی اسی طرح کرتے تھے البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے دوران بیٹھنے کے دوران رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعت کے بعد کھڑے ہوتے تھے تو اسی طرح رفع یدین کرتے تھے اور تکبیر کہتے تھے۔

اس روایت میں راوی نے عبدالعزیز کی نقل کردہ روایت کی مانند دعا نقل کی ہے جس میں الفاظ کی کچھ کمی وبیشی ہے۔ اس راوی نے یہ الفاظ نقل نہیں کیے ہیں۔

''بھلائی ساری کی ساری تیرے دست قدرت میں ہے برائی تیری طرف نہیں جاسکتی''۔

اس راوی نے یہ الفاظ زائد نقل کیے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہونے کے بعد یہ پڑھتے تھے۔

''اے اللہ! جو میں نے پہلے کیا اور جو بعد میں کیا جو پوشیدہ طور پر کیا جو اعلانیہ طور پر کیا۔ ان سب کے حوالے سے میری مغفرت کردے تو میرا معبود ہے تیرے علاوہ میرا کوئی معبود نہیں ہے''۔

762 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ يَزِيْدَ، حَدَّثَنِيْ شُعَيْبُ بْنُ اَبِيْ حَمْزَةَ. قَالَ: قَالَ لِيْ: مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ، وَابْنُ اَبِيْ فَرْوَةَ، وَغَيْرُهُمَا مِنْ فُقَهَاءِ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ فَاِذَا قُلْتَ اَنْتَ ذَاكَ. فَقُلْ: وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ. يَعْنِيْ قَوْلَهُ: وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ

❁❁ شعیب بن ابوحمزہ نے ابن منکدر اور ابن فروہ اور ان کے علاوہ دیگر حضرات کے حوالے سے اہل مدینہ کے فقہاء کا یہ بیان نقل کیا ہے: جب تم یہ دعا پڑھو گے تو اس میں یہ کہو گے ''میں مسلمانوں میں سے ایک ہوں'' یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان الفاظ کی جگہ ''میں سب سے پہلا مسلمان ہوں''۔

763 - حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ، اَخْبَرَنَا حَمَّادٌ، عَنْ قَتَادَةَ، وَثَابِتٍ، وَحُمَيْدٍ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، اَنَّ رَجُلًا جَاءَ اِلَى الصَّلَاةِ وَقَدْ حَفَزَهُ النَّفَسُ. فَقَالَ: اَللّٰهُ اَكْبَرُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا

مُبَارَكًا فِيهِ فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاتَهُ، قَالَ: أَيُّكُمُ الْمُتَكَلِّمُ بِالْكَلِمَاتِ، فَإِنَّهُ لَمْ يَقُلْ بَأْسًا فَقَالَ الرَّجُلُ: أَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ، جِئْتُ وَقَدْ حَفَزَنِيَ النَّفَسُ فَقُلْتُهَا. فَقَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ اثْنَيْ عَشَرَ مَلَكًا يَبْتَدِرُونَهَا أَيُّهُمْ يَرْفَعُهَا وَزَادَ حُمَيْدٌ فِيهِ: وَإِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ فَلْيَمْشِ نَحْوَ مَا كَانَ يَمْشِي فَلْيُصَلِّ مَا أَدْرَكَهُ وَلْيَقْضِ مَا سَبَقَهُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص (نماز میں شریک ہونے کے لیے) آیا اس کا سانس پھولا ہوا تھا۔ اس نے کہا۔

''اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے۔ ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے۔ ایسی حمد جو زیادہ ہو، پاکیزہ ہو، اس میں برکت موجود ہو''۔

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مکمل کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: ان کلمات کو کہنے والا شخص کون ہے اس نے کوئی غلط بات نہیں کی۔ ایک صاحب نے عرض کی: یارسول اللہ! میں ہوں میں آیا تو میرا سانس چڑھا ہوا تھا میں نے یہ کلمات کہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے 12 فرشتوں کو دیکھا جو تیزی سے اس کی طرف لپکے کہ ان میں سے کون اسے اوپر (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں) لے کر جاتا ہے۔

یہاں حمید نامی راوی نے الفاظ زائد نقل کیے ہیں:

''جب کوئی شخص (نماز ادا کرنے کے لیے) آئے تو عام رفتار سے چلتا ہوا آئے اور جو نماز اسے ملے وہ ادا کرے اور پہلے گزر چکی ہو اسے بعد میں پوری کرلے''۔

764 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوقٍ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَاصِمٍ الْعَنَزِيِّ، عَنِ ابْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي صَلَاةً - قَالَ عَمْرٌو: لَا أَدْرِي أَيَّ صَلَاةٍ هِيَ - فَقَالَ: اللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا، اللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا، اللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ثَلَاثًا، أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ مِنْ نَفْخِهِ وَنَفْثِهِ وَهَمْزِهِ، قَالَ: نَفْثُهُ الشِّعْرُ، وَنَفْخُهُ الْكِبْرُ، وَهَمْزُهُ الْمُوتَةُ.

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا عمرو نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے: مجھے نہیں معلوم یہ کون سی نماز تھی۔ راوی بیان کرتے ہیں: (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پڑھا)

''اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے وہ بڑائی والا ہے، اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے وہ بڑائی والا ہے، اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے وہ بڑائی والا ہے۔ ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے جو بہت زیادہ ہو۔ ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے

764- حسن لغیرہ، وھذا اسناد ضعیف لجھالۃ عاصم العنزی. ابن جبیر بن مطعم: ھو نافع. واخرجہ ابن ماجہ (807) من طریق شعبۃ بھذا الاسناد. وھو فی "مسند احمد" (16784)، و"صحیح ابن حبان" (2601). وانظر ما بعدہ.

مخصوص ہے جو بہت زیادہ ہو۔ ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے جو بہت زیادہ ہو اور میں صبح وشام اللہ تعالیٰ کے ہر عیب سے پاک ہونے کا اعتراف کرتا ہوں (نبی اکرم ﷺ نے تین مرتبہ یہ کلمات پڑھے) میں شیطان' اس کے نفخ اس کے نفث اور اس کے ہمز سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں'۔

راوی بیان کرتے ہیں: اس کے نفث سے مراد شعر کہنا ہے اور اس کے نفخ سے مراد تکبر کرنا ہے۔ اس کے ہمز سے مراد جنون لاحق ہونا ہے۔

765- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مِسْعَرٍ، عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: فِي التَّطَوُّعِ، ذَكَرَ نَحْوَهُ

⊛⊛ نافع بن زبیر اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو نفل نماز میں یہ پڑھتے ہوئے سنا۔ اس کے بعد راوی نے حسب سابق حدیث نقل کی ہے۔

766- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، أَخْبَرَنِي أَزْهَرُ بْنُ سَعِيدٍ الْحَرَازِيُّ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدٍ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ: بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يَفْتَتِحُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيَامَ اللَّيْلِ فَقَالَتْ: لَقَدْ سَأَلْتَنِي عَنْ شَيْءٍ مَا سَأَلَنِي عَنْهُ أَحَدٌ قَبْلَكَ كَانَ إِذَا قَامَ كَبَّرَ عَشْرًا، وَحَمِدَ اللهَ عَشْرًا، وَسَبَّحَ عَشْرًا، وَهَلَّلَ عَشْرًا، وَاسْتَغْفَرَ عَشْرًا، وَقَالَ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي وَعَافِنِي وَيَتَعَوَّذُ مِنْ ضِيقِ الْمَقَامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ خَالِدُ بْنُ مَعْدَانَ، عَنْ رَبِيعَةَ الْجُرَشِيِّ، عَنْ عَائِشَةَ نَحْوَهُ

⊛⊛ عاصم بن حمید بیان کرتے ہیں: میں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا۔ نبی اکرم ﷺ رات کی نماز کا آغاز کس چیز سے کرتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا: تم نے مجھ سے ایسی چیز کے بارے میں دریافت کیا ہے کہ تم سے پہلے کسی نے بھی مجھ سے اس بارے میں دریافت نہیں کیا۔ نبی اکرم ﷺ جب نماز ادا کرنے کے لیے کھڑے ہوتے تھے۔ تو دس مرتبہ اللہ اکبر، دس مرتبہ الحمد للہ دس مرتبہ سبحان اللہ اور دس مرتبہ لا الٰہ الا اللہ اور دس مرتبہ استغفر اللہ پڑھتے تھے اور یہ پڑھتے تھے۔

''اے اللہ! میری مغفرت کر دے مجھے ہدایت پر ثابت قدم رکھ مجھے رزق عطا کر اور مجھے عافیت عطا کر''۔

آپ قیامت کے دن مقام کی تنگی سے پناہ مانگتے تھے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) خالد بن معدان نے ربیعہ جرشی کے حوالے سے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کی مانند روایت نقل کی ہے۔

767- حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ

767- اسناده حسن، عكرمة- وهو ابن عمار العجلي، وان كان في روايته عن يحيى بن ابى كثير اضطراب- قد انتقى له مسلم هذا الحديث. واخرجه مسلم (770)، والترمذي (3718)، والنسائي في "الكبرى" (1324)، وابن ماجه (1357) من طريق عمر بن يونس، بهذا الاسناد. وهو في "صحيح ابن حبان" (2600). وانظر ما بعده

حَدَّثَنِي اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْتَتِحُ صَلَاتَهُ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ؟ قَالَتْ: كَانَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَفْتَتِحُ صَلَاتَهُ اللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوْا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ، اهْدِنِي لِمَا اخْتُلِفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ إِنَّكَ أَنْتَ تَهْدِي مَنْ تَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ،

⊛⊛ ابوسلمہ بن عبدالرحمن بیان کرتے ہیں: میں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت نوافل ادا کرنے کے لیے کھڑے ہوتے تھے۔ تو کس چیز سے آغاز کرتے تھے' تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کے وقت نوافل ادا کرنے کے لیے کھڑے ہوتے تھے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز کے آغاز میں یہ پڑھتے تھے۔

"اے اللہ! اے جبرائیل، میکائیل، اسرافیل کے پروردگار، آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے' غیب اور شہادت کا علم رکھنے والے' تو اپنے بندوں کے درمیان اس چیز کے بارے میں فیصلہ کرے گا' جس کے بارے میں ان کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ جس چیز کے بارے میں ان کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے' تو اس کے بارے میں اپنے علم کے تحت مجھے حق کے بارے میں ہدایت کے بارے میں ثابت قدم رکھ۔ بے شک تو جسے چاہتا ہے سیدھے راستے کی طرف ہدایت نصیب کرتا ہے"۔

768 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا اَبُوْ نُوحٍ قُرَادٌ، حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ، بِإِسْنَادِهِ بِلَا إِخْبَارٍ وَمَعْنَاهُ قَالَ: كَانَ إِذَا قَامَ بِاللَّيْلِ كَبَّرَ وَيَقُولُ،

⊛⊛ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں:

"جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا کرنے کے لیے کھڑے ہوتے تھے' تو تکبیر کہتے تھے اور یہ پڑھتے تھے"۔

769 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، قَالَ: لَا بَأْسَ بِالدُّعَاءِ فِي الصَّلَاةِ فِي أَوَّلِهِ وَأَوْسَطِهِ وَفِي آخِرِهِ فِي الْفَرِيضَةِ وَغَيْرِهَا

⊛⊛ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ نماز کے آغاز میں' یا درمیان میں' یا آخر میں' خواہ فرض نماز ہو یا اس کے علاوہ ہو، دعا مانگنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

770 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُجْمِرِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَحْيَى الزُّرَقِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيِّ، قَالَ: كُنَّا يَوْمًا نُصَلِّي وَرَاءَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، قَالَ رَجُلٌ وَرَاءَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنِ الْمُتَكَلِّمُ بِهَا آنِفًا، فَقَالَ الرَّجُلُ: أَنَا يَا رَسُولَ

اللّٰهِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَقَدْ رَاَيْتُ بِضْعَةً وَثَلَاثِيْنَ مَلَكًا يَبْتَدِرُوْنَهَا اَيُّهُمْ يَكْتُبُهَا اَوَّلُ

حضرت رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز ادا کر رہے تھے۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع سے سر اٹھایا تو سمع اللہ لمن حمدہ پڑھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز ادا کرنے والوں میں سے ایک صاحب نے یہ کہا۔

"اے اللہ! اے ہمارے پروردگار! حمد تیرے لیے مخصوص ہے ایسی حمد جو زیادہ ہو، پاکیزہ ہو اور اس میں برکت موجود ہو"۔

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مکمل کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا۔ یہ کلام کرنے والا شخص کون ہے؟ ایک صاحب نے عرض کی: یارسول اللہ! میں ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے 30 سے زیادہ فرشتوں کو دیکھا جو اس کی طرف لپکے تھے کہ ان میں سے کون اسے سب سے پہلے نوٹ کرتا ہے۔

771 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلَاةِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ، يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَيَّامُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ اَنْتَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَاِلَيْكَ حَاكَمْتُ، فَاغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَاَخَّرْتُ وَاَسْرَرْتُ وَاَعْلَنْتُ، اَنْتَ اِلٰهِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نصف رات کے وقت جب نوافل ادا کرنے کے لیے کھڑے ہوتے تھے یہ پڑھتے تھے۔

"اے اللہ! حمد تیرے لیے مخصوص ہیں۔ تو آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ حمد تیرے لیے مخصوص ہے، تو ہی آسمانوں اور زمین کو قائم رکھنے والا ہے۔ حمد تیرے لیے مخصوص ہے، تو آسمانوں اور زمین اور ان میں موجود سب چیزوں کا پروردگار ہے، تو حق ہے تیرا فرمان حق ہے، تیرا وعدہ حق ہے، تیری بارگاہ میں حاضری حق ہے، جنت حق ہے، جہنم حق ہے، قیامت حق ہے، اے اللہ! میں نے تیرے لیے اسلام قبول کیا، تجھ پر ایمان لایا۔ تجھ پر توکل کیا تیری طرف رجوع کیا۔ تیری مدد سے میں مخالفت کرتا ہوں اور تجھے ہی ثالث بناتا ہوں۔ جو میں نے پہلے کیا اور جو بعد میں کروں گا، جو اعلانیہ طور پر کیا جو پوشیدہ طور پر کیا (ان سب کے حوالے سے) میری مغفرت کردے، تو میرا معبود ہے۔ تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے"۔

772 - حَدَّثَنَا اَبُوْ كَامِلٍ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ، حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُسْلِمٍ، اَنَّ قَيْسَ

بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَهُ، قَالَ: حَدَّثَنَا طَاوُسٌ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي التَّهَجُّدِ يَقُولُ بَعْدَ مَا يَقُولُ اللَّهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ ذَكَرَ مَعْنَاهُ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی نماز میں اللہ اکبر کہنے کے بعد یہ پڑھتے تھے۔

اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

773- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَسَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ - نَحْوَهُ - قَالَ قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا رِفَاعَةُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ عَمِّ أَبِيهِ مُعَاذِ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَطَسَ رِفَاعَةُ - لَمْ يَقُلْ قُتَيْبَةُ: رِفَاعَةُ - فَقُلْتُ: الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ مُبَارَكًا عَلَيْهِ، كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضَى، فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ، فَقَالَ: مَنِ الْمُتَكَلِّمُ فِي الصَّلَاةِ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ مَالِكٍ وَأَتَمَّ مِنْهُ

معاذ بن رفاعہ بن رافع اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز ادا کی حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ انہیں چھینک آ گئی۔ یہاں پر لفظ رفاعہ، قتیبہ نامی راوی نے نقل نہیں کیا۔ میں نے کہا: حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے ایسی حمد جو زیادہ ہو، پاکیزہ ہو، اس میں برکت موجود ہو، اس پر برکت نازل ہوئی ہو۔ جس طرح ہمارا پروردگار اسے پسند کرے اور راضی ہو۔

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مکمل کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: نماز کے دوران کلام کرنے والا شخص کون ہے؟

اس کے بعد راوی نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی نقل کردہ روایت کی مانند روایت نقل کی ہے جو اس سے زیادہ مکمل ہے۔

774- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: عَطَسَ شَابٌّ مِنَ الْأَنْصَارِ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ، فَقَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ، حَتَّى يَرْضَى رَبُّنَا، وَبَعْدَ مَا يَرْضَى مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنِ الْقَائِلُ الْكَلِمَةَ، قَالَ: فَسَكَتَ الشَّابُّ، ثُمَّ قَالَ: مَنِ الْقَائِلُ الْكَلِمَةَ، فَإِنَّهُ لَمْ يَقُلْ بَأْسًا، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَنَا قُلْتُهَا لَمْ أُرِدْ بِهَا إِلَّا خَيْرًا، قَالَ: مَا تَنَاهَتْ دُونَ عَرْشِ الرَّحْمَنِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى

عبداللہ بن عامر اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انصار سے تعلق رکھنے والے ایک نوجوان کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز ادا کرتے ہوئے چھینک آ گئی۔ تو اس نے یہ پڑھا۔

"ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے جو بہت زیادہ ہو، پاکیزہ ہو اس میں برکت موجود ہو۔ (اور وہ اتنی ہو)

773- اسنادہ حسن، رفاعۃ بن یحیی و معاذ بن رفاعۃ صدوقان. واخرجہ الترمذی (406)، والنسائی فی "الکبری" (1005) عن قتیبۃ بن سعید بھذا الاسناد. وقال الترمذی: حدیث حسن. وقد سلف نحوہ برقم (770) من طریق یحیی بن خلاد الزرقی،

کہ ہمارا پروردگار راضی ہو جائے' جو اس کے دنیا اور آخرت کے معاملے میں راضی ہونے کے بعد ہو"۔
جب نبی اکرم ﷺ نے نماز مکمل کی تو نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: ان کلمات کو پڑھنے والا کون ہے وہ نوجوان خاموش رہا۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: ان کلمات کو پڑھنے والا کون ہے اس نے کوئی بری بات نہیں کہی ہے۔ اس نوجوان نے عرض کی: میں نے یہ پڑھے ہیں۔ میں نے ان کے ذریعے صرف بھلائی کا ارادہ کیا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"الرحمن کے عرش سے پہلے ان کے لیے کوئی چیز رکاوٹ نہیں بنی" (یہ سیدھے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ تک پہنچے ہیں)

بَابُ مَنْ رَاٰى الِاسْتِفْتَاحَ بِسُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ

باب: جن حضرات کے نزدیک سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ کے ذریعے نماز کا آغاز کیا جائے گا

775 - حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ مُطَهَّرٍ، حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَلِيٍّ الرِّفَاعِيِّ، عَنْ اَبِي الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيِّ، عَنْ اَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ كَبَّرَ، ثُمَّ يَقُولُ: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالَى جَدُّكَ، وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ، ثُمَّ يَقُولُ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ ثَلَاثًا، ثُمَّ يَقُولُ: اللهُ اَكْبَرُ كَبِيرًا ثَلَاثًا، اَعُوذُ بِاللهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ هَمْزِهِ، وَنَفْخِهِ، وَنَفْثِهِ، ثُمَّ يَقْرَاُ.

قَالَ اَبُو دَاوُدَ: وَهٰذَا الْحَدِيثُ، يَقُولُونَ هُوَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَلِيٍّ، عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا الْوَهْمُ مِنْ جَعْفَرٍ

❀❀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب رات کے وقت (نماز ادا کرنے کے لیے) کھڑے ہوتے تھے' تو تکبیر کہنے کے بعد یہ پڑھتے تھے۔

"تو پاک ہے اے اللہ! حمد تیرے لیے مخصوص ہے۔ تیرا اسم برکت والا ہے۔ تیری بزرگی بلند و برتر ہے۔ تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے"۔

اس کے بعد آپ ﷺ تین مرتبہ لا الٰہ الا اللہ پڑھتے تھے۔ پھر یہ پڑھتے تھے۔

"اللہ اکبر کبیرا' یہ تین مرتبہ پڑھتے تھے (پھر یہ پڑھتے) میں سننے والے اور علم رکھنے والے اللہ تعالیٰ کی مردود شیطان، اس کے ٹھوکا دینے اس کے پھونک مارنے اور اس کے پھونکنے سے پناہ مانگتا ہوں"۔

پھر آپ ﷺ تلاوت شروع کر دیتے تھے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) محدثین نے یہ بات بیان کی ہے: یہ روایت علی بن علی کے حوالے سے حسن سے مرسل روایت کے طور پر منقول ہے اور اس میں جعفر نامی راوی کو وہم ہوا ہے۔

نماز کے آغاز میں ثناء پڑھنے کا بیان

776 - حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عِيسٰى، حَدَّثَنَا طَلْقُ بْنُ غَنَّامٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ الْمُلَائِيُّ،

عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ. عَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ، عَنْ عَائِشَةَ. قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلَاةَ. قَالَ: سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ. وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ. وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهٰذَا الْحَدِيثُ لَيْسَ بِالْمَشْهُورِ عَنْ عَبْدِ السَّلَامِ بْنِ حَرْبٍ. لَمْ يَرْوِهِ إِلَّا طَلْقُ بْنُ غَنَّامٍ وَقَدْ رَوَى قِصَّةَ الصَّلَاةِ عَنْ بُدَيْلٍ جَمَاعَةٌ لَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ شَيْئًا مِنْ هٰذَا

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کا آغاز کرتے تھے' تو یہ پڑھتے تھے۔

"تو پاک ہے' اے اللہ! حمد تیرے لیے مخصوص ہے' تیرا اسم برکت والا ہے' تیری بزرگی بلند و برتر ہے' تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے"۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) عبدالسلام بن حرب سے منقول ہونے کے حوالے سے یہ روایت مشہور نہیں ہے عبدالسلام کے حوالے سے یہ روایت صرف طلق بن غنم نے نقل کی ہے' جبکہ بدیل کے حوالے سے اس نماز کا واقعہ راویوں کی ایک جماعت نے نقل کیا ہے۔ انہوں نے اس میں سے کچھ بھی ذکر نہیں کیا۔

سبحانک اللھم سے نماز شروع کرنے سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ

نماز کے شروع میں جن دعاؤں اور اذکار کا پڑھنا صحیح احادیث سے ثابت ہے مثلاً انی وجہت الخ یا سبحانک اللھم الخ یا ان کے علاوہ دیگر دعائیں ان سب کو یا بعض کو فرائض و نوافل میں پڑھنا امام شافعی کے نزدیک مستحب ہے، امام اعظم، امام مالک اور امام احمد فرماتے ہیں کہ صرف سبحانک اللھم الخ پڑھا جائے اور اس کے علاوہ جو دعائیں ثابت ہیں وہ سب نوافل پر محمول ہیں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دعاؤں کو نفلوں میں پڑھا کرتے تھے۔ حضرت امام ابو یوسف کے نزدیک سبحانک اللھم الخ اور انی وجہت الخ دونوں دعاؤں کو پڑھنا چاہیے۔ امام طحاوی نے بھی اس کو اختیار کیا ہے ان دونوں دعاؤں کی ترتیب میں نمازی کو اختیار ہے خواہ وہ پہلے سبحانک اللھم پڑھے یا انی وجہت کو پہلے پڑھ لے ویسے مشہور یہی ہے کہ انی وجہت، سبحانک اللھم کے بعد پڑھا جائے۔

ثناء کے ساتھ دوسری دعائیں پڑھنے پر مذاہب اربعہ کا بیان

نماز کے شروع میں جن دعاؤں اور اذکار کا پڑھنا صحیح احادیث سے ثابت ہے مثلاً انی وجہت الخ یا سبحانک اللھم الخ یا ان کے علاوہ دیگر دعائیں ان سب کو یا بعض کو فرائض و نوافل میں پڑھنا امام شافعی کے نزدیک مستحب ہے، امام اعظم، امام مالک، اور امام احمد فرماتے ہیں کہ صرف سبحانک اللھم الخ پڑھا جائے اور اس کے علاوہ جو دعائیں ثابت ہیں وہ سب نوافل پر محمول ہیں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دعاؤں کو نفلوں میں پڑھا کرتے تھے۔

حضرت امام ابو یوسف کے نزدیک سبحانک اللھم الخ اور انی وجہت الخ دونوں دعاؤں کو پڑھنا چاہیے۔ امام طحاوی نے بھی اس کو اختیار کیا ہے ان دونوں دعاؤں کی ترتیب میں نمازی کو اختیار ہے خواہ وہ پہلے سبحانک اللھم پڑھے یا انی وجہت کو پہلے پڑھ لے ویسے مشہور یہی ہے کہ انی وجہت، سبحانک اللھم کے بعد پڑھا جائے۔

بَابُ السَّكْتَةِ عِنْدَ الِافْتِتَاحِ

باب: نماز کے آغاز میں سکتہ کرنا

777- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: قَالَ سَمُرَةُ حَفِظْتُ سَكْتَتَيْنِ فِي الصَّلَاةِ، سَكْتَةً إِذَا كَبَّرَ الْإِمَامُ حَتَّى يَقْرَأَ، وَسَكْتَةً إِذَا فَرَغَ مِنْ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ، وَسُورَةٍ عِنْدَ الرُّكُوعِ، قَالَ: فَأَنْكَرَ ذَلِكَ عَلَيْهِ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ، قَالَ: فَكَتَبُوا فِي ذَلِكَ إِلَى الْمَدِينَةِ إِلَى أُبَيٍّ فَصَدَّقَ سَمُرَةَ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: كَذَا قَالَ حُمَيْدٌ، فِي هَذَا الْحَدِيثِ وَسَكْتَةً إِذَا فَرَغَ مِنَ الْقِرَاءَةِ.

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نماز کے دوران (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا) دو موقعوں پر خاموش ہونا مجھے یاد ہے ایک خاموشی اس وقت ہوتی تھی جب امام تکبیر تحریمہ کہتا تھا' اور اس وقت تک رہتی تھی جب تک وہ تلاوت شروع نہیں کر دیتا تھا' اور ایک خاموشی سورۃ الفاتحہ اور ایک سورت کے بعد رکوع سے پہلے ہوتی تھی۔

راوی کہتے ہیں: اس پر حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے ان کی اس بات کو تسلیم نہیں کیا۔ تو ان لوگوں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اس بارے میں خط لکھا تو انہوں نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کے بیان کی تصدیق کی۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حمید نامی راوی نے اس روایت میں یہی الفاظ نقل کیے ہیں: "ایک خاموشی اس وقت ہوتی تھی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرأت سے فارغ ہوتے تھے"۔

778- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ أَشْعَثَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَسْكُتُ سَكْتَتَيْنِ: إِذَا اسْتَفْتَحَ وَإِذَا فَرَغَ مِنَ الْقِرَاءَةِ كُلِّهَا، فَذَكَرَ مَعْنَى حَدِيثِ يُونُسَ

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کا آغاز کرتے تھے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوری تلاوت کر کے فارغ ہوتے تھے اس وقت خاموشی اختیار کرتے تھے۔ اس کے بعد راوی نے یونس کی نقل کردہ روایت کی مانند روایت نقل کی ہے۔

779- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنِ الْحَسَنِ، أَنَّ سَمُرَةَ بْنَ جُنْدُبٍ، وَعِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ، تَذَاكَرَا فَحَدَّثَ سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ، أَنَّهُ حَفِظَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَكْتَتَيْنِ: سَكْتَةً إِذَا كَبَّرَ، وَسَكْتَةً إِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ (غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ) (الفاتحة: 7)، فَحَفِظَ ذَلِكَ سَمُرَةُ وَأَنْكَرَ عَلَيْهِ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ فَكَتَبَا فِي ذَلِكَ إِلَى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ فَكَانَ فِي كِتَابِهِ إِلَيْهِمَا أَوْ فِي رَدِّهِ عَلَيْهِمَا: أَنَّ سَمُرَةَ قَدْ حَفِظَ

⊛⊛ حسن بیان کرتے ہیں: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے درمیان گفتگو ہوئی تو حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی: انہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دو موقعوں پر خاموش ہونا یاد ہے ایک خاموشی اس وقت ہوتی تھی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ کہتے تھے۔ ایک خاموشی اس وقت ہوتی تھی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ پڑھ کر فارغ ہوتے تھے۔ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کو یہ بات یاد تھی لیکن حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا' تو ان دونوں نے اس بارے میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو خط لکھا تو حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو جو جواب لکھا اس میں یہ بات تحریر تھی: سمرہ کو یہ بات ٹھیک طور پر یاد ہے۔

780 - حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، بِهٰذَا قَالَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ، قَالَ: سَكْتَتَانِ حَفِظْتُهُمَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ فِيهِ: قَالَ سَعِيدٌ: قُلْنَا لِقَتَادَةَ: مَا هَاتَانِ السَّكْتَتَانِ؟ قَالَ: إِذَا دَخَلَ فِي صَلَاتِهِ، وَإِذَا فَرَغَ مِنَ الْقِرَاءَةِ، ثُمَّ قَالَ: بَعْدُ، وَإِذَا قَالَ: (غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ) (الفاتحة: 7)

⊛⊛ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دو موقعوں پر خاموش ہونا یاد ہے۔

اس روایت میں یہ بات مذکور ہے۔ سعید نامی راوی کہتے ہیں: ہم نے قتادہ سے دریافت کیا۔ یہ دو موقعے کون سے تھے؟ انہوں نے بتایا: جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں داخل ہوتے تھے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تلاوت کر کے فارغ ہوتے تھے۔ اس کے بعد انہوں نے یہ بیان کیا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ پڑھ کر فارغ ہوتے تھے (اس وقت خاموش ہوتے تھے)

781 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ عُمَارَةَ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، عَنْ عُمَارَةَ الْمَعْنَى، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَبَّرَ فِي الصَّلَاةِ سَكَتَ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ. فَقُلْتُ لَهُ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، أَرَأَيْتَ سُكُوتَكَ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ أَخْبِرْنِي مَا تَقُولُ؟ قَالَ: اللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اللّٰهُمَّ أَنْقِنِي مِنْ خَطَايَايَ كَالثَّوْبِ الْأَبْيَضِ مِنَ الدَّنَسِ، اللّٰهُمَّ اغْسِلْنِي بِالثَّلْجِ وَالْمَاءِ وَالْبَرَدِ

⊛⊛ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے تکبیر کہہ دیتے تھے' تو تکبیر کہنے کے بعد اور تلاوت شروع کرنے سے پہلے تھوڑی دیر کے لیے خاموش ہوتے تھے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو تکبیر اور قرأت کے درمیان خاموش ہوتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس بارے میں بتایئے

781- اسناده صحيح. ابو كامل: هو فضيل بن حسين الجحدري، وعبد الواحد: هو ابن زياد، وعمارة: هو ابن القعقاع، وابو زرعة: هو ابن عمرو البجلي. واخرجه البخاري (744)، ومسلم (598)، والنسائي في "الكبرى" (60) و (970) و (971)، وابن ماجه (805) من طرق عن عمارة، بهذا الاسناد. وهو في "مسند احمد" (7164)، و "صحيح ابن حبان" (1775).

کہ آپ ﷺ اس دوران کیا پڑھتے ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: (میں یہ پڑھتا ہوں)

"اے اللہ! میرے اور میری خطاؤں کے درمیان اتنا فاصلہ کر دے جتنا تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان فاصلہ رکھا ہے۔ اے اللہ! مجھے خطاؤں سے اس طرح پاک کر دے جس طرح سفید کپڑے سے میل کو صاف کیا جاتا ہے۔ اے اللہ! مجھے برف، پانی اور اولوں کے ذریعے دھو دے"۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ الْجَهْرَ بِـ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

باب: جن حضرات کے نزدیک بسم اللہ الرحمن الرحیم بلند آواز سے نہیں پڑھی جائے گی

782 - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ اَنَسٍ، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَكْرٍ، وَعُمَرَ، وَعُثْمَانَ، كَانُوْا يَفْتَتِحُوْنَ الْقِرَاءَةَ بِ (الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ) (الفاتحة: 2)

❁❁ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تلاوت کا آغاز الحمد للہ رب العالمین سے کرتے تھے۔

نماز میں بسم اللہ پڑھنے کے فقہی احکام کا بیان

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نماز "الحمد للہ رب العالمین" سے شروع کرتے تھے۔ (صحیح مسلم)

بظاہر تو اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع کرتے وقت سورہ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ نہیں پڑھتے تھے لیکن سورہ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ پڑھنا تمام ائمہ کے نزدیک متفق علیہ ہے کیونکہ دوسری احادیث سے بسم اللہ کا پڑھنا ثابت ہوتا ہے خواہ بسم اللہ کو سورہ فاتحہ کا جزء مانا جائے جیسا کہ شوافع فرماتے ہیں خواہ نہ مانا جائے جیسا کہ حنفیہ فرماتے ہیں۔

حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ یہاں الحمد للہ رب العالمین سے مراد سورہ فاتحہ ہے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سورہ فاتحہ سے نماز شروع کرتے تھے جیسا کہ یہ کہا جائے کہ فلاں آدمی نے الم پڑھا تو اس سے مراد سورہ بقرہ ہی لی جاتی ہے اور یہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ امام شافعی کے نزدیک بسم اللہ سورۃ کا جزء ہے لہٰذا اس قول سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ نہیں پڑھتے تھے۔

احناف کی جانب سے اس کی تاویل یہ کی جاتی ہے کہ یہاں مطلق نفی مراد نہیں ہے بلکہ اس قول کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ بآواز بلند نہیں پڑھتے تھے بلکہ آہستہ سے پڑھتے تھے اور بآواز بلند نماز کی ابتداء "الحمد للہ رب العالمین" سے کرتے تھے کیونکہ یہ بات پوری صحت کی ساتھ ثابت ہو چکی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، خلفاء راشدین اور دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بسم اللہ بہ آواز بلند نہیں پڑھتے تھے۔ یہاں تک کہ بآواز بلند پڑھی جانے والی نماز میں بھی آہستہ پڑھتے تھے۔

حضرت شیخ ابن ہمام نے بعض حفاظ حدیث (یعنی وہ لوگ جن کو بہت زیادہ احادیث زبانی یاد رہتی تھیں) سے نقل کیا ہے کہ کوئی بھی ایسی حدیث ثابت نہیں ہے جس میں بسم اللہ کا ب آواز بلند پڑھنا بصراحت ثابت ہو تو وہاں اگر کوئی ایسی حدیث ثابت بھی ہے کہ جس سے بسم اللہ ب آواز بلند پڑھنا ثابت ہوتا ہے تو اس کی اسناد میں کلام کیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ صحابہ و تابعین اور تبع تابعین کی ایک بڑی جماعت سے بسم اللہ آہستہ پڑھنا بکثرت منقول ہے اور اگر اتفاقی طور پر کسی کے بارے میں ب آواز بلند پڑھنا ثابت ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یا تو انہوں نے لوگوں کی تعلیم کے لیے بسم اللہ ب آواز بلند پڑھی ہوگی یا پھر ان مقتدیوں کی روایت ہے جو ان کے بالکل قریب نماز میں کھڑے ہوتے تھے کہ اگر وہ، بسم اللہ آہستہ سے بھی پڑھتے تھے تو مقتدی سن لیتے تھے اور اسی کو انہوں نے ب آواز بلند پڑھنے سے تعبیر کیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب جامع ترمذی میں اس مسئلے سے متعلق دو باب قائم کئے ہیں ایک باب میں تو ان احادیث کو نقل کیا ہے جن سے بسم اللہ ب آواز بلند پڑھنا ثابت ہے اور دوسرے باب میں وہ احادیث نقل کی ہیں جو آہستہ آواز سے پڑھنے پر دلالت کرتی ہیں اور امام ترمذی نے ترجیح انہیں احادیث کو دی ہے جن سے ب آواز آہستہ پڑھنا ثابت ہوتا ہے اور کہا ہے کہ اس طرف (یعنی بسم اللہ آہستہ پڑھنے کے مسلک کے حق میں) اکثر اہل علم مثلاً صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان غنی، حضرت علی رضی اللہ عنہم اور تابعین کرام وغیرہ ہیں۔ (جامع ترمذی)

نماز میں قرأتِ تسمیہ کا حکم سری کا بیان

تسمیہ کی شرعی حیثیت کے تحت تسمیہ کا سورہ فاتحہ کا حصہ نہ ہونا اس امر سے بھی مترشح ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جہری نمازوں میں قرأت بالجہر کا آغاز الحمد للہ رب العالمین،، سے کرتے تھے۔ بسم اللہ کی قرأت جہراً نہ فرماتے تھے۔ اس سلسلے میں چند احادیث ملاحظہ ہوں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابابکر وعمر وعثمان کانوا یفتتحون القراۃ بالحمد للہ رب العلمین وزاد مسلم لایذکرون بسم اللہ الرحمن الرحیم فی اول قرأۃ ولا فی آخرہا

سنن دارمی میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم جہری قرأت کا آغاز الحمد للہ سے فرمایا کرتے تھے صحیح مسلم کے مزید الفاظ یہ ہیں کہ پہلی اور دوسری مرتبہ دونوں قرأتوں میں (جہراً) بسم اللہ نہیں پڑھتے تھے۔

(صحیح مسلم، 1:172، کتاب الصلاۃ، رقم: 52 مسند احمد بن حنبل، 3:101، 114 سنن الدارمی، 1:300 مطبوعہ، دار القلم دمشق، سنن النسائی، 2: 97، رقم: 902)

سعید بن منصور سنن میں ابو وائل رضی اللہ عنہ سے اسناد صحیح کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔

کانوا یسرون التعوذ والبسملۃ فی الصلوۃ. صحابہ کرام نماز میں تعوذ اور تسمیہ آہستہ پڑھتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ اسنادِ صحیح کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔

قال صليت خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم وابى بكر وعمر وعثمان (رضی الله عنهم) فلم أسمع أحدا منهم يجهر ببسم الله الرحمن الرحيم .

انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ میں نے ان میں سے کسی کو بھی جہراً بسم اللہ پڑھتے نہیں سنا۔ (سنن نسائی، 2 : 99، رقم: 907)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دور میں ابتداء دوران نماز بسم اللہ جہراً پڑھتے تھے۔ اس پر مشرکین مکہ استہزاء کرتے کیونکہ وہ مسیلمہ کذاب،، کو رحمن کہتے تھے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم سن کر وہ طعنہ دیتے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اہل یمامہ کے معبود مسیلمہ کذاب،، کی طرف بلاتے ہیں۔ اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو بسم اللہ کی قرأت آہستہ کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

فامر رسول الله صلى الله عليه وسلم باخفائها فما جهر بها حتى مات .

لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم صادر فرمایا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم پوشیدہ پڑھا کرو، پھر تا دمِ وفات کبھی نماز میں بسم اللہ پکار کر نہیں پڑھی۔ (طبرانی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔

فلما نزلت هذه الاية أمر رسول الله صلى الله عليه وسلم ان لا يجهر بها .

جب آیت بسم اللہ نازل ہوئی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بسم اللہ بلند آواز سے نہ پڑھی جائے۔ (طبرانی)

اسی طرح صحیح بخاری، صحیح مسلم اور طبرانی کے علاوہ مصنف ابن ابی شیبہ، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، اور بیہقی وغیرہ متعدد کتب حدیث میں اس امر کی صراحت موجود ہے کہ تسمیہ کی قرأت سورہ فاتحہ یا کسی اور سورت کے حصے کے طور پر نہیں بلکہ الگ حیثیت سے کی جاتی تھی۔ اگر یہ حصہ سورۃ فاتحہ ہوتی تو یقیناً اس کی قرأت بھی اس کے ساتھ بلند آواز سے کی جاتی۔ جن روایات میں بسم اللہ کی قرأت کا دوران نماز بلند آواز سے ہونا مذکور ہے وہ مکی دور کے اوائل ایام سے متعلق ہیں۔ لیکن بعد میں صراحت کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پکار کر پڑھنے کی ممانعت فرمادی۔ لہٰذا تسمیہ کا نماز میں پڑھا جانا تلاوت قرآن کے آغاز و افتتاح کے طور پر ہے۔ کیونکہ حمد وثناء کے بعد جب سورہ فاتحہ کی قرأت شروع ہوتی ہے تو یہی دوران نماز تلاوت قرآن کا آغاز ہے اور یہاں بھی یہ حکم ہے کہ تلاوت قرآن کا آغاز پہلے تعوذ (اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم) اور پھر تسمیہ (بسم اللہ الرحمن الرحیم) سے کیا جائے۔

بسم اللہ کا فاتحہ کے جز ہونے یا نہ ہونے میں فقہی مذاہب اربعہ کا بیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم کے الفاظ کو اصطلاح میں تسمیہ کہا جاتا ہے۔ یہی ایک آیت کے حصے کے طور پر قرآن حکیم کی سورۃ النمل میں وارد ہوا ہے۔ اس لحاظ سے یہ بالاتفاق حصہ قرآن بھی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

انه من سليمن وانه بسم الله الرحمن الرحيم ٥

بے شک وہ (خط) سلیمان کی جانب سے (آیا) ہے اور وہ اللہ کے نام سے شروع (کیا گیا) ہے جو بے حد مہربان بڑا رحم فرمانے والا ہے۔

آئمہ فقہ میں سے شوافع اسے سورۃ الفاتحہ کا جزو قرار دیتے ہیں۔ جب کہ بعض علماء ہر سورت سے پہلے بسم اللہ وارد ہونے کی وجہ پر سوائے سورۃ برات کے اسے ہر سورت کا جزو تسلیم کرتے ہیں۔ ان میں ابن عباس ابن عمر ابن زبیر ابو ہریرۃ اور تابعین میں سے عطاء طاؤس سعید بن جبیر مکحول اور زہری وغیرہم کے اسماء بیان کیے جاتے ہیں۔ امام عبداللہ بن مبارک امام شافعی اور امام احمد بن حنبل سے بھی ایک قول اس طرح منقول ہے۔ قول معروف اور مذہب مختار یہ ہے کہ بسم اللہ قرآن کا حصہ ہے۔ لیکن سورۃ الفاتحہ یا دوسری سورتوں کا جزو نہیں بلکہ ہر سورت سے پہلے اسے محض امتیاز و انفصال اور تیمن و تبرک کے لیے بیان کیا گیا ہے۔ عبداللہ بن عباس سے اسناد صحیح کے ساتھ مروی ہے۔

كان المسلمون لايعرفون انقضاء السورة وفى رواية لايعرفون فصل السورة حتى تنزل بسم الله الرحمن الرحيم فاذا نزلت عرفوا السورة قد انقضت وفى رواية ان السورة قد ختمت واستقبلت وابتدات سورة اخرى۔

مسلمانوں کو دو سورتوں کے درمیان فرق و انفصال کا پتہ نہیں چلتا تھا۔ چنانچہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کے نازل ہونے سے یہ فائدہ حاصل قائم ہوئی کہ لوگوں کو اس کے ذریعے ہر ایک سورت کے شروع ہونے یا ختم ہونے اور دوسری کے شروع ہونے کی معرفت حاصل ہوگئی۔

مدینہ و بصرہ اور شام کے قراء و فقہا بھی اسی قول کے موید ہیں کہ بسم اللہ سورۃ النمل میں وارد ہونے کے اعتبار سے ایک مرتبہ تو قرآن کی مستقل آیت ہے۔ لیکن باقی تمام سورتوں سے اس کا ورود محض فصل کے طور پر ہے تاکہ اس کے ذریعے دو متصل سورتوں کے درمیان واضح فرق کا پتہ چل جائے۔ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام سفیان ثوری، امام احمد بن حنبل، امام اور امام اوزاعی وغیرہم کا مذہب یہی ہے۔

”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ سے متعلق فقہی مباحث

ایک بحث یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ کے شروع میں جو ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ لکھی ہے وہ قرآن کریم کا جز ہے یا نہیں۔ دوسری بحث یہ ہے کہ آیا وہ سورۃ فاتحہ کا جز ہے یا نہیں، تیسری بحث یہ ہے کہ سورتوں کے اوائل میں جو ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ لکھی ہے وہ ان سورتوں کا جز ہے یا نہیں، چوتھی بحث یہ ہے کہ نماز میں بسم اللہ پڑھی جائے یا نہیں، چھٹی بحث یہ ہے کہ بسم اللہ جہرا یا آہستہ اور ساتویں بحث میں بسم اللہ کے احکام شرعیہ اور مسائل ہیں اور آٹھویں بحث میں بسم اللہ کے فوائد اور حکمتیں ہیں۔

”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ کے آیت قرآن ہونے کی تحقیق کا بیان

علامہ ابوبکر رازی لکھتے ہیں: مسلمانوں کا اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ سورۃ نمل کی یہ آیت ”۔ انه من سليمن وانه

بسم اللہ الرحمن الرحیم" (النمل: ۳۰) قرآن کریم جز ہے اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے جو آیت نازل ہوئی وہ (آیت) "اقرا باسم ربک الذی خلق" ہے۔ مسعودی نے حارث کلبی سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے مکاتیب کی ابتداء میں باسمک اللھم لکھتے تھے حتیٰ کہ یہ آیت نازل ہوئی: "بسم اللہ مجرھا و مرسھا"۔ (ھود: ۴۱) تو آپ بسم اللہ لکھنے لگے پھر یہ آیت نازل ہوئی: قل ادعو اللہ او ادعو الرحمن"۔ (الاسراء: ۱۱۰) تو آپ "بسم اللہ الرحمن" لکھنے لگے۔ "سنن ابوداؤد" میں روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کو اس وقت تک نہیں لکھا جب تک کہ سورۂ نمل نازل ہوئی' اور جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح نامہ حدیبیہ لکھوایا تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: لکھو "بسم اللہ الرحمن الرحیم" تو سہیل نے کہا: "باسمک اللھم" لکھو کیونکہ ہمارے نزدیک رحمن معروف نہیں ہے۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ "بسم اللہ الرحمن الرحیم" پہلے قرآن مجید میں نہیں تھی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو سورۂ نمل میں نازل کیا۔ (صحیح بخاری ج۱ ص ۳۷۹ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' کراچی ۱۳۸۱ھ)

ہر چند کہ سورۂ نمل مکی سورت ہے لیکن اس سے پہلے متعدد سورتیں نازل ہو چکی تھیں' اگر "بسم اللہ الرحمن الرحیم" ہر سورت کے اوائل کا جز ہوتی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابتدا ہی سے "باسمک اللھم" کے بجائے "بسم اللہ الرحمن الرحیم" لکھتے' لہٰذا "سنن ابوداؤد" کی مذکور الصدر حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ سورۂ نمل نازل ہونے سے پہلے "بسم اللہ الرحمن الرحیم" قرآن مجید میں نہیں تھی اور نہ ہی اوائل سورۃ قرآن کا جز تھی۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم" کے سورۂ فاتحہ کے جز نہ ہونے کی تحقیق اور مذاہب اربعہ

علامہ ابوبکر رازی حنفی لکھتے ہیں: اس میں اختلاف ہے کہ "بسم اللہ الرحمن الرحیم" سورۂ فاتحہ کا جز ہے یا نہیں' قراء کوفیہ نے اس کو سورۂ فاتحہ کی ایک آیت قرار دیا ہے اور قراء بصریہ نے اس کو سورت فاتحہ کی آیات سے شمار نہیں کیا' ہمارے اصحاب (فقہاء احناف) سے یہ تصریح منقول نہیں ہے کہ یہ سورۂ فاتحہ کی آیت ہے' البتہ ہمارے شیخ ابوالحسن کرخی نے فقہاء احناف کا یہ مذہب نقل کیا ہے کہ بسم اللہ کو نماز میں جہراً نہیں پڑھا جائے گا۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ فقہاء احناف کے نزدیک بسم اللہ سورۂ فاتحہ کی ایک آیت نہیں ہے ورنہ اس کو بھی جہراً پڑھا جاتا جیسے سورۂ فاتحہ کی باقی آیات کو جہراً پڑھا جاتا ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بسم اللہ سورۂ فاتحہ کیا ایک آیت ہے۔

فقہاء احناف کی دلیل یہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے اور میرے بندے کے درمیان صلوٰۃ (سورۂ فاتحہ) کو نصف نصف تقسیم کر دیا گیا ہے' نصف میرے لیے اور نصف میرے بندہ کے لیے ہے اور میرے بندہ کے لیے وہ ہے جس کا وہ سوال کرے' پس جب بندہ کہتا ہے: (آیت) "الحمد للہ رب العالمین" ۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' میرے بندہ نے میری حمد کی' اور جب بندہ کہتا ہے: "الرحمن الرحیم" تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندہ نے میری تعظیم کی یا میری ثناء کی' اور جب بندہ کہتا ہے' (آیت) "مالک یوم الدین" تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' بندہ نے (خود) کو میرے سپرد کر دیا' اور جب بندہ کہتا ہے (آیت) "ایاک نعبد و ایاک نستعین" ۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا

میرے اور میرے بندہ کے درمیان ہے' اور میرے بندہ کے لیے وہ ہے جس کا وہ سوال کرے، اور جب وہ کہتا ہے:

(آیت) "اهدنا الصراط المستقیم" - آخر سورت تک' تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ میرے بندہ کے لیے وہ ہے جس کا وہ سوال

کرے۔ (احکام القرآن ج۱ص۹۔۸' مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور' ۱۴۰۰ھ)

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ (صحیح مسلم ج۱ص۱۷۰۔۱۶۹' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' کراچی' ۱۳۷۵ھ)

اگر بسم اللہ سورۃ فاتحہ کا جز ہوتی تو سورۃ فاتحہ کی آیات میں اس کا بھی ذکر اس حدیث میں ہوتا' اور جب آپ نے سورۃ فاتحہ کی

آیت میں بسم اللہ کا ذکر نہیں کیا تو معلوم ہوا کہ بسم اللہ' سورۃ فاتحہ کی آیت اور جز نہیں ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے نزدیک

بسم اللہ الرحمن الرحیم "سورۃ فاتحہ کی جز نہیں ہے، اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد کے نزدیک سورۃ فاتحہ کی جز ہے۔

باقی سورۃ میں "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کے ان سورتوں کے جز نہ ہونے کی تحقیق اور مذاہب اربعہ

علامہ نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اوائل سورۃ میں بسم اللہ قرآن کا جز ہے' کیونکہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس

رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس ہوئے ہوئے تھے' پھر آپ نے مسکراتے ہوئے سر اٹھایا

ہم نے پوچھا: یارسول اللہ! آپ کس بات پر ہنس رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: مجھ پر ابھی ایک سورت نازل ہوئی ہے' پھر آپ نے

تلاوت کی: (آیت) "بسم اللہ الرحمن الرحیم" انا اعطینک الکوثر فصل لربک وانحر ان شانئک ھو الابتر

(نووی شرح مسلم ج۱ص۱۷۲' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' کراچی' ۱۳۷۵ھ)

اس کا جواب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ کوثر سے پہلے "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کو تبرکا پڑھا ہے' سورۃ کوثر کی

آیت ہونے کے لحاظ سے نہیں پڑھا کیونکہ اگر "بسم اللہ الرحمن الرحیم" ہر سورت ابتداء میں اس کا جز ہوتی تو آپ سب سے

پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم "نازل ہوتی حالانکہ "صحیح بخاری" اور دیگر کتب صحاح میں یہ تصریح ہے کہ آپ پر سب سے پہلے

(آیت) "اقرا باسم ربک الذی خلق"۔ (العلق: ۱) نازل ہوئی ہے اور اس پر سب کا اجماع ہے کہ آپ پر سب سے پہلے

یہ آیت نازل ہوئی ہے۔

علامہ ابن العربی مالکی لکھتے ہیں: اس پر تمام لوگوں کا اتفاق ہے کہ سورۃ نمل میں "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کتاب اللہ

کی آیت ہے اور ہر سورت کی ابتداء میں اس کے آیت ہونے میں اختلاف ہے' امام مالک اور امام ابوحنیفہ یہ کہتے ہیں کہ ہر سورت کی

ابتداء میں یہ آیت نہیں ہے' اس کو اس لیے ذکر کیا گیا ہے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ یہاں سے سورت شروع ہوئی ہے۔

(احکام القرآن ج۱ص۵' مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

علامہ ابوالحسن مرداوی حنبلی لکھتے ہیں:

اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے کہ سورۃ فاتحہ کے سوا ہر سورت کے اول میں بسم اللہ اس سورت کا جز نہیں ہے' علامہ زرکشی نے

بھی اسی طرح لکھا ہے۔ (الانصاف ج۲ص۴۸' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت' ۱۳۷۲ھ)

غالباً علامہ مرداوی کو اس مسئلہ میں امام شافعی کے اختلاف کا علم نہیں ہے۔

علامہ ابوبکر رازی حنفی لکھتے ہیں: اس میں اختلاف ہے کہ آیا اوائل سورۃ میں "بسم اللہ الرحمن الرحیم" ان سورتوں کی ایک آیت ہے یا نہیں؟ ہمارے نزدیک ہر سورت کے اول میں جو "بسم اللہ الرحمن الرحیم" ہے وہ اس سورت کی آیت نہیں ہے کیونکہ اس سورت کے ساتھ بسم اللہ کو جہرا نہیں پڑھا جاتا' نیز جب یہ سورۃ فاتحہ کی جز نہیں ہے تو اسی طرح باقی سورتوں کی بھی جز نہیں ہے' کیونکہ یہ کسی کا قول نہیں ہے کہ یہ سورۃ فاتحہ کی جز نہیں ہے اور باقی سورتوں کی جز ہے' اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ہے کہ ہر سورت سے پہلے "بسم اللہ الرحمن الرحیم" اس سورت کی ایک آیت ہے اور ان سے پہلے یہ قول کسی نے نہیں کیا۔ اس سے پہلے یہ اختلاف تھا کہ یہ سورۃ فاتحہ کی جز ہے یا نہیں۔ اوائل سورۃ سے پہلے "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کے جز نہ ہونے کے یہ دلائل ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اس کا کیا سبب ہے کہ آپ نے سورۃ توبہ اور سورۃ انفال کو سات بڑی سورتوں میں رکھا ہے اور آپ نے ان دو سورتوں کے درمیان "بسم اللہ الرحمن الرحیم" نہیں لکھی؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: جب نبی کریم ﷺ پر کئی آیات نازل ہوتیں تو آپ کسی لکھنے والے کو بلاتے اور فرماتے: اس آیت کو فلاں سورت میں رکھو اور جب آپ پر ایک یا دو آیتیں نازل ہوتیں تب بھی آپ اسی طرح فرماتے' سورۃ انفال کو مضمون سورۃ توبہ کے مضمون کے مشابہ تھا تو میں نے یہ گمان کیا کہ یہ اس کے ساتھ لاحق ہے' اس لیے میں نے ان دونوں کو سات بڑی سورتوں میں رکھا' اور ان کے درمیان "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کی سطر نہیں لکھی۔ اس حدیث میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ تصریح کی ہے کہ "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کسی سورت کا جز نہیں ہے اور وہ سورت سے پہلے بسم اللہ کو صرف دو سورتوں کے درمیان فصل کے لیے لکھتے تھے' نیز اگر ہر سورت سے پہلے بسم اللہ اس سورت کا جز ہوتی تو نبی کریم ﷺ کے بتلانے سے ہر شخص کو اس کا علم ہوتا' جیسا کہ دوسری آیات کا سب کو بغیر کسی نزاع کے علم ہے۔ دوسری دلیل یہ حدیث ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قرآن میں ایک سورت کی تیس آیات ہیں جو اپنے پڑھنے والے کی شفاعت کرتی رہے گی حتیٰ کہ اس کی مغفرت کردی جائے گی (وہ سورت ہے) (آیت) "تبارک الذی بیدہ الملک" اور تمام قراء وغیرہ کا اس پر اتفاق ہے کہ سورۃ (آیت) "تبارک الذی" میں "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کے علاوہ تیس آیتیں ہیں' اگر بسم اللہ اس سورت کا جز ہو تو اس سورت کی اکتیس آیتیں بن جائیں گی اور نبی کریم ﷺ کی اس حدیث کے خلاف ہے۔

تیسری دلیل یہ ہے کہ تمام قراء اور فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ سورۃ کوثر کی تین اور سورۃ اخلاص کی چار آیتیں ہیں' اگر بسم اللہ کو ان سورتوں کا جز مانا جائے تو پھر ان کی آیتوں کی تعداد چار اور پانچ ہو جائے گی اور یہ ان کے اتفاق کے خلاف ہے۔

(احکام القرآن ج ۱ ص ۱۱-۹ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور' ۱۴۰۰ھ)

نماز میں بسم اللہ پڑھنے کے متعلق مذاہب اربعہ کا بیان

علامہ ابوبکر رازی حنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ' امام محمد رحمۃ اللہ علیہ' امام زفر رحمۃ اللہ علیہ' اور امام شافعی

رحمۃ اللہ علیہ یہ کہتے ہیں کہ نماز میں ''اعوذ باللہ'' کے بعد سورۃ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ پڑھی جائے' اور اس میں اختلاف ہے کہ آیا ہر رکعت میں بسم اللہ پڑھی جائے یا نہیں' اسی طرح سورت سے پہلے بسم اللہ پڑھی جائے یا نہیں۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورۃ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ پڑھے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک (ضم) سورت سے پہلے دوبارہ بسم اللہ نہ پڑھے' اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اور حسن بن زیاد نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت کیا ہے کہ جب پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے بسم اللہ پڑھ لی ہے تو اب اس نماز میں سلام پھرنے تک اس پر بسم اللہ پڑھنے کا حکم نہیں ہے' اور اگر اس نے ہر سورت کے ساتھ بسم اللہ پڑھ لی تو مستحسن ہے۔ حسن بن زیاد نے کہا: اگر وہ مسبوق ہے تو اس کی پہلی رکعت میں اس پر بسم اللہ پڑھنا ضروری نہیں ہے' کیونکہ امام پہلی رکعت میں بسم اللہ پڑھ چکا ہے اور امام کی قرأت اس کی قرأت ہے۔

امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کہا ہے کہ فرض نماز میں بسم اللہ کو آہستہ پڑھے نہ بلند آواز سے اور نفل میں اس کو اختیار ہے' اگر چاہے تو پڑھے اور اگر چاہے تو ترک کر دے اور ہمارے نزدیک تمام نمازوں میں بسم اللہ پڑھے کیونکہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں پڑھتے تھے: ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' ''الحمد للہ رب العلمین''۔ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم)' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ' حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نمازیں پڑھیں' وہ پست آواز سے بسم اللہ پڑھتے تھے اور بعض روایات میں ہے کہ وہ جہراً بسم اللہ نہیں پڑھتے تھے۔

(احکام القرآن ج۱ ص ۱۴۔۱۳ ملخصاً' مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور' ۱۴۰۰ھ)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک چونکہ ہر سورت کے اول میں بسم اللہ اس سورت کا جز ہے اس لیے ان کے نزدیک ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورت سے پہلے بسم اللہ پڑھی جائے گی اور امام احمد کے نزدیک بسم اللہ صرف سورۃ فاتحہ کا جز ہے اس لیے ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ پڑھی جائے گی اور سورت سے پہلے نہیں پڑھی جائے گی۔

نماز میں ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' کو آہستہ سے پڑھنے کی تحقیق اور مذاہب اربعہ

علامہ ابوبکر رازی حنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ہمارے اصحاب (احناف) اور ثوری نے یہ کہا ہے کہ نماز میں ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' کو آہستہ پڑھا جائے' اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ بسم اللہ کو نماز میں جہراً پڑھے' یہ اختلاف اس وقت ہے جب امام نماز میں جہراً قرأت کرے' اس مسئلہ میں صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کا بہت اختلاف ہے' عمر بن ذر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز پڑھی تو انھوں نے بلند آواز سے ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' پڑھی' حماد نے ابراہیم سے روایت کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' آہستہ پڑھتے تھے' جہر سے نہیں پڑھتے تھے' اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' آہستہ پڑھتے تھے' اسی طرح حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ

عنہ سے مروی ہے اور مغیرہ رضی اللہ عنہ نے ابراہیم سے روایت کیا ہے کہ نماز میں بسم اللہ کو جہر سے پڑھنا بدعت ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نماز میں بسم اللہ کو جہر سے پڑھنا اعرابیوں (بدوؤں) کا طریقہ ہے اسی طرح حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ابووائل بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز میں "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کو جہر سے پڑھتے تھے نہ "اعوذ باللہ" کو نہ آمین کو اور حضرت انس اور حضرت عبداللہ بن مغفل سے روایت ہے کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نماز میں بسم اللہ کو آہستہ سے پڑھتے تھے اور حضرت عبداللہ بن مغفل جہر سے بسم اللہ پڑھنے کو بدعت کہتے تھے۔ (جامع ترمذی ص ٦٦)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز کو "اللہ اکبر" اور (آیت) "الحمد للہ رب العلمین" کی قرأت سے شروع کرتے تھے اور سلام سے ختم کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی فرض نماز میں "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کو جہراً نہیں پڑھا نہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے۔ (احکام القرآن ج ۱ ص ۱٦-۱۷ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱٤۰۰ھ)

علامہ ابوالحسن مرداوی حنبلی لکھتے ہیں: بسم اللہ کو نماز میں جہراً نہ پڑھا جائے خواہ ہم اس کو سورۃ فاتحہ کا جز کہیں یا نہ کہیں یہی صحیح قول ہے مجد نے اپنی شرح میں اس کی تصحیح کی ہے اور انہوں نے لکھا ہے کہ ترک جہر کی روایت میں کوئی اختلاف نہیں ہے خواہ ہمارے نزدیک یہ سورۃ فاتحہ کا جز ہے ابن حمدان ابن تمیم ابن جوزی اور زرکشی وغیرہ نے اس کی تصریح کی ہے اور اس قول کو مقدم رکھا ہے اور یہی جمہور کا موقف ہے۔

ابن حامد اور ابوالخطاب نے ایک روایت جہر کی بیان کی ہے بہ شرطیکہ بسم اللہ کو سورۃ فاتحہ کا جز کہا جائے ابن عقیل نے بھی اس کا ذکر کیا ایک قول یہ ہے کہ مدینہ میں جہر کیا جائے اور ایک قول یہ ہے کہ نفل میں جہر کیا جائے اور شیخ تقی الدین کا مختار یہ ہے کہ "بسم اللہ" "اعوذ باللہ" اور سورۃ فاتحہ کو نماز جنازہ وغیرہ میں کبھی کبھی جہر سے پڑھا جائے۔

(انصاف ج ۲ ص ٤۹-٤۸ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳۷٤ھ)

علامہ نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: سنت یہ ہے کہ جہری نماز میں سورۃ فاتحہ اور اس کے بعد کی سورت سے پہلے "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کو جہراً پڑھا جائے۔ (شرح مسلم ج ۱ ص ۱٤۸ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

علامہ ابن رشد مالکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرض نماز میں بسم اللہ پڑھنے سے منع کیا ہے خواہ جہری نماز ہو یا سری سورۃ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ پڑھے نہ اس کے بعد والی سورت سے پہلے اور نفل نماز میں جائز کہا ہے۔

(بدایۃ المجتہد ج ۱ ص ۸۹ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

خلاصہ یہ ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جہری نماز میں سورۃ فاتحہ اور بعد کی سورت سے پہلے بسم اللہ کو جہراً پڑھے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جہری نماز میں سورۃ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ کو آہستہ پڑھے اور امام مالک

کے نزدیک فرض نماز میں مطلقاً بسم اللہ نہ پڑھے۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم" کے احکام شرعیہ اور مسائل کا بیان

علامہ سید احمد طحطاوی "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کے احکام شرعیہ کے بیان میں لکھتے ہیں: (۱) ذبح کرتے وقت شکار کی طرف تیر پھینکتے وقت اور شکاری کتا چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھنا واجب ہے۔ "البحر الرائق" میں لکھا ہے کہ بسم اللہ کہنا ضروری نہیں ہے صرف اللہ کا نام لینا شرط ہے اور بعض کتابوں میں ہے: "الرحمن الرحیم" نہ کہے (صرف بسم اللہ کہے) کیونکہ ذبح کے وقت رحمت کا ذکر مناسب نہیں ہے۔

(۲) "قنیہ" میں لکھا ہے کہ ہر رکعت میں "بسم اللہ الرحمن الرحیم" پڑھنا واجب ہے اور اس کے ترک سے سجدۂ سہو کرنا لازم ہے لیکن زیادہ صحیح یہ ہے کہ یہ سنت ہے۔

(۳) وضو کی ابتداء میں "بسم اللہ الرحمن الرحیم" پڑھنا سنت ہے استنجاء سے پہلے اور بعد میں لیکن حالت استنجاء اور محل نجاست میں نہ پڑھے۔ اگر وضو کے شروع میں "بسم اللہ" پڑھنا بھول گیا تو دوران وضو جب بھی یاد آئے بسم اللہ پڑھ لے وضو کے اول میں "بسم اللہ الرحمن الرحیم" پڑھنا سنت ہے اور درمیان میں پڑھنا مستحب ہے۔

(٤) کھانے کی ابتداء میں "بسم اللہ الرحمن الرحیم" پڑھنا سنت ہے اگر بھول گیا تو درمیان میں پڑھنا بھی سنت ہے اور درمیان میں یوں پڑھے: بسم اللہ اولہ واخرہ"۔

(٥) سورۃ فاتحہ کے بعد دوسری سورت سے پہلے بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے خواہ نماز سری ہو یا جہری۔

(٦) کسی کتاب کے شروع میں اور ہر نیک اور اہم کام کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے۔

(٧) قرآن مجید کی تلاوت سے پہلے "اعوذ باللہ" کے بعد "بسم اللہ" پڑھنا مستحب ہے۔

(٨) مشتبہ چیز کھاتے وقت "بسم اللہ الرحمن الرحیم" پڑھنا مکروہ ہے جمہور کے نزدیک تمباکو نوشی کے وقت بھی بسم اللہ پڑھنا مکروہ ہے۔

(٩) سورۃ انفال کے بعد سورۃ توبہ سے پہلے بسم اللہ پڑھنا مکروہ ہے اگر توبہ سے ہی پڑھنا شروع کیا ہے تو پھر بعض مشائخ کے نزدیک بسم اللہ مکروہ نہیں ہے۔

(١٠) اٹھنے بیٹھنے چلنے پھرنے اور دیگر کاموں کے وقت بسم اللہ پڑھنا مباح ہے۔

(١١) "خلاصۃ الفتاوی" میں مذکور ہے: اگر کسی شخص نے شراب پیتے وقت یا حرام کھاتے وقت یا زنا کرتے وقت بسم اللہ پڑھی تو وہ کافر ہو جائے گا یہاں حرام سے مراد حرام قطعی ہے کیونکہ کسی کام کے شروع میں اللہ تعالیٰ سے استعانت اور برکت حاصل کرنے کے لیے بسم اللہ پڑھی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ سے مدد اسی کام میں حاصل کی جائے گی جس کام کو اس نے جائز کیا ہو اور اس پر وہ راضی ہو اس لیے کسی حرام کام پر بسم اللہ پڑھنا اس کو حلال قرار دینے کے مترادف ہے اور حرام کو حلال قرار دینا کفر ہے۔

(١٢) جنبی اور حائض کے لیے بہ طور قرآن "بسم اللہ الرحمن الرحیم" پڑھنا حرام ہے البتہ بطور ذکر اور برکت حاصل

کرنے کے لیے پڑھنا جائز ہے۔ (حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار ج۱ ص۶۔۵ 'مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت '۱۳۹۵ھ)

اللہ تعالیٰ اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اسماء لکھنے اور پڑھنے کے آداب

علامہ سید احمد طحطاوی لکھتے ہیں: ''فصول'' میں مذکور ہے جو شخص اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کوئی نام سنے اس پر اللہ کی تعظیم کرنا واجب ہے مثلاً ''عزوجل' جل مجدہ'' تبارک وتعالیٰ'' کہے اور بعض کتابوں میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا نام لکھے تو اس کے ساتھ کوئی تعظیمی کلمہ مثلاً عزوجل لکھے اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کی حفاظت کرے اور بار بار پڑھنے سے نہ اکتائے' اگر اصل کتاب میں صلوٰۃ وسلام نہ ہو تو خود زبان سے پڑھے' اسی طرح صحابہ کرام کے ناموں کے ساتھ (رضی اللہ عنہ) اور علماء کے اسماء کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ لکھے اور پڑھے' اور صرف صلوٰۃ یا سلام پر اختصار کرنا مکروہ ہے' ملا مسکین نے لکھا ہے: یہ مکروہ نہیں ہے' لیکن ان کی مراد یہ ہے کہ یہ مکروہ تحریمی نہیں ہے مکروہ تنزیہی بہر حال ہے' اسی طرح لکھتے وقت رمز اور اشارہ سے صلوٰۃ وسلام اور (رضی اللہ عنہ) لکھنا (مثلاً ص یا صلعم یا (رض) لکھنا) مکروہ ہے مکمل ''علیہ الصلوٰۃ والسلام'' اور ''(رضی اللہ عنہ)'' لکھے' تاتارخانیہ کے بعض مقامات پر لکھا ہے کہ جس نے (علیہ السلام) کو ہمزہ اور میم کے ساتھ لکھا وہ کافر ہو جائے گا کیونکہ یہ تخفیف ہے اور انبیاء (علیہ السلام) کی تخفیف کفر ہے' تاہم یہ کفر اس وقت ہو گا جب کوئی شخص تخفیف کے قصد سے ایسا کرے گا' بہر حال اس سے احتیاط لازم ہے۔ (حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار ج۱ ص۶ 'مطبوعہ المعرفۃ بیروت '۱۳۹۵ھ)

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' کے فوائد اور حکمتوں کا بیان

(۱) علامہ ابن جریر طبری نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اسماء حسنیٰ کو مقدم کر کے ہمیں یہ ادب سکھایا ہے کہ ہمیں چاہیے کہ اپنے تمام اقوال' افعال اور مہمات کو اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ سے شروع کیا کریں۔

(جامع البیان ج۱ ص۳۸ 'مطبوعہ مطبعہ امیریہ کبری بولاق' مصر '۱۳۲۳ھ)

(۲) علامہ قرطبی نے لکھا ہے کہ کھانے' پینے' ذبح کرنے، جماع کرنے' وضو کرنے' کشتی میں سوار ہونے' غرض ہر (صحیح) کام سے پہلے بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(آیت) ''فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ''۔ (الانعام:۱۱۸) تو اس (ذبیحہ) سے کھاؤ' جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔

وقال ارکبوا فیھا بسم اللہ مجریھا و مرسھا''۔ (ھود:۴۱) اور نوح نے کہا: اس کشتی میں سوار ہو جاؤ' اس کا چلنا اور رکنا اللہ کے نام سے ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دروازہ بند کرتے ہوئے بسم اللہ پڑھو' چراغ گل کرتے ہوئے بسم اللہ پڑھو' برتن ڈھانکتے ہوئے بسم اللہ پڑھو' اور مشک کا منہ بند کرتے ہوئے بسم اللہ پڑھو اور فرمایا: اگر تم میں سے کوئی شخص عمل تزویج کے وقت کہے: بسم اللہ' اے اللہ! ہم کو شیطان سے محفوظ رکھ اور جو (اولاد) ہم کو عطا کرے اس کو بھی شیطان سے محفوظ رکھ' تو اگر اس عمل میں ان کے لیے اولاد مقدر کی جائے گی تو اس کو شیطان کبھی ضرر نہیں پہنچا سکے گا' اور آپ نے عمر بن ابی سلمہ سے فرمایا: اے بیٹے! بسم اللہ پڑھو' اور اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ' اور آپ نے فرمایا: شیطان ہر کھانے کو حلال کر لیتا

ہے۔ ماسوا اس کھانے کے جس پر بسم اللہ پڑھی گئی ہو' حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے آپ سے شکایت کی کہ جب سے وہ اسلام لائے ہیں ان کے جسم میں درد رہتا ہے' آپ نے فرمایا: تین بار بسم اللہ پڑھو' اور سات بار یہ پڑھو' "اعوذ بعزة الله وقدرته من شر ما اجد واحاذر" یہ تمام احادیث صحیح ہیں' اور امام ابن ماجہ اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بنو آدم بیت الخلاء میں داخل ہوں تو ان کی شرم گاہوں اور شیاطین کے درمیان بسم اللہ حجاب ہے' اور امام دارقطنی نے حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تو پہلے بسم اللہ پڑھتے' پھر اپنے ہاتھوں پر پانی ڈالتے۔ (الجامع الاحکام القرآن ج۱ص ۹۸-۹۷' مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران)

(۳) ہر نیک اور صحیح کام سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کی انسان کو عادت پڑ جائے تو پھر اس کا برے کاموں سے باز رہنا زیادہ متوقع ہو گا' کیونکہ اگر وہ کسی وقت خواہش نفس سے مغلوب ہو کر برائی میں ہاتھ ڈالے گا تو عادۃً اس کے منہ سے بسم اللہ نکلے گی' اور پھر اس کا ضمیر اس کو سرزنش کرے گا۔

(٤) انسان اسی کا نام بار بار لیتا ہے جس سے اس کو محبت ہوتی ہے' اس لیے جو انسان ہر صحیح کام کے وقت بسم اللہ پڑھتا ہے یہ اس کی اللہ تعالیٰ سے محبت کی دلیل ہے۔

(٥) علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: سعید بن ابی سکینہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو "بسم الله الرحمٰن الرحيم" لکھتے دیکھا تو فرمایا: اس کو خوبصورت لکھو' کیونکہ ایک شخص نے بسم اللہ کو خوبصورت لکھا تو اس کو بخش دیا گیا۔

(٦) سعید بن ابی سکینہ نے بیان فرمایا کہ ایک شخص نے کاغذ کو دیکھا اس میں "بسم الله الرحمن الرحيم" لکھی ہوئی تھی' اس نے اس کو اٹھا کر بوسہ دیا اور اس کو اپنی آنکھوں پر رکھا تو اس کو بخش دیا گیا۔

(٧) بشر حافی پہلے ایک ڈاکو تھے' انہوں نے راستہ میں ایک کاغذ دیکھا جو لوگوں کے پیروں تلے آ رہا تھا' انھوں نے اس کاغذ کو اٹھایا تو اس میں اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہوا تھا' انہوں نے بہت قیمتی خوشبو خریدی اور اس کاغذ پر وہ خوشبو لگائی اور اس کو حفاظت کے ساتھ رکھ دیا' رات کو خواب میں انہوں نے سنا کوئی کہہ رہا تھا اے بشر! تم نے میرے نام کو خوشبو میں رکھا ہے' میں تم کو دنیا اور آخرت میں خوشبودار رکھوں گا۔ اس کے بعد انہوں نے توبہ کی اور ولی کامل بن گئے۔

(٨) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو شخص چاہتا ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کو جہنم کے انیس فرشتوں سے نجات دے وہ "بسم الله الرحمن الرحيم" پڑھے تا کہ اللہ تعالیٰ بسم اللہ کے ہر حرف کے بدلہ اس کو جہنم کے ایک فرشتہ سے محفوظ رکھے کیونکہ بسم اللہ کے انیس حرف ہیں۔ (الجامع الاحکام القرآن ج۱ص ۹۲-۹۱' مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران)

(٩) امام رازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنی انگوٹھی دی' اور فرمایا: اس میں "لا اله الا الله" لکھواؤ' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نقاش سے کہا: اس میں "لا اله الا الله محمد رسول الله" لکھ دو' جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ انگوٹھی پیش کی تو اس میں لکھا ہوا تھا: "لا اله الا الله محمد رسول الله ابوبكر

صدیق "۔ آپ نے پوچھا: اے ابوبکر! یہ زائد (کیسے لکھا ہوا ہے؟) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے آپ کے نام کو اللہ تعالیٰ کے نام سے جدا کرنا پسند نہیں کیا اور باقی میں نہیں لکھوایا' اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس پر شرمندہ تھے' تب جبریل (علیہ السلام) آئے اور کہا: یا رسول اللہ! ابوبکر کا نام میں نے لکھا ہے کیونکہ جب ابوبکر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کو اللہ عزوجل کے نام سے جدا کرنے پر راضی نہ تھے تو اللہ تعالیٰ ابوبکر کے نام کو آپ کے نام سے جدا کرنے پر راضی نہ تھا اور اس میں سے نکتہ یہ ہے کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کی وجہ سے آپ کے فراق کو گوارا نہ کرے وہ اللہ تعالیٰ کی عنایات کا مرکز بن جاتا ہے تو جو اللہ تعالیٰ سے محبت کی وجہ سے اس کے نام سے فراق نہ گوارا کرے اور ہر کام کے ساتھ اللہ کا نام لے وہ کب اللہ تعالیٰ کی عنایات سے محروم ہوگا۔

(۱۰) حضرت نوح (علیہ السلام) نے "بسم اللہ مجرها و مرسها" کہا تو طوفان سے نجات پائی' حالانکہ بسم اللہ" "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کا نصف ہے تو جب ایک بار نصف بسم اللہ کے پڑھنے سے طوفان سے نجات مل گئی تو جو شخص ساری عمر بسم اللہ پڑھتا رہے' وہ نجات سے کیسے محروم ہوگا۔

(۱۱) قیصر روم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا کہ اس کے سر میں درد رہتا ہے جس سے افاقہ نہیں ہوتا' میرے لیے کوئی دوا بھیج دیجیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے پاس ایک ٹوپی بھیجی' وہ اس ٹوپی کو پہن لیتا تو آرام آجاتا اور اس ٹوپی کو اتار دیتا تو پھر سر میں درد شروع ہو جاتا۔ وہ حیران ہوا' اور ایک دن اس نے ٹوپی کو کھول کر دیکھا تو اس میں ایک کاغذ تھا جس میں لکھا ہوا تھا "بسم اللہ الرحمن الرحیم"۔

(۱۲) بعض کفار نے حضرت خالد بن ولید سے کہا: آپ ہمیں اسلام کی دعوت دیتے ہیں' آپ ہمیں اسلام کی صداقت پر کوئی نشانی دکھائیے تاکہ ہم بھی اسلام لے آئیں' حضرت خالد نے زہر منگایا اور "بسم اللہ الرحمن الرحیم" پڑھ کر کھالیا اور اللہ تعالیٰ کے اذن سے صحیح سالم کھڑے رہے' مجوس نے کہا: واقعی یہ دین حق ہے۔

(۱۳) حضرت عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) ایک قبر کے پاس سے گزرے تو دیکھا کہ عذاب کے فرشتے ایک مردہ کو عذاب دے رہے ہیں' جب اپنے کام سے واپس لوٹے تو اس قبر میں رحمت کے فرشتوں کو دیکھا جن کے پاس نور کے طباق تھے' حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو اس سے تعجب ہوا' انہوں نے نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی' اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی کہ اے عیسیٰ! یہ شخص گنہگار تھا' اور جب یہ مرا تو عذاب میں مبتلا ہو گیا' مرتے وقت اس کی بیوی حاملہ تھی' اس کے بچہ ہوا' اس نے اس کو پالا حتیٰ کہ وہ بڑا ہو گیا' اس کو مکتب میں داخل کیا' وہاں اس کو معلم نے "بسم اللہ الرحمن الرحیم" (ان کی زبان میں) پڑھائی تو مجھے حیا آئی کہ جو بچہ زمین کے اوپر میرا نام لے رہا ہے' اس کے باپ کو میں زمین کے نیچے عذاب میں مبتلا رکھوں!

(۱۴) سورۂ توبہ میں قتال ذکر ہے' لہٰذا اس سے پہلے بسم اللہ نہیں لکھی گئی' اور ذبح سے پہلے "بسم اللہ' اللہ اکبر" کہا جاتا ہے "بسم اللہ الرحمن الرحیم" نہیں کہا جاتا کیونکہ ذبح کے وقت رحمت کا ذکر مناسب نہیں ہے' تو جو شخص ہر روز سترہ مرتبہ فرض نمازوں میں "بسم اللہ الرحمن الرحیم" پڑھے گا وہ کب عذاب میں مبتلا ہوگا۔

(تفسیر کبیر ج۱ ص ۸۹-۸۷' مطبوعہ دار الفکر بیروت' ۱۳۹۸ھ)

بسم اللہ کا جز فاتحہ نہ ہونے میں فقہی مذاہب اربعہ کا بیان

حضرت عبداللہ بن مبارک، امام شافعی، امام احمد اور اسحق بن راہویہ اور ابوعبیدہ قاسم بن سلام رحمہم اللہ کا بھی یہی مذہب ہے۔ کہ بسم اللہ سورت فاتحہ کا جز ہے۔ البتہ امام مالک، امام ابوحنیفہ اور ان کے ساتھی کہتے ہیں۔ کہ بسم اللہ نہ تو سورۃ فاتحہ کی آیت ہے نہ کسی اور سورت کی آیت ہے۔

حضرت امام شافعی کا ایک قول یہ بھی ہے کہ بسم اللہ سورۃ فاتحہ کی تو ایک آیت ہے لیکن کسی اور سورۃ کی نہیں۔ ان کا ایک قول یہ بھی ہے کہ ہر سورت کے اول کی آیت کا حصہ ہے لیکن یہ دونوں قول غریب ہیں۔ داؤد کہتے ہیں کہ ہر سورت کے اول میں بسم اللہ ایک مستقل آیت ہے سورت میں داخل نہیں۔

حضرت امام احمد بن حنبل سے بھی یہی روایت ہے ابوبکر رازی نے ابوحسن کرخی کا بھی یہی مذہب بیان کیا ہے جو امام ابوحنیفہ کے بڑے پایہ کے ساتھی تھے۔ (تفسیر ابن کثیر)

نماز میں بعض افعال کی ممانعت کا بیان

783 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ، عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْتَتِحُ الصَّلَاةَ بِالتَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ بِـ (الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ) (الفاتحة: 2)، وَكَانَ إِذَا رَكَعَ لَمْ يُشْخِصْ رَأْسَهُ وَلَمْ يُصَوِّبْهُ وَلَكِنْ بَيْنَ ذَلِكَ، وَكَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ لَمْ يَسْجُدْ حَتَّى يَسْتَوِيَ قَائِمًا، وَكَانَ يَقُولُ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ: التَّحِيَّاتُ، وَكَانَ إِذَا جَلَسَ يَفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنَى، وَكَانَ يَنْهَى عَنْ عَقِبِ الشَّيْطَانِ، وَعَنْ فِرْشَةِ السَّبُعِ وَكَانَ يَخْتِمُ الصَّلَاةَ بِالتَّسْلِيمِ

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کا آغاز تکبیر کہہ کر اور الحمد للہ رب العالمین کی تلاوت کے ذریعے کرتے تھے' جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں جاتے تھے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر نہ تو اوپر کی طرف اٹھا کر رکھتے تھے اور نہ نیچے جھکا کر رکھتے تھے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے درمیان میں رکھتے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے سر اٹھاتے تھے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک سجدے میں نہیں جاتے تھے۔ جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدھے کھڑے نہیں ہو جاتے تھے' جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے سے سر اٹھاتے تھے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک دوبارہ سجدے میں نہیں جاتے تھے۔ جب تک سیدھے ہو کر بیٹھ نہیں جاتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر دو رکعت کے بعد تشہد پڑھتے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھتے تھے' تو بائیں ٹانگ کو بچھا لیتے تھے اور دائیں پاؤں کو کھڑا کر لیتے تھے۔

(تشہد کے دوران) آپ صلی اللہ علیہ وسلم شیطان کی طرح چوکڑی مار کر بیٹھنے اور درندوں کی طرح بیٹھنے سے منع کرتے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیر کر نماز کا اختتام کرتے تھے۔

784 - حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، عَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ

بْنَ مَالِكٍ، يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُنْزِلَتْ عَلَيَّ آنِفًا سُوْرَةٌ فَقَرَأَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ حَتّٰى خَتَمَهَا. قَالَ: هَلْ تَدْرُوْنَ مَا الْكَوْثَرُ؟، قَالُوْا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ. قَالَ: فَاِنَّهٗ نَهْرٌ وَعَدَنِيْهِ رَبِّيْ فِي الْجَنَّةِ

❁❁ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھ پر ابھی ایک سورت نازل ہوئی ہے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سورت تلاوت کی۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ○ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پوری سورت تلاوت کی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تم لوگ یہ بات جانتے ہو کہ کوثر سے مراد کیا ہے' تو لوگوں نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ جنت میں موجود ایک دریا ہے۔ جس کے بارے میں میرے پروردگار نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔

785- حَدَّثَنَا قَطَنُ بْنُ نُسَيْرٍ، حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ، حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ الْاَعْرَجُ الْمَكِّيُّ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، وَذَكَرَ الْاِفْكَ، قَالَتْ: جَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهٖ، وَقَالَ: اَعُوْذُ بِالسَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، (اِنَّ الَّذِيْنَ جَاءُوْا بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ) الْآيَةَ.

قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ: وَهٰذَا حَدِيْثٌ مُنْكَرٌ قَدْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ جَمَاعَةٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، لَمْ يَذْكُرُوْا هٰذَا الْكَلَامَ عَلٰى هٰذَا الشَّرْحِ وَاَخَافُ اَنْ يَكُوْنَ اَمْرُ الْاِسْتِعَاذَةِ مِنْ كَلَامِ حُمَيْدٍ

❁❁ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے ایک روایت منقول ہے' جس میں واقعہ افک کا تذکرہ ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چہرے سے کپڑا اٹھایا اور یہ پڑھا۔

''میں سننے والے اور علم رکھنے والے کی مردود شیطان سے پناہ مانگتا ہوں (ارشاد باری تعالیٰ ہے) بے شک وہ لوگ جنہوں نے جھوٹا الزام عائد کیا وہ لوگ تم میں سے کچھ لوگ ہیں''۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ روایت منکر ہے۔ ایک جماعت نے زہری کے حوالے سے اس روایت کو نقل کیا ہے' لیکن انہوں نے یہ کلام اس تشریح کے ساتھ نقل نہیں کی' مجھے یہ اندیشہ ہے کہ ''پناہ مانگنے کے کلمات'' والا کلام راوی کا بیان نہ ہو۔ یعنی یہ حمید نامی راوی کا نہ ہو۔

نماز اور غیر نماز میں اعوذ باللہ پڑھنے کے متعلق احادیث

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو نماز میں قیام کرتے تو اللہ اکبر کہتے' پھر پڑھتے:

''سبحانک اللهم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا اله غیرک'' پھر تین مرتبہ ''لا اله الا الله'' پڑھتے پھر تین مرتبہ پڑھتے: ''الله اکبر اکبیرا اعوذ بالله السمیع العلیم من الشیطن الرجیم من همزه ونفخه

ونفثہ '' (میں اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں جو بہت سننے والا' بہت جاننے والا ہے' شیطان رجیم کے مجنون کرنے' اس کے تکبر اور اس کے شر سے) اس کے بعد آپ قراءت کرتے۔ (سنن ابوداؤد ج۱ ص ۱۱۲' مطبوعہ مطبع مجتبائی' پاکستان' لاہور ۱۴۰۵ھ)

اس حدیث کو امام عبدالرزاق۔۱ (امام عبدالرزاق بن ہمام متوفی ۲۱۱ ھ' المصنف ج۱ ص ۸۳' مکتب اسلامی' بیروت' ۱۳۹۰ھ) اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ ھ' سنن کبریٰ ج۱ ص ۳۶۔۳۵' مطبوعہ نشر السنۃ' ملتان) نے بھی روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:۔حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ نماز شروع کرتے تو فرماتے: ''اللھم انی اعوذبک من الشیطان الرجیم من ھمزہ ونفخہ ونفثہ ''۔

(المصنف ج۱ ص ۲۳۸' مطبوعہ ادارۃ القرآن' کراچی' ۱۴۰۶ھ)

امام عبدالرزاق روایت کرتے ہیں: عطا نے کہا: اعوذ باللہ پڑھنا ہر قراءت میں واجب ہے خواہ وہ قراءت نماز میں ہو یا غیر نماز میں' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: پس جب آپ قرآن پڑھنے لگیں تو شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کریں۔ (النحل: ۹۸) ابن جریج نے کہا: ہاں! میں پڑھتا ہوں'' بسم اللہ الرحمن الرحیم اعوذ باللہ السمیع العلیم الرحمن الرحیم من الشیطان الرجیم واعوذ بک رب ان یحضرون اویدبیتی الذی یووینی '' عطا نے کہا: یہ پڑھنا بھی تمہیں کفایت کرے گا' لیکن تم ''اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ''۔سے زیادہ نہ پڑھا کرو۔

(المصنف ج۱ ص ۸۳' مطبوعہ مکتب اسلامی' بیروت' ۱۳۹۰ھ)

عثمان بن ابی العاص بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے اور میری تلاوت قرآن کے درمیان شیطان حائل ہو جاتا ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس شیطان کا نام خنزب ہے' تم جب اس کو محسوس کرو تو ''اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ''۔پڑھو اور بائیں جانب تین بار تھوکو۔ (المصنف ج۱ ص ۸۵' مطبوعہ مکتب اسلامی' بیروت' ۱۳۹۰ھ)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قرآن مجید پڑھنے سے پہلے ''اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم '' پڑھتے تھے۔ (المصنف ج۱ ص ۸۶' مطبوعہ مکتب اسلامی' بیروت' ۱۳۹۰ھ)

ابراہیم نے کہا: ہر چیز سے پہلے ''اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ''۔پڑھنا کافی ہے۔

(المصنف ج۱ ص ۸۵' مطبوعہ مکتب اسلامی' بیروت' ۱۳۹۰ھ)

نماز میں اعوذ باللہ پڑھنے کے متعلق فقہاء مالکیہ کا مذہب

علامہ قرطبی مالکی لکھتے ہیں: امام مالک فرض نماز میں اعوذ باللہ پڑھنے کے قائل نہیں ہیں' اور تراویح میں پڑھنے کے قائل ہیں۔

(الجامع الاحکام القرآن ج۱ ص ۸۶' مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران' ۱۳۸۷ھ)

علامہ دردیر مالکی لکھتے ہیں: نفل نماز میں سورۃ فاتحہ سے پہلے اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھنا (بلا کراہت) جائز ہے اور فرض نماز میں مکروہ ہے۔ (الشرح الکبیر علی حاشیۃ الدسوقی ج۱ ص ۲۵۱' مطبوعہ دار الفکر' بیروت)

نماز میں اعوذ باللہ پڑھنے کے متعلق فقہاء حنبلیہ کا مذہب

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں۔نماز میں قرأت سے پہلے اعوذ باللہ پڑھنا سنت ہے حسن ابن سیرین عطا ثوری اوزاعی شافعی اور اصحاب رائے کا یہی نظریہ ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: نماز میں قرأت سے پہلے اعوذ باللہ نہ پڑھے کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز کو (آیت) الحمد للہ رب العلمین "سے شروع کرتے تھے۔(صحیح بخاری وصحیح مسلم) (المغنی ج۱ص ۳۴۶ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کا محمل یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ نماز میں اعوذ باللہ اور بسم اللہ کو جہراً نہیں پڑھتے تھے سراً پڑھتے تھے اور جہراً قرأت (آیت) "الحمد للہ رب العلمین" سے شروع کرتے تھے تاکہ اس روایت کا ان احادیث سے تعارض نہ ہو جس میں قرأت قرآن سے پہلے "اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم" پڑھنے کی تصریح ہے۔

نماز میں اعوذ باللہ پڑھنے کے متعلق فقہاء شافعیہ کا مذہب

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں: دعاء استفتاح (سبحانک اللھم) کے بعد "اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم" پڑھنا مستحب ہے ہمارے بعض اصحاب نے کہا ہے کہ "اعوذ باللہ السمیع من الشیطن الرجیم" پڑھے اور ہر اس لفظ کا پڑھنا جائز ہے جس سے یہ معنی حاصل ہو اور زیادہ یہ ہے کہ نماز سری ہو یا جہری اس کو سراً پڑھے ایک قول یہ ہے کہ جہری نماز میں جہراً پڑھے ایک قول یہ ہے کہ پڑھنے والے کو اختیار ہے ایک قول یہ ہے کہ مستحب یہ ہے کہ قطعاً آہستہ پڑھے نیز مذہب یہ ہے کہ ہر رکعت میں اعوذ باللہ پڑھے اور پہلے رکعت میں پڑھنا زیادہ موکد ہے امام شافعی نے اس کی تصریح کی ہے۔

(روضۃ الطالبین ج۱ص ۳۴۶ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۴۰۵ھ)

نماز میں اعوذ باللہ پڑھنے کے متعلق فقہاء احناف کا مذہب

علامہ علاء الدین حصکفی حنفی لکھتے ہیں: جب نماز میں قرأت شروع کرے تو اعوذ باللہ پڑھے اگر سورۃ فاتحہ مکمل پڑھنے کے بعد اس کو اعوذ باللہ پڑھنا یاد آیا تو اب اس کو چھوڑ دے اور اگر سورۃ فاتحہ کے دوران اس کو یاد آیا تو اعوذ باللہ پڑھے اور از سر نو سورۃ فاتحہ پڑھے اور از سر نو سورۃ فاتحہ پڑھے اور جب شاگرد استاد کو قرآن مجید سنائے تو اس وقت اعوذ باللہ نہ پڑھے یعنی اس وقت پڑھنا سنت نہیں ہے جب مسبوق اپنی بقیہ نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہو تو قرأت سے پہلے اعوذ باللہ پڑھے امام عید کی نماز میں تکبیرات عید کے بعد اعوذ باللہ پڑھے کیونکہ تکبیرات عید کے بعد قرأت شروع ہوتی ہے۔

(درمختار علی ھامش ردالمحتار ج۱ص ۳۲۹۔۳۲۸ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

علامہ ابن عابدین شامی حنفی لکھتے ہیں: اگر سورۃ فاتحہ کے دوران اس کو اعوذ باللہ پڑھنا یاد آیا تو اب سورۃ فاتحہ کو دوبارہ اعوذ باللہ کے ساتھ پڑھنا درست نہیں ہے کیونکہ اس سے لازم آئے گا کہ سنت کی وجہ سے فرض (قرأت) کو چھوڑ دیا جائے نیز اس سے واجب کا ترک کرنا بھی لازم آئے گا کیونکہ سورۃ فاتحہ یا اس کے اکثر حصہ کو دوبارہ پڑھنا سجدہ سہو کا موجب ہے اور فقیہ ابوجعفر نے "نوادر" میں ذکر کیا ہے کہ نماز نے اللہ اکبر پڑھنے کے بعد اعوذ باللہ اور "بسم اللہ" پڑھی اور ثناء پڑھنا بھول گیا تو اب ثناء نہ پڑھے

اسی طرح اگر اس نے اللہ اکبر کے بعد قرأت شروع کر دی اور ثناء، اعوذ باللہ اور ''بسم اللہ'' پڑھنا بھول گیا تو اب ان کو دوبارہ نہ پڑھے کیونکہ ان کا محل فوت ہو گیا اور اس پر سجدہ سہو نہیں ہے، اس کو زاہدی نے ذکر کیا ہے (خلاصہ یہ ہے کہ علامہ حصکفی کا یہ کہنا درست نہیں کہ اگر اعوذ پڑھنا بھول گیا اور سورۃ فاتحہ پڑھنا شروع کر دی تو اعوذ پڑھ کر از سرِ نو سورۃ فاتحہ پڑھنا شروع کرے)

''ذخیرہ'' میں یہ مذکورہ ہے کہ اگر کوئی شخص ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' پڑھے اور اس سے اس کا مقصد قرآن مجید کی تلاوت ہو تو اس سے پہلے اعوذ باللہ پڑھے اور اگر حصول برکت کے لیے بسم اللہ پڑھتا ہے تو پھر اس سے پہلے اعوذ باللہ نہ پڑھے کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب کوئی شخص شکر ادا کرنے کی نیت سے (آیت) ''الحمد للہ رب العلمین'' پڑھتا ہے تو پھر اس سے پہلے اعوذ باللہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے' اور اگر قرآن مجید کا قصد کرتا ہے تو پھر اس سے پہلے اعوذ باللہ پڑھنا ضروری ہے، یہ قاعدہ پڑھنے کے اعتبار سے ہے افعال کے لیے یہ قاعدہ نہیں ہے' اس لیے بیت الخلاء جانے سے پہلے ''اعوذ باللہ من الخبث والخبائث'' پڑھنا اس قاعدے کے منافی نہیں ہے۔ (رد المحتار ج ۱ ص ۳۲۹ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت' ۱۴۰۷ھ)

علامہ حلبی حنفی لکھتے ہیں: نماز میں ثناء کے بعد اعوذ باللہ پڑھنا جمہور علماء کے نزدیک سنت ہے۔ ثوری اور عطا نے یہ کہا ہے کہ یہ واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید پڑھنے سے پہلے ''اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم'' پڑھنے کا حکم دیا ہے اور امر وجوب کے لیے ہوتا ہے' اس کا جواب یہ ہے کہ ان کا یہ قول اجماع کے خلاف ہے۔ اعوذ باللہ پڑھنے کے محل میں اختلاف ہے' امام ابو یوسف کے نزدیک اس کا محل ثناء کے بعد ہے اور یہ قرأت کے تابع نہیں ہے' لہٰذا جو شخص بھی ثناء پڑھے گا وہ اعوذ باللہ پڑھے گا' کیونکہ اعوذ باللہ پڑھنا دفع وسوسہ کے سبب محتاج ہیں' لہٰذا امام اور منفرد جس طرح ثناء کے بعد اعوذ باللہ پڑھیں اس طرح مقتدی بھی پڑھے اور عید کی نماز میں بھی امام اس کو ثناء کے بعد پڑھے نہ کہ تکبیرات کے بعد' اور امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے نزدیک اعوذ باللہ پڑھنا قرأت کے تابع ہے، لہٰذا جو شخص تلاوت قرآن کرے گا وہی اعوذ باللہ پڑھے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطان رجیم سے اللہ کی پناہ طلب کرو' اور مقتدی چونکہ قرأت نہیں اس لیے وہ اعوذ باللہ نہیں پڑھے گا اور امام اور مفرد چونکہ قرأت کرتے ہیں اس لیے وہ اعوذ باللہ پڑھیں گے۔ اسی طرح عید کی نماز میں چونکہ قرأت تکبیرات کے بعد شروع ہوتی ہے اس لیے تکبیرات کے بعد اعوذ باللہ پڑھی جائے گی۔ فتاویٰ قاضی خان' ہدایہ' اس کی شروح' کافی' اختیار اور اکثر کتابوں میں امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے قول کو ترجیح دی گئی ہے کہ اعوذ باللہ پڑھنا قرأت کے تابع ہے اور ہمارا بھی یہی مختار ہے۔

(غنیۃ المستملی ص ۳۰۴' مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور' ۱۴۱۲ھ)

نیز علامہ حلبی حنفی لکھتے ہیں: دوسری رکعت میں ثناء پڑھے گا نہ اعوذ باللہ پڑھے گا کیونکہ ان کا محل اول صلوٰۃ اور اول قرأت ہے' اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے اعوذ باللہ نہ پڑھنے سے امام ابو یوسف کی تائید ہوتی ہے کہ اعوذ باللہ پڑھنا ثناء کے تابع ہے اور جب دوسری رکعت میں ثناء نہیں پڑھی جائے گی تو اعوذ باللہ بھی نہیں پڑھی جائے گی' اگر یہ قرأت کے تابع ہوتی جیسا کہ امام ابو حنیفہ کا قول ہے تو دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے اعوذ باللہ کو بھی پڑھا جاتا' سو اس طریقہ میں امام ابو یوسف کے قول پر عمل ہے حالانکہ تمہارے نزدیک امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا قول مختار ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جب نمازی نے ایک مرتبہ

قرأت سے پہلے اعوذ باللہ کو پڑھ لیا اور قرأت کے درمیان میں کسی اجنبی فعل کو داخل نہیں کیا تو اس کے لیے دوبارہ اعوذ باللہ پڑھنا سنت نہیں ہے اور افعال نماز قرأت کے حق میں اجنبی نہیں ہیں کیونکہ نماز کے اعتبار سے تمام افعال واحد ہیں لہٰذا اس کی قرأت کے دوران کوئی اجنبی فعل خلل انداز نہیں ہوا اس لیے اب اعوذ باللہ کا تکرار مسنون نہیں ہے۔ (غنیۃ المستملی ص ۳۲۴ 'مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور' ۱۴۱۲ھ)

بَابُ مَنْ جَهَرَ بِهَا

باب: جن حضرات کے نزدیک اسے بلند آواز میں پڑھا جائے گا

786- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ عَوْفٍ، عَنْ يَزِيدَ الْفَارِسِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، قَالَ: قُلْتُ لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ: مَا حَمَلَكُمْ أَنْ عَمَدْتُمْ إِلَى بَرَاءَةَ وَهِيَ مِنَ الْمِئِينَ، وَإِلَى الْأَنْفَالِ وَهِيَ مِنَ الْمَثَانِي فَجَعَلْتُمُوهُمَا فِي السَّبْعِ الطِّوَالِ وَلَمْ تَكْتُبُوا بَيْنَهُمَا سَطْرَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. قَالَ عُثْمَانُ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا تَنَزَّلُ عَلَيْهِ الْآيَاتُ فَيَدْعُو بَعْضَ مَنْ كَانَ يَكْتُبُ لَهُ، وَيَقُولُ لَهُ: ضَعْ هَذِهِ الْآيَةَ فِي السُّورَةِ الَّتِي يُذْكَرُ فِيهَا، كَذَا وَكَذَا، وَتَنْزِلُ عَلَيْهِ الْآيَةُ وَالْآيَتَانِ فَيَقُولُ: مِثْلَ ذَلِكَ، وَكَانَتِ الْأَنْفَالُ مِنْ أَوَّلِ مَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ بِالْمَدِينَةِ وَكَانَتْ بَرَاءَةُ مِنْ آخِرِ مَا نَزَلَ مِنَ الْقُرْآنِ وَكَانَتْ قِصَّتُهَا شَبِيهَةً بِقِصَّتِهَا فَظَنَنْتُ أَنَّهَا مِنْهَا فَمِنْ هُنَاكَ وَضَعْتُهَا فِي السَّبْعِ الطِّوَالِ وَلَمْ أَكْتُبْ بَيْنَهُمَا سَطْرَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.

✿✿ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا وجہ ہے کہ آپ نے سورۃ توبہ جو 200 آیتوں والی سورت ہے اور سورت انفال جو مثانی میں سے ہے۔ آپ نے ان دونوں کو سبع طوال میں شامل کر دیا ہے اور آپ نے ان دونوں کے درمیان بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کی سطر تحریر نہیں کی ہے' تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب بھی آیات نازل ہوتی تھیں' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کاتبین میں سے کسی کو بلوا کر اسے یہ فرماتے تھے اس آیت کو اس سورت میں شامل کردو جس میں اس اس چیز کا ذکر ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک ایک آیت دو دو آیتیں نازل ہوتی تھیں' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح فرمایا کرتے تھے۔ سورۃ انفال مدینہ منورہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے ابتدائی دنوں میں نازل ہوئی تھی' جبکہ سورۃ توبہ قرآن کے آخری دور میں نازل ہوئی تو اس کا مضمون اس کے مضمون کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے۔ اس سے مجھے اندازہ ہوا کہ شاید یہ اس کا حصہ ہے اسی لیے میں نے ان دونوں کو سبع طوال میں شامل کر دیا' اور میں نے ان دونوں کے درمیان بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کی سطر تحریر نہیں کی۔

787 - حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ، حَدَّثَنَا مَرْوَانُ يَعْنِي ابْنَ مُعَاوِيَةَ، أَخْبَرَنَا عَوْفٌ الْأَعْرَابِيُّ، عَنْ يَزِيدَ الْفَارِسِيِّ، حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ، بِمَعْنَاهُ قَالَ فِيهِ: فَقُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ

786- اسناده ضعيف ومتنه منكر، يزيد الفارسي هذا المبهم روعنه هذا الحديث غير عوف- وهو ابن ابي جميلة- فهو في عداد المجهولين، وهو غير يزيد بن هرمز الثقة الذي خرج له مسلم. وانظر بسط الكلام في ذلك في تعليقنا على "المسند" (399). واخرجه الترمذي (3340)، والنسائي في "الكبرى" (7953) من طرق عن عوف ابن ابي جميلة، بهذا الاسناد. وهو في "مسند احمد" (399) و (499)، و "صحيح ابن حبان" (43). وانظر ما بعده.

يُبَيِّنْ لَنَا أَنَّهَا مِنْهَا،

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ الشَّعْبِيُّ، وَأَبُو مَالِكٍ، وَقَتَادَةُ، وَثَابِتُ بْنُ عُمَارَةَ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكْتُبْ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ حَتّٰى نَزَلَتْ سُوْرَةُ النَّمْلِ هٰذَا مَعْنَاهُ

❀❀ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: ''نبی اکرم ﷺ کا وصال ہوگیا لیکن آپ ﷺ نے ہمارے سامنے یہ واضح نہیں کیا کہ یہ اس کا حصہ ہے (یا نہیں ہے)''

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) امام شعبی، ابو مالک، قتادہ اور ثابت بن عمارہ کہتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھنے کا آغاز اس وقت تک نہیں کیا جب تک سورۂ نمل نازل نہیں ہوگئی یہ اس کے ہم معنی ہے۔

788 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، وَأَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ، وَابْنُ السَّرْحِ، قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ قُتَيْبَةُ فِيْهِ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَعْرِفُ فَصْلَ السُّوْرَةِ حَتّٰى تَنَزَّلَ عَلَيْهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، وَهٰذَا لَفْظُ ابْنِ السَّرْحِ

❀❀ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے دو سورتوں کے درمیان اس وقت تک حد بندی کو واضح نہیں کیا تھا جب تک آپ ﷺ پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نازل نہیں ہوگئی تھی۔

روایت کے یہ الفاظ ابن سرح کے نقل کردہ ہیں۔

بَابُ تَخْفِيْفِ الصَّلَاةِ لِلْأَمْرِ يَحْدُثُ

باب: کوئی عارضہ پیش آنے کی وجہ سے نماز کو مختصر کر دینا

789 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ، وَبِشْرُ بْنُ بَكْرٍ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيٰى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّيْ لَأَقُوْمُ إِلَى الصَّلَاةِ وَأَنَا أُرِيْدُ أَنْ أُطَوِّلَ فِيْهَا، فَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَأَتَجَوَّزُ كَرَاهِيَةَ أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمِّهِ

❀❀ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''(بعض اوقات) میں نماز ادا کرنے کے لیے کھڑا ہوتا ہوں' تو میرا ارادہ یہ ہوتا ہے کہ میں طویل نماز ادا کروں لیکن پھر میں کسی بچے کے رونے کی آواز سن کر نماز کو مختصر کر دیتا ہوں اس بات کو ناپسند کرتے ہوئے کہ میں اس بچے کی والدہ کے لیے پریشانی پیدا نہ کر دوں''۔

بَابٌ فِيْ تَخْفِيفِ الصَّلَاةِ

باب: نماز کو مختصر کرنا

790 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، وَسَمِعَهُ مِنْ جَابِرٍ، قَالَ: كَانَ مُعَاذٌ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ يَرْجِعُ فَيَؤُمُّنَا - قَالَ مَرَّةً: ثُمَّ يَرْجِعُ فَيُصَلِّي بِقَوْمِهِ - فَأَخَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً الصَّلَاةَ - وَقَالَ مَرَّةً: الْعِشَاءَ - فَصَلَّى مُعَاذٌ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ جَاءَ يَؤُمُّ قَوْمَهُ فَقَرَأَ الْبَقَرَةَ فَاعْتَزَلَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَصَلَّى، فَقِيلَ: نَافَقْتَ يَا فُلَانُ، فَقَالَ: مَا نَافَقْتُ، فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّ مُعَاذًا يُصَلِّي مَعَكَ، ثُمَّ يَرْجِعُ فَيَؤُمُّنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَإِنَّمَا نَحْنُ أَصْحَابُ نَوَاضِحَ وَنَعْمَلُ بِأَيْدِينَا، وَإِنَّهُ جَاءَ يَؤُمُّنَا فَقَرَأَ بِسُورَةِ الْبَقَرَةِ، فَقَالَ: يَا مُعَاذُ أَفَتَّانٌ أَنْتَ، أَفَتَّانٌ أَنْتَ؟ اقْرَأْ بِكَذَا، اقْرَأْ بِكَذَا - قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ: بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى، وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى - فَذَكَرْنَا لِعَمْرٍو، فَقَالَ: أُرَاهُ قَدْ ذَكَرَهُ.

⊙⊙ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کرتے تھے' پھر وہ واپس تشریف لا کر ہماری امامت کرتے تھے ایک مرتبہ راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: پھر وہ واپس تشریف لا کر اپنی قوم کی امامت کیا کرتے تھے۔ ایک رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز تاخیر سے ادا کی (ایک مرتبہ راوی نے لفظ عشاء نقل کیا ہے) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں عشاء کی نماز ادا کی پھر وہ تشریف لائے اور اپنی قوم کی امامت کرنے لگے انہوں نے سورۃ البقرہ کی تلاوت شروع کر دی۔ تو وہاں موجود لوگوں میں سے ایک شخص ہٹا اور اکیلے نماز ادا کی۔ اس سے دریافت کیا گیا: اے فلاں! کیا تم منافق ہو گئے ہو۔ اس نے جواب دیا: میں منافق نہیں ہوا وہ شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کر کے پھر واپس آ کر ہماری امامت کرتے ہیں' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ہم اونٹوں کے ذریعے پانی سیراب کرنے والے لوگ ہیں۔ ہم اپنا کام کاج خود کرتے ہیں۔ یہ تشریف لائے اور انہوں نے سورۃ البقرہ پڑھنی شروع کر دی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے معاذ! کیا تم آزمائش کا شکار کرنا چاہتے ہو؟ کیا تم آزمائش کا شکار کرنا چاہتے ہو؟ تم فلاں سورت کی تلاوت کیا کرو۔ فلاں کی کیا کرو۔

ابوزبیر نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: سورۃ اعلیٰ اور سورۃ لیل کی تلاوت کیا کرو۔ راوی کہتے ہیں: ہم نے عمرو نامی راوی کے سامنے ان الفاظ کا ذکر کیا' تو انہوں نے کہا: میرا خیال ہے راوی نے یہی الفاظ نقل کیے ہیں:

791 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا طَالِبُ بْنُ حَبِيبٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ جَابِرٍ، يُحَدِّثُ عَنْ حَزْمِ بْنِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، أَنَّهُ أَتَى مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ وَهُوَ يُصَلِّي بِقَوْمٍ صَلَاةَ الْمَغْرِبِ فِي هَذَا الْخَبَرِ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا مُعَاذُ لَا تَكُنْ فَتَّانًا فَإِنَّهُ يُصَلِّي وَرَاءَكَ الْكَبِيرُ وَالضَّعِيفُ وَذُو الْحَاجَةِ وَالْمُسَافِرُ

حزم بن اُبی بن کعب بیان کرتے ہیں: وہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ملنے گئے جو اس وقت اپنی قوم کو مغرب کی نماز پڑھا رہے تھے۔ اس روایت میں یہ الفاظ ہیں: راوی یہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے معاذ! تم آزمائش میں مبتلا کرنے والے نہ بننا' کیونکہ تمہارے پیچھے بڑی عمر کے لوگ، کمزور لوگ، کام کاج والے لوگ، مسافر بھی ہوتے ہیں''۔

792 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ: كَيْفَ تَقُولُ فِي الصَّلَاةِ، قَالَ: أَتَشَهَّدُ وَأَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ أَمَا إِنِّي لَا أُحْسِنُ دَنْدَنَتَكَ وَلَا دَنْدَنَةَ مُعَاذٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: حَوْلَهَا نُدَنْدِنُ

ابوصالح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے دریافت کیا: تم نماز میں کیا پڑھتے ہو؟ اس نے عرض کی: میں تشہد کے کلمات پڑھتا ہوں اور یہ پڑھتا ہوں۔

''اے اللہ! میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور جہنم سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

البتہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی طرح مقفع و مسجع دعا نہیں مانگتا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم بھی اس کے آس پاس کی دعا مانگتے ہیں۔

793 - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ مِقْسَمٍ، عَنْ جَابِرٍ - ذَكَرَ قِصَّةَ مُعَاذٍ - قَالَ: وَقَالَ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْفَتَى: كَيْفَ تَصْنَعُ يَا ابْنَ أَخِي إِذَا صَلَّيْتَ؟ قَالَ: أَقْرَأُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَأَسْأَلُ اللهَ الْجَنَّةَ، وَأَعُوذُ بِهِ مِنَ النَّارِ وَإِنِّي لَا أَدْرِي مَا دَنْدَنَتُكَ وَلَا دَنْدَنَةُ مُعَاذٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي وَمُعَاذًا حَوْلَ هَاتَيْنِ أَوْ نَحْوَ هَذَا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا واقعہ منقول ہے اس میں یہ مذکور ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نوجوان سے فرمایا: اے میرے بھتیجے! جب تم نماز ادا کرتے ہو' تو کیا کرتے ہو۔ اس نے کہا: میں سورۃ الفاتحہ پڑھتا ہوں۔ جنت مانگتا ہوں اور جہنم سے اس کی پناہ مانگتا ہوں۔ مجھے نہیں معلوم کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کیا دعا مانگتے ہیں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اور معاذ اس کے آس پاس ہی مانگتے ہیں۔ (راوی کہتے ہیں:) یا اس کی مانند الفاظ ہیں۔

794 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَإِنَّ فِيهِمُ الضَّعِيفَ وَالسَّقِيمَ وَالْكَبِيرَ. وَإِذَا صَلَّى لِنَفْسِهِ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَاءَ

792- اسنادہ صحیح۔ حسین بن علی: ھو الجعفی، وزائدۃ: ھو ابن قدامۃ، وسلیمان: ھو ابن مھران الاعمش، وابو صالح: ھو ذکوان السمان. وھو فی "مسند احمد" (15898). واخرجہ ابن ماجہ (910) و (3847) من طریق جریر بن عبد الحمید.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جب کوئی شخص لوگوں کو نماز پڑھائے' تو اسے مختصر نماز پڑھانی چاہئے کیونکہ لوگوں میں کمزور لوگ، بیمار لوگ، بڑی عمر کے لوگ بھی ہوتے ہیں اور جب کوئی شخص تنہا نماز ادا کر رہا ہو' تو وہ جتنی چاہے طویل نماز ادا کرے''۔

795 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيِّبِ، وَأَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَإِنَّ فِيهِمُ السَّقِيمَ وَالشَّيْخَ الْكَبِيرَ وَذَا الْحَاجَةِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جب کوئی شخص لوگوں کو نماز پڑھائے' تو اسے مختصر نماز پڑھانی چاہئے کیونکہ لوگوں میں بیمار، عمر رسیدہ، بڑی عمر کے لوگ اور کام کاج والے لوگ ہوتے ہیں''۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي نُقْصَانِ الصَّلَاةِ

باب: نماز میں کمی ہونا

796 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ بَكْرٍ يَعْنِي ابْنَ مُضَرَ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَنَمَةَ الْمُزَنِيِّ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ الرَّجُلَ لَيَنْصَرِفُ وَمَا كُتِبَ لَهُ إِلَّا عُشْرُ صَلَاتِهِ تُسْعُهَا ثُمُنُهَا سُبُعُهَا سُدُسُهَا خُمُسُهَا رُبُعُهَا ثُلُثُهَا نِصْفُهَا

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''بعض اوقات کوئی شخص (نماز پڑھ کر) فارغ ہوتا ہے' تو اس کے نامہ اعمال میں اس کی نماز کا صرف دسواں حصہ، نواں حصہ یا آٹھواں حصہ یا ساتواں حصہ یا چھٹا حصہ یا پانچواں حصہ یا چوتھا حصہ یا ایک تہائی حصہ نوٹ کیا جاتا ہے''۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ فِي الظُّهْرِ

باب: ظہر کی نماز میں قرأت کرنا

797 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ، وَعُمَارَةَ بْنِ مَيْمُونٍ، وَحَبِيبٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: فِي كُلِّ صَلَاةٍ يُقْرَأُ فَمَا أَسْمَعَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْمَعْنَاكُمْ وَمَا أَخْفَى عَلَيْنَا أَخْفَيْنَا عَلَيْكُمْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہر نماز میں تلاوت ہوتی ہے۔ جن نمازوں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز

میں تلاوت کی ہے ہم تمہارے سامنے ان میں بلند آواز میں تلاوت کرتے ہیں اور جن نمازوں میں نبی اکرم ﷺ نے پست آواز میں تلاوت کی ہم تمہارے سامنے ان میں پست آواز میں تلاوت کرتے ہیں۔

798- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيٰى، عَنْ هِشَامِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنِ الْحَجَّاجِ - وَهٰذَا لَفْظُهُ - عَنْ يَحْيٰى، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ. قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى، وَأَبِي سَلَمَةَ: ثُمَّ اتَّفَقَا، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِنَا فَيَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَتَيْنِ، وَيُسْمِعُنَا الْآيَةَ أَحْيَانًا وَكَانَ يُطَوِّلُ الرَّكْعَةَ الْأُولٰى مِنَ الظُّهْرِ وَيُقَصِّرُ الثَّانِيَةَ وَكَذٰلِكَ فِي الصُّبْحِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَمْ يَذْكُرْ مُسَدَّدٌ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَسُورَةً.

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ہمیں نماز پڑھاتے ہوئے ظہر اور عصر کی پہلی رکعت میں سورۃ الفاتحہ اور اس کے ہمراہ (ہر رکعت میں) ایک سورت کی تلاوت کرتے تھے۔ بعض اوقات آپ ﷺ کوئی آیت بلند آواز میں تلاوت کر دیتے تھے اور آپ ﷺ ظہر کی پہلی رکعت طویل ادا کرتے تھے اور دوسری نسبتاً مختصر ادا کرتے تھے صبح کی نماز میں بھی آپ ﷺ ایسا ہی کرتے تھے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) مسدد نامی راوی نے سورۃ الفاتحہ اور ایک ایک سورت (کی تلاوت کرنے) کا تذکرہ نہیں کیا۔

شرح

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آقائے نامدار ﷺ ظہر کی نماز کی پہلی دو رکعتوں میں سورت فاتحہ اور دو سورتیں (یعنی ہر رکعت میں سورت فاتحہ اور ایک سورۃ) پڑھتے تھے اور بعد کی دونوں رکعتوں میں صرف سورت فاتحہ پڑھتے تھے اور کبھی کبھی ہمیں (بھی) آیت سنا دیا کرتے تھے اور دوسری رکعت کی بہ نسبت پہلی رکعت کو زیادہ طویل کرتے تھے اسی طرح عصر اور فجر کی نماز میں بھی کرتے تھے۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم، مشکوٰۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 792)

پہلی رکعت کو طویل کرنے میں فقہی مذاہب اربعہ

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی رکعت کو دوسری رکعتوں سے زیادہ طویل کرنا چاہئے چنانچہ حضرت امام شافعی حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کا مسلک یہی ہے کہ تمام نمازوں میں پہلی رکعت کو دوسری رکعت کی بہ

797- اسناده صحيح. عمارة بن ميمون - وان كان مجهولاً - قد توبع في هذا الاسناد نفسه. حماد: هو ابن سلمة، وحبيب: هو المعلم. واخرجه مسلم (396) (44) من طريق حبيب المعلم، بهذا الاسناد. واخرجه البخاري (772)، ومسلم (396) (43)، والنسائي في "الكبرى" (1044) من طريق ابن جريج، ومسلم (396) (42) من طريق حبيب بن الشهيد، والنسائي (1043) من طريق رقبة بن مصقلة، ثلاثتهم عن عطاء، به. وجاء قول ابي هريرة: في كل صلاة يقرا، مرفوعاً في رواية حبيب بن الشهيد عند مسلم، وتعقبه الدارقطني في "التتبع" ص 196 بان الصواب وقفه. وهو في "مسند احمد" (7503) و (8525)، و"صحيح ابن حبان" (1781) و (1853).

نسبت زیادہ طویل کرنا چاہئے۔ حنفیہ میں سے حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا بھی مسلک یہی ہے، ان حضرات نے ظہر، عصر اور صبح کی نمازوں میں پہلی رکعت کو طویل کرنے کے مسئلے کو احادیث سے ثابت کیا ہے اور مغرب وعشاء کو ان تینوں پر قیاس کیا ہے۔ عبدالرزاق نے اس حدیث کے آخر میں معمر سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ "ہمارا خیال ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلی رکعت کو اس لیے طویل کرتے تھے کہ لوگ پہلی رکعت پالیں، امام ابوداؤد اور ابن خزیمہ رحمہما اللہ علیہما نے بھی یہی لکھا ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ علیہما کے نزدیک پہلی رکعت کو طویل کرنا صرف فجر کی نماز کے ساتھ خاص ہے کیونکہ وہ وقت نیند وغفلت کا ہوتا ہے۔ خلاصہ میں لکھا ہے کہ حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک احب یعنی اچھا ہے۔

آخری دو رکعتوں میں صرف فاتحہ پڑھنے کا بیان

799 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ، وَأَبَانُ بْنُ يَزِيدَ الْعَطَّارُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ، بِبَعْضِ هَذَا وَزَادَ فِي الْأُخْرَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، وَزَادَ عَنْ هَمَّامٍ، قَالَ: وَكَانَ يُطَوِّلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى مَا لَا يُطَوِّلُ فِي الثَّانِيَةِ وَهَكَذَا فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ، وَهَكَذَا فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ.

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اس روایت کا کچھ حصہ منقول ہے اس میں یہ الفاظ زائد ہیں۔

"آخری دو رکعت میں صرف سورۃ الفاتحہ پڑھتے تھے"۔

راوی نے ہمام کے حوالے سے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلی رکعت جتنی طویل ادا کرتے تھے دوسری رکعت اتنی طویل ادا نہیں کرتے تھے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز میں کرتے تھے اور اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز میں کرتے تھے"۔

800 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: فَظَنَنَّا أَنَّهُ يُرِيدُ بِذَلِكَ أَنْ يُدْرِكَ النَّاسُ الرَّكْعَةَ الْأُولَى

عبداللہ بن ابوقتادہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم یہ سمجھتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کے ذریعے مقصد یہ ہوتا تھا کہ (زیادہ سے زیادہ) لوگ پہلی رکعت میں شامل ہوجائیں۔

801 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، قَالَ: قُلْنَا لِخَبَّابٍ، هَلْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قُلْنَا بِمَ كُنْتُمْ تَعْرِفُونَ ذَاكَ؟ قَالَ: بِاضْطِرَابِ لِحْيَتِهِ

ابومعمر بیان کرتے ہیں: ہم نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا۔ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی نماز میں

800- اسناده صحيح. معمر: هو ابن راشد الازدي. وهو في "مصنف عبد الرزاق" (2675). وهو في "صحيح ابن حبان" (1855). وانظر ما سلف برقم (798).

تلاوت کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔ ہم نے دریافت کیا: آپ لوگوں کو یہ بات کیسے پتہ چلتی تھی؟ انہوں نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ کی داڑھی مبارک کی حرکت کی وجہ سے۔

802 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُومُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ حَتَّى لَا يُسْمَعَ وَقْعُ قَدَمٍ

حضرت عبداللہ بن ابواوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ظہر کی نماز کی پہلی رکعت میں اتنی دیر تک قیام کرتے تھے جب تک آپ ﷺ قدموں کی آہٹ سنتے رہتے تھے۔

بَابُ تَخْفِيفِ الْأُخْرَيَيْنِ

باب: آخری دو رکعت کو مختصر ادا کرنا

803 - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ أَبِي عَوْنٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ لِسَعْدٍ: قَدْ شَكَاكَ النَّاسُ فِي كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى فِي الصَّلَاةِ قَالَ: أَمَّا أَنَا فَأَمُدُّ فِي الْأُولَيَيْنِ، وَأَحْذِفُ فِي الْأُخْرَيَيْنِ، وَلَا آلُو مَا اقْتَدَيْتُ بِهِ مِنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ذَاكَ الظَّنُّ بِكَ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہا۔ لوگوں نے ہر بارے میں آپ کی شکایت کی ہے۔ یہاں تک کہ نماز کے بارے میں بھی کی ہے' تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: میں پہلی دو رکعت طویل ادا کرتا ہوں' اور آخری دو رکعت مختصر ادا کرتا ہوں' اور میں اس حوالے سے کوئی کوتاہی نہیں کرتا کہ میں نبی اکرم ﷺ کے طریقہ نماز کی پیروی کروں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ کے بارے میں یہی گمان تھا۔

804 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ يَعْنِي النُّفَيْلِيَّ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ مُسْلِمٍ الْهُجَيْمِيِّ، عَنْ أَبِي الصِّدِّيقِ النَّاجِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: حَزَرْنَا قِيَامَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فَحَزَرْنَا قِيَامَهُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ قَدْرَ ثَلَاثِينَ آيَةً قَدْرَ الم تَنْزِيلُ السَّجْدَةِ، وَحَزَرْنَا قِيَامَهُ فِي الْأُخْرَيَيْنِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ ذَلِكَ. وَحَزَرْنَا قِيَامَهُ فِي الْأُولَيَيْنِ مِنَ الْعَصْرِ عَلَى قَدْرِ الْأُخْرَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَحَزَرْنَا قِيَامَهُ فِي الْأُخْرَيَيْنِ مِنَ الْعَصْرِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ ذَلِكَ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے ظہر اور عصر کی نماز میں نبی اکرم ﷺ کے قیام کا اندازہ لگایا تو ہم نے اندازہ لگایا ظہر کی ابتدائی دو رکعت میں آپ ﷺ کا قیام 30 آیات (کی تلاوت) جتنا ہوتا ہے' جو سورۃ الم تنزیل اور السجدہ کی

مقدار ہے اور آخری دو رکعت میں آپ ﷺ کے قیام کا اندازہ لگایا وہ اس سے نصف ہوتا ہے' جبکہ عصر کی نماز کی ابتدائی دو رکعت میں ہم نے آپ ﷺ کے قیام کا یہ اندازہ لگایا کہ وہ ظہر کی آخری دو رکعت جتنا ہوتا ہے' اور عصر کی آخری دو رکعت کے بارے میں آپ ﷺ کے قیام کا یہ اندازہ لگایا کہ وہ اس سے نصف ہوتا ہے۔

بَابُ قَدْرِ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ

باب: ظہر اور عصر کی نماز میں قرأت کی مقدار

805 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ، وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ وَنَحْوِهِمَا مِنَ السُّوَرِ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ظہر اور عصر کی نماز میں سورۃ طارق، سورۃ بروج اور اس جیسی سورتوں کی تلاوت کرتے تھے۔

806 - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سِمَاكٍ، سَمِعَ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَحَضَتِ الشَّمْسُ صَلَّى الظُّهْرَ وَقَرَأَ بِنَحْوٍ مِنْ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى وَالْعَصْرَ كَذَلِكَ وَالصَّلَوَاتِ كَذَلِكَ إِلَّا الصُّبْحَ فَإِنَّهُ كَانَ يُطِيلُهَا

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب سورج ڈھل جاتا' تو آپ ﷺ ظہر کی نماز ادا کرتے اور آپ ﷺ اس میں سورت لیل جتنی تلاوت کرتے۔ عصر کی نماز بھی آپ ﷺ اس طرح ادا کرتے تھے اور باقی نمازیں بھی تقریباً اتنی (تلاوت کے ساتھ ادا کرتے تھے) البتہ صبح کی نماز آپ ﷺ نسبتاً طویل ادا کرتے تھے۔

807 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، وَهُشَيْمٌ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أُمَيَّةَ، عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ فِي صَلَاةِ الظُّهْرِ، ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ فَرَأَيْنَا أَنَّهُ قَرَأَ تَنْزِيلَ السَّجْدَةِ. قَالَ ابْنُ عِيسَى: لَمْ يَذْكُرْ أُمَيَّةَ أَحَدٌ إِلَّا مُعْتَمِرٌ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ظہر کی نماز میں سجدہ کیا پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے پھر آپ ﷺ رکوع میں گئے' تو ہم نے اندازہ لگایا کہ آپ ﷺ نے سورۃ تنزیل السجدہ کی تلاوت کی ہوگی۔

ابن عیسیٰ نامی راوی کہتے ہیں: اس کی سند میں امیہ نامی راوی کا ذکر صرف معتمر نامی راوی نے کیا ہے۔

808 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ مُوسَى بْنِ سَالِمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، فِي شَبَابٍ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ فَقُلْنَا لِشَابٍّ مِنَّا: سَلِ ابْنَ عَبَّاسٍ أَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ؟ فَقَالَ: لَا. لَا. فَقِيلَ لَهُ: فَلَعَلَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِي

نَفْسِهِ. فَقَالَ: خَمْشًا هٰذِهِ شَرٌّ مِنَ الأُولٰى. كَانَ عَبْدًا مَأْمُورًا بَلَّغَ مَا أُرْسِلَ بِهِ وَمَا اخْتَصَّنَا دُوْنَ النَّاسِ بِشَيْءٍ إِلَّا بِثَلَاثِ خِصَالٍ أَمَرَنَا أَنْ نُسْبِغَ الْوُضُوْءَ. وَأَنْ لَا نَأْكُلَ الصَّدَقَةَ. وَأَنْ لَا نُنْزِيَ الْحِمَارَ عَلَى الْفَرَسِ

✿✿ عبداللہ بن عبیداللہ بیان کرتے ہیں: میں بنو ہاشم کے کچھ نوجوانوں کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا ہم نے اپنے میں سے ایک نوجوان کو کہا کہ تم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کرو کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی نماز میں تلاوت کرتے تھے' تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا: جی نہیں۔ ان سے کہا گیا: ہو سکتا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پست آواز میں تلاوت کرتے ہوں۔ تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ ارے بھائی یہ تو پہلے سے بھی زیادہ برا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے بندے تھے جنہیں حکم کا پابند کیا گیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چیزوں کی تبلیغ کی جن کے ہمراہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا گیا تھا باقی لوگوں کو چھوڑ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم (بنو ہاشم) کو تین خصوصی چیزوں سے نوازا ہمیں اچھی طرح وضو کرنے کا حکم دیا گیا اور یہ کہ ہم صدقہ نہیں کھا سکتے اور یہ کہ ہم گدھے کی گھوڑی کے ساتھ جفتی نہ کرائیں۔

809 - حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَا أَدْرِي أَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ أَمْ لَا

✿✿ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: مجھے نہیں معلوم کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی نماز میں تلاوت کرتے تھے یا نہیں کرتے تھے۔

بَابُ قَدْرِ الْقِرَاءَةِ فِي الْمَغْرِبِ

باب: مغرب کی نماز میں قرأت کی مقدار

810 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ أُمَّ الْفَضْلِ بِنْتَ الْحَارِثِ، سَمِعَتْهُ وَهُوَ يَقْرَأُ وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا، فَقَالَتْ: يَا بُنَيَّ لَقَدْ ذَكَّرْتَنِي بِقِرَاءَتِكَ هٰذِهِ السُّوْرَةَ إِنَّهَا لَآخِرُ مَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهَا فِي الْمَغْرِبِ

✿✿ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: سیدہ اُمّ فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا نے انہیں سورۂ مرسلات کی تلاوت کرتے ہوئے سنا تو فرمایا: اے میرے بیٹے! تمہاری اس سورت کی تلاوت نے مجھے یہ یاد کروا دیا۔ کہ میں نے آخری مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ سورت مغرب کی نماز میں تلاوت کرتے ہوئے سنا تھا۔

811 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ،

809- اسنادہ صحیح. هشیم: هو ابن بشیر، وحصین: هو ابن عبدالرحمٰن السلمی، وعکرمة: هو مولى ابن عباس. واخرجه احمد (2246) و (2332)، والطحاوی/2051، والطبری فی "التفسیر"/5116، والحاکم/2442

أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِالطُّورِ فِي الْمَغْرِبِ

محمد بن جبیر اپنے والد (حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مغرب کی نماز میں سورت طور کی تلاوت کرتے ہوئے سنا ہے۔

812 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ، قَالَ: قَالَ لِي زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ: مَا لَكَ تَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ الْمُفَصَّلِ وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِطُولَى الطُّولَيَيْنِ، قَالَ: قُلْتُ: مَا طُولَى الطُّولَيَيْنِ؟ قَالَ: الْأَعْرَافُ وَالْأُخْرَى الْأَنْعَامُ، قَالَ: وَسَأَلْتُ أَنَا ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ، فَقَالَ لِي: مِنْ قِبَلِ نَفْسِهِ الْمَائِدَةُ وَالْأَعْرَافُ

مروان بن حکم بیان کرتے ہیں: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کیا وجہ ہے کہ تم مغرب کی نماز میں قصار مفصل کی تلاوت کرتے ہو حالانکہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مغرب کی نماز میں دو لمبی سورتوں کی تلاوت کرتے ہوئے سنا ہے۔

راوی کہتے ہیں: میں نے دریافت کیا: دو لمبی سورتیں کون سی ہیں؟ انہوں نے فرمایا: ایک سورت اعراف اور دوسری سورت انعام۔

میں نے ابن ابوملیکہ سے دریافت کیا۔ تو انہوں نے اپنی طرف سے مجھے یہ جواب دیا: ایک سورت مائدہ اور دوسری سورت اعراف ہے۔

بَابُ مَنْ رَأَى التَّخْفِيفَ فِيهَا

باب: جن حضرات کے نزدیک اس میں تخفیف کی جائے گی (یعنی اسے مختصر پڑھا جائے گا)

813 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، أَنَّ أَبَاهُ، كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ بِنَحْوِ مَا تَقْرَءُونَ وَالْعَادِيَاتِ وَنَحْوِهَا مِنَ السُّوَرِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ ذَاكَ مَنْسُوخٌ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهٰذَا أَصَحُّ

ہشام بن عروہ بیان کرتے ہیں: ان کے والد مغرب کی نماز میں تقریباً اتنی تلاوت کرتے تھے جتنی تم تلاوت کرتے ہو وہ سورت ''عادیات'' اور اس جیسی سورتوں کی تلاوت کرتے تھے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ چیز اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ یہ حکم منسوخ ہے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ روایت زیادہ مستند ہے۔

814 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ السَّرْخَسِيُّ، حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْحَاقَ، يُحَدِّثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّهُ قَالَ: مَا مِنَ الْمُفَصَّلِ سُورَةٌ صَغِيرَةٌ وَلَا كَبِيرَةٌ، إِلَّا وَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَؤُمُّ النَّاسَ بِهَا فِي الصَّلَاةِ

الْمَكْتُوبَةِ

٭٭ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: مفصل سورتوں میں سے کوئی بھی چھوٹی یا بڑی سورت ایسی نہیں ہے' جسے میں نے نبی اکرم ﷺ کو لوگوں کی امامت کرتے ہوئے فرض نماز میں تلاوت کرتے ہوئے نہ سنا ہو۔

815 - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا قُرَّةُ، عَنِ النَّزَّالِ بْنِ عَمَّارٍ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، أَنَّهُ صَلَّى خَلْفَ ابْنِ مَسْعُودٍ الْمَغْرِبَ فَقَرَأَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ

٭٭ ابوعثمان نہدی بیان کرتے ہیں: انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں مغرب کی نماز ادا کی تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے سورۂ اخلاص کی تلاوت کی۔

بَابُ الرَّجُلِ يُعِيدُ سُورَةً وَاحِدَةً فِي الرَّكْعَتَيْنِ

باب: آدمی کا ایک ہی سورت کو دو رکعت میں دوبارہ پڑھنا

816 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرٌو، عَنِ ابْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْجُهَنِيِّ، أَنَّ رَجُلًا مِنْ جُهَيْنَةَ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الصُّبْحِ إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ كِلْتَيْهِمَا فَلَا أَدْرِي أَنَسِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْ قَرَأَ ذٰلِكَ عَمْدًا

٭٭ معاذ بن عبداللہ جہنی، جہینہ قبیلے سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کا بیان نقل کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو صبح کی نماز میں دونوں رکعت میں سورۂ زلزال کی تلاوت کرتے ہوئے سنا۔

راوی کہتے ہیں: مجھے نہیں معلوم کیا نبی اکرم ﷺ بھول گئے تھے یا آپ ﷺ نے جان بوجھ کر (دونوں رکعت میں ایک ہی سورت) کی تلاوت کی تھی۔

بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْفَجْرِ

باب: فجر کی نماز میں قرأت

817 - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ، أَخْبَرَنَا عِيسَى يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ أَصْبَغَ، مَوْلَى عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، قَالَ: كَأَنِّي أَسْمَعُ صَوْتَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ فَلَا أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ

814- حسن، وهذا اسناد فيه عنعنة محمد بن اسحاق، وهو مدلس. جرير: هو ابن حازم. واخرجه البيهقي 3882/من طريق وهب بن جرير، بهذا الاسناد. وله شاهد يتقوى به من حديث ابن عمر عند الطبراني (13359).

حضرت عمرو بن حریث بیان کرتے ہیں: گویا میں اس وقت بھی نبی اکرم ﷺ کی صبح کی نماز میں اس آیت کی تلاوت سن رہا ہوں۔ فَلَآ اُقۡسِمُ بِالۡخُنَّسِ الۡجَوَارِ الۡكُنَّسِ "تو میں قسم اٹھاتا ہوں ان کی جو پیچھے ہٹ جاتے ہیں اور کسی رکاوٹ کے بغیر چلتے ہیں اور پھر چھپ جاتے ہیں"۔

بَابُ مَنْ تَرَكَ الْقِرَاءَةَ فِي صَلَاتِهِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

باب: جو شخص نماز میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھے

818 - حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ اَبِي نَضْرَةَ، عَنْ اَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: اُمِرْنَا اَنْ نَقْرَاَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَمَا تَيَسَّرَ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہمیں اس بات کا حکم دیا گیا کہ ہم سورۃ فاتحہ اور جو میسر ہو (قرآن کے اس حصے) کی تلاوت کریں۔

819 - حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ، اَخْبَرَنَا عِيسَى، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مَيْمُونٍ الْبَصْرِيِّ، حَدَّثَنَا اَبُو عُثْمَانَ النَّهْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي اَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اخْرُجْ فَنَادِ فِي الْمَدِينَةِ اَنَّهُ لَا صَلَاةَ اِلَّا بِقُرْآنٍ وَلَوْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَمَا زَادَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

"جاؤ اور مدینہ منورہ میں یہ اعلان کر دو کہ قرآن (کی تلاوت) کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ خواہ وہ سورت الفاتحہ ہو یا اس کے ہمراہ مزید ہو۔ خواہ وہ سورۃ الفاتحہ ہو اور مزید (کوئی سورت) ہو"۔

820 - حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا يَحْيٰى، حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ، عَنْ اَبِي عُثْمَانَ، عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: اَمَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اُنَادِيَ: اَنَّهُ لَا صَلَاةَ اِلَّا بِقِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَمَا زَادَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مجھے یہ حکم دیا کہ میں یہ اعلان کر دوں کہ سورۃ الفاتحہ اور مزید (کسی سورت یا چند آیات کی تلاوت) کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

821 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا السَّائِبِ، مَوْلٰى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلّٰى صَلَاةً لَمْ يَقْرَاْ فِيهَا بِاُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ فَهِيَ خِدَاجٌ فَهِيَ خِدَاجٌ غَيْرُ تَمَامٍ قَالَ: فَقُلْتُ يَا اَبَا

820- صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف كسابقه. ابن بشار: هو محمد الملقب بندار، ويحيى: هو ابن سعيد القطان. واخرجه احمد (9529)، واسحاق بن راهويه في "مسنده" (126)، والبخاري في "القراءة خلف الامام" (7) و (84) و (300)، وابن الجارود (186)، والعقيلي في "الضعفاء" /1901، وابن حبان (1791)، والدارقطني في "السنن" (1224)، والحاكم /2391، وابو نعيم في "الحلية" /7 124، والبيهقي في "السنن" /372و59و375، وفي "القراءة خلف الامام" (38-43) و (45) من طرق عن جعفر بن ميمون، به. ويشهد له حديث ابي سعيد الخدري السالف برقم (818) وحديث عبادة بن الصامت الآتي برقم (822).

هُرَيْرَةَ، إِنِّي أَكُونُ أَحْيَانًا وَرَاءَ الْإِمَامِ قَالَ: فَغَمَزَ ذِرَاعِي، وَقَالَ: اقْرَأْ بِهَا يَا فَارِسِيُّ فِي نَفْسِكَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: قَالَ اللهُ تَعَالَى: قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي نِصْفَيْنِ: فَنِصْفُهَا لِي، وَنِصْفُهَا لِعَبْدِي، وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اقْرَءُوا يَقُولُ الْعَبْدُ (الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ) (الفاتحة: 2) يَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: حَمِدَنِي عَبْدِي، يَقُولُ: (الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ) (الفاتحة: 1) يَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَثْنَى عَلَيَّ عَبْدِي، يَقُولُ الْعَبْدُ (مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ)، يَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: مَجَّدَنِي عَبْدِي، يَقُولُ الْعَبْدُ (إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ) (الفاتحة: 5) يَقُولُ اللهُ: هٰذِهِ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ، يَقُولُ الْعَبْدُ (اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ، صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ، وَلَا الضَّالِّينَ) (الفاتحة: 7) يَقُولُ اللهُ: فَهٰؤُلَاءِ لِعَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص نماز ادا کرے اور اس میں سورت الفاتحہ کی تلاوت نہ کرے وہ نماز ناقص ہوتی ہے، ناقص ہوتی ہے، ناقص ہوتی ہے مکمل نہیں ہوتی ہے''۔

راوی بیان کرتے ہیں: میں نے کہا: اے حضرت ابوہریرہ! بعض اوقات میں امام کے پیچھے ہوتا ہوں' تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے میری کلائی دبائی اور کہا: اے فارسی! تم اپنے دل میں اسے پڑھ لیا کرو کیونکہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں نے نماز (یعنی سورۃ الفاتحہ) کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان دو حصوں میں تقسیم کر دیا اس کا نصف حصہ میرے لیے ہے اور نصف حصہ میرے بندے کے لیے ہے اور میرے بندے نے جو مانگا ہے وہ اسے ملے گا''۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم لوگ تلاوت کرلو بندہ پڑھتا ہے اَلحمدُ للهِ رَبِّ العٰلَمِین تو اللہ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری حمد بیان کی۔ بندہ پڑھتا ہے الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری تعریف کی۔ بندہ کہتا ہے مٰلکِ یَومِ الدِّینِ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری بزرگی کا اعتراف کیا۔ بندہ پڑھتا ہے اِیَّاکَ نَعبُدُ وَاِیَّاکَ نَستَعِین تو یہ حصہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے' اور میرے بندے نے جو مانگا ہے وہ اسے ملے گا۔ بندہ پڑھتا ہے اِہدِنَا الصراطَ المستَقِیمَ○ صراطَ الَّذِینَ اَنعَمتَ لا عَلَیہِم غَیرِ المغضوبِ عَلَیہِم وَلَا الضَّالِّین تو یہ سب میرے بندے کے لیے ہے' اور میرے بندے نے جو مانگا ہے وہ اسے ملے گا۔

822 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَابْنُ السَّرْحِ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ

بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَصَاعِدًا، قَالَ سُفْيَانُ: لِمَنْ يُصَلِّي وَحْدَهُ

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ان تک پہنچا ہے۔

''جو شخص سورۃ الفاتحہ اور مزید (کسی سورت یا کچھ آیات) کی تلاوت نہیں کرتا۔ اس کی نماز نہیں ہوتی''۔

سفیان نامی راوی کہتے ہیں: یہ حکم اس شخص کے لیے ہے' جو تنہا نماز ادا کر رہا ہو۔

823 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: كُنَّا خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ فَقَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَثَقُلَتْ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةُ، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ: لَعَلَّكُمْ تَقْرَءُونَ خَلْفَ إِمَامِكُمْ قُلْنَا: نَعَمْ هَذًّا يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: لَا تَفْعَلُوا إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَإِنَّهُ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِهَا

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں فجر کی نماز ادا کر رہے تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاوت کرنا شروع کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وہ دشوار ہوئی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ کر فارغ ہوئے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شاید تم لوگ اپنے امام کے پیچھے تلاوت کرتے ہو ہم نے عرض کی: جی ہاں' یارسول اللہ! تیزی سے کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ایسا نہ کرو صرف سورۃ الفاتحہ پڑھا کرو کیونکہ جو شخص اسے نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔

824 - حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَزْدِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ حُمَيْدٍ، أَخْبَرَنِي زَيْدُ بْنُ وَاقِدٍ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ نَافِعِ بْنِ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ نَافِعٌ: أَبْطَأَ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ عَنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ، فَأَقَامَ أَبُو نُعَيْمٍ الْمُؤَذِّنُ الصَّلَاةَ فَصَلَّى أَبُو نُعَيْمٍ بِالنَّاسِ، وَأَقْبَلَ عُبَادَةُ وَأَنَا مَعَهُ، حَتَّى صَفَفْنَا خَلْفَ أَبِي نُعَيْمٍ، وَأَبُو نُعَيْمٍ يَجْهَرُ بِالْقِرَاءَةِ فَجَعَلَ عُبَادَةُ يَقْرَأُ أُمَّ الْقُرْآنِ فَلَمَّا انْصَرَفَ، قُلْتُ لِعُبَادَةَ: سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَأَبُو نُعَيْمٍ يَجْهَرُ، قَالَ: أَجَلْ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْضَ الصَّلَوَاتِ الَّتِي يَجْهَرُ فِيهَا بِالْقِرَاءَةِ قَالَ: فَالْتَبَسَتْ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةُ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ، وَقَالَ: هَلْ تَقْرَءُونَ إِذَا جَهَرْتُ بِالْقِرَاءَةِ؟، فَقَالَ بَعْضُنَا: إِنَّا نَصْنَعُ ذَلِكَ، قَالَ: فَلَا، وَأَنَا أَقُولُ: مَا لِي يُنَازِعُنِي الْقُرْآنُ، فَلَا تَقْرَءُوا بِشَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ إِذَا جَهَرْتُ إِلَّا بِأُمِّ الْقُرْآنِ،

نافع بن محمود بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فجر کی نماز کے لیے تاخیر سے آئے ابونعیم مؤذن نے نماز کے لیے اقامت کہی۔ ابونعیم نے لوگوں کو نماز پڑھا دی۔ پھر حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ آئے میں ان کے ساتھ تھا۔ ہم لوگ ابونعیم کے پیچھے صف میں کھڑے ہو گئے۔ ابونعیم نے بلند آواز میں تلاوت کرنا شروع کی تو حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے سورۃ الفاتحہ پڑھنی شروع کر دی جب انہوں نے نماز مکمل کی تو میں نے حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے کہا: میں نے آپ کو سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کرتے ہوئے

سنا ہے حالانکہ اس وقت ابونعیم (یعنی امام) بلند آواز میں قرأت کر رہے تھے۔ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جی ہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک نماز پڑھائی تھی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز میں تلاوت کی تھی۔ راوی کہتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قرأت میں دشواری آئی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مکمل کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب میں بلند آواز میں قرأت کر رہا ہوتا ہوں' تو کیا تم لوگ تلاوت کرتے ہو۔ ہم میں سے بعض نے کہا: ہم ایسا کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسا نہ کرو میں بھی یہ سوچ رہا تھا کہ کون میری تلاوت میں رکاوٹ ڈال رہا ہے تم قرآن کے کسی بھی حصے کی اس وقت تک تلاوت نہ کیا کرو جب میں بلند آواز میں قرأت کر رہا ہوں البتہ سورۃ الفاتحہ کا حکم مختلف ہے۔

825 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَهْلٍ الرَّمْلِيُّ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، عَنِ ابْنِ جَابِرٍ، وَسَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ الْعَلَاءِ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ عُبَادَةَ، نَحْوَ حَدِيثِ الرَّبِيعِ بْنِ سُلَيْمَانَ، قَالُوا: فَكَانَ مَكْحُولٌ، يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَالصُّبْحِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ سِرًّا، قَالَ مَكْحُولٌ: اقْرَأْ بِهَا فِيمَا جَهَرَ بِهِ الْإِمَامُ إِذَا قَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، وَسَكَتَ سِرًّا فَإِنْ لَمْ يَسْكُتِ اقْرَأْ بِهَا قَبْلَهُ وَمَعَهُ وَبَعْدَهُ لَا تَتْرُكْهَا عَلَى كُلِّ حَالٍ

✿✿ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔

راویوں نے یہ بات بیان کی ہے مکحول نامی راوی مغرب، عشاء اور فجر کی نماز میں ہر رکعت میں پست آواز میں سورۃ الفاتحہ پڑھتے تھے۔

مکحول کہتے ہیں: جب امام بلند آواز میں تلاوت کر رہا ہو' تو تم اسے پست آواز میں پڑھ لو۔

مکحول کہتے ہیں' جس نماز میں امام بلند آواز میں قرأت کرتا ہے۔ اگر وہ سورۃ الفاتحہ پڑھنے کے بعد کچھ دیر کے لیے خاموش ہوتا ہے' تو تم اس وقت سورۃ الفاتحہ پڑھ لو' اور اگر وہ خاموش نہیں ہوتا تو تم اس سے پہلے یا اس کے ہمراہ یا اس کے بعد پڑھ لو' لیکن تم کسی بھی حالت میں اسے ترک نہ کرنا۔

بَابُ مَنْ كَرِهَ الْقِرَاءَةَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ إِذَا جَهَرَ الْإِمَامُ

باب: جن حضرات کے نزدیک اس وقت قرأت مکروہ ہے' جب امام بلند آواز میں قرأت کر رہا ہو

826 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ ابْنِ أُكَيْمَةَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنْ صَلَاةٍ جَهَرَ فِيهَا بِالْقِرَاءَةِ فَقَالَ: هَلْ قَرَأَ مَعِيَ أَحَدٌ مِنْكُمْ آنِفًا؟، فَقَالَ رَجُلٌ: نَعَمْ، يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: إِنِّي أَقُولُ مَالِي أُنَازَعُ الْقُرْآنَ؟، قَالَ: فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا جَهَرَ فِيهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقِرَاءَةِ مِنَ الصَّلَوَاتِ حِينَ سَمِعُوا ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى حَدِيثَ ابْنِ أُكَيْمَةَ هَذَا مَعْمَرٌ، وَيُونُسُ، وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَلَى

مَعْنٰى مَالِكٍ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی نماز مکمل کی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز میں قرأت کی تھی۔ (نماز کے بعد) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا۔ کیا ابھی تم میں سے کسی نے میرے ساتھ تلاوت کی تھی؟ ایک صاحب نے عرض کی: جی ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں بھی سوچ رہا تھا کہ قرأت میں میرے ساتھ مقابلہ کیوں کیا جا رہا ہے۔ راوی کہتے ہیں: لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں ان نمازوں میں تلاوت کرنے سے رک گئے جن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بلند آواز میں تلاوت کرتے تھے جب انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی یہ بات سنی۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) ابن اکیمہ نے یہ روایت معمر، یونس، اسامہ بن زید، زہری کے حوالے سے اسی طرح نقل کی ہے جس طرح امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے۔

827 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، وَاَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ اَبِيْ خَلَفٍ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيُّ، وَابْنُ السَّرْحِ، قَالُوْا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، سَمِعْتُ ابْنَ اُكَيْمَةَ، يُحَدِّثُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ، قَالَ: سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُوْلُ: صَلَّى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةً نَظُنُّ اَنَّهَا الصُّبْحُ بِمَعْنَاهُ اِلٰى قَوْلِهِ: مَا لِيْ اُنَازَعُ الْقُرْآنَ، قَالَ مُسَدَّدٌ فِيْ حَدِيْثِهِ: قَالَ مَعْمَرٌ: فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ فِيْمَا جَهَرَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَقَالَ ابْنُ السَّرْحِ فِيْ حَدِيْثِهِ: قَالَ مَعْمَرٌ: عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ: فَانْتَهَى النَّاسُ، وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيُّ: مِنْ بَيْنِهِمْ. قَالَ سُفْيَانُ: وَتَكَلَّمَ الزُّهْرِيُّ بِكَلِمَةٍ لَمْ اَسْمَعْهَا. فَقَالَ مَعْمَرٌ: اِنَّهُ قَالَ: فَانْتَهَى النَّاسُ.

قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ: وَرَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، وَانْتَهَى حَدِيْثُهُ اِلٰى قَوْلِهِ: مَا لِيْ اُنَازَعُ الْقُرْآنَ، وَرَوَاهُ الْاَوْزَاعِيُّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ فِيْهِ: قَالَ الزُّهْرِيُّ: فَاتَّعَظَ الْمُسْلِمُوْنَ بِذٰلِكَ فَلَمْ يَكُوْنُوْا يَقْرَءُوْنَ مَعَهُ فِيْمَا جَهَرَ بِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ يَحْيٰى بْنِ فَارِسٍ، قَالَ: قَوْلُهُ: فَانْتَهَى النَّاسُ مِنْ كَلَامِ الزُّهْرِيِّ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی (راوی کہتے ہیں: میرا خیال ہے) یہ صبح کی نماز تھی اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے جس میں یہ الفاظ ہیں:

"کیا وجہ ہے کہ قرآن (کی تلاوت) میں میرے ساتھ مقابلہ کیا جا رہا ہے"۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) مسدد نے اپنی روایت میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں: معمر کہتے ہیں: لوگ ان نمازوں میں تلاوت کرنے سے رک گئے جن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بلند آواز میں تلاوت کرتے تھے۔

ابن سرح نے اپنی روایت میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں: معمر نے زہری کے حوالے سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے لوگ رک گئے۔ عبداللہ بن محمد زہری نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: مِنْ بَيْنِهِمْ سفیان کہتے ہیں: زہری نے ایک بات کہی جسے میں

سن نہیں سکا۔ معمر کہتے ہیں: انہوں نے یہ کہا تھا کہ لوگ باز آ گئے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) عبدالرحمن بن اسحاق نے زہری کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے اور یہ روایت صرف ان الفاظ تک ہے۔

''کیا وجہ ہے کہ میرے ساتھ قرآن (کی تلاوت) کا مقابلہ کیا جا رہا ہے''۔

امام اوزاعی نے زہری کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے جن میں یہ الفاظ ہیں: زہری کہتے ہیں: اس سے مسلمان محتاط ہو گئے اور انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں ان نمازوں میں قرأت ترک کر دی جن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بلند آواز میں تلاوت کرتے تھے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں نے محمد بن یحییٰ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے' روایت کے یہ الفاظ ''تو لوگ باز آ گئے'' یہ زہری کا کلام ہے۔

بَابُ مَنْ رَأَى الْقِرَاءَةَ إِذَا لَمْ يَجْهَرِ الْإِمَامُ بِقِرَاءَتِهِ

باب: جن حضرات کے نزدیک قرأت اس وقت کی جائے گی جب امام بلند آواز میں قرأت نہ کر رہا ہو

828- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ الْعَبْدِيُّ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ الْمَعْنَى، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَرَأَ خَلْفَهُ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى فَلَمَّا فَرَغَ، قَالَ: أَيُّكُمْ قَرَأَ؟، قَالُوا: رَجُلٌ، قَالَ: قَدْ عَرَفْتُ أَنَّ بَعْضَكُمْ خَالَجَنِيهَا،

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ أَبُو الْوَلِيدِ فِي حَدِيثِهِ: قَالَ شُعْبَةُ: فَقُلْتُ لِقَتَادَةَ: أَلَيْسَ قَوْلُ سَعِيدٍ أَنْصِتْ لِلْقُرْآنِ؟ قَالَ: ذَاكَ إِذَا جَهَرَ بِهِ. قَالَ ابْنُ كَثِيرٍ فِي حَدِيثِهِ: قَالَ: قُلْتُ لِقَتَادَةَ: كَأَنَّهُ كَرِهَهُ قَالَ: لَوْ كَرِهَهُ نَهَى عَنْهُ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز ادا کی ایک شخص آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سورۃ اعلیٰ کی تلاوت کرنے لگا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھ کر فارغ ہوئے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تم میں سے کس نے تلاوت کی تھی؟ لوگوں نے عرض کی: ایک شخص نے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ تم میں سے کوئی ایک میرے لیے الجھن پیدا کر رہا ہے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) ابو ولید نے اس روایت میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں: شعبہ کہتے ہیں: میں نے قتادہ سے کہا:

828- اسناده صحيح. ابو الوليد الطيالسي. اسمه هشام بن عبد الملك. وزرارة: هو ابن اوفى. واخرجه مسلم (398) (48)، والنسائي في "الكبرى" (991) من طريق شعبة، بهذا الاسناد. واخرجه مسلم ايضا (398) (47)، والنسائي (992) من طريق ابي عوانة، عن قتادة، به. وهو في "مسند احمد" (19815) و (19961)، و "صحيح ابن حبان" (1845-1847)

کیا یہ سعید قول نہیں ہے۔ "تم قرآن (کی تلاوت سننے کے لیے) خاموش رہو"۔ انہوں نے کہا: یہ اس صورت میں ہے جب امام بلند آواز میں قرأت کر رہا ہو۔

ابن کثیر نامی راوی نے اپنی روایت میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں: شعبہ کہتے ہیں: میں نے قتادہ سے کہا: گویا نبی اکرم ﷺ نے اسے ناپسند کیا تھا' تو قتادہ نے کہا: اگر نبی اکرم ﷺ نے اسے ناپسند کیا ہوتا تو آپ ﷺ اس سے منع کر دیتے۔

829 - حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِهِمُ الظُّهْرَ فَلَمَّا انْفَتَلَ، قَالَ: أَيُّكُمْ قَرَأَ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى؟ فَقَالَ رَجُلٌ: أَنَا، فَقَالَ: عَلِمْتُ أَنَّ بَعْضَكُمْ خَالَجَنِيهَا

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ان لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھائی۔ جب آپ ﷺ نے نماز مکمل کی تو آپ ﷺ نے دریافت کیا: تم میں سے کس نے سورۃ اعلیٰ کی تلاوت کی۔ ایک صاحب نے عرض کی: میں نے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ تم میں سے کوئی ایک میرے لیے الجھن پیدا کر رہا ہے۔

بَابُ مَا يُجْزِئُ الْأُمِّيَّ وَالْأَعْجَمِيَّ مِنَ الْقِرَاءَةِ

باب: ان پڑھ شخص اور عجمی شخص کے لئے کتنی قرأت کافی ہوگی

830 - حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ، أَخْبَرَنَا خَالِدٌ، عَنْ حُمَيْدٍ الْأَعْرَجِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَفِينَا الْأَعْرَابِيُّ وَالْأَعْجَمِيُّ، فَقَالَ: اقْرَءُوا فَكُلٌّ حَسَنٌ وَسَيَجِيءُ أَقْوَامٌ يُقِيمُونَهُ كَمَا يُقَامُ الْقِدْحُ يَتَعَجَّلُونَهُ وَلَا يَتَأَجَّلُونَهُ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ اس وقت ہم قرآن کی تلاوت کر رہے تھے۔ ہم میں سے کچھ لوگ عربی تھے اور کچھ عجمی تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم لوگ تلاوت کرو یہ سب سے بہتر ہے۔ عنقریب وہ لوگ آئیں گے جو اسے یوں سیدھا کریں گے جس طرح تیر کو سیدھا کیا جاتا ہے۔ وہ لوگ اس کے حوالے سے جلد بازی چاہیں گے وہ تاخیر پسند نہیں کریں گے (یعنی اس کے بدلے میں دنیاوی فائدہ چاہیں گے' آخرت کے فائدے کے طلبگار نہیں ہوں گے)

831 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرٌو، وَابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ بَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ، عَنْ وَفَاءِ بْنِ شُرَيْحٍ الصَّدَفِيِّ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا وَنَحْنُ نَقْتَرِئُ، فَقَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ كِتَابُ اللَّهِ وَاحِدٌ، وَفِيكُمُ الْأَحْمَرُ وَفِيكُمُ الْأَبْيَضُ وَفِيكُمُ الْأَسْوَدُ، اقْرَءُوهُ قَبْلَ أَنْ يَقْرَأَهُ أَقْوَامٌ يُقِيمُونَهُ كَمَا يُقَوَّمُ السَّهْمُ يُتَعَجَّلُ أَجْرُهُ وَلَا يُتَأَجَّلُهُ

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے ہم قرآن پاک کی تلاوت سیکھ اور سکھا رہے تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے اللہ تعالیٰ کی کتاب ایک ہی ہے تمہارے درمیان کوئی سرخ ہے کوئی سفید ہے کوئی سیاہ فام ہے تم لوگ اس کی تلاوت کرتے رہو۔ اس سے پہلے کہ اسے وہ لوگ پڑھنا شروع کر دیں جو اسے یوں سیدھا کریں گے جس طرح تیر کو سیدھا کیا جاتا ہے وہ اس کا معاوضہ جلد ملنے کے طلبگار ہوں گے۔ وہ اس کی تاخیر نہیں چاہیں گے (یعنی دنیاوی فائدہ حاصل کرنا چاہیں گے اخروی فائدہ حاصل کرنا نہیں چاہیں گے)

832 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنْ اَبِي خَالِدٍ الدَّالَانِيِّ، عَنْ اِبْرَاهِيمَ السَّكْسَكِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي اَوْفَى، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: اِنِّي لَا اَسْتَطِيعُ اَنْ آخُذَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْئًا فَعَلِّمْنِي مَا يُجْزِئُنِي مِنْهُ، قَالَ: قُلْ: سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ. قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، هٰذَا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَمَا لِي، قَالَ: قُلْ: اللّٰهُمَّ ارْحَمْنِي وَارْزُقْنِي وَعَافِنِي وَاهْدِنِي. فَلَمَّا قَامَ قَالَ: هٰكَذَا بِيَدِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَمَّا هٰذَا فَقَدْ مَلَاَ يَدَهُ مِنَ الْخَيْرِ

حضرت عبداللہ بن ابواوفیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے کہا: میں قرآن کا کچھ بھی حصہ سیکھنے کی استطاعت نہیں رکھتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کسی ایسی چیز کی تعلیم دیجئے جو میرے لیے قرآن (کی تلاوت) کی جگہ کفایت کر جائے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم یہ پڑھو۔

''میں اللہ تعالیٰ کی پاکی کا اعتراف کرتا ہوں اور ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا ہے' جو بلند و برتر اور عظمت کا مالک ہے''۔

اس شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ تو اللہ تعالیٰ (کی تعریف) کے لیے ہوا تو میرے لیے (دعا کے طور پر) کیا ہوگا؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم یہ پڑھو۔

''اے اللہ! مجھ پر رحم کر مجھے رزق عطا کر مجھے عافیت نصیب کر اور مجھے ہدایت پر ثابت قدم رکھ''۔

جب وہ شخص کھڑا ہوا تو اس نے اپنے ہاتھ کے ذریعے اس طرح اشارہ کیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہاں تک اس شخص کا تعلق ہے اس نے اپنے ہاتھ کو بھلائی سے بھر لیا ہے۔

833 - حَدَّثَنَا اَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ، اَخْبَرَنَا اَبُو اِسْحَاقَ يَعْنِي الْفَزَارِيَّ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي التَّطَوُّعَ نَدْعُو قِيَامًا وَقُعُودًا، وَنُسَبِّحُ رُكُوعًا وَسُجُودًا.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نوافل ادا کرتے ہوئے قیام اور قعدہ کی حالت میں دعا مانگا

کرتے تھے۔ رکوع اور سجدے کی حالت میں تسبیحات پڑھا کرتے تھے۔

834 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ حُمَيْدٍ، مِثْلَهُ لَمْ يَذْكُرِ التَّطَوُّعَ، قَالَ: كَانَ الْحَسَنُ، يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ إِمَامًا أَوْ خَلْفَ إِمَامٍ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَيُسَبِّحُ وَيُكَبِّرُ وَيُهَلِّلُ قَدْرَ ق، وَالذَّارِيَاتِ

﴿﴾ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حمید نامی راوی کے حوالے سے منقول ہے' تاہم انہوں نے لفظ نوافل کا ذکر نہیں کیا۔ وہ بیان کرتے ہیں: حسن بصری ظہر اور عصر کی نماز میں سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ خواہ وہ امام ہوتے یا امام کی اقتداء میں نماز ادا کر رہے ہوتے' اور وہ تسبیح پڑھتے تھے، تکبیر پڑھتے تھے، لا الٰہ الا اللہ پڑھتے تھے اور اتنی مقدار میں پڑھتے تھے جتنی دیر میں سورۃ ق اور سورۃ ذاریات کی تلاوت کی جاتی ہے۔

بَابُ تَمَامِ التَّكْبِيرِ

باب: تمام تکبیریں (یا مکمل تکبیر کہنا)

835 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ مُطَرِّفٍ، قَالَ: صَلَّيْتُ أَنَا وَعِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ، خَلْفَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَكَانَ إِذَا سَجَدَ كَبَّرَ وَإِذَا رَكَعَ كَبَّرَ، وَإِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ، فَلَمَّا انْصَرَفْنَا أَخَذَ عِمْرَانُ بِيَدِي وَقَالَ: لَقَدْ صَلَّى هَذَا قَبْلُ - أَوْ قَالَ: لَقَدْ صَلَّى بِنَا هَذَا قَبْلُ - صَلَاةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

﴿﴾ مطرف بیان کرتے ہیں: میں نے اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز ادا کی وہ جب بھی سجدے میں گئے' تو تکبیر کہی اور جب بھی رکوع میں گئے' تو اس وقت بھی تکبیر کہی اور جب دو رکعت کے بعد کھڑے ہوئے' تو تکبیر کہی۔ جب ہم نے نماز مکمل کر لی تو حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے میرے دونوں ہاتھ تھام کر ارشاد فرمایا: انہوں نے یوں نماز ادا کی ہے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) انہوں نے ہمیں یوں نماز پڑھائی ہے' جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ نماز تھا۔

836 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا أَبِي، وَبَقِيَّةُ، عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَأَبُو سَلَمَةَ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، كَانَ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ صَلَاةٍ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ وَغَيْرِهَا يُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْكَعُ، ثُمَّ يَقُولُ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، ثُمَّ يَقُولُ: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ قَبْلَ أَنْ يَسْجُدَ، ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُ أَكْبَرُ حِينَ يَهْوِي سَاجِدًا، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَسْجُدُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ مِنَ الْجُلُوسِ فِي اثْنَتَيْنِ فَيَفْعَلُ ذَلِكَ فِي

835- اسناده صحيح. حماد: هو ابن زيد، ومطرف: هو ابن عبد الله بن الشخير. واخرجه البخارى (786) و (826)، ومسلم (393)، والنسائى فى "الكبرى" (673) و (1104) من طريق حماد بن زيد، بهذا الاسناد. واخرجه بنحوه البخارى (784) من طريق ابى العلاء يزيد بن عبد الله بن الشخير، عن اخيه مطرف، به. وهو فى "مسند احمد" (19840) و (19952).

كُلِّ رَكْعَةٍ حَتَّى يَفْرُغَ مِنَ الصَّلَاةِ، ثُمَّ يَقُولُ: حِينَ يَنْصَرِفُ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَقْرَبُكُمْ شَبَهًا بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كَانَتْ هَذِهِ لَصَلَاتَهُ حَتَّى فَارَقَ الدُّنْيَا.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا الْكَلَامُ الْأَخِيرُ يَجْعَلُهُ مَالِكٌ، وَالزُّبَيْدِيُّ وَغَيْرُهُمَا، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، وَوَافَقَ عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنْ مَعْمَرٍ، شُعَيْبَ بْنَ أَبِي حَمْزَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ

ابوبکر بن عبدالرحمن اور ابوسلمہ بیان کرتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہر فرض اور غیر فرض نماز میں تکبیر کہا کرتے تھے وہ اس وقت تکبیر کہتے تھے' جب کھڑے ہوتے تھے' پھر وہ اس وقت تکبیر کہتے تھے' جب رکوع میں جاتے تھے' پھر سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہتے تھے' پھر رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ کہتے تھے یہ سجدے میں جانے سے پہلے ہوتا تھا۔ پھر جب وہ سجدے میں جانے کے لیے جھکتے تھے' تو اللہ اکبر کہتے تھے۔ پھر جب سر کو اٹھاتے تھے' تو تکبیر کہتے تھے۔ پھر جب وہ سجدے میں جاتے تھے' تو تکبیر کہتے تھے۔ پھر جب وہ سر کو اٹھاتے تھے' تو تکبیر کہتے تھے۔ پھر جب دو رکعت کے بعد تشہد ادا کرنے کے بعد کھڑے ہوتے تھے' تو تکبیر کہتے تھے' پھر وہ ہر رکعت میں اسی طرح کرتے تھے' یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو جاتے تھے۔ پھر جب وہ نماز مکمل کرتے تو یہ فرماتے:

"اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے میں تم سب سے زیادہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے طریقے کے ساتھ مشابہت رکھتا ہوں (یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز کے طریقے کے مطابق نماز ادا کرتا ہوں) یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ طریقہ نماز ہے' جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے رخصت ہونے تک اختیار کیے رکھا"۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ آخری جملہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ زبیدی اور دیگر حضرات نے زہری کے حوالے سے امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

جبکہ عبدالاعلیٰ نے معمر کے حوالے سے شعیب کے حوالے سے زہری سے اسے نقل کرنے میں موافقت کی ہے۔

837 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَابْنُ الْمُثَنَّى، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عِمْرَانَ - قَالَ ابْنُ بَشَّارٍ: الشَّامِيِّ، وَقَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْعَسْقَلَانِيُّ - عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ لَا يُتِمُّ التَّكْبِيرَ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: مَعْنَاهُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَأَرَادَ أَنْ يَسْجُدَ لَمْ يُكَبِّرْ وَإِذَا قَامَ مِنَ السُّجُودِ لَمْ يُكَبِّرْ

عبدالرحمن بن ابزی کے صاحبزادے نے اپنے والد کے بارے میں یہ بات نقل کی ہے: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام تکبیریں نہیں کہتے تھے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) اس کا مطلب یہ ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے سر اٹھاتے تھے اور جب سجدے میں جانے کا ارادہ کرتے تھے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر نہیں کہتے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے سے اٹھتے تھے' تو اس وقت تکبیر نہیں

کہتے تھے۔

بَابُ كَيْفَ يَضَعُ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ

باب: دونوں ہاتھوں سے پہلے دونوں گھٹنے کیسے رکھے جائیں گے

838 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، وَحُسَيْنُ بْنُ عِيسٰى، قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ، وَإِذَا نَهَضَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ.

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں گئے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں سے پہلے دونوں گھٹنے (زمین پر) رکھے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں گھٹنوں سے پہلے دونوں ہاتھ زمین سے اٹھائے۔

839 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ، عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ حَدِيثَ الصَّلَاةِ، قَالَ: فَلَمَّا سَجَدَ وَقَعَتَا رُكْبَتَاهُ إِلَى الْأَرْضِ قَبْلَ أَنْ تَقَعَ كَفَّاهُ، قَالَ هَمَّامٌ: وَحَدَّثَنِي شَقِيقٌ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بِمِثْلِ هٰذَا، وَفِي حَدِيثِ أَحَدِهِمَا: وَأَكْبَرُ عِلْمِي أَنَّهُ فِي حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ: وَإِذَا نَهَضَ نَهَضَ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَاعْتَمَدَ عَلَى فَخِذِهِ

عبدالجبار بن وائل اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (اس کے بعد راوی نے نماز سے متعلق حدیث ذکر کی ہے اس میں یہ الفاظ ہیں:) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں گئے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں گھٹنے' ہتھیلیاں زمین پر رکھنے سے پہلے زمین پر رکھے۔

ہمام نے یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ عاصم بن کلیب کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہے۔

ان دونوں میں سے کسی ایک کی روایت میں' اور میرا زیادہ گمان یہ ہے کہ محمد بن جحادہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

''جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے تو گھٹنوں کے بل اٹھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زانوں کا سہارا لیا''۔

840 - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَسَنٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَبْرُكْ كَمَا يَبْرُكُ الْبَعِيرُ، وَلْيَضَعْ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جب کوئی شخص سجدے میں جائے' تو وہ یوں نہ بیٹھے جس طرح اونٹ بیٹھتا ہے اسے چاہئے کہ دونوں گھٹنوں سے پہلے

دونوں ہاتھ (زمین پر) رکھے''۔

841 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نَافِعٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَسَنٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ، فَيَبْرُكُ كَمَا يَبْرُكُ الْجَمَلُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''(کیا) کوئی شخص نماز کے دوران یوں بیٹھنے کا ارادہ کرتا ہے' جس طرح اونٹ بیٹھتا ہے''۔

بَابُ النُّهُوضِ فِي الْفَرْدِ

باب: طاق رکعت میں اٹھنے کا طریقہ

842 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، قَالَ: جَاءَنَا أَبُو سُلَيْمَانَ مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ، إِلَى مَسْجِدِنَا، فَقَالَ: وَاللهِ إِنِّي لَأُصَلِّي بِكُمْ وَمَا أُرِيدُ الصَّلَاةَ، وَلَكِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُرِيَكُمْ كَيْفَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي، قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي قِلَابَةَ: كَيْفَ صَلَّى؟ قَالَ: مِثْلَ صَلَاةِ شَيْخِنَا هَذَا - يَعْنِي عَمْرَو بْنَ سَلِمَةَ إِمَامَهُمْ - وَذَكَرَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ الْآخِرَةِ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى قَعَدَ، ثُمَّ قَامَ

ابوقلابہ بیان کرتے ہیں: حضرت ابوسلیمان مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ ہماری مسجد میں تشریف لائے۔ انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں تم لوگوں کو نماز پڑھاتا ہوں۔ میرا بنیادی مقصد محض نماز پڑھانا نہیں ہے بلکہ میں یہ چاہتا ہوں کہ میں تمہیں دکھاؤں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں: میں نے ابوقلابہ سے دریافت کیا: انہوں نے کس طرح نماز ادا کی تھی' تو ابوقلابہ نے جواب دیا: جس طرح ہمارے یہ بزرگ ان کی مراد ان کے امام عمرو بن سلمہ تھے، نماز ادا کرتے ہیں۔ انہوں نے یہ ذکر کیا جب انہوں نے پہلی رکعت کے آخری سجدے سے سر اٹھایا تو پہلے وہ بیٹھے پھر کھڑے ہوئے۔

843 - حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، قَالَ: جَاءَنَا أَبُو سُلَيْمَانَ مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ، إِلَى مَسْجِدِنَا، فَقَالَ: وَاللهِ إِنِّي لَأُصَلِّي وَمَا أُرِيدُ الصَّلَاةَ، وَلَكِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُرِيَكُمْ كَيْفَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي، قَالَ: فَقَعَدَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى حِينَ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ الْآخِرَةِ

ابوقلابہ بیان کرتے ہیں: حضرت ابوسلیمان مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ ہماری مسجد میں تشریف لائے انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں (تم لوگوں کو نماز پڑھاتا ہوں) میرا بنیادی مقصد محض نماز پڑھانا نہیں ہے بلکہ میں یہ چاہتا ہوں کہ میں تمہیں یہ دکھاؤں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں: پہلی رکعت میں دوسرے سجدے کے بعد جب انہوں نے سر کو اٹھایا تو پہلے وہ بیٹھے (اور پھر کھڑے ہوئے)

844 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ، أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ فِي وِتْرٍ مِنْ صَلَاتِهِ، لَمْ يَنْهَضْ حَتَّى يَسْتَوِيَ قَاعِدًا

⊛⊛ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا ہے کہ جب آپ ﷺ نماز کی طاق رکعت (یعنی تیسری رکعت) میں ہوتے تو آپ ﷺ اس کے لیے اس وقت تک کھڑے نہیں ہوتے تھے' جب تک آپ ﷺ پہلے سیدھے بیٹھ نہیں جاتے تھے۔

بَابُ الْإِقْعَاءِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

باب: دو سجدوں کے درمیان اقعاء کے طور پر (یعنی ایڑھیوں کے بل) بیٹھنا

845 - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ، حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ طَاوُسًا، يَقُولُ: قُلْنَا لِابْنِ عَبَّاسٍ: فِي الْإِقْعَاءِ عَلَى الْقَدَمَيْنِ فِي السُّجُودِ، فَقَالَ: هِيَ السُّنَّةُ، قَالَ: قُلْنَا: إِنَّا لَنَرَاهُ جُفَاءً بِالرَّجُلِ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: هِيَ سُنَّةُ نَبِيِّكَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

⊛⊛ طاؤس بیان کرتے ہیں: ہم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سجدوں کے درمیان ایڑیوں کے بل بیٹھنے کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے فرمایا: یہ سنت ہے۔

راوی کہتے ہیں: ہم نے کہا: ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ یہ آدمی کے ساتھ زیادتی ہے' تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ تمہارے نبی ﷺ کی سنت ہے۔

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ

باب: جب آدمی رکوع سے سر اٹھائے گا' تو کیا پڑھے گا

846 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ، وَأَبُو مُعَاوِيَةَ، وَوَكِيعٌ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ الْحَسَنِ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى، يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ يَقُولُ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءُ السَّمَاوَاتِ وَمِلْءُ الْأَرْضِ، وَمِلْءُ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ،

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَشُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ، عَنْ عُبَيْدٍ أَبِي الْحَسَنِ، هَذَا الْحَدِيثُ

844- اسناده صحيح، هشيم قد صرّح بسماعه عند البخاري. خالد: هو ابن مهران الحذاء. واخرجه البخاري (823)، والترمذي (286)، والنسائي في "الكبرى" (742) من طريق هشيم، بهذا الاسناد. وقال الترمذي: حديث حسن صحيح.

لَيْسَ فِيهِ بَعْدَ الرُّكُوعِ، قَالَ سُفْيَانُ: لَقِينَا الشَّيْخَ عُبَيْدًا اَبَا الْحَسَنِ، بَعْدُ، فَلَمْ يَقُلْ فِيهِ: بَعْدَ الرُّكُوعِ.

قَالَ اَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ شُعْبَةُ، عَنْ اَبِي عِصْمَةَ، عَنِ الْاَعْمَشِ، عَنْ عُبَيْدٍ، قَالَ: بَعْدَ الرُّكُوعِ

حضرت عبداللہ بن ابواوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع سے سر اٹھاتے تھے تو یہ پڑھتے تھے۔

''اللہ تعالیٰ نے اس شخص (کی بات کو) سن لیا جس نے اس کی حمد بیان کی اے اللہ! اے ہمارے پروردگار! حمد تیرے لیے مخصوص جو آسمانوں کو بھرنے جتنی ہو۔ زمین کو بھرنے جتنی ہو۔ اس کے بعد جس چیز کو تو چاہے اس کو بھرنے جتنی ہو''۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) سفیان ثوری اور شعبہ نے عبید ابوالحسن کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے اس روایت میں یہ الفاظ نہیں ہیں ''رکوع کے بعد''۔

سفیان کہتے ہیں: بعد میں ہماری ملاقات شیخ ابوالحسن عبید سے ہوئی تو انہوں نے یہ الفاظ نقل نہیں کیے ''رکوع کے بعد''۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ روایت شعبہ نے ابوعصمہ کے حوالے سے اعمش کے حوالے سے عبید سے نقل کی ہے جس میں یہ الفاظ ہیں: ''رکوع کے بعد''۔

847 - حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، ح وحَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا اَبُو مُسْهِرٍ، ح وحَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ، ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُصْعَبٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ، كُلُّهُمْ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ عَطِيَّةَ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ قَزَعَةَ بْنِ يَحْيٰى، عَنْ اَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ: حِينَ يَقُولُ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَاءِ - قَالَ مُؤَمَّلٌ: مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَمِلْءَ الْاَرْضِ - وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ اَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ، اَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ وَكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ، لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ - زَادَ مَحْمُودٌ: وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، ثُمَّ اتَّفَقُوا - وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ، وَقَالَ بِشْرٌ: رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، لَمْ يَقُلْ: اللّٰهُمَّ، لَمْ يَقُلْ مَحْمُودٌ: اللّٰهُمَّ، قَالَ: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب یہ پڑھتے تھے۔

''اللہ تعالیٰ نے اس شخص (کی بات کو) سن لیا جس نے اس کی حمد بیان کی۔ اے اللہ! اے ہمارے پروردگار! حمد تیرے لیے مخصوص ہے جو آسمان کو بھرنے جتنی ہو۔ (یہاں ایک راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں) آسمانوں کو بھرنے جتنی ہو۔ زمین کو بھرنے جتنی ہو اور اس کے بعد جو چیز تو چاہے اس کو بھرنے جتنی ہو۔ تو تعریف اور بزرگی کا اہل ہے اور وہ بات بالکل ٹھیک ہے جو ایک بندے نے کہی ہے ویسے تو سب ہی تیرے بندے ہیں (وہ بات یہ ہے:) جسے تو عطا

847- اسنادہ قوی. الولید: ھو ابن مسلم، و ابو مسھر: ھو عبد الاعلی بن مسھر. و اخرجه مسلم (477)، والنسائی فی "الکبری" (659) من طریق سعید بن عبد العزیز، بھذا الاسناد. و ھو فی "مسند احمد" (11828)، و "صحیح ابن حبان" (11828).

کر دے اسے کوئی روکنے والا نہیں ہے''۔

(یہاں محمود نامی راوی نے زائد الفاظ نقل کیے ہیں) ''اور جسے تو نہ دے اس کو کوئی دینے والا نہیں ہے''۔

اس کے بعد تمام راویوں کا ان الفاظ پر اتفاق ہے ''اور تیری بارگاہ میں کسی صاحب حیثیت کی حیثیت فائدہ نہیں دیتی''۔

بشر نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: ''اے ہمارے پروردگار! حمد تیرے لیے مخصوص ہے''۔

محمود نامی راوی نے لفظ اللّٰھم نقل نہیں کیا ہے انہوں نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: ''اے ہمارے پروردگار! حمد تیرے لیے ہی مخصوص ہے''۔

ولید بن مسلم نے یہ روایت سعید کے حوالے سے نقل کی ہے' جس میں یہ الفاظ ہیں:

''اے اللہ، اے ہمارے پروردگار! حمد تیرے لیے مخصوص ہے''۔

اس راوی نے یہ الفاظ نقل نہیں کیے ''جسے تو نہ دے اسے کوئی نہیں دے سکتا''۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ الفاظ صرف ابومسہر نے نقل کیے ہیں۔

848 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِذَا قَالَ الْاِمَامُ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقُوْلُوْا: اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، فَاِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

❀❀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ پڑھ لے' تو تم یہ پڑھو۔

''اے اللہ! اے ہمارے پروردگار! حمد تیرے ہی لیے مخصوص ہے''۔

(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:) جس شخص کا یہ قول فرشتوں کے قول کے ہمراہ ہوگا۔ اس شخص کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت ہو جائے گی۔

849 - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عَمَّارٍ، حَدَّثَنَا اَسْبَاطٌ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ عَامِرٍ، قَالَ: لَا يَقُوْلُ الْقَوْمُ خَلْفَ الْاِمَامِ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، وَلٰكِنْ يَقُوْلُوْنَ: رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ

❀❀ عامر بیان کرتے ہیں: لوگ امام کے پیچھے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ نہیں کہیں گے بلکہ وہ صرف رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہیں گے۔

848- اسناده صحيح. ابو صالح السمان: اسمه ذكوان. وهو في "موطا مالك" 1/88، ومن طريقه اخرجه البخاري (796)، و (3228)، ومسلم (409)، والترمذي (266)، والنسائي في "الكبرى" (654). واخرجه مسلم (409) من طريق سهيل بن ابي صالح، عن ابيه، به. واخرجه ايضا (416) من طريق ابي علقمة، عن ابي هريرة. وهو في "مسند احمد" (9923)، و "صحيح ابن حبان" (1907) و (1911).

بَابُ الدُّعَاءِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

باب: دوسجدوں کے درمیان دعا مانگنا

850 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، حَدَّثَنَا كَامِلٌ أَبُو الْعَلَاءِ، حَدَّثَنِي حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي، وَارْحَمْنِي، وَعَافِنِي، وَاهْدِنِي، وَارْزُقْنِي

⊛⊛ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دوسجدوں کے درمیان یہ پڑھتے تھے۔

''اے اللہ! میری مغفرت کردے' مجھ پر رحم کر' مجھے عافیت نصیب کر' مجھے ہدایت پر ثابت قدم رکھ اور مجھے رزق نصیب کر''۔

بَابُ رَفْعِ النِّسَاءِ إِذَا كُنَّ مَعَ الرِّجَالِ رُءُوسَهُنَّ مِنَ السَّجْدَةِ

باب: جب خواتین امام کی اقتداء میں نماز ادا کررہی ہوں' تو ان کا سجدے سے سر اٹھانا

851 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَوَكِّلِ الْعَسْقَلَانِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُسْلِمٍ، أَخِي الزُّهْرِيِّ، عَنْ مَوْلًى لِأَسْمَاءَ ابْنَةِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ كَانَ مِنْكُنَّ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، فَلَا تَرْفَعْ رَأْسَهَا حَتَّى يَرْفَعَ الرِّجَالُ رُءُوسَهُمْ، كَرَاهَةَ أَنْ يَرَيْنَ مِنْ عَوْرَاتِ الرِّجَالِ

⊛⊛ سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''تم خواتین میں سے جو بھی اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہے وہ اپنا سر (سجدے) اس وقت تک نہ اٹھائے جب تک مرد اپنا سر نہیں اٹھالیتے''۔

(راوی بیان کرتے ہیں:) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو ناپسند کرتے ہوئے یہ بات ارشاد فرمائی تھی کہ کہیں عورتیں مردوں کی شرمگاہوں کو نہ دیکھ لیں۔

بَابُ طُولِ الْقِيَامِ مِنَ الرُّكُوعِ وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

باب: رکوع سے اٹھنے کے بعد قیام کو اور دوسجدوں کے درمیان بیٹھنے کو طویل کرنا

852 - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْبَرَاءِ، أَنَّ

852- اسناده صحيح. حفص بن عمر: هو ابن الحارث بن سخبرة ابو عمر الحوضي، والحكم: هو ابن عتيبة، وابن ابي ليلى: هو عبد الرحمن. اخرجه البخاري (792) و (801) و (820)، ومسلم (471) (194)، والترمذي (278)، والنسائي في "الكبرى" (656) و (738) من طريق الحكم، بهذا الاسناد

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ سُجُوْدُهُ، وَرُكُوْعُهُ، وَقُعُوْدُهُ، وَمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ قَرِيبًا مِنَ السَّوَاءِ

(ﺗ)(ﺗ) حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سجدہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رکوع آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قعدہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا' تقریباً ایک جتنا ہوتا تھا۔

853 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ، وَحُمَيْدٌ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: مَا صَلَّيْتُ خَلْفَ رَجُلٍ أَوْجَزَ صَلَاةً مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي تَمَامٍ، وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، قَامَ حَتَّى نَقُولَ: قَدْ أَوْهَمَ، ثُمَّ يُكَبِّرُ، وَيَسْجُدُ، وَكَانَ يَقْعُدُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ حَتَّى نَقُولَ: قَدْ أَوْهَمَ

(ﺗ)(ﺗ) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے ایسے کسی شخص کے پیچھے نماز ادا نہیں کی جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مختصر لیکن مکمل نماز ادا کرتا ہو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سمع اللہ لمن حمدہ پڑھ لیتے تھے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے رہتے تھے۔ یہاں تک کہ ہم یہ سوچتے تھے: شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہم لاحق ہو گیا ہے (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں جانا بھول گئے ہیں) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے ہوئے سجدے میں چلے جاتے تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو سجدوں کے درمیان اتنی دیر بیٹھے رہتے تھے: ہم یہ سوچتے تھے: شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہم لاحق ہو گیا ہے (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے سجدے میں جانا بھول گئے ہیں)

854 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، وَأَبُو كَامِلٍ، دَخَلَ حَدِيثُ أَحَدِهِمَا فِي الْآخَرِ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي حُمَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: رَمَقْتُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَقَالَ أَبُو كَامِلٍ: رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فِي الصَّلَاةِ، فَوَجَدْتُ قِيَامَهُ كَرَكْعَتِهِ، وَسَجْدَتِهِ وَاعْتِدَالَهُ فِي الرَّكْعَةِ كَسَجْدَتِهِ، وَجِلْسَتَهُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ، وَسَجْدَتَهُ مَا بَيْنَ التَّسْلِيمِ وَالْانْصِرَافِ، قَرِيبًا مِنَ السَّوَاءِ،

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ مُسَدَّدٌ: فَرَكْعَتُهُ وَاعْتِدَالُهُ بَيْنَ الرَّكْعَتَيْنِ فَسَجْدَتُهُ، فَجِلْسَتُهُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ فَسَجْدَتُهُ، فَجِلْسَتُهُ بَيْنَ التَّسْلِيمِ وَالْانْصِرَافِ، قَرِيبًا مِنَ السَّوَاءِ

(ﺗ)(ﺗ) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا بغور جائزہ لیا۔ تو میں نے پایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رکوع اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سجدے جتنا ہوتا تھا' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رکوع کے بعد کھڑا ہونا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سجدے کی طرح ہوتا تھا' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا بھی اتنا ہی ہوتا تھا' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پھیرنے تک (تشہد میں بیٹھنا) اتنا ہی ہوتا تھا۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) مسدد کہتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رکوع اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دو رکوعوں کے درمیان سیدھا کھڑا ہونا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سجدہ کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سجدہ کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلام پھیرنے تک

(تشہد میں) بیٹھنا تقریباً ایک جتنا ہوتا تھا۔

بَابُ صَلَاةِ مَنْ لَا يُقِيمُ صُلْبَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

باب: اس شخص کی نماز کا حکم جو رکوع اور سجدے میں اپنی پشت کو سیدھا نہیں کرتا

855 - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ النَّمَرِيُّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تُجْزِئُ صَلَاةُ الرَّجُلِ حَتَّى يُقِيمَ ظَهْرَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

⊛⊛ حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''آدمی کی نماز اس وقت تک درست نہیں ہوتی جب تک وہ رکوع اور سجدے میں اپنی کمر کو سیدھا نہیں رکھتا''۔

856 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، حَدَّثَنَا أَنَسٌ يَعْنِي ابْنَ عِيَاضٍ، ح وحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، وَهَذَا لَفْظُ ابْنِ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ، فَدَخَلَ رَجُلٌ، فَصَلَّى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَدَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ السَّلَامَ، وَقَالَ: ارْجِعْ فَصَلِّ، فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ، فَرَجَعَ الرَّجُلُ، فَصَلَّى كَمَا كَانَ صَلَّى، ثُمَّ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ، ثُمَّ قَالَ: ارْجِعْ فَصَلِّ، فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ، حَتَّى فَعَلَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مِرَارٍ، فَقَالَ الرَّجُلُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، مَا أُحْسِنُ غَيْرَ هَذَا فَعَلِّمْنِي، قَالَ: إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَكَبِّرْ، ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ، ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَعْتَدِلَ قَائِمًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ اجْلِسْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا، ثُمَّ افْعَلْ ذَلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا، قَالَ الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَقَالَ فِي آخِرِهِ: فَإِذَا فَعَلْتَ هَذَا فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُكَ، وَمَا انْتَقَصْتَ مِنْ هَذَا شَيْئًا، فَإِنَّمَا انْتَقَصْتَهُ مِنْ صَلَاتِكَ، وَقَالَ فِيهِ: إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَأَسْبِغِ الْوُضُوءَ

⊛⊛ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے ایک شخص نماز ادا کر رہا تھا۔ اس نے نماز ادا کر لی پھر وہ آیا اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سلام کا جواب دیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم واپس جاؤ اور نماز ادا کرو کیونکہ تم نے نماز ادا نہیں کی وہ شخص واپس گیا اس نے اسی طرح نماز ادا کی جس طرح پہلے ادا کی تھی۔ پھر وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: تم پر بھی سلام ہو۔ پھر فرمایا: تم واپس جاؤ اور نماز ادا کرو کیونکہ تم نے نماز ادا نہیں کی یہاں تک اس شخص نے تین مرتبہ اس طرح کیا پھر اس شخص نے عرض کی: اس ذات کی قسم! جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ہمراہ مبعوث کیا ہے میں اس سے زیادہ اچھے طریقے سے نماز ادا نہیں کر سکتا تو

آپ ﷺ مجھے تعلیم دیجئے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو تکبیر کہو۔ پھر قرآن کا جو حصہ تمہیں آتا ہو اس کی تلاوت کرو۔ پھر رکوع میں جاؤ۔ یہاں تک کہ اطمینان سے رکوع کی حالت میں رہو۔ پھر اٹھو اور سیدھے کھڑے ہو جاؤ پھر سجدے میں جاؤ پھر اطمینان سے سجدہ کرو پھر بیٹھ جاؤ اور اطمینان سے بیٹھ جاؤ۔ ایسا ہی تم اپنی پوری نماز میں کرو۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے' تاہم اس کے آخر میں یہ الفاظ ہیں:
''جب تم ایسا کر لو گے تو تمہاری نماز مکمل ہو گی' اور اگر تم اس میں سے کوئی کمی کرو گے تو اسی حساب سے تمہاری نماز میں کمی ہو جائے گی''۔

اس روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں ''جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو' تو پہلے اچھی طرح وضو کر لو''۔

857 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَحْيَى بْنِ خَلَّادٍ، عَنْ عَمِّهِ، أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ قَالَ فِيهِ: فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّهُ لَا تَتِمُّ صَلَاةٌ لِأَحَدٍ مِنَ النَّاسِ حَتَّى يَتَوَضَّأَ، فَيَضَعَ الْوُضُوءَ - يَعْنِي مَوَاضِعَهُ - ثُمَّ يُكَبِّرُ، وَيَحْمَدُ اللَّهَ جَلَّ وَعَزَّ، وَيُثْنِي عَلَيْهِ، وَيَقْرَأُ بِمَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ، ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ يَرْكَعُ حَتَّى تَطْمَئِنَّ مَفَاصِلُهُ، ثُمَّ يَقُولُ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ حَتَّى يَسْتَوِيَ قَائِمًا، ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ يَسْجُدُ حَتَّى تَطْمَئِنَّ مَفَاصِلُهُ، ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُ أَكْبَرُ، وَيَرْفَعُ رَأْسَهُ حَتَّى يَسْتَوِيَ قَاعِدًا، ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ يَسْجُدُ حَتَّى تَطْمَئِنَّ مَفَاصِلُهُ، ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ فَيُكَبِّرُ، فَإِذَا فَعَلَ ذَلِكَ فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُهُ

⊛⊛ علی بن یحییٰ بن خلاد اپنے چچا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک شخص مسجد میں داخل ہوا (اس کے بعد راوی نے حسب سابق حدیث ذکر کی ہے' جس میں یہ الفاظ ہیں:)

''نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگوں میں سے کسی بھی شخص کی نماز اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک وہ وضو نہیں کر لیتا اور اچھی طرح وضو نہیں کرتا پھر وہ تکبیر کہہ کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرے پھر جو چاہے قرآن کی تلاوت کرے پھر وہ اللہ اکبر کہے اور رکوع میں چلا جائے' یہاں تک کہ اس کے تمام جوڑ اطمینان کی حالت میں آ جائیں۔ پھر وہ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہے اور سیدھا کھڑا ہو جائے پھر وہ اللہ اکبر کہے اور سجدے میں جائے۔ یہاں تک کہ اس کے تمام جوڑ اطمینان کی حالت میں آ جائیں۔ پھر وہ اللہ اکبر کہے' پھر وہ اپنا سر اٹھائے اور سیدھا ہو کر بیٹھ جائے۔ پھر وہ اللہ اکبر کہے اور سجدہ کر لے یہاں تک کہ اس کے تمام جوڑ اطمینان کی حالت میں آ جائیں۔ پھر وہ اپنا سر اٹھائے اور تکبیر کہے۔ جب وہ ایسا کرے گا' تو اس کی نماز مکمل ہو گی''۔

857- حديث صحيح، وهذا اسناده رجاله ثقات، لكن اختلف فيه على علي بن يحيي بن خلاد كلما هو مبين في التعليق على الحديث (18995) من "مسند احمد" بتحقيقنا. موسى بن اسماعيل: هو التبوذكي ابو سلمة، وحماد: هو ابن سلمة، وعمّ علي ابن يحيى: هو رفاعة بن رافع ابو معاذ الانصاري، من اهل بدر رضي الله عنه. وانظر ما بعده.

858 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ، وَالْحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَحْيَى بْنِ خَلَّادٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمِّهِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ، بِمَعْنَاهُ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّهَا لَا تَتِمُّ صَلَاةُ أَحَدِكُمْ حَتَّى يُسْبِغَ الْوُضُوءَ كَمَا أَمَرَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ، فَيَغْسِلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ، وَيَمْسَحَ بِرَأْسِهِ وَرِجْلَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، ثُمَّ يُكَبِّرَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَيَحْمَدَهُ، ثُمَّ يَقْرَأَ مِنَ الْقُرْآنِ مَا أَذِنَ لَهُ فِيهِ وَتَيَسَّرَ. فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ حَمَّادٍ، قَالَ: ثُمَّ يُكَبِّرَ فَيَسْجُدَ فَيُمَكِّنَ وَجْهَهُ - قَالَ هَمَّامٌ: وَرُبَّمَا قَالَ: جَبْهَتَهُ مِنَ الْأَرْضِ - حَتَّى تَطْمَئِنَّ مَفَاصِلُهُ وَتَسْتَرْخِيَ، ثُمَّ يُكَبِّرَ فَيَسْتَوِيَ قَاعِدًا عَلَى مَقْعَدِهِ وَيُقِيمَ صُلْبَهُ، فَوَصَفَ الصَّلَاةَ هَكَذَا أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ حَتَّى تَفْرُغَ، لَا تَتِمُّ صَلَاةُ أَحَدِكُمْ حَتَّى يَفْعَلَ ذَلِكَ

✿✿ حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہی روایت منقول ہے تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''آدمی کی نماز اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک وہ اسی طرح کی طرح وضو نہیں کرتا۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا ہے اپنے چہرے اور دونوں بازوؤں کو کہنیوں تک دھوئے اپنے سر کا مسح کرے اور اپنے پاؤں ٹخنوں تک دھوئے پھر وہ اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا اعتراف کرتے ہوئے اس کی حمد بیان کرے پھر جس چیز کی اسے اجازت دی گئی ہے اور جو آسانی سے دستیاب ہو قرآن کے اس حصے کی تلاوت کرے'' اس کے بعد راوی نے حماد کی نقل کردہ روایت کی مانند روایت نقل کی ہے جس میں یہ الفاظ ہیں:

''پھر وہ تکبیر کہے اور سجدے میں چلا جائے اور اپنے چہرے کو جما کر رکھے''۔

بعض اوقات راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: ''اپنی پیشانی کو زمین پر رکھے یہاں تک کہ اس کے جوڑ اطمینان کی حالت میں آجائیں اور کشادہ ہو جائیں۔ پھر وہ تکبیر کہے اور سیدھا ہو کر مقعد کے بل بیٹھ جائے اور اپنی کمر کو سیدھا کرلے''۔

اس کے بعد راوی نے چار رکعت میں اسی طرح نماز کی صفت بیان کی ہے یہاں تک کہ وہ فارغ ہو جائے (روایت میں یہ الفاظ ہیں:)

''آدمی کی نماز اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک وہ اس طرح نہیں کرتا''۔

859 - حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ يَعْنِي ابْنَ عَمْرٍو، عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَحْيَى بْنِ خَلَّادٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ، - بِهَذِهِ الْقِصَّةِ - قَالَ: إِذَا قُمْتَ فَتَوَجَّهْتَ إِلَى الْقِبْلَةِ فَكَبِّرْ، ثُمَّ اقْرَأْ بِأُمِّ الْقُرْآنِ، وَبِمَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَقْرَأَ، وَإِذَا رَكَعْتَ فَضَعْ رَاحَتَيْكَ عَلَى رُكْبَتَيْكَ، وَامْدُدْ ظَهْرَكَ، وَقَالَ: إِذَا سَجَدْتَ فَمَكِّنْ لِسُجُودِكَ، فَإِذَا رَفَعْتَ فَاقْعُدْ عَلَى فَخِذِكَ الْيُسْرَى

✿✿ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں:

''جب تم کھڑے ہو' تو قبلہ کی طرف رخ کر کے تکبیر کہو۔ پھر سورۃ الفاتحہ اور جو اللہ چاہے کہ تم اس کی تلاوت کرو' وہ تم پڑھ لو۔ پھر جب تم رکوع میں جاؤ تو اپنی دونوں ہتھیلیاں گھٹنوں پر رکھو اور اپنی کمر کو سیدھا کر لو''۔

اس روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں ''جب تم سجدے میں جاؤ تو جما کر سجدہ کرو اور جب اٹھو تو اپنے زانوں کے بل بیٹھ جاؤ''۔

860 - حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ يَحْيَى بْنِ خَلَّادِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمِّهِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - بِهَذِهِ الْقِصَّةِ - قَالَ: إِذَا أَنْتَ قُمْتَ فِي صَلَاتِكَ، فَكَبِّرِ اللَّهَ تَعَالَى، ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ عَلَيْكَ مِنَ الْقُرْآنِ وَقَالَ فِيهِ: فَإِذَا جَلَسْتَ فِي وَسَطِ الصَّلَاةِ فَاطْمَئِنَّ، وَافْتَرِشْ فَخِذَكَ الْيُسْرَى ثُمَّ تَشَهَّدْ، ثُمَّ إِذَا قُمْتَ فَمِثْلَ ذَلِكَ حَتَّى تَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِكَ

⊛⊛ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں:

''جب تم نماز ادا کرنے کے لیے کھڑے ہو' تو اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا اعتراف کرو پھر تم جو آسانی سے پڑھ سکو اس حصے کی تلاوت کرو''۔

روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں ''جب تم نماز کے دوران میں بیٹھو تو اطمینان سے بیٹھو اور اپنے بائیں زانوں کو بچھا لو۔ پھر تم تشہد کے کلمات پڑھ لو۔ پھر جب تم کھڑے ہو' تو اسی طرح کرو۔ یہاں تک کہ تم نماز سے فارغ ہو جاؤ''۔

861 - حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ مُوسَى الْخُتَّلِيُّ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ، أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ عَلِيِّ بْنِ يَحْيَى بْنِ خَلَّادِ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَقَصَّ هَذَا الْحَدِيثَ قَالَ فِيهِ: فَتَوَضَّأْ كَمَا أَمَرَكَ اللَّهُ جَلَّ وَعَزَّ، ثُمَّ تَشَهَّدْ، فَأَقِمْ ثُمَّ كَبِّرْ، فَإِنْ كَانَ مَعَكَ قُرْآنٌ فَاقْرَأْ بِهِ، وَإِلَّا فَاحْمَدِ اللَّهَ وَكَبِّرْهُ وَهَلِّلْهُ، وَقَالَ فِيهِ: وَإِنِ انْتَقَصْتَ مِنْهُ شَيْئًا انْتَقَصْتَ مِنْ صَلَاتِكَ

⊛⊛ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے' جس میں یہ الفاظ ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم اس طرح وضو کرو جس طرح اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا پھر تم تشہد پڑھو اور کھڑے ہو کر تکبیر کہو اگر تمہیں قرآن آتا ہو' تو اس کی تلاوت کرو ورنہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کی کبریائی بیان کرو اور لا الہ الا اللہ پڑھو''۔

اس روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں ''اگر تم اس میں کوئی کمی کرو گے تو اسی حساب سے تمہاری نماز میں کمی ہو جائے گی''۔

862 - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ الْحَكَمِ، ح وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ

مَحْمُودٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شِبْلٍ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَقْرَةِ الْغُرَابِ، وَافْتِرَاشِ السَّبُعِ، وَأَنْ يُوَطِّنَ الرَّجُلُ الْمَكَانَ فِي الْمَسْجِدِ كَمَا يُوَطِّنُ الْبَعِيرُ. هٰذَا لَفْظُ قُتَيْبَةَ

حضرت عبدالرحمن بن شبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوے کی طرح ٹھونگے مارنے، درندے کی طرح پھیل کر بیٹھنے اور آدمی کے مسجد میں کسی جگہ کو اپنے لیے یوں مخصوص کر لینے سے منع کیا ہے' جس طرح اونٹ اپنے لیے جگہ مخصوص کر لیتا ہے روایت کے یہ الفاظ قتیبہ کے نقل کردہ ہیں۔

863 - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ سَالِمٍ الْبَرَّادِ، قَالَ: أَتَيْنَا عُقْبَةَ بْنَ عَمْرٍو الْأَنْصَارِيَّ أَبَا مَسْعُودٍ، فَقُلْنَا لَهُ: حَدِّثْنَا عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَامَ بَيْنَ أَيْدِينَا فِي الْمَسْجِدِ، فَكَبَّرَ، فَلَمَّا رَكَعَ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَجَعَلَ أَصَابِعَهُ أَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ، وَجَافَى بَيْنَ مِرْفَقَيْهِ حَتّٰى اسْتَقَرَّ كُلُّ شَيْءٍ مِنْهُ، ثُمَّ قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقَامَ حَتّٰى اسْتَقَرَّ كُلُّ شَيْءٍ مِنْهُ، ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى الْأَرْضِ، ثُمَّ جَافَى بَيْنَ مِرْفَقَيْهِ حَتّٰى اسْتَقَرَّ كُلُّ شَيْءٍ مِنْهُ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَجَلَسَ حَتّٰى اسْتَقَرَّ كُلُّ شَيْءٍ مِنْهُ، فَفَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ أَيْضًا، ثُمَّ صَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ مِثْلَ هٰذِهِ الرَّكْعَةِ فَصَلَّى صَلَاتَهُ، ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا رَأَيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي

سالم براد بیان کرتے ہیں: ہم حضرت عقبہ بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہم نے ان سے کہا: ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں بتائیں وہ مسجد میں ہمارے سامنے کھڑے ہو گئے انہوں نے تکبیر کہی جب انہوں نے رکوع کیا' تو انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے اور اپنی انگلیاں گھٹنوں سے نیچے کیں' اور انہوں نے اپنی کہنیوں کو اپنے پہلو سے دور رکھا۔ یہاں تک کہ ان کے جسم کا ہر جوڑ اپنی جگہ پر آ گیا۔ انہوں نے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ پڑھا اور کھڑے ہو گئے' یہاں تک کہ ان کے جسم کا ہر حصہ اپنی جگہ پر ٹھہر گیا۔ پھر انہوں نے تکبیر کہی اور رکوع کیا انہوں نے اپنی دونوں ہتھیلیاں زمین پر رکھیں اور اپنی کہنیوں کو اپنے پہلو سے دور رکھا یہاں تک کہ ان کے جسم کا ہر حصہ اپنی جگہ پر ٹھہر گیا۔ پھر انہوں نے سر اٹھایا اور بیٹھ گئے۔ یہاں تک کہ ان کے جسم کا ہر حصہ اپنی جگہ ٹھہر گیا۔ پھر انہوں نے ایسا کیا۔ پھر انہوں نے چار رکعت اس رکعت کی طرح ادا کیں۔ جب انہوں نے نماز مکمل کی تو یہ بات ارشاد فرمائی۔ ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُّ صَلَاةٍ لَا يُتِمُّهَا صَاحِبُهَا تُتَمُّ مِنْ تَطَوُّعِهِ

باب: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان: ''ہر وہ نماز جسے پڑھنے والے نے مکمل ادا نہ کیا ہو' تو وہ اس شخص کی نفلی نمازوں کے ذریعے مکمل کی جائے گی''

864 - حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنَا يُونُسُ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَنَسٍ

بْنِ حَكِيمٍ الضَّبِّيِّ، قَالَ: خَافَ مِنْ زِيَادٍ، أَوْ ابْنِ زِيَادٍ، فَأَتَى الْمَدِينَةَ، فَلَقِيَ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: فَنَسَبَنِي، فَانْتَسَبْتُ لَهُ، فَقَالَ: يَا فَتَى، أَلَا أُحَدِّثُكَ حَدِيثًا، قَالَ: قُلْتُ: بَلَى، رَحِمَكَ اللَّهُ - قَالَ يُونُسُ: وَأَحْسَبُهُ ذَكَرَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ: إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ النَّاسُ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ أَعْمَالِهِمُ الصَّلَاةُ، قَالَ: يَقُولُ رَبُّنَا جَلَّ وَعَزَّ لِمَلَائِكَتِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ: انْظُرُوا فِي صَلَاةِ عَبْدِي أَتَمَّهَا أَمْ نَقَصَهَا؟ فَإِنْ كَانَتْ تَامَّةً كُتِبَتْ لَهُ تَامَّةً، وَإِنْ كَانَ انْتَقَصَ مِنْهَا شَيْئًا، قَالَ: انْظُرُوا هَلْ لِعَبْدِي مِنْ تَطَوُّعٍ؟ فَإِنْ كَانَ لَهُ تَطَوُّعٌ، قَالَ: أَتِمُّوا لِعَبْدِي فَرِيضَتَهُ مِنْ تَطَوُّعِهِ، ثُمَّ تُؤْخَذُ الْأَعْمَالُ عَلَى ذَاكُمْ.

انس بن حکیم ضبی بیان کرتے ہیں: وہ زیاد (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) ابن زیاد کے خوف سے مدینہ منورہ آ گئے۔ ان کی ملاقات حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ راوی کہتے ہیں: انہوں نے مجھ سے میرے نسب کے بارے میں پوچھا میں نے ان کے سامنے اپنا نسب بیان کیا۔ تو انہوں نے فرمایا: اے نوجوان! کیا میں تمہیں ایک حدیث نہ سناؤں؟ راوی کہتے ہیں: میں نے کہا: جی ہاں! اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے۔ یونس کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے یہ بات نقل کی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے:

"قیامت کے دن لوگوں کے اعمال میں سے سب سے پہلے ان سے نماز کے بارے میں حساب لیا جائے گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ہمارا پروردگار فرشتوں سے فرمائے گا' حالانکہ وہ زیادہ بہتر جانتا ہے کہ تم میرے بندے کی نماز کا جائزہ لو۔ کیا یہ مکمل ہے یا کم ہے؟ اگر یہ مکمل ہوگی' تو اسے مکمل نوٹ کیا گیا ہوگا۔ اگر ایک چیز کم ہے' تو تم اس بات کا جائزہ لو کہ کیا میرے بندے نے کچھ نوافل ادا کیے ہیں؟ اگر اس کے نوافل ہوں' تو پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا' تو میرے بندے کے نوافل کے ذریعے اس کے فرائض کو مکمل کر دو پھر دیگر اعمال کا اسی طرح حساب لیا جائے گا"۔

865 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي سَلِيطٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِهِ.

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

864- حديث صحيح بطرقه وشواهده، وقد اختلف في اسناده على الحسن- وهو البصري- اختلافا كثيرا فيما بينه الدارقطني في "العلل" 8/ 244-248 ثم قال: واشبهها بالصواب قول من قال: عن الحسن عن انس بن حكيم عن ابي هريرة. قلنا: وانس بن حكيم فيه جهالة، لكنه متابع. اسماعيل: هو ابن ابراهيم بن مقسم المعروف بابن علية، ويونس: هو ابن عبيد البصري. وهو في "مسند احمد" (9494) عن اسماعيل ابن علية، بهذا الاسناد. واخرجه ابن ماجه (1425) من طريق علي بن زيد بن جدعان، عن انس بن حكيم، به. وهو عند احمد (7902) من هذا الطريق، وعلي بن زيد ضعيف. واخرجه الترمذي (415)، والنسائي في "الكبرى" (322) من طريق الحسن عن حريث بن قبيصة، والنسائي في "المجتبى" (466) من طريق الحسن عن ابي رافع، كلاهما عن ابي هريرة. وحسنه الترمذي. واخرجه النسائي في "الكبرى" (321) من طريق حماد بن سلمة، عن الازرق بن قيس، عن يحيى بن يعمر، عن ابي هريرة. وهذا سند صحيح، وهو في "مسند احمد" (16614) من هذا الطريق الا انه لم يسم فيه صحابي الحديث. ويشهد له حديث تميم الداري الآتي عند المصنف برقم (866). وحديث انس بن مالك عند ابي يعلى (3976)، ومحمد بن نصر في "تعظيم قدر الصلاة" (193)، وهو حسن في الشواهد.

866- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْمَعْنَى، قَالَ: ثُمَّ الزَّكَاةُ مِثْلُ ذٰلِكَ، ثُمَّ تُؤْخَذُ الْأَعْمَالُ عَلَى حَسَبِ ذٰلِكَ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے' جس میں یہ الفاظ ہیں:

''پھر زکوۃ کا حساب اسی طرح لیا جائے گا' اور پھر دیگر اعمال کا اسی طرح مواخذہ ہوگا''۔

بَابُ تَفْرِيعِ اَبْوَابِ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

وَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ

باب: رکوع، سجدے اور دونوں گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے سے متعلق ذیلی روایات

867 - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ اَبِي يَعْفُورٍ، قَالَ اَبُو دَاوُدَ: وَاسْمُهُ وَقْدَانُ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: صَلَّيْتُ اِلَى جَنْبِ اَبِي، فَجَعَلْتُ يَدَيَّ بَيْنَ رُكْبَتَيَّ، فَنَهَانِي عَنْ ذٰلِكَ، فَعُدْتُ، فَقَالَ: لَا تَصْنَعْ هٰذَا، فَاِنَّا كُنَّا نَفْعَلُهُ، فَنُهِينَا عَنْ ذٰلِكَ، وَاُمِرْنَا اَنْ نَضَعَ اَيْدِيَنَا عَلَى الرُّكَبِ

❀❀ مصعب بن سعد بیان کرتے ہیں: میں نے اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) کے پہلو میں نماز ادا کی۔ (رکوع میں) میں نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں گھٹنوں کے درمیان رکھ لیے میرے والد نے مجھے اس سے منع کیا۔ میں نے دوبارہ ایسا کیا' تو انہوں نے فرمایا: تم اس طرح نہ کرو' ہم پہلے اس طرح کیا کرتے تھے۔ پھر ہمیں اس سے منع کر دیا گیا' اور ہمیں یہ حکم دیا گیا کہ ہم گھٹنوں پر ہاتھ رکھیں۔

868 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا اَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ، عَنْ اِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، وَالْاَسْوَدِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: اِذَا رَكَعَ اَحَدُكُمْ فَلْيَفْرِشْ ذِرَاعَيْهِ عَلَى فَخِذَيْهِ، وَلْيُطَبِّقْ بَيْنَ كَفَّيْهِ، فَكَاَنِّي اَنْظُرُ اِلَى اخْتِلَافِ اَصَابِعِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

❀❀ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب کوئی شخص رکوع میں جائے' تو وہ اپنی کلائیوں کو زانوؤں کے درمیان رکھ لے اور دونوں ہتھیلیوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ملا لے یہ منظر گویا کہ آج بھی میری نگاہ میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیاں ایک دوسرے کے اندر پیوست تھیں۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ الرَّجُلُ فِيْ رُكُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ

باب: آدمی رکوع اور سجدے میں کیا پڑھے گا

869 - حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ اَبُو تَوْبَةَ، وَمُوسَى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ الْمَعْنَى، قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ مُوسَى، قَالَ اَبُو سَلَمَةَ مُوسَى بْنِ اَيُّوبَ: عَنْ عَمِّهٖ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ:

﴿فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ﴾ (الواقعة: 74)، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اجْعَلُوهَا فِي رُكُوعِكُمْ. فَلَمَّا نَزَلَتْ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ (الأعلى: 1)، قَالَ: اجْعَلُوهَا فِي سُجُودِكُمْ

❁ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی:

''تم اپنے عظمت والے پروردگار کے اسم کی پاکی بیان کرو''۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اسے اپنے رکوع میں شامل کرلو۔

جب یہ آیت نازل ہوئی:

''تم بلند و برتر پروردگار کی پاکی بیان کرو''۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے اپنے سجدے میں شامل کرلو۔

شرح

۱۔ابن الضریس والنحاس وابن مردویہ والبیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ سورۃ سبح مکہ میں نازل ہوئی۔

۲۔ابن مردویہ نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ سورۃ سبح اسم ربک الاعلیٰ مکہ میں نازل ہوئی۔

۳۔ابن مردویہ نے عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت کیا کہ سورۃ سبح اسم ربک الاعلیٰ مکہ میں نازل ہوئی۔

۴۔ابن سعد وابن ابی شیبہ والبخاری نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے سب سے پہلے ہمارے پاس مصعب بن عمیر اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے ہم کو قرآن پڑھانا شروع کیا پھر عمار، بلال اور سعد رضی اللہ عنہ آئے پھر بیسویں نمبر پر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تشریف لائے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے میں نے اہل مدینہ کو کسی چیز کے ساتھ اتنا خوش ہوتے نہیں دیکھا جتنا وہ آپ کی تشریف آوری سے خوش ہوئے۔ یہاں تک کہ میں نے بچیوں اور بچوں کو دیکھا کہ وہ کہہ رہے تھے یہ اللہ کے رسول تشریف لا چکے ہیں۔ آپ کی تشریف آوری سے پہلے میں سبح اسم ربک الاعلیٰ اور اس جیسی سورتیں پڑھ چکا تھا۔

۵۔احمد والبزار وابن مردویہ نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سورۃ سبح اسم ربک الاعلی پسند فرماتے تھے۔

۶۔ابو عبید نے تمیم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں مسبحات میں سے افضل سورۃ کو بھول گیا ہوں تو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا شاید وہ سبح اسم ربک الاعلی ہوگی فرمایا ہاں۔

۷۔ابن ابی شیبہ واحمد ومسلم وابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجہ نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عیدین میں اور جمعہ کے دن آیت سبح اسم ربک الاعلی اور ھل اتک حدیث الغاشیہ پڑھا کرتے تھے اگر عید جمعہ کے دن آجاتی تو پھر دونوں نمازوں میں یہی سورتیں پڑھا کرتے تھے۔

۸۔ابن ابی شیبہ وابن ماجہ نے ابو عنبہ الخولانی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ میں سبح اسم ربک الاعلی

اورھل اتک حدیث الغاشیۃ پڑھتے تھے۔

مختلف نمازوں کی قراءتیں

۹۔ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ نبی ﷺ عید میں سبح اسم ربک الاعلی اور ھل اتک حدیث الغاشیۃ پڑھا کرتے تھے۔

۱۰۔احمد وابن ماجہ والطبرانی نے سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم ﷺ عیدین میں سبح اسم ربک الاعلی اور ھل اتک حدیث الغاشیۃ پڑھا کرتے تھے۔

۱۱۔البزار نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم ﷺ ظہر اور عصر میں سبح اسم ربک الاعلی اور ھل اتک حدیث الغاشیۃ پڑھا کرتے تھے۔

۱۲۔ابن ابی شیبہ ومسلم نے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی ﷺ ظہر میں سبح اسم ربک الاعلی پڑھا کرتے تھے۔

۱۳۔ابن ابی شیبہ ومسلم وبیہقی نے اپنی سنن میں عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی۔جب سلام پھیرا تو فرمایا کیا تم میں سے کسی نے آیت سبح اسم ربک الاعلی پڑھی ایک آدمی نے کہا کہ میں نے پڑھی ہے آپ ﷺ نے فرمایا میں نے جان لیا کہ تم میں سے کسی نے اس کے ذریعہ مجھے خلجان میں ڈال دیا۔

۱٤۔ابوداؤد والنسائی وابن ماجہ وابن حبان والدارقطنی والحاکم والبیہقی نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ وتر میں آیت سبح اسم ربک الاعلی اور قل یاایھا الکفرون کی قراءت کرتے تھے۔

۱۵۔ابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجہ والحاتم والبیہقی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی پہلی رکعت میں سورۃ سبح اسم ربک الاعلی اور دوسری میں قل یا ایھا الکفرون اور تیسری میں قل ھو اللہ احد اور معوذتین پڑھا کرتے تھے۔

۱٦۔البزار نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وتر میں سبح اسم ربک الاعلی اور قل یاایھا الکفرون اور قل ھو اللہ احد پڑھا کرتے تھے۔

۱۷۔محمد بن نصر نے انس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا۔

۱۸۔ابن ابی شیبہ نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ معاذ رضی اللہ عنہ سے مغرب کی نماز میں لوگوں کی امامت کی انصار میں سے ایک لڑکا ان کے پاس سے گذرا اور وہ اپنے اونٹ پر کام کرتا تھا۔معاذ رضی اللہ عنہ نے ان پر نماز کو لمبا کردیا جب اس لڑکے نے یہ دیکھا تو نماز چھوڑ دی اور اپنے اونٹ کی تلاش میں چلا گیا یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسل کو بتائی گئی تو آپ نے فرمایا اے معاذ کیا تو لوگوں کو آزمائش میں ڈالتا ہے۔کیا تم میں سے کوئی مغرب میں سبح اسم ربک الاعلی اور والشمس وضحھا جیسی صورتیں نہیں پڑھے گا۔

۱۹۔ابن ماجہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو عشاء کی نماز پڑھائی اور ان پر نماز کو لمبا کر دیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا نماز میں آیت والشمس وضحھا اور سبح اسم ربک الاعلی اور واللیل اذا یغشی اور اقرأ باسم ربک الاعلی پڑھا کرو۔

رکوع اور سجدہ کی تسبیح

۲۰۔ابن مردویہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم اپنے سجدوں میں کیا کہیں تو اللہ تعالیٰ نے سبح اسم ربک الاعلیٰ نازل فرمائی پھر ہم کو رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ ہم اپنے سجدوں میں سبحان ربی الاعلیٰ کہا کریں۔

۲۱۔ابن سعد نے کلبی رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ حضرمی بن عامر کا وفد نبی ﷺ کے پاس آیا آپ نے ان سے فرمایا کیا تم کوئی چیز قرآن میں سے پڑھتے ہو۔ تو انہوں نے پڑھا آیت سبح اسم ربک الاعلی الذی خلق فسوی والذی قدر فھدی والذی امتن علی الحبلی فاخرج منھا نسمۃ تسع بین شیغاف وحشا۔ اپنے رب کے نام کی تسبیح کیا کر جو سب سے اعلیٰ ہے وہ جس نے پیدا کیا پھر ٹھیک بنایا اور جس نے اندازہ ٹھہرایا پھر راہ دکھائی اور وہ جس نے حاملہ عورت کی پیٹھ پر مارا۔ اور اس میں سے ایک ذی روح کو نکالا جو دوڑتا ہے دل کے پردے اور پاخانے کے درمیان رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم ہرگز اس میں زیادتی نہ کرو بے شک وہ کافی اور شافی ہے۔

۲۲۔احمد وابوداود وابن المنذر وابن مردویہ نے عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جب آیت فسبح اسم ربک العظیم (الواقعہ آیت ۷۴) نازل ہوئی تو ہم کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اس کو اپنے رکوع میں کرلو اور جب آیت سبح اسم ربک الاعلی نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا اس کو اپنے سجدوں میں کرلو۔

۲۳۔احمد وابوداؤد وابن مردویہ اور بیہقی نے اپنی سنن میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب آیت سبح اسم ربک الاعلی پڑھتے تھے تو فرماتے آیت: سبحان ربی الاعلی۔

۲۴۔عبدالرزاق وابن ابی شیبہ وعبد بن حمید وابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ جب آپ آیت سبح اسم ربک الاعلی پڑھتے تھے تو فرماتے آیت: سبحان ربی الاعلی۔

۲۵۔عبد بن حمید نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا کہ جب تو آیت سبح اسم ربک الاعلی پڑھے تو یہ کہا کر آیت: سبحان ربی الاعلی۔

۲۶۔فریابی وابن ابی شیبہ وعبد بن حمید وابن الانباری نے المصاحف میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ آیت سبح اسم ربک الاعلی پڑھی تو کہا: سبحان ربی الاعلی۔ حالانکہ وہ نماز میں تھے۔ ان سے کہا گیا آپ قرآن میں اضافہ کرتے ہیں فرمایا نہیں ہم کو اس کا حکم کیا گیا ہے۔ اس لیے میں نے اس کو کہا

۲۷۔الفریابی سعید بن منصور وابن ابی شیبہ وعبد بن حمید وبن المنذر نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں

نے جمعہ کی نماز میں سبح سم ربک الاعلی پڑھی اور کہا: سبحان ربی الاعلی۔

۲۸۔سعید بن منصور وعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر والحاکم وصححہ نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو آیت سبحان اسم ربک الاعلی پڑھتے ہوئے سنا پھر کہا آیت: سبحان ربی الاعلی راوی نے کہا کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی بھی اسی طرح قرائت ہے۔

۲۹۔ابن ابی شیبہ وعبد بن حمید نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ انہوں نے سبح اسم ربک الاعلی پڑھی پھر کہا آیت: سبحان ربی الاعلی اور وہ نماز میں تھے۔

۳۰۔عبد بن حمید نے ضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ وہ اس کو اسی طرح پڑھتے تھے اور فرماتے تھے جو اس کو پڑھے تو اس کو چاہیے کہ سبحان ربی الاعلی کہے۔

۳۱۔عبد بن حمید نے قتادہ رحمہا اللہ سے روایت کیا کہ ذکر کیا گیا بے شک نبی ﷺ جب اس کو پڑھتے تھے تو فرماتے: سبحان ربی الاعلی۔

۳۲۔ابن ابی شیبہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ آپ آیت سبح اسم ربک الاعلی پڑھتے تھے تو کہتے سبحان ربی الاعلی۔ (تفسیر درمنثور، سورہ اعلیٰ، بیروت)

870 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى أَوْ مُوسَى بْنِ أَيُّوبَ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ قَوْمِهِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، بِمَعْنَاهُ زَادَ، قَالَ: فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَكَعَ قَالَ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ ثَلَاثًا، وَإِذَا سَجَدَ قَالَ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى وَبِحَمْدِهِ ثَلَاثًا.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذِهِ الزِّيَادَةُ نَخَافُ أَنْ لَا تَكُونَ مَحْفُوظَةً.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: انْفَرَدَ أَهْلُ مِصْرَ بِإِسْنَادِ هَذَيْنِ الْحَدِيثَيْنِ. حَدِيثِ الرَّبِيعِ، وَحَدِيثِ أَحْمَدَ بْنِ يُونُسَ

⚙⚙ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے تاہم اس میں یہ الفاظ زائد ہیں۔

تو نبی اکرم ﷺ جب رکوع میں جاتے تھے تو آپ ﷺ تین مرتبہ یہ کلمات پڑھتے تھے: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ تو جب آپ ﷺ سجدے میں جاتے تھے تو تین بار یہ کلمات پڑھتے تھے: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى وَبِحَمْدِهِ

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) روایت کے الفاظ میں اضافہ کے بارے میں ہمیں یہ اندیشہ ہے کہ یہ محفوظ نہیں ہیں۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) مصر کے رہنے والے لوگ ان روایات کی سند نقل کرنے میں منفرد ہیں جو ربیع کے حوالے سے منقول ہے اور جو احمد بن یونس کے حوالے سے منقول ہے۔

871 - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: قُلْتُ لِسُلَيْمَانَ: أَدْعُو فِي الصَّلَاةِ إِذَا مَرَرْتُ بِآيَةِ تَخَوُّفٍ، فَحَدَّثَنِي، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ مُسْتَوْرِدٍ، عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ، عَنْ حُذَيْفَةَ، أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكَانَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ، وَفِي سُجُودِهِ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى، وَمَا مَرَّ بِآيَةِ رَحْمَةٍ إِلَّا وَقَفَ عِنْدَهَا فَسَأَلَ، وَلَا بِآيَةِ عَذَابٍ إِلَّا وَقَفَ عِنْدَهَا فَتَعَوَّذَ

❀❀ شعبہ کہتے ہیں: میں نے سلیمان سے کہا: میں نماز کے دوران جب خوف دلانے والی کسی آیت کی تلاوت کروں' تو کیا دعا مانگ لیا کروں' تو انہوں نے سعد بن عبیدہ کے حوالے سے ان کی سند کے ساتھ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع میں سبحان ربی العظیم پڑھا' اور سجدے میں سبحان ربی الاعلی پڑھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کسی رحمت کے مضمون والی آیت کی تلاوت کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں ٹھہر کر اس رحمت کا سوال کرتے اور جب بھی کسی عذاب کے مضمون والی آیت کی تلاوت کرتے' تو وہاں ٹھہر کر اس سے پناہ مانگتے تھے۔

872 - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ: سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ

❀❀ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سجدے اور رکوع میں یہ پڑھتے تھے۔

"(اللہ تعالیٰ) ہر طرح کے عیب سے پاک ہے وہ (ہر خرابی اور برائی اور عیب) سے منزہ ہے۔ وہ تمام فرشتوں اور روح الامین کا پروردگار ہے"۔

873 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدٍ، عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ، قَالَ: قُمْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً، فَقَامَ فَقَرَأَ سُورَةَ الْبَقَرَةِ، لَا يَمُرُّ بِآيَةِ رَحْمَةٍ إِلَّا وَقَفَ فَسَأَلَ، وَلَا يَمُرُّ بِآيَةِ عَذَابٍ إِلَّا وَقَفَ فَتَعَوَّذَ، قَالَ: ثُمَّ رَكَعَ بِقَدْرِ قِيَامِهِ، يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ: سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوتِ وَالْمَلَكُوتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ، ثُمَّ سَجَدَ بِقَدْرِ قِيَامِهِ، ثُمَّ قَالَ فِي سُجُودِهِ مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ قَامَ فَقَرَأَ بِآلِ عِمْرَانَ، ثُمَّ قَرَأَ سُورَةً سُورَةً

❀❀ حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک رات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑا ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ البقرہ کی تلاوت کرنا شروع کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کسی رحمت کے مضمون والی آیت کی تلاوت کرتے وہاں ٹھہر کر اس رحمت کا سوال کرتے اور جب بھی عذاب کے مضمون والی کسی آیت کی تلاوت کرتے تو وہاں ٹھہر کر اس سے پناہ مانگتے تھے۔ راوی بیان کرتے ہیں: پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا' تو تقریباً وہ اتنا ہی تھا جتنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع میں یہ پڑھا۔

"ہر طرح کے عیب سے پاک ہے وہ ذات جو غلبے اور بادشاہی اور کبریائی اور عظمت سے موصوف ہے"۔

پھر آپ ﷺ نے اپنے قیام جتنا سجدہ کیا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے سجدے میں بھی یہی کلمات کہے' پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ نے سورۃ آل عمران کی تلاوت کرنا شروع کر دی پھر آپ ﷺ نے ایک اور سورۃ اور ایک اور سورۃ کی تلاوت کی۔

874 - حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ، وَعَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ اَبِي حَمْزَةَ، مَوْلَى الْاَنْصَارِ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي عَبْسٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ، اَنَّهُ رَاَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ، فَكَانَ يَقُوْلُ: اَللّٰهُ اَكْبَرُ - ثَلَاثًا - ذُو الْمَلَكُوتِ وَالْجَبَرُوتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ، ثُمَّ اسْتَفْتَحَ فَقَرَاَ الْبَقَرَةَ، ثُمَّ رَكَعَ فَكَانَ رُكُوْعُهُ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِ، وَكَانَ يَقُوْلُ فِي رُكُوْعِهِ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ، سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ، ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ، فَكَانَ قِيَامُهُ نَحْوًا مِنْ رُكُوْعِهِ، يَقُوْلُ: لِرَبِّيَ الْحَمْدُ، ثُمَّ سَجَدَ، فَكَانَ سُجُوْدُهُ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِ، فَكَانَ يَقُوْلُ فِي سُجُوْدِهِ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلَى، ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ السُّجُوْدِ، وَكَانَ يَقْعُدُ فِيمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ نَحْوًا مِنْ سُجُوْدِهِ، وَكَانَ يَقُوْلُ: رَبِّ اغْفِرْ لِي، رَبِّ اغْفِرْ لِي، فَصَلَّى اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ، فَقَرَاَ فِيهِنَّ الْبَقَرَةَ، وَآلَ عِمْرَانَ، وَالنِّسَاءَ، وَالْمَائِدَةَ، اَوِ الْاَنْعَامَ، شَكَّ شُعْبَةُ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو رات کے وقت نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا نبی اکرم ﷺ نے تین مرتبہ اللہ اکبر کہا (اور یہ پڑھا)

''(وہ اللہ) جو بادشاہی، غلبے اور کبریائی اور عظمت سے موصوف ہے''۔

پھر آپ ﷺ نے نماز پڑھنا شروع کی اور سورۃ البقرہ پڑھی پھر آپ ﷺ رکوع میں چلے گئے' تو آپ ﷺ کا رکوع آپ ﷺ کے قیام جتنا تھا' اور آپ ﷺ نے رکوع میں یہ پڑھا۔

''سبحان ربی العظیم سبحان ربی العظیم''

پھر آپ ﷺ نے رکوع سے سر اٹھایا تو آپ ﷺ کا قیام تقریباً آپ ﷺ کے رکوع جتنا تھا۔ جس میں آپ ﷺ یہ پڑھ رہے تھے۔

''حمد میرے پروردگار کے لیے ہی مخصوص ہے''۔

پھر آپ ﷺ سجدے میں گئے' تو آپ ﷺ کا سجدہ اتنا ہی تھا جتنا آپ ﷺ نے قیام کیا تھا۔ آپ ﷺ سجدے میں یہ پڑھتے رہے۔

''سبحان ربی الاعلی''

پھر آپ ﷺ نے سجدے سے سر اٹھایا اور جب آپ ﷺ دو سجدوں کے درمیان بیٹھے تو وہ تقریباً آپ ﷺ کے سجدے جتنا (طویل تھا) آپ ﷺ اس میں یہ پڑھتے رہے۔

''اے میرے پروردگار میری مغفرت کردے اے میرے پروردگار میری مغفرت کردے''۔

نبی اکرم ﷺ نے چار رکعت ادا کی تھیں۔ آپ ﷺ نے ان میں سورۃ البقرہ، سورۃ آل عمران، سورۃ النساء اور سورۃ مائدہ (شعبہ نامی راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) سورۃ انعام کی تلاوت کی تھی۔

بَابٌ فِي الدُّعَاءِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

باب: رکوع اور سجدے میں دعا مانگنا

875 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، وَاَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ، وَمُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، قَالُوْا: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، اَخْبَرَنَا عَمْرٌو يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، عَنْ سُمَيٍّ، مَوْلٰى اَبِي بَكْرٍ، اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا صَالِحٍ ذَكْوَانَ، يُحَدِّثُ، عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ، فَاَكْثِرُوا الدُّعَاءَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''بندہ اپنے پروردگار کے سب سے زیادہ اس وقت قریب ہوتا ہے جب وہ سجدہ کی حالت میں ہو تو تم (سجدے کے دوران) بکثرت دعا کیا کرو''۔

876 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ سُحَيْمٍ، عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْبَدٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَشَفَ السِّتَارَةَ وَالنَّاسُ صُفُوْفٌ خَلْفَ اَبِي بَكْرٍ، فَقَالَ: يَا اَيُّهَا النَّاسُ، اِنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنْ مُبَشِّرَاتِ النُّبُوَّةِ اِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ، اَوْ تُرٰى لَهُ، وَاِنِّي نُهِيْتُ اَنْ اَقْرَاَ رَاكِعًا، اَوْ سَاجِدًا، فَاَمَّا الرُّكُوْعُ، فَعَظِّمُوا الرَّبَّ فِيْهِ، وَاَمَّا السُّجُوْدُ، فَاجْتَهِدُوْا فِي الدُّعَاءِ، فَقَمِنٌ اَنْ يُسْتَجَابَ لَكُمْ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے پردہ ہٹایا لوگ اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے صفیں بنا کر (نماز ادا کر رہے تھے) نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! نبوت کے مبشرات میں سے صرف سچے خواب باقی رہ گئے ہیں۔ جنہیں کوئی مسلمان دیکھتا ہے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) جو اسے دکھائے جاتے ہیں۔ مجھے اس بات سے منع کیا گیا ہے کہ میں رکوع اور سجدے کے دوران تلاوت کروں جہاں تک رکوع کا تعلق ہے تو تم اس میں اپنے پروردگار کی عظمت بیان کرو جہاں تک سجدے کا تعلق ہے تو تم اس میں اہتمام کے ساتھ دعا مانگو وہ اس لائق ہوگی کہ اسے تمہارے لیے قبول کیا جائے''۔

877 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ اَبِي الضُّحٰى، عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُكْثِرُ اَنْ يَقُوْلَ فِي رُكُوْعِهِ وَسُجُوْدِهِ:

سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِکَ، اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ یَتَأَوَّلُ الْقُرْآنَ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ سجدے اور رکوع میں بکثرت یہ دعا مانگا کرتے تھے۔

''تو ہر عیب سے پاک ہے اے اللہ! اے ہمارے پروردگار! حمد تیرے ہی لیے مخصوص ہے اے اللہ! تو میری مغفرت کر دے''۔

(سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:) نبی اکرم ﷺ قرآن کے حکم پر عمل کرنے کے لیے (یہ دعا مانگا کرتے تھے)

878 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَہْبٍ، ح وحَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ السَّرْحِ، اَخْبَرَنَا ابْنُ وَہْبٍ، اَخْبَرَنِیْ یَحْیٰی بْنُ اَیُّوْبَ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِیَّةَ، عَنْ سُمَیٍّ، مَوْلٰی اَبِیْ بَکْرٍ، عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ فِیْ سُجُوْدِهٖ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ کُلَّهٗ، دِقَّهٗ، وَجِلَّهٗ، وَاَوَّلَهٗ وَآخِرَهٗ، زَادَ ابْنُ السَّرْحِ: عَلَانِیَتَهٗ وَسِرَّهٗ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ سجدے میں یہ دعا مانگتے تھے۔

''اے اللہ! تو میرے تمام ذنب کی جو کم ہو یا زیادہ ہو جو پہلے والا ہو یا بعد والا ہو۔ (ان سب کی) مغفرت کر دے''۔

ابن سرح نے یہ الفاظ زائد نقل کیے ہیں:

''جو اعلانیہ طور پر ہو یا پوشیدہ طور پر ہو''۔

879 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَیْمَانَ الْاَنْبَارِیُّ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ یَحْیٰی بْنِ حَبَّانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: فَقَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَیْلَةٍ، فَلَمَسْتُ الْمَسْجِدَ، فَاِذَا هُوَ سَاجِدٌ وَقَدَمَاهُ مَنْصُوْبَتَانِ، وَهُوَ یَقُوْلُ: اَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ، وَاَعُوْذُ بِمُعَافَاتِکَ مِنْ عُقُوْبَتِکَ، وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ، لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ، اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک رات میں نے نبی اکرم ﷺ کو غیر موجود پایا۔ (اندھیرے کی وجہ سے) میں نے آپ ﷺ کو ٹٹولا آپ ﷺ جائے نماز پر تھے آپ ﷺ سجدے کی حالت میں تھے آپ ﷺ کے دونوں پاؤں کھڑے تھے آپ ﷺ یہ پڑھ رہے تھے۔

''اے اللہ! میں تیری ناراضگی سے تیری رضامندی کی' تیرے سزا دینے سے تیری معافی کی اور تیری بارگاہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔ میں تیری ثناء کا احاطہ نہیں کر سکتا تو ویسا ہی ہے' جس طرح تو نے اپنی ذات کی ثناء بیان کی ہے''۔

878- اسناده صحيح. ابن وهب: هو عبد الله، وابو صالح: هو ذكوان السمان. واخرجه مسلم (483) من طريق عبد الله بن وهب، بهذا الاسناد. وهو في "صحيح ابن حبان" (1931).

بَابُ الدُّعَاءِ فِي الصَّلَاةِ

باب: نماز میں دعا مانگنا

880 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، أَنَّ عَائِشَةَ، أَخْبَرَتْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو فِي صَلَاتِهِ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ، وَالْمَغْرَمِ، فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ: مَا أَكْثَرَ مَا تَسْتَعِيذُ مِنَ الْمَغْرَمِ؟، فَقَالَ: إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ، وَوَعَدَ فَأَخْلَفَ

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں یہ دعا مانگتے تھے۔

''اے اللہ! میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور دجال کی آزمائش سے تیری پناہ مانگتا ہوں، زندگی اور موت کی آزمائش سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ! میں گناہ اور قرض سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

ایک صاحب نے عرض کی: کیا وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرض سے بہت پناہ مانگتے ہیں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی جب مقروض ہوتا ہے' تو بات کرتے ہوئے غلط بیانی کرتا ہے۔ وعدہ کرتا ہے' تو اس کی خلاف ورزی کرتا ہے۔

881 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوُدَ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاةِ تَطَوُّعٍ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ، وَيْلٌ لِأَهْلِ النَّارِ

عبدالرحمن بن ابولیلیٰ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں نفل نماز ادا کی تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا۔

''میں جہنم سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اہل جہنم کے لیے بربادی ہے''۔

882 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الصَّلَاةِ وَقُمْنَا مَعَهُ، فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ فِي الصَّلَاةِ: اللّٰهُمَّ ارْحَمْنِي، وَمُحَمَّدًا، وَلَا تَرْحَمْ مَعَنَا أَحَدًا، فَلَمَّا سَلَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لِلْأَعْرَابِيِّ: لَقَدْ تَحَجَّرْتَ وَاسِعًا يُرِيدُ رَحْمَةَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا کرنے کے لیے کھڑے ہوئے ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں کھڑے ہو گئے ایک دیہاتی نے نماز کے دوران یہ کہا۔

''اے اللہ! مجھ پر اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم کر! ہمارے ساتھ کسی اور پر رحم نہ کرنا''۔

... ماجہ (1352) من طریق ابن ابی لیلی، بھذا الاسناد.

نبی اکرم ﷺ نے جب سلام پھیرا تو آپ ﷺ نے اس دیہاتی سے فرمایا:

''تم نے ایک کشادہ چیز کو تنگ کر دیا ہے''۔

نبی اکرم ﷺ کی مراد اللہ تعالیٰ کی رحمت تھی۔

883 - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِينِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَ إِذَا قَرَأَ: سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى، قَالَ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى،

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: خُولِفَ وَكِيعٌ فِي هَذَا الْحَدِيثِ، وَرَوَاهُ أَبُو وَكِيعٍ، وَشُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَوْقُوفًا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب سورۃ اعلیٰ کی تلاوت کرتے تھے' تو یہ کہتے تھے۔

''سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى''

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) اس حدیث میں وکیع کے برخلاف نقل کیا گیا ہے۔ ابووکیع اور شعبہ نے اسے ابواسحاق کے حوالے سے سعید بن جبیر کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے موقوف روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

884 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ، قَالَ: كَانَ رَجُلٌ يُصَلِّي فَوْقَ بَيْتِهِ، وَكَانَ إِذَا قَرَأَ: (أَلَيْسَ ذَلِكَ بِقَادِرٍ عَلَى أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتَى) (القيامة: 40)، قَالَ: سُبْحَانَكَ، فَبَكَى، فَسَأَلُوهُ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

- قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ أَحْمَدُ: يُعْجِبُنِي فِي الْفَرِيضَةِ أَنْ يَدْعُوَ بِمَا فِي الْقُرْآنِ

موسیٰ بن ابوعائشہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص اپنے گھر کی چھت پر نماز ادا کر رہا تھا جب اس نے یہ آیت تلاوت کی۔

''کیا وہ اس بات پر قادر نہیں کہ مردوں کو زندہ کر دے'' تو اس شخص نے کہا: اے اللہ! تو ہر عیب سے پاک ہے۔ (جی ہاں! تو اس بات پر قادر ہے' پھر رونے لگا۔

لوگوں نے اس شخص سے اس بارے میں دریافت کیا' تو اس نے بتایا کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) امام احمد کہتے ہیں: فرض نماز کے بارے میں مجھے یہ بات زیادہ پسند ہے کہ آدمی وہ دعا کرے جو قرآن میں مذکور ہو۔

بَابُ مِقْدَارِ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

باب: رکوع اور سجدے کی مقدار

885 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ الْجُرَيْرِيُّ، عَنِ السَّعْدِيِّ، عَنْ

أَبِيهِ، أَوْ عَنْ عَمِّهِ، قَالَ: رَمَقْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاتِهِ، فَكَانَ يَتَمَكَّنُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ قَدْرَ مَا يَقُولُ: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ ثَلَاثًا

سعدی اپنے والد یا شاید اپنے چچا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کی نماز کا جائزہ لیا۔ نبی اکرم ﷺ رکوع اور سجدے میں اتنی دیر ٹھہرتے تھے جتنی دیر میں تین مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ پڑھتے تھے۔

886- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ الْأَهْوَازِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ، وَأَبُو دَاوُدَ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ يَزِيدَ الْهُذَلِيِّ، عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا رَكَعَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ، وَذَلِكَ أَدْنَاهُ، وَإِذَا سَجَدَ فَلْيَقُلْ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى ثَلَاثًا، وَذَلِكَ أَدْنَاهُ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا مُرْسَلٌ، عَوْنٌ لَمْ يُدْرِكْ عَبْدَ اللهِ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''جب کوئی شخص رکوع میں جائے' تو تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ پڑھے یہ سب سے کم مقدار ہے' جب سجدے میں جائے' تو تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى پڑھے اور یہ اس کی سب سے کم مقدار ہے''۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ روایت مرسل ہے عون نامی راوی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا ہے۔

887- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ، سَمِعْتُ أَعْرَابِيًّا يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَرَأَ مِنْكُمْ وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ، فَانْتَهَى إِلَى آخِرِهَا: (أَلَيْسَ اللهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ) (التين: 8)، فَلْيَقُلْ: بَلَى، وَأَنَا عَلَى ذَلِكَ مِنَ الشَّاهِدِينَ، وَمَنْ قَرَأَ: لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَانْتَهَى إِلَى (أَلَيْسَ ذَلِكَ بِقَادِرٍ عَلَى أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتَى) (القيامة: 40)، فَلْيَقُلْ: بَلَى، وَمَنْ قَرَأَ: وَالْمُرْسَلَاتِ، فَبَلَغَ: (فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ) (المرسلات: 50)، فَلْيَقُلْ: آمَنَّا بِاللهِ، قَالَ إِسْمَاعِيلُ: ذَهَبْتُ أُعِيدُ عَلَى الرَّجُلِ الْأَعْرَابِيِّ، وَأَنْظُرُ لَعَلَّهُ، فَقَالَ: يَا ابْنَ أَخِي، أَتَظُنُّ أَنِّي لَمْ أَحْفَظْهُ، لَقَدْ حَجَجْتُ سِتِّينَ حَجَّةً، مَا مِنْهَا حَجَّةٌ إِلَّا وَأَنَا أَعْرِفُ الْبَعِيرَ الَّذِي حَجَجْتُ عَلَيْهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص سورۃ التین کی تلاوت کرے اور سورۃ کے آخر میں یہ پڑھے:

887- اسناده ضعيف لابهام الراوى عن ابى هريرة. سفيان: هو ابن عيينة. واخرجه مختصرا بما يتعلق بـ (وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ) (التين: 1) الترمذى (3641) من طريق سفيان، بهذا الاسناد. وقال: هذا حديث انما يروى بهذا الاسناد عن هذا الاعرابى عن ابى هريرة، ولا يسمى. وهو بتمامه فى "مسند احمد" (7391). وفى الباب عن رجل من الصحابة سلف برقم (884)، واسناده منقطع.

''کیا اللہ تعالیٰ تمام حاکموں سے بڑا حاکم نہیں ہے''

تو آدمی کو یہ کہنا چاہئے: جی ہاں اور میں اس بات کا گواہ ہوں''۔

جب آدمی پڑھے ''میں قیامت کے دن کی قسم اٹھاتا ہوں''۔ اور اس آیت پر پہنچے ''اور کیا وہ اس بات پر قادر نہیں ہے کہ وہ مردوں کو زندہ کردے'' تو آدمی کو چاہئے کہ وہ کہے: جی ہاں! اور جو شخص سورۃ مرسلات کی تلاوت کرے اور اس آیت پر پہنچے۔

''تو وہ لوگ اس کے بعد کون سی حدیث پر ایمان لائیں گے'' تو آدمی کو یہ کہنا چاہئے ''ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں''۔

اسماعیل نامی راوی کہتے ہیں: میں اس شخص کے پاس دوبارہ گیا کہ کہیں (وہ اس روایت کو بھول تو نہیں گیا) تو اس نے کہا: اے میرے بھتیجے! کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ مجھے یہ بات یاد نہیں ہوگی۔ میں نے سات حج کیے ہیں اور ان میں سے کون سا حج کس اونٹ پر کیا تھا مجھے یہ بھی یاد ہے۔

888 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، وَابْنُ رَافِعٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِبْرَاهِيمَ بْنِ عُمَرَ بْنِ كَيْسَانَ، حَدَّثَنِيْ اَبِي، عَنْ وَهْبِ بْنِ مَانُوسَ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: مَا صَلَّيْتُ وَرَاءَ اَحَدٍ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَشْبَهَ صَلَاةً بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ هٰذَا الْفَتَى - يَعْنِي عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ - قَالَ: فَحَزَرْنَا فِي رُكُوعِهِ عَشْرَ تَسْبِيحَاتٍ، وَفِي سُجُودِهِ عَشْرَ تَسْبِيحَاتٍ.

قَالَ اَبُو دَاوُدَ: قَالَ اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، قُلْتُ لَهُ: مَانُوسَ، اَوْ مَابُوسَ، قَالَ: اَمَّا عَبْدُ الرَّزَّاقِ فَيَقُولُ: مَابُوسَ، وَاَمَّا حِفْظِي فَمَانُوسَ، وَهٰذَا لَفْظُ ابْنِ رَافِعٍ، قَالَ اَحْمَدُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

⊙⊙ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد میں نے ایسے کسی شخص کے پیچھے نماز ادا نہیں کی، جو اس نوجوان سے زیادہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے مشابہہ نماز ادا کرتا ہو، ان کی مراد عمر بن عبدالعزیز تھے۔ راوی بیان کرتے ہیں: ہم نے ان کے رکوع کا اندازہ لگایا کہ (اتنے وقت میں) دس مرتبہ تسبیح پڑھی جاسکتی ہے، اور ان کے سجدے کا اندازہ لگایا (کہ اتنے وقت میں) دس مرتبہ تسبیح پڑھی جاسکتی ہے۔

بَابُ اَعْضَاءِ السُّجُودِ

باب: سجدے کے اعضاء

889 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، وَسُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أُمِرْتُ، قَالَ حَمَّادٌ: اُمِرَ نَبِيُّكُمْ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةٍ، وَلَا يَكُفَّ شَعْرًا، وَلَا ثَوْبًا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"مجھے اس بات کا حکم دیا گیا (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا حکم دیا گیا کہ وہ سات اعضاء پر سجدہ کریں اور (نماز کے دوران) بال یا کپڑے نہ سمیٹیں"۔

890 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أُمِرْتُ، وَرُبَّمَا قَالَ: أُمِرَ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ آرَابٍ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"مجھے اس بات کا حکم دیا گیا (بعض اوقات انہوں نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں) تمہارے نبی کو اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ سات اعضاء پر سجدہ کریں"۔

891 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا بَكْرٌ يَعْنِي ابْنَ مُضَرَ، عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا سَجَدَ الْعَبْدُ سَجَدَ مَعَهُ سَبْعَةُ آرَابٍ، وَجْهُهُ، وَكَفَّاهُ، وَرُكْبَتَاهُ، وَقَدَمَاهُ

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

"جب بندہ سجدہ کرتا ہے تو اس کے ہمراہ سات اعضاء سجدہ کرتے ہیں، اس کا چہرہ، اس کے دونوں ہاتھ، اس کے دونوں گھٹنے اور اس کے دونوں پاؤں"۔

892 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَفَعَهُ قَالَ: إِنَّ الْيَدَيْنِ تَسْجُدَانِ كَمَا يَسْجُدُ الْوَجْهُ، فَإِذَا وَضَعَ أَحَدُكُمْ وَجْهَهُ فَلْيَضَعْ يَدَيْهِ، وَإِذَا رَفَعَهُ فَلْيَرْفَعْهُمَا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما "مرفوع" حدیث کے طور پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"بے شک دونوں ہاتھ اسی طرح سجدہ کرتے ہیں جس طرح چہرہ سجدہ کرتا ہے، جب کوئی شخص (سجدہ کرتے ہوئے) اپنا چہرہ (زمین پر) رکھے تو اسے دونوں ہاتھ بھی (زمین پر) رکھنے چاہئیں، اور جب وہ اسے (یعنی چہرے کو) اٹھائے تو انہیں (یعنی ہاتھوں کو بھی) اٹھالے"۔

891- اسناده صحيح. ابن الهاد: هو يزيد بن عبد الله. واخرجه مسلم (490)، والترمذى (271)، والنسائى فى "الكبرى" (685) عن قتيبة بهذا الاسناد. واخرجه النسائى (690)، وابن ماجه (885) من طريقين عن يزيد بن عبد الله بن الهاد، به وهو فى "مسند احمد" (1780)، و"صحيح ابن حبان" (1921) و(1922).

بَابٌ فِي الرَّجُلِ يُدْرِكُ الْإِمَامَ سَاجِدًا كَيْفَ يَصْنَعُ؟

باب: آدمی اگر امام کو سجدے کی حالت میں پائے تو وہ کیا کرے

893 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ، اَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْحَكَمِ، حَدَّثَهُمْ، اَخْبَرَنَا نَافِعُ بْنُ يَزِيدَ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ اَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ اَبِي الْعَتَّابِ، وَابْنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا جِئْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ وَنَحْنُ سُجُودٌ فَاسْجُدُوا، وَلَا تَعُدُّوهَا شَيْئًا، وَمَنْ اَدْرَكَ الرَّكْعَةَ، فَقَدْ اَدْرَكَ الصَّلَاةَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جب تم نماز کے لیے آؤ اور ہم اس وقت سجدے کی حالت میں ہوں، تو تم بھی سجدہ کرو لیکن اسے کچھ شمار نہ کرو، اور جو شخص ایک رکعت کو پالے اس نے نماز کو پالیا''۔

بَابُ السُّجُودِ عَلَى الْاَنْفِ وَالْجَبْهَةِ

باب: ناک اور پیشانی پر سجدہ کرنا

894 - حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِي كَثِيرٍ، عَنْ اَبِي سَلَمَةَ، عَنْ اَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُئِيَ عَلَى جَبْهَتِهِ، وَعَلَى اَرْنَبَتِهِ اَثَرُ طِينٍ مِنْ صَلَاةٍ صَلَّاهَا بِالنَّاسِ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھادی، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک پیشانی اور ناک کے بانسہ پر کیچڑ کا نشان دکھائی دیا۔

895 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ نَحْوَهُ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

بَابُ صِفَةِ السُّجُودِ

باب: سجدہ کرنے کا طریقہ

896 - حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ اَبُو تَوْبَةَ، حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ اَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: وَصَفَ لَنَا الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ، فَوَضَعَ يَدَيْهِ، وَاعْتَمَدَ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، وَرَفَعَ عَجِيزَتَهُ، وَقَالَ: هٰكَذَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ

ابواسحاق بیان کرتے ہیں: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے ہمیں (سجدہ) کر کے دکھایا، انہوں نے اپنے دونوں

ہاتھ رکھے اور گھٹنوں کا سہارا لیا، اپنی سرین کو اٹھایا اور یہ بات بیان کی: نبی اکرم ﷺ اسی طرح سجدہ کیا کرتے تھے۔

897 - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اعْتَدِلُوا فِي السُّجُودِ، وَلَا يَفْتَرِشْ أَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ افْتِرَاشَ الْكَلْبِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''سجدوں میں اعتدال کرو (یعنی اطمینان سے سجدہ کرو) اور کوئی شخص اپنے بازوؤں نہ بچھائے جس طرح کتا بچھاتا ہے''۔

898 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَمِّهِ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ، عَنْ مَيْمُونَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَجَدَ، جَافَى بَيْنَ يَدَيْهِ، حَتَّى لَوْ أَنَّ بَهْمَةً أَرَادَتْ أَنْ تَمُرَّ تَحْتَ يَدَيْهِ مَرَّتْ

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ سجدہ کرتے ہوئے اپنے بازو اتنے کشادہ رکھتے تھے: اگر بکری کا بچہ آپ ﷺ کے بازوؤں کے نیچے سے گزرنا چاہتا تو گزر سکتا تھا۔

899 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ، عَنِ التَّمِيمِيِّ، الَّذِي يُحَدِّثُ بِالتَّفْسِيرِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَلْفِهِ، فَرَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ وَهُوَ مُجَخٍّ، قَدْ فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ''میں پیچھے سے نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا (آپ ﷺ اس وقت سجدے کی حالت میں تھے) میں نے آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی دیکھ لی، آپ ﷺ نے اپنا پیٹ (زمین سے) اٹھایا ہوا تھا' اور دونوں بازو (پہلو سے) دور رکھے ہوئے تھے''۔

900 - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ رَاشِدٍ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ، حَدَّثَنَا أَحْمَرُ بْنُ

896- حديث صحيح، وهذا اسناد ضعيف لضعف شريك - وهو ابن عبد الله النخعي القاضي - وباقي رجاله ثقات. ابو اسحاق: هو عمرو بن عبد الله السبيعي. واخرجه النسائي في "الكبرى" (695) من طريق شريك، بهذا الاسناد. وهو في "مسند احمد" (18701). واخرجه النسائي (696) من طريق يونس بن ابي اسحاق، عن ابيه، عن البراء قال: كان رسول الله - صلى الله عليه وسلم - اذا صلى جخى. اى: فتح عضديه عن جنبيه، وجافاهما عنه. واخرجه الترمذي (270) من طريق حجاج بن ارطاة، عن ابي اسحاق قال: قلت للبراء: اين كان النبي - صلى الله عليه وسلم - يضع وجهه اذا سجد؟ قال: بين كفيه. واخرج مسلم (494

899- صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف، التميمي الذي يحدث بالتفسير - واسمه أربدة، ويقال: ازبد - لم يرو عنه غير ابي اسحاق السبيعي، ولم يوثقه غير العجلي وابن حبان. زهير: هو ابن معاوية. واخرجه احمد (2405)، والحاكم 1/2281، والبيهقي 1152/ من طريق زهير ابن معاوية، بهذا الاسناد. واخرجه الطيالسي (2740)، وعبد الرزاق (2924)، واحمد (2405) و (2662) و (2753) و (2781) و (2907) و (2908) و (3152) و (3197) و (3414) و (3447) من طرق عن ابي اسحاق، به. واخرجه ابن ابي شيبة 2581/، والطيالسي (2727)، واحمد (2073)، والطبراني (12219) من طريق شعبة مولى ابن عباس، عن ابن عباس. وله شاهد من حديث عبد الله بن مالك ابن بحينة عند البخاري (807)، ومسلم (495)

جَزْءٍ، صَاحِبُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ إِذَا سَجَدَ، جَافَى عَضُدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ، حَتَّى نَأْوِيَ لَهُ

نبی اکرم ﷺ کے صحابی حضرت احمر بن جزء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب سجدے میں جاتے تھے، تو اپنے دونوں بازو (اتنی مشقت سے) پہلو سے دور رکھتے تھے کہ ہمیں حیرانگی ہوتی تھی۔

901 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ دَرَّاجٍ، عَنِ ابْنِ حُجَيْرَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ، فَلَا يَفْتَرِشْ يَدَيْهِ افْتِرَاشَ الْكَلْبِ، وَلْيَضُمَّ فَخِذَيْهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جب کوئی شخص سجدے میں جائے' تو وہ اپنے بازوؤں کو کتے کی طرح نہ بچھائے، اور اپنے زانو ملا کے رکھے''۔

سجدہ کرنے کا لغوی مفہوم

زمین پر سر ٹیکنا اور عاجزی کا اظہار کرنا، سجدہ کے لغوی معنی ہیں۔ اصطلاح شریعت میں سجدہ کہتے ہیں "اللہ کے سامنے اپنی عبودیت اور کمال عجز وانکساری کے اظہار کے طور پر بندے کا اپنے سر کو زمین پر ٹیک دینا۔

سجدے میں جانے کے سنت طریقے کا بیان

حضرت وائل ابن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رحمت عالم ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ ﷺ سجدہ کرنے کا ارادہ کرتے تو پہلے اپنے دونوں گھٹنے (زمین پر) ٹیکتے اور پھر دونوں ہاتھ رکھتے اور جب سجدے سے اٹھنے کا ارادہ کرتے تو پہلے اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے پھر دونوں گھٹنے اٹھاتے۔ (ابوداؤد، جامع ترمذی، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، دارمی)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ علیہما کا مسلک بھی یہی ہے کہ سجدہ کرتے وقت پہلے دونوں گھٹنے زمین پر ٹیکنے چاہئیں اس کے بعد دونوں ہاتھ رکھے جائیں اسی طرح سجدے سے اٹھتے وقت پہلے دونوں ہاتھ اور پھر دونوں گھٹنے اٹھانے چاہئیں ابوداؤد کی ایک روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ (سجدے سے) گھٹنوں کے بل اٹھتے تھے اور اپنے دونوں ہاتھ رانوں پر ٹیکتے تھے۔

علماء نے اعضاء سجدہ کو زمین پر رکھنے کے سلسلے میں ایک اصول متعین کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اعضاء سجدہ کو زمین پر ٹیکنا زمین کے قرب کے اعتبار سے ہے یعنی جو عضو زمین سے زیادہ قریب ہو اسے پہلے زمین پر رکھا جائے اسی ترتیب سے تمام عضو رکھے جائیں اور سجدے سے اٹھتے وقت اس کا عکس ہونا چاہئے۔ یعنی جو عضو زمین سے سے زیادہ قریب ہو اسے سب سے بعد میں اٹھانا چاہئے۔

900- صحيح لغيره، وهذا اسناد حسن في المتابعات والشواهد من اجل عباد بن راشد، وباقي رجاله ثقات. الحسن: هو البصري. واخرجه ابن ماجه (886) من طريق عباد بن راشد، بهذا الاسناد. وهو في "مسند احمد" (19012). وتشهد له احاديث الباب السالفة قبلة.

زمین پر ناک اور پیشانی ٹیکنے کے سلسلے میں مسئلہ تو یہ ہے کہ ناک اور پیشانی یہ دونوں عضو کے حکم میں ہیں کہ دونوں عضو ایک ساتھ زمین پر ٹیکنے چاہئیں لیکن بعض حضرات کا قول یہ بھی ہے کہ ناک زمین سے زیادہ قریب ہے اس لیے پہلے ناک رکھی جائے اس کے بعد پیشانی ٹیکی جائے۔

علامہ شمنی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ سجدے میں جاتے وقت اگر کسی عذر مثلاً موزے وغیرہ کی بناء پر گھٹنوں کو دونوں ہاتھوں سے پہلے رکھنا دشوار ہو تو پہلے دونوں ہاتھ زمین پر ٹیک لیے جائیں اس کے بعد دونوں گھٹنے رکھے جائیں۔

بَابُ الرُّخْصَةِ فِيْ ذٰلِكَ لِلضَّرُوْرَةِ

باب: ضرورت کے وقت اس بارے میں رخصت کا بیان

902 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: اشْتَكَى اَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَشَقَّةَ السُّجُوْدِ عَلَيْهِمْ اِذَا انْفَرَجُوْا، فَقَالَ: اسْتَعِيْنُوْا بِالرُّكَبِ

❀❀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں، کشادگی اختیار کرنے کی صورت میں، سجدے کے دوران پیش آنے والی مشقت کی شکایت کی، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تم گھٹنوں کے ذریعے مدد حاصل کرو"۔

بَابٌ فِي التَّخَصُّرِ وَالْاِقْعَاءِ

باب: (نماز کے دوران) پہلو پر ہاتھ رکھنا یا ایڑھیوں کے بل بیٹھنا

903 - حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، عَنْ وَكِيْعٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ زِيَادِ بْنِ صَبِيْحٍ الْحَنَفِيِّ، قَالَ: صَلَّيْتُ اِلٰى جَنْبِ ابْنِ عُمَرَ، فَوَضَعْتُ يَدَيَّ عَلٰى خَاصِرَتَيَّ، فَلَمَّا صَلّٰى، قَالَ: هٰذَا الصَّلْبُ فِي الصَّلَاةِ، وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنْهُ

❀❀ زیاد بن صبیح حنفی بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پہلو میں نماز ادا کی، میں نے اپنے دونوں ہاتھ پہلوؤں پر رکھ لئے، جب انہوں نے نماز ادا کر لی تو فرمایا: یہ (طریقہ) نماز میں مصلوب ہونے (کے مترادف) ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے منع کیا کرتے تھے۔

نماز میں کھیلنے کی ممانعت وکراہت کا بیان

عن یحی بن کثیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرسلا عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی کَرِہَ لَکُمْ سِتًّا، اَلْعَبَثُ فِی الصَّلَاۃِ وَالْمَنَّ فِی الصَّدَقَۃِ وَالرَّفَثُ فِی الصِّیَامِ، وَالضِّحْکَ

عِنْدَ الْقُبُوْرِ، وَدُخُوْلُ الْمَسَاجِدِ وَأَنْتُمْ جُنُبٌ وَإِدْخَالُ الْعُيُوْنِ فِي الْبُيُوْتِ بِغَيْرِ إِذْنٍ۔
(حاشیۃ الاتقان فی علوم القرآن الجامع الصغیر للسیوطی، والسنن لسعید بن منصور)

حضرت یحییٰ بن کثیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرسلا روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے لئے چھ چیزیں ناپسند فرماتا ہے۔ نماز میں کھیلنا، صدقہ کر کے احسان جتانا، روزہ میں فحش گوئی کرنا، قبرستان میں ہنسنا، مسجدوں میں حالت جنابت میں داخل ہونا، بغیر اجازت کسی کے گھر میں نظر ڈالنا۔

نماز میں تشبیک کی کراہت کا بیان

حضرت کعب ابن عجرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی وضو کرے تو اچھی طرح وضو کرے پھر نماز کا ارادہ کر کے مسجد کی طرف چلے (تو اسے چاہیے کہ راستے میں انگلیوں کے درمیان تشبیک نہ کرے کیونکہ وہ اس وقت سے گویا نماز میں ہے۔ (مسند احمد بن حنبل، جامع ترمذی، ابوداؤد، سنن نسائی، دارمی)

حدیث کے پہلے جزء کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی آدمی وضو کرے تو اسے چاہئے کہ وہ وضو کی تمام شرائط و آداب کو ملحوظ رکھے اور حضور قلب کے ساتھ وضو کرے تا کہ وضو پورے کمال اور حسن کے ساتھ ادا ہو۔ چنانچہ علماء لکھتے ہیں کہ جس قدر توجہ اور حضور قلب وضو میں حاصل ہوگا اسی قدر نماز میں خشوع و خضوع اور توجہ پیدا ہوگی۔

تشبیک کیا ہے؟ حدیث کے دوسرے جزو کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی وضو کے بعد نماز کے ارادے سے مسجد کی طرف چلے تو راستے میں انگلیوں کے درمیان تشبیک نہ کرے یعنی ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر کھیلتا ہوا نہ چلے کیونکہ جب وہ نماز کی نیت سے گھر سے نکلا ہے تو گویا وہ نماز ہی میں ہے اور خشوع و خضوع کے منافی ہونے کی وجہ سے تشبیک چونکہ نماز میں ممنوع ہے اس لیے نماز کے راستے میں بھی یہ ممنوع ہے اسی پر قیاس کیا جا سکتا ہے کہ جو چیز نماز میں ممنوع ہے وہ نماز کے لیے مسجد آتے ہوئے راستے میں بھی ممنوع ہوگی۔

اس حدیث سے اس بات پر تنبیہ مقصود ہے کہ بندے کو چاہئے کہ وہ نماز کے راستے میں حضور اور خشوع وادب اور وقار کے ساتھ چلے محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب صحیح البخاری میں ایک باب مسجد میں تشبیک کے موضوع پر قائم کیا ہے جس کے تحت انہوں نے دو حدیثیں نقل کی ہیں دونوں حدیثیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ مسجد میں انگلیوں کے درمیان تشبیک جائز ہے لہذا علماء کرام نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے ثابت شدہ ممانعت کا تعلق اس صورت میں ہے کہ جب کوئی آدمی انگلیوں کے درمیان تشبیک محض کھیل اور تفریح طبع کی خاطر کرے اور کوئی آدمی بطریق تمثیل کرے تو جائز ہے یا پھر صحیح البخاری کی روایت کردہ احادیث کی یہ توجیہ بھی کی جا سکتی ہے کہ ان احادیث کا تعلق اس وقت سے ہے جب کہ انگلیوں کے درمیان تشبیک کی ممانعت کا حکم نہیں ہوا تھا۔ واللہ اعلم۔

نماز میں کلام کرنے کی ممانعت کا بیان

حضرت سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ نماز میں باتیں کیا کرتے تھے، ہر شخص اپنے پاس والے سے نماز

پڑھتے پڑھتے بات کرتا تھا۔ یہاں تک کہ یہ آیت اللہ کے سامنے چپ چاپ (فرمانبردار ہو کر) کھڑے ہو نازل ہوئی تب سے ہمیں خاموش رہنے کا حکم ہوا اور بات کرنا منع ہو گیا۔ (صحیح مسلم، رقم ۳۴۴)

نماز میں اختصار کے منع ہونے کا بیان

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز میں اختصار (یعنی کوکھ پر ہاتھ رکھنا) دوزخیوں کے آرام لینے کی صورت ہے۔ (ابوداؤد)

سعید بن زیاد بن صبیح سے روایت ہے کہ میں نے ایک مرتبہ ابن عمر کے پہلو میں نماز پڑھی تو میں نے اپنا ہاتھ کمر پر رکھ لیا۔ جب نماز ہو چکی تو فرمایا یہ تو نماز میں صلب ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے منع فرمایا کرتے تھے۔ (ابوداؤد)

وہاں یہ بھی بتایا جا چکا ہے کہ میدان حشر میں جب دوزخی کھڑے کھڑے بہت زیادہ تکلیف محسوس کریں گے تو وہ اپنے کوکھ پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہو جائیں گے اور اس طرح وہ کچھ دیر کے لیے آرام اور سکون کی خواہش کریں گے اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہونے کو منع فرمایا ہے کہ دوزخیوں کے ساتھ مشابہت نہ ہو۔

نماز میں اقعاء کرنے کی ممانعت

حضرت طاؤس کہتے ہیں کہ ہم نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اقعاء کی بیٹھک کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ سنت ہے۔ ہم نے کہا کہ ہم تو اس بیٹھک کو آدمی پر (یا پاؤں پر) ستم سمجھتے ہیں۔ انہوں نے کہا (نہیں) بلکہ وہ تو تمہارے نبی ﷺ کی سنت ہے۔ (اقعاء یہ ہے کہ دونوں پاؤں کھڑے کر کے ایڑیوں پر بیٹھنا)۔ (صحیح مسلم:303)

نماز میں نظر پھیرنے والی روایت کی سند کا بیان

علامہ بدرالدین عینی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ کہ یہ حدیث ''لَوْ عَلِمَ الْمُصَلِّي مَنْ يُنَاجِي مَا الْتَفَتَ'' اس طرح روایت نہیں کی گئی۔ بلکہ اس کا سنن ابن ماجہ میں امام ابن ماجہ نے اس طرح بیان کیا ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب کوئی بندہ نماز میں ہوتا ہے تو اللہ عزوجل اس بندے کی طرف اس وقت تک متوجہ رہتا ہے جب تک وہ اِدھر اُدھر (گردن پھیر کر نہیں دیکھتا چنانچہ جب بندہ اِدھر اُدھر دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے منہ پھیر لیتا ہے۔ (مسند احمد بن حنبل، سنن ابوداؤد، سنن نسائی، دارمی)

ابن مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے منہ پھیرنے سے مراد یہ ہے کہ جب کوئی نمازی حالت نماز میں گردن پھیر کر اِدھر اُدھر دیکھتا ہے تو اس کے ثواب میں کمی ہو جاتی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک صحیح روایت نقل کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ جب بندہ نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔ تو پروردگار اپنی بزرگ و برتر ذات کے ساتھ اس طرف متوجہ ہوتا ہے (مگر) جب وہ بندہ (نماز میں) اِدھر اُدھر دیکھتا ہے اور اپنی نظر کو غیر کی طرف متوجہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ابن آدم تو کس کی طرف دیکھ رہا ہے کیا تیرے لیے مجھ

سے بھی کوئی بہتر ہے کہ جس کی طرف تیری نظر متوجہ ہو رہی ہے؟ میری طرف اپنا منہ پھیر جب بندہ دوبارہ اِدھر اُدھر دیکھتا ہے تو روردگار پھر یہی فرماتا ہے اور جب تیسری مرتبہ اِدھر اُدھر دیکھتا ہے تو اللہ جل شانہ اپنے روئے مبارک جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے اس بندے کی طرف سے پھیر لیتا ہے۔

ماز میں اِدھر اُدھر دیکھنا کیسا ہے؟

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنا کیسا ہے تو پ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ شیطان کی جھپٹ ہے وہ آدمی کی نماز پر ایک جھپٹ مارتا ہے۔ (بخاری، ۴۳۴)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ میں نے سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنے کے بارے میں چھا کہ آیا یہ مفسد نماز ہے یا نہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اچک لینا ہے کہ شیطان بندے کی نماز میں سے اچک لیتا ہے۔ (صحیح البخاری وصحیح مسلم)

مطلب یہ ہے کہ جب کوئی آدمی نماز میں پوری توجہ اور پورے آداب کی ساتھ نہیں کھڑا رہتا بلکہ اِدھر اُدھر دیکھتا ہے تو شیطان ردود ایسے نمازی کی نماز کے کمال کو اچک لیتا ہے یعنی اس طرح نماز کا کمال باقی نہیں رہتا یہاں اِدھر اُدھر دیکھنے سے مراد یہ ہے کہ ماز میں کوئی آدمی گردن گھما کر اِدھر اُدھر اس طرح دیکھے کہ منہ قبلے کی طرف سے پھر جائے تو اس کا مسئلہ یہ ہے کہ ایسے آدمی کی نماز کروہ ہو جاتی ہے۔

اور اگر کوئی آدمی نماز میں اِدھر اُدھر اس طرح دیکھے کہ منہ کے ساتھ ساتھ سینہ بھی قبلے کی طرف بالکل پھر جائے تو اس کی نماز سد ہو جائے گی۔ کن انکھیوں سے اِدھر اُدھر دیکھنے سے نہ تو نماز فاسد ہوتی ہے اور نہ مکروہ ہوتی ہے البتہ یہ بھی خلاف اولیٰ ہے۔

ماز میں سلام وکلام کا ممنوع ہونا ثابت ہے

امام بخاری علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم پ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرتے تھے حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ہوتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں جواب بھی دے دیا کرتے تھے۔ پھر ب ہم نجاشی (بادشاہ حبش) کے پاس سے لوٹ کر آئے تو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں سلام کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جواب دیا اور نماز مکمل کرنے کے بعد فرمایا: نماز میں (اللہ کے ساتھ) مشغولیت ہوتی ہے۔ اس لیے نماز میں اور کسی طرف مشغول نہ ہونا اہیے۔ (بخاری، رقم، ۱۲۲۴)

امام ابوداؤد علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ابتداء میں) ہم میں سے ایک آدمی پنے برابر والے سے نماز میں (ضرورت کی) بات کر لیتا پس یہ آیت نازل ہوئی وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ یعنی اللہ کے آگے خاموش لھڑے رہو پس اس طرح ہمیں سکوت کا حکم ہوا اور گفتگو کی ممانعت ہوئی۔ (سنن ابوداؤد)

حضرت سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تو نماز کے اختتام پر دائیں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے ہوئے ہاتھ سے اشارہ بھی کرتے تھے۔ تو (یہ دیکھ کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے ہاتھوں سے اس طرح اشارہ کرتے ہو جیسے شریر گھوڑوں کی دُمیں ہلتی ہیں، تمہیں یہی کافی ہے کہ تم قعدہ میں اپنی رانوں پر ہاتھ رکھے ہوئے دائیں اور بائیں منہ موڑ کر السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا کرو۔ (صحیح مسلم، رقم ۴۳۱)

نماز میں سلام پھیرتے وقت جس طرح ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے سلام کرنا منع ہوا تو داخل نماز میں زبان سے یا اشارے سے سلام کرنا بدرجہ اولیٰ منع ہے۔

نماز کے مکروہات کا بیان

امام ابوداؤد علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ظلم یا جہالت اور گنوار پن کی بات ہے کہ مرد نماز سے فارغ ہونے سے پہلے بار بار پیشانی کو پونچھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نماز میں اپنی انگلیاں مت چٹخاؤ۔ (کہ دیکھنے والے کو ایسا محسوس ہو جیسے تم زبردستی قیام کر رہے ہو)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں منہ ڈھانپنے سے منع فرمایا۔

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاحب کو نماز میں ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالے ہوئے دیکھا تو آپ نے اس کے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کھول (کر الگ الگ کر) دیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی جمائی لے تو اپنا ہاتھ منہ پر رکھ لے اور آواز نہ نکالے اس لئے کہ اس پر شیطان (خوش ہو کر) ہنستا ہے۔

حضرت عدی بن ثابت اپنے والد سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز میں تھوکنا، رینٹ نکالنا، حیض اور نفاس شیطان کی طرف سے ہیں۔ (سنن ابوداؤد)

کف شعر کے بارے میں دلائل شرعیہ کا بیان

یعنی نماز اس طرح پڑھنا کہ بالوں کا جوڑا بنایا ہو، اس سے بھی سرکار ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ یہ متعدد روایات میں ہے کہ کف شعر نہ کیا جائے۔ ابوداؤد میں سند جید سے مروی ہے کہ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو دیکھا آپ نماز اس حال میں پڑھ رہے ہیں کہ آپ نے اپنی زلفوں کا اپنی گردن پر جوڑا بنایا ہوا ہے، تو آپ نے جوڑا کھول دیا اور آپ (حضرت ابو رافع) نے فرمایا: میں نے سید دو عالم ﷺ سے سنا ہے کہ وہ کفل الشیطان ہے۔ یعنی شیطان کا حصہ، یا فرمایا مقعد الشیطان ہے یعنی شیطان کے بیٹھنے کی جگہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا اس طرح پڑھنا نہایت ناپسندیدہ عمل اور مکروہ ہے۔ اسی طرح ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے عبداللہ بن حارث کو اس حال میں نماز پڑھتے دیکھا کہ ان کے بال معقوص ہیں، (جوڑا بنایا ہوا) تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ان کے پیچھے کھڑے ہو گئے اور ان کو کھولنا شروع

فرمایا اور ساتھ ہی ایک روایت سرکار ابد قرار ﷺ سے نقل فرمائی۔

جس کا مفہوم یہ ہے کہ ایسے حال میں نماز پڑھنا آپ کو ناپسند ہے۔اس کے علاوہ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حدیث نے دلالت کی اس بات پر کہ اگر کسی نے بالوں کا جوڑا بنا کر نماز ادا کی، تو اس کی نماز مکروہ ہوگی۔آگے فرماتے ہیں: جمہور علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ اس طرح نماز پڑھنا منع ہے۔ چاہے نماز کے لئے ہی قصداً ایسا کیا ہو یا نماز سے پہلے کسی اور غرض کے لئے ایسا کیا گیا ہو۔ ہر حال میں اسطرح نماز ادا کرنا منع ہے۔اور فرماتے ہیں: عقص کا معنی یہ ہے کہ سر کے وسط میں بالوں کو اکٹھا کر لیا جائے اور دھاگہ سے باندھا یا گوند سے چپکا لیا جائے۔

ان روایات سے معلوم ہوا کف شعر یعنی بالوں کو لپیٹ کر جوڑا بنا کر نماز پڑھنا واجب الاعادہ ہے۔تاہم علماء سے مکروہ تنزیہی کا بھی قول مروی ہے۔بہر حال مطلقاً کراہت پر اتفاق ہے۔آگے اختلاف کراہت تحریمی یا کراہت تنزیہی میں ہے۔حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اس حال میں سجدہ کر رہا ہے کہ اس کے بالوں کا جوڑا بنایا ہوا ہے۔تو آپ نے فرمایا: جوڑا کھول دے تا کہ بال بھی سجدہ کریں۔(یہ تمام مضمون عینی جلد نمبر 6 ص 91 پر درج ہے)۔

فتح الباری والے فرماتے ہیں کہ حضرت ابو رافع اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کے عمل سے یہ مفہوم ملتا ہے کہ عین نماز کی حالت میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جائز ہے کہ انہوں نے عملاً نماز کا جوڑا کھول دیا اور جوڑا بنانے سے منع فرمایا اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل بھی اس کی تائید کرتا ہے کہ انہوں نے بھی نماز کی حالت میں تبلیغ فرمائی۔آجکل: فیشن کا دور ہے طرح طرح سے فیشنی بال بنائے جاتے ہیں اور خلاف سنت انگریزی طرز پر بال رکھے جاتے ہیں۔اس طرح کے بال بنانا سخت منع ہے اور تقلید نصاریٰ ہے اور ایسی حالت میں نماز کا مکروہ ہونا واضح ہے۔اس پر مستزاد یہ ہے کہ اکثر حضرات داڑھی منڈواتے یا کتراتے ہیں یہ بھی حرام ہے۔ایک مشت یعنی چار انگل کی مقدار داڑھی رکھنا واجب ہے۔لیکن بعض حضرات کو ایسا کرتے بھی دیکھا ہے کہ داڑھی کٹواتے تو نہیں ہیں، لیکن داڑھی کے بال گرستے ہیں اور موڑ موڑ کر اس طرح بنا لیتے ہیں کہ داڑھی چھوٹی معلوم ہو، یہ بھی سخت منع ہے اور کٹانے کے حکم میں داخل ہے اور اس طرح نماز پڑھانا مکروہ ہے۔

ہمارے بعض آئمہ بھی بہت کوتاہی کرتے ہیں، کچھ داڑھی کٹاتے ہیں اور کچھ داڑھی کو گرستے ہیں۔مولیٰ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔ بالخصوص آئمہ حضرات کو اس کی طرف خصوصی توجہ دینی چاہیئے۔کف ثوب: لغوی معنیٰ ہے کپڑا کا موڑنا اور سجدہ میں جاتے وقت اپنے کپڑے کو اوپر کی طرف کھینچنا ہے۔اس حدیث میں مذکور ہے۔جس طرح کف شعر کی ممانعت ہے ایسے ہی کف ثوب کی بھی ممانعت ہے۔کف ثوب میں تعمیم ہے۔خواہ نیفے کی جانب کپڑا گھر سا ہو یا پائچے کی جانب سے کپڑا الپٹا ہو یا کلائیوں پر کپڑا سمیٹا ہوا ہو۔مطلق کف ثوب ان سب صورتوں کو شامل ہے اور ان جیسی سب صورتیں منع اور مکروہ ہیں۔بعض حضرات کا پاجامہ یا شلوار اتنی لمبی ہوتی ہے کہ ٹخنے کے نیچے تک جاتی ہے اور نماز پڑھتے وقت ٹخنوں کے اوپر کرنے کیلئے شلوار یا پاجامہ کو نیفے سے گھرس لیتے ہیں یا پائچے کی جانب سے لپیٹ لیتے ہیں۔یہ شدید مکروہ ہے۔ٹھیک ہے ٹخنے کے نیچے تک کپڑا ہونا مکروہ ہے۔لیکن یہ اس سے بھی زیادہ کراہت ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ اتنی لمبی شلوار وغیرہ سلوانی ہی نہ چاہیے کہ ٹخنے سے نیچے رہے کیونکہ یہ صرف نماز کی حالت میں ہی خرابی نہیں، بلکہ عام حالت میں بھی یہ ایسی ہی خرابی ہے۔جتنی نماز کی حالت میں، کیونکہ جس حدیث میں آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے وہ ہر حالت کو شامل ہے۔خواہ نماز میں یا غیر نماز میں، پھر شلوار وغیرہ لمبی ہوتی ہے تو پھر یہ تکلفات کرنے پڑتے ہیں کبھی پائنچے کی جانب سے کپڑا لپیٹنا یا نیفے کی جانب سے کپڑا گھرسنا اور کف ثوب کرنا۔جس سے سرکار دو عالم ﷺ نے منع فرمایا ہے۔اس مذکورہ حدیث کے علاوہ بھی امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: مجھے کف ثوب اور کف شعر سے منع فرمایا گیا اور ترمذی شریف میں بھی اس حدیث کی تخریج امام ترمذی نے فرمائی ہے اور یہ فرمایا: ھذا حدیث حسن صحیح۔یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ان احادیث سے ثابت ہوا کہ نماز میں کف ثوب چاہے نیفے کی جانب، چاہے ٹخنے کی جانب، چاہے کہنیوں پر کپڑا لپیٹنا سب صورتیں منع اور مکروہ ہیں اور فقہاء کرام کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے یہ کراہت تحریمی اور گناہ ہے۔

کف شعر کے متعلق اقوال فقہاء کرام کا بیان

درمختار میں ہے: کف ثوب مکروہ ہے، یعنی کپڑے کا اٹھانا، اگرچہ کپڑا مٹی سے بچانے کیلئے کیا ہو جیسے آستین اور دامن کو موڑنا۔اگر ایسی حالت میں نماز میں داخل ہوا کہ اس کی آستین یا اس کا دامن موڑا ہوا تھا اور اس قول سے اس کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ یہ موڑنا حالت نماز کے ساتھ ہی مخصوص نہیں، خواہ نماز شروع کرنے سے پہلے یا دوران نماز ہو، سب صورتوں میں مکروہ ہے۔(جلد 1 صفحہ 598) جوہرہ نیرہ میں ہے: ولا یکف ثوبہ الخ۔اپنے کپڑے کو نہ موڑے اور کف ثوب یہ ہے کہ سجدہ کرتے وقت اپنے سامنے سے یا پیچھے سے اپنا کپڑا اٹھانا اکثر نمازیوں کی عادت ہے کہ سجدہ میں جاتے وقت اپنا کپڑا دونوں ہاتھوں سے اوپر اٹھاتے ہیں یہ بھی کف ثوب ہے اور یہ بھی شدید مکروہ ہے۔عالمگیری میں ہے۔نمازی کیلئے کف ثوب مکروہ ہے۔(عموماً مطلقاً مکروہ بول کر فقہاء مکروہ تحریمی مراد لیتے ہیں)۔

علامہ شامی نے آستین پر کپڑا موڑنے کی تفصیل اس طرح بیان فرمائی ہے کہ نصف کلائی سے کم ہو تو نماز مکروہ تنزیہی ہوگی اور نصف کلائی یا اس سے اوپر تک آستین مڑی ہو، تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کف ثوب تو دونوں صورتوں میں ہے، پھر حکم میں اختلاف کیوں؟ تو اس کی وجہ انہوں نے یہ بیان فرمائی ہے کہ عام طور پر وضو کرنے کے بعد بے توجہی اور بے پرواہی کی وجہ سے آستین تھوڑی سی مڑی رہ جاتی ہے۔لہٰذا ابتلاء عام کی وجہ سے کراہت میں تخفیف ہے۔

علامہ مولانا غلام رسول سعیدی صاحب شرح مسلم جلد اول ص 683 پر فرماتے ہیں: احناف کی کتب میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے فقہائے حنفیہ کا کپڑا لپیٹنے میں (کلائیوں پر) اختلاف ہے بعض کے نزدیک اگر نمازی کہنیوں تک آستین چڑھائے تو مکروہ نہیں اور بعض کے نزدیک مطلقاً مکروہ ہے۔

بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جن فقہاء نے نمازی کے کپڑا لپیٹنے یا سمیٹنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔اس سے مراد مکروہ تحریمی ہے اور جن فقہاء نے کراہت کی نفی کی ہے، اس نفی سے مراد مکروہ تحریمی کی نفی ہے، مکروہ تنزیہی ان کے نزدیک بھی ثابت ہے۔

علامہ ابن عابدین نے اس مضمون کی تصریح فرمائی ہے۔ کپڑا لپیٹنے میں آستینوں کو چڑھانا، پائنچوں کو لپیٹنا اور ٹخنے کے قریب شلوار یا پاجامہ کو اڑس لینا یہ سب شامل ہیں اور یہ مکروہ تحریمی ہے۔ (شرح مسلم، جلد 1 صفحہ 684 فرید بک سٹال لاہور)

نماز میں کھانے پینے کی ممانعت کی علت عمل کثیر ہے

نمازی کا ہر وہ عمل عمل کثیر کہلاتا ہے جس سے اس کی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ لہٰذا نماز کی حالت میں کھانے پینے سے عمل کثیر ثابت ہو جاتا ہے اسی وجہ سے نماز فاسد ہو جائے گی۔

عمل کثیر کی تعریف و حکم

عمل کثیر جو کہ مفسد صلوٰۃ ہوتا ہے اس کی تعریف میں فقہاء فرماتے ہیں کہ اسے عرف پر محمول کیا جائے گا یعنی جس عمل کو دیکھنے والے یہ گمان کریں کہ یہ شخص نماز سے خارج ہے تو اس کو عمل کثیر کہیں گے اور اس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

بَابُ الْبُكَاءِ فِي الصَّلَاةِ

باب: نماز کے دوران رونا

904 - حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَفِي صَدْرِهِ أَزِيزٌ كَأَزِيزِ الرَّحَى مِنَ الْبُكَاءِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مطرف اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ کے نماز ادا کرنے کے دوران، رونے کی وجہ سے، آپ کے سینہ مبارک سے یوں آواز آتی تھی، جیسے چکی چلنے کی آواز ہوتی ہے۔

شرح

آہ۔ اوہ۔ اف۔ تف یہ الفاظ درد یا مصیبت کی وجہ سے نکلے یا آواز سے رویا اور حرف پیدا ہوئے ان سب صورتوں میں نماز جاتی رہی اور اگر رونے میں صرف آنسو نکلے آواز و حروف نہیں نکلے تو حرج نہیں۔ مریض کی زبان سے بے اختیار آہ نکلی یا اوہ نکلی نماز فاسد نہ ہوئی۔ یونہی چھینک، کھانسی، جمائی، ڈکار میں جتنے حروف مجبوراً نکلتے ہیں معاف ہیں۔ (در مختار، فتاویٰ ہندیہ)

بَابُ كَرَاهِيَةِ الْوَسْوَسَةِ وَحَدِيثِ النَّفْسِ فِي الصَّلَاةِ

باب: نماز کے دوران وسوسے کا شکار ہونا یا اپنے خیالوں میں گم ہو جانا مکروہ ہے

905 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو، حَدَّثَنَا هِشَامٌ يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَا يَسْهُو فِيهِمَا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ

ذَنْبِهٖ

⊛⊛ حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص وضو کرتے ہوئے، اچھی طرح وضو کرے، پھر دو رکعت یوں ادا کرے، کہ ان میں غفلت کا شکار نہ ہو، تو اس کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کر دی جاتی ہے''۔

906 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيْدَ، عَنْ اَبِيْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مِنْ اَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ الْوُضُوْءَ، وَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ، يُقْبِلُ بِقَلْبِهٖ وَوَجْهِهٖ عَلَيْهِمَا، اِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ

⊛⊛ حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو بھی شخص وضو کرتے ہوئے اچھی طرح وضو کرے اور پھر دو رکعت ادا کرے، جس کے دوران وہ اپنے ذہن اور چہرے کے ساتھ (مکمل طور پر) متوجہ رہے، تو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے''۔

بَابُ الْفَتْحِ عَلَى الْاِمَامِ فِي الصَّلَاةِ

باب: نماز کے دوران امام کو لقمہ دینا

907 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، وَسُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدِّمَشْقِيُّ، قَالَا: اَخْبَرَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، عَنْ يَحْيَى الْكَاهِلِيِّ، عَنِ الْمُسَوَّرِ بْنِ يَزِيْدَ الْاَسَدِيِّ الْمَالِكِيِّ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ يَحْيٰى وَرُبَّمَا قَالَ: شَهِدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يَقْرَاُ فِي الصَّلَاةِ فَتَرَكَ شَيْئًا لَمْ يَقْرَاْهُ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، تَرَكْتَ آيَةَ كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلَّا اَذْكَرْتَنِيْهَا، قَالَ سُلَيْمَانُ فِيْ حَدِيْثِهٖ: قَالَ: كُنْتُ اُرَاهَا نُسِخَتْ، وَقَالَ سُلَيْمَانُ: قَالَ: حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ كَثِيْرٍ الْاَزْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُسَوَّرُ بْنُ يَزِيْدَ الْاَسَدِيُّ الْمَالِكِيُّ

⊛⊛ حضرت مسور بن یزید اسدی مالکی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''میں اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے دوران قرأت کرتے ہوئے (سورت کا) کچھ حصہ چھوڑ دیا، آپ نے اسے تلاوت نہیں کیا، (نماز کے بعد) ایک صاحب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عرض کی: یارسول اللہ! آپ نے فلاں، فلاں آیت چھوڑ دی تھی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم نے وہ (نماز کے دوران) مجھے یاد کیوں نہیں کروائی؟''

سلیمان نامی راوی نے اپنی روایت میں یہ الفاظ نقل کئے ہیں:

اس شخص نے عرض کی: میں یہ سمجھا تھا کہ یہ منسوخ ہو گئی ہے۔

سلیمان نامی راوی نے (راوی صحابی کا نام) حضرت مسور بن یزید اسدی مالکی رضی اللہ عنہ ذکر کیا ہے۔

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدِّمَشْقِيُّ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ زَبْرٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَلَّى صَلَاةً، فَقَرَأَ فِيهَا فَلُبِسَ عَلَيْهِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ لِأُبَيٍّ: أَصَلَّيْتَ مَعَنَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَمَا مَنَعَكَ

⊛⊛ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ایک نماز میں تلاوت کرتے ہوئے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مشابہہ لگ گیا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مکمل کر لی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: کیا تم نے ہمارے ساتھ نماز ادا کی ہے؟ انہوں نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں کس چیز نے (مجھے لقمہ دینے سے) روک دیا تھا؟

امام کو نماز میں لقمہ دینے کا بیان

اپنے امام کو لقمہ دینا اور امام کا لقمہ لینا مفسد نہیں ہاں اگر مقتدی نے دوسرے سے سن کر جو نماز میں اس کا شریک نہیں ہے لقمہ دیا اور امام نے لے لیا تو سب کی نماز گئی، اور امام نے نہ لیا تو صرف اس مقتدی کی گئی۔ لقمہ دینے والا قرأت کی نیت نہ کرے بلکہ لقمہ دینے کی نیت سے وہ الفاظ کہے۔ فوراً ہی لقمہ دینا مکروہ ہے تھوڑا توقف چاہئے کہ شاید امام خود نکال لے مگر جبکہ اس کی عادت اسے معلوم ہو کہ رکتا ہے تو بعض ایسے حروف نکلتے ہیں جن سے نماز فاسد ہو جاتی ہے تو فوراً بتائے۔ یونہی امام کو مکروہ ہے کہ مقتدیوں کو لقمہ دینے پر مجبور کرے بلکہ کسی دوسری سورت کی طرف منتقل ہو جائے یا دوسری آیت شروع کر دے بشرطیکہ اس کا وصل مفسد نماز نہ ہو اور اگر بقدر حاجت پڑھ چکا ہے تو رکوع کر دے مجبور کرنے کے یہ معنی ہیں کہ بار بار پڑھے یا ساکت کھڑا رہے (عالمگیری رد المحتار) مگر وہ غلطی ایسی ہے جس میں فساد معنی تھا تو اصلاح نماز کے لئے اس کا اعادہ لازم تھا اور یاد نہیں آتا تو مقتدی کو آپ ہی مجبور کرے گا اور وہ بھی نہ بتا سکیں تو گئی۔

لقمہ دینے والے کے لئے بالغ ہونا شرط نہیں مراہق بھی لقمہ دے سکتا ہے (عالمگیری) بشرطیکہ نماز جانتا ہو اور نماز میں ہو۔ ایسی دعا جس کا سوال بندے سے نہیں کیا جا سکتا جائز ہے مثلاً اَللّٰهُمَّ عَافِنِي اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي اور جس کا سوال بندوں سے کیا جا سکتا ہے مفسد نماز ہے مثلاً "اَللّٰهُمَّ اَطْعِمْنِي اَللّٰهُمَّ زَوِّجْنِي" (عالمگیری)

بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّلْقِينِ

باب: امام کو تلقین کی ممانعت

908 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ نَجْدَةَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْفِرْيَابِيُّ، عَنْ يُونُسَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ: يَا عَلِيُّ، لَا تَفْتَحْ عَلَى الْإِمَامِ فِي الصَّلَاةِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو إِسْحَاقَ، لَمْ يَسْمَعْ مِنَ الْحَارِثِ، إِلَّا أَرْبَعَةَ أَحَادِيثَ. لَيْسَ هَذَا مِنْهَا

حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''اے علی! نماز کے دوران اپنے امام کو لقمہ نہ دینا''۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) ابواسحاق نے حارث سے صرف چار احادیث سنی ہیں، اور یہ روایت ان میں شامل نہیں ہے۔

شرح

فوراً ہی لقمہ دینا مکروہ ہے تھوڑا توقف چاہئے کہ شاید امام خود نکال لے مگر جبکہ اس کی عادت اسے معلوم ہو کہ رکتا ہے تو بعض ایسے حروف نکلتے ہیں جن سے نماز فاسد ہو جاتی ہے تو فوراً بتائے۔ یونہی امام کو مکروہ ہے کہ مقتدیوں کو لقمہ دینے پر مجبور کرے بلکہ کسی دوسری سورت کی طرف منتقل ہو جائے یا دوسری آیت شروع کر دے بشرطیکہ اس کا وصل مفسد نماز نہ ہو اور اگر بقدر حاجت پڑھ چکا ہے تو رکوع کر دے مجبور کرنے کے یہ معنی ہیں کہ بار بار پڑھے یا ساکت کھڑا رہے۔ (عالمگیری رد المحتار)

بَابُ الْالْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ

باب: نماز کے دوران ادھر، ادھر توجہ کرنا

909 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْأَحْوَصِ، يُحَدِّثُنَا فِي مَجْلِسِ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، قَالَ: قَالَ أَبُو ذَرٍّ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَزَالُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مُقْبِلًا عَلَى الْعَبْدِ، وَهُوَ فِي صَلَاتِهِ، مَا لَمْ يَلْتَفِتْ، فَإِذَا الْتَفَتَ انْصَرَفَ عَنْهُ

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''اللہ تعالیٰ، نماز ادا کرنے والے بندے کی طرف اس وقت تک متوجہ رہتا ہے، جب تک بندہ اِدھر اُدھر نہیں دیکھتا، جب بندہ (نماز کے دوران) اِدھر اُدھر دیکھتا ہے، تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے (اپنی خاص) توجہ ہٹا لیتا ہے''۔

910 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنِ الْأَشْعَثِ يَعْنِي ابْنَ سُلَيْمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْتِفَاتِ الرَّجُلِ فِي الصَّلَاةِ؟ فَقَالَ: إِنَّمَا هُوَ اخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلَاةِ الْعَبْدِ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے، نماز کے دوران آدمی کے اِدھر اُدھر دیکھنے کے

910- اسنادہ صحیح. ابو الاحوص: ھو سلام بن سلیم وسلیم: ھو ابن اسود المحاربی ابو الشعثاء، ومسروق: ھو ابن الاجدع. واخرجہ البخاری (751) و (3291) والنسائی فی "الکبری" (530) و (1120) و (1121) من طرق عن اشعث بھذا الاسناد. وھو فی "مسند احمد" (24746). واخرجہ النسائی (531) و (1122) من طریق اسرائیل، عن اشعث، عن ابی عطیۃ، عن مسروق، عن عائشۃ. واخرجہ النسائی (1123) من طریق عمارۃ بن عمیر، عن ابی عطیۃ، عن عائشۃ موقوفاً.

بارے میں دریافت کیا: آپ نے ارشاد فرمایا:

''یہ اچکنا ہے، جس کے ذریعے شیطان بندے کی نماز اُچک لیتا ہے''۔

بَابُ السُّجُودِ عَلَى الْأَنْفِ

باب: ناک پر سجدہ کرنا

911 - حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ، حَدَّثَنَا عِيسَى، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم رُئِيَ عَلَى جَبْهَتِهِ، وَعَلَى أَرْنَبَتِهِ أَثَرُ طِينٍ مِنْ صَلَاةٍ صَلَّاهَا بِالنَّاسِ، قَالَ أَبُو عَلِيٍّ: هَذَا الْحَدِيثُ لَمْ يَقْرَأْهُ أَبُو دَاوُدَ فِي الْعَرْضَةِ الرَّابِعَةِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لوگوں کو نماز پڑھانے کے بعد، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک پیشانی اور ناک کے بانسے پر کیچڑ کا نشان نظر آیا''۔

(سنن ابوداؤد کے راوی) ابوعلی کہتے ہیں: امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے چوتھی مرتبہ (سنن ابوداؤد) پڑھتے ہوئے یہ روایت نہیں پڑھی تھی۔

بَابُ النَّظَرِ فِي الصَّلَاةِ

باب: نماز کے دوران نظر کرنا

912 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، ح وحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، وَهَذَا حَدِيثُهُ وَهُوَ أَتَمُّ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ طَرَفَةَ الطَّائِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ - قَالَ عُثْمَانُ: - قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. الْمَسْجِدَ. فَرَأَى فِيهِ نَاسًا يُصَلُّونَ رَافِعِي أَيْدِيهِمْ إِلَى السَّمَاءِ. ثُمَّ اتَّفَقَا. فَقَالَ: لَيَنْتَهِيَنَّ رِجَالٌ يَشْخَصُونَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَاءِ - قَالَ مُسَدَّدٌ فِي الصَّلَاةِ: - أَوْ لَا تَرْجِعُ إِلَيْهِمْ أَبْصَارُهُمْ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے، آپ نے کچھ لوگوں کو پایا کہ انہوں نے نماز ادا کرنے کے دوران اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے تھے، تو آپ نے ارشاد فرمایا:

''یا تو لوگ نماز کے دوران آسمان کی طرف نگاہ اٹھانے سے باز آجائیں گے، یا پھر ان کی بینائی واپس نہیں آئے گی''۔

913 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، حَدَّثَهُمْ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَرْفَعُونَ أَبْصَارَهُمْ فِي صَلَاتِهِمْ، فَاشْتَدَّ قَوْلُهُ فِي ذَلِكَ فَقَالَ: لَيَنْتَهُنَّ عَنْ ذَلِكَ أَوْ لَتُخْطَفَنَّ أَبْصَارُهُمْ

⊛⊛ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''کیا وجہ ہے کہ لوگ نماز کے دوران نگاہیں (آسمان کی طرف) اٹھا لیتے ہیں؟''
(حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں سختی (سے تنبیہ کی) اور ارشاد فرمایا:
''یا تو لوگ اس سے باز آجائیں گے، یا ان کی بینائی اُچک لی جائے گی''۔

914 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فِيْ خَمِيصَةٍ لَهَا اَعْلَامٌ، فَقَالَ: شَغَلَتْنِيْ اَعْلَامُ هٰذِهِ، اذْهَبُوا بِهَا اِلٰى اَبِيْ جَهْمٍ، وَأْتُونِيْ بِاَنْبِجَانِيَّتِهِ.

⊛⊛ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی چادر اوڑھ کر نماز ادا کی جس پر نقش و نگار بنے ہوئے تھے (نماز سے فارغ ہونے کے بعد) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ان نقش و نگار نے میری توجہ منتشر کی تھی، اس (چادر) کو ابوجہم کے پاس لے جاؤ اور میرے لئے اس کی ''انبجانی'' چادر لے آؤ''۔

915 - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا اَبِيْ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَعْنِي ابْنَ اَبِي الزِّنَادِ، قَالَ سَمِعْتُ هِشَامًا، يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، بِهٰذَا الْخَبَرِ، قَالَ: وَاَخَذَ كُرْدِيًّا كَانَ لِاَبِيْ جَهْمٍ، فَقِيلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الْخَمِيصَةُ كَانَتْ خَيْرًا مِنَ الْكُرْدِيِّ

⊛⊛ ہشام نے اپنے والد کے حوالے سے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت نقل کی ہے، (جس میں یہ الفاظ ہیں:) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس چادر کے عوض میں) حضرت ابوجہم کی ''کردی'' چادر لے لی، تو عرض کی گئی: یا رسول اللہ! نقش و نگار والی چادر ''کردی'' چادر سے بہتر تھی۔

بَابُ الرُّخْصَةِ فِيْ ذٰلِكَ

باب: اس بارے میں رخصت

916 - حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ يَعْنِي ابْنَ سَلَّامٍ، عَنْ زَيْدٍ، اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا سَلَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي السَّلُولِيُّ هُوَ اَبُوْ كَبْشَةَ، عَنْ سَهْلِ ابْنِ الْحَنْظَلِيَّةِ، قَالَ: ثُوِّبَ بِالصَّلَاةِ - يَعْنِيْ صَلَاةَ الصُّبْحِ - فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَهُوَ يَلْتَفِتُ اِلَى الشِّعْبِ.

قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ: وَكَانَ اَرْسَلَ فَارِسًا اِلَى الشِّعْبِ مِنَ اللَّيْلِ يَحْرُسُ

⊛⊛ حضرت سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

915- اسنادہ حسن من اجل عبد الرحمٰن بن ابی الزناد، وباقی رجالہ ثقات. معاذ: ہو ابن معاذ العنبری. واخرجہ مسلم (556) (63) من طریق وکیع، عن ہشام بن عروۃ، بہ دون الزیادۃ التی بیّنہا المصنف. وعلقہ بدونہا ایضاً البخاری باثر الحدیث (373) بصیغۃ الجزم عن ہشام. وہو فی "مسند احمد" (25734).

''نماز (یعنی نماز فجر) کے لئے اقامت کہہ دی گئی، نبی اکرم ﷺ نے نماز ادا کرنا شروع کی، (نماز کے دوران) آپ گھاٹی کی طرف بھی دیکھ لیتے تھے''۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) نبی اکرم ﷺ نے (گزشتہ) رات میں کچھ گھڑسوار، حفاظت کے لئے، اس گھاٹی کی طرف بھیجے تھے۔

بَابُ الْعَمَلِ فِي الصَّلَاةِ

باب: نماز کے دوران کوئی کام کرنا

917 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا، وَإِذَا قَامَ حَمَلَهَا

❁❁ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

نبی اکرم ﷺ (اپنی نواسی) سیدہ امامہ بنت زینب رضی اللہ عنہا کو گود میں اٹھا کر نماز ادا کر رہے تھے، جب آپ سجدے میں گئے تو آپ نے انہیں (زمین پر بٹھا) دیا، اور جب کھڑے ہوئے، تو انہیں اٹھا لیا۔

918 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا قَتَادَةَ، يَقُولُ: بَيْنَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ جُلُوسٌ، خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْمِلُ أُمَامَةَ بِنْتَ أَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيعِ، وَأُمُّهَا زَيْنَبُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهِيَ صَبِيَّةٌ يَحْمِلُهَا عَلَى عَاتِقِهِ، فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهِيَ عَلَى عَاتِقِهِ، يَضَعُهَا إِذَا رَكَعَ، وَيُعِيدُهَا إِذَا قَامَ، حَتَّى قَضَى صَلَاتَهُ يَفْعَلُ ذَلِكَ بِهَا

❁❁ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے، اسی دوران نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، آپ ﷺ نے حضرت ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا کو اٹھایا ہوا تھا، اس (بچی) کی والدہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا، نبی اکرم ﷺ کی صاحبزادی تھیں، وہ (یعنی سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا) بچی تھیں، نبی اکرم ﷺ نے انہیں کندھے پر اٹھایا ہوا تھا، نبی اکرم ﷺ نے انہیں کندھے پر اٹھا کر ہی نماز پڑھائی۔ جب آپ ﷺ رکوع میں گئے تو آپ نے اس بچی کو (زمین پر بٹھا) دیا اور جب آپ کھڑے ہوئے تو اسے دوبارہ اٹھا لیا، پوری نماز میں آپ نے اسی طرح کیا۔

919 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ مَخْرَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيَّ، يَقُولُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي لِلنَّاسِ وَأُمَامَةُ بِنْتُ أَبِي الْعَاصِ، عَلَى عُنُقِهِ، فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا،

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَلَمْ يَسْمَعْ مَخْرَمَةُ مِنْ أَبِيهِ إِلَّا حَدِيثًا وَاحِدًا

حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھاتے ہوئے (اپنی نواسی) سیدہ امامہ بنت ابوالعاص رضی اللہ عنہا کو گردن پر اٹھایا ہوا تھا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں (زمین پر بٹھا) دیا۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) مخرمہ نے اپنے والد سے صرف ایک حدیث سنی ہے۔

920 - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، صَاحِبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ نَنْتَظِرُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلصَّلَاةِ فِي الظُّهْرِ، أَوِ الْعَصْرِ، وَقَدْ دَعَاهُ بِلَالٌ لِلصَّلَاةِ، إِذْ خَرَجَ إِلَيْنَا وَأُمَامَةُ بِنْتُ أَبِي الْعَاصِ بِنْتُ ابْنَتِهِ عَلَى عُنُقِهِ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مُصَلَّاهُ وَقُمْنَا خَلْفَهُ، وَهِيَ فِي مَكَانِهَا الَّذِي هِيَ فِيهِ، قَالَ: فَكَبَّرَ فَكَبَّرْنَا، قَالَ: حَتَّى إِذَا أَرَادَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَرْكَعَ، أَخَذَهَا فَوَضَعَهَا، ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ، حَتَّى إِذَا فَرَغَ مِنْ سُجُودِهِ، ثُمَّ قَامَ، أَخَذَهَا فَرَدَّهَا فِي مَكَانِهَا، فَمَا زَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ بِهَا ذَلِكَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ حَتَّى فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ہم ظہر یا شاید عصر کی نماز کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کر رہے تھے، حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کے لئے بلا چکے تھے، جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نواسی سیدہ امامہ بنت ابوالعاص رضی اللہ عنہا کو گردن پر اٹھایا ہوا تھا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جائے نماز پر کھڑے ہوئے ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑے ہوئے، سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا اسی جگہ پر موجود رہیں، جہاں وہ پہلے تھیں (یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اٹھایا ہوا تھا) راوی کہتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی، ہم نے بھی تکبیر کہی، راوی کہتے ہیں: یہاں تک کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع میں جانے کا ارادہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پکڑا اور (زمین پر بٹھا) دیا، پھر آپ نے رکوع کیا، سجدہ کیا، جب آپ سجدے سے فارغ ہو کر کھڑے ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پکڑ کر پھر ان کی مخصوص جگہ (یعنی اپنے کندھے) پر بٹھا لیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر رکعت میں اسی طرح کرتے رہے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مکمل کر لی۔

921 - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ ضَمْضَمِ بْنِ جَوْسٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اقْتُلُوا الْأَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ: الْحَيَّةَ، وَالْعَقْرَبَ

921- اسنادہ صحیح. واخرجہ الترمذی (391)، والنسائی فی "الکبری" (525) و (1126) و (1127)، وابن ماجہ (1245) من طریقین من یحیی بن ابی کثیر بھذا الاسناد. وقال الترمذی: حدیث حسن صحیح. وھو فی "مسند احمد" (7178)، و "صحیح ابن حبان" (2351).

⊛⊛ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''نماز کے دوران دو سیاہ چیزوں کو مار دو، سانپ اور بچھو''۔

دو کالوں کو مارنے کا حکم اور اس کا فقہی مفہوم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نماز میں دو کالوں یعنی سانپ اور بچھو کو مار

الو۔ (احمد، ترمذی اور نسائی)

ابن مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایسی حالت میں نماز پڑھتے ہوئے سانپ یا بچھو سامنے آ جائے تو ان کو ایک
وٹ یا دو چوٹ کے ساتھ مارنا چاہیے اس سے زیادہ چوٹ نہ مارنی چاہیے کیونکہ یہ عمل کثیر ہو جائے گا جس سے نماز فاسد ہو جائے
ئی۔ شرح منیہ میں بعض مشائخ کا قول مذکور ہے کہ یہ (یعنی نماز میں سانپ بچھو مارنے کا حکم) اس صورت میں ہے جب کہ نمازی کو
ہت زیادہ یعنی تین قدم پے در پے چلنا نہ پڑے اور نہ زیادہ مشغولیت ہو یعنی تین چوٹ پے در پے مارنے کی ضرورت پیش نہ آئے
، اگر کوئی نمازی سانپ یا بچھو مارنے کی غرض سے پے در پے تین قدم چلے گا یا پے در پے چوٹیں مارے گا تو اس کی نماز فاسد ہو
جائے گی۔ کیونکہ اتنا زیادہ چلنا یا اتنی مقدار مشغولیت اختیار کرنا عمل کثیر ہے۔ سرخسی نے اپنے مبسوط میں ذکر کیا ہے اور پھر کہا ہے کہ
بہتر یہ ہے کہ اس سلسلے میں یہ فرق نہ کیا جائے کہ تین قدم چلنے سے یا تین چوٹیں مارنے سے نماز فاسد ہو جائے گی کیونکہ جس طرح
حدیث پیش آ جانے (یعنی وضو ٹوٹ جانے کی شکل میں زیادہ چلنے کی سہولت دی گئی ہے اسی طرح اس مسئلے میں بھی سہولت دی گئی
ہے۔ لیکن تحقیقی طور پر صحیح بات یہی ہے کہ تین قدم چلنے یا تین چوٹ مارنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

البتہ اتنی سہولت ہے کہ ایسے موقع پر جب کہ سانپ یا بچھو نماز میں سامنے آ جائے اور اس کا مارنا ضروری ہو تو ایسی صورت میں
ان کو مارنے کے لیے نماز توڑ دینا مباح ہے جیسا کہ کسی مظلوم کی فریاد رسی یا کسی کو ڈوبنے اور ہلاکت سے بچانے کی خاطر نماز توڑ دینا
مباح ہے یعنی اگر کسی کے چھت سے گر جانے یا آگ میں جل جانے یا کنویں وغیرہ میں ڈوب جانے کا قوی خطرہ ہو اور قریب ہی
ایک آدمی نماز میں ہو تو اس نمازی کو چاہئے کہ نماز کو توڑ دے اور انہیں بچانے کی کوشش کرے یا اسی طرح کسی نمازی کو حالت نماز
میں اپنی یا غیر کی کسی چیز کے ضائع ہو جانے کا خوف ہو اور اس کی قیمت ایک درہم تک ہو تو اسے اس چیز کو بچانے کے لیے نماز توڑ
دینا جائز ہے۔ اس حدیث سے بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ صرف کالے سانپ ہی کو مارا جا سکتا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ حدیث
میں کالے سانپ کی تخصیص محض تغلیبا کی گئی ہے چنانچہ ہدایہ میں لکھا ہے کہ ہر قسم کے سانپوں کو مارنا جائز ہے کالے سانپوں ہی کی
تخصیص نہیں ہے۔

922 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، وَمُسَدَّدٌ، وَهٰذَا لَفْظُهُ، قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ الْمُفَضَّلِ، حَدَّثَنَا بُرْدٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ أَحْمَدُ - يُصَلِّي وَالْبَابُ عَلَيْهِ مُغْلَقٌ، فَجِئْتُ فَاسْتَفْتَحْتُ - قَالَ أَحْمَدُ: - فَمَشَى فَفَتَحَ لِي، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى مُصَلَّاهُ، وَذَكَرَ أَنَّ الْبَابَ كَانَ فِي الْقِبْلَةِ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

"(بعض اوقات) نبی اکرم ﷺ نماز ادا کر رہے ہوتے تھے، دروازہ بند ہوتا تھا، میں (باہر سے) آکر دروازہ کھٹکھٹاتی تھی، تو نبی اکرم ﷺ (نماز کے دوران) چلتے ہوئے آکر دروازہ کھول دیتے تھے اور پھر اپنی جائے نماز پر واپس تشریف لے جاتے تھے"۔

راوی بیان کرتے ہیں: وہ دروازہ قبلہ کی سمت میں تھا۔

بَابُ رَدِّ السَّلَامِ فِي الصَّلَاةِ

باب: نماز کے دوران سلام کا جواب دینا

923 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ، فَيَرُدُّ عَلَيْنَا، فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ، سَلَّمْنَا عَلَيْهِ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا، وَقَالَ: إِنَّ فِي الصَّلَاةِ لَشُغْلًا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"پہلے ہم نبی اکرم ﷺ کے نماز ادا کرنے کے دوران آپ ﷺ کو سلام کرتے تھے' تو آپ ہمیں سلام کا جواب دے دیتے تھے، جب ہم نجاشی کے پاس سے واپس آئے' تو ہم نے (آپ ﷺ کے نماز پڑھنے کے دوران) آپ ﷺ کو سلام کیا' تو آپ نے سلام کا جواب نہیں دیا، (نماز سے فارغ ہونے کے بعد) آپ نے ارشاد فرمایا: "نماز میں (مخصوص) مشغولیت ہوتی ہے"۔

924 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبَانُ، حَدَّثَنَا عَاصِمٌ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: كُنَّا نُسَلِّمُ فِي الصَّلَاةِ وَنَأْمُرُ بِحَاجَتِنَا، فَقَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ، فَأَخَذَنِي مَا قَدُمَ وَمَا حَدُثَ، فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ يُحْدِثُ مِنْ أَمْرِهِ مَا يَشَاءُ، وَإِنَّ اللَّهَ جَلَّ وَعَزَّ قَدْ أَحْدَثَ مِنْ أَمْرِهِ أَنْ لَا تَكَلَّمُوا فِي الصَّلَاةِ، فَرَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: پہلے ہم نماز کے دوران سلام بھی کر لیتے تھے اور کسی کام کے لیے بھی کہہ دیتے تھے، (ایک دن) میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ اس وقت نماز ادا کر رہے تھے، میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا' تو آپ ﷺ نے مجھے سلام کا جواب نہیں دیا، مجھے طرح طرح کے اندیشوں نے گھیر لیا، جب نبی اکرم ﷺ

924- حدیث صحیح، وهذا اسناد حسن من اجل عاصم - وهو ابن ابی النجود - وباقی رجاله ثقات. ابان: هو ابن یزید العطار، وابو وائل: هو شقیق بن سلمة. واخرجه النسائی فی "الکبری" (564) من طریق سفیان بن عیینة، عن عاصم، بهذا الاسناد. وهو فی "مسند احمد" (3575)، و"صحیح ابن حبان" (2243) و (2244). واخرجه بنحوه النسائی (563) من طریق کلثوم بن المصطلق، عن ابن مسعود. وعلقه البخاری بصیغة الجزم عن ابن مسعود فی کتاب التوحید من "صحیحه" باب 42. بعد

نے نماز مکمل کی، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''بے شک اللہ تعالیٰ اپنے حکم کے بارے میں جو چاہے، نیا حکم دے دیتا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے نیا حکم یہ دیا ہے کہ تم لوگ نماز کے دوران بات چیت نہ کرو''۔

(حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:) پھر نبی اکرم ﷺ نے میرے سلام کا جواب دیا۔

925 - حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ مَوْهَبٍ، وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، أَنَّ اللَّيْثَ، حَدَّثَهُمْ عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ نَابِلٍ، صَاحِبِ الْعَبَاءِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ صُهَيْبٍ، أَنَّهُ قَالَ: مَرَرْتُ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ إِشَارَةً، قَالَ: وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ إِشَارَةً بِأُصْبُعِهِ، وَهَذَا لَفْظُ حَدِيثِ قُتَيْبَةَ

❁❁ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کے پاس سے گزرا۔ آپ ﷺ اس وقت نماز ادا کر رہے تھے، میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا، تو آپ نے مجھے اشارے کے ذریعے جواب دیا۔ (راوی کہتے ہیں: میرا خیال ہے، روایت میں یہ الفاظ ہیں:) انگلی کے اشارے کے ذریعے جواب دیا۔

روایت کے یہ الفاظ قتیبہ کے نقل کردہ ہیں۔

926 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: أَرْسَلَنِي نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى بَنِي الْمُصْطَلِقِ، فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ يُصَلِّي عَلَى بَعِيرِهِ فَكَلَّمْتُهُ، فَقَالَ لِي بِيَدِهِ هَكَذَا، ثُمَّ كَلَّمْتُهُ، فَقَالَ لِي بِيَدِهِ هَكَذَا: وَأَنَا أَسْمَعُهُ يَقْرَأُ وَيُومِئُ بِرَأْسِهِ، فَلَمَّا فَرَغَ، قَالَ: مَا فَعَلْتَ فِي الَّذِي أَرْسَلْتُكَ؟ فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أُكَلِّمَكَ إِلَّا أَنِّي كُنْتُ أُصَلِّي

❁❁ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ (کسی کام کے سلسلہ میں) مجھے بنو مصطلق کی طرف بھیجا، جب میں (واپس) آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ اس وقت اپنے اونٹ پر نماز ادا کر رہے تھے، میں نے آپ کے ساتھ بات کرنے کی کوشش کی تو آپ نے مجھے اپنے دست مبارک کے اشارے کے ذریعے اس طرح (روک دیا) پھر میں نے آپ ﷺ کے ساتھ بات کرنے کی کوشش کی تو آپ نے اپنے دست مبارک کے ذریعے مجھے اس طرح (روک دیا) میں آپ کی تلاوت کی آواز سن رہا تھا، آپ سر کے اشارے کے ذریعے (رکوع و سجود) کر رہے تھے، جب آپ (نماز پڑھ کر) فارغ ہوئے، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''میں نے تمہیں جس کام کے لئے بھیجا تھا، اس کا کیا بنا؟ میں نے (پہلے) تمہارے ساتھ بات اس لئے نہیں کی، کیونکہ میں نماز ادا کر رہا تھا''۔

927 - حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيسَى الْخُرَاسَانِيُّ الدَّامِغَانِيُّ، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا نَافِعٌ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ إِلَى قُبَاءَ يُصَلِّي فِيهِ، قَالَ: فَجَاءَتْهُ الْأَنْصَارُ، فَسَلَّمُوا عَلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّي، قَالَ: فَقُلْتُ لِبِلَالٍ: كَيْفَ رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ حِينَ كَانُوا يُسَلِّمُونَ عَلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّي؟ ، قَالَ: يَقُولُ هٰكَذَا، وَبَسَطَ كَفَّهُ، وَبَسَطَ جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ كَفَّهُ، وَجَعَلَ بَطْنَهُ أَسْفَلَ، وَجَعَلَ ظَهْرَهُ إِلَى فَوْقٍ

❀❀ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قباء تشریف لے گئے تا کہ وہاں (مسجد قباء میں) نماز ادا کریں، راوی بیان کرتے ہیں: وہاں کچھ انصار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت نماز ادا کر رہے تھے۔

(حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: جب ان لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز ادا کرنے کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کس طرح جواب دیا: تھا؟ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اس طرح، انہوں نے اپنی ہتھیلی کو کھول (کر دکھایا)۔

جعفر بن عون نامی راوی نے بھی اپنی ہتھیلی کو کھولا اور اس کا اندرونی حصہ نیچے کی طرف اور بیرونی حصہ اوپر کی طرف کیا۔

928 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا غِرَارَ فِي صَلَاةٍ، وَلَا تَسْلِيمٍ، قَالَ أَحْمَدُ: يَعْنِي فِيمَا أَرَى أَنْ لَا تُسَلِّمَ، وَلَا يُسَلَّمَ عَلَيْكَ، وَيُغَرِّرُ الرَّجُلُ بِصَلَاتِهِ فَيَنْصَرِفُ وَهُوَ فِيهَا شَاكٌّ

❀❀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”نماز اور سلام کرنے میں کوئی کمی نہیں ہوگی“۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرے خیال میں اس سے مراد یہ ہے: نہ آپ (کسی کے ہمراہ) سلام کریں اور نہ آپ کو سلام کیا جائے اور نماز میں کمی سے مراد یہ ہے: جب آدمی نماز سے فارغ ہو تو اسے اس بارے میں شک ہو (کہ اس نے پوری رکعت ادا کر لی ہیں، یا کوئی رکعت رہ گئی ہے؟)

929 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، أَخْبَرَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: أُرَاهُ رَفَعَهُ، قَالَ: لَا غِرَارَ فِي تَسْلِيمٍ، وَلَا صَلَاةٍ،

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ ابْنُ فُضَيْلٍ عَلَى لَفْظِ ابْنِ مَهْدِيٍّ، وَلَمْ يَرْفَعْهُ

❀❀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، مرفوع حدیث کے طور پر، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”سلام کرنے میں اور نماز میں کوئی کمی نہیں ہوگی“۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) ابن فضیل نے یہ روایت ابن مہدی کی مانند نقل کی ہے، تاہم انہوں نے اسے مرفوع حدیث کے طور پر نقل نہیں کیا۔

بَابُ تَشْمِيتِ الْعَاطِسِ فِي الصَّلَاةِ

باب: نماز کے دوران چھینکنے والے کو جواب دینا

930 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، ح وحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، الْمَعْنَى، عَنْ حَجَّاجٍ الصَّوَّافِ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَعَطَسَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ، فَقُلْتُ: يَرْحَمُكَ اللَّهُ، فَرَمَانِي الْقَوْمُ بِأَبْصَارِهِمْ، فَقُلْتُ: وَاثُكْلَ أُمِّيَاهُ، مَا شَأْنُكُمْ تَنْظُرُونَ إِلَيَّ؟ فَجَعَلُوا يَضْرِبُونَ بِأَيْدِيهِمْ عَلَى أَفْخَاذِهِمْ، فَعَرَفْتُ أَنَّهُمْ يُصَمِّتُونِي - فَقَالَ عُثْمَانُ: فَلَمَّا رَأَيْتُهُمْ يُسَكِّتُونِي لَكِنِّي سَكَتُّ - قَالَ: فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِأَبِي وَأُمِّي مَا ضَرَبَنِي، وَلَا كَهَرَنِي، وَلَا سَبَّنِي، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ هَذِهِ الصَّلَاةَ لَا يَحِلُّ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ هَذَا، إِنَّمَا هُوَ التَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّا قَوْمٌ حَدِيثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ، وَقَدْ جَاءَنَا اللَّهُ بِالْإِسْلَامِ، وَمِنَّا رِجَالٌ يَأْتُونَ الْكُهَّانَ، قَالَ: فَلَا تَأْتِهِمْ، قَالَ: قُلْتُ: وَمِنَّا رِجَالٌ يَتَطَيَّرُونَ، قَالَ: ذَاكَ شَيْءٌ يَجِدُونَهُ فِي صُدُورِهِمْ، فَلَا يَصُدُّهُمْ، قُلْتُ: وَمِنَّا رِجَالٌ يَخُطُّونَ، قَالَ: كَانَ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ يَخُطُّ، فَمَنْ وَافَقَ خَطَّهُ فَذَاكَ قَالَ: قُلْتُ: جَارِيَةٌ لِي كَانَتْ تَرْعَى غُنَيْمَاتٍ قِبَلَ أُحُدٍ، وَالْجَوَّانِيَّةِ، إِذِ اطَّلَعْتُ عَلَيْهَا اطِّلَاعَةً، فَإِذَا الذِّئْبُ قَدْ ذَهَبَ بِشَاةٍ مِنْهَا، وَأَنَا مِنْ بَنِي آدَمَ، آسَفُ كَمَا يَأْسَفُونَ، لَكِنِّي صَكَكْتُهَا صَكَّةً، فَعَظُمَ ذَاكَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: أَفَلَا أُعْتِقُهَا؟ قَالَ: ائْتِنِي بِهَا، قَالَ: فَجِئْتُهُ بِهَا، فَقَالَ: أَيْنَ اللَّهُ؟، قَالَتْ: فِي السَّمَاءِ، قَالَ: مَنْ أَنَا؟ قَالَتْ: أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ، قَالَ: أَعْتِقْهَا فَإِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ

❀❀ حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کر رہا تھا، حاضرین میں سے ایک صاحب کو چھینک آ گئی تو میں نے یَرْحَمُکَ اللّٰہ کہہ دیا، لوگوں نے مجھے گھور کر دیکھا، میں نے کہا: میرے ماں مجھے روئے، تم لوگ مجھے اس طرح کیوں دیکھ رہے ہو؟ ان لوگوں

930- اسناده صحيح. حجاج الصواف: هو ابن ابى عثمان، واسماعيل بن ابراهيم: هو المعروف بابن علية، ويحيى: هو ابن سعيد القطان. وقال ابن عبد البر فى "الاستيعاب" (2347): احسن الناس سياقًا لحديث معاوية بن الحكم يحيى بن ابى كثير، عن هلال ابن ابى ميمونة. واخرجه ابن ابى شيبة 2/432 و 8/338 و 11/19-20، واحمد (23762)، ومسلم (537) وباثر (2227)، وابن ابى عاصم فى "الآحاد والمثانى" (1399)، وابن الجارود (212)، وابو عوانة (1728)، والبغوى فى "شرح السنة" (726) من طريق حجاج الصواف، والطيالسى (1105)، وابو عوانة (1727) من طريق ابان بن يزيد العطار، والطيالسى (1105) عن حرب بن شداد، ومسلم (537)، والنسائى فى "الكبرى" (1142)، وابو عوانة (1727)، وابن حبان (2247)، والبيهقى فى "السنن الكبرى" 2/249، وفى "الاسماء والصفات" ص 421، وابن عبد البر فى "التمهيد" 22/79-80 من طريق الاوزاعى

نے اپنے ہاتھ اپنے زانوؤں پر مارنا شروع کئے' تو مجھے اندازہ ہوگیا، وہ مجھے خاموش کروانا چاہ رہے ہیں،
عثمان نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کئے ہیں، جب میں نے دیکھا کہ وہ لوگ مجھے خاموش کروانا چاہ رہے ہیں' تو میں خاموش ہو گیا۔

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا کرلی، میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ مجھے مارا، نہ ڈانٹا، نہ برا بھلا کہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اس نماز میں لوگوں کی بات چیت میں سے کچھ بھی کرنا جائز نہیں ہے، اس میں صرف تسبیح، تکبیر اور قرآن کی تلاوت ہوتی ہے'' یا جیسے بھی اللہ کے رسول نے ارشاد فرمایا۔

میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم لوگ زمانہ جاہلیت سے قریب ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام (کی دولت بھی) عطا کی ہے، ہم میں سے کچھ لوگ کاہنوں کے پاس جاتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم لوگ ان کے پاس نہ جاؤ''۔

میں نے عرض کی: ہم میں سے کچھ لوگ پرندوں سے بدشگونی لیتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ صرف ان کے توہمات ہیں، یہ چیز انہیں (کچھ کرنے سے) نہ روکے میں نے عرض کی: ہم میں سے کچھ لوگ لکیریں لگاتے ہیں، (یعنی علم رمل کرتے ہیں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سابقہ انبیاء کرام میں سے ایک نبی علیہ السلام لکیریں لگایا کرتے تھے، (یعنی علم رمل کے ذریعے حساب لگاتے تھے) تو جس شخص (کا طریقہ) ان کے موافق ہو، (اس کا بیان کردہ نتیجہ) درست ہوتا ہے۔

میں نے عرض کی: میری ایک کنیز ''احد'' اور ''جوانیہ'' کی طرف میری کچھ بکریاں چرا رہی تھی، میں نے اس کا جائزہ لیا، تو ان میں سے ایک بکری بھیڑیا لے جاچکا تھا، میں بھی ایک انسان ہوں، مجھے بھی اسی طرح افسوس ہوتا ہے، جس طرح دوسرے لوگوں کو ہوتا ہے، میں نے اسے تھپڑ رسید کردیا، اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر سخت خفگی کا اظہار کیا، میں نے عرض کی: میں اسے آزاد نہ کر دوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے میرے پاس لے کر آنا، میں اسے لے کر آیا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ اس کنیز نے جواب دیا: آسمان میں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: میں کون ہوں؟ اس نے جواب دیا: آپ اللہ کے رسول ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھ سے) فرمایا: اسے آزاد کردو، یہ مؤمنہ ہے۔

931 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ النَّسَائِيُّ. حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو. حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ. عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ. قَالَ: لَمَّا قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلِمْتُ أُمُورًا مِنْ أُمُورِ الْإِسْلَامِ. فَكَانَ فِيمَا عَلِمْتُ أَنْ قَالَ لِي: إِذَا عَطَسْتَ فَاحْمَدِ اللَّهَ. وَإِذَا عَطَسَ الْعَاطِسُ فَحَمِدَ اللَّهَ. فَقُلْ: يَرْحَمُكَ اللَّهُ . قَالَ: فَبَيْنَمَا أَنَا قَائِمٌ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ، إِذْ عَطَسَ رَجُلٌ. فَحَمِدَ اللَّهَ. فَقُلْتُ: يَرْحَمُكَ اللَّهُ. رَافِعًا بِهَا صَوْتِي. فَرَمَانِي النَّاسُ بِأَبْصَارِهِمْ حَتَّى احْتَمَلَنِي ذَلِكَ. فَقُلْتُ: مَا لَكُمْ تَنْظُرُونَ إِلَيَّ بِأَعْيُنٍ شُزْرٍ؟ قَالَ:

فَسَبِّحُوا. فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنِ الْمُتَكَلِّمُ؟ قِيلَ: هٰذَا الْأَعْرَابِيُّ، فَدَعَانِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ لِي: إِنَّمَا الصَّلَاةُ لِقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ، وَذِكْرِ اللهِ جَلَّ وَعَزَّ. فَإِذَا كُنْتَ فِيهَا فَلْيَكُنْ ذٰلِكَ شَأْنَكَ. فَمَا رَأَيْتُ مُعَلِّمًا قَطُّ أَرْفَقَ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، تو میں نے کچھ اسلامی احکام سیکھ لئے، میں نے جو کچھ سیکھا تھا، اس میں یہ بات بھی تھی، جب تمہیں چھینک آئے' تو تم اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرو، اور جب کسی دوسرے شخص کو چھینک آئے اور وہ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرے تو تم یرحمک اللہ (اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے) کہنا،

راوی کہتے ہیں: ایک مرتبہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کر رہا تھا، ایک شخص کو چھینک آئی، اس نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی، تو میں نے بلند آواز میں یرحمک اللہ کہہ دیا، اس پر لوگوں نے مجھے گھور کر دیکھا تو مجھے غصہ آ گیا، میں نے کہا: تم لوگ مجھے اس طرح گھور کر کیوں دیکھ رہے ہو؟ تو ان لوگوں نے "سبحان اللہ" کہا، جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مکمل کر لی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کلام کرنے والا شخص کون ہے؟ تو آپ کو بتایا گیا: یہ دیہاتی شخص ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: نماز' قرآن کی تلاوت اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے ہوتی ہے، جب تم نماز کی حالت میں ہو' تو تمہیں صرف یہی کرنا چاہئے۔

(راوی کہتے ہیں:) میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ شفیق استاد کوئی نہیں دیکھا۔

بَابُ التَّأْمِينِ وَرَاءَ الْإِمَامِ

باب: امام کے پیچھے آمین کہنا

932 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سَلَمَةَ، عَنْ حُجْرٍ أَبِي الْعَنْبَسِ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَرَأَ (وَلَا الضَّالِّينَ) (الفاتحة: 7)، قَالَ: آمِينَ، وَرَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب ولا الضالین پڑھ لیتے تھے، تو آپ بلند آواز میں "آمین" کہتے تھے۔

933 - حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ الشَّعِيرِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ حُجْرِ بْنِ عَنْبَسٍ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، أَنَّهُ صَلَّى خَلْفَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَجَهَرَ بِآمِينَ، وَسَلَّمَ عَنْ يَمِينِهِ، وَعَنْ شِمَالِهِ حَتَّى رَأَيْتُ بَيَاضَ خَدِّهِ

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز میں "آمین" کہی، اور آپ نے دائیں طرف اور بائیں طرف سلام پھیرا، یہاں تک کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک رخسار کی سفیدی دیکھ لی۔

آمین آہستہ کہنے کے دلائل کا بیان

دلیل نمبر 1: آمین دعا ہے

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: قَدْ اُجِیْبَتْ دَعْوَتُکُمَا۔ (سورۃ یونس:89)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ وہارون کے بارے میں فرمایا کہ تم دونوں کی دعا قبول کر لی گئی

"اَخرَجَ اَبُوالشَّیْخِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ کَانَ مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامِ اِذَادَعَا اَمَّنَ هَارُوْنُ عَلَیْهِ السَّلَامِ عَلٰی دُعَائِهٖ۔ یَقُوْلُ آمِیْنَ" (تفسیر درمنثور ج3 ص567)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "حضرت موسیٰ علیہ السلام دعا مانگتے اور حضرت ہارون علیہ السلام ان کی دعا پر آمین کہتے۔" "قَالَ عَطَاءٌ آمِیْن دُعَاءٌ" (صحیح بخاری: ج1 ص107)

ترجمہ: معروف جلیل القدر تابعی حضرت عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "آمین دعا ہے۔"

دعا میں اصل یہ ہے کہ آہستہ کی جائے

اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعاً وَّخُفْیَةً (سورۃ الاعراف:55)

ترجمہ: دعا مانگو تم اپنے رب سے عاجزی اور آہستہ آواز سے۔

دلیل نمبر 2: آمین: اللہ تعالیٰ کا نام ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَهِلَالِ بْنِ یَسَافٍ وَ مُجَاهِدٍ قَالَ؛ آمِیْن اِسْمٌ مِنْ اَسْمَاءِ اللّٰہِ تَعَالٰی۔

(مصنف عبدالرزاق ج2 ص64، مصنف ابن ابی شیبہ ج2 ص316)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ہلال بن یساف رحمہ اللہ اور حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "آمین" اللہ کا نام ہے۔

ذکر میں اصل یہ ہے کہ آہستہ کیا جائے

وَاذْکُرْ رَبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ تَضَرُّعاً وَّخِیْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ۔ (سورۃ اعراف:205)

ترجمہ: "ذکر کیجیے اپنے رب کا دل میں عاجزی اور خوف کے ساتھ، آہستہ آواز میں۔

قَالَ الْاِمَامُ فَخْرُالدِّیْنِ الرَّازِیُّ قَالَ اَبُوْحَنِیْفَةَ اِخْفَاءُ التَّامِیْنِ اَفْضَلُ وَاحْتَجَّ اَبُوْحَنِیْفَةَ عَلٰی صِحَّةِ قَوْلِهٖ قَالَ فِیْ قَوْلِهٖ (آمِیْنَ) وَجْهَانِ؛ اَحَدُهُمَا: اَنَّهٗ دُعَاءٌ۔ وَالثَّانِیْ: اَنَّهٗ مِنْ اَسْمَاءِ اللّٰہِ فَاِنْ کَانَ دُعَاءً وَجَبَ اِخْفَاءُهٗ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی { اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعاً وَّخُفْیَةً } وَاِنْ کَانَ اِسْماً مِنْ اَسْمَاءِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَجَبَ اِخْفَاءُهٗ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی { وَاذْکُرْ رَبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ تَضَرُّعاً وَّخِیْفَةً (تفسیر کبیر امام رازی ج14 ص131)

ترجمہ: امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا: "آہستہ آواز سے "آمین" کہنا افضل ہے اور اپنے قول کی صحت پر دلیل قائم کی اور فرمایا کہ اس قول (آمین) میں دو جہتیں ہیں:

آمین دعا ہے۔ (2) آمین اللہ کا نام ہے

اگر آمین "دعا" ہے تو اس کا آہستہ آواز سے کہنا واجب ہے {أُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً} کی وجہ سے اور اگر آمین اللہ تعالیٰ کا نام ہے تو بھی اس کا آہستہ آواز سے کہنا واجب ہے {وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيفَةً} کی وجہ سے۔"

قَالَ الْإِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ الْفَقِيهُ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ لَبِيبَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "خَيْرُ الذِّكْرِ الْخَفِيُّ" (مسند احمد: ج1 ص228)

ترجمہ: حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سب سے بہتر ذکر آہستہ آواز کے ساتھ کرنا ہے۔"

دلیل نمبر 3:

نماز میں آمین آہستہ کہا جائے

قَالَ الْإِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ أَبُوْ دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ قَالَ سَمِعْتُ حُجْرًا أَبَا الْعَنْبَسِ قَالَ سَمِعْتُ عَلْقَمَةَ بْنَ وَائِلٍ يُحَدِّثُ عَنْ وَائِلٍ وَقَدْ سَمِعْتُ مِنْ وَائِلٍ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَرَأَ {غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ} قَالَ آمِيْنَ خَفَضَ بِهَا صَوْتَهُ۔ (مسند ابی داؤد طیالسی ص138، مسند احمد ج4 ص389)

ترجمہ: حضرت وائل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے {غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ} کی قرأت کی تو "آمین" آہستہ آواز سے کہی۔"

دلیل نمبر 4: قَالَ الْإِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ أَبُوْ دَاوُدَ السِّجِسْتَانِيُّ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا يَزِيْدُ نَا سَعِيْدٌ نَا قَتَادَةُ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ سَمُرَةَ بْنَ جُنْدُبٍ وَعِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ تَذَاكَرَا فَحَدَّثَ سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ أَنَّهُ حَفِظَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَكْتَتَيْنِ: سَكْتَةً إِذَا كَبَّرَ وَسَكْتَةً إِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ {غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ} (سنن ابی داؤد: ج1 ص122)

ترجمہ: حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے درمیان نماز میں سکتوں کے متعلق مذاکرہ ہوا تو حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز میں دو سکتوں کو یاد کیا ایک جب تکبیر تحریمہ کہتے، سکتہ کرتے یعنی خاموش رہتے اور دوسرا جب {غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ} کی قرأت سے فارغ ہوتے تو سکتہ کرتے، یعنی خاموش رہتے۔

دلیل نمبر 5: قَالَ الْإِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ أَبُوْ جَعْفَرِ الطَّحَاوِيُّ الْحَنَفِيُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ الْكَيْسَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ ثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي سَعْدٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ كَانَ

عُمَرُ وَعَلِیٌّ لَا یَجْهَرَانِ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَلَا بِالتَّعَوُّذِ وَلَا بِالتَّامِیْنَ۔ (سنن طحاوی ج1 ص150)

ترجمہ: حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم، اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم اور آمین کی قرأت کے وقت آواز بلند نہیں کرتے تھے۔''

دلیل نمبر:6: عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ قَالَ کَانَ عَلِیٌّ وَعَبْدُاللّٰهِ لَا یَجْهَرَانِ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَلَا بِالتَّعَوُّذِ وَلَا بِالتَّامِیْنَ۔ (اعلاء السنن ج2 ص249)

ترجمہ: حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم، اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم اور آمین کی قرأت کے وقت آواز بلند نہیں کرتے تھے۔''

دلیل نمبر:7: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ یُخْفِی الْاِمَامُ ثَلَاثًا: اَلْاِسْتِعَاذَةُ وَبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَآمِیْنُ۔ (المحلی بالآثار، امام ابن حزم رحمہ اللہ ج2 ص280)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''امام نماز میں تین چیزوں ''اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم اور آمین کی قرأت آہستہ آواز سے کرے۔''

دلیل نمبر:8: رَوَی الْاِمَامُ الْمُحَدِّثُ الْفَقِیْهُ الْاَعْظَمُ اَبُوْحَنِیْفَةَ نُعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ التَّابِعِیُّ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ اَرْبَعٌ یُخَافِتُ بِهِنَّ الْاِمَامُ، سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَالتَّعَوُّذِ مِنَ الشَّیْطَانِ وَبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَآمِیْن۔ (کتاب الآثار، امام ابوحنیفہ بروایۃ امام محمد ج1 ص162، مصنف عبدالرزاق ج2 ص57)

ترجمہ: حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''امام نماز میں سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اور آمین کی قرأت آہستہ آواز سے کرے۔''

دلیل نمبر:9: عَنِ النَّخْعِیِّ وَالشَّعْبِیِّ وَاِبْرَاهِیْمَ التَّیْمِیِّ کَانُوْا یُخْفُوْنَ بِاٰمِیْنَ۔ (الجوہر النقی ج2 ص58)

ترجمہ: ''حضرت امام نخعی، حضرت امام شعبی اور حضرت امام ابراہیم تیمی رحمہم اللہ نماز میں ''آمین'' آہستہ آواز سے کہتے تھے۔''

نوٹ: یاد رہے ان میں امام شعبی رحمہ اللہ پانچ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہیں۔

دلیل نمبر:10: قَالَ الْاِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ الْفَقِیْهُ الْاَعْظَمُ اَبُوْحَنِیْفَةَ نُعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ التَّابِعِیُّ (اَرْبَعٌ یُخَافِتُ بِهِنَّ الْاِمَامُ، سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَالتَّعَوُّذِ مِنَ الشَّیْطٰنِ وَبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَآمِیْن) قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهِ نَأْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ۔ (کتاب الآثار امام ابوحنیفہ بروایۃ امام محمد ج1 ص162)

ترجمہ: حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''امام نماز میں سبحانک اللھم وبحمدک، اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم اور آمین کی قرأت آہستہ آواز سے کرے۔ امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم اسی پر عمل کرتے ہیں اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول بھی یہی ہے۔

نماز میں امام و مقتدی کا آہستہ آواز سے آمین کہنے میں فقہی مذاہب اربعہ

حضرت وائل ابن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (نماز میں) غیر المغضوب علیہم و لا الضالین پڑھا اور پھر دراز آواز سے آمین کہی۔ (ابوداؤد، دارمی، جامع ترمذی)

دراز آواز سے آمین کہنے" کا مطلب یا تو یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین ب آواز بلند کہی یا پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ آمین میں الف کو مد کے ساتھ یعنی کھینچ کر کہا۔

آمین کہنے کا مسئلہ بھی ائمہ کے یہاں بحث فیہ ہے۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے یہ بات جاننی چاہیے کہ اس مسئلے میں تو سب ائمہ متفق ہیں کہ سورت فاتحہ کے بعد آمین کہنا ہر نمازی کے لیے سنت ہے خواہ منفرد ہو یا امام کے ساتھ اسی طرح مقتدی کو بھی آمین کہنا سنت ہے خواہ امام کہے یا نہ کہے۔ اب اختلاف اس چیز میں ہے کہ آیا آمین ب آواز بلند کہی جائے یا آہستہ آواز سے؟ چنانچہ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد رحمہما اللہ علیہما کے نزدیک آمین ب آواز بلند کہنی چاہئے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک آمین آہستہ آواز سے کہنی چاہئے چنانچہ وہ ان احادیث کے بارے میں جن سے آمین بآواز بلند کہنا ثابت ہے اور جو شافع وغیرہ کی مستدل ہیں یہ کہتے ہیں کہ یہ تمام احادیث اس بات پر محمول ہیں کہ ابتداء اسلام میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم کی خاطر آمین ب آواز بلند کہتے تھے تاکہ صحابہ کرام یہ جان لیں کہ سورت فاتحہ کے بعد آمین کہنا چاہئے۔ صحابہ جب یہ سیکھ گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم آمین آہستہ آواز سے کہنے لگے۔

حضرت ابن ہمام رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ احمد، ابویعلی، طبرانی، دارمی، اور حاکم نے شعبہ کی یہ حدیث نقل کی ہے کہ علقمہ ابن عائل اپنے والد مکرم حضرت وائل سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے (یعنی وائل) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز پڑھی چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب "غیر المغضوب علیہم و لا الضالین پر پہنچے تو آہستہ آواز سے آمین کہی۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا "چار چیزیں ایسی ہیں جنہیں امام کو آہستہ آواز سے پڑھنا چاہئے۔ (۱) اعوذ باللہ (۲) بسم اللہ (۳) سبحانک اللھم (۴) آمین

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ بھی آمین آہستہ آواز سے کہتے تھے اس کے علاوہ یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ کلمات دعا کو آہستہ آواز سے پڑھنا ہی اولی اور صحیح ہے کیونکہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے آیت: (أُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً) (الاعراف 55) یعنی اپنے رب سے دعا گڑگڑا کر اور چپکے سے کرو۔

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ آمین بھی دعا ہی ہے لہٰذا آمین کو آہستہ سے کہنا اس آیت عمل پر کرنا ہے۔ نیز یہ کہ اس بات پر اتفاق ہے کہ آمین قرآن کا لفظ نہیں ہے اس لیے مناسب یہی ہے کہ اس کی آواز قرآن کے الفاظ کی آواز سے ہم آہنگ نہ ہو جس طرح کی مصحف (یعنی اوراق قرآن) میں لکھنا جائز نہیں ہے۔

934 حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، أَخْبَرَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى، عَنْ بِشْرِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمِّ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا تَلَا (غَيْرِ الْمَغْضُوبِ

عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ) (الفاتحہ: 7)، قَالَ: آمِينَ، حَتَّى يَسْمَعَ مَنْ يَلِيهِ مِنَ الصَّفِّ الْأَوَّلِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ تلاوت کر لیتے تھے تو ''آمین'' کہتے تھے، جسے پہلی صف میں آپ کے قریب کھڑے ہوئے لوگ سن لیتے تھے۔

935 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ، مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا قَالَ الْإِمَامُ (غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ) (الفاتحہ: 7)، فَقُولُوا: آمِينَ، فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جب امام غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ پڑھ لے، تو تم ''آمین'' کہو، کیونکہ جس کا (''آمین'') کہنا، فرشتوں کے کہنے کے ساتھ ہوگا، اس کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت ہو جائے گی''۔

936 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِّنُوا، فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلَائِكَةِ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: آمِينَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جب امام آمین کہے، تو تم لوگ بھی آمین کہو، کیونکہ جس کا آمین کہنا، فرشتوں کے آمین کہنے کے ساتھ ہوگا، اس کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت ہو جائے گی''۔

ابن شہاب زہری کہتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی آمین کہتے تھے۔

937 - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ رَاهَوَيْهِ، أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ بِلَالٍ، أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، لَا تَسْبِقْنِي بِآمِينَ

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے، انہوں نے عرض کی: مجھ سے پہلے آمین نہ کہیں، (یعنی وہ تاخیر سے آئے تو انہوں نے عرض کی: آپ مجھے موقع دیں کہ میں بھی آپ کے ساتھ آمین کہہ سکوں)

938 - حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ عُتْبَةَ الدِّمَشْقِيُّ، وَمَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا الْفِرْيَابِيُّ، عَنْ صُبَيْحِ بْنِ مُحْرِزٍ الْحِمْصِيِّ، حَدَّثَنِي أَبُو مُصَبِّحٍ الْمَقْرَائِيُّ، قَالَ: كُنَّا نَجْلِسُ إِلَى أَبِي زُهَيْرٍ النُّمَيْرِيِّ، وَكَانَ مِنَ الصَّحَابَةِ، فَيَتَحَدَّثُ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ، فَإِذَا دَعَا الرَّجُلُ مِنَّا بِدُعَاءٍ قَالَ: اخْتِمْهُ بِآمِينَ، فَإِنَّ آمِينَ مِثْلُ الطَّابَعِ عَلَى الصَّحِيفَةِ، قَالَ أَبُو زُهَيْرٍ: أُخْبِرُكُمْ عَنْ ذٰلِكَ؟ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَأَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ قَدْ أَلَحَّ فِي الْمَسْأَلَةِ، فَوَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. يَسْتَمِعُ

مِنْهُ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوْجَبَ إِنْ خَتَمَ. فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ: بِأَيِّ شَيْءٍ يَخْتِمُ؟ قَالَ: بِآمِينَ. فَإِنَّهُ إِنْ خَتَمَ بِآمِينَ فَقَدْ أَوْجَبَ. فَانْصَرَفَ الرَّجُلُ الَّذِي سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَأَتَى الرَّجُلَ. فَقَالَ: اخْتِمْ يَا فُلَانُ بِآمِينَ. وَأَبْشِرْ. وَهٰذَا لَفْظُ مَحْمُودٍ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْمَقْرَاءُ قَبِيلٌ مِّنْ حِمْيَرَ

ابو مصبح مقری بیان کرتے ہیں: ہم لوگ حضرت ابوزہیر نمیری کے پاس بیٹھا کرتے تھے، جو صحابی تھے، وہ عمدہ گفتگو کرتے تھے، ہم میں سے جب کوئی شخص دعا مانگتا تو وہ فرماتے: "آمین" کے ذریعے اس پر مہر لگا دو، کیونکہ "آمین" صحیفے پر لگی ہوئی مہر کی مانند ہے۔

حضرت ابوزہیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہیں اس بارے میں بتاتا ہوں، ایک رات ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے، ہمارا گزر ایک شخص کے پاس سے ہوا، جو بڑی آہ وزاری کے ساتھ دعا مانگ رہا تھا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر کر اسے غور سے سننے لگے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اگر اس نے (دعا پر) مہر لگائی تو اس نے (قبولیت کو) واجب کر لیا ہے"۔

حاضرین میں سے ایک صاحب نے عرض کی: یہ کس چیز کے ذریعے مہر لگائے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "آمین" کے ذریعے، کیونکہ اس نے اگر "آمین" کے ذریعے (دعا پر) مہر لگا لی تو یہ (دعا کی قبولیت کو) واجب کر لے گا، جس شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا تھا، وہ اس (دعا مانگنے والے) شخص کے پاس گیا اور بولا: اے فلاں! "آمین" کے ذریعے مہر لگاؤ اور (دعا کی قبولیت کی) خوشخبری قبول کرو"۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) مقراء، حمیر قبیلے کی شاخ ہے۔

بَابُ التَّصْفِيقِ فِي الصَّلَاةِ

باب: نماز کے دوران تالی بجانا

939 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: التَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ، وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"(نماز کے دوران امام کو متوجہ کرنے کے لئے) سبحان اللہ کہنے کا حکم مردوں کے لئے ہے اور تالی بجانے کا حکم خواتین کے لئے ہے"۔

940 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي حَازِمِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ إِلَى بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ، وَحَانَتِ الصَّلَاةُ. فَجَاءَ الْمُؤَذِّنُ إِلَى

أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ. فَقَالَ: أَتُصَلِّي بِالنَّاسِ فَأُقِيمَ؟ قَالَ: نَعَمْ. فَصَلَّى أَبُو بَكْرٍ. فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالنَّاسُ فِي الصَّلَاةِ. فَتَخَلَّصَ حَتَّى وَقَفَ فِي الصَّفِّ. فَصَفَّقَ النَّاسُ. وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ لَا يَلْتَفِتُ فِي الصَّلَاةِ. فَلَمَّا أَكْثَرَ النَّاسُ التَّصْفِيقَ الْتَفَتَ. فَرَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. أَنِ امْكُثْ مَكَانَكَ. فَرَفَعَ أَبُو بَكْرٍ يَدَيْهِ. فَحَمِدَ اللَّهَ عَلَى مَا أَمَرَهُ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذٰلِكَ. ثُمَّ اسْتَأْخَرَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى اسْتَوَى فِي الصَّفِّ. وَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَلَمَّا انْصَرَفَ. قَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ. مَا مَنَعَكَ أَنْ تَثْبُتَ إِذْ أَمَرْتُكَ. قَالَ أَبُو بَكْرٍ: مَا كَانَ لِابْنِ أَبِي قُحَافَةَ. أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا لِي رَأَيْتُكُمْ أَكْثَرْتُمْ مِنَ التَّصْفِيحِ؟ مَنْ نَابَهُ شَيْءٌ فِي صَلَاتِهِ فَلْيُسَبِّحْ. فَإِنَّهُ إِذَا سَبَّحَ الْتُفِتَ إِلَيْهِ. وَإِنَّمَا التَّصْفِيحُ لِلنِّسَاءِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهٰذَا فِي الْفَرِيضَةِ.

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

نبی اکرم ﷺ بنو عمرو بن عوف کے درمیان صلح کروانے کے لئے تشریف لے گئے، نماز کا وقت ہوا، تو مؤذن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور بولا: اگر آپ لوگوں کو نماز پڑھاتے ہیں، تو میں اقامت کہوں؟ انہوں نے فرمایا: جی ہاں! حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھانا شروع کی، اسی دوران نبی اکرم ﷺ تشریف لے آئے، لوگ اس وقت نماز ادا کر رہے تھے، نبی اکرم ﷺ صف میں آ کر شامل ہو گئے، لوگوں نے تالیاں بجانی شروع کر دیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز کے دوران ادھر اُدھر توجہ نہیں کرتے تھے، جب لوگوں کے بکثرت تالیاں بجانے پر انہوں نے توجہ کی اور نبی اکرم ﷺ کو دیکھا، تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں اشارہ کیا کہ تم اپنی جگہ پر رہو، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کر کے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی، جو نبی اکرم ﷺ نے انہیں جو حکم دیا تھا، اس پر تھی، پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹ کر صف میں شامل ہو گئے اور نبی اکرم ﷺ نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی، نماز مکمل کرنے کے بعد نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! جب میں نے تمہیں ہدایت کر دی تھی، تو تمہارے اپنی جگہ پر ٹھہرے رہنے میں کیا چیز رکاوٹ ہوئی؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ابن ابوقحافہ کی یہ مجال نہیں کہ وہ اللہ کے رسول کے آگے نماز ادا کرے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا وجہ ہے کہ میں نے تم لوگوں کو بکثرت تالیاں بجاتے ہوئے دیکھا؟ جسے نماز کے دوران (امام کو متوجہ کرنے کی) ضرورت پیش آ جائے، اسے سبحان اللہ کہنا چاہیے، کیونکہ جب وہ سبحان اللہ کہے گا، تو اس کی طرف توجہ مبذول ہو جائے گی، تالی بجانے کا حکم خواتین کے لئے ہے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ فرض نماز کا واقعہ ہے۔

941 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: كَانَ قِتَالٌ بَيْنَ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ. فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَأَتَاهُمْ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ بَعْدَ الظُّهْرِ. فَقَالَ لِبِلَالٍ: إِنْ حَضَرَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ وَلَمْ آتِكَ. فَمُرْ أَبَا بَكْرٍ. فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ. فَلَمَّا

حَضَرَتِ الْعَصْرُ اَذَّنَ بِلَالٌ، ثُمَّ اَقَامَ، ثُمَّ اَمَرَ اَبَا بَكْرٍ، فَتَقَدَّمَ، قَالَ فِي آخِرِهِ: اِذَا نَابَكُمْ شَيْءٌ فِي الصَّلَاةِ فَلْيُسَبِّحِ الرِّجَالُ، وَلْيُصَفِّحِ النِّسَاءُ.

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: بنوعمرو بن عوف میں جھگڑا ہو گیا، اس بات کی اطلاع نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی تو آپ ظہر کی نماز کے بعد، ان کے درمیان صلح کروانے کے لئے تشریف لے گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ہدایت کی، اگر عصر کی نماز کا وقت ہو جائے اور میں نہ آپاؤں' تو تم ابوبکر سے کہنا وہ لوگوں کو نماز پڑھا دے، جب عصر کی نماز کا وقت ہوا، تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی، پھر انہوں نے اقامت کہی، اور پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: وہ آگے ہو گئے، (اس روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں:) ''جب تمہیں نماز کے دوران (امام کو متوجہ کرنے کی) ضرورت پیش آئے، تو مرد سبحان اللہ کہیں اور خواتین تالی بجائیں۔

942 - حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، عَنْ عِيسَى بْنِ اَيُّوبَ، قَالَ قَوْلُهُ: التَّصْفِيحُ لِلنِّسَاءِ تَضْرِبُ بِاُصْبُعَيْنِ مِنْ يَمِينِهَا عَلَى كَفِّهَا الْيُسْرَى

عیسیٰ بن ایوب کہتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ''تالی بجانے کا حکم خواتین کے لئے ہے'' (اس کی وضاحت یہ ہے) عورت دائیں ہاتھ کی دو انگلیاں بائیں ہتھیلی پر مارے گی۔

بَابُ الْإِشَارَةِ فِي الصَّلَاةِ

باب: نماز کے دوران اشارہ کرنا

943 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ شَبُّوَيْهِ الْمَرْوَزِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُشِيرُ فِي الصَّلَاةِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے دوران اشارہ کر لیتے تھے''۔

944 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ الْاَخْنَسِ، عَنْ اَبِي غَطَفَانَ، عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: التَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ - يَعْنِي فِي الصَّلَاةِ - وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ، مَنْ اَشَارَ فِي صَلَاتِهِ اِشَارَةً تُفْهَمُ عَنْهُ، فَلْيَعُدْ لَهَا يَعْنِي الصَّلَاةَ.

قَالَ اَبُو دَاوُدَ: هٰذَا الْحَدِيثُ وَهْمٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''سبحان اللہ کہنے کا حکم مردوں کے لئے ہے'' یعنی نماز میں'' اور تالی بجانے کا حکم خواتین کے لئے ہے، جو شخص نماز کے دوران کوئی ایسا اشارہ کر دے جس کا مفہوم سمجھ میں آ گیا ہو، اس شخص کو وہ نماز دوبارہ ادا کرنی چاہئے''۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) اس حدیث (کو نقل کرنے میں) واہم پایا جاتا ہے۔

بَابٌ فِي مَسْحِ الْحَصَى فِي الصَّلَاةِ

باب: نماز کے دوران کنکریوں پر ہاتھ پھیرنا

945 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا ذَرٍّ، يَرْوِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلَاةِ، فَإِنَّ الرَّحْمَةَ تُوَاجِهُهُ، فَلَا يَمْسَحِ الْحَصَى

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جب کوئی شخص نماز ادا کرنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے، تو رحمت اس کے سامنے ہوتی ہے، اس لئے اسے (نماز کے دوران) کنکریاں نہیں چھونی چاہئیں''۔

946 - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ مُعَيْقِيبٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَمْسَحْ وَأَنْتَ تُصَلِّي، فَإِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلًا، فَوَاحِدَةٌ تَسْوِيَةَ الْحَصَى

حضرت معیقیب رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''تم نماز کے دوران (کنکریوں پر) ہاتھ نہ پھیرو، اگر کوئی چارہ نہ ہو تو صرف ایک مرتبہ کنکریاں برابر کر لو''۔

بَابُ الرَّجُلِ يُصَلِّي مُخْتَصِرًا

باب: آدمی کا نماز پڑھتے ہوئے پہلو پر ہاتھ رکھنا

947 - حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ كَعْبٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَنِ الِاخْتِصَارِ فِي الصَّلَاةِ،

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: يَعْنِي يَضَعُ يَدَهُ عَلَى خَاصِرَتِهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے دوران پہلو پر ہاتھ رکھنے سے منع کیا ہے''۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) (حدیث کے لفظ) ''اختصار'' سے مراد پہلو (کوکھ) پر ہاتھ رکھنا ہے۔

بَابُ الرَّجُلِ يَعْتَمِدُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى عَصًا

باب: آدمی کا نماز کے دوران عصا سے سہارا لینا

948 - حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْوَابِصِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ شَيْبَانَ، عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، قَالَ: قَدِمْتُ الرَّقَّةَ، فَقَالَ لِي بَعْضُ أَصْحَابِي: هَلْ لَكَ فِي رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: قُلْتُ: غَنِيمَةٌ، فَدَفَعْنَا إِلَى وَابِصَةَ، قُلْتُ لِصَاحِبِي: نَبْدَأُ فَنَنْظُرُ إِلَى دَلِّهِ، فَإِذَا عَلَيْهِ قَلَنْسُوَةٌ لَاطِئَةٌ ذَاتُ أُذُنَيْنِ، وَبُرْنُسُ خَزٍّ أَغْبَرُ، وَإِذَا هُوَ مُعْتَمِدٌ عَلَى عَصًا فِي صَلَاتِهِ، فَقُلْنَا بَعْدَ أَنْ سَلَّمْنَا، فَقَالَ: حَدَّثَتْنِي أُمُّ قَيْسٍ بِنْتُ مِحْصَنٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا أَسَنَّ وَحَمَلَ اللَّحْمَ، اتَّخَذَ عَمُودًا فِي مُصَلَّاهُ يَعْتَمِدُ عَلَيْهِ

ہلال بن یساف بیان کرتے ہیں: میں "رقہ" آیا، میرے ایک دوست نے مجھ سے کہا: کیا تم کسی صحابی سے ملنا چاہو گے؟ میں نے کہا: یہ تو غنیمت ہے، تو ہم لوگ حضرت وابصہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، میں نے اپنے ساتھی سے کہا: ہم پہلے ان کی وضع قطع کا جائزہ لیں گے، انہوں نے سر سے چپکی ہوئی، کانوں والی ٹوپی پہنی ہوئی تھی، مٹیالے رنگ کا اونی جبہ پہنا ہوا تھا، اور نماز کے دوران انہوں نے عصا سے سہارا لیا ہوا تھا، ہم نے انہیں سلام کرنے کے بعد اس بارے میں دریافت کیا، تو انہوں نے بتایا: سیدہ اُم قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا نے مجھے یہ بات بتائی ہے:

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر زیادہ ہوگئی اور آپ کا جسم فربہ ہوگیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم (نماز کے دوران) جائے نماز کے قریب موجود ستون سے ٹیک لیا کرتے تھے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ

باب: نماز کے دوران کلام کرنے کی ممانعت

949 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسٰى، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ شُبَيْلٍ، عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، قَالَ: كَانَ أَحَدُنَا يُكَلِّمُ الرَّجُلَ إِلَى جَنْبِهِ فِي الصَّلَاةِ، فَنَزَلَتْ: (وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ) (البقرة: 238) فَأُمِرْنَا بِالسُّكُوتِ، وَنُهِينَا عَنِ الْكَلَامِ

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: پہلے ہم میں سے کوئی شخص نماز کے دوران اپنے پہلو میں موجود شخص کے ساتھ بات چیت کرلیا کرتا تھا، پھر یہ آیت نازل ہوگئی:

"اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزی (اور خاموشی) کے ساتھ کھڑے ہو"۔

تو ہمیں (نماز کے دوران) سکوت اختیار کرنے کا حکم دیا گیا اور بات چیت کرنے سے منع کر دیا گیا۔

بَابٌ فِيْ صَلَاةِ الْقَاعِدِ

باب: بیٹھ کر نماز ادا کرنا

950 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ بْنِ اَعْيَنَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالٍ يَعْنِي ابْنَ يَسَافٍ، عَنْ اَبِي يَحْيٰى، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: حُدِّثْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: صَلَاةُ الرَّجُلِ قَاعِدًا نِصْفُ الصَّلَاةِ، فَاَتَيْتُهُ فَوَجَدْتُهُ يُصَلِّيْ جَالِسًا، فَوَضَعْتُ يَدَيَّ عَلٰى رَاْسِي، فَقَالَ: مَا لَكَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو؟ قُلْتُ: حُدِّثْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَّكَ قُلْتَ: صَلَاةُ الرَّجُلِ قَاعِدًا نِصْفُ الصَّلَاةِ، وَاَنْتَ تُصَلِّيْ قَاعِدًا، قَالَ: اَجَلْ، وَلٰكِنِّيْ لَسْتُ كَاَحَدٍ مِنْكُمْ

❀❀ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مجھے یہ بات بتائی گئی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''آدمی کا بیٹھ کر نماز ادا کرنا (اجر و ثواب کے اعتبار سے) نصف نماز ہوتا ہے''۔

پھر ایک مرتبہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹھ کر نماز ادا کرتے ہوئے پایا، میں نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھ لیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: اے عبداللہ بن عمرو! کیا ہوا؟ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے تو یہ بتایا گیا ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''آدمی کا بیٹھ کر نماز ادا کرنا (اجر و ثواب کے اعتبار سے) نصف نماز ہوتا ہے''۔

جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (ابھی) بیٹھ کر نماز ادا کر رہے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جی ہاں! (ایسا ہی ہے) لیکن میں تم لوگوں کی مانند نہیں ہوں''۔

951 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيٰى، عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، اَنَّهٗ سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلَاةِ الرَّجُلِ قَاعِدًا، فَقَالَ: صَلَاتُهٗ قَائِمًا اَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهٖ قَاعِدًا، وَصَلَاتُهٗ قَاعِدًا عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَاتِهٖ قَائِمًا، وَصَلَاتُهٗ نَائِمًا عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَاتِهٖ قَاعِدًا

❀❀ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آدمی کے بیٹھ کر نماز ادا کرنے کے بارے میں دریافت کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کا کھڑے ہو کر نماز ادا کرنا، اس کے بیٹھ کر نماز ادا کرنے پر فضیلت رکھتا ہے، اس کا بیٹھ کر نماز ادا کرنا، اس کے کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے سے (اجر و ثواب کے اعتبار سے) نصف ہوتا ہے، اور اس کا لیٹ کر نماز ادا کرنا، اس کے بیٹھ کر نماز ادا کرنے سے نصف ہوتا ہے۔

952 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْاَنْبَارِيُّ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ طَهْمَانَ، عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، قَالَ: كَانَ بِيَ النَّاصُوْرُ، فَسَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: صَلِّ قَائِمًا، فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا، فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَعَلٰى جَنْبٍ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مجھے "ناسور" کی شکایت تھی، میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تم کھڑے ہو کر نماز ادا کرو، اگر یہ نہیں کر سکتے تو بیٹھ کر (ادا کرو) اگر یہ بھی نہیں کر سکتے تو پہلو کے بل (لیٹ کر ادا کرو)"۔

953 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقْرَأُ فِي شَيْءٍ مِنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ جَالِسًا قَطُّ، حَتَّى دَخَلَ فِي السِّنِّ، فَكَانَ يَجْلِسُ فِيهَا فَيَقْرَأُ، حَتَّى إِذَا بَقِيَ أَرْبَعُونَ أَوْ ثَلَاثُونَ آيَةً، قَامَ فَقَرَأَهَا، ثُمَّ سَجَدَ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی بھی رات کے نوافل میں بیٹھ کر تلاوت کرتے ہوئے نہیں دیکھا، یہاں تک کہ جب آپ کی عمر مبارک زیادہ ہوگئی تو آپ ان نوافل میں بیٹھ کر قرأت کرتے تھے، یہاں تک کہ جب چالیس یا تیس آیات کی تلاوت رہ جاتی' تو آپ کھڑے ہو کر انہیں تلاوت کرتے تھے' پھر سجدے میں جاتے تھے۔

954 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ، وَأَبِي النَّضْرِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي جَالِسًا، فَيَقْرَأُ وَهُوَ جَالِسٌ، وَإِذَا بَقِيَ مِنْ قِرَاءَتِهِ قَدْرُ مَا يَكُونُ ثَلَاثِينَ أَوْ أَرْبَعِينَ آيَةً، قَامَ فَقَرَأَهَا وَهُوَ قَائِمٌ، ثُمَّ رَكَعَ، ثُمَّ سَجَدَ، ثُمَّ يَفْعَلُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذَلِكَ،

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیٹھ کر نماز ادا کرتے تھے' تو آپ تلاوت بھی بیٹھ کر ہی کرتے تھے، یہاں تک کہ جب آپ کی تلاوت میں تیس یا چالیس آیات جتنی قرأت باقی رہ جاتی' تو آپ کھڑے ہو جاتے اور کھڑے ہو کر ان کی تلاوت کرتے رہتے، پھر آپ رکوع کرتے، پھر سجدہ کرتے، پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کرتے تھے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ روایت علقمہ بن وقاص نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے، اس کی مانند نقل کی ہے۔

955 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، قَالَ: قَالَ: سَمِعْتُ بُدَيْلَ بْنَ مَيْسَرَةَ، وَأَيُّوبَ، يُحَدِّثَانِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي لَيْلًا طَوِيلًا قَائِمًا، وَلَيْلًا طَوِيلًا قَاعِدًا، فَإِذَا صَلَّى قَائِمًا، رَكَعَ قَائِمًا، وَإِذَا صَلَّى قَاعِدًا، رَكَعَ قَاعِدًا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے نوافل میں طویل نماز کھڑے ہو کر ادا کرتے تھے اور طویل نماز بیٹھ کر ادا کرتے تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر نماز ادا کرتے تھے' تو قیام کی حالت سے ہی رکوع میں جاتے تھے اور

953- اسناده صحيح. زهير: هو ابن معاوية الجعفي. واخرجه البخاري (1118)، ومسلم (731) (111)، والنسائي في "الكبرى" (1360)، وابن ماجه (1227) من طرق عن هشام بن عروة، بهذا الاسناد. واخرجه البخاري (4837) من طريق ابي الاسود، عن عروة، به

جب بیٹھ کر نماز ادا کرتے تھے، تو رکوع بھی بیٹھ کر کرتے تھے۔

956 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، حَدَّثَنَا كَهْمَسُ بْنُ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ، أَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ السُّورَةَ فِي رَكْعَةٍ؟ قَالَتْ: الْمُفَصَّلَ، قَالَ: قُلْتُ: فَكَانَ يُصَلِّي قَاعِدًا؟ قَالَتْ: حِينَ حَطَمَهُ النَّاسُ

❀❀ عبداللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں: میں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی رکعت میں متعدد سورتوں کی تلاوت کر لیتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: مفصل (سورتوں میں سے کچھ کو ایک ساتھ پڑھ لیتے تھے) میں نے دریافت کیا: کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر (نفل) نماز ادا کر لیتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: جب لوگوں نے آپ کو تھکا دیا (یعنی جب عمر شریف زیادہ ہو گئی تو آپ بیٹھ کر نوافل ادا کر لیتے تھے)

نوافل پڑھ لیا کرتے تھے۔

بغیر عذر کے نفل کو بیٹھ کر پڑھنے کا بیان

امام ابوالحسن فرغانی حنفی لکھتے ہیں اور اگر اس نے نفلی نماز کو کھڑے ہو کر شروع کیا پھر بغیر عذر کے بیٹھ گیا تو امام اعظم کے نزدیک جائز ہے۔ اور یہ دلیل استحسان کی وجہ سے ہے۔ اور صاحبین کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ اور یہی قیاس ہے کیونکہ شروع کرنے کو نذر پر قیاس کیا جائے گا۔ امام اعظم کے نزدیک اس نے بقیہ میں قیام نہیں کیا ہے جبکہ جس میں اس نے قیام کیا ہے وہ بھی بغیر قیام کے درست ہے۔ بخلاف نذر کیونکہ اس کا التزام نص سے ہے۔ حتیٰ کہ اگر نص میں اس کے قیام کی صراحت نہ ہوتی تو بعض مشائخ کے نزدیک اس کا بھی قیام لازم نہ ہوتا۔ (ہدایہ اولین، کتاب صلوٰۃ، لاہور)

علامہ ابن محمود البابرتی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ کہ جب کسی شخص نے بغیر کسی عذر کے نفلی نماز کو بیٹھ کر شروع کیا تو دلیل استحسان کے ساتھ اس کا ایسا کرنا جائز ہے۔ جبکہ صاحبین نے قیاس سے دلیل اخذ کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس طرح کرنا جائز نہیں۔

فقیہ ابوجعفر ہندوانی کہتے ہیں کہ جب کسی شخص نے نذر میں نماز پڑھنے کا کہا اور اس نے یہ نہیں کہا کہ وہ کھڑے ہو کر پڑھے گا یا بیٹھ کر پڑھے گا تو اس صورت میں اس پر قیام یا قعود واجب نہیں ہے۔

پھر مشائخ نے اس میں اختلاف کیا ہے امام فخر الاسلام نے کہا ہے۔ کہ قیام لازم نہیں ہے کیونکہ نفل میں قیام وصف زائد ہے اور کوئی بھی وصف زائد شرط کے بغیر لازم نہیں ہوتا۔

بعض فقہاء نے کہا ہے کہ قیام لازم ہے کیونکہ جب بندے اپنے اوپر لازم کیا ہے تو یہ ایجاب اسی طرح ہو گا جس طرح اللہ کی طرف ہوتا ہے۔

جبکہ فوائد ظہیریہ میں ہے کہ نفل کی جس طرح اس نے ابتداء کی تھی اسی طرح اس کی انتہاء کرے کیونکہ انتہاء کو پورا کرنا ابتداء کی بہ نسبت آسان ہے۔ (عنایہ شرح الہدایہ، ج ۲، ص ۲۲۵، بیروت)

بَابُ كَيْفَ الْجُلُوسُ فِي التَّشَهُّدِ

باب: تشہد میں کیسے بیٹھا جائے گا

957 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، قَالَ: قُلْتُ: لَأَنْظُرَنَّ إِلَى صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ يُصَلِّي، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، فَكَبَّرَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى حَاذَتَا بِأُذُنَيْهِ، ثُمَّ أَخَذَ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَهُمَا مِثْلَ ذَلِكَ، قَالَ: ثُمَّ جَلَسَ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى، وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى، وَحَدَّ مِرْفَقَهُ الْأَيْمَنَ عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى، وَقَبَضَ ثِنْتَيْنِ، وَحَلَّقَ حَلْقَةً، وَرَأَيْتُهُ يَقُولُ هَكَذَا، وَحَلَّقَ بِشْرٌ الْإِبْهَامَ وَالْوُسْطَى، وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے طے کیا، میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا ضرور جائزہ لوں گا کہ آپ کیسے نماز ادا کرتے ہیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے، آپ نے قبلہ کی طرف رخ کیا اور دونوں ہاتھ کانوں کے برابر تک اٹھا کر تکبیر کہی، پھر آپ نے دائیں ہاتھ کے ذریعے بایاں ہاتھ پکڑ لیا، جب آپ رکوع میں جانے لگے تو آپ نے اسی طرح رفع یدین کیا،

راوی بیان کرتے ہیں: جب آپ بیٹھے تو آپ نے اپنی بائیں ٹانگ کو بچھا لیا اور اپنا بایاں ہاتھ بائیں زانوں پر رکھا، اور دائیں بازو کی کہنی کے کنارے کو دائیں زانوں پر رکھا آپ نے دو انگلیوں کو بند کر کے ان کا حلقہ بنا لیا، اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح کرتے ہوئے دیکھا۔

بشر نامی راوی نے انگوٹھے اور درمیانی انگلی کے ذریعے حلقہ بنایا اور شہادت کی انگلی کے ذریعے اشارہ کیا۔

958 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: سُنَّةُ الصَّلَاةِ أَنْ تَنْصِبَ رِجْلَكَ الْيُمْنَى، وَتَثْنِيَ رِجْلَكَ الْيُسْرَى

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نماز میں سنت یہ ہے، کہ تم اپنے دائیں پاؤں کو کھڑا کرو اور بائیں ٹانگ کو بچھا کر (اس پر بیٹھو)

959 - حَدَّثَنَا ابْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى، قَالَ: سَمِعْتُ الْقَاسِمَ، يَقُولُ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: مِنْ سُنَّةِ الصَّلَاةِ أَنْ تُضْجِعَ

959- اسناده صحيح. ابن معاذ: هو عبيد الله العنبري، وعبد الوهاب: هو ابن عبد المجيد الثقفي، ويحيى: هو ابن سعيد الانصاري، والقاسم: هو ابن محمد بن ابي بكر الصديق. واخرجه النسائي في "الكبرى" (747) من طريق الليث بن سعد، و (748) من طريق عمرو بن الحارث، كلاهما عن يحيى بن سعيد، بهذا الاسناد. وانظر ما قبله وما بعده.

رِجْلَكَ الْيُسْرٰى، وَتَنْصِبَ الْيُمْنٰى.

⊛⊛ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نماز میں سنت یہ ہے: تم اپنی بائیں ٹانگ کو بچھالو اور دائیں پاؤں کو کھڑا کرو۔

تشہد میں بیٹھنے کے طریقے میں مذاہب اربعہ

وکان یفرش رجلہ ایسر وینصب رجلہ الیمنی (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھنے کے لیے اپنا بایاں پاؤں بچھاتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے تھے) اس عبارت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں قعدوں میں اسی طرح بیٹھتے تھے چنانچہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مسلک ہے کہ دونوں قعدوں میں اسی طرح بیٹھنا چاہئے۔

آئندہ آنے والی حدیث جو حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے قعدے میں افتراش (یعنی پاؤں بچھانا ہی اختیار کرتے تھے مگر دوسرے قعدے میں تورک یعنی (کولہوں پر بیٹھنا) اختیار فرماتے تھے چنانچہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک یہی ہے کہ پہلے قعدے میں تو افتراش ہونا چاہئے اور دوسرے قعدے میں تورک۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دونوں قعدوں میں تورک ہی ہے اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ جس نماز میں دو تشہد ہوں اس کے آخری تشہد میں تورک ہونا چاہئے اور جس نماز میں ایک ہی تشہد ہے اس میں افتراش ہونا چاہئے۔

960 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ يَحْيٰى، بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.
قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: عَنْ يَحْيٰى، أَيْضًا: مِنَ السُّنَّةِ كَمَا قَالَ جَرِيرٌ.

⊛⊛ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حماد بن زید نے بھی یحییٰ کے حوالے سے "من السنۃ" کے الفاظ اسی طرح نقل کئے ہیں، جس طرح جریر نے بیان کئے ہیں۔

961 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ، أَرَاهُمُ الْجُلُوسَ فِي التَّشَهُّدِ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ

⊛⊛ یحییٰ بن سعید بیان کرتے ہیں: قاسم بن محمد نے ان لوگوں کو تشہد میں بیٹھ کر دکھایا' اس کے بعد راوی نے (حسب سابق) حدیث ذکر کی ہے۔

962 - حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، عَنْ وَكِيعٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ، افْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى حَتّٰى اسْوَدَّ ظَهْرُ

قَدَمِهِ

⊛⊛ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب نماز میں بیٹھتے تھے' تو اپنا بایاں پاؤں بچھا لیتے تھے، یہاں تک آپ کے پاؤں کی پشت سیاہ ہوگئی تھی۔

تشہد میں انگلی کو بلند کرنے میں فقہی مذاہب اربعہ

شہادت کی انگلی کھلی رکھی جائے اور انگوٹھے کے سرے کو شہادت کی انگلی کی جڑ میں رکھا جائے۔ یہ عدد ترپین (۵۳) کہلاتا ہے۔ چنانچہ حضرت امام شافعی اور ایک روایت کے مطابق حضرت امام احمد نے اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے اسی طریقے کو اختیار کیا ہے۔

حنفیہ کے نزدیک شہادت کی انگلی اٹھانے کا طریقہ :ابھی آپ نے عدد ترپین کی وضاحت پڑھی اسی طرح ایک عدد تسعین (۹۰) ہوتا ہے اس کی شکل یہ ہوتی ہے کہ چھنگلیا اور اس کے قریب والی انگلی کو بند کر لیا جائے اور شہادت کی انگلی کو کھول دیا جائے اور انگوٹھے کا سرا بیچ کی انگلی کے سرے پر رکھ کر حلقہ کی شکل دے دی جائے۔ حضرت امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ شہادت کی انگلی اٹھانے کے لیے یہی طریقہ اختیار کرنا چاہئے۔ اور حضرت امام احمد کا ایک قول بھی یہی ہے نیز حضرت امام شافعی کا قول قدیم بھی یہی ہے اور یہی طریقہ آگے آنے والی صحیح مسلم کی روایت سے بھی ثابت ہے جو حضرت عبداللہ ابن زبیر سے مروی ہے، اسی طرح احمد، و ابوداؤد نے بھی حضرت وائل ابن حجر سے نقل کیا ہے۔

حضرت امام مالک کا مسلک یہ ہے کہ داہنے ہاتھ کی تمام انگلیاں بند کر لی جائیں اور شہادت کی انگلی کھلی رکھی جائے۔

بعض احادیث میں انگلیوں کو بند کئے بغیر شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا بھی ثابت ہے چنانچہ بعض حنفی علماء کا کا مختار مسلک یہی ہے اور معلوم ایسا ہوتا ہے کہ خود رسول اللہ ﷺ کا عمل بھی مختلف رہا ہوگا کہ آپ ﷺ کبھی تو اشارہ بغیر عقد کے کرتے ہوں گے اور کبھی عقد کے ساتھ کرتے ہوں گے۔ اسی بنا پر ان مختلف احادیث کی توجیہ کہ جن سے یہ دونوں طریقے ثابت ہوتے ہیں یہی کی جاتی ہے۔

علامہ شیخ ابن الہمام رحمہ اللہ تعالیٰ نے جن کا شمار محققین حنفیہ میں ہوتا ہے فرمایا ہے کہ "اول تشہد (التحیات) میں شہادتین تک تو ہاتھ کھلا رکھنا چاہئے اور تہلیل کے وقت انگلیوں کو بند کر لینا چاہئے نیز (شہادت کی انگلی سے) اشارہ کرنا چاہئے۔" موصوف لکھتے ہیں کہ "اشارہ کرنے کو منع کرنا روایت اور درایت کے خلاف ہے۔

محیط میں مذکور ہے کہ دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی کو اٹھانا حضرت امام ابوحنیفہ اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ علیہما کے نزدیک سنت ہے اور حضرت امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی اسی طرح ثابت ہے۔ علامہ نجم الدین زاہدی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "ہمارے علماء کا متفقہ طور پر یہ قول ہے کہ عمل اشارت سنت ہے۔

لہٰذا جب صحابہ کرام تابعین، ائمہ دین، محدثین عظام، فقہائے امت اور علمائے کوفہ و مدینہ سب ہی کا مذہب و مسلک یہ

ہے کہ التحیات میں شہادتین کے وقت دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی کو اٹھانا یعنی اشارہ وحدانیت کرنا چاہئے اور یہ کہ اس کے ثبوت میں بہت زیادہ احادیث اور اقوال صحابہ وارد ہیں تو پھر اس پر عمل کرنا ہی اولیٰ وارجح ہوگا۔

اشارہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جب کلمہ شہادت پر پہنچے تو شافعیہ کے نزدیک الا اللہ کہتے وقت شہادت کی انگلی اٹھائی جائے اور حنفیہ کے نزدیک جس وقت لا الہ کہے تو انگلی اٹھائے اور جب الا اللہ کہے تو انگلی رکھ دے۔ اس سلسلہ میں اتنی بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ انگلی سے اوپر کی جانب اشارہ نہ کیا جائے تاکہ جہت کا وہم پیدا نہ ہو جائے۔

حدیث کے الفاظ یدعو بھا) (اس کے ساتھ دعا مانگتے) کا مطلب یہی ہے کہ : آپ ﷺ شہادت کی انگلی اٹھا کر اشارہ وحدانیت کرتے جس کی طرف ترجمہ میں یہ بھی اشارہ کر دیا گیا ہے یا پھر دعا سے مراد ذکر ہے کو دعا بھی کہتے ہیں کیونکہ ذکر کرنے والا بھی مستحق انعام واکرام ہوتا ہے۔

بَابُ مَنْ ذَكَرَ التَّوَرُّكَ فِي الرَّابِعَةِ

باب: جن حضرات نے چوتھی رکعت کے بعد تورک کا تذکرہ کیا ہے

963 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ، ح وحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُهُ فِي عَشَرَةٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ أَحْمَدُ: قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حُمَيْدٍ السَّاعِدِيَّ، فِي عَشَرَةٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ أَبُو قَتَادَةَ، قَالَ أَبُو حُمَيْدٍ: أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالُوا: فَاعْرِضْ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ، قَالَ: وَيَفْتَحُ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ إِذَا سَجَدَ، ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُ أَكْبَرُ، وَيَرْفَعُ وَيَثْنِي رِجْلَهُ الْيُسْرَى، فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا، ثُمَّ يَصْنَعُ فِي الْأُخْرَى مِثْلَ ذَلِكَ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ قَالَ: حَتَّى إِذَا كَانَتِ السَّجْدَةُ الَّتِي فِيهَا التَّسْلِيمُ، أَخَّرَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى، وَقَعَدَ مُتَوَرِّكًا عَلَى شِقِّهِ الْأَيْسَرِ، زَادَ أَحْمَدُ: قَالُوا: صَدَقْتَ، هَكَذَا كَانَ يُصَلِّي، وَلَمْ يَذْكُرَا فِي حَدِيثِهِمَا الْجُلُوسَ فِي الثِّنْتَيْنِ كَيْفَ جَلَسَ.

⊛⊛ محمد بن عمرو بیان کرتے ہیں: حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے دس صحابہ کرام، جن میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، ان کی موجودگی میں یہ کہا: میں نبی اکرم ﷺ کی نماز کے بارے میں آپ سب سے زیادہ علم رکھتا ہوں، ان حضرات نے کہا: پھر آپ (اس کا طریقہ) پیش کریں۔

اس کے بعد راوی نے حدیث ذکر کی، جس میں یہ الفاظ بھی ہیں:

جب نبی اکرم ﷺ سجدے میں جاتے تو اپنے پاؤں کی انگلیاں موڑ لیتے تھے، پھر اللہ اکبر کہہ کر اٹھتے اور بائیں پاؤں کو بچھا

کر اس پر بیٹھ جاتے تھے، پھر دوسری رکعت میں بھی آپ اسی طرح کرتے تھے۔

اس کے بعد راوی حدیث ذکر کی ہے، جس میں یہ الفاظ ہیں:

جب وہ سجدہ آتا، جس کے بعد (قعدہ کے آخر میں) سلام پھیرنا ہوتا تھا، تو آپ بائیں پاؤں کو پیچھے کر کے، بائیں پہلو پر ''تورک'' کے طور پر بیٹھتے تھے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے یہ الفاظ زائد نقل کیے ہیں: ان صحابہ کرام نے (حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے) کہا، آپ نے ٹھیک بیان کیا ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح نماز ادا کرتے تھے۔

دونوں راویوں نے اپنی روایت میں یہ ذکر نہیں کیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعت کے بعد والے (یعنی پہلے) قعدہ میں کیسے بیٹھتے تھے؟

964 - حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْمِصْرِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنِ اللَّيْثِ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيِّ، وَيَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا مَعَ نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ، وَلَمْ يَذْكُرْ أَبَا قَتَادَةَ، قَالَ: فَإِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ جَلَسَ عَلَى رِجْلِهِ الْيُسْرٰى، فَإِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَةِ الْأَخِيرَةِ قَدَّمَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى، وَجَلَسَ عَلَى مَقْعَدَتِهِ.

محمد بن عمرو بن عطاء بیان کرتے ہیں: وہ چند صحابہ کرام کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، (اس کے بعد راوی نے سابقہ حدیث ذکر کی ہے) جس میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں ہے اور یہ الفاظ ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعت کے بعد بیٹھتے تو بائیں پاؤں پر بیٹھتے تھے اور جب آخری رکعت کے بعد بیٹھتے تھے' تو بایاں پاؤں ایک طرف نکال کر سرین کے بل بیٹھتے تھے۔

965 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو الْعَامِرِيِّ، قَالَ: كُنْتُ فِي مَجْلِسٍ بِهٰذَا الْحَدِيثِ، قَالَ فِيهِ: فَإِذَا قَعَدَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قَعَدَ عَلَى بَطْنِ قَدَمِهِ الْيُسْرٰى، وَنَصَبَ الْيُمْنٰى، فَإِذَا كَانَتِ الرَّابِعَةُ أَفْضَى بِوَرِكِهِ الْيُسْرٰى إِلَى الْأَرْضِ، وَأَخْرَجَ قَدَمَيْهِ مِنْ نَاحِيَةٍ وَاحِدَةٍ.

محمد بن عمرو عامری بیان کرتے ہیں: میں ایک محفل میں موجود تھا (پھر حسب سابق حدیث ہے) جس میں یہ مذکور ہے: جب آپ دو رکعت کے بعد بیٹھتے تو اپنے بائیں پاؤں کے تلوے پر بیٹھتے اور دایاں پاؤں کھڑا کر لیتے، اور جب چوتھی رکعت کے بعد بیٹھتے تو بائیں سرین کو زمین پر رکھ لیتے اور دونوں پاؤں ایک ہی طرف نکال لیتے۔

966 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبُو بَدْرٍ، حَدَّثَنِي زُهَيْرٌ أَبُو خَيْثَمَةَ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الْحُرِّ، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ عَبَّاسٍ أَوْ عَيَّاشِ بْنِ سَهْلٍ السَّاعِدِيِّ، أَنَّهُ كَانَ فِي مَجْلِسٍ فِيهِ أَبُوهُ، فَذَكَرَ فِيهِ قَالَ: فَسَجَدَ فَانْتَصَبَ عَلَى كَفَّيْهِ، وَرُكْبَتَيْهِ، وَصُدُورِ قَدَمَيْهِ

وَهُوَ جَالِسٌ، فَتَوَرَّكَ، وَنَصَبَ قَدَمَهُ الْأُخْرَى، ثُمَّ كَبَّرَ، فَسَجَدَ ثُمَّ كَبَّرَ، فَقَامَ وَلَمْ يَتَوَرَّكْ، ثُمَّ عَادَ فَرَكَعَ الرَّكْعَةَ الْأُخْرَى، فَكَبَّرَ كَذٰلِكَ ثُمَّ جَلَسَ بَعْدَ الرَّكْعَتَيْنِ حَتّٰى إِذَا هُوَ أَرَادَ أَنْ يَنْهَضَ لِلْقِيَامِ قَامَ بِتَكْبِيرٍ، ثُمَّ رَكَعَ الرَّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَيَيْنِ، فَلَمَّا سَلَّمَ سَلَّمَ عَنْ يَمِينِهِ، وَعَنْ شِمَالِهِ. قَالَ: أَبُو دَاوُدَ. لَمْ يَذْكُرْ فِي حَدِيثِهِ مَا ذَكَرَ عَبْدُ الْحَمِيدِ، فِي التَّوَرُّكِ وَالرَّفْعِ إِذَا قَامَ مِنْ ثِنْتَيْنِ،

❁❁ عباس بن سہل ساعدی بیان کرتے ہیں: وہ بھی اس محفل میں موجود تھے جس میں ان کے والد موجود تھے، (انہوں نے اس روایت میں یہ ذکر کیا ہے)

انہوں نے سجدہ کیا، تو دونوں ہتھیلیوں، دونوں گھٹنوں اور پاؤں کے پنجوں کے بل اُٹھے، جب وہ بیٹھے تو تورک کے طور پر بیٹھے، انہوں نے دوسرا پاؤں کھڑا کر لیا، پھر انہوں نے تکبیر کہی سجدہ کیا، پھر تکبیر کہی اور کھڑے ہو گئے وہ تورک کے طور پر بیٹھے نہیں، پھر انہوں نے دوسری رکعت بھی اسی طرح ادا کی، اسی طرح تکبیر کہی اور دو رکعت کے بعد (قعدہ میں) بیٹھ گئے۔ پھر جب انہوں نے قیام کے لئے اٹھنے کا ارادہ کیا' تو تکبیر کہہ کر کھڑے ہوئے، پھر انہوں نے بعد والی دو رکعت ادا کیں، جب انہوں نے سلام پھیرا تو دائیں اور بائیں (دونوں) طرف سلام پھیرا۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) انہوں نے اپنی روایت میں وہ ذکر نہیں کیا جو عبدالحمید نے تورک اور دو رکعت کے بعد اٹھتے ہوئے رفع یدین کرنے کا ذکر کیا ہے۔

967 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو، أَخْبَرَنِي فُلَيْحٌ، أَخْبَرَنِي عَبَّاسُ بْنُ سَهْلٍ، قَالَ: اجْتَمَعَ أَبُو حُمَيْدٍ، وَأَبُو أُسَيْدٍ، وَسَهْلُ بْنُ سَعْدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ. فَذَكَرَ هٰذَا الْحَدِيثَ، وَلَمْ يَذْكُرِ الرَّفْعَ إِذَا قَامَ مِنْ ثِنْتَيْنِ، وَلَا الْجُلُوسَ. قَالَ: حَتّٰى فَرَغَ ثُمَّ جَلَسَ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى، وَأَقْبَلَ بِصَدْرِ الْيُمْنٰى عَلٰى قِبْلَتِهِ

❁❁ عباس بن سہل بیان کرتے ہیں: حضرت ابوحمید ساعدی، حضرت ابواسید ساعدی، حضرت سہل بن سعد ساعدی اور حضرت محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہم اکٹھے ہوئے۔ (اس کے بعد راوی نے پوری حدیث ذکر کی ہے) البتہ انہوں نے دو رکعت کے بعد اٹھتے ہوئے رفع یدین کرنے اور جلوس (بیٹھنے) کا ذکر نہیں کیا۔ راوی نے یہ ذکر کیا ہے:

حتیٰ کہ وہ فارغ ہوئے' تو بیٹھ گئے، انہوں نے اپنے بائیں پاؤں کو بچھا لیا اور دائیں پاؤں کے پنجے کو (موڑ کر) قبلہ کی طرف کر لیا۔

تشہد میں تورک سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ کا بیان

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نماز تو تکبیر سے اور قرأت الحمد للہ رب العالمین سے شروع کرتے اور آپ جب رکوع کرتے تھے تو اپنا سر مبارک نہ تو (بہت زیادہ) بلند کرتے تھے اور نہ (بہت زیادہ) پست بلکہ درمیان درمیان رکھتے تھے (یعنی پیٹھ اور گردن برابر رکھتے تھے) اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو بغیر سیدھا کھڑے ہوئے سجدے

میں نہ جاتے تھے اور جب سجدے سے سر اٹھاتے تو بغیر سیدھا بیٹھے ہوئے (دوسرے) سجدہ میں نہ جاتے تھے اور ہر دو رکعتوں کے بعد التحیات پڑھتے تھے اور (اور بیٹھنے کے لئے) اپنا بایاں پاؤں بچھاتے۔

اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے تھے اور آپ عقبہ شیطان (یعنی شیطان کی بیٹھک) سے منع فرماتے تھے اور مرد کو دونوں ہاتھ سجدے میں اس طرح بچھانے سے بھی منع کرتے تھے جس طرح درندے بچھا لیتے ہیں اور آپ ﷺ نماز کو سلام پر ختم فرماتے تھے۔ (صحیح مسلم، مشکوۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 755)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ فرمانا کہ رسول اللہ ﷺ نماز تو تکبیر سے شروع فرماتے تھے اور قرأت کی ابتداء الحمد اللہ رب العالمین سے کرتے تھے۔ اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ آپ ﷺ بسم اللہ آہستہ سے پڑھتے تھے جیسا کہ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک بھی یہی ہے۔ قعدے میں بیٹھنے کا طریقہ اور اس میں آئمہ کا اختلاف: وکان یفرش رجلہ الیسر وینصب رجلہ الیمنی (یعنی آپ ﷺ بیٹھنے کے لئے اپنا بایاں پاؤں بچھاتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے تھے) اس عبارت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ دونوں قعدوں میں اسی طرح بیٹھتے تھے۔

حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہی مسلک ہے کہ دونوں قعدوں میں اسی طرح بیٹھنا چاہئے۔ آئندہ آنے والی حدیث جو حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ پہلے قعدے میں افتراش (یعنی پاؤں بچھانا ہی اختیار کرتے تھے مگر دوسرے قعدے میں تورک یعنی (کولہوں پر بیٹھنا) اختیار فرماتے تھے چنانچہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک یہی ہے کہ پہلے قعدے میں تو افتراش ہونا چاہئے اور دوسرے قعدے میں تورک۔

حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دونوں قعدوں میں تورک ہی ہے اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک یہ ہے کہ جس نماز میں دو تشہد ہوں اس کے آخری تشہد میں تورک ہونا چاہئے اور جس نماز میں ایک ہی تشہد ہے اس میں افتراش ہونا چاہئے۔

امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے مسلک کی دلیل: بنیادی طور پر حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے مسلک کی دلیل یہی حدیث ہے نہ صرف یہی حدیث بلکہ اور بہت سی احادیث وارد ہیں جن میں مطلقاً پاؤں کے بچھانے کا ذکر ہے۔ نیز یہ بھی وارد ہے کہ تشہد میں سنت یہی ہے اور یہ کہ رسول اللہ ﷺ بغیر پہلے اور دوسرے قعدے کی قید کے تشہد میں اسی طرح بیٹھا کرتے تھے۔ پھر دوسری چیز یہ بھی ہے کہ تشہد میں بیٹھنے کا جو طریقہ امام اعظم نے اختیار کیا ہے وہ دوسرے طریقوں کے مقابلے میں زیادہ بامشقت اور مشکل ہے اور احادیث میں صراحت کے ساتھ یہ بات کہی گئی ہے کہ اعمال میں زیادہ افضل و اعلیٰ عمل وہی ہے جس کے کرنے میں مشقت اور مشکل ہے۔ جن احادیث میں رسول اللہ ﷺ کے بارہ میں یہ منقول ہے کہ آپ ﷺ دوسرے قعدے میں کولہوں پر بیٹھتے تھے۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک ہے وہ اس بات پر محمول ہے کہ رسول اللہ ﷺ حالت ضعف اور کبرسنی میں اس طرح بیٹھتے تھے کیونکہ دوسرے قعدے میں زیادہ دیر تک بیٹھنا ہوتا ہے اور کولہوں پر بیٹھنا زیادہ آسان ہے۔ عقبہ شیطان کا مطلب: عقبہ

شیطان دراصل ایک خاص طریقے سے بیٹھنے کا نام ہے جس کی شکل یہ ہوتی ہے کہ دونوں کولہے زمین پر ٹیک کر دونوں پنڈلیاں کھڑی کر لی جائیں پھر دونوں ہاتھ زمین پر ٹیک کر بیٹھا جائے جس طرح کے کتے بیٹھا کرتے ہیں۔ قعدے میں بیٹھنے کا یہ طریقہ اختیار کرنا متفقہ طور پر تمام علماء کے نزدیک مکروہ ہے۔ علامہ طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ عقبہ شیطان کا مطلب یہ ہے کہ دونوں کولہے دونوں ایڑیوں پر رکھے جائیں۔

یہ معنی لفظ عقبہ کی رعایت سے زیادہ مناسب ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کو اس بات سے منع فرمایا ہے کہ وہ سجدہ کی حالت میں زمین پر اپنے دونوں ہاتھ اس طرح بچھائے جس طرح درندے یعنی کتے وغیرہ بچھاتے ہیں اس سلسلے میں مرد کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ سجدہ کے وقت عورتوں کو اسی طرح ہی دونوں ہاتھ بچھانے چاہئیں کیونکہ اس طرح عورت کے جسم کی نمائش نہیں ہوتی۔ حدیث کے آخری جملہ کا مطلب بالکل صاف ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کا اختتام سلام پر فرماتے تھے۔ مگر اتنی بات سن لیجئے کہ نماز میں سلام پھیرنا حنفیہ کے نزدیک تو واجب ہے مگر حضرت شوافع کے نزدیک فرض ہے۔

بَابُ التَّشَهُّدِ

باب: تشہد کا بیان

968 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى، عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ، حَدَّثَنِي شَقِيقُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: كُنَّا إِذَا جَلَسْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ قُلْنَا: السَّلَامُ عَلَى اللَّهِ قَبْلَ عِبَادِهِ، السَّلَامُ عَلَى فُلَانٍ وَفُلَانٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَقُولُوا: السَّلَامُ عَلَى اللَّهِ، فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّلَامُ، وَلَكِنْ إِذَا جَلَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ: التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ، وَالصَّلَوَاتُ، وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، فَإِنَّكُمْ إِذَا قُلْتُمْ ذَلِكَ أَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ - أَوْ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ - أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، ثُمَّ لِيَتَخَيَّرْ أَحَدُكُمْ مِنَ الدُّعَاءِ أَعْجَبَهُ إِلَيْهِ فَيَدْعُو بِهِ،

❁❁ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: پہلے جب ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کرتے ہوئے (تشہد میں) بیٹھتے تھے تو ہم یہ پڑھتے تھے:

968- اسناده صحيح. يحيى: هو ابن سعيد القطان، وسليمان الاعمش: هو ابن مهران، وشقيق بن سلمة: هو ابو وائل. واخرجه البخاري (831) و(835) و(6230)، ومسلم (402) و(58)، والنسائي في "الكبرى" (760)، وابن ماجه (899) و(899/م1) و(899/م2) من طرق عن الاعمش، بهذا الاسناد. وهو في "مسند احمد" (3622)، و"صحيح ابن حبان" (1948). واخرجه البخاري (1202) و(6328) و(7381)، ومسلم (402) (55) و(56) و(57)، والنسائي (759)، وابن ماجه و(899/م1) و(899/م2) من طرق عن ابي وائل، به. واخرجه البخاري (6265) ومسلم (402) (59)، والترمذي (288)، والنسائي في "الكبرى" (752-758) و(761)، وابن ماجه (899/م1) و(899/م2) من طرق عن ابن مسعود. وانظر مابعده.

''اللہ تعالیٰ پر اس کے بندوں کی طرف سے سلام ہو، فلاں پر سلام ہو اور فلاں پر ہو''۔
نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم لوگ یہ نہ پڑھو ''اللہ تعالیٰ پر سلام ہو'' کیونکہ اللہ تعالیٰ تو خود سلامتی عطا کرنے والا ہے، البتہ جب کوئی شخص (تشہد میں) بیٹھے تو اسے یہ پڑھنا چاہئے:
''ہر طرح کی زبانی، عملی اور مالی عبادات اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہیں، اے نبی! آپ پر سلام ہو اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں، ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے تمام نیک بندوں پر سلام ہو''۔
(نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:) جب تم یہ کلمات پڑھ لو گے تو آسمان اور زمین میں موجود (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) آسمان اور زمین کے درمیان موجود ہر نیک بندے تک سلام پہنچ جائے گا۔ (اور یہ پڑھو)
''میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں، حضرت محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں''۔
(نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:) پھر آدمی کو چاہئے کہ جو دعا اسے زیادہ پسند ہو اسے اختیار کرے اور وہ دعا مانگے۔

969 - حَدَّثَنَا تَمِيمُ بْنُ الْمُنْتَصِرِ، أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ يَعْنِي ابْنَ يُوسُفَ، عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: كُنَّا لَا نَدْرِي مَا نَقُولُ إِذَا جَلَسْنَا فِي الصَّلَاةِ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ عُلِّمَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ، قَالَ شَرِيكٌ: وَحَدَّثَنَا جَامِعٌ يَعْنِي ابْنَ أَبِي شَدَّادٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، بِمِثْلِهِ، قَالَ: وَكَانَ يُعَلِّمُنَا كَلِمَاتٍ وَلَمْ يَكُنْ يُعَلِّمُنَاهُنَّ كَمَا يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ: اللَّهُمَّ أَلِّفْ بَيْنَ قُلُوبِنَا، وَأَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِنَا، وَاهْدِنَا سُبُلَ السَّلَامِ، وَنَجِّنَا مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ، وَجَنِّبْنَا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ، وَبَارِكْ لَنَا فِي أَسْمَاعِنَا وَأَبْصَارِنَا وَقُلُوبِنَا وَأَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا، وَتُبْ عَلَيْنَا، إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ، وَاجْعَلْنَا شَاكِرِينَ لِنِعْمَتِكَ، مُثْنِينَ بِهَا، قَابِلِيهَا وَأَتِمَّهَا عَلَيْنَا،

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہمیں معلوم نہیں تھا کہ جب ہم نماز کے دوران بیٹھیں' تو کیا پڑھیں؟ جبکہ نبی اکرم ﷺ کو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان باتوں کی) تعلیم دی گئی تھی۔
اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔ ایک اور سند کے ساتھ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان منقول ہے:
نبی اکرم ﷺ ہمیں مختلف کلمات کی تعلیم دیتے تھے، لیکن آپ یہ کلمات ہمیں اتنے اہتمام کے ساتھ تعلیم نہیں دیتے تھے، جتنے اہتمام کے ساتھ تشہد کے کلمات کی تعلیم دیتے تھے۔
''اے اللہ! ہمارے دلوں میں الفت پیدا کر دے، اور ہمارے درمیان کے معاملات کو ٹھیک کر دے، سلامتی کے راستوں پر ہمیں چلا، ہمیں تاریکیوں سے بچا کر نور کی طرف لے جا، ہمیں ظاہری اور باطنی برائیوں سے محفوظ رکھ! ہماری سماعت، بصارت، قلوب، ازواج، اولاد میں ہمارے لئے برکت رکھ دے، اور ہماری توبہ قبول فرما! بے شک تو

بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے، اور ہمیں اپنی نعمتوں کا شکر کرنے والا، ان کی تعریف کرنے والا، اور انہیں قبول کرنے والا بنادے اور ہم پر ان (نعمتوں) کو مکمل کردے"۔

970 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الْحُرِّ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ، قَالَ: اَخَذَ عَلْقَمَةُ بِيَدِي، فَحَدَّثَنِيْ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ، اَخَذَ بِيَدِهِ، وَاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَ بِيَدِ عَبْدِ اللّٰهِ، فَعَلَّمَهُ التَّشَهُّدَ فِي الصَّلَاةِ، فَذَكَرَ مِثْلَ دُعَاءِ حَدِيْثِ الْاَعْمَشِ: اِذَا قُلْتَ هٰذَا اَوْ قَضَيْتَ هٰذَا فَقَدْ قَضَيْتَ صَلَاتَكَ، اِنْ شِئْتَ اَنْ تَقُوْمَ فَقُمْ، وَاِنْ شِئْتَ اَنْ تَقْعُدَ فَاقْعُدْ

❀❀ قاسم بن مخیمرہ بیان کرتے ہیں: علقمہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے یہ بات بتائی، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر انہیں یہ بات بتائی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر انہیں نماز میں تشہد کے کلمات کی تعلیم دی۔

اس کے بعد راوی نے اعمش کی نقل کردہ روایت کی مانند روایت نقل کی ہے۔

(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:) جب تم یہ پڑھ لوگے (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں:) جب تم اسے مکمل کرلو گے تو تم نے اپنی نماز کو مکمل کرلیا۔ اب اگر تم اٹھنا چاہو تو اٹھ جاؤ اور اگر بیٹھے رہنا چاہو تو بیٹھے رہو۔

971 - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنِيْ اَبِيْ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ، سَمِعْتُ مُجَاهِدًا، يُحَدِّثُ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّشَهُّدِ: اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ - قَالَ: قَالَ ابْنُ عُمَرَ: زِدْتُ فِيْهَا: وَبَرَكَاتُهُ - اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ - قَالَ ابْنُ عُمَرَ: زِدْتُ فِيْهَا: وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ - وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ

❀❀ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تشہد کے یہ کلمات روایت کرتے ہیں:

"ہر طرح کی قولی، فعلی اور مالی عبادات اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہیں، اے نبی! آپ پر سلام ہو، اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں"۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں نے اس میں "وبرکاتہ" کا اضافہ کیا ہے۔

971- واخرجه الطحاوی/1/264-2631، والدارقطنی (1329)، والبیهقی/1392 من طریق نصر بن علی الجهضمی، والفاکهی فی "اخبار مکة"/206-2051 من طریق ابن ابی عدی، کلاهما عن شعبة، بهذا الاسناد. واخرجه الطحاوی/2641 من طریق معاذ بن معاذ، عن شعبة، به موقوفا علی ابن عمر. لکن قال الطحاوی: ان قول ابن عمر رضی الله عنهما: "وزدت فیها" یدل انه اخذ ذلک عن غیره. واخرجه بنحوه واحمد (5360)، والطحاوی/1631، والطبرانی فی "الاوسط" (2625) من طریق عبد الله بن بابی، والدارقطنی (1330) من طریق عبد الله بن دینار، کلاهما عن ابن عمر موقوفا دون زیاداته. واسناد طریق ابن دینار ضعیف. واخرجه الطحاوی/1 264 من طریق زید العمی، عن ابی الصدیق الناجی، عن ابن عمر قال: کان ابو بکر یعلمنا التشهد علی المنبر ... وزید العمی ضعیف. واخرجه مالک/1/91، والطحاوی/1/216، والبیهقی/1422 من طریق نافع، والطحاوی/2611 من طریق سالم،

''ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے تمام نیک بندوں پر سلام ہو، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے''۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں نے اس میں ان کلمات کا اضافہ کیا ہے ''وہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے'' ''(پھر یہ کلمات ہیں) اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں''۔

972 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، ح وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الرَّقَاشِيِّ، قَالَ: صَلَّى بِنَا أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ، فَلَمَّا جَلَسَ فِي آخِرِ صَلَاتِهِ، قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: أُقِرَّتِ الصَّلَاةُ بِالْبِرِّ، وَالزَّكَاةِ، فَلَمَّا انْفَتَلَ أَبُو مُوسَى أَقْبَلَ عَلَى الْقَوْمِ، فَقَالَ: أَيُّكُمُ الْقَائِلُ كَلِمَةَ كَذَا وَكَذَا؟ قَالَ: فَأَرَمَّ الْقَوْمُ، فَقَالَ: أَيُّكُمُ الْقَائِلُ كَلِمَةَ كَذَا وَكَذَا؟ فَأَرَمَّ الْقَوْمُ، قَالَ: فَلَعَلَّكَ يَا حِطَّانُ أَنْتَ قُلْتَهَا، قَالَ: مَا قُلْتُهَا، وَلَقَدْ رَهِبْتُ أَنْ تَبْكَعَنِي بِهَا، قَالَ: فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: أَنَا قُلْتُهَا وَمَا أَرَدْتُ بِهَا إِلَّا الْخَيْرَ، فَقَالَ أَبُو مُوسَى: أَمَا تَعْلَمُونَ كَيْفَ تَقُولُونَ فِي صَلَاتِكُمْ، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَنَا، فَعَلَّمَنَا وَبَيَّنَ لَنَا سُنَّتَنَا، وَعَلَّمَنَا صَلَاتَنَا، فَقَالَ: إِذَا صَلَّيْتُمْ فَأَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ، ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمْ أَحَدُكُمْ، فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا، وَإِذَا قَرَأَ (غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ) (الفاتحة: 7)، فَقُولُوا: آمِينَ، يُحِبُّكُمُ اللَّهُ، وَإِذَا كَبَّرَ وَرَكَعَ، فَكَبِّرُوا وَارْكَعُوا، فَإِنَّ الْإِمَامَ يَرْكَعُ قَبْلَكُمْ وَيَرْفَعُ قَبْلَكُمْ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَتِلْكَ بِتِلْكَ، وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقُولُوا: اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، يَسْمَعُ اللَّهُ لَكُمْ، فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، وَإِذَا كَبَّرَ وَسَجَدَ فَكَبِّرُوا وَاسْجُدُوا، فَإِنَّ الْإِمَامَ يَسْجُدُ قَبْلَكُمْ وَيَرْفَعُ قَبْلَكُمْ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَتِلْكَ بِتِلْكَ، فَإِذَا كَانَ عِنْدَ الْقَعْدَةِ فَلْيَكُنْ مِنْ أَوَّلِ قَوْلِ أَحَدِكُمْ أَنْ يَقُولَ: التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ لَمْ يَقُلْ أَحْمَدُ: وَبَرَكَاتُهُ، وَلَا قَالَ: وَأَشْهَدُ، قَالَ: وَأَنَّ مُحَمَّدًا،

⊙⊙ حطان بن عبداللہ رقاشی بیان کرتے ہیں: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ہمیں نماز پڑھا رہے تھے، جب وہ نماز کے آخر میں بیٹھے تو حاضرین میں سے ایک صاحب نے کہا: ''نماز کو نیکی اور زکوٰۃ (تزکیہ) کے ہمراہ رکھا گیا ہے''۔ جب حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے نماز مکمل کر لی تو انہوں نے لوگوں کی طرف رخ کیا اور دریافت کیا: فلاں، فلاں کلمہ تم میں سے کس نے کہا تھا؟ لوگ خاموش رہے۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے حطان! شاید تم نے یہ کلمات کہے ہیں، حطان نے کہا: میں نے یہ نہیں کہے ہیں، ویسے مجھے اندازہ تھا کہ آپ اس حوالے سے مجھ پر ہی شک کریں گے، حاضرین میں سے ایک صاحب بولے: میں نے یہ کلمات

کہے ہیں، میں نے ان کے ذریعے صرف بھلائی کا ارادہ کیا تھا، حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم لوگوں کو علم نہیں ہے کہ تم نے اپنی نماز میں کیا پڑھنا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے، ہمیں تعلیم دی، ہمارے سامنے سنتیں بیان کیں اور ہمیں نماز کا طریقہ تعلیم دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب تم نماز ادا کرو، تو صفیں درست کرو، پھر تم میں سے کوئی ایک تمہاری امامت کرے، جب وہ تکبیر کہے' تو تم لوگ بھی تکبیر کہو، جب وہ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ کہے، تو تم ''آمین'' کہو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔ جب وہ تکبیر کہہ کر رکوع میں جائے' تو تم بھی تکبیر کہہ کر رکوع میں چلے جاؤ، امام تم لوگوں سے پہلے رکوع میں جائے اور تم لوگوں سے پہلے رکوع سے اُٹھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اس کی جگہ ہوگا، جب امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے، تو تم لوگ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہو، اللہ تعالیٰ تمہاری (اس بات کو) سنے گا، جب وہ تکبیر کہہ کر سجدے میں جائے' تو تم لوگ بھی تکبیر کہہ کر سجدے میں جاؤ، امام تم سے پہلے سجدے میں جائے اور تم سے پہلے (سجدے سے) اُٹھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اس کے بدلے میں ہوگا، جب (نمازی) قعدہ میں بیٹھے تو اسے سب سے پہلے یہ پڑھنا چاہئے:

''ہر طرح کی جسمانی، زبانی اور مالی عبادات اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہیں، اے نبی! آپ پر سلام ہو، اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں، ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے تمام نیک بندوں پر سلام ہو، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں''۔

احمد (نامی راوی) نے لفظ ''برکاتہ'' لفظ ''واشہد'' نقل نہیں کیا۔ انہوں نے ''وان محمدا'' نقل کیا ہے۔

ربنا لک الحمد آہستہ آواز کہنے میں اتفاق مذاہب اربعہ

''ربنا لک الحمد'' کو بالجہر پڑھنے کا رواج ماضی قریب میں ہوا ہے، اور وہ بھی صرف ایک جماعت اور ان میں بھی صرف چند ہی لوگوں کے بیچ، اس کے برخلاف حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ، حنابلہ، اور دیگر تمام فرقوں کے یہاں اس مسئلہ کا نام ونشان تک نہیں ہے، سلف صالحین، صحابہ وتابعین کے ادوار میں اس مسئلہ کا کوئی سراغ نہیں ملتا، عہد صحابہ سے لیکر عصر حاضر تک حدیث وفقہ اور تفسیر قرآن کا جتنا مطبوعہ اور غیر مطبوعہ ذخیرہ موجود ہے کسی میں بھی اس مسئلہ کی جانب ادنیٰ اشارہ تک نہیں، قرآن کے بعد سب سے معتبر کتاب ''صحیح بخاری'' ہے، اس میں ہمیں یہ ابواب تو نظر آتے ہیں'' :باب جهر الامام بالتامين ''، ''باب جهر الماموم بالتامين '' مگر ''باب الجهر باللهم ربنا لک الحمد ''یعنی دعاء قومہ کو بلند آواز سے پڑھنا، اس کے اثبات میں کوئی باب نظر نہیں آتا، حالانکہ دعائے قومہ میں جہر کے قائلین جن احادیث سے استدلال کرتے ہیں وہ صحیح بخاری میں موجود ہیں۔

حیرت ہے کہ امام بخاری جن کے بارے میں ''امام الدنیا فی فقه الحدیث ''اور ''فقہ البخاری فی تراجمہ '' کہا گیا ہے، ان کے ذہن کی رسائی بھی اس مسئلہ تک نہ ہو سکی جسے آج پیدا کیا جا رہا ہے، امام بخاری پر کیا موقوف دنیا کے کسی محدث نے بھی دعاء قومہ میں جہر کا فتویٰ نہیں دیا ہے، عصر حاضر کے ناصر الدین الالبانی ہیں انہوں نے صفۃ صلوٰۃ پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے، اس

کتاب میں یہ مسئلہ تو مل جائے گا کہ "آمین ب آواز بلند کہنا چاہئے " مگر "ربنا لک الحمد "بلند آواز سے پڑھنا، اس کا بیان کیا نام و نشان تک نہ ملے گا، بلکہ "اصل صفۃ الصلوۃ" کی بعض کی عبارات سے لگتا ہے کہ علامہ البانی کے نزدیک ربنا لک الحمد کا آہستہ پڑھنا متفق علیہ مسئلہ ہے۔ (اصل صفۃ الصلوۃ: ج ۲ ص ۶۷۸)

قرأت کے وقت خاموش رہنے کا بیان

973 - حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ النَّضْرِ، حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَبِي غَلَّابٍ، يُحَدِّثُهُ عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الرَّقَاشِيِّ، بِهَذَا الْحَدِيثِ، زَادَ فَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا، وَقَالَ فِي التَّشَهُّدِ بَعْدَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ زَادَ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقَوْلُهُ: فَأَنْصِتُوا لَيْسَ بِمَحْفُوظٍ، لَمْ يَجِئْ بِهِ إِلَّا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ فِي هَذَا الْحَدِيثِ

❀❀ حطان بن عبداللہ رقاشی سے یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ زائد ہیں:

''جب وہ قرأت کرے' تو تم خاموش رہو''۔

تشہد اشہد ان لا الہ الا اللہ کے بعد یہ الفاظ زائد ہیں: وحدہ لا شریک لہ

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) روایت کا یہ لفظ ''وانصتوا (تم خاموش رہو)'' محفوظ نہیں ہے۔ اس روایت میں یہ الفاظ صرف سلیمان تیمی نے نقل کئے ہیں۔

974 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، وَطَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا الْقُرْآنَ، وَكَانَ يَقُولُ: التَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ

❀❀ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تشہد کے کلمات کی تعلیم اسی طرح دیا کرتے تھے، جس طرح قرآن کی کسی سورت کی تعلیم دیتے تھے۔ آپ یہ پڑھتے تھے:

''برکت والی زبانی، جسمانی اور مالی عبادات، اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہیں، اے نبی! آپ پر سلام ہو، اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں نازل ہوں، ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے تمام نیک بندوں پر سلام ہو، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ کے

973- اسناده صحيح. المعتمر: هو ابن سليمان التيمي، وابو غلاب: هو يونس ابن جبير. واخرجه مسلم (404) (63) ,وابن ماجه (847) من طريق جرير بن عبد الحميد، عن سليمان التيمي، بهذا الاسناد. قال ابو اسحاق-راوي "الصحيح" عن مسلم: قال ابو بكر ابن اخت ابي النضر في هذا الحديث-يعني طعن فيه وقدح في صحته-فقال مسلم: تريد احفظ من سليمان؟! وهو في "مسند احمد" (19723).

رسول ہیں"۔

975 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، حَدَّثَنِي خُبَيْبُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ سَمُرَةَ، عَنْ أَبِيهِ سُلَيْمَانَ بْنِ سَمُرَةَ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، أَمَّا بَعْدُ، أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ فِي وَسَطِ الصَّلَاةِ، أَوْ حِينَ انْقِضَائِهَا، فَابْدَئُوا قَبْلَ التَّسْلِيمِ، فَقُولُوا: التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ، وَالصَّلَوَاتُ، وَالْمُلْكُ لِلَّهِ، ثُمَّ سَلِّمُوا عَلَى الْيَمِينِ، ثُمَّ سَلِّمُوا عَلَى قَارِئِكُمْ، وَعَلَى أَنْفُسِكُمْ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى كُوفِيُّ الْأَصْلِ كَانَ بِدِمَشْقَ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: دَلَّتْ هَذِهِ الصَّحِيفَةُ عَلَى أَنَّ الْحَسَنَ سَمِعَ مِنْ سَمُرَةَ

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اما بعد! اللہ کے رسول نے ہمیں حکم دیا، جب نماز کا درمیان ہو، (یعنی دو رکعت کے بعد تشہد میں) یا جب اس کا اختتام ہو (یعنی آخری تشہد میں) سلام پھیرنے سے پہلے یہ پڑھو:

"تمام جسمانی پاکیزہ عبادات اور دعائیں اور بادشاہی، اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہیں"۔

پھر تم دائیں طرف سلام پھیرو، پھر تم لوگ اپنے امام اور (نماز میں شریک) لوگوں کو سلام کرو۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) سلیمان بن موسیٰ نامی راوی اصل میں کوفہ کا رہنے والا تھا، اور دمشق میں رہتا تھا۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ صحیفہ اس بات پر دلالت کرتا ہے، حسن بصری نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے (احادیث کا) سماع کیا ہے۔

بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ التَّشَهُّدِ

باب: تشہد کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا

976 - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ، قَالَ: قُلْنَا - أَوْ قَالُوا - يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَمَرْتَنَا أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ، وَأَنْ نُسَلِّمَ عَلَيْكَ، فَأَمَّا السَّلَامُ، فَقَدْ عَرَفْنَاهُ، فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ، قَالَ: قُولُوا: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَآلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَآلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ.

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے عرض کی: (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں:) لوگوں نے

975- اسنادہ ضعیف، جعفر بن سعد ضعیف، وخبیب بن سلیمان بن سمرۃ وابوہ مجھولان. وضعفہ الحافظ ابن حجر فی "التلخیص" 1/ 267و 271، واخرجہ البیھقی 1812/ من طریق ابی داود، بھذا الاسناد. واخرجہ الطبرانی (7018) من طریق یحیی بن حسان، بہ. وسیاتی لفظۃ السلام علی الامام من طریق آخر برقم (1001).

عرض کی:

آپ نے ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ ہم آپ پر درود بھیجیں اور آپ پر سلام بھیجیں، جہاں تک سلام (بھیجنے کے طریقے) کا تعلق ہے تو اس کا ہمیں پتہ چل گیا ہے، ہم آپ پر درود کیسے بھیجیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم لوگ یہ پڑھو:

''اے اللہ! تو حضرت محمد ﷺ اور حضرت محمد ﷺ کی آل پر درود نازل کر! جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر درود نازل کیا، اور حضرت محمد ﷺ اور حضرت محمد ﷺ کی آل پر برکت نازل کی جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر برکت نازل کی، بے شک تو لائق حمید اور بزرگی کا مالک ہے''۔

برکت کی تحقیق

برکت کی حقیقت ثابت ہونا، لازم ہونا اور پختہ ہونا، جیسے ''برک البعیر'' کا مطلب اونٹ زمین پر بیٹھ گیا۔ اسی سے لفظ مبرک ماخوذ ہے جس کا معنی بیٹھنے کی جگہ ہے۔ ''صحاح'' کے مصنف کہتے ہیں کوئی بھی شے جب ثابت اور قائم ہو جائے تو اس کے لیے ''برک'' استعمال کیا جاتا ہے۔ بہت سے اونٹوں کو ''برک'' کہتے ہیں۔ ''برک'' کا مطلب مرض ہے اور اس کی جمع ''برک'' آتی ہے۔ جوہری نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔ حوض کو ''برکہ'' اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ پانی اس میں ٹھہر جاتا ہے۔ ''برکاء'' کا مطلب جنگ میں ثابت قدم وضابطہ کوشش کرتا ہے۔

کسی شاعر نے کہا ہے:

وَلَا يُنْجِي مِنَ الْغَمَرَاتِ إِلَّا بَرَاكَاءُ الْقِتَالِ أَوِ الْفِرَارُ

''سختیوں سے کون سی چیز نجات دی جاتی ہے؟ جنگ میں ثابت قدم رہنا یا فرار اختیار کرنا''۔[1]

برکت کا مطلب کسی چیز کا زیادہ ہونا اور بڑھانا ہے اور تبرک کا مطلب کسی کو برکت کی دعا دینا ہے جیسے کہا جاتا ہے۔ بارکہ اللہ، وبارک فیہ، وبارک علیہ، وبارک لہ۔

قرآن میں بھی موجود ہے: اَنْ بُوْرِکَ مَنْ فِی النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا (النمل:۸)

''اسے برکت عطا کی گئی جو آگ میں ہے اور جو اس کے اردگرد ہے''۔

اسی طرح ایک مقام پر فرمایا: وَبَارَکْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰی اِسْحَاقَ (الصافات:۱۱۳)

''ہم نے اس پر اور ساحاق پر برکت نازل کی''۔

ایک اور مقام پر فرمایا: وَبَارَکْنَا فِيْهَا (الانبیاء:۱۱۳)

''ہم نے اس میں برکت رکھی ہے''۔

ایک حدیث میں یوں ارشاد ہے: وَبَارِکْ لِیْ فِيْمَا اَعْطَيْتَ

''تو جو رزق عطا کرتا ہے اس میں میرے لئے برکت رکھ دے''۔[1]

---

[1] ابوداؤد' سلیمان بن اشعث ''السنن'' (1425) ترمذی' ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ'' الجامع الصحیح'' (464) نسائی' احمد بن شعیب ''السنن'' (248/3) ابن ماجہ' ابوعبد اللہ محمد بن یزید ''السنن'' (1178) احمد' ابوعبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل ''المسند'' (199/1, 200)

حضرت سعد کی حدیث میں ہے: بارک اللہ لک فی أهلک و مالک
"اللہ تعالیٰ تمہارے اہل اور مال میں برکت عطا فرمائے"۔[1]
مبارک اس شخص کو کہتے ہیں جسے اللہ نے برکت عطا کی ہو۔
جیسے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا قول (قرآن نے نقل کیا) ہے۔ وَجَعَلَنِي مُبٰرَكًا أَيْنَ مَا كُنْتُ (مریم:۳۱)
"اور میں جہاں کہیں بھی ہوں اس نے مجھے برکت والا بنایا ہے۔"
اللہ کی کتاب بھی مبارک ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَهٰذَا ذِكْرٌ مُبَارَكٌ أَنْزَلْنٰهُ (الانبیاء:۱۱۳)
"یہ مبارک ذکر ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے۔"
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: وَهٰذَا ذِكْرٌ مُبَارَكٌ أَنْزَلْنٰهُ (الانبیاء:۱۱۳)
"جو کتاب میں نے تمہاری طرف نازل کی ہے وہ مبارک ہے۔"
اور وہ کتاب اس بات کی حقدار ہے کہ اسے مبارک کہا جائے کیونکہ اس میں بکثرت خیر اور منافع موجود ہے اور برکت کی بہت سی صورتیں اس میں موجود ہیں۔

اللہ تعالیٰ کیلئے لفظ مبارک استعمال نہیں کیا جاسکتا۔ اس کیلئے لفظ "تبارک" استعمال ہوگا۔
علم لغت کے بعض ماہرین جن میں جوہری بھی شامل ہیں، اس بات کے قائل ہیں کہ "تبارک" کا معنی وہی ہے جو "بارک" کا ہے جیسے قاتل اور تقاتل۔ فرق یہ ہے کہ فاعل کے وزن پر آنے والا فعل متعدی ہوتا ہے اور تفاعل کے وزن پر آنے والا فعل متعدی نہیں ہوتا۔ مگر یہ بات محققین کے نزدیک غلط ہے۔

لفظ "برکت" سے تفاعل کے وزن پر تبارک بنے گا اور اللہ تعالیٰ کے حق میں یہ تعریف ایسے وصف کے ہمراہ ہے جو تفاعل کے وزن پر ہے۔ اسی لئے ان دونوں الفاظ کو ایک ساتھ استعمال کرتے ہوئے "تبارک وتعالیٰ" کہا جاتا ہے۔ دعائے قنوت میں بھی "تبارک وتعالیت" کے الفاظ موجود ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر ایک کے مقابلے میں ان کا زیادہ مستحق ہے کیونکہ ہماری بھلائی کی اسی کے دست قدرت میں ہے۔ ہر بھلائی اس سے حاصل ہوتی ہے۔ اس کی تمام صفات، صفات کمال ہیں اور اس کے تمام افعال میں حکمت، رحمت، مصلحت اور بھلائی پائی جاتی ہے۔ اس میں کوئی شر نہیں ہوتا۔ جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے۔
"شر تیری طرف نہیں آسکتا۔"[2]
بلکہ بشر اللہ تعالیٰ کے مفعولات اور اس کی مخلوقات میں واقع ہوتا ہے۔ اس کے فعل کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ لہٰذا

---

[1] بخاری ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل "الجامع الصحیح" (5072) ترمذی ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ "الجامع الصحیح" (1933) نسائی احمد بن شعیب "السنن" (137/6) احمد ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل "المسند" (270'190/3)

[2] مسلم بن الحجاج القشیری "الجامع الصحیح" (771) ابوداؤد سلیمان بن اشعث "السنن" (760) ترمذی ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ "الجامع الصحیح" (3422) نسائی احمد بن شعیب "السنن" (130-129/2)

جب خیر اور منافع کی کثرت کے باعث کسی انسان یا دوسری مخلوق کو "مبارک" کہا جا سکتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اسے "متبارک" کہا جائے یہ ایسی تعریف ہے جس کے نتیجے میں اللہ کی عظمت رفعت اور وسعت کا شعور پیدا ہوتا ہے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے "تعاظم وتعالیٰ" یہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اس کی بھلائی کی کثرت اور دوام اور صفات کمال کے اس کی ذات میں جمع ہو جانے کی دلیل ہے اور اس بات کی بھی دلیل ہے کہ جہان میں کسی کو بھی جو بھی فائدہ حاصل ہوا ہے اور جو بھی فائدہ حاصل ہوگا وہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کا نتیجہ ہوگا۔

یہ بات اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلال اور اس کی شان کی بلندی پر دلالت کرتی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ جہاں اپنے جلال، عظمت اور کبریائی کا ذکر کرتا ہے اس کا آغاز اسی بات سے ہوتا ہے۔ جیسے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ قف يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا لا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرٰتٍ م بِأَمْرِهِ ط أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ ط تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِينَ (الاعراف: ۵۴)

"بے شک تمہارا پروردگار وہ اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا اور پھر اس نے عرش پر استوا کیا۔ وہ رات کے ذریعے دن کو ڈھانپ لیتا ہے اور رات بہت تیزی سے دن کے پیچھے آتی ہے۔ سورج، چاند اور ستارے اس کے حکم کے تابع ہیں۔ صفت خلق اور صفت امر سے وہ متصف ہے۔ اللہ تعالیٰ برکت والا ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: تَبٰرَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعٰلَمِينَ نَذِيرًا (الفرقان: ۱)

"بابرکت ہے وہ ذات جس نے اپنے خاص بندے پر فرقان (قرآن) نازل کیا تاکہ وہ وہ جہان والوں کو ڈرا سکے۔"

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوجًا وَّجَعَلَ فِيهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِيرًا (فرقان: ۶۱)

"بابرکت ہے وہ ذات ہے جسے آسمانوں اور زمین اور ان دونوں کے درمیان کی بادشاہی حاصل ہے اور اسی کو قیامت کا علم ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔"

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے یوں ارشاد فرمایا ہے: تَبٰرَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (الملک: ۱)

"بابرکت ہے وہ ذات جس کے دست قدرت میں بادشاہی ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔"

پھر اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق کے سات مراحل کا تذکرہ کرنے کے بعد فرمایا:

فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخٰلِقِينَ (المؤمنون: ۱۴)

"بابرکت ہے اللہ جو سب سے بہترین خالق ہے۔"

یعنی اللہ تعالیٰ نے ان مقامات پر اپنی ذات کے بابرکت ہونے کا ذکر کیا ہے۔ جہاں اس کی ذات کی عظمت وجلال اور اس کے ان افعال کی تعریف کرنا مقصود ہو جو اس کی ربوبیت الٰہیت، حکمت اور دیگر تمام صفات کمال پر دلالت کرتے ہیں جس میں

قرآن کا نزول، جہانوں کی تخلیق، آسمان میں بروج، سورج اور چاند کی تخلیق، اپنی بادشاہی اور قدرت کے کمال کا ذکر شامل ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں "تبارک" کا مطلب "تعالیٰ" ہے۔

ابو العباس فرماتے ہیں۔ "تبارک" کا مطلب "بلند ہونا" ہے اور "تبارک" اس ذات یا چیز کو کہتے ہیں جو بلند ہو۔

ابن الانباری کہتے ہیں "تبارک" کا مطلب "تقدس" ہے۔

حسن فرماتے ہیں "تبارک" کا مطلب وہ ذات ہے جس کی طرف سے برکت حاصل ہو۔

ضحاک فرماتے ہیں: "تبارک" کا مطلب "تعاظم" (وہ عظمت کا مالک ہے)

خلیل بن احمد فرماتے ہیں اس کا مطلب "تمجد" (وہ بزرگی کا مالک ہے)

حسین بن فضل فرماتے ہیں۔ وہ اپنی ذات میں برکت والا ہے اور اپنی مخلوق میں جسے چاہے برکت عطا کر سکتا ہے اور یہ سب سے بہترین قول ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ذات اور فعل دونوں کی صفت کے طور پر لفظ "تبارک" استعمال ہوگا جیسا کہ حسین بن فضل نے بیان کیا ہے۔

اس کی وضاحت اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لفظ "تبارک" کی نسبت اپنے اسم کی طرف بھی کی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (الرحمٰن: ۷۸)

"جلال اور اکرام والے تمہارے پروردگار کا نام بابرکت ہے۔"

حدیث استفتاح میں ہے۔

تَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَىٰ جَدُّكَ

"تیرا نام بابرکت ہے اور تیری بزرگی بلند ہے۔"[1]

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ "تبارک" "بارک" کے معنی میں نہیں ہے جیسا کہ جوہری نے بیان کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کا کسی کو برکت دینا لفظ کے مفہوم کے جزو کے طور پر ہے نہ کہ اس کے معنی کے کمال کے اعتبار سے ملے۔

ابن عطیہ کہتے ہیں اس کا معنی عظیم ہونا اور اس کی برکات کا کثیر ہونا ہے اور اس لفظ کے ساتھ صرف اللہ تعالیٰ کو مخصوص کیا جا سکتا ہے[2] عربی لغت میں اس لفظ کے صیغے تبدیل نہیں ہوتے اور اس کے ذریعے فعل مضارع یا فعل امر نہیں بنتا۔ اس کی علت یہ ہے کہ جب لفظ "تبارک" کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو یاد نہیں کیا جا سکتا تو اب یہ لفظ مستقبل کا تقاضا نہیں کرے گا کیونکہ اللہ

---

[1] ابوداؤد سلیمان بن اشعث "السنن" (775) ترمذی ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ "الجامع الصحیح" (242) نسائی احمد بن شعیب "السنن" (2/131-132) ابن ماجہ ابوعبداللہ محمد بن یزید "السنن" (804) ابوداؤد سلیمان بن اشعث "السنن" (776) ترمذی ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ "الجامع الصحیح" (223) ابن ماجہ ابوعبداللہ محمد بن یزید "السنن" (806)

[2] روح المعانی (8/138-139)

تعالیٰ تو ازل سے برکت کا مالک ہے۔

شیخ ابوعلی القالی اس بات میں غلط فہمی کا شکار ہو گئے۔ ان سے دریافت کیا گیا ''تبارک'' کا مضارع کیا ہوگا تو انہوں نے کہا یہ ''یتبارک'' ہوگا۔ حالانکہ عرب یہ لفظ استعمال نہیں کرتے۔[1]

ابن قتیبہ کہتے ہیں۔ لفظ ''تبارک'' تفاعل کے وزن پر برکت سے ماخوذ ہے جیسے کہا جاتا ہے ''تعالیٰ اسمک'' اس میں لفظ ''تعالیٰ'' علو سے ماخوذ ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ تیرے نام میں برکت پائی جاتی ہے یا جس چیز پر تیرا نام لیا جائے اس میں برکت پائی جاتی ہے۔

علم لغت کے کسی ماہر نے مجھے ایک شعر سنایا تھا جس کا دوسرا مصرعہ یاد رہ گیا۔

إِلَى الْجِذْعِ جِذْعِ النَّخْلَةِ الْمُتَبَارَكِ

''درخت کی طرف جاؤ، کھجور کے بابرکت درخت کی طرف (جاؤ)۔''

ابن قتیبہ کا یہ کہنا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تیرے نام میں بھی برکت پائی جاتی ہے اور جس چیز پر تیرا نام لے لیا جائے اس میں بھی برکت پائی جاتی ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اس ذات کی صفت ہے جس کو برکت حاصل ہے۔ یعنی نام کی برکت اس ذات کی برکت کے تابع ہوگی جس کا یہ نام ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ (الحاقۃ:۵۲)

''اپنے عظیم پروردگار کے نام کے ہمراہ اس کی تسبیح کرو۔''

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح زیادہ بہتر طریقے سے کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ کیونکہ نام کی تسبیح ذات کی تسبیح کے تابع ہے۔

زمخشری کہتے ہیں اس لفظ میں دو معانی پائے جاتے ہیں۔ ایک یہ کہ اس ذات کی بھلائی زیادہ کثیر ہے یا وہ ہر شے سے زائد ہے اور دوسرا یہ کہ انہی صفات اور افعال میں ہر شے سے بلند ہے۔

ہمارے خیال میں ان دونوں معانی کے درمیان کوئی تضاد نہیں ہے جیسا کہ حسین بن فضل اور دیگر حضرات نے اس کی وضاحت کی ہے۔

نظر بن شمیل کہتے ہیں میں نے خلیل بن احمد سے ''تبارک'' کا مطلب دریافت کیا ہے تو انہوں نے فرمایا ''تمجد'' (وہ بزرگی کا مالک ہے)

دونوں معانی کو اس طرح جمع کیا جا سکتا ہے کہ ''مجد'' (بزرگی) کا تعلق اس کی ذات کے ساتھ ہوگا اور مخلوق کو اس بزرگی کا فیضان اس برکت کی شکل میں ملے گا کیونکہ یہی ''مجد'' کی حقیقت ہے۔ ''مجد'' کا معنی وسیع ہونا ہے۔ جب کوئی چیز پھیل جائے تو اس کیلئے ''مجد'' اور ''استمجد'' کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ عرش کو اس کی وسعت کی وجہ سے ''مجید'' کہا جاتا ہے۔

---

[1] تفسیر طبری (95/27)

بعض مفسرین نے یہ بات بیان کی ہے کہ یہ بھی ممکن ہے کہ ''تبارک'' ''بروک'' سے ماخوذ ہو۔ اس وقت ''تبارک'' کا مطلب کسی چیز کا ثابت ہونا ہو۔ ہمیشہ سے لے کر ہمیشہ تک کیلئے۔ تو اس سے لازم آئے گا کہ وہ ذات واجب الوجود ہو۔ کیونکہ جس کا وجود تمیز کا محتاج ہوگا۔ وہ ازلی نہیں ہوسکتا۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ معنیٰ کا جزو ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کے بابرکت ہونے کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ ان تمام معانی کو جمع کرے جس میں اس کے وجود کا دوام، اس کی بھلائی کی کثرت، اس کی بزرگی، بلند، مرتبت، عظمت، پاکی، ہر بھلائی کا اسی سے حاصل ہونا اور اس کا مخلوق کو برکت دینا سب شامل ہوں گے۔ قرآن کے الفاظ ان تمام معانی پر دلالت کرتے ہیں۔ لہٰذا بعض الفاظ کے ذریعے ان میں سے بعض معانی کی وضاحت ہوجاتی ہے۔ جس کی وضاحت ہم نے کسی اور مقام پر کی ہے۔

اصل مقصد یہ تھا کہ درود شریف کے الفاظ میں ''وبارك على محمد وعلى آل محمد كما باركت على آل ابراهيم'' کی وضاحت کی جائے کیونکہ یہ دعا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی اس عطا کا ذکر ہے جو اس نے آل ابراہیم کو عطا کی اور اسے ثابت اور برقرار رکھا۔ اسے دگنا کیا، بلکہ اس میں اضافہ کیا اور یہی برکت کی حقیقت ہے۔

آلِ ابراہیم کے تذکرہ کا بیان

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم اور ان کی آل کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے۔

وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ (الصافات: ۱۱۲-۱۱۳)

''اور ہم نے اسے اسحاق کی خوشخبری دی جو نبی ہے اور صالحین میں سے ہے اور ہم نے اس پر اور اسحاق پر برکت نازل کی۔''

اللہ تعالیٰ نے ان کے اہل بیت کے بارے میں یہ فرمایا ہے۔

رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ؕ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (ھود: ۷۳)

''اے اہل بیت!! اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکت تم پر نازل ہو بے شک وہ حمد کے لائق اور بزرگی کا مالک ہے۔''

آپ غور تو کریں کہ قرآن نے کس طرح یہ کہا جائے کہ ہم نے اس (ابراہیم) اور اسحاق پر برکت نازل کی اور یہاں حضرت اسماعیل کا ذکر نہیں کیا۔

جبکہ تورات میں حضرت اسماعیل پر برکت کے نزول کا ذکر ہے اور حضرت اسحاق کا ذکر نہیں ہے۔ تورات میں حضرت اسماعیل پر برکت کے نزول کا ذکر ہے۔ تاکہ یہ بتایا جاسکے کہ آپ کی اولاد کو جو عظیم بھلائی اور برکت حاصل ہوگی جس میں بطور خاص سب سے عظیم اور جلیل القدر برکت نبی اکرم ﷺ کا وجود مسعود ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو تنبیہ کی کہ آپ کی اولاد میں وہ عظیم برکت ظاہر ہوگی جبکہ ہمیں قرآن میں یہ بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسحاق پر برکت نازل کی تاکہ ہمیں یہ تنبیہ کی جاسکے۔ کہ حضرت اسحاق کی اولاد میں حضرت موسیٰ اور دیگر انبیاء کرام کی نبوت کی برکت، ان پر نازل ہونے والی کتابیں اور ان پر ایمان لانے والوں کی برکت شامل ہے۔ تاکہ ہم سے اس عالی شان گھرانے کی تعظیم و تکریم میں کوئی کوتاہی سرزد نہ ہو۔ لہٰذا کوئی شخص یہ بات نہیں کہہ سکتا کہ یہ تو بنی اسرائیل کے انبیاء ہیں۔ ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ ہم پر ان انبیاء کا احترام، ان کی تعظیم، ان پر

ایمان، ان کی محبت اوران کی تعریف لازم ہے۔اللہ تعالیٰ ان سب پر درود وسلام نازل کرے۔

آلِ ابراہیم کی خصوصیات کا بیان

جب یہ مبارک گھرانہ علی الاطلاق دنیا کا بزرگ ترین گھرانہ ہے تو اللہ تعالیٰ نے اسے چند خصوصیت بھی عطا کی ہیں۔

ان کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ نبوت اور کتاب اسی گھرانے سے مخصوص ہوگئیں۔حضرت ابراہیم کے بعد آنے والا ہر نبی، آپ ہی کے خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔

دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس گھرانے کے افراد کو پیشوا بنایا ہے جن کی قیامت تک پیروی کی جاتی رہے گی لہٰذا ان کے بعد آنے والا جو بھی شخص جنت میں داخل ہوگا وہ ان کے طریقے اور دعوت پر عمل کرنے کے نتیجے میں جنت میں داخل ہوگا۔

تیسری خوبی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس خانوادے میں دو حضرات کو اپنا خلیل بنایا۔ایک حضرت ابراہیم اور دوسرے حضرت محمد ﷺ۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِیْمَ خَلِیْلًا (النساء:۱۲۵)

''اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو خلیل بنایا ہے۔''

نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: اِنَّ اللّٰهَ اتَّخَذَنِیْ خَلِیْلًا كَمَا اتَّخَذَ اِبْرَاهِیْمَ خَلِیْلًا

''اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی اسی طرح خلیل بنایا ہے جیسے ابراہیم کو خلیل بنایا تھا۔''[1]

یہ اس گھرانے کی بنیادی خصوصیت ہے۔

چوتھی خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس گھرانے کے بزرگ کو تمام جہانوں کا پیشوا بنایا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا (البقرۃ:۱۲۴)

''اور جب ابراہیم کو اس کے پروردگار نے چند امور کے متعلق آزمائش میں مبتلا کیا اور وہ اس آزمائش میں پورا اترا (تو اس کے پروردگار نے) کہا۔ میں تمہیں لوگوں کا امام بنا رہا ہوں۔''

پانچویں خصوصیت یہ ہے کہ انہی کے ہاتھوں سے اپنے گھر کی تعمیر کروائی جسے لوگوں کے قیام کا مرکز بنایا۔ان کا قبلہ بنایا، حج کا مقام بنایا، گویا بیت اللہ کی تعمیر اسی معزز گھرانے کے افراد کے ہاں ظہور پذیر ہوئی۔

چھٹی خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو یہ حکم دیا کہ اس گھرانے کے افراد پر درود بھیجیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خود بھی اس گھرانے کے افراد اور ان کے پیش رو افراد جو حضرت ابراہیم اور ان کی آل ہیں پر درود بھیجا ہے اور یہ انہی کی خصوصیت ہے۔

ساتویں خصوصیت اللہ تعالیٰ نے اسی گھرانے میں دو امتیں پیدا کیں جو اس کے علاوہ کسی اور گھرانے میں پیدا نہیں ہوئیں۔ اور وہ حضرت موسیٰ کی امت اور حضرت محمد ﷺ کی امت ہیں۔حضرت محمد ﷺ کی امت، سابقہ ستر امتوں کے برابر ہے۔اور ان

[1] مسلم بن الحجاج القشیری ''الجامع الصحیح'' (532)

سب سے بہتر ہے اور اللہ کی بارگاہ میں ان سب سے زیادہ معزز ہے۔ ا

آٹھویں خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس گھرانے کے افراد پر سچی بات اور عمدہ تعریف کو باقی رکھا۔ اسی لئے ان کا تذکرہ ہمیشہ اچھے الفاظ میں پیش کیا جاتا ہے اور ان پر درود و سلام بھیجا جاتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ سَلَامٌ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ (الصافات:۱۰۸-۱۱۰)

''اور ہم نے اس کی تعریف بعد والوں میں باقی رکھی۔ ابراہیم پر سلام ہو ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔''

دسویں خصوصیت یہ ہے ۲ کہ اس گھرانے کے افراد کو لوگوں کے درمیان فرق کرنے والا بنایا ہے لہٰذا ان کے پیروکار اور ان کے محبین خوش بخت ہیں اور ان سے بغض رکھنے والے اور ان سے منہ پھیرنے والے اور ان کے دشمن بد بخت ہیں۔

گویا جنت ان کے اور ان کے پیروکاروں کیلئے اور جہنم ان کے دشمنوں اور مخالفین کیلئے ہے۔

گیارہویں خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر اپنے ذکر کے ہمراہ کیا ہے۔ لہٰذا حضرت ابراہیم کو خلیل اللہ، اللہ کا رسول اور اس کا نبی کہا جاتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ اور اللہ کا نبی اور خلیل کہا جاتا ہے۔ حضرت موسیٰ کو کلیم اللہ اور اللہ کا رسول کہا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے پیارے نبی کو اس نعمت کی یاد دلاتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (الانشراح:۴)

''اور ہم نے تمہارے ذکر کو بلند کر دیا۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں (آیت کا مفہوم یہ ہوگا) کہ جب میرا ذکر کیا جائے گا۔ تو میرے ساتھ تمہارا بھی ذکر کیا جائے گا اور کہا جائے گا ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔'' کلمے میں اذان میں، خطبے میں، تشہد میں، غرضیکہ ہر جگہ جہاں میرا ذکر ہوگا وہاں تمہارا بھی ذکر ہوگا۔

بارہویں خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس گھرانے کے افراد کے ذریعے مخلوق کو دنیا اور آخرت کی بدبختی سے نجات عطا کی۔ بنی نوع انسان پر اس گھرانے کے احسانات بے شمار ہیں۔ ان کا بدلہ نہیں دیا جا سکتا۔ اگلوں پچھلوں میں جتنے بھی نیک لوگ ہیں ان سب پر اسی گھرانے کے افراد کی مہربانی ہے۔

تیرھویں خصوصیت یہ ہے کہ دنیا میں جو بھی نیک کام کیا جائے گا۔ اللہ کی جو اطاعت کی جائے گی، ہر آسائش اور نفع پر عمل کرنے والوں کے ثواب کے برابر اس گھرانے کے افراد کو ثواب ملے گا۔ پس اللہ کی ذات پاک ہے جو اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اپنے فضل کیلئے مخصوص کر لیتی ہے۔

چودھویں خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اور جہان کے درمیان تمام راستے بند کر دیئے ہیں اور اس گھرانے کے علاوہ دیگر تمام دروازے بھی بند کر دیئے ہیں۔ اب ان کے طریقے اور دروازے کے علاوہ اور کسی راستے سے (معرفت نصیب نہیں ہو

ا ترمذی ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ''الجامع الصحیح'' (3001) ابن ماجہ ابو عبداللہ محمد بن یزید ''السنن'' (4288,2487)

۲ احمد ابو عبداللہ احمد بن محمد بن حنبل ''المسند'' (5/5,447/4) عبد بن حمید (411, 409)

سکتی)

حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول سے یہ بات کہہ دی ہے:

وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ! لو أتونی من کلِّ طریقٍ' أو استَفْتَحُوْا مِنْ کُلِّ بَابٍ ' لَمَا فتحتُ لَهُمْ حَتّٰی یَدْخُلُوْا خَلْفَکَ

''مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! یہ لوگ کسی بھی راستے سے اور کسی بھی دروازے سے (میری بارگاہ تک پہنچنا) چاہیں تو میں اسی وقت تک ان کیلئے (راستہ یا دروازہ) نہیں کھولوں گا جب تک وہ تمہارے پیچھے چل کر نہیں آتے۔

پندرہویں خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس گھرانے کو علم کے اس مرتبے پر فائز کیا ہے جو دنیا میں اور کسی گھرانے کو نصیب نہیں ہوا۔ لہٰذا ان کے مقابلے میں کوئی بھی شخص اللہ تعالیٰ، اس کے اسماء صفات، احکام وافعال، ثواب واقاب، شریعت، اس کی رضا اور ناراضی، اس کے فرشتوں اور دیگر مخلوقات کے بارے میں زیادہ علم حاصل نہیں کرسکتا۔ پس اللہ کی ذات پاک ہے جس نے ان کے لئے اولین اور آخرین کے علوم جمع کردیئے ہیں۔

سولہویں خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بطور خاص انہیں اپنی توحید محبت اور قرب سے نوازا ہے اور یہ خصوصیت کسی اور گھرانے کو حاصل نہیں ہے۔

سترہویں خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تائید کی اور مدد کی اور انہیں اپنے اور ان کے دشمنوں کے مقابلے میں کامیابی عطا کی اور یہ تائید ان کے علاوہ کسی اور کو نصیب نہیں ہوئی۔

اٹھارہویں خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے جس قدر شرک اور گمراہی کے آثار کو مٹایا ہے اور اپنے ناپسندیدہ آثار کو مٹایا ہے۔ اتنا کسی اور کے ذریعے نہیں مٹایا ہے۔

انیسویں خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس گھرانے کی محبت اور تعظیم وتکریم جس قدر لوگوں کے دل میں داخل کی ہے۔ اتنی قبولیت کسی اور گھرانے کو نصیب نہیں ہوئی۔

بیسویں خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین میں ان کے آثار کو دنیا کی بقاء اور حفاظت کا سبب بنایا ہے جب تک ان کے آثار باقی رہیں گے۔ دنیا باقی رہے گی اور جب ان کے آثار دنیا سے رخصت ہوجائیں گے تو یہیں سے دنیا کی خرابی کا آغاز ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ (المائدہ: ۹۷)

''اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو حرمت والا گھر بنایا ہے اور لوگوں کے قیام کی جگہ بنایا ہے اور حرمت والے مہینے، اور قلائد (قربانی کے جانور مقرر کئے ہیں)''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اگر سب لوگ حج کرنا بند کردیں تو آسمان زمین پر گر جائے گا اور آپ فرماتے ہیں کہ اگر سب لوگ حج کرنا بند کردیں تو ان کی طرف نظر رحمت نہیں کی جائے گی۔ نبی اکرم ﷺ نے بھی

اس بات کی اطلاع دی ہے کہ آخری زمانے میں اللہ کے گھر کو زمین سے اٹھالیا جائے گا۔ اور اس کے کلام صحیفوں اور لوگوں کے سینوں سے اٹھالیا جائے گا۔ لہٰذا روئے زمین پر نہ تو بیت اللہ بچے گا جس کا حج کیا جاسکے گا اور نہ ہی قرآن بچے گا جس کی تلاوت کی جائے گی۔ یہیں سے قیامت قریب آجائے گی۔

آج بھی لوگ نبی کے احکام اور اس کی شریعت کی پیروی کرتے ہیں۔ اپنے معاملات اور مختلف امور کی انجام دہی کیلئے بلاؤں اور باعث شرم باتوں کو ٹالنے کیلئے نبی کی تعلیمات پر ہی عمل کرتے ہیں۔ یہ لوگ اس وقت ہلاکت اور رسوائی کا شکار ہوں گے اور اس وقت آزمائش اور شر میں گھر جائیں گے جب وہ معطل ہو جائے گا اور اس سے منہ پھیر لیا جائے گا اور اس کے علاوہ کسی اور کو حکم نہ لایا جائے اور کسی اور کو پکڑ لیا جائے گا۔

جو شخص اس بات پر غور کرے کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں کس طرح اپنے دشمنوں کو مسلط کرتا ہے وہ اس بات سے بخوبی واقف ہو جائے گا۔ اس کا سبب یہی ہے کہ لوگ اپنے نبی کے دین اس کی سنت اور شریعت کو معطل کر دیتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ ان پر ایسے لوگوں کو مسلط کر دیتا ہے جو انہیں ہلاک کرتے ہیں اور ان سے انتقام لیتے ہیں یہاں تک کہ جس جگہ پر اللہ کے رسول کے آثار، آپ کی سنت اور شریعت جس قدر موجود ہوں گے اسی قدر وہ جگہ ہلاکت و بربادی سے محفوظ ہوگی۔

یہ تمام خصوصیت اور اس سے بھی کئی گنا زیادہ خصوصیت، اللہ تعالیٰ کی اس رحمت و برکت کا نتیجہ ہیں جو اس نے اس خانوادے پر نازل کیں۔ اس لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ وہ آپ پر، آپ کی آل پر اسی طرح برکت نازل کرے جیسے اس عظیم گھرانے پر نازل کی تھی۔ ان سب پر اللہ کا درود و سلام نازل ہو۔

اس گھرانے کے افراد کی ایک برکت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا تمہارا اور آخرت کی برکتیں ان کے ہاتھوں جتنی زیادہ ظاہر کی ہیں اتنی کسی اور گھرانے کے افراد کے ہاتھوں ظاہر نہیں کی تھیں۔

ان کی برکت اور خصوصیت میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں جو خصوصیت عطا کی ہیں وہ دوسرے کسی گھرانے کو نصیب نہیں ہوئی ہیں۔ اسی گھرانے کے ایک فرد کو اللہ نے اپنا خلیل بنایا، ایک کو ذبیح بنایا، ایک کو شرف ہم کلامی عطا کیا۔ ایک کو انتہائی قرب عطا کیا ایک کو بے انتہا حسین و جمیل بنایا اور اسے لوگوں کے نزدیک معزز ترین فرد بنایا۔ ایک فرد کو ایسی بادشاہی عطا کی جو کسی اور کو عطا نہیں کی۔ ایک فرد کو بلند مقام عطا کیا۔ جب اللہ تعالیٰ اس گھرانے کا ذکر کرتا ہے تو یہ بھی بیان کرتا ہے کہ اس گھرانے کو تمام جہانوں پر فضیلت عطا کی ہے۔

اس گھرانے کی خصوصیت میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی برکت اور بعثت کی وجہ سے اہل زمین سے عام عذاب اٹھالیا ہے۔ سابقہ انبیاء کی امتوں کے بارے میں سنت الٰہیہ یہ تھی کہ جب وہ لوگ اپنے نبی کو جھٹلاتے تو اللہ تعالیٰ انہیں عذاب کے ذریعے ہلاکت کا شکار کر دیتا جو ان سب کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت صالح اور حضرت لوط کی قوم کو عذاب کا شکار کیا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے تورات، انجیل اور قرآن نازل کیا تو اہل زمین سے عام عذاب کو اٹھالیا اور جھٹلانے والے مخالفین کے خلاف جہاد کا حکم دیا۔ گویا اب ان لوگوں کو اللہ کی مدد انہی کے ذریعے حاصل ہوئی

ہے۔جس کے نتیجے میں ان کے سینوں کو شفا ملتی یہ لوگ مرتبہ وشہادت پر فائز ہوتے۔ان کے دشمن ان کے ہاتھوں ہلاک ہوتے جس کے نتیجے میں انہیں اللہ کی محبت حاصل ہوئی۔

اس عالی وقار گھرانے کے افراد اس بات کے حقدار ہیں کہ درود وسلام کے ذریعے، تعریف وتوصیف کے ذریعے ان کی عظمت کے گن گائے جائیں، دلوں میں ان کی محبت احترام اور تعظیم گھر کر جائے اور ان پر درود بھیجنے والے کو اس بات سے آگاہ ہو جانا چاہئے۔ کہ اگر ہر سانس کو ان پر درود بھیجنے کیلئے مخصوص کر دیا جائے تو بھی ان کا تھوڑا ساحق بھی ادا نہیں ہو سکے گا۔ پس اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی جانب سے انہیں بہترین جزا عطا کرے اور انہیں میں ان کی عظمت، شرف اور بزرگی میں اضافہ کرنے اور ان پر ایسا درود نازل کرتا رہے جس میں کوئی انقطاع نہ ہو اور خوب خوب سلام نازل کرے۔

977 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، بِهٰذَا الْحَدِيثِ، قَالَ: صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ.

⊛⊛ یہ روایت ایک اور سند کے ساتھ منقول ہے جس میں (درود شریف کے) یہ الفاظ ہیں:

''تو حضرت محمد ﷺ اور حضرت محمد ﷺ کی آل پر درود نازل کر جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر درود نازل کیا''۔

978 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا ابْنُ بِشْرٍ، عَنْ مِسْعَرٍ، عَنِ الْحَكَمِ، بِإِسْنَادِهِ بِهٰذَا، قَالَ: اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الزُّبَيْرُ بْنُ عَدِيٍّ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، كَمَا رَوَاهُ مِسْعَرٌ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَسَاقَ مِثْلَهُ

⊛⊛ یہی روایت ایک اور سند کے ساتھ بھی منقول ہے، جس میں (درود شریف کے) یہ الفاظ ہیں:

''اے اللہ! تو حضرت محمد ﷺ اور حضرت محمد ﷺ کی آل پر درود نازل کر! جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر درود نازل کیا، بے شک تو لائق حمد اور بزرگی کا مالک ہے۔اے اللہ! حضرت محمد ﷺ اور حضرت محمد ﷺ کی آل پر برکت نازل کر! جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر برکت نازل کی، بے شک تو لائق حمد اور بزرگی کا مالک ہے''۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ ابن ابی لیلیٰ سے اسی طرح منقول ہے جس طرح مسعر نے اسے روایت کیا ہے تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر درود نازل کیا' بے شک تو لائق حمد اور بزرگی کا مالک ہے اور تو حضرت محمد ﷺ پر برکت نازل کر! (اس کے بعد حسب سابق الفاظ ہیں:)

979 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، ح وحَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ، أَنَّهُمْ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، كَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ قَالَ: قُولُوا:

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ، وَأَزْوَاجِهِ، وَذُرِّيَّتِهِ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ، وَأَزْوَاجِهِ، وَذُرِّيَّتِهِ، كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ.

❁❁ حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم آپ پر درود کیسے بھیجیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم لوگ یہ پڑھو:

''اے اللہ! تو حضرت محمد ﷺ، ان کی ازواج، ان کی ذریت پر درود نازل کر، جس طرح تو نے حضرت ابراہیم کی آل پر درود نازل کیا اور حضرت محمد، ان کی ازواج، ان کی ذریت پر برکت نازل کر، جس طرح تو نے حضرت ابراہیم کی آل پر برکت نازل کی، بے شک تو لائق حمد اور بزرگی کا مالک ہے''۔

حمید و مجید کی تشریح کا بیان

حمید، فعیل کے وزن پر حمد سے ماخوذ ہے جس کا معنی ''محمود'' ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بیشتر اسماء جو ''فعیل'' کے وزن پر ہیں وہ فاعل کے معنی میں ہیں جیسے سمیع، بصیر علیم، قدیر، علی حکیم۔ اسی طرح ''فعول'' کے وزن پر آنے والے اسماء بھی فاعل کے معنی میں ہیں جیسے غفور، شکور، صبور۔

الودود کے بارے میں دو قول ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ فاعل کے معنی میں ہے یعنی وہ ذات جو اپنے انبیاء، مرسلین، اولیاء اور مومن بندوں سے محبت کرتی ہے۔ دوسرا مفعول کے معنی میں یعنی وہ محبوب جو یہ استحقاق رکھتا ہے کہ صرف اسی سے محبت کی جائے اور وہ بندے کے نزدیک اس کی سماعت، بصارت، اس کی اپنی جان اور اس کی تمام محبوب چیزوں سے زیادہ محبوب ہو۔

حمید صرف محمود کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور محمود کی بہ نسبت یہ لفظ زیادہ بلیغ ہے۔ کیونکہ جب ''فعیل'' پر آنے والے اسم کو مفعول معنی میں استعمال کیا جائے تو یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ صفت اس ذات میں رچی بسی ہوئی ہے۔ جیسے آپ یہ کہیں کہ فلاں شخص ظریف ہے، شریف ہے یا کریم ہے۔ عام طور پر یہ فعل سے بنتا ہے اور اس قدر ان کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ لازمی، ذات اور خصوصیات کیلئے استعمال ہوتا ہے جیسے کبر (وہ بوڑھا ہو گیا) صغرا (وہ چھوٹا ہو گیا) حسن (وہ خوب صورت ہے)، لطف (وہ مہربان ہے) وغیرہ۔

یہی وجہ ہے کہ حبیب، محبوب سے زیادہ بلیغ ہے کیونکہ حبیب اس ذات کو کہا جائے گا جس میں وہ خدمات اور افعال موجود ہوں جن کی وجہ سے محبت کی جاتی ہے پس وہ فی نفسہ محبوب ہوگا۔ اگرچہ یہ فرض کرلیا جائے کہ کوئی بھی شخص اس سے محبت نہیں کرتا۔ اپنے شعور کی کمی کی وجہ سے یا کسی اور عارضے کی وجہ سے لیکن محبوب اس ذات کو کہتے ہیں جس سے محب، محبت کرتا ہے۔ کیونکہ کوئی ایسا شخص اس سے محبت کرتا ہے اس لئے اسے محبوب کہا جاتا ہے۔ لیکن حبیب وہ شخص ہوتا ہے جس کی ذات اور صفات، محبت کے لائق ہوں خواہ کوئی اس سے محبت کرے یا نہ کرے۔ حمید اور محمود میں یہی فرق ہے۔

حمید وہ ذات ہوگی جس میں ایسی صفات موجود ہوں جو اس کے محمود ہونے کا تقاضا کریں اگرچہ کوئی اس کی حمد نہ بھی کرے تو

بھی وہ فی نفسہ حمید ہوگا۔ لیکن محمود وہ ذات ہوگی کہ حمد کرنے والے جس کی حمد کریں۔ حمید اور مجید، کبیر اور حکیم، عظیم اور معظم کے درمیان یہی فرق ہوگا۔

حمد اور مجد ایسی خوبیاں ہیں کہ تمام تر کمالات انہی کی طرف رجوع کرتے ہیں کیونکہ حمد کا بنیادی تقاضا یہ ہے کہ محمود کی تعریف بھی کی جائے اور اس سے محبت بھی کی جائے۔ اگر آپ کسی سے محبت کریں لیکن اس کی تعریف نہ کریں تو آپ کو حامد قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اسی طرح اگر کسی وجہ سے اس کی تعریف کریں اور اس سے محبت نہ کرتے ہوں تو بھی آپ کو اس کا حامد قرار نہیں دیا جاسکتا تاوقتیکہ آپ اس کی تعریف کے ہمراہ اس سے محبت بھی کریں۔ یہ تعریف اور محبت چند اسباب کے تابع ہے۔ یعنی محمود میں کامل صفات موجود ہوں، اس کا رعب و دبدبہ ہو اور اس نے کسی دوسرے پر احسان کیا ہو تو محبت کے بنیادی اسباب یہی ہیں۔ یہ صفات جتنی زیادہ جامع اور کامل ہوں گی۔ محبت اتنی ہی زیادہ اور عظیم ہوگی۔ پس اللہ تعالیٰ کی ذات مطلق طور پر کمال سے متصف ہے۔ اس میں کوئی نقص موجود نہیں ہے۔ تمام تر احسانات اسی کے ہیں۔ اسی لئے وہ ہر طرح کی حمد اور ہر اعتبار کی محبت کا استحقاق رکھتا ہے۔ وہ اس بات کا اہل ہے کہ اس کی ذات، صفات، افعال، اسماء، احسانات بلکہ اس سے صادر ہونے والی ہر شے سے محبت کی جائے۔

''مجد'' کا تعلق عظمت، وسعت اور جلال کے ساتھ ہے۔ حمد اکرام والی صفات پر دلالت کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ ذوالجلال والاکرام ہے۔ جب بندہ لا الہ اللہ واللہ اکبر کہتا ہے تو اس سے یہی معنی مراد ہوتا ہے۔ کیونکہ لا الہ الا اللہ، باری تعالیٰ کی الوہیت اور الوہیت میں اس کی یکتائی پر دلالت کرتا ہے اور اس کی الوہیت کو تسلیم کرنے کے نتیجے میں اس کی کامل محبت لازم آتی ہے۔ پھر جب بندہ اللہ اکبر کہتا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی بزرگی اور عظمت پر دلالت کرتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں اس کی عظمت، بزرگی اور کبریائی لازم آتے ہیں۔ اسی لئے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے کئی مقام پر ان موزوں اقسام کو جمع کر دیا ہے۔ جیسے:

رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ؕ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (ہود:۷۳)

''اے اہل بیت! تم پر اللہ کی رحمت اور اس کی برکت نازل ہو بے شک وہ حمد کے لائق اور بزرگی کا مالک ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے۔

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا (الاسراء:۱۱۱)

''تم فرما دو! تمام تر تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جس کا کوئی بیٹا نہیں ہے اور جس کی بادشاہی میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور نہ ہی کوئی اس کی مدد کرسکتا ہے۔ تم اس کی کبریائی کا چرچا کرو۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی حمد اور تکبیر کا حکم دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ (الرحمٰن:۷۸)

''جلال واکرام والے تمہارے پروردگار کا نام بابرکت ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ (الرحمٰن: ۲۷)

''جلال واکرام والے تمہارے پروردگار کی ذات باقی رہ جائے گی۔''

''مسند'' اور ''صحیح ابی حاتم'' حضرت انس کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان منقول ہے۔

اَلِظُّوا بِيَاذَا الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ

''یاذوالجلال والاکرام کاورد کیا کرو۔''

یہ جلال اور اکرام، حمد اور مجد ہیں۔ اس کی نظیر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔

فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ (النمل: ۴۰)

''بے شک میرا پروردگار غنی اور کریم ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے:

فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا (النساء: ۱۴۹)

''بے شک اللہ معاف کرنے والا اور قدرت رکھنے والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے۔

وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ وَّاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (الممتحنہ: ۷)

''اللہ قدیر ہے اور اللہ بخشش کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے۔

وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ (البروج: ۱۴-۱۵)

''وہ بخشنے والا اور محبت کرنے والا ہے اور بزرگ عرش کا مالک ہے۔''

قرآن میں اس طرح کی بہت سی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔

صحیح حدیث میں پریشانی کے وقت مانگی جانے والی دعا ان الفاظ میں منقول ہے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ. لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ. لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ

''اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے جو عظمت کا مالک اور بردبار ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے جو عظیم عرش کا پروردگار ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اور زمین کا پروردگار ہے اور معزز عرش کا پروردگار ہے۔''[1]

---

[1] بخاری' ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل' ''الجامع الصحیح'' (6345) مسلم بن الحجاج القشیری' ''الجامع الصحیح'' (2730) ترمذی' ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ' ''الجامع الصحیح'' (3435)

یہ دونوں اسماء، یعنی حمید و مجید، درود شریف کے آخر میں منقول ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق ہیں۔

رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ؕ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (ھود:۷۳)

''اے اہل بیت! اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکت تم پر نازل ہو۔ بے شک وہ حمد کے لائق اور بزرگی کا مالک ہے۔''

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ نبی اکرم پر درود نازل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی تعریف کرے۔ آپ کی بزرگی میں اضافہ کرے۔ آپ کے ذکر کو بلند کرے۔ آپ کی محبت کو زیادہ کرے اور آپ کو مزید قرب عطا کرے۔ لہٰذا یہ درود، حمد اور مجد، دونوں پر مشتمل ہوگا۔ گویا درود شریف پڑھنے والا شخص اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتا ہے کہ وہ نبی اکرم کی حمد اور مجد میں اضافہ کرے۔ کیونکہ آپ پر درود بھیجنا بھی ایک اعتبار سے حمد اور بزرگی کا ذکر کرنے کے مترادف ہے۔

درود شریف کی حقیقت یہی ہے اس لئے درود شریف میں استعمال کرنے کیلئے ایسے دو اسماء کی ضرورت پیش آئی جو درود شریف سے مناسبت رکھتے ہوں اور دونوں اسماء حمید و مجید ہیں۔

جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے کہ مناسب یہ ہے کہ دعا کے اختتام پر اللہ تعالیٰ کے کسی ایسے اسم کا ذکر کیا جائے جو دعا سے مناسبت رکھتا ہو یا اس اسم کے ذریعے دعا کا آغاز کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پہلے بھی نقل کیا جا چکا ہے۔

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا (الاعراف:۱۸۰)

''اللہ تعالیٰ کے اچھے اچھے نام ہیں ان کے ذریعے اسے پکارو۔''

حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ دعا کی تھی (جس کا ذکر قرآن میں ان الفاظ میں ہے)

رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ (ص:۳۵)

''اے میرے پروردگار! مجھے بخش دے اور مجھے ایسی بادشاہی عطا کر جو میرے بعد کسی کو نہ مل سکے۔ بے شک تو بہت زیادہ عطا کرنے والا ہے۔''

حضرت ابراہیم اور ان کے صاحبزادے حضرت اسماعیل نے یہ دعا کی تھی جسے قرآن نے ان الفاظ میں نقل کیا ہے۔

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ (البقرہ:۱۲۸)

''اے میرے پروردگار! ہم دونوں کو اپنا فرمانبردار بنا اور ہمارے ذریعے ان میں اپنی فرمانبردار امت پیدا کر اور ہمیں (حج کے) مناسک سکھا۔ ہماری توبہ قبول کر بے شک تو بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔''

نبی اکرم ﷺ ایک نشست میں 100 مرتبہ یہ دعا مانگا کرتے تھے۔

رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ

”اے میرے پروردگار! مجھے بخش دے، میری توبہ قبول کر، بے شک تو بڑا توبہ قبول کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔“[1]

ایک مرتبہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے دریافت کیا، اگر مجھے لیلۃ القدر نصیب ہو جائے تو میں کیا دعا مانگوں؟ تو آپ نے فرمایا یہ دعا مانگو۔

اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي

”اے اللہ! تو معاف کرنے والا ہے، معاف کرنے کو پسند کرتا ہے۔ پس تو مجھے معاف کر دے۔“[2]

ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق نے آپ سے دریافت کیا کہ میں نماز میں آپ سے کیا دعا مانگوں تو آپ نے فرمایا یہ دعا مانگو۔

اَللّٰهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ

”اے اللہ! میں نے اپنے اوپر بہت زیادہ ظلم کیا ہے اور تیرے سوا کوئی دوسرا، گناہ معاف نہیں کر سکتا پس تو اپنی جانب سے مجھے مغفرت عطا کر دے اور مجھ پر رحم کر۔ بے شک تو بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔“[3]

اس کی اور بھی بہت سی مثالیں ہیں جنہیں ہم نے اپنی کتاب ”الروح والنفس“ میں نقل کیا ہے۔

بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام یہ کہیں گے۔

إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (المائدہ: ۱۱۸)

”(اے اللہ!) اگر تو انہیں عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو تو غالب اور حکمت والا ہے۔“

وہ یہ نہیں کہیں گے کہ بے شک تو بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

اسی طرح حضرت ابراہیم نے کہا تھا۔

فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي ج وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (ابراہیم: ۳۶)

”جو میری پیروی کرے گا وہ میرے حلقے میں شامل ہوگا اور جو میری نافرمانی کرے گا تو بے شک تو بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔“

پس جب نبی اکرم ﷺ کے لئے یہ دعا کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ حمد اور مجد کے ہمراہ آپ پر درود نازل کرے تو اس دعا کو اللہ تعالیٰ کے دو اسماء حمید اور مجید پر ختم کیا جاتا ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ کیلئے اسی حمد اور مجد کے حصول کی دعا کی جاتی ہے۔ جو آپ کو پہلے

---

[1] ابوداؤد سلیمان بن اشعث ”السنن“ (1516) ترمذی ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ”الجامع الصحیح“ (3434) ابن ماجہ ابوعبداللہ محمد بن یزید ”السنن“ (3814) بخاری ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل الادب المفرد (618) نسائی احمد بن شعیب عمل الیوم واللیلہ (458) ابن سنی عمل الیوم واللیلہ (370) ابن حبان (927)

[2] ترمذی ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ”الجامع الصحیح“ (3513) ابن ماجہ ابوعبداللہ محمد بن یزید ”السنن“ (3850) احمد ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل ”المسند“ (258, 208, 183, 171/6) نسائی عمل الیوم واللیلہ (873'872)

[3] بخاری ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل ”الجامع الصحیح“ (834) مسلم بن الحجاج القشیری ”الجامع الصحیح“ (2705) ترمذی ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ”الجامع الصحیح“ (3531) نسائی احمد بن شعیب ”السنن“ (53/3)

سے حاصل ہے اس لئے اس کا اختتام اس اطلاع کے ذریعے ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں صفات سے بدرجہ اولیٰ متصف ہے۔
کیونکہ جب بندے کا کوئی بھی کمال نقص کو لازم نہیں آنے دے گا تو اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ حقدار ہے۔
یہ بات بھی قابل غور ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ پر درود بھیج کر آپ کیلئے حمد اور مجد کا سوال کیا جاتا ہے۔جس کے نتیجے میں آپ کی تعریف لازم آتی ہے تو اب اس دعا کو اس ذات کی تعریف پر ختم کیا جا رہا ہے جس نے نبی اکرم ﷺ کو حمد اور مجد کے ہمراہ مبعوث کیا۔لہٰذا یہ دعا ایک طرف نبی اکرم ﷺ کیلئے حمد اور مجد کے حصول کے سوال پر مشتمل ہوگی اور دوسری طرف اس بات کی اطلاع پر مشتمل ہوگی کہ یہ صفات اللہ تعالیٰ کیلئے ثابت ہیں۔

980 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُجْمِرِ، أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ، هُوَ الَّذِي أُرِيَ النِّدَاءَ بِالصَّلَاةِ، أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: أَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَجْلِسِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، فَقَالَ لَهُ بَشِيرُ بْنُ سَعْدٍ: أَمَرَنَا اللَّهُ أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتَّى تَمَنَّيْنَا أَنَّهُ لَمْ يَسْأَلْهُ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قُولُوا: فَذَكَرَ مَعْنَى حَدِيثِ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ، زَادَ فِي آخِرِهِ: فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

❁❁ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ جنہیں خواب میں اذان دینے کا طریقہ دکھایا گیا تھا، وہ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ، حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی محفل میں ہمارے پاس تشریف لائے، حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت میں عرض کی: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے، تو ہم آپ پر کیسے درود بھیجیں؟ نبی اکرم ﷺ خاموش رہے، یہاں تک کہ ہم نے یہ آرزو کی، کہ ان صاحب نے نبی اکرم ﷺ سے یہ سوال نہ کیا ہوتا، پھر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "تم یہ پڑھو" اس کے بعد حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کی نقل کردہ روایت کی مانند الفاظ ہیں: تاہم اس میں یہ الفاظ زائد ہیں: "فی العالمین، انک حمید مجید"

981 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو، بِهَذَا الْخَبَرِ، قَالَ: قُولُوا: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ

❁❁ یہی روایت ایک اور سند کے ساتھ حضرت عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، اس میں یہ الفاظ ہیں:
"تم لوگ یہ پڑھو: اے اللہ! اُمی نبی حضرت محمد ﷺ پر اور حضرت محمد ﷺ کی آل پر درود نازل کر"۔

982 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ يَسَارٍ الْكِلَابِيُّ، حَدَّثَنِي أَبُو مُطَرِّفٍ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ كَرِيزٍ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الْهَاشِمِيُّ، عَنِ الْمُجْمِرِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَكْتَالَ بِالْمِكْيَالِ الْأَوْفَى، إِذَا صَلَّى عَلَيْنَا أَهْلَ الْبَيْتِ،

فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَأَزْوَاجِهِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ، وَذُرِّيَّتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

(۹۸۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص یہ چاہتا ہو کہ وہ ماپنے کے برتن کو اچھی طرح بھر کر ماپ لے (یعنی ڈھیر سارا اجر وثواب حاصل کرنا چاہتا ہو) اسے چاہیے کہ جب وہ ہم، اہل بیت، پر درود بھیجے تو یہ پڑھے:

''اے اللہ! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو نبی ہیں ان کی ازواج، جو امہات المومنین ہیں، ان کی ذریت اور ان کے اہل بیت پر درود نازل کر، جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر درود نازل کیا، بے شک تو لائق حمد اور بزرگی کا مالک ہے''۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل کی مراد سے متعلق اقوال وادلہ ومذاہب کا بیان

علامہ ابن قیم جوزی یہ لکھتے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کے بارے میں چار اقوال ہیں: ایک قول یہ ہے کہ آل سے مراد وہ لوگ ہیں جس کے لئے صدقہ لینا حرام ہے۔ ان کے بارے میں علماء کے تین اقوال ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ ان سے مراد بنو ہاشم اور بنو مطلب ہیں۔ امام شافعی اسی بات کے قائل ہیں اور ایک روایت کے مطابق امام احمد کا بھی یہی فتویٰ ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ ان سے مراد صرف بنو ہاشم ہیں۔ یہ امام ابوحنیفہ کا مذہب ہے اور ایک روایت کے مطابق امام احمد بھی اسی بات کے قائل ہیں۔ امام مالک کے اصحاب میں سے ابن قاسم نے یہی قول اختیار کیا ہے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ ان سے مراد بنو ہاشم کے اوپر (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جد اعلیٰ) غالب تک تمام حضرات کی اولاد اس میں شامل ہے۔ اس میں بنو مطلب، بنو امیہ، بنو نوفل اور ان کے اوپر بنو غالب تک تمام لوگ شامل ہوں گے۔

امام مالک کے شاگردوں میں سے ''اشہب'' نے اس قول کو اختیار کیا ہے ان کا یہ قول ''الجواہر'' کے مصنف نے نقل کیا ہے۔ تاہم ''التبصرۃ'' کے مصنف شیخ لخمی نے یہ قول ''اشہب'' کی بجائے ''اصبغ'' کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر صدقہ وصول کرنے کے حرام ہونے کے قائل حضرات میں امام شافعی، امام احمد اور بہت سے فقہاء شامل ہیں۔ امام احمد اور امام شافعی کے اکثر اصحاب نے اسی قول کو اختیار کیا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کے بارے میں دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد صرف آپ کی اولاد اور آپ کی ازواج مطہرات ہیں۔ شیخ ابن عبدالبر اندلسی اپنی کتاب ''التمہید'' میں حضرت ابوحمید ساعدی کے حوالے سے منقول حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔

فقہاء کے ایک گروہ نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ آل محمد میں صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات اور آپ کی اولاد شامل ہیں کیونکہ ایک حدیث میں درود شریف کے یہ الفاظ منقول ہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ

''اے اللہ! تو حضرت محمد اور حضرت محمد کی آل پر درود نازل فرما۔''

اور حضرت ابوحمید ساعدی کے حوالے سے منقول حدیث میں درود شریف کے یہ الفاظ منقول ہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ' وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ

''اے اللہ! تو حضرت محمد، آپ کی ازواجِ مطہرات اور آپ کی آل پر درود نازل کر۔''

اس حدیث میں اس بات کی وضاحت موجود ہے کہ آلِ محمد سے مراد ازواجِ مطہرات اور نبی اکرم ﷺ کی اولاد امجاد ہے۔

یہ فقہاء فرماتے ہیں کہ کسی بھی شخص کے لئے یہ بات جائز ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی کسی زوجۂ محترمہ یا آپ کی اولاد میں سے کسی کو صلی اللہ علیک (اللہ تعالیٰ تم پر درود بھیجے) کہہ سکتا ہے۔ سامنے موجود ہونے پر یہ کہے اور غیر موجودگی میں صلی اللہ علیہ کہہ سکتا ہے ان کے علاوہ کسی اور کے لئے یہ الفاظ استعمال کرنا درست نہیں ہے۔

یہ فقہاء فرماتے ہیں لفظ ''آل'' اور لفظ ''اہل'' کا معنی یکساں ہے اور اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس سے مراد بیویاں اور اولاد ہوتی ہے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی آل سے مراد قیامت تک آنے والے آپ کے تمام پیروکار ہیں۔ ابن عبدالبر نے بعض اہل علم کا یہ قول نقل کیا ہے جن میں حضرت جابر بن عبداللہ شامل ہیں۔ ان کا یہ بیان امام بیہقی نے نقل کیا ہے اور یہ قول سفیان ثوری اور دیگر محدثین نے نقل کیا ہے۔

امام شافعی کے بعض اصحاب نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے۔ شیخ ابوطیب طبری نے اپنی تعلیق میں اس قول کو نقل کیا ہے۔ امام محی الدین نووی نے صحیح مسلم کے حاشیے میں اس قول کو ترجیح دی ہے اور ازھری نے اسی قول کو اختیار کیا ہے۔

چوتھا قول یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی آل سے مراد آپ کی امت کے پرہیزگار لوگ ہیں۔ قاضی حسین نے یہ قول نقل کیا ہے راغب اور دیگر اہل علم نے بھی یہ بات بیان کی ہے۔

آل سے مراد کیا ہے؟

پہلا قول یعنی آپ کی آل سے مراد وہ حضرات ہیں جن کے لئے صدقہ وصول کرنا حرام ہے اور پھر ان کے بارے میں بھی اختلاف ہے۔ اس کے دلائل درج ذیل ہیں۔

پہلی دلیل وہ حدیث ہے جسے امام بخاری نے اپنی ''صحیح'' میں حضرت ابوہریرہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

كان رسولُ الله ﷺ يؤتى بالنخل عند صرامه' فيجيء هذا بتمرةٍ' وهذا بتمرةٍ حتى يصيرَ عندهٗ كومٌ من تمر' فجعل الحسنُ والحسينُ يلعبان بذلك التمر' فأخذ احدُهما تمرةً' فجعلها في فيهِ' فنظرَ اليه رسولُ الله ﷺ فأخرجها من فيه' قال: ''اما علمت انّ آلَ محمدٍ لا يأكلون الصدقة''

ایک مرتبہ کھجوریں اتارنے کے موسم میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں کھجوریں پیش کی جارہی تھیں۔ ہر شخص اپنے حصے (کی زکوٰۃ یا عشر) کے مطابق کھجوریں لے کر آرہا تھا۔ یہاں تک کہ آپ کے پاس کھجوروں کا ڈھیر اکٹھا ہو گیا۔ حضرت حسن اور حضرت حسین ان کھجوروں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ ان دونوں میں سے کسی ایک نے ایک کھجور اپنے منہ میں ڈالی۔ نبی اکرم ﷺ کی ان پر نظر پڑی تو آپ نے ان کے منہ میں سے کھجور نکالتے ہوئے فرمایا۔

کیا تم نہیں جانتے کہ محمد کی آل پر صدقہ کھانا حرام ہے۔

اسی روایت کو امام مسلم نے بھی نقل کیا ہے مگر ان کی روایت کے مطابق نبی اکرم ﷺ کے الفاظ یہ ہیں۔

إنا لا تحل لنا الصدقةُ

''ہمارے لئے صدقہ (کھانا) حلال نہیں ہے۔''

(بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل ''الجامع الصحیح'' (1485) مسلم بن الحجاج القشیری ''الجامع الصحیح'' (1069))

دوسری دلیل وہ حدیث ہے جسے امام مسلم نے اپنی ''صحیح'' میں حضرت زید بن ارقم کے اس بیان کے طور پر نقل کیا ہے۔

قام رسولُ الله ﷺ يوماً خطيباً فينا بماءٍ يدعى خمّاً بين مكةَ والمدينة، فحمدَ الله تعالىٰ وأثنى عليه، وذكر، ووعظ، ثم قال: ''أما بعد: الا ايها الناسِ انما انا بشرٌ يوشك ان ياتيني رسولُ ربي عزوجل، واني تاركٌ فيكم ثقلين: اولهما كتاب الله عزوجل، فيه الهدى والنور، فخذوا بكتاب الله، واستمسكوا به'' فحثَّ على كتاب الله، ورغّبَ فيه، وقال: ''وأهلُ بيتي، اذكركم الله في اهل بيتي! اذكركم الله في اهل بيتي!''

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک کنواں ہے جسے ''خم'' کہا جاتا ہے۔ (حجۃ الوداع سے واپسی پر) نبی اکرم ﷺ نے اس مقام پر ہمیں خطبہ دیا۔ پہلے اللہ کی حمد و ثناء بیان کی پھر وعظ و نصیحت کی اور پھر فرمایا:

اما بعد اے لوگو! میں ایک انسان ہوں۔ میرے پروردگار کا فرستادہ (موت کا فرشتہ) عنقریب میرے پاس آنے والا ہے میں تمہارے درمیان دو قیمتی چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں ان میں سے ایک اللہ کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور موجود ہے پس تم اللہ کی کتاب کو حاصل کرلو اور اسے مضبوطی سے تمام لو۔

(راوی کہتے ہیں) پھر نبی اکرم ﷺ نے کتاب اللہ کے بارے میں لوگوں کو ترغیب دی اور پھر فرمایا:

(دوسری چیز) میرے اہل بیت ہیں۔ اپنے اہل بیت کے بارے میں تمہیں اللہ کی یاد دلاتا ہوں اپنے اہل بیت کے بارے میں، میں تمہیں اللہ کی یاد دلاتا ہوں۔

(اس حدیث کے راوی حضرت زید بن ارقم کے شاگرد) حصین بن سبرہ کہتے ہیں میں نے دریافت کیا حضرت! اہل بیت کون ہیں؟ کیا نبی اکرم ﷺ کی ازواجِ مطہرات اہل بیت میں شامل نہیں ہیں؟ تو حضرت زید نے جواب دیا آپ کی ازواجِ مطہرات آپ کے اہل بیت میں شامل ہیں (مگر یہاں) اہل بیت سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے لئے صدقہ قبول کرنا حرام ہے۔ میں نے پوچھا وہ کون لوگ ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا:

حضرت علی، حضرت علی کی آل، حضرت عقیل کی آل، حضرت جعفر کی آل اور حضرت عباس کی آل۔

میں نے پوچھا کیا ان سب لوگوں کے لئے صدقہ کھانا حرام ہے؟ تو حضرت زید نے فرمایا ہاں! [۱]

(ابن قیم کہتے ہیں) یہ بات طے شدہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے۔

ان الصدقة لا تحل لآل محمد

''آل محمد کے لئے صدقہ حلال نہیں ہے۔'' [۲]

تیسری دلیل وہ حدیث ہے جو صحیحین میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے منقول ہے جس کے مطابق خاتون جنت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے خلیفہ وقت حضرت ابوبکر صدیق کو پیغام بھجوایا کہ انہیں نبی اکرم ﷺ کی میراث میں سے حصہ دیا جائے۔ وہ میراث جس کا تعلق ''مالِ فے'' کے ساتھ ہے تو حضرت ابوبکر صدیق نے جواب بھجوایا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

لا نورث، ما ترکنا صدقة

''ہم کسی کو اپنا وارث نہیں بناتے جو مال ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔'' [۳]

اس لئے حضرت محمد کی آل اس مال میں سے یعنی اللہ کے مال میں سے کھا سکتی ہے لیکن وہ ضروری خوراک سے زیادہ اس میں سے کچھ وصول نہیں کر سکتے۔

اس لئے نبی اکرم ﷺ کی آل کو درج ذیل خصوصیات حاصل ہیں۔

ان کے لئے صدقہ کھانا حرام ہے، وہ نبی اکرم ﷺ کی وراثت (مالی) وصول نہیں کر سکتے، انہیں خمس میں سے پانچواں حصہ وصول کرنے کا حق حاصل ہے اور صرف انہی پر درود بھیجا جا سکتا ہے۔

صدقے کی حرمت، خمس کے پانچویں حصے کا استحقاق اور عدم وراثت نبی اکرم ﷺ کے بعض قریبی رشتہ داروں کی خصوصیت ہے اور یہ بات ثابت شدہ ہے اس لئے درود شریف کا بھی یہ حکم ہوگا کہ وہ آپ کی آل کے ساتھ مخصوص ہے۔

چوتھی دلیل وہ حدیث ہے جسے امام مسلم نے عبدالمطلب بن ربیعہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ ان کے والد ربیعہ بن حارث نے انہیں (یعنی عبدالمطلب بن ربیعہ) اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ حکم دیا کہ تم دونوں بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر یہ درخواست پیش کرو کہ یا رسول اللہ! ہمیں صدقات کی وصولی کا نمائندہ مقرر کر دیں۔

(اس کے بعد طویل حدیث ہے جس کے آخر میں نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان ہے)

ان هذه الصدقة انما هي اوساخ الناس، وانها لا تحل لمحمد، ولا لآل محمد

۱۔ مسلم بن الحجاج القشیری ''الجامع الصحیح'' (2408) احمد ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل ''المسند'' (367,366/4) مسند عبد بن حمید (265) ابن خزیمہ (2357)

۲۔ مسلم بن الحجاج القشیری ''الجامع الصحیح'' 1072، موطا (1000/2) احمد ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل ''المسند'' (279/2)

۳۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل ''الجامع الصحیح'' (6730) مسلم بن الحجاج القشیری ''الجامع الصحیح'' (1758) ابوداؤد، سلیمان بن اشعث ''السنن'' (2977,2976) مالک، موطا (993/2)

''یہ صدقہ لوگوں کا میل ہے یہ محمد اور محمد کی آل کے لیے حلال نہیں ہے۔'' [1]

پانچویں دلیل وہ حدیث ہے جسے امام مسلم نے اپنی ''صحیح'' میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے سیاہ آنکھوں اور سیاہ دھبوں والے ایک طویل سینگوں والے دنبے کو ذبح کرنے کا حکم دیا۔

(اس کے بعد طویل حدیث ہے جس کے آخر میں یہ الفاظ ہیں)

نبی اکرم ﷺ نے اس دنبے کو پکڑ کر اسے لٹایا اور اسے ذبح کرتے ہوئے یہ فرمایا:

بسم الله 'اَللّٰهُمَّ تقبل' من محمد' ومن اٰلِ مُحَمَّدٍ' ومن أمة محمّد

''اللہ کے نام سے (ذبح کرتا ہوں) اے اللہ! محمد، محمد کی آل اور محمد کی امت کی طرف سے (اس قربانی کو) قبول فرما۔'' [2]

اس کے بعد آپ نے اس کی قربانی کی۔

امام مسلم نے اس روایت کو انہی الفاظ میں نقل کیا ہے (جس میں صرف عطف کے ہمراہ امت اور آل میں فرق کیا گیا ہے) عطف کی حقیقت مغایرت ہے اور آل کی بہ نسبت امت کا مفہوم وسیع اور عام ہے۔

اس قول کے قائلین یہ کہتے ہیں لفظ ''آل'' کی وضاحت کسی اور کے قول کی بجائے نبی اکرم ﷺ کے کلام کے ذریعے کرنا زیادہ بہتر ہے۔

آل سے مراد اولادِ پاک اور ازواجِ مطہرات ہیں

دوسرا قول یہ ہے کہ ''آل'' سے مراد نبی اکرم ﷺ کی اولاد امجاد اور آپ کی ازواجِ مطہرات ہیں۔ اس موقف کی تائید میں شیخ ابن عبدالبر اندلسی نے جو دلیل پیش کی ہے اسے پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ حضرت ابوحمید ساعدی درود شریف کے یہ الفاظ نقل کرتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ

''اے اللہ! حضرت محمد، ان کی ازواج اور اولاد پر درود نازل کر۔''

جبکہ دیگر احادیث میں درود شریف کے یہ الفاظ منقول ہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ' وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ

''اے اللہ! حضرت محمد اور حضرت محمد کی آل پر درود نازل فرما''

یعنی پہلی حدیث دوسری حدیث کے الفاظ کی تفسیر بیان کر رہی ہے۔

اس موقف کے قائلین دوسری دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ صحیحین میں حضرت ابوہریرہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان منقول ہے۔

---

[1] مسلم 1072' ابوداؤد 2958' نسائی 5/105

[2] مسلم بن الحجاج القشیری ''الجامع الصحیح'' (1967) ابوداؤد سلیمان بن اشعث ''السنن'' (2792)

اَللّٰهُمَّ اجعل رزق اٰلِ مُحَمَّدٍ قوتاً

''اے اللہ! محمد کی آل کو صرف ان کی خوراک کے مطابق رزق عطا فرما۔'' [1]

اور یہ بات طے شدہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی دعا ضرور قبول ہوئی ہو گی مگر اس دعا کے اثرات بنو ہاشم یا بنو مطلب تک نہیں پہنچے کیونکہ ان میں اغنیاء اور صاحب ثروت لوگ موجود رہے ہیں اور آج تک ہیں۔ مگر آپ کی ازواجِ مطہرات اور اولادِ امجاد کا رزق صرف ان کی خوراک کے بقدر رہوتا تھا۔ آپ کی ازواجِ مطہرات کو خلفاء کی طرف سے جو وظائف ملتے تھے وہ سب صدقہ کر دیا کرتی ہیں اور ان کے اپنے استعمال میں صرف ضروری خوراک جتنا رزق آتا تھا۔ ایک مرتبہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بہت سا مال پیش کیا گیا۔ آپ نے ایک ہی نشست میں وہ سب تقسیم کر دیا۔ آپ کی خادمہ نے عرض کی اگر آپ اس میں سے ایک درہم رکھ لیتیں تو ہم اس کا گوشت خرید لیتے۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اگر تم پہلے یاد کروا دیتی تو میں ایسا کر لیتی۔

اس موقف کے قائلین یہ دلیل بھی پیش کرتے ہیں کہ ''صحیحین'' میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ فرمان منقول ہے۔

ما شبع آلُ محمد ﷺ من خبز مادوم ثلاثة ايام حتى لحق بالله عز و جل

''نبی اکرم ﷺ کے وصالِ ظاہری تک آلِ محمد نے کبھی بھی لگا تار تین دن تک سالن کے ہمراہ روٹی سیر ہو کر نہیں کھائی۔'' [2]

یہ طے ہے کہ حضرت عباس اور ان کی اولاد یا بنو مطلب سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے فرمان کے مفہوم میں شامل نہیں ہیں۔

ازواج کو آل میں اور بالخصوص نبی اکرم ﷺ کی ازواجِ مطہرات کو آپ کی آل میں اس لئے شامل کیا گیا ہے کیونکہ ان کا تعلق ایک اعتبار سے (آپ کی اولاد کے) نسبی تعلق سے مشابہت رکھتا ہے اور وہ یہ کہ ازواجِ مطہرات کا تعلق آپ سے ختم نہیں ہو سکتا۔ آپ کی ظاہری حیات میں اور وصالِ ظاہری کے بعد بھی وہ دیگر تمام لوگوں کے لئے حرام ہیں۔ گویا وہ دنیا اور آخرت میں آپ کی ازواج ہیں لہٰذا ان کا آپ کے ساتھ تعلق نسبی تعلق کے قائم مقام ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے ان پر درود بھیجنے کی تشریح کی ہے۔ اس لئے صحیح قول یہ ہے جس کی امام احمد نے تصریح کی ہے کہ ازواجِ مطہرات کے لئے بھی صدقہ کھانا حرام ہے کیونکہ وہ لوگوں کا میل ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اور آپ کی آل پاک کو اولادِ آدم کے سارے میل سے پاک رکھا ہے۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی ازواجِ مطہرات آپ کے اس فرمان میں داخل ہوں۔

اَللّٰهُمَّ اجعل رزق اٰلِ مُحَمَّدٍ قوتاً

''اے اللہ! آلِ محمد کو ان کی خوراک کے بقدر رزق عطا فرما۔''

یا قربانی سے متعلق آپ کے اس فرمان میں شامل ہوں۔

اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَنْ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

---

[1] بخاری، ابوعبد اللہ محمد بن اسمٰعیل ''الجامع الصحیح'' (6460) مسلم بن الحجاج القشیری ''الجامع الصحیح'' (1055) ترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ''الجامع الصحیح'' (2361) ابن ماجہ (4139)

[2] بخاری، ابوعبد اللہ محمد بن اسمٰعیل ''الجامع الصحیح'' (6454) مسلم بن الحجاج القشیری ''الجامع الصحیح'' (2970)

"اے اللہ! یہ (قربانی) محمد اور آلِ محمد کی جانب سے ہے۔" [1]

یا (ازواجِ مطہرات) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس قول میں شامل ہوں کہ

ما شبع آلُ رسول الله ﷺ من خبز بر

"اللہ کے رسول کی آل نے کبھی سیر ہو کر گندم کی روٹی نہیں کھائی۔" [2]

اسی طرح ازواجِ مطہرات درود شریف کے ان الفاظ بھی شامل ہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ

"اے اللہ! محمد اور آلِ محمد پر درود نازل کر۔"

یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ازواجِ مطہرات ان سب روایات میں شامل ہوں اور نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان کے حکم میں نہ شامل ہوں۔

ان الصدقة لا تحل لمحمد ولا لآل محمد

"بے شک صدقہ محمد اور محمد کی آل کے لئے حلال نہیں ہے۔"

باوجود یکہ صدقہ لوگوں کا میل ہے اور ازواجِ مطہرات اس بات کی زیادہ مستحق ہیں کہ اس میل سے محفوظ رہیں اور اس سے دور رہیں۔

اب اگر یہاں یہ سوال کیا جائے کہ اگر ازواجِ مطہرات کے لئے صدقے کو حرام قرار دیا جائے تو ان کے موالی (آزاد کردہ غلاموں اور کنیزوں) کے لئے بھی صدقہ قبول کرنا حرام ہونا چاہئے جیسے بنو ہاشم کے لئے صدقہ قبول کرنا حرام ہے تو ان کے موالی کے لئے بھی اسے قبول کرنا حرام ہے اور یہ بات احادیث سے ثابت ہے کہ سیّدہ بریرہ رضی اللہ عنہا کو گوشت صدقہ کیا گیا اور انہوں نے اس گوشت کو کھایا مگر نبی اکرم ﷺ نے وہ گوشت ان کے لئے حرام قرار نہیں دیا حالانکہ سیّدہ بریرہ رضی اللہ عنہا، سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ کنیز تھی۔ [3]

جو فقہاء ازواجِ مطہرات کے لئے صدقہ قبول کرنے کو جائز قرار دیتے ہیں وہ یہ سوال پیش کرتے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ازواجِ مطہرات کے لئے بنیادی طور پر صدقہ قبول کرنا حرام نہیں ہے بلکہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نسبت کی وجہ سے بالتبع ان کے لئے صدقہ حرام ہے یعنی آپ کے حبالۂ عقد میں آنے سے پہلے ان کے لئے صدقہ قبول کرنا جائز تھا تو گویا رشتۂ ازدواجیت میں منسلک ہونے کے بعد یہ ضرورت فرعی طور پر ان کے لئے ثابت ہوگی جبکہ آزاد کردہ غلام یا کنیز کی حرمت بھی اس کے آقا کی حرمت کی فرع ہوتی ہے اس لئے جب بنو ہاشم کے لئے بنیادی طور پر صدقہ قبول کرنا حرام قرار پائے گا تو ان کے موالی

[1] مسلم بن الحجاج القشیری "الجامع الصحیح" (1967) ابوداؤد سلیمان بن اشعث "السنن" (2792) احمد ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل "المسند" (6/78)

[2] بخاری ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل "الجامع الصحیح" (5423) مسلم بن الحجاج القشیری "الجامع الصحیح" (2970/20)

[3] بخاری ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل "الجامع الصحیح" (5097) مسلم بن الحجاج القشیری "الجامع الصحیح" (10/1504) احمد ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل "المسند" (6/46)

کے لئے بھی تبعاً حرام ہوگا لیکن ازواجِ مطہرات کے لئے صدقے کی حرمت خود تبعاً ثابت ہوئی ہے اس لئے اس کا حکم ان کے موالی تک منتقل نہیں ہوگا کیونکہ یہ فرع کی فرع ہو جائے گی۔

ازواجِ مطہرات کے آل میں شامل ہونے کے قائلین یہ دلیل بھی پیش کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ

''اے نبی کی ازواج! اگر تم میں سے کوئی ایک کسی واضح برائی کی مرتکب ہوئی تو اسے دگنا عذاب دیا جائے گا۔''

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ

''اے نبی کی ازواج! تم عام عورتوں کی مانند نہیں ہو اگر تم پرہیز گار رہو۔''

یہاں تک کہ فرمایا۔

وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا (الاحزاب: ۳۳)

''اور تم نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اے اہل بیت بے شک اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ وہ تم سے خرابی کو دور رکھے اور تمہیں اچھی طرح سے پاک و صاف رکھے اور تمہارے گھروں میں اللہ کی آیات اور حکمت کی جو باتیں بتائی جاتی ہیں انہیں یاد رکھو۔''

پس اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ازواجِ مطہرات اہل بیت میں شامل ہیں کیونکہ ان آیات کا سیاق ازواجِ مطہرات کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس لئے انہیں اہل بیت سے خارج قرار نہیں دیا جا سکتا۔

آل سے مراد تمام امتی ہیں

تیسرا قول یہ ہے کہ ''آل'' سے مراد قیامت تک آنے والے نبی اکرم ﷺ کے تمام امتی اور پیروکار ہیں۔

اس موقف کی تائید میں یہ دلیل پیش کی جاتی ہے کہ کسی بھی قابل تعظیم پیشوا کی آل سے مراد اس کے دین اور حکم کے پیروکار ہوتے ہیں۔ خواہ وہ قریب میں ہوں یا بعید میں ہوں۔

اس کی دوسری دلیل یہ ہے کہ اس لفظ کا اشتقاق بھی اس معنی پر دلالت کرتا ہے کیونکہ یہ لفظ ''آل یعول'' سے ماخوذ ہے جس کے معنی رجوع کرنا ہیں اور تمام پیروکار اپنے پیشوا کی طرف بھی رجوع کرتے ہیں کیونکہ وہی ان کا امام ہوتا ہے اور اس کی ذات ان کی مرجع ہوتی ہے۔

اسی لئے ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ (الاحزاب: ۳۴)

إِلَّا آلَ لُوطٍ نَجَّيْنَاهُمْ بِسَحَرٍ (القمر: ۳۴)

"(اللہ کے عذاب نے ان کی قوم کو گرفت میں لے لیا) سوائے آلِ لوط کے، ہم نے انہیں سحر کے وقت نجات عطا کی۔"

اس آیت میں آل سے مراد حضرت لوط کے پیروکار اور آپ پر ایمان لانے والے لوگ ہیں۔ خواہ وہ آپ کے قریبی عزیز ہوں یا نہ ہوں۔"

نیز ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ (غافر: ۴۶)

"آلِ فرعون کو شدید ترین عذاب میں داخل کر دو۔"

یہاں بھی فرعون کی آل سے مراد اس کے پیروکار ہیں۔

اس موقف کے قائلین یہ دلیل بھی پیش کرتے ہیں کہ حضرت واصلہ بن اسقع روایت کرتے ہیں۔

"نبی اکرم ﷺ نے حضرت حسن اور حضرت حسین کو بلا کر دونوں کو اپنی گود میں بٹھایا۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر کو اپنے قریب کر کے ان سب پر اپنی چادر ڈالی اور پھر فرمایا، اے اللہ! یہ میرے اہل ہیں۔ حضرت واصلہ فرماتے ہیں، میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میں بھی آپ کے اہل میں سے ہوں، تو آپ نے فرمایا، تم بھی میرے اہل میں سے ہو۔"[1]

اس روایت کو امام بیہقی نے بہترین سند کے ہمراہ نقل کیا ہے۔

یہ بات طے شدہ ہے کہ حضرت واصلہ بن اسقع کا تعلق بنولیث بن بکر کے ساتھ تھا اور ان کا شمار نبی اکرم ﷺ کے پیروکاروں میں کیا جا سکتا ہے۔

آل سے مراد پرہیزگار لوگ ہیں

چوتھا قول یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی آل سے مراد آپ کی امت کے پرہیزگار لوگ ہیں۔

اس موقف کے قائلین دلیل کے طور پر وہ حدیث پیش کرتے ہیں جسے طبرانی نے، اپنی معجم میں، اپنی سند کے ہمراہ، حضرت انس بن مالک کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

"نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا آلِ محمد کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا ہر پرہیزگار شخص پھر اللہ کے رسول نے یہ آیت تلاوت کی۔"

إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ (الانفال: ۳۴)

"اس کے اولیاء صرف پرہیزگار لوگ ہیں۔"[1]

طبرانی کہتے ہیں یہ روایت صرف نوح نے نقل کی ہے۔

---

[1] بیہقی ابوبکر احمد بن حسین "السنن الکبریٰ" (2/152) طبرانی سلیمان بن احمد المعجم الکبیر (22/66)

اسی روایت کوامام بیہقی نے بھی اپنی سند کے ہمراہ نقل کیا ہے۔ ۲

(طبرانی کی روایت کے راوی) نوح اور (بیہقی کی روایت کے راوی) نافع ابوہرمز یہ دونوں حضرات مستند نہیں ہیں بلکہ ان پر جھوٹ بولنے کا الزام عائد کیا گیا ہے۔

اس قول کی تائید میں دوسری دلیل یہ پیش کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح سے، ان کے بیٹے کے بارے میں یہ کہا تھا۔

إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ (ھود:۴۶)

''وہ تمہارے اہل میں سے نہیں ہے۔اس کا عمل ٹھیک نہیں ہے۔''

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس لڑکے کے شرک کے سبب اسے حضرت نوح کی اہل میں سے نکال دیا جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی آل سے مراد آپ کے پیروکار لوگ ہیں۔

امام شافعی نے اس کا بہترین جواب دیا ہے کہ یہاں آپ کا مفہوم یہ ہے کہ تمہارا بیٹا تمہارے ان ''اہل'' میں شامل نہیں ہے جنہیں ہم نے کشتی میں بٹھانے کا حکم دیا ہے اور جن کی نجات کا ہم نے تم سے وعدہ کیا ہے اس لئے کہ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا ہے۔

احْمِلْ فِيهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ (ھود:۴۰)

''اس ''کشتی'' میں ہر مخلوق کا ایک جوڑا اور اپنے اہل کو سوار کرلو سوائے ان لوگوں کے جن کے بارے میں پہلے فیصلہ کیا جاچکا ہے۔''

پس حضرت نوح کا بیٹا آپ کے ان اہل میں شامل نہیں تھا جن کی نجات کی اللہ تعالیٰ نے ضمانت دی تھی۔ابن قیم کہتے ہیں، اس تفسیر کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ آیت کا سیاق اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت نوح پر ایمان لانے والے لوگ الگ قسم ہیں اور ان کے اہل میں شامل نہیں ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

احْمِلْ فِيهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ آمَنَ (ھود:۴۰)

''اس ''کشتی'' میں ہر مخلوق کا ایک جوڑا اور اپنے اہل کو سوار کرلو سوائے ان لوگوں کے جن کے بارے میں پہلے فیصلہ کیا جاچکا ہے اور جو ایمان لایا ہے (اسے بھی کشتی میں بٹھالو۔)''

یعنی ہر مخلوق کے جوڑے اور آپ کے اہل کے ہمراہ حرف عطف کے ذریعے ایمان لانے والوں کا الگ سے ذکر کیا گیا ہے۔

اس موقف کے قائلین یہ دلیل بھی پیش کرتے ہیں کہ حضرت واصلہ بن اسقع کے حوالے سے نقل کی جانے والی حدیث سے بطور خاص یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ اہل بیت میں شامل ہیں۔عام امت کی امیت کی بہ نسبت صرف حضرت واصلہ کی تخصیص زیادہ مناسب ہے گویا نبی اکرم ﷺ نے بطور تشبیہ یہ بات بیان کی ہے کہ جو شخص واصلہ کی مانند (پرہیزگار ہوگا) وہ اس قسم کا مستحق قرار

۱۔ طبرانی 'سلیمان بن احمد' المعجم الصغیر (310) معجم الاوسط (3356) ہیثمی 'مجمع الزوائد (10/269)

۲۔ بیہقی ابوبکر احمد بن حسین ''السنن الکبریٰ'' سنن الکبریٰ (2/152)

پائے گا۔
چاروں اقوال کے قائلین کے یہ دلائل تھے۔
پہلا قول صحیح ہے۔ دوسرا قول اس کے قریب ہے لیکن تیسرا اور چوتھا قول ضعیف ہیں جن کا ضعف نبی اکرم ﷺ کے ان اقوال سے ثابت ہو جاتا ہے۔

ان الصدقة لا تحل لال محمد
''بے شک آلِ محمد کے لئے صدقہ حلال نہیں ہے۔''
آپ نے یہ بھی فرمایا ہے۔
انما یاکل آلُ محمدٍ من هذا المال
''اے اللہ! آلِ محمد کو ان کی خوراک کے مطابق رزق عطا فرما۔''

ان تمام روایات میں کسی بھی طرح سے آل سے مراد ساری امت نہیں لی جاسکتی۔ اس لئے زیادہ مناسب یہ ہے کہ درود شریف میں مذکور آل سے مراد وہی آل لی جائے جس کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ کی ان احادیث میں ملتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی اور معنی مراد لینا درست نہیں ہے۔

اَللّٰهُمَّ اجعل رزق آلِ مُحَمَّدٍ قوتًا

جہاں تک اس روایت کا تعلق ہے جس میں نبی اکرم ﷺ نے ازواجِ مطہرات اور اپنی اولاد پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آل کا لفظ انہی کے ساتھ مخصوص ہے بلکہ دیگر دلائل سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ آل کا لفظ ان کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ اس کی دلیل وہ حدیث ہے جسے امام ابوداؤد نے اپنی سند کے ہمراہ حضرت ابوہریرہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ درود شریف کے الفاظ یہ ہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ! كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ

''اے اللہ! اُمّی نبی حضرت محمد پر درود نازل کر اور ان کی ازواج جو امہات المؤمنین ہیں اور ان کی ذریت اور ان کے اہل بیت پر (درود نازل کر) جیسے تو نے حضرت ابراہیم پر درود نازل کیا۔''[1]

لہٰذا اس درود شریف میں ازواجِ مطہرات، اولاد امجاد اور اہل بیت کو جمع کر دیا گیا ہے۔ متعین طور پر ان کی تشریح اس لئے کی گئی ہے تاکہ اس بات کو ظاہر کر دیا جائے کہ یہی لوگ آل میں شامل ہونے کے صحیح حقدار ہیں اور یہ آل سے خارج نہیں ہیں بلکہ اس میں شامل ہونے کے سب سے زیادہ حقدار ہیں۔ اس کی مثال یوں دی جاسکتی ہے جیسے خاص کا عطف عام پر کیا گیا ہو یا اس کے برعکس ہوتا کہ خصوصی شرف سے مقابل کو آگاہ کیا جاسکے۔ نوع کی ایک مخصوص قسم کو بطور خاص اس لئے ذکر کیا کیونکہ وہ اس نوع کے افراد میں شامل ہونے کے لئے زیادہ مستحق ہے۔ یہاں دو طریقے استعمال ہوتے ہیں۔

[1] ابوداؤد سلیمان بن اشعث ''السنن'' (982)

ایک طریقہ یہ ہے کہ عام سے پہلے یا بعد میں خاص کو ذکر کیا جائے اور کوئی قرینہ اس بات پر دلالت کرے کہ عام سے مراد خاص کے علاوہ دیگر افراد ہیں۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ خاص کا ذکر دو مرتبہ کیا جائے ایک مرتبہ خصوصی طور پر اور دوسری مرتبہ عام کے ضمن میں تاکہ مخصوص افراد کے شرف و فضیلت کا اظہار ہو سکے۔

اس کی مثال میں قرآن کی یہ آیت پیش کی جا سکتی ہے۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ

(الاحزاب:۷)

''اور جب ہم نے انبیاء سے پختہ عہد لیا اور تم سے بھی اور نوح ابراہیم عیسیٰ بن مریم (سے بھی عہد لیا)''

ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ (البقرہ:۹۸)

''جو شخص اللہ تعالیٰ اس کے فرشتوں، اس کے رسولوں، جبرائیل اور میکائیل کا دشمن ہوگا تو اللہ تعالیٰ کفر کرنے والوں کا دشمن ہے۔''

پھر یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ساری امت کی بجائے درود شریف صرف نبی اکرم ﷺ اور آپ کی آل کا حق ہے۔ اسی لئے امام شافعی کے نزدیک نبی اکرم ﷺ اور آپ کی آل پر درود بھیجنا واجب ہے۔ اگرچہ فقہاء کے درمیان آل کے مصداق کے بارے میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے جو لوگ درود شریف کو واجب قرار نہیں دیتے ان کے نزدیک بھی نبی اکرم ﷺ اور آپ کی آل پر درود بھیجنا مستحب ہے اور تمام اہل ایمان پر درود بھیجنا یا تو مکروہ ہے ورنہ کم از کم مستحب بھی نہیں ہے اور بعض کے نزدیک تو نبی اکرم ﷺ اور آپ کی آل کے علاوہ کسی اور پر درود بھیجنا جائز بھی نہیں ہے لہٰذا جو شخص یہ کہتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی آل درود شریف کے حکم میں عام امت کی مانند ہے تو یہ بہت دور از کار تاویل ہے۔

پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے تشہد کے دوران درود و سلام کو مشروع قرار دیا ہے پس نمازی سب سے پہلے نبی اکرم ﷺ پر سلام بھیجتا ہے پھر اپنے اوپر سلام بھیجتا ہے اور پھر تمام نیک بندوں پر سلام بھیجتا ہے اور نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان موجود ہے۔

فاذا قلتم ذٰلک فقد سلمتم علی کل عبد للہ صالح فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ

''جب تم (تشہد کے) یہ کلمات پڑھ لو گے تو تم آسمان اور زمین میں بسنے والے اللہ کے ہر نیک بندے پر سلام بھیج دو گے۔'' [۱]

جہاں تک درود شریف کا تعلق ہے اسے نبی اکرم ﷺ نے صرف اپنے لئے اور اپنی آل کے لئے شروع کیا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آل سے مراد نبی اکرم ﷺ کے اہل بیت اور آپ کے مخصوص رشتہ دار ہیں۔

---

[۱] بخاری' ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل' ''الجامع الصحیح'' (831) مسلم' بن الحجاج القشیری' ''الجامع الصحیح'' (402) ابوداؤد' سلیمان بن اشعث' ''السنن'' (968)

ایک اور پہلو یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کے حقوق اور آپ کی ذات سے متعلق مخصوص احکام ذکر کرنے کے بعد آپ پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے۔ ان مخصوص احکام میں آپ کے لئے کسی ایسی خاتون کے ساتھ نکاح کرنے کا جائز ہونا جو اپنی ذات آپ کو ہبہ کر دے یا آپ کے بعد، آپ کی ازواج کے لئے کسی اور سے نکاح کرنا حرام ہونا اور اس کے علاوہ آپ کے دیگر حقوق، آپ کی تعظیم و توقیر کی تلقین و عقدہ کا ذکر ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْ ۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ○ (الاحزاب: ۵۳)

''اور تمہارے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ تم اللہ کے رسول کو اذیت پہنچاؤ اور نہ ہی یہ جائز ہے کہ تم ان کے بعد ان کی ازواج سے نکاح کرو۔ کبھی بھی (ایسا نہیں ہو سکتا) بے شک یہ بات اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت اہم ہے۔''

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ بات بیان کی ہے کہ اگر ازواجِ مطہرات اپنے محرم رشتہ داروں سے ملتی ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کے اس تاکیدی حق کا ذکر کیا ہے جس کا خیال رکھنا امت پر واجب ہے یعنی امت کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ بارگاہِ رسالت میں درود و سلام کا نذرانہ پیش کریں۔ اس حکم کا آغاز اس اطلاع سے کیا گیا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا کہ وہ کن الفاظ میں ہدیہ درود پیش کریں تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم ان الفاظ میں درود پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ

''اے اللہ! حضرت محمد اور حضرت محمد کی آل پر درود نازل کر۔''

لہٰذا آپ کی آل پر درود شریف کا بنیادی حصہ ہے کیونکہ اس کی وجہ سے نبی اکرم ﷺ خوش ہوئے ہیں اور اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ آپ کی قدر و منزلت میں اضافہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کی آل پر درود و سلام نازل کرے۔

جو لوگ اس بات کے قائل ہیں (کہ آل سے مراد) نبی اکرم ﷺ کی امت کے پرہیزگار لوگ ہیں کیونکہ وہ آپ کے اولیاء تھے۔ (ان کو یہ جواب دیا جائے گا) کہ آپ کے رشتہ دار بھی آپ کے اولیاء میں شامل ہیں اور آپ کے بعد اولیاء ایسے بھی ہیں جو آپ کے رشتہ دار نہ ہوں مگر انہیں آپ کی آل میں شامل نہیں کیا جا سکتا۔

کیونکہ ایسا ہو سکتا ہے ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی آل میں بھی شامل ہو اور اولیاء میں بھی شامل ہو جیسے آپ پر ایمان لانے والے آپ کے اہل بیت اور رشتہ دار اس قسم میں شامل ہیں۔

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص نہ تو آپ کی آل میں شامل ہو اور نہ ہی اولیاء میں شامل ہو۔

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک شخص آپ کے اولیاء میں تو شامل ہو لیکن آل میں شامل نہ ہو۔

جیسے آپ کی امت میں آپ کے وہ (روحانی) جانشین جو آپ کے طریقے کی طرف دعوت دیتے ہیں آپ کے طریقے کا

دفاع کرتے ہیں اور آپ کے دین کی مدد کرتے ہیں۔ (یہ لوگ آپ کے اولیاء میں شامل ہیں) اگرچہ یہ آپ کے اقرباء میں شامل نہیں ہیں۔

احادیث سے ثابت ہے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

ان آل ابی فلان لیسوا لی بأولیاء 'ان اولیائی المتقون این کانوا و من کانوا

''ابوفلاں کی آل میرے اولیاء میں شامل نہیں ہے۔ میرے اولیاء صرف پرہیزگار لوگ ہیں وہ جہاں کہیں ہوں اور جو بھی ہوں۔'' [1]

بعض راویوں نے غلط فہمی کی وجہ سے یہاں یہ الفاظ نقل کئے ہیں کہ ''بنو بیاض کی آل'' غلط فہمی کی وجہ یہ بنی کہ روایت کے الفاظ یہ تھے۔ بنو کی آل میرے اولیاء میں شامل نہیں ہے۔ کسی کاتب نے خالی جگہ کو سفید چھوڑ دیا بعد میں اس نسخے سے نقل کرنے والے کسی شخص نے اس خالی جگہ پر بیاض (سفیدی یعنی خالی جگہ) لکھ دیا۔ بعد والے یہ سمجھے کہ شاید لفظ ''آل'' کے بعد لفظ ''بیاض'' حدیث کا حصہ ہے اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''بیاض کی آل'' حالانکہ عربوں کا کوئی بھی قبیلہ ''بیاض'' کے نام سے معروف نہیں ہے اور نہ ہی نبی اکرم ﷺ نے یہ لفظ ارشاد فرمایا ہے۔ آپ نے قریش کے کسی بڑے قبیلے کا نام بیان کیا تھا۔

درست یہ ہے کہ روایت کے ان الفاظ میں ''بیاض'' کی بجائے ''بیاض'' پڑھا جائے یعنی ''ض'' پر ''زیر'' کی بجائے ''و'' پڑھی جائے جس کا معنی یہ ہوگا کہ یہاں سفیدی ہے۔ (یعنی یہاں جگہ خالی ہے) اس کی نظیر وہ طویل روایت ہے جو امام مسلم نے نقل کی ہے جس میں یہ الفاظ آتے ہیں۔

ونحن یوم القیامة ای: فوق کذا

''ہم قیامت کے دن اس چیز کے اوپر ہوں گے۔'' [2]

ان الفاظ کے کوئی معنی نہیں ہیں۔ یہ صرف نسخے نقل کرنے والوں کی غلط فہمی ہے۔ اسی روایت کو مسند احمد میں یوں نقل کیا گیا ہے۔

ونحن یوم القیامة علی کوم او تلّ فوقَ الناس

''قیامت کے دن ہم لوگوں کے اوپر بلند روشن مقام پر ہوں گے۔'' [3]

تو نسخے نقل کرنے والوں کو لفظ ''التل اوالکوم'' میں غلط فہمی ہوئی اور وہ اس کا معنی نہیں سمجھ سکے تو کسی نے پہلے یہاں ''انظر'' (غور کریں) اور پھر اسی نے یا اس کے علاوہ کسی اور نے لفظ ''کذا'' (اس چیز) لکھ دیا بعد میں نقل کرنے والوں نے یہ دونوں الفاظ بھی حدیث کے متن کا حصہ سمجھتے ہوئے نقل کر دیئے۔

(ابن قیم کہتے ہیں) یہ بیان میں نے اپنے شیخ ابوالعباس ابن تیمیہ کی زبانی سنا ہے۔

---

[1] بخاری' ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل' ''الجامع الصحیح'' (5990) مسلم بن الحجاج القشیری' ''الجامع الصحیح'' (215)

[2] مسلم بن الحجاج القشیری' ''الجامع الصحیح'' (191)

[3] احمد' ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل' ''المسند'' (3/453,383)

بہر حال تمام گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ متقین نبی اکرم ﷺ کے ''اولیاء'' ہیں اور یہ آپ کو آپ کی آل سے زیادہ محبوب ہیں۔
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيرٌ
(التحریم: ۴)

''اور اگر وہ دونوں ان پر دباؤ ڈالنے کی کوشش کرو گے تو بے شک اللہ تعالیٰ، جبریل اور ہر صالح مسلمان ان کا مولیٰ ہے اور تمام فرشتے ان کے مددگار ہیں۔''

وسئل النبیؐ ﷺ ایُّ الناس احب الیک ؟ قال: عائشه رضی الله عنها، قیل: من الرجال؟
قال: ''ابوھا'' رضی الله عنه

نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا آپ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ نے فرمایا عائشہ! عرض کی گئی مردوں میں سے؟ آپ نے فرمایا ''اس کے والد!''

پرہیزگار لوگ نبی اکرم ﷺ کے اولیاء میں شامل ہیں اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا وہ فرمان ہے۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ
(یونس: ۶۲-۶۳)

''خبردار، بے شک اللہ کے اولیاء کو نہ تو کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور انہوں نے پرہیزگاری اختیار کی۔''

(یہ طے ہے) اللہ کے اولیاء اس کے رسول کے بھی اولیاء ہیں۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ آل سے مراد نبی اکرم ﷺ کے تمام امتی ہیں۔ انہیں یہی جواب دیا جا سکتا ہے کہ بعض مقامات پر، قرینے کی موجودگی میں لفظ ''آل'' کا اطلاق امت پر کیا گیا ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جس جگہ بھی لفظ ''آل'' مذکور ہوگا اس سے مراد آپ کی ساری امت ہی ہوگی۔ اس کی دلیل وہ نصوص ہیں جو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ (جلاء الافہام فی الصلوٰۃ والسلام علی سید الانام)

بَابُ مَا يَقُولُ بَعْدَ التَّشَهُّدِ

باب: آدمی تشہد کے بعد کیا پڑھے گا

983 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ، حَدَّثَنِي حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ اَبِي عَائِشَةَ، اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِذَا فَرَغَ اَحَدُكُمْ مِنَ التَّشَهُّدِ الْاٰخِرِ، فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ اَرْبَعٍ: مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ شَرِّ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''جب کوئی شخص آخری تشہد سے فارغ ہو جائے' تو اسے چار چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنی چاہئے' جہنم کے عذاب سے، قبر کے عذاب سے، زندگی اور موت کی آزمائش سے، دجال کے شر سے''۔

984 - حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ، أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ الْيَمَامِيُّ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ بَعْدَ التَّشَهُّدِ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشہد کے بعد یہ پڑھتے تھے:

''اے اللہ! میں جہنم کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور دجال کی آزمائش سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور زندگی اور موت کی آزمائش سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

985 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو أَبُو مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ الْمُعَلِّمُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ عَلِيٍّ، أَنَّ مِحْجَنَ بْنَ الْأَدْرَعِ، حَدَّثَهُ قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ، فَإِذَا هُوَ بِرَجُلٍ قَدْ قَضَى صَلَاتَهُ، وَهُوَ يَتَشَهَّدُ وَهُوَ يَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ يَا أَللَّهُ الْأَحَدُ الصَّمَدُ، الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ، أَنْ تَغْفِرَ لِي ذُنُوبِي، إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ، قَالَ: فَقَالَ: قَدْ غُفِرَ لَهُ، قَدْ غُفِرَ لَهُ ثَلَاثًا

حضرت محجن بن ادرع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے، وہاں ایک شخص تھا' جس نے نماز مکمل کر لی تھی اور وہ تشہد میں یہ پڑھ رہا تھا۔

''اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں، اے اللہ! (جو) ایک ہے، بے نیاز ہے، جس نے کسی کو جنم نہیں دیا، اور جس کو جنم نہیں دیا گیا، اور کوئی بھی اس کا ہمسر نہیں ہے''۔ (میں تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ) تو میرے گناہوں کی مغفرت کر دے، بے شک تو بہت زیادہ مغفرت کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے''۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا: اس کی مغفرت ہوگئی، اس کی مغفرت ہوگئی۔ یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ ارشاد فرمائی۔

بَابُ إِخْفَاءِ التَّشَهُّدِ

باب: تشہد میں (کلمات کو) پست آواز میں پڑھنا

986 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ، حَدَّثَنَا يُونُسُ يَعْنِي ابْنَ بُكَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

984- حديث صحيح، وهذا اسناد حسن من اجل محمد بن عبد الله بن طاووس، وباقي رجاله ثقات. واخرجه بنحوه ابن ماجه (3840) من طريق كريب، عن ابن عباس

إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: مِنَ السُّنَّةِ أَنْ يُخْفَى التَّشَهُّدُ

⊛⊛ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سنت یہ ہے کہ تشہد (کے کلمات) پست آواز میں پڑھے جائیں۔

بَابُ الْإِشَارَةِ فِي التَّشَهُّدِ

باب: تشہد کے دوران اشارہ کرنا

987 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُعَاوِيِّ، قَالَ: رَآنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، وَأَنَا أَعْبَثُ بِالْحَصَى فِي الصَّلَاةِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ نَهَانِي، وَقَالَ: اصْنَعْ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ، فَقُلْتُ: وَكَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ؟ قَالَ: كَانَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى، وَقَبَضَ أَصَابِعَهُ كُلَّهَا، وَأَشَارَ بِأُصْبُعِهِ الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ، وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى

⊛⊛ علی بن عبدالرحمان معاوی بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھے دیکھا کہ میں نماز کے دوران کنکریوں کو الٹ پلٹ رہا تھا، جب انہوں نے نماز مکمل کی تو مجھے اس سے روکا، اور فرمایا: تم اس طرح کرو، جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے، میں نے دریافت کیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح کیا کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: جب آپ نماز میں بیٹھتے تھے تو اپنی دائیں ہتھیلی دائیں زانوں پر رکھتے تھے، اپنی تمام انگلیوں کو بند کر لیتے تھے، اور انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی کے ذریعے اشارہ کرتے تھے۔ آپ اپنی بائیں ہتھیلی بائیں زانوں پر رکھتے تھے۔

988 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ الْبَزَّازُ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ، حَدَّثَنَا عَامِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَعَدَ فِي الصَّلَاةِ، جَعَلَ قَدَمَهُ الْيُسْرَى تَحْتَ فَخِذِهِ الْيُمْنَى وَسَاقِهِ، وَفَرَشَ قَدَمَهُ الْيُمْنَى، وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُسْرَى، وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى، وَأَشَارَ بِأُصْبُعِهِ وَأَرَانَا عَبْدُ الْوَاحِدِ وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ

⊛⊛ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں بیٹھتے تھے تو اپنا بایاں پاؤں دائیں

987- اسناده صحيح. القعنبي: هو عبد الله بن مسلمة. وهو في "موطا مالك" 1/ 88، ومن طريقه اخرجه مسلم (580) (116)، والنسائي في "الكبرى" (1191). واخرجه مسلم (580) (116)، والنسائي في "الكبرى" (751) و (1190) من طرق عن مسلم بن ابي مريم، به. وهو في "مسند احمد" (4575) و (5331)، و"صحيح ابن حبان" (1942) و (1947). واخرجه دون قصة العبث بالحصى مسلم (580) (114) و (115)، والترمذي (294)، والنسائي (1193)، وابن ماجه (913) من طريق نافع، عن ابن عمر. وانظر في باب مسح الحصى في الصلاة حديث ابي ذر السالف برقم (945)، وحديث معيقيب السالف برقم (946).

988- اسناده صحيح. مسعر: هو ابن كدام، ووكيع: هو ابن الجراح، ويحيى بن زكريا: هو ابن ابي زائدة الهمداني. واخرجه مسلم (431)، والنسائي في "الكبرى" (541) من طريق مسعر بن كدام، ومسلم (431)، والنسائي (1250) من طريق قرات القزا

زانوں کے نیچے کر لیتے تھے، اور دائیں پاؤں کو بچھا لیتے تھے، آپ اپنا بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر رکھتے تھے اور دایاں ہاتھ دائیں زانوں پر رکھتے تھے، آپ اپنی انگلی کے ذریعے اشارہ کرتے تھے۔

(راوی کہتے ہیں:) عبدالواحد (نامی ہمارے استاد راوی) نے ہمیں اشارہ کر کے دکھایا، انہوں نے شہادت کی انگلی کے ذریعے اشارہ کیا۔

989 - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ الْمِصِّيصِيُّ، حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ زِيَادٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ ذَكَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُشِيرُ بِأُصْبُعِهِ إِذَا دَعَا، وَلَا يُحَرِّكُهَا، قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: وَزَادَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَامِرٌ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو كَذَلِكَ، وَيَتَحَامَلُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى.

۞۞ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے دوران دعا مانگتے تھے' تو آپ انگلی کے ذریعے اشارہ کرتے تھے۔ آپ اسے حرکت نہیں دیتے تھے۔

990 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا ابْنُ عَجْلَانَ، عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ، بِهَذَا الْحَدِيثِ، قَالَ: لَا يُجَاوِزُ بَصَرُهُ إِشَارَتَهُ، وَحَدِيثُ حَجَّاجٍ أَتَمُّ

۞۞ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے: تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں:

آپ کی نگاہ اشارے (کی انگلی) سے آگے نہیں جاتی تھی۔

''حجاج کی نقل کردہ روایت زیادہ مکمل ہے''۔

991 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنَا عِصَامُ بْنُ قُدَامَةَ، مِنْ بَنِي بَجِيلَةَ، عَنْ مَالِكِ بْنِ نُمَيْرٍ الْخُزَاعِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعًا ذِرَاعَهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى، رَافِعًا إِصْبَعَهُ السَّبَّابَةَ، قَدْ حَنَاهَا شَيْئًا

۞۞ مالک بن نمیر خزاعی اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں:

میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں دست مبارک دائیں زانوں پر رکھا ہوا تھا، آپ نے شہادت کی انگلی کو اٹھایا ہوا تھا' اور اسے ذرا سا خم دیا ہوا تھا۔

تشہد میں انگلی کو بلند کرنے میں فقہی مذاہب اربعہ کا بیان

شہادت کی انگلی کھلی رکھی جائے اور انگوٹھے کے سرے کو شہادت کی انگلی کی جڑ میں رکھا جائے۔ یہ عدد ترپن (۵۳)

999- اسناده صحيح كسابقه. ابو نعيم: هو الفضل بن دكين. واخرجه النسائي في "الكبرى" (1242) من طريق ابي نعيم الفضل بن دكين، بهذا الاسناد

کہلاتا ہے۔ چنانچہ حضرت امام شافعی اور ایک روایت کے مطابق حضرت امام احمد نے اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے اسی طریقے کو اختیار کیا ہے۔

حنفیہ کے نزدیک شہادت کی انگلی اٹھانے کا طریقہ: ابھی آپ نے عدد ترپین کی وضاحت پڑھی اسی طرح ایک عدد تسعین (۹۰) ہوتا ہے اس کی شکل یہ ہوتی ہے کہ چھنگلیا اور اس کے قریب والی انگلی کو بند کر لیا جائے اور شہادت کی انگلی کو کھول دیا جائے اور انگوٹھے کا سرا بیچ کی انگلی کے سرے پر رکھ کر حلقہ کی شکل دے دی جائے۔ حضرت امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ شہادت کی انگلی اٹھانے کے لیے یہی طریقہ اختیار کرنا چاہئے۔ اور حضرت امام احمد کا ایک قول بھی یہی ہے نیز حضرت امام شافعی کا قول قدیم بھی یہی ہے اور یہی طریقہ آگے آنے والی صحیح مسلم کی روایت سے بھی ثابت ہے جو حضرت عبداللہ ابن زبیر سے مروی ہے، اسی طرح احمد، وابوداؤد نے بھی حضرت وائل ابن حجر سے نقل کیا ہے۔

حضرت امام مالک کا مسلک یہ ہے کہ داہنے ہاتھ کی تمام انگلیاں بند کر لی جائیں اور شہادت کی انگلی کھلی رکھی جائے۔

بعض احادیث میں انگلیوں کو بند کئے بغیر شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا بھی ثابت ہے چنانچہ بعض حنفی علماء کا کا مختار مسلک یہی ہے اور معلوم ایسا ہوتا ہے کہ خود رسول اللہ ﷺ کا عمل بھی مختلف رہا ہوگا کہ آپ ﷺ کبھی تو اشارہ بغیر عقد کے کرتے ہوں گے اور کبھی عقد کے ساتھ کرتے ہوں گے۔ اسی بنا پر ان مختلف احادیث کی توجیہ کہ جن سے یہ دونوں طریقے ثابت ہوتے ہیں یہی کی جاتی ہے۔

علامہ شیخ ابن الہمام رحمہ اللہ تعالیٰ نے جن کا شمار محققین حنفیہ میں ہوتا ہے فرمایا ہے کہ "اول تشہد (التحیات) میں شہادتین تک تو ہاتھ کھلا رکھنا چاہئے اور تہلیل کے وقت انگلیوں کو بند کر لینا چاہئے نیز (شہادت کی انگلی سے) اشارہ کرنا چاہئے۔" موصوف لکھتے ہیں کہ "اشارہ کرنے کو منع کرنا روایت اور درایت کے خلاف ہے۔

محیط میں مذکور ہے کہ دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی کو اٹھانا حضرت امام ابوحنیفہ اور حضرت امام محمد رحمہا اللہ علیہما کے نزدیک سنت ہے اور حضرت امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی اسی طرح ثابت ہے۔ علامہ نجم الدین زاہدی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "ہمارے علماء کا متفقہ طور پر یہ قول ہے کہ عمل اشارت سنت ہے۔

لہٰذا جب صحابہ کرام تابعین، ائمہ دین، محدثین عظام، فقہائے امت اور علمائے کوفہ و مدینہ سب ہی کا مذہب و مسلک یہ ہے کہ التحیات میں شہادتین کے وقت دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی کو اٹھانا یعنی اشارہ وحدانیت کرنا چاہئے اور یہ کہ اس کے ثبوت میں بہت زیادہ احادیث اور اقوال صحابہ وارد ہیں تو پھر اس پر عمل کرنا ہی اولیٰ وارجح ہوگا۔

اشارہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جب کلمہ شہادت پر پہنچے تو شافعیہ کے نزدیک الا اللہ کہتے وقت شہادت کی انگلی اٹھائی جائے اور حنفیہ کے نزدیک جس وقت لا الہ کہے تو انگلی اٹھائے اور جب الا اللہ کہے تو انگلی رکھ دے۔ اس سلسلہ میں اتنی بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ انگلی سے اوپر کی جانب اشارہ نہ کیا جائے تا کہ جہت کا وہم پیدا نہ ہو جائے۔

حدیث کے الفاظ یدعوبھا) (اس کے ساتھ دعا مانگتے) کا مطلب یہی ہے کہ : آپ صلی اللہ علیہ وسلم شہادت کی انگلی اٹھا کر اشارہ وحدانیت کرتے جس کی طرف ترجمہ میں یہ بھی اشارہ کر دیا گیا ہے یا پھر دعا سے مراد ذکر ہے کو دعا بھی کہتے ہیں کیونکہ ذکر کرنے والا بھی مستحق انعام واکرام ہوتا ہے۔

حدیث کے آخری جملے "بایاں ہاتھ اپنے زانو پر کھلا ہوا رکھتے تھے" کا مطلب یہ ہے کہ بائیں ہاتھ کو زانو کے قریب یعنی ران پر کھلا ہوا قبلہ رخ رکھتے تھے۔

کلمات تشہد میں فقہی مذاہب اربعہ کا بیان

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں قرآن کی سورت کی طرح احتیاط اور اہتمام سے تشہد سکھایا کرتے تھے (سنن ابن ماجہ)

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ. اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ. اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ. اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ. وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز میں بیٹھتے تو ہم کہتے السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ قَبْلَ عِبَادِهٖ السَّلَامُ عَلٰى فُلَانٍ وَفُلَانٍ (یعنی سلام ہو اللہ پر اس کے بندوں کی طرف سے اور سلام ہو فلاں پر اور فلاں پر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ نہ کہو کہ سلام ہو اللہ پر کیونکہ سلام تو اللہ ہی ہے، جب تم میں سے کوئی نماز میں بیٹھے تو یہ کہے التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ جب تم یہ کہو گے تو اس کا ثواب ہر نیک بندہ کو ملے گا خواہ وہ آسمان میں ہو یا زمین میں ہو یا اس کے درمیان میں ہو پھر یہ کہو اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پھر جو دعا تمہیں سب سے زیادہ پسند ہو وہ اللہ سے کرو۔

(سنن ابوداؤد)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح ہمیں قرآن کی کوئی سورت سکھاتے تھے اسی طرح تشہد سکھایا کرتے تھے چنانچہ کہا کرتے تھے۔

اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبٰتُ لِلّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ "

تمام بابرکت تعریفیں اور تمام مالی و بدنی عبادتیں اللہ ہی کے لیے ہیں، اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! تم پر سلام اور اللہ کی برکت و رحمتیں "ہم پر بھی سلام اور اللہ کے نیک بندوں پر سلام اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ (صحیح مسلم)

اور مولف مشکوۃ فرماتے ہیں کہ میں نے نہ تو صحیحین (یعنی صحیح البخاری وصحیح مسلم میں) اور نہ جمع بین صحیحین میں لفظ "سلام علیک" اور "سلام علینا "بغیر الف لام کے پایا ہے البتہ اس طرح اس کو صاحب جامع الاصول نے جامع ترمذی (کے حوالہ)

نے نقل کیا ہے۔

اس روایت میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تشہد یعنی التحیات کے جو الفاظ نقل کئے گئے ہیں اس پر حضرات شافعیہ عمل کرتے ہیں اور التحیات میں انہی الفاظ کو پڑھتے ہیں لیکن حنفیہ حضرات کے ہاں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے روایت کردہ تشہد کے الفاظ پر جو اس سے پہلی روایت میں گذرے ہیں عمل کیا جاتا ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے روایت کردہ تشہد کے بارے میں محدثین صراحت کرتے ہیں کہ یہ صحیح تر ہے۔

چنانچہ حضرت علامہ ابن حجر شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "تشہد کے سلسلے میں جتنی احادیث مروی ہیں ان سب میں سے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث سب سے زیادہ صحیح تر ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ بھی عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث پر عمل کرتے ہیں اور صحابہ وتابعین میں سے اکثر اہل علم کا معمول بھی انہیں کی حدیث کے مطابق تھا۔ پھر یہ کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ تشہد کے لیے حکم فرمایا تھا کہ اسے لوگوں کو سکھایا جائے، چنانچہ مسند امام احمد ابن حنبل میں منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ وہ اسی تشہد کو لوگوں کو سکھائیں۔

ایک دوسری روایت میں مذکور ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح مجھے قرآن کی تعلیم دیتے تھے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تشہد سکھایا۔

پھر حضرت عبداللہ ابن مسعود اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایتوں میں یہ بھی بڑا فرق ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کو تو بخاری ومسلم دونوں نے نقل کیا ہے جبکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کو صرف مسلم نے نقل کیا ہے۔

حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارہ میں کہا جاتا ہے کہ آپ نے وہ تشہد اختیار فرمایا ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے یعنی "التحیات للہ الذاکیات للہ الطیبات للہ السلام علیک ایھا النبی الخ۔

بہر حال علماء لکھتے ہیں کہ یہ پوری بحث صرف اولیت وافضیلت سے متعلق ہے یعنی حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی تشہد پڑھنا افضل ہے اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی تشہد پڑھنا افضل ہے۔ لیکن جہاں تک جواز کا سوال ہے تو مسئلہ یہ ہے کہ ان میں سے جو تشہد بھی چاہے پڑھ لیا جائے جائز ہوگا۔

تشہد میں بیٹھنے کے طریقے میں مذاہب اربعہ

وکان یفرش رجلہ الیسر وینصب رجلہ الیمنی (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھنے کے لیے اپنا بایاں پاؤں بچھاتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے تھے) اس عبارت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں قعدوں میں اسی طرح بیٹھتے تھے چنانچہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مسلک ہے کہ دونوں قعدوں میں اسی طرح بیٹھنا چاہئے۔

آئندہ آنے والی حدیث جو حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے قعدے میں افتراش (یعنی پاؤں بچھانا ہی اختیار کرتے تھے مگر دوسرے قعدے میں تورک یعنی (کولہوں پر بیٹھنا) اختیار فرماتے تھے چنانچہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک یہی ہے کہ پہلے قعدے میں تو افتراش ہونا چاہئے اور دوسرے قعدے میں تورک۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دونوں قعدوں میں تورک ہی ہے اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ جس نماز میں دو تشہد ہوں اس کے آخری تشہد میں تورک ہونا چاہئے اور جس نماز میں ایک ہی تشہد ہے اس میں افتراش ہونا چاہئے۔

بَابُ كَرَاهِيَةِ الِاعْتِمَادِ عَلَى الْيَدِ فِي الصَّلَاةِ

باب: نماز کے دوران ہاتھ پر سہارا لینے کا مکروہ ہونا

992 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، وَأَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ شَبُّوَيْهِ، وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْغَزَّالُ، قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: -أَنْ يَجْلِسَ الرَّجُلُ فِي الصَّلَاةِ، وَهُوَ مُعْتَمِدٌ عَلَى يَدِهِ، وَقَالَ ابْنُ شَبُّوَيْهِ: نَهَى أَنْ يَعْتَمِدَ الرَّجُلُ عَلَى يَدِهِ فِي الصَّلَاةِ، وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ: نَهَى أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ، وَهُوَ مُعْتَمِدٌ عَلَى يَدِهِ وَذَكَرَهُ فِي بَابِ الرَّفْعِ مِنَ السُّجُودِ، وَقَالَ ابْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ: نَهَى أَنْ يَعْتَمِدَ الرَّجُلُ عَلَى يَدَيْهِ إِذَا نَهَضَ فِي الصَّلَاةِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

امام احمد کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے، کہ آدمی نماز کے دوران ہاتھ کا سہارا لے کے بیٹھے۔

ابن شبویہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے، آدمی نماز کے دوران ہاتھ سے سہارا لے۔

ابن رافع کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: آدمی یوں نماز ادا کرے کہ اس نے ہاتھ سے سہارا لیا ہوا ہو۔

انہوں نے رکوع سے اٹھتے ہوئے اس عمل (کو کرنے کی ممانعت) کا تذکرہ کیا ہے۔

ابن عبدالملک کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے کہ آدمی نماز کے دوران اٹھتے ہوئے ہاتھ سے سہارا لے۔

993 - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، سَأَلْتُ نَافِعًا، عَنِ

الرَّجُلِ يُصَلِّي، وَهُوَ مُشَبِّكٌ يَدَيْهِ، قَالَ: قَالَ ابْنُ عُمَرَ: تِلْكَ صَلَاةُ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ

اسماعیل بن امیہ بیان کرتے ہیں: میں نے نافع سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا: جو انگلیاں ایک دوسرے میں پیوست کر کے نماز ادا کرتا ہے، تو نافع نے بتایا: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: یہ ان لوگوں (کا طریقہ) نماز ہے جن پر غضب کیا گیا۔

994 - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَبِي الزَّرْقَاءِ، حَدَّثَنَا أَبِي، ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، وَهٰذَا لَفْظُهُ جَمِيعًا عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا يَتَّكِئُ عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى وَهُوَ قَاعِدٌ فِي الصَّلَاةِ - قَالَ هَارُونُ بْنُ زَيْدٍ، سَاقِطًا عَلَى شِقِّهِ الْأَيْسَرِ. ثُمَّ اتَّفَقَا - فَقَالَ لَهُ: لَا تَجْلِسْ هٰكَذَا، فَإِنَّ هٰكَذَا يَجْلِسُ الَّذِينَ يُعَذَّبُونَ

نافع بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو دیکھا جو نماز کے دوران، قعدہ میں بائیں ہاتھ سے ٹیک لگائے ہوئے تھا۔

یہاں ہارون بن زید نے یہ الفاظ روایت کیے ہیں: وہ اپنے بائیں پہلو کے بل گرا ہوا تھا، تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے فرمایا: اس طرح نہ بیٹھو، اس طرح وہ لوگ بیٹھتے ہیں، جنہیں عذاب دیا جاتا ہے۔

بَابٌ فِي تَخْفِيفِ الْقُعُودِ

باب: قعدہ کو مختصر کرنا

995 - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ كَأَنَّهُ عَلَى الرَّضْفِ، قَالَ: قُلْنَا: حَتَّى يَقُومَ؟ قَالَ: حَتَّى يَقُومَ

ابوعبیدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعت کے بعد (قعدہ) میں یوں بیٹھتے تھے، جیسے گرم پتھر پر بیٹھے ہوں، راوی کہتے ہیں: ہم نے دریافت کیا: یہاں تک کہ آپ کھڑے ہو جاتے؟ انہوں نے فرمایا: یہاں تک کہ آپ کھڑے ہو جاتے۔

بَابٌ فِي السَّلَامِ

باب: سلام پھیرنا

996 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، ح وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زَائِدَةُ، ح وحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْمُحَارِبِيُّ، وَزِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ، قَالَا: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّنَافِسِيُّ، ح وحَدَّثَنَا تَمِيمُ بْنُ الْمُنْتَصِرِ، أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ يَعْنِي ابْنَ يُوسُفَ،

عَنْ شَرِيكٍ، ح وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، كُلُّهُمْ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، وَقَالَ إِسْرَائِيلُ: عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، وَالْأَسْوَدِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ، وَعَنْ شِمَالِهِ، حَتَّى يُرَى بَيَاضُ خَدِّهِ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا لَفْظُ حَدِيثِ سُفْيَانَ، وَحَدِيثُ إِسْرَائِيلَ لَمْ يُفَسِّرْهُ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ زُهَيْرٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، وَيَحْيَى بْنُ آدَمَ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ، وَعَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: شُعْبَةُ كَانَ يُنْكِرُ هَذَا الْحَدِيثَ - حَدِيثَ أَبِي إِسْحَاقَ - أَنْ يَكُونَ مَرْفُوعًا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دائیں طرف اور بائیں طرف سلام پھیرتے تھے، یہاں تک کہ آپ کے رخساروں کی سفیدی نظر آجاتی تھی۔

(آپ سلام پھیرتے ہوئے) السلام علیکم ورحمۃ اللہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے تھے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) روایت کے یہ الفاظ سفیان کے نقل کردہ ہیں، اسرائیل کی نقل کردہ روایت اس کی وضاحت نہیں کرتی۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) زہیر نے یہ روایت ابواسحاق اور یحییٰ بن آدم کے حوالے سے، اسرائیل سے، ابواسحاق سے، عبدالرحمان بن اسود کے حوالے سے، ان کے والد اور علقمہ کے حوالے سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) شعبہ نے اس روایت کو "منکر" قرار دیا ہے۔ یعنی ابواسحاق کی نقل کردہ روایت کے "مرفوع" ہونے کا انکار کیا ہے۔

997- حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ قَيْسٍ الْحَضْرَمِيُّ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، وَعَنْ شِمَالِهِ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ

علقمہ بن وائل اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں طرف سلام پھیرتے ہوئے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا اور بائیں طرف سلام پھیرتے ہوئے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا۔

998- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا، وَوَكِيعٌ، عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ ابْنِ الْقِبْطِيَّةِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَلَّمَ أَحَدُنَا، أَشَارَ بِيَدِهِ مِنْ عَنْ يَمِينِهِ، وَمِنْ عَنْ يَسَارِهِ، فَلَمَّا صَلَّى، قَالَ: مَا بَالُ أَحَدِكُمْ يُومِي بِيَدِهِ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمُسٍ؟ إِنَّمَا يَكْفِي أَحَدَكُمْ - أَوْ أَلَا يَكْفِي أَحَدَكُمْ - أَنْ يَقُولَ: هَكَذَا وَأَشَارَ

بِإِصْبَعِهِ يُسَلِّمُ عَلَى أَخِيهِ مِنْ عَنْ يَمِينِهِ، وَمِنْ عَنْ شِمَالِهِ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: پہلے ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کرتے ہوئے اپنے دائیں اور بائیں طرف موجود لوگوں کو ہاتھ کے اشارے کے ہمراہ سلام پھیرتے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا: کیا وجہ ہے کہ تم لوگ اپنے ہاتھوں کے ذریعے یوں اشارہ کرتے ہو، جیسے وہ سرکش گھوڑے کی دم ہوں، کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں ہے (یہاں روایت کے الفاظ میں راوی کو شک ہے:) وہ اس طرح کرے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انگلی کے ذریعے اشارہ کیا، (اور فرمایا:) آدمی اپنے دائیں طرف اور اپنے بائیں طرف موجود اپنے بھائی کو سلام کرے۔

999 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، عَنْ مِسْعَرٍ، بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ قَالَ: أَمَا يَكْفِي أَحَدَكُمْ، أَوْ أَحَدَهُمْ، أَنْ يَضَعَ يَدَهُ عَلَى فَخِذِهِ، ثُمَّ يُسَلِّمَ عَلَى أَخِيهِ مِنْ عَنْ يَمِينِهِ، وَمِنْ عَنْ شِمَالِهِ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں:

''کیا یہ کافی نہیں ہے؟ کہ آدمی اپنا ہاتھ اپنے زانوں پر رہنے دے، اور اپنے دائیں طرف اور بائیں طرف موجود اپنے بھائی کو سلام کہے''۔

1000 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ تَمِيمٍ الطَّائِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالنَّاسُ رَافِعُوا أَيْدِيهِمْ - قَالَ زُهَيْرٌ: أُرَاهُ قَالَ - فِي الصَّلَاةِ، فَقَالَ: مَا لِي أَرَاكُمْ رَافِعِي أَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ؟ أُسْكُنُوا فِي الصَّلَاةِ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، لوگ اس وقت اپنے ہاتھ بلند کر رہے تھے۔

زہیر نامی راوی کہتے ہیں: میرا خیال ہے (روایت میں یہ الفاظ ہیں:) ''نماز میں''۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''کیا وجہ ہے کہ میں تمہیں یوں ہاتھ اُٹھاتے ہوئے دیکھ رہا ہوں گویا وہ سرکش گھوڑوں کی دُم ہوں، نماز میں سکون اختیار کرو''۔

بَابُ الرَّدِّ عَلَى الْإِمَامِ

باب: امام کو جواب دینا

1000- اسناده صحيح. تميم الطائي: هو ابن طرفة، والاعمش: هو سليمان بن مهران، وزهير: هو ابن معاوية. واخرجه مسلم (430)، والنسائي في "الكبرى" (557) من طريق الاعمش، به. وهو في "مسند احمد" (20875)، و "صحيح ابن حبان" (1879) و (1880). وانظر ماسلف برقم (998) و (999)

1001 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ أَبُو الْجَمَاهِرِ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ بَشِيرٍ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ، قَالَ: أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَرُدَّ عَلَى الْإِمَامِ، وَأَنْ نَتَحَابَّ، وَأَنْ يُسَلِّمَ بَعْضُنَا عَلَى بَعْضٍ

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ہدایت کی کہ ہم امام کو (سلام کا) جواب دیں اور ایک دوسرے سے محبت رکھیں اور ایک دوسرے کو سلام کریں۔

بَابُ التَّكْبِيرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ

باب: نماز کے بعد تکبیر پڑھنا

فرض نمازوں کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنے کا بیان

1002 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ يُعْلَمُ انْقِضَاءُ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالتَّكْبِيرِ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا ختم ہونا تکبیر (کی آواز) کے ذریعے پتہ چل جاتا تھا۔

1003 - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى الْبَلْخِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، أَنَّ أَبَا مَعْبَدٍ، مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، أَخْبَرَهُ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ، أَخْبَرَهُ، أَنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ لِلذِّكْرِ حِينَ يَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ، كَانَ ذَلِكَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ، قَالَ: كُنْتُ أَعْلَمُ إِذَا انْصَرَفُوا بِذَلِكَ وَأَسْمَعُهُ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: فرض نماز کے بعد بلند آواز میں ذکر کرنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس کا معمول تھا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں مجھے ان لوگوں کے نماز ختم کرنے کا اس وقت پتہ چلتا تھا جب میں یہ (یعنی تکبیر کی آواز) سن لیتا تھا۔

نماز کے اختتام پر بلند آواز سے ذکر کرنا

امام بخاری و مسلم اپنی اسناد کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے ختم ہونے کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ اکبر کہنے سے پہچان لیتا تھا۔

(صحیح البخاری، ج ۱ ص ۱۱۶، قدیمی کتب خانہ کراچی و صحیح مسلم)

نماز کے اختتام پر اللہ اکبر کہنے کی مراد کے تعین میں شارحین کے مختلف اقوال ہیں، چنانچہ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ یہاں تکبیر یعنی اللہ اکبر کہنے سے مراد ذکر ہے جیسا کہ صحیحین میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں فرض نماز سے فراغت کے وقت لوگوں کے لیے ب آواز بلند ذکر مقرر تھا۔ پھر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، کہ میں نماز کے اختتام کو اسی کے ذریعہ پہچانتا تھا (یعنی جب لوگ بلند آواز سے ذکر کرتے تھے تو میں جان لیتا تھا کہ نماز ہو چکی ہے)۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی اس روایت کو نقل کرنے کے بعد محمد بن اسماعیل البخاری نے پھر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی اس روایت کو نقل کیا ہے جو یہاں ذکر کی گئی ہے لہٰذا اس سے معلوم ہوا کہ تکبیر سے مراد مطلق ذکر ہے۔

لیکن اتنی بات بھی سمجھتے چلئے کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ذکر بالجہر کو تعلیم امت پر محمول کیا ہے چنانچہ بیہقی وغیرہ نے آہستہ آواز سے ذکر کرنے پر صحیحین کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کو اس بات کا حکم دیا کرتے تھے کہ وہ تہلیل وتکبیر بلند آواز سے نہ کریں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے ہو، وہ (یعنی خدا) تو تمہارے ساتھ ہے اور قریب ہے۔

بعض حضرات نے کہا ہے کہ یہاں تکبیر سے مراد وہ تکبیر ہے جو نماز کے بعد تسبیح وتحمید کے ساتھ دس مرتبہ یا تیس مرتبہ پڑھتے ہیں۔ کچھ محققین کی رائے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نماز کے بعد ایک بار یا تین بار تکبیر کہی جاتی تھی۔

بعض علماء کا قول ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کا تعلق ایام منیٰ سے ہے کہ وہاں تشریق کی تکبیرات کہتے تھے، بہر حال۔ ان تمام اقوال کو سامنے رکھتے ہوئے بھی سب سے بڑا اشکال حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس قول پر یہ وارد ہوتا ہے کہ یہ کیا وجہ ہے کہ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سلام سے تو نماز کے اختتام کو نہ جانتے تھے اور تکبیر سے جانتے تھے کہ نماز ہو چکی ہے۔؟

اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس وقت صغیر السن تھے اس لیے ممکن ہے کہ وہ ہمیشہ جماعت میں شریک نہ ہوتے ہوں گے، یا پھر یہ احتمال ہے کہ وہ جماعت میں شریک تو ہوتے ہوں گے لیکن پچھلی صف میں کھڑے ہوتے ہوں گے اس لیے وہاں تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز نہ پہنچنے کے سبب وہ سلام پر نماز کے اختتام کو نہ پہچانتے ہوں گے بلکہ جب مقتدی ب آواز بلند تکبیر کہتے ہوں گے تو وہ یہ جان لیتے ہوں گے کہ نماز ختم ہو گئی ہے۔

اس حدیث میں فرض نماز کے بعد ذکر کرنے کا بیان ہوا ہے ہم نے صحیح بخاری کی اس روایت کو اس لئے پیش کیا ہے کہ نام نہاد اسلام کی تبلیغ کرنے والے اور بخاری کا صرف نام استعمال کر کے لوگوں کو اپنی ذاتی خواہشات کی طرف ورغلانے والوں کو یہ پتہ چل جائے کہ وہ اپنے آپ کو دھوکا دے رہے ہیں۔ اور بغیر علم کے فرض نمازوں کے بعد والے ذکر کو بدعت کہہ دیتے ہیں۔

بَابُ حَذْفِ التَّسْلِيمِ

باب: سلام کو حذف کرنا (یعنی مختصر کرنا)

1004 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْفِرْيَابِيُّ، حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ قُرَّةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: حَذْفُ السَّلَامِ سُنَّةٌ. قَالَ عِيسٰى: نَهَانِيْ ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ رَفْعِ هٰذَا الْحَدِيْثِ.

قَالَ اَبُوْ دَاوٗدَ: سَمِعْت اَبَا عُمَيْرٍ عِيسٰى بْنَ يُوْنُسَ الْفَاخُوْرِيَّ الرَّمْلِيَّ، قَالَ: لَمَّا رَجَعَ الْفِرْيَابِيُّ مِنْ مَكَّةَ، تَرَكَ رَفْعَ هٰذَا الْحَدِيْثِ، وَقَالَ: نَهَاهُ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ عَنْ رَفْعِهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

''سلام کو (مختصر طور پر کرنا) سنت ہے''۔

عیسیٰ نامی راوی کہتے ہیں: عبداللہ بن مبارک نے مجھے اس روایت کو مرفوع حدیث کے نام سے بیان کرنے سے منع کیا ہے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) عیسیٰ نامی راوی کہتے ہیں: جب فریابی مکہ سے واپس آئے' تو انہوں نے اس حدیث کو مرفوع کے نام سے بیان کرنا ترک کر دیا۔ انہوں نے یہ بتایا کہ امام احمد بن حنبل نے انہیں اس حدیث کو مرفوع کے نام سے بیان کرنے سے منع کیا ہے۔

بَابُ اِذَا اَحْدَثَ فِيْ صَلَاتِهٖ يَسْتَقْبِلُ

باب: جب نماز کے دوران آدمی کو حدث لاحق ہو جائے' تو وہ از سر نو نماز ادا کرے

1005 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ، عَنْ عَاصِمٍ الْاَحْوَلِ، عَنْ عِيسٰى بْنِ حِطَّانَ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ سَلَّامٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ طَلْقٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِذَا فَسَا اَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَنْصَرِفْ، فَلْيَتَوَضَّاْ وَلْيُعِدْ صَلَاتَهٗ

حضرت علی بن طلق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جب کسی شخص کی نماز کے دوران ہوا خارج ہو جائے' تو اسے (نماز کو وہیں چھوڑ کر) واپس چلے جانا چاہئے اور وضو کر کے نماز دوبارہ ادا کرنی چاہئے''۔

تشہد میں بیٹھنے کے بعد قہقہہ لگایا تو حکم نماز

اگر امام اول محدث نہیں ہوا اور وہ تشہد کی مقدار بیٹھا پھر اس نے قہقہہ لگایا یا عمداً محدث ہوا تو اس مقتدی کی نماز فاسد ہو گئی جس نے امام کی اول نماز نہ پائی۔ یہ امام اعظم کے نزدیک ہے۔

اور صاحبین نے کہا کہ اس کی نماز فاسد نہ ہو گی۔ اور اگر اس نے کلام یا مسجد سے نکلا تو تمام کے قول کے مطابق اس کی نماز فاسد نہ ہو گی۔ صاحبین کی دلیل یہ ہے کہ جواز و فساد میں مقتدی کی نماز امام کی نماز پر مبنی ہوتی ہے اور جب امام کی نماز فاسد نہ ہوئی تو اسی

1004- اسناده ضعيف لضعف قرة بن عبد الرحمٰن، وقد اختلف في رفعه ووقفه كما سبأتي. واخرجه احمد (10885)، وابن خزيمة (734)، والحاكم/2311 من طريق محمد بن يوسف الفريابي، وابن خزيمة (735) من طريق عمارة بن بشر المصيصي، والحاكم/2311 من طريق مبشر بن اسماعيل، والبيهقي/1802 من طريق ابن المبارك

طرح اس کی نماز بھی فاسد نہ ہوئی۔لہٰذا یہ سلام وکلام کی طرح ہو گیا۔

اور امام اعظم علیہ الرحمہ کی دلیل یہ ہے کہ قہقہہ اس جز کو فاسد کرنے والا ہے جو امام کی نماز کے ساتھ ملا ہوا ہے پس اسی طرح مقتدی کی نماز بھی فاسد ہوگی۔کیونکہ امام بناء کا محتاج ہی نہیں رہا۔اور مسبوق محتاج بناء ہے۔اور جز فاسد پر بناء کرنا فاسد ہے بخلاف سلام کے کیونکہ وہ نماز کو پورا کرنے والا ہے اور کلام بھی اسی کے حکم میں ہے۔قہقہہ کی وجہ سے امام کا وضوٹوٹ جائے گا۔کیونکہ وہ حرمت نماز میں پایا گیا ہے۔

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔اس عبارت میں لفظ" اَلْإِمَامُ الْأَوَّلُ " کا تساہل ہے کیونکہ یہاں امام ثانی نہیں ہے۔اور نہ ہی یہاں خلیفہ بنانے کا کوئی مسئلہ ہے۔بلکہ صورت مسئلہ یہ ہے کہ جب کسی امام نے مسبوقین اور مدرکین کو نماز پڑھائی۔جب محل سلام کی طرف پہنچنے لگا تو اس نے قہقہہ لگایا یا اس نے عمداً حدث کیا تو سب کے نزدیک مسبوقین کی نماز باطل ہو جائے گی۔البتہ ان کی نماز اس قید کے ساتھ مقید ہے کہ جب تک وہ اپنی ایک رکعت قضاء امام کے حادث ہونے سے پہلے نہیں کر لیتے۔کیونکہ اگر مسبوق کھڑا ہوا تو اس سے ترک واجب لازم آئے گا کیونکہ اس کیلئے حکم یہ ہے کہ امام کے سلام کے بعد کھڑا ہو۔لیکن اس کے باوجود وہ کھڑا ہو گیا تو اس پر سجدہ سہو لازم آئے گا۔اب اس لئے اس کی نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ امام نے جو حدث کیا وہ اس کے کھڑے ہونے کے بعد کیا ہے اور یہ شخص ترک واجب کی وجہ سے اپنی نماز میں سجدے سہو کا لزوم اور امام کی طرف سے آنے والے فساد کی حفاظت کرنے والا ہے۔(فتح القدیر،ج ۲،ص ۲۶۱،بیروت)

رکوع وسجود میں حدث لاحق ہونے کا حکم

اور جس شخص کو رکوع یا سجدے میں حدث لاحق ہوا تو وہ وضو کرے اور بناء کرے اور اس رکن کو شمار نہ کرے جس میں اس کو حدث لاحق ہوا ہے۔کیونکہ رکن اس وقت پورا ہوتا ہے جب اس رکن سے دوسرے رکن کی طرف انتقال ہو جائے۔اور حدث کے ساتھ وہ ثابت نہیں ہوا لہٰذا اس کا اعادہ کرنا ضروری ہے۔اور اگر محدث امام ہو تو وہ دوسرے کو خلیفہ بنائے جو رکوع میں برابر رہے۔کیونکہ تکمیل رکوع میں اس کیلئے دوام ممکن ہے۔

اگر نمازی کو رکوع وسجود کرنے کی حالت میں یاد آیا کہ اس پر سجدہ باقی ہے پس وہ رکوع سے اس کی طرف جھکا یا سجدے سے اس نے سر اٹھایا پس اس نے سجدہ کیا تو وہ رکوع سجود کا اعادہ کرے گا۔اور یہ بیان اولیت ہے۔تاکہ افعال میں ترتیب بقدر امکان مکمل ہو۔اور اگر اس نے رکوع وسجود کا اعادہ نہ کیا تو بھی کافی ہوگا۔کیونکہ نماز کے افعال میں ترتیب شرط نہیں۔جبکہ طہارت کے ساتھ انتقال شرط ہے جو پائی جا رہی ہے۔اور امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے نزدیک رکوع کا اعادہ لازم ہے کیونکہ ان کے نزدیک تو مہ فرض ہے۔

علامہ ابن محمود البابرتی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ہدایہ کے بعض نسخوں میں "لایعتد" کی بجائے "یعید" لکھا ہوا ہے۔اور یہ دونوں مضمون معنی کیلئے قریب المعنی ہیں۔کیونکہ عدم اعتداد اعادہ کو مستلزم ہے۔کیونکہ رکن انتقال کے ساتھ مکمل ہوتا ہے۔اور انتقال حدث کے ساتھ متحقق نہیں ہوتا۔کیونکہ منتقل ہونا بھی نماز کا جز ہے اور جز میں فساد مفسد نماز ہے۔(عنایہ شرح الہدایہ،ج ۲،ص ۱۲۲،بیروت)

امام اول محدث کا دوسرے امام کی اقتداء کرنا:

اور جس شخص نے ایک ہی مرد کی امامت کرائی پھر امام محدث ہو گیا اور مسجد سے نکل گیا تو اب مقتدی ہی امام ہے۔ چاہے امام اول نے اس کی نیت کی یا نہ کی ہو۔ کیونکہ اسی میں نماز کی حفاظت ہے۔ امام اول کا معین کرنا اس لئے تھا تاکہ جھگڑا دور کیا جائے۔ اور یہاں ایک ہی مقتدی ہونے کی وجہ سے مزاحمت ہی نہیں ہے۔ اور امام اول اپنی نماز کو دوسرے کی اقتداء کرتے ہوئے مکمل کرے۔ جس طرح حقیقی خلیفہ کرتا ہے۔ اور امام محدث کے پیچھے بچے یا عورت کے سوا مقتدی ہی نہ ہو تو کہا گیا ہے کہ اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ کیونکہ اس کا خلیفہ وہ بنا جو خلافت کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ کیونکہ بطور قصد خلیفہ پایا ہی نہیں گیا۔ اس لئے کہ وہ امامت کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ اللہ ہی سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔ اس شخص کیلئے کوئی خلافت کی تعین کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ خود ہی خلیفہ ہے اور خود ہی تابع و متبوع ہونے کا حقدار بن گیا کیونکہ جب اس کا امام گیا تو اس کے بعد یہ اکیلا رہا ہے خواہ یہ خلیفہ بنے یا نہ بنے۔

بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَتَطَوَّعُ فِي مَكَانِهِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ الْمَكْتُوبَةَ

باب: آدمی نے جس جگہ فرض نماز ادا کی تھی اسی جگہ نوافل ادا کرنا

1006 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، وَعَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ لَيْثٍ، عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ - قَالَ: عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ - أَنْ يَتَقَدَّمَ، أَوْ يَتَأَخَّرَ، أَوْ عَنْ يَمِينِهِ، أَوْ عَنْ شِمَالِهِ - زَادَ فِي حَدِيثِ حَمَّادٍ: فِي الصَّلَاةِ، يَعْنِي فِي السُّبْحَةِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''کیا کوئی شخص اس بات سے عاجز ہے (یہاں راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: وہ فرض نماز ادا کرنے کے بعد کچھ) آگے ہو کر یا کچھ پیچھے ہو کر یا دائیں ہو کر یا بائیں ہو کر (نوافل ادا کرے)''

حماد نامی راوی کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں ''نماز میں''

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں) یعنی نفل نماز میں۔

1007 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ نَجْدَةَ، حَدَّثَنَا أَشْعَثُ بْنُ شُعْبَةَ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ خَلِيفَةَ، عَنِ الْأَزْرَقِ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ: صَلَّى بِنَا إِمَامٌ لَنَا يُكْنَى أَبَا رِمْثَةَ، فَقَالَ: صَلَّيْتُ هٰذِهِ الصَّلَاةَ - أَوْ مِثْلَ هٰذِهِ

1006 - اسناده ضعيف جداً. ابراهيم بن اسماعيل - ويقال بالعكس - وحجاج بن عبيد مجهولان, وليث - وهو ابن ابى سليم - سيء الحفظ, على اضطراب فى اسناد هذا الحديث كما بيناه فى "مسند احمد" (9496). وقال البخارى فى "تاريخه الكبير" بعد ذكر الاختلاف فى اسناده: لم يثبت هذا الحديث, وقال فى "صحيحه" فى باب مكث الامام فى مصلاه من كتاب الاذان: ويذكر عن ابى هريرة رفعه: "لايتطوع الامام فى مكانه" ولم يصح. واخرجه ابن ماجه (1427) من طريق الليث بن ابى سليم, بهذا الاسناد. وهو فى "مسند احمد" (9496).

الصَّلَاةَ - مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: وَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ, وَعُمَرُ يَقُوْمَانِ فِي الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ عَنْ يَمِيْنِهِ, وَكَانَ رَجُلٌ قَدْ شَهِدَ التَّكْبِيْرَةَ الْاُوْلٰى مِنَ الصَّلَاةِ. فَصَلّٰى نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ثُمَّ سَلَّمَ عَنْ يَمِيْنِهِ, وَعَنْ يَسَارِهِ حَتّٰى رَاَيْنَا بَيَاضَ خَدَّيْهِ. ثُمَّ انْفَتَلَ كَانْفِتَالِ اَبِي رِمْثَةَ - يَعْنِي - فَقَامَ الرَّجُلُ الَّذِي اَدْرَكَ مَعَهُ التَّكْبِيْرَةَ الْاُوْلٰى مِنَ الصَّلَاةِ يَشْفَعُ. فَوَثَبَ اِلَيْهِ عُمَرُ. فَاَخَذَ بِمَنْكِبِهِ فَهَزَّهُ. ثُمَّ قَالَ: اجْلِسْ فَاِنَّهُ لَمْ يُهْلِكْ اَهْلَ الْكِتَابِ, اِلَّا اَنَّهُ لَمْ يَكُنْ بَيْنَ صَلَوَاتِهِمْ فَصْلٌ. فَرَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَصَرَهُ. فَقَالَ: اَصَابَ اللهُ بِكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ.

قَالَ اَبُوْ دَاؤُدَ: وَقَدْ قِيْلَ: اَبُوْ اُمَيَّةَ مَكَانَ اَبِي رِمْثَةَ

ازرق بن قیس روایت کرتے ہیں:

ہمارے امام نے ہمیں نماز پڑھائی جن کی کنیت حضرت ابورمثہ رضی اللہ عنہ تھی انہوں نے فرمایا: میں نے یہ نماز (راوی بے شک کہہ رہا ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) اس نماز کی مانند نماز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادا کی تھی"۔

راوی بیان کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پہلی صف میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں طرف کھڑے ہوتے تھے وہاں ایک اور شخص تھا جو نماز کی پہلی تکبیر میں شامل ہوا تھا۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا کرلی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دائیں طرف اور بائیں طرف سلام پھیرا یہاں تک کہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخساروں کی سفیدی دیکھی لی پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یوں مڑے جس طرح ابورمثہ مڑ کر بیٹھا ہے (یعنی حضرت ابورمثہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بارے میں یہ بات کہی) تو وہ شخص جو نماز کی پہلی تکبیر میں شریک ہوا تھا وہ کھڑا ہوا (اور نفل ادا کرنے لگا) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ تیزی سے ان کی طرف لپکے ان کے کندھے پکڑ کر زور سے جھنجھوڑا اور بولے: تم بیٹھ جاؤ کیونکہ اہل کتاب اس لیے ہلاکت کا شکار ہوئے کہ ان کی نمازوں کے درمیان کوئی فصل نہیں ہوتی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نگاہ اٹھا کر انہیں دیکھا اور فرمایا: "اے خطاب کے صاحبزادے! اللہ نے تمہیں صحیح بات کہنے کی توفیق عطاء کی ہے"۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ بات بھی بیان کی گئی ہے کہ راوی کا نام ابورمثہ کی بجائے ابوامیہ تھا۔

بَابُ السَّهْوِ فِي السَّجْدَتَيْنِ

باب: دو سجدوں میں سہو لاحق ہونا

سجدہ سہو کرنے کے حکم کا بیان

نماز کے سنن و مستحبات اگر ترک ہو جائیں تو اس سے نماز میں کوئی خرابی نہیں آتی یعنی نماز صحیح ہو جاتی ہے اور نماز کے فرائض میں سے کوئی چیز اگر سہواً یا عمداً چھوٹ جائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے جس کا کوئی تدارک نہیں جس کی وجہ سے نماز کا اعادہ ضروری ہوتا ہے۔ نماز کے واجبات میں سے اگر کوئی چیز عمداً چھوڑی جائے تو اس کا بھی تدارک نہیں ہوسکتا اور نماز فاسد ہو جاتی ہے اور اگر نماز کے واجبات میں سے کوئی چیز عمداً نہیں بلکہ سہواً چھوڑ دی جائے تو اس کا تدارک ہوسکتا ہے اور وہ تدارک یہ ہے کہ قعدہ اخیر میں التحیات

درود شریف اور دعا حسب معمول پڑھ کر سلام پھیرا جائے انہی سجدوں کو سجدہ سہو کہا جاتا ہے۔

1008 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِحْدَى صَلَاتَيِ الْعَشِيِّ - الظُّهْرَ أَوِ الْعَصْرَ - قَالَ: فَصَلَّى بِنَا رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ، ثُمَّ قَامَ إِلَى خَشَبَةٍ فِي مُقَدَّمِ الْمَسْجِدِ، فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَيْهِمَا إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى، يُعْرَفُ فِي وَجْهِهِ الْغَضَبُ، ثُمَّ خَرَجَ سَرَعَانُ النَّاسِ وَهُمْ يَقُولُونَ: قُصِرَتِ الصَّلَاةُ، قُصِرَتِ الصَّلَاةُ، وَفِي النَّاسِ أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، فَهَابَاهُ أَنْ يُكَلِّمَاهُ، فَقَامَ رَجُلٌ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَمِّيهِ ذَا الْيَدَيْنِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَنَسِيتَ أَمْ قُصِرَتِ الصَّلَاةُ؟ قَالَ: لَمْ أَنْسَ، وَلَمْ تُقْصَرِ الصَّلَاةُ، قَالَ: بَلْ، نَسِيتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْقَوْمِ، فَقَالَ: أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ، فَأَوْمَئُوا: أَيْ نَعَمْ، فَرَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى مَقَامِهِ، فَصَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ الْبَاقِيَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ، ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ، ثُمَّ رَفَعَ وَكَبَّرَ، ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ، أَوْ أَطْوَلَ، ثُمَّ رَفَعَ وَكَبَّرَ، قَالَ: فَقِيلَ لِمُحَمَّدٍ: سَلَّمَ فِي السَّهْوِ؟ فَقَالَ: لَمْ أَحْفَظْهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَلَكِنْ نُبِّئْتُ أَنَّ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ، قَالَ: ثُمَّ سَلَّمَ.

❁❁ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دوپہر کی ایک نماز یعنی ظہر یا عصر کی نماز پڑھائی۔ راوی بیان کرتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دو رکعت پڑھانے کے بعد سلام پھیر دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں آگے کی طرف رکھی ہوئی لکڑی کی طرف بڑھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اس پر رکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہاتھ دوسرے پر رکھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے غصے کے آثار نمایاں تھے۔ جلد باز لوگ (مسجد سے) باہر چلے گئے وہ یہ کہہ رہے تھے نماز مختصر ہوگئی ہے نماز مختصر ہو گئی ہے۔ لوگوں میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے لیکن انہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بات کرنے کی جرأت نہ ہوئی ایک شخص کھڑا ہوا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسے ذوالیدین (دو ہاتھوں والا) کہتے تھے۔ اس نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھول گئے ہیں یا نماز مختصر ہوگئی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں بھولا نہیں ہوں اور نماز بھی مختصر نہیں ہوئی۔ اس نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھول گئے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور دریافت کیا: کیا ذوالیدین ٹھیک کہہ رہا ہے تو لوگوں نے اشارہ کیا جی ہاں۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ پر واپس تشریف لے گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے باقی رہ جانے والی دو رکعت ادا کیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا پھر تکبیر کہی اور اپنے عام سجدوں کی مانند یا اس سے زیادہ طویل سجدہ کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اٹھایا اور تکبیر کہی اور اپنے عام سجدوں کی مانند یا اس سے کچھ طویل سجدہ کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اٹھایا اور تکبیر کہی۔

راوی بیان کرتے ہیں: محمد نامی راوی سے کہا گیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ سہو کے بعد سلام پھیرا تھا؟ انہوں نے جواب دیا: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے مجھے یہ بات یاد نہیں ہے البتہ مجھے یہ پتہ چلا ہے کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے یہ بات

بیان کی ہے "پھر نبی اکرم ﷺ نے سلام پھیر دیا"۔

سہو کے دو سجدوں کے بارے میں فقہی مذاہب کا بیان

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ ہر موقع پر سجدہ سہو سلام سے پہلے کرنا چاہیے۔ اس طرح وہ ان احادیث کو کہ جن سے سلام سے پہلے سجدہ سہو کرنا ثابت ہوتا ہے ان احادیث پر کہ جن سے سلام کے بعد سجدہ سہو کرنا ثابت ہوتا ہے ترجیح دیتے ہیں۔

حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ جس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام سے پہلے سجدہ کیا ہے اس موقع پر سلام سے پہلے ہی سجدہ کرنا چاہیے اور جس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرنے کے بعد سجدہ کیا ہے اس موقع پر سلام پھیر کر ہی سجدہ کیا جائے علماء لکھتے ہیں کہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول سب سے قوی اور بہتر ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ تمام مواقع پر سلام پھیر کر سجدہ سہو کرنا چاہیے کیونکہ اس کے ثبوت میں بہت زیادہ صحیح احادیث وارد ہیں۔ نیز کہ ابوداؤد، ابن ماجہ اور عبدالرزاق نے ثوبان کی یہ روایت نقل کی ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر سہو کے لیے سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے ہیں لہٰذا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل متضاد مروی ہے کہ کبھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرنے سے پہلے سجدہ کیا ہے اور کبھی سلام پھیرنے کے بعد۔ تو ایسی صورت میں امام اعظم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو بطور دلیل اختیار کیا ہے کیونکہ ان کے نزدیک قول فعل سے قوی ہے جیسا کہ اصول فقہ میں مذکور ہے۔

1009 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، بِإِسْنَادِهِ وَحَدِيثُ حَمَّادٍ أَتَمُّ، قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَمْ يَقُلْ: بِنَا، وَلَمْ يَقُلْ: فَأَوْمَئُوا، قَالَ: فَقَالَ النَّاسُ: نَعَمْ، قَالَ: ثُمَّ رَفَعَ، وَلَمْ يَقُلْ وَكَبَّرَ، ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ، أَوْ أَطْوَلَ، ثُمَّ رَفَعَ، وَتَمَّ حَدِيثُهُ لَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ: فَأَوْمَئُوا إِلَّا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ،

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكُلُّ مَنْ رَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ لَمْ يَقُلْ: فَكَبَّرَ، وَلَا ذَكَرَ رَجَعَ.

⊛⊛ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ محمد بن سیرین نامی راوی کے حوالے سے منقول ہے' تاہم حماد نامی راوی کی روایت زیادہ مکمل ہے' جس میں یہ الفاظ ہیں:

"پھر نبی اکرم ﷺ نے نماز ادا کی" اس راوی نے یہ الفاظ نقل نہیں کیے "ہمیں نماز پڑھائی"۔

اس راوی نے یہ الفاظ بھی نقل نہیں کیے "ان لوگوں نے اشارہ کیا" اس راوی نے یہ بات بیان کی ہے لوگوں نے کہا: جی ہاں۔ راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے سر مبارک اٹھایا اس راوی نے یہ الفاظ نقل نہیں کیے "اور تکبیر کہی" پھر آپ ﷺ نے تکبیر کہی پھر آپ ﷺ سجدے میں چلے گئے جو آپ ﷺ کے عام سجدوں سے کچھ طویل تھا پھر آپ ﷺ نے سر اٹھایا۔ اس کے بعد

1009- اسناده صحيح كسابقه. وهو في "موطا مالك" 1/93، ومن طريقه اخرجه البخاري (714) و (1228) و (7250)، والترمذي (410)، والنسائي في "الكبرى" (577). الا ان الترمذي قال في روايته من طريق معن بن عيسى عن مالك: ثم سلم، ثم كبر فسجد مثل سجوده او اطول، ثم كبر فرفع... فذكر التكبير ايضاً في الرفع من السجدة الاولى من سجدتي السهو. وهو في "صحيح ابن حبان" (2249) و (2686). وانظر ما قبله

راوی نے پوری حدیث نقل کی ہے جس کے بعد والا حصہ ذکر نہیں کیا اور اس میں یہ بھی ذکر نہیں کہ لوگوں نے اشارہ کیا' یہ الفاظ حماد بن زید نے نقل کیے ہیں:

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) اس روایت کو نقل کرنے والے تمام راویوں نے یہ الفاظ نقل نہیں کیے" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی' اور نہ ہی یہ الفاظ نقل کیے" آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس آئے"۔

1010 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ الْمُفَضَّلِ، حَدَّثَنَا سَلَمَةُ يَعْنِي ابْنَ عَلْقَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى حَمَّادٍ كُلِّهِ إِلَى آخِرِ قَوْلِهِ: نُبِّئْتُ أَنَّ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ، قَالَ: ثُمَّ سَلَّمَ، قَالَ: قُلْتُ: فَالتَّشَهُّدُ، قَالَ: لَمْ أَسْمَعْ فِي التَّشَهُّدِ وَأَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يَتَشَهَّدَ، وَلَمْ يَذْكُرْ كَانَ يُسَمِّيهِ ذَا الْيَدَيْنِ، وَلَا ذَكَرَ: فَأَوْمَئُوا، وَلَا ذَكَرَ الْغَضَبَ، وَحَدِيثُ حَمَّادٍ، عَنْ أَيُّوبَ أَتَمُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی اس کے بعد راوی نے حماد کی نقل کردہ روایت کی مانند پوری روایت آخر تک نقل کی ہے' جس میں یہ الفاظ ہیں:

مجھے یہ بات بتائی گئی ہے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے" پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا"۔

راوی بیان کرتے ہیں: میں نے دریافت کیا: تشہد کا کیا حکم ہے' تو انہوں نے فرمایا: میں نے تشہد کے بارے میں کوئی بات نہیں سنی ہے' تاہم مجھے یہ بات پسند ہے کہ آدمی تشہد پڑھے۔

اس راوی نے یہ بھی ذکر نہیں کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کو ذوالیدین کہتے تھے اس نے یہ بھی ذکر نہیں کیا" ان لوگوں نے اشارہ کیا"۔ اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غضبناک ہونے کا بھی ذکر نہیں کیا۔ تاہم حماد کی ایوب سے نقل کردہ روایت زیادہ مکمل ہے۔

1011 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ نَصْرِ بْنِ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، وَهِشَامٍ، وَيَحْيَى بْنِ عَتِيقٍ، وَابْنِ عَوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قِصَّةِ ذِي الْيَدَيْنِ أَنَّهُ كَبَّرَ وَسَجَدَ، وَقَالَ هِشَامٌ يَعْنِي ابْنَ حَسَّانَ: كَبَّرَ ثُمَّ كَبَّرَ، وَسَجَدَ،

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ أَيْضًا حَبِيبُ بْنُ الشَّهِيدِ، وَحُمَيْدٌ، وَيُونُسُ، وَعَاصِمٌ الْأَحْوَلُ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، لَمْ يَذْكُرْ أَحَدٌ مِنْهُمْ مَا ذَكَرَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ هِشَامٍ، أَنَّهُ كَبَّرَ، ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ، وَرَوَى حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ هِشَامٍ لَمْ يَذْكُرَا عَنْهُ هَذَا الَّذِي ذَكَرَهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، أَنَّهُ كَبَّرَ، ثُمَّ كَبَّرَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے حضرت ذوالیدین والا واقعہ نقل کرتے ہیں' جس میں یہ مذکور ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی اور سجدہ کیا۔

ہشام بن حسان نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی پھر تکبیر کہی اور سجدہ کیا"۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ روایت حبیب بن شہید، حمید، یونس، عاصم احول نے محمد بن سیرین کے حوالے سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔

ان میں سے کسی راوی نے وہ چیز نقل نہیں کی جو حماد بن زید نے ہشام کے حوالے سے نقل کی ہے' جس میں یہ مذکور ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی پھر تکبیر کہی اور سجدہ کیا۔

حماد بن سلمہ اور ابوبکر بن عیاش نے یہ روایت ہشام کے حوالے سے نقل کی ہے ان دونوں راویوں نے بھی اس کے حوالے سے وہ الفاظ نقل نہیں کیے جو حماد بن زید نے نقل کیے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی۔

شرح

حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ (آپ کا اسم گرامی محمد اور کنیت ابوبکر ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ آپ کے تیس بچے تھے جو آپ کی زندگی ہی میں سوائے ایک کے وفات پا گئے صرف ایک صاحبزادے عبداللہ بن محمد بن سیرین بقید حیات تھے۔ ستر سال کی عمر میں ۱۰ ھ میں ان انتقال ہوا۔) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا (ایک دن) سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر یا عصر کی نماز جس کا نام ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے تو بتایا تھا مگر میں بھول گیا، ہمیں پڑھائی۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی اور تیسری رکعت کے لیے اٹھنے کی بجائے سلام پھیر لیا، پھر اس لکڑی کے سہارے جو مسجد میں عرضاً کھڑی تھی کھڑے ہو گئے اور (محسوس ایسا ہوتا تھا) گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ کی حالت میں ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر رکھا اور انگلیوں میں انگلیاں ڈال لیں اور اپنا بایاں رخسار مبارک اپنے بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھ لیا۔ جلد باز لوگ (جو نماز کی ادائیگی کے بعد ذکر اور دعا وغیرہ کے لیے نہیں ٹھہرتے تھے) مسجد کے دروازوں سے جانے لگے، صحابہ کہنے لگے کہ کیا نماز میں کمی ہو گئی ہے؟ (کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار رکعت کے بجائے دو ہی رکعتیں پڑھی ہیں؟) صحابہ کے درمیان (جو مسجد میں باقی رہ گئے تھے) حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے مگر خوف کی وجہ سے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کرنے کی جرات نہ ہوئی صحابہ میں ایک اور آدمی (بھی) تھے جن کے ہاتھ لمبے تھے اور جنہیں (اسی وجہ سے) ذوالیدین (یعنی ہاتھوں والا کے لقب سے) پکارا جاتا تھا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ! کیا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) بھول گئے ہیں یا نماز ہی میں کمی ہو گئی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ تو میں بھولا ہوں اور نہ نماز میں کمی ہوئی ہے پھر (صحابہ سے مخاطب ہوئے اور) فرمایا کیا تم بھی یہی کہتے ہو جو ذوالیدین کہہ رہے ہیں؟ صحابہ نے عرض کیا کہ جی ہاں یہی بات ہے اور یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے آئے اور جو نماز (یعنی دو رکعت) چھوٹ گئی تھی اسے پڑھا اور سلام پھیر کر تکبیر کہی اور حسب معمول سجدوں جیسا یا ان سے بھی کچھ طویل سجدہ کیا اور پھر تکبیر کہہ کر سر اٹھایا لوگ ابن سیرین سے پوچھنے لگے کہ پھر اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیر دیا ہوگا؟ انہوں نے کہا کہ مجھے عمران بن حصین سے یہ خبر ملی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیر دیا اس روایت کو بخاری و مسلم نے نقل کیا ہے مگر الفاظ صحیح البخاری کے ہیں۔

اور صحیح البخاری و مسلم ہی کی ایک اور روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ذوالیدین کے جواب میں) لم انس ولم تقصر (یعنی نہ میں بھولا ہوں اور نہ نماز میں کمی ہوئی ہے) کے بجائے یہ فرمایا کہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو اس میں سے کچھ بھی نہیں ہے انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس میں سے کچھ ضرور ہوا ہے۔

علامہ عسقلانی نے فتح الباری میں اس حدیث کی بہت لمبی چوڑی شرح کی گئی ہے اگر اس کو یہاں نقل کی جائے تو بات بڑی لمبی ہو جائے گی البتہ اتنا بتا دینا ضروری ہے کہ اس حدیث کے بارے میں دو اشکال پیدا ہوتے ہیں۔ پہلا اشکال تو یہ ہے کہ علماء کے نزدیک یہ بات مسلم ہے کہ خبر میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سہو ہونا ناممکن ہے اور افعال میں بھی اختلاف ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں ذوالیدین کے جواب میں جو یہ فرمایا کہ نہ تو میں بھولا ہوں اور نہ نماز میں کمی ہی ہوئی ہے کیا خلاف واقعہ نہیں ہے؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر میں بھی سہو ہو سکتا تھا۔

اس کا جواب مختصر طریقہ پر یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سہو ہونا ان خبروں میں ناممکن ہے جو تبلیغ شرائع، دینی علم اور وحی الٰہی سے متعلق ہیں نہ کہ تمام خبروں میں۔

دوسرا یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ دو رکعت نماز ادا کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے افعال بھی سرزد ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گفتگو بھی کی مگر اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے از سر نو نماز نہیں پڑھی بلکہ جو رکعتیں باقی رہ گئیں تھی انہیں کو پورا کر لیا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

اس کا جواب علماء نے یہ دیا ہے کہ مفسد نماز وہ کلام و افعال ہیں جو قصداً واقع ہوئے ہوں نہ کہ وہ کلام و افعال جو سہواً ہو گئے ہوں جیسا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک ہے۔ لیکن چونکہ یہ جواب نہ صرف یہ کہ خود اپنے اندر جھول رکھتا ہے بلکہ حنفیہ کے مسلک کے مطابق بھی نہیں ہے کیونکہ ان کے ہاں مطلقاً کلام مفسد صلوٰۃ ہے خواہ قصداً صادر ہوا ہو یا سہواً۔ اس لیے علماء حنفیہ کے نزدیک اس اشکال کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب کہ نماز میں کلام اور افعال کا جواز منسوخ نہیں ہوا تھا۔

حضرت امام احمد کا مسلک بھی یہی ہے کہ نماز میں کلام مطلقاً مفسد صلوٰۃ ہے خواہ قصداً ہو یا سہواً مگر ان کے ہاں اتنی گنجائش بھی ہے کہ نماز میں جو کلام امام یا مقتدی سے نماز کی کسی مصلحت کے پیش نظر صادر ہوا ہو گا وہ مفسد نماز نہیں ہوگا جیسا کہ حدیث مذکورہ میں پیش آمدہ صورت ہے۔

حدیث کے آخری الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ اس حدیث کو جب حضرت ابن سیرین لوگوں کے سامنے بیان کر چکے تو ان سے بطریق استفہام اکثر لوگوں نے پوچھا کہ کیا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ثم سلم بھی کہا تھا گویا ان لوگوں کے پوچھنے کا مطلب یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ سہو سلام کے بعد کیا تھا یا پہلے کیا تھا اس کے جواب میں ابن سیرین نے کہا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں تو یہ الفاظ مجھے یاد نہیں پڑتے، ہاں حضرت عمران ابن حصین نے یہی حدیث مجھ سے روایت کی ہے ان کی روایت میں ثم سلم کے الفاظ موجود ہیں جن کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ سہو سلام کے بعد کیا تھا اور میں نے

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ثم سلم کے جو الفاظ نقل کیے ہیں وہ عمران ابن حصین ہی کی روایت سے اس جگہ لایا ہوں۔

1012 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، وَأَبِي سَلَمَةَ، وَعُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، بِهَذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ: وَلَمْ يَسْجُدْ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ حَتَّى يَقَّنَهُ اللَّهُ ذَلِكَ.

۞۞ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہی واقعہ ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے جس میں یہ الفاظ ہیں:

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت تک سجدۂ سہو نہیں کیا جب تک اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا یقین نہیں دلا دیا''۔

1013 - حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ أَبَا بَكْرِ بْنَ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ، أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْخَبَرِ، قَالَ: وَلَمْ يَسْجُدِ السَّجْدَتَيْنِ اللَّتَيْنِ تُسْجَدَانِ إِذَا شَكَّ حَتَّى لَقَّاهُ النَّاسُ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَأَخْبَرَنِي بِهَذَا الْخَبَرِ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: وَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، وَعُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ،

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، وَعِمْرَانُ بْنُ أَبِي أَنَسٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَالْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ، جَمِيعًا، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، بِهَذِهِ الْقِصَّةِ وَلَمْ يَذْكُرْ أَنَّهُ سَجَدَ السَّجْدَتَيْنِ،

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ الزُّبَيْدِيُّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ فِيهِ: وَلَمْ يَسْجُدْ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ

۞۞ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ ابوبکر بن سلیمان کے حوالے سے منقول ہے: ان تک یہ روایت پہنچی ہے جس میں یہ الفاظ ہیں:

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہو کے سجدے محض شک ہونے کی وجہ سے نہیں کیے بلکہ جب لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا (تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت کیے)''

ابن شہاب کہتے ہیں: یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔

ابوسلمہ بن عبدالرحمان اور ابوبکر بن حارث اور عبیداللہ بن عبداللہ نے بھی یہی روایت نقل کی ہے۔

1013- رجاله ثقات لكنه مرسل، وقد اضطرب فيه الزهري كما سبق بيانه في الطريق السالف قبله، واخطأ في نفي السجود للسهو. ابراهيم: هو ابن سعد بن ابراهيم الزهري، وصالح: هو ابن كيسان، وابن شهاب: هو الزهري. واخرجه النسائي في "الكبرى" (1155) من طريق يعقوب بن ابراهيم، بهذا الاسناد. واخرجه ايضاً (1154) من طريق معمر، عن الزهري، عن ابي سلمة بن عبد الرحمن وابي بكر بن سليمان بن ابي حثمة، عن ابي هريرة، وقال فيه: فاتم بهم الركعتين اللتين نقص فلم يذكر سجدتي السهو. وهو في "صحيح ابن حبان" (2684) و (2685). واخرجه مالك 1/94، ومن طريقه ابن خزيمة (1047) عن الزهري، وابن خزيمة (1049) من طريق شعيب بن ابي حمزة، عن الزهري، عن ابي بكر بن سليمان مرسلاً وقال في آخره: فاتم رسول الله -صلى الله عليه وسلم- مابقي من الصلاة، ثم سلّم. وانظر ما قبله

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یحییٰ بن ابوکثیر، عمران بن ابوانس نے ابوسلمہ بن عبدالرحمن اور علاء بن عبدالرحمن کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے۔ ان تمام راویوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ واقعہ نقل کیا ہے اور انہوں نے یہ ذکر نہیں کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دومرتبہ سجدہ کیا تھا۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) زبیدی نے زہری کے حوالے سے ابوبکر بن سلیمان کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ روایت نقل کی ہے' جس میں یہ الفاظ ہیں:

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سہو کے دو سجدے نہیں کیے''۔

1014 - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا اَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ، سَمِعَ اَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ فَسَلَّمَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ، فَقِيْلَ لَهُ: نَقَصْتَ الصَّلَاةَ؟ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ

❁❁ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز ادا کرتے ہوئے دو رکعت کے بعد سلام پھیر دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا: کیا نماز کم ہوگئی ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (باقی رہ جانے والی) دو رکعت ادا کیں' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دومرتبہ سجدہ سہو ادا کیا۔

1015 - حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اَسَدٍ، اَخْبَرَنَا شَبَابَةُ، حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِي سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ مِنْ صَلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ، فَقَالَ لَه رَجُلٌ: اَقُصِرَتِ الصَّلَاةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمْ نَسِيْتَ؟ قَالَ: كُلَّ ذٰلِكَ لَمْ اَفْعَلْ. فَقَالَ النَّاسُ: قَدْ فَعَلْتَ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ اُخْرَيَيْنِ، ثُمَّ انْصَرَفَ وَلَمْ يَسْجُدْ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ.

قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ: رَوَاهُ دَاوُدُ بْنُ الْحُصَيْنِ، عَنْ اَبِي سُفْيَانَ مَوْلَى ابْنِ اَبِي اَحْمَدَ، عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ، قَالَ: ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَ التَّسْلِيْمِ.

❁❁ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرض نماز میں دو رکعت کے بعد سلام پھیر دیا' تو ایک صاحب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: یارسول اللہ! کیا نماز مختصر ہوگئی ہے؟ یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھول گئے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان دونوں میں سے کچھ بھی نہیں ہوا۔ لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ایسا ہوا ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے باقی دو رکعت ادا کیں' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مکمل کی اور آخر میں دومرتبہ سجدہ سہو کیا۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) داؤد بن حصین نے ابوسفیان کے حوالے سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت نقل کی ہے' جس میں یہ الفاظ ہیں:

''پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرنے کے بعد بیٹھنے کے دوران دومرتبہ سجدے کیے''۔

1016 - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ، حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ، عَنْ ضَمْضَمِ بْنِ جَوْسٍ الْهِفَّانِيِّ، حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ، بِهَذَا الْخَبَرِ، قَالَ: ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ.

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے جس میں یہ الفاظ ہیں:

''پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرنے کے بعد دومرتبہ سجدۂ سہو کیا''۔

1017 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ ثَابِتٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ، أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ، فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: ثُمَّ سَلَّمَ، ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت کے بعد سلام پھیر دیا۔

اس کے بعد راوی نے محمد بن سیرین کی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کی مانند روایت نقل کی ہے جس میں یہ الفاظ ہیں: ''پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دومرتبہ سجدۂ سہو کیا''۔

1018 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، ح وحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا مَسْلَمَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، حَدَّثَنَا أَبُو قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، قَالَ: سَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَلَاثِ رَكَعَاتٍ مِنَ الْعَصْرِ، ثُمَّ دَخَلَ - قَالَ عَنْ مَسْلَمَةَ: - الْحُجَرَ، فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ، يُقَالُ لَهُ: الْخِرْبَاقُ، كَانَ طَوِيلَ الْيَدَيْنِ، فَقَالَ لَهُ: أَقُصِرَتِ الصَّلَاةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَخَرَجَ مُغْضَبًا يَجُرُّ رِدَاءَهُ، فَقَالَ: أَصَدَقَ؟، قَالُوا: نَعَمْ، فَصَلَّى تِلْكَ الرَّكْعَةَ، ثُمَّ سَلَّمَ، ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْهَا ثُمَّ سَلَّمَ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز کی تین رکعت کے بعد سلام پھیر دیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حجرے میں تشریف لے گئے ایک صاحب جن کا نام خرباق تھا جن کے ہاتھ لمبے تھے وہ اٹھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھے انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا نماز مختصر ہوگئی ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غصے کی حالت میں اپنی چادر کو گھسیٹتے ہوئے باہر تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا یہ سچ کہہ رہا ہے؟ لوگوں نے عرض کی: جی ہاں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ ایک رکعت ادا کی (جورہ گئی تھی) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دومرتبہ سجدۂ سہو کیا پھر سلام پھیرا۔

سجدہ سہو کے بعد تشہد و درود شریف پڑھنے میں مذاہب اربعہ

حضرت عمران بن حصین فرماتے ہیں کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک روز) لوگوں کو نماز پڑھائی (درمیان نماز)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سہو ہو گیا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سلام پھیر کر) دو سجدے کئے اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے التحیات پڑھی اور سلام پھیرا۔ (سنن ابوداؤد) ترمذی نے اس حدیث کو نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حضرت عمران کا قول فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ کا مطلب یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیر کر سہو کے دونوں سجدے کئے جیسا کہ تیسری فصل کی پہلی حدیث سے (جو انہیں سے مروی ہے) بصراحت معلوم ہو جائے گی۔

اس حدیث میں نماز کا وہ رکن ذکر نہیں کیا گیا ہے جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سہو ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی ادائیگی کو بھول گئے تھے نیز اس حدیث میں سجدے کے بعد تشہد پڑھنے کا ذکر کیا گیا ہے جب کہ دوسری روایتوں میں تشہد کا ذکر نہیں ہے۔

حضرت عمران کی اس روایت کی روشنی میں حنفیہ کے مسلک کی دلیل ہے کہ پہلے سلام پھیر کر پھر سجدۂ سہو کرنا چاہیے۔ اسی طرح امام احمد کا مسلک بھی یہی ہے بلکہ شوافع و مالکیہ کے بعض حضرات کا بھی یہی مسلک ہے۔ اس مسئلے میں علماء کے ہاں اختلاف ہے کہ درود و دعا جو التحیات میں پڑھی جاتی ہیں اسے تشہد میں پڑھنا چاہیے جو سجدہ سہو سے پہلے ہے یا سجدے کے بعد کے تشہد میں پڑھنا چاہیے؟

چنانچہ امام کرخی نے تو یہ اختیار کیا ہے کہ درود و دعا سجدہ سہو کے بعد کے تشہد میں پڑھے جائیں اور ہدایہ میں بھی اسی کو صحیح کہا گیا ہے۔ البتہ ہدایہ کی بعض شروح میں یہ کہا گیا ہے کہ سجدہ سہو سے پہلے تشہد میں پڑھنا بہتر ہے۔ امام طحاوی کا قول یہ ہے کہ دونوں تشہد میں پڑھنا چاہیے۔ شیخ ابن ہمام نے بھی امام طحاوی کے قول کی تائید کرتے ہوئے کہا ہے کہ احتیاط اسی میں ہے۔ (فتح القدیر)

سہو کے دو سجدوں کے بارے میں فقہی مذاہب کا بیان

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ ہر موقع پر سجدہ سہو سلام سے پہلے کرنا چاہیے۔ اس طرح وہ ان احادیث کو کہ جن سے سلام سے پہلے سجدہ سہو کرنا ثابت ہوتا ہے ان احادیث پر کہ جن سے سلام کے بعد سجدہ سہو کرنا ثابت ہوتا ہے ترجیح دیتے ہیں۔

حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ جس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام سے پہلے سجدہ کیا ہے اس موقع پر سلام سے پہلے ہی سجدہ کرنا چاہیے اور جس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرنے کے بعد سجدہ کیا ہے اس موقع پر سلام پھیر کر ہی سجدہ کیا جائے علماء لکھتے ہیں کہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول سب سے قوی اور بہتر ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ تمام مواقع پر سلام پھیر کر سجدہ سہو کرنا چاہیے کیونکہ اس کے ثبوت میں بہت زیادہ صحیح احادیث وارد ہیں۔ نیز کہ ابوداؤد، ابن ماجہ اور عبدالرزاق نے ثوبان کی یہ روایت نقل کی ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر سہو کے لیے سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے ہیں لہٰذا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل متضاد مروی ہے کہ کبھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرنے سے پہلے سجدہ کیا ہے اور کبھی سلام پھیرنے کے بعد۔ تو ایسی صورت میں امام اعظم نے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کے قول کو بطور دلیل اختیار کیا ہے کیونکہ ان کے نزدیک قول فعل سے قوی ہے جیسا کہ اصول فقہ میں مذکور ہے۔

بَابٌ إِذَا صَلَّى خَمْسًا

باب: جب آدمی پانچ رکعات ادا کر لے

1019 - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، وَمُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْمَعْنَى، قَالَ حَفْصٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ خَمْسًا، فَقِيلَ لَهُ: أَزِيدَ فِي الصَّلَاةِ؟ قَالَ: وَمَا ذَاكَ؟ قَالَ: صَلَّيْتَ خَمْسًا، فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے ہمیں ظہر کی نماز میں پانچ رکعت پڑھا دیں۔ آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی: کیا نماز میں اضافہ کیا گیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا ہوا ہے؟ راوی نے عرض کی: آپ ﷺ نے پانچ رکعت پڑھا دی ہیں تو نبی اکرم ﷺ نے سلام پھیرنے کے بعد دو مرتبہ سجدۂ سہو کیا۔

چھٹی رکعت ملا کر دو نفل بنانے کا بیان

احناف کے ہاں پانچ رکعت ادا کر لینے کی صورت میں مسئلے کی کچھ تفصیل ہے۔ چنانچہ ان کا مسلک یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی قعدہ اخیرہ بھول کر پانچویں رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے اور پانچویں رکعت کا سجدہ کرنے سے پہلے اسے یاد آ جائے تو اسے چاہیے کہ فوراً بیٹھ جائے اور التحیات پڑھ کر سجدہ سہو کر لے۔ اور اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کر چکا ہو تو پھر نہیں بیٹھ سکتا اور اس کی یہ نماز اگر فرض کی نیت سے پڑھ رہا تھا تو فرض ادا نہیں ہوگا بلکہ نفل ہو جائے گی۔ اور اس کو اختیار ہوگا کہ ایک رکعت کے ساتھ دوسری رکعت اور ملا دے تاکہ یہ رکعت بھی ضائع نہ ہو اور دو رکعتیں یہ بھی نفل ہو جائیں۔ اگر عصر اور فجر میں یہ واقعہ پیش آئے تب بھی دوسری رکعت ملا سکتا ہے اس لیے کہ عصر و فجر کے فرض کے بعد نفل مکروہ ہے اور یہ رکعتیں فرض نہیں رہی بلکہ نفل ہو گئی ہیں پس گویا فرض سے پہلے نفل پڑھی گئی ہیں اور اس میں کچھ کراہت نہیں۔ مغرب کے فرض میں صرف یہی رکعت کافی ہے دوسری رکعت نہ ملائی جائے، ورنہ پانچ رکعتیں ہو جائیں گی اور نفل میں طاق رکعتیں منقول نہیں اور اس صورت میں سجدہ سہو کی ضرورت نہ ہوگی۔ یہ شکل تو قعدہ اخیرہ میں بیٹھے بغیر رکعت کے لیے اٹھ جانے کی تھی۔

اگر کوئی آدمی قعدہ اخیرہ میں التحیات پڑھنے کے بقدر بیٹھ کر سلام پھیرنے سے پہلے پانچویں رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے تو اگر وہ پانچویں رکعت کا سجدہ نہ کر چکا ہو تو فوراً بیٹھ جائے اور چونکہ سلام کے ادا کرنے میں جو واجب تھا تاخیر ہو گئی اس لیے سجدہ سہو کر لے اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کر لینے کے بعد یاد آئے تو اس کو چاہیے کہ وہ اب نہ بیٹھے بلکہ ایک رکعت اور ملا دے تاکہ یہ پانچوں رکعت ضائع نہ ہو اور اگر رکعت نہ ملائے بلکہ پانچویں رکعت کے بعد سلام پھیر دے تب بھی جائز ہے مگر ملا دینا بہتر ہے۔ اس صورت میں اس کی وہ رکعتیں اگر فرض نیت کی تھی تو فرض ادا ہوں گی نفل نہ ہوں گی۔ عصر اور فجر کے فرض میں بھی دوسری رکعت ملا سکتا ہے اس لیے

کہ عصر اور فجر کے فرض کے بعد قصداً نفل پڑھنا مکروہ ہے اور اگر سہواً پڑھ بھی لیا جائے تو کچھ کراہت نہیں۔ اس صورت میں فرض کے بعد رکعتیں پڑھی گئیں ہیں یہ ان موکدہ سنتوں کے قائم مقام نہیں ہوسکتیں جو فرض کے بعد ظہر و مغرب اور عشاء کے وقت مسنون ہیں کیونکہ ان سنتوں کا تحریمہ سے ادا کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

1020 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ إِبْرَاهِيمُ: فَلَا أَدْرِي زَادَ أَمْ نَقَصَ - فَلَمَّا سَلَّمَ، قِيلَ لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَحَدَثَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ؟ قَالَ: وَمَا ذَاكَ؟ قَالُوا: صَلَّيْتَ كَذَا وَكَذَا، فَثَنَى رِجْلَهُ، وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، فَسَجَدَ بِهِمْ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ، فَلَمَّا انْفَتَلَ، أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّهُ لَوْ حَدَثَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ أَنْبَأْتُكُمْ بِهِ، وَلَكِنْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أَنْسَى كَمَا تَنْسَوْنَ، فَإِذَا نَسِيتُ فَذَكِّرُونِي، وَقَالَ إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ، فَلْيُتِمَّ عَلَيْهِ، ثُمَّ لِيُسَلِّمْ ثُمَّ لِيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ،

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا کی۔ ابراہیم نامی راوی کہتے ہیں: مجھے نہیں معلوم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں کچھ اضافہ کیا یا کمی کی۔ (اس کے بعد روایت کے الفاظ یہ ہیں) جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیر دیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا: کیا نماز کے بارے میں کوئی نیا حکم آ گیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا ہوا ہے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس، اس طرح نماز ادا کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پاؤں موڑا قبلہ کی طرف رخ کیا اور ان لوگوں کو دو مرتبہ سجدہ کروایا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیر دیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ کر فارغ ہوئے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف رخ کیا اور ارشاد فرمایا: اگر نماز کے بارے میں کوئی حکم آیا ہوتا تو میں تم لوگوں کو اس کے بارے میں بتا دیتا' لیکن میں انسان ہوں اور اسی طرح بھول جاتا ہوں جس طرح تم لوگ بھول جاتے ہو جب میں بھول جاؤں' تو تم مجھے یاد کروا دیا کرو۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا: جب کسی شخص کو اپنی نماز کے بارے میں شک ہو جائے' تو وہ درست کے بارے میں غور و فکر کرے اور اسی کی بنیاد پر اپنی نماز مکمل کرے اور پھر جب وہ سلام پھیرے تو دو مرتبہ سجدہ کر لے۔

1021 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، بِهَذَا قَالَ: فَإِذَا نَسِيَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ تَحَوَّلَ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ،

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ حُصَيْنٌ، نَحْوَ حَدِيثِ الْأَعْمَشِ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے' جس میں یہ الفاظ ہیں:

1020- اسناده صحيح. منصور: هو ابن المعتمر، و جرير: هو ابن عبد الحميد. واخرجه البخاري (401) و (6671)، ومسلم (572)، وابن ماجه (1211) و (1212)، والنسائي في "الكبرى" (585) و (1164) و (1165) و (1166) و (1167) و (1168) من طريق منصور بن المعتمر، بهذا الاسناد. وهو في "مسند احمد" (3602)، و "صحيح ابن حبان" (2656) و (2662). وانظر ما قبله.

"جب کوئی شخص بھول جائے' تو وہ دو سجدے کر لے"۔

پھر آپ ﷺ مڑے اور دو مرتبہ سجدہ کیا۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حصین نامی راوی نے یہ روایت اعمش کی مانند نقل کی ہے۔

1022 - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، اَخْبَرَنَا جَرِيرٌ. ح وحَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسٰى، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، وَهٰذَا حَدِيثُ يُوسُفَ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ اِبْرَاهِيمَ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: صَلّٰى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسًا. فَلَمَّا انْفَتَلَ تَوَشْوَشَ الْقَوْمُ بَيْنَهُمْ. فَقَالَ: مَا شَأْنُكُمْ؟ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، هَلْ زِيدَ فِي الصَّلَاةِ؟ قَالَ: لَا. قَالُوا: فَاِنَّكَ قَدْ صَلَّيْتَ خَمْسًا. فَانْفَتَلَ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ

❁❁ علقمہ بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے نبی اکرم ﷺ نے ہمیں پانچ رکعت پڑھا دیں جب آپ ﷺ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے' تو لوگوں نے آپس میں سرگوشیوں میں بات چیت شروع کردی۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تمہارا کیا معاملہ ہے لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا نماز میں اضافہ ہوگیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جی نہیں' تو لوگوں نے عرض کی: آپ ﷺ نے ہمیں پانچ رکعت نماز پڑھائی ہے' تو نبی اکرم ﷺ مڑے آپ ﷺ نے دو مرتبہ سجدہ کیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا: میں ایک بشر ہوں میں اسی طرح بھول جاتا ہوں جس طرح تم لوگ بھول جاتے ہو۔

1023 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ اَبِي حَبِيبٍ، اَنَّ سُوَيْدَ بْنَ قَيْسٍ، اَخْبَرَهُ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حُدَيْجٍ، اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى يَوْمًا فَسَلَّمَ، وَقَدْ بَقِيَتْ مِنَ الصَّلَاةِ رَكْعَةٌ، فَاَدْرَكَهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: نَسِيتَ مِنَ الصَّلَاةِ رَكْعَةً، فَرَجَعَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ، وَاَمَرَ بِلَالًا فَاَقَامَ الصَّلَاةَ، فَصَلّٰى لِلنَّاسِ رَكْعَةً. فَاَخْبَرْتُ بِذٰلِكَ النَّاسَ، فَقَالُوا لِي: اَتَعْرِفُ الرَّجُلَ؟ قُلْتُ: لَا، اِلَّا اَنْ اَرَاهُ، فَمَرَّ بِي، فَقُلْتُ: هٰذَا هُوَ. فَقَالُوا: هٰذَا طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ

❁❁ حضرت معاویہ بن حدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دن نبی اکرم ﷺ نے نماز ادا کی اور سلام پھیر دیا حالانکہ ایک رکعت باقی رہ گئی تھی ایک شخص آپ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی کہ آپ ﷺ نماز کی ایک رکعت بھول گئے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ واپس مسجد تشریف لے آئے آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا انہوں نے نماز کے لیے اقامت کی تو نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو ایک رکعت پڑھائی۔

راوی کہتے ہیں: میں نے لوگوں کو اس بارے میں بتایا تو لوگوں نے مجھ سے دریافت کیا: کیا تم اس شخص کو جانتے ہو؟ (جس نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں یہ گزارش کی تھی) میں نے جواب دیا: جی نہیں البتہ اگر میں اسے دیکھوں گا' تو پہچان لوں گا وہ صاحب میرے پاس سے گزرے تو میں نے کہا: یہ وہ صاحب ہیں' تو لوگوں نے کہا: یہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ ہے۔

بَابُ إِذَا شَكَّ فِي الثِّنْتَيْنِ وَالثَّلَاثِ مَنْ قَالَ يُلْقِي الشَّكَّ

باب: جب آدمی کو دو یا تین رکعت ادا کرنے کے بارے میں شک ہو جائے' تو جو لوگ اس بات کے قائل ہیں: وہ شک کو ایک طرف کر دے

1024 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيُلْقِ الشَّكَّ، وَلْيَبْنِ عَلَى الْيَقِينِ، فَإِذَا اسْتَيْقَنَ التَّمَامَ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، فَإِنْ كَانَتْ صَلَاتُهُ تَامَّةً كَانَتِ الرَّكْعَةُ نَافِلَةً وَالسَّجْدَتَانِ، وَإِنْ كَانَتْ نَاقِصَةً كَانَتِ الرَّكْعَةُ تَمَامًا لِصَلَاتِهِ، وَكَانَتِ السَّجْدَتَانِ مُرْغِمَتَيِ الشَّيْطَانِ،

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ، عَنْ زَيْدٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدِيثُ أَبِي خَالِدٍ أَشْبَعُ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جب کسی شخص کو اپنی نماز کے بارے میں شک ہو جائے' تو وہ شک کو ایک طرف رکھ دے اور یقین پر بنیاد قائم کرے جب اسے (نماز کے) مکمل ہونے کا یقین ہو جائے' تو دو مرتبہ سجدہ کرلے اگر اس کی نماز مکمل تھی' تو ایک رکعت اور دو سجدے نفل ہو جائیں گے اگر اس کی نماز نامکمل تھی' تو وہ ایک رکعت اس کی نماز کو مکمل کر دے گی اور دو سجدے شیطان کی رسوائی کا باعث ہوں گے''۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) ہشام ابن سعد اور محمد بن مطرف نے زید کے حوالے سے عطاء کے حوالے سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت نقل کی ہے' تاہم ابوخالد سے نقل کردہ روایت بھرپور ہے۔

1025 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رِزْمَةَ، أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمَّى سَجْدَتَيِ السَّهْوِ: الْمُرْغِمَتَيْنِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سہو کے دو سجدوں کو (شیطان) کو رسوا کرنے والے کا نام دیا ہے۔

1026 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ

1025- اسناده ضعيف لضعف عبد الله بن كيسان- وهو المروزي- وقد سبر ابن عدي حديثه عن عكرمة عن ابن عباس فوجدها غير محفوظة. واخرجه ابن خزيمة (1063)، وابن حبان (2655) و (2689)، والطبراني في "الكبير" (12550)، وابن عدي في "الكامل" 1547/4، والحاكم 2611/ و324 من طريق الفضل بن موسى، بهذا الاسناد

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى ثَلَاثًا أَوْ أَرْبَعًا. فَلْيُصَلِّ رَكْعَةً، وَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ التَّسْلِيمِ. فَإِنْ كَانَتِ الرَّكْعَةُ الَّتِي صَلَّى خَامِسَةً شَفَعَهَا بِهَاتَيْنِ، وَإِنْ كَانَتْ رَابِعَةً. فَالسَّجْدَتَانِ تَرْغِيمٌ لِلشَّيْطَانِ.

عطاء بن یسار بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''جب کسی شخص کو اپنی نماز کے بارے میں شک ہو جائے اور اسے یہ پتہ نہ چلے کہ اس نے کتنی نماز ادا کی ہے تین رکعت یا چار رکعت؟ تو اسے ایک رکعت مزید ادا کرنی چاہئے اور سلام پھیرنے سے پہلے بیٹھنے کے دوران دو سجدے کرنے چاہئیں اگر وہ رکعت جو اس نے ادا کی ہے وہ پانچویں ہوگی' تو ان دو سجدوں کے ہمراہ مل جائے گی اور اگر وہ چوتھی ہوگی' تو یہ سجدے شیطان کی رسوائی کا باعث ہوں گے''۔

1027 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِيُّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ بِإِسْنَادِ مَالِكٍ قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَإِنِ اسْتَيْقَنَ أَنْ قَدْ صَلَّى ثَلَاثًا فَلْيَقُمْ فَلْيُتِمَّ رَكْعَةً بِسُجُودِهَا، ثُمَّ يَجْلِسُ فَيَتَشَهَّدُ، فَإِذَا فَرَغَ فَلَمْ يَبْقَ إِلَّا أَنْ يُسَلِّمَ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ، ثُمَّ لِيُسَلِّمْ. ثُمَّ ذَكَرَ مَعْنَى مَالِكٍ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذٰلِكَ رَوَاهُ ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ مَالِكٍ، وَحَفْصِ بْنِ مَيْسَرَةَ، وَدَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ، وَهِشَامِ بْنِ سَعْدٍ، إِلَّا أَنَّ هِشَامًا بَلَغَ بِهِ أَبَا سَعِيدِ الْخُدْرِيَّ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے' جس میں یہ الفاظ ہیں: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''جب کسی شخص کو اپنی نماز کے بارے میں شک ہو جائے' تو اگر اسے یہ یقین ہے کہ اس نے تین رکعت ادا کر لی ہیں' تو وہ ایک رکعت ادا کر کے سجدوں کے ہمراہ ادا کر لے پھر وہ بیٹھ کر تشہد پڑھے جب وہ فارغ ہو اور صرف سلام پھیرنا باقی رہ جائے' تو بیٹھنے کے دوران وہ دو مرتبہ سجدہ کرے اور پھر سلام پھیرے''۔

اس کے بعد راوی نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کی مانند روایت نقل کی ہے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ منقول ہے' جس میں یہ مذکور ہے کہ ہشام تک یہ روایت پہنچی ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

شک کی صورت میں کم پر بناء کرنے میں فقہی مذاہب کا بیان

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو نماز میں ہو اور تجھے اس بارے میں شک ہو جائے کہ رکعتیں تین ہوئیں یا چار مگر ظن غالب یہ ہو کہ چار ہوئیں تو تشہد پڑھ اور دو سجدے کر بیٹھے بیٹھے سلام سے پہلے اور (سلام کے بعد) پھر تشہد پڑھ اور سلام پھیر۔ ابوداؤد نے کہا عبدالواحد نے یہ حدیث بواسطہ خصیف موقوفا روایت کی ہے اور سفیان، شریک اور اسرائیل نے عبدالواحد کی موافقت کی ہے اور متن حدیث میں اختلاف کیا ہے اور اس کو مسند نہیں کیا۔ (سنن ابوداؤد)

حضرت عطاء ابن یسار حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی آدمی درمیان نماز شک میں مبتلا ہو جائے اور اسے یاد نہ رہے کہ اس نے تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار رکعتیں تو اسے چاہیے کہ وہ اپنا شک دور کرے اور جس عدد پر اسے یقین ہو اس پر بناء کرے (یعنی کسی ایک عدد کا تعین کر کے نماز پوری کر لے) اور پھر سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کر لے۔ اگر اس نے پانچ رکعتیں پڑھی ہوں گی تو یہ پانچ رکعتیں ان دو سجدوں کے ذریعے اس کی نماز کو جفت کر دیں گی اور اگر اس نے پوری چار رکعتیں پڑھی ہوں گی تو یہ دونوں سجدے شیطان کی ذلت کا سبب بنیں گے مسلم اور مالک نے اس روایت کو عطاء سے بطریق ارسال نقل کیا ہے نیز امام مالک کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ نمازی ان دونوں سجدوں کے ذریعے پانچ رکعتوں کو جفت کر دے گا۔ (مشکوۃ المصابیح)

صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک آدمی نماز پڑھ رہا ہے درمیان نماز وہ شک وشبہ میں مبتلا ہو گیا یعنی اسے یاد نہیں رہا کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں تو اسے چاہئے کہ وہ کمتر عدد کا تعین کرے اور اسی کا گمان غالب کر کے نماز پڑھ لے مثلاً اسے یہ شبہ ہو کہ نہ معلوم میں نے تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار رکعتیں تو اس صورت میں اس تین رکعتوں کا تعین کر کے نماز پوری کرنی چاہیے اور پھر آخری قعدے میں التحیات پڑھنے کے بعد سلام پھیرنے سے پہلے دائیں طرف سلام پھیر کر سہو کے دو سجدے کرنا چاہئے۔ صحیح البخاری کی روایت میں سلام پھیرنے سے پہلے سجدہ سہو کرنے کی قید نہیں ہے چنانچہ اسی وجہ سے ائمہ کے ہاں اس بات پر اختلاف ہے کہ سجدے سلام پھیرنے سے پہلے کرنے چاہئے یا سلام پھیرنے کے بعد۔ اس مسئلے کی تفصیل ہم آئندہ کسی حدیث کے فائدہ کے ضمن میں بیان کریں گے۔

حدیث میں سہو کے دونوں سجدوں کا فائدہ بھی بتایا گیا ہے چنانچہ فرمایا گیا ہے کہ اگر کسی آدمی نے مذکورہ صورت میں تین رکعت کا تعین کر کے ایک رکعت اور پڑھ لی حالانکہ حقیقت میں وہ چار رکعتیں پہلے پڑھ چکا تھا اس طرح اس کی پانچ رکعتیں ہو گئیں تو پانچ رکعتیں ان دونوں سجدوں کی وجہ سے اس کی نماز کو شفع (جفت کر دیں گی کیونکہ وہ دونوں سجدے ایک رکعت کے حکم میں ہیں یعنی یہ پانچ رکعتیں ان دونوں سجدوں سے مل کر چھ رکعت کے حکم میں ہو جائیں گی اور اگر اس نے حقیقت میں تین ہی رکعتیں پڑھی ہیں اور سہو کی صورت میں اس نے تین ہی کا تعین کر کے ایک رکعت اور پڑھی اور اس کی چار رکعتیں پوری ہو گئیں تو اس کے وہ دونوں سجدے شیطان کی ذلت کا سبب بن جائیں گے۔ یعنی اس صورت میں جب کہ اس آدمی نے چار ہی رکعتیں پڑھی ہیں تو دونوں سجدوں کی ضرورت نہیں تھی کہ وہ نماز کو جفت کر دیں جیسا کہ پہلی صورت (پانچ رکعتیں پڑھنے کی صورت) میں ان دونوں سجدوں کی ضرورت تھی لیکن ان دونوں سجدوں کو جو بظاہر زائد معلوم ہوتے ہیں یہ فائدہ ہوا کہ ان سے شیطان کی ذلت وناکامی ہوئی۔ کیونکہ شیطان کا مقصد تو یہ تھا کہ وہ نمازی کو شک وشبہ میں مبتلا کر کے اسے عبادت سے باز رکھے حالانکہ نمازی نے اس کے برعکس دو سجدے اور کر کے عبادت چھوڑنے کی بجائے اس میں زیادتی کی جو یقینی بات ہے کہ شیطان کی ناکامی ونامرادی کا باعث ہے۔

اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ شک کی صورت میں اقل (کمتر) کو اختیار کرنا چاہئے تحری (غالب گمان) پر عمل نہ کیا جائے چنانچہ جمہور ائمہ کا بھی یہی مسلک ہے۔

امام ترمذی کا قول یہ ہے کہ اہل علم میں سے بعض حضرات کا مسلک یہ ہے کہ شک کی صورت میں نماز کا اعادہ کرنا چاہیے یعنی اگر کسی کو درمیان نماز میں رکعتوں کی تعداد کے بارے میں شک ہو جائے تو اسے چاہیے کہ نماز کو از سر نو پڑھے۔

اس مسئلے میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کا حاصل یہ ہے کہ اگر کسی آدمی کو نماز میں شک ہو جائے کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں تو اگر اس آدمی کی عادت شک کرنے کی نہ ہو تو اسے چاہیے کہ پھر نئے سرے سے نماز پڑھے اور اگر اس کو شک ہونے کی عادت ہو تو اپنے غالب گمان پر عمل کرے یعنی جتنی رکعتیں اس کو غالب گمان سے یاد پڑیں تو اسی قدر رکعتیں سمجھے کہ پڑھ چکا ہے اور اگر غالب گمان کسی طرف نہ ہو تو کمتر عدد کو اختیار کرے مثلاً کسی کو ظہر کی نماز میں شک ہوا کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار اور غالب گمان کسی طرف نہ ہو تو اسے کو چاہیے کہ تین رکعتیں شمار کرے اور ایک رکعت اور پڑھ کر نماز پوری کر لے پھر سجدہ سہو کر لے۔

اتنی بات سمجھ لینی چاہیے کہ غالب گمان پر عمل کرنے کی وجہ یہ ہے کہ شریعت میں غالب گمان کو اختیار کرنے کی اصل موجود ہے جیسا کہ اگر کوئی آدمی کسی ایسی جگہ نماز پڑھنا چاہے جہاں سے قبلے کی سمت معلوم نہ ہو سکے تو اس کے لیے حکم ہے کہ وہ جس سمت کے بارے میں غالب گمان رکھے کہ ادھر قبلہ ہے اسی طرف منہ کر کے نماز پڑھ لے اس کی نماز ہو جائے گی۔ غالب گمان کو اختیار کرنے کے سلسلے میں احادیث بھی مروی ہیں۔ چنانچہ صحیحین میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو نماز میں شک واقع ہو جائے تو اسے چاہیے کہ وہ صحیح رائے قائم کر کے (یعنی کسی ایک پہلو پر غالب گمان کر کے) نماز پوری کر لے اس حدیث کو شمنی نے بھی شرح نقایہ میں نقل کیا ہے نیز جامع الاصول میں بھی نسائی سے ایک حدیث تحری (غالب گمان) پر عمل کرنے کے صحیح ہونے کے بارے میں منقول ہے۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب موطا میں تحری کی احادیث کے سلسلے میں یہ کہتے ہوئے کہ تحری کے سلسلے میں بہت آثار وارد ہیں بڑی اچھی بات یہ کہی ہے کہ اگر ایسا نہ کیا جائے یعنی تحری کو قابل قبول نہ قرار دیا جائے تو شک اور سہو سے نجات ملنی بڑے مشکل ہوگی اور پھر شک وشبہ کی صورت میں اعادہ بڑی پریشانی کا باعث بن جائے گا۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس موقع پر مسئلہ مذکورہ کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس موقع پر حاصل کلام یہ ہے کہ اس مسئلہ کے سلسلہ میں تین احادیث منقول ہیں۔ پہلی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نماز میں جب بھی کسی کو شک واقع ہو جائے تو وہ نماز کو از سر نو پڑھے دوسری حدیث کا ماحصل یہ ہے کہ جب کسی کو نماز میں شک واقع ہو جائے تو اسے چاہئے کہ صحیح بات کو حاصل کرنے کے لئے تحری کرے۔ یعنی غالب گمان پر عمل کرے۔ تیسری حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جب نماز میں شک واقع ہو تو یقین پر عمل کرنا چاہیے یعنی جس پہلو پر یقین ہو اسی پر عمل کیا جائے

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان تینوں حدیثوں کو اپنے مسلک میں جمع کر دیا ہے اس طرح کہ انہوں نے پہلی حدیث کو تو مرتبہ شک واقع ہونے کی صورت پر محمول کیا ہے، دوسری حدیث کو کسی ایک پہلو پر غالب گمان ہونے کی صورت پر محمول کیا ہے اور تیسری حدیث کو کسی بھی پہلو پر غالب گمان نہ ہونے کی صورت پر محمول کیا ہے۔

بَابُ مَنْ قَالَ: يُتِمُّ عَلَى أَكْبَرِ ظَنِّهِ

باب: جو لوگ اس بات کے قائل ہیں: وہ اپنے غالب گمان کے مطابق نماز مکمل کرے

1028 - حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ خُصَيْفٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا كُنْتَ فِي صَلَاةٍ فَشَكَكْتَ فِي ثَلَاثٍ، أَوْ أَرْبَعٍ، وَأَكْبَرُ ظَنِّكَ عَلَى أَرْبَعٍ تَشَهَّدْتَ، ثُمَّ سَجَدْتَ سَجْدَتَيْنِ وَأَنْتَ جَالِسٌ، قَبْلَ أَنْ تُسَلِّمَ، ثُمَّ تَشَهَّدْتَ أَيْضًا، ثُمَّ تُسَلِّمُ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عَبْدُ الْوَاحِدِ، عَنْ خُصَيْفٍ، وَلَمْ يَرْفَعْهُ، وَوَافَقَ عَبْدَ الْوَاحِدِ، أَيْضًا سُفْيَانُ، وَشَرِيكٌ، وَإِسْرَائِيلُ، وَاخْتَلَفُوا فِي الْكَلَامِ فِي مَتْنِ الْحَدِيثِ وَلَمْ يُسْنِدُوهُ

ابوعبیدہ بن عبداللہ اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جب تم نماز ادا کر رہے ہو اور تمہیں تین یا چار رکعت کے بارے میں شک ہو جائے اور تمہارا غالب گمان ہو کہ چار رکعت ادا کر لی ہیں تو تم تشہد پڑھ لو اور دو مرتبہ سجدہ کر لو جبکہ تم بیٹھے ہوئے ہو ایسا سلام پھیرنے سے پہلے کرو پھر تم تشہد پڑھو اور سلام پھیرو''۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) عبدالواحد نے خصیف کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے انہوں نے اسے مرفوع حدیث کے طور پر نقل نہیں کیا۔

سفیان، شریک اور اسرائیل نے اس بارے میں عبدالواحد کی موافقت کی ہے انہوں نے حدیث کے متن کے بارے میں اختلاف کیا ہے البتہ انہوں نے اسے مرفوع حدیث کے طور پر نقل نہیں کیا۔

1029 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتُوَائِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، حَدَّثَنَا عِيَاضٌ، ح وحَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبَانُ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ هِلَالِ بْنِ عِيَاضٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلَمْ يَدْرِ زَادَ أَمْ نَقَصَ، فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ قَاعِدٌ، فَإِذَا أَتَاهُ الشَّيْطَانُ، فَقَالَ: إِنَّكَ

1029- صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف لجهالة عياض - وهو ابن هلال الانصارى - وقد اختلف في اسمه، فقيل: هلال بن عياض، وقيل: عياض بن هلال، وقيل: عياض بن ابى زهير، قال محمد بن يحيى الذهلي: الصواب عياض بن هلال، يحيى: هو ابن ابى كثير. واخرج الشطر الاول من الحديث ابن ماجه (1204)، والترمذى (398)، والنسائي في "الكبرى" (590) من طريق هشام الدستوائى، والنسائي (591) من طريق شيبان بن عبد الرحمن النحوى، كلاهما عن يحيى بن ابى كثير، به. وقال الترمذى: حديث حسن. واخرجه النسائي (592) و (593) من طريق الاوزاعى، عن يحيى، عن عياض ابن ابى زهير، عن ابى سعيد الخدرى، فسماه عياض بن ابى زهير. واخرجه ايضاً (594) من طريق عكرمة بن عمار، عن يحيى، عن هلال بن عياض، عن ابى سعيد، فسماه هلال بن عياض. واخرج الشطر الثانى منه ابو يعلى (1241)، وابن خزيمة (29)، وابن حبان (2665)، والحاكم/1341 من طريق هشام الدستوائى، به

قَدْ اَحْدَثْتَ، فَلْيَقُلْ: كَذَبْتَ، اِلَّا مَا وَجَدَ رِيحًا بِاَنْفِهِ، اَوْ صَوْتًا بِاُذُنِهِ، وَهٰذَا لَفْظُ حَدِيثِ اَبَانَ،

قَالَ اَبُو دَاوُدَ: وَقَالَ مَعْمَرٌ، وَعَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ: عِيَاضُ بْنُ هِلَالٍ، وَقَالَ الْاَوْزَاعِيُّ: عِيَاضُ بْنُ اَبِي زُهَيْرٍ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"جب کوئی شخص نماز ادا کرے اور اسے پتہ نہ چلے کہ اس نے زیادہ ادا کی ہے یا کم؟ تو اسے بیٹھنے کے دوران دو دفعہ سجدہ کرنا چاہیے جب شیطان کسی شخص کے پاس آ کر یہ کہے: تم بے وضو ہو گئے ہو تو آدمی کو یہ کہنا چاہیے: تم جھوٹ بول رہے ہو البتہ آدمی اپنی ناک کے ذریعے بو محسوس کرے یا کان کے ذریعے (ہوا خارج ہونے کی) آواز سنے تو حکم مختلف ہے"۔

روایت کے یہ الفاظ ابان کے نقل کردہ ہیں۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے تاہم ایک راوی کے نام کے بارے میں اختلاف ہے۔

1030 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ اَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا قَامَ يُصَلِّي جَاءَهُ الشَّيْطَانُ فَلَبَّسَ عَلَيْهِ حَتّٰى لَا يَدْرِيَ كَمْ صَلّٰى، فَاِذَا وَجَدَ اَحَدُكُمْ ذٰلِكَ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ،

قَالَ اَبُو دَاوُدَ: وَكَذَا رَوَاهُ ابْنُ عُيَيْنَةَ، وَمَعْمَرٌ، وَاللَّيْثُ،

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"جب کوئی شخص کھڑا ہو کر نماز ادا کرتا ہے تو شیطان اس کے پاس آتا ہے اور اسے بھلا دیتا ہے یہاں تک کہ اسے یہ پتہ نہیں چلتا کہ اس نے کتنی نماز ادا کی ہے؟ جب کوئی شخص اس طرح کی صورت حال پائے تو اسے (تشہد میں) بیٹھنے کے دوران دو سجدے ادا کرنے چاہئیں"۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) ابن عیینہ، معمر اور لیث نے اس کی مانند روایت نقل کی ہے۔

1031 - حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ اَبِي يَعْقُوبَ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ، حَدَّثَنَا ابْنُ اَخِي الزُّهْرِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ، بِهٰذَا الْحَدِيثِ بِاِسْنَادِهِ زَادَ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ التَّسْلِيمِ،

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ ابن شہاب زہری کے حوالے سے منقول ہے تاہم اس میں یہ الفاظ زائد ہیں۔

"سلام پھیرنے سے پہلے جب وہ بیٹھا ہو"۔

1032 - حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ، اَخْبَرَنَا اَبِي، عَنِ ابْنِ اِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ الزُّهْرِيُّ، بِاِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ، قَالَ: فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يُسَلِّمَ ثُمَّ لِيُسَلِّمْ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ ابن شہاب زہری کے حوالے سے منقول ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں:
''اسے سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کرنے چاہئیں اور پھر سلام پھیرنا چاہئے''۔

بَابُ مَنْ قَالَ بَعْدَ التَّسْلِيمِ

باب: جو لوگ اس بات کے قائل ہیں: (سجدہ سہو سلام پھیرنے کے بعد ہوگا)

1033 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُسَافِعٍ، أَنَّ مُصْعَبَ بْنَ شَيْبَةَ، أَخْبَرَهُ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ شَكَّ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
''جسے اپنی نماز کے بارے میں شک ہو جائے اسے سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے کرنے چاہئیں''۔

امام شافعی کے نزدیک سجدہ سہو سلام سے پہلے کرنے کا حکم

حضرت عبداللہ ابن بحینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک روز) سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو ظہر کی نماز پڑھائی اور پہلی دو رکعتیں پڑھ کر (پہلے قعدے میں بیٹھے بغیر تیسری رکعت کے لیے) کھڑے ہو گئے، دوسرے لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑے ہو گئے، یہاں تک کہ جب نماز پڑھ چکے اور (آخری قعدے میں) لوگ سلام پھیرنے کے منتظر تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھے بیٹھے تکبیر کہی اور سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کئے اور اس کے بعد سلام پھیرا۔ (صحیح البخاری وصحیح مسلم)

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک میں اس حدیث کے مطابق سجدہ سہو سلام پھیرنے سے پہلے ہی کیا جاتا ہے لیکن دوسری روایتوں میں یہ بھی مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرنے کے بعد ہی سجدہ سہو کیا ہے نیز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی ثابت ہوا ہے کہ وہ سلام پھیرنے کے بعد ہی سجدہ سہو کیا کرتے تھے لہٰذا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عمل اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔

بَابُ مَنْ قَامَ مِنْ ثِنْتَيْنِ وَلَمْ يَتَشَهَّدْ

باب: جو آدمی دو رکعت کے بعد کھڑا ہو جائے اور تشہد نہ پڑھے

1034 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ بُحَيْنَةَ، أَنَّهُ قَالَ: صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قَامَ فَلَمْ يَجْلِسْ، فَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ، فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ وَانْتَظَرْنَا التَّسْلِيمَ كَبَّرَ، فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ التَّسْلِيمِ، ثُمَّ سَلَّمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نماز پڑھاتے ہوئے دو رکعت کے بعد کھڑے ہو گئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے نہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لوگ بھی کھڑے ہو گئے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مکمل کر لی اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلام پھیرنے کا انتظار کر رہے تھے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں سلام پھیرنے سے پہلے بیٹھنے کے دوران تکبیر کہی اور دو مرتبہ سجدہ کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا۔

1035 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا اَبِي، وَبَقِيَّةُ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، بِمَعْنَى اِسْنَادِهِ وَحَدِيثِهِ، زَادَ: وَكَانَ مِنَّا الْمُتَشَهِّدُ فِي قِيَامِهِ.

قَالَ اَبُو دَاوُدَ: وَكَذٰلِكَ سَجَدَهُمَا ابْنُ الزُّبَيْرِ، قَامَ مِنْ ثِنْتَيْنِ قَبْلَ التَّسْلِيمِ، وَهُوَ قَوْلُ الزُّهْرِيِّ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ زائد ہیں۔

''ہم میں سے بعض لوگ قیام کی حالت میں ہی تشہد پڑھ رہے تھے (یعنی انہوں نے تیسری رکعت میں تشہد کے کلمات پڑھے)''

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بھی اسی طرح دو سجدے کیے تھے' جب وہ دو رکعت پڑھنے کے بعد کھڑے ہو گئے تھے۔ انہوں نے سلام پھیرنے سے پہلے (سجدے کیے تھے)

ابن شہاب زہری بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

بَابُ مَنْ نَسِيَ اَنْ يَّتَشَهَّدَ وَهُوَ جَالِسٌ

باب: جو آدمی بھول جائے کہ اس نے تشہد پڑھنا تھا' اور وہ اس وقت بیٹھا ہوا ہو

1036 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْوَلِيدِ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ يَعْنِي الْجُعْفِيَّ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ شُبَيْلٍ الْاَحْمَسِيُّ، عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِي حَازِمٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِذَا قَامَ الْاِمَامُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ، فَاِنْ ذَكَرَ قَبْلَ اَنْ يَّسْتَوِيَ قَائِمًا فَلْيَجْلِسْ، فَاِنِ اسْتَوَى قَائِمًا فَلَا يَجْلِسْ، وَيَسْجُدْ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ.

قَالَ اَبُو دَاوُدَ: وَلَيْسَ فِي كِتَابِي عَنْ جَابِرٍ الْجُعْفِيِّ اِلَّا هٰذَا الْحَدِيثُ

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جب امام دو رکعت کے بعد (بیٹھنے کی بجائے) کھڑا ہو جائے' تو اگر اس کے سیدھا کھڑا ہونے سے پہلے یاد آ جائے' تو اسے بیٹھ جانا چاہئے اور اگر وہ سیدھا کھڑا ہو چکا ہو' تو وہ نہ بیٹھے بلکہ (نماز کے آخر میں) دو مرتبہ سجدہ سہو کر لے''۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میری اس کتاب میں جابر جعفی کے حوالے سے صرف یہی ایک روایت منقول ہے۔

1037 - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْجُشَمِيُّ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، اَخْبَرَنَا الْمَسْعُودِيُّ، عَنْ

زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ، قَالَ: صَلَّى بِنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فَنَهَضَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ، قُلْنَا: سُبْحَانَ اللهِ، قَالَ: سُبْحَانَ اللهِ وَمَضَى، فَلَمَّا أَتَمَّ صَلَاتَهُ وَسَلَّمَ، سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَصْنَعُ كَمَا صَنَعْتُ،

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذٰلِكَ رَوَاهُ ابْنُ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، وَرَفَعَهُ، وَرَوَاهُ أَبُو عُمَيْسٍ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُبَيْدٍ، قَالَ: صَلَّى بِنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ، مِثْلَ حَدِيثِ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ،

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو عُمَيْسٍ أَخُو الْمَسْعُودِيِّ، وَفَعَلَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ مِثْلَ مَا فَعَلَ الْمُغِيرَةُ، وَعِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ، وَالضَّحَّاكُ بْنُ قَيْسٍ، وَمُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ، وَابْنُ عَبَّاسٍ، أَفْتَى بِذٰلِكَ وَعُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ،

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهٰذَا فِيمَنْ قَامَ مِنْ ثِنْتَيْنِ، ثُمَّ سَجَدُوا بَعْدَ مَا سَلَّمُوا

⊛⊛ زیاد بن علاقہ بیان کرتے ہیں: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں نماز پڑھائی وہ دو رکعت کے بعد کھڑے ہو گئے ہم نے سبحان اللہ کہا تو انہوں نے بھی سبحان اللہ کہا اور نماز جاری رکھی جب انہوں نے نماز مکمل کر لی اور سلام پھیر دیا' تو انہوں نے دو مرتبہ سجدہ سہو ادا کیا جب وہ نماز سے فارغ ہوئے' تو انہوں نے کہا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہی کرتے دیکھا ہے' جو میں نے کیا ہے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے' تاہم اس راوی نے اسے مرفوع حدیث کے حوالے سے نقل کیا ہے' جبکہ ابوعمیس نامی راوی نے ثابت بن حمید کا یہ بیان نقل کیا ہے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں نماز پڑھائی' یہ روایت زیاد بن علاقہ کی نقل کردہ روایت کی مانند ہے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) ابوعمیس نامی راوی مسعودی کا بھائی ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے (اس طرح کی صورتحال میں) اسی طرح کیا تھا' جس طرح حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ، حضرت ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ، حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے بھی (اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے)

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حکم ان لوگوں کے لیے ہے' جو دو رکعت پڑھنے کے بعد کھڑے ہو جائیں (اور تشہد میں نہ بیٹھیں) وہ سلام پھیرنے کے بعد سجدہ سہو کریں گے۔

1038 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ، وَالرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ، وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَشُجَاعُ بْنُ مَخْلَدٍ، بِمَعْنَى الْإِسْنَادِ، أَنَّ ابْنَ عَيَّاشٍ، حَدَّثَهُمْ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدٍ الْكَلَاعِيِّ، عَنْ زُهَيْرٍ يَعْنِي ابْنَ سَالِمٍ الْعَنْسِيَّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، قَالَ عَمْرٌو: وَحْدَهُ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ثَوْبَانَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لِكُلِّ سَهْوٍ سَجْدَتَانِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ، وَلَمْ يَذْكُرْ عَنْ أَبِيهِ، غَيْرُ عَمْرٍو-

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''ہر سہو کی وجہ سے سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے کیے جائیں گے''۔

عمرو کے علاوہ اور کسی نے یہ بات نقل نہیں کی کہ راوی نے اپنے والد سے یہ روایت نقل کی ہے۔

بَابُ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ فِيهِمَا تَشَهُّدٌ وَتَسْلِيمٌ

باب: سجدہ سہو کے بعد تشہد پڑھنے اور سلام پھیرنے کا بیان

1039 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنِي أَشْعَثُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ خَالِدٍ يَعْنِي الْحَذَّاءَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِهِمْ فَسَهَا، فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ تَشَهَّدَ، ثُمَّ سَلَّمَ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو نماز پڑھائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سہو ہو گیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ سجدہ کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشہد پڑھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا۔

بَابُ انْصِرَافِ النِّسَاءِ قَبْلَ الرِّجَالِ مِنَ الصَّلَاةِ

باب: نماز کے بعد خواتین کا مردوں سے پہلے ہی اُٹھ کر واپس چلے جانا

1040 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ هِنْدٍ بِنْتِ الْحَارِثِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَلَّمَ مَكَثَ قَلِيلًا، وَكَانُوا يَرَوْنَ أَنَّ ذَلِكَ، كَيْمَا يَنْفُذُ النِّسَاءُ قَبْلَ الرِّجَالِ

سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سلام پھیر لیتے تھے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دیر تک ٹھہرے رہتے تھے۔ لوگ یہ سمجھتے تھے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا اس لیے کرتے تھے تاکہ مردوں سے پہلے خواتین واپس چلی جائیں۔

بَابُ كَيْفَ الِانْصِرَافُ مِنَ الصَّلَاةِ

باب: نماز کے بعد کس طرح اٹھا جائے گا

1041 - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ هُلْبٍ، رَجُلٍ مِنْ طَيِّئٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ يَنْصَرِفُ عَنْ شِقَّيْهِ

حضرت ہلب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کی۔ (نماز کے بعد) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

دونوں طرف سے (دائیں طرف سے بھی اور بائیں طرف سے بھی) اٹھ جایا کرتے تھے۔

1042 - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: لَا يَجْعَلُ أَحَدُكُمْ نَصِيبًا لِلشَّيْطَانِ مِنْ صَلَاتِهِ، أَنْ لَا يَنْصَرِفَ إِلَّا عَنْ يَمِينِهِ، وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَكْثَرُ مَا يَنْصَرِفُ عَنْ شِمَالِهِ. قَالَ عُمَارَةُ: أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ بَعْدُ، فَرَأَيْتُ مَنَازِلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ يَسَارِهِ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کوئی بھی شخص اپنی نماز میں شیطان کا حصہ مخصوص نہ کرے یعنی وہ اس بات کا قائل نہ ہو کہ صرف دائیں طرف سے ہی اٹھا جاسکتا ہے کیونکہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثر بائیں طرف سے اٹھتے دیکھا ہے۔

عمارہ نامی راوی کہتے ہیں: بعد میں جب میں مدینہ منورہ آیا تو میں نے دیکھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رہائشی گھر (یعنی امہات المومنین کے حجرے) بائیں طرف ہی تھے۔

بَابُ صَلَاةِ الرَّجُلِ التَّطَوُّعَ فِي بَيْتِهِ

باب: آدمی کا اپنے گھر میں نفل نماز ادا کرنا

1043 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، أَخْبَرَنِي نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اجْعَلُوا فِي بُيُوتِكُمْ مِنْ صَلَاتِكُمْ، وَلَا تَتَّخِذُوهَا قُبُورًا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''اپنی نماز کا کچھ حصہ گھروں کے لیے بھی رکھو اور ان (گھروں) کو قبرستان نہ بناؤ''۔

1044 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: صَلَاةُ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهِ فِي مَسْجِدِي هَذَا، إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''آدمی کا اپنے گھر میں نماز ادا کرنا میری اس مسجد میں نماز ادا کرنے سے بہتر ہے' البتہ فرض نماز کا حکم مختلف ہے''۔

بَابُ مَنْ صَلَّى لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ ثُمَّ عَلِمَ

باب: جو آدمی قبلہ کی بجائے کسی اور طرف رُخ کر کے نماز ادا کر رہا ہو پھر اسے (قبلہ کی صحیح سمت کے بارے میں) پتہ چل جائے

1045 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ ثَابِتٍ، وَحُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ كَانُوا يُصَلُّونَ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ، فَلَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: (فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ) (البقرة: ١٤٤)، فَمَرَّ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلَمَةَ، فَنَادَاهُمْ وَهُمْ رُكُوعٌ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ: أَلَا إِنَّ الْقِبْلَةَ قَدْ حُوِّلَتْ إِلَى الْكَعْبَةِ، مَرَّتَيْنِ، فَمَالُوا كَمَا هُمْ رُكُوعٌ إِلَى الْكَعْبَةِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پہلے بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز ادا کیا کرتے تھے جب یہ آیت نازل ہوئی:

''تو تم اپنا چہرہ مسجد حرام کی سمت پھیر لو تم لوگ جہاں کہیں بھی ہو اپنے چہرے اس کی طرف پھیر لو''۔

بنو سلمہ سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کا گزر (کچھ لوگوں کے پاس سے ہوا) اس نے بلند آواز میں ان لوگوں کو کہا' جبکہ وہ لوگ اس وقت بیت المقدس کی طرف فجر کی نماز ادا کرتے ہوئے رکوع کی حالت میں تھے (اس شخص نے کہا:)

''خبردار قبلہ کو کعبہ کی طرف پھیر دیا گیا ہے'' (یعنی کعبہ کو قبلہ قرار دے دیا گیا ہے) اس نے دو مرتبہ یہ بات کہی' راوی کہتے ہیں: تو لوگ رکوع کی حالت میں ہی گھوم کر خانہ کعبہ کی طرف ہو گئے۔

تَفرِیعِ اَبوَابِ الجُمُعَةِ

باب: جمعہ کے احکام سے متعلق ابواب

لفظ جمعہ کی وجہ تسمیہ اور معنی ومفہوم کا بیان

امام احمد بن حنبل متوفی ۲٤۱ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ جمعہ کا دن کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں، پھر دوسری بار آپ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ جمعہ کا دن کیا ہے؟ میں نے کہا: نہیں، پھر آپ نے تیسری یا چوتھی بار میں فرمایا: یہ وہ دن ہے جس میں تمہارے باپ آدم (کی تخلیق) کو جمع کیا گیا، اس دن جو مسلمان بھی وضو کر کے مسجد میں جائے، پھر اس وقت تک خاموش بیٹھا رہے حتیٰ کہ امام اپنی نماز پڑھ لے تو یہ عمل اس جمعہ اور اس کے بعد کے جمعہ کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے بہ شرطیکہ اس نے خون ریزی سے اجتناب کیا ہو۔ (مسند احمد ج ٥ ص ٤٤٠ طبع قدیم، مسند احمد ج ۳۹ ص ۱۳۳، رقم الحدیث: ۲۳۷۲۹ موسسۃ الرسالۃ، بیروت، السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ۱٦٦٥، المعجم الکبیر رقم الحدیث: ٦۰۸۹)

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ٦٦۸ لکھتے ہیں:

ابو سلمہ نے کہا: پہلے جمعہ کے دن کو العروبۃ کہا جاتا تھا اور سب سے پہلے جس نے اس دن کا نام الجمعہ رکھا وہ کعب بن لوی ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ سب سے پہلے انصار نے اس دن کا نام الجمعہ رکھا۔

امام ابن سیرین نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے سے پہلے اور جمعہ کی فرضیت نازل ہونے سے پہلے اہل مدینہ جمع ہوئے اور ان ہی لوگوں نے اس دن کا نام الجمعہ رکھا، انہوں نے کہا: یہود کا بھی ایک دن ہے جس میں وہ عبادت کے لئے جمع ہوتے ہیں اور ہر سات دنوں میں ان کا ایک مقدس دن ہے اور وہ السبت (سنیچر) ہے اور نصاریٰ کے لئے بھی اس کی مثل ایک دن ہے اور وہ اتوار کا دن ہے، پس آؤ! ہم بھی ہفتہ میں ایک دن معین کریں جس میں ہم سب جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں اور اس دن خصوصی نماز پڑھیں، پھر انہوں نے کہا: یہود نے سنیچر (ہفتہ) کا دن معین کیا ہے اور نصاریٰ نے اتوار کو دن معین کیا ہے، پھر ہم یوم العروبۃ کا دن معین کرتے ہیں، پھر وہ سب حضرت اسعد بن زرارۃ (ابو امامۃ) رضی اللہ عنہ بیان کرتی ہیں کہ ہر بالغ پر نماز جمعہ کے لئے جانا واجب ہے۔ (سنن کبریٰ للبیہقی ج ۳ ص ۱۷۲ مطبوعہ نشر السنۃ، ملتان)

حضرت ابو الجعد الضمری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے سستی کی وجہ سے تین بار جمعہ کو ترک کر دیا، اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دے گا۔ (سنن ابو داؤد رقم الحدیث: ۱۰٥۲، سنن ترمذی رقم الحدیث: ٥۰۰، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۱۱۲٥)

صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۲۷۸۶ ،المستدرک ج ۱ ص ۲۸۰ سنن بیہقی ج ۳ ص ۱۷۲ مسند احمد ج ۳ ص ٤٢٤)

حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر مسلمان پر جماعت کے کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھنا واجب ہے، ماسوا چار کے: غلام، عورت، بچہ یا بیمار (ھدایہ میں ہے کہ مسافر اور نابینا پر بھی جمعہ کی نماز فرض نہیں ہے۔)

(سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۱۰٦٧)

حضرات ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر بالغ پر جمعہ کے دن غسل کرنا واجب ہے (یعنی ثابت ہے) اور یہ کہ وہ مسواک کرے اور اگر میسر ہو تو خوشبو لگائے۔ الحدیث

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۸۸۰ سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۳٤١ سنن نسائی رقم الحدیث: ۱۳۷۷ سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۱۰۸۹)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے جمعہ کے دن غسل کیا تو فبہا (یہ اچھا کام ہے) اور عمدہ ہے اور جس نے غسل کیا تو غسل کرنا افضل ہے۔

(سنن ترمذی رقم الحدیث: ٤٩٧ سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۳٥٤ سنن نسائی رقم الحدیث: ۱۳۷۹)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے جمعہ کے دن غسل جنابت کی طرح غسل کیا، پھر نماز کے لئے گیا تو گویا اس نے ایک اونٹ صدقہ کیا اور دوسری ساعت میں گیا تو گویا اس نے ایک گائے صدقہ کی اور جو تیسری ساعت میں گیا، اس نے گویا سینگھوں والا مینڈھا صدقہ کیا اور جو چوتھی ساعت میں گیا اس نے گویا مرغی صدقہ کی اور جو پانچویں ساعت میں گیا گویا اس نے انڈا صدقہ کیا، پس جب امام نکل آئے تو فرشتے خطبہ سننے کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۸۸۱ صحیح مسلم رقم الحدیث: ۸٥٠ سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۳٥١ سنن ترمذی رقم الحدیث: ٤٩٩ سنن نسائی رقم الحدیث: ۱۳۸۹)

حضرت السائب بن یزید بیان کرتے ہیں کہ جمعہ کے دن پہلی اذان اس وقت ہوتی تھی جب امام منبر پر بیٹھ جاتا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں یہی معمول تھا، جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا عہد آیا اور لوگ زیادہ ہو گئے تو مقام الزوراء پر تیسری اذان کا اضافہ کر دیا (اقامت کے اعتبار سے تیسری اذان فرمایا ہے۔)

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۹۱۲ سنن ترمذی رقم الحدیث: ٥١٦ سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۱۰۸۷ سنن نسائی رقم الحدیث: ۱٤٩٤)

حضرت السائب بن زیدی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب منبر پر بیٹھ جاتے تو آپ کے سامنے مسجد کے دروازے پر اذان دی جاتی تھی اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے عہد میں بھی۔ (سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۱۰۸۸)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو خطبے دیتے تھے، آپ منبر پر بیٹھ جاتے اور جب مؤذن اذان سے فارغ ہوتا تو آپ کھڑے ہو کر ایک خطبہ دیتے، پھر بیٹھ جاتے اور کوئی بات نہیں کرتے تھے پھر کھڑے ہو کر دوسرا خطبہ دیتے تھے۔

(سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۱۰۹۲)

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے ایام میں سب سے افضل جمعہ کا دن ہے، اسی دن حضرت آدم پیدا ہوئے، اسی دن ان کی روح قبض کی گئی، اسی دن صور پھونکا جائے گا، اسی دن سب بے ہوش ہوں

گے، سوتم اس دن مجھ پر زیادہ درود وسلام پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود وسلام مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ نے کہا: یا رسول اللہ! آپ پر ہمارا درود کیسے پیش کیا جائے گا حالانکہ آپ بوسیدہ ہو چکے ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: بے شک اللہ عزوجل نے زمین پر انبیاء کے کھانے کو حرام کر دیا۔ (سنن ابوداؤد رقم الحدیث:۱۰۴۷، سنن نسائی رقم الحدیث:۱۳۷۳، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث:۱۰۸۵-۱۶۳۶)

لفظ جمعہ میم کے ساکن کے ساتھ اور جمعہ میم کے فتح کے ساتھ ہر دو طرح سے بولا گیا ہے۔

قال فی الفتح قد اختلف فی تسمیة الیوم بالجمعة مع الاتفاق علی انه کان یسمی فی الجاہلیة والعروبة بفتح العین وضم الراء وبالوحدة الخ یعنی جمعہ کی وجہ تسمیہ میں اختلاف ہے اس پر سب کا اتفاق ہے کہ عہد جاہلیت میں اس کو یوم عروبہ کہا کرتے تھے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس دن مخلوق کی خلقت تکمیل کو پہنچی اس لیے اسے جمعہ کہا گیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ تخلیق آدم کی تکمیل اسی دن ہوئی اس وجہ سے اسے جمعہ کہا گیا۔ ابن حمید میں سند صحیح سے مروی ہے کہ حضرت اسعد بن زرارہ کے ساتھ انصار نے جمع ہو کر نماز ادا کی اور حضرت اسعد بن زرارہ نے ان کو وعظ فرمایا پس اس کا نام انہوں نے جمعہ رکھ دیا کیوں کہ وہ سب اس میں جمع ہوئے یہ بھی ہے کہ کعب بن لوی اس دن اپنی قوم کو حرم شریف میں جمع کر کے ان کو وعظ کیا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ اس حرم سے ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے۔ یوم عروبہ کا نام سب سے پہلے یوم جمعہ کعب بن لوی ہی نے رکھا۔ یہ دن بڑی فضیلت رکھتا ہے اس میں ایک ساعت ایسی ہے جس میں جو نیک دعا کی جائے قبول ہوتی ہے۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی روش کے مطابق نماز جمعہ کی فرضیت کے لیے آیت قرآنی سے استدلال فرمایا جمعہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں تمام جماعتوں کا اجتماع ہوتا ہے اس کا تقاضا ہے کہ اس میں تمام جماعتوں کو آنے کی اجازت ہو تا کہ نام کے معنی کا ثبوت ہو۔ (بدائع الصنائع فصل شرائط الجمعہ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

جمعہ پڑھنے والوں کو جمعہ کا دن

(ایسی دلہن کو جس کو اسکے حجلہ عروسی میں خراماں خراماں لے جایا جائے) کی طرح اپنے احاطہ میں لیے ہوئے ہوگا۔ یہ دن ان حضرات کیلئے روشن ہوگا جس کی روشنی میں یہ چلیں گے ان جمعہ پڑھنے والوں کے رنگ پہاڑی برف کی طرح سفید ہوں گے۔

جمعۃ المبارک کو دنوں کا سردار کہا جاتا ہے۔ اس مبارک دن کو اللہ جل مجدہ، نے خصوصی شان سے نوازا ہے مگر اس زمانہ میں اس کے قدردان بہت ہی کم رہ گئے ہیں۔ ابوطالب مکی فرماتے ہیں کہ پہلی صدی ہجری میں دیکھا جاتا تھا کہ سحری اور فجر کے بعد لوگوں سے راستے بھرے ہوتے تھے۔ لوگ دیئے لیکر چلتے تھے اور عید کے دنوں کی طرح رش کر دیتے تھے۔ حتیٰ کہ یہ صورت حال ختم ہوگئی۔ کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلی بدعت جو اسلام میں شروع ہوئی وہ جمعہ کے دن جامع مسجد میں سویرے سویرے نہ پہنچنے کی ہے۔

امام غزالی فرماتے ہیں کیا ہوگیا؟ مسلمان! یہودیوں اور عیسائیوں سے حیا کیوں نہیں کرتے وہ تو اپنے گرجا گھروں کی طرف صبح سویرے پہنچ جاتے ہیں۔ ہفتہ کے دن یا ہفتہ کو اور دنیا کے طلبگار بازاروں میں خرید وفروخت اور منافع کیلئے سویرے سویرے

پہنچ جاتے ہیں۔ یہ آخرت کے طالب ان سے آگے کیوں نہیں بڑھتے۔ فخر دو عالم خاتم الانبیاء سرورِ دو عالم ﷺ کا فرمان مقدس جمعۃ المبارک کی شان کو چار چاند لگا رہا ہے۔ کہ جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات میں چوبیس گھڑیاں ہیں۔ ان میں کوئی گھڑی ایسی نہیں گزرتی مگر اللہ جل شانہ، کی طرف سے اس میں چھ لاکھ مسلمان دوزخ سے آزاد کر دیئے جاتے ہیں۔ بعض راویوں نے یہ الفاظ ذکر کیے ہیں ان سب پر دوزخ واجب ہو چکی تھی۔ (مسند ابو یعلی باسنادہ)

دوسری جگہ فرمان حبیب کبریا ﷺ ہے: جمعہ کا دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام دنوں کا سردار ہے اور ان سب سے بڑا دن ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی کے دن اور عید الفطر کے دن سے بھی بڑا دن ہے۔ اس میں پانچ خصوصیات ہیں۔

1. اس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔

2. اسی میں اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا۔

3. اسی میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو وفات دی۔

4. اسی میں ایک گھڑی ایسی ہے جب بھی کوئی بندہ اس میں اللہ سے سوال کرتا ہے اللہ اس کو عطا کرتے ہیں جب تک کہ وہ اس میں حرام چیز کا سوال نہ کرے۔

5. اسی میں قیامت قائم ہوگی۔ کوئی مقرب فرشتہ اور کوئی آسمان اور کوئی زمین اور کوئی ہوا اور کوئی پہاڑ اور کوئی دریا و سمندر ایسا نہیں ہے مگر یہ سارے جمعہ کے دن سے محبت کرتے ہیں۔ (مسند احمد ابن ماجہ باسناد حسن)

قیامت کے دن جمعہ کی نماز پڑھنے والوں کی شان بھی ملاحظہ ہو کہ رب ذوالجلال کے ہاں کس قدر رفعت وشان اور انعامات حاصل کریں گے۔

چنانچہ حضرت ابو موسیٰ اشعری محبوب مصطفیٰ ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں روز قیامت تمام دنوں کو ان کی اپنی اصلی حالت پر پیش کیا جائیگا جبکہ جمعۃ المبارک کو چمکتا دمکتا ہوا پیش کیا جائے گا۔

یہ دن ان حضرات کیلئے روشن ہوگا اور اس کی روشنی میں یہ چلیں گے ان جمعہ پڑھنے والوں کے رنگ پہاڑی برف کی طرح سفید ہونگے۔ ان کی خوشبو مشک (کستوری) کی طرح ہوگی۔ یہ کافور کے پہاڑ پر آپس میں باتیں کرتے ہونگے۔ ان کی طرف جنات اور انسان دیکھتے ہونگے جب تک یہ جمعہ والے جنت میں داخل نہیں ہونگے ان پر رشک کی نگاہ کو نہیں پھیریں گے۔ ان کے ساتھ کوئی نہیں بیٹھ سکے گا سوائے ان اذان دینے والوں کے جو صرف اللہ کی رضا کیلئے اذان دیتے تھے۔ (ابن خزیمہ بسند حسن)

نماز جمعہ کیلئے تیاری کرنا، غسل کرنا، ناخن کاٹنا، زیر ناف بال کاٹنا، مسواک کرنا، سرمہ لگانا، خوشبو لگانا، نئے یا صاف ستھرے کپڑے پہننا۔ سب سے پہلے اور جلدی جامع مسجد جانا مستحب ہے اور ایک ہفتہ کے گناہ بھی معاف ہوتے ہیں۔

آیئے شاہکار کائنات، فخر موجودات جناب رسالت مآب ﷺ کے مبارک فرمان کو سنتے اور دیکھتے ہیں۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سرور دو عالم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں۔ جو شخص جمعہ کے دن غسل کرتا ہے اور اپنی توفیق کے مطابق پاکیزگی حاصل کرتا ہے اور تیل لگاتا ہے اور اپنے گھر میں موجود خوشبو لگاتا ہے پھر گھر سے نکلتا ہے تو کسی بھی قسم

کے دو شخصوں میں علیحدگی نہیں ڈالتا، پھر جو اس کیلئے ضروری قرار دیا گیا ہے سنت موکدہ نماز کو ادا کرتا ہے پھر جب امام خطبہ شروع کرتا ہے تو یہ خاموش ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس جمعہ سے لیکر اگلے جمعہ تک کے صغیرہ گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔ (بخاری شریف)

لفظ جمعہ جو ہفتہ کے ایک دن کا نام ہے فصیح زبان و لغت کے اعتبار سے جیم اور میم دونوں کے پیش کے ساتھ ہے لیکن جیم کے پیش اور میم کے سکون کے ساتھ بھی مستعمل ہوا ہے۔

اس دن کو جمعہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق جمع اور پوری کی گئی تھی۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اس دن کو جمعے کا نام دینے کی وجہ یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جب بہشت سے دنیا میں اتارے گئے تو اسی دن زمین پر وہ حضرت حوا کے ساتھ جمع ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ علماء نے اور بھی وجہ تسمیہ بیان کئے ہیں چنانچہ بعض حضرات کا قول ہے کہ اس دن چونکہ تمام لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور نماز کے لیے جمع ہوتے ہیں اس لیے اسے یوم الجمعہ کہا جاتا ہے۔

جمعہ اسلامی نام ہے زمانہ جاہلیت میں اس دن کو عروبہ کہا جاتا تھا۔ لیکن بعض علماء کی تحقیق یہ ہے کہ عروبہ بہت قدیم نام تھا مگر زمانہ جاہلیت میں یہ نام بدل گیا تھا اور اس دن کو جمعہ کہا جانے لگا تھا۔

جمعہ کا روز نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے زمانہ جاہلیت میں بھی ایک امتیازی اور شرف و فضیلت کا دن مانا جاتا تھا مگر اسلام نے اس دن کو اس کی حقیقی عظمت و فضیلت کے پیش نظر بہت ہی زیادہ باعظمت و بافضیلت دن قرار دیا۔

گذشتہ صفحات میں یہ بات بیان کی جا چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو نماز سے زیادہ اور کوئی عبادت پسند نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ بندوں پر اللہ جل شانہ کی طرف سے جو بے انتہا نعمتوں کی بارش ہوتی ہے اور جن کا سلسلہ انسان کی پیدائش سے لے کر موت تک ہے۔ بلکہ پیدائش سے قبل اور موت کے بعد بھی انسان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے ہمکنار رہتا ہے۔ اس کے ادائے شکر کے لئے ہر دن میں پانچ وقت نماز مقرر کی اور جمعے کے دن چونکہ تمام دنوں سے زیادہ نعمتیں بندوں پر نازل ہوتی ہیں۔ اس لئے اس دن ایک خاص نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا۔ جماعت کے باب میں جماعت کی حکمتیں اور اس کے فائدے بیان کئے جا چکے ہیں اور یہ بھی ظاہر ہو چکا ہے کہ جماعت میں جتنی زیادہ کثرت ہوگی اور مسلمان جتنی بڑی تعداد میں نماز کے لیے جمع ہوں گے اسی قدر ان فوائد کا زیادہ ظہور ہوتا ہے اور یہ اسی وقت ممکن ہے۔ جب کہ محلوں کے مسلمان اور اس مقام کے اکثر لوگ ایک جگہ جمع ہو کر نماز پڑھیں چونکہ ہر روز پانچوں وقت اس قدر اجتماع لوگوں کی پریشانی و تکلیف کے پیش نظر ممکن نہیں ہوتا اس لیے شریعت نے ہفتے میں ایک دن ایسا مقرر فرما دیا جس میں مختلف محلوں اور گاؤں کے مسلمان آپس میں ایک جگہ جمع ہو کر اس عبادت کو ادا کریں اور چونکہ جمعے کا دن تمام دنوں میں سے افضل و اشرف تھا لہٰذا یہ تخصیص اسی دن کے لیے کی گئی۔

اگلی امتوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے اس دن عبادت کا حکم فرمایا تھا مگر انہوں نے اپنے تمرد و سرکشی اور اپنی بدنصیبی کی بناء پر اس میں اختلاف کیا اور ان کی اس سرکشی کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اس عظیم سعادت سے محروم رہے اور یہ فضیلت و سعادت بھی اسی امت مرحومہ کے حصے میں پڑی ہے۔ یہود نے سنیچر کا دن مقرر کر لیا اس خیال سے کہ اس دن اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کے پیدا کرنے سے فارغ ہوا تھا۔ عیسائیوں نے اتوار کا دن مقرر کیا۔ اس خیال سے کہ یہ دن ابتدائے آفرینش کا ہے۔

چنانچہ اب تک یہ دونوں فرقے ان دنوں میں عبادت کا بہت زیادہ اہتمام کرتے ہیں، اپنے تمام کام کاج چھوڑ کر اس دن چرچ و عبادت گاہوں میں ضرور جاتے ہیں۔عیسائی حکومتوں میں اتوار کے دن اسی سبب سے تمام دفاتر و تعلیم گاہوں میں تعطیل ہوتی ہے۔ بعض مسلم حکومتوں کی یہ مرعوبیت اور بدنصیبی ہے کہ وہ بھی عیسائی حکومتوں کے اس خالص مذہبی طرز عمل کو بدل نہ سکیں اور اپنے ملکوں میں بجائے جمعہ کے اتوار کے دن عام تعطیل کرنے پر مجبور ہیں۔

آیا اذان اول پر جمعہ کی سعی واجب ہے یا اذان ثانی پر؟

اس آیت میں فرمایا ہے: جب جمعہ کے دن (نماز) جمعہ کی اذان دی جائے تو تم اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو۔اس آیت میں یہ الفاظ ہیں: "فاسعوا الی ذکر الله" یعنی تم اللہ کے ذکر (خطبہ) کی طرف سعی کرو۔

علامہ ابوالحسن علی بن محمد الماوردی الشافعی المتوفی ۴۵۰ھ لکھتے ہیں: سعی کی تفسیر میں چار قول ہیں: (۱) دل سے نیت کرنا (۲) نماز جمعہ کی تیاری کرنا یعنی غسل کرنا (۳) اذان کی آواز پر لبیک کہنا (۴) بغیر بھاگے ہوئے نماز کی طرف پیدل چل کر جانا۔اور "ذکر اللہ" کی تفسیر میں تین قول ہیں: (۱) خطبہ میں امام کی نصیحت (۲) نماز کا قوت (۳) نماز۔

اور فرمایا: خرید و فروخت کو چھوڑ دو، یعنی نماز کے وقت خرید و فروخت سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمادیا، ایک قول یہ ہے کہ یہ ممانعت زوال کے وقت سے لے کر نماز سے فراغت تک ہے۔دوسرا قول یہ ہے کہ خطبہ کی اذان سے لے کر نماز سے فراغت تک ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ پہلی اذان بدعت ہے، اس کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایجاد کیا تھا تا کہ لوگ خطبہ سننے کے لئے پہلے سے تیار ہو جائیں، کیونکہ مدینہ بہت وسیع ہو چکا تھا، اس پہلی اذان کے بعد خطبہ سے پہلے خرید و فروخت حرام نہیں ہے۔(النکت والعیون ج ۶ ص ۹-۱۰، دار الکتب العلمیہ، بیروت)۔

علامہ محمد بن علی بن محمد حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں: زیادہ صحیح یہ ہے کہ پہلی اذان کے ساتھ جمعہ کی طرف سعی کرنا واجب ہے، اگرچہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہیں تھی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں شروع ہوئی ہے۔

علامہ سید محمد امین بن عمر بن عبد العزیز شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں: "شرح المنیۃ" میں مذکور ہے کہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے، ایک قول یہ ہے کہ اس اذان پر سعی واجب ہے جو منبر کے سامنے دی جاتی ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں یہی اذان اول تھی، حتیٰ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ میں اذان ثانی شروع کی، جب لوگ زیادہ ہو گئے تو مقام زوراء پر یہ اذان دی جاتی تھی اور زیادہ صحیح یہ ہے کہ وقت کے اعتبار سے یہی اذان اول ہے جو کہ زوال کے بعد منارہ پر دی جاتی تھی۔(الدر المختار و رد المحتار ج ۳ ص ۳۰ دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۱۹ھ)

بَابُ فَضْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَلَيْلَةِ الْجُمُعَةِ

باب: جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات کی فضیلت

1046 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

إِبْرَاهِيْمَ. عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ فِيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، فِيْهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيْهِ أُهْبِطَ، وَفِيْهِ تِيبَ عَلَيْهِ، وَفِيْهِ مَاتَ، وَفِيْهِ تَقُوْمُ السَّاعَةُ، وَمَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا وَهِيَ مُسِيخَةٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، مِنْ حِيْنَ تُصْبِحُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ شَفَقًا مِنَ السَّاعَةِ، إِلَّا الْجِنَّ وَالْإِنْسَ، وَفِيْهِ سَاعَةٌ لَا يُصَادِفُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ يُصَلِّيْ يَسْأَلُ اللّٰهَ حَاجَةً، إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهَا. قَالَ كَعْبٌ: ذٰلِكَ فِيْ كُلِّ سَنَةٍ يَوْمٌ. فَقُلْتُ: بَلْ فِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ، قَالَ: فَقَرَأَ كَعْبٌ التَّوْرَاةَ، فَقَالَ: صَدَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: ثُمَّ لَقِيتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَلَامٍ، فَحَدَّثْتُهُ بِمَجْلِسِيْ مَعَ كَعْبٍ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ: قَدْ عَلِمْتُ أَيَّةَ سَاعَةٍ هِيَ، قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: فَقُلْتُ لَهُ: فَأَخْبِرْنِيْ بِهَا، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ: هِيَ آخِرُ سَاعَةٍ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ، فَقُلْتُ: كَيْفَ هِيَ آخِرُ سَاعَةٍ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ، وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يُصَادِفُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ يُصَلِّيْ، وَتِلْكَ السَّاعَةُ لَا يُصَلِّيْ فِيْهَا، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ: أَلَمْ يَقُلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ جَلَسَ مَجْلِسًا يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ فَهُوَ فِيْ صَلَاةٍ حَتّٰى يُصَلِّيَ، قَالَ: فَقُلْتُ: بَلٰى، قَالَ: هُوَ ذَاكَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جس دن میں بھی سورج طلوع ہوتا ہے ان میں سے' سب سے بہتر جمعہ کا دن ہے اسی دن میں حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اسی دن انہیں زمین پر اتارا گیا۔ اسی دن میں ان کی توبہ قبول ہوئی۔ اسی دن میں ان کا انتقال ہوا۔ اسی دن میں قیامت قائم ہوگی۔ جمعہ کے دن صبح صادق سے لے کر سورج نکلنے تک ہر جانور قیامت کے خوف کی وجہ سے پریشان رہتا ہے صرف جنات اور انسانوں کا معاملہ مختلف ہے۔ اس دن میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ اگر مسلمان بندہ اس وقت نماز ادا کر رہا ہو' تو وہ اللہ سے جو بھی چیز مانگے گا' تو وہ (چیز) اللہ تعالیٰ اسے عطا کردے گا''۔

اس پر کعب نامی راوی نے کہا: یہ گھڑی سال میں صرف ایک دن میں ہوتی ہے میں نے کہا: جی نہیں! بلکہ یہ ہر جمعہ میں ہوتی ہے۔ راوی کہتے ہیں: کعب نے تورات پڑھی تو بولے: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: پھر میری ملاقات حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ میں نے کعب کے ساتھ اپنی ملاقات کے بارے میں انہیں بتایا تو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ مجھے پتہ ہے کہ وہ کون سی گھڑی ہوتی ہے؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے بتایئے کہ وہ کون سی گھڑی ہوتی ہے' تو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ جمعہ کے دن کی آخری گھڑی ہوتی ہے میں نے کہا: یہ جمعہ کے دن کی آخری گھڑی کیسے ہوسکتی ہے' جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔

''اس وقت میں جو بھی مسلمان بندہ نماز ادا کر رہا ہو''۔

(جمعہ کے دن کی جو آخری گھڑی ہے) اس میں تو کوئی نماز ادا نہیں کی جاتی' تو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد نہیں فرمائی ہے۔

''جو شخص نماز کی حالت میں بیٹھا ہوا ہو' تو وہ نماز میں شمار ہوتا ہے' جب تک وہ اسے ادا نہیں کر لیتا''۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے جواب دیا: جی ہاں' تو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہی (مراد) ہے۔

1047 - حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ اَبِي الْاَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ، عَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فِيْهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيْهِ قُبِضَ، وَفِيْهِ النَّفْخَةُ، وَفِيْهِ الصَّعْقَةُ، فَاَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيْهِ، فَاِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ قَالَ: قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ اَرِمْتَ - يَقُوْلُوْنَ: بَلِيْتَ ؟ فَقَالَ: اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''تمہارے دنوں میں سب سے زیادہ فضیلت والا جمعہ کا دن ہے اسی دن میں حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اسی دن ان کا انتقال ہوا اسی دن میں پہلی مرتبہ صور پھونکا جائے گا اسی دن میں دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا۔ تم لوگ اس دن مجھ پر بکثرت درود بھیجا کرو کیونکہ تمہارا درود میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے''۔

راوی بیان کرتے ہیں: لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہمارا درود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیسے پیش کیا جائے گا' جبکہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک) بوسیدہ ہو چکا ہوگا۔

(یہاں راوی نے ایک لفظ مختلف نقل کیا ہے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین کے لیے انبیاء کے جسموں کو (کھانا) حرام قرار دیا ہے''۔

بَابُ الْاِجَابَةِ اَيَّةُ سَاعَةٍ هِيَ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ

باب: جمعہ کے دن میں وہ کون سی گھڑی ہے' جس میں دعا قبول ہوتی ہے

1048 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، اَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ، اَنَّ الْجُلَاحَ، مَوْلَى عَبْدِ الْعَزِيْزِ، حَدَّثَهُ اَنَّ اَبَا سَلَمَةَ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، حَدَّثَهُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ: يَوْمُ الْجُمُعَةِ ثِنْتَا عَشْرَةَ - يُرِيْدُ - سَاعَةً، لَا يُوْجَدُ مُسْلِمٌ يَسْاَلُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ شَيْئًا، اِلَّا اَتَاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ، فَالْتَمِسُوْهَا آخِرَ سَاعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جمعہ کے دن میں بارہ گھڑیاں ہیں' (ان میں ایک گھڑی ایسی ہے) جو بھی مسلمان اللہ تعالیٰ سے جو بھی چیز مانگتا ہے' تو

اللہ اسے وہ چیز عطا کر دیتا ہے۔ تم اس (مخصوص گھڑی کو) عصر کے بعد کی آخری گھڑی میں تلاش کرو"۔

1049 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، اَخْبَرَنِیْ مَخْرَمَةُ يَعْنِي ابْنَ بُكَيْرٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ بْنِ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ، قَالَ: قَالَ لِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ: اَسَمِعْتَ اَبَاكَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ شَاْنِ الْجُمُعَةِ - يَعْنِي السَّاعَةَ ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: هِيَ مَا بَيْنَ اَنْ يَّجْلِسَ الْاِمَامُ، اِلٰى اَنْ تُقْضَى الصَّلَاةُ.
قَالَ اَبُوْ دَاؤدَ: يَعْنِيْ عَلَى الْمِنْبَرِ

ابو بردہ بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھ سے یہ دریافت کیا: کیا تم نے اپنے والد (حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) کو جمعہ کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق کوئی حدیث بیان کرتے ہوئے سنا ہے ان کی مراد یہ تھی کہ جمعہ کے دن کی مخصوص گھڑی کے بارے میں (کوئی حدیث بیان کرتے سنا ہے) میں نے جواب دیا: جی ہاں میں نے انہیں یہ بیان کرتے سنا ہے وہ کہتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا تھا۔

"یہ گھڑی امام کے بیٹھنے سے لے کر نماز ختم ہونے تک کے درمیانی وقت میں ہوتی ہے"۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) اس سے مراد یہ ہے کہ امام منبر پر بیٹھے۔

جمعہ کے دن میں قبولیت کی ساعت ہونے کا بیان

اس بارے میں پینتیس اقوال منقول ہیں: (۱) جمعے کے روز فجر کی نماز کے لئے مؤذن کے اذان دینے کا وقت۔ (۲) فجر کے طلوع ہونے سے آفتاب کے طلوع ہونے تک کا وقت۔ (۳) عصر سے آفتاب غروب ہونے تک کا وقت۔ (۴) خطبے کے بعد امام کے منبر سے اترنے سے تکبیر تحریمہ کہنے جانے تک کا وقت۔ (۵) آفتاب نکلنے کے بعد فوراً بعد کی ساعت۔ (۶) طلوع آفتاب کا وقت۔ (۷) ایک پہر باقی دن کی آخری ساعت۔ (۸) زوال شروع ہونے سے آدھا سایہ ہو جانے تک کا وقت۔ (۹) زوال شروع ہونے سے ایک ہاتھ سایہ آ جانے تک کا وقت۔ (۱۰) ایک بالشت آفتاب ڈھلنے کے بعد سے ایک ہاتھ آفتاب ڈھل جانے تک کا وقت۔

(۱۱) عین زوال کا وقت۔ (۱۲) جمعے کی نماز کے لئے مؤذن جب اذان کہے وہ وقت۔ (۱۳) زوال شروع ہونے سے نماز جمعہ سے فارغ ہونے تک کا وقت۔ (۱۴) زوال شروع ہونے سے امام کے نماز جمعہ سے فارغ ہونے تک کا قت۔ (۱۵) زوال آفتاب تک کا وقت۔ (۱۶) خطبے کے لئے امام کے منبر پر چڑھنے سے نماز جمعہ شروع ہونے تک کا وقت۔ (۱۷) امام کے نماز جمعہ سے فارغ ہونے تک کا وقت۔ (۱۸) خطبے کے لئے امام کا منبر پر چڑھنے اور ادائیگی نماز کے درمیان کا وقت۔ (۱۹) اذان سے ادائیگی نماز کے درمیان کا وقت۔ (۲۰) امام کے منبر پر بیٹھنے سے نماز پوری ہو جانے تک کا وقت۔

(۲۱) خرید و فروخت کے حرام ہونے اور ان کے حلال ہونے کے درمیان کا وقت یعنی اذان کے وقت سے نماز جمعہ ختم ہو جانے تک۔ (۲۲) اذان کے قریب کا وقت۔ (۲۳) امام کے خطبہ شروع کرنے اور خطبہ ختم کرنے تک کا وقت۔ (۲۴) خطبے کے

لیے امام کے منبر پر چڑھنے اور خطبہ شروع کرنے کا درمیانی وقت۔ (۲۵) دونوں خطبوں کے درمیان امام کے منبر سے اترنے کا وقت۔ (۲۶) نماز کے لئے تکبیر شروع ہونے سے امام کے مصلے پر کھڑے ہونے تک کا وقت۔ (۲۷) خطبہ سے فراغت کے بعد امام کے منبر سے اترنے کا وقت۔ (۲۸) تکبیر شروع ہونے سے اختتام نماز تک کا وقت۔ (۲۹) جمعہ کی نماز سے فراغت کے فورا بعد کا وقت۔ (۳۰) عصر کی نماز سے غروب آفتاب تک کا وقت۔ (۳۱) نماز عصر کے درمیان کا وقت۔ (۳۲) عصر کی نماز سے (غروب آفتاب سے پہلے) نماز کا آخری وقت مستحب رہنے تک کا وقت۔ (۳۳) مطلقاً نماز عصر کے بعد کا وقت۔ (۳۴) نماز عصر کے بعد کی آخری ساعت۔ (۳۵) اور وہ وقت جب کہ آفتاب ڈوبنے لگے۔

منقول ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت فاطمہ الزہرا اور تمام اہل بیت نبوت رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے خادموں کو متعین کرتے تھے کہ وہ ہر جمعے کے روز آخری گھڑی کا خیال رکھیں اور اس وقت سب کو یاد دلائیں تا کہ وہ سب اس گھڑی میں پروردگار کی عبادت، اس کے فکر اور اس سے دعا مانگنے میں مشغول ہو جائیں۔ یہاں جو حدیث نقل کی گئی ہے اس کے متعلق بلقینی سے پوچھا گیا کہ خطبے کے وقت دعا کیونکر مانگی جائے کیونکہ یہ حکم ہے کہ جب امام خطبہ پڑھ رہا ہو اس وقت خاموشی اختیار کی جائے۔ اس کے جواب میں انہوں نے فرمایا کہ" دعا کے لئے تلفظ شرط نہیں ہے بلکہ اپنے مقصود و مطلوب کا دل میں دھیان رکھنا کافی ہے یعنی دعا کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ دعا کے الفاظ زبان سے ادا کئے جائیں بلکہ یہ بھی کافی ہے کہ دل ہی دل میں دعا مانگ لی جائے اس طرح مقصود بھی حاصل ہو جائے گا اور خطبے کے وقت خاموش رہنے کے شرعی حکم کے خلاف بھی نہیں ہوگا۔ حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ" یہ بات مجھے معلوم ہوئی ہے کہ جمعے کی شب میں بھی مانگی جانے والی دعا قبول ہوتی ہے۔

بَابُ فَضْلِ الْجُمُعَةِ

باب: جمعہ کی فضیلت

1050 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ، ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ فَاسْتَمَعَ وَأَنْصَتَ غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَ الْجُمُعَةِ، إِلَى الْجُمُعَةِ، وَزِيَادَةَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، وَمَنْ مَسَّ الْحَصَى فَقَدْ لَغَا

❁❁ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص وضو کرتے ہوئے اچھی طرح وضو کرے پھر وہ جمعہ کی نماز کے لیے آئے غور سے اور خاموشی سے (خطبہ سنے)
تو اس شخص کے اس جمعہ سے لے کر اگلے جمعہ تک کے' اور مزید تین دنوں تک کے (گناہوں کی) مغفرت ہو جاتی ہے
اور جو شخص (امام کے خطبہ کے دوران) کنکریوں سے کھیلتا ہے وہ لغو حرکت کا مرتکب ہوتا ہے''۔

1050- اسناده صحيح. ابو صالح: هو ذكوان السمان، والاعمش: هو سليمان بن مهران، وابو معاوية: هو محمد بن خازم الضرير، ومُسَدَّد: هو ابن مُسَرهَد. واخرجه مسلم (857)، وابن ماجه (1090)، والترمذي (504) من طريق ابي معاوية، بهذا الاسناد. واخرجه بنحوه مسلم (857) من طريق سهيل بن ابي صالح، عن ابيه، عن ابي هريرة. وفيه: "من اغتسل" بدل: "من توضا"، ولم يذكر مس الحصى، وزاد: "فصلى ما قدر له، ثم انصت...." وهو في "مسند احمد" (9484)، و"صحيح ابن حبان" (1231). وانظر ما سلف عند المصنف برقم (343).

1051 - حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى، اَخْبَرَنَا عِيسٰى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَطَاءٌ الْخُرَاسَانِيُّ، عَنْ مَوْلَى امْرَاَتِهِ اُمِّ عُثْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلٰى مِنْبَرِ الْكُوفَةِ يَقُولُ: اِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، غَدَتِ الشَّيَاطِينُ بِرَايَاتِهَا اِلَى الْاَسْوَاقِ، فَيَرْمُونَ النَّاسَ بِالتَّرَابِيثِ، اَوِ الرَّبَائِثِ، وَيُثَبِّطُونَهُمْ عَنِ الْجُمُعَةِ، وَتَغْدُو الْمَلَائِكَةُ فَيَجْلِسُونَ عَلٰى اَبْوَابِ الْمَسْجِدِ، فَيَكْتُبُونَ الرَّجُلَ مِنْ سَاعَةٍ، وَالرَّجُلَ مِنْ سَاعَتَيْنِ، حَتّٰى يَخْرُجَ الْاِمَامُ، فَاِذَا جَلَسَ الرَّجُلُ مَجْلِسًا يَسْتَمْكِنُ فِيهِ مِنَ الِاسْتِمَاعِ وَالنَّظَرِ، فَاَنْصَتَ وَلَمْ يَلْغُ كَانَ لَهُ كِفْلَانِ مِنْ اَجْرٍ، فَاِنْ نَاَى وَجَلَسَ حَيْثُ لَا يَسْمَعُ فَاَنْصَتَ وَلَمْ يَلْغُ لَهُ كِفْلٌ مِنْ اَجْرٍ، وَاِنْ جَلَسَ مَجْلِسًا يَسْتَمْكِنُ فِيهِ مِنَ الِاسْتِمَاعِ وَالنَّظَرِ فَلَغَا، وَلَمْ يُنْصِتْ كَانَ لَهُ كِفْلٌ مِنْ وِزْرٍ، وَمَنْ قَالَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لِصَاحِبِهِ: صَهٍ، فَقَدْ لَغَا، وَمَنْ لَغَا فَلَيْسَ لَهُ فِي جُمُعَتِهِ تِلْكَ شَيْءٌ، ثُمَّ يَقُولُ فِي آخِرِ ذٰلِكَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ذٰلِكَ.

قَالَ اَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ ابْنِ جَابِرٍ، قَالَ: بِالرَّبَائِثِ، وَقَالَ: مَوْلَى امْرَاَتِهِ اُمِّ عُثْمَانَ بْنِ عَطَاءٍ

عطاء خراسانی اپنی اہلیہ اُمّ عثمان کے غلام کا یہ بیان نقل کرتے ہیں:

میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کوفہ کے منبر پر یہ بیان کرتے سنا۔

''جب جمعہ کا دن آتا ہے' تو شیاطین اپنے جھنڈے لے کر بازار کا رخ کرتے ہیں اور لوگوں کو مختلف مشاغل میں مصروف کر دیتے ہیں اور جمعہ سے تاخیر کروا دیتے ہیں۔ فرشتے مسجد کے دروازوں کے پاس آ کر بیٹھ جاتے ہیں اور درجہ بدرجہ پہلے آنے والوں کے نام نوٹ کرتے ہیں' پھر دوسری گھڑی میں آنے والوں کے نام نوٹ کرتے ہیں یہاں تک کہ امام آ جاتا ہے۔ جب کوئی شخص کسی جگہ پر جم کر بیٹھ جائے وہ غور سے اور دیکھ کر (خطبہ سنے) خاموش رہے اس دوران کوئی لغو حرکت نہ کرے تو اسے اجر کے دو حصے ملتے ہیں اور اگر وہ شخص (امام سے) دور ہو اور ایسی جگہ بیٹھا ہو جہاں سے اسے (خطبہ کی آواز) سنائی نہ دے اور وہ خاموش رہے اور کوئی لغو حرکت نہ کرے تو اسے اجر کا ایک حصہ ملتا ہے اور اگر وہ کسی ایسی جگہ پر بیٹھے جہاں وہ (خطبے کے الفاظ) سن سکتا ہو اور (امام کی طرف) دیکھ سکتا ہو' تو اگر وہ لغو حرکت کا مرتکب ہو یا خاموش نہ رہے' تو اسے گناہ کا ایک حصہ ملتا ہے اور جو شخص جمعہ کے دن اپنے ساتھی سے یہ کہے خاموش رہو' تو اس نے بھی لغو حرکت کی اور جو شخص لغو حرکت کرتا ہے اس کو جمعہ میں سے صرف وہ حرکت ہی ملتی ہے''۔

پھر اس کے آخر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ بیان کیا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

بَابُ التَّشْدِيدِ فِي تَرْكِ الْجُمُعَةِ

باب: جمعہ ترک کرنے کی شدید مذمت

1052 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبِيدَةُ بْنُ سُفْيَانَ الْحَضْرَمِيُّ، عَنْ أَبِي الْجَعْدِ الضَّمْرِيِّ، وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ تَرَكَ ثَلَاثَ جُمَعٍ تَهَاوُنًا بِهَا، طَبَعَ اللَّهُ عَلَى قَلْبِهِ

حضرت ابوالجعد ضمری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص جمعہ کو کم تر سمجھتے ہوئے تین جمعے چھوڑ دے تو اللہ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے''۔

شرح

حضرت عبداللہ ابن عمر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما دونوں راوی ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے منبر کی لکڑی (یعنی اس کی سیڑھیوں) پر یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ لوگ نماز جمعہ کو چھوڑنے سے باز رہیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا اور وہ غافلوں میں شمار ہونے لگیں گے۔ (صحیح مسلم، مشکوٰۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 1343)

مطلب یہ ہے کہ ان دونوں چیزوں میں سے ایک چیز مقرر ہے یا تو نماز جمعہ کو نہ چھوڑنا، یا دلوں پر مہر لگ جانا، اگر لوگ نماز جمعہ نہیں چھوڑیں گے تو ان کے دلوں پر مہر نہ لگے گی اور اگر چھوڑ دیں گے تو ان کے دلوں پر مہر لگا دی جائے گی۔ "دلوں پر مہر لگانا" اس بات سے کنایہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے بدبخت لوگوں کے دلوں کو انتہائی غفلت میں مبتلا کر دے گا اور انہیں نصیحت و بھلائی قبول کرنے سے باز رکھے گا۔ جس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ ان کے حق میں یہی نکلے گا کہ ایسے لوگ اللہ کے سخت عذاب میں مبتلا کئے جائیں گے۔

یایها الذین امنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ۔ (الجمعہ)

اس میں تیرہ مسائل ہیں:

مسئلہ نمبر ۱:- یایها الذین امنوا اذا نودی الصلوٰۃ من یوم الجمعۃ حضرت عبداللہ بن زبیر اور اعمش وغیرہ نے الجمعۃ میم کو ساکن کرتے ہوئے تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے۔ یہ دونوں لغتیں ہیں، ان دونوں کی جمع جمع اور جمعات آتی ہے۔ فراء نے کہا، الجمعۃ (میم کے سکون کے ساتھ) الجمعۃ (میم کے ضمہ کے ساتھ) اور الجمعہ میم کے فتحہ کے ساتھ یہ یوم کی صفت ہے، یعنی یہ لوگوں کو جمع کرتا ہے جس طرح ضحکۃ اسے کہتے ہیں جو لوگوں کو ہنساتا ہے۔ حضرت ابن عباس نے کہا، قرآن حکیم تثقیل و تفخیم کے ساتھ نازل ہوا ہے۔ اسے جمعہ پڑھا کرو یعنی میم مضموم ہے۔ فراء اور ابوعبیدہ نے کہا، تخفیف زیادہ مناسب اور اچھی ہے جس طرح غرفۃ سے غرف، طرفۃ سے طرف، حجرہ سے حجر جمع آتی ہے۔ میم کا فتحہ بنی عقیل کی لغت ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے، یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لغت ہے۔ حضرت سلمان فارسی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اسے جمعہ کا نام دیا گیا ہے کیونکہ اس روز اللہ تعالیٰ

نے حضرت آدم (علیہ السلام) کی تخلیق کو جمع کیا (۱) ایک قول یہ کیا گیا ہے: اللہ تعالیٰ اس میں ہر شی کی تخلیق سے فارغ ہوا تو اس میں مخلوق جمع ہو گئیں۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے، اس میں جماعتیں جمع ہوتی ہیں۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے، لوگ اس میں نماز کے لئے جمع ہوتے ہیں، من، فی کے معنی میں ہے، یعنی "جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اورنی ماذا خلقوا من الارض (فاطر: ۰۰) یہاں بھی من فی کے معنی میں ہے۔

مسئلہ نمبر ۲:۔ ابوسلمہ نے کہا: جس نے سب سے پہلے امابعد کے الفاظ کہے وہ کعب بن لوی سمجھتا ہی وہ پہلا شخص ہے جس نے جمعہ کو جمعہ کا نام دیا (۱) یوم جمعہ کو عروبہ کہا جاتا تھا۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: سب سے پہلے انصار نے اسے جمعہ کا نام دیا۔ ابن سیرین نے کہا، نبی کریم ﷺ نے مدینہ تشریف لانے سے قبل اور نماز جمعہ کی ادائیگی کا حکم آنے سے قبل جمعہ پڑھا اس کی وجہ یہ بنی کہ انصار نے کہا، یہودیوں کا بھی ایک دن ہے۔ جس میں وہ سب اکٹھے ہوتے ہیں ہر سات دنوں میں ایک دن ہے اور وہ ہفتے کا دن ہے۔ نصاریٰ کے لئے بھی اسی کی مثل ایک دن ہے۔ وہ اتوار ہے۔ آؤ ہم بھی جمع ہوں تا کہ ہم ایک دن مقرر کریں جس میں ہم اللہ کا ذکر کریں اور اس میں نماز پڑھیں یا جس طرح انہوں نے بات کی۔ انہوں نے کہا، ہفتہ کا دن، یہودیوں کے لئے ہے، اتوار انصاری کے لئے ہے، تم وہ دن عروبہ کا معین کرلو۔ سب صحابہ حضرت اسعد بن زرارہ کے ہاں اکٹھے ہوئے حضرت اسعد بن زرارہ جو حضرت ابوامامہ کے والد تھے نے انہیں دو رکعت نماز پڑھائی اور انہیں نصیحت کی جب وہ جمع ہوئے تو انہوں نے اس کا نام یوم الجمعہ رکھ دیا۔ حضرت اسعد بن زراہ نے ان کے لئے ایک بکری ذبح کی۔ انہوں نے رات کا کھانا بھی اسی سے کھایا اور دن کا کھانا بھی اسی سے کھایا۔ اسلام میں یہ پہلا جمعہ تھا۔

میں کہتا ہوں: روایت بیان کی جاتی ہے: وہ کل بارہ افراد تھے جس طرح روایت بیان کی جاتی ہے۔ اس روایت میں یہ بھی آیا ہے، جس صحابی نے سب کو جمع کیا اور انہیں نماز پڑھائی وہ حضرت اسعد بن زرارہ تھے۔ عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک اپنے باپ کعب سے اسی طرح روایت نقل کرتے ہیں جس کا ذکر آنے والا ہے۔ بیہقی نے کہا، ہم نے موسیٰ بن عقبہ سے وہ ابن شہاب زہری سے وہ حضرت مصعب بن عمیر سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت مصعب بن عمیر نے سب سے پہلے مسلمانوں کو مدینہ طیبہ میں جمعہ پڑھایا۔ یہ نبی کریم ﷺ کے مدینہ طیبہ آنے سے پہلے کا واقعہ ہے۔ بیہقی نے کہا: یہ احتمال ہوسکتا ہے کہ حضرت مصعب بن عمیر نے حضرت اسعد بن زرارہ کی مدد سے انہیں جمع پڑھایا ہے تو حضرت کعب نے اس امر کو حضرت اسعد کی طرف مضاف کیا۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

بارہ ربیع الاول شریف کو پہلی بار نماز جمعہ پڑھا گیا

ابراہیم بن سعد نے بروایت ابن اسحٰق بارہ تاریخ ربیع الاول کی بیان کی ہے۔ (تفسیر مظہری، سورہ جمعہ، لاہور)

پہلا جمعہ جو نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کو پڑھایا اہل سیر اور اہل تاریخ نے کہا: رسول اللہ ﷺ ہجرت کرتے ہوئے آئے یہاں تک کہ قباء میں بنی عمرو بن عوف کے ہاں بروز پیر بارہ ربیع الاول چاشت کے وقت جلوہ افروز ہوئے۔ اسی سال سے تاریخ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ ﷺ وہاں جمعرات تک مقیم رہے اور ان کی مسجد کی بنیاد رکھی پھر آپ ﷺ جمعہ کے روز مدینہ طیبہ

کے لئے نکلے تو نماز جمعہ کا وقت بنی سالم بن عوف کے ہاں ان کی وادی میں ہو گیا قوم نے اسی جگہ مسجد بنالی نبی کریم ﷺ نے انہیں جمعہ کی نماز پڑھائی اور انہیں خطبہ دیا۔ یہ وہ پہلا خطبہ ہے جو آپ ﷺ نے مدینہ طیبہ میں دیا۔ اس میں فرمایا: "تمام تر تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں، میں اس کی حمد کرتا ہوں، اس سے مدد کا خواستگار ہوں، اس سے بخشش کا طالب ہوں، اس سے ہدایت کا سوال کرتا ہوں، میں اس پر ایمان لاتا ہوں، میں اس کے ساتھ کفر نہیں کرتا، جو اس کا انکار کرتا ہے میں اس کے ساتھ دشمنی رکھتا ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول میں ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ہدایات اور دین کے ساتھ نور، موعظہ اور حکمت کے ساتھ بھیجا جبکہ رسولوں کی بعثت میں انقطاع ہو چکا تھا، علم کی کمی تھی، لوگ گمراہ تھے، زمانے میں انقطاع واقع ہو چکا تھا۔

قیامت قریب آ چکی ہے اور اجل قریب ہے جو آدمی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ ہدایت پا جائے گا اور جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا تو وہ گمراہ ہو جائے گا، تفریط کا شکار ہو گیا اور گمراہی میں دور چلا جئے گا۔ میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے تقویٰ اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ یہ وہ بہترین چیز ہے جس کی ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو وصیت کرتا ہے کہ اسے آخرت پر برانگیختہ کرے اور اسے اللہ تعالیٰ سے تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دے اللہ تعالیٰ نے تمہیں جن چیزوں سے محتاط رہنے کا حکم دیا ہے ان سے محتاط رہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ سے تقویٰ اس آدمی کے لئے، جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اعمال کرتا ہے، سچی مدد ہے ان چیزوں کے لئے جو تم آخرت میں چاہتے ہ، جو آدمی پوشیدہ اور ظاہر حالت میں اپنے اور اپنے رب کے معاملات کو درست کرتا ہے وہ صرف اللہ کی رضا کا طالب ہوتا ہے، دنیا میں یہ اس کے لئے ذکر بن جاتا ہے اور موت کے بعد اس کے لئے ذخیرہ بن جاتا ہے۔ جب انسان اس چیز کا محتاج ہوتا ہے جو اس نے آگے بھیجا۔ جو اس کے علاوہ ہے اس کے بارے میں وہ چاہے گا کاش! اس کے اور اس کے عمل کے درمیان بہت ہی دور ہو۔ ویحذرکم اللہ نفسہ واللہ رؤف بالعباد۔ (آل عمران) اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی پکڑ سے خبردار کرتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ شفقت فرمانے والا ہے، اس کا قول سچا ہے اور اس نے اپنا عدہ سچ کر دکھایا ہے۔ اس کی جانب سے کوئی وعدہ خلافی نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ما یبدل القول لدی وما انا بظلام للعبید۔ (ق) جو آدمی اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی سیات بخش دیتا ہے اور اسے اجر عظیم عطا فرماتا ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ سے تقویٰ اختیار کرتا ہے تو اس نے بہت بڑی کامیابی حاصل کی۔ بے شک اللہ تعالیٰ سے تقویٰ اس کی ناراضگی سے بچاتا ہے، اس کی سزا سے محفوظ رکھتا ہے اور اس کی ناراضگی سے بچاتا ہے۔

بے شک اللہ تعالیٰ سے تقویٰ چہروں کو روشن کرتا ہے، رب کو راضی کرتا ہے اور درجات کو بلند کرتا ہے۔ اپنا حصہ لو اور اللہ تعالیٰ کے حصہ میں کمی نہ کرو اس نے تمہیں اپنی کتاب کی تعلیم دی ہے، تمہارے لئے اپنا راستہ واضح کیا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ سچوں کو بھی جان لیں اور جھوٹوں کو بھی جان لے۔ اس طرح اچھے اعمال کرو جس طرح اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ احسان کیا ہے، اس کے دشمنوں سے دشمنی کرو، اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرو جس طرح جہاد کرنے کا حق ہے۔ اس نے ہی تمہیں چنا ہے اور تمہارا نام مسلمان رکھا ہے تا کہ جو ہلاک ہو وہ دلیل سے ہلاک ہو اور جو زندہ رہے وہ دل سے زندہ رہے۔ ولا حول ولا قوۃ العظیم اللہ تعالیٰ کا ذکر

کثرت سے کرو موت کے بعد کے لئے عمل کرو کیونکہ جو اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان معاملات کو درست کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اور لوگوں کے درمیان معاملات کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں پر غالب ہے۔ لوگ اس پر غالب نہیں وہ لوگوں کا مالک ہے، لوگ اس کے مالک نہیں اللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اس کے بعد جو پہلا جمعہ کسی دیہات میں پڑھا گیا اسے ''جواثی'' کہتے، یہ بحیرن کے دیہاتوں میں سے ایک تھا۔ ایک قول یہ کیا گیا: سب سے پہلے جس نے اسے جمعہ کا نام دیا وہ کعب بن لوی بن غالب تھا کیونکہ اسی روز قریش کعب کے پاس جمع ہوئے تھے جس طرح یہ بات پہلے گزر چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

مسئلہ نمبر ۳:۔ اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے لئے مومنین کو خطاب فرمایا ہے، کافروں کو خطاب نہیں فرمایا: مقصد ان کی تکریم اور شرف کا اظہار ہے۔ فرمایا: یایھا الذین امنوا پھر ندا کے ساتھ انہیں خاص کیا اگرچہ واذا نادیتم الی الصلاۃ کے عموم کے تحت یہ داخل ہے تاکہ اس کے وجوب اور فرض کی تاکید پر دلالت کرے۔ بعض علماء نے کہا، نماز جمعہ یہاں اجماع سے معلوم ہو رہی ہے۔ لفظ سے معلوم نہیں ہو رہی (۱) ابن عربی نے کہا، میرے نزدیک یہ ایک نکتہ کی وجہ سے نفس لفظ سے معلوم ہو رہی ہے۔ وہ من یوم الجمعۃ کے الفاظ ہیں یہ سارے فائدہ بھی بہم پہنچاتا ہے کیونکہ وہ ندا جو اس دن کے ساتھ خاص ہے وہ اس نماز کے لئے ہی ندا ہے، باقی ندائیں تو تمام دنوں کے لئے ہیں۔ اگر اس سے مراد جمعہ کی ندا نہ ہو تو اس کی تخصیص اور اضافت کا کوئی معنی اور فائدہ نہ ہوتا۔

مسئلہ نمبر ٤۔ اذان کا حکم سورۃ المائدہ میں گزر چکا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اذان اس طرح تھی جس طرح تمام نمازوں کے لئے ہوتی تھی۔ نبی کریم ﷺ جب منبر پر بیٹھتے تو ایک اذان دی جاتی۔ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، اور حضرت علی شیر خدا کوفہ میں اسی طرح کرتے تھے۔ جب مدینہ طیبہ میں لوگوں کی تعداد زیادہ ہو گئی تو حضرت عثمان نے اپنے گھر پر تیسری اذان کا اضافہ کیا جو ان کے گھر پر دی جاتی۔ جس گھر کو زوراء کہتے۔ جب لوگ یہ اذان سنتے تو آ جاتے یہاں تک کہ جب حضرت عثمان منبر پر بیٹھتے تو موذن اذان کہتا پھر حضرت عثمان خطبہ ارشاد فرماتے، اسے ابن ماجہ نے اپنی سنن میں محمد بن اسحاق سے وہ زہری سے وہ حضرت سائب بن یزید سے روایت نقل کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے لئے ایک موذن ہوتا جب آپ نیچے اترتے تو وہ اقامت کہتا۔ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کے دور میں یہی معمول تھا۔ جب حضرت عثمان کا دور آیا اور لوگوں کی تعداد زیادہ ہو گئی تو بازار میں ایک گھر کے اوپر ایک اذان کا اضافہ کیا جسے زوراء کہتے۔ جب حضرت عثمان باہر آتے تو موذن اذان دیتا اور جب منبر سے نیچے اترتے تو موذن اقامت کہتا۔ امام بخاری نے مختلف طریق سے اس معنی میں روایات نقل کی ہیں (۲) اور بعض روایات میں ہے کہ جمعہ کے روز دوسری اذان کا حکم حضرت عثمان غنی نے دیا جب اہل مسجد کی تعداد زیادہ ہو گئی۔ جمعہ کے روز اذان اس وقت دی جاتی جب امام منبر پر بیٹھ جاتا۔ ماوردی نے کہا، جہاں تک پہلی اذان کا تعلق ہے یہ نیا عمل ہے (۳) یہ حضرت عثمان غنی نے شروع کیا تاکہ لوگ خطبہ سننے کے لئے تیار کریں۔ جب مدینہ طیبہ کا علاقہ وسیع ہو گیا تھا اور اس کے مکین زیادہ ہو گئے تھے حضرت عمر نے حکم دیا کہ مسجد کی سمت میں بازار میں اذان دی جائے تاکہ لوگ اپنی تجارت کو چھوڑ دیں۔ جب وہ مسجد میں جمع ہو جائیں تو مسجد میں اذان دی جائے تو حضرت عثمان غنی نے مسجد میں ہی دو اذانیں دینے کا معمول بنا دیا، یہ ابن

عربی کا قول ہے۔ حدیث صحیح میں ہے: رسول اللہ کے زمانہ میں اذان ایک تھی جب حضرت عثمان غنی کا دور آیا تو آپ نے زوراء کے مقام پر تیسری اذان دلوا کر اس کا اضافہ کیا۔ حدیث میں اسے تیسری اذان (۱) کا نام دیا جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بین کل اذانین صلاۃ لمن شاء (۲) یعنی اذان اور اقامت کے درمیان نماز کا وقت ہے جو چاہے اسے پڑھے۔ لوگ گمان کرتے ہیں کہ یہ اصلی اذان ہے، پھر انہوں نے تین موذن بنا دیئے۔ یہ وہم ہے پھر انہوں نے ایک وقت میں سب کو جمع کر دیا۔ یہ وہم پر وہم ہے۔ میں نے انہیں مدینۃ السلام میں مینار کی اذان کے بعد امام کے سامنے منبر کے نیچے ایک جماعت کی صورت میں اذان دیتے ہوئے دیکھا جس طرح سابقہ حکومتوں میں ہمارے ہاں بھی ایسا ہی کیا جاتا تھا۔ یہ سب کچھ نیا عمل ہے۔

مسئلہ نمبر ۵۔ فاسعوا الی ذکر اللہ، سعی کے معنی میں یہاں تین قول ہیں۔ (۱) ارادہ کرنا۔ حضرت حسن بصری نے کہا: اللہ کی قسم یہ قدموں پر سعی نہیں بلکہ دلوں اور نیت کی سعی ہے۔ (۲) مراد عمل ہے، جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: و من اراد الاخرۃ و سعی لھا سعیھا وھو مومن (الاسراء:۱۹) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ان سعیکم لشتی۔ (اللیل) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وان لیس للانسان الا ما سعی۔ (النجم) یہ جمہور کا قول ہے۔ زہیر نے کہا: سعی بعدھم قوم لکی یدرکوھم

ان کے بعد ایک قوم نے عمل کیا تا کہ ان کو پالیں۔

نیز یہ بھی کہا: سعی ساعیا غیظ بن مرۃ بعد ما تبزل ما بین العشیرۃ بالدم

غیظ بن مرہ نے اچھی کاوش کی جبکہ قبیلہ میں صلح خون ریزی سے ٹوٹ پھوٹ چکی تھی۔

اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے عمل پیرا رہو اس کے اسباب غسل، وضو اور اس کی طرف توجہ میں مشغول رہو۔

(۳) مراد پیدل جانا ہے۔ یہ فضیلت ہے شرط نہیں۔ بخاری شریف میں ہے (۳) حضرت ابو عبس بن جبر جو کبار صحابہ میں سے تھے پیدل جمعہ کی نماز کیلئے جاتے تھے۔ کہا: میں نے رسول اللہ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: من اغبرت قدماہ فی سبیل اللہ حرمۃ اللہ علی النار جس کے قدم اللہ تعالیٰ کی راہ میں غبار آلود ہو جائیں اللہ تعالیٰ اسے آگ پر حرام کر دیتا ہے۔

اس کلام کا ظاہر دوڑنے پر دلالت کرتا ہے۔ ابن عربی نے کہا، اجل صحابہ اور متقدمین فقہاء نے اس کا انکار کیا (۴)۔ حضرت عمر نے یوں قرأت (۱) کی: فامضوا الی ذکر اللہ مقصود یہ بتانا تھا کہ کلام کا ظاہر جس معنی پر دلالت کرتا ہے وہ مراد نہیں۔ حضرت ابن مسعود نے بھی یہ قرأت کی۔ کہا: اگر میں فاسعوا کی قرأت کروں تو میں دوڑوں گا یہاں تک کہ میری چادر گر جائے گی۔ ابن شہاب نے یوں قرأت کی فامضوا الی ذکر اللہ سالکا تلک السبیل یہ سب ان کی جانب سے اس آیت کی تفسیر ہے۔ یہ قرآن منزل کی قرأت نہیں۔ قرآن کی قرأت تفسیر کے ساتھ تفسیر کے محل میں جائز ہے۔ ابوبکر انباری نے کہا: جس نے مصحف کی مخالفت کی وہ حضرت عمر اور حضرت ابن مسعود کی قرأت اور خرشہ بن حر کے قول سے استدلال کرتا ہے۔ کہا: حضرت عمر نے مجھے دیکھا جبکہ میرے پاس ایک قطعہ تھا اس میں تھا (۲) فاسعوا الی ذکر اللہ حضرت عمر نے مجھے کہا: تجھے کس نے یہ پڑھایا ہے؟ میں نے عرض کی: حضرت ابی نے فرمایا: حضرت ابی ہم میں سے منسوخ کی زیادہ قرأت کرنے والے ہیں۔ پھر حضرت عمر نے پڑھا فامضوا الی ذکر اللہ۔

ادریس، خلف سے وہ ہشیم سے وہ مغیرہ سے وہ ابراہیم سے وہ خرشہ سے اسی طرح روایت نقل کرتے ہیں۔ محمد بن یحییٰ، محمد سے جو ابن سعدان ہے، وہ سفیان بن عیینہ سے وہ زہری سے وہ سالم سے وہ اپنے باپ سے روایت نقل کرتے ہیں: میں نے ہمیشہ حضرت عمر کو فامضوا الی ذکر اللہ ہی قرأت کرتے ہوئے سنا ہے۔ ادریس، خلف سے وہ ہشیم سے وہ مغیرہ سے وہ ابراہیم سے روایت نقل کرتے ہیں (۳) کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فامضوا الی ذکر اللہ قرأت کی ہے کہا، اگر فاسعوا ہوتا تو میں دوڑتا یہاں تک کہ میری چادر گر جاتی۔ ابوبکر نے کہا: ایسا قول کرنے والے کے خلاف اس چیز سے دلیل قائم کی جائے گی کہ امت کا اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول نے فاسعوا ہی ارشاد فرمایا، جاں تک کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کا تعلق ہے تو ان سے فامضوا کی روایت صحیح نہیں کیونکہ سند متصل نہیں کیونکہ ابراہیم نخعی نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے کچھ بھی نہیں سنا۔ حضرت عمر سے فامضوا مروی ہے۔ جب کوئی فرد کسی ایسی روایت میں منفرد ہو جو آیت و اجماع کے خلاف ہو تو اس میں اس فرد کا نسیان ثابت ہوگا۔ عربوں کا اس پر اجماع ہے کہ سعی، جانے کے معنی میں ہے تاہم کوشش کے معنی سے خالی نہیں۔ زہیر نے کہا:

سعى ساعيا غيظ بن مرة بعد ما تبزل ما بين العشيرة بالدم

یہاں شاعر نے سعی سے مراد کدوکاوش سے امر بجالانا لیا ہے، اس سے مراد قدموں سے دوڑنا اور تیز چلنا نہیں۔ فراء اور ابو عبید نے کہا: آیت میں سعی سے مراد امر بجالانا ہے۔ فراء نے عربوں کے اس قول سے استدلال کیا ہے: یسعی فی البلاد یطلب فضل اللہ وہ شہروں میں اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرنے کے لئے کوشش کرتا ہے۔ یہ امر محال ہے کہ یہ معنی حضرت ابن مسعود پر مخفی ہو جبکہ آپ بڑے فصیح اور عربی زبان میں بڑے پختہ تھے۔

میں کہتا ہوں: جو امر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہاں مراد دوڑنا نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا تاتوھا تسعون ولکن السکینۃ (۱) جب نماز کھڑی ہو جائے تو تم دوڑتے ہوئے نہ آؤ بلکہ اس کے لئے آؤ جبکہ تمہارے اوپر سکون و وقار ہو۔ حرت حسن بصری نے کہا، خبردار اللہ کی قسم! یہ قدموں پر دوڑنا نہیں بلکہ انہیں منع کیا گیا ہے کہ وہ نماز کے لئے آئیں مگر اس صورت میں کہ ان پر سکون و وقار ہو بلکہ یہاں مراد ہے کہ وہ دل کی حاضری، خلوص نیت اور خشوع کے ساتھ آئیں۔ قتادہ نے کہا، سعی یہ ہے کہ تو اپنے دل اور عمل کے ساتھ سعی کرے۔ یہ بہت اچھا قول ہے۔ کیونکہ یہ تینوں اقوال کو جامع ہے۔ جمعہ کے روز غسل، خوشبو لگانے اور لباس سے آراستہ ہونے کے بارے میں کئی احادیث آئی ہیں جو کتب حدیث میں مذکور ہیں۔

مسئلہ نمبر ۶۔ یایھا الذین امنوا اس امر پر اجماع ہے کہ یہاں خطاب صرف عاقل، بالغ مومنوں کو ہے، اس خطاب سے مریض، اپاہج، مسافر، غلام اور عورتیں خارج ہیں۔ امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک نابینا اور ایسا بوڑھا جو راہنما کے بغیر نہ چل سکتا ہو وہ بھی اس سے خارج ہو۔ ابو زبیر نے حضرت جابر سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو آدمی اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے تو اس پر جمعہ کے روز جمعہ کی نماز لازم ہے مگر جو مریض ہو، مسافر ہو، عورت ہو، بچہ ہو یا غلام ہو جو آدمی لہو ولعب کی وجہ سے یا تجارت کی وجہ سے اس سے مستغنی ہوا اللہ تعالیٰ اس سے غنی ہے۔ وہ ہی حمد کے لائق ہے'' (۲)۔ اسے دار قطنی

نے نقل کیا ہے۔

ہمارے علماء نے فرمایا: جس پر جمعہ ادا کرنا لازم ہے وہ جمعہ ادا کرنے سے پیچھے نہ رہے مگر ایسے عذر کی صورت میں جس کی موجودگی میں اس کے لئے بجالانا ممکن نہ ہو جس طرح ایسا مرض جو اسے روک دے، مرض کے بڑھنے کا خوف، سلطان کے ظلم کا خوف خواہ مال میں ہو یا بدن میں ہاں حق لینے کا مسئلہ ہو تو صورت الگ ہے، موسلا دھار بارش، ساتھ کیچڑ بھی ہو یہ عذر شمار ہوگا جبکہ بارش ختم نہ ہو۔ امام مالک نے اسے عذر شمار نہیں کیا، یہ مہدوی نے بیان کیا۔ جو آدمی کسی قریبی رشتہ دار کی تیاری داری وجہ سے جمعہ ادا نہیں کرتا جس کی موت کا وقت قریب ہو اور اس کے پاس کوئی ایسا شخص بھی نہ ہو جو اس کے امور بجالائے تو یہ امید کی جاتی ہے کہ اس کے لئے اس میں گنجائش موجود ہے۔ حضرت ابن عمر نے ایسا ہی کیا۔ جو آدمی عذر عذر کے بغیر نماز جمعہ میں شامل نہ ہوا اس نے امام سے قبل نماز پڑھ لی تو وہ نماز کا اعادہ کرے۔ اس کے لئے جائز نہیں کہ اس سے پہلے نماز پڑھے جب نماز جمعہ میں شامل ہو سکتا تھا تو وہ اس میں شامل نہ ہوا وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والا ہوگا۔

مسئلہ نمبر ۷۔ اذا نودی للصلوٰۃ جمعہ کا وجوب اس آدمی کے لئے خاص ہے جو اذان کو سنتا ہے۔ جہاں تک اس آدمی کا تعلق ہے جو دور ہے جو اذان کو نہیں سنتا تو وہ اس خطاب کے تحت داخل نہیں ہوگا جو آدمی کی نماز کے لئے آتا ہے وہ قریب رہتا ہے یا دور رہتا ہے اس کے بارے میں اختلاف ہے۔ حضرت ابن عمر، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت انس سے مروی ہے: جمعہ اس پر واجب ہوگا جو شہر سے چھ میل کے فاصلہ پر ہو۔ ربیعہ نے کہا: جو چار میل کے فاصلہ پر ہو۔ امام مالک اور لیث نے کہا، تین میل کے فاصلہ پر ہو، امام شافعی نے کہا: اذان سننے کا اعتبار ہوگا جبکہ موذن کی آواز بلند ہو اور آوازیں پرسکون ہوں، ہوا ساکن ہو اور موذن شہر کی دیوار پر کھڑا ہو۔ صحیح میں حضرت عائشہ صدیقہ سے مروی ہے کہ لوگ اپنے گھروں اور قریبی دیہاتوں سے باری باری آتے وہ گرد و غبار میں آتے ان کے جسموں پر غبار لگ جاتا تو ان سے بوی پیدا کرتا (۱) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”کاش! تم اس دن کے لئے غسل کرتے۔“ ہمارے علماء کا کہنا ہے کہ آواز جب خوب بلند ہو، لوگ سکون میں ہوں تو آواز تین میل تک پہنچتی ہے۔ مدینہ طیبہ کے قریبی دیہات کم سے کم تین میل کے فاصلہ پر ہوتے تھے۔ امام احمد بن حنبل اور اسحاق نے کہا: جس نے جمعہ کی آدان سنی اس پر جمعہ کی نماز واجب ہے۔ دار قطنی نے عمرو بن شعیب سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: انما الجمعة علی من سمع النداء (۲) جو اذان سنے اس پر جمعہ کی نماز فرض ہے۔

امام ابو حنیفہ اور آپ کے اصحاب کہتے ہیں: جو آدمی شہر میں ہے وہ اذان کی آواز سنے یا نہ سنے اس پر جمعہ کی نماز واجب ہے اور جو آدمی شہر سے باہر ہے اگرچہ اذان کی آواز سنے اس پر جمعہ کی نماز واجب نہیں یہاں تک کہ آپ سے سوال کیا گیا: کیا اہل زبارہ پر جمعہ واجب ہے زبارہ اور کوفہ کے درمیان ایک دریا حائل تھا؟ فرمایا: نہیں۔ ربیعہ سے یہ بھی مروی ہے، جو آدمی اذان کی آواز سنے اور پیدل گھر سے نکلے تو وہ نماز کو پالے تو اس پر جمعہ کی نماز واجب ہے۔ زہری سے یہ مروی ہے کہ جمعہ کی نماز اس پر واجب ہے جو اذان کو سنے۔

مسئلہ نمبر ۸۔ اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعة فاسعوا الی ذکر اللہ یہ اس امر پر دلیل ہے کہ جمعہ اذان سے ہی

واجب ہوتا ہے اور اذان وقت کے داخل ہونے سے ہو سکتی ہے اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: اذا حضرت الصلوٰۃ فاذنا ثم اقیما ولیؤمکما اکبرکما (۳) جب نماز کا وقت ہو تو تم دونوں میں سے ایک اذان کہے پھر ایک اقامت کہے پھر تم میں سے جو بڑا ہو وہ امامت کرائے۔ حضور ﷺ نے یہ ارشاد حضرت مالک بن حویرث اور اس کے ساتھی سے فرمایا تھا۔ بخاری شریف میں حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ جب سورج ڈھل جاتا تو آپ ﷺ نماز جمعہ ادا فرمایا کرتے تھے۔ (٤) ابوبکر الصدیق اور امام احمد بن حنبل سے مروی ہے کہ سورج ڈھلنے سے قبل نماز جمعہ پڑھی جائے گی۔ امام احمد بن حنبل نے اس میں حضرت سلمہ بن اکوع کی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز جمعہ پڑھا کرتے تھے پھر ہم واپس پلٹتے جبکہ دیواروں کے سائے نہیں ہوتے تھے اور حضرت ابن عمر کی حدیث سے استدلال کرتے ہیں ہم نماز جمعہ کے بعد ہی قیلولہ اور دوپہر کا کھانا کھایا کرتے تھے، اسی کی مثل حضرت سہل سے روایت مروی ہے، اسے امام مسلم نے روایت کیا ہے۔ حضرت سلمہ کی حدیث کو بہت جلد ادائیگی پر محمول کیا جائے گا۔ ہشام بن عبدالملک، یعلی بن حارث سے وہ ایاس بن سلمہ بن اکوع سے وہ اپنے باپ سے روایت حل کرتے ہیں وکیع، یعلی سے وہ ایاس سے وہ اپنے باپ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ جب سورج ڈھل جاتا تو ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جمعہ کی نماز ادا کرتے پھر ہم سایہ کی تلاش کرتے ہوئے واپس آتے (۱) یہ متقدمین اور متاخرین جمہور اسلاف کا نقطہ نظر ہے اور اسے ظہر کی نماز پر بھی قیاس کیا جاتا ہے۔

حضرت ابن عمر اور حضرت سہل کی روایت اس امر پر دلیل ہے کہ صحابہ کرام دوپہر کے کھانے یا اس سے بھی پہلے نماز جمعہ کے لئے جلدی جایا کرتے تھے۔ وہ دوپہر کا کھانا نماز جمعہ کے بعد ہی کھایا کرتے تھے۔ امام مالک کی رائے ہے کہ جمعہ کو جلدی ادا کرنا اسی طرح ہے کہ زوال کے بالکل قریب ہی ادا کیا جائے اور نبی کریم ﷺ کے ارشاد سے اجتہاد کیا ہے: من راح فی الساعۃ الاولی فکانما قرب بدنۃ (۲) جو پہلی ساعت میں گیا گویا اس نے اونٹ کی قربانی دی۔ یہ سب ایک ہی ساعت ہے۔ دوسرے علماء نے اسے دن کی بارہ ساعتوں پر محمول کیا ہے۔ جو برابر ہیں یا مختلف ہیں جس طرح دن میں کمی یا زیادتی ہوتی ہے۔ ابن عربی نے کہا: حضرت ابن عمر کی حدیث کی وجہ سے یہ قول زیادہ صحیح ہے کہ وہ جمعہ کی نماز کی ادائیگی کے بعد قیلولہ کرتے اور کھانا کھاتے کیونکہ وہ بہت جلدی نماز جمعہ کے لئے چلے جایا کرتے تھے۔

نماز جمعہ کی فرضیت کا بیان

مسئلہ نمبر ۹۔ اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان پر جمعہ فرض کیا ہے۔ اس میں ان لوگوں کا رد ہے جو اسے فرض کفایہ کہتے ہیں۔ بعض شافعیہ سے یہ منقول ہے۔ امام مالک سے یہ منقول ہے جو ثابت نہیں کہ نماز جمعہ سنت ہے۔ جمہور امت اور ائمہ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ یہ فرض عین ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع نبی کریم ﷺ سے یہ حدیث ثابت ہے: لینتھین اقوام عن ودعھم الجمعات اولیختمن اللہ علی قلوبھم ثم لیکونن من الغافلین (۳) جو لوگ جمعہ کی نماز کو چھوڑتے ہیں انہیں اس طرز عمل سے رک جانا چاہئے ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا پھر وہ غافلوں میں سے ہو جائیں گے۔ جمعہ کے وجوب اور اس کے فرض ہونے میں یہ واضح حجت ہے۔ سنن

ابن ماجہ میں حضرت ابی جعد ضمری سے مروی ہے۔ جبکہ وہ صحابی بھی تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: من ترك الجمعة ثلاث مرات تهاونا بها طبع الله على قلبه (٤) جس نے سستی کرتے ہوئے تین دفعہ جمعہ ترک کر دیا اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دے گا۔ اس کی سند صحیح ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ کی حدیث ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے بغیر مجبوری کے تین جمعہ ترک کئے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔ ابن عربی نے کہا: نبی کریم ﷺ سے یہ ثابت ہے فرمایا: الرواح الى الجمعة واجب على كل مسلم (٥) جمعہ کی نماز کے لئے جانا ہر مسلمان پر واجب ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۰۔ اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے لئے سعی کو بغیر کسی شرط کے واجب قرار دیا ہے۔ تمام نمازوں کے لئے قرآن و سنت سے وضو کا شرط ہونا ثابت ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اذا قمتم الى الصلوٰة فاغسلوا وجوهكم (المائدہ:٦) جب تم نماز کا ارادہ کرو تو اپنے چہروں کو دھو۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: لا يقبل الله صلاة بغير طهور (١) اللہ تعالیٰ وضو کے بغیر نماز قبول نہیں فرماتا۔ ایک طائفہ نے عجیب و غریب بات کی ہے کہ جمعہ کا غسل فرض ہے۔ ابن عربی نے کہا، یہ باطل ہے کیونکہ امام نسائی اور ابوداؤد نے اپنی اپنی سنن میں روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: من توضأ يوم الجمعة فبها ونعمت ومن اغتسل فالغسل افضل (٢) جس نے جمعہ کے روز وضو کیا اس نے بہت اچھا کیا اور جس نے غسل کیا تو غسل افضل ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جمعہ کیروز وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا پھر جمعہ کے لئے گیا اس نے خطبہ سنا اور خاموش رہا تو اللہ تعالیٰ ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اور اس سے تین دن زائد کے گناہ بخش دیتا ہے۔ (٣) جو کنگریزوں سے کھیلتا رہا اس نے لغو عمل کیا۔ یہ نص ہے۔ موطا شریف میں ہے: ایک آدمی جمعہ کے روز مسجد میں داخل ہوا جبکہ حضرت عمر خطبہ دے رہے تھے۔ یہاں تک آنے والے نے کہا، میں نے وضو کرنے کے سوا کوئی زائد عمل نہیں کیا۔ حضرت عمر نے فرمایا: صرف وضو؟ جبکہ تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ غسل کا حکم ارشاد فرماتے تھے۔ حضرت عمر نے غسل کا حکم تو دیا مگر اسے واپس جانے کا حکم ارشاد نہیں فرمایا۔ یہ بھی اس پر دال ہے کہ غسل کرنا مستحب ہے اب یہ ممکن نہیں تھا کہ وہ سنت کی طرف لوٹتے جبکہ دو فرض (جمعہ میں حاضر ہونا اور خطبہ سنا) کی بجا آوری میں شروع ہو چکے تھے۔ یہ اس وقت ہوا جب حضرت عمر کے ارد گرد اور مسجد نبوی میں جلیل القدر صحابہ اور مہاجرین تشریف فرما تھے۔

مسئلہ نمبر ۱۱۔ عید کے روز جمعہ ہو جائے تو نماز جمعہ ساقط نہیں ہو گی جبکہ امام احمد بن حنبل اس سے اختلاف کرتے ہیں انہوں نے کہا، جب عید اور جمعہ اکٹھے ہو جائیں تو جمعہ کی فرضیت ساقط ہو جائے گی کیونکہ عید کی نماز جمعہ کی نماز سے پہلے ہوتی ہے اور عید کی مشغولیت کی وجہ سے لوگ جمعہ سے غافل ہو جاتے ہیں آپ نے اس میں حضرت عثمان بن عفان کے ایک قول سے استدلال کیا ہے کہ آپ نے عوالی (٤) کے باسیوں کو اجازت دی کہ وہ نماز جمعہ کے لئے نہ آئیں صحابہ میں سے ایک کا قول کوئی حجت نہیں جب اس کی مخالفت بھی ہو اور اس پر کوئی اتفاق نہ کیا گیا ہو۔ عید کے روز جمعہ کے لئے سعی کا حکم اسی طرح متوجہ ہوتا ہے جس طرح باقی ایام میں متوجہ ہوتا ہے۔ (٥)

صحیح مسلم میں حضرت نعمان بن بشیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عیدین اور جمعہ میں قرائت کیا کرتے تھے

(٦) سبح اسم ربك الاعلى. (الاعلیٰ) اور هل اتك حديث الغاشية. (الغاشیہ) جب عید اور جمعہ ایک ہی دن میں جمع ہو جاتے تو دونوں نمازوں میں ان دونوں سورتوں کی قرأت کیا کرتے تھے۔ اسے ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے نقل کیا ہے۔

مسئلہ نمبر 12 ذلی ذکر اللہ ذکر سے مراد نماز ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: مراد خطبہ اور وعظ و نصیحت ہے، یہ سعید بن جبیر کا قول ہے۔ ابن عربی نے کہا: صحیح یہ ہے کہ یہاں تمام چیزوں میں واجب ہے (١) ان میں سے پہلا خطبہ ہے، ہمارے علماء نے یہی کہا ہے مگر عبدالملک بن ماجشون نے اختلاف کیا انہوں نے اسے سنت قرار دیا۔ اس کے وجوب کی دلیل یہ ہے کہ یہ بیع کو حرام کر دیتا ہے۔ اگر خطبہ کا سننا واجب نہ ہوتا تو یہ بیع کو حرام قرار نہ دیتا کیونکہ مستحب امر مباح کو حرام قرار نہیں دیتا۔ جب ہم نے کہا: ذکر سے مراد نماز ہے تو خطبہ بھی نماز میں سے ہی ہے۔ بندہ اپنے فعل سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا ہوتا ہے جس طرح وہ اپنے فعل سے تسبیح کرنے والا ہوتا ہے۔ زمخشری نے کہا: اگر تو سوال کرے ذکر اللہ کی تفسیر خطبہ سے کیسے کی جا سکتی ہے جبکہ خطبہ میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے علاوہ بھی کئی چیزیں ہوتی ہیں؟ (٢)

میں اس کا جواب دوں گا: خطبہ میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہوتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو ثنا کی جاتی ہے، خلفاء راشدین کی جو ثنا کی جاتی ہے، مومن متقین کی جو تعریف کی جاتی ہے، اس میں جو نصیحت اور یاد دہانی ہوتی ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر کے حکم میں ہوگا، اس کے علاوہ جو کچھ ہے جیسے ظالموں، ان کے القاب کا ذکر، ان کی ثنا اور ان کے لئے دعا وغیرہ جبکہ وہ اس کے برعکس کے مستحق ہیں تو وہ شیطان کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے یہ کئی مراحل پر ہے۔

مسئلہ نمبر ١٣۔ وذروا البیع نماز جمعہ کے وقت بیع و شراء سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے اور نماز جمعہ کے وقت میں اسے حرام قرار دیا ہے۔ یہ حرمت اس کے لئے ہے جو نماز جمعہ کی فرضیت کا مخاطب ہے۔ بیع شراء سے خالی نہیں ہوتی اس لئے صرف بیع کا ذکر کر دیا جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: سرابيل تقيكم الحر و سرابيل تقيكم باسكم (النحل: ٨١) صرف گرمی کا ذکر کیا حالانکہ یہ پاجامہ سردی سے بھی بچاتا ہے۔ یہاں دوسرے امور کی بجائے صرف بیع (تجارت) کا ذکر کیا کیونکہ بازار والے عموماً اسی میں مصروف ہوتے ہیں۔ جس پر جمعہ کی نماز میں حاضر ہونا واجب نہیں اس کو بیع و شراء سے نہیں روکا جائے گا۔

حرام قرار دینے والے وقت میں دو قول ہیں۔ از وال کے بعد سے لے کر نماز سے فارغ ہونے تک، یہ ضحاک، حضرت حسن بصری اور عطا کا قول ہے۔ (٢) خطبہ کی اذان سے لے کر نماز کے وقت تک، یہ امام شافعی کا قول ہے۔ امام مالک کا مذہب یہ ہے کہ جب نماز جمعہ کے لئے اذان دی جائے تو بیع و شراء کو ترک کر دیا جائے اس وقت جو بیع و شراء ہوئی وہ فسخ ہوگی، غلام کی آزادی، نکاح، طلاق وغیرہ فسخ نہ ہوں گے کیونکہ لوگوں کی عادت نہیں کہ ایسے امور میں مشغول ہوں جس طرح وہ بیع و شراء میں مشغول ہوتے ہیں۔ علماء نے کہا: اسی طرح عقد شرکہ، عقدہ ہبہ اور عقد صدقہ بھی نادر و نایاب ہی ہوتا ہے اس لئے وہ بھی فسخ نہ ہوگا۔ ابن عربی نے کہا، صحیح یہی ہے کہ سب کچھ فسخ ہوگا کیونکہ بیع سے اس لئے منع کیا گیا ہے کیونکہ انسان اس میں ہی مشغول ہو جاتا ہے (٣) عقود میں سے ہر ایسا امر جو نماز جمعہ سے غافل کر دے سب شرعاً حرام اور جھگڑے کے لئے فسخ قرار دیا جائے گا۔ مہدوی نے کہا: بعض علماء نے اس وقت

میں بیع کو جائز قرار دیا ہے۔ انہوں نے نہی سے مراد ندب واستحباب لیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فرمان: ذلکم خیر لکم سے استدلال کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ امام شافعی کا مذہب ہے کیونکہ آپ کے نزدیک بیع منعقد ہو جاتی ہے۔ وہ فسخ نہیں ہوتی۔ زمخشری نے اپنی تفسیر میں کہا، عام علماء کی رائے ہے کہ بیع فسخ نہ ہوگی (۱) انہوں نے کہا، بیع بالذات حرام نہیں لیکن اس میں مشغول ہونے سے ایک واجب سے غفلت ثابت ہوتی ہے۔ یہ ایسے ہی جس طرح مغصوبہ زمین اور مغصوبہ کپڑے میں نماز پڑھی جائے اور مغصوبہ پانی سے وضو کیا جائے۔ بعض علماء سے یہ منقول ہے کہ یہ بیع فاسد ہے۔

میں کہتا ہوں: صحیح یہ ہے کہ ایسی بیع فاسد اور فسخ شدہ ہے (۲) کیونکہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے: کل عمل لیس علیه امرنا فهو رد ہر ایسا عمل جس بارے میں ہمارا امر نہ ہو تو وہ مردود ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ (تفسیر قرطبی، سورہ جمعہ، بیروت)

بَابُ كَفَّارَةِ مَنْ تَرَكَهَا

باب: جو شخص اسے ترک کر دیتا ہے اس کا کفارہ

1053 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ قُدَامَةَ بْنِ وَبَرَةَ الْعُجَيْفِيِّ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ، فَلْيَتَصَدَّقْ بِدِينَارٍ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَبِنِصْفِ دِينَارٍ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهٰكَذَا رَوَاهُ خَالِدُ بْنُ قَيْسٍ، وَخَالَفَهُ فِي الْإِسْنَادِ وَوَافَقَهُ فِي الْمَتْنِ

❁❁ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"جو شخص کسی عذر کے بغیر جمعہ کی نماز ترک کر دے اسے ایک دینار صدقہ کرنا چاہئے اور اگر وہ اس کے پاس نہ ہو تو نصف دینار کرنا چاہئے"۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) خالد بن قیس نے بھی یہ روایت اسی طرح نقل کی ہے تاہم انہوں نے اس کی سند مختلف نقل کی ہے اور متن میں موافقت نقل کی ہے۔

1054 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ، وَإِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ، عَنْ أَيُّوبَ أَبِي الْعَلَاءِ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ قُدَامَةَ بْنِ وَبَرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ فَاتَهُ الْجُمُعَةُ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ فَلْيَتَصَدَّقْ بِدِرْهَمٍ، أَوْ نِصْفِ دِرْهَمٍ، أَوْ صَاعِ حِنْطَةٍ، أَوْ نِصْفِ صَاعٍ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ سَعِيدُ بْنُ بَشِيرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، هٰكَذَا، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: مُدًّا، أَوْ نِصْفَ مُدٍّ، وَقَالَ: عَنْ سَمُرَةَ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ، يُسْأَلُ عَنِ اخْتِلَافِ هٰذَا الْحَدِيثِ، فَقَالَ هَمَّامٌ: عِنْدِي

اَحْفَظُ مِنْ اَيُّوْبَ يَعْنِي اَبَا الْعَلَاءِ

❁❁ حضرت قدامہ بن وبرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جس شخص کا کسی عذر کے بغیر جمعہ فوت ہو جائے' تو اسے ایک درہم یا نصف درہم یا گندم کا ایک صاع یا نصف صاع صدقہ کرنا چاہئے''۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) سعید بن بشیر نے قتادہ کے حوالے سے یہ روایت اسی طرح نقل کی ہے' تاہم انہوں نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

''ایک مد یا نصف مد'' اور انہوں نے یہ بیان کیا ہے یہ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں نے امام احمد بن حنبل کو یہ کہتے سنا ان سے اس حدیث سے اختلاف کے بارے میں دریافت کیا گیا: انہوں نے یہ فرمایا میرے نزدیک ہمام نامی راوی ایوب نامی راوی سے یعنی ابوالعلاء سے زیادہ بڑا حافظ الحدیث ہے۔

بَابُ مَنْ تَجِبُ عَلَيْهِ الْجُمُعَةُ

باب: کس پر جمعہ واجب ہوتا ہے

1055 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، اَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ جَعْفَرٍ، اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جَعْفَرٍ، حَدَّثَهُ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ النَّاسُ يَنْتَابُوْنَ الْجُمُعَةَ مِنْ مَنَازِلِهِمْ وَمِنَ الْعَوَالِيْ

❁❁ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ''لوگ اپنی رہائشی جگہوں اور مدینہ منورہ کے نواحی علاقوں سے جمعہ کی نماز میں شرکت کے لیے آیا کرتے تھے''۔

1056 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى بْنِ فَارِسٍ، حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعِيْدٍ يَعْنِي الطَّائِفِيَّ، عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ نُبَيْهٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ هَارُوْنَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْجُمُعَةُ عَلٰى كُلِّ مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ،

قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ: رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ جَمَاعَةٌ، عَنْ سُفْيَانَ، مَقْصُوْرًا عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، وَلَمْ يَرْفَعُوْهُ، وَاِنَّمَا اَسْنَدَهُ قَبِيْصَةُ

❁❁ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''ہر اس شخص پر جمعہ پڑھنا لازم ہے' جو اذان سنتا ہے''۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) ایک جماعت نے یہ روایت سفیان کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ پر موقوف روایت کے طور پر نقل کی ہے انہوں نے اسے مرفوع حدیث کے طور پر نقل نہیں کیا۔ قبیصہ نامی راوی نے اسے مرفوع حدیث کے

فورپر نقل کیا ہے۔

چار آدمیوں کے سوا ہر جمعہ فرض ہونے کا بیان

حضرت طارق ابن شہاب راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جمعہ حق ہے اور جماعت کے ساتھ ہر مسلمان پر واجب ہے علاوہ چار آدمیوں کے غلام جو کسی کی ملک میں ہو عورت بچہ اور مریض (ان پر نماز جمعہ واجب نہیں ہے)

(مشکوۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 1348)

جمعہ حق ہے یعنی جمع کی فرضیت کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ثابت ہے اسی طرح واجب ہے کا مطلب یہ ہے کہ ہر مسلمان پر علاوہ مذکورہ اشخاص کے جمعے کی نماز با جماعت فرض ہے۔ مذکورہ لوگوں پر جمعہ کیوں واجب نہیں: غلام چونکہ دوسرے کی ملکیت اور تصرف میں ہوتا ہے اس لئے اس پر جمعہ فرض نہیں کیا گیا۔ عورت پر جمعہ اس لئے فرض نہیں ہے کہ نہ صرف یہ کہ اس کے ذمہ خاوند کے حقوق اتنے زیادہ متعلق ہیں کہ نماز جمعہ میں شمولیت ان کی ادائیگی سے مانع ہوگی، بلکہ جمعے کی نماز میں چونکہ مردوں کا ہجوم زیادہ ہوتا ہے اس لئے نماز جمعہ میں عورتوں کی شمولیت بہت سے فتنے فساد کا موجب بن سکتی ہے بچہ چونکہ غیر مکلف ہے اس لئے اس پر جمعہ فرض نہیں۔ اسی طرح مریض پر اس کی ضعف و ناتوانی اور دفع ضرر کے سبب جمعہ فرض نہیں ہے لیکن مریض سے مراد وہ مریض ہے جو کسی ایسے مرض میں مبتلا ہو جس کی وجہ سے جمعے میں حاضر ہونا دشوار و مشکل ہو۔ ان کے علاوہ دوسری احادیث سے جن لوگوں پر جمعہ کا فرض نہ ہونا ثابت ہے ان میں دیوانہ بھی ہے جو بچے کے حکم میں ہے ایسے ہی مسافر، اندھے اور لنگڑے پر بھی جمعہ فرض نہیں ہے۔

علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ایسا بوڑھا جس کو ضعف و ناتوانی لاحق ہو بیمار کے حکم میں ہے اس لئے اس پر اور اس معذور پر بھی جو اپنے پیروں پر چل سکنے پر قادر نہ ہو جمعہ فرض نہیں نیز ایسے تیاردار پر بھی جمعہ فرض نہیں جس کے جمعے میں چلے جانے کی وجہ سے بیمار کی تکلیف و وحشت بڑھ جانے یا اس کے ضائع ہو جانے کا خوف ہو۔

جامع شہر کی تعریف

امام عبدالرزاق علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ اپنی مصنف میں لکھتے ہیں کہ ہمیں ابن جریج نے حضرت عطاء بن ابی رباح سے بیان کیا کہ جب تم کسی جامع قریہ میں ہوں تو وہاں جمعہ کے لئے اذان ہو تو تم پر جمعہ کے لئے جانا فرض ہے خواہ اذان سنی ہو یا نہ، کہتے ہیں میں نے عطاء سے پوچھا کہ جامع قریہ کون سا ہوتا ہے؟ انہوں نے فرمایا جس میں جماعت، امیر، قاضی اور متعدد کوچے اس میں ملے جلے ہوں جس طرح جدہ ہے۔ (المصنف لعبدالرزاق باب القرى الصغار مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

علامہ ابراہیم حلبی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

شہر کی وہ صحیح تعریف جسے صاحب ہدایہ نے پسند کیا ہے یہ ہے کہ وہاں امیر اور قاضی ہو جو احکام نافذ اور حدود قائم کر سکیں، اور صاحب وقایہ کے پہلی تعریف کو اختیار کرنے پر ان کی طرف سے صدر الشریعۃ کا یہ عذر کرنا کہ احکام شرع خصوصاً حدود کے نفاذ میں سستی کا ظہور ہو رہا ہے کمزور ہے کیونکہ مراد اقامت حدود پر قادر ہونا ہے جیسے کہ تحفۃ الفقہاء میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

تصریح ہے کہ وہ شہر کبیر ہو اس میں شاہراہیں، بازار اور وہاں سرائے ہوں اور اس میں کوئی نہ کوئی ایسا والی ہو جو ظالم سے مظلوم کو انصاف دلانے پر قادر ہو خواہ اپنے دبدبہ اور علم کی بنا پر یا غیر کے علم کی وجہ سے تاکہ حوادثات میں اس کی طرف رجوع کر سکیں اور یہی اصح ہے۔ (شرح منیہ ج،ص ۵۵۰، سہیل اکیڈمی لاہور)

جہاں جواز جمعہ میں شک تو کیا کرنا چاہیے

علامہ ابراہیم حلبی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ اس اختلاف اور تعریف شہر میں اختلاف کی وجہ سے فقہاء نے فرمایا ہے کہ جس جگہ جواز جمعہ میں شک ہو وہاں ظہر کی نیت سے چار رکعات ادا کرنی چاہئیں، تو احتیاط ہی بہتر ہے کیونکہ یہاں بڑا سخت اختلاف ہے اور جمعہ کا ضرورت کے پیش نظر متعدد جگہ پر جواز کے فتویٰ کا صحیح ہونا شرعاً تقویٰ کے طور پر احتیاط کے منافی نہیں۔

(شرح منیہ ج،ص ۵۵۰، سہیل اکیڈمی لاہور)

فنائے شہر کی تعریف

جو جگہ خود شہر نہ ہو اُس میں صحت جمعہ کیلئے فنائے مصر ہونا ضرور ہے فنائے مصر حوالی شہر کے اُن مقامات کو کہتے ہیں جو مصالح شہر کے لئے رکھے گئے ہوں مثلاً وہاں شہر کی عیدگاہ یا شہر کے مقابر ہوں یا حفاظت شہر کے لئے جو فوج رکھی جاتی ہے اُس کی چھاونی یا شہر کی گھوڑ دوڑ یا چاند ماری کا میدان یا کچہریاں، اگرچہ مواضع شہر سے کتنے ہی میل ہوں اگرچہ بیچ میں کچھ کھیت حائل ہوں، اور جو نہ شہر ہے نہ فنائے شہر اس میں جمعہ پڑھنا حرام ہے اور نہ صرف حرام بلکہ باطل کہ فرضِ ظہر ذمہ سے ساقط نہ ہوگا۔

جواز جمعہ کی سات شرائط کا بیان

علامہ علاؤالدین حصکفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ صحت جمعہ کے لئے شہر یا فنائے شہر کا ہونا ضروری ہے، اور فنا سے مراد وہ جگہ ہے جو شہر کے پاس شہریوں کی ضرورت کے لئے ہو، خواہ متصل ہو یا نہ ہو، جیسا کہ ابن الکمال وغیرہ نے تحریر کیا ہے، مثلاً قبرستان، گھوڑ دوڑ کا میدان ہو۔

علامہ علاءالدین محمد بن علی محمد حصکفی متوفی ۱۰۸۸ ھ لکھتے ہیں:

نماز جمعہ فرض عین ہے اور اس کا انکار کفر ہے کیونکہ اس کا ثبوت بھی قطعی ہے اور اس کی لزوم پر دلالت بھی قطعی ہے، نماز جمعہ پڑھنے جواز کی سات شرائط ہیں۔

(۱) پہلی شرط یہ ہے کہ جمعہ صرف شہر میں فرض ہے، گاؤں اور دیہات میں جمعہ فرض نہیں ہے اور شہر کا ثبوت اس حدیث سے ہے: حارث بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہ جمعہ جامع شہر کے بغیر ہوگا نہ تشریق۔

(مصنف عبدالرزاق ج ۳ ص ۷، رقم الحدیث: ۵۱۸۹ دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۲۱ھ)

ابوعبدالرحمان سلمی بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی نے فرمایا: نہ جمعہ جامع شہر کے بغیر ہوگا نہ تشریق اور وہ بصرہ، کوفہ، مدینہ، بحرین، مصر، شام، جزیرہ، یمن اور یمامہ کو شہر میں شمار کرتے تھے۔

(مصنف عبدالرزاق ج ۳ ص ۷، رقم الحدیث: ۵۱۹۱ دارالکتب العلمیہ، بیروت)

شہر کی مستند تعریف جو امام ابوحنیفہ سے منقول ہے وہ یہ ہے: وہ بڑا شہر ہو جس میں گلیاں اور بازار ہو اور اس کے مضافات ہوں اور اس میں ایسا حاکم ہو جو مظلوم کا حق ظالم سے لینے پر قادر ہو اور اس میں ایسا عالم دین ہو جو پیش آمدہ مسائل میں شرعی رہنمائی کر سکتا ہو۔

(در مختار مع رد المحتار ج ۳ ص ۷، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۱۹ھ)

(۲) دوسری شرط یہ ہے کہ جمعہ کی نماز سلطان پڑھائے یا وہ شخص جو سلطان کی طرف سے مقرر ہو، تاہم مسلمان جس کے نماز جمعہ پڑھانے پر راضی ہوں وہ نماز جمعہ پڑھا سکتا ہے۔

اعلیحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی لکھتے ہیں: اقامت سلطان بمعنی مذکور ضرور شرط جمعہ ہے اور یہاں بوجہ تعذر تعیین مسلمین قائم مقام تعیین سلطان ہے۔ (فتاوی رضویہ ج ۳ ص ۷۰، مطبوعہ لائل پور، ۱۳۹۳ھ)

(۳) تیسری شرط یہ ہے کہ نماز جمعہ کے لئے ظہر کا وقت ہو۔

(۴) چوتھی شرط یہ ہے کہ نماز جمعہ سے پہلے خطبہ دیا جائے، دو خطبے دینا اور ان کے درمیان بیٹھنا سنت ہے۔

(۵) پانچویں شرط یہ ہے کہ جماعت کے سامنے خطبہ دیا جائے، خلاصہ میں تصریح ہے کہ ایک آدمی کا ہونا بھی کافی ہے۔

(۶) چھٹی شرط یہ ہے کہ نماز جمعہ کے لئے امام کے سوا جماعت ہو اور اس میں کم از کم تین آدمی ضروری ہیں۔

(۷) ساتویں شرط یہ ہے کہ نماز جمعہ کے لیے اذن عام ہو، مسجد کے دروازے آنے والوں کے لئے کھلے ہوں، ہاں! اگر دشمن کے خطرہ کی وجہ سے یا عادت قدیمہ کی وجہ سے قلعہ کے دروازہ بند کر دیئے جائیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(الدر المختار مع رد المحتار ج ۳ ص ۴۲ - ۵ ملخصا موضحا مخرجا دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۱۹ھ)

بَابُ الْجُمُعَةِ فِي الْيَوْمِ الْمَطِيرِ

باب: بارش والے دن میں جمعہ پڑھنا

1057 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ يَوْمَ حُنَيْنٍ كَانَ يَوْمَ مَطَرٍ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مُنَادِيَهُ: أَنَّ الصَّلَاةَ فِي الرِّحَالِ.

ابوملیح اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: غزوہ حنین کے موقع پر بارش ہوگئی تو نبی اکرم ﷺ نے مؤذن کو یہ حکم دیا (کہ وہ یہ اعلان کرے)

''نماز رہائشی جگہ پر ہی ہوگی''۔

1058 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ صَاحِبٍ لَهُ، عَنْ أَبِي مَلِيحٍ، أَنَّ ذَلِكَ كَانَ يَوْمَ جُمُعَةٍ

ایک اور سند کے ساتھ ابوملیح کے حوالے سے یہ بات منقول ہے: یہ جمعہ کے دن کی بات ہے۔

1059 - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ سُفْيَانُ بْنُ حَبِيبٍ: خَبَّرَنَا عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ،

عَنْ اَبِي الْمَلِيحِ، عَنْ اَبِيهِ، اَنَّهُ شَهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ وَاَصَابَهُمْ مَطَرٌ لَمْ تَبْتَلَّ اَسْفَلُ نِعَالِهِمْ، فَاَمَرَهُمْ اَنْ يُصَلُّوا فِي رِحَالِهِمْ

ابوملیح اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: وہ حدیبیہ کے موقع پر نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھے ان لوگوں پر بارش ہوگئی جو اتنی تھی کہ جوتوں کے تلوے بھی نہیں بھیگے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان لوگوں کو یہ ہدایت کی کہ وہ اپنی رہائشی جگہوں پر ہی نماز ادا کرلیں۔

بَابُ التَّخَلُّفِ عَنِ الْجَمَاعَةِ فِي اللَّيْلَةِ الْبَارِدَةِ اَوِ اللَّيْلَةِ الْمَطِيرَةِ

باب: شدید سردی والی یا بارش والی رات میں باجماعت نماز ادا نہ کرنا

1060 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، حَدَّثَنَا اَيُّوبُ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ ابْنَ عُمَرَ نَزَلَ بِضَجْنَانَ فِي لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ، فَاَمَرَ الْمُنَادِيَ فَنَادَى: اَنِ الصَّلَاةُ فِي الرِّحَالِ قَالَ اَيُّوبُ: وَحَدَّثَنَا نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَ اِذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ بَارِدَةٌ، اَوْ مَطِيرَةٌ، اَمَرَ الْمُنَادِيَ فَنَادَى: الصَّلَاةُ فِي الرِّحَالِ

نافع بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے ایک سرد رات میں ضجنان کے مقام پر پڑاؤ کیا' تو انہوں نے مؤذن کو یہ ہدایت کی تو اس نے یہ اعلان کیا: نماز رہائشی جگہ پر ہی ادا کی جائے گی۔

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں: جب رات ٹھنڈی یا بارانی ہوتی تھی' تو نبی اکرم ﷺ مؤذن کو حکم دیتے تو وہ یہ اعلان کرتا کہ نماز رہائشی جگہ پر ہی ہوگی۔

1061 - حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ، عَنْ اَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، قَالَ: نَادَى ابْنُ عُمَرَ بِالصَّلَاةِ بِضَجْنَانَ، ثُمَّ نَادَى: اَنْ صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ، قَالَ فِيهِ، ثُمَّ حَدَّثَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَنَّهُ كَانَ يَاْمُرُ الْمُنَادِيَ فَيُنَادِي بِالصَّلَاةِ، ثُمَّ يُنَادِي اَنْ صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ فِي اللَّيْلَةِ الْبَارِدَةِ، وَفِي اللَّيْلَةِ الْمَطِيرَةِ فِي السَّفَرِ،

قَالَ اَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ اَيُّوبَ، وَعُبَيْدِ اللهِ، قَالَ فِيهِ: فِي السَّفَرِ فِي اللَّيْلَةِ الْقَرَّةِ، اَوِ الْمَطِيرَةِ

نافع بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے ضجنان کے مقام پر نماز کے لیے اذان دی تو انہوں نے یہ اعلان کیا۔

"تم لوگ اپنی رہائشی جگہ پر ہی نماز ادا کرلو"۔

اس روایت میں یہ بات بھی مذکور ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے یہ حدیث بیان کی کہ آپ ﷺ مؤذن کو

ہدایت دیتے تھے' تو وہ نماز کے لیے اذان دیتا اور یہ اعلان کرتا تھا۔

''تم لوگ اپنی رہائشی جگہ میں نماز ادا کرلو''۔ ایسا سفر کے دوران سرد رات یا بارش والی رات میں ہوتا تھا۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: ''سفر کے دوران سرد رات میں' یا بارش والی رات میں (ایسا ہوتا تھا)''

1062 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، اَنَّهُ نَادٰى بِالصَّلَاةِ بِضَجْنَانَ فِيْ لَيْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَرِيْحٍ، فَقَالَ فِيْ آخِرِ نِدَائِهِ: اَلَا صَلُّوْا فِيْ رِحَالِكُمْ، اَلَا صَلُّوْا فِي الرِّحَالِ، ثُمَّ قَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَ يَأْمُرُ الْمُؤَذِّنَ اِذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ بَارِدَةٌ، اَوْ ذَاتُ مَطَرٍ فِيْ سَفَرٍ، يَقُوْلُ: اَلَا صَلُّوْا فِيْ رِحَالِكُمْ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات منقول ہے: انہوں نے ضجنان کے مقام پر ایک سرد اور تیز ہوا والی رات میں اذان دی اور یہ کلمات کہے۔

''خبردار! اپنے پڑاؤ کی جگہ پر نماز ادا کرلو۔ خبردار! اپنے پڑاؤ کی جگہ پر نماز ادا کرلو''۔

پھر انہوں نے بتایا: سفر کے دوران سرد رات میں یا بارش والی رات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم موذن کو یہ حکم دیتے تھے' تو وہ یہ اعلان کرتا تھا۔

''خبردار! پڑاؤ کی جگہ پر نماز ادا کرلو''۔

1063 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ ابْنَ عُمَرَ - يَعْنِيْ - اَذَّنَ بِالصَّلَاةِ فِيْ لَيْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَرِيْحٍ، فَقَالَ: اَلَا صَلُّوْا فِي الرِّحَالِ، ثُمَّ قَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُ الْمُؤَذِّنَ اِذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ بَارِدَةٌ، اَوْ ذَاتُ مَطَرٍ، يَقُوْلُ: اَلَا صَلُّوْا فِي الرِّحَالِ.

نافع بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سرد اور ہوا والی رات میں نماز کے لیے اذان دی اور یہ کہا:

''خبردار! اپنی پڑاؤ والی جگہ میں ہی نماز ادا کرلو''۔

پھر انہوں نے بتایا: جب رات سرد ہوتی تھی یا بارش والی ہوتی تھی' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم موذن کو یہ حکم دیتے تھے' تو وہ یہ اعلان کرتا تھا۔

''خبردار! پڑاؤ کی جگہ پر نماز ادا کرلو''۔

1064 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: نَادٰى مُنَادِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ فِي الْمَدِيْنَةِ فِي اللَّيْلَةِ الْمَطِيْرَةِ، وَالْغَدَاةِ الْقَرَّةِ.

قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ: وَرَوٰى هٰذَا الْخَبَرَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْاَنْصَارِيُّ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ

النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيهِ: فِي السَّفَرِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن نے مدینہ منورہ میں بارش والی رات میں اور سردی میں یہ اعلان کیا تھا۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے منقول ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: ''سفر میں''۔

1065 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَمُطِرْنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لِيُصَلِّ مَنْ شَاءَ مِنْكُمْ فِي رَحْلِهِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کر رہے تھے کہ بارش ہوگئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم میں سے جو شخص چاہے' وہ اپنی پڑاؤ والی جگہ پر نماز ادا کرلے''۔

1066 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْحَمِيدِ، صَاحِبُ الزِّيَادِيِّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْحَارِثِ، ابْنِ عَمِّ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ، قَالَ لِمُؤَذِّنِهِ فِي يَوْمٍ مَطِيرٍ: إِذَا قُلْتَ: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، فَلَا تَقُلْ: حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، قُلْ: صَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ، فَكَأَنَّ النَّاسَ اسْتَنْكَرُوا ذَلِكَ، فَقَالَ: قَدْ فَعَلَ ذَا مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي، إِنَّ الْجُمُعَةَ عَزْمَةٌ، وَإِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أُخْرِجَكُمْ فَتَمْشُونَ فِي الطِّينِ وَالْمَطَرِ

محمد بن سیرین کے چچازاد عبداللہ بن حارث بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بارش کے موقع پر اپنے مؤذن سے کہا: جب تم اشہد ان محمدا رسول اللہ کہہ لو تو یہ نہ کہنا حی علی الصلاۃ بلکہ یہ کہنا ''تم لوگ اپنے گھروں میں نماز ادا کرلو''۔

لوگوں کو یہ بات عجیب لگی' تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ایسا اس ہستی نے کیا تھا جو مجھ سے بہتر ہے۔ جمعہ لازم ہے' لیکن مجھے یہ بات اچھی نہیں لگی کہ میں تمہیں حرج کا شکار کروں اور تم بارش اور کیچڑ میں چلتے ہوئے آؤ۔

بَابُ الْجُمُعَةِ لِلْمَمْلُوكِ وَالْمَرْأَةِ

باب: غلام اور عورت کا جمعہ پڑھنا

1066- اسناده صحیح. عبد الحمید صاحب الزیادی: هو ابن دینار، واسماعیل: هو ابن عُلیّة، ومُسدّد: هو ابن مُسرهَد. واخرجه البخاری (616)، ومسلم (699) من طریق عبد الحمید بن دینار صاحب الزیادی به. واخرجه البخاری (616)، ومسلم (699)، وابن ماجه (939) من طریق عاصم ابن سلیمان الاحول، ومسلم (699)

1067 - حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ، حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا هُرَيْمٌ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ، عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ فِي جَمَاعَةٍ إِلَّا أَرْبَعَةً: عَبْدٌ مَمْلُوكٌ، أَوِ امْرَأَةٌ، أَوْ صَبِيٌّ، أَوْ مَرِيضٌ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: طَارِقُ بْنُ شِهَابٍ، قَدْ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَسْمَعْ مِنْهُ شَيْئًا

حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''ہر مسلمان پر جماعت کے ساتھ جمعہ پڑھنا لازمی فرض ہے البتہ چار لوگوں کا حکم مختلف ہے وہ غلام جو کسی کی ملکیت ہو، عورت، (نابالغ) بچہ اور بیمار''۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے لیکن انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے (کسی حدیث کا) سماع نہیں کیا۔

جن افراد پر جمعہ فرض نہیں ہے

علامہ ابوالحسن فرغانی حنفی صاحب ہدایہ لکھتے ہیں۔ کہ مسافر، عورت، مریض، غلام اور نابینے پر جمعہ واجب نہیں۔ اس لئے کہ مسافر کو جمعہ کیلئے نکلنے میں حرج ہوگا۔ یہی عذر مریض اور نابینا میں ہے۔ اور غلام اپنے آقا کی خدمت میں مصروف ہے۔ اور عورت اپنے خاوند کی خدمت میں مصروف ہے۔ لہٰذا دفع حرج وضرر کے پیش نظر یہ لوگ معذور قرار دیئے گئے۔

اگر یہ لوگ جمعہ کیلئے حاضر ہوں اور لوگوں کے ساتھ نماز پڑھیں تو اس وقت کا فرض ان سے ادا ہو جائے گا۔ کیونکہ ان لوگوں نے اس حکم کو اس شخص کی طرح اٹھایا ہے جس طرح مسافر نے روزہ رکھا ہے۔

اور مسافر، غلام اور مریض کیلئے جائز ہے کہ وہ جمعہ کی امامت کرائیں۔ اور امام زفر علیہ الرحمہ نے کہا کہ کافی نہیں ہے کیونکہ ان پر فرض نہیں ہے۔ لہٰذا وہ بچے اور عورت کے مشابہ ہو گئے۔

اور ہماری دلیل یہ ہے کہ رخصت تھی جب یہ لوگ حاضر ہو گئے تو ان پر فرض واقع ہو گیا جس طرح ہم بیان کر چکے ہیں۔ جبکہ بچے میں امامت کی اہلیت ہی نہیں۔ اور اسی طرح عورت مردوں کی امامت کی اہلیت نہیں رکھتی۔ اور مسافر، غلام اور مریض کے ساتھ جمعہ کا انعقاد ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ امامت کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ پس ان کی اقتداء بدرجہ اولیٰ صحیح ہوگی۔ (ہدایہ، کتاب صلوٰۃ)

نابینا پر نماز جمعہ کے وجوب وعدم وجوب میں مذاہب اربعہ کا بیان

اگر کوئی ایسا رہبر نہ ہو جو نابینا کو جمعہ کی نماز کے مقام تک پہنچا دے۔ تو نابینا پر باتفاق علماء جمعہ واجب نہیں لیکن اگر مقام صلوٰۃ جمعہ تک پہنچانے والا شخص مل جائے تو امام مالک، امام شافعی، امام احمد، ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد کے نزدیک اندھے پر جمعہ واجب ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس صورت میں بھی عدم وجوب کے قائل ہیں۔ جمہور ائمہ کے قول کی دلیل یہ ہے کہ احادیث

میں نابینا کا استثناء نہیں ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ حدیث میں مریض کا استثناء موجود ہے اور نابینا مریض ہے اور مریض ہو یا اس کو کوئی (شرعی) عذر ہو۔ خوف ہو۔ اس پر باجماع علماء جمعہ واجب نہیں یہی حکم زیادہ بوڑھے آدمی کا ہے کہ اس پر وجوب جمعہ نہیں۔

جمہور کی دلیل یہ ہے کہ نابینا کو اگر رہبر مل جائے تو وہ بینا کی طرح ہو جاتا ہے۔ ہم کہتے ہیں وہ بذات خود تو طاقت نہیں رکھتا اور دوسروں کی وجہ سے قدرت حاصل ہو جانا شرعاً ناقابل اعتبار ہے جیسے پاؤں سے اپاہج شخص کو اگر اپنے اوپر لاد کر لے جانے والا مل بھی جائے تب بھی اس کو تندرست پاؤں والے کا حکم نہیں دیا جاتا۔ (تفسیر مظہری، سورہ جمعہ، لاہور)

غلاموں اور مسافروں کے ساتھ جمعہ صحیح ہونے میں مذاہب اربعہ کا بیان

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک شہر کے اندر صرف غلاموں اور مسافروں کے ساتھ بھی جمعہ کی نماز صحیح ہو جاتی ہے جبکہ جماعت میں کوئی مقیم یا حر (آزاد) نہ ہو۔ صرف بچوں اور عورتوں کا جمعہ باتفاق درست نہیں۔ باقی تینوں اماموں کے نزدیک تنہا غلاموں یا مسافروں کا بھی جمعہ نہیں ہوتا بلکہ آزاد مقیم لوگوں کی تعداد اگر کم ہو تو مسافروں اور غلاموں کی شرکت ضروری تعداد کو بھی پورا نہیں کرتی۔ جمعہ کی صحت کے لیے چالیس یا پچاس یا تین آزاد مقیم لوگوں کا ہونا ضروری ہے۔ ضروری تعداد جمعہ میں علماء کے اقوال مختلف ہیں۔ کسی کے نزدیک پچاس کسی کے نزدیک چالیس اور کسی کے نزدیک تین شرکاء جماعت کا ہونا لازم ہے۔ ہاں! جو لوگ بیماری یا خوف یا بارش کی وجہ سے (شرعاً) معذور ہوں یا نابینا ہوں یا اپاہج ہوں اور باوجود عذر شرعی کے جمعہ میں آجائیں تو ان کے شمول سے باتفاق علماء جمعہ کی ضروری تعداد پوری ہو جاتی ہے۔

ہماری دلیل یہ ہے کہ جمعہ تمام مردوں پر واجب ہے عورتوں پر باجماع علماء واجب نہیں اور بچے تو مامور ہی نہیں کیونکہ وہ شرعاً مکلف نہیں ہے۔ سب مردوں پر وجوب اس وجہ سے ہے کہ آیت: فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللهِ میں خطاب عمومی ہے لیکن غلاموں مسافروں اور معذوروں کو ترک جمعہ کی اجازت دے دی گئی ہے اب اگر ان میں سے کوئی جمعہ پڑھ لے تو اس نے اپنا فرض ادا کر دیا اس لیے اس کا جمعہ صحیح ہو گیا جیسے اگر کوئی مسافر سفر میں رمضان کے روزے رکھ لے تو ادائیگی فرض ہو جاتی ہے۔ (تفسیر مظہری، سورہ جمعہ، لاہور)

معذوروں یا قیدیوں کی جمعہ کے نماز ظہر سے متعلق مذاہب اربعہ کا بیان

اگر معذوروں یا قیدیوں نے شہر کے اندر اپنی ظہر کی جماعت کر لی تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مکروہ ہے۔ امام مالک امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد کے نزدیک مکروہ نہیں بلکہ مسنون ہے۔ یہی اختلاف ان لوگوں کے متعلق بھی ہے جن کا بلا عذر جمعہ فوت ہو گیا ہو۔ (تفسیر مظہری، سورہ جمعہ، لاہور)

بَابُ الْجُمُعَةِ فِي الْقُرَى

باب: چھوٹی آبادیوں میں جمعہ پڑھنا

1068 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْمُخَرِّمِيُّ، لَفْظُهُ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ طَهْمَانَ، عَنْ أَبِي جَمْرَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: إِنَّ أَوَّلَ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ فِي الْإِسْلَامِ

بَعْدَ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ فِي مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ، لَجُمُعَةٌ جُمِّعَتْ بِجُوَاثَاءَ، قَرْيَةٌ مِّنْ قُرَى الْبَحْرَيْنِ، قَالَ عُثْمَانُ: قَرْيَةٌ مِّنْ قُرَى عَبْدِ الْقَيْسِ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: مدینہ منورہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں جمعہ ادا کیے جانے کے بعد اسلام میں سب سے پہلا جمعہ جوثاء کے مقام پر ادا کیا گیا جو بحرین کی ایک بستی ہے۔

عثمان راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: یہ عبدالقیس قبیلے کی ایک بستی ہے۔

1069 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ اِدْرِيْسَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ اُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، وَكَانَ قَائِدَ اَبِيْهِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ بَصَرُهُ، عَنْ اَبِيْهِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، اَنَّهُ كَانَ اِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ تَرَحَّمَ لِاَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ، فَقُلْتُ لَهُ: اِذَا سَمِعْتَ النِّدَاءَ تَرَحَّمْتَ لِاَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ، قَالَ: لِاَنَّهُ اَوَّلُ مَنْ جَمَّعَ بِنَا فِيْ هَزْمِ النَّبِيْتِ مِنْ حَرَّةِ بَنِيْ بَيَاضَةَ فِيْ نَقِيْعٍ، يُقَالُ لَهُ: نَقِيْعُ الْخَضَمَاتِ، قُلْتُ: كَمْ اَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ، قَالَ: اَرْبَعُوْنَ

﴿﴾ عبدالرحمان بن کعب بن مالک جو اپنے والد کی بینائی رخصت ہو جانے کے بعد انہیں ساتھ لے کر چلا کرتے تھے وہ اپنے والد حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ بات نقل کرتے ہیں: وہ جب بھی جمعہ کی اذان سنتے تھے' تو حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے رحمت کرتے تھے۔ میں نے ان سے دریافت کیا: آپ جب بھی اذان سنتے ہیں' تو حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعا کرتے ہیں (اس کی وجہ کیا ہے) تو انہوں نے بتایا: وہ پہلے شخص ہیں' جنہوں نے بنو بیاضہ کے پتھر یلے مقام پر ہزم نبیت کی جگہ پر ہمیں جمعہ پڑھایا تھا جو نقیع میں تھا اسے نقیع خصمات کہتے ہیں۔

عبدالرحمان بیان کرتے ہیں: میں نے دریافت کیا: اس وقت آپ لوگوں کی تعداد کتنی تھی؟ انہوں نے جواب دیا: چالیس لوگ تھے۔

بستی یا دیہات میں نماز جمعہ سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ کا بیان

باتفاق علماء صحراء میں نماز جمعہ جائز نہیں البتہ امام ابوحنیفہ کا قول ہے کہ وہ میدان جو شہر کے حکم میں ہے (یعنی شہر کے تابع ہے اگرچہ حدود آبادی سے باہر ہو) اس میں نماز جمعہ جائز ہے۔

جمعہ کی نماز کے لیے جماعت کا ہونا بھی بالاتفاق ضروری ہے' جمعہ کا لفظ ہی جماعت پر دلالت کر رہا ہے۔ رہی یہ بات کہ کونسی آبادی میں جمعہ ہونا چاہیے اور جماعت میں کتنے اشخاص کا ہونا ضروری ہے' اس میں ائمہ رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال مختلف ہیں۔

امام شافعی' امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحٰق کا قول ہے کہ جس میں چالیس مرد' آزاد' عاقل' بالغ بطور وطنیت مقیم ہوں یعنی اس بستی میں مستقل طور پر متوطن ہوں' مہمان کے طور پر مقیم نہ ہوں' نہ بغیر کسی خاص ضرورت کے (جیسے معاشی ضرورت' تجارتی ضرورت' قرابت داروں سے ملاقات کی ضرورت' حج وعمرہ کی ضرورت وغیرہ) بستی سے باہر نہ جاتے ہوں یعنی سفر پر نہ جاتے ہوں ایسی بستی میں اقامت جمعہ واجب ہے۔ اگر اس طرح اور ان صفات کے مرد وہاں چالیس سے کم ہوں تو جمعہ صحیح نہیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

نے فرمایا: جس بستی میں گھر ملے ملے ہوں مسجد اور بازار بھی ہو تو وہاں جمعہ واجب ہے اور آبادی اتنی ہو جس کو عرف میں گاؤں کہا جاتا ہے (آبادی کی تعداد) معین نہیں۔

امام ابوحنیفہ نے فرمایا: جمعہ کی نماز صرف مصر جامع میں ہی جائز ہے مصر جامع سے مراد ہے وہ شہر جن میں کوچے گلیاں ہوں بازار ہوں وہاں ایک حاکم بھی ہو جو ظالم سے مظلوم کا حق دلوا سکتا ہو خواہ وہ جابر ہو ظالم سے مظلوم کا حق نہ دلواتا ہو مگر اس کی قدرت رکھتا ہو۔ وہاں ایک عالم بھی ہو جس کی طرف مختلف ضرورتوں میں رجوع کیا جا سکے۔ (تفسیر مظہری، سورہ جمعہ، لاہور)

بَابٌ إِذَا وَافَقَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ يَوْمَ عِيدٍ

باب: جب جمعہ کے دن عید آجائے

1070 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، عَنْ إِيَاسِ بْنِ أَبِي رَمْلَةَ الشَّامِيِّ، قَالَ: شَهِدْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ، وَهُوَ يَسْأَلُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ، قَالَ: أَشَهِدْتَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِيدَيْنِ اجْتَمَعَا فِي يَوْمٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَكَيْفَ صَنَعَ؟ قَالَ: صَلَّى الْعِيدَ، ثُمَّ رَخَّصَ فِي الْجُمُعَةِ، فَقَالَ: مَنْ شَاءَ أَنْ يُصَلِّيَ، فَلْيُصَلِّ

⊛⊛ ایاس بن ابو رملہ شامی بیان کرتے ہیں: میں حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا جب انہوں نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے سوال کرتے ہوئے یہ کہا: کیا آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی ایسے موقعہ پر موجود تھے جب ایک ہی دن میں دو عیدیں (یعنی جمعہ کے دن عید) ہو گئی ہو تو انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کیا تو انہوں نے جواب دیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا کی اور پھر جمعہ کے بارے میں رخصت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''جو شخص جمعہ ادا کرنا چاہے وہ ادا کر لے''۔

1071 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَرِيفٍ الْبَجَلِيُّ، حَدَّثَنَا أَسْبَاطٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، قَالَ: صَلَّى بِنَا ابْنُ الزُّبَيْرِ فِي يَوْمِ عِيدٍ، فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ أَوَّلَ النَّهَارِ، ثُمَّ رُحْنَا إِلَى الْجُمُعَةِ، فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْنَا فَصَلَّيْنَا وُحْدَانًا، وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِالطَّائِفِ، فَلَمَّا قَدِمَ ذَكَرْنَا ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: أَصَابَ السُّنَّةَ

⊛⊛ عطاء بن ابی رباح بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے جمعہ کے دن عید کے موقع پر دن کے ابتدائی حصے میں ہمیں نماز پڑھائی پھر ہم جمعہ ادا کرنے کے لیے آئے تو وہ نکل کر ہمارے پاس تشریف نہیں لائے ہم نے تنہا نماز ادا کر لی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس وقت طائف میں تھے جب وہ تشریف لائے تو ہم نے ان سے اس بات کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا۔ انہوں نے (یعنی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما) نے سنت پر عمل کیا ہے۔

1072 - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: قَالَ عَطَاءٌ: اجْتَمَعَ

يَوْمُ جُمُعَةٍ، وَيَوْمُ فِطْرٍ عَلَى عَهْدِ ابْنِ الزُّبَيْرِ، فَقَالَ: عِيدَانِ اجْتَمَعَا فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ، فَجَمَعَهُمَا جَمِيعًا فَصَلَّاهُمَا رَكْعَتَيْنِ بُكْرَةً، لَمْ يَزِدْ عَلَيْهِمَا حَتَّى صَلَّى الْعَصْرَ

عطاء بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے عہد حکومت میں ایک مرتبہ جمعہ کا دن اور عیدالفطر کا دن ایک ہی دن میں آ گئے' تو انہوں نے فرمایا: ایک ہی دن میں دو عیدیں اکٹھی ہو گئی ہیں' تو انہوں نے ان دونوں کو اکٹھا کر کے لوگوں کو دو رکعت صبح کے وقت (زوال سے پہلے) پڑھا دیں انہوں نے ان کے علاوہ مزید کوئی نماز نہیں پڑھائی یہاں تک کہ انہوں نے عصر کی نماز پڑھائی۔

1073 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى، وَعُمَرُ بْنُ حَفْصٍ الْوَصَّابِيُّ، الْمَعْنَى، قَالَا: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْمُغِيرَةِ الضَّبِّيِّ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: قَدِ اجْتَمَعَ فِي يَوْمِكُمْ هَذَا عِيدَانِ، فَمَنْ شَاءَ أَجْزَأَهُ مِنَ الْجُمُعَةِ، وَإِنَّا مُجَمِّعُونَ. قَالَ عُمَرُ: عَنْ شُعْبَةَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''آج دو عیدیں اکٹھی ہو گئی ہیں (یعنی آج جمعہ کا دن اور عید کا دن بھی ہے) تو جو شخص چاہے اس کے لیے (عید کی نماز) جمعہ کی نماز کی جگہ کافی ہو گی' البتہ ہم جمعہ کی نماز ادا کریں گے''۔

عمر نامی راوی کہتے ہیں: یہ روایت شعبہ سے منقول ہے۔

عید اور جمعہ دونوں ایک دن میں جمع ہو جائیں تو آیا دونوں کو پڑھنا لازم ہے یا نہیں؟

اگر ایک دن میں عید اور جمعہ دونوں جمع ہو جائیں تو دونوں نماز کو پڑھا جائے گا۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عیدین میں اور جمعہ میں ''سبح اسم ربك الاعلى'' اور ''هل اتک حديث الغاشية'' پڑھا کرتے تھے اور بعض اوقات ایک دن میں عید اور جمعہ دونوں جمع ہو جاتے تو آپ دونوں میں یہ سورتیں پڑھا کرتے تھے۔

(صحیح مسلم رقم الحدیث: ۸۷۸ سنن ترمذی رقم الحدیث: ۵۳۳ سنن نسائی رقم الحدیث: ۱۴۲۳ سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۱۲۸۱)

علامہ ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں: ہمارا مذہب یہ ہے کہ عید اور جمعہ دونوں لازم ہیں' ''الهدایہ'' میں ''الجامع الصغیر'' سے منقول ہے کہ دو عیدیں ایک دن میں جمع ہو گئیں، پس عید سنت ہے اور دوسرا عید (جمعہ) فرض ہے اور دونوں میں سے کسی ایک کو بھی ترک نہیں کیا جائے گا۔ (ردالمحتار ج ۳ ص ۴۲ دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۱۹ھ)

اس کے خلاف یہ حدیث ہے: حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے سوال کیا: کیا آپ اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھے جب ایک روز میں دو عیدیں جمع تھیں؟ حضرت زید بن ارقم نے کہا: ہاں! حضرت معاویہ نے پوچھا: پھر آپ نے کس طرح کیا؟ حضرت زید نے کہا: آپ نے عید کی نماز پڑھائی، پھر جمعہ کی رخصت دے دی، جو چاہے جمعہ کی نماز پڑھے۔ (سنن ابو داؤد رقم الحدیث: ۱۰۷۱، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۱۳۱۰)

علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: "المغنی" میں مذکور ہے کہ شعبی نخعی اور اوزاعی کے نزدیک عید کے دن جمعہ کی نماز ساقط ہو جائے گی اور ایک قول یہ ہے کہ حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت سعد، حضرت ابن عمر، حضرت ابن عباس اور حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کا یہی مذہب ہے۔

اور علامۃ الفقہاء نے کہا ہے کہ آیت کے عموم اور دیگر احادیث کی بناء پر جمعہ کی نماز واجب ہے اور یہ دونوں نمازیں واجب ہیں اور ایک کے پڑھنے سے دوسری نماز ساقط نہیں ہوگی جیسے کے دن ظہر کی نماز ساقط نہیں ہوتی۔

(مغنی ابن قدامہ ج ۲ ص ۲۱۲، دارالفکر بیروت) (شرح سنن ابوداؤد ج ۴ ص ۳۹۸-۳۹۷، مکتبۃ الرشید، ریاض، ۱۴۲۰ھ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج کے دن دو عیدیں جمع ہوگئی ہیں پس جو شخص چاہے اسے عید کی نماز جمعہ سے کافی ہوگی اور ہم جمعہ پڑھیں گے۔ (سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۱۰۷۳، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۱۳۱۲)

علامہ محمود بن احمد عینی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: آپ نے جو یہ فرمایا ہے کہ جو چاہے اس کے لئے عید کی نماز جمعہ سے کافی ہوگی، یہ رخصت ابتداء میں ان لوگوں کے لئے تھی جو بالائی بستیوں سے جمعہ کی نماز پڑھنے کے لئے آتے تھے، پھر یہ امر مقرر ہو گیا کہ عید کی نماز جمعہ کی نماز سے کافی نہیں ہے، حتیٰ کہ جس شخص نے عید کی نماز پڑھ لی اور امام کے ساتھ جمعہ پڑھنے حاضر نہیں ہوا وہ ظہر کی چار رکعات پڑھے گا۔ (شرح سنن ابوداؤد ج ۴ ص ۴۰۲، مکتبۃ الرشید، ریاض)

بَابُ مَا يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

باب: جمعہ کے دن فجر کی نماز میں آدمی کیا پڑھے گا

1074 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ مُخَوَّلِ بْنِ رَاشِدٍ، عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِينِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ: تَنْزِيلُ السَّجْدَةَ، وَهَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ،

❀❀ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن فجر کی نماز میں سورہ تنزیل السجدہ اور سورہ الدھر کی تلاوت کرتے تھے۔

سورہ الم تنزیل کی فضیلت کا بیان

حضرت خالد بن معدان سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا (رات کے ابتدائی حصہ میں) اس سورت کو پڑھا کرو جو (قبر و حشر کے) عذاب سے نجات دینے والی ہے اور وہ سورت الم تنزیل ہے کیونکہ (صحابہ سے) مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ ایک شخص تھا جو یہی سورت پڑھا کرتا تھا وہ اس سورت کے علاوہ اور کچھ نہیں پڑھتا تھا (یعنی اس سورت کے علاوہ اور کسی چیز کو ورد نہیں قرار دیا تھا) اور وہ شخص بہت زیادہ گنہگار تھا، چنانچہ (جب اس شخص کا انتقال ہوا تو) اس سورت نے اس پر اپنے بازو پھیلا دیئے اور فریاد کی کہ اے میرے پروردگار! اس شخص کی بخشش فرما کیونکہ یہ مجھے بہت زیادہ پڑھا کرتا تھا۔ حق تعالیٰ نے اس شخص کے حق میں اس سورت کی

شفاعت قبول فرمائی اور فرشتوں کو حکم دیا کہ (اس کے نامہ اعمال میں) اس کے ہر گناہ کے بدلہ نیکی لکھ دو اور اس کے درجات بلند کر دو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی فرماتے تھے کہ بے شک یہ سورت اپنے پڑھنے والے کی طرف سے قبر میں جھگڑتی ہے کہ یا الٰہی! اگر میں تیری کتاب (قرآن کریم) میں سے ہوں جو لوح محفوظ میں لکھا ہے تو اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما اور اگر (بفرض محال) میں تیری کتاب میں سے نہیں ہوں تو مجھے اس میں سے مٹا دے۔ نیز حضرت خالد نے فرمایا یہ سورت (قبر میں) ایک پرندہ کی مانند آئے گی اور اس پر اپنے بازو پھیلا کر اس کے لئے (اللہ تعالیٰ سے) شفاعت کرے گی۔ حضرت خالد نے سورت تبارک الذی بیدہ الملک کے بارہ میں بھی یہی کہا ہے کہ (اس سورت کی بھی یہی تاثیر اور برکت ہے) حضرت خالد کا معمول یہ تھا کہ وہ دونوں سورتیں پڑھے بغیر نہیں سوتے تھے۔ حضرت طاؤس فرماتے ہیں کہ ان دونوں سورتوں کو قرآن کریم کی ہر سورت پر ساٹھ نیکیوں کے ساتھ فضیلت بخشی گئی ہے۔ (دارمی یعنی ان دونوں روایتوں کو ایک حضرت خالد سے اور دوسری حضرت طاؤس سے منقول ہے، دارمی نے نقل کیا ہے)۔ (مشکوۃ شریف: جلد دوم: حدیث نمبر 686)

حضرت خالد ایک جلیل القدر تابعی ہیں ستر صحابہ سے ملاقات اور صحبت کا شرف حاصل ہے اسی طرح حضرت طاؤس بھی مشاہیر تابعین میں سے ہیں لہٰذا حضرت خالد اور حضرت طاؤس دونوں سے منقول مذکورہ بالا روایتیں اگرچہ مرسل ہیں (کہ یہاں صحابی کا واسطہ ذکر نہیں کیا گیا ہے) لیکن حکم میں مرفوع ہی کے ہیں کیونکہ اس قسم کی باتیں صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے معلوم ہو سکتی ہیں جو صحابہ کے ذریعہ تابعین تک پہنچتی ہیں اس لئے یہ بات ملحوظ رہنی چاہئے کہ یہ دونوں حضرات کے اپنے اقوال نہیں بلکہ مرفوع روایتیں ہیں۔ اس پر اپنے بازو پھیلا دیئے کا مطلب یہ ہے کہ وہ سورت یا اس کا ثواب پرندہ کی صورت اختیار کر گیا اور اپنے بازو اپنے پڑھنے والے پر پھیلا دیئے تا کہ اس پر سایہ کر لے یا یہ کہ اس نے اپنی رحمت کے بازو پھیلا دیئے یعنی اسے اپنی پناہ میں لے لیا اور اس کی طرف سے شفاعت و وکالت کی۔

قبر میں جھگڑتی ہے کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اس سورت کو پڑھتا ہے مداومت کے ساتھ تو یہ سورت اس کے لئے عذاب کی تخفیف یا قبر میں فراخی و وسعت یا اسی قسم کی دوسری آسانی و سہولت کی شفاعت و سفارش کرتی ہے۔ حضرت طاؤس کی روایت کے یہ الفاظ ان دونوں سورتوں کو قرآن کی ہر سورت پر فضیلت دی گئی ہے۔ اس صحیح روایت کے منافی نہیں ہے کہ سورت بقرہ، سورت فاتحہ کے بعد قرآن کی تمام سورتوں سے افضل ہے کیونکہ سورت بقرہ کی فضیلت اس اعتبار سے ہے کہ اس میں بہت عمدہ اور اعلیٰ مضامین مذکور ہیں اور ان دونوں سورتوں کو اس جہت و اعتبار سے فضیلت حاصل ہے کہ یہ اپنے پڑھنے والے کو عذاب قبر سے بچاتی ہیں۔

1075 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُخَوَّلٍ، بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ، وَزَادَ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ بِسُورَةِ الْجُمُعَةِ وَإِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ

۞۞ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں:

1075- اسناده صحيح. شعبة: هو ابن الحجاج، ويحيى: هو ابن سعيد القطان. واخرجه مسلم (879)، والنسائي في "الكبرى" (1748) من طريق شعبة، بهذا الاسناد. وهو في "مسند احمد" (1993).

''جمعہ کی نماز میں سورہ جمعہ اور سورہ منافقون کی تلاوت کرتے تھے''۔

بَابُ اللُّبْسِ لِلْجُمُعَةِ

باب: جمعہ کے دن لباس پہننا

1076 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، رَأَى حُلَّةً سِيَرَاءَ - يَعْنِي - تُبَاعُ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، لَوِ اشْتَرَيْتَ هٰذِهِ فَلَبِسْتَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلِلْوَفْدِ إِذَا قَدِمُوا عَلَيْكَ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذِهِ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ. ثُمَّ جَاءَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا حُلَلٌ. فَأَعْطَى عُمَرَ حُلَّةً. فَقَالَ عُمَرُ: كَسَوْتَنِيهَا يَا رَسُولَ اللهِ، وَقَدْ قُلْتَ فِي حُلَّةِ عُطَارِدٍ مَا قُلْتَ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ: إِنِّي لَمْ أَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا. فَكَسَاهَا عُمَرُ أَخًا لَهُ مُشْرِكًا بِمَكَّةَ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مسجد کے دروازے کے قریب ایک سیرائی حلہ فروخت ہوتے دیکھا تو عرض کی: یارسول اللہ! اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے خرید لیں اور جمعہ کے دن اور وفود سے ملاقات کے وقت اسے پہن لیا کریں، تو مناسب ہوگا' جب وہ وفود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے وہ شخص پہنے گا' جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا۔

پھر کچھ عرصے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایسے حلے آئے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حلہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو بھی دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مجھے پہننے کے لیے دے دیا ہے حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عطارد (نامی شخص) کے حلے کے بارے میں فلاں بات ارشاد فرمائی تھی' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میں نے یہ تمہیں پہننے کیلئے نہیں دیا ہے'' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مکہ میں موجود اپنے مشرک بھائی کو وہ حلہ دے دیا۔

1077 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، وَعَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: وَجَدَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، حُلَّةَ إِسْتَبْرَقٍ تُبَاعُ بِالسُّوقِ فَأَخَذَهَا فَأَتَى بِهَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ابْتَعْ هٰذِهِ تَجَمَّلْ بِهَا لِلْعِيدِ وَلِلْوُفُودِ. ثُمَّ سَاقَ الْحَدِيثَ، وَالْأَوَّلُ أَتَمُّ

سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ریشم کا بنا ہوا حلہ بازار میں فروخت ہوتے دیکھا تو اسے لیا وہ اسے لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے عرض کی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے خرید لیں اور عید یا وفد سے ملاقات کے موقع پر زیب تن کر لیا کریں۔

اس کے بعد راوی نے پوری حدیث نقل کی ہے' تاہم پہلی روایت زیادہ مکمل ہے۔

1078 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، وَعَمْرٌو، أَنَّ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيَّ، حَدَّثَهُ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا عَلَى أَحَدِكُمْ إِنْ وَجَدَ - أَوْ مَا عَلَى أَحَدِكُمْ إِنْ وَجَدْتُمْ - أَنْ يَتَّخِذَ ثَوْبَيْنِ لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ، سِوَى ثَوْبَيْ مِهْنَتِهِ. قَالَ عَمْرٌو: وَأَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ حَبَّانَ، عَنِ ابْنِ سَلَامٍ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ذَلِكَ عَلَى الْمِنْبَرِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ سَعْدٍ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

محمد بن یحییٰ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”کسی شخص پر کوئی وبال نہیں ہوگا اگر اس کے پاس گنجائش ہو (راوی کو یہ شک ہے شاید یہ الفاظ ہوں) تم میں سے کسی بھی شخص پر کوئی بوجھ نہیں ہوگا اگر تمہارے پاس گنجائش ہو کہ وہ شخص جمعہ کے دن کے لیے دو کپڑے مخصوص کرلے جو اس کے کام کاج کے کپڑوں کے علاوہ ہوں“۔

عمرو نامی راوی نے یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ نقل کی ہے جس میں یہ الفاظ ہیں: حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو منبر پر یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ روایت ایک اور سند کے ہمراہ یوسف بن عبداللہ بن سلام کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

بَابُ التَّحَلُّقِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ

باب: جمعہ کے دن نماز ادا کرنے سے پہلے حلقہ بنانا

1079 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الشِّرَاءِ وَالْبَيْعِ فِي الْمَسْجِدِ، وَأَنْ تُنْشَدَ فِيهِ ضَالَّةٌ، وَأَنْ يُنْشَدَ فِيهِ شِعْرٌ، وَنَهَى عَنِ التَّحَلُّقِ قَبْلَ الصَّلَاةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں:

1079- اسناده حسن. ابن عجلان: هو محمد، ويحيى: هو ابن سعيد القطان، ومسدد: هو ابن مسرهد. واخرجه دون ذكر انشاد الضالة الترمذي (322) من طريق الليث بن سعد، عن ابن عجلان، بهذا الاسناد. واخرج قطعة النهي عن البيع والتحلق في المسجد النسائي في "الكبرى" (795) من طريق يحيى بن سعيد، به. واخرج قطعة النهي عن تناشد الاشعار في المسجد النسائي ايضاً (796) من طريق الليث بن سعد، عن ابن عجلان، به. واخرج قطعة النهي عن انشاد الضالة ابن ماجه (766) من طرق عن ابن عجلان، به. واخرج قطعة النهي عن التحلق ابن ماجه ايضاً (1133) من طرق عن ابن عجلان، به

''نبی اکرم ﷺ نے مسجد میں خرید وفروخت کرنے اور گمشدہ چیزوں کا اعلان کرنے سے اور شعر سنانے سے منع کیا ہے۔ آپ ﷺ نے جمعہ کے دن نماز سے پہلے حلقہ بنا کر بیٹھنے سے منع کیا ہے''۔

بَابٌ فِي اتِّخَاذِ الْمِنْبَرِ

باب: منبر استعمال کرنا

1080 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيُّ الْقُرَشِيُّ، حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمِ بْنُ دِينَارٍ، أَنَّ رِجَالًا أَتَوْا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ، وَقَدِ امْتَرَوْا فِي الْمِنْبَرِ مِمَّ عُودُهُ، فَسَأَلُوهُ عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ: وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَعْرِفُ مِمَّا هُوَ، وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ أَوَّلَ يَوْمٍ وُضِعَ، وَأَوَّلَ يَوْمٍ جَلَسَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَرْسَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى فُلَانَةَ - امْرَأَةٌ قَدْ سَمَّاهَا سَهْلٌ - أَنْ مُرِي غُلَامَكِ النَّجَّارَ أَنْ يَعْمَلَ لِي أَعْوَادًا أَجْلِسُ عَلَيْهِنَّ إِذَا كَلَّمْتُ النَّاسَ، فَأَمَرَتْهُ، فَعَمِلَهَا مِنْ طَرْفَاءِ الْغَابَةِ، ثُمَّ جَاءَ بِهَا فَأَرْسَلَتْهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَرَ بِهَا فَوُضِعَتْ هَاهُنَا، فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، صَلَّى عَلَيْهَا وَكَبَّرَ عَلَيْهَا، ثُمَّ رَكَعَ وَهُوَ عَلَيْهَا، ثُمَّ نَزَلَ الْقَهْقَرَى، فَسَجَدَ فِي أَصْلِ الْمِنْبَرِ، ثُمَّ عَادَ، فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ، فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّمَا صَنَعْتُ هٰذَا لِتَأْتَمُّوا بِي، وَلِتَعَلَّمُوا صَلَاتِي

ابوحازم بن دینار بیان کرتے ہیں: کچھ لوگ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان لوگوں کے درمیان نبی اکرم ﷺ کے منبر کے سلسلے میں بحث ہوگئی تھی کہ اس کی لکڑی کون سی تھی' انہوں نے حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے بتایا: اللہ کی قسم! میں جانتا ہوں یہ کون سی لکڑی تھی اور میں نے اس دن نبی اکرم ﷺ کو دیکھا جب پہلے دن (منبر مسجد میں) رکھا گیا اور نبی اکرم ﷺ پہلی مرتبہ اس پر تشریف فرما ہوئے۔ نبی اکرم ﷺ نے فلاں خاتون کو پیغام بھجوایا۔ راوی نے اس خاتون کا نام بیان کیا تھا (لیکن اگلا راوی بھول گیا) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اپنے نجار (بڑھئی) لڑکے سے کہو کہ وہ ہمارے لیے کچھ لکڑیاں بنادے تاکہ میں لوگوں سے بات کرتے وقت ان پر بیٹھ جایا کروں۔ اس عورت نے اس لڑکے کو حکم دیا' تو اس نے جنگل کی لکڑی کا منبر بنایا پھر وہ اسے لے کر آیا تو اس خاتون نے اسے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں بھیج دیا۔ نبی اکرم ﷺ کے حکم کے تحت اسے یہاں رکھا گیا میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے اس پر (کھڑے ہو کر) نماز ادا کی آپ ﷺ نے اس پر تکبیر کہی پھر آپ ﷺ اسی پر کھڑے رہتے ہوئے ہی رکوع میں گئے' پھر آپ ﷺ الٹے قدموں نیچے اترے اور آپ ﷺ نے منبر کی بنیاد کے پاس (زمین پر) سجدہ کیا پھر آپ ﷺ واپس (منبر پر چڑھ گئے) پھر آپ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا:

''اے لوگو! میں نے ایسا اس لیے کیا ہے' تاکہ تم میری پیروی کرو اور میری نماز (کا طریقہ) سیکھ لو''۔

1081 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي رَوَّادٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَدَّنَ قَالَ لَهُ تَمِيمٌ الدَّارِيُّ: أَلَا أَتَّخِذُ لَكَ مِنْبَرًا يَا رَسُولَ اللهِ، يَجْمَعُ - أَوْ يَحْمِلُ - عِظَامَكَ؟ قَالَ: بَلَى. فَاتَّخَذَ لَهُ مِنْبَرًا مِرْقَاتَيْنِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم بھاری ہو گیا' تو حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: یارسول اللہ! کیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے منبر نہ بنادوں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہڈیوں کو جمع کرلیا کرے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وزن اٹھا لیا کرے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں۔ تو انہوں نے دو سیڑھیوں والا منبر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بنا دیا۔

بَابُ مَوْضِعِ الْمِنْبَرِ

باب: منبر کی جگہ

1082 - حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، قَالَ: كَانَ بَيْنَ مِنْبَرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَبَيْنَ الْحَائِطِ كَقَدْرِ مَمَرِّ الشَّاةِ

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر اور (مسجد کی قبلہ کی سمت والی) دیوار کے درمیان اتنا فاصلہ تھا کہ ایک بکری گزر سکتی تھی۔

بَابُ الصَّلَاةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الزَّوَالِ

باب: جمعہ کے دن زوال سے پہلے نماز ادا کرنا

1083 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ كَرِهَ الصَّلَاةَ نِصْفَ النَّهَارِ إِلَّا يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَقَالَ: إِنَّ جَهَنَّمَ تُسَجَّرُ إِلَّا يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هُوَ مُرْسَلٌ، مُجَاهِدٌ أَكْبَرُ مِنْ أَبِي الْخَلِيلِ، وَأَبُو الْخَلِيلِ، لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِي قَتَادَةَ

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نصف النہار کے وقت نماز ادا کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے' البتہ جمعہ کے دن کا حکم مختلف ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''اس وقت میں جہنم کو بھڑکایا جاتا ہے' البتہ جمعہ (کا حکم مختلف ہے)''

1081- اسنادہ صحیح. ابن ابی رواد: ھو عبد العزیز, و ابو عاصم: ھو الضحاک ابن مخلد, و الحسن بن علی: ھو الخلال الحلوانی. و اخرجہ باطول مما ھنا البیھقی 3/193 و 195-196 من طریق ابی عاصم الضحاک بن مخلد, بھذا الاسناد. و علقہ البخاری بصیغۃ الجزم باثر الحدیث (3583) عن ابی عاصم.

یہ روایت مرسل ہے مجاہد نامی راوی ابوخلیل سے بڑے ہیں اور ابوخلیل نے ابوقتادہ سے (احادیث کا) سماع نہیں کیا ہے۔

بَابٌ فِيْ وَقْتِ الْجُمُعَةِ

باب: جمعہ کا وقت

1084 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، حَدَّثَنِي فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ التَّيْمِيُّ، سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُوْلُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْجُمُعَةَ إِذَا مَالَتِ الشَّمْسُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب سورج ڈھل جاتا تھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز ادا کر لیتے تھے۔

1085 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ الْحَارِثِ، سَمِعْتُ إِيَاسَ بْنَ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُمُعَةَ، ثُمَّ نَنْصَرِفُ وَلَيْسَ لِلْحِيطَانِ فَيْءٌ

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں جمعہ کی نماز ادا کرتے تھے پھر جب ہم واپس جاتے تھے تو دیواروں کا سایہ نہیں ہوتا تھا (یعنی سورج ابھی زیادہ ڈھلا نہ ہوتا تھا)

1086 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: كُنَّا نَقِيْلُ وَنَتَغَدّٰى بَعْدَ الْجُمُعَةِ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم جمعہ کے بعد قیلولہ کرتے تھے اور (دوپہر کا) کھانا کھاتے تھے۔

بَابُ النِّدَاءِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

باب: جمعہ کے دن اذان دینا

1087 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُوْنُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيْدَ، أَنَّ الْأَذَانَ كَانَ أَوَّلُهُ حِيْنَ يَجْلِسُ الْإِمَامُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيْ عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبِيْ بَكْرٍ، وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، فَلَمَّا كَانَ خِلَافَةُ عُثْمَانَ، وَكَثُرَ النَّاسُ أَمَرَ عُثْمَانُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِالْأَذَانِ الثَّالِثِ، فَأُذِّنَ بِهِ عَلَى الزَّوْرَاءِ، فَثَبَتَ الْأَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ.

سائب بن یزید بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد

1084- صحیح لغیرہ، وھذا اسناد حسن من اجل فلیح بن سلیمان. واخرجہ البخاری (904)، والترمذی (509) و (510) من طریق فلیح بن سلیمان، بہ. وھو فی "مسند احمد" (12299). وفی الباب عن سلمۃ بن الاکوع قال: کنا نجمع مع رسول اللہ - صلی اللہ علیہ وسلم - اذا زالت الشمس، ثم نرجع نتتبع الفیء. اخرجہ بھذا اللفظ ابن ابی شیبۃ 2/108، ومسلم (860)، وابن خزیمۃ (1839)، وابن حبان (1512)، والبیھقی 1903/ وھو الحدیث الآتی عند المصنف بعدہ

جمعہ کے دن پہلی اذان اس وقت کہی جاتی تھی جب امام منبر پر بیٹھ جاتا تھا جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا عہد خلافت آیا اور لوگوں کی تعداد زیادہ ہوگئی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن تیسری اذان دینے کا حکم دیا۔ تو زوراء کے مقام پر یہ اذان دی گئی۔ اس کے بعد بھی رواج چلا آ رہا ہے۔

1088 - حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، قَالَ: كَانَ يُؤَذَّنُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ، وَأَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ، ثُمَّ سَاقَ نَحْوَ حَدِيثِ يُونُسَ،

❁❁ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن منبر پر تشریف فرما ہوجاتے تھے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مسجد کے دروازے کے قریب اذان دی جاتی تھی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بھی ایسا ہی ہوتا رہا۔

اس کے بعد راوی نے یونس کی روایت کی مانند روایت نقل کی ہے۔

1089 - حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ مُحَمَّدٍ يَعْنِي ابْنَ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ السَّائِبِ، قَالَ: لَمْ يَكُنْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا مُؤَذِّنٌ وَاحِدٌ بِلَالٌ، ثُمَّ ذَكَرَ مَعْنَاهُ،

❁❁ حضرت سائب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف ایک مؤذن تھا حضرت بلال رضی اللہ عنہ۔ اس کے بعد راوی نے حسب سابق حدیث نقل کی ہے۔

1090 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ، ابْنَ أُخْتِ نَمِرٍ أَخْبَرَهُ، قَالَ: وَلَمْ يَكُنْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ مُؤَذِّنٍ وَاحِدٍ، وَسَاقَ هَذَا الْحَدِيثَ وَلَيْسَ بِتَمَامِهِ

❁❁ ابن شہاب زہری نے حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف ایک ہی مؤذن تھا۔

اس کے بعد راوی نے حدیث بیان کی ہے' تاہم یہ مکمل نہیں ہے۔

اذان جمعہ کے وقت بیع انعقاد وعدم انعقاد میں مذاہب اربعہ کا بیان

جمعہ کی اذان کے وقت بیع کرنا باتفاق علماء گناہ اور حرام ہے لیکن اگر کسی نے ایسا کرلیا اور اذان کے وقت بیع کرلی تو کیا بیع ہو بھی جائے گی یا انعقاد بیع بالکل نہ ہوگا' اول قول امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کا ہے اور مؤخر الذکر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد کا ہے اس مسئلہ کی بناء پر ایک اصولی مسئلہ کے اختلاف پر ہے' اصولی اختلاف یہ ہے: کہ افعال حسیہ (جیسے زنا' چوری وغیرہ) کی شرعی ممانعت ان افعال کے لذاتہ قبیح ہونے کی موجب ہے اور اس مسئلہ پر سب کا اتفاق ہے لیکن وہ افعال شرعیہ جو شروط فاسدہ کی مقارنت کی وجہ سے ممنوع ہیں ان کی ممانعت قبح لغیرہ کی موجب ہے۔ اصل عقد میں کوئی قبح پیدا نہیں کرتی۔ جیسے مغصوبہ زمین میں

نماز کی ممانعت اور جمعہ کی اذان کے وقت بیع وشراء سے باز داشت۔ ایسے ممنوع شرعی افعال کا ارتکاب موجب گناہ ضرور ہے لیکن ذات فعل میں اس سے کوئی فساد نہیں پیدا ہوتا۔ اس بناء پر اذان جمعہ کے وقت خرید وفروخت یا ارض مغصوبہ میں نماز فاسد نہیں ہوجاتی۔ بیع بھی صحیح رہتی ہے اور نماز بھی۔ یہ تفریق امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کی اور امام شافعی نے اس کی تائید کی۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دونوں قسم کے افعال کی ممانعت اصل ذات اور صلب عقد میں قبح پیدا ہوجانے کی موجب ہے اس لیے ایسی بیع بھی اور ایسی نماز بھی غیر صحیح ہے۔

بَابُ الْإِمَامِ يُكَلِّمُ الرَّجُلَ فِي خُطْبَتِهِ

باب: (جمعہ کے دن) امام کا اپنے خطبے کے دوران کسی شخص کے ساتھ بات چیت کرنا

1091 - حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ كَعْبٍ الْأَنْطَاكِيُّ، حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيدَ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: لَمَّا اسْتَوَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، قَالَ: اجْلِسُوا، فَسَمِعَ ذَلِكَ ابْنُ مَسْعُودٍ، فَجَلَسَ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ، فَرَآهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: تَعَالَ يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ،

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا يُعْرَفُ مُرْسَلًا، إِنَّمَا رَوَاهُ النَّاسُ عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَخْلَدٌ هُوَ شَيْخٌ

❁❁ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن (منبر پر) تشریف فرما ہوگئے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم لوگ بیٹھ جاؤ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ بات سنی تو وہ مسجد کے دروازے کے پاس بیٹھ گئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا تو ارشاد فرمایا: اے عبداللہ بن مسعود! آگے آجاؤ۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ روایت مرسل روایت کے طور پر معروف ہے۔ کئی لوگوں نے یہ روایت عطاء کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہے اور مخلد نامی راوی شیخ ہے۔

بَابُ الْجُلُوسِ إِذَا صَعِدَ الْمِنْبَرَ

باب: منبر پر چڑھنے کے بعد بیٹھ جانا

1092 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ يَعْنِي ابْنَ عَطَاءٍ، عَنِ الْعُمَرِيِّ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ خُطْبَتَيْنِ، كَانَ يَجْلِسُ إِذَا صَعِدَ الْمِنْبَرَ حَتَّى يَفْرَغَ - أُرَاهُ قَالَ: الْمُؤَذِّنُ - ثُمَّ يَقُومُ، فَيَخْطُبُ، ثُمَّ يَجْلِسُ فَلَا يَتَكَلَّمُ، ثُمَّ يَقُومُ فَيَخْطُبُ

ﷺ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ دو خطبے دیتے تھے جب آپ ﷺ منبر پر چڑھ جاتے تو تشریف فرما ہو جاتے یہاں تک کہ وہ فارغ ہو جاتا (راوی کہتا ہے یہاں میرا خیال ہے کہ مؤذن فارغ ہو جاتا) پھر آپ ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے پھر آپ ﷺ بیٹھ جاتے اس دوران آپ ﷺ کوئی بات چیت نہ کرتے پھر کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے۔

ذکر سے مراد خطبہ ہونے سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ کا بیان

جمعہ کی نماز کے لیے باتفاق علماء خطبہ شرط ہے۔ کیونکہ فاسعوا الی ذکر اللہ میں ذکر سے خطبہ مراد ہے۔ اسی بنیاد پر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک بار سبحان اللہ یا الحمد للہ پڑھ دینا خطبہ کے لیے کافی ہے۔ (صرف ایک بار تسبیح یا تحمید کرنے سے خطبہ پورا ہو جاتا ہے) کیونکہ ذکر اللہ طویل ہو یا مختصر سب ہی کو ذکر اللہ کہا جائے گا۔

امام ابو یوسف، امام محمد، امام شافعی، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد کا یہی قول ہے (کہ خطبہ اتنا ہو جس کو عرب خطبہ کہتے ہیں) پھر اگر ذکر سے مراد خطبہ ہی ہو تب بھی خطبہ اتنا ہی ہونا چاہیے جتنا رسول اللہ صلی اللہ کا ہوتا تھا کیونکہ ذکر اللہ میں اضافت عہدی ہوگی یعنی رسول اللہ ﷺ کے خطبہ کی طرف سعی کرو لہٰذا خطبہ طویل ہونا ضروری ہے۔

امام رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی تائید حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خطبہ سے خلیفہ ہونے کے بعد سب سے پہلے جمعہ کا خطبہ دینے کے لیے حضرت عثمان منبر پر چڑھے اور الحمد للہ کہنے پائے تھے کہ آپ پر لرزہ طاری ہو گیا اور فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اس مقام کے لیے پہلے سے مقالات تیار کر لیتے تھے (اور میں نے کوئی مقالہ تیار نہیں کیا) تم کو زیادہ بولنے والے خلیفہ سے زیادہ کارگزار خلیفہ کی ضرورت ہے، آئندہ تم کو (بڑے بڑے) خطبے سننے کو ملیں گے: اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ لِیْ وَلَکُمْ یہ کہہ کر آپ منبر سے اتر آئے اور نماز پڑھا دی اور اس فعل پر کسی نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔

بَابُ الْخُطْبَةِ قَائِمًا

باب: کھڑے ہو کر خطبہ دینا

1093 - حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْطُبُ قَائِمًا، ثُمَّ يَجْلِسُ، ثُمَّ يَقُومُ فَيَخْطُبُ قَائِمًا، فَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ كَانَ يَخْطُبُ جَالِسًا، فَقَدْ كَذَبَ، فَقَالَ: فَقَدْ وَاللهِ صَلَّيْتُ مَعَهُ أَكْثَرَ مِنْ أَلْفَيْ صَلَاةٍ

ﷺ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے، پھر آپ ﷺ بیٹھ جاتے پھر کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے جو شخص تمہیں یہ بتائے کہ نبی اکرم ﷺ بیٹھ کر خطبہ دیتے تھے، تو اس نے غلط بیانی کی۔ راوی بیان کرتے ہیں: اللہ کی قسم! میں نے نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں دو ہزار سے زیادہ نمازیں ادا کی ہیں۔

1094 - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، الْمَعْنَى، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، حَدَّثَنَا سِمَاكٌ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: كَانَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَتَانِ كَانَ يَجْلِسُ

بَيْنَهُمَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ، وَيُذَكِّرُ النَّاسَ،

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دو خطبے دیتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے درمیان بیٹھ جاتے تھے (ان خطبوں کے دوران) آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کی تلاوت کرتے تھے اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے تھے۔

1095 - حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ قَائِمًا، ثُمَّ يَقْعُدُ قَعْدَةً لَا يَتَكَلَّمُ، وَسَاقَ الْحَدِيثَ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑے ہو کر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے مگر اس دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی بات چیت نہیں کی۔ اس کے بعد راوی نے پوری حدیث بیان کی ہے۔

خطبہ جمعہ کے لیے وجوب قیام سے متعلق مذاہب اربعہ کا بیان

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کھڑے ہو کر خطبہ دینا واجب ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنا بھی واجب ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نہ خطبہ کے لیے قیام واجب ہے، نہ دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنا۔ نقل مستفیض (ہر زمانہ میں معروف طریقہ) یہی ہے کہ خطبہ کھڑے ہو کر دیا جاتا ہے اور دونوں خطبوں کے درمیان جلسہ کیا جاتا ہے یہ استفاضہ وجوب قیام و جلسہ کی دلیل ہے۔ حضرت جابر بن سمرہ کا بیان ہے، میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا پھر بیٹھ گئے، پھر کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو شخص تم سے کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر خطبہ دیتے تھے وہ جھوٹا ہے۔ خدا کی قسم! میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو ہزار سے زیادہ نمازیں پڑھیں۔ (رواہ مسلم)

امام شافعی کی روایت ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو خطبے ہوتے تھے۔ دونوں کے درمیان آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھتے (خطبہ میں) آپ قرآن (کی آیات) پڑھتے اور لوگوں کو نصیحت کرتے تھے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن دو خطبے دیتے تھے اور دونوں کے درمیان جلسہ ہوتا تھا۔ (متفق علیہ)

مسلم کی روایت ہے کہ جمعہ کے دن حضرت کعب بن عجرہ مسجد میں داخل ہوئے، ابن ام حکم بیٹھ کر خطبہ دے رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: اس خبیث کو دیکھو بیٹھ کر خطبہ دے رہا ہے حالانکہ اللہ فرماتا ہے: وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا۔ ابن ہمام نے اس حدیث سے قیام واجب نہ ہونے پر استدلال کیا ہے کیونکہ نہ حضرت کعب نے ابن ام حکم کی نماز فاسد ہو جانے کا حکم دیا اور نہ کسی اور نے۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم قیام کو لازم نہیں جانتے تھے۔

بَابُ الرَّجُلِ يَخْطُبُ عَلَى قَوْسٍ

باب: آدمی کا کمان کا سہارا لے کر خطبہ دینا

1096 - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا شِهَابُ بْنُ خِرَاشٍ، حَدَّثَنِي شُعَيْبُ بْنُ رُزَيْقٍ الطَّائِفِيُّ،

قَالَ: جَلَسْتُ إِلَى رَجُلٍ لَهُ صُحْبَةٌ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. يُقَالُ لَهُ: الْحَكَمُ بْنُ حَزْنٍ الْكُلَفِيُّ، فَأَنْشَأَ يُحَدِّثُنَا. قَالَ: وَفَدْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَابِعَ سَبْعَةٍ - أَوْ تَاسِعَ تِسْعَةٍ - فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، زُرْنَاكَ فَادْعُ اللَّهَ لَنَا بِخَيْرٍ. فَأَمَرَ بِنَا، أَوْ أَمَرَ لَنَا بِشَيْءٍ مِنَ التَّمْرِ، وَالشَّأْنُ إِذْ ذَاكَ دُونٌ. فَأَقَمْنَا بِهَا أَيَّامًا شَهِدْنَا فِيهَا الْجُمُعَةَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَامَ مُتَوَكِّئًا عَلَى عَصًا، أَوْ قَوْسٍ، فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، كَلِمَاتٍ خَفِيفَاتٍ طَيِّبَاتٍ مُبَارَكَاتٍ، ثُمَّ قَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّكُمْ لَنْ تُطِيقُوا - أَوْ لَنْ تَفْعَلُوا - كُلَّ مَا أُمِرْتُمْ بِهِ، وَلَكِنْ سَدِّدُوا، وَأَبْشِرُوا.

قَالَ أَبُو عَلِيٍّ: سَمِعْتُ أَبَا دَاوُدَ قَالَ: ثَبَّتَنِي فِي شَيْءٍ مِنْهُ بَعْضُ أَصْحَابِنَا، وَقَدْ كَانَ انْقَطَعَ مِنَ الْقِرْطَاسِ

⊛ شعیب بن بورزیق طائفی بیان کرتے ہیں: میں ایک شخص کے پاس بیٹھا جو حضرت محمد ﷺ کے صحابی تھے ان کا نام حکم بن حزن کلفی تھا۔ انہوں نے ہمارے ساتھ بات چیت کرنا شروع کی۔ انہوں نے بتایا: میں ایک وفد میں شامل ہو کر ان سات میں سے ساتویں فرد کے طور پر یا نو میں سے نویں فرد کے طور پر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب ہم آپ ﷺ کے پاس آئے تو ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم نے آپ ﷺ کی زیارت کی ہے آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے دعا خیر کیجئے تو نبی اکرم ﷺ نے ہمیں کچھ کھجوریں دینے کا حکم دیا۔ اس وقت ہماری حالت کمزور تھی ہم نے کچھ دن آپ ﷺ کے ہاں قیام کیا۔ اس دوران ہم لوگ جمعہ کی نماز میں نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں شریک ہوئے تو نبی اکرم ﷺ نے لاٹھی سے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) کمان سے ٹیک لگا کر کھڑے ہو کر (خطبہ دیتے ہوئے) اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی جو مختصر کلمات میں تھی اور مبارک کلمات میں تھی پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اے لوگو! تم اس چیز کی طاقت نہیں رکھتے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) تم وہ نہیں کر سکو گے جن کا تمہیں حکم دیا گیا ہے البتہ تم میانہ روی اختیار کرو اور خوشخبری حاصل کرو"۔

(سنن ابوداؤد کے راوی) ابوعلی بیان کرتے ہیں: میں نے امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: میرے بعض ساتھیوں نے اس حدیث کا کچھ حصہ مجھے یاد کروایا ہے جو کاغذ میں سے رہ گیا تھا۔

شرح

حضرت جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ عید کے دن رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نماز میں شریک ہوا، چنانچہ آپ ﷺ نے اذان و تکبیر کے بغیر خطبہ سے پہلے نماز شروع فرمائی، جب نماز سے فارغ ہوئے تو (خطبہ کے لئے) حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا

1096- اسنادہ قوی من اجل شهاب بن خراش، وشعیب بن زریق الطائفی، فهما صدوقان لا باس بهما. واخرجه ابن سعد فی "طبقاته" /5165، واحمد (17856) و (17857)، وابو یعلی (6826)، وابن خزیمة (1452)، وابن قانع فی "معجم الصحابه" /1 207، والطبرانی فی "الکبیر" (3165)، والبیهقی فی "السنن الکبری" /2063، وفی "السنن الصغری" (624)، وفی "دلائل النبوة" /3545، وابن عساکر فی "تاریخ دمشق" /20923، وابن الاثیر فی "اسد الغابة" /342، والمزی فی "تهذیب الکمال" فی ترجمة الحکم بن حزن /927-93 من طریق شهاب بن خراش، به

سہارا لے کر کھڑے ہوئے، آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کی تعریف بیان فرمائی۔ لوگوں کو نصیحت کی اور انہیں عذاب و ثواب (کے احکام) یاد دلائے اور اللہ تعالیٰ کی بندگی کرنے پر ترغیب دلائی۔

پھر آپ ﷺ عورتوں کی جماعت کی طرف متوجہ ہوئے حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے (وہاں بھی) آپ ﷺ نے عورتوں کو اللہ سے ڈرنے کا حکم دیا، ان کو نصیحت کی اور انہیں عذاب وثواب (کے احکام) یاد دلائے۔"

(سنن نسائی، مشکوۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 1419)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خطیب کے لئے مناسب ہے کہ وہ خطبہ دیتے وقت کسی چیز مثلاً تلوار، کمان برچھی، عصا یا کسی آدمی کا سہارا لے کر کھڑا ہو۔

1097 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، حَدَّثَنَا عِمْرَانُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ، عَنْ أَبِي عِيَاضٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا تَشَهَّدَ قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ نَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، أَرْسَلَهُ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ، مَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ رَشَدَ، وَمَنْ يَعْصِهِمَا فَإِنَّهُ لَا يَضُرُّ إِلَّا نَفْسَهُ، وَلَا يَضُرُّ اللَّهَ شَيْئًا۔

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب تشہد پڑھ لیتے تھے' تو یہ پڑھتے تھے۔

"ہر طرح کی حمد اللہ کے لیے مخصوص ہے ہم اس سے مدد چاہتے ہیں اس سے مغفرت مانگتے ہیں، ہم اپنی ذات کے شر سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں' جسے اللہ تعالیٰ ہدایت عطاء کر دے اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جسے وہ گمراہ رہنے دے اسے کوئی ہدایت نصیب نہیں کرسکتا اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے اور اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں' جنہیں اللہ نے قیامت سے پہلے حق کے ہمراہ خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے' جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کر لیتا ہے وہ ہدایت پالیتا ہے اور جو ان دونوں کی نافرمانی کرتا ہے' تو وہ اپنا نقصان کرتا ہے وہ اللہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتا"۔

1098 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ، عَنْ تَشَهُّدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ، قَالَ: وَمَنْ يَعْصِهِمَا فَقَدْ غَوَى، وَنَسْأَلُ اللَّهَ رَبَّنَا أَنْ يَجْعَلَنَا مِمَّنْ يُطِيعُهُ، وَيُطِيعُ رَسُولَهُ، وَيَتَّبِعُ رِضْوَانَهُ، وَيَجْتَنِبُ سَخَطَهُ فَإِنَّمَا نَحْنُ بِهِ وَلَهُ

﴿﴾ یونس بیان کرتے ہیں: انہوں نے ابن شہاب سے جمعہ کے دن نبی اکرم ﷺ کے تشہد کے کلمات (یعنی خطبے کے الفاظ میں تشہد کے الفاظ) کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے حسب سابق حدیث بیان کی جس میں یہ الفاظ ہیں:

"اور جو ان دونوں کی نافرمانی کرتا ہے وہ بھٹک جاتا ہے ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے پروردگار سے یہ سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ان لوگوں میں شامل کرلے جو اس کی اطاعت کرتے ہیں اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں اور جو اس کی رضامندی کی پیروی کرتے ہیں اور اس کی ناراضگی سے بچتے ہیں بے شک ہم اسی کی مدد سے ہیں اور اسی کے لیے ہیں"۔

1099 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ بْنِ سَعِيدٍ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ رُفَيْعٍ، عَنْ تَمِيمٍ الطَّائِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، أَنَّ خَطِيبًا خَطَبَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: مَنْ يُطِعِ اللهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ رَشَدَ، وَمَنْ يَعْصِهِمَا، فَقَالَ: قُمْ - أَوِ اذْهَبْ - بِئْسَ الْخَطِيبُ أَنْتَ

❀❀ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک خطیب نے نبی اکرم ﷺ کی موجودگی میں خطبہ دیتے ہوئے یہ کہا۔

"جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے اور جو شخص ان دونوں کی نافرمانی کرے"۔

"نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اٹھ جاؤ (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) تم چلے جاؤ تم بہت برے ہو"۔

1100 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ خُبَيْبٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مَعْنٍ، عَنْ بِنْتِ الْحَارِثِ بْنِ النُّعْمَانِ، قَالَتْ: مَا حَفِظْتُ ق، إِلَّا مِنْ فِي رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ يَخْطُبُ بِهَا كُلَّ جُمُعَةٍ، قَالَتْ: وَكَانَ تَنُّورُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَنُّورُنَا وَاحِدًا،

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ: عَنْ شُعْبَةَ، قَالَ: بِنْتُ حَارِثَةَ بْنِ النُّعْمَانِ، وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ، أُمُّ هِشَامٍ بِنْتُ حَارِثَةَ بْنِ النُّعْمَانِ

❀❀ حضرت حارث بن نعمان رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی بیان کرتی ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی سن کر سورۂ ق یاد کی ہے آپ ﷺ ہر جمعہ میں خطبے میں اسے پڑھا کرتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ کا اور ہمارا تنور ایک ہی تھا۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) ایک اور سند کے ہمراہ اس خاتون کا نام حارثہ بن نعمان کی صاحبزادی منقول ہے۔

جب کہ ابن اسحاق نے یہ الفاظ نقل کئے ہیں: اُمّ ہشام بنت حارثہ بن نعمان۔

1101 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي سِمَاكٌ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَصْدًا، وَخُطْبَتُهُ قَصْدًا، يَقْرَأُ آيَاتٍ مِنَ الْقُرْآنِ، وَيُذَكِّرُ النَّاسَ

1100- حديث صحيح. عبد الله بن محمد بن معن - وان لم يرو عنه الا خبيب، وهو ابن عبد الرحمن المدني، وذكره ابن حبان في "الثقات" وابن خلفون، وجهله الحافظ الذهبي في "الديوان" - اخرج له مسلم هذا الحديث في المتابعات. واخرجه مسلم (873) من طريق محمد بن جعفر، بهذا الاسناد. واخرجه النسائي (1733) من طريق يحيى بن ابي كثير

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی نماز درمیانی ہوتی تھی آپ ﷺ کا خطبہ بھی درمیانہ ہوتا تھا۔ آپ ﷺ (خطبے کے دوران) قرآن پاک کی آیات کی تلاوت کرتے تھے اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے تھے۔

1102 - حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا مَرْوَانُ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ أُخْتِهَا، قَالَتْ: مَا أَخَذْتُ ق إِلَّا مِنْ فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ يَقْرَؤُهَا فِي كُلِّ جُمُعَةٍ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: كَذَا رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، وَابْنُ أَبِي الرِّجَالِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ أُمِّ هِشَامٍ بِنْتِ حَارِثَةَ بْنِ النُّعْمَانِ.

عمرہ نامی خاتون اپنی بہن کا یہ بیان نقل کرتی ہیں: میں نے "سورہ ق" رسول اللہ ﷺ کی زبانی یاد کی ہے' آپ ﷺ ہر جمعہ میں اس کی تلاوت کرتے تھے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ عمرہ نامی خاتون کے حوالے سے اُم ہشام بنت حارثہ بن نعمان کے حوالے سے منقول ہے۔

1103 - حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ أُخْتٍ لِعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، كَانَتْ أَكْبَرَ مِنْهَا بِمَعْنَاهُ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ عمرہ بنت عبدالرحمن کی بڑی بہن کے حوالے سے منقول ہے' جو حسب سابق ہے۔

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الْمِنْبَرِ

باب: منبر پر دونوں ہاتھ بلند کرنا

1104 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زَائِدَةُ، عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ: رَأَى عُمَارَةُ بْنُ رُوَيْبَةَ بِشْرَ بْنَ مَرْوَانَ، وَهُوَ يَدْعُو فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ، فَقَالَ عُمَارَةُ: قَبَّحَ اللهُ هَاتَيْنِ الْيَدَيْنِ، قَالَ زَائِدَةُ: قَالَ حُصَيْنٌ: حَدَّثَنِي عُمَارَةُ، قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ مَا يَزِيدُ عَلَى هٰذِهِ يَعْنِي السَّبَّابَةَ الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ

حصین بن عبدالرحمن بیان کرتے ہیں: حضرت عمارہ بن رویبہ نے جمعہ کے دن بشر بن مروان کو (خطبے کے دوران) ہاتھ کے ذریعے (اشارہ کرتے دیکھا) تو حضرت عمارہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان دونوں ہاتھوں کو رسوا کرے۔

ایک اور سند کے ساتھ یہ الفاظ منقول ہیں انہوں نے یہ فرمایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا جب آپ ﷺ منبر پر موجود

1104- اسنادہ صحیح. حصین بن عبد الرحمٰن: ھو ابو الھذیل السُلَمی، وزائدۃ: ھو ابن قدامۃ، واحمد بن یونس: ھو ابن عبد اللہ بن یونس، مشھور بالنسبۃ الی جدہ. واخرجہ مسلم (874)، والترمذی (522)، والنسائی فی "الکبری" (1726) و (1727) من طریق حصین بن عبد الرحمٰن، بہ. وھو فی "مسند احمد" (17219) و (18299)، و "صحیح ابن حبان" (882).

ہوتے تھے تو آپ ﷺ اس سے زیادہ یعنی شہادت کی انگلی کے علاوہ اور کسی انگلی سے اشارہ نہیں کرتے تھے وہ انگلی جو انگوٹھے کے ساتھ ہوتی ہے۔

1105 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ الْمُفَضَّلِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَعْنِي ابْنَ اِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مُعَاوِيَةَ، عَنِ ابْنِ اَبِيْ ذُبَابٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاهِرًا يَدَيْهِ قَطُّ يَدْعُو عَلٰى مِنْبَرِهِ، وَلَا عَلٰى غَيْرِهِ، وَلٰكِنْ رَاَيْتُهُ، يَقُوْلُ: هٰكَذَا، وَاَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَعَقَدَ الْوُسْطٰى بِالْاِبْهَامِ

⊛⊛ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو کبھی بھی منبر پر یا منبر کے علاوہ دونوں ہاتھ پھیلا کر دعا کرتے نہیں دیکھا البتہ آپ ﷺ اس طرح کیا کرتے تھے۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے شہادت کی انگلی اٹھا کر اور درمیانی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنا کر یہ بات بیان کی۔

بَابُ اِقْصَارِ الْخُطَبِ

باب: خطبے کو مختصر کرنا

1106 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا اَبِيْ، حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ اَبِيْ رَاشِدٍ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ، قَالَ: اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاِقْصَارِ الْخُطَبِ

⊛⊛ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہمیں مختصر خطبہ دینے کا حکم دیا تھا۔

1107 - حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ، اَخْبَرَنِيْ شَيْبَانُ اَبُوْ مُعَاوِيَةَ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ السُّوَائِيِّ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُطِيْلُ الْمَوْعِظَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، اِنَّمَا هُنَّ كَلِمَاتٌ يَسِيْرَاتٌ

⊛⊛ حضرت جابر بن سمرہ سوائی رضی اللہ عنہ یہ بات بیان کرتے ہیں: آپ ﷺ جمعہ کے دن طویل وعظ نہیں کرتے تھے بلکہ آپ ﷺ مختصر کلمات ارشاد فرماتے تھے۔

بَابُ الدُّنُوِّ مِنَ الْاِمَامِ عِنْدَ الْمَوْعِظَةِ

باب: خطبے کے دوران امام کے قریب بیٹھنا

1108 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، قَالَ: وَجَدْتُ فِيْ كِتَابِ اَبِيْ بِخَطِّ يَدِهِ وَلَمْ اَسْمَعْهُ مِنْهُ، قَالَ قَتَادَةُ: عَنْ يَحْيٰى بْنِ مَالِكٍ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: اُحْضُرُوا الذِّكْرَ، وَادْنُوْا مِنَ الْاِمَامِ، فَاِنَّ الرَّجُلَ لَا يَزَالُ يَتَبَاعَدُ حَتّٰى يُؤَخَّرَ فِي الْجَنَّةِ،

وَاِنْ دَخَلَهَا

ہے معاذ بن ہشام بیان کرتے ہیں: میں نے اپنے والد کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تحریر میں یہ بات پائی ہے میں نے ان کی زبانی یہ بات نہیں سنی۔ وہ یہ کہتے ہیں: قتادہ نے یحییٰ بن مالک کے حوالے سے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے:

''تم لوگ ذکر (خطبے) میں شریک ہو اور امام سے قریب رہو' کیونکہ آدمی (امام سے دور ہونے) کو اختیار کرتا رہتا ہے' یہاں تک کہ اسے جنت میں بھی پیچھے کر دیا جائے گا اگرچہ وہ اس میں داخل ہی ہو جائے''۔

بَابُ الْإِمَامِ يَقْطَعُ الْخُطْبَةَ لِلْاَمْرِ يَحْدُثُ

باب: امام کا کسی عارضے کی وجہ سے خطبے کو منقطع کرنا

1109 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، اَنَّ زَيْدَ بْنَ حُبَابٍ، حَدَّثَهُمْ، حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ، حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، قَالَ: خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاَقْبَلَ الْحَسَنُ، وَالْحُسَيْنُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَلَيْهِمَا قَمِيصَانِ اَحْمَرَانِ يَعْثُرَانِ وَيَقُوْمَانِ، فَنَزَلَ فَاَخَذَهُمَا، فَصَعِدَ بِهِمَا الْمِنْبَرَ، ثُمَّ قَالَ: صَدَقَ اللّٰهُ: (اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ) (التغابن: 15)، رَاَيْتُ هٰذَيْنِ فَلَمْ اَصْبِرْ، ثُمَّ اَخَذَ فِي الْخُطْبَةِ

ہے عبداللہ بن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ہمیں خطبہ دے رہے تھے اسی دوران حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ (جو بچے تھے) آ گئے۔ ان دونوں نے سرخ قمیصیں پہنی ہوئی تھیں اور وہ گرتے اور کھڑے ہوتے ہوئے آ رہے تھے۔ آپ ﷺ منبر سے نیچے آئے اور ان دونوں کو پکڑ کر اور انہیں اٹھا کر آپ ﷺ منبر پر چڑھے۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے۔

''تمہارے اموال اور تمہاری اولاد آزمائش ہیں''۔

میں نے ان دونوں کو دیکھا تو مجھ سے صبر نہیں ہوا۔

(راوی بیان کرتے ہیں:) پھر نبی اکرم ﷺ نے خطبہ دینا شروع کر دیا۔

بَابُ الْاِحْتِبَاءِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ

باب: امام کے خطبے کے دوران احتباء کے طور پر بیٹھنا

1110 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ، حَدَّثَنَا الْمُقْرِئُ، حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ اَيُّوْبَ، عَنْ اَبِيْ مَرْحُوْمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْحُبْوَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ

سہل بن معاذ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے جمعہ کے روز جب امام خطبہ دے رہا ہو تو حبوہ کی حالت میں بیٹھنے سے منع کیا ہے۔

1111- حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ حَيَّانَ الرَّقِّيُّ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزِّبْرِقَانِ، عَنْ يَعْلَى بْنِ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ، قَالَ: شَهِدْتُ مَعَ مُعَاوِيَةَ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَجَمَّعَ بِنَا، فَنَظَرْتُ فَإِذَا جُلُّ مَنْ فِي الْمَسْجِدِ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَأَيْتُهُمْ مُحْتَبِينَ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَحْتَبِي وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ، وَأَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، وَشُرَيْحٌ، وَصَعْصَعَةُ بْنُ صُوحَانَ، وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، وَإِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ، وَمَكْحُولٌ، وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ، وَنُعَيْمُ بْنُ سَلَامَةَ، قَالَ: لَا بَأْسَ بِهَا.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَلَمْ يَبْلُغْنِي أَنَّ أَحَدًا كَرِهَهَا إِلَّا عُبَادَةَ بْنَ نُسَيٍّ

یعلی بن شداد بیان کرتے ہیں: میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیت المقدس میں موجود تھا۔ انہوں نے ہمیں جمعہ کی نماز پڑھائی۔ میں نے جائزہ لیا تو مسجد میں نبی اکرم ﷺ کے بہت سے صحابہ کرام موجود تھے۔ میں نے ان حضرات کو احتباء کی حالت میں بیٹھے دیکھا حالانکہ امام اس وقت خطبہ دے رہا تھا۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی امام کے خطبے کے دوران احتباء کے طور پر بیٹھ جاتے تھے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور شریح، صعصعہ بن صوحان، سعید بن مسیب، ابراہیم نخعی، مکحول، اسماعیل بن محمد بن سعد اور نعیم بن سلامہ یہ سب حضرات یہ فرماتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) مجھ تک ایسی کوئی روایت نہیں پہنچی کہ کسی نے اس کو مکروہ قرار دیا ہو البتہ عبادہ بن نسی نے اسے مکروہ قرار دیا ہے۔

بَابُ الْكَلَامِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ

باب: امام کے خطبے کے دوران کلام کرنا

1112- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا قُلْتَ: أَنْصِتْ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ، فَقَدْ لَغَوْتَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

1110- اسنادہ ضعیف لضعف ابی مرحوم - واسمہ عبد الرحیم بن میمون - وسہل ابن معاذ بن انس کما حققناہ فی کتابنا "التحریر"، وکنا قد حسنا اسنادہ فی "المسند" و"شرح مشکل الآثار" (2905)، فیستدرک من ہنا. وقد ضعفہ ایضاً الخطابی کما سیاتی وعبد الحق الاشبیلی فی "احکامہ الوسطی" 633/1، ووافقہ ابن القطان فی "بیان الوہم والایہام" 173.4/، واخرجہ الترمذی (521) من طریق عبد اللہ بن یزید المقرئ بہذا الاسناد. وقال: حدیث حسن، وصححہ ابن خزیمۃ (1815) والحاکم 2891/ وسکت عنہ الذہبی.

''جب امام کے خطبے کے دوران تم (کسی دوسرے کو) یہ کہو'' تم خاموش رہو'' تو تم نے لغو حرکت کی''۔

دوران خطبہ کلام کرنے کی ممانعت سے متعلق مذاہب اربعہ کا بیان

دوران خطبہ میں خطبہ دینے والے کے لیے کوئی بات کرنی حرام ہے؟ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حرام ہے لیکن کسی نیکی اور بھلائی کی تعلیم ہو تو حرام نہیں جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان کا قصہ ہوا۔ (کذا قال ابن ہمام)

حضرت امام شافعی کا بھی ابتدائی قول یہی ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ایسا کلام کرنا جائز ہے جس کا تعلق نماز کے مصالح سے ہو جیسے پیچھے سے آنے والوں کو لوگوں کی گردنیں پھلانگنے سے باز داشت کرنا۔ اگر خطیب کسی خاص شخص کو مخاطب کر کے کچھ کہے تو اس شخص کے لیے جواب دینا جائز ہے جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصہ میں ہوا۔ غسل جمعہ کے مبحث میں ہم اس قصہ کا تذکرہ کریں گے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: خطیب کیلئے خطبہ کے درمیان ہر طرح کا کلام جائز ہے۔ اس موضوع کی حدیثوں میں باہم اختلاف ہے۔

صحیحین میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب امام خطبہ دے رہا ہو اور (تیرا ساتھی کوئی بات کر رہا ہو اور) تو اپنے ساتھی سے کہے چپ رہ' تو تو نے لغویات کی (یعنی یہ کہنا بھی لغو ہے)۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمعہ کے دن جب امام خطبہ دے رہا ہو اور کوئی شخص بات کرے تو وہ اس گدھے کی طرح ہے جو کتابیں اپنے اوپر لادے ہوئے (پھر رہا) ہو۔ یہ دونوں حدیثیں خطبہ کے وقت حرمت کلام پر دلالت کر رہی ہیں۔ اسی طرح آیت: وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ بھی (خطبہ کے وقت) بات کرنے کی حرمت پر دلالت کر رہی ہے لیکن وہ احادیث جو جواز کلام پر دلالت کر رہی ہیں' مندرجہ ذیل ہیں:

بیہقی نے حضرت عبدالرحمن بن کعب کے طریق سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ابی الحقیق کو قتل کرنے کے لیے جن کو خیبر بھیجا تھا وہ لوگ جب واپس آئے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر قائم تھے اور دن جمعہ کا تھا۔ حضور والا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھتے ہی فرمایا (تمہارے) چہرے فلاح یاب ہوں۔ انہوں نے بھی جواب میں کہا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ بھی سرخرو ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: کیا تم نے اس کو قتل کر دیا؟ ان لوگوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ تلوار طلب فرمائی جس سے اس کو قتل کیا گیا تھا اور منبر پر ہی کھڑے کھڑے اس تلوار کو نیام سے نکالا اور فرمایا: ہاں! اسی تلوار کی دھار میں اس کا کھانا ہے۔

بیہقی نے اس حدیث کو مرسل جید کہا ہے۔ عروہ سے بھی یہ حدیث اسی طرح مروی ہے۔ بیہقی نے ابن عبداللہ وانس رضی اللہ عنہ کے طریق سے بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ابی الحقیق کی طرف بھیجا تھا۔ مسلم نے حضرت رفاعہ عدوی کا بیان نقل کیا ہے۔ حضرت رفاعہ نے فرمایا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس وقت پہنچا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے' میں نے عرض کیا: ایک بے وطن آدمی اپنے دین کے متعلق دریافت کرنے حاضر ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ چھوڑ دیا اور میری طرف متوجہ ہو کر مجھے تعلیم دینے لگے' تعلیم کے بعد پھر خطبہ پورا کیا۔

(رواہ اصحاب السنن الاربعۃ)

ابن خزیمہ اور حاکم نے حضرت بریدہ کی حدیث نقل کی ہے۔ حضرت بریدہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے' اتنے میں حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ سرخ (یعنی سرخ دھاری والی) قمیصیں پہنے' پاؤں پاؤں چلتے ہوئے آ گئے' دونوں کی چال میں لرزش تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فوراً منبر سے اتر آئے اور دونوں کو اٹھا کر اپنی گود میں رکھ لیا۔ پھر فرمایا: اللہ نے سچ کہا ہے کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد ایک امتحان ہے۔ میں نے ان دونوں بچوں کو لرزتے قدموں سے چلتے دیکھا تو مجھ سے رکا نہ گیا' آخر میں نے اپنی بات (یعنی خطبہ) کاٹ کر دونوں کو اٹھا لیا۔

ابوداؤد نے حضرت جابر کی روایت سے بیان کیا کہ جمعہ کے دن جب منبر پر متمکن ہو گئے تو فرمایا: بیٹھ جاؤ۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ حکم سن لیا اس وقت وہ مسجد کے دروازے پر تھے' وہیں بیٹھ گئے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر پڑ گئی' فرمایا: عبداللہ بن مسعود ادھر آ جاؤ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ جمعہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے' ایک شخص آیا اور بولا: قیامت کب ہوگی؟ لوگوں نے اس کی طرف اشارہ کیا کہ خاموش رہے' مگر اس نے نہیں مانا اور وہی بات دوبارہ کہی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو نے اس کے لیے کیا تیار کر رکھا ہے اس نے جواب دیا (صرف) اللہ اور اس کے رسول کی محبت۔ فرمایا: تو اسی کے ساتھ ہوگا جس سے تجھے محبت ہے۔ (رواہ احمد والنسائی وابن خزیمہ والبیہقی)

حضرت انس کی روایت ہے کہ جمعہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے' اسی اثناء میں ایک اعرابی نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم (سارا) مال تباہ ہو گیا اس کے بعد پوری حدیث استسقاء راوی نے بیان کی۔ (متفق علیہ)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: احادیث میں یہ اختلاف چاہتا ہے کہ خطبہ سننے والے کے لیے کلام کرنا مکروہ قرار دیا جائے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا' آیت: فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا کے مقابل احادیث احاد کو لایا جائے اور آیت کو احادیث کا ہم وزن قرار دیا جائے تو ایسا ممکن نہیں (کیونکہ آیت یقینی قطعی ہے اور احادیث ظنی ہیں جو مفید یقین نہیں۔ اس لیے آیت پر فتویٰ دیا جائے گا اور احادیث کو ترک کر دیا جائے گا) پھر یہاں تو احتیاط کا تقاضا بھی ہے کہ آیت پر ہی عمل کیا جائے اور خطبہ کے وقت سننے والوں کے لیے کلام کرنے کو ناجائز کہا جائے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: احادیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ خطبہ دینے کے درمیان مخاطب کیلئے کوئی کلام کرنا حرام ہے' واللہ اعلم۔

مسئلہ خطبہ شروع کرنے سے پہلے اور خطبہ ختم کرنے کے بعد کلام کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ حضرت انس کی روایت ہے کہ جمعہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اترتے تھے' پھر بعض آدمیوں سے کسی کام کے متعلق کلام کرتے تھے' پھر جائے نماز کی طرف بڑھ جاتے تھے۔ (رواہ احمد)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کلام مطلقاً حرام ہے' آثار صحابہ سے یہی ثابت ہے۔ ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس' حضرت ابن عمر اور حضرت علی (رضی اللہ عنہم) کی طرف نسبت کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ یہ حضرات امام کے برآمد ہونے کے بعد کلام اور نماز کو مکروہ قرار دیتے تھے۔

مسئلہ* اگر کوئی شخص امام کے خطبہ دینے کے درمیان آجائے تو (تحیۃ المسجد کی) دو مختصر رکعتیں اس وقت بھی پڑھ لے۔ جمہور ائمہ کا یہی قول ہے لیکن امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نماز نہ پڑھے۔ حضرت علی' حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر (رضی اللہ عنہم) کے مذکورہ آثار سے جو بروایت عروہ زہری منقول ہیں' یہی ثابت ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا: اگر تم اپنے ساتھی سے کہو چپ رہ تو تم نے لغو حرکت کی۔ یہ حدیث بدلالت النص نماز اور تحیۃ المسجد سے منع کر رہی ہے کیونکہ اس حدیث میں امر بالمعروف کی بھی ممانعت کی ہے اور امر بالمعروف کا درجہ سنت جمعہ اور تحیۃ المسجد سے بلند ہے۔ لہٰذا سنت جمعہ ہوں یا تحیۃ المسجد' بہر حال ان کا ممنوع ہونا بدرجۂ اولیٰ ثابت ہوتا ہے۔

ایک شبہ* سنت جمعہ وغیرہ پر امر بالمعروف کی برتری اس وقت ہے جب امر بالمعروف واجب ہو' لیکن اگر امر بالمعروف واجب نہ ہو مستحب ہو تو سنت پر اس کی برتری ناقابل تسلیم ہے اور خطبہ سننے کے وقت خاموش رہنا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک واجب نہیں' مستحب ہے۔ لہٰذا ان کے خلاف اس امر مستحب کی سنت جمعہ اور تحیۃ المسجد پر فضیلت بدلالت نص حدیث نہیں ثابت کی جاسکتی۔

جمہور نے اپنے قول کے ثبوت میں حضرت جابر بن عبداللہ کی روایت پیش کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمعہ کے دن خطیب کے خطبہ دینے کی حالت میں تم میں سے اگر کوئی آئے تو مختصر رکعتیں پڑھ لے۔ (متفق علیہ) مسلم کی روایت ہے کہ سلیک غطفانی جمعہ کے دن (نماز کے لیے) مسجد میں آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت خطبہ دے رہے تھے' وہ آکر بیٹھ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سلیک اٹھو اور دو مختصر رکعتیں پڑھ لو۔

اس موضوع کی حدیث حضرت ابوسعید کی روایت سے بھی ابن حبان وغیرہ نے بیان کی ہے' طبرانی کا بیان ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت پہنچے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم نے دو رکعتیں پڑھ لیں؟ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: نہیں' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو اٹھ کر دو رکعتیں پڑھ لو۔ ابن ہمام نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ دارقطنی نے سنن میں حضرت انس کی روایت سے بیان کیا ہے' ایک آدمی مسجد میں آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے۔ فرمایا: اٹھ کر دو رکعتیں پڑھ لو' اتنی دیر کہ وہ شخص نماز سے فارغ ہوا' حضور صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دینے سے رکے رہے۔

امام احمد بن حنبل نے معتمر کے والد کی روایت سے بیان کیا ہے کہ ایک شخص آیا' الحدیث۔ پھر لوگ اس کے انتظار میں رہے' یہاں تک کہ وہ نماز پڑھ چکا یہ حدیث مرسل ہے اور اس کو مرسل کہنا ہی صحیح ہے۔ ابن ہمام نے کہا: مرسل حدیث حجت (قابل استدلال) ہے۔ میں کہتا ہوں اگر اس حدیث کا ارسال صحیح بھی ہو جائے تب بھی حدیث ''امام خطبہ پڑھ رہا ہو اور اس وقت کوئی

آئے تو (دو) رکعتیں پڑھ لے'' سے اس کا کوئی تعارض نہیں ہوگا' کیونکہ حدیث مطلق ہے اور یہ ایک واقعہ کا بیان ہے۔
اس کے علاوہ یہ کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک خروج امام کے بعد تو کوئی نماز ہی جائز نہیں نہ دوران خطبہ میں نہ خطبہ ختم ہونے کے بعد' اس لیے اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ آنے والے شخص کی نماز ختم ہونے تک رسول اللہ ﷺ خاموش رہے تھے تب بھی یہ حدیث مذکور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کے خلاف ہوگی (کیونکہ امام صاحب کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کے برآمد ہونے کے بعد ہر نماز ناجائز ہے' خواہ خطبہ دیں یا خاموش ہو جائیں)۔ (تفسیر مظہری، سورہ جمعہ، لاہور)

جمعہ میں تین طرح کے لوگوں کے شریک ہونے کا بیان

1113 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، وَأَبُو كَامِلٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ، عَنْ حَبِيبٍ الْمُعَلِّمِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَحْضُرُ الْجُمُعَةَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ، رَجُلٌ حَضَرَهَا يَلْغُو وَهُوَ حَظُّهُ مِنْهَا، وَرَجُلٌ حَضَرَهَا يَدْعُو، فَهُوَ رَجُلٌ دَعَا اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ إِنْ شَاءَ أَعْطَاهُ، وَإِنْ شَاءَ مَنَعَهُ، وَرَجُلٌ حَضَرَهَا بِإِنْصَاتٍ وَسُكُوتٍ، وَلَمْ يَتَخَطَّ رَقَبَةَ مُسْلِمٍ، وَلَمْ يُؤْذِ أَحَدًا فَهِيَ كَفَّارَةٌ إِلَى الْجُمُعَةِ الَّتِي تَلِيهَا، وَزِيَادَةِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، وَذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: (مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا) (الأنعام: 160)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
''جمعہ میں تین طرح کے لوگ شریک ہوتے ہیں۔ ایک وہ شخص جو کوئی لغو حرکت کرتا ہے اس کا حصہ صرف یہ ہوتا ہے دوسرا وہ شخص جو صرف دعا کے لیے آتا ہے وہ دعا کرتا ہے اگر اللہ چاہے گا' تو اسے عطا کر دے گا اگر چاہے گا' تو عطا نہیں کرے گا' اور تیسرا وہ شخص جو خاموشی سے (خطبہ) سنتا ہے اور خاموش رہتا ہے۔ کسی مسلمان کی گردن کو نہیں پھلانگتا ہے کسی کو ایذا نہیں پہنچاتا ہے' تو یہ (حاضری) اس شخص کے' اس جمعہ سے لے کر آئندہ جمعہ تک کے اور مزید تین دن کے (گناہوں کا) کفارہ بن جاتی ہے۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔
''جو شخص کوئی نیکی کرتا ہے' تو اسے اس کا دس گنا اجر ملے گا''۔

بَابُ اسْتِئْذَانِ الْمُحْدِثِ الْإِمَامَ

باب: بے وضو شخص کا امام سے اجازت طلب کرنا

1114 - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ الْمِصِّيصِيُّ، حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَحْدَثَ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَأْخُذْ بِأَنْفِهِ، ثُمَّ لِيَنْصَرِفْ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، وَأَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ، لَمْ يَذْكُرَا عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب کسی شخص کا نماز کے دوران وضوٹوٹ جائے' تو اسے اپنی ناک پر ہاتھ رکھ لینا چاہیے (اور یہ ظاہر کرنا چاہیے کہ نکسیر پھوٹ گئی ہے) اور پھر واپس چلے جانا چاہیے''۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے' جس میں یہ الفاظ ہیں: ''جب وہ شخص آئے اور امام اس وقت خطبہ دے رہا ہو' ان دونوں راویوں نے اس میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ نہیں کیا۔

بَابُ إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ

باب: جب آدمی (مسجد میں) داخل ہو اور امام اس وقت خطبہ دے رہا ہو

1115 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ عَمْرٍو وَهُوَ ابْنُ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ رَجُلًا جَاءَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ، فَقَالَ: أَصَلَّيْتَ يَا فُلَانُ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: قُمْ فَارْكَعْ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص جمعہ کے دن آیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت خطبہ دے رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: اے فلاں کیا تم نے نماز ادا کرلی ہے۔ اس نے عرض کیا: نہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اٹھو اور ادا کرلو۔

1116 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ، وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْمَعْنَى قَالَا: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ، وَعَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَا: جَاءَ سُلَيْكٌ الْغَطَفَانِيُّ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ، فَقَالَ لَهُ: أَصَلَّيْتَ شَيْئًا؟، قَالَ: لَا، قَالَ: صَلِّ رَكْعَتَيْنِ تَجَوَّزْ فِيهِمَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ (مسجد میں) آئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت کیا: کیا تم نے نماز ادا کی ہے' تو انہوں نے عرض کی: جی نہیں۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم دو رکعت نماز ادا کرلو اور انہیں مختصر ادا کرنا۔

1117 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنِ الْوَلِيدِ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ

1115- اسناده صحيح. حماد: هو ابن زيد. واخرجه البخاري (930) و (931) و (1166)، ومسلم (875)، وابن ماجه (1112)، والترمذي (516)، والنسائي في "الكبرى" (1715) و (1716) و (1729) من طرق عن عمرو بن دينار به. وقد سمي بعضهم ذلك الرجل سليكاً الغطفاني. واخرجه مسلم (875) من طريق الليث بن سعد، وابن ماجه (1112) من طريق سفيان بن عيينة، كلاهما عن ابي الزبير، عن جابر. وهو في "مسند احمد" (14309) و (14906).

سمعہ، أنہ سمع جابر بن عبد اللہ، یحدث، أن سلیکا جاء فذکر نحوہ زاد، ثم أقبل على الناس قال: إذا جاء أحدکم والإمام یخطب فلیصل رکعتین یتجوز فیہما

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت سلیک رضی اللہ عنہ (مسجد میں) آئے۔ اس کے بعد راوی نے حسب سابق حدیث نقل کی ہے جس میں یہ الفاظ زائد ہیں۔

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جب کوئی شخص (مسجد میں) آئے اور امام اس وقت خطبہ دے رہا ہو تو اسے دو رکعت ادا کرنی چاہئیں اور انہیں مختصر ادا کرنا چاہیے"۔

بَابُ تَخَطِّي رِقَابِ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

باب: جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر جانا

1118 - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ أَبِي الزَّاهِرِيَّةِ، قَالَ: كُنَّا مَعَ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ صَاحِبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَجَاءَ رَجُلٌ يَتَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ، فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ بُسْرٍ: جَاءَ رَجُلٌ يَتَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اجْلِسْ فَقَدْ آذَيْتَ

ابوالزاہریہ بیان کرتے ہیں: ہم جمعہ کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کے ساتھ موجود تھے۔ اسی دوران ایک شخص لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آیا تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک شخص جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت خطبہ دے رہے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: "تم بیٹھ جاؤ تم نے اذیت پہنچائی ہے"۔

بَابُ الرَّجُلِ يَنْعَسُ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ

باب: خطبے کے دوران آدمی کو اونگھ آ جانا

1119 - حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، عَنْ عَبْدَةَ، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَتَحَوَّلْ مِنْ

1119- رجالہ ثقات، وابن اسحاق - وهو محمد بن اسحاق بن یسار المطلبی مولاهم - قد صرح بالسماع عند احمد (6178) فانتفت شبهة تدلیسه، لكن صحح غير واحد من الائمة وقفه على ابن عمر. وانظر تفصيل ذلك فيما علقناه على الحديث في "مسند احمد" (4741). وصححه مرفوعاً الترمذی وابن خزیمة (7119)، وابن حبان (2792)، والحاكم/1. 291 واخرجه الترمذی (534) من طریقین عن محمد بن اسحاق، به. وهو في "مسند احمد" (4741)، و "صحیح ابن حبان" (2792). ورواه موقوفاً الشافعي في "المسند" /1421، وابن ابی شیبة/1192، والبیهقی/2373 من طريق سفيان بن عيينة، عن عمرو بن دينار، عن ابن عمر. وهذا اسناد صحیح على شرطهما.

مَجْلِسِهِ ذٰلِكَ إِلٰى غَيْرِهِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا:

"جب تم میں سے کسی شخص کو مسجد میں بیٹھنے کے دوران اونگھ آ جائے' تو اسے اپنی بیٹھنے کی جگہ تبدیل کر کے دوسری جگہ چلے جانا چاہئے"۔

بَابُ الْإِمَامِ يَتَكَلَّمُ بَعْدَمَا يَنْزِلُ مِنَ الْمِنْبَرِ

باب: امام کا منبر سے نیچے آ جانے کے بعد بات چیت کرنا

1120 - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ جَرِيرٍ هُوَ ابْنُ حَازِمٍ - لَا أَدْرِي كَيْفَ قَالَهُ مُسْلِمٌ، أَوَّلًا - عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ مِنَ الْمِنْبَرِ فَيَعْرِضُ لَهُ الرَّجُلُ فِي الْحَاجَةِ، فَيَقُومُ مَعَهُ حَتّٰى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ، ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْحَدِيثُ لَيْسَ بِمَعْرُوفٍ عَنْ ثَابِتٍ هُوَ مِمَّا تَفَرَّدَ بِهِ جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر سے اتر جانے کے بعد ایک شخص کسی کام کے سلسلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس کھڑے رہے' یہاں تک کہ جب اس کی ضرورت پوری ہو گئی تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ روایت ثابت سے منقول ہونے کے طور پر معروف نہیں ہے۔ اس روایت کو نقل کرنے میں جریر بن حازم نامی راوی منفرد ہے۔

بَابُ مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْجُمُعَةِ رَكْعَةً

باب: جو شخص جمعہ کی ایک رکعت کو پالے

1121 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصَّلَاةِ، فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلَاةَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"جو شخص نماز کی ایک رکعت کو پالے وہ نماز کو پالیتا ہے"۔

شرح

اور جس نے امام کو جمعہ میں پایا تو وہ وہی پڑھا جو اس نے پایا ہے۔ اور جمعہ پر ہی بناء کرے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جس قدر پاؤ اسے پڑھو اور جو فوت ہو جائے اس کی قضاء کرو۔ اور اگر اس نے امام کو تشہد میں پایا یا سجدہ سہو میں پایا تو شیخین کے نزدیک وہ جمعہ پر بناء کرے۔

اور امام محمد علیہ الرحمہ نے فرمایا: اگر اس نے دوسری رکعت کا اکثر حصہ پایا ہے تو وہ جمعہ پر بناء کرے اور اگر اس نے کم حصہ پایا ہے تو وہ ظہر پر بناء کرے۔ کیونکہ اس کی یہ نماز من وجہ جمعہ ہے اور من وجہ ظہر ہے۔ اس لئے کہ اسکے حق میں بعض شرائط فوت ہو گئی تھا۔ لہٰذا وہ شخص ظہر کا اعتبار کرتے ہوئے چار رکعات پڑھے گا۔ اور جمعہ کا اعتبار کرتے ہوئے دو رکعات پر یقین رکھتے ہوئے قعدہ کرے۔ اور احتمال نفل کی وجہ سے آخری دو رکعات میں قرأت کرے۔ جبکہ شیخین کی دلیل یہ ہے کہ اس صورت میں جمعہ کو پانے والا ہے۔ حتیٰ کہ اس پر لازم ہے کہ وہ جمعہ کی نیت کرے۔ اور جمعہ کی دو رکعات ہیں۔ اور جو امام محمد علیہ الرحمہ نے کہا ہے اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ کیونکہ یہ دونوں نمازیں مختلف ہیں کسی ایک کی بھی دوسرے کی تحریمہ سے بناء نہیں کی جاسکتی۔ (ہدایہ)

مدرک رکعت مدرک جمعہ ہونے میں شیخین کے موقف کی تائید میں احادیث

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس آدمی نے نماز کی ایک رکعت امام کے ساتھ پائی اس نے نماز پالی۔ (صحیح البخاری وصحیح مسلم)

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو جمعہ کی ایک رکعت ہی (امام کے ساتھ) ملے وہ دوسری (بعد میں) اس کے ساتھ ملا لے۔ (سنن ابن ماجہ)

حضرت ابوہریرہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کو نماز کی (صرف) ایک رکعت ملی تو اس کو بھی (گویا کہ) وہ نماز مل گئی۔ (سنن ابن ماجہ)

حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کو جمعہ یا کسی اور نماز کی ایک رکعت بھی مل گئی تو وہ اس کو وہ نماز مل گئی۔ (سنن ابن ماجہ)

یہ حکم عام طور پر تمام نمازوں کے لیے ہے جمعہ ہی کے لیے مخصوص نہیں۔ کتاب الصلوٰۃ کے باب ما علی الماموم میں تقریباً اسی مضمون کی یہ حدیث گزر چکی ہے کہ **من ادرک رکعۃ فقد ادرک الصلوٰۃ** اس کی وضاحت وہاں بھی کی جا چکی ہے۔ لیکن اس حدیث کو جو یہاں نقل کی جا رہی ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے جمعے کی نماز کے ساتھ مخصوص ومقید کیا ہے اور اس کی بنیاد انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت پر رکھی ہے جو اسی باب کے آخر میں آ رہی ہے۔

فقہ حنفی کی مشہور کتاب ہدایہ میں لکھا ہے کہ جس آدمی کی نماز میں امام کے ساتھ نماز کا جو حصہ بھی ملے اسے امام کے ساتھ ادا کرے اور اس حصہ پر جمعہ کی بناء کر کے بقیہ نماز پوری کر لے اس کی دلیل یہ حدیث ہے کہ **ما ادرکتم فصلوا و ما فاتکم فاقضوا** یعنی نماز کا جو حصہ امام کے ساتھ پاؤ اسے ادا کرو اور جو کچھ رہ جائے اسے پورا کرو۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر کوئی آدمی جمعہ کی نماز میں بالکل آخر میں اس حال میں شریک ہوا کہ امام التحیات میں تھا یا سجدہ سہو میں تھا تو اسے چاہیے کہ وہ اسی حالت میں جماعت میں شریک ہو جائے اور امام کے ساتھ اسے نماز جمعہ کا جو بھی حصہ ہاتھ لگا ہے اسی پر جمعہ کی بناء کر کے بقیہ نماز پوری کر لے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام ابو یوسف رحمہما اللہ کا بھی یہی مسلک ہے۔ البتہ امام محمد فرماتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی امام کے ساتھ جمعے کی

دوسری رکعت کا اکثر حصہ پائے تو اسے اس حصے پر جمعے کی بناء کرنی چاہیے۔ لیکن جس آدمی کو دوسری رکعت کا اکثر حصہ نہ ملے تو اس پر جمعہ کی بناء نہ کرے بلکہ ظہر کی بناء کرے۔

دوسری رکعت کا اکثر حصہ پانے سے مراد دوسری رکعت کا رکوع پانا ہے۔ یعنی اگر کوئی آدمی دوسری رکعت کے رکوع میں بھی شریک ہو گیا تو اسے اکثر حصہ مل گیا اور اگر امام کے رکوع سے سر اٹھانے کے بعد وہ جماعت میں شریک ہوا تو اسے اکثر حصہ پانا نہیں کہیں گے۔

شیخ ابن ہمام نے فرمایا ہے کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام ابویوسف نے اپنے مذکورہ بالا مسلک کی بنیاد جس حدیث پر رکھی ہے وہ حدیث بھی مطلق ہے جمعہ کے ساتھ اس کی تخصیص نہیں ہے۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ سے قبل چار رکعت ایک سلام سے پڑھتے تھے۔ (سنن ابن ماجہ)

بَابُ مَا يُقْرَأُ بِهِ فِي الْجُمُعَةِ

باب: جمعہ کی نماز میں کیا قرأت کی جائے

1122 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْعِيدَيْنِ وَيَوْمِ الْجُمُعَةِ: بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى، وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ، قَالَ: وَرُبَّمَا اجْتَمَعَا فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ، فَقَرَأَ بِهِمَا

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عیدین کے موقع پر اور جمعہ کی نماز میں سورہ اعلیٰ اور سورہ الغاشیہ کی تلاوت فرماتے تھے۔

راوی بیان کرتے ہیں: بعض اوقات یہ دونوں مواقع ایک ہی دن میں آجاتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں (نمازوں میں) ان دونوں سورتوں کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

1123 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيدٍ الْمَازِنِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ، أَنَّ الضَّحَّاكَ بْنَ قَيْسٍ، سَأَلَ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ، مَاذَا كَانَ يَقْرَأُ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى إِثْرِ سُورَةِ الْجُمُعَةِ؟ فَقَالَ: كَانَ يَقْرَأُ بِهَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ

ضحاک بن قیس نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن سورۂ جمعہ کے بعد کون سی سورت کی تلاوت کرتے تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ غاشیہ کی تلاوت کرتے تھے۔

1122- اسنادہ صحیح. ابو عوانۃ: ہو الوضاح بن عبد اللہ الیشکری. واخرجہ مسلم (878)، وابن ماجہ (1281)، والترمذی (541)، والنسائی فی "الکبری" (1750) و (1752) و (1788) و (11601) من طریق ابراہیم بن محمد بن المنتشر، بہذا الاسناد. وہو فی "مسند احمد" (18383) و (18387)، و "صحیح ابن حبان" (2821) و (2822). وانظر ما بعدہ.

1124 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ، عَنْ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي رَافِعٍ، قَالَ: صَلَّى بِنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَقَرَأَ بِسُورَةِ الْجُمُعَةِ، وَفِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ: إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ، قَالَ: فَأَدْرَكْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ حِينَ انْصَرَفَ، فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّكَ قَرَأْتَ بِسُورَتَيْنِ كَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقْرَأُ بِهِمَا بِالْكُوفَةِ، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهِمَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ

❀❀ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے بیان کرتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں جمعہ کی نماز پڑھاتے ہوئے سورۂ جمعہ کی تلاوت کی اور دوسری رکعت میں سورہ منافقون کی تلاوت کی۔ راوی بیان کرتے ہیں: جب نماز مکمل ہوگئی تو میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا میں نے ان سے کہا: آپ نے ان دوسورتوں کی تلاوت کی ہے جنہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ میں (جمعہ کی نماز میں) تلاوت کیا کرتے تھے' تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جمعہ کے دن (جمعہ کی نماز میں) ان دونوں کی تلاوت کرتے ہوئے سنا ہے۔

1125 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ: بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى، وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ

❀❀ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز میں سورۂ اعلیٰ اور سورۂ غاشیہ کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

بَابُ الرَّجُلِ يَأْتَمُّ بِالْإِمَامِ وَبَيْنَهُمَا جِدَارٌ

باب: آدمی کا امام کی پیروی کرنا جبکہ ان دونوں کے درمیان دیوار موجود ہو

1126 - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حُجْرَتِهِ وَالنَّاسُ يَأْتَمُّونَ بِهِ مِنْ وَرَاءِ الْحُجْرَةِ

❀❀ اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرے میں نماز ادا کی اور لوگ حجرے سے باہر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کرتے رہے۔

بَابُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ

باب: جمعہ کے بعد نماز ادا کرنا

1127 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، وَسُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ، الْمَعْنَى، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، حَدَّثَنَا

أَيُّوبُ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَأَى رَجُلًا يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي مَقَامِهِ، فَدَفَعَهُ، وَقَالَ: أَتُصَلِّي الْجُمُعَةَ أَرْبَعًا؟ وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ يُصَلِّي يَوْمَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ، وَيَقُولُ: هَكَذَا فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

• ❁❁ نافع بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو جمعہ کے دن اس کی جگہ پر (جہاں اس نے جمعہ کے فرائض ادا کیے تھے) دو رکعت ادا کرتے ہوئے دیکھا تو اسے پرے کیا اور فرمایا: کیا تم جمعہ کی نماز میں چار رکعت ادا کر رہے ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جمعہ کے دن دو رکعت اپنے گھر میں ادا کرتے تھے اور یہ فرماتے تھے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح کیا کرتے تھے۔

1128 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ، عَنْ نَافِعٍ، قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُطِيلُ الصَّلَاةَ قَبْلَ الْجُمُعَةِ، وَيُصَلِّي بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ، وَيُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ

❁❁ نافع بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جمعہ سے پہلے کی (سنتیں) طویل ادا کرتے تھے اور اس کے بعد کی دو رکعت اپنے گھر میں ادا کرتے تھے وہ یہ بیان کرتے تھے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

1129 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ عَطَاءِ بْنِ أَبِي الْخُوَارِ، أَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ، أَرْسَلَهُ إِلَى السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، ابْنِ أُخْتِ نَمِرٍ، يَسْأَلُهُ عَنْ شَيْءٍ رَأَى مِنْهُ مُعَاوِيَةُ فِي الصَّلَاةِ، فَقَالَ: صَلَّيْتُ مَعَهُ الْجُمُعَةَ فِي الْمَقْصُورَةِ، فَلَمَّا سَلَّمْتُ قُمْتُ فِي مَقَامِي فَصَلَّيْتُ، فَلَمَّا دَخَلَ أَرْسَلَ إِلَيَّ، فَقَالَ: لَا تَعُدْ لِمَا صَنَعْتَ، إِذَا صَلَّيْتَ الْجُمُعَةَ، فَلَا تَصِلْهَا بِصَلَاةٍ حَتَّى تَكَلَّمَ، أَوْ تَخْرُجَ، فَإِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِذَلِكَ، أَنْ لَا تُوصَلَ صَلَاةٌ بِصَلَاةٍ حَتَّى يَتَكَلَّمَ أَوْ يَخْرُجَ

• ❁❁ عمر بن عطاء بیان کرتے ہیں: نافع بن جبیر نے انہیں سائب بن یزید کے پاس بھیجا تاکہ وہ ان سے ایسی چیز کے بارے میں دریافت کریں جو انہوں نے نماز کے حوالے سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو کرتے ہوئے دیکھا ہے' تو انہوں نے بتایا: میں نے مقصورہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں جمعہ کی نماز ادا کی جب میں نے سلام پھیرا تو میں اپنی جگہ پر کھڑا ہوا اور نماز ادا کرنے لگا بعد میں جب میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے مجھے بلوایا اور فرمایا تم نے جو کیا ہے وہ دوبارہ نہ کرنا۔ جب تم جمعہ کے نماز ادا کر لو تو اس وقت تک (بعد کی سنت نماز) ادا نہ کرنا جب تک تم کوئی بات چیت نہیں کر لیتے یا (مسجد سے) باہر نہیں چلے جاتے' کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کا حکم دیا ہے کہ کسی ایک نماز کو دوسری نماز کے ساتھ اس وقت تک نہ ملایا جائے جب تک

1129- اسناده صحيح. وقد صرح ابن جريج - وهو عبد الملك بن عبد العزيز المكي - بسماعه فامنا تدليسه. عبد الرزاق: هو ابن همام الصنعاني، والحسن بن علي: هو الخلال الحلواني. وهو في "مصنف عبد الرزاق" (3916) و (5534). واخرجه مسلم (883) من طريقين عن ابن جريج، بهذا الاسناد. وهو في "مسند احمد"

(پہلے) کوئی بات چیت نہ کرلی جائے یا (اس جگہ سے) باہر نہ چلا جایا جائے۔

1130 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رِزْمَةَ الْمَرْوَزِيُّ، أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ إِذَا كَانَ بِمَكَّةَ فَصَلَّى الْجُمُعَةَ، تَقَدَّمَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ تَقَدَّمَ فَصَلَّى أَرْبَعًا، وَإِذَا كَانَ بِالْمَدِينَةِ صَلَّى الْجُمُعَةَ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى بَيْتِهِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، وَلَمْ يُصَلِّ فِي الْمَسْجِدِ، فَقِيلَ لَهُ، فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ

❁❁ عطاء، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: جب وہ مکہ میں ہوتے اور جمعہ کی نماز ادا کرتے تو وہ آگے ہوکر دو رکعت ادا کرتے پھر وہ آگے ہوکر چار رکعت ادا کرتے اور جب وہ مدینہ میں ہوتے تو جمعہ کی نماز ادا کرنے کے بعد اپنے گھر واپس تشریف لے جاتے اور پھر دو رکعت ادا کرتے تھے وہ مسجد میں نوافل ادا نہیں کرتے تھے۔ ان سے اس بارے میں دریافت کیا گیا: انہوں نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔

نماز جمعہ کے بعد چار رکعت پڑھنے کے حکم کا بیان

1131 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ ابْنُ الصَّبَّاحِ - قَالَ: - مَنْ كَانَ مُصَلِّيًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ، فَلْيُصَلِّ أَرْبَعًا، وَتَمَّ حَدِيثُهُ، وَقَالَ ابْنُ يُونُسَ: إِذَا صَلَّيْتُمُ الْجُمُعَةَ فَصَلُّوا بَعْدَهَا أَرْبَعًا، قَالَ: فَقَالَ لِي أَبِي: يَا بُنَيَّ، فَإِنْ صَلَّيْتَ فِي الْمَسْجِدِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ أَتَيْتَ الْمَنْزِلَ - أَوِ الْبَيْتَ - فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ

❁❁ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"جس شخص نے جمعہ کے بعد نماز ادا کرنی ہو اسے چار رکعت ادا کرنی چاہئیں"۔ اس راوی کی نقل کردہ روایت مکمل ہے' تاہم ابن یونس نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

"جب تم جمعہ کے بعد نوافل ادا کرو تو چار رکعت اس کے بعد ادا کرو"۔

راوی کہتے ہیں: میرے والد نے مجھ سے کہا: اے میرے بیٹے! اگر تم نے مسجد میں نماز ادا کرنی ہے' تو دو رکعت ادا کرلو اور پھر تم اپنے گھر جاکر دو رکعت ادا کرلو۔

1132 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ،

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذٰلِكَ رَوَاهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ

❁❁ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے بعد دو رکعت اپنے گھر میں ادا کرتے تھے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) عبداللہ بن دینار نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت اسی طرح نقل کی ہے۔

1133- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ، حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ، أَنَّهُ رَأَى ابْنَ عُمَرَ، يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَيَنْمَازُ عَنْ مُصَلَّاهُ الَّذِي صَلَّى فِيهِ الْجُمُعَةَ قَلِيلًا، غَيْرَ كَثِيرٍ، قَالَ: فَيَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ، قَالَ: ثُمَّ يَمْشِي أَنْفَسَ مِنْ ذَلِكَ، فَيَرْكَعُ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ، قُلْتُ لِعَطَاءٍ: كَمْ رَأَيْتَ ابْنَ عُمَرَ يَصْنَعُ ذَلِكَ؟ قَالَ: مِرَارًا،

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ وَلَمْ يُتِمَّهُ

❁❁ عطاء بیان کرتے ہیں: انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو جمعہ کی نماز کے بعد نفل نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا۔ انہوں نے جس جگہ جمعہ کی نماز ادا کی تھی وہ اس جگہ سے تھوڑا سا ہٹ گئے زیادہ نہیں ہٹے۔ راوی کہتے ہیں: انہوں نے دو رکعت ادا کیں۔ راوی کہتے ہیں: پھر وہ تھوڑا سا ہٹ گئے اور انہوں نے چار رکعت ادا کیں۔

راوی کہتے ہیں: میں نے عطاء سے دریافت کیا: آپ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو کتنی مرتبہ ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: کئی مرتبہ۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) عبدالملک بن ابوسلیمان نے یہ روایت نقل کی ہے۔ انہوں نے اسے مکمل نقل نہیں کیا۔

بَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ

باب: عیدین کی نماز (کے بارے میں احکام)

عید کے معنی ومفہوم کا بیان

عربی زبان میں لفظ عید عود سے ماخوذ ہے۔ جس کا معنی لوٹنا ہے۔ اسکی وضعی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے لغویوں میں سے عصر آئمہ کا ادراک کرنے والے خلیل بن احمد فراہیدی (۱۷۰ھ) کتاب العین ۲/ ۲۱۷ پر یوں بیان کرتے ہیں: عود بار بار لوٹنے کو کہا جاتا ہے اور عودۃ ایک دفعہ لوٹنا ہے جیسا کہ ملک الموت اہل میت کو کہتا ہے: میں بار بار تمہارے ہاں آؤں گا یہاں تک کہ تم میں سے کوئی بھی نہیں بچے گا۔

لفظ عید کی وضاحت کرتے ہوئے خلیل بن احمد فراہیدی (۱۷۰ھ) کتاب العین ۲/ ۲۱۷ پر یوں بیان کرتے ہیں ": کل یوم مجمع "جس دن لوگ اکٹھے ہوں اس دن کو عید کہتے ہیں۔ عید اصل میں واو کیساتھ تھا اسکی واو کو یا میں تبدیل کیا اور پھر جمع اور تصغیر میں اسی طرح رہنے دیا لہٰذا اسکی جمع "اعیاد "اور اسکی تصغیر 'عیید' آتی ہے اور یہ لفظ مذکر اور مونث دونوں طرح سے استعمال ہوتا ہے۔

دوسرے لغویوں نے بھی اسی معنی کو بیان کیا ہے جیسا کہ لسان العرب ۳/ ۳۱۸ میں ابن منظور (متوفی ۷۱۱ھ) نے ان الفاظ کے ساتھ عید کو بیان کیا ہے:

"و العِيدُ: كلُّ يومٍ فيه جَمْعٌ، و اشتقاقه من عادَيَعُود كانهم عادوا اِليه، و قيل: اشتقاقه من العادةلأنهم اعتادوه، و الجمع أعياد"

انسان اور عید کا تصور کا بیان

حزن اور سرور انسانی سرشت اور فطرت میں پوشیدہ ان کیفیات میں سے ہیں جو عام طور پر کسی سبب کی وجہ سے انسان کو عارض ہوتی ہیں لہٰذا غم واندوہ اور خوشی وفرحت کسی چیز کا عکس العمل ہوتا ہے یعنی اس غمی کے پیچھے کوئی واقعہ یا خبر یا عمل ہوتا ہے جو اس غمی کا موجب بنتا ہے اور اسی طرح کوئی خبر، واقعہ، فعل یا عمل ہوتا ہے جو اس خوشی کا پیش خیمہ بنتا ہے۔ پس اس بناء پر حزن وسرور اور انسان کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ البتہ حزن وسرور کا اظہار کبھی انسان کی شخصی اور انفرادی زندگی تک محدود ہوتا ہے لیکن کبھی اسکی محدودیت اس کی ذات سے وسیع ترا جتماعی صورت اختیار کر لیتی ہے یعنی انسان اس خوشی وغمی کو اجتماعی صورت میں انجام دیتا ہے اور عید کا لفظ حقیقت میں اسی اجتماعی صورت کیلئے وضع ہوا ہے۔ اس کا مشاہدہ عید کے لغوی معنی میں کیا جاسکتا ہے۔

بہر حال تاریخ انسانی کے متعلق دقیق ترین کسی عیب وشک سے پاکیزہ معلومات فراہم کرنے کا منبع قرآن عید کے تصور کو صراحت کے ساتھ بنی اسرائیل کے بارے میں خبر دیتے ہوئے کہتا ہے کہ

"قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ۔

حضرت عیسیٰ بن مریم نے خدا کی بارگاہ میں عرض کیا اے بارالہا! تم ہمارے لئے آسمان سے مائدہ نازل فرما وہ ہمارے اولین اور آخرین کے لئے عید اور تمہاری جانب سے معجزہ ہو اور تم ہی بہترین رازقین میں سے ہو۔

اسکے لئے تفسیر المیزان ۶/ ۲۲۸؛ تفسیر آلوسی اور دیگر تفاسیر میں سورہ مائدہ کی ۱۱۴ ویں آیت کے ذیل میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

حضرت عیسیٰ کا اپنی قوم کے سوال کے جواب میں حضرت کا خدا سے دعا کا کرنا اور پھر اس دعا میں "لنا" اور "عید" کے الفاظ کا استعمال اس قوم میں اس تصور کی خبر دیتا ہے پس یہ آیت اسلام سے پہلے تصور عید کی موجودیت پر دلالت کرتی ہے اگر چہ بنی اسرائیل سے پہلے بھی اس تصور کی جانب حضرت ابراہیم کے قصے میں انبیاء کی ۵۷ ویں اور ۵۸ ویں آیت میں مفسرین کے بقول ' مدبرین" اور "س معنافتی "میں اشارہ موجود ہے۔

میلاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم

صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: یعنی ہم اس (خوان طعام) کے نزول کے دن کو عید بنائیں، اس کی تعظیم کریں، خوشیاں منائیں، تیری عبادت کریں، شکر بجالائیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس روز اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت نازل ہوئی اس دن کو عید بنانا اور خوشیاں منانا، عبادتیں کرنا، شکر الٰہی بجالانا طریقہ صالحین ہے اور کچھ شک نہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی

تشریف آوری اللہ تعالیٰ کی عظیم ترین نعمت اور بزرگ ترین رحمت ہے۔ اس لیے حضور ﷺ کی ولادت مبارکہ کے دن عید منانا اور میلاد شریف پڑھ کر شکر الٰہی بجالانا اور اظہار فرح اور سرور کرنا مستحسن و محمود اور اللہ کے مقبول بندوں کا طریقہ ہے۔

(خزائن العرفان' ص ۲۰۳' مطبوعہ تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور)

علامہ شریف سید احمد بن عبدالغنی بن عمر عابدین دمشقی متوفی ۱۳۲۰ھ (علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ کے عم زاد) نے علامہ ابن حجر ھیتمی مکی متوفی ۹۷۴ھ کی کتاب النعمۃ الکبریٰ کی شرح لکھی ہے۔ علامہ ابن حجر مکی شافعی نے النعمۃ الکبریٰ نبی کریم ﷺ کے میلاد کے ثبوت اور بیان میں لکھی ہے اس کتاب کی متعدد شروح لکھی گئی ہیں' لیکن سب سے مبسوط شرح علامہ احمد عابدین دمشقی کی ہے۔ علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی متوفی ۱۳۵۰ھ نے اس شرح کو جواہر البحار میں مکمل نقل کیا ہے۔ ہم اس شرح کے چند اقتباسات جو میلاد النبی ﷺ کے ثبوت سے متعلق ہیں' یہاں نقل کر رہے ہیں۔

محفل میلاد کا بدعت حسنہ ہونا

جس ماہ میں نبی کریم ﷺ کی ولادت ہوئی' اس میں میلاد شریف کو منانا بدعات مستحبہ میں سے ہے' اس کو ایجاد کرنے والا اربل کا بادشاہ مظفر تھا۔ حافظ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں لکھا ہے کہ وہ ربیع الاول میں میلاد شریف منعقد کرتا تھا' اور بہت عظیم الشان محفل کا اہتمام کرتا تھا' اس کی بادشاہی کافی عرصہ قائم رہی اور وہ ۶۳۶ھ میں فوت ہوا۔ وہ بہادر' نیک' عادل اور ذہین بادشاہ تھا' وہ اس محفل میں بہت علماء اور صوفیاء کو مدعو کرتا تھا اور اس عظیم الشان دعوت میں تین لاکھ دینار خرچ کرتا تھا۔ علامہ نووی کے استاذ شیخ ابوشامہ نے میلاد شریف منانے منانے کے بدعت حسنہ ہونے پر بہت قوی دلیل ہے۔

علامہ ابوشامہ کی عبارت یہ ہے:

ہمارے زمانہ میں نبی ﷺ کی ولادت کے دن جو میلاد منایا جاتا ہے اور صدقات اور خیرات کیے جاتے ہیں اور خوشی اور مسرت کا اظہار کیا جاتا ہے' یہ سب سے اچھی اور نیک بدعت ہے' نیز اس عمل کے ذریعہ نبی کریم ﷺ سے محبت کی وجہ سے ناداروں اور مفلسوں کے ساتھ حسن سلوک کیا جاتا ہے' جس شخص نے اس بدعت کو ایجاد کیا' اللہ تعالیٰ اس کو نیک جزا دے۔ نیز۔ اس عمل کی وجہ سے کفار اور منافقین کے دل غیظ سے جلتے ہیں۔

(الباعث علی انکار والبدع والحوادث ملخصاً' ص ۹۵' مطبوعہ دار الرایہ الریاض' طبعہ اولیٰ ص ۱۴۱۰ھ)

علامہ زرقانی مالکی نے لکھا ہے کہ حافظ ابوالخیر شمس الدین بن الجزری نے کہا' وہ ابولہب جس کی مذمت میں قرآن نازل ہوا' اس نے نبی کریم ﷺ کی ولادت کی خوشی میں اپنی باندی ثوبیہ کو انگلی کے اشارہ سے آزاد کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس فعل کی یہ جزا دی کہ ہر پیر کو جب وہ اس انگلی کا سر چوستا ہے تو اس کے عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے' تو نبی کریم ﷺ کا امتی مسلمان اور موحد جب ایمان کے رشتہ سے آپ کی ولادت پر خوشی منائے گا اور اپنی استطاعت کے مطابق مال خرچ کر کے صدقہ اور خیرات کرے گا تو اس کی جزاء کیا ہو گی' اور مجھے یہ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے فضل عمیم سے جنات النعیم میں داخل کر دے گا۔ امام امام محقق ابو زرعہ عراقی سے سوال کیا گیا کہ میلاد شریف منانا آیا مستحب ہے یا مکروہ ہے؟ اور کیا اس میں کوئی چیز وارد ہوئی ہے اور کیا یہ فعل صحابہ

کرام سے منقول ہے تو علامہ عراقی نے جواب دیا کہ دعوت کرنا اور کھانا کھلانا ہر وقت میں مستحب ہے اور جب اس کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری کی خوشی اور مسرت شامل ہو تو یہ فعل کیونکر مستحب نہیں ہوگا اور ہم سلف صالحین کے متعلق اس سے زیادہ نہیں جانتے اور کسی چیز کے بدعت ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ بدعت مکروہہ ہو' کیونکہ کتنی بدعات مستحب ہیں' بلکہ واجب ہیں۔

علامہ ابراہیم حلبی حنفی نے کہا اگر محفل میلاد میں برائیوں کو شامل کرلیا جائے' مثلاً عورتیں شریک ہوں اور بلند آواز سے گائیں' یا مردوں اور عورتوں کے مخلوط اجتماع ہوں (یا جلوس کے دوران نمازیں نہ پڑھی جائیں) تو اس قسم کے افعال بالاجماع حرام ہیں۔ (علامہ شامی نے علامہ ابن حجر سے نقل کیا ہے کہ برائیوں کے شامل ہونے کی وجہ سے کسی نیکی کو ترک نہیں کیا جائے گا' کیونکہ اس وجہ سے عبادات کو ترک نہیں کیا جاتا' بلکہ انسان پر واجب ہے کہ وہ عبادات اور نیکیوں کو بجالائے اور بدعات کا انکار کرے اور حتی الامکان ان کا ازالہ کرے۔ (ردالمحتار ج۱ ص۲۰٤) علامہ زرقانی نے کہا کہ خلاصہ یہ ہے کہ فی نفسہ میلاد شریف بدعت ہے' اس میں محاسن بھی ہیں اور قبائح بھی' سو اگر محاسن کو اختیار کیا گیا اور قبائح سے اجتناب کیا گیا تو یہ بدعت حسنہ ہے ورنہ نہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے ایک سوال کے جواب کہا کہ مجھ پر میلاد شریف منانے کی اصل ظاہر ہوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ یہودی عاشوراء (دس محرم) کا روزہ رکھتے تھے' آپ نے ان سے اس کی وجہ دریافت کی۔ انہوں نے کہا اس دن اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کیا تھا اور حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو نجات دی تھی' تو ہم اس دن بطور شکر کے روزہ رکھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس معین دن میں اللہ تعالیٰ کوئی نعمت عطا فرمائے' اس دن اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے' اور نبی کریم ﷺ کی ولادت اور آپ کے ظہور سے بڑھ کر اور کون سی نعمت ہوگی۔ سو جس دن آپ کی ولادت ہوئی' اس دن مختلف عبادات کرنا' مثلاً نوافل پڑھنا' روزہ رکھنا' صدقہ وخیرات کرنا' اور تلاوت کرنا اور ان عبادات سے اللہ کا شکر بجالانا اس حدیث کے مطابق ہے اور حافظ ابن حجر سے پہلے علامہ ابن رجب حنبلی نے اس اصل کو تلاش کیا تھا۔ حافظ ابن حجر مکی نے کہا ہمارے نبی ﷺ نے بھی انبیاء علیہم السلام کی متابعت میں اس دن روزہ رکھا اور یہود سے فرمایا: حضرت موسیٰ (علیہ السلام) پر ہمارا تم سے زیادہ حق ہے۔

علامہ احمد عابدین نے کہا نبی کریم ﷺ کی محفل میلاد میں شریک ہونا اور آپ کی ولادت مبارکہ کا واقعہ اور آپ کے فضائل اور محامل کو بیان کرنا اور آپ پر بکثرت درود وسلام پڑھنا' آپ کی محبت کا سبب ہے اور آپ کے قرب کا موجب ہے۔ سو ہر وہ شخص جو آپ کی محبت میں صادق ہو' اس کو چاہیے کہ وہ آپ کی ولادت کے مہینہ کی آمد پر خوش ہو اور اس مہینہ میں اس محفل کو منعقد کرے اور اس میں آپ کی ولادت کے متعلق احادیث صحیحہ اور آثار قویہ بیان کرے اور امید ہے کہ ایسے شخص کو آپ کی شفاعت حاصل ہوگی' کیونکہ شفاعت آپ کی محبت کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے۔ سو جو شخص محافل میلاد منعقد کر کے آپ کا بکثرت ذکر کرے گا اور آپ نے یہ فرمایا ہے کہ جو شخص جس سے محبت کرتا ہے اس کا بکثرت ذکر کرتا ہے اور آپ نے فرمایا ہے انسان اسی کے ساتھ ہوتا ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے۔ تو امید ہے کہ آپ کی محبت سے محفل میلاد میں آپ کا ذکر کرنے والے اور آپ پر بکثرت صلوٰۃ وسلام پڑھنے والے' جنت میں آپ کے ساتھ ہوں گے۔ سو اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں پر رحمت نازل فرمائے' جنہوں نے میلاد النبی ﷺ کے ماہ

مبارک کی راتوں کو عیدیں بنا دیا۔ (جواہر البحارج ۳ ص ۳۶۲-۳۵۹ ملخصا مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۷ھ)

عید کے معروف دو دنوں کا بیان

1134 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَلَهُمْ يَوْمَانِ يَلْعَبُونَ فِيهِمَا، فَقَالَ: مَا هَذَانِ الْيَوْمَانِ؟ قَالُوا: كُنَّا نَلْعَبُ فِيهِمَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَبْدَلَكُمْ بِهِمَا خَيْرًا مِنْهُمَا: يَوْمَ الْأَضْحَى، وَيَوْمَ الْفِطْرِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے' تو ان لوگوں کے دو مخصوص دن تھے جن میں وہ کھیل تماشا کیا کرتے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: یہ دو دن کس چیز کے ہیں' تو ان لوگوں نے بتایا: ہم زمانہ جاہلیت میں ان دو دنوں میں کھیل تماشا کرتے تھے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ نے ان دونوں کی جگہ تمہیں زیادہ بہتر دن عطاء کر دیئے ہیں۔ عید الاضحیٰ کا دن اور عید الفطر کا دن۔

شرح

زمانہ جاہلیت میں اہل مدینہ کے لئے دو دن مقرر تھے جن میں وہ لہو ولعب میں مشغول ہوتے تھے اور خوشیاں منایا کرتے تھے ان میں سے ایک دن "نوروز" تھا اور دوسرا دن "مہرجان" ۔ نوروز کے دن آفتاب برج حمل میں جاتا ہے اور مہرجان کے دن برج میزان میں داخل ہوتا ہے۔ چونکہ ان دونوں دنوں میں آب و ہوا معتدل ہوتی ہے۔ اور رات دن برابر ہوتے ہیں اس لئے ان دنوں کو حکام نے خوشی منانے کی لئے مقرر کر لیا تھا چنانچہ وہی رسم لوگوں میں چلی آتی تھی۔ یہاں تک کہ جب اہل مدینہ حلقہ بگوش اسلام ہوئے تو شروع میں پرانی عادت کے مطابق ان دونوں میں پہلے زمانے کی طرح خوشی منایا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان دنوں کی حقیقت دریافت فرمائی تو وہ اس کی کوئی حقیقت بیان نہ کر سکے صرف اتنا بتا سکے کہ پرانے زمانے سے یہ طریقہ چلا آ رہا ہے اور ان دنوں سے ہم اسی طرح خوشی مناتے چلے آتے ہیں، تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دنوں سے تمہیں اب کوئی سروکار نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان دنوں سے بہتر تمہیں عیدین کے دو دن عنایت فرما دیئے ہیں تم ان بابرکت دنوں میں خوشی مناسکتے ہو۔ گویا اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طرف تو یہ اشارہ فرمایا کہ مسلمان کو چاہیے کہ وہ حقیقی عید اور خوشی عبادت کے دن منائے۔ لہٰذا اس حدیث میں عیدین کے دن لہو ولعب میں مشغول ہونے کی ممانعت ہے۔

دوسری طرف یہ اشارہ خفی ہے کہ عیدین میں بہت معمولی طریقے پر کھیل کود اور اس انداز اور اس طریقے سے خوشی منانا کہ جس میں حدود شریعت سے تجاوز اور فحاشی نہ ہو جائز ہے۔ یہ حدیث نہایت لطیف انداز میں یہ بتا رہی ہے کہ غیر مسلموں کے تہوار کی تعظیم کرنا اور ان میں خوشی منانا، نیز ان کی رسموں کو اپنانا ممنوع ہے نیز یہ حدیث غیر مسلموں کی عید و تہوار میں شرکت وحاضری کی ممانعت کو بھی

1134- اسناده صحيح. حميد: هو ابن ابى حميد الطويل، وحماد: هو ابن سلمة. واخرجه النسائي في "الكبرى" (1767) من طريق اسماعيل ابن علية، عن حميد الطويل، به. وهو في "مسند احمد" (12006).

ظاہر کر رہی ہے۔

بعض علماء نے تو اسے سخت جانا ہے کہ اس عمل پر کفر کا حکم لگایا ہے چنانچہ ابوحفص کبیر حنفی فرماتے ہیں کہ جو آدمی نوروز کی عظمت وتوقیر کے پیش نظر اس دن مشرکوں کو تحفہ میں انڈا بھیجے (جیسا کہ اس روز مشرکین کا طریقہ ہے) تو وہ کافر ہو جاتا ہے اور اس کے تمام اعمال نابود ہو جاتے ہیں۔

حضرت قاضی ابوالمحاسن ابن منصور حنفی کا قول ہے کہ "اگر کوئی اس دن وہ چیزیں خریدے جو دوسرے دنوں میں نہیں خریدتا ہے (جیسا کہ ہمارے یہاں دیوالی کے روز کھلیں اور مٹھائی بنے ہوئے کھلونے وغیرہ خریدے جاتے ہیں یا اس دن کسی کو تحفہ بھیجتا ہے اور اس سے اس کا مقصد اس دن کی تعظیم ہو جیسا کہ مشرک اس دن کی تعظیم کرتے ہیں تو وہ آدمی کافر ہو جاتا ہے اور اگر کوئی آدمی محض اپنے استعمال اور فائدہ اٹھانے یا حسب عادت کسی کو ہدیہ بھیجنے کی نیت سے خریدتا ہے۔ تو کافر نہیں ہوتا لیکن یہ بھی مکروہ ہے لیکن اس طرح کافروں کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے اس لئے اس سے بھی احتراز کرنا چاہیے۔

فتاویٰ ذخیرہ میں لکھا ہے کہ جو آدمی ہولی اور دیوالی دیکھنے کے لئے بطور خاص نکلتا ہے وہ حدود کفر سے قریب ہو جاتا ہے کیونکہ اسی میں اعلان کفر ہوتا ہے لہٰذا ایسا آدمی گویا اپنے عمل سے کفر کی مدد کرتا ہے اسی پر "نوروز" دیکھنے کے لئے نکلنے کو بھی قیاس کیا جاسکتا ہے کہ بعض مسلمان ایسا کرتے ہیں۔ یہ بھی موجب کفر ہے۔

"تجنیس" میں مذکور ہے کہ ہمارے مشائخ اور علماء اس بات پر متفق ہیں کہ جس آدمی نے اہل کفار کے معتقدات ومعاملات میں سے کسی چیز کے اچھا ہونے کا اعتقاد رکھا تو وہ حدود کفر میں داخل ہو جائے گا۔ اسی پر اس مسئلہ کو بھی قیاس کیا جاسکتا ہے کہ اگر کوئی آدمی کسی ایسے بالہوا وہوس انسان مثلاً شریعت کی کھلم کھلا خلاف ورزی کرنے والے نام نہاد صوفیا کے کسی کلام یا کسی قول کے بارہ میں اچھا خیال رکھے اور یہ کہے کہ یہ کلام معنوی ہے یا یہ کہے کہ فلاں قول ایسا ہے جس کے معنی صحیح ہیں تو اگر حقیقت میں وہ کلام وقول کفر آمیز ہو تو اس کے بارہ میں اچھا عقیدہ رکھنے والا اور اسے صحیح کہنے والا بھی کافر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح "نوادر الفتاوی" میں منقول ہے کہ جو آدمی غیر مسلموں کی رسومات کو اچھا جانے وہ کافر ہو جاتا ہے۔

عمدۃ الاسلام" میں لکھا ہے کہ جو آدمی کافروں کی رسومات ادا کرے مثلاً نئے مکان میں بیل اور گائے اور گھوڑے کو زرد وسرخ رنگ کرے یا بندھن دار باندھے تو کافر ہو جاتا ہے۔" حاصل یہ کہ ان معتقدات ورسومات سے قطعاً احتراز کرنا چاہیے جن سے اسلام اور شریعت کا دور کا بھی واسطہ نہ ہو بلکہ ان کی بنیاد خالص غیر اسلامی وغیر شرعی چیزوں پر ہے۔

بعض علماء نے فرمایا: عید الفطر اور عید الاضحیٰ کو عید اس لیے کہا جاتا ہے، کیونکہ وہ ہر سال لوٹ کر آتی ہے۔ خلیل نے کہا: عید ہر وہ دن ہے جس میں لوگ جمع ہوتے ہیں گویا وہ اس کی طرف لوٹ کر آئے ہیں ابن الانباری نے کہا: عید کو عید کہا جاتا ہے، کیونکہ وہ خوشی اور فرحت میں لوٹ کر آتی ہے کہ یہ تمام مخلوق کے لیے خوشی کا دن ہے کیا آپ نے ملاحظہ نہیں فرمایا کہ قیدی بھی اس دن طلب نہیں کیے جاتے اور سزا نہیں دیے جاتے، وحشی اور پرندے شکار نہیں کیے جاتے اور بچے مدارس میں نہیں جاتے۔ بعض علماء نے فرمایا: عید کو عید اس لیے کہا جاتا ہے، کیونکہ ہر انسان اپنی قدر ومنزلت کی طرف لوٹتا ہے کیا آپ دیکھتے نہیں کہ لوگوں کے لباس، ہیئات اور

کھانے مختلف ہوتے ہیں بعض مہمان ہوتے ہیں بعض میزبان ہوتے ہیں، بعض رحم کرتے ہیں بعض پر رحم کیا جاتا ہے۔ بعض علماء نے کہا: عید کو عید اس لیے کہا جاتا ہے، کیونکہ یہ عزت اور عظمت والا دن ہے اس کو عید کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ یہ ایک عربوں کے نزدیک بہترین نر تھا اور اس کی لوگ نسبت کرتے تھے۔ کہا جاتا ہے: ابل عیدیۃ۔

شاعر نے کہا: عيدية ارهنت فيها الدنانير یہ پہلے گزر چکا ہے۔ حضرت زید بن ثابت نے لاولانا واخرانا پڑھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس سے لوگوں کے آخری شخص نے اسی طرح کھایا جس طرح پہلے شخص نے کھایا۔ (آیت) واية منك یعنی یہ تمہاری طرف سے حجت و دلالت ہوگا۔ (آیت) وارزقنا یعنی ہمیں عطا فرما، (آیت) وانت خير الرازقين یعنی جس نے بھی عطا کیا تو اس سے بہتر ہے، کیونکہ تو غنی اور خوبیوں سراپا ہے۔ (تفسیر قرطبی)

بَابُ وَقْتِ الْخُرُوجِ إِلَى الْعِيدِ

باب: عید کی نماز کے لئے نکلنے کا وقت

1135 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ، حَدَّثَنَا صَفْوَانُ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خُمَيْرٍ الرَّحَبِيُّ، قَالَ: خَرَجَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُسْرٍ، صَاحِبُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ النَّاسِ فِي يَوْمِ عِيدِ فِطْرٍ، أَوْ أَضْحًى، فَأَنْكَرَ إِبْطَاءَ الْإِمَامِ، فَقَالَ: إِنَّا كُنَّا قَدْ فَرَغْنَا سَاعَتَنَا هٰذِهِ، وَذٰلِكَ حِينَ التَّسْبِيحِ

یزید بن خمیر رحبی یہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ عیدالفطر کے دن یا عیدالاضحیٰ کے دن لوگوں کے ساتھ (نماز ادا کرنے کے لیے) نکلے۔ انہوں نے عوام کے تاخیر سے آنے پر اعتراض کرتے ہوئے کہا: ہم تو اس وقت تک (نماز ادا کر کے) فارغ ہو جایا کرتے تھے۔ راوی کہتے ہیں: یہ اشراق کے وقت کی بات ہے۔

شرح

نماز عید کا وقت بقدر ایک نیزہ آفتاب بلند ہونے سے ضحوہ کبریٰ یعنی نصف النہار شرعی تک ہے مگر عیدالفطر میں دیر کرنا اور عیدالاضحیٰ میں جلد پڑھ لینا مستحب ہے اور سلام پھیرنے کے پہلے زوال ہو گیا تو نماز جاتی رہی۔ (دُرِّ مختار)

بَابُ خُرُوجِ النِّسَاءِ فِي الْعِيدِ

باب: خواتین کا عید کی نماز کے لئے نکلنا

1136 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَيُّوبَ، وَيُونُسَ، وَحَبِيبٍ، وَيَحْيَى بْنِ عَتِيقٍ، وَهِشَامٍ فِي آخَرِينَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، أَنَّ أُمَّ عَطِيَّةَ، قَالَتْ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُخْرِجَ ذَوَاتِ الْخُدُورِ يَوْمَ الْعِيدِ، قِيلَ: فَالْحُيَّضُ؟ قَالَ: لِيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ، قَالَ: فَقَالَتِ امْرَأَةٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنْ لَمْ يَكُنْ لِإِحْدَاهُنَّ ثَوْبٌ كَيْفَ تَصْنَعُ؟ قَالَ: تُلْبِسُهَا صَاحِبَتُهَا

طَائِفَةً مِنْ ثَوْبِهَا.
سیدہ اُم عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ حکم دیا کہ ہم عید کے موقعہ پر پردہ دار خواتین کو بھی (عیدگاہ) لے جائیں۔ عرض کی گئی: حیض والی عورتوں کو بھی؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ بھی بھلائی اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں۔ راوی بیان کرتے ہیں: ایک خاتون نے عرض کی: یارسول اللہ! اگر کسی عورت کے پاس (سر پر لینے کے لیے) کپڑا نہ ہو تو وہ کیا کرے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی دوسری عورت اپنے کپڑے کا کچھ حصہ اسے اوڑھا دے۔

1137 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ بِهَذَا الْخَبَرِ قَالَ: وَيَعْتَزِلُ الْحُيَّضُ مُصَلَّى الْمُسْلِمِينَ، وَلَمْ يَذْكُرِ الثَّوْبَ. قَالَ: وَحَدَّثَ عَنْ حَفْصَةَ، عَنِ امْرَأَةٍ تُحَدِّثُهُ عَنِ امْرَأَةٍ أُخْرَى قَالَتْ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَذَكَرَ مَعْنَى حَدِيثِ مُوسَى فِي الثَّوْبِ.
یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ سیدہ اُم عطیہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے مذکور ہے تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں:
''حیض والی عورتیں نماز کی جگہ سے الگ رہیں گی''۔
اس راوی نے کپڑے کا ذکر نہیں کیا۔
اس راوی نے ایک اور سند کے ساتھ اس خاتون کا یہ بیان نقل کیا ہے۔ عرض کی گئی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس کے بعد اس کپڑے کے بارے میں موسیٰ نامی راوی کی نقل کردہ روایت کی مانند روایت نقل کی ہے۔

1138 - حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ، قَالَتْ: كُنَّا نُؤْمَرُ بِهَذَا الْخَبَرِ، قَالَتْ: وَالْحُيَّضُ يَكُنَّ خَلْفَ النَّاسِ فَيُكَبِّرْنَ مَعَ النَّاسِ
سیدہ اُم عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ہمیں یہ حکم دیا گیا، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے جس میں وہ یہ بیان کرتی ہیں:
''حیض والی خواتین لوگوں سے پیچھے رہیں گی اور وہ لوگوں کے ہمراہ تکبیر کہیں گی''۔

1139 - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ يَعْنِي الطَّيَالِسِيَّ، وَمُسْلِمٌ، قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عُثْمَانَ، حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَطِيَّةَ، عَنْ جَدَّتِهِ أُمِّ عَطِيَّةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ، جَمَعَ نِسَاءَ الْأَنْصَارِ فِي بَيْتٍ، فَأَرْسَلَ إِلَيْنَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، فَقَامَ عَلَى الْبَابِ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا، فَرَدَدْنَا عَلَيْهِ السَّلَامَ، ثُمَّ قَالَ: أَنَا رَسُولُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْكُنَّ، وَأَمَرَنَا بِالْعِيدَيْنِ أَنْ نُخْرِجَ فِيهِمَا الْحُيَّضَ، وَالْعُتَّقَ، وَلَا جُمُعَةَ عَلَيْنَا وَنَهَانَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ
سیدہ اُم عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی خواتین کو ایک گھر میں جمع کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ہماری طرف بھیجا وہ دروازے پر کھڑے ہوئے۔ انہوں نے ہمیں سلام کیا۔ ہم نے انہیں سلام کا جواب دیا۔ پھر انہوں نے فرمایا: میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام رساں ہوں جو تمہاری طرف آیا

ہوں۔آپ ﷺ نے ہمیں یہ حکم دیا کہ ہم ان دونوں عیدوں کے موقع پر حیض والی خواتین اور کم عمر لڑکیوں کو بھی لے کر چلیں اور ہم پر جمعہ ادا کرنا لازم نہیں ہے اور آپ ﷺ نے ہمیں جنازے کے ساتھ جانے سے منع کیا۔

عورتوں کا عیدگاہ جانا مستحب نہیں

علامہ خطابی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تمام عورتوں کو عیدگاہ جانے کا حکم فرمایا تاکہ جن عورتوں کو کوئی عذر نہیں ہے وہ تو نماز پڑھیں اور جن عورتوں کو کوئی عذر ہے انہیں نماز اور دعا کی برکت پہنچے" گویا اس طرح لوگوں کو ترغیب دلائی جارہی ہے کہ وہ نمازوں میں شریک ہوں۔ وعظ وذکر کی مجالس میں حاضر ہوں اور علماء وصلحا کا قرب حاصل کریں تاکہ انہیں اللہ کے ان نیک ومقدس بندوں کی برکت حاصل ہو" اگرچہ رسول اللہ ﷺ کے مقدس زمانے میں عورتوں کے لئے عیدگاہ جانا ممنوع نہیں تھا مگر آجکل کے زمانے میں فتنہ وفساد کے خوف سے عورتوں کے لئے عیدہ گاہ جانا مستحب نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں عورتوں کے عیدگاہ جانے کی توجیہہ امام طحاوی نے یہ بیان فرمائی ہے کہ چونکہ اس وقت اسلام کا ابتدائی دور تھا مسلمان بہت کم تھے اس لئے رسول اللہ ﷺ کا یہ مقصد تھا کہ اگر تمام عورتیں بھی عیدگاہ جائیں گی تو مسلمانوں کی تعداد زیادہ معلوم ہوگی جس سے کفار پر رعب پڑے گا۔ لہٰذا آجکل نہ صرف اس کی ضرورت ہے بلکہ عورتوں کی موجودگی چونکہ بہت زیادہ محرمات ومکروہات کا ذریعہ بن سکتی ہے۔

اس لئے علماء نے عورتوں کو عیدگاہ جانے سے روک دیا ہے۔ حدیث کے آخری جملہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی عورت کے پاس ایسی کوئی چادر اور کوئی کپڑا نہ ہو جسے اوڑھ کر وہ عیدگاہ جا سکے تو اس کی ساتھ والی کو چاہیے کہ یا تو اس کے پاس کئی چادریں ہوں تو ایک چادر عاریتاً اس عورت کو دے جسے وہ بعد میں واپس کردے گی یا پھر یہ کہ اگر اس کے پاس کئی نہیں بلکہ ایک ہی چادر ہے تو اپنی چادر کا ایک حصہ اس کو اڑھادے اور دونوں ایک جگہ بیٹھ جائیں۔

بَابُ الْخُطْبَةِ يَوْمَ الْعِيدِ

باب: عید کے دن خطبہ دینا

1140 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، ح وَعَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: أَخْرَجَ مَرْوَانُ الْمِنْبَرَ فِي يَوْمِ عِيدٍ، فَبَدَأَ بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ، فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا مَرْوَانُ، خَالَفْتَ السُّنَّةَ، أَخْرَجْتَ الْمِنْبَرَ فِي يَوْمِ عِيدٍ، وَلَمْ يَكُنْ يُخْرَجُ فِيهِ، وَبَدَأْتَ بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ، فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوا: فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ، فَقَالَ: أَمَّا هَذَا فَقَدْ قَضَى مَا عَلَيْهِ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ رَأَى مُنْكَرًا فَاسْتَطَاعَ أَنْ يُغَيِّرَهُ بِيَدِهِ فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے۔ ایک مرتبہ مروان نے عید کے موقع پر (عیدگاہ) میں

منبر نکلوایا' اور اس نے نماز ادا کرنے سے پہلے خطبہ دینا شروع کیا' تو ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا: اے مروان! تم سنت کے برخلاف کر رہے ہو۔ تم نے عید کے موقع پر منبر نکلوالیا حالانکہ اس موقع پر منبر نہیں نکالا جاتا' اور تم نے نماز سے پہلے خطبہ دینا شروع کردیا ہے' تو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: یہ کون شخص ہے؟ تو لوگوں نے بتایا: یہ فلاں کا بیٹا فلاں ہے' تو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس نے اپنے ذمہ لازمی فرض کو ادا کردیا ہے۔ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

''جو شخص کوئی منکر دیکھے اور وہ اسے اپنے ہاتھ کے ذریعے تبدیل کرسکتا ہو' تو اس کو اپنے ہاتھ کے ذریعے اسے تبدیل کرنا چاہیے۔ اگر وہ اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو' تو اپنی زبان کے ذریعے (اس کی مخالفت کرے) اور اگر وہ اس کی بھی استطاعت نہیں رکھتا تو وہ اپنے دل میں (اسے برا سمجھے) اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے''۔

1141 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ، قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ يَوْمَ الْفِطْرِ فَصَلَّى، فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ، ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ، فَلَمَّا فَرَغَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، نَزَلَ فَأَتَى النِّسَاءَ، فَذَكَّرَهُنَّ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلَى يَدِ بِلَالٍ، وَبِلَالٌ بَاسِطٌ ثَوْبَهُ تُلْقِي فِيهِ النِّسَاءُ الصَّدَقَةَ، قَالَ: تُلْقِي الْمَرْأَةُ فَتَخَهَا وَيُلْقِينَ وَيُلْقِينَ، وَقَالَ ابْنُ بَكْرٍ: فَتَخَتَهَا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن کھڑے ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبے سے پہلے نماز ادا کی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ دیا۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (نماز اور خطبے سے) فارغ ہوئے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خواتین کے پاس تشریف لے گئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں وعظ و نصیحت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے ٹیک لگائی ہوئی تھی اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اپنے کپڑے کو پھیلایا ہوا تھا۔ خواتین اس میں صدقہ کی چیزیں ڈال رہی تھیں۔

راوی نے یہ بات بیان کی ہے: کوئی عورت اپنی انگوٹھی ڈال رہی تھی۔ کوئی کچھ ڈال رہی تھی' کوئی کچھ ڈال رہی تھی۔

ابن بکر نامی راوی نے لفظ فتخها کا لفظ استعمال کیا ہے۔

1142 - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، ح وحَدَّثَنَا ابْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عَطَاءٍ، قَالَ: أَشْهَدُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، وَشَهِدَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ خَرَجَ يَوْمَ فِطْرٍ فَصَلَّى، ثُمَّ خَطَبَ، ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ، وَمَعَهُ بِلَالٌ - قَالَ ابْنُ كَثِيرٍ: أَكْبَرُ عِلْمِ شُعْبَةَ - فَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلْنَ يُلْقِينَ،

عطاء بیان کرتے ہیں: میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے متعلق گواہی دے کر یہ بات بیان کرتا ہوں اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق گواہی دیتے ہوئے یہ بات بیان کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا کی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خواتین کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھے۔

راوی نے یہ الفاظ بھی بیان کیے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ان خواتین کو صدقہ کرنے کا حکم دیا' تو انہوں نے (صدقہ کی چیزیں کپڑے میں) ڈالنا شروع کیں۔

1143 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، وَأَبُو مَعْمَرٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، بِمَعْنَاهُ قَالَ: فَظَنَّ أَنَّهُ لَمْ يُسْمِعِ النِّسَاءَ فَمَشَى إِلَيْهِنَّ وَبِلَالٌ مَعَهُ، فَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ، فَكَانَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي الْقُرْطَ وَالْخَاتَمَ فِي ثَوْبِ بِلَالٍ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہی روایت منقول ہے۔تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں:

''نبی اکرم ﷺ نے یہ محسوس کیا کہ آپ ﷺ کی آواز خواتین تک نہیں پہنچی' تو آپ ﷺ چلتے ہوئے ان کے پاس تشریف لے گئے۔آپ ﷺ کے ساتھ حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی تھے۔آپ ﷺ نے ان کو وعظ و نصیحت کی اور انہیں صدقہ کرنے کا حکم دیا' تو کوئی عورت اپنی بالی ڈال رہی تھی' کوئی اپنی انگوٹھی حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں ڈال رہی تھی''۔

1144 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فِي هَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُعْطِي الْقُرْطَ وَالْخَاتَمَ، وَجَعَلَ بِلَالٌ يَجْعَلُهُ فِي كِسَائِهِ، قَالَ: فَقَسَمَهُ عَلَى فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِينَ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول ہے' جس میں یہ الفاظ ہیں:

''کوئی عورت بالی دینے لگی اور کوئی انگوٹھی دینے لگی۔حضرت بلال رضی اللہ عنہ ان چیزوں کو اپنی چادر میں ڈالتے جا رہے تھے''۔

راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ چیزیں غریب مسلمانوں میں تقسیم کر دی تھیں۔

بَابُ يَخْطُبُ عَلَى قَوْسٍ

باب: کمان کا سہارا لے کر خطبہ دینا

1145 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي جَنَابٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْبَرَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نُووِلَ يَوْمَ الْعِيدِ قَوْسًا، فَخَطَبَ عَلَيْهِ

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: عید کے موقع پر نبی اکرم ﷺ کو کمان پیش کی گئی تو آپ ﷺ نے اس پر ٹیک لگا کر خطبہ دیا۔

بَابُ تَرْكِ الْأَذَانِ فِي الْعِيدِ

باب: عید کے لئے اذان نہ دینا

1146 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَابِسٍ، قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ

ابْنَ عَبَّاسٍ، أَشَهِدْتَ الْعِيدَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: نَعَمْ. وَلَوْلَا مَنْزِلَتِي مِنْهُ مَا شَهِدْتُهُ مِنَ الصِّغَرِ. فَأَتَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَلَمَ الَّذِي عِنْدَ دَارِ كَثِيرِ بْنِ الصَّلْتِ، فَصَلَّى، ثُمَّ خَطَبَ وَلَمْ يَذْكُرْ أَذَانًا وَلَا إِقَامَةً. قَالَ: ثُمَّ أَمَرَنَا بِالصَّدَقَةِ. قَالَ: فَجَعَلَ النِّسَاءُ يُشِرْنَ إِلَى آذَانِهِنَّ وَحُلُوقِهِنَّ. قَالَ: فَأَمَرَ بِلَالًا. فَأَتَاهُنَّ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

⊛⊛ عبدالرحمن بن عابس بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا: کیا آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید کی نماز میں شریک ہوئے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔ اگر مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں خاص مقام حاصل نہ ہوتا تو میں کمسنی کی وجہ سے شاید اس میں شریک نہ ہو پاتا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس نشان کے پاس تشریف لائے جو کثیر بن صلت کے گھر کے پاس ہے وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا کی پھر خطبہ دیا۔ راوی نے اذان یا اقامت کا ذکر نہیں کیا۔ راوی بیان کرتے ہیں: پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کرنے کا حکم دیا' تو خواتین اپنی کانوں اور گردنوں کی طرف اشارہ کرنے لگیں (یعنی کان اور گردن کا زیور اتارنے لگیں)

راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا وہ خواتین کے پاس تشریف لائے (ان سے وہ چیزیں لیں) پھر وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس چلے گئے۔

1147 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْعِيدَ بِلَا أَذَانٍ، وَلَا إِقَامَةٍ، وَأَبَا بَكْرٍ، وَعُمَرَ، أَوْ عُثْمَانَ شَكَّ يَحْيَى

⊛⊛ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کی نماز' اذان اور اقامت کے بغیر ادا کی تھی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح کیا۔ یحییٰ نامی راوی کو یہ شک ہے کہ شاید' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی۔ (کے الفاظ منقول ہیں۔)

1148 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَهَنَّادٌ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ سِمَاكٍ يَعْنِي ابْنَ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا مَرَّتَيْنِ الْعِيدَيْنِ بِغَيْرِ أَذَانٍ، وَلَا إِقَامَةٍ

⊛⊛ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے ایک مرتبہ نہیں' دو مرتبہ نہیں' بلکہ کئی مرتبہ اذان اور اقامت کے بغیر' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید کی نماز ادا کی ہے۔

بَابُ التَّكْبِيرِ فِي الْعِيدَيْنِ

باب: عیدین میں تکبیر کہنا

1149 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ،

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُكَبِّرُ فِي الْفِطْرِ وَالْاَضْحَى، فِي الْاُولَى سَبْعَ تَكْبِيرَاتٍ، وَفِي الثَّانِيَةِ خَمْسًا.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی ﷺ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی نمازوں میں اضافی تکبیریں کہا کرتے تھے۔ پہلی رکعت میں سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں۔

عیدین کی تکبیرات کی تعداد میں فقہی مذاہب اربعہ

حضرت سعید ابن عاص فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوموسیٰ و حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما سے سوال کیا کہ رسول کریم ﷺ عید و بقرعید کی نماز میں کتنی تکبیریں کہتے تھے؟ تو حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ "جس طرح آپ ﷺ جنازہ میں چار تکبیریں کہتے تھے اسی طرح عیدین کی نماز میں بھی چار تکبیریں کہا کرتے تھے" حضرت حذیفہ نے (یہ سن کر) فرمایا کہ ابوموسیٰ نے سچ کہا۔ (ابوداؤد، مشکوۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 1416)

حضرت ابوموسیٰ کے جواب کی تفصیل یہ ہے کہ جس طرح آپ ﷺ نماز جناز میں چار تکبیریں کہا کرتے تھے اسی طرح آپ ﷺ عیدین کی نماز میں بھی ہر رکعت میں چار تکبیریں کہا کرتے تھے اس طرح کہ پہلی رکعت میں تو قرأت سے پہلے تکبیر تحریمہ سمیت چار تکبیریں کہتے تھے اور دوسری رکعت میں قرأت کے بعد رکوع کی تکبیر سمیت چار تکبیریں کہتے تھے۔

اس سلسلہ میں یہ بات جان لینی چاہیے کہ تکبیرات عید کے سلسلہ میں متضاد احادیث منقول ہیں اسی وجہ سے ائمہ کے مسلک میں بھی اختلاف ظاہر ہوا ہے چنانچہ تینوں اماموں کے نزدیک عیدین کی نماز میں پہلی رکعت میں سات تکبیریں ہیں اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد کے ہاں تو پہلی رکعت میں سات تکبیریں مع تکبیر تحریمہ کے ہیں اور اسی طرح دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں تکبیر قیام سمیت ہیں جب کہ حضرت امام شافعی کے نزدیک پہلی رکعت میں سات تکبیریں تکبیر تحریمہ کے علاوہ اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں تکبیر قیام کے علاوہ ہیں۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کے علاوہ تین تکبیریں پہلی رکعت میں اور تکبیر رکوع کے علاوہ تین تکبیریں دوسری رکعت میں ہیں جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ نیز اسی کو حضرت عبداللہ ابن مسعود نے بھی اختیار کیا ہے جبکہ حضرت امام شافعی کے مسلک کے مطابق حضرت عبداللہ ابن عباس کا مسلک ہے یہاں تک ان احادیث کا تعلق ہے جن سے حضرت امام شافعی استدلال کرتے ہیں تو ان کی صحت وضعف اور ان کی اسناد وطرق کے بارہ میں بہت زیادہ اعتراضات ہیں جس کو یہاں نقل کرنے کا موقع نہیں ہے۔ علماء حنفیہ اپنے مسلک کے بارہ میں لکھتے ہیں کہ تکبیرات عیدین کے سلسلہ میں جب متضاد اور مختلف احادیث سامنے آئیں تو ہم نے ان میں سے ان احادیث کو اپنا معمول بہ قرار دیا جن میں تکبیرات کی تعداد کم منقول تھی کیونکہ عیدین کی زائد تکبیریں اور رفع یدین بہر حال خلاف معمول ہیں اس لیے کم تعداد کا اختیار کرنا ہی اولیٰ ہوگا۔

1150 - حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ، اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، اَخْبَرَنِي ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، بِاِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ، قَالَ: سِوَى تَكْبِيرَتَيِ الرُّكُوعِ

❁❁ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں:
''یہ رکوع کی تکبیروں کے علاوہ ہوتی تھیں''۔

1151 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الطَّائِفِيَّ، يُحَدِّثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: التَّكْبِيْرُ فِي الْفِطْرِ سَبْعٌ فِي الْاُولٰى، وَخَمْسٌ فِي الْاٰخِرَةِ، وَالْقِرَاءَةُ بَعْدَهُمَا كِلْتَيْهِمَا

❁❁ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:
''عید الفطر کی نماز میں پہلی رکعت میں سات تکبیریں ہوں گی اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں ہوں گی اور قرأت ان تکبیروں کے بعد ہوگی''۔

1152 - حَدَّثَنَا اَبُوْ تَوْبَةَ الرَّبِيْعُ بْنُ نَافِعٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ حَيَّانَ، عَنْ اَبِي يَعْلَى الطَّائِفِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُكَبِّرُ فِي الْفِطْرِ الْاُولٰى سَبْعًا، ثُمَّ يَقْرَاُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ، ثُمَّ يَقُوْمُ فَيُكَبِّرُ اَرْبَعًا، ثُمَّ يَقْرَاُ، ثُمَّ يَرْكَعُ.

قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ: رَوَاهُ وَكِيْعٌ، وَابْنُ الْمُبَارَكِ، قَالَا: سَبْعًا وَخَمْسًا

❁❁ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے عید الفطر کی نماز میں پہلی رکعت میں سات تکبیریں کہیں۔ پھر آپ ﷺ نے قرأت کی پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے آپ ﷺ نے چار تکبیریں کہیں' پھر آپ ﷺ نے قرأت کی اور پھر آپ ﷺ رکوع میں گئے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے' جس میں یہ الفاظ ہیں: ''سات اور پانچ (تکبیریں کہیں)''۔

1153 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، وَابْنُ اَبِي زِيَادٍ، الْمَعْنٰى قَرِيْبٌ، قَالَا: حَدَّثَنَا زَيْدٌ يَعْنِي ابْنَ حُبَابٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ مَكْحُوْلٍ، قَالَ: اَخْبَرَنِي اَبُوْ عَائِشَةَ، جَلِيْسٌ لِاَبِي هُرَيْرَةَ، اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْعَاصِ، سَاَلَ اَبَا مُوْسَى الْاَشْعَرِيَّ، وَحُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ، كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ فِي الْاَضْحٰى وَالْفِطْرِ؟ فَقَالَ اَبُوْ مُوْسٰى: كَانَ يُكَبِّرُ اَرْبَعًا تَكْبِيْرَهُ عَلَى الْجَنَائِزِ، فَقَالَ حُذَيْفَةُ: صَدَقَ، فَقَالَ اَبُوْ مُوْسٰى: كَذٰلِكَ كُنْتُ اُكَبِّرُ فِي الْبَصْرَةِ، حَيْثُ كُنْتُ عَلَيْهِمْ، وَقَالَ اَبُوْ عَائِشَةَ: وَاَنَا حَاضِرٌ سَعِيْدَ بْنَ الْعَاصِ

❁❁ ابو عائشہ جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ہم نشین رہے ہیں وہ بیان کرتے ہیں: سعید بن العاص نے حضرت ابو موسیٰ

1151- حسن لغيره، عبد الله بن عبد الرحمن الطائفي: قال ابن معين: صويلح، وقال مرة: ضعيف، ووثقه ابن المديني فيما نقله ابن خلفون والعجلي، وقال البخاري فيما نقله عنه الترمذي في "العلل الكبير" 288/1: مقارب الحديث، وصحح حديثه هذا. وضعفه النسائي وابو حاتم، وقال ابن عدي: اما سائر حديثه فعن عمرو بن شعيب، وهي مستقيمة، فهو ممن يكتب حديثه، وقال الدارقطني: يعتبر به. واخرجه ابن ماجه (1278) من طريق عبد الله بن المبارك، عن عبد الله بن عبد الرحمن الطائفي، بهذا الاسناد. ووقع اسم عبد الله بن عبد الرحمن الطائفي في اصول ابن ماجه: عبد الرحمن الطائفي والتصويب من مصادر تخريج الحديث ومصادر الترجمة. وهو في "مسند احمد" (6688).

اشعری رضی اللہ عنہ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ دریافت کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نمازوں میں تکبیریں کیسے کہتے تھے' تو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بتایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چار تکبیریں کہتے تھے' جس طرح نماز جنازہ میں چار تکبیریں ہوتی ہیں۔ تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: انہوں نے سچ کہا ہے۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب میں بصرہ میں لوگوں کا امیر تھا تو اسی طرح تکبیریں کہا کرتا تھا۔

ابوعائشہ نے فرمایا: میں اس وقت سعید بن العاص کے پاس موجود تھا۔

نمازعید کا طریقہ

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ کہ دو رکعت واجب عید الفطر یا عید الاضحیٰ کی نیت کر کے کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لے پھر ثناء پڑھے پھر کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ چھوڑ دے پھر ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ چھوڑ دے پھر ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لے۔ یعنی پہلے تکبیر میں ہاتھ باندھے اس کے بعد دو تکبیروں میں ہاتھ لٹکائے پھر چوتھی تکبیر میں باندھ لے اس کو یوں یاد رکھے کہ جہاں تکبیر کے بعد کچھ پڑھنا ہے وہاں ہاتھ باندھ لئے جائیں اور جہاں پڑھنا نہیں وہاں ہاتھ چھوڑ دیئے جائیں پھر امام اعوذ اور بسم اللہ آہستہ پڑھ کر جہر کے ساتھ الحمد اور سورت پڑھے پھر رکوع کرے اور دوسری رکعت میں پہلے الحمد و سورت پڑھے پھر تین بار کان تک ہاتھ لے جا کر اللہ اکبر کہے اور ہاتھ نہ باندھے اور چوتھی بار بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں جائے اس سے معلوم ہوگیا کہ عیدین میں زائد تکبیریں چھ ہوئیں تین پہلی میں قرأت سے پہلے اور تکبیر تحریمہ کے بعد اور تین دوسری میں قرأت کے بعد اور تکبیر رکوع سے پہلے اور ان چھوں تکبیروں میں ہاتھ اٹھائے جائیں گے اور ہر دو تکبیروں کے درمیان میں تین تسبیح کی قدر سکتہ کرے اور عیدین میں مستحب یہ ہے کہ پہلی میں سورہ جمعہ اور دوسری میں سورہ منافقون پڑھے یا پہلے میں سَبِّحِ اسْمَ اور دوسری میں هَلْ اَتٰكَ۔ (دُرِّمختار)

امام نے چھ تکبیروں سے زیادہ کہیں تو مقتدی بھی امام کی پیروی کرے مگر تیرہ سے زیادہ میں امام کی پیروی نہیں۔ پہلی رکعت میں امام کے تکبیر کہنے کے بعد مقتدی شامل ہوا تو اسی وقت تین تکبیریں کہہ لے اگرچہ امام نے قرأت شروع کر دی ہو اور تین ہی کہے اگرچہ امام نے تین سے زیادہ کہی ہوں اور اگر اس نے تکبیریں نہ کہیں کہ امام رکوع میں چلا گیا تو کھڑے کھڑے تکبیریں نہ کہے بلکہ امام کے ساتھ رکوع میں جائے اور رکوع میں تکبیر کہہ لے اور اگر امام کو رکوع میں پایا اور غالب گمان ہے کہ تکبیریں کہہ کر امام کو رکوع میں پالے گا تو کھڑے کھڑے تکبیریں کہے پھر رکوع میں جائے ورنہ اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں جائے اور رکوع میں تکبیریں کہے پھر اگر اس نے رکوع میں تکبیریں پوری نہ کی تھیں کہ امام نے سر اٹھالیا تو باقی ساقط ہوگئیں اور اگر امام کے رکوع سے اٹھنے کے بعد شامل ہوا تو اب تکبیریں نہ کہے بلکہ جب اپنی پڑھے اس وقت کہے اور رکوع میں جہاں تکبیر کہنا بتایا گیا اس میں ہاتھ نہ اٹھائے اور اگر دوسری رکعت میں شامل ہوا تو پہلی رکعت کی تکبیریں اب نہ کہے بلکہ جب اپنی فوت شدہ پڑھنے کھڑا ہو اس وقت کہے اور دوسری رکعت کی تکبیریں اگر امام کے ساتھ پا جائے فبہا ورنہ اس میں بھی وہی تفصیل ہے جو پہلی رکعت کے بارے میں مذکور ہوئی۔

(عالمگیری، دُرِّمختار)

بَابُ مَا يُقْرَأُ فِي الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ

باب: عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر کی نماز میں کیا قرأت کی جائے

1154 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيدٍ الْمَازِنِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، سَأَلَ أَبَا وَاقِدٍ اللَّيْثِيَّ، مَاذَا كَانَ يَقْرَأُ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِي الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ؟ قَالَ: كَانَ يَقْرَأُ فِيهِمَا ق وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ، وَاقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ

⊛⊛ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوواقد لیثی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی نمازوں میں کیا تلاوت کرتے تھے؟ تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں میں سورت ق وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ اور سورت اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ کی تلاوت کرتے تھے۔

بَابُ الْجُلُوسِ لِلْخُطْبَةِ

باب: خطبہ کے لئے بیٹھنا

1155 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ، حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى السِّينَانِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّائِبِ، قَالَ: شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِيدَ، فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ، قَالَ: إِنَّا نَخْطُبُ، فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَجْلِسَ لِلْخُطْبَةِ فَلْيَجْلِسْ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَذْهَبَ فَلْيَذْهَبْ،

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا مُرْسَلٌ عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

⊛⊛ حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں عید کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مکمل کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اب ہم خطبہ دیں گے جو شخص بیٹھنا چاہتا ہو وہ بیٹھ جائے اور جو جانا چاہتا ہے وہ چلا جائے"۔ یہ روایت عطاء کے حوالے سے منقول ہے۔

بَابُ الْخُرُوجِ إِلَى الْعِيدِ فِي طَرِيقٍ وَيَرْجِعُ فِي طَرِيقٍ

باب: عید کی نماز کے لئے ایک راستے سے جانا اور دوسرے سے واپس آنا

1156 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ يَوْمَ الْعِيدِ فِي طَرِيقٍ، ثُمَّ رَجَعَ فِي طَرِيقٍ آخَرَ

⊛⊛ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید کے موقع پر ایک راستے سے آتے تھے اور دوسرے

راستے سے واپس جاتے تھے۔

شرح: عیدگاہ ایک راستے سے تشریف لے جاتے اور دوسرے راستے سے واپس آتے اور اس کی حکمت یہ تھی تاکہ دونوں راستے اور دونوں راستوں پر رہنے والے جن وانس عبادت کی گواہی دیں۔ اس کے علاوہ اور کئی وجوہ بھی علماء نے لکھی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ سب احتمال کے درجے میں ہیں۔ علماء نے اپنے اپنے فہم کے مطابق اس کی وجہیں بیان کی ہیں۔ اصل حقیقت اور وجہ کیا تھی؟ یہ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی جانتے ہیں۔

بَابُ إِذَا لَمْ يَخْرُجِ الْإِمَامُ لِلْعِيدِ مِنْ يَوْمِهِ يَخْرُجُ مِنَ الْغَدِ

باب: اگر امام عید کے دن نماز کے لئے نہ جاسکا ہو تو وہ اگلے دن جائے گا

1157 - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي وَحْشِيَّةَ، عَنْ أَبِي عُمَيْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ عُمُومَةٍ لَهُ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ رَكْبًا جَاءُوا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْهَدُونَ أَنَّهُمْ رَأَوُا الْهِلَالَ بِالْأَمْسِ، فَأَمَرَهُمْ أَنْ يُفْطِرُوا، وَإِذَا أَصْبَحُوا أَنْ يَغْدُوا إِلَى مُصَلَّاهُمْ

ابوعمیر بن انس اپنے چچاؤں کے حوالے سے جو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ تھے یہ بات نقل کرتے ہیں: کچھ سوار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ عرض کی کہ انہوں نے گزشتہ رات پہلی کا چاند دیکھ لیا ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو عید الفطر کرنے کا حکم دیا اور یہ ہدایت کی کہ وہ اگلے دن عیدگاہ آئیں۔

1158 - حَدَّثَنَا حَمْزَةُ بْنُ نُصَيْرٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سُوَيْدٍ، أَخْبَرَنِي أُنَيْسُ بْنُ أَبِي يَحْيَى، أَخْبَرَنِي إِسْحَاقُ بْنُ سَالِمٍ، مَوْلَى نَوْفَلِ بْنِ عَدِيٍّ، أَخْبَرَنِي بَكْرُ بْنُ مُبَشِّرٍ الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: كُنْتُ أَغْدُو مَعَ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمُصَلَّى يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الْأَضْحَى، فَنَسْلُكُ بَطْنَ بَطْحَانَ حَتَّى نَأْتِيَ الْمُصَلَّى، فَنُصَلِّيَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ نَرْجِعَ مِنْ بَطْنِ بَطْحَانَ إِلَى بُيُوتِنَا

حضرت بکر بن مبشر انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے ہمراہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے موقع پر جایا کرتا تھا ہم لوگ بطحان کے نشیبی علاقے سے گزرتے تھے' یہاں تک کہ عیدگاہ آجاتے تھے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کرتے تھے' پھر ہم بطحان کے نشیبی علاقے سے اپنے گھر واپس آیا کرتے تھے۔

بَابُ الصَّلَاةِ بَعْدَ صَلَاةِ الْعِيدِ

باب: عید کی نماز کے بعد نماز ادا کرنا

1159 - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنِي عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فِطْرٍ، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهُمَا وَلَا بَعْدَهُمَا، ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ وَمَعَهُ بِلَالٌ، فَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ، فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي خُرْصَهَا، وَسِخَابَهَا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عیدالفطر کے موقع پر (عیدگاہ) تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت نماز عیدالفطر ادا کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پہلے یا اس کے بعد (کوئی نفل نماز) ادا نہیں کی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خواتین کے پاس تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کو صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ تو خواتین نے اپنی بالیاں اور ہار دینا شروع کیے۔

شرح

علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ نفی عیدگاہ سے متعلق ہے کیونکہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید سے پہلے (نفل) نماز نہیں پڑھتے تھے ہاں جب (عیدگاہ) سے اپنے گھر تشریف لے جاتے تو دو رکعتیں پڑھتے" چنانچہ در مختار میں لکھا ہے کہ نماز عید سے پہلے نفل نماز پڑھنی مطلقاً مکروہ ہے یعنی عیدگاہ میں بھی مکروہ ہے اور گھر میں بھی۔ البتہ نماز عید کے بعد عیدگاہ میں نفل نماز پڑھنی مکروہ ہے مگر گھر میں جائز ہے۔

بَابُ يُصَلِّي بِالنَّاسِ الْعِيدَ فِي الْمَسْجِدِ إِذَا كَانَ يَوْمُ مَطَرٍ

باب: اگر بارش ہو رہی ہو تو مسجد میں لوگوں کو عید کی نماز پڑھانا

1160 - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، ح وحَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا رَجُلٌ مِنَ الْفَرَوِيِّينَ، وَسَمَّاهُ الرَّبِيعُ فِي حَدِيثِهِ عِيسَى بْنَ عَبْدِ الْأَعْلَى بْنِ أَبِي فَرْوَةَ، سَمِعَ أَبَا يَحْيَى عُبَيْدَ اللّٰهِ التَّيْمِيَّ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ أَصَابَهُمْ مَطَرٌ فِي يَوْمِ عِيدٍ، فَصَلَّى بِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْعِيدِ فِي الْمَسْجِدِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ عید کے موقع پر بارش شروع ہوگئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو مسجد میں نماز ادا کرنے کا حکم دیا۔

1159- اسنادہ صحیح. واخرجہ البخاری (964) و (1431) و (5881) و (5883)، ومسلم باثر الحدیث (890)، وابن ماجہ (1291)، والترمذی (545)، والنسائی فی "الکبری" (497) و (498) و (1805) من طریق شعبۃ بن الحجاج، بھذا الاسناد. وھو فی "مسند احمد" (2533)، و "صحیح ابن حبان" (2818).

جُمَّاعُ أَبْوَابِ صَلَاةِ الِاسْتِسْقَاءِ وَتَفْرِيعِهَا

کتاب: نماز استسقاء سے متعلق مجموعہ ابواب

استسقاء کے معنی ومفہوم کا بیان

استسقاء" کے لغوی معنی ہیں" پانی طلب کرنا" اور اصطلاح شریعت میں اس کا مطلب ہے" قحط اور خشک سالی میں طلب بارش کے لئے بتائے گئے طریقوں کے مطابق نماز پڑھنا اور دعا کرنا۔

نماز استسقاء کوادا کرنے کا بیان

استسقا کے لئے پرانے یا پیوند لگے کپڑے پہن کر تذلل وخشوع وخضوع وتواضع کے ساتھ سر برہنہ پیدل جائیں اور پا برہنہ ہوں تو بہتر اور جانے سے پیشتر خیرات کریں کفار کو اپنے ساتھ نہ لے جائیں کہ جاتے ہیں رحمت کے لئے اور کافر پر لعنت اترتی ہے تین دن پیشتر سے روزے رکھیں اور توبہ واستغفار کریں پھر میدان میں جائیں اور وہاں توبہ کریں اور زبانی توبہ کافی نہیں بلکہ دل سے کریں اور جن کے حقوق اس کے ذمہ ہیں سب ادا کرے یا معاف کرائے کمزوروں بوڑھوں بڑھیوں بچوں کے توسل سے دعا کرے اور سب آمین کہیں کہ صحیح بخاری شریف میں ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمہیں روزی اور مدد کمزوروں کے ذریعہ سے ملتی ہے اور ایک روایت میں ہے اگر جوان خشوع کرنے والے اور چوپائے چرنے والے اور بوڑھے رکوع کرنے والے اور بچے دودھ پینے والے نہ ہوتے تو تم پر شدت سے عذاب کی بارش ہوتی اس وقت بچے اپنی ماؤں سے جدا رکھے جائیں اور مویشی بھی ساتھ لے جائیں غرض یہ کہ توجہ رحمت کے تمام اسباب مہیا کریں اور تین دن متواتر جنگل کو جائیں اور دعا کریں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ امام دو رکعت جہر کے ساتھ نماز پڑھائے اور بہتر یہ ہے کہ پہلی میں سبح اسم اور دوسری میں ھل اتٰک پڑھے اور نماز کے بعد زمین پر کھڑا ہو کر خطبہ پڑھے اور دونوں خطبوں کے درمیان جلسہ کرے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ایک ہی خطبہ پڑھے اور خطبہ میں دعاو تسبیح واستغفار کرے اور اثنائے خطبہ میں چادر لوٹ دے یعنی اوپر کا کنارہ نیچے اور نیچے کا اوپر کردے کہ حال بدلنے کی فال ہو خطبہ سے فارغ ہو کر لوگوں کی طرف پیٹھ اور قبلہ کو منہ کر کے دعا کرے۔ بہتر وہ دعائیں ہیں جو احادیث میں وارد ہیں اور دعا میں ہاتھوں کو خوب بلند کرے اور پشت دست جانب آسمان رکھے۔ (عالمگیری غنیہ ُدرمختار شامی جوہرہ)

چادر کو الٹانے کا بیان

1161 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ ثَابِتٍ الْمَرْوَزِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، خَرَجَ بِالنَّاسِ

لِيَسْتَسْقِيَ فَصَلَّى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ، جَهَرَ بِالْقِرَاءَةِ فِيهِمَا، وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ، فَدَعَا وَاسْتَسْقَى وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ

❀❀ عباد بن تمیم اپنے چچا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ لوگوں کو نماز استسقاء پڑھانے کے لیے (عیدگاہ) تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے ان لوگوں کو دو رکعت پڑھائیں جن میں آپ ﷺ نے بلند آواز میں قرأت کی۔ آپ ﷺ نے اپنی چادر کو الٹا دیا آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کر کے دعا مانگی۔ آپ ﷺ نے بارش کے لیے دعا مانگی اور آپ ﷺ نے قبلہ کی طرف رخ کیا۔

1162 - حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ، وَسُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ، قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، وَيُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبَّادُ بْنُ تَمِيمٍ الْمَازِنِيُّ، أَنَّهُ سَمِعَ عَمَّهُ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا يَسْتَسْقِي فَحَوَّلَ إِلَى النَّاسِ ظَهْرَهُ يَدْعُو اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ - قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ: وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ - ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ - قَالَ ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ: - وَقَرَأَ فِيهِمَا زَادَ ابْنُ السَّرْحِ: يُرِيدُ الْجَهْرَ.

❀❀ عباد بن تمیم مازنی بیان کرتے ہیں: انہوں نے اپنے چچا کو جو نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے تھے یہ بیان کرتے ہوئے سنا: ایک دن نبی اکرم ﷺ بارش کے نزول کی دعا مانگنے کے لیے آئے آپ ﷺ نے لوگوں کو اپنی پشت کی طرف کر لیا اور اللہ سے دعا مانگی۔

سلیمان بن داؤد نامی راوی یہ الفاظ نقل کرتے ہیں: آپ ﷺ نے قبلہ کی طرف رخ کیا اپنی چادر کو الٹایا پھر آپ ﷺ نے دو رکعت ادا کی۔

ابن ابوذئب نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: آپ ﷺ نے دونوں رکعت میں قرأت کی۔

ابن سرح نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے بلند آواز میں قرأت کی۔

1163 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ، قَالَ: قَرَأْتُ فِي كِتَابِ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ يَعْنِي الْحِمْصِيَّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَالِمٍ، عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ، بِهَذَا الْحَدِيثِ بِإِسْنَادِهِ لَمْ يَذْكُرِ الصَّلَاةَ، قَالَ: وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ، فَجَعَلَ عِطَافَهُ الْأَيْمَنَ عَلَى عَاتِقِهِ الْأَيْسَرِ، وَجَعَلَ عِطَافَهُ الْأَيْسَرَ عَلَى عَاتِقِهِ الْأَيْمَنِ، ثُمَّ دَعَا اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ

❀❀ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ ابن شہاب زہری کے حوالے سے منقول ہے تاہم اس میں نماز ادا کرنے کا ذکر نہیں ہے اور یہ الفاظ ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اپنی چادر کو الٹا دیا۔ اس کا دایاں کنارہ بائیں کندھے اور بایاں کنارہ دائیں کندھے پر اوڑھ لیا۔ پھر آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی۔

1164 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ،

اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ زَيْدٍ، قَالَ: اسْتَسْقَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ خَمِيصَةٌ لَهُ سَوْدَاءُ، فَاَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّاْخُذَ بِاَسْفَلِهَا فَيَجْعَلَهُ اَعْلَاهَا، فَلَمَّا ثَقُلَتْ قَلَبَهَا عَلٰى عَاتِقِهِ

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز استسقاء ادا کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک پر سیاہ رنگ کی چادر تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارادہ کیا کہ اس کے نیچے والے حصے کو اوپر کر دیں۔ جب یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مشکل ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے کندھے پر ہی الٹا دیا۔

1165 - حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ، وَعُثْمَانُ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ، نَحْوَهُ قَالَا: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كِنَانَةَ، قَالَ: اَخْبَرَنِي اَبِي، قَالَ: اَرْسَلَنِي الْوَلِيدُ بْنُ عُتْبَةَ - قَالَ عُثْمَانُ ابْنُ عُقْبَةَ: وَكَانَ اَمِيرَ الْمَدِينَةِ - اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، اَسْاَلُهُ عَنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الِاسْتِسْقَاءِ، فَقَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَبَذِّلًا مُتَوَاضِعًا، مُتَضَرِّعًا، حَتّٰى اَتَى الْمُصَلَّى - زَادَ عُثْمَانُ، فَرَقِيَ عَلَى الْمِنْبَرِ، ثُمَّ اتَّفَقَا - وَلَمْ يَخْطُبْ خُطَبَكُمْ هٰذِهِ، وَلٰكِنْ لَمْ يَزَلْ فِي الدُّعَاءِ، وَالتَّضَرُّعِ، وَالتَّكْبِيرِ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، كَمَا يُصَلِّي فِي الْعِيدِ،

قَالَ اَبُو دَاوُدَ: وَالْاِخْبَارُ لِلنُّفَيْلِيِّ، وَالصَّوَابُ ابْنُ عُقْبَةَ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے تاہم بعض راویوں نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: "مدینہ منورہ کے امیر ولید بن عتبہ نے مجھے یعنی راوی کو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بھیجا تا کہ میں ان سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز استسقاء ادا کرنے کے بارے میں دریافت کروں تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تواضع، عاجزی اور انکساری کے عالم میں نکلے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ تشریف لے آئے"۔

یہاں پر عثمان نامی راوی نے یہ الفاظ اضافی نقل کیے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے اس کے بعد دونوں راوی اس بات پر متفق ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تم لوگوں کو خطبہ سنانے کیلئے خطبہ نہیں دیا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل دعا، عاجزی اور انکساری کا اظہار (اللہ تعالیٰ کی) کبریائی کا اعتراف کرتے رہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت ادا کی۔ جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے موقع پر دو رکعت ادا کرتے تھے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) روایت کے یہ الفاظ نفیلی کے نقل کردہ ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ (مدینہ منورہ کے گورنر کا نام) ولید بن عقبہ ہے۔

بَابٌ فِي اَيِّ وَقْتٍ يُحَوِّلُ رِدَاءَهُ اِذَا اسْتَسْقَى

باب: جب آدمی استسقاء کے لئے دعا مانگ رہا ہو تو وہ کس وقت اپنی چادر کو الٹائے گا

1166 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ، عَنْ يَحْيٰى، عَنْ اَبِي بَكْرِ بْنِ

مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ زَيْدٍ، اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَرَجَ اِلَى الْمُصَلَّى يَسْتَسْقِي، وَاَنَّهُ لَمَّا اَرَادَ اَنْ يَّدْعُوَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، ثُمَّ حَوَّلَ رِدَاءَهُ

❀❀ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بارش کی دعا مانگنے عیدگاہ تشریف لائے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگنے کا ارادہ کیا' تو قبلہ کی طرف رخ کیا اور اپنی چادر کو الٹا دیا۔

1167 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي بَكْرٍ، اَنَّهُ سَمِعَ عَبَّادَ بْنَ تَمِيمٍ، يَقُوْلُ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ زَيْدٍ الْمَازِنِيَّ، يَقُوْلُ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْمُصَلَّى فَاسْتَسْقَى، وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ حِيْنَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ

❀❀ حضرت عبداللہ بن زید مازنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ تشریف لائے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارش کے لیے دعا مانگی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی طرف رخ کیا اور اپنی چادر کو الٹا دیا۔

نماز استسقاء کے طریقے سے متعلق فقہی مذاہب کا بیان

حضرت امام شافعی اور صاحبین (حضرت امام یوسف اور حضرت امام محمد) کے نزدیک استسقاء کی نماز عید کی نماز کی طرح ہے اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک یہ ہے کہ استسقاء کی دو رکعت نماز اس طرح پڑھی جائے جیسا کہ دوسری نماز پڑھی جاتی ہے۔ نماز استسقاء کے بارہ میں حنفیہ کا مسلک نماز استسقاء کے سلسلہ میں خود حنفیہ کے یہاں دو قول ہیں، حضرت امام اعظم ابوحنیفہ تو یہ فرماتے ہیں کہ استسقاء نماز نہیں ہے بلکہ دعا و استغفار ہے وہ فرماتے ہیں کہ جن اکثر احادیث میں استسقاء کا ذکر آیا ہے ان میں نماز مذکور نہیں ہے بلکہ صرف دعا کرنا مذکور ہے۔

پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارہ میں صحیح روایت منقول ہے۔ کہ انہوں نے استسقاء کے لئے صرف دعا و استغفار پر اکتفا فرمایا نماز نہیں پڑھی، اگر اس سلسلہ میں نماز مسنون ہوتی تو وہ ترک نہ کرتے۔ اور ایسے ضروری مشہور واقعات کا انہیں معلوم نہ ہونا جب کہ زمانہ نبوت کو بھی زیادہ دن نہیں گزرے تھے بعید ہے اور معلوم ہونے کی صورت میں اسے ترک کرنا حضرت عمر کیر رضی اللہ عنہ شان سے بعید تر ہے۔ صاحبین کا مسلک اس کے خلاف ہے۔ ان حضرات کے نزدیک نہ صرف یہ کہ استسقاء کے لئے نماز منقول اور مسنون ہے بلکہ اس نماز میں جماعت اور خطبہ بھی مشروع ہے۔

بعض حضرات نے لکھا ہے کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول لاصلوۃ فی الاستسقاء (یعنی استسقاء کے لئے نماز نہیں ہے) کی مراد یہ ہے کہ اس نماز کے لئے جماعت خطبہ اور خصوصیت سنت و شرط نہیں، اگر ہر آدمی الگ الگ نفل نماز پڑھے اور دعا و استغفار کرے تو بہتر ہے۔ اس وقت حنفیہ کے یہاں فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے کیونکہ نماز استسقاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت اور منقول ہے جس کا ایک واضح ثبوت مذکورہ بالا حدیث ہے۔ نماز استسقاء کے سلسلہ میں یہ افضل ہے کہ اس کی دونوں رکعتوں میں سے پہلی رکعت "سورت ق" یا سبح اسم ربک الاعلی اور دوسری رکعت میں "اقتربت الساعۃ" یا سورت غاشیہ" کی قرأت کی جائے۔" چادر پھیرنا" دراصل تغیر حالت کے لئے اچھا شگون لینے کے درجہ میں ہے جس طرح چادر الٹ پلٹ دی گئی ہے اسی طرح

موجودہ حالت میں بھی تبدیلی اور تغیر ہو جائے بایں طور کہ قحط کے بدلہ ارزانی ہو جائے اور خشک سالی کی بجائے باران رحمت سے دنیا سیراب ہو جائے۔ چادر پھیرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھ پیٹھ کے پیچھے لے جا کر دائیں ہاتھ سے چادر کی بائیں جانب کے نیچے کا کونا پکڑا جائے اور بائیں ہاتھ سے چادر کی دائیں جانب کے نیچے کا کونا پکڑ لیا جائے پھر دونوں ہاتھوں کو پیٹھ کے پیچھے اس طرح پھیرا اور پلٹا جائے کہ دائیں ہاتھ چادر کا پکڑا ہوا کونا دائیں مونڈھے پر آ جائے اور بائیں ہاتھ میں چادر کا پکڑا ہوا کونا بائیں مونڈھے پر آ جائے اس طریقہ سے چادر کو دایاں کونا تو بائیں ہو جائے گا اور بایاں کونا دائیں ہو جائے گا۔ نیز اوراوپر نیچے پہنچ جائے گا اور نیچے کا حصہ اوپر جائے گا۔

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الِاسْتِسْقَاءِ

باب: بارش کی دعا کرتے ہوئے دونوں ہاتھ بلند کرنا

1168 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ حَيْوَةَ، وَعُمَرَ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عُمَيْرٍ، مَوْلَى بَنِي آبِي اللَّحْمِ، أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَسْقِي عِنْدَ أَحْجَارِ الزَّيْتِ، قَرِيبًا مِنَ الزَّوْرَاءِ قَائِمًا، يَدْعُو يَسْتَسْقِي رَافِعًا يَدَيْهِ قِبَلَ وَجْهِهِ، لَا يُجَاوِزُ بِهِمَا رَأْسَهُ

❁❁ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو "زوراء" کے قریب "احجار زیت" کے مقام پر کھڑے ہو کر بارش کی دعا مانگتے دیکھا۔ آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ سامنے کی طرف بلند کیے ہوئے تھے مگر وہ سر سے اوپر نہیں تھے۔

شرح

احجار الزیت" مدینہ میں ایک جگہ کا نام تھا اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ وہاں سیاہ پتھر تھے جو اتنے چمک دار تھے جن کو دیکھ کر یہ محسوس ہوتا تھا کہ گویا ان پتھر پر روغن زیتون ملا ہوا ہے۔" زوراء" بھی مدینہ کے بازار میں ایک جگہ کا نام تھا۔ اس حدیث میں دعا کے وقت اٹھے ہوئے ہاتھوں کی یہ ہیت بیان کی جا رہی ہے کہ آپ ﷺ کی دونوں ہتھیلیاں منہ کی طرف یعنی اوپر کی جانب تھیں۔ بنا بریں یہ روایت اس روایت کے منافی نہیں ہے جس سے معلوم ہوا کہ دعا کے وقت آپ ﷺ اپنے اٹھے ہوئے ہاتھوں کی ہتھیلیاں زمین کی طرف رکھتے تھے کیونکہ کبھی تو آپ ﷺ اس طرح سے دعا مانگتے کہ ہتھیلیاں آسمان کی طرف ہوتی تھیں جیسا کہ اس روایت سے معلوم ہوا۔ اور کبھی اس طرح اللہ کی بارگاہ میں دست سوال دراز کرتے تھے کہ ہتھیلیاں زمین کی طرف ہوتی تھیں جیسا کہ گذشتہ روایت میں معلوم ہوا۔

اسی طرح یہاں اس روایت میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ آپ ﷺ کے اٹھے ہوئے ہاتھ سر مبارک سے اونچے نہیں ہوتے تھے۔ لہٰذا یہ بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس روایت کے منافی نہیں ہے جس سے معلوم ہو چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ طلب بارش کے لئے دعا مانگتے وقت اپنے ہاتھ بہت زیادہ بلند کرتے تھے، یہاں بھی یہی بات ہے کہ کبھی تو آپ ﷺ اپنے ہاتھ بہت

زیادہ بلند کرتے تھے جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے اور کبھی بہت زیادہ بلند نہیں کرتے تھے جیسا کہ یہاں عمیر بیان کر رہے ہیں۔

1169 - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي خَلَفٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ، عَنْ يَزِيدَ الْفَقِيرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَوَاكِي، فَقَالَ: اللَّهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيثًا، مَرِيئًا مَرِيعًا، نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ، عَاجِلًا غَيْرَ آجِلٍ، قَالَ: فَأَطْبَقَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ

❀❀ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ لوگ روتے ہوئے آئے اور (بارش نہ ہونے کی وجہ سے پریشانی) کی گزارش کی۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی۔

''اے اللہ! ہم پر ایسی بارش نازل کر جو فائدہ دینے والی ہو مددگار ہو اس کا انجام بہتر ہو جو شادابی لے کر آئے اس کا نفع ہو اس کے ذریعے کوئی ضرر نہ ہو جلدی آئے دیر سے نہ آئے''۔

راوی بیان کرتے ہیں: تو لوگوں پر بادل چھا گیا۔

1170 - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنَ الدُّعَاءِ إِلَّا فِي الِاسْتِسْقَاءِ، فَإِنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُرَى بَيَاضُ إِبْطَيْهِ

❀❀ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دعا مانگتے ہوئے ہاتھ بلند نہیں کرتے تھے البتہ بارش کی دعا مانگتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھوں کو اتنا بلند کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی۔

شرح

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ارشاد کی مراد استسقاء کے علاوہ کسی دوسرے موقع پر دعا کے وقت بالکل اٹھانے کی نفی نہیں ہے کیونکہ استسقاء کے علاوہ دوسرے مواقع پر بھی دعا کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دونوں ہاتھوں کا بلند کرنا ثابت ہو چکا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے مواقع پر بھی دعا کے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کا اتنا زیادہ اور سر سے اونچا بلند نہیں کرتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی کپڑا نہ اوڑھے ہوتے تھے تو بغلوں کی سفیدی تک نظر آنے لگتی تھی۔ علماء لکھتے ہیں کہ جس مقصد اور مراد کے لئے دعا مانگی جا رہی ہو وہ مقصد جتنا زیادہ اہم اور عظیم ہو دعا کے وقت دونوں ہاتھ بھی اتنے زیادہ او پر اٹھانے چاہئیں۔

1171 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْتَسْقِي هَكَذَا - يَعْنِي - وَمَدَّ يَدَيْهِ وَجَعَلَ بُطُونَهُمَا مِمَّا يَلِي الْأَرْضَ، حَتَّى رَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ

❀❀ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح بارش کے نزول کی دعا مانگتے تھے انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر اور اپنی ہتھیلیوں کو زمین کی طرف کر کے (یہ بات بیان کی) یہاں تک کہ میں نے ان کی بغلوں کی سفیدی دیکھ

لی۔

1172 - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ. حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ. أَخْبَرَنِي مَنْ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. يَدْعُو عِنْدَ أَحْجَارِ الزَّيْتِ بَاسِطًا كَفَّيْهِ

محمد بن ابراہیم بیان کرتے ہیں: مجھے ان صاحب نے یہ بات بتائی ہے جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کو "احجارزیت" کے قریب اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر دعا مانگتے دیکھا۔

1173 - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ. حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ نِزَارٍ، حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ مَبْرُورٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: شَكَا النَّاسُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُحُوطَ الْمَطَرِ، فَأَمَرَ بِمِنْبَرٍ، فَوُضِعَ لَهُ فِي الْمُصَلَّى، وَوَعَدَ النَّاسَ يَوْمًا يَخْرُجُونَ فِيهِ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حِينَ بَدَا حَاجِبُ الشَّمْسِ، فَقَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَكَبَّرَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَحَمِدَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّكُمْ شَكَوْتُمْ جَدْبَ دِيَارِكُمْ، وَاسْتِئْخَارَ الْمَطَرِ عَنْ إِبَّانِ زَمَانِهِ عَنْكُمْ، وَقَدْ أَمَرَكُمُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ تَدْعُوهُ، وَوَعَدَكُمْ أَنْ يَسْتَجِيبَ لَكُمْ. ثُمَّ قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ. يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ. اللّٰهُمَّ أَنْتَ اللهُ. لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ، أَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ. وَاجْعَلْ مَا أَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّةً وَبَلَاغًا إِلَى حِينٍ، ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ، فَلَمْ يَزَلْ فِي الرَّفْعِ حَتَّى بَدَا بَيَاضُ إِبْطَيْهِ، ثُمَّ حَوَّلَ إِلَى النَّاسِ ظَهْرَهُ، وَقَلَبَ، أَوْ حَوَّلَ رِدَاءَهُ، وَهُوَ رَافِعٌ يَدَيْهِ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ وَنَزَلَ، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، فَأَنْشَأَ اللهُ سَحَابَةً فَرَعَدَتْ وَبَرَقَتْ، ثُمَّ أَمْطَرَتْ بِإِذْنِ اللهِ، فَلَمْ يَأْتِ مَسْجِدَهُ حَتَّى سَالَتِ السُّيُولُ، فَلَمَّا رَأَى سُرْعَتَهُمْ إِلَى الْكِنِّ ضَحِكَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ، فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ اللهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، وَأَنِّي عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، إِسْنَادُهُ جَيِّدٌ، أَهْلُ الْمَدِينَةِ يَقْرَءُونَ (مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ)، وَإِنَّ هٰذَا الْحَدِيثَ حُجَّةٌ لَهُمْ

سیدہ عائشہ صدیقہ ﷞ بیان کرتی ہیں: کچھ لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں بارش نہ ہونے کی شکایت کی نبی اکرم ﷺ کے حکم کے مطابق عیدگاہ میں منبر رکھا گیا آپ ﷺ نے لوگوں سے وعدہ کیا کہ اس دن وہ سب لوگ نکلیں گے۔ سیدہ عائشہ ﷞ فرماتی ہیں: جب سورج کا پہلا کنارہ نمودار ہوا تو نبی اکرم ﷺ (عیدگاہ کی طرف) جانے کے لیے نکلے۔ آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور حمد بیان کی پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تم لوگوں نے اپنے علاقے کی خشک سالی اور بارش کے نزول کے بارے میں جو چیز ذکر کی ہے تو اللہ نے یہ حکم دیا ہے کہ تم اس سے دعا مانگو اور اس نے وعدہ کیا ہے کہ وہ تمہاری دعا قبول کرے گا"۔

پھر آپ ﷺ نے یہ فرمایا:

''ہر طرح کی حمد اللہ کے لیے مخصوص ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے وہ روز جزا کا بادشاہ ہے اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے وہ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے، اے اللہ! تو اللہ ہے تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے تو غنی ہے اور ہم حاجت مند ہیں تو ہم پر بارش نازل کر اور جو تو نازل کرے گا اسے ہمارے لیے قوت کا ذریعہ اور ایک مخصوص وقت تک پہنچنے کا ذریعہ بنا دے''۔

پھر نبی اکرم ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کیے یہ ہاتھ بلند رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی نظر آئی پھر آپ ﷺ نے لوگوں کی طرف پشت کر لی (اور قبلہ کی طرف رخ کر لیا) پھر آپ ﷺ نے اپنی چادر کو الٹا دیا' آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کیے ہوئے تھے' پھر آپ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے آپ ﷺ منبر سے نیچے اترے آپ ﷺ نے دو رکعت نماز ادا کی تو اللہ تعالیٰ نے بادل پیدا کر دیئے اس میں کڑک ہوئی، بجلی چمکی اور اللہ کے حکم سے بارش شروع ہو گئی۔ نبی اکرم ﷺ ابھی مسجد تک نہیں پہنچے تھے کہ پرنالے بہنے لگے۔ جب آپ ﷺ نے دیکھا کہ لوگ تیزی سے چھپروں کی طرف جا رہے ہیں' تو آپ ﷺ مسکرا دیئے' یہاں تک کہ آپ ﷺ کے اطراف کے دانت مبارک نظر آنے لگے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور بے شک میں اللہ کا بندہ اور اس رسول ہوں''۔

یہ روایت غریب ہے اور اس کی سند عمدہ ہے اہل مدینہ یوں تلاوت کرتے ہیں ''روز جزا کا بادشاہ ہے''۔

یہ روایت ان لوگوں کے حق میں دلیل ہے۔

نماز استسقاء کے بعد خطبہ سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ کا بیان

حضرت امام مالک حضرت امام شافعی اور ایک روایت کے مطابق حضرت امام احمد فرماتے ہیں کہ نماز استسقاء کے بعد دو خطبے پڑھنا سنت ہے اور خطبہ کی ابتداء استغفار کے ساتھ کرنی چاہیے جیسے کہ عیدین کے خطبہ کی ابتداء تکبیر کے ساتھ ہوتی ہے اور حضرت امام ابوحنیفہ اور ایک دوسری روایت کے مطابق حضرت امام احمد کے نزدیک خطبہ مشروع نہیں ہے صرف دعا و استغفار پر اکتفا کرنا چاہیے۔ حضرت ابن ہمام رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اصحاب سنن اربعہ نے حضرت اسحق ابن عبداللہ کنانہ سے ایک روایت نقل کی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (استسقاء کے لئے) عید گاہ جا کر تمہاری طرح خطبہ نہیں پڑھا بلکہ آپ ﷺ برابر دعا کرتے گریہ وزاری کرتے اور اللہ کی عظمت و بڑائی بیان کرتے رہے نیز آپ ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھی جیسا کہ عید میں پڑھتے تھے۔

نبی کریم ﷺ کی دعا اور بارش ہونے کا بیان

1174 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَيُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: أَصَابَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ قَحْطٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَبَيْنَمَا هُوَ يَخْطُبُنَا يَوْمَ جُمُعَةٍ، إِذْ قَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، هَلَكَ الْكُرَاعُ، هَلَكَ الشَّاءُ، فَادْعُ اللهَ أَنْ يَسْقِيَنَا. فَمَدَّ يَدَيْهِ وَدَعَا. قَالَ أَنَسٌ: وَإِنَّ السَّمَاءَ لَمِثْلُ الزُّجَاجَةِ، فَهَاجَتْ رِيحٌ، ثُمَّ أَنْشَأَتْ سَحَابَةً، ثُمَّ اجْتَمَعَتْ، ثُمَّ أَرْسَلَتِ السَّمَاءُ عَزَالِيَهَا، فَخَرَجْنَا نَخُوضُ الْمَاءَ، حَتَّى أَتَيْنَا مَنَازِلَنَا، فَلَمْ يَزَلِ الْمَطَرُ إِلَى الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى، فَقَامَ إِلَيْهِ ذَلِكَ الرَّجُلُ، أَوْ غَيْرُهُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، تَهَدَّمَتِ الْبُيُوتُ، فَادْعُ اللهَ أَنْ يَحْبِسَهُ، فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا، فَنَظَرْتُ إِلَى السَّحَابِ يَتَصَدَّعُ حَوْلَ الْمَدِينَةِ كَأَنَّهُ إِكْلِيلٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں اہل مدینہ کو خشک سالی لاحق ہوگئی۔ ایک دن نبی اکرم ﷺ جمعہ کے دن ہمیں خطبہ دے رہے تھے۔ ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا یارسول اللہ! مویشی ہلاک ہو گئے، بکریاں ہلاک ہو گئیں آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ ہم پر بارش نازل فرمائے' تو نبی اکرم ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دیئے اور دعا مانگی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: آسمان شیشے کی طرح صاف تھا۔ اسی دوران ہوا چلنے لگی اور بادل کا ایک ٹکڑا نمودار ہوا اور پھیلتا چلا گیا پھر آسمان نے اپنا منہ کھول دیا۔ جب ہم (نماز پڑھ کر مسجد سے باہر) نکلے' تو پانی سے گزرتے ہوئے اپنے گھر پہنچے۔ اس کے بعد مسلسل بارش (وقفے وقفے سے) ہوتی رہی یہاں تک کہ اگلا جمعہ آ گیا، پھر وہی شخص یا کوئی دوسرا شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! اب گھر گر رہے ہیں آپ ﷺ اللہ سے دعا کریں کہ وہ بارش کو روک دے۔ آپ ﷺ مسکرا دیئے آپ ﷺ نے دعا کی۔

''(اے اللہ!) ہمارے اردگرد ہو' ہم پر نہ ہو''۔

(حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:) تو میں نے بادل کو دیکھا کہ وہ مدینہ منورہ کے اوپر سے چھٹنے لگا' اور اردگرد ہو گیا اور مدینہ منورہ تاج کی طرح ہو گیا۔

1175 - حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ، أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، قَالَ: فَرَفَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ بِحِذَاءِ وَجْهِهِ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ اسْقِنَا، وَسَاقَ نَحْوَهُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اس کے بعد راوی نے حسب سابق حدیث نقل کی ہے' جس میں یہ الفاظ ہیں: ''نبی اکرم ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ چہرے کے مقابل تک بلند کیے اور یہ دعا کی: یا اللہ ہمیں سیراب کر دے''۔ اس کے بعد راوی نے حسب سابق حدیث بیان کی ہے۔

1174- اسناده صحيح. ثابت: هو ابن اسلم البناني، ومسدد: هو ابن مسرهد. واخرجه البخاري (932) و (1021) و (3582)، ومسلم (897)، والنسائي في "الكبرى" (1835) من طريق ثابت بن اسلم البناني، به. لكن البخاري في الموضع الثاني والنسائي لم يذكرا رفع اليدين. واخرجه البخاري (932) و (3582) من طريق عبد العزيز بن صهيب، به. وهو في "مسند احمد" (13016) و (13700)، و "صحيح ابن حبان" (2858).

1178 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ: ح وحَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ قَادِمٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا اسْتَسْقَى، قَالَ: اللَّهُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ، وَبَهَائِمَكَ، وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ، وَأَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ، هَذَا لَفْظُ حَدِيثِ مَالِكٍ

❀❀ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے جب بارش کی دعا مانگی تو یہ فرمایا:

''اے اللہ! اپنے بندوں کو اور اپنے جانوروں کو سیراب کردے۔ اپنی رحمت کو پھیلا دے اور اپنی مردہ زمین کو زندہ کر دے (یعنی بنجر زمین کو سرسبز کر دے)''۔

روایت کے یہ الفاظ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نقل کردہ ہیں۔

استسقاء کی دعا میں دیگر مخلوقات کی دعا کا شامل ہونا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ" انبیاء میں سے ایک نبی لوگوں کے ہمراہ استسقاء کے لئے نکلے پس اس نبی نے اچانک ایک چیونٹی کو دیکھا جو اپنے کچھ پاؤں آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے (کھڑی) تھی (یہ دیکھ کر) نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ" واپس چلو! اس چیونٹی کی وجہ سے تمہاری دعا قبول کر لی گئی"۔

(دارقطنی، مشکوۃ شریف: جلداول: حدیث نمبر 1485)

منقول ہے کہ یہ نبی حضرت سلیمان علیہ السلام تھے۔ واقعہ سے مقصود درحقیقت اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کی قدرت کا اظہار ہے اور یہ بتانا ہے کہ نہ صرف یہ کہ پروردگار کی رحمت تمام مخلوقات پر یکساں ہیں بلکہ اس کا علم تمام موجودات کے احوال و کوائف کو گھیرے ہوئے ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات مسبب الاسباب اور قاضی الحاجات ہے۔ اس واقعہ کے سلسلہ میں یہ بھی منقول ہے کہ وہ چیونٹی یہ دعاء کرتی تھی اللھم انا خلق من خلقک لاغنی بنا عن رزقک فلا تھلکنا بذنوب بنی ادم یعنی اے پروردگار! تیری مخلوقات میں سے ہم ایک مخلوق ہیں تیرے رزق سے ہم مستغنی نہیں ہیں سو تو ہمیں انسانوں کو گناہوں کی وجہ سے ہلاک نہ کر۔

نماز استسقاء کے دعا ہونے میں فقہی مذاہب اربعہ

حضرت عبداللہ ابن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ لوگوں کے ہمراہ طلب بارش کے لیئے عیدگاہ تشریف لئے گئے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے وہاں دو رکعت نماز پڑھائی جس میں بلند آواز سے قرأت فرمائی اور قبلہ رخ ہو کر دعا مانگی نیز آپ ﷺ نے (دعا کے لیے) اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے اور قبلہ رخ ہوتے وقت اپنی چادر پھیر دی تھی۔ (صحیح البخاری وصحیح مسلم، مشکوۃ شریف: جلداول: حدیث نمبر 1472)

حضرت امام شافعی اور صاحبین (حضرت امام یوسف اور حضرت امام محمد) کے نزدیک استسقاء کی نماز عید کی نماز کی طرح

ہے اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک یہ ہے کہ استقاء کی دو رکعت نماز اسی طرح پڑھی جائے جیسا کہ دوسری نماز پڑھی جاتی ہے۔

حضرت عباد بن تمیم اپنے چچا سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے لوگوں کے ساتھ بارش کی طلب کے لئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھائیں جن میں بلند آواز قرأت کی پھر اپنی چادر کو پلٹ کر اوڑھا دونوں ہاتھوں کو اٹھایا اور بارش کے لئے دعا مانگی دوراں حالیکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ کی طرف متوجہ تھے اس باب میں ابن عباس ابو ہریرہ انس اور ابولحم سے بھی روایت ہے۔

امام ابوعیسی ترمذی کہتے ہیں عبداللہ بن زید کی حدیث حسن صحیح ہے اور اسی پر اہل علم کا عمل ہے جن میں شافعی اور احمد اسحاق بھی شامل ہیں عباد بن تمیم کے چچا کا نام عبداللہ بن زید بن عاصم مازنی ہے۔(جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 543)

نماز استقاء کے سلسلہ میں خود حنفیہ کے یہاں دو قول ہیں، حضرت امام اعظم ابوحنیفہ تو یہ فرماتے ہیں کہ استقاء نماز نہیں ہے بلکہ دعا و استغفار ہے وہ فرماتے ہیں کہ جن اکثر احادیث میں استقاء کا ذکر آیا ہے ان میں نماز مذکور نہیں ہے بلکہ صرف دعا کرنا مذکور ہے۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارہ میں صحیح روایت منقول ہے۔ کہ انہوں نے استقاء کے لیے صرف دعا و استغفار پر اکتفا فرمایا نماز نہیں پڑھی، اگر اس سلسلہ میں نماز مسنون ہوتی تو وہ ترک نہ کرتے۔ اور ایسے ضروری مشہور واقعات کا انہیں معلوم نہ ہونا جب کہ زمانہ نبوت کو بھی زیادہ دن نہیں گزرے تھے بعید ہے اور معلوم ہونے کی صورت میں اسے ترک کرنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ شان سے بعید تر ہے۔

صاحبین کا مسلک اس کے خلاف ہے۔ ان حضرات کے نزدیک نہ صرف یہ کہ استقاء کے لیے نماز منقول اور مسنون ہے بلکہ اس نماز میں جماعت اور خطبہ بھی مشروع ہے۔

بعض حضرات نے لکھا ہے کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول لاصلوٰۃ فی الاستقاء (یعنی استقاء کے لیے نماز نہیں ہے) کی مراد یہ ہے کہ اس نماز کے لیے جماعت خطبہ اور خصوصیت سنت و شرط نہیں، اگر ہر آدمی الگ الگ نفل نماز پڑھے اور دعا و استغفار کرے تو بہتر ہے۔ اس وقت حنفیہ کے یہاں فتوی صاحبین کے قول پر ہے کیونکہ نماز استقاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت اور منقول ہے جس کا ایک واضح ثبوت مذکورہ بالا حدیث ہے۔

نماز استقاء کے سلسلہ میں یہ افضل ہے کہ اس کی دونوں رکعتوں میں سے پہلی رکعت "سورت ق" یا سبح اسم ربك الاعلی اور دوسری رکعت میں "اقتربت الساعۃ" یا سورت غاشیہ" کی قرأت کی جائے۔

"چادر پھیرنا "دراصل تغیر حالت کے لیے اچھا شگون لینے کے درجہ میں ہے جس طرح چادر الٹ پلٹ دی گئی ہے اسی طرح موجودہ حالت میں بھی تبدیلی اور تغیر ہو جائے بایں طور کہ قحط کے بدلہ ارزانی ہو جائے اور خشک سالی کی بجائے باران رحمت سے دنیا سیراب ہو جائے۔

چادر پھیرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھ پیٹھ کے پیچھے لے جا کر دائیں ہاتھ سے چادر کی بائیں جانب کے نیچے کا

کونا پکڑا جائے اور بائیں ہاتھ سے چادر کی دائیں جانب کے نیچے کا کونا پکڑ لیا جائے پھر دونوں ہاتھوں کو پیٹھ کے پیچھے اس طرح پھیرا اور پلٹا جائے کہ دائیں ہاتھ چادر کا پکڑا ہوا کونا دائیں مونڈھے پر آ جائے اور بائیں ہاتھ میں چادر کا پکڑا ہوا کونا بائیں مونڈھے پر آ جائے اس طریقہ سے چادر کو دایاں کونا تو بائیں ہو جائے گا اور بایاں کونا دائیں ہو جائے گا۔ نیز اوراوپر نیچے پہنچ جائے گا اور نیچے کا حصہ اوپر جائے گا۔

بَابُ صَلَاةِ الْكُسُوفِ

باب: نمازِ کسوف کا بیان

کسوف وخسوف کے معنی ومفہوم کا بیان

مشہور اہل لغت اہل علم کا قول یہ ہے کہ "خسوف" چاند گرہن کو فرماتے ہیں کہ "کسوف" سورج گرہن کو۔ بعض علماء نے لفظ کسوف دونوں جگہ استعمال کیا ہے سورج گرہن میں بھی چاند گرہن میں بھی، اسی طرح بعض حضرات نے لفظ خسوف کو بھی دونوں جگہ استعمال کیا ہے۔ سورج گرہن کی نماز بالاتفاق جمہور علماء کے نزدیک مسنون ہے۔ حنفیہ کے نزدیک سورج گرہن کی نماز دو رکعت باجماعت بغیر خطبہ کے ہے۔ چاند گرہن کی نماز میں دو رکعت ہے مگر اس میں جماعت نہیں ہے بلکہ ہر آدمی الگ الگ یہ نماز پڑھے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دونوں میں جماعت اور خطبہ ہے۔

1177 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ. حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ. عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ. عَنْ عَطَاءٍ. عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ. أَخْبَرَنِي مَنْ أُصَدِّقُ. وَظَنَنْتُ أَنَّهُ يُرِيدُ عَائِشَةَ. قَالَ: كُسِفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيَامًا شَدِيدًا. يَقُومُ بِالنَّاسِ. ثُمَّ يَرْكَعُ. ثُمَّ يَقُومُ. ثُمَّ يَرْكَعُ. ثُمَّ يَقُومُ. ثُمَّ يَرْكَعُ. فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ. فِي كُلِّ رَكْعَةٍ ثَلَاثُ رَكَعَاتٍ. يَرْكَعُ الثَّالِثَةَ. ثُمَّ يَسْجُدُ حَتَّى إِنَّ رِجَالًا يَوْمَئِذٍ لَيُغْشَى عَلَيْهِمْ مِمَّا قَامَ بِهِمْ. حَتَّى إِنَّ سِجَالَ الْمَاءِ لَتُصَبُّ عَلَيْهِمْ. يَقُولُ إِذَا رَكَعَ: اللَّهُ أَكْبَرُ. وَإِذَا رَفَعَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ. حَتَّى تَجَلَّتِ الشَّمْسُ. ثُمَّ قَالَ: إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ. وَلَا لِحَيَاتِهِ. وَلَكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ يُخَوِّفُ بِهِمَا عِبَادَهُ. فَإِذَا كُسِفَا فَافْزَعُوا إِلَى الصَّلَاةِ

❀❀ عبید بن عمیر بیان کرتے ہیں: مجھے اس شخصیت نے یہ بات بتائی جن کو میں سچا قرار دیتا ہوں (راوی کہتے ہیں:) میرا خیال ہے کہ ان کی مراد سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ وہ فرماتی ہیں: نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں سورج گرہن ہو گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے طویل قیام والی نماز لوگوں کو پڑھائی پھر آپ ﷺ رکوع میں چلے گئے پھر آپ ﷺ قیام کی حالت میں رہے پھر آپ ﷺ رکوع میں چلے گئے پھر قیام کی حالت میں رہے پھر رکوع میں چلے گئے۔ آپ ﷺ نے دو رکعت اس طرح ادا کی ہر رکعت میں تین رکوع کیے۔ تیسرے رکوع کے بعد آپ ﷺ سجدے میں جاتے تھے یہاں تک کہ اتنے طویل قیام کی وجہ سے بعض لوگوں پر غشی

طاری ہونے لگی اور ان پر پانی ڈالا گیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں جاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اکبر کہتے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سر اٹھاتے تو سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ پڑھتے یہاں تک کہ سورج روشن ہو گیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''بے شک سورج اور چاند کسی کے مرنے یا جینے کی وجہ سے گرہن نہیں ہوتے ہیں' بلکہ یہ دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں' جن کی بدولت اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو خوف دلاتا ہے' جب یہ گرہن ہو جائیں' تو تم نماز کی طرف لپکو''۔

نماز کسوف کے اندر تعداد رکوع میں اختلاف کا بیان

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کا انتقال ہوا تھا سورج گرہن ہوا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو چھ رکوع اور چار سجدے کے ساتھ نماز پڑھائی۔

(صحیح مسلم، مشکوۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 1459)

حضرت ابراہیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے تھے جو ماریہ قبطیہ کے بطن سے ۸ ھ میں پیدا ہوئے تھے اور ۱۰ ھ میں حالت شیر خوارگی میں وفات پا گئے تھے، ان کی عمر صرف اٹھارہ مہینے یا اس سے کچھ زیادہ ہوئی تھی۔ جس دن ان کا انتقال ہوا اس دن سورج کو گرہن لگا۔ چنانچہ لوگوں نے کہا کہ سورج گرہن ان کی وفات ہی کی وجہ سے ہوا ہے۔ جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تردید فرمائی۔

چھ رکوع اور چار سجدے کے ساتھ" کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت نماز پڑھی اور ہر رکعت میں تین تین رکوع اور دو دو سجدے کئے۔ جیسا کہ اس باب کی احادیث میں اس نماز کے رکوع کی تعداد مختلف بیان ہوئی ہے۔ لہٰذا حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نے ان احادیث کو ترجیح دی ہے جن میں ہر رکعت میں صرف ایک رکوع کا ذکر کیا گیا ہے کیونکہ نہ صرف یہ کہ اصل یہی ہے کہ ہر رکعت میں ایک رکوع ہو بلکہ اس بارہ میں قولی اور فعلی دونوں طرح کی احادیث منقول ہیں۔ پھر یہ کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی مستدل روایت کے علاوہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ اور دوسرے اکثر اہل علم حضرات کے یہاں یہ بھی مسئلہ ہے کہ اگر گرہن دیر تک رہے تو یہ جائز ہے کہ ہر رکعت میں تین یا چار یا پانچ رکوع بھی کئے جا سکتے ہیں۔

بَابُ مَنْ قَالَ اَرْبَعُ رَكَعَاتٍ

باب: جو لوگ اس بات کے قائل ہیں: اس میں چار رکعت ہوں گی

1178 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا يَحْيٰى، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، حَدَّثَنِىْ عَطَاءٌ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: كُسِفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ ذٰلِكَ فِى الْيَوْمِ الَّذِىْ مَاتَ فِيْهِ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّاسُ: اِنَّمَا كُسِفَتْ لِمَوْتِ اِبْرَاهِيْمَ ابْنِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَامَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَصَلّٰى بِالنَّاسِ سِتَّ رَكَعَاتٍ فِىْ اَرْبَعِ سَجَدَاتٍ كَبَّرَ، ثُمَّ قَرَاَ فَاَطَالَ الْقِرَاءَةَ، ثُمَّ رَكَعَ نَحْوًا مِمَّا قَامَ، ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ، فَقَرَاَ دُوْنَ الْقِرَاءَةِ

ةِ الْأُولٰى، ثُمَّ رَكَعَ نَحْوًا مِمَّا قَامَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَرَأَ الْقِرَاءَةَ الثَّالِثَةَ دُوْنَ الْقِرَاءَةِ الثَّانِيَةِ، ثُمَّ رَكَعَ نَحْوًا مِمَّا قَامَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَانْحَدَرَ لِلسُّجُوْدِ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ قَامَ، فَرَكَعَ ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ قَبْلَ اَنْ يَسْجُدَ، لَيْسَ فِيْهَا رَكْعَةٌ اِلَّا الَّتِيْ قَبْلَهَا اَطْوَلُ مِنَ الَّتِيْ بَعْدَهَا، اِلَّا اَنَّ رُكُوْعَهُ نَحْوٌ مِنْ قِيَامِهِ، قَالَ: ثُمَّ تَاَخَّرَ فِيْ صَلَاتِهِ فَتَاَخَّرَتِ الصُّفُوْفُ مَعَهُ، ثُمَّ تَقَدَّمَ فَقَامَ فِيْ مَقَامِهِ وَتَقَدَّمَتِ الصُّفُوْفُ، فَقَضَى الصَّلَاةَ، وَقَدْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ، فَقَالَ: يَا اَيُّهَا النَّاسُ، اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ بَشَرٍ، فَاِذَا رَاَيْتُمْ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ فَصَلُّوْا حَتّٰى تَنْجَلِيَ، وَسَاقَ بَقِيَّةَ الْحَدِيْثِ،

❀❀ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں سورج گرہن ہو گیا یہ اس دن کی بات ہے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔ لوگوں نے کہا: حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے انتقال کی وجہ سے سورج گرہن ہوا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو چھ رکوع اور چار سجدوں والی (دو رکعت) پڑھائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی اور طویل قرأت کی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں گئے جو اتنا ہی طویل تھا جتنی دیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اٹھایا اور قرأت شروع کر دی مگر یہ پہلی والی قرأت سے کم تھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں گئے جو تقریباً اتنا ہی تھا جتنی دیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام کیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اٹھایا اور تیسری مرتبہ قرأت شروع کی جو دوسری مرتبہ سے کم تھی' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تقریباً اتنا ہی رکوع کیا جتنی دیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیام کی حالت میں رہے تھے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اٹھایا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے کی حالت میں جھکے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ سجدہ کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدے میں جانے سے پہلے تین دفعہ رکوع کیا۔ ان میں سے ہر رکوع کے پہلے کا قیام رکوع کے بعد والے قیام سے زیادہ طویل ہوتا تھا' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رکوع آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام جتنا ہوتا تھا۔ راوی کہتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے دوران کچھ پیچھے ہٹے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کرنے والوں کی صفیں بھی پیچھے ہٹ گئیں' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آگے ہوئے اور اپنے کھڑے ہونے والی جگہ پر کھڑے ہو گئے' تو صفیں بھی آگے ہو گئیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مکمل کی تو اس دوران سورج نکل آیا تھا (یعنی سورج روشن ہو چکا تھا) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی دو نشانیاں ہیں۔ یہ کسی انسان کے مرنے کی وجہ سے گرہن نہیں ہوتے ہیں' جب ان میں سے کسی کو (گرہن کی حالت میں) دیکھو تو اس وقت تک نماز ادا کرتے رہو جب تک وہ روشن نہ ہو جائے۔

اس کے بعد راوی نے باقی حدیث نقل کی ہے۔

1179 - حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ، عَنْ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا اَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: كُسِفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ يَوْمٍ شَدِيْدِ الْحَرِّ، فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَصْحَابِهِ، فَاَطَالَ الْقِيَامَ حَتّٰى جَعَلُوْا يَخِرُّوْنَ، ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ، ثُمَّ رَفَعَ فَاَطَالَ، ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ، ثُمَّ رَفَعَ فَاَطَالَ، ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ قَامَ فَصَنَعَ نَحْوًا مِنْ ذٰلِكَ، فَكَانَ

اَرْبَعُ رَكْعَاتٍ، وَاَرْبَعُ سَجَدَاتٍ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ایک انتہائی شدید دن میں سورج گرہن ہو گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو نماز پڑھائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طویل قیام کیا' یہاں تک کہ لوگ گرنے لگے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں چلے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طویل رکوع کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اٹھایا اور طویل قیام کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں گئے اور طویل رکوع کیا پھر سر اٹھایا اور طویل قیام کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ سجدہ کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مانند کیا۔ یوں چار مرتبہ سجدے کیے اور چار مرتبہ رکوع کیا۔ اس کے بعد راوی نے پوری حدیث بیان کی ہے۔

1180 - حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ، اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: خُسِفَتِ الشَّمْسُ فِيْ حَيَاةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْمَسْجِدِ، فَقَامَ فَكَبَّرَ وَصَفَّ النَّاسُ وَرَاءَهُ، فَاقْتَرَاَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً، ثُمَّ كَبَّرَ، فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا، ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهُ، فَقَالَ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، ثُمَّ قَامَ فَاقْتَرَاَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً، هِيَ اَدْنٰى مِنَ الْقِرَاءَةِ الْاُولٰى، ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا هُوَ اَدْنٰى مِنَ الرُّكُوعِ الْاَوَّلِ، ثُمَّ قَالَ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْاُخْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ، فَاسْتَكْمَلَ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ، وَاَرْبَعَ سَجَدَاتٍ، وَانْجَلَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ اَنْ يَّنْصَرِفَ.

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں سورج گرہن ہو گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صف بنالی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے طویل قرأت کی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی اور رکوع میں چلے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طویل رکوع کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اٹھایا اور سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ پڑھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور طویل قرأت کی جو پہلی قرأت سے کم تھی' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی پھر رکوع میں چلے گئے اور طویل رکوع کیا مگر یہ پہلے والے رکوع سے کم تھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ پڑھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری رکعت بھی اسی طرح ادا کی۔ یوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار مرتبہ رکوع اور چار مرتبہ سجدے کیے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز ختم کرنے سے پہلے سورج روشن ہو چکا تھا۔

1181 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ، حَدَّثَنَا يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: كَانَ كَثِيْرُ بْنُ عَبَّاسٍ، يُحَدِّثُ اَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ، كَانَ يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، صَلّٰى فِيْ كُسُوفِ الشَّمْسِ، مِثْلَ حَدِيْثِ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَنَّهُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ رَكْعَتَيْنِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گرہن کے موقع پر نماز ادا کی' پھر اس کے

بعد راوی نے عروہ کے حوالے سے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول روایت کی مانند روایت نقل کی ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت نماز ادا کی تھی جن میں سے ہر رکعت میں دو مرتبہ رکوع کیا تھا۔

1182 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْفُرَاتِ بْنِ خَالِدٍ أَبُو مَسْعُودٍ الرَّازِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الرَّازِيِّ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَحُدِّثْتُ عَنْ عُمَرَ بْنِ شَقِيقٍ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ، وَهَذَا لَفْظُهُ، وَهُوَ أَتَمُّ، عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، قَالَ: انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِهِمْ، فَقَرَأَ بِسُورَةٍ مِنَ الطُّوَلِ، وَرَكَعَ خَمْسَ رَكَعَاتٍ، وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ قَامَ الثَّانِيَةَ، فَقَرَأَ سُورَةً مِنَ الطُّوَلِ، وَرَكَعَ خَمْسَ رَكَعَاتٍ، وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ جَلَسَ كَمَا هُوَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ يَدْعُو حَتَّى انْجَلَى كُسُوفُهَا

❁❁ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں سورج گرہن ہو گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو نماز پڑھائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طویل سورتوں کی تلاوت کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ مرتبہ رکوع کیا اور دو سجدے کیے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوئے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طویل سورتوں کی تلاوت کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ مرتبہ رکوع کیا اور دو مرتبہ سجدہ کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ کی طرف رخ کر کے بیٹھ گئے اور دعا فرماتے رہے' یہاں تک کہ سورج گرہن ختم ہو گیا۔

1183 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ صَلَّى فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ، فَقَرَأَ، ثُمَّ رَكَعَ، ثُمَّ قَرَأَ، ثُمَّ رَكَعَ، ثُمَّ قَرَأَ، ثُمَّ رَكَعَ، ثُمَّ قَرَأَ، ثُمَّ رَكَعَ، ثُمَّ سَجَدَ وَالْأُخْرَى مِثْلُهَا

❁❁ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں:

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گرہن کی نماز ادا کرتے ہوئے تلاوت کی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا پھر تلاوت کی پھر رکوع کیا پھر تلاوت کی پھر رکوع کیا پھر تلاوت کی پھر رکوع کیا پھر سجدہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری رکعت بھی اس کی مانند ادا کی''۔

1184 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ قَيْسٍ، حَدَّثَنِي ثَعْلَبَةُ بْنُ عِبَادٍ الْعَبْدِيُّ، مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ أَنَّهُ شَهِدَ خُطْبَةً يَوْمًا لِسَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، قَالَ: قَالَ سَمُرَةُ: بَيْنَمَا أَنَا وَغُلَامٌ مِنَ الْأَنْصَارِ نَرْمِي غَرَضَيْنِ لَنَا، حَتَّى إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ قِيدَ رُمْحَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ فِي عَيْنِ النَّاظِرِ مِنَ الْأُفُقِ اسْوَدَّتْ، حَتَّى آضَتْ كَأَنَّهَا تَنُّومَةٌ، فَقَالَ أَحَدُنَا لِصَاحِبِهِ: انْطَلِقْ بِنَا إِلَى الْمَسْجِدِ، فَوَاللَّهِ لَيُحْدِثَنَّ شَأْنُ هَذِهِ الشَّمْسِ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أُمَّتِهِ حَدَثًا، قَالَ: فَدَفَعْنَا فَإِذَا هُوَ بَارِزٌ، فَاسْتَقْدَمَ، فَصَلَّى، فَقَامَ بِنَا كَأَطْوَلِ مَا قَامَ بِنَا فِي صَلَاةٍ قَطُّ، لَا نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا، قَالَ: ثُمَّ رَكَعَ بِنَا كَأَطْوَلِ مَا رَكَعَ بِنَا فِي صَلَاةٍ قَطُّ، لَا نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا، ثُمَّ سَجَدَ بِنَا كَأَطْوَلِ مَا سَجَدَ بِنَا فِي صَلَاةٍ قَطُّ، لَا

نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا. ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُخْرَى مِثْلَ ذٰلِكَ. قَالَ: فَوَافَقَ تَجَلِّيَ الشَّمْسِ جُلُوسَهُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ. قَالَ: ثُمَّ سَلَّمَ. ثُمَّ قَامَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ، وَشَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ. وَشَهِدَ اَنَّهُ عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ. ثُمَّ سَاقَ اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، خُطْبَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اسود بن قیس بیان کرتے ہیں: بصرہ سے تعلق رکھنے والے ثعلبہ بن عبادہ نے مجھے یہ بات بتائی ہے: وہ ایک دن حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کے خطبے میں شریک ہوئے۔ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دفعہ میں اور ایک انصاری لڑکا نشانہ بازی کررہے تھے یہاں تک کہ سورج دکھائی دینے میں دو یا تین نیزوں جتنا ہوگیا وہ سیاہ ہوگیا تھا۔ یوں لگتا ہے جیسے وہ گھاس ہو ہم میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: چلو مسجد کی طرف چلتے ہیں۔ اللہ کی قسم! سورج کی یہ صورتحال نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے بارے میں کوئی نئی بات لے کر آئے گی تو ہم وہاں فوراً پہنچ گئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے تشریف لے آئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں طویل قیام کروایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ہمیں کسی نماز میں اتنا طویل قیام نہیں کروایا تھا۔ ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت کی آواز نہیں آرہی تھی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں طویل رکوع کروایا جو اس سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کسی نماز میں نہیں کروایا تھا۔ ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں طویل سجدہ کروایا اتنا طویل سجدہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں پہلے کسی نماز میں نہیں کروایا تھا تاہم ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری رکعت بھی اسی طرح ادا کی دوسری رکعت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے کہ گرہن ختم ہوگیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیر لیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی اور اس بات کی بھی گواہ دی کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے اور اس بات کی بھی گواہی دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

اس کے بعد احمد بن یونس نامی راوی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ کے الفاظ نقل کیے ہیں۔

1185 - حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ. حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ، عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ. عَنْ قَبِيْصَةَ الْهِلَالِيِّ. قَالَ: كُسِفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَخَرَجَ فَزِعًا يَجُرُّ ثَوْبَهُ وَاَنَا مَعَهُ يَوْمَئِذٍ بِالْمَدِيْنَةِ. فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ. فَاَطَالَ فِيْهِمَا الْقِيَامَ. ثُمَّ انْصَرَفَ وَانْجَلَتْ. فَقَالَ: اِنَّمَا هٰذِهِ الْاٰيَاتُ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهَا فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهَا فَصَلُّوْا كَاَحْدَثِ صَلَاةٍ صَلَّيْتُمُوْهَا مِنَ الْمَكْتُوْبَةِ.

حضرت قبیصہ ہلالی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں سورج گرہن ہوگیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھبراہٹ کے عالم میں اپنے کپڑوں کو گھسیٹتے ہوئے باہر نکلے اس دن میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مدینہ منورہ میں موجود تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت نماز ادا کی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طویل قیام کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مکمل کی تو سورج روشن ہو چکا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ وہ نشانیاں ہیں جن کے ذریعے اللہ خوف دلاتا ہے تو جب تم انہیں دیکھو تو اس طرح نماز ادا کرو جس طرح تم نے قریب ترین فرض نماز ادا کی تھی۔

1186 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ. حَدَّثَنَا رَيْحَانُ بْنُ سَعِيْدٍ، حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، عَنْ

اَيُّوْبَ، عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ، عَنْ هِلَالِ بْنِ عَامِرٍ، اَنَّ قَبِيْصَةَ الْهِلَالِيَّ، حَدَّثَهُ اَنَّ الشَّمْسَ كُسِفَتْ، بِمَعْنٰى حَدِيْثِ مُوْسٰى، قَالَ: حَتّٰى بَدَتِ النُّجُوْمُ

حضرت قبیصہ ہلالی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ سورج گرہن ہو گیا۔ اس کے بعد راوی نے موسیٰ نامی راوی کی روایت کی مانند روایت نقل کی ہے' جس میں یہ الفاظ ہیں:

''یہاں تک کہ ستارے نمودار ہو گئے''۔

بَابُ الْقِرَاءَةِ فِيْ صَلَاةِ الْكُسُوْفِ

باب: نماز کسوف میں قرأت کرنا

1187 - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا عَمِّيْ، حَدَّثَنَا اَبِيْ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ، حَدَّثَنِيْ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، كُلُّهُمْ قَدْ حَدَّثَنِيْ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كُسِفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَصَلّٰى بِالنَّاسِ، فَقَامَ فَحَزَرْتُ قِرَاءَتَهُ، فَرَاَيْتُ اَنَّهُ قَرَاَ بِسُوْرَةِ الْبَقَرَةِ - وَسَاقَ الْحَدِيْثَ - ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ قَامَ فَاَطَالَ الْقِرَاءَةَ فَحَزَرْتُ قِرَاءَتَهُ اَنَّهُ قَرَاَ بِسُوْرَةِ آلِ عِمْرَانَ

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں سورج گرہن ہو گیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام کیا میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت سے اندازہ لگایا کہ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورت بقرہ کی تلاوت کی ہو گی' اس کے بعد راوی نے پوری حدیث نقل کی جس میں یہ الفاظ ہیں' جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ سجدہ کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طویل قرأت کی۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت سے اندازہ لگایا کہ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورت آل عمران کی تلاوت کی ہو گی۔

1188 - حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيْدِ بْنِ مَزْيَدٍ، اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ، حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ، اَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ، اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَاَ قِرَاءَةً طَوِيْلَةً، فَجَهَرَ بِهَا - يَعْنِيْ فِيْ صَلَاةِ الْكُسُوْفِ -

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے طویل قرأت کی اور بلند آواز میں کی' راوی کہتے ہیں: یعنی نماز کسوف میں ایسا ہوا۔

1189 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ،

1189- اسنادہ صحیح. القعنبی: ھو عبد اللہ بن مسلمة بن قعنب. وھو فی "موطا مالک" 1861/، ومن طریقہ اخرجہ البخاری (1052) و (5197)، ومسلم (907)، والنسائی فی "الکبری" (1891)، واخرجہ مسلم (907) من طریق حفص بن میسرة، کلاھما (مالک وحفص) عن زید بن اسلم. وھو فی "مسند احمد" (2711)، و "صحیح ابن حبان" (2832) و (2853).

قَالَ: خُسِفَتِ الشَّمْسُ، فَصَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالنَّاسُ مَعَهُ، فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا بِنَحْوٍ مِنْ سُورَةِ الْبَقَرَةِ، ثُمَّ رَكَعَ، وَسَاقَ الْحَدِيثَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: سورج گرہن ہو گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے نماز ادا کی۔ لوگوں نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی۔ نبی اکرم ﷺ نے طویل قیام کیا جو کہ سورت بقرہ کی تلاوت جتنا تھا۔ پھر آپ ﷺ رکوع میں چلے گئے اس کے بعد راوی نے پوری حدیث بیان کی۔

نماز کسوف میں لمبی قرأت کرنے میں فقہی مذاہب اربعہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسوف کی نماز پڑھی اس میں قرأت کی پھر رکوع کیا پھر قرأت کی پھر رکوع کیا پھر دو سجدے کئے اور دوسری رکعت بھی اسی طرح پڑھی اس باب میں علی عائشہ عبداللہ بن عمر و نعمان بن بشیر مغیرہ بن شعبہ ابومسعود ابوبکر سمرہ ابن مسعود ابوبکر سمرہ ابن مسعود اسماء بنت ابوبکر ابن عمر قبیصہ ہلالی جابر بن عبداللہ ابوموسی عبدالرحمن بن سمرہ اور ابی بن کعب سے بھی روایت ہے امام ترمذی کہتے ہیں ابن عباس کی حدیث حسن صحیح ہے حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف میں دو رکعتوں میں چار رکوع کئے یہ امام شافعی احمد اور اسحاق کا قول ہے نماز کسوف میں قرأت کے متعلق علماء کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ دن کے وقت بغیر آواز قرأت کرے جبکہ بعض اہل علم بلند آواز سے قرأت کے قائل ہیں جیسے کہ جمعہ اور عیدین کی نماز میں پڑھا جاتا ہے۔

حضرت امام مالک، امام احمد اور اسحاق اسی کے قائل ہیں کہ بلند آواز سے پڑھے لیکن امام شافعی بغیر آواز سے پڑھنے کا کہتے ہیں پھر یہ دونوں حدیثیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں ایک حدیث یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار رکوع اور چار سجدے کئے دوسری یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار سجدوں میں چھ رکوع کئے اہل علم کے نزدیک یہ کسوف کی مقدار کے ساتھ جائز ہے یعنی اگر سورج گرہن لمبا ہو تو چھ رکوع اور چار سجدے کرنا جائز ہے لیکن اگر چار رکوع اور چار سجدے کرے اور قرأت بھی لمبی کرے تو یہ بھی جائز ہے ہمارے اصحاب کے نزدیک سورج گرہن اور چاند گرہن دونوں میں نماز باجماعت پڑھی جائے۔

(جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 547)

بَابُ يُنَادٰى فِيهَا بِالصَّلَاةِ

باب: نماز کسوف کے لئے اعلان کرنا

1190 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ نَمِرٍ، اَنَّهُ سَاَلَ الزُّهْرِيَّ، فَقَالَ الزُّهْرِيُّ: اَخْبَرَنِي عُرْوَةُ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كُسِفَتِ الشَّمْسُ، فَاَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا فَنَادٰى: اَنِ الصَّلَاةُ جَامِعَةٌ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: سورج گرہن ہو گیا' تو نبی اکرم ﷺ کے حکم کے تحت ایک شخص نے یہ اعلان

گیا: نماز ہونے لگی ہے۔

بَابُ الصَّدَقَةِ فِيهَا

باب: کسوف کے وقت صدقہ کرنا

1191 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا يُخْسَفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ، وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَادْعُوا اللهَ عَزَّ وَجَلَّ، وَكَبِّرُوا، وَتَصَدَّقُوا

❁❁ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''سورج اور چاند کسی کے مرنے یا جینے کی وجہ سے گرہن نہیں ہوتے جب تم انہیں (گرہن) کی حالت میں دیکھو تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔ اس کی کبریائی کا اعتراف کرو اور صدقہ و خیرات کرو''۔

بَابُ الْعِتْقِ فِيهَا

باب: کسوف کے موقع پر غلام آزاد کرنا

1192 - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو، حَدَّثَنَا زَائِدَةُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ فَاطِمَةَ، عَنْ أَسْمَاءَ، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ بِالْعَتَاقَةِ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ

❁❁ سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف کے موقع پر غلاموں کو آزاد کرنے کا حکم دیا تھا۔

بَابُ مَنْ قَالَ: يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ

باب: جو لوگ اس بات کے قائل ہیں: آدمی دو رکعت پڑھے گا

1193 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ الْحَرَّانِيُّ، حَدَّثَنِي الْحَارِثُ بْنُ عُمَيْرٍ الْبَصْرِيُّ، عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، قَالَ: كُسِفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَعَلَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، رَكْعَتَيْنِ وَيَسْأَلُ عَنْهَا، حَتَّى انْجَلَتْ

❁❁ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں سورج گرہن ہو گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت نماز ادا کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بارے میں دریافت کرتے رہے' یہاں تک کہ وہ روشن ہو گیا (تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا کرنا

1192- اسناده صحيح. معاوية بن عمرو: هو ابن المهلب الازدى، وهشام: هو ابن عروة بن الزبير بن العوام، وفاطمة: هي بنت المنذر، وهي امراة هشام، واسماء: هي بنت ابي بكر الصديق. واخرجه البخاري (1054) و (2519) و (2520) من طريقين عن هشام بن عروة، به. وهو في "مسند احمد" (26923)، و "صحيح ابن حبان" (2855).

لمترین)

1194 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ يَكَدْ يَرْكَعُ، ثُمَّ رَكَعَ، فَلَمْ يَكَدْ يَرْفَعُ، ثُمَّ رَفَعَ، فَلَمْ يَكَدْ يَسْجُدُ، ثُمَّ سَجَدَ، فَلَمْ يَكَدْ يَرْفَعُ، ثُمَّ رَفَعَ، فَلَمْ يَكَدْ يَسْجُدُ، ثُمَّ سَجَدَ، فَلَمْ يَكَدْ يَرْفَعُ، ثُمَّ رَفَعَ وَفَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُخْرَى مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ نَفَخَ فِي آخِرِ سُجُودِهِ، فَقَالَ: أُفْ أُفْ، ثُمَّ قَالَ: رَبِّ، أَلَمْ تَعِدْنِي أَنْ لَا تُعَذِّبَهُمْ وَأَنَا فِيهِمْ؟ أَلَمْ تَعِدْنِي أَنْ لَا تُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ؟ فَفَرَغَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ صَلَاتِهِ، وَقَدْ أَمْحَصَتِ الشَّمْسُ، وَسَاقَ الْحَدِيثَ

⊛⊛ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں سورج گرہن ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (نماز ادا کرنے کے لیے) کھڑے ہوئے' یوں لگتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں نہیں جائیں گے' اور جب رکوع میں گئے تو یوں لگا رکوع سے اٹھیں گے نہیں' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے تو یوں لگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں نہیں جائیں گے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں گئے' تو یوں لگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھیں گے نہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے تو یوں لگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں نہیں جائیں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں گئے' تو یوں لگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے سے نہیں اٹھیں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری رکعت بھی اسی طرح ادا کی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سجدے کے آخر میں پھونک ماری (یعنی گہری سانس لی) اور اُف اُف کہا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے میرے پروردگار! کیا' تو نے میرے ساتھ وعدہ نہیں کیا کہ جب تک میں ان کے ساتھ موجود ہوں' تو انہیں عذاب نہیں دے گا۔ کیا' تو نے میرے ساتھ یہ وعدہ نہیں کیا کہ تو انہیں اس وقت تک عذاب نہیں دے گا' جب تک یہ مغفرت طلب کرتے رہیں گے"۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے' تو سورج روشن ہو چکا تھا' اس کے بعد راوی نے پوری حدیث بیان کی ہے۔

1195 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ، عَنْ حَيَّانَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: بَيْنَمَا أَتَرَمَّى بِأَسْهُمٍ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذْ كُسِفَتِ الشَّمْسُ، فَنَبَذْتُهُنَّ، وَقُلْتُ: لَأَنْظُرَنَّ مَا أَحْدَثَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُسُوفُ الشَّمْسِ الْيَوْمَ، فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ رَافِعٌ يَدَيْهِ يُسَبِّحُ وَيُحَمِّدُ، وَيُهَلِّلُ، وَيَدْعُو، حَتَّى حُسِرَ عَنِ الشَّمْسِ، فَقَرَأَ بِسُورَتَيْنِ، وَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ

⊛⊛ حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں' میں تیر اندازی کی مشق کر رہا تھا کہ اس دوران سورج گرہن ہو گیا۔ تو میں نے تیر ایک طرف رکھے اور یہ سوچا کہ آج میں دیکھوں گا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

سورج گرہن کے موقع پر آج کیا نیا کام کرتے ہیں۔ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ دونوں ہاتھ بلند کیے ہوئے تسبیح تحمید اور اس کے ہمراہ دعا کرنے میں مشغول ہیں یہاں تک کہ سورج صاف ہو گیا۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے دو سورتوں کی تلاوت کی اور دو رکعت نماز پڑھائی۔

بَابُ الصَّلَاةِ عِنْدَ الظُّلْمَةِ وَنَحْوِهَا

باب: تاریکی وغیرہ (جیسی کوئی آفت آنے) پر نماز ادا کرنا

1196 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَبَلَةَ بْنِ أَبِي رَوَّادٍ، حَدَّثَنِي حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ النَّضْرِ، حَدَّثَنِي أَبِي، قَالَ: كَانَتْ ظُلْمَةٌ عَلَى عَهْدِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: فَأَتَيْتُ أَنَسًا، فَقُلْتُ: يَا أَبَا حَمْزَةَ هَلْ كَانَ يُصِيبُكُمْ مِثْلُ هَذَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: مَعَاذَ اللَّهِ، إِنْ كَانَتِ الرِّيحُ لَتَشْتَدُّ فَنُبَادِرُ الْمَسْجِدَ مَخَافَةَ الْقِيَامَةِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک مرتبہ دن کے وقت اندھیرا ہو گیا۔ راوی کہتے ہیں: میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے کہا: اے ابوحمزہ! کیا اس طرح کی صورت حال آپ کو نبی ﷺ کے زمانہ اقدس میں کبھی پیش آئی تھی؟ انہوں نے کہا: اللہ کی پناہ! اگر ہوا تیز چلتی تھی تو ہم سب قیامت کے خوف سے تیزی سے مسجد کی طرف جاتے تھے۔

بَابُ السُّجُودِ عِنْدَ الْآيَاتِ

باب: نشانیوں کے ظہور کے وقت سجدے کرنا

1197 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي صَفْوَانَ الثَّقَفِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ، حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ أَبَانَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، قَالَ: قِيلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ: مَاتَتْ فُلَانَةُ - بَعْضُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَخَرَّ سَاجِدًا، فَقِيلَ لَهُ: أَتَسْجُدُ هَذِهِ السَّاعَةَ؟ فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا رَأَيْتُمْ آيَةً فَاسْجُدُوا، وَأَيُّ آيَةٍ أَعْظَمُ مِنْ ذَهَابِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟

عکرمہ بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بتایا گیا: نبی اکرم ﷺ کی فلاں زوجہ محترمہ کا انتقال ہو گیا ہے تو وہ سجدے میں گر گئے ان سے دریافت کیا گیا: آپ اس موقع پر بھی سجدہ کر رہے ہیں تو انہوں نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب تم کسی (نشانی) کا ظہور دیکھو تو سجدہ کرو اور اس سے بڑی اور نشانی کیا ہو گی کہ نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ (دنیا سے) رخصت ہو گئی ہیں۔

تَفْرِيعِ صَلَاةِ السَّفَرِ

کتاب: سفر کی نماز سے متعلق روایات

نماز سفر کا بیان

مسافر جب اپنے گاؤں یا شہر کی آبادی سے باہر نکل جائے تو اس پر قصر واجب ہے، پوری چار رکعت والی فرض نماز کی دو رکعتیں ہی پڑھنا واجب ہے اگر کوئی آدمی سفر کی حالت میں جب کہ اس پر قصر واجب ہے، پوری چار رکعتیں پڑھے گا تو گنہگار ہوگا اور دو واجب کو چھوڑنے والا ہوگا یعنی ایک واجب تو قصر کا ترک ہوگا اور دوسرے قعدہ اخیرہ کے بعد فوراً سلام پھیرنا، کیونکہ مسافر کے حق میں پہلا قعدہ ہی قعدہ اخیرہ ہوتا ہے اس کے بعد اسے فوراً سلام پھیر دینا چاہیے اگر اس نے نہیں پھیرا بلکہ کھڑا ہو گیا اس طرح اس نے دوسرے واجب کو ترک کیا۔

اس موقع پر اتنی بات بھی جانتے چلئے کہ مسافر کے لیے قصر کے جواز میں کسی بھی عالم اور کسی بھی امام کا اختلاف نہیں ہے صرف اتنی بات ہے کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک تو قصر واجب ہے لیکن امام شافعی کے ہاں قصر اولیٰ ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی مسافر قصر نہیں کرے گا تو وہ امام صاحب کے مسلک کی رو سے گنہگار ہوگا، مگر حضرت شافعی کا مسلک اسے گنہگار نہیں قرار دے گا۔ بلکہ اولیٰ وافضل چیز کو ترک کرنے والا کہلائے گا۔

بَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِ

باب: مسافر کی نماز

1198 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: فُرِضَتِ الصَّلَاةُ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ، فَأُقِرَّتْ صَلَاةُ السَّفَرِ، وَزِيدَ فِي صَلَاةِ الْحَضَرِ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: پہلے حضر اور سفر کی نماز دو دو رکعت کی شکل میں فرض ہوئی تھی، پھر سفر کی نماز کو اسی صورت میں برقرار رکھا گیا اور حضر کی نماز میں اضافہ کر دیا گیا۔

1198- اسناده صحيح، وهو في "الموطا" 1/ 146، ومن طريقه اخرجه البخاري (350)، ومسلم (685)، والنسائي في "المجتبى" (455). واخرجه البخاري (1090) و (3935)، ومسلم (685)، والنسائي في "الكبرى" (313) من طريق الزهري، عن عروة، به. وهو في "مسند احمد" (26338)، و "صحيح ابن حبان" (2736).

نماز میں قصر کرنے کا بیان

1199 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، وَمُسَدَّدٌ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، ح وحَدَّثَنَا خُشَيْشٌ يَعْنِي ابْنَ أَصْرَمَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَابَيْهِ، عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ، قَالَ: قُلْتُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ: أَرَأَيْتَ إِقْصَارَ النَّاسِ الصَّلَاةَ، وَإِنَّمَا قَالَ تَعَالَى: (إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا) (النساء: 101)، فَقَدْ ذَهَبَ ذٰلِكَ الْيَوْمَ، فَقَالَ: عَجِبْتُ مِمَّا عَجِبْتَ مِنْهُ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ اللّٰهُ بِهَا عَلَيْكُمْ، فَاقْبَلُوا صَدَقَتَهُ.

حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ رضی اللہ عنہ کا کیا خیال ہے یہ جو لوگ نماز قصر کرتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا ہے:

''اگر تم لوگوں کو یہ اندیشہ ہو کہ کفار تمہیں آزمائش کا شکار کر دیں گے''۔

تو یہ صورت حال تو ختم ہو چکی ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم جس بات پر حیران ہو رہے ہو میں بھی اس بات پر حیران ہوا تھا' میں نے اس کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ ایک صدقہ ہے' جو اللہ نے تم لوگوں پر کیا ہے' تو تم اس کے صدقے کو قبول کرو۔

حالت سفر میں پوری نماز پڑھنے سے متعلق فقہ شافعی اور اس کی دلیل و جواب

وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلٰوةِ * إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّ الْكٰفِرِينَ كَانُوا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِينًا۔ (النساء، ۱۰۱)

اور جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر گناہ نہیں کہ بعض نمازیں قصر سے پڑھو اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ کافر تمہیں ایذا دیں گے بے شک کفار تمہارے کھلے دشمن ہیں۔ (کنز الایمان)

اس آیت کی وضاحت میں فقہاء شوافع نے یہ دلیل اخذ کی ہے۔ کہ تم پر کوئی حرج نہیں کا معنی یہ ہے کہ قصر تمہارے لئے رخصت ہے۔ اگر تم عزیمت پر عمل کرتے ہوئے پوری نماز پڑھو تو اس میں بھی تمہارے لئے کوئی حرج نہیں۔ جبکہ فقہاء احناف فرماتے ہیں کہ قصر کی رخصت یہ شارع کی طرف سے صدقہ جسے قبول کرنا چاہیے اور اس کو قبول نہ کرنا جائز نہیں۔

یعلیٰ بن امیہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہم تو امن میں ہیں پھر ہم کیوں قصر کرتے ہیں فرمایا اس کا مجھے بھی تعجب ہوا تھا تو میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے لئے یہ اللہ کی طرف سے صدقہ ہے تم اس کا صدقہ قبول کرو۔ (صحیح مسلم)

اس حدیث میں ''فاقبلوا'' امر کا صیغہ ہے جو وجوب کا فائدہ دیتا ہے۔ لہٰذا قصر کرنے کا وجوب ثابت ہو جائے گا جیسا کہ فقہاء احناف کا موقف ہے۔

اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوتا ہے کہ سفر میں چار رکعت والی نماز کو پورا پڑھنا جائز نہیں ہے کیونکہ جو چیزیں قابل تملیک نہیں ہیں ان کا صدقہ اسقاط محض ہے رَد کا احتمال نہیں رکھتا۔ آیت کے نزول کے وقت سفر اندیشہ سے خالی نہ ہوتے تھے اس لئے آیت میں اس کا ذکر بیان حال ہے شرط قصر نہیں حضرت عبداللہ بن عمر کی قراءت بھی دلیل ہے جس میں "اَنْ یَّفْتِنَکُمْ" بغیر "اِنْ خِفْتُمْ" کے ہے صحابہ کا بھی یہی عمل تھا کہ امن کے سفروں میں بھی قصر فرماتے جیسا کہ اوپر کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے اور احادیث سے بھی یہ ثابت ہے اور پوری چار پڑھنے میں اللہ تعالیٰ کے صدقہ کا رد کرنا لازم آتا ہے لہٰذا قصر ضروری ہے۔

مسئلہ: جس سفر میں قصر کیا جاتا ہے اس کی ادنیٰ مدت تین رات دن کی مسافت ہے جو اونٹ یا پیدل کی متوسط رفتار سے طے کی جاتی ہو اور اس کی مقداریں خشکی اور دریا اور پہاڑوں میں مختلف ہو جاتی ہیں جو مسافت متوسط رفتار سے چلنے والے تین روز میں طے کرتے ہوں اور اس کے سفر میں قصر ہوگا۔

مسئلہ: مسافر کی جلدی اور دیر کا اعتبار نہیں خواہ وہ تین روز کی مسافت تین گھنٹہ میں طے کرے جب بھی قصر ہوگا اور اگر ایک روز کی مسافت تین روز سے زیادہ میں طے کرے تو قصر نہ ہوگا غرض اعتبار مسافت کا ہے۔ (خزائن العرفان)

فقہاء شوافع کی دوسری دلیل اور اس کا جواب

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کچھ کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سفر کی حالت میں) کم رکعتیں بھی پڑھی ہیں اور پوری بھی پڑھی ہیں۔ (شرح السنہ)

چنانچہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا عمل اسی حدیث پر ہے وہ فرماتے ہیں کہ سفر میں قصر کرنا بھی جائز ہے اور پوری نماز پڑھنا بھی جائز ہے جب کہ حضرت امام ابوحنیفہ کے نزدیک سفر میں پوری نماز پڑھنی جائز نہیں ہے۔ اگر کوئی آدمی قصر نہیں کرے گا بلکہ پوری نماز پڑھے گا تو وہ گنہگار ہوگا۔

یہ حدیث اگرچہ امام شافعی کی دلیل ہے لیکن اہل نظر کا کہنا ہے کہ اس حدیث کے سلسلہ روایت میں ابراہیم بن یحییٰ کا نام بھی آتا ہے جس کی وجہ سے یہ حدیث ضعیف قرار دی گئی ہے یہی وجہ ہے کہ صاحب سفر السعادۃ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مرتبہ صحت کو پہنچی ہوئی نہیں ہے اور سفر کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوری نماز پڑھنا ثابت نہیں ہے اور دار قطنی اور بیہقی وغیرہ نے جو روایت نقل کی ہے جس سے حالت سفر میں اتمام اور قصر دونوں کا جواز ثابت ہوتا ہے بلکہ دار قطنی نے اس کی صراحت بھی کی ہے کہ اس کی سند صحیح ہے تو اس کے بارے میں زیادہ سے زیادہ یہی کہا جا سکتا ہے کہ اگر اس روایت کو صحیح مان بھی لیا جائے تو اس کا تعلق حکم اول سے ہوگا یعنی ابتداء میں تو اتمام اور قصر دونوں جائز تھے۔ مگر بعد میں قصر ہی کو ضروری قرار دیدیا گیا۔

یہاں حضرت عائشہ کی جو روایت نقل کی گئی ہے اس کے ایک معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ حدیث کے پہلے جزء کا تعلق تو ان نمازوں سے ہے جن میں قصر کیا جاتا ہے مثلاً چار رکعتوں والی نماز اور دوسرے جز کا تعلق ان نمازوں سے ہے جن میں قصر ہوتا ہی نہیں جیسے تین یا دو رکعتوں والی نماز یعنی چار رکعتوں والی نماز میں تو قصر کرتے تھے اور تین و دو رکعتوں والی نماز کو پورا کر کے پڑھتے تھے اسی

مفہوم کو مراد لینے سے ظاہری معنی و مفہوم سے زیادہ دور جانا نہیں پڑتا کیونکہ قصر و اتمام دونوں ہی اپنی اپنی جگہ مفہوم ہو جاتے ہیں اور یہ توجیہ بہت مناسب اور قریب از حقیقت ہے۔

قصر صرف چار رکعتوں والی نمازوں ہی میں جائز ہے

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے سفر کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ظہر کی دو رکعتیں اور اس کے بعد (یعنی سنت کی) دو رکعتیں پڑھی ہیں۔ ایک اور روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر میں بھی نماز پڑھی ہے اور شہر (یعنی حضر) میں بھی، چنانچہ میں نے شہر میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ظہر کی چار رکعتیں اور اس کے بعد (سنت کی) دو رکعتیں پڑھی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس نماز میں سفر و شہر میں کوئی (زیادتی) نہیں کرتے تھے اور مغرب ہی کی نماز دن کے وتر (کہلاتے) ہیں اور اس کے بعد (سنت کی) دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ (جامع ترمذی)

اس حدیث سے یہ بات بصراحت معلوم ہوئی کہ سفر کی حالت میں قصر ان ہی نمازوں میں جائز ہے جو چار رکعتوں والی ہیں جیسے ظہر، عصر اور عشاء جو نماز چار رکعت والی نہیں ہیں جیسے مغرب اور فجر ان میں قصر جائز نہیں ہے۔ یہ نمازیں جس طرح حضر میں پڑھی جاتی ہیں اسی طرح انہیں سفر میں پڑھنا چاہیے۔

وھی وتر النھار کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح نماز وتر رات کے وتر ہیں اسی طرح مغرب کی نماز دن کے وتر ہیں گویا اس قول سے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے قول کی تائید ہوتی ہے کہ وتر کی نماز ایک سلام کے ساتھ تین رکعتیں ہیں۔

ابن ملک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ سنت مؤکدہ حضر کی طرح سفر میں پڑھنی چاہیے۔ مگر حنفیہ کے ہاں معتمد اور صحیح قول یہ ہے کہ جب مسافر کسی جگہ منزل کرے تو وہاں سنتیں پڑھ لے مگر راستے میں چھوڑ دے نہ پڑھے۔

1200 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ. قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي عَمَّارٍ، يُحَدِّثُ فَذَكَرَهُ نَحْوَهُ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ أَبُو عَاصِمٍ، وَحَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ، كَمَا رَوَاهُ ابْنُ بَكْرٍ

۞۞ ابن جریج بیان کرتے ہیں: میں نے عبداللہ بن ابوعمار کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا اس کے بعد راوی نے یہ روایت نقل کی ہے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) ابوعاصم اور حماد نے یہ روایت اسی طرح نقل کی ہے، جس طرح ابن بکر نے نقل کی ہے۔

شرح

وہ سفر جس سے احکام تبدیل ہو جاتے ہیں۔ یہ کہ انسان تین دن اور اس کی راتوں میں اونٹ کی چال یا قدموں کی چال سے چلنے کا ارادہ کرے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مقیم مسح پورا کرے ایک دن اور رات اور مسافر تین دن اور اس کی راتوں میں

مسح پورا کرے۔ اور یہ جنس رخصت کو عام ہے۔ اور اس کے لوازمات سے قیاس عام ہے۔ اور امام ابو یوسف علیہ الرحمہ نے دفر کی مدت دو دن اور تیسرے دن کا اکثر شمار کیا ہے۔ اور امام شافعی علیہ الرحمہ کے ایک قول کے مطابق ایک دن اور ایک رات ہے۔ اور یہ حدیث دونوں کے خلاف دلیل ہے۔ اور چلنے سے مراد درمیانی چال ہے۔ اور امام اعظم رضی اللہ عنہ سے مراحل کا اندازہ ہے اور وہی پہلے کے قریب ہے۔ جبکہ فراسخ کے ساتھ اعتبار نہیں کیا جائے گا اور یہی صحیح ہے۔ اور پانی میں چلنے کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ اس کا معنی یہ ہے کہ خشکی کا چلنا پانی میں چلنے پر اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ البتہ سمندر میں اعتبار کیا جائے گا کیونکہ وہ اپنی حالت میں پہاڑ کی حالت کی طرح ملا ہوا ہے۔ (ہدایہ کتاب صلوٰۃ، لاہور)

مسافت کے بارے فقہی مذاہب اربعہ کا بیان

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت کے مطابق ایک روز کی مسافت اور دوسری روایت کے مطابق دو روز کی مسافت کو مقرر کیا ہے لیکن ان کے مسلک کی کتاب حاوی میں سولہ فرسخ کا تعین کیا گیا ہے اور یہی مسلک حضرت امام مالک وحضرت امام احمد رحمہما اللہ علیہما کا ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ نے مسافت قصر کے سلسلے میں تین منزلیں کی حد مقرر کی ہیں اور ایک منزل اتنی مسافت پر ہو کہ چھوٹے دنوں میں قافلہ صبح کو چل کر دو پہر کے بعد منزل پر پہنچ جائے۔ حضرت امام ابو یوسف دو روز اور تیسرے روز کے اکثر حصہ کی مسافت کو مسافت قصر قرار دیا ہے۔

اصحاب ظواہر (وہ جماعت جو صرف حدیث کے ظاہری الفاظ پر عمل پیرا ہوتی ہے) نے مطلقاً سفر کا اعتبار کیا ہے یعنی ان کے نزدیک مسافت قصر کی کوئی حد مقرر نہیں ہے خواہ سفر لمبا ہو یا چھوٹا ہو ہر صورت میں نماز قصر ادا کی جائے گی۔

اس سلسلے میں اگر چاروں ائمہ کے مسلک کو دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ حقیقت اور نتیجے کے اعتبار سے سب کا یکساں ہی مسلک ہے کیونکہ حنفیہ کے نزدیک مشہور مسلک کے مطابق مسافت قصر (۴۸) میل مقرر ہے، حاوی قول کے مطابق شوافع کے ہاں سولہ فرسخ مقرر ہے اور سولہ فرسخ حساب کے اعتبار سے (۴۷) میل کے برابر ہے اسی طرح حضرت امام مالک وحضرت امام احمد کا بھی مسلک ہے لہٰذا چاروں مسلک میں مسافت قصر (۴۸) میل ہوئی۔

میل کی مسافت کا بیان

میل تین فرسخ کا ہوتا ہے اور ہر فرسخ بارہ ہزار قدموں کا ہوتا ہے۔ ابن شجاع نے کہا ہے کہ میل تین ہزار پانچ سو گز سے لیکر چار ہزار گزوں کا ہوتا ہے۔ اور میل کو اختیار کرنے کی وجہ یہ ہے اس کی وجہ سے حرج لازم آتا ہے۔ جو کہ اٹھالیا گیا ہے۔

(عنایہ شرح الہدایہ، ج ۱، ص ۱۸۵، بیروت)

مسافت قصر کا بیان

قصر اتنی مسافت کے لیے واجب ہوتا ہے جو متوسط چال سے تین دن سے کم میں طے نہیں ہو سکتی۔ متوسط چال سے مراد آدمی یا

اونٹ کی متوسط رفتار ہے تین دن کی مسافت ہے یہ مراد ہے کہ صبح سے دوپہر تک چلے نہ یہ کہ صبح سے شام تک، اسی لیے فقہاء نے موجودہ زمانے میں اس مسافت کا اندازہ اڑتالیس میل کیا ہے گویا اگر کوئی آدمی اڑتالیس میل (تقریباً ۷۸ کلومیٹر) کی مسافت کے لیے اپنے گھر سے سفر پر نکلے تو جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا اپنے گاؤں یا شہر کی آبادی سے باہر نکلتے ہی اس پر قصر واجب ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی آدمی مسافت قصر (یعنی ۴۸ میل یا ۷۸ کلومیٹر) کو کسی تیز سواری مثلاً گھوڑے یا ریل وغیرہ کے ذریعے تین دن سے کم میں طے کرے تب بھی وہ مسافر سمجھا جائے گا اسے بھی قصر نماز پڑھنی چاہیے۔

مدت قصر کا بیان

مسافر کو اس وقت تک قصر کرنا چاہیے۔ جب تک کہ اپنے وطن اصلی نہ پہنچ جائے یا کسی مقام پر کم سے کم پندرہ دن ٹھہرنے کا قصد نہ کرے بشرطیکہ وہ مقام ٹھہرنے کے لائق ہو اگر کوئی آدمی دریا میں ٹھہرنے کی نیت کرے یا دار الحرب میں یا اسی طرح جنگل میں تو اس نیت کا کچھ اعتبار نہ ہوگا۔ ہاں خانہ بدوش لوگ اگر جنگل میں بھی پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کریں تو یہ نیت صحیح ہو جائے گی اس لیے کہ وہ جنگلوں میں ہی رہنے کے عادی ہوتے ہیں۔

اگر کوئی آدمی اس مقدار مسافت کو قطع کرنے سے قبل کہ جس کا سفر میں اعتبار کیا گیا ہے کسی مقام پر ٹھہرنے کی یا اپنے وطن لوٹ جانے کی نیت کرے تو وہ مقیم ہو جائے گا۔ اگرچہ پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت کی ہو اب یہ سمجھا جائے گا کہ اس نے سفر کے ارادے کو ختم کر دیا ہے۔

مدت اقامت میں فقہاء احناف وشوافع کا فقہی استدلال کا بیان

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حجۃ الوداع کے موقع پر مدینہ سے مکہ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (چار رکعتوں والی نماز کی) دو دو رکعتیں پڑھیں یہاں تک کہ ہم مدینہ واپس آئے۔ حضرت انس سے پوچھا گیا کہ کیا آپ لوگ مکہ میں کچھ دن ٹھہرے تھے؟ حضرت انس نے فرمایا کہ (ہاں) ہم لوگ مکہ میں دس دن ٹھہرے تھے۔
(بخاری وصحیح مسلم)

حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے رفقاء صحابہ کا قیام مکہ میں دس دن اس طرح رہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں ذی الحجہ کی چار تاریخ کو پہنچے تھے اور ارکان حج وغیرہ سے فراغت کے بعد چودھویں ذی الحجہ کی صبح کو وہاں سے مدینہ کے لیے روانہ ہو گئے۔

بہر حال اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حالت سفر میں کسی جگہ دس دن ٹھہرنے سے کوئی آدمی مقیم نہیں ہوتا اس کے لیے قصر نماز پڑھنی ہے جب کہ یہ حدیث بظاہر حضرت امام شافعی کے مسلک کے خلاف معلوم ہوتی ہے کیونکہ ان کے نزدیک اگر کوئی آدمی کہیں دن سے زیادہ ٹھہرے گا تو پھر اس کے لئے قصر جائز نہیں اسے پوری نماز پڑھنی ضروری ہوگی اس کی پوری تفصیل اگلی حدیث میں ہا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کہیں) سفر پر تشریف لے گئے اور وہاں انیس دن قیام فرمایا (دوران قیام) آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو دو رکعتیں نماز پڑھتے رہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم لوگ بھی جب مکہ اور اپنے (یعنی مدینہ) کے درمیان کہیں انیس دن قیام کرتے ہیں تو دو دو رکعتیں نماز پڑھتے ہیں اور جب اس سے زیادہ ٹھہرتے ہیں تو چار رکعت نماز پڑھتے ہیں۔ (صحیح البخاری)

فاقام تسعة عشر یوما کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انیس دن بغیر اقامت کے اس طرح ٹھہرے کہ امروز فردا میں وہاں سے روانہ ہو جانے کا ارادہ فرماتے رہے مگر بلا قصد وارادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام وہاں انیس دن ہو گیا۔ مگر اس سے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ اگر کوئی آدمی حالت سفر میں کہیں انیس دن ٹھہر جائے تو وہ قصر نماز پڑھ سکتا ہے۔ ہاں انیس دن بعد اس کے لیے قصر جائز نہیں ہو گا اس مسئلے میں حضرت عبداللہ ابن عباس منفرد ہیں اور کسی کا بھی یہ مسلک نہیں ہے۔

مدت اقامت کے سلسلے میں ابتداء باب میں تفصیل کے ساتھ مسئلہ بیان کیا جا چکا ہے۔ اس موقع پر پھر جان لیجئے کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی حالت سفر میں کسی جگہ پندرہ دن سے زیادہ ٹھہرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ تو اس کے لیے قصر جائز نہیں ہے بلکہ وہ پوری نماز پڑھے اور اگر کوئی آدمی پندرہ دن یا پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو قصر نماز پڑھے بلکہ اگر وہ اقامت کی نیت نہ کرے اور آج کل میں وہاں سے روانہ ہونے کا ارادہ کرتا رہے اور اس طرح بلا قصد ارادہ اس کے قیام کا سلسلہ برسوں تک بھی دراز ہو جائے تب بھی وہ قصر نماز پڑھتا رہے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہی مسئلہ جلیل القدر صحابہ مثلاً حضرت عبداللہ ابن عمر وغیرہ سے نقل کیا ہے۔

حضرت امام محمد نے کتاب الآثار میں نقل کیا ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر آذربائیجان میں چھ مہینے اس طرح ٹھہرے رہے کہ آج کل میں وہاں سے چلنے کا ارادہ کرتے رہے مگر بلا قصد وارادہ ان کا قیام اس قدر طویل ہو گیا چنانچہ وہ اس مدت میں برابر قصر نماز پڑھتے رہے اس موقع پر دیگر صحابہ بھی ان کے ہمراہ تھے اسی طرح حضرت انس بھی مروان کے بیٹے عبدالملک کے ہمراہ شام میں دو مہینے تک بلا قصد ارادہ ٹھہرے رہے اور وہاں دو دو رکعت نماز پڑھتے رہے۔

اس مسئلے میں حضرت امام شافعی کا مسلک یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی کسی جگہ علاوہ دو دن آنے اور جانے کے چار روز سے زیادہ قیام کا ارادہ رکھتا ہے تو وہ مقیم ہو جاتا ہے اس کے لیے قصر جائز نہیں ہے وہ پوری نماز پڑھے اسی طرح اقامت کی نیت کے بغیر امروز د فردا میں چلنے کا ارادہ کرتے کرتے بلا قصد وارادہ اٹھارہ دن سے زیادہ ٹھہر جائے تو تب بھی اس کے لیے قصر جائز نہیں ہو گا وہ پوری نماز پڑھے امام شافعی کی فقہ میں یہی معتمد اور صحیح قول ہے۔

سفر کی مدت اقامت میں فقہی مذاہب اربعہ

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ سے مکہ کے لئے روانہ ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھیں راوی نے انس سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے دن مکہ میں قیام کیا انہوں نے فرمایا دس دن

اس باب میں ابن عباس اور جابر سے بھی روایت ہے امام ابوعیسی ترمذی فرماتے ہیں حدیث انس حسن صحیح ہے ابن عباس سے مروی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اسفار میں انیس دن تک قیام کیا اور دو رکعتیں ہی پڑھتے رہے چنانچہ اگر ہمارا قیام انیس دن یا اس سے کم مدت کا ہوتا تو ہم بھی قصر ہی پڑھتے اور اگر اس سے زیادہ رہتے تو پوری نماز پڑھتے حضرت علی سے مروی ہے کہ جو دس دن قیام کرے وہ پوری نماز پڑھے ابن عمر پندرہ دن اور دوسری روایت میں بارہ دن قیام کرنے والے کے متعلق پوری نماز کا حکم دیتے تھے قتادہ اور عطاء خراسانی سعید بن مسیب سے روایت ہیں کہ جو شخص چار دن تک قیام کرے وہ چار رکعتیں ادا کرے داؤد بن ابی ہندان سے اس کے خلاف روایت کرتے ہیں اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے سفیان ثوری اور اہل کوفہ پندرہ دن قیام کی نیت ہو تو پوری نماز پڑھے۔

امام اوزاعی بارہ دن قیام کی نیت پر پوری نماز پڑھنے کے قائل ہیں امام شافعی، امام مالک اور احمد کا یہ قول ہے کہ اگر چار دن رہنے کا ارادہ ہو تو پوری نماز پڑھے اسحاق کہتے ہیں کہ اس باب میں قوی ترین مذہب ابن عباس کی حدیث کا ہے کیونکہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی اسی پر عمل پیرا ہیں کہ اگر انیس دن قیام کا ارادہ ہو تو پوری نماز پڑھے۔ پھر اس پر علماء کا اجماع ہے کہ اگر رہنے کی مدت متعین نہ ہو تو قصر ہی پڑھنی چاہئے اگر سال گزر جائیں۔

(جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 536)

بَابُ مَتٰى يَقْصُرُ الْمُسَافِرُ؟

باب: مسافر کب تک نماز قصر کرے گا

1201 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ يَزِيدَ الْهُنَائِيِّ، قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، عَنْ قَصْرِ الصَّلَاةِ، فَقَالَ أَنَسٌ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ مَسِيرَةَ ثَلَاثَةِ أَمْيَالٍ، أَوْ ثَلَاثَةِ فَرَاسِخَ - شَكَّ شُعْبَةُ - يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ

یحییٰ بن یزید ہنائی نے یہ بیان کیا ہے: میں نے ایک بار حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نماز قصر کے بارے میں دریافت کیا' تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تین میل (شعبہ نامی راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) تین فرسخ کا سفر کرتے تھے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعت ادا کرتے تھے۔

1202 - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، وَإِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ، سَمِعَا أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ بِالْمَدِينَةِ أَرْبَعًا، وَالْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ میں ظہر کی نماز میں چار رکعت ادا کیں اور ذوالحلیفہ میں عصر کی نماز میں دو رکعت ادا کیں۔

شرح

علامہ محمد امین آفندی حنفی مشہور ابن عابدی شامی لکھتے ہیں۔ شرعاً مسافر وہ شخص ہے جو تین دن کی راہ تک جانے کے ارادہ سے بستی سے باہر ہوا۔ دن سے مراد سال کا سب سے چھوٹا دن اور تین دن کی راہ سے یہ مراد نہیں کہ صبح سے شام تک چلے کہ کھانے پینے نماز اور دیگر ضروریات کے لئے ٹھہرنا تو ضروری ہے بلکہ مراد دن کا اکثر حصہ ہے مثلاً شروع صبح صادق سے دوپہر ڈھلنے تک چلا پھر ٹھہر گیا۔ پھر دوسرے اور تیسرے دن یونہی کیا تو اتنی دور تک کی راہ کو مسافت سفر کہیں گے دوپہر کے بعد تک چلنے میں بھی برابر چلنا مراد نہیں بلکہ عادۃً جتنا آرام لینا چاہئے اس قدر اس درمیان میں ٹھہرتا بھی جائے اور چلنے سے مراد معتدل چال ہے کہ نہ تیز ہو نہ سست خشکی میں آدمی اور اونٹ کی درمیانی چال کا اعتبار ہے اور پہاڑی راستہ میں اسی حساب سے جو اس کے لئے مناسب ہو اور دریا میں کشتی کی چال اس وقت کی کہ ہوا نہ بالکل رکی ہو نہ تیز۔ (دُرِّ مختار، عالمگیری) سال کا چھوٹا دن اس جگہ کا معتبر ہے جہاں دن رات معتدل ہوں یعنی چھوٹے دن کے اکثر حصہ میں منزل طے کر سکتے ہوں لہٰذا جن شہروں میں بہت چھوٹا دن ہوتا ہے جیسے بلغار کہ وہاں بہت چھوٹا دن ہوتا ہے لہٰذا وہاں کے دن کا اعتبار نہیں۔ (ردّ المحتار)

سفر مباح و معصیت دونوں میں رخصت قصر پر مذاہب اربعہ

تم پر نماز کی تخفیف کرنے میں کوئی گناہ نہیں، یہ کمی یا تو کیت میں یعنی بجائے چار رکعت کے دو رکعت ہے جیسے کہ جمہور نے اس آیت سے سمجھا ہے گو پھر ان میں بعض مسائل میں اختلاف ہوا ہے بعض تو کہتے ہیں یہ شرط ہے کہ سفر اطاعت کا ہو مثلاً جہاد کے لئے یا حج و عمرے کے لئے یا طلب و زیارت کے لئے وغیرہ۔ ابن عمر عطاء یحییٰ اور ایک روایت کی رو سے امام مالک کا یہی قول ہے، کیونکہ اس سے آگے فرمان ہے اگر تمہیں کفار کی ایذا رسانی کا خوف ہو، بعض کہتے ہیں اس قید کی کوئی ضرورت نہیں کہ سفر قربت الہیہ کا ہو بلکہ نماز کی کمی ہر مباح سفر کے لئے ہے جیسے اضطرار اور بے بسی کی صورت میں مردار کھانے کی اجازت ہے، ہاں یہ شرط ہے کہ سفر معصیت کا نہ ہو،

امام شافعی وغیرہ ائمہ کا یہی قول ہے، ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ میں تجارت کے سلسلے میں دریائی سفر کرتا ہوں تو آپ نے اسے دو رکعتیں پڑھنے کا حکم دیا، یہ حدیث مرسل ہے، بعض لوگوں کا مذہب ہے کہ ہر سفر میں نماز کو قصر کرنا جائز ہے سفر خواہ مباح ہو خواہ ممنوع ہو یہاں تک کہ اگر کوئی ڈاکہ ڈالنے کے لئے اور مسافروں کو ستانے کے لئے نکلا ہوا ہے اسے بھی نماز قصر کرنے کی اجازت ہے، ابو حنیفہ ثوری اور داؤد کا یہی قول ہے۔

سفر اطاعت و معصیت میں فقہ شافعی و حنفی کے اختلاف کا بیان

علامہ ابن محمود البابرتی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ سفر کی تین اقسام ہیں۔

(۱) سفر طاعت، جس طرح حج کرنے کیلئے سفر کرنا ہے۔ (۲) سفر اباحت، جس طرح تجارت کا سفر ہے۔ (۳) سفر معصیت، جس طرح ڈاکوؤں کا سفر کرنا، غلام سے آقا سے بھاگنے کا سفر اور کسی عورت کا بغیر محرم کے سفر کرنا ہے۔

پہلے دو سفروں کیلئے علی الاتفاق اجازت ہے۔ جبکہ تیسرے سفر میں امام شافعی علیہ الرحمہ نے اختلاف کیا ہے۔ امام شافعی

علیہ الرحمہ کی دلیل یہ ہے کہ رخصت سفر احکام میں تخفیف کیلئے ثابت ہوئی ہے۔ اور جب کوئی شخص معصیت کا سفر کرے گا تو اس کی وجہ سے اس پر شریعت کی طرف سے سختی کا حکم ہوگا۔ اور تخفیف میں حکم کی اضافت ایسے وصف کی جانب ہے جس کا تقاضہ احکام میں سہولت ہے نہ کہ فساد ہے اور سفر معصیت فساد ہے۔

جبکہ ہماری دلیل یہ ہے کہ حکم سفر میں وارد ہونے والی نص مطلق ہے جو اپنے اطلاق پر جاری رہے گی۔

وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ) وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (فَرْضُ الْمُسَافِرِ رَكْعَتَانِ) وَقَالَ (يَمْسَحُ الْمُقِيمُ يَوْمًا وَلَيْلَةً. وَالْمُسَافِرُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهَا"

ان میں سے ہر ایک حکم اطلاق پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ آپ اصول کی کتب میں پہچان چکے ہیں۔ اور اگر آپ اس حکم پر یہ زیادتی کریں کہ وہ سفر مقید ہے اس قید کے ساتھ کہ وہ معصیت کا نہ ہو تو اس سے مطلق حکم کا نسخ لازم آئے گا جو جائز نہیں۔ (عنایہ شرح الہدایہ، ج ۲، ص ۳۸۵، بیروت)

مسافر کا مقیم کی اقتداء میں نماز مکمل پڑھنے کا سبب

مسافر بھی مقیم کی اقتداء کر سکتا ہے مگر وقت کے اندر، وقت کے بعد نہیں۔ اس لیے کہ مسافر جب مقیم کی اقتداء کرے گا تو امام کی اتباع میں چار رکعت یہ بھی پڑھے گا اور امام کا قعدہ اولیٰ نفل ہوگا اور اس کا فرض، امام کی تحریمہ قعدہ اولیٰ کے نفل ہونے کے ساتھ ہوگی اور مسافر مقتدی کی اس کی فرضیت کے ساتھ پس فرض نماز پڑھنے والے کی اقتداء نفل نماز پڑھنے والے کے پیچھے ہوئی اور یہ درست نہیں۔

بَابُ الْأَذَانِ فِي السَّفَرِ

باب: سفر کے دوران اذان دینا

1203 - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، أَنَّ أَبَا عُشَّانَةَ الْمَعَافِرِيَّ، حَدَّثَهُ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: يَعْجَبُ رَبُّكُمْ مِنْ رَاعِي غَنَمٍ فِي رَأْسِ شَظِيَّةٍ بِجَبَلٍ، يُؤَذِّنُ بِالصَّلَاةِ، وَيُصَلِّي، فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: انْظُرُوا إِلَى عَبْدِي هَذَا يُؤَذِّنُ، وَيُقِيمُ الصَّلَاةَ، يَخَافُ مِنِّي، قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِي وَأَدْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے۔

"تمہارا پروردگار بکریوں کے ایسے چرواہے پر بہت خوش ہوتا ہے' جو اکیلا کسی پہاڑ کی چوٹی پر نماز ادا کرنے کے لیے اذان دیتا ہے اور نماز ادا کرتا ہے، اللہ فرماتا ہے: میرے بندے کو دیکھو جس نے اذان دی ہے' جو نماز قائم کرے گا' مجھ سے ڈرتا ہے میں نے اپنے اس بندے کی مغفرت کر دی اور میں اسے جنت میں داخل کروں گا"۔

1203- اسناده صحيح. ابن وهب: هو عبد الله، وابو عشانة: هو حي بن يؤمن. واخرجه النسائي في "الكبرى" (1642) من طريق ابن وهب، بهذا الاسناد. وهو في "مسند احمد" (17443)، و "صحيح ابن حبان" (1660).

بَابُ الْمُسَافِرِ يُصَلِّي وَهُوَ يَشُكُّ فِي الْوَقْتِ

باب: مسافر کا نماز ادا کرنا جبکہ اسے وقت کے بارے میں شک ہو

1204 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْمِسْحَاجِ بْنِ مُوسَى، قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: حَدِّثْنَا مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: كُنَّا إِذَا كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ، فَقُلْنَا: زَالَتِ الشَّمْسُ، أَوْ لَمْ تَزُلْ، صَلَّى الظُّهْرَ، ثُمَّ ارْتَحَلَ

❁❁ مسحاج بن موسیٰ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ رضی اللہ عنہ ہمیں وہ حدیث بیان کیجئے جو آپ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنی ہو تو انہوں نے بتایا: جب ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کر رہے ہوتے تھے' تو ہم سورج ڈھلنے کے بارے میں ابھی شک کا شکار ہوتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز ادا کر لیتے تھے اور پھر روانہ ہوتے تھے۔

1205 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيٰى، عَنْ شُعْبَةَ، حَدَّثَنِي حَمْزَةُ الْعَائِذِيُّ، رَجُلٌ مِنْ بَنِي ضَبَّةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَزَلَ مَنْزِلًا، لَمْ يَرْتَحِلْ حَتّٰى يُصَلِّيَ الظُّهْرَ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: وَإِنْ كَانَ بِنِصْفِ النَّهَارِ؟ قَالَ: وَإِنْ كَانَ بِنِصْفِ النَّهَارِ

❁❁ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی جگہ پڑاؤ کرتے تھے' تو وہاں سے اس وقت تک کوچ نہیں کرتے تھے' جب تک ظہر کی نماز ادا نہیں کر لیتے تھے۔ ایک شخص نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: اگرچہ نصف النہار کا وقت ہو؟ انہوں نے جواب دیا: اگرچہ نصف النہار کا وقت ہو۔

بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ

باب: دو نمازیں ایک ساتھ ادا کرنا

1206 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَامِرِ بْنِ وَاثِلَةَ، أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ، أَخْبَرَهُمْ، أَنَّهُمْ خَرَجُوا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ، فَأَخَّرَ الصَّلَاةَ يَوْمًا، ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا، ثُمَّ دَخَلَ، ثُمَّ خَرَجَ، فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيعًا

❁❁ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: وہ لوگ غزوۂ تبوک کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی نمازیں جبکہ مغرب اور عشاء کی نمازیں' ایک ساتھ ادا کرتے رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ایک نماز کو تاخیر سے ادا کرتے تھے اور پھر روانہ ہوتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی نماز ادا کرتے تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم (خیمے میں) تشریف لے جاتے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر آتے اور مغرب اور عشاء کی نماز ایک ساتھ ادا کرتے تھے۔

1207 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ،

اسْتُصْرِخَ عَلَى صَفِيَّةَ وَهُوَ بِمَكَّةَ، فَسَارَ حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ، وَبَدَتِ النُّجُومُ، فَقَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ إِذَا عَجِلَ بِهِ أَمْرٌ فِي سَفَرٍ، جَمَعَ بَيْنَ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ، فَسَارَ حَتَّى غَابَ الشَّفَقُ، فَنَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا

⊛⊛ نافع بیان کرتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو ان کی اہلیہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کی اطلاع ملی وہ اس وقت مکہ میں موجود تھے وہ وہاں سے روانہ ہوئے۔ حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا اور تارے نکل آئے انہوں نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر کرنا ہوتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان نمازوں کو ایک ساتھ ادا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما چلتے رہے یہاں تک کہ شفق غروب ہو گئی تو وہ سواری سے نیچے اترے اور انہوں نے یہ دونوں نمازیں ایک ساتھ ادا کیں۔

1208 - حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبٍ الرَّمْلِيُّ الْهَمْدَانِيُّ، حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ، وَاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَرْتَحِلَ، جَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، وَإِنْ يَرْتَحِلْ قَبْلَ أَنْ تَزِيغَ الشَّمْسُ، أَخَّرَ الظُّهْرَ، حَتَّى يَنْزِلَ لِلْعَصْرِ، وَفِي الْمَغْرِبِ مِثْلُ ذَلِكَ، إِنْ غَابَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَرْتَحِلَ، جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ، وَإِنْ يَرْتَحِلْ قَبْلَ أَنْ تَغِيبَ الشَّمْسُ، أَخَّرَ الْمَغْرِبَ حَتَّى يَنْزِلَ لِلْعِشَاءِ ثُمَّ جَمَعَ بَيْنَهُمَا.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيثِ الْمُفَضَّلِ، وَاللَّيْثِ

⊛⊛ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: غزوہ تبوک کے موقع پر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روانہ ہونے سے پہلے سورج ڈھل جاتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی نمازیں ایک ساتھ (ظہر) کے وقت ادا کر لیتے تھے اور جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سورج کے ڈھلنے سے پہلے روانہ ہوتے تھے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز کو مؤخر کر دیتے تھے' یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز کے لیے پڑاؤ کرتے تھے (تو ظہر کی نماز عصر کے ساتھ ادا کرتے تھے) مغرب کی نماز میں بھی اسی طرح ہوتا تھا اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کوچ کرنے سے پہلے سورج غروب ہو جاتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک ساتھ ادا کر لیتے تھے اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سورج غروب ہونے سے پہلے ہی کوچ کر جاتے تھے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز کو مؤخر کر دیتے تھے' یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کے لیے پڑاؤ کرتے تھے اور دونوں نمازوں کو ایک ساتھ ادا کرتے تھے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

1209 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نَافِعٍ، عَنْ أَبِي مَوْدُودٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي يَحْيَى، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: مَا جَمَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ قَطُّ فِي السَّفَرِ إِلَّا

مَرَّةً.

قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ: وَهٰذَا يُرْوَى عَنْ اَيُّوْبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، مَوْقُوْفًا عَلَى ابْنِ عُمَرَ. اَنَّهُ لَمْ يَرَ ابْنَ عُمَرَ، جَمَعَ بَيْنَهُمَا قَطُّ اِلَّا تِلْكَ اللَّيْلَةَ يَعْنِيْ لَيْلَةَ اسْتُصْرِخَ عَلَى صَفِيَّةَ. وَرُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ مَكْحُوْلٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّهُ رَاَى ابْنَ عُمَرَ، فَعَلَ ذٰلِكَ مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر کے دوران مغرب اور عشاء کی نمازیں صرف ایک ساتھ اکٹھی ادا کی تھیں۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پر موقوف روایت کے طور پر نقل کی گئی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو صرف اس رات دو نمازیں ایک ساتھ ادا کرتے دیکھا گیا یعنی جس رات انہیں سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کی اطلاع ملی تھی۔

نافع بیان کرتے ہیں: انہوں نے شاید حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو ایک یا دو مرتبہ ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

1210 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيْعًا، وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيْعًا، فِيْ غَيْرِ خَوْفٍ، وَلَا سَفَرٍ قَالَ: قَالَ مَالِكٌ: اَرَى ذٰلِكَ كَانَ فِيْ مَطَرٍ.

قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ: وَرَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، نَحْوَهُ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ، وَرَوَاهُ قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ: فِيْ سَفْرَةٍ سَافَرْنَاهَا اِلٰى تَبُوْكَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور عصر کی نمازیں اور مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک ساتھ ادا کیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی خوف کے بغیر اور سفر کے علاوہ ایسا کیا۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: میرا خیال ہے کہ بارش کے موقع پر ایسا ہوا تھا۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ ابوزبیر کے حوالے سے منقول ہے جس میں یہ الفاظ ہیں: ایسا سفر کے موقع پر ہوا جب ہم نے تبوک کی طرف سفر کیا۔

1211 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ، عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِيْ ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِالْمَدِيْنَةِ مِنْ غَيْرِ خَوْفٍ، وَلَا مَطَرٍ. فَقِيْلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ: مَا اَرَادَ اِلٰى

1210- اسناده صحيح. وهو في "الموطا" 1441/1، ومن طريقه اخرجه مسلم (755) (49)، والنسائي في "الكبرى" (1586)، واخرجه مسلم (705) (50) من طريق زهير بن معاوية، كلاهما عن ابي الزبير، بهذا الاسناد. وهو في "مسند احمد" (1953)، و"صحيح ابن حبان" (1596). واخرجه مسلم (705) (51) من طريق قرة بن خالد، عن ابي الزبير، به بلفظ: ان رسول الله - صلى الله عليه وسلم - جمع بين الصلاة في سفرة سافرها في غزوة تبوك، فجمع بين الظهر والعصر، والمغرب والعشاء. وانظر ما بعده. وسياتي بنحوه برقم (1214)

ذٰلِکَ؟ قَالَ: اَرَادَ اَنْ لَّا یُحْرِجَ اُمَّتَهُ

⊛⊛ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں کسی خوف کے بغیر اور بارش کے بغیر ظہر اور عصر کی نمازیں اور مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک ساتھ ادا کی تھیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا گیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد کیا تھا؟ انہوں نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ تھا کہ آپ اپنی امت کو حرج میں مبتلا نہ کریں۔

1212 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْمُحَارِبِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ اَبِيهِ، عَنْ نَافِعٍ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ وَاقِدٍ، اَنَّ مُؤَذِّنَ ابْنِ عُمَرَ. قَالَ: الصَّلَاةُ، قَالَ: سِرْ سِرْ، حَتّٰى اِذَا كَانَ قَبْلَ غُيُوبِ الشَّفَقِ نَزَلَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ، ثُمَّ انْتَظَرَ حَتّٰى غَابَ الشَّفَقُ وَصَلَّى الْعِشَاءَ. ثُمَّ قَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا عَجِلَ بِهِ اَمْرٌ، صَنَعَ مِثْلَ الَّذِي صَنَعْتُ. فَسَارَ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ مَسِيرَةَ ثَلَاثٍ.

قَالَ اَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابْنُ جَابِرٍ، عَنْ نَافِعٍ، نَحْوَ هٰذَا بِاِسْنَادِهِ.

⊛⊛ نافع اور عبداللہ بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے موذن نے کہا: نماز کا وقت ہو گیا ہے' تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: چلتے رہو، چلتے رہو یہاں تک کہ شفق غروب ہونے سے پہلے وہ سواری سے نیچے اترے پھر انہوں نے مغرب کی نماز ادا کی اور انتظار کرتے رہے' یہاں تک کہ جب شفق غروب ہو گئی تو انہوں نے عشاء کی نماز ادا کی پھر انہوں نے فرمایا: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کام کے سلسلے میں جلدی سفر کرنا ہوتا تھا تو بالکل اسی طرح کرتے تھے' جس طرح میں نے کیا ہے۔ انہوں نے اس دن اور رات میں تین دن کی مسافت کا سفر کیا۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

1213 - حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ، اَخْبَرَنَا عِيسٰى، عَنِ ابْنِ جَابِرٍ، بِهٰذَا الْمَعْنٰى.

قَالَ اَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْعَلَاءِ، عَنْ نَافِعٍ، قَالَ: حَتّٰى اِذَا كَانَ عِنْدَ ذَهَابِ الشَّفَقِ نَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا

⊛⊛ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ نافع کے حوالے سے منقول ہے' جس میں یہ الفاظ ہیں: یہاں تک کہ جب شفق رخصت ہونے کا وقت ہوا تو وہ (سواری سے) نیچے اترے اور انہوں نے دونوں نمازیں ایک ساتھ ادا کیں۔

1214 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، وَمُسَدَّدٌ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، ح وحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، اَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ ثَمَانِيًا وَسَبْعًا، الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ. وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ. وَلَمْ يَقُلْ سُلَيْمَانُ، وَمُسَدَّدٌ بِنَا.

قَالَ اَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ صَالِحٌ مَوْلَى التَّوْاَمَةِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: فِي غَيْرِ مَطَرٍ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مدینہ منورہ میں آٹھ رکعت (رکعت) اور رکعت (ایک ساتھ) نمازیں پڑھائی تھیں جو ظہر اور عصر کی نماز کی تھیں اور مغرب اور عشاء کی نماز کی تھیں۔

سلیمان اور مسدد نامی راوی نے یہ الفاظ نقل نہیں کیے "ہمیں پڑھائی تھیں"۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول ہے تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: "یہ بارش کے علاوہ کی بات ہے"۔

1215 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَارِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَابَتْ لَهُ الشَّمْسُ بِمَكَّةَ، فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا بِسَرِفٍ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مکہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سورج غروب ہو گیا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے "سرف" کے مقام پر یہ دونوں نمازیں ایک ساتھ ادا کیں۔

1216 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هِشَامٍ، جَارُ اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: بَيْنَهُمَا عَشَرَةُ اَمْيَالٍ يَعْنِي بَيْنَ مَكَّةَ، وَسَرِفٍ

ہشام بن سعد کے حوالے سے یہ روایت منقول ہے جس میں یہ الفاظ ہیں: مکہ اور سرف کے درمیان دس میل کا فاصلہ ہے۔

1217 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنِ اللَّيْثِ، قَالَ: قَالَ رَبِيعَةُ: يَعْنِي كَتَبَ اِلَيْهِ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ، قَالَ: غَابَتِ الشَّمْسُ وَاَنَا عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، فَسِرْنَا، فَلَمَّا رَاَيْنَاهُ قَدْ اَمْسٰى، قُلْنَا: الصَّلَاةُ، فَسَارَ حَتّٰى غَابَ الشَّفَقُ، وَتَصَوَّبَتِ النُّجُومُ، ثُمَّ اِنَّهُ نَزَلَ فَصَلَّى الصَّلَاتَيْنِ جَمِيعًا، ثُمَّ قَالَ: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ صَلّٰى صَلَاتِي هٰذِهِ، يَقُوْلُ: يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا بَعْدَ لَيْلٍ،

قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ: رَوَاهُ عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ اَخِيهِ، عَنْ سَالِمٍ، وَرَوَاهُ ابْنُ اَبِي نَجِيحٍ، عَنْ اِسْمَاعِيلَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ذُؤَيْبٍ، اَنَّ الْجَمْعَ بَيْنَهُمَا مِنِ ابْنِ عُمَرَ كَانَ بَعْدَ غُيُوبِ الشَّفَقِ

عبداللہ بن دینار بیان کرتے ہیں: میں اس وقت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا۔ سورج غروب ہو گیا ہم اسی طرح سفر کرتے رہے یہاں تک کہ جب ہم نے دیکھا کہ شام ہو گئی ہے تو ہم نے کہا: جناب نماز کا وقت ہو گیا ہے لیکن وہ چلتے رہے یہاں تک کہ شفق غروب ہو گئی اور ستارے نمودار ہونے لگے تو وہ سواری سے نیچے اترے اور انہوں نے دونوں نمازیں ایک ساتھ ادا کیں پھر انہوں نے بتایا: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تیزی سے سفر کرنا ہوتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری اس نماز کی طرح نماز ادا

1217- اسنادہ صحیح. ابن وھب: ھو عبد اللہ, واللیث: ھو ابن سعد, وربیعۃ الذی کتب الیہ: ھو ابن ابی عبد الرحمٰن شیخ الامام مالک. واخرجہ الطبرانی فی "الاوسط" (8677), والبیھقی /16910 من طریق اللیث, بھذا الاسناد, وانظر ماسلف برقم (1207).

کرتے تھے۔ راوی بیان کرتے ہیں: انہوں نے رات ہو جانے کے بعد دونوں نمازیں ایک ساتھ ادا کی تھیں۔

یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ منقول ہے' جس میں یہ الفاظ ہیں:

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے دونوں نمازوں کو شفق غروب ہو جانے کے بعد ایک ساتھ ادا کیا تھا''۔

1218 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، وَابْنُ مَوْهَبٍ، الْمَعْنَى، قَالَا: حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ أَنْ تَزِيغَ الشَّمْسُ، أَخَّرَ الظُّهْرَ إِلَى وَقْتِ الْعَصْرِ، ثُمَّ نَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا، فَإِنْ زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَرْتَحِلَ، صَلَّى الظُّهْرَ، ثُمَّ رَكِبَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: كَانَ مُفَضَّلٌ قَاضِيَ مِصْرَ، وَكَانَ مُجَابَ الدَّعْوَةِ، وَهُوَ ابْنُ فَضَالَةَ،

❁❁ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سورج ڈھلنے سے پہلے روانہ ہونا ہوتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز کو عصر تک مؤخر کر دیتے تھے' پھر پڑاؤ کرتے تھے اور دونوں نمازوں کو ایک ساتھ ادا کرتے تھے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روانہ ہونے سے پہلے سورج غروب ہو جاتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز ادا کرتے تھے اور پھر روانہ ہوتے تھے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) مفضل نامی راوی مصر کے قاضی ہیں۔ یہ مستجاب الدعوات تھے یہ فضالہ کے صاحبزادے ہیں۔

1219 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عُقَيْلٍ، بِهَذَا الْحَدِيثِ بِإِسْنَادِهِ، قَالَ: وَيُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ حَتَّى يَجْمَعَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْعِشَاءِ، حِينَ يَغِيبُ الشَّفَقُ

❁❁ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ عقیل کے حوالے سے منقول ہے' جس میں یہ الفاظ ہیں:

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز کو مؤخر کر دیتے تھے۔ یہاں تک کہ مغرب اور عشاء کی نمازیں شفق غروب ہو جانے کے بعد ایک ساتھ ادا کرتے تھے''۔

1220 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَامِرِ بْنِ وَاثِلَةَ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ أَنْ تَزِيغَ الشَّمْسُ، أَخَّرَ الظُّهْرَ حَتَّى يَجْمَعَهَا إِلَى الْعَصْرِ، فَيُصَلِّيَهُمَا جَمِيعًا، وَإِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ زَيْغِ الشَّمْسِ، صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا، ثُمَّ سَارَ، وَكَانَ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ الْمَغْرِبِ، أَخَّرَ الْمَغْرِبَ حَتَّى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْعِشَاءِ، وَإِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ الْمَغْرِبِ، عَجَّلَ الْعِشَاءَ فَصَلَّاهَا مَعَ الْمَغْرِبِ،

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَلَمْ يَرْوِ هَذَا الْحَدِيثَ إِلَّا قُتَيْبَةُ وَحْدَهُ

❁❁ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب غزوہ تبوک کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج ڈھلنے سے پہلے

روانہ ہونا ہوتا تھا تو آپ ﷺ ظہر کی نماز کو مؤخر کر دیتے تھے' یہاں تک کہ آپ ﷺ اسے عصر کے ساتھ ملاتے تھے اور دونوں نمازوں کو ایک ساتھ ادا کرتے تھے اور جب آپ ﷺ سورج ڈھلنے کے بعد روانہ ہوتے تھے' تو پھر آپ ﷺ ظہر اور عصر کی نمازیں ایک ساتھ ادا کرنے کے بعد روانہ ہوتے تھے۔ جب آپ ﷺ مغرب سے پہلے روانہ ہوتے تھے' تو پھر آپ ﷺ مغرب کی نماز کو مؤخر کر دیتے تھے۔ یہاں تک کہ اسے عشاء کی نماز کے ساتھ ادا کرتے تھے اور جب آپ ﷺ مغرب کے بعد روانہ ہوتے تھے' تو عشاء کی نماز کو جلدی ادا کر لیتے تھے اور اسے مغرب کی نماز کے ساتھ شامل کر لیتے تھے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ روایت صرف قتیبہ نے روایت کی ہے۔

عرفات کی دو نمازوں میں ایک تکبیر و دو اقامتوں میں مذاہب اربعہ

جس طرح کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں ظہر وعصر کی نماز ایک اذان اور دو تکبیر کے ساتھ پڑھی تھی چنانچہ حضرت امام شافعی حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد کا یہی مسلک ہے لیکن حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے ہاں مزدلفہ میں یہ دونوں نمازیں ایک اذان اور ایک ہی تکبیر کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں کیونکہ اس موقع پر عشاء کی نماز چونکہ اپنے وقت میں پڑھی جاتی ہے اس لئے زیادتی اعلام کے لئے علیحدہ سے تکبیر کی ضرورت نہیں برخلاف عرفات میں عصر کی نماز کے کہ وہاں عصر کی نماز چونکہ اپنے وقت میں نہیں ہوتی بلکہ ظہر کے وقت ہوتی ہے اس لئے وہاں زیادتی اعلام کے لیے علیحدہ تکبیر کی ضرورت ہے، صحیح مسلم میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہی روایت منقول ہے اور ترمذی نے بھی اس کی تحسین وتصحیح کی ہے۔

عرفات ومزدلفہ کے علاوہ نمازوں کو جمع کرنے رد میں فقہ حنفی کے دلائل

امام احمد رضا بریلوی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ سیدنا حضرت امام محمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ حدیث پہنچی کہ امیر المؤمنین امام العادلین ناطق بالحق والصواب عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے تمام آفاق میں فرمان واجب الاذعان نافذ فرمائے۔ کہ کوئی شخص ایک وقت میں دو نمازیں نہ جمع کرنے پائے اور ان میں ارشاد فرمایا: ایک وقت میں دو نمازیں ملانا گناہ کبیرہ ہے۔

المؤطا لمحمد، الجمع بین الصلوتین★

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں

الحمدللہ، امام عادل فارق الحق والباطل نے حق واضح فرمایا۔ اور انکے فرمانوں پر کہیں سے انکار نہ آنے نے گویا مسئلہ درجہ اجماع تک مترقی کیا۔ اقول: یہ حدیث بھی ہمارے اصول پر حسن جید حجت ہے۔ علاء بن الحارث تابعی صدوق فقیہ رجال صحیح مسلم وسنن اربعہ سے ہیں۔ نیز علاء کا مختلط ہونا ہمارے نزدیک مضر نہیں جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ یہ روایت اس اختلاط سے بعد لی گئی ہے۔ کیونکہ شیخ ابن ہمام نے فتح القدیر کتاب الصلوۃ باب الشہید میں احمد کی روایت ذکر کی ہے جسکا ایک راوی عطاء بن سائب ہے اور عطاء بن سائب کا مختلط ہونا سب کو معلوم ہے۔ مگر ابن ہمام نے کہا مجھے امید ہے کہ حماد بن سلمہ نے یہ روایت عطاء کے اختلاط میں مبتلاء ہونے سے پہلے اس سے اخذ کی ہوگی۔ پھر اسکی دلیل بیان کی کہ اگر ابہام پایا بھی جائے تو حسن کے درجے سے کم نہیں۔

اور امام مکحول ثقہ فقیہ حافظ جلیل القدر بھی رجال مسلم واربعہ سے ہیں۔

نیز مرسل ہمارے اور جمہور کے نزدیک حجت ہے۔ رہا امام محمد کے اساتذہ کا مبہم ہونا، تو مبہم کی توثیق ہمارے نزدیک مقبول ہے۔ جیسا کہ مسلم وغیرہ میں ہے۔ خصوصا جب توثیق کرنے والی امام محمد جیسی ہستی ہو۔

اور اس سے قطع نظر یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ متعدد اسنادوں سے مروی ہونے کی وجہ سے اسکی یہ خامی دور ہوگئی ہے۔ فتح المغیث میں مقلوب کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ مشائخ بخاری میں احمد بن عدی سے مروی ہے کہ میں نے متعدد مشائخ کو یہ حدیث بیان کرتے سنا ہے ابن عدی کے واسطے سے یہ بات خطیب نے بھی اپنی تاریخ میں ذکر کی ہے اور دیگر علماء نے بھی اور ابن عدی کے اساتذہ کا مبہم ہونا معتر نہیں کیونکہ انکی تعداد اتنی ہے کہ اسکی وجہ سے وہ مجہول نہیں رہے۔

حضرت ابو قتادہ عدوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا شقہ وفرمان سنا کہ تین باتیں کبیرہ گناہوں سے ہیں۔ دو نمازیں جمع کرنا۔ جہاد میں کفار کے مقابلہ سے بھاگنا۔ اور کسی کا مال لوٹ لینا۔

(کنز العمال للمتقی)

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں

یہ حدیث اعلی درجہ کی صحیح ہے۔ اسکے سب رجال اسمعیل بن ابراہیم ابن علیہ سے آخر تک ائمہ ثقات عدول رجال صحیح مسلم سے ہیں۔ وللہ الحمد طیفہ: حدیث مؤطا کے جواب میں تو ملاجی کو وہی انکا عذر معمولی عارض ہوا کہ منع کرنا عمر کا حالت اقامت میں بلا عذر تھا۔

اقول: اگر ہر جگہ ایسی ہی تخصیص تراش لینے کا دروازہ کھلے تو تمام احکام شرعیہ سے بے قیدوں کو سہل چھٹی ملے۔ جہاں چاہیں کہدیں یہ حکم خاص فلاں لوگوں کیلئے ہے۔ حدیث صحیحین کو تین طرح رد کرنا چاہا۔

اول: انکار جمع اس سے بطور مفہوم نکلتا ہے اور حنفیہ قائل مفہوم نہیں۔ اس جواب کی حکایت خود اسکے رد میں کفایت ہے۔ اس سے اگر بطور مفہوم نکلتی ہے تو مزدلفہ کی جمع۔ کہ مابعد الا ہمارے نزدیک مسکوت عنہ ہے۔ انکار جمع تو اسکا صریح منطوق ومدلول مطابقی ومنصوص عبارۃ النص ہے

اقول: اولاً۔ اسکی نسبت اگر بعض اجلہ شافعیہ کے قلم سے براہ بشریت لفظ مفہوم نکل گیا۔ ملا مدعی اجتہاد وحرمت تقلید ابو حنیفہ وشافعی کو کیا لائق تھا کہ حدیث صحیح بخاری وصحیح مسلم رد کرنے کیلئے ایسی بدیہی غلطی میں ایک متاخر مقلد کی تقلید جامد کرتے۔ شاید رد احادیث صحیحہ میں یہ شرک صریح جائز وصحیح ہوگا۔ اب نہ اس میں شائبہ نصرانیت ہے نہ اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ کی آفت۔ کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون۔

ثانیاً: بفرض غلط مفہوم ہی سہی اب یہ نامسلم کہ حنفیہ اس کے قائل نہیں۔ صرف عبارات شارع غیر متعلقہ بعقوبات میں اسکی نفی کرتے ہیں۔ کلام صحابہ ومن بعدھم من العلماء میں مفہوم مخالف بے خلاف مرعی ومعتبر۔ کمانص علیہ فی تحریر الاصول والنہر الفائق والدر المختار وغیرھا من الاسفار، قد ذکرنا نصوصھا، فی رسالتنا القطوف الدانیة

لمن احسن الجماعة الثانیہ۔

دوم: ایک رامپوری ملا سے نقل کیا کہ ابن مسعود سے مسند ابی یعلی میں روایت یہ بھی ہے کہ کان صلی اللہ علیہ وسلم یجمع بین الصلوتین فی السفر۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں دو نمازیں جمع کرتے تھے۔ تو موجود ہے کہ حدیث نفی کو حالت نزول منزل اور روایت ابی یعلی کو حالت سیر پر عمل کریں۔ یہ مذہب امام مالک کی طرف عود کر جائیگا۔

اقول: اولاً۔ ملاجی خود ہی اسی بحث میں کہہ چکے ہو کہ شاہ صاحب نے مسند ابی یعلی کو طبقہ ثالثہ میں جس میں سب اقسام کی حدیثیں صحیح، حسن، غریب، معروف، منکر، شاذ، مقلوب موجود ہیں ٹھہرایا ہے۔ پھر خود ہی اس طبقے کی کتاب کو کہا کہ اس کتاب کی حدیث بدوں تصحیح کسی محدث کے یا پیش کرنے سند کے کیونکر تسلیم کی جاوے۔ یہ کتاب اس طبقے کی ہے جس میں سب اقسام کی حدیثیں صحیح اور سقیم مخلط ہیں۔ یہ کیا دھرم ہے کہ اوروں پر منہ آؤ اور اپنے لئے ایک رامپوری ملا کی تقلید سے حلال بتاؤ۔

اتخذوا احبارهم ورهبانهم

ثانیا: ملاجی، کسی ذی علم سے التجا کرو تو وہ تمہیں صریح و مجمل اور متعین و محتمل کا فرق سکھائے۔ حدیث صحیحین انکار جمع حقیقی میں نص صریح ہے اور روایت ابی یعلی حقیقی جمع کا اصلاً پتہ نہیں دیتی۔ بلکہ احادیث جمع صوری میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیثیں صاف صاف جمع صوری بتا رہی ہیں۔ تمہاری ذی ہوشی کہ نص و محتمل کو لاکر اختلاف محامل سے راہ توفیق ڈھونڈتے ہو۔

طیفہ اقول: ملاجی کا اضطراب قابل تماشہ ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو کہیں راوی جمع ٹھہرا کر عدد رواۃ پندرہ بتاتے ہیں۔ کہیں نافی سمجھ کر چودہ۔ صدر کلام میں جہاں راویان جمع گنائے صاف صاف کہا ابن مسعود فی احدی الروایتین، اب رامپوری ملا کی تقلید سے وہ احدی وایتین بھی گئی۔ ابن مسعود خاصے مثبتان جمع ٹھہر گئے۔

سوم: جسے ملاجی بہت ہی علق نفیس سمجھے ہوئے ہیں۔ ان دو کو عربی میں بولے تھے۔ یہاں چہک چہک کر اردو میں چہک رہے ہیں کہ۔

اگر کہو جس جمع کو ابن مسعود نے نہیں دیکھا وہ درست نہیں تو تم پر یہ پہاڑ مصیبت کا ٹوٹیگا کہ جمع بین الظهر اور عصر کو عرفات میں کیوں درست کہتے ہو باوجود یکہ اس قول ابن مسعود سے تو نفی جمع فی العرفات کی بھی مفہوم ہوتی ہے۔ پس جو تم جواب رکھتے ہو اسی کو ہماری طرف سے سمجھو یعنی اگر کہو نہ ذکر کرنا ابن مسعود کا جمع فی العرفات کو بنا بر شہرت عرفات کے تھا تو ہم کہیں گے کہ جمع فی السفر بھی قرن صحابہ میں مشہور تھی۔ کیونکہ چودہ صحابی سوا بن مسعود کے اسکے ناقل ہیں۔ تو اسی واسطے ابن مسعود نے اسکا استثناء نہ کیا۔ اور اب محتمل نفی کا جمع بلا عذر ہوگی۔ اور اگر کہو کہ جمع فی العرفات بالقائسہ معلوم ہوتی ہے تو ہم کو کون مانع ہے مقاتسہ سے۔ وعلی ہذا القیاس جو جواب تمہارا ہے وہی ہمارا ہے۔

معیار الحق مصنفہ میاں نذیر حسین ملاجی اس جواب کو ملاجی گل سرسبز بنا کر سب سے اول ذکر کیا۔ ان دو کی تو امام نووی و سلام اللہ رامپوری کی طرف نسبت کی۔ مگر اسے بہت پسند کر کے بلا نقل و نسبت اپنے نامہ اعمال میں ثبت رکھا حالانکہ یہ بھی کلام امام نووی میں مذکور اور فتح الباری وغیرہ میں ماثور تھا۔ شہرت جمع عرفات سے جو جواب امام محقق علی الاطلاق محمد بن الہمام وغیرہ علماء اعلام حنفیہ

کرام نے افادہ فرمایا۔ اس کا نفیس وجلیل مطلب ملاجی کی فہم تنگ میں اصلا نہ دھنسا۔ اجتہاد کے نشہ میں ادعائے باطل شہرت جمع سفر کا آوازہ کسا، اب فقیر غفرلہ القدیر سے تحقیق حق سنئے۔

اولا: فاقول وبحول ربی اصول۔ ملاجی جواب علماء کا یہ مطلب سمجھئے کہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے دیکھیں تو تین نمازیں غیر وقت میں، مگر ذکر دو کیں۔ مغرب وصبح مزدلفہ، اور تیسری یعنی عصر عرفہ کو بوجہ شہرت ذکر نہ فرمایا: جس پر آپ نے یہ کہنے کی گنجائش سمجھی کہ یونہی جمع سفر بھی بوجہ شہرت ترک کی۔ اس ادعائے باطل کالفافہ تو بحمد اللہ اوپر کھل چکا

ہ شہرت درکنار نفس ثبوت کے لالے پڑے ہیں۔ حضرت نے چودہ صحابہ کرام کا نام لیا پھر آپ ہی دس سے دست بردار ہوئے۔ چار باقی ماندہ میں دو کی روایتیں نری بے علاقہ اتر گئیں۔ رہے دو، وہاں بعونہ تعالیٰ وہ قاہر جواب پائے کہ جی ہی جانتا ہو گا۔

اگر بالفرض دو سے ثبوت ہو بھی جاتا تو کیا صرف دو کی روایت قرن صحابہ میں شہرت ہے۔ مگر یہاں تو کلام علماء کا وہ مطلب ہی نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف انہیں دو نمازوں عصر عرفہ ومغرب مزدلفہ کا غیر وقت میں پڑھنا ثابت۔ انہیں دو کو ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا۔ انہیں دو کو صلاتین کہہ کر یہاں ارشاد فرمایا۔ اگرچہ تفصیل میں بوجہ شہرت عامہ تامہ ایک کا نام لیا۔ صرف ذکر مغرب پر اقتصار فرمایا۔ ایسا اکتفا کلام صحیح میں شائع۔

قال عزوجل۔ وجعل لکم سرابیل تقیکم الحر۔ اور تمہارے لئے لباس بنائے جو تمہیں گرمی سے بچاتے ہیں۔

خود انہیں نمازوں کے بارے میں امام سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ارشاد دیکھئے۔ کہ پوچھا گیا۔ کیا عبداللہ رضی اللہ عنہ سفر میں کوئی نماز جمع کرتے تھے۔

فرمایا: لا الا بجمع، نہ مگر مزدلفہ میں، کما قدمنا عن سنن النسائی، یہاں بھی کہہ دیجیو کہ جمع سفر کو شہرۃ چھوڑ دیا ہے۔ اور سنئے، امام ترمذی اپنی صحیح میں فرماتے ہیں:

العمل علی ھذا عند اھل العلم ان لا یجمع بین الصلاتین الا فی السفر او بعرفۃ۔

اہل علم کے یہاں عمل اسی پر ہے کہ بغیر سفر اور یوم عرفہ دو نمازیں جمع نہ کریں۔ امام ترمذی نے صرف نماز عرفہ کا استثناء کیا نماز مزدلفہ کو چھوڑ دیا۔ تو ہے یہ کہ دونوں جمعین متلازم ہیں اور ایک کا ذکر دوسری کا یقینا مذکر۔ خصوصا نماز عرفہ کہ اظہر واشہر۔ تو مزدلفہ کا ذکر دونوں کا ذکر ہے، غرض ان صلاتین کی دوسری نماز ظہر عرفہ ہے نہ فجر نحر۔ وہ مسئلہ جداگانہ کا افادہ ہے۔ کہ دو نمازیں تو غیر وقت میں پڑھیں اور فجر وقت معمول سے پیشتر تاریکی میں، اور بلاشبہ اجماع امت ہے کہ فجر حقیقۃ وقت سے پہلے نہ تھی، نہ ہرگز کہیں کبھی اس کا جواز اور خود اسی حدیث ابو مسعود کے الفاظ مسلم کے یہاں بروایت جریر عن الاعمش، قال قبل وقتھا بغلس اس پر شاہد، اگر رات میں پڑھی جاتی تو ذکر غلس کے کیا معنی تھے۔ صحیح بخاری میں تو تصریح صریح ہے کہ فجر بعد طلوع فجر پڑھی۔

حضرت عبدالرحمن بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ گیا۔ پھر ہم مزدلفہ آئے تو آپ نے دو نمازیں جمع کیں ایک ہی اذان واقامت سے۔ درمیان میں رات کا کھانا کھایا۔ پھر طلوع فجر کے بعد

صبح کی نماز پڑھی۔

حضرت عبدالرحمن بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حج ادا فرمایا پھر ہم مزدلفہ آئے جب عشا کی اذان کا وقت ہو چکا تھا یا قریب تھا۔ ایک شخص کو اذان واقامت کا حکم دیا اور نماز مغرب ادا کی اور بعد کی دو رکعتیں بھی۔ پھر شام کا کھانا منگا کر تناول فرمایا؛ پھر عشا کی دو رکعتیں پڑھیں جب صبح صادق ہوئی تو فرمایا: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس نماز فجر کے علاوہ اس دن اور اس مقام کے سوا کبھی نماز فجر اتنے اول وقت میں نہیں پڑھتے تھے۔

(الجامع للبخاری المناسک، الجامع الصحیح للبخاری، المناسک)

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ اور یہ بھی اجماع موافق ومخالف ہے کہ عصر عرفہ ومغرب مزدلفہ حقیقۃ غیر وقت میں پڑھیں۔ تو فجر نحر ومغرب مزدلفہ کا حکم یقیناً مختلف ہے۔ ہاں عصر عرفہ ومغرب مزدلفہ متحد الحکم اور غیر وقت میں پڑھنے کے حقیقی معنی انہیں کے ساتھ خاص۔ اور جب تک حقیقت بنتی ہو مجاز کی طرف عدول جائز نہیں۔ نہ جمع بین الحقیقۃ والمجاز ممکن۔ خصوصاً ملا جی کے نزدیک تو جب تک مانع قطعی موجود نہ ہو ظاہر پر حمل واجب۔

اور شک نہیں کہ بے وقت پڑھنے سے ظاہر متبادر وہی معنی ہیں جو ان عصر ومغرب میں حاصل نہ وہ کہ فجر میں واقع۔ تو واجب ہوا کہ جملہ صلی الفجر ان صلوتین کا بیان نہ ہو بلکہ یہ جملہ مستقلہ ہے اور صلوتین سے وہی عصر ومغرب مراد۔ تو ان میں اصلاً ہر گز کسی کا ذکر متروک نہیں۔ ہاں تفصیل میں بیچنے کیلئے ایک ہی کا نام لیا بوجہ کمال اشتہار۔ دوسری کا ذکر مطوی کیا۔

بحمد اللہ یہ معنی ہیں جواب علماء کے جس سے ملا جی کی فہم بے مس اور ناحق آنچہ انساں می کند کی ہوس۔ ملا جی! اب اس برابری کے بڑے بول کی خبریں کہئے کہ جو جواب تمہارا ہے وہی ہمارا سمجھئے۔ خدا کی شان۔

ع، اوگماں بردہ کہ من کردم چو او ☆ فرق را کے بیند آں استیزہ جو

فائدہ: یہ معنی نفیس فیض فتاح علیم جل مجدہ سے قلب فقیر پر القا ہوئے۔ پھر ارکان اربعہ ملک العلماء بحر العلوم قدس سرہ مطالعہ میں آئی دیکھا تو بعینہ یہی معنی افادہ فرمائے ہیں۔ والحمد للہ

ثانیاً: اقول وباللہ التوفیق۔ اگر نظر تتبع کو جولاں دیجئے تو بعونہ تعالیٰ واضح ہو کہ یہ جواب علماء محض تنزلی تھا۔ ورنہ اسی حدیث میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جمع عرفات بھی ذکر فرما چکے۔ یہ حدیث سنن نسائی کتاب المناسک باب الجمع بین الظہر والعصر بعرفہ میں یوں ہے۔

ضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز اس کے وقت ہی میں پڑھتے تھے مگر مزدلفہ اور عرفات میں۔

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں

ملا جی! اب کہئے: مصیبت کا پہاڑ کس پر ٹوٹا؟ ملا جی! ابھی آپکی نازک چھاتی پر دلی کی پہاڑی آتی ہے۔ سخت جانی کے آسرے پر سانس باقی ہو تو سر بچائیے کہ عنقریب مکہ کا پہاڑ ابو قبیس آتا ہے۔ ملا جی! دعویٰ اجتہاد پر ادھار کھائے پھرتے ہو اور علم

حدیث کی ہوا نہ لگی احادیث مرویہ بالمعنی صحیحین وغرہما صحاح وسنن، مسانید ومعاجیم، جوامع واجزاء وغیرہا میں دیکھئے صدہا مثالیں اس کی پایئے گا کہ ایک ہی حدیث کو رواۃ بالمعنی کس کس متنوع طور سے روایت کرتے ہیں۔ کوئی ایک ٹکڑا کوئی دوسرا کوئی کسی طرح، کوئی کسی طرح۔ جمع طرق سے پوری بات کا پتہ چلتا ہے۔

ولہٰذا امام الشان ابو حاتم رازی معاصر امام بخاری فرماتے ہیں جب تک حدیث کو ساٹھ وجہ سے نہ لکھتے اسکی حقیقت نہ پہچانتے۔

یہاں بھی مخرج اعمش بن عمارۃ عن عبدالرحمن عن عبداللہ ہے۔ اعمش کے بعد حدیث منتشر ہوئی۔ ان سے حفص بن غیاث، ابو معاویہ، ابو عوانہ، عبدالواحد بن زیاد، جریر سفین، داؤد، شعبہ وغیرہم اجلہ نے روایت کی۔

یہ روایتیں الفاظ واطوار، بسط واختصار، اور ذکر واقتصار میں طرق شتی پر آئیں۔ کسی میں مغرب وفجر کا ذکر ہے۔ ظہر عرفہ مذکور نہیں۔ کروایۃ الصحیحین، کسی میں ظہر عرفہ ومغرب کا بیان ہے فجر مزدلفہ ماثور نہیں۔ کروایۃ النسائی۔ کسی میں صرف مغرب کا تذکرہ ہے ظہر فجر وصیغہ مارأیت، وغیرہ کچھ مسطور نہیں کحدیث النسائی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب وعشاء کو مزدلفہ میں جمع کیا۔ (فتاویٰ رضویہ)

حکم خاص سے استدلال کرتے ہوئے عمومی حکم کو ثابت نہیں کیا جائے گا

اس قاعدہ کا ماخذ یہ ہے۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ میدان عرفات سے واپس لوٹے تو میں آپ کے ساتھ سوار تھا، جب آپ گھاٹی پر آئے تو آپ نے سواری بٹھائی اور قضاء حاجت کیلئے نیچے اتر گئے جب واپس آئے تو میں نے برتن سے پانی لیکر آپ کو وضو کرایا، پھر آپ سوار ہو کر مزدلفہ آئے اور وہاں مغرب اور عشاء کی نماز کو جمع کر کے پڑھا۔ (مسلم، ج ۱، ص ۴۱۶، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث میں نماز مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھنے کا ثبوت ہے جو کہ ایام حج میں اس کے احکام کے ساتھ خاص ہے لہٰذا اس حدیث سے کوئی یہ استدلال کرتے ہوئے نہیں کہہ سکتا کہ نماز مغرب اور عشاء کو جہاں چاہیں جمع کر کے پڑھ سکتے ہیں کیونکہ حکم خاص سے عمومی حکم کو ثابت نہیں کیا جا سکتا۔

حکم عام کے استدلال سے حکم خاص کی تخصیص

ترجمہ: بے شک نماز مومنوں پر وقت مقررہ پر فرض ہے۔ (النساء) اس آیت میں بیان کردہ حکم کا تقاضہ یہ ہے کہ ہر نماز کو اس کے مقررہ وقت کے اندر ادا کرنا ضروری ہے اس سے معلوم ہوا کہ دو نمازوں کو جمع کرنے والا حکم ایام حج میں اس کے مناسک ادا کرنے والے کے ساتھ خاص ہے لہٰذا اس عام حکم کو اس سے ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ جبکہ دو نمازوں کو جمع کرنے کے باوجود اس عمومی حکم یعنی ہر نماز کو اس کے وقت کے اندر پڑھا جائے اس پر بھی عمل ہوگا۔

بَابُ قَصْرِ قِرَاءَةِ الصَّلَاةِ فِي السَّفَرِ

باب: سفر کے دوران نماز میں قرأت مختصر کرنا

1221 - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ. حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ الْبَرَاءِ. قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ. فَصَلَّى بِنَا الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ. فَقَرَأَ فِي إِحْدَى الرَّكْعَتَيْنِ. بِالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر پر روانہ ہوئے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عشاء کی نماز پڑھائی اور ان میں سے دو رکعتوں میں سے ایک رکعت میں سورہ ''والتین'' کی تلاوت فرمائی۔

بَابُ التَّطَوُّعِ فِي السَّفَرِ

باب: سفر کے دوران نوافل ادا کرنا

1222 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ أَبِي بُسْرَةَ الْغِفَارِيِّ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: صَحِبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ سَفَرًا. فَمَا رَأَيْتُهُ تَرَكَ رَكْعَتَيْنِ إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ الظُّهْرِ

حضرت براء بن عازب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اٹھارہ سفروں میں شریک رہا ہوں میں نے کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سورج ڈھل جانے کے بعد اور ظہر (کے فرائض) سے پہلے کی دو رکعتیں ترک کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

1223 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ حَفْصِ بْنِ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: صَحِبْتُ ابْنَ عُمَرَ فِي طَرِيْقٍ، قَالَ: فَصَلَّى بِنَا رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ أَقْبَلَ فَرَأَى نَاسًا قِيَامًا، فَقَالَ: مَا يَصْنَعُ هٰؤُلَاءِ؟ قُلْتُ: يُسَبِّحُوْنَ. قَالَ: لَوْ كُنْتُ مُسَبِّحًا أَتْمَمْتُ صَلَاتِي. يَا ابْنَ أَخِي، إِنِّي صَحِبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ. فَلَمْ يَزِدْ عَلَى رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ، وَصَحِبْتُ أَبَا بَكْرٍ. فَلَمْ يَزِدْ عَلَى رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ، وَصَحِبْتُ عُمَرَ. فَلَمْ يَزِدْ عَلَى رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ تَعَالَى، وَصَحِبْتُ عُثْمَانَ فَلَمْ يَزِدْ عَلَى رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ تَعَالَى، وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: (لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ) (الأحزاب: 21)

حفص بن عاصم اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ سفر کر رہا تھا راوی بیان کرتے ہیں: انہوں نے ہمیں دو رکعت پڑھائی پھر وہ متوجہ ہوگئے' تو انہوں نے کچھ لوگوں کو قیام کی حالت میں دیکھا انہوں نے دریافت کیا: یہ لوگ کیا کر رہے ہیں' تو میں نے کہا: یہ لوگ نوافل پڑھ رہے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اگر میں نے

نفل ہی پڑھنے ہوتے تو اپنی نماز مکمل کر لیتا۔ اے میرے بھتیجے! میں سفر میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ رہا ہوں نبی اکرم ﷺ دو رکعت سے زیادہ ادا نہیں کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ نے آپ ﷺ کی روح کو قبض کر لیا (یعنی آپ ﷺ زندگی بھر ایسا ہی کرتے رہے)

پھر میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا وہ بھی دو رکعت سے زیادہ ادا نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ نے ان کی روح کو قبض کر لیا میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا وہ بھی دو رکعت سے زیادہ نماز ادا نہیں کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ نے ان کی روح کو بھی قبض کر لیا۔ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا وہ بھی دو رکعت سے زیادہ ادا نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ نے ان کی روح کو قبض کر لیا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ''تمہارے لیے اللہ کے رسول ﷺ کے طریقے میں بہترین نمونہ ہے''۔

بَابُ التَّطَوُّعِ عَلَى الرَّاحِلَةِ وَالْوِتْرِ

باب: نوافل اور وتر سواری پر ادا کرنا

1224 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ اَبِيْهِ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَبِّحُ عَلَى الرَّاحِلَةِ اَیَّ وَجْهٍ تَوَجَّهَ، وَيُوْتِرُ عَلَيْهَا، غَيْرَ اَنَّهٗ لَا يُصَلِّي الْمَكْتُوْبَةَ عَلَيْهَا

❁❁ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ سواری پر ہی نماز ادا کر لیتے تھے خواہ اس کا رخ جس سمت بھی ہوتا تھا۔ آپ ﷺ وتر بھی اس پر ادا کر لیتے تھے البتہ آپ ﷺ فرض نماز اس پر ادا نہیں کرتے تھے۔

1225 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا رِبْعِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْجَارُوْدِ، حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ اَبِي الْحَجَّاجِ، حَدَّثَنِي الْجَارُوْدُ بْنُ اَبِيْ سَبْرَةَ، حَدَّثَنِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا سَافَرَ فَاَرَادَ اَنْ يَّتَطَوَّعَ اسْتَقْبَلَ بِنَاقَتِهِ الْقِبْلَةَ فَكَبَّرَ، ثُمَّ صَلّٰى حَيْثُ وَجَّهَهٗ رِكَابُهٗ

❁❁ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب سفر کے دوران نوافل ادا کرنے کا ارادہ کرتے تو اپنی اونٹنی کا رخ قبلہ کی طرف کرتے تھے اور تکبیر کہتے تھے۔ پھر آپ ﷺ نماز ادا کرنے لگتے تھے خواہ اس اونٹنی کا رخ جس سمت میں بھی ہوتا تھا۔

1226 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ، عَنْ اَبِي الْحُبَابِ سَعِيْدِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّهٗ قَالَ: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ عَلٰى حِمَارٍ، وَهُوَ مُتَوَجِّهٌ اِلٰى خَيْبَرَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو اپنے گدھے پر بیٹھ کر نماز ادا کرتے دیکھا اور اس وقت آپ ﷺ کا رخ خیبر کی جانب تھا۔

1227 - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَاجَةٍ، قَالَ: فَجِئْتُ وَهُوَ يُصَلِّي عَلٰى رَاحِلَتِهٖ نَحْوَ الْمَشْرِقِ، وَالسُّجُودُ اَخْفَضُ مِنَ الرُّكُوعِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مجھے کسی کام کے سلسلے میں بھیجا۔ راوی بیان کرتے ہیں: جب میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر بیٹھے ہوئے مشرق کی طرف رخ کر کے نماز ادا کر رہے تھے۔ آپ ﷺ سجدہ کرتے ہوئے رکوع سے نسبتاً زیادہ جھک جاتے تھے۔

سواری پر نفل نماز پڑھنے میں فقہاء احناف کا نظریہ

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں ہوتے تو رات کی نماز علاوہ فرض نماز کے اپنی سواری پر اشارے سے پڑھتے اور سواری کا منہ جس سمت ہوتا اسی سمت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی منہ ہوتا نیز نماز وتر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سواری ہی پر پڑھ لیتے تھے۔ (صحیح البخاری وصحیح مسلم)

حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهٖ کا مطلب یہ ہے کہ جدھر سواری کا منہ ہوتا (ادھر ہی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی منہ کئے ہوئے نماز پڑھتے رہتے تھے لیکن تکبیر تحریمہ کے وقت اپنا روئے مبارک بہرصورت قبلے ہی کی طرف رکھتے تھے۔ جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے معلوم ہوگا اشارے سے نماز پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ رکوع اور سجدہ اشارہ سے کرتے تھے نیز یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کا جو اشارہ کرتے وہ رکوع کے اشارے سے پست ہوتا تھا۔

اس حدیث سے دو مسئلے مستنبط ہوتے ہیں اول تو یہ کہ سواری پر نفل نماز پڑھنی جائز ہے لیکن فرض نہیں اس حدیث میں اگرچہ رات کی نماز کا ذکر کیا گیا ہے لیکن دوسری روایتوں میں عام نفل نمازوں کا ذکر موجود ہے لہٰذا یہ حکم سنت موکدہ اور اس کے علاوہ دیگر سنن ونوافل نمازوں کو بھی شامل ہے مگر حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت میں ثابت ہے کہ فجر کی سنتوں کے لیے سواری سے اتر جانا مستحب ہے بلکہ ایک دوسری روایت سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ فجر کی سنتوں کو سواری سے اتر کر پڑھنا واجب ہے۔ اسی لیے اس نماز کو بغیر کسی عذر کے بیٹھے بیٹھے پڑھنا جائز نہیں ہے فرض نماز سواری پر پڑھنا جائز نہیں ہے لیکن مندرجہ ذیل اعذار کی صورت میں فرض نماز بھی سواری پر پڑھ لینا جائز ہے۔

(۱) کوئی آدمی جنگل میں ہو اور اپنے مال یا اپنی جان کی ہلاکت کا خوف غالب ہو مثلاً یہ ڈر ہو کہ اگر سواری سے اتر کر نماز پڑھنے لگوں گا تو کوئی چور یا راہزن مال واسباب لے کر چلتا بنے گا یا کوئی درندہ نقصان پہنچائے گا یا قافلے سے بچھڑ جاؤں گا یا راستہ بھول جاؤں (۲) سواری میں کوئی ایسا سرکش جانور ہو یا کوئی ایسی چیز ہو جس پر اترنے کے بعد پھر چڑھنا ممکن نہ ہو۔ (۳) نماز پڑھنے والا اتنا ضعیف اور بوڑھا ہو کہ خود نہ تو سواری سے اتر سکتا ہو اور سواری پر چڑھنے پر قادر ہو اور نہ کوئی ایسا آدمی پاس موجود ہو

جو سواری سے اتار سکے اور اس پر چڑھا سکے۔ (۴) زمین پر اتنا کیچڑ ہو کہ اس پر نماز پڑھنا ممکن نہ ہے۔ (۵) یا بارش کا عذر ہو۔

جہاں تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل کا تعلق ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی نماز بھی سواری پر پڑھ لیتے تھے تو اس کے بارے میں امام طحاوی فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلے نماز وتر کے عدم کی تاکید کے پیش نظر اور اس کی اہمیت کا احساس دلانے کے لیے سواری پر وتر کی نماز پڑھ لیتے تھے مگر جب لوگوں کے ذہن میں اس نماز کی تاکید و اہمیت بیٹھ گئی اور اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اتنی تاکید فرما دی کہ اس کے چھوڑنے کو روا نہیں رکھا تو بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی نماز بھی سواری سے اتر کر زمین پر پڑھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کرتے تھے۔

حضرت امام محمد نے اپنی کتاب مؤطا میں صحابہ و تابعین کے ایسے بہت آثار نقل کئے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ حضرات وتر کی نماز پڑھنے کے لیے اپنی سواریوں سے اتر جاتے تھے۔

علامہ شمنی فرماتے ہیں کہ نماز فرض کی طرح جنازہ کی نماز، منت مانی ہوئی نماز نذر اور وہ سجدہ تلاوت کہ جس کی آیت سجدہ کی تلاوت زمین پر کی گئی سواری پر جائز نہیں ہے۔

حدیث سے دوسرا مسئلہ یہ مستنبط ہوتا ہے کہ سواری پر نماز پڑھنا سفر کے ساتھ مشروط ہے چنانچہ ائمہ جمہور کا یہی مسلک ہے اور حضرت امام ابوحنیفہ و حضرت امام ابویوسف رحمہما اللہ علیہما سے بھی ایک روایت میں یہی منقول ہے لیکن حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا محقق اور صحیح مسلک یہ ہے کہ سواری پر نماز کا جواز نمازی کے شہر سے باہر ہونے کے ساتھ مشروط ہے خواہ مسافر ہو یا نہ ہو، چنانچہ اگر کوئی مسافر بھی شہر کے اندر ہو تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس کے لیے سواری پر نفل نماز پڑھنا جائز نہیں ہے لیکن حضرت امام محمد کے نزدیک جائز ہے اگرچہ مکروہ ان کے نزدیک بھی ہے حضرت امام ابویوسف فرماتے ہیں کہ مسافر شہر کے اندر بھی سواری پر نفل پڑھے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اب اس کے بعد اس میں اختلاف ہے کہ شہر سے کتنے فاصلے پر ہونے کی صورت میں سواری پر نماز پڑھنا جائز ہے۔

چنانچہ بعض حضرات کے نزدیک کم سے کم دو فرسخ (چھ میل) شہر سے باہر ہونا ضروری ہے بعض حضرات نے تین فرسخ اور بعض حضرات نے ایک کوس متعین کیا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ شہر و آبادی کے مکانات سے باہر ہوتے ہی سواری پر نماز نفل پڑھنا جائز ہے جیسا کہ قصر نماز کے جواز کے سلسلے میں قاعدہ ہے۔

سواری پر نماز پڑھنے کے مسائل کا بیان

۱. شہر یا بستی سے باہر گھوڑے وغیرہ جانور پر سوار ہو کر نفل نماز پڑھنا جائز ہے، خواہ کوئی عذر ہو یا نہ ہو، اور جدھر کو جانور جاتا ہو اُدھر ہی کو نماز پڑھے کیونکہ سواری پر نماز میں قبلے کی طرف منہ کرنا شرط نہیں ہے لیکن اگر شروع کرتے وقت ممکن ہو تو استقبال قبلہ مستحب ہے جانور کے رخ کے خلاف سمت کو نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔

۲. شہر (آبادی) کے اندر جانور پر سوار ہو کر نفل نماز پڑھنا امام ابوحنیفہ کے نزدیک جائز نہیں، امام ابویوسف کے نزدیک بلا

کراہت جائز ہے اور امام محمد کے نزدیک کراہت کے ساتھ جائز ہے۔

۳۔ شہر سے باہر نکلنے کے بعد مسافر اور غیر مسافر اس حکم میں برابر ہیں اس لئے اگر کوئی شخص اپنی کھیتوں وغیرہ کی طرف یا گردو نواح میں جاتا ہو اور سفر شرعی نہ ہو تب بھی سواری پر نفل نماز پڑھنا جائز ہے۔

۴۔ سنت مؤکدہ و غیر مؤکدہ سب نفل کے حکم میں ہیں لیکن سنتِ فجر امام ابوحنیفہ کے نزدیک بلا عذر سواری پر پڑھنا جائز نہیں۔

۵۔ سواری پر نماز پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ اشاروں سے نماز پڑھے یعنی جس طرح سواری پر بیٹھا ہو نیت باندھ کر قرآت وغیرہ بدستور پڑھ کر رکوع و سجدہ اشارہ سے کرے اور سجدے کا اشارہ رکوع سے زیادہ جھکا ہوا ہو اور بدستور قعدے میں تشہد وغیرہ پڑھ کر سلام پھیرے اور سجدہ میں کسی چیز پر اپنا سر نہ رکھے خواہ جانور چلتا ہو یا کھڑا ہو اس لئے کہ ایسا کرنا مکروہ ہے۔

۶۔ شہر سے باہر سواری پر نماز پڑھنے میں اگر جانور اپنے آپ چلتا ہو تو ہانکنا جائز نہیں اور اگر اپنے آپ نہ چلتا ہو تو عملِ قلیل سے ہانکنے میں نماز فاسد نہیں ہوگی اور عمل کثیر سے ہانکنے میں نماز فاسد ہو جائے گی۔

۷۔ اگر نفل نماز زمین پر شروع کی پھر جانور پر سوار ہو کر اس کو پورا کیا تو جائز نہیں اور اگر سواری پر شروع کی اور زمین پر اتر کر پورا کیا تو جائز ہے اور یہ حکم اس وقت ہے جبکہ عملِ قلیل سے اترا ہو مثلاً پاؤں ایک طرف کو لٹکا کر پھسل جائے۔

۸۔ اگر سواری کے جانور پر نجاست ہو تو وہ مانع نماز نہیں، خواہ قلیل ہو یا کثیر لیکن نمازی کے بدن یا لباس پر ناپاکی ہوگی تو نماز جائز نہ ہوگی۔

۹۔ ہر شخص کو اپنی اپنی سواری پر اکیلے اکیلے نماز پڑھنے چاہئے اگر وہ جماعت سے پڑھیں گے تو امام کی نماز جائز ہوگی جماعت کی جائز نہ ہوگی اور اگر مقتدی سب ایک ہی جانور پر سوار ہوں تو سب کی نماز جائز ہو جائے گی۔

۱۰۔ جانور پر محمل (عماری) میں اور گاڑی میں نفل نماز پڑھنے کا وہی حکم ہے جو جانور پر پڑھنے کا بیان ہوا۔

۱۱۔ پیدل چلنے کی حالت میں بالاجماع نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔

سواری پر نفل شروع کرنے والے کی بناء کا بیان

اگر اس نے نفل نماز سواری پر شروع کی پھر وہ اتر آیا تو اسی پر بناء کرے گا۔ اور اگر اس نے زمین پر ایک رکعت پڑھی اور پھر سوار ہو گیا تو نئے سرے سے پڑھے۔ کیونکہ سوار کی تحریمہ رکوع و سجود کیلئے منعقد ہوئی تھی۔ اس لئے کہ وہ اترنے پر قادر ہے۔ لہٰذا اگر وہ دونوں (رکوع و سجود) کرے گا تو اس کی نماز صحیح ہوگی۔ اور زمین پر اترنا رکوع و سجود کے وجوب کو منعقد کرنے والا ہے کیونکہ وہ اس کے لزوم کے پیش نظر اس کو بغیر عذر کے ترک نہیں کر سکتا۔

اور امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے نزدیک جب وہ اترے تو نئے سرے سے پڑھے۔ اور اسی طرح امام محمد علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ جب وہ ایک رکعت پڑھ کر اترے۔ اور زیادہ صحیح پہلا قول ہے اور وہی ظاہر ہے۔ (ہدایہ اولین، کتاب صلوٰۃ، لاہور)

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ یہ مسئلہ ظاہر الروایت سے لیا گیا ہے اور امام محمد علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ جب کوئی

شخص سواری سے اترے گا اور بناء کرتے ہوئے رکوع سجود کے ساتھ نماز پڑھے گا تو اس صورت میں اس نماز کے بعض ارکان رکوع وسجود کے ساتھ ادا ہوئے اور بعض اشارے کے ساتھ ادا ہوئے۔ لہٰذا اس کیلئے حکم یہ ہے کہ وہ نئے سرے سے نماز پڑھے۔

اور اسی طرح اگر نازل سوار ہوا تو وہ نئے سے نماز پڑھے اور اگر اس نے بناء کی تو اس نے بعض نماز کو رکوع وسجود کے ساتھ پڑھا اور بعض کو اشارے سے پڑھا جبکہ وہی اولیٰ ہے۔

جبکہ امام زفر علیہ الرحمہ اس مسئلہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ مذکورہ دونوں صورتوں میں اس شخص کا بناء کرنا صحیح ہے اور ان کی دلیل یہ ہے کہ رکوع وسجود کرنے والے کا اشارے سے پڑھی ہوئی نماز پر بناء کرنا جائز ہے۔

اسی مسئلہ کے بارے میں امام ابو یوسف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ دونوں صورتوں میں نئے سرے سے نماز پڑھے گا اور اس کی دلیل میں وہ ظاہر الروایت والا اسلوب اپناتے ہیں۔ (فتح القدیر، ج ۲، ص ۴۴۳، بیروت)

بَابُ الْفَرِيضَةِ عَلَى الرَّاحِلَةِ مِنْ عُذْرٍ

باب: کسی عذر کی وجہ سے سواری پر فرض نماز ادا کرنا

1228 - حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ الْمُنْذِرِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، هَلْ رُخِّصَ لِلنِّسَاءِ أَنْ يُصَلِّينَ عَلَى الدَّوَابِّ؟ قَالَتْ: لَمْ يُرَخَّصْ لَهُنَّ فِي ذَلِكَ، فِي شِدَّةٍ وَلَا رَخَاءٍ قَالَ مُحَمَّدٌ: هَذَا فِي الْمَكْتُوبَةِ

❁❁ عطاء بن ابی رباح بیان کرتے ہیں: انہوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: کیا خواتین کو اس بات کی اجازت ہے کہ وہ سواری پر بیٹھ کر نماز ادا کر لیں؟ تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ان کے لیے پریشانی اور آرام کسی بھی حالت میں یہ رخصت نہیں دی گئی۔

محمد بن شعیب نامی راوی کہتے ہیں: یہ حکم فرض نماز کے بارے میں ہے۔

بَابُ مَتَى يُتِمُّ الْمُسَافِرُ؟

باب: مسافر کب نماز مکمل ادا کرے گا

1229 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، ح وحَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ، وَهَذَا لَفْظُهُ، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَهِدْتُ مَعَهُ الْفَتْحَ، فَأَقَامَ بِمَكَّةَ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ لَيْلَةً، لَا يُصَلِّي إِلَّا رَكْعَتَيْنِ، وَيَقُولُ: يَا أَهْلَ الْبَلَدِ، صَلُّوا أَرْبَعًا فَإِنَّا قَوْمٌ سَفْرٌ

❁❁ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگوں میں بھی شریک ہوا ہوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فتح مکہ میں بھی شریک ہوا ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھارہ دن تک مکہ میں مقیم رہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دوران صرف

دو رکعت نماز ادا کرتے رہے۔ آپ ﷺ فرماتے: اے شہر کے رہنے والو! تم چار رکعت ادا کرو کیونکہ ہم تو مسافر لوگ ہیں۔

1230 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، وَعُثْمَانُ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ، الْمَعْنَى وَاحِدٌ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَفْصٌ، عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقَامَ سَبْعَ عَشْرَةَ بِمَكَّةَ يَقْصُرُ الصَّلَاةَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَمَنْ اَقَامَ سَبْعَ عَشْرَةَ قَصَرَ، وَمَنْ اَقَامَ اَكْثَرَ اَتَمَّ.

قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ: قَالَ عَبَّادُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: اَقَامَ تِسْعَ عَشْرَةَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مکہ میں سترہ دن قیام کیا اس دوران آپ ﷺ قصر نماز ادا کرتے رہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جو شخص سترہ دن تک رہنے کی نیت کرتا ہے وہ قصر نماز ادا کرے گا اور جو اس سے زیادہ مقیم رہتا ہے وہ پوری نماز ادا کرے گا۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) ایک اور سند کے ہمراہ یہ بات منقول ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے انیس دن قیام کیا تھا۔

1231 - حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: اَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ خَمْسَ عَشْرَةَ، يَقْصُرُ الصَّلَاةَ.

قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ: رَوَى هٰذَا الْحَدِيْثَ عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، وَاَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ الْوَهْبِيُّ، وَسَلَمَةُ بْنُ الْفَضْلِ، عَنِ ابْنِ اِسْحَاقَ، لَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ ابْنَ عَبَّاسٍ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: فتح مکہ کے موقع پر نبی اکرم ﷺ نے پندرہ دن قیام کیا تھا اس دوران آپ ﷺ قصر نماز ادا کرتے رہے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم ان راویوں نے اس کی سند میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا تذکرہ نہیں کیا۔

1232 - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ، حَدَّثَنَا شَرِيْكٌ، عَنِ ابْنِ الْاَصْبَهَانِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقَامَ بِمَكَّةَ سَبْعَ عَشْرَةَ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: آپ ﷺ نے مکہ میں سترہ دن قیام کیا اور اس دوران آپ ﷺ دو

1230- اسنادہ صحیح. حفص: ھو ابن غیاث، وعاصم: ھو ابن سلیمان الاحول. واخرجہ البخاری (1080) و (4298) و (4300)، وابن ماجہ (1075)، والترمذی (557) من طرق عن عاصم الاحول، بھذا الاسناد. وعندھم: اقام تسعۃ عشر یوما بدل سبع عشرۃ. واخرجہ البخاری (1080) من طریق حصین بن عبدالرحمٰن، عن عکرمۃ، بہ. بلفظ: تسعۃ عشر یوما. وھو فی "مسند احمد" (1958)، و"صحیح ابن حبان" (2750)

رکعتیں ادا کرتے رہے۔

1233 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، وَمُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، الْمَعْنَى، قَالَا: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ، فَكَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ حَتَّى رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ. فَقُلْنَا: هَلْ أَقَمْتُمْ بِهَا شَيْئًا؟ قَالَ: أَقَمْنَا بِهَا عَشْرًا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم واپس مدینہ تشریف لانے تک دو دو رکعت ادا کرتے رہے۔

راوی بیان کرتے ہیں: ہم نے دریافت کیا: آپ لوگوں نے وہاں کتنا عرصہ قیام کیا تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا: ہم نے دس دن قیام کیا تھا۔

1234 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَابْنُ الْمُثَنَّى، وَهَذَا لَفْظُ ابْنِ الْمُثَنَّى، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى: قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ إِذَا سَافَرَ سَارَ بَعْدَ مَا تَغْرُبُ الشَّمْسُ حَتَّى تَكَادَ أَنْ تُظْلِمَ، ثُمَّ يَنْزِلُ فَيُصَلِّي الْمَغْرِبَ، ثُمَّ يَدْعُو بِعَشَائِهِ فَيَتَعَشَّى، ثُمَّ يُصَلِّي الْعِشَاءَ، ثُمَّ يَرْتَحِلُ، وَيَقُولُ: هَكَذَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ، قَالَ عُثْمَانُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ، سَمِعْتُ أَبَا دَاوُدَ، يَقُولُ: وَرَوَى أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ أَنَسًا، كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا حِينَ يَغِيبُ الشَّفَقُ، وَيَقُولُ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَصْنَعُ ذَلِكَ، وَرِوَايَةُ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلُهُ

حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ جب سفر کرتے تھے تو سورج غروب ہو جانے کے بعد بھی سفر کرتے تھے یہاں تک کہ جب تاریکی ہونے لگتی تو وہ اتر کر مغرب کی نماز ادا کرتے تھے پھر وہ رات کا کھانا منگوا کر کھاتے تھے پھر عشاء کی نماز ادا کرتے تھے پھر روانہ ہوتے تھے۔

راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: وہ شفق غروب ہو جانے کے بعد دونوں نمازیں ایک ساتھ ادا کیا کرتے تھے اور یہ کہتے تھے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

زہری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مانند روایت نقل کی ہے۔

بَابٌ إِذَا أَقَامَ بِأَرْضِ الْعَدُوِّ يَقْصُرُ

باب: جب آدمی دشمن کی سرزمین پر مقیم ہو تو وہ قصر نماز ادا کرے گا

1235 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: أَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَبُوكَ عِشْرِينَ يَوْمًا يَقْصُرُ الصَّلَاةَ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: غَيْرُ مَعْمَرٍ يُرْسِلُهُ، لَا يُسْنِدُهُ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک میں بیس دن قیام کیا اس دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم قصر نماز ادا کرتے تھے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) معمر کے علاوہ راویوں نے اس روایت کو مسند روایت کے طور پر نقل کیا ہے انہوں نے اسے مرسل روایت کے طور پر نقل نہیں کیا۔

نیت اقامت کے صحیح ہونے کی شرطوں کا بیان

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ نیت اقامت صحیح ہونے کے لئے چھ شرطیں ہیں چلنا (۱) چلنا ترک کرے اگر چلنے کی حالت میں اقامت کی نیت کی تو مقیم نہیں (۲) وہ جگہ اقامت کی صلاحیت رکھتی ہو جنگل یا دریا یا غیر آباد ٹاپو میں اقامت کی نیت کی مقیم نہ ہوا (۳) پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت ہو اس سے کم ٹھہرنے کی نیت سے مقیم نہ ہوگا۔ (۴) یہ نیت ایک ہی جگہ ٹھہرنے کی ہو۔ اگر دو موضعوں میں پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ ہو مثلاً ایک میں دس دن دوسرے میں پانچ دن کا تو مقیم نہ ہوگا۔ (۵) اپنا ارادہ مستقل رکھتا ہو یعنی کسی کا تابع نہ ہو۔ (۶) اس کی حالت اس کے ارادہ کے منافی نہ ہو۔ مسافر جا رہا ہے اور ابھی شہر یا گاؤں میں پہنچا نہیں اور نیت اقامت کر لی تو مقیم نہ ہوا اور پہنچنے کے بعد نیت کی تو ہو گیا اگرچہ ابھی مکان وغیرہ کی تلاش میں پھر رہا ہو۔

مسلمانوں کا لشکر کسی جنگل میں پڑاؤ ڈال دے اور ڈیرہ خیمہ نصب کر کے پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کر لے تو مقیم نہ ہوا اور جو لوگ جنگل میں خیمہ میں رہتے ہیں اور اگر جنگل میں خیمہ ڈال کر پندرہ دن کی نیت سے ٹھہریں مقیم ہو جائیں گے بشرطیکہ وہاں پانی اور گھاس وغیرہ دستیاب ہوں کہ ان کے لئے جنگل ویسا ہی ہے جیسے ہمارے لئے شہر اور گاؤں۔

دو جگہ پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کی اور دونوں مستقل ہوں جیسے مکہ و منیٰ تو مقیم نہ ہوا اور ایک دوسرے کی تابع ہو جیسے شہر اور اس کی فنا تو مقیم ہو گیا۔ (عالمگیری، درمختار)

مسافت و نیت مسافر کا بیان

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ مسافر اگر اپنے ارادہ میں مستقل نہ ہو تو پندرہ دن کی نیت سے مقیم نہ ہوگا مثلاً عورت جس کا مہر معجل شوہر کے ذمہ باقی نہ ہو کہ یہ شوہر کی تابع ہے اس کی اپنی نیت بیکار ہے اور غلام غیر مکاتب کہ اپنے مالک کا تابع ہے

اور لشکری جس کو بیت المال یا بادشاہ کی طرف سے خوراک ملتی ہے کہ یہ اپنے سردار کا تابع ہے اور نوکر کہ یہ اپنے آقا کا تابع ہے اور قیدی کہ یہ قید کرنے والے کا تابع ہے اور جس مالدار پر تاوان لازم آیا اور شاگرد جس کو استاد کے یہاں سے کھانا ملتا ہے کہ یہ اپنے استاد کا تابع ہے اور نیک بیٹا اپنے باپ کا تابع ہے ان سب کی اپنی نیت بیکار ہے بلکہ جن کے تابع ہیں ان کی نیتوں کا اعتبار ہے ان کی نیت اقامت کی ہے تو تابع بھی مقیم ہیں ان کی نیت اقامت کی نہیں تو یہ بھی مسافر ہیں۔ (دُرِّ مختار، ردالمحتار، عالمگیری)

عورت کا مہر معجّل باقی ہے تو اسے اختیار ہے کہ اپنے نفس کو روک لے لہٰذا اس وقت تابع نہیں۔ یونہی مکاتب غلام کو بغیر مالک کی اجازت کے سفر کا اختیار ہے لہٰذا تابع نہیں اور جو سپاہی بادشاہ یا بیت المال سے خوراک نہیں لیتا وہ تابع نہیں اور اجیر جو ماہانہ یا برسی پر نوکر نہیں بلکہ روزانہ اس کا مقرر ہے وہ دن بھر کام کرنے کے بعد اجارہ فسخ کر سکتا ہے لہٰذا تابع نہیں۔ اور جس مسلمان کو دشمن نے قید کیا اگر معلوم ہے کہ تین دن کی راہ کو لیجائے گا تو قصر کرے اور معلوم نہ ہو تو اس سے دریافت کرے جو بتائے اس کے موافق عمل کرے اور نہ بتایا تو اگر معلوم ہے کہ وہ دشمن مقیم ہے تو پوری پڑھے اور مسافر ہے تو قصر کرے اور یہ بھی معلوم نہ ہو سکے تو جب تک تین دن کی راہ طے نہ کر لے پوری پڑھے اور جس پر تاوان لازم آیا وہ سفر میں تھا اور پکڑا گیا اگر نادار ہے تو قصر کرے اور مالدار ہے اور پندرہ دن کے اندر دینے کا ارادہ ہے یا کچھ ارادہ نہیں جب بھی قصر کرے اور یہ ارادہ ہے کہ نہیں دے گا تو پوری پڑھے۔ (ردالمحتار وغیرہ)

دارالحرب والے سے متعلق قصر کے حکم کا بیان

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ مسلمانوں کا لشکر دارالحرب کو گیا یا دارالحرب میں کسی قلعہ کا محاصرہ کیا تو مسافر ہی ہے اگرچہ پندرہ دن کی نیت کر لی ہو اگرچہ ظاہر غلبہ ہو۔ یونہی اگر دارالاسلام میں باغیوں کا محاصرہ کیا ہو تو مقیم نہیں اور جو شخص دارالحرب میں امان لے کر گیا اور پندرہ دن کی اقامت کی نیت کی تو چار پڑھے۔ (غنیۃ، دُرِّ مختار)

دارالحرب کا رہنے والا وہیں مسلمان ہو گیا اور کفار اس کے مار ڈالنے کی فکر میں ہوئے وہ وہاں سے تین دن کی راہ کا ارادہ کر کے بھاگا تو نماز قصر کرے اور اگر کہیں دو ایک ماہ کے ارادہ سے چھپ گیا جب بھی قصر پڑھے اور اگر اسی شہر میں چھپا تو پوری پڑھے اور اگر مسلمان دارالحرب میں قید تھا وہاں سے بھاگ کر کسی غار میں چھپا تو قصر پڑھے اگرچہ پندرہ دن کا ارادہ ہو اور اگر دارالحرب کے کسی شہر کے تمام رہنے والے مسلمان ہو جائیں اور حربیوں نے ان سے لڑنا چاہا تو وہ سب مقیم ہی ہیں۔ یونہی اگر کفار ان کے شہر پر غالب آئے اور یہ لوگ شہر چھوڑ کر ایک دن کی راہ کے ارادہ سے چلے گئے جب بھی مقیم ہیں اور تین دن کی راہ کا ارادہ ہو تو مسافر پھر اگر واپس آئے اور کفار نے ان کے شہر پر قبضہ نہ کیا ہو تو مقیم ہو گئے اور اگر مشرکوں کا شہر پر تسلط ہو گیا اور وہاں رہے بھی مگر مسلمانوں کے واپس آنے پر چھوڑ دیا تو اگر یہ لوگ وہاں رہنا چاہیں تو دارالاسلام ہو گیا نمازیں پوری کریں اور اگر وہاں رہنے کا ارادہ نہیں بلکہ صرف ایک آدھ مہینہ رہ کر دارالاسلام کو چلے جائیں گے تو قصر کریں۔ (عالمگیری)

بَابُ صَلَاةِ الْخَوْفِ

باب: نمازِ خوف کے احکام

1235/1 مَنْ رَأَى أَنْ يُصَلِّيَ بِهِمْ وَهُمْ صَفَّانِ فَيُكَبِّرُ بِهِمْ جَمِيعًا، ثُمَّ يَرْكَعُ بِهِمْ جَمِيعًا، ثُمَّ

يَسْجُدُ الْإِمَامُ. وَالصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ، وَالْآخَرُونَ قِيَامٌ يَحْرُسُونَهُمْ. فَإِذَا قَامُوا سَجَدَ الْآخَرُونَ الَّذِينَ كَانُوا خَلْفَهُمْ. ثُمَّ تَأَخَّرَ الصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ إِلَى مَقَامِ الْآخَرِينَ، وَتَقَدَّمَ الصَّفُّ الْأَخِيرُ إِلَى مَقَامِهِمْ. ثُمَّ يَرْكَعُ الْإِمَامُ وَيَرْكَعُونَ جَمِيعًا. ثُمَّ يَسْجُدُ وَيَسْجُدُ الصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ وَالْآخَرُونَ يَحْرُسُونَهُمْ. فَإِذَا جَلَسَ الْإِمَامُ وَالصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ سَجَدَ الْآخَرُونَ. ثُمَّ جَلَسُوا جَمِيعًا. ثُمَّ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ جَمِيعًا.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا قَوْلُ سُفْيَانَ

⊛⊛ جو حضرات اس بات کے قائل ہیں: امام لوگوں کو نماز پڑھائے گا' اور لوگ دو صفیں بنالیں گے۔ امام ان سب کے ہمراہ تکبیر تحریمہ کہے گا' اور ان سب کے ہمراہ رکوع کرے گا پھر امام اور اس کے قریب موجود لوگ سجدے میں چلے جائیں گے' اور دوسرے لوگ کھڑے رہیں گے' اور ان کی حفاظت کریں گے جب پہلے لوگ کھڑے ہو جائیں گے تو دوسرے گروہ کے لوگ سجدے میں چلے جائیں گے' اور جو پہلے ان کے پیچھے تھے' پھر امام کے قریب والی صف پیچھے ہٹ کر دوسرے لوگوں کی جگہ آ جائے گی اور دوسری صف ان لوگوں کی جگہ آگے بڑھ آئے گی۔ پھر امام رکوع کرے گا' اور سب لوگ ایک ساتھ رکوع کریں گے پھر امام اور امام کے قریب موجود سب لوگ سجدے میں چلے جائیں گے' اور دوسرے لوگ ان کی حفاظت کرتے رہیں گے جب امام اور اس کے ساتھ موجود صف بیٹھ جائے گی پھر دوسرے لوگ سجدہ کریں گے پھر وہ سب لوگ بیٹھ جائیں گے پھر امام ان سب لوگوں سمیت سلام پھیر دے گا۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: سفیان اسی بات کے قائل ہیں۔

1236 - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي عَيَّاشٍ الزُّرَقِيِّ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعُسْفَانَ، وَعَلَى الْمُشْرِكِينَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، فَصَلَّيْنَا الظُّهْرَ، فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ: لَقَدْ أَصَبْنَا غِرَّةً، لَقَدْ أَصَبْنَا غَفْلَةً، لَوْ كُنَّا حَمَلْنَا عَلَيْهِمْ وَهُمْ فِي الصَّلَاةِ فَنَزَلَتْ آيَةُ الْقَصْرِ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، فَلَمَّا حَضَرَتِ الْعَصْرُ، قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ، وَالْمُشْرِكُونَ أَمَامَهُ، فَصَفَّ خَلْفَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، صَفٌّ، وَصَفَّ بَعْدَ ذٰلِكَ الصَّفِّ صَفٌّ آخَرُ، فَرَكَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَرَكَعُوا جَمِيعًا، ثُمَّ سَجَدَ، وَسَجَدَ الصَّفُّ الَّذِينَ يَلُونَهُ، وَقَامَ الْآخَرُونَ يَحْرُسُونَهُمْ، فَلَمَّا صَلَّى هٰؤُلَاءِ السَّجْدَتَيْنِ وَقَامُوا، سَجَدَ الْآخَرُونَ الَّذِينَ كَانُوا خَلْفَهُمْ، ثُمَّ تَأَخَّرَ الصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ إِلَى مَقَامِ الْآخَرِينَ، وَتَقَدَّمَ الصَّفُّ الْأَخِيرُ إِلَى مَقَامِ الصَّفِّ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَكَعُوا جَمِيعًا، ثُمَّ سَجَدَ وَسَجَدَ الصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ وَقَامَ الْآخَرُونَ يَحْرُسُونَهُمْ، فَلَمَّا جَلَسَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ، سَجَدَ الْآخَرُونَ، ثُمَّ جَلَسُوا جَمِيعًا فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ

جَمِيعًا، فَصَلَّاهَا بِعُسْفَانَ، وَصَلَّاهَا يَوْمَ بَنِي سُلَيْمٍ،

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى أَيُّوبُ، وَهِشَامٌ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ هٰذَا الْمَعْنَى، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَذٰلِكَ رَوَاهُ دَاوُدُ بْنُ حُصَيْنٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَكَذٰلِكَ عَبْدُ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ، وَكَذٰلِكَ قَتَادَةُ، عَنِ الْحَسَنِ عَنْ حِطَّانَ، عَنْ أَبِي مُوسٰى فِعْلَهُ، وَكَذٰلِكَ عِكْرِمَةُ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَكَذٰلِكَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ

حضرت ابوعیاش زرقی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم اس مقام پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ مشرکوں کے امیر خالد بن ولید تھے۔ مشرکین نے کہا: اگر ہم ان پر ایک ساتھ حملہ کر دیں' تو ہم انہیں غفلت کے عالم میں پائیں گے' اور اگر ہم نے ان پر نماز کے دوران حملہ کر دیا (تو ہمیں کامیابی ہو گی) تو ظہر اور عصر کے درمیان نماز کو مختصر ادا کرنے کے بارے میں آیت نازل ہوئی: جب عصر کی نماز کا وقت ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ کی طرف رخ کر کے کھڑے ہو گئے مشرکین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے صف بنالی اور اس کے بعد ایک اور صف بنالی۔ یہ والی صف دوسری صف کے پیچھے تھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ان سب لوگوں نے ایک ساتھ رکوع کیا پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب صف والے لوگ سجدے میں چلے گئے اور ان کے ساتھ کھڑے لوگ ان کی حفاظت کرنے لگے۔ جب ان لوگوں نے دو سجدے ادا کر لیے اور کھڑے ہو گئے' تو پھر ان لوگوں نے سجدہ ادا کیا جو ان کے پیچھے تھے۔ پھر وہ والی صف پیچھے ہٹ گئی جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ موجود تھی اور دوسرے لوگوں کی جگہ پر چلی گئی اور دوسری والی صف پہلے والے لوگوں کی جگہ پر آ گئی پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ان سب لوگوں نے رکوع کیا پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس والی صف والوں نے سجدہ کیا' جبکہ دوسرے لوگ کھڑے ہو کر ان کی حفاظت کرنے لگے۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے پاس والی صف بیٹھ گئی تو دوسرے لوگوں نے سجدہ کیا اور جب یہ لوگ بیٹھ گئے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب لوگوں سمیت سلام پھیرا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر عسفان کے مقام پر بنو سلیم کے ساتھ (لڑائی کے موقع پر) انہیں یہ نماز پڑھائی تھی۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

اسی طرح کی ایک اور روایت حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔ اسی طرح کی روایت مجاہد کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ اسی طرح کی ایک روایت ہشام بن عروہ نے اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہے اور سفیان بھی اسی بات کے منقول ہیں۔

نماز خوف کا طریقہ اور احکام کا بیان

علامہ حصکفی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ نماز خوف کا طریقہ یہ ہے کہ جب دشمن سامنے ہو اور یہ اندیشہ ہو کے سب ایک ساتھ نماز پڑھیں گے تو حملہ کردیں گے تو ایسے وقت امام جماعت کے دو حصے کرے اور اگر کوئی گروہ اس پر راضی ہو کہ ہم بعد کو پڑھ لیں گے تو اسے دشمن کے مقابل کرے اور دوسرے گروہ کے ساتھ نماز پڑھ لے پھر جس گروہ نے نماز نہیں پڑھی اس میں کوئی امام ہو جائے اور یہ لوگ اس کے ساتھ باجماعت نماز پڑھ لیں اور اگر دونوں میں سے بعد کو پڑھنے پر کوئی راضی نہ ہو تو امام ایک گروہ کو دشمن کے مقابل کرے اور دوسرا امام کے پیچھے نماز پڑھے، جب امام اس گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھ چکے یعنی پہلی رکعت کے دوسرے سجدے سے سر اٹھائے تو یہ لوگ دشمن کے مقابل چلے جائیں اور جو لوگ وہاں تھے وہ چلے آئیں اب ان کے ساتھ امام ایک رکعت پڑھے اور تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے مگر مقتدی سلام نہ پھیریں بلکہ یہ لوگ دشمن کے مقابل چلے جائیں یا یہیں اپنی نماز پوری کر کے جائیں اور وہ لوگ آئیں اور ایک رکعت بغیر قرأت پڑھ کر تشہد کے بعد سلام پھیریں، اور یہ بھی ہوسکتا ہے کے یہ گروہ یہاں نہ آئے بلکہ وہیں اپنی نماز پوری کرلے اور دوسرا گروہ اگر اپنی نماز پوری کر چکا ہے، فبھا، ورنہ اب پوری کرے خواہ وہیں یا یہاں آ کر اور یہ لوگ قرأت کے ساتھ اپنی ایک رکعت پڑھیں اور تشہد کے بعد سلام پھیریں۔

یہ طریقہ دو (۲) رکعت والی نماز کا ہے خواہ نماز ہی دو (۲) رکعت کی ہو، جسے فجر وعید وجمعہ یا سفر کی وجہ سے چار کی دو ہوگئیں اور چار رکعت والی نماز ہو تو امام ہر گروہ کے ساتھ دو (۲) دو (۲) رکعت پڑھے اور مغرب میں پہلے گروہ کے ساتھ دو (۲) اور دوسرے گروہ کے ساتھ ایک پڑھے، اگر پہلے کے ساتھ ایک پڑھے، اگر پہلے کے ساتھ ایک پڑھی اور دوسرے کے ساتھ دو تو نماز جاتی رہی۔ (درمختار ج ا ص ۷۹۴، ۷۹۲، عالمگیری ج ا ص ۱۵۵، ۱۵۴ وغیرہا)

نماز خوف پڑھنے کا طریقہ

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ٢٥٦ ھ روایت کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نجد کی طرف ایک غزوہ میں گیا' ہم دشمن کے سامنے کھڑے ہوگئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری صفیں بنائیں' ایک صف نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھی' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکوع اور دو سجدوں میں ان کی امامت کی' پھر یہ لوگ پہلے گروہ کی جگہ چلے گئے (جو دشمن کے سامنے تھا) جس نے نماز پڑھی تھی وہ آ کر آپ کے پیچھے کھڑے ہوگئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکوع اور دو سجدوں میں ان کی امامت کی پھر آپ نے سلام پھیر دیا' پھر ان میں سے ہر گروہ نے (بقیہ) ایک رکوع اور دو سجدے کیے (جس نے آپ کے پیچھے پہلی رکعت پڑھی تھی اس نے بقیہ رکعت لاحق کی طرح پڑھی اور جس نے آپ کے پیچھے دوسری رکعت پڑھی تھی اس نے بقیہ رکعت مسبوق کی طرح پڑھی) (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۹٤۲' صحیح مسلم رقم الحدیث: ۸۳۹' سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۱۲٤۳' سنن ترمذی رقم الحدیث: ٥٦٤' سنن نسائی رقم الحدیث: ۱۵۳۸' مصنف عبدالرزاق: ٤٢٤١' مسند احمد ج ۲ ص ۱٤۸۔ ۱٤۷' سنن دارمی ج ۲ ص ۹۰' سنن کبریٰ للبیہقی ج ۳ ص ۲٦۲)

امام محمد از امام ابوحنیفہ از حماد از ابراہیم روایت کرتے ہیں: جب امام اپنے اصحاب کو نماز خوف پڑھائے تو ایک جماعت امام کے ساتھ نماز پڑھے اور دوسری جماعت امام کے ساتھ نماز پڑھے اور دوسری جماعت دشمن کے سامنے کھڑی رہے' جو جماعت امام کے ساتھ کھڑی ہے امام اس کو ایک رکعت نماز پڑھائے' پھر جس جماعت نے امام کے ساتھ ایک رکعت نماز پڑھی وہ کوئی کلام کیے بغیر دوسری جماعت کی جگہ جا کر کھڑی ہو جائے اور وہ دوسری جماعت امام کے پیچھے آ کر نماز پڑھے امام اس کے ساتھ دوسری رکعت پڑھے' پھر یہ جماعت کوئی کلام کیے بغیر جماعت کی جگہ جا کر کھڑی ہو جائے اور پہلی جماعت آئے اور تنہا تنہا (بقیہ) ایک رکعت پڑھے' پھر وہ جا کر دوسری جماعت کی جگہ کھڑے ہو جائیں اور پھر دوسری جماعت آئے اور وہ بھی تنہا تنہا اپنی (بقیہ) پہلی رکعت پڑھے۔

امام محمد از امام ابوحنیفہ' از حارث بن عبد الرحمان از حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس کی مثل روایت کرتے ہیں' امام محمد نے کہا ہم اس پوری روایت پر عمل کرتے ہیں' لیکن پہلی جماعت اپنی بقیہ دوسری رکعت کو بغیر قرأت کے پڑھے گی کیونکہ اس نے امام کے ساتھ پہلی رکعت پالی ہے' اور دوسری جماعت اپنی بقیہ پہلی رکعت کو قرأت کے ساتھ پڑھے گی کیونکہ اس کی امام کے ساتھ ایک رکعت رہ گئی ہے اور یہی امام ابوحنیفہ کا قول ہے۔

امام محمد از امام ابوحنیفہ از حماد از ابراہیم روایت کرتے ہیں کہ جو شخص تنہا نماز خوف پڑھ رہا ہو وہ قبلہ کی طرف منہ کرے' اگر اس کی طاقت نہ ہو تو سواری پر قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے' اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو اشارے کے ساتھ نماز پڑھے' منہ جس طرف بھی ہو' اشارہ کرتے ہوئے کسی چیز پر سجدہ نہ کرے' اپنے رکوع میں سجدہ سے زیادہ جھکے' اور وضو کو ترک نہ کرے اور نہ دو رکعتوں میں قرأت کو ترک کرے' امام محمد نے کہا ہم اس پوری حدیث پر عمل کرتے ہیں اور یہی امام ابوحنیفہ کا قول ہے۔

(کتاب الآثار رقم الحدیث: ۱۹۶-۱۹۵-۱۹۴' ص ۴۰-۳۹' مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی)

علامہ المرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ اور علامہ حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ نے بھی نماز خوف کا یہ طریقہ لکھا ہے۔

(ہدایہ اولین ص ۱۷۷' مطبوعہ شرکت علمیہ ملتان' در المختار علی ہامش رد المحتار ج ۱ ص ۵۶۹-۵۶۸' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآىِٕكُمْ ۠ وَلْتَاْتِ طَآىِٕفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا (النساء: ۱۰۲)

اس آیت میں گیارہ مسائل ہیں:

مسئلہ نمبر: (۱) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) "واذا کنت فیھم فاقمت لھم الصلوٰۃ"۔ دارقطنی نے ابوعیاش زرقی سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عسفان میں تھے' مشرکین سے ہمارا مقابلہ ہوا ان کے جرنیل

خالد بن ولید تھے اور ہمارے اور قبلہ کے درمیان تھے ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی مشرکین نے کہا: مسلمان اس حالت پر ہیں کہ ہم ان پر حملہ کریں، فرمایا: پھر کہا ابھی مسلمانوں پر ایسی نماز کا وقت ہونے والا ہے جو انہوں نے اپنے بیٹوں اور اپنے نفسوں سے زیادہ عزیز ہے، فرمایا: جبریل امین ظہر اور عصر کے درمیان یہ آیت کریمہ لے کر آئے (۱) (المستدرک للحاکم، صلوٰۃ الخوف، جلد ۱، صفحہ ۳۸۶، حدیث نمبر ۱۲۵۲) (آیت) ''واذا کنت فیھم فاقمت لھم الصلوٰۃ''۔ آگے حدیث پوری ذکر کی، مکمل حدیث ان شاء اللہ آگے آئے گی۔

یہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے اسلام کا سبب تھا یہ آیت سابقہ جہاد کے ذکر سے متصل ہے اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ نماز سفر اور جہاد اور دشمن کے قتال کے عذر سے بھی ساقط نہیں ہوتی لیکن اس میں رخصت ہے جیسا کہ سورۃ بقرہ میں اور اس سورت میں علماء کے اختلاف کا بیان گزر چکا ہے، یہ خطاب نبی مکرم ﷺ کو ہے اور قیامت تک بعد کے امراء کو شامل ہے اس کی مثل یہ ارشاد ہے: (آیت) ''خذ من اموالھم صدقۃ'' (توبہ: ۱۰۳) (ان کے اموال سے صدقہ لو) یہ تمام علماء کا قول ہے، امام ابو یوسف اور اسماعیل بن علیہ نے شاذ قول کیا ہے یہ دونوں حضرات کہتے ہیں: ہم نبی مکرم ﷺ کے بعد صلاۃ خوف نہیں پڑھیں گے۔

(زاد المسیر، جلد ۱، صفحہ ۱۱۰)

کیونکہ خطاب خاص نبی مکرم ﷺ کے لیے ہے کیونکہ فرمایا (آیت) ''واذا کنت فیھم''۔ جب آپ ان میں نہ ہوں گے تو نماز بھی ان کے لیے نہ ہوگی، کیونکہ نبی مکرم ﷺ اس سلسلہ میں دوسرے لوگوں کی طرح نہیں ہیں، تمام لوگ پسند کرتے تھے کہ آپ کی اقتدا کریں اور آپ کے پیچھے نماز پڑھیں، اور آپ ﷺ کے بعد کسی کے لیے فضیلت میں اس مقام پر فائز ہونا ممکن نہیں، آپ ﷺ کے بعد لوگوں کے احوال برابر اور متقارب ہیں، اسی وجہ سے امام ایک فریق کو نماز پڑھائے گا اور دوسرے فریق کے لیے کسی دوسرے کو نماز پڑھانے کا حکم دے گا۔ رہا یہ کہ تمام ایک نماز کے پیچھے نمازیں پڑھیں یہ نہیں ہوگا۔ جمہور علماء نے کہا: ہمیں نبی مکرم ﷺ کی اتباع کا حکم دیا گیا ہے اور ہمیں دوسری آیت اور حدیث میں آپ کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) ''فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبھم فتنۃ''۔ (النور) اور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: صلوا کما رایتمونی اصلی''۔ (۳) (صحیح بخاری، کتاب الادب، جلد ۲، صفحہ ۸۸۸)

تم نماز پڑھو جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا پس آپ ﷺ کی اتباع مطلقا لازم ہے حتیٰ کہ خصوص پر کوئی واضح دلیل دلالت کرے اگر معاملہ اس طرح ہوتا جو انہوں نے خصوص کی دلیل کے طور پر ذکر کیا ہے تو پھر خطابات کا ان کے ساتھ خاص ہونا لازم ہوتا جن کی طرف خطابات متوجہ تھے، اس وقت شریعت کا ان کے ساتھ منحصر ہونا لازم ہوگا جن سے خطاب کیا گیا۔

پھر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اس نماز میں خصوص کے توہم کو ترک کیا اور انہوں نے غیر نبی مکرم ﷺ کے لیے بھی اس کو جائز قرار دیا جب کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حرام اور حلال کو زیادہ جاننے والے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (آیت) ''واذا رایت الذین یخوضون فی ایتنا فاعرض عنھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ''۔ (الانعام: ۶۸) اور جب تو دیکھے ان لوگوں کو جو پڑتے ہیں ہماری آیتوں میں تو ان سے اعراض کر لے حتیٰ کہ وہ کسی دوسری بات میں

پڑیں۔

یہ خطاب بھی رسول اللہ ﷺ کو ہے اور آپ کی امت بھی اس میں داخل ہے، اس کی بہت سی مثالیں ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا (آیت) ''خذ من اموالھم صدقۃ''۔ (توبہ: ۱۰۳) یہ تمام ان احکام کو آپ کے ساتھ خاص کرنے کا موجب نہیں بلکہ بعد والے بھی آپ کے قائم مقام ہیں۔ اسی طرح۔ (آیت) ''واذا کنت فیھم''۔ میں ہے، کہ آپ نے ملاحظہ نہیں فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ صحابہ کی جماعت میں تھے انہوں نے جنگ کی ان لوگوں سے جنہوں زکوۃ میں تاویل کی جس طرح صلاۃ خوف میں تم نے تاویل کی۔ ابو عمر نے کہا: زکوۃ لینے جس طرح نبی مکرم ﷺ اور بعد والے خلفاء برابر تھے نبی مکرم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھنے والے اور دوسروں کے پیچھے نماز والے کی نماز میں مشابہت نہیں ہے، کیونکہ زکوۃ لینے کا فائدہ مساکین کو فائدہ پہنچانا ہے اس میں عطا کرنے والے کو اس طرح فضیلت نہیں جس طرح آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھنے والے کو فضیلت ہے۔

مسئلہ نمبر: (۲) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) ''فلتقم طائفۃ منھم معك''۔ یعنی ایک گروہ آپ کے ساتھ نماز میں کھڑا ہو، (آیت) ''ولیاخذوا اسلحتھم''۔ یعنی جنہوں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی ہے، اور کہا جاتا ہے: (آیت) ''ولیاخذوا اسلحتھم''۔ سے مراد وہ لوگ ہیں جو دشمن کے مقابلہ میں ہیں وہ ہتھیار اٹھائیں، اس کا بیان آگے آئے گا۔

اللہ تعالیٰ نے ہر طائفہ کے لیے صرف ایک رکعت کا ذکر کیا ہے لیکن احادیث میں ہے کہ انہوں نے اس کے ساتھ دوسری رکعت ملائی، جیسا کہ آگے آئے گا۔ (آیت) ''فلتقم''۔ اور (آیت) ''فلیکونو''۔ کے قول سے کسرہ کو اس کے ثقل کی وجہ سے حذف کیا گیا ہے، اخفش، فراء اور کسائی نے حکایت کیا ہے کہ لام امر، لام مجرد کو فتح دیا جاتا ہے، سیبویہ علت موجبۃ کی وجہ سے اس سے منع کرتے ہیں اور وہ علت لام جر اور لام تاکید کے درمیان فرق ہے اس امر سے مراد تقسیم ہوتا ہے یعنی تمام کا دشمن کے سامنے ہونا ہے کہ ان کے حملہ سے بچا جائے۔

نماز خوف کی ہیئت میں روایات مختلف ہیں۔ روایات کے اختلاف کی وجہ سے علماء کی مذاہب میں بھی اختلاف ہے ابن القصاء نے ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ نے چودہ مقامات پر صلاۃ خوف پڑھی، ابن عربی نے کہا: نبی مکرم ﷺ نے چوبیس مرتبہ صلاۃ خوف پڑھی (احکام القرآن لابن العربی، جلد ۱، صفحہ ۴۹۱) امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: جو اہل حدیث کے امام ہیں اور حدیث میں نقل کی علل کی معرفت میں متقدم ہیں، میں نہیں جانتا کہ صلاۃ خوف میں کوئی حدیث مروی ہے مگر وہ حدیث مروی ہے مگر وہ حدیث ثابت ہے، یہ تمام احادیث صحیح ثابت ہیں جس حدیث کی بنا پر کوئی صلاۃ خوف پڑھے گا اس کے لیے جائز ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اسی طرح ابو جعفر طبری نے کہا: امام مالک اور ان کے تمام اصحاب، سوائے اشہب، کا نظریہ صلاۃ خوف میں سہل بن ابی حثمہ کی حدیث کے مطابق ہے۔ وہ حدیث امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے موطا میں یحییٰ بن سعید سے، انہوں نے قاسم بن محمد سے، انہوں نے صالح بن خوات انصاری سے روایت کی ہے، کہ سہل بن ابی حثمہ نے انہیں بیان کیا کہ صلاۃ خوف میں امام کھڑا ہو اور اس کے ساتھ اس کے ساتھیوں میں سے ایک گروہ کھڑا ہو اور ایک گروہ دشمن کے سامنے ہو۔ امام اس گروہ کو ایک رکعت پڑھائے اور سجدہ

کرائے جو اس کے ساتھ ہیں پھر امام کھڑا ہو جب امام سیدھا کھڑا ہو جائے تو ٹھہر جائے اور باقی رکعت مقتدی خود مکمل کریں پھر وہ سلام پھیر دیں پھر وہ چلے جائیں اور امام کھڑا رہے اب یہ گروہ جو نماز پڑھ چکا ہے دشمن کے سامنے چلا جائے پھر وہ آجائیں جنہوں نے ابھی نماز نہیں پڑھی وہ امام کے پیچھے تکبیر کہیں، امام انہیں ایک رکعت پڑھائے، سجدہ کرے پھر سلام پھیر دے وہ کھڑے ہو جائیں اور دوسری رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیں۔

ابن القاسم جو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں انہوں نے کہا: امام مالک کے نزدیک عمل قاسم بن محمد عن صالح بن خوات کی حدیث کے مطابق ہے، ابن القاسم نے کہا: وہ یزید بن رومان کی حدیث پر عمل کرتے تھے پھر انہوں نے اس سے رجوع کر لیا، ابو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: قاسم کی حدیث اور یزید بن رومان کی حدیث دونوں صالح بن خوات سے مروی ہیں مگر ان کے درمیان سلام میں فرق ہے، قاسم کی حدیث میں ہے کہ امام دوسرے طائفہ کو سلام پھیرائے پھر وہ کھڑے ہوں اور خود اپنی رکعت کو قضا کریں اور یزید بن رومان کی حدیث میں ہے کہ وہ انتظار کرے اور انہیں سلام پھیرائے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی کہا ہے اور اسی کی طرف امام شافعی کا رجحان ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یزید بن رومان کی حدیث صالح بن خوات سے جو مروی ہے وہ صلاۃ خوف میں مروی احادیث میں سے کتاب اللہ کے ظاہر کے زیادہ مشابہ ہے اور میں بھی کہتا ہوں: امام مالک رحمۃ اللہ علیہنے قاسم کی حدیث کی اختیار کرنے کی حجت تمام نمازوں پر قیاس کو بنایا ہے، کیونکہ تمام نمازوں میں امام کسی کا انتظار نہیں کرتا جو پہلے گزر چکا ہوتا ہے۔ اور سنت جس پر اجماع ہے وہ یہ ہے کہ مقتدی امام کے سلام کے بعد اپنی بقیہ نماز کی قضا کریں گے، ابو ثور کا قول اس مسئلہ میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی طرح ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی طرح کہا جو ان کا مختار قول ہے وہ کسی پر عیب نہیں لگاتے تھے، جو صلاۃ خوف کے متعلق کسی بھی طریقہ پر عمل کر لیتا تھا، اصحاب مالک میں سے اشہب کا اختیار حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلمنے ایک گروہ کو ایک رکعت پڑھائی اور دوسرا طائفہ دشمن کے سامنے تھا پھر وہ واپس آئے وہ اپنے ساتھیوں کی جگہ دشمن کے سامنے آئے اور وہ لوگ آئے جنہوں نے ابھی نماز نہیں پڑھی تھی پھر انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت پڑھائی، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیر دیا پھر ہر ایک گروہ نے اپنی اپنی رکعت خود ادا کی۔

(صحیح بخاری، کتاب المغازی، جلد ۲، صفحہ ۵۹۲)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: جب خوف اس سے زیادہ ہو تو سوار ہو کر یا کھڑے ہو کر اشارہ سے نماز پڑھیں، یہ امام بخاری، امام مسلم، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم نے تخریج کیا ہے، اس طریقہ کو اوزاعی نے اختیار کیا۔ اس کو ابو عمر بن عبد البر نے پسند کیا ہے فرمایا: یہ سند کے اعتبار سے زیادہ صحیح ہے اور یہ اہل مدینہ کے نقل کے ساتھ وارد ہے اور ان کے مخالف پر حجت قائم ہے، کیونکہ اصول کے زیادہ مشابہ ہے، کیونکہ پہلا اور دوسرا گروہ انہوں نے اپنی رکعت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز سے فارغ ہونے کے بعد قضا کیا اور متفق علیہ سنت سے معروف ہے بقیہ تمام نمازوں میں، رہے کوفی علماء امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور انکے اصحاب سوائے امام ابو یوسف کے، ان کا نظریہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مطابق ہے، اس حدیث کو ابو داؤد اور دار قطنی نے

ذکر کیا ہے، فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے نماز خوف پڑھائی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے دو صفیں بنائیں ایک صف نبی مکرم ﷺ کے پیچھے تھی اور دوسری دشمن کے سامنے تھی نبی مکرم ﷺ نے اس گروہ کو ایک رکعت پڑھائی اور پھر دوسرا گروہ آیا اور پہلے ساتھیوں کی جگہ کھڑے ہوئے اور پہلا گروہ دشمن کے سامنے چلا گیا انہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک رکعت پڑھائی پھر سلام پھیر دیا پھر یہ لوگ کھڑے ہوئے اور ایک رکعت خود پڑھی پھر سلام پھیر دیا وہ چلے گئے، اور ان ساتھیوں کی جگہ کھڑے ہوئے جو دشمن کے سامنے تھے وہ پہلا گروہ ان کی جگہ آیا اور اپنی ایک رکعت پڑھی اور سلام پھیر دیا۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الصلوٰۃ، جلد ۱، صفحہ ۱۷۶)

یہ طریقہ اور پہلا طریقہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے مگران کے درمیان فرق ہے وہ یہ ہے حضرت ابن عمر کی حدیث میں ان کی قضا ایک حالت میں ظاہر ہوتی ہے اور امام اکیلا نگران کی طرح باقی رہتا ہے اور یہاں ان کی قضا ان کی نماز کی صفت پر متفرق ہے، بعض علماء نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مروی طریقہ پر تاویل کی ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث پر۔ ثوری، اشہب بن عبدالعزیز کا مسلک قائم ہے جیسا کہ ابوالحسن لخمی نے ان سے روایت کیا ہے اور پہلا قول ابوعمر، ابن یونس اور ابن حبیب نے ان سے روایت کیا ہے، ابوداؤد نے حضرت حذیفہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے ہر طائفہ کی ایک رکعت پڑھائی اور انہوں نے قضا نہیں کی۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الصلوٰۃ، جلد ۱، صفحہ ۱۷۷) یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کا مقتضی ہے کہ صلاۃ خوف میں ایک رکعت ہے، یہ اسحاق کا قول ہے، سورۃ بقرہ میں اس کی طرف اشارہ ہو چکا ہے، نماز اس کے مطابق اولیٰ ہے جس میں احتیاط ہو اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے حجت قائم نہیں ہوتی اور حدیث حذیفہ وغیرہ کی حدیث میں لم یقضوا' اس پر محمول ہوگی کہ جن لوگوں نے روایت کیا ان کے علم میں ہے کہ انہوں نے بقیہ رکعت ادا نہیں کی، کیونکہ روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے اس نماز میں ایک رکعت بعد میں ادا کی اور جنہوں نے زیادتی کی شہادت دی وہ اولیٰ ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ ''لم یقضوا'' سے مراد یہ ہو کہ انہوں نے قضا نہ کی جب وہ امن میں ہوئے۔

اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ خوف زدہ کو جب امن ہو جائے تو خوف کی نمازیں جو وہ پہلے ادا کر چکا ہے ان کی قضا نہیں کرے گا، یہ تمام اقوال ابوعمر رضی اللہ عنہ نے ذکر کیے ہیں صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے ایک طائفہ کو دو رکعتیں پڑھائیں پھر وہ پیچھے چلے گئے اور پھر دوسرے طائفہ کو دو رکعتیں پڑھائیں فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے لیے چار رکعتیں تھیں اور مقتدیوں کے لیے دو دو رکعتیں تھیں، اس حدیث کو ابوداؤد اور دارقطنی نے حسن عن ابی بکرہ کی حدیث سے تخریج کیا ہے انہوں نے بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ نے ہر دو رکعتوں پر سلام پھیرا۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الصلوٰۃ، جلد ۱، صفحہ ۱۷۷)

اس حدیث کو دارقطنی نے حسن عن جابر کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک گروہ کو دو رکعتیں پڑھائیں پھر سلام پھیرا پھر دوسرے گروہ کو دو رکعتیں پڑھائیں پھر سلام پھیرا۔

ابوداؤد نے کہا: حضرت حسن اس کے ساتھ فتویٰ دیتے تھے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہ مروی ہے، اس سے ان علماء نے حجت پکڑی ہے جو نماز میں امام اور مقتدی کی نیت کے اختلاف کو جائز قرار دیتے ہیں، یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اوزاعی، ابن

علیہ، امام احمد بن حنبل اور داؤد رحمۃ اللہ علیہم کا مذہب ہے، انہوں نے حضرت جابر کی حدیث سے تائید حاصل کی ہے کہ حضرت معاذ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھتے تھے پھر اپنی قوم کے پاس آتے تھے اور اپنی قوم کی امامت کراتے تھے۔ (الحدیث) امام طحاوی نے فرمایا: یہ ابتداء اسلام میں تھا، کیونکہ ابتدائے اسلام میں ایک فریضہ دو مرتبہ ادا کرنا جائز تھا پھر یہ منسوخ ہو گیا۔ واللہ اعلم۔

صلاۃ خوف کے بارے علماء کے اقوال ہیں

مسئلہ نمبر: (۳) یہ نماز ہے جس کا ذکر قرآن میں کیا گیا ہے اس کی ضرورت ہوتی ہے، جب کہ مسلمانوں کی قبلہ کی طرف پیٹھ اور دشمن کا قبلہ کی طرف منہ ہو۔ ذات الرقاع میں ایسا اتفاق ہوا تھا، عسفان اور دوسری جگہوں پر مسلمانوں کا رخ قبلہ کی جانب تھا اور جو ہم نے خالد بن ولید کے قصہ میں نزول کا سبب ذکر کیا ہے وہ قوم کو دو حصوں میں تفریق کرنے کے مناسب نہیں کیونکہ (آیت) ''فاقمت لھم الصلوٰۃ''۔ کے قول کے بعد حدیث میں فرمایا: نماز کا وقت ہوا تو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو ہتھیار اٹھانے کا حکم دیا اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے دو صفیں بنائیں، پھر آپ نے رکوع کیا تو ہم تمام نے رکوع کیا۔ فرمایا: پھر آپ نے سر اٹھایا تو ہم نے بھی سر اٹھایا، فرمایا پھر نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی صف کے ساتھ کیا جو آپ سے متصل تھی اور دوسرے نگرانی کرتے ہوئے کھڑے رہے پھر وہ بیٹھے سجدہ کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر سلام کیا۔ (سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ جلد ۱، صفحہ ۱۷۷)

فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ صلاۃ خوف پڑھی ایک مرتبہ عسفان میں ایک مرتبہ بنی سلیم کی زمین میں اس کو ابوداؤد نے ابو عیاش زرقی کی حدیث سے تخریج کیا ہے، یہ ثوری کا قول ہے اور زیادہ احتیاط پر مبنی ہے۔ ابو عیسیٰ نے ترمذی میں یہ طریقہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضجنان اور عسفان کے درمیان اترے اس حدیث میں ہے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو دو حصوں میں تقسیم فرمایا ہر گروہ کو ایک رکعت پڑھائی اور ہر طائفہ کے لیے ایک ایک رکعت تھی اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دو رکعتیں تھیں، امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے، یہ حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت زید بن ثابت، حضرت ابن عباس، حضرت جابر، حضرت ابو عیاش زرقی، رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین انکا نام زید بن صامت ہے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت حذیفہ، حضرت ابوبکر اور حضرت سہل بن حثمہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے بھی مروی ہے۔

میں کہتا ہوں: ان روایات کے درمیان کوئی تعارض نہیں ہے، شاید نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اکٹھی نماز پڑھائی ہو جس طرح حضرت ابو عیاش کی حدیث میں ہے اور ان کو دوسری نماز پڑھائی ہو جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے اس میں اس شخص کے لیے حجت ہے جو کہتے ہیں نماز خوف ایک رکعت ہے، خطابی نے کہا: صلاۃ خوف کی کئی صورتیں ہیں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف ایام میں مختلف اشکال میں ادا فرمائی آپ نے ہر اس طریقہ کو اختیار فرمایا جس میں نماز کے لیے احتیاط بھی تھی اور حراست وحفاظت کے لیے بھی زیادہ بلیغ تھا۔

مسئلہ نمبر: (٤) مغرب کی نماز کی کیفیت میں اختلاف ہے، دار قطنی نے حسن عن ابی بکرہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ نبی

مکرم ﷺ نے ایک قوم کو مغرب کی تین رکعتیں پڑھائیں، پھر وہ چلے گئے اور دوسرے لوگ آئے انہیں بھی آپ ﷺ نے مغرب کی تین رکعتیں پڑھائیں، پس نبی مکرم ﷺ کے چھ رکعت ہوئیں اور مقتدیوں کیلئے تین تین رکعتیں ہوئیں۔

(المستدرک للحاکم، صلوۃ الخوف جلد ۱، صفحہ ۴۸۶، حدیث نمبر ۱۲۵۱)

حسن کا یہی قول ہے، جمہور علماء صلاۃ مغرب میں اس نظریہ سے اختلاف رکھتے ہیں، یہ کہتے ہیں: وہ پہلے طائفہ کو دو رکعتیں پڑھائے اور دوسرے طائفہ کو ایک رکعت پڑھائے۔

پھر اس میں علماء کے اصول کے اختلاف کی بنا پر بقیہ نماز کب قضا کی جائے گی؟ کیا سلام سے پہلے یا سلام کے بعد؟ یہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ ہے، کیونکہ اس میں نماز کی ہیئت کی زیادہ حفاظت ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: پہلے گروہ کو ایک رکعت پڑھائے، کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنگ صفین میں ایسا ہی کیا تھا۔

(احکام القرآن لابن العربی، جلد ۱، صفحہ ۴۹۴) واللہ اعلم۔

مسئلہ نمبر: (۵) سخت جنگ اور شدت قتال اور وقت کے خروج کے خوف میں نماز خوف ادا کرنے میں اختلاف ہے، امام مالک، ثوری، ازداعی، امام شافعی، رحمۃ اللہ علیہم اور عام فقہاء فرماتے ہیں: جیسے ممکن ہو نماز ادا کرے، کیونکہ حضرت عمر کا قول ہے: اگر خوف اس سے زیادہ ہو تو سوار ہو کر یا کھڑے ہو کر اشارہ سے نماز پڑھے، موطا میں ہے خواہ قبلہ کی طرف منہ ہو یا نہ ہو۔ سورۃ بقرہ میں ضحاک اور اسحاق کا قول گزر چکا ہے۔ اوزاعی نے کہا: اگر فتح تیار ہو اور وہ نماز پر قادر نہ ہوں تو ہر شخص خود اشارہ سے نماز پڑھے اور اگر اشارہ سے بھی ادا کرنے پر قادر نہ ہوں تو نماز کو موخر کر دیں حتیٰ کہ جنگ ختم ہو جائے اور امن میں جائیں تو دو رکعتیں ادا کریں، اگر وہ قادر نہ ہوں تو ایک رکوع اور دو سجدے ادا کریں اگر اس پر بھی قادر نہ ہوں تو ان کے لیے تکبیر کافی دو رکعتیں ادا کریں، اگر وہ قادر نہ ہوں تو ایک رکوع اور دو سجدے ادا کریں اگر اس پر بھی قادر نہ ہوں تو ان کے لیے تکبیر کافی ہوگی وہ نماز کو موخر کریں حتیٰ کہ امن میں ہو جائیں، یہی مکحول کا قول ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ الکیا طبری نے ''احکام القرآن'' میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب سے حکایت کیا ہے۔ الکیا نے کہا: جب خوف اس سے زیادہ ہو اور جنگ اپنے عروج پر ہو تو مسلمان قبلہ یا غیر قبلہ کی طرف جیسا بھی ممکن ہو نماز پڑھیں، امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب ثلاثہ اس پر متفق ہیں کہ وہ نماز نہ پڑھیں جب کہ یہ حالت ہو بلکہ نماز موخر کر دیں، اگر وہ نماز کے اندر جنگ لڑیں گے تو انکی نماز فاسد ہو جائے گی، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے حکایت کیا گیا ہے طعن اور ضرب پے در پے لگائی تو نماز فاسد ہو جائے گی،

میں کہتا ہوں: یہ قول حضرت انس رضی اللہ عنہ کے قول کی صحت پر دلالت کرتا ہے، انہوں نے فرمایا: تستر قلعہ کی فتح فجر کی روشنی کے وقت ہوئی سخت جنگ ہوئی تو ہم نماز نہ پڑھ سکے مگر سورج بلند ہونے کے بعد ہم نے نماز پڑھی جب کہ حضرت ابوموسیٰ کے ساتھ تھے اور ہمیں فتح حاصل ہو چکی تھی، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے اس نماز کے عوض دنیا و مافیہا محبوب نہیں۔ یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے، اس کی طرف ہمارے شیخ الاستاد ابو بن محمد بن القیسی القرطبی المعروف بابی حجۃ کا میلان ہے، یہی ظاہر امام بخاری

رحمۃ اللہ علیہ کا مختار ہے، کیونکہ انہوں نے اس کے پیچھے حدیث جابر کو ذکر کیا ہے فرمایا: جنگ خندق کے دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے وہ کفار قریش کو گالی دے رہے تھے اور عرض کر رہے تھے: یارسول اللہ! میں نے عصر کی نماز نہیں پڑھی حتیٰ کہ سورج غروب ہونے کے قریب پہنچ گیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں نے بھی نماز نہیں پڑھی فرمایا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بطحان وادی میں اترے، وضو کیا اور سورج غروب ہونے کے بعد نماز عصر پڑھی پھر اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھی۔

(صحیح بخاری، مواقیت الصلوۃ جلد ۱، صفحہ ۸۳)

مسئلہ نمبر: (۶) حملہ آور اور جس کا پیچھا کیا گیا ہے اس کی نماز میں بھی اختلاف ہے، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ساتھیوں کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ دونوں برابر ہیں، ہر ایک اپنی سواری پر نماز پڑھے گا۔ اوزاعی، امام شافعی، اور فقہاء اصحاب الحدیث اور ابن عبدالحکم رحمۃ اللہ علیہم نے کہا: پیچھا کرنے والا (حملہ آور) زمین پر نماز پڑھے یہ صحیح ہے، کیونکہ پیچھا کرنا نفل ہے اور فرض نماز کا زمین پر ادا کرنا فرض ہے جہاں ممکن ہو اور سوار سواری پر نماز نہ پڑھے مگر جب اسے شدید خوف ہو، جب کہ پیچھا کرنے والا ایسا نہیں ہے۔

مسئلہ نمبر: (۷) چھاؤنی میں لشکر موجود تھا انہوں نے ایک تاریکی دیکھی انہوں نے اسے دشمن گمان کیا انہوں نے صلاۃ خوف پڑھ لی پھر ظاہر ہوا کہ وہ کوئی دشمن نہیں ہے، ہمارے علماء کی ایسی صورت میں دو روایتیں ہیں ایک یہ کہ وہ نماز کا اعادہ کریں، یہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، دوسری یہ کہ ان پر اعادہ نہیں ہے یہ امام شافعی کا اظہر قول ہے، دوسرے قول کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنے اجتہاد پر عمل کیا تو ان کے لیے یہ جائز تھا جیسا کہ اگر قبلہ کی سمت میں خطا کر بیٹھیں اور نماز پڑھ لیں تو ان پر اعادہ نہیں ہوتا، یہ اولیٰ ہے، کیونکہ انہوں نے وہی کچھ کیا جس کا انہیں حکم دیا گیا تھا، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ وقت کے اندر لوٹائیں اور اگر وقت نکل چکا ہو تو نہ لوٹائیں۔ واللہ اعلم۔

مسئلہ نمبر: (۸) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) ''ولیاخذوا اسلحتھم''۔ اور فرمایا (آیت) ''ولیاخذوا حذرھم واسلحتھم''۔ یہ احتیاط اور ہتھیار اٹھانے کی صفتیں ہیں تاکہ دشمن اپنی آرزو پوری نہ کر لے اور فرصت کو نہ پائے، السلاح اس چیز کو کہتے ہیں جس سے انسان جنگ میں اپنا دفاع کرتا ہے۔ عنترہ نے کہا:

کسوت الجعد جعد بنی ابان سلاحی بعد عری وافتضاح

کہتا ہے: میں نے اسے اپنے ہتھیار دیئے تاکہ ان کے ساتھ وہ اپنی حفاظت کرے اور اس کے بعد کہ وہ ہتھیاروں سے خالی ہو چکا تھا،

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: (آیت) ''ولیاخذوا اسلحتھم''۔ یعنی وہ طائفہ ہتھیار اٹھائے جو دشمن کے سامنے ہے، کیونکہ نماز پڑھنے والا طائفہ جنگ نہیں کر رہا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے علاوہ علماء نے کہا: نماز پڑھنے والا طائفہ ہتھیار اٹھائے۔ یعنی جو پہلے نماز پڑھنے والے ہیں وہ اپنے ہتھیار اٹھائیں یہ نحاس نے ذکر کیا ہے اس نے کہا: یہ احتمال ہے کہ وہ گروہ جس کو نماز میں ہتھیار اٹھانے کا حکم دیا گیا ہے یعنی ان میں سے ایک گروہ آپ کے ساتھ کھڑا ہونا چاہیے اور انہیں اپنے ہتھیار

لینے چاہئیں، کیونکہ اسے دشمن کا زیادہ خوف ہے، نحاس نے کہا: یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ حکم تمام کے لیے ہو، کیونکہ اس میں دشمن کے لیے ہیبت ہوگی اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ حکم صرف اس گروہ کو ہو جو دشمن کے سامنے ہے ابو عمر نے کہا: اکثر اہل علم اس نماز کے لیے ہتھیار اٹھانا مستحب قرار دیتے ہیں جو خوف میں نماز پڑھ رہا ہو۔ اور کہ (آیت) "ولیاخذوا اسلحتھم" ۔ کے قول کو ندب پر محمول کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ ایک ایسی چیز ہے کہ خوف نہ ہوتا تو اس کا اٹھانا واجب نہ ہوتا پس اس کا امر استحبابی ہے، اہل ظاہر نے کہا: نماز خوف میں ہتھیار اٹھانا واجب ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا ہے مگر جسے بارش وغیرہ کی وجہ سے اذیت ہو تو اس کے لیے واجب نہیں، اگر بارش وغیرہ ہو تو اس کے لیے ہتھیار اتارنا جائز ہے، ابن عربی نے کہا: جب وہ نماز پڑھیں تو خوف کے وقت اپنے ہتھیار اٹھائیں، یہی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، اور یہ قرآن کی نص ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: وہ ہتھیار نہ اٹھائیں، کیونکہ اگر ان پر ہتھیار اٹھانا واجب ہوتا تو ہتھیار نہ اٹھانے کی صورت میں نماز باطل ہوتی۔ ہم کہتے ہیں نماز کی وجہ سے ہتھیار اٹھانا واجب نہیں بلکہ ان پر قوت ونظر کی خاطر ہتھیار اٹھانا واجب ہے۔ (احکام القرآن لابن العربی، جلد ۱، صفحہ: ۴۹۰)

صلوٰۃ خوف کے مسائل واحکام اور فقہی مذاہب کا بیان

حافظ ابن کثیر شافعی لکھتے ہیں۔ نماز خوف کی کئی قسمیں مختلف صورتیں اور حالتیں ہیں، کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ دشمن قبلہ کی طرف کبھی دشمن دوسری جانب ہوتا ہے، نماز بھی کبھی چار رکعت ہوتی ہے کبھی تین رکعت جیسے مغرب اور فجر کی دو صلوٰۃ سفر، کبھی جماعت سے ادا کرنی ممکن کرتی ہے کبھی لشکر اس طرح باہم گتھے ہوئے ہوتے ہیں کہ نماز با جماعت ممکن ہی نہیں ہوتی بلکہ الگ الگ قبلہ کی طرف اور غیر قبلہ کی طرف پیدل اور سوار جس طرح ممکن ہو پڑھی جاتی ہے بلکہ ایسا بھی ہوتا ہے جو جائز بھی ہے کہ دشمنوں کے حملوں سے بچتے بھی جائیں ان پر برابر حملے بھی کرتے جائیں اور نماز بھی ادا کرتے جائیں، ایسی حالت میں صرف ایک رکعت ہی نماز پڑھی جاتی ہے جس کے جواز میں علماء کا فتویٰ ہے اور دلیل حضرت عبداللہ بن عباس کی حدیث ہے۔

عطا، جابر، حسن، مجاہد، حکم، قتادہ، حماد، طاؤس، ضحاک، محمد بن نصر، مروزی، ابن حزم اجمعین کا یہی فتویٰ ہے، صبح کی نماز میں. ایک ہی رکعت اس حالت میں رہ جاتی ہے، اسحٰق راہویہ فرماتے ہیں ایسی دوڑ دھوپ کے وقت ایک ہی رکعت کافی ہے۔ ارشاد ہے ادا کرلے اگر اس قدر پر بھی قادر نہ ہو تو سجدہ کرلے یہ بھی ذکر اللہ ہے، اور لوگ کہتے ہیں صرف ایک تکبیر ہی کافی ہے لیکن یہ ہوسکتا ہے کہ ایک سجدہ اور ایک تکبیر سے مراد بھی ایک رکعت ہو۔ جیسے کہ حضرت امام احمد بن حنبل اور ان کے اصحاب کا فتویٰ ہے اور یہی قول ہے جابر بن عبداللہ، عبداللہ بن عمر کعب وغیرہ صحابہ کا رضی اللہ عنہ اجمعین۔

سدی بھی فرماتے ہیں لیکن جن لوگوں کا قول صرف ایک تکبیر کا ہی بیان ہوا ہے اس کا بیان کرنے والے اسے پوری رکعت پر محمول نہیں کرتے بلکہ صرف تکبیر ہی جو ظاہر ہے مراد لیتے ہیں جیسے کہ اسحاق بن راہویہ کا مذہب ہے، امیر عبدالوہاب بن بخت مکی بھی اسی طرف گئے ہیں وہ یہاں تک کہتے ہیں کہ اگر اس پر بھی قدرت نہ ہو تو اسے اپنے نفس میں بھی نہ چھوڑے یعنی نیت ہی کرلے واللہ اعلم۔

بعض علماء نے ایسے خاص اوقات میں نماز کو تاخیر کرکے پڑھنے کی رخصت بھی دی ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

جنگ خندق میں سورج ڈوب جانے کے بعد ظہر عصر کی نماز پڑھی تھی پھر مغرب عشاء، پھر اس کے بعد بنو قریظہ کی جنگ کے دن ان کی طرف جنہیں بھیجا تھا انہیں تاکید کر دی تھی کہ تم میں سے کوئی بھی بنو قریظہ تک پہنچنے سے پہلے عصر کی نماز نہ پڑھے یہ جماعت ابھی راستے میں ہی تھی تو عصر کا وقت آ گیا بعض نے کہا حضور ﷺ کا مقصد اس فرمان سے صرف یہی تھا کہ ہم جلدی بنو قریظہ پہنچ کر نماز پڑھی جبکہ سورج غروب ہو چکا تھا۔ جب اس بات کا ذکر حضور ﷺ سے ہوا تو آپ نے دونوں جماعتوں میں سے کسی ایک کو بھی ڈانٹ ڈپٹ نہیں کی

حافظ ابن کثیر شافعی لکھتے ہیں ہم نے اس پر تفصیلی بحث اپنی کتاب السیرۃ میں کی ہے اور اسے ثابت کیا ہے کہ صحیح بات کے قریب وہ جماعت تھی جنہوں نے وقت پر نماز ادا کر لی گو دوسری جماعت بھی معذور تھی، مقصود یہ ہے کہ اس جماعت نے جہاد کے موقعہ پر دشمنوں پر تاخت کرتے ہوئے ان کے قلعے کی طرف یورش جاری رکھتے ہوئے نماز کو موخر کر دیا، دشمنوں کا یہ گروہ ملعون یہودیوں کا تھا جنہوں نے عہد توڑ دیا تھا اور صلح کے خلاف کیا تھا۔ لیکن جمہور کہتے ہیں صلوٰۃ خوف کے نازل ہونے سے یہ سب منسوخ ہو گیا یہ واقعات اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے کے ہیں صلوٰۃ خوف کے حکم کے بعد اب جہاد کے وقت نماز کو وقت سے ٹالنا جائز نہیں رہا، ابو سعید کی روایت سے بھی یہی ظاہر ہے جسے شافعی نے مروی کی ہے، لیکن صحیح بخاری کے (باب الصلوۃ عند منا هضة الحصون الخ،) میں ہے کہ اوزاعی فرماتے ہیں اگر فتح کی تیاری ہو اور نماز با جماعت کا امکان نہ ہو تو ہر شخص الگ الگ اپنی اپنی نماز اشارے سے ادا کر لے اگر یہ بھی نہ ہو سکتا ہو تو نماز میں تاخیر کر لیں یہاں تک کہ جنگ ختم ہو یا امن ہو جائے اس وقت دو رکعتیں پڑھ لیں اور اگر امن نہ ملے تو ایک رکعت ادا کر لیں صرف تکبیر کا کہہ لینا کافی نہیں۔ ایسا ہو تو نماز کو دیر کر کے پڑھیں جبکہ اطمینان نصیب ہو جائے حضرت مکحول کا فرمان بھی یہی ہے حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ ستر کے قلعہ کے محاصرے میں میں موجود تھا صبح صادق کے وقت دست بدست جنگ شروع ہوئی اور سخت گھمسان کا رن پڑا ہم لوگ نماز نہ پڑھ سکے اور برابر جہاد میں مشغول رہے جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں قلعہ پر قابض کر دیا اس وقت ہم نے دن چڑھے نماز پڑھی اس جنگ میں ہمارے امام حضرت ابو موسیٰ تھے حضرت انس فرماتے ہیں اس نماز کے متبادل ساری دنیا کی تمام چیزیں بھی مجھے خوش نہیں کر سکتیں امام بخاری اس کے بعد جنگ خندق میں حضور ﷺ کا نمازوں کو تاخیر کرنے کا ذکر کرتے ہیں پھر بنو قریظہ والا واقعہ اور حضور ﷺ کا فرمان کہ تم بنو قریظہ پہنچے سے پہلے عصر کی نماز نہ پڑھنا وارد کرتے ہیں گویا امام ہمام حضرت امام بخاری اسی سے اتفاق کرتے ہیں کہ ایسی اشد لڑائی اور پورے خطرے اور قرب فتح کے موقع پر اگر نماز موخر ہو جائے تو کوئی حرج نہیں حضرت ابو موسیٰ نے اس پر اعتراض کیا ہو اور یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ خندق کے موقع پر بھی صلوٰۃ خوف کی آیتیں موجود تھیں اس لئے کہ یہ آیتیں غزوہ ذات الرقاع میں نازل ہوئی ہیں اور یہ غزوہ غزوہ خندق سے پہلے کا ہے اور اس پر جمہور علماء سیر و مغازی کا اتفاق ہے۔

محمد بن اسحٰق، موسیٰ بن عقبہ واقدی، محمد بن سعد، کاتب واقدی اور خطیفہ بن خیاط وغیرہ بھی اسی کے قائل ہیں، ہاں امام بخاری وغیرہ کا قول ہے کہ غزوہ ذات الرقاع خندق کے بعد ہوا تھا بہ سبب بحوالہ حدیث ابو موسیٰ کے اور یہ خود خیبر میں ہی آئے تھے واللہ اعلم، لیکن سب سے زیادہ تعجب تو اس امر پر ہے کہ قاضی ابو یوسف مزنی ابراہیم بن اسمٰعیل بن علیہ کہتے ہیں کہ صلوٰۃ خوف منسوخ ہے

رسول اللہ ﷺ کے غزوہ خندق میں میں دیر کر کے نماز پڑھنے سے۔ یہ قول بالکل ہی غریب ہے اس لئے کہ غزوہ خندق کے بعد کے صلوٰۃ کے بعد کی صلوٰۃ خوف کی حدیثیں ثابت ہیں، اس دن کی نماز کی تاخیر کو مکحول اور اوزاعی کے قول پر ہی محمول کرنا زیادہ قوی اور زیادہ درست ہے یعنی ان کا وہ قول جو بحوالہ بخاری بیان ہوا کہ قرب فتح اور عدم امکان صلوٰۃ خوف کے باوجود تاخیر جائز ہے واللہ اعلم۔ آیت میں حکم ہوتا ہے کہ جب تو انہیں باجماعت نماز پڑھائے۔ یہ حالت پہلی کے سوا ہے اس وقت یعنی انتہائی خوف کے وقت تو ایک ہی رکعت جائز ہے اور وہ بھی الگ، الگ، پیدل سوار قبلہ کی طرف منہ کر کے یا نہ کر کے، جس طرح ممکن ہو، جیسے کہ حدیث گذر چکی ہے۔ یہ امامت اور جماعت کا حال بیان ہو رہا ہے جماعت کے واجب ہونے پر یہ آیت بہترین اور مضبوط دلیل ہے کہ جماعت کی وجہ سے بہت کمی کر دی گئی۔

اگر جماعت واجب نہ ہوتی تو صرف ایک رکعت جائز نہ کی جاتی۔ بعض نے اس سے ایک اور استدلال بھی کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ اس میں چونکہ یہ لفظ ہیں کہ جب تو ان میں ہو اور یہ خطاب نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم سے ہے تو معلوم ہوا کہ صلوٰۃ خوف کا حکم آپ کے بعد منسوخ ہے، یہ استدلال بالکل ضعیف ہے، یہ استدلال تو ایسا ہی ہے جیسا استدلال ان لوگوں کا تھا جو زکوٰۃ کو خلفائے راشدین سے روک بیٹھے تھے اور کہتے تھے کہ قرآن میں ہے (آیت خذ من اموالھم صدقۃ الخ) یعنی تو ان کے مالوں سے زکوٰۃ لے جس سے تو انہیں پاک صاف کر اور تو ان کے لئے رحمت کی دعا کر تیری دعا ان کے لئے باعث تسکین ہے۔

تو ہم آپ کے بعد کسی کو زکوٰۃ نہ دیں گے بلکہ ہم آپ اپنے ہاتھ سے خود جسے چاہیں دیں گے اور صرف اسی کو دیں گے جس کو دعا ہمارے لئے سبب سکون بنے۔ لیکن یہ استدلال ان کا بے معنی تھا اسی لئے کہ صحابہ نے اسے رد کر دیا اور انہیں مجبور کیا کہ یہ زکوٰۃ ادا کریں بلکہ ان میں سے جن لوگوں نے اسے روک لیا تھا ان سے جنگ کی۔ آیئے ہم آیت کی صفت بیان کرنے سے پہلے اس کا شان نزول بیان کر دیں ابن جریر میں ہے کہ بنو نجار کی ایک قوم نے حضور ﷺ سے سوال کیا کہ ہم برابر اِدھر اُدھر آمد و رفت کیا کرتے ہیں، ہم نماز کس طرح پڑھیں تو اللہ عزوجل نے اپنا یہ قول نازل فرمایا (آیت واذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوٰۃ) اس کے بعد سال بھر تک کوئی حکم نہ آیا پھر جبکہ آپ ایک غزوے میں ظہر کی نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو مشرکین کہنے لگے افسوس کیا ہی اچھا موقعہ ہاتھ سے جاتا رہا کاش کہ نماز کی حالت میں ہم یکبارگی ان پر حملہ کر دیتے، اس پر بعض مشرکین نے کہا یہ موقعہ تو تمہیں پھر بھی ملے گا اس کے تھوڑی دیر بعد ہی یہ دوسری نماز (یعنی نماز عصر) کے لئے کھڑے ہوں گے، لیکن اللہ تعالیٰ نے عصر کی نماز سے پہلے اور ظہر کی نماز کے بعد (آیت ان خفتم) والی پوری دو آیتوں تک نازل فرما دیں اور کافر ناکام رہے خود اللہ تعالیٰ وقدوس نے صلوٰۃ خوف کی تعلیم دی۔ گو یہ سیاق نہایت ہی غریب ہے لیکن اسے مضبوط کرنے والی اور روایتیں بھی ہیں، حضرت ابو عیاش زرقی فرماتے ہیں عسفان میں ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے خالد بن ولید اس وقت اسلام نہیں لائے تھے اور مشرکین کے لشکر کے سردار تھے یہ لوگ ہمارے سامنے پڑاؤ ڈالے تھے تب ہم نے قبلہ رخ، ظہر کی نماز جب ہم نے ادا کی تو مشرکوں کے منہ میں پانی بھر آیا اور وہ کہنے لگے افسوس ہم نے موقعہ ہاتھ سے کھو دیا وقت تھا کہ یہ نماز میں مشغول تھے ادھر ہم ان پر دفعتہ دھاوا بول دیتے پھر ان میں کے بعض جاننے والوں نے کہا خیر کوئی بات نہیں اس کے بعد ان کی

ایک اور نماز کا وقت آ رہا ہے اور وہ نماز تو انہیں اپنے بال بچوں سے بلکہ اپنی جانوں سے بھی زیادہ عزیز ہے اس وقت سہی۔ پس ظہر عصر کے درمیان اللہ عزوجل نے حضرت جبرائیل (علیہ السلام) کو نازل فرمایا اور (آیت اذا کنت فیھم) اتاری چنانچہ عصر کی نماز کے وقت ہمیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہم نے ہتھیار سجا لئے اور اپنی دو صفوں میں سے پہلی صف آپ کے ساتھ سجدے میں گئی اور دوسری صف کھڑی کی کھڑی ان کی نگہبانی کرتی رہی جب سجدوں سے فارغ ہو کر یہ لوگ کھڑے ہو گئے تو اب دوسری صف والے سجدے میں گئے جب یہ دونوں سجدے کر چلے تو اب پہلی صف والے دوسری صف کی جگہ چلے گئے اور دوسری صف والے پہلی صف والوں کی جگہ آ گئے، پھر قیام رکوع اور قومہ سب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی ساتھ ادا کیا اور جب آپ سجدے میں گئے تو صف اوّل آپ کے ساتھ سجدے میں گئی اور دوسری صف والے کھڑے ہوئے پہرہ دیتے رہے جب یہ سجدوں سے فارغ ہو گئے اور التحیات میں بیٹھے تب دوسری صف کے لوگوں نے سجدے کئے اور التحیات میں سب کے سب ساتھ مل گئے اور سلام بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب نے ایک ساتھ پھیرا۔ صلوٰۃ خوف ایک بار تو آپ نے یہاں عسفان میں پڑھی اور دوسری مرتبہ بنو سلیم کی زمین میں۔

یہ حدیث مسند احمد ابوداؤد اور نسائی میں بھی ہے اس کی اسناد صحیح ہے اور شاہد بھی بکثرت ہیں بخاری میں بھی یہ روایت اختصار کے ساتھ ہے اور اس میں ہے باوجودیکہ سب لوگ نماز میں تھے لیکن ایک دوسرے کی چوکیداری کر رہے تھے۔ ابن جریر میں ہے کہ سلیمان بن قیس یشکری نے حضرت جابر بن عبداللہ سے پوچھا نماز کے قصر کرنے کا حکم کب نازل ہوا؟ تو آپ نے فرمایا قریشیوں کا ایک قافلہ شام سے آ رہا تھا ہم اس کی طرف چلے۔ وادی نخل میں پہنچے تو ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گیا اور کہنے لگا کیا آپ مجھ سے ڈرتے نہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں اس نے کہا آپ کو مجھ سے اس وقت کون بچا سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ مجھے تجھ سے بچا لے گا پھر تلوار کھینچ لی اور ڈرایا دھمکایا، پھر کوچ کی منادی ہوئی اور آپ ہتھیار سجا کر چلے۔ پھر اذان ہوئی اور صحابہ دو حصوں میں تقسیم ہو گئے ایک حصہ آپ کے ساتھ نماز ادا کر رہا تھا اور دوسرا حصہ پہرہ دے رہا تھا جو آپ کے متصل تھے وہ دو رکعت آپ کے ساتھ پڑھ کر پیچھے والوں کی جگہ چلے گئے اور پیچھے والے اب آگے بڑھ آئے اور ان اگلوں کی جگہ کھڑے ہو گئے انہیں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت پڑھائیں پھر اسلام پھیر دیا پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چار رکعت ہوئیں اور سب کی دو دو ہوئیں اور اللہ تعالیٰ نے نماز کی کمی کا اور ہتھیار لئے رہنے کا حکم نازل فرمایا۔ مسند احمد میں ہے کہ جو شخص تلوار تانے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ آور ہوا تھا یہ دشمن کے قبیلے میں سے تھا اس کا نام غورث بن حارث تھا جب آپ نے اللہ کا نام لیا تو اس کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ گئی آپ نے تلوار اپنے ہاتھ میں لے لی اور اس سے کہا اب تو بتا کہ تجھے کون بچائے گا تو وہ معافی مانگنے لگا کہ مجھ پر آپ رحم کیجئے آپ نے فرمایا کیا تو اللہ کے ایک ہونے کی اور میرے رسول ہونے کی شہادت دیتا ہے؟ اس نے کہا یہ تو نہیں ہاں میں اقرار کرتا ہوں کہ آپ سے لڑوں گا نہیں اور ان لوگوں کا ساتھ نہ دوں گا جو آپ سے برسر پیکار ہوں آپ نے اسے معافی دی۔ جب یہ اپنے قبیلے والوں میں آیا تو کہنے لگا روئے زمین پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر کوئی شخص نہیں۔

اور روایت میں ہے کہ یزید نے حضرت جابر سے پوچھا کہ سفر میں جو دو رکعت ہیں کیا یہ قصر کہلاتی ہیں؟ آپ نے فرمایا یہ

پوری نماز ہے قصر تو بوقت جہاد ایک رکعت ہے پھر صلوٰۃ خوف کا اسی طرح ذکر کیا اس میں یہ بھی ہے کہ آپ کے سلام کے ساتھ آپ کے پیچھے والوں نے اور ان لوگوں نے سلام پھیرا اور اس میں دونوں حصہ فوج کے ساتھ ایک ایک رکعت پڑھنے کا بیان ہے پس سب کی ایک ایک رکعت ہے پھر صلوٰۃ خوف کا اسی طرح ذکر کیا اس میں یہ بھی ہے کہ آپ کے سلام کے ساتھ آپ کے پیچھے والوں نے ان لوگوں نے سلام پھیرا اور اس میں دونوں حصہ فوج کے ساتھ ایک ایک رکعت پڑھنے کا بیان ہے پس سب کی ایک ایک رکعت ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دو رکعتیں۔ اور روایت میں ہے کہ ایک جماعت آپ کے پیچھے صف بستہ نماز میں تھی اور ایک جماعت دشمن کے مقابل تھی پھر ایک رکعت کے بعد آپ کے پیچھے والے اگلوں کی جگہ آ گئے اور یہ پیچھے آ گئے۔ یہ حدیث بہت سی کتابوں میں بہت سی سندوں کے ساتھ حضرت جابر سے مروی ہے۔ ایک اور حدیث جو بروایت سالم عن ابیہ مروی ہے اس میں یہ بھی ہے کہ پھر کھڑے ہو کر صحابہ نے ایک ایک رکعت اپنی اپنی ادا کر لی۔ اس حدیث کی بھی بہت سی سندیں اور بہت سے الفاظ ہیں حافظ ابو بکر بن مردویہ نے ان سب کو جمع کر دیا۔ (تفسیر ابن کثیر، سورہ نساء، بیروت)

حالت جنگ میں نماز پڑھنے کے متعلق مذاہب فقہاء

نماز کے اوقات مقرر ہیں اور کسی نماز کو اس کے وقت کے بغیر ادا نہیں کیا جا سکتا' اس لیے سفر میں نماز کو اس کے وقت پر ادا کیا جائے گا' اس کا دوسرا معنی یہ ہے کہ حضر میں چار رکعت نماز فرض کی گئی ہے اور سفر میں دو رکعت نماز فرض کی گئی سو ہر حال میں اس حال کے مطابق نماز ادا کی جائے گی' امام شافعی اس کے قائل ہیں کہ جب کافر اور مسلمان کی تلواریں ٹکرا رہی ہوں تو اس وقت بھی مسلمان اپنے وقت پر نماز پڑھے وہ اس آیت سے استدلال کرتے ہیں امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس حالت میں نماز فرض نہیں ہے اور وہ شخص وقت نکلنے کے بعد اس نماز کی قضا کرے گا۔

امام ابو بکر احمد بن علی رازی جصاص حنفی متوفی ۳۷۰ھ لکھتے ہیں:

امام ابو حنیفہ' امام ابو یوسف' امام محمد' اور امام زفر یہ کہتے ہیں کہ حالت جنگ میں نماز نہیں پڑھی جائے گی' اگر کسی شخص نے نماز پڑھتے ہوئے قتال کیا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی' امام مالک ثوری یہ کہتے ہیں کہ جب رکوع اور سجود پر قادر نہ ہو تو اشارہ سے نماز پڑھے' حسن بن صالح نے کہا جب لڑائی کے وقت رکوع پر قادر نہ ہو تو ہر رکوع کے بدلہ میں ایک تکبیر کہہ لے' امام شافعی یہ کہتے ہیں کہ اگر وہ نماز کی حالت میں ضرب لگائے یا نیزہ مارے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اگر اس نے مسلسل نیزے مارے یا ضرب لگائی یا کوئی اور عمل طویل کیا تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی' امام ابو بکر رازی کہتے ہیں کہ قتال سے نماز باطل ہو جاتی ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی مقامات پر نماز خوف پڑھائی ہے اور جنگ خندق میں آپ نے چار نمازیں نہیں پڑھیں حتیٰ کہ رات داخل ہو گئی پھر آپ نے فرمایا اللہ انکے گھروں اور ان کے پیٹوں کو آگ سے بھر دے کیونکہ ان کی وجہ سے ہم عصر کی نماز نہیں پڑھ سکے' پھر آپ نے ان چاروں نمازوں کو ترتیب وار قضا کیا' اس حدیث میں آپ نے یہ خبر دی ہے کہ قتال میں مشغول ہونے کی وجہ سے آپ کی چار نمازیں قضا ہو گئیں اگر حالت قتال میں نماز پڑھنا جائز ہوتا تو آپ نماز کو ترک نہ فرماتے' جس طرح آپ نے بغیر قتال کے حالت خوف میں نماز کو ترک نہیں کیا۔ (احکام القرآن ج ۲ ص ۲۶۴' مطبوعہ لاہور)

بَابُ مَنْ قَالَ: يَقُوْمُ صَفٌّ مَعَ الْإِمَامِ وَصَفٌّ وِجَاهَ الْعَدُوِّ

فَيُصَلِّي بِالَّذِينَ يَلُوْنَهُ رَكْعَةً، ثُمَّ يَقُوْمُ قَائِمًا، حَتَّى يُصَلِّيَ الَّذِينَ مَعَهُ رَكْعَةً أُخْرَى، ثُمَّ يَنْصَرِفُوْنَ فَيَصُفُّوْنَ، وِجَاهَ الْعَدُوِّ وَتَجِيءُ الطَّائِفَةُ الْأُخْرَى فَيُصَلِّي بِهِمْ رَكْعَةً، وَيَثْبُتُ جَالِسًا، فَيُتِمُّوْنَ لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً أُخْرَى، ثُمَّ يُسَلِّمُ بِهِمْ جَمِيعًا

باب: جو اس بات کا قائل ہے: ایک صف امام کے ساتھ کھڑی ہوگی اور دوسری صف دشمن کے مدمقابل ہوگی

امام اپنے ساتھ والوں کو ایک رکعت پڑھانے کے بعد کھڑا رہے گا' یہاں تک کہ اس کے ساتھ نماز ادا کرنے والے لوگ دوسری رکعت ادا کرلیں' پھر وہ واپس جا کر دشمن کے مقابل صف بنالیں گے' اور دوسرا گروہ (امام کے قریب) آ جائے گا' امام انہیں ایک رکعت پڑھائے گا' اور پھر بیٹھا رہے گا' وہ لوگ (دوسری) رکعت خود ادا کریں گے' پھر امام ان سب سمیت سلام پھیر دے گا

1237 - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِأَصْحَابِهِ فِي خَوْفٍ، فَجَعَلَهُمْ خَلْفَهُ صَفَّيْنِ، فَصَلَّى بِالَّذِينَ يَلُوْنَهُ رَكْعَةً، ثُمَّ قَامَ فَلَمْ يَزَلْ قَائِمًا، حَتَّى صَلَّى الَّذِينَ خَلْفَهُمْ رَكْعَةً، ثُمَّ تَقَدَّمُوا، وَتَأَخَّرَ الَّذِينَ كَانُوْا قُدَّامَهُمْ، فَصَلَّى بِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَةً، ثُمَّ قَعَدَ حَتَّى صَلَّى الَّذِينَ تَخَلَّفُوا رَكْعَةً، ثُمَّ سَلَّمَ

حضرت سہل بن ابوحثمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو خوف کے عالم میں نماز پڑھائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے ان کی دو صفیں بنوادیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس والوں کو ایک رکعت پڑھائی' پھر آپ کھڑے ہوئے اور مسلسل کھڑے رہے' یہاں تک کہ آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے لوگوں نے ایک اور رکعت ادا کرلی' پھر یہ لوگ آگے بڑھ کر (دشمن کے مقابل چلے گئے) اور آگے والے لوگ پیچھے ہٹ آئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو بھی ایک رکعت پڑھائی' پھر آپ بیٹھ گئے یہاں تک کہ آپ کے پیچھے والوں نے ایک اور رکعت ادا کرلی تو آپ نے سلام پھیر دیا۔

حالت خوف میں نماز پڑھنے کے متعلق فقہی مذاہب اربعہ کا بیان

امام مالک' امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک اس آیت کا تعلق جنگ اور قتال سے بھی ہے یعنی اگر دوران قتال شدید خطرہ اور خوف ہو تو پیادہ اور سواری پر بھی نماز پڑھنا جائز ہے۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک جہاد اور قتال میں صلوٰۃ خوف پڑھی جائے اور اگر جنگ کی شدت کی وجہ سے صلوٰۃ خوف نہ پڑھی جاسکے تو نماز مؤخر کردی جائے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خندق کے دن چار نمازیں مؤخر کردی تھیں اور قتال کے علاوہ اور کسی صورت میں دشمن کا خوف ہو تو پیادہ یا سواری پر نماز پڑھ لی جائے۔

ملا احمد جیون حنفی لکھتے ہیں: حالت خوف میں نماز پڑھتے وقت ضرورت کی بناء پر قبلہ سے توجہ ساقط ہو جاتی ہے یعنی اگر تم کو دشمن سے خوف ہو یا درندہ کا خوف ہو یا کسی اور چیز کا خوف ہو تو تم پر قیام فرض نہیں ہے بلکہ تم کو اس کا اختیار ہے کہ تم پیدل چلتے ہوئے نماز پڑھو یا سواری پر نماز پڑھو اور جس طرف سواری کا منہ ہو اسی طرح اشاروں سے نماز پڑھو اسی طرح ''مدارک'' میں ہے اور صاحب ''ہدایہ'' نے اسی آیت سے استدلال کیا ہے کہ اگر شدید خوف ہو تو الگ الگ سواری پر نماز پڑھیں اور اشارہ سے رکوع اور سجود کریں خواہ جس طرف منہ ہو بشرطیکہ وہ قبلہ کی طرف منہ پر قادر نہ ہوں اور جس وقت تلواریں ٹکرا رہی ہوں اور تیر چل رہے ہوں اس حال میں ہمارے نزدیک نماز جائز نہیں ہے اور امام شافعی کے نزدیک جائز ہے امام ابوحنیفہ کے نزدیک ''رجالا'' کا معنی ہے: اپنے پیروں پر کھڑے ہوئے نماز پڑھیں اور امام شافعی کے نزدیک اس کا معنی ہے: چلتی ہوئی نماز پڑھیں اس لیے قاضی بیضاوی نے کہا ہے کہ اس آیت میں: امام شافعی کی دلیل ہے کہ تلواروں سے لڑائی کی حالت میں نماز جائز ہے امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس حالت میں نماز کو مؤخر کر دیں اور بعد میں پڑھیں۔ (تفسیرات احمدیہ ص ۱۰۸ مطبوعہ مطبع کریمی بمبئی)

علامہ آلوسی حنفی لکھتے ہیں: امام شافعی نے اس آیت سے یہ استدلال کیا ہے کہ اگر لڑائی کی حالت میں سواری ٹھہرانا ممکن نہ ہو تو تلواروں سے لڑتے ہوئے بھی نماز جائز ہے اور ہمارے امام کا یہ مذہب ہے کہ چلنے سے اور لڑنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نماز میں قنوت کا حکم دیا ہے اور چلنا اور لڑنا قنوت کے منافی ہے اور جب ایسی صورت ہو تو نماز کو مؤخر کر دے اور جب امن اور سکون ہو تو نماز پڑھ لے اگر تم انصاف سے کام لو تو تمہیں علم ہوگا کہ یہ آیت امام شافعی کے موقف میں بالکل صریح ہے کیونکہ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اللہ کے لیے قیام کرو اور دین آسان ہے اور مشکل نہیں ہے اور مقامات مختلف ہوتے ہیں اور مشکل کی وجہ سے آسان حکم کو نہیں چھوڑا جاتا اور جس کام کو مکمل طور پر حاصل نہیں کیا جا سکتا اس کو مکمل طور پر ترک بھی نہیں کیا جاتا۔

(روح المعانی ج ۲ ص ۱۰۸ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

حالت خوف میں نماز پڑھنے کے متعلق احادیث کا بیان

حافظ جلال الدین سیوطی بیان کرتے ہیں: امام طیالسی امام عبد الرزاق امام ابن ابی شیبہ امام احمد امام نسائی امام ابویعلیٰ اور امام بیہقی نے اپنی ''سنن'' میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جنگ خندق کے دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ہم ظہر عصر مغرب اور عشاء کی نمازوں کو جنگ کی مشغولیت کی وجہ سے نہ پڑھ سکے حتیٰ کہ ہم لڑائی سے بچا لیے گئے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (آیت) ''و کفی اللہ المؤمنین القتال''۔ (الاحزاب: ۲۵) (زبردست آندھی بھیج کر) اللہ مسلمانوں کے لیے جنگ سے کافی ہو گیا' یعنی ان کو لڑنے سے بچا لیا' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو (اذان کا) حکم دیا اور ہر نماز کے لیے اقامت کہی یہ واقعہ اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے تھا: (آیت) ''فان خفتم فرجالا او رکبانا''۔ (البقرہ: ۲۳۹) اگر تم حالت خوف میں ہو تو پیادہ اور سواری پر نماز پڑھو''۔

امام ابن ابی شیبہ امام مسلم اور امام نسائی نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض ایام میں صلوٰۃ خوف پڑھی' ایک جماعت آپ کے ساتھ تھی اور ایک جماعت دشمن کے سامنے کھڑی رہی' جو جماعت آپ کے ساتھ تھی آپ نے اس کو ایک رکعت

نماز پڑھائی' پھر وہ لوگ چلے گئے اور دوسری جماعت آگئی' آپ نے اس دوسری جماعت کو ایک رکعت نماز پڑھائی' پھر دونوں جماعتوں نے باقی ماندہ ایک ایک رکعت نماز پڑھی' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: اور اس سے زیادہ خوف ہو تو پھر تم کھڑے ہوئے اور سواری پر اشارہ سے نماز پڑھو۔

امام مالک' امام شافعی' امام عبدالرزاق' امام بخاری' امام ابن جریر اور امام بیہقی نے نافع سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے جب صلوٰۃ خوف کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: امام ایک جماعت کو ایک رکعت نماز پڑھائے اور دوسری جماعت انکے اور دشمن کے درمیان کھڑی رہے اور نماز نہ پڑھے' اور جب وہ جماعت ایک رکعت نماز پڑھ لے تو وہ اس دوسری جماعت کی جگہ چلی جائے جس نے نماز نہیں پڑھی تھی' اور یہ لوگ سلام نہ پھیریں' اور جس جماعت نے پہلے نماز نہیں پڑھی تھی وہ امام کے پیچھے آکر کھڑی ہو اور امام اس کو بھی ایک رکعت پڑھائے پھر امام چلا جائے' اس کی دو رکعتیں ہو گئیں اور امام کے چلے جانے کے بعد ہر جماعت اپنی اپنی باقی ماندہ ایک ایک رکعت پڑھے' اور اگر اس سے زیادہ خوف ہو تو اپنے پیروں پر کھڑے ہوئے نماز پڑھیں یا سواری پر نماز پڑھیں' خواہ منہ قبلہ کی طرف ہو یا غیر قبلہ کی طرف نافع کہتے ہیں کہ مجھے یہی یقین ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح سنا تھا۔ (صحیح بخاری ج۲ ص ۶۵۲-۶۵۱)

امام بزار حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تلواروں سے لڑائی کی حالت میں نماز ایک رکعت ہے' انسان جس طریقہ سے بھی یہ رکعت پڑھ لے اس کے لیے کافی ہے اور وہ اس کو نہیں دہرائے گا۔

امام ابن ابی حاتم نے (آیت) "فان خفتم فرجالا او رکبانا"۔ (البقرہ: ۲۳۹) کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سوار اپنی سواری پر نماز پڑھے اور پیدل چلنے والا اپنے پیروں پر نماز پڑھے اور جب خوف دور ہو جائے تو سوار اور پیادہ معمول کے مطابق نماز پڑھیں' جس طرح اللہ تعالیٰ نے انہیں سکھایا ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور امام ابن المنذر نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب تلواروں سے جنگ ہو رہی ہو تو اپنے سر کے اشارہ سے نماز پڑھے خواہ اس کا منہ کسی طرف ہو "فرجالا او رکبانا" کی یہی تفسیر ہے۔

امام ابن المنذر اور امام ابن جریر نے مجاہد سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کیا ہے: چلتے ہوئے اور سواری پر اللہ تعالیٰ نے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے فرمایا کہ جب تم جنگ میں سواریوں پر ہو اور خوف زیادہ ہو تو ہر شخص کسی بھی سمت کھڑا ہو کر یا سواری پر سر کے اشارہ سے یا زبان کے کلام سے جس طرح بھی ممکن ہو نماز پڑھے۔

(الدر المنثور ج۱ ص ۳۰۹-۳۰۸ ملتقطاً مطبوعہ مکتبہ آیۃ اللہ العظمی ایران)

حالت خوف میں نماز پڑھنے کے متعلق فقہاء شافعیہ کا مذہب

علامہ ماوردی شافعی لکھتے ہیں:

یعنی اگر تمہیں دشمن کا خوف ہو تو تم اپنے پیروں پر یا اپنی سواریوں پر ٹھہرے ہوئے یا چلتے ہوئے نماز پڑھو خواہ منہ قبلہ کی طرف ہو یا غیر قبلہ کی طرف اشارہ سے بغیر اشارہ کے جس طرح بھی قدرت ہو' اس حالت میں نماز کی مقدار میں اختلاف ہے' جمہور کا

قول یہ ہے کہ وہ طریقہ کے مطابق دو رکعت نماز پڑھے گا' اور حسن نے کہا: جب اسے خوف ہو تو ایک رکعت نماز پڑھے اہل حجاز (شافعیہ) نے کہا: اس پر بعد میں اس نماز کا اعادہ نہیں ہے کیونکہ وہ معذور تھا' اور اہل عراق (احناف) نے کہا: اس پر اعادہ واجب ہے کیونکہ چلنا نماز کے اعمال میں سے نہیں ہے۔

حالت خوف میں نماز پڑھنے کے متعلق فقہاء مالکیہ کا مذہب

قاضی ابوبکر ابن العربی مالکی لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ہر حالت میں نماز کی حفاظت کا حکم دیا ہے' مرض ہو' سفر ہو' قدرت ہو' عجز ہو' خوف ہو' امن ہو' نماز مکلف سے کسی حال میں ساقط نہیں ہوتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کھڑے ہو کر نماز پڑھو' اگر اس پر قدرت نہ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھو' اور اگر اس پر بھی قدرت نہ ہو تو لیٹ کر۔ (صحیح بخاری' سنن ابوداؤد' جامع ترمذی' سنن ابن ماجہ' مسند احمد) اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے صلوٰۃ خوف کے ذکر میں فرمایا: اگر زیادہ خوف ہو تو کھڑے ہوئے اور سواری پر نماز پڑھو' خواہ منہ قبلہ کی طرف ہو یا نہ ہو۔ (سنن کبریٰ ج ۳ ص ۲۵۶) اس سے مقصود یہ ہے کہ جس طرح بھی ممکن ہو نماز پڑھ لی جائے اور حالت میں بھی نماز ساقط نہیں ہوگی' حتیٰ کہ اگر صرف آنکھ کے اشارہ سے نماز پڑھی جا سکے تو اسی طرح لازم ہے' اسی وجہ سے نماز باقی عبادات سے ممتاز ہے' کیونکہ نماز کے علاوہ باقی عبادات عذر کی وجہ سے ساقط ہو جاتی ہیں' اور اسی سبب سے ہمارے علماء نے کہا ہے کہ تارک نماز کو قتل کر دیا جائے گا۔ امام ابوحنیفہ نے کہا ہے کہ جنگ کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث اور یہ آیت ان کے خلاف قوی دلیل ہے۔ (احکام القرآن ج ۱ ص ۳۰۲-۳۰۳ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۴۰۸ھ)

حالت خوف میں نماز پڑھنے کے متعلق فقہاء حنبلیہ کا مذہب

علامہ ابن جوزی حنبلی لکھتے ہیں: یہ آیت سورۃ نساء کی اس آیت کے بعد نازل ہوئی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے صلوٰۃ الخوف پڑھنے کا طریقہ بیان فرمایا ہے:

(آیت) "واذا كنت فيهم فاقمت لهم الصلوة فلتقم طائفة منهم معك وليأخذوا اسلحتهم فاذا سجدوا فليكونوا من ورائكم ولتات طائفة اخرى لم يصلوا فليصلوا معك وليأخذوا حذرهم واسلحتهم"۔ (النساء: ۱۰۲)

اور جب آپ ان میں ہوں اور (جنگ کے دوران) انہیں نماز پڑھائیں تو ان میں سے ایک گروہ کو آپ نے ساتھ کھڑا ہونا چاہیے اور وہ لوگ اپنے ہتھیار لیے رہیں' پھر جب وہ سجدہ کر لیں تو (اے مسلمانو!) وہ تمہارے پیچھے چلے جائیں اور دوسرا وہ گروہ آ جائے جس نے نماز نہیں پڑھی' اور انہیں آپ کے ساتھ نماز پڑھنی چاہیے اور وہ بھی اپنی حفاظت کا سامان اور اپنا اسلحہ لیے رہیں۔

اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی کہ اگر تمہیں اس سے زیادہ خوف ہو تو تلواروں سے لڑائی کے درمیان تم کو جس طرح قدرت ہو اس طرح نماز پڑھو' اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خندق کے دن ظہر' عصر' مغرب اور عشاء کی نمازیں شفق کے غائب ہونے کے بعد پڑھیں یعنی عین حالت جنگ میں یہ نمازیں پڑھیں جیسا کہ اس آیت میں ہے اور ان کو مؤخر کر دیا (ترمذی' ابویعلیٰ' بیہقی) تو اس حدیث اور اس آیت میں کیسے موافقت ہوگی' اس کا

جواب یہ ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ خندق کا یہ واقعہ اس آیت ”فان خفتم فرجالا اور کبانا“۔(البقرہ:۲۳۹) کے نزول سے پہلے کا ہے۔

(سنن نسائی صحیح ابن حبان)(زادالمسیر ج۱ص۲۸۵-۲۸۴ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۴۰۷ھ)

حالت خوف میں نماز پڑھنے کے متعلق فقہاء احناف کا مذہب:

علامہ ابوبکر جصاص حنفی لکھتے ہیں:

اس آیت میں خوف کی حالت میں پا پیادہ اور سواری پر نماز پڑھنے کا حکم بیان فرمایا ہے دوران جنگ میں اس طرح نماز پڑھنے کا حکم نہیں ہے (بلکہ دوران جنگ نماز پڑھنے کا وہی طریقہ ہے جو سورۃ نساء میں ہے) جب کسی شخص کو دشمن گھیر لے اور اس کو سخت خطرہ ہو تو اس کے لیے اس طرح نماز جائز ہے اور جب خوف کی وجہ سے اس لیے سواری پر نماز پڑھنا جائز ہے اور اس کے لیے رکوع اور سجود کو ترک کرنا جائز گردیا تو اس کے لیے یہ بھی جائز ہے کہ وہ قبلہ کی طرف منہ کرے یا نہ کرے اب اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ جب اللہ تعالیٰ نے خوف کی حالت میں بھی نماز کے ترک کرنے اجازت نہیں دی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم قتال میں مشغول تھے اور قتال میں مشغول ہونا نماز سے مانع ہے اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ ان کی قبروں اور ان کے گھروں کو آگ سے بھر دے کیونکہ ان کے خلاف جنگ میں مشغول رہنے کی وجہ سے ہم صلوٰۃ وسطیٰ نہیں پڑھ سکے اگر یہ کہا جائے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خندق کے دن ظہر عصر مغرب اور عشاء کی نمازوں کو کیوں ترک کردیا تھا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خوف کی حالت میں اس طرح نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے دوران قتال اسی طرح نماز پڑھنے کا حکم نہیں دیا اور جنگ خندق کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم قتال میں مشغول تھے اور قتال میں مشغول ہونا نماز سے مانع ہے اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ ان کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھر دے کیونکہ ان کے خلاف جنگ میں مشغول ہونے کی وجہ سے ہم صلوٰۃ وسطیٰ نہیں پڑھ سکے۔ اگر یہ کہا جائے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خندق کے دن نمازیں اس لیے نہیں پڑھی تھیں کہ اس وقت تک صلوٰۃ خوف پڑھنے کا حکم نازل نہیں ہوا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ محمد بن اسحاق اور واقدی کا اس پر اتفاق ہے کہ غزوہ ذات الرقاع غزوہ خندق سے پہلے ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ ذات الرقاع میں صلوٰۃ خوف پڑھی تھی اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوہ خندق میں نماز نہ پڑھنا قتال کی وجہ سے تھا اور قتال نماز کی صحت سے مانع اور اس کے منافی ہے۔

بعض فقہاء نے اس آیت سے یہ استدلال کیا کہ جو شخص خوف زدہ ہو اس کے لیے چلتے ہوئے بھی نماز پڑھنا جائز ہے خواہ وہ کسی پر حملہ آور ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اگر تم حالت خوف میں ہو تو پاپیادہ نماز پڑھو یا سواری پر یہ استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ اس آیت میں چلنے کا ذکر نہیں علاوہ ازیں حملہ آور خوف زدہ نہیں ہوتا کیونکہ اگر وہ حملہ کرنے کی بجائے واپس چلا جائے تو اسے کوئی خوف اور خطرہ نہیں ہوگا اللہ سبحانہ نے اس طرح نماز پڑھنا خوف زدہ کے لیے مشروع کیا ہے اور یہ اس وقت ہوگا جب اس پر حملہ کیا جائے اس وقت حالت خوف میں اس کیلیے جائز ہے کہ وہ سواری پر نماز پڑھے یا چلتے ہوئے۔

(احکام القرآن ج۱ص۴۴۹-۴۴۸ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۴۰۰ھ تفسیر تبیان القرآن سورہ بقرہ لاہور)

بَابُ مَنْ قَالَ: إِذَا صَلَّى رَكْعَةً وَثَبَتَ قَائِمًا أَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً، ثُمَّ سَلَّمُوا، ثُمَّ انْصَرَفُوا فَكَانُوا وِجَاهَ الْعَدُوِّ، وَاخْتُلِفَ فِي السَّلَامِ

باب: جو اس بات کا قائل ہے: جب امام ایک رکعت ادا کرلے گا تو وہ کھڑے رہے گا

وہ لوگ بذاتِ خود ایک رکعت (ادا کر کے دو رکعات کو) مکمل کریں گے پھر وہ سلام پھیر کر مڑیں گے اور دشمن کے سامنے چلے جائیں گے (اس صورت میں) سلام پھیرنے کے بارے میں اختلاف ہے

1238 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ، عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ، عَمَّنْ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَوْمَ ذَاتِ الرِّقَاعِ صَلَاةَ الْخَوْفِ، أَنَّ طَائِفَةً صَفَّتْ مَعَهُ، وَطَائِفَةٌ وِجَاهَ الْعَدُوِّ، فَصَلَّى بِالَّتِي مَعَهُ رَكْعَةً، ثُمَّ ثَبَتَ قَائِمًا، وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ، ثُمَّ انْصَرَفُوا، وَصَفُّوا وِجَاهَ الْعَدُوِّ، وَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الْأُخْرَى، فَصَلَّى بِهِمُ الرَّكْعَةَ الَّتِي بَقِيَتْ مِنْ صَلَاتِهِ، ثُمَّ ثَبَتَ جَالِسًا وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ، ثُمَّ سَلَّمَ بِهِمْ. قَالَ مَالِكٌ: وَحَدِيثُ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ أَحَبُّ مَا سَمِعْتُ إِلَيَّ

صالح بن خوات اس صحابی کے حوالے سے روایت نقل کرتے ہیں جنہوں نے غزوۂ ذات الرقاع کے موقع پر نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں نمازِ خوف ادا کی تھی۔ (وہ بیان کرتے ہیں:) ایک گروہ نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ صف بنالی' ایک گروہ دشمن کے مدمقابل کھڑا ہوگیا' نبی اکرم ﷺ نے اپنے ساتھ والوں کو ایک رکعت پڑھائی اور پھر آپ کھڑے رہے' ان لوگوں نے اپنی نماز خود مکمل کی اور چلے گئے اور دشمن کے مدمقابل کھڑے ہوگئے' دوسرا گروہ (نبی اکرم ﷺ کی طرف) آیا آپ ﷺ نے اپنی نماز کی باقی رہ جانے والی ایک رکعت انہیں پڑھائی' پھر آپ بیٹھے رہے' اور ان لوگوں نے اپنی نماز خود مکمل کی پھر آپ نے ان سب سمیت سلام پھیر دیا۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں نے جتنی بھی روایات سنی ہیں' ان میں یزید بن رومان کی نقل کردہ روایت میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے۔

1239 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّ سَهْلَ بْنَ أَبِي حَثْمَةَ الْأَنْصَارِيَّ، حَدَّثَهُ، أَنَّ صَلَاةَ الْخَوْفِ: أَنْ يَقُومَ الْإِمَامُ وَطَائِفَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، وَطَائِفَةٌ مُوَاجِهَةُ الْعَدُوِّ، فَيَرْكَعُ الْإِمَامُ رَكْعَةً، وَيَسْجُدُ بِالَّذِينَ مَعَهُ، ثُمَّ يَقُومُ، فَإِذَا اسْتَوَى قَائِمًا، ثَبَتَ قَائِمًا، وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمُ الرَّكْعَةَ الْبَاقِيَةَ، ثُمَّ سَلَّمُوا، وَانْصَرَفُوا وَالْإِمَامُ قَائِمٌ، فَكَانُوا وِجَاهَ الْعَدُوِّ، ثُمَّ يُقْبِلُ الْآخَرُونَ الَّذِينَ لَمْ يُصَلُّوا فَيُكَبِّرُونَ وَرَاءَ الْإِمَامِ،

1239- اسناده صحیح، وهو في "الموطا" /1831- .184 واخرجه البخاري (4131) وبإثره، وابن ماجه (1259)، والترمذي (573)، والنسائي في "الكبرى" (1954) من طريقين عن يحيى بن سعيد الانصاري، بهذا الاسناد موقوفاً. وهو في "مسند احمد" (15710)، و"صحيح ابن حبان" (2885).

تُمَّ يُصَلِّيْ بِهِمْ وَيَسْجُدُ بِهِمْ ثُمَّ يُسَلِّمُ فَيَقُوْمُوْنَ فَيَرْكَعُوْنَ لِاَنْفُسِهِمُ الرَّكْعَةَ الْبَاقِيَةَ، ثُمَّ يُسَلِّمُوْنَ.

قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ وَاَمَّا رِوَايَةُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ، نَحْوَ رِوَايَةِ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ. اِلَّا اَنَّهُ خَالَفَهُ فِي السَّلَامِ، وَرِوَايَةُ عُبَيْدِ اللّٰهِ، نَحْوَ رِوَايَةِ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، قَالَ: وَيَثْبُتُ قَائِمًا

حضرت سہل بن ابوحثمہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں؟ نماز خوف (کا طریقہ) یہ ہے: امام اور اس کے ساتھیوں کا ایک گروہ (نماز ادا کرنے کے لیے) کھڑے ہوں گے جب کہ ایک گروہ دشمن کے مدمقابل ہوگا۔ امام اپنے ساتھ والوں کو ایک رکعت پڑھا کر سجدہ کرنے کے بعد کھڑا ہو جائے گا۔ جب وہ کھڑا ہوگا تو وہ کھڑا رہے گا اور اس کے ساتھ والے باقی والی ایک رکعت خود ادا کریں گے اور سلام پھیر کر واپس چلے جائیں گے اور دشمن کے مقابل آ جائیں گے جب کہ امام کھڑا ہوا ہوگا پھر وہ لوگ آئیں گے جنہوں نے نماز ادا نہیں کی وہ امام کے پیچھے تکبیر کہیں گے۔ امام انہیں ایک رکعت پڑھائے گا اور سلام پھیر دے گا وہ لوگ کھڑے ہو کر باقی رہ جانے والی ایک رکعت ادا کریں گے اور پھر سلام پھیریں گے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یحییٰ بن سعید نے قاسم کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے وہ یزید بن رومان کی روایت کی مانند ہے البتہ انہوں نے سلام پھیرنے کا طریقہ مختلف نقل کیا ہے۔

عبیداللہ کی روایت بھی یحییٰ بن سعید کی روایت کی مانند ہے' جس میں یہ الفاظ ہیں ''وہ کھڑے رہے''۔

بَابُ مَنْ قَالَ: يُكَبِّرُوْنَ جَمِيْعًا وَاِنْ كَانُوْا مُسْتَدْبِرِي الْقِبْلَةِ

ثُمَّ يُصَلِّيْ بِمَنْ مَعَهُ رَكْعَةً، ثُمَّ يَاْتُوْنَ مَصَافَّ اَصْحَابِهِمْ، وَيَجِيءُ الْاٰخَرُوْنَ فَيَرْكَعُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً، ثُمَّ يُصَلِّيْ بِهِمْ رَكْعَةً، ثُمَّ تُقْبِلُ الطَّائِفَةُ الَّتِيْ كَانَتْ مُقَابِلَ الْعَدُوِّ، فَيُصَلُّوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً، وَالْاِمَامُ قَاعِدٌ ثُمَّ يُسَلِّمُ بِهِمْ كُلِّهِمْ جَمِيْعًا

باب: جو اس بات کا قائل ہے وہ سب لوگ تکبیر کہیں گے

اگرچہ ان کی پیٹھ قبلہ کی طرف ہو پھر امام اپنے پاس والوں کو ایک رکعت پڑھائے گا پھر وہ لوگ اپنے ساتھیوں کی جگہ آ جائیں گے اور دوسرے لوگ آ کر ایک رکعت از خود ادا کریں گے پھر امام انہیں ایک رکعت پڑھائے گا پھر دشمن کے مقابل گروہ آئے گا وہ ایک رکعت از خود ادا کریں گے۔ امام اس دوران بیٹھا رہے گا' پھر امام ان سب سمیت سلام پھیر دے گا

1240 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُقْرِئُ، حَدَّثَنَا حَيْوَةُ، وَابْنُ لَهِيْعَةَ، قَالَا: اَخْبَرَنَا اَبُو الْاَسْوَدِ، اَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ، يُحَدِّثُ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ، اَنَّهُ سَاَلَ اَبَا هُرَيْرَةَ، هَلْ صَلَّيْتَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْخَوْفِ؟ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ: نَعَمْ، قَالَ مَرْوَانُ: مَتٰى؟ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ: عَامَ غَزْوَةِ نَجْدٍ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى صَلَاةِ

الْعَصْرِ. فَقَامَتْ مَعَهُ طَائِفَةٌ، وَطَائِفَةٌ أُخْرَى مُقَابِلَ الْعَدُوِّ، وَظُهُورُهُمْ إِلَى الْقِبْلَةِ. فَكَبَّرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَكَبَّرُوا جَمِيعًا. الَّذِينَ مَعَهُ وَالَّذِينَ مُقَابِلِي الْعَدُوِّ. ثُمَّ رَكَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَةً وَاحِدَةً، وَرَكَعَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِي مَعَهُ. ثُمَّ سَجَدَ فَسَجَدَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِي تَلِيهِ، وَالْآخَرُونَ قِيَامٌ مُقَابِلِي الْعَدُوِّ. ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَقَامَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِي مَعَهُ فَذَهَبُوا إِلَى الْعَدُوِّ. فَقَابَلُوهُمْ وَأَقْبَلَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِي كَانَتْ مُقَابِلِي الْعَدُوِّ فَرَكَعُوا وَسَجَدُوا. وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ كَمَا هُوَ. ثُمَّ قَامُوا فَرَكَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَةً أُخْرَى، وَرَكَعُوا مَعَهُ، وَسَجَدَ وَسَجَدُوا مَعَهُ. ثُمَّ أَقْبَلَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِي كَانَتْ مُقَابِلِي الْعَدُوِّ. فَرَكَعُوا وَسَجَدُوا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ، وَمَنْ كَانَ مَعَهُ. ثُمَّ كَانَ السَّلَامُ. فَسَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَلَّمُوا جَمِيعًا. فَكَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَانِ. وَلِكُلِّ رَجُلٍ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ رَكْعَةٌ. رَكْعَةٌ.

❀ عروہ بن زبیر' مروان بن حکم کے بارے میں نقل کرتے ہیں: اس نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا:

کیا آپ ﷺ نے نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں نمازِ خوف ادا کی ہے؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: جی ہاں! مروان نے دریافت کیا: کب؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: غزوۂ نجد کے سال' نبی اکرم ﷺ نمازِ عصر ادا کرنے کے لیے کھڑے ہوئے' تو ایک گروہ آپ کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور دوسرا گروہ دشمن کے مدمقابل کھڑا رہا' ان لوگوں کی پشت قبلہ کی طرف تھی' نبی اکرم ﷺ نے تکبیر کہی' ان سب نے بھی تکبیر کہی' یعنی وہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے اور جو دشمن کے مدمقابل تھے' پھر نبی اکرم ﷺ نے رکوع کیا' تو آپ ﷺ کے ساتھ والوں نے رکوع کیا' پھر نبی اکرم ﷺ سجدے میں گئے تو آپ کے ساتھ والے لوگ سجدے میں گئے' دوسرے لوگ دشمن کے مدمقابل کھڑے رہے' پھر نبی اکرم ﷺ کھڑے ہوئے تو آپ کے ساتھ والا گروہ بھی کھڑا ہو گیا اور پھر وہ لوگ دشمن کی طرف چلے گئے' اور اس کے مدمقابل آ گئے' جو گروہ پہلے دشمن کے مدمقابل تھا' وہ لوگ آئے' انہوں نے (پہلی رکعت کا) رکوع اور سجدہ کیا' اس دوران نبی اکرم ﷺ قیام کی حالت میں رہے' جیسے پہلے تھے' پھر وہ لوگ (ایک رکعت ادا کر کے) کھڑے ہوئے تو نبی اکرم ﷺ (دوسری رکعت کے) رکوع میں چلے گئے' ان لوگوں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ رکوع کیا' نبی اکرم ﷺ نے سجدہ کیا تو انہوں نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا' پھر وہ گروہ آ گیا' جو دشمن کے مدمقابل تھا' ان لوگوں نے رکوع اور سجدہ کیا' نبی اکرم ﷺ اور آپ کے ساتھ (پہلے سے موجود) حضرات اس دوران بیٹھے رہے' پھر سلام کا موقع آیا' تو نبی اکرم ﷺ نے سلام پھیرا' آپ ﷺ کے ساتھ ان سب لوگوں نے بھی سلام پھیر دیا۔ یوں نبی اکرم ﷺ کی دو رکعات ہوئیں اور دونوں گروہوں کے ہر فرد کی ایک ایک رکعت ہوئی۔

1241 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو الرَّازِيُّ، حَدَّثَنَا سَلَمَةُ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ، وَمُحَمَّدِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى نَجْدٍ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِذَاتِ الرِّقَاعِ مِنْ نَخْلٍ لَقِيَ جَمْعًا مِنْ غَطَفَانَ، فَذَكَرَ مَعْنَاهُ، وَلَفْظُهُ عَلَى غَيْرِ لَفْظِ حَيْوَةَ، وَقَالَ فِيهِ: حِينَ رَكَعَ بِمَنْ مَعَهُ وَسَجَدَ، قَالَ: فَلَمَّا قَامُوا مَشَوُا الْقَهْقَرَى إِلَى مَصَافِّ أَصْحَابِهِمْ، وَلَمْ يَذْكُرِ اسْتِدْبَارَ الْقِبْلَةِ

ترجمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نجد کی سمت روانہ ہوئے یہاں تک کہ جب ہم "نخل" کے مقام "ذات الرقاع" پہنچے تو ہمارا غطفان کے ایک گروہ سے سامنا ہوا۔

اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے تاہم اس کے الفاظ "حیوة" کے نقل کردہ الفاظ سے کچھ مختلف ہیں اس میں "جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ والے افراد کے ساتھ رکوع اور سجدہ کرلیا" کے بعد یہ الفاظ ہیں: جب وہ لوگ کھڑے ہوئے تو الٹے قدموں چلتے ہوئے (میدان جنگ میں) اپنے ساتھیوں کی جگہ آ گئے۔ اس میں قبلہ کے پیٹھ کی طرف ہونے کا ذکر نہیں ہے۔

1242 - قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَأَمَّا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدٍ، فَحَدَّثَنَا، قَالَ: حَدَّثَنِي عَمِّي، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ، أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ، أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ، قَالَتْ: كَبَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَبَّرَتِ الطَّائِفَةُ الَّذِينَ صَفُّوا مَعَهُ، ثُمَّ رَكَعَ فَرَكَعُوا، ثُمَّ سَجَدَ، فَسَجَدُوا، ثُمَّ رَفَعَ فَرَفَعُوا، ثُمَّ مَكَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا، ثُمَّ سَجَدُوا لِأَنْفُسِهِمُ الثَّانِيَةَ، ثُمَّ قَامُوا فَنَكَصُوا عَلَى أَعْقَابِهِمْ يَمْشُونَ الْقَهْقَرَى، حَتَّى قَامُوا مِنْ وَرَائِهِمْ، وَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الْأُخْرَى، فَقَامُوا فَكَبَّرُوا، ثُمَّ رَكَعُوا لِأَنْفُسِهِمْ، ثُمَّ سَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَجَدُوا مَعَهُ، ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَجَدُوا لِأَنْفُسِهِمُ الثَّانِيَةَ، ثُمَّ قَامَتِ الطَّائِفَتَانِ جَمِيعًا فَصَلَّوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَكَعَ فَرَكَعُوا، ثُمَّ سَجَدَ فَسَجَدُوا جَمِيعًا، ثُمَّ عَادَ فَسَجَدَ الثَّانِيَةَ، وَسَجَدُوا مَعَهُ سَرِيعًا كَأَسْرَعِ الْإِسْرَاعِ جَاهِدًا، لَا يَأْلُونَ سِرَاعًا، ثُمَّ سَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَلَّمُوا، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ شَارَكَهُ النَّاسُ فِي الصَّلَاةِ كُلِّهَا

❀❀ عروہ بن زبیر بیان کرتے ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کے سامنے یہ واقعہ بیان کیا ہے: وہ بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی آپ کے ساتھ صف میں شامل افراد نے بھی تکبیر کہی پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں گئے تو وہ لوگ بھی رکوع میں گئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں گئے تو وہ لوگ بھی سجدے میں چلے گئے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (سجدے سے) سر اٹھایا تو ان لوگوں نے بھی اٹھالیا۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے رہے اور ان لوگوں نے دوسرا سجدہ از خود کیا پھر وہ لوگ کھڑے ہوئے اور اپنی ایڑیوں کے بل الٹے چلتے ہوئے پیچھے جاکر کھڑے ہوگئے پھر دوسرا گروہ آیا وہ لوگ کھڑے ہوئے انہوں نے تکبیر کہی پھر انہوں نے از خود رکوع کیا پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں گئے تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سجدہ کیا پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوگئے اور ان لوگوں نے دوسرا سجدہ از خود کیا پھر دونوں گروہ کھڑے ہوگئے ان سب نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

رکوع میں گئے تو انہوں نے بھی رکوع کیا' نبی اکرم ﷺ نے سجدہ کیا تو ان سب نے بھی سجدہ کیا' پھر نبی اکرم ﷺ اُٹھے' پھر آپ ﷺ نے دوسرا سجدہ کیا' تو انہوں نے بھی انتہائی تیزی کے ساتھ سجدہ کیا' تیزی کرنے میں انہوں نے کوئی کوتاہی نہیں کی۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے سلام پھیرا تو ان لوگوں نے بھی سلام پھیر دیا۔ پھر نبی اکرم ﷺ اٹھ گئے' تو ان سب لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ پوری نماز میں حصہ لیا۔

بَابُ مَنْ قَالَ: يُصَلِّي بِكُلِّ طَائِفَةٍ رَكْعَةً، ثُمَّ يُسَلِّمُ فَيَقُومُ كُلُّ صَفٍّ فَيُصَلُّونَ لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً

باب: جولوگ اس بات کے قائل ہیں: امام ہر ایک گروہ کو ایک رکعت پڑھا کر سلام پھیر دے گا' پھر ہر صف اٹھے گی' اور وہ لوگ ازخود ایک رکعت ادا کرلیں گے

1243 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِإِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ رَكْعَةً، وَالطَّائِفَةُ الْأُخْرَى مُوَاجِهَةُ الْعَدُوِّ، ثُمَّ انْصَرَفُوا، فَقَامُوا فِي مَقَامِ أُولَئِكَ، وَجَاءَ أُولَئِكَ فَصَلَّى بِهِمْ رَكْعَةً أُخْرَى، ثُمَّ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ، ثُمَّ قَامَ هَؤُلَاءِ فَقَضَوْا رَكْعَتَهُمْ، وَقَامَ هَؤُلَاءِ فَقَضَوْا رَكْعَتَهُمْ،

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَلِكَ رَوَاهُ نَافِعٌ، وَخَالِدُ بْنُ مَعْدَانَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَذَلِكَ، قَوْلُ: مَسْرُوقٍ، وَيُوسُفَ بْنِ مِهْرَانَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَكَذَلِكَ رَوَى يُونُسُ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي مُوسَى أَنَّهُ فَعَلَهُ

✿✿ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک گروہ کو ایک رکعت پڑھائی' دوسرا گروہ دشمن کے مد مقابل تھا' پھر وہ لوگ واپس گئے اور ان کی جگہ پر آگئے' وہ لوگ (آگے) آگئے۔ نبی اکرم ﷺ نے انہیں ایک رکعت پڑھا کر سلام پھیر دیا۔ پھر یہ لوگ کھڑے ہوئے اور انہوں نے اپنی باقی رہ جانے والی ایک رکعت ادا کی' پھر وہ لوگ کھڑے ہوئے اور انہوں نے اپنی باقی رہ جانے والی ایک رکعت ادا کی۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

مسروق اور یوسف بن مہران نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

1243- اسنادہ صحیح. واخرجه البخاری (4133)، ومسلم (839) (305)، والترمذی (572)، والنسائی فی "الکبری" (1941) من طریق معمر، والبخاری (942) و (4132)، والنسائی (1942) من طریق شعیب بن ابی حمزة، ومسلم (839) (305) من طریق فلیح بن سلیمان، ثلاثهم عن الزهری، بهذا الاسناد. وهو فی "مسند احمد" (6351). واخرجه بنحوه البخاری (943)، ومسلم (839) (306)، والنسائی (1943) من طریق موسی بن عقبة، وابن ماجه (1258) من طریق عبید الله بن عمر، کلاهما عن نافع، عن ابن عمر. وهو فی "مسند احمد" (6159)، و "صحیح ابن حبان" (2887).

حسن نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔

بَابُ مَنْ قَالَ: يُصَلِّي بِكُلِّ طَائِفَةٍ رَكْعَةً، ثُمَّ يُسَلِّمُ فَيَقُومُ الَّذِينَ خَلْفَهُ فَيُصَلُّونَ رَكْعَةً، ثُمَّ يَجِيءُ الْآخَرُونَ إِلَى مَقَامِ هَؤُلَاءِ فَيُصَلُّونَ رَكْعَةً

باب: جو لوگ اس بات کے قائل ہیں: امام ہر ایک گروہ کو ایک رکعت پڑھائے گا پھر وہ سلام پھیر دے گا پھر وہ لوگ جو اس کے پیچھے کھڑے ہوئے تھے وہ اٹھ کر ایک رکعت ادا کر لیں گے پھر دوسرے لوگ اس جگہ پر آئیں گے اور وہ ایک رکعت ادا کریں گے

1244 - حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، حَدَّثَنَا خُصَيْفٌ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْخَوْفِ، فَقَامُوا صَفًّا خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَصَفٌّ مُسْتَقْبِلَ الْعَدُوِّ، فَصَلَّى بِهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَةً، ثُمَّ جَاءَ الْآخَرُونَ فَقَامُوا مَقَامَهُمْ، وَاسْتَقْبَلَ هَؤُلَاءِ الْعَدُوَّ، فَصَلَّى بِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَةً، ثُمَّ سَلَّمَ، فَقَامَ هَؤُلَاءِ فَصَلَّوْا لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً، ثُمَّ سَلَّمُوا، ثُمَّ ذَهَبُوا فَقَامُوا مَقَامَ أُولَئِكَ مُسْتَقْبِلِي الْعَدُوِّ، وَرَجَعَ أُولَئِكَ إِلَى مَقَامِهِمْ فَصَلَّوْا لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً، ثُمَّ سَلَّمُوا.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز خوف پڑھائی تو ایک گروہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑا ہو گیا اور دوسرا دشمن کی طرف رخ کر کے کھڑا ہو گیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنے پیچھے موجود گروہ) کو ایک رکعت پڑھائی' پھر دوسرے لوگ آ کر ان کی جگہ کھڑے ہو گئے اور ان لوگوں نے دشمن کی طرف رخ کر لیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو ایک رکعت پڑھائی' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیر دیا' وہ لوگ کھڑے ہوئے اور انہوں نے از خود ایک رکعت ادا کی' اور سلام پھیر دیا۔ پھر یہ لوگ گئے اور ان کی جگہ دشمن کی طرف رخ کر کے کھڑے ہو گئے' وہ لوگ اپنی جگہ واپس آئے انہوں نے ایک رکعت از خود ادا کر کے سلام پھیر دیا۔

1245 - حَدَّثَنَا تَمِيمُ بْنُ الْمُنْتَصِرِ، أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ يَعْنِي ابْنَ يُوسُفَ، عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ خُصَيْفٍ، بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ، قَالَ: فَكَبَّرَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَبَّرَ الصَّفَّانِ جَمِيعًا.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ، بِهَذَا الْمَعْنَى، عَنْ خُصَيْفٍ، وَصَلَّى عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَمُرَةَ، هَكَذَا إِلَّا أَنَّ الطَّائِفَةَ الَّتِي صَلَّى بِهِمْ رَكْعَةً، ثُمَّ سَلَّمَ مَضَوْا إِلَى مَقَامِ أَصْحَابِهِمْ، وَجَاءَ هَؤُلَاءِ فَصَلَّوْا لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً، ثُمَّ رَجَعُوا إِلَى مَقَامِ أُولَئِكَ، فَصَلَّوْا لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا بِذَلِكَ مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ حَبِيبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي

أَبِي، أَنَّهُمْ غَزَوْا مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ كَابُلَ. فَصَلَّى بِنَا صَلَاةَ الْخَوْفِ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے جس میں یہ الفاظ ہیں: نبی اکرم ﷺ نے تکبیر کہی تو دونوں صفوں نے بھی تکبیر کہی یہی روایت ثوری نے بھی اس کی مانند نقل کی ہے۔

حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرف نماز پڑھائی تھی البتہ یہ ہوا کہ انہوں نے جس گروہ کو ایک رکعت پڑھا کر سلام پھیرا تھا وہ لوگ اپنے ساتھیوں کی جگہ چلے گئے اور وہ (دوسرے) لوگ آ گئے انہوں نے از خود ایک رکعت ادا کی پھر یہ لوگ اُن کی جگہ چلے گئے اور پھر اُن لوگوں نے ایک رکعت از خود ادا کی۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) مسلم بن ابراہیم نے عبدالصمد بن حبیب کے والد کا یہ بیان نقل کیا ہے: انہوں نے حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کابل کی جنگ میں حصہ لیا۔ انہوں نے ہمیں نماز خوف پڑھائی۔

بَابُ مَنْ قَالَ: يُصَلِّي بِكُلِّ طَائِفَةٍ رَكْعَةً وَلَا يَقْضُونَ

باب: جو لوگ اس بات کے قائل ہیں: امام ہر ایک گروہ کو ایک رکعت پڑھائے گا اور وہ لوگ اسے مکمل نہیں کریں گے

1246 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيٰى، عَنْ سُفْيَانَ، حَدَّثَنِي الْأَشْعَثُ بْنُ سُلَيْمٍ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ زَهْدَمٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ بِطَبَرِسْتَانَ، فَقَامَ، فَقَالَ: أَيُّكُمْ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْخَوْفِ؟ فَقَالَ حُذَيْفَةُ: أَنَا. فَصَلَّى بِهٰؤُلَاءِ رَكْعَةً، وَبِهٰؤُلَاءِ رَكْعَةً، وَلَمْ يَقْضُوا.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَا رَوَاهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، وَمُجَاهِدٌ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَقِيقٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَزِيدُ الْفَقِيرُ، وَأَبُو مُوسٰى،

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَجُلٌ مِنَ التَّابِعِينَ لَيْسَ بِالْأَشْعَرِيِّ جَمِيعًا، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَقَدْ قَالَ بَعْضُهُمْ: عَنْ شُعْبَةَ فِي حَدِيثِ يَزِيدَ الْفَقِيرِ: إِنَّهُمْ قَضَوْا رَكْعَةً أُخْرٰى، وَكَذٰلِكَ رَوَاهُ سِمَاكٌ الْحَنَفِيُّ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَذٰلِكَ رَوَاهُ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَكَانَتْ لِلْقَوْمِ رَكْعَةً رَكْعَةً، وَلِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ

ثعلبہ بن زہدم بیان کرتے ہیں: ہم سعید بن العاص کے ساتھ طبرستان میں موجود تھے وہ کھڑے ہوئے انہوں نے دریافت کیا: آپ لوگوں میں سے کس نے نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں نماز خوف ادا کی ہے؟ تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

میں نے پھر انہوں نے ایک گروہ کو ایک رکعت پڑھائی اور ایک گروہ کو ایک رکعت پڑھائی۔ ان لوگوں نے دوسری رکعت ادا نہیں کی۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) عبیداللہ اور مجاہد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

عبداللہ بن شقیق نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح نقل کیا ہے۔ عبداللہ بن شقیق نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح نقل کیا ہے۔ یزید فقیر اور ابوموسیٰ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

بعض راویوں نے شعبہ کے حوالے سے یزید فقیر کی روایت میں یہ بات نقل کی ہے۔ ان لوگوں نے دوسری رکعت ادا کی تھی۔

سماع حنفی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اسی طرح نقل کیا ہے۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اسی طرح نقل کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں: تو لوگوں کی ایک ایک رکعت ہوئی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو رکعات ہوئیں۔

1247 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَخْنَسِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: فَرَضَ اللَّهُ تَعَالَى الصَّلَاةَ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَضَرِ أَرْبَعًا، وَفِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ، وَفِي الْخَوْفِ رَكْعَةً

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی حضر کے عالم میں چار رکعات سفر میں دو رکعات اور خوف کے عالم میں ایک رکعت فرض قرار دی ہے۔

سفر شرعی میں نماز کو قصر کر کے پڑھنے کا وجوب کا بیان

امام مسلم بن حجاج قشیری ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اگر تم کو یہ خدشہ ہو کہ کافر تم پر حملہ کریں گے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ تم سفر میں قصر کرلو۔ (النساء:۱۰۱)

اور اب لوگ سفر میں کفار کے حملہ سے مامون ہیں! حضرت عمر! نے کہا جس چیز سے تم کو تعجب ہوا ہے مجھے بھی تعجب ہوا تھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق سوال کیا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ (قصر) صدقہ ہے جس کا اللہ نے تم پر صدقہ کیا ہے تم اس کے صدقہ کو قبول کرلو۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث:۶۸۶ سنن ابوداؤد رقم الحدیث:۱۱۹۹، ۱۲۰۰ سنن کبریٰ للنسائی رقم الحدیث:۱۱۱۲۰ سنن ابن ماجہ رقم الحدیث:۱۰۶۵ سنن دارمی رقم الحدیث:۳۵۰۴ صحیح ابن خزیمہ رقم الحدیث:۹۴۵ مسند احمد ج۱ رقم الحدیث:۱۷۴ سنن کبریٰ للبیہقی ج۳ ص۱۴۱-۱۴۰)

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امر فرمایا ہے کہ اللہ کے صدقہ کو قبول کرو اور اصل میں امر وجوب کے لیے آتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ سفر میں نماز کو قصر کرنا واجب ہے سو اگر کسی نے دانستہ سفر میں پوری نماز پڑھی تو وہ گنہ گار ہوگا۔

امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ روایت کرتے ہیں:

امیہ بن خالد نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ قرآن مجید میں حضر میں نماز پڑھنے کا ذکر ہے اور نماز خوف کا بھی قرآن میں ذکر ہے اور سفر میں نماز پڑھنے کا ذکر نہیں ہے' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف سیدنا محمد ﷺ کو مبعوث کیا اور ہم اس کے سوا کچھ نہیں جانتے کہ ہم نے جو سیدنا محمد ﷺ کو کرتے ہوئے دیکھا ہے ہم وہی کرتے ہیں۔ (سنن ابن ماجہ رقم الحدیث:۱۰۶۶' سنن نسائی رقم الحدیث:۱۴۳۳)

مسافت شرعی کی مقدار میں مذاہب ائمہ کا بیان

مشہور غیر مقلد عالم نواب صدیق حسن خان بھوپالی متوفی ۱۳۰۷ھ نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص ایک میل کے سفر پر بھی جائے تو قصر کرے گا۔ (السراج الوہاج' ج۱ ص۲۷۷)

امام مالک بن انس اصبحی متوفی ۱۷۹ھ کے نزدیک مسافت قصر متوسط رفتار سے ایک دن کی مسافت ہے۔

(بدایۃ المجتہد ۱ ص۱۲۱' مطبوعہ دار الفکر بیروت)

امام محمد بن ادریس شافعی متوفی ۲۰۴ھ کے نزدیک مسافت قصر دو دن کی مسافت ہے۔

(المہذب مع شرح المہذب ج۴ ص۳۲۲' مطبوعہ دار الفکر بیروت)

امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ کے نزدیک بھی مسافت قصر دو دن کی مسافت ہے۔

(المغنی ج۲ ص۴۷' مطبوعہ دار الفکر' بیروت' ۱۴۰۵ھ)

امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ لکھتے ہیں:

میں نے امام ابوحنیفہ سے پوچھا کہ تین دن سے کم سفر میں مسافر قصر کر سکتا ہے؟ فرمایا نہیں میں نے پوچھا اگر وہ تین دن یا اس سے زیادہ مسافت کا سفر کرے؟ فرمایا: اپنے شہر سے نکلنے کے بعد قصر کرنا شروع کر دے' میں نے پوچھا تین دن کے تعین کی کیا دلیل ہے؟ فرمایا حدیث شریف میں ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کوئی عورت تین دن کا سفر بغیر محرم کے نہ کرے' میں نے اس مسئلہ کو عورت کے سفر پر قیاس کیا ہے۔ (المبسوط ج۱ ص۲۶۵' مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی' ۱۳۸۶ھ)

مسافت قصر کا اندازہ بحساب انگریزی میل و کلومیٹر:

احناف کے نزدیک قصر کا موجب درحقیقت تین دن کا سفر ہے جس کو پیدل چل کر یا اونٹ پر سوار ہو کر انسانی تقاضوں کی تکمیل کے ساتھ پورا کیا جائے۔ متاخرین فقہاء کرام نے مسلمانوں کی سہولت کے لیے اندازہ کیا کہ اس اعتبار سے یہ مسافت کتنے فرسخ میں طے کی جائے گی۔ بعض فقہاء نے اس مسافت کو اکیس (۲۱) فرسخ قرار دیا بعض نے پندرہ فرسخ قرار دیا اور مفتی بہ اٹھارہ فرسخ کا قول ہے۔ (البحر الرائق ج۲ ص۱۲۹' مطبوعہ مصر' غنیۃ المستملی ص۴۹۸' مطبوعہ مجتبائی دہلی)

سمندری سفر میں مسافت شرعیہ کا معیار

سمندری سفر میں تین دن کی مسافت معتبر ہے جب کہ ہوا معتدل ہو نہ بہت تیز ہو نہ بالکل ساکن ہو' جیسا کہ پہاڑ میں بھی تین

دن کی مسافت معتبر ہوتی ہے۔ (عالمگیری ج ۱ ص ۱۳۹ مطبوعہ مصر)

علامہ شامی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

سمندر کے سفر میں جب ہوا معتدل ہو تو پھر تین دن کی مسافت کا اعتبار کیا جائے گا اور یہ لوگوں کو اپنے عرف میں معلوم ہوتا ہے لہٰذا اس مسئلہ میں ان سے رجوع کیا جائے۔ (ردالمحتار ج ۱ ص ۵۲۷ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

ان عبارات سے یہ معلوم ہوا کہ سمندری سفر میں بادبانی کشتی تین دن میں جتنی مسافت طے کرتی ہے وہ سفر شرعی کا معیار ہے خواہ دخانی کشتی کے ذریعہ وہ سفر ایک دن یا اس سے کم میں بھی طے کرلیا جائے اب یہ بادبانی کشتیوں کے ملاحوں سے معلوم کرنا چاہئے کہ معتدل ہوا کے ساتھ وہ تین دن میں کتنا سفر طے کرلیتے ہیں وہی سفر شرعی کا معیار ہوگا۔

بَابُ مَنْ قَالَ: يُصَلِّي بِكُلِّ طَائِفَةٍ رَكْعَتَيْنِ

باب: جو لوگ اس بات کے قائل ہیں: امام ہر ایک گروہ کو دو رکعت پڑھائے گا

1248 - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَشْعَثُ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، قَالَ: صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي خَوْفٍ الظُّهْرَ، فَصَفَّ بَعْضُهُمْ خَلْفَهُ، وَبَعْضُهُمْ بِإِزَاءِ الْعَدُوِّ، فَصَلَّى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ فَانْطَلَقَ الَّذِينَ صَلَّوْا مَعَهُ، فَوَقَفُوا مَوْقِفَ أَصْحَابِهِمْ، ثُمَّ جَاءَ أُولَئِكَ فَصَلَّوْا خَلْفَهُ، فَصَلَّى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ، فَكَانَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعًا، وَلِأَصْحَابِهِ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، وَبِذَلِكَ كَانَ يُفْتِي الْحَسَنُ،

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَلِكَ فِي الْمَغْرِبِ يَكُونُ لِلْإِمَامِ سِتُّ رَكَعَاتٍ، وَلِلْقَوْمِ ثَلَاثٌ ثَلَاثٌ،

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَلِكَ رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَذَلِكَ قَالَ سُلَيْمَانُ الْيَشْكُرِيُّ: عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

❁❁ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے خوف کے عالم میں ظہر کی نماز پڑھائی' بعض لوگوں نے آپ ﷺ کے پیچھے صف بنالی اور بعض نے دشمن کے مدمقابل صف بنالی' نبی اکرم ﷺ نے ان لوگوں کو دو رکعات پڑھا کر سلام پھیر دیا' جن لوگوں نے آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کی تھی' وہ لوگ گئے اور اپنے ساتھیوں کی جگہ کھڑے ہوگئے' وہ لوگ آئے اور انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کی' نبی اکرم ﷺ نے انہیں دو رکعات پڑھا کر سلام پھیر دیا' تو نبی اکرم ﷺ کی چار رکعات ہوئیں اور آپ ﷺ کے اصحاب کی دو' دو رکعات ہوئیں۔

حسن بصری اس روایت کے مطابق فتویٰ دیتے تھے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) مغرب کی نماز بھی اسی طرح ادا کی جائے گی' امام کی چھ رکعات ہوں گی اور لوگوں کی تین' تین رکعات ہوں گی۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یحییٰ بن ابوکثیر نے ابوسلمہ کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہی روایت نقل کی ہے۔

سلیمان یشکری نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کی روات نقل کی ہے۔

بَابُ صَلَاةِ الطَّالِبِ

باب: جو شخص (دشمن کا) پیچھا کر رہا ہو اس کا نماز ادا کرنا

1249 - حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُنَيْسٍ، عَنْ اَبِيْهِ، قَالَ: بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اِلٰى خَالِدِ بْنِ سُفْيَانَ الْهُذَلِيِّ، وَكَانَ نَحْوَ عُرَنَةَ وَعَرَفَاتٍ، فَقَالَ: اذْهَبْ فَاقْتُلْهُ، قَالَ: فَرَاَيْتُهُ وَحَضَرَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ، فَقُلْتُ: اِنِّيْ اَخَافُ اَنْ يَكُوْنَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ مَا اِنْ اُؤَخِّرِ الصَّلَاةَ، فَانْطَلَقْتُ اَمْشِيْ وَاَنَا اُصَلِّيْ اُوْمِئُ اِيْمَاءً، نَحْوَهُ، فَلَمَّا دَنَوْتُ مِنْهُ، قَالَ لِيْ: مَنْ اَنْتَ؟ قُلْتُ: رَجُلٌ مِنَ الْعَرَبِ بَلَغَنِيْ اَنَّكَ تَجْمَعُ لِهٰذَا الرَّجُلِ، فَجِئْتُكَ فِيْ ذَاكَ، قَالَ: اِنِّيْ لَفِيْ ذَاكَ، فَمَشَيْتُ مَعَهُ سَاعَةً حَتّٰى اِذَا اَمْكَنَنِيْ عَلَوْتُهُ بِسَيْفِيْ حَتّٰى بَرَدَ

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خالد بن سفیان ہذلی کی طرف بھیجا' جو عرنہ اور عرفات کی طرف تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جاؤ اور اسے قتل کر دو' راوی کہتے ہیں: جب میں نے اسے دیکھا تو اس وقت عصر کا وقت ہو چکا تھا۔ میں نے سوچا' مجھے یہ اندیشہ ہے' اگر میں نے اس تک پہنچنا ہے تو مجھے نماز مؤخر کرنی پڑے گی' میں اس کی طرف چل پڑا' میں اشارے سے نماز ادا کر رہا تھا' جب میں اس کے قریب پہنچا تو اس نے دریافت کیا: تم کون ہو؟ میں نے جواب دیا: میں ایک عرب ہوں' مجھ یہ پتہ چلا ہے کہ تم ان صاحب (یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف لوگوں کو اکٹھا کر رہے ہو؟ میں اسی سلسلے میں تمہارے پاس آیا ہوں' اس نے کہا: میں یہ کر رہا ہوں' میں کچھ دیر اس کے ساتھ چلتا رہا' یہاں تک کہ جیسے ہی مجھے موقعہ ملا میں نے اس پر تلوار کا وار کر کے اسے ٹھنڈا کر دیا۔

بَابُ تَفْرِيعِ أَبْوَابِ التَّطَوُّعِ وَرَكَعَاتِ السُّنَّةِ

باب: نوافل اور سنتوں کی رکعت کے بارے میں فروعی (احکام)

1250 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ، حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ، حَدَّثَنِي النُّعْمَانُ بْنُ سَالِمٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ، عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ، قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلَّى فِي يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعًا، بُنِيَ لَهُ بِهِنَّ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ

سیدہ اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص روزانہ بارہ رکعت نفل (یعنی سنتیں) ادا کرے گا ان کی وجہ سے اس شخص کے لیے جنت میں گھر بنا دیا جائے گا''

1251 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا خَالِدٌ، ح وحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ، الْمَعْنَى، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ، قَالَ، سَأَلْتُ عَائِشَةَ، عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ التَّطَوُّعِ، فَقَالَتْ: كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا فِي بَيْتِي، ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّي بِالنَّاسِ، ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى بَيْتِي فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، وَكَانَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ الْمَغْرِبَ، ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى بَيْتِي فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، وَكَانَ يُصَلِّي بِهِمُ الْعِشَاءَ، ثُمَّ يَدْخُلُ بَيْتِي فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، وَكَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ تِسْعَ رَكَعَاتٍ فِيهِنَّ الْوِتْرُ، وَكَانَ يُصَلِّي لَيْلًا طَوِيلًا قَائِمًا، وَلَيْلًا طَوِيلًا جَالِسًا، فَإِذَا قَرَأَ وَهُوَ قَائِمٌ، رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ قَائِمٌ، وَإِذَا قَرَأَ وَهُوَ قَاعِدٌ، رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ قَاعِدٌ، وَكَانَ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّي بِالنَّاسِ صَلَاةَ الْفَجْرِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عبداللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نفل نماز کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے بتایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے میرے گھر میں چار رکعت ادا کرتے تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جاتے تھے

1251- اسنادہ صحیح. خالد: ھو ابن مھران الحذاء. واخرجہ تاما و مقطعاً مسلم (730)، وابن ماجہ (1164)، والترمذی (438) والنسائی فی "الکبری" (334) من طریق خالد الحذاء، بھذا الاسناد وقال الترمذی: حدیث حسن صحیح. وھو فی "مسند احمد" (24019)، و"صحیح ابن حبان" (2475).

اور لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے' پھر آپ ﷺ میرے گھر واپس تشریف لا کر دو رکعت ادا کرتے تھے' جب آپ ﷺ لوگوں کو مغرب کی نماز پڑھا کر میرے گھر واپس آتے تھے' تو آپ ﷺ دو رکعت ادا کرتے تھے' جب آپ ﷺ لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھا دیتے اور میرے گھر تشریف لاتے تھے' تو آپ ﷺ دو رکعت ادا کرتے تھے آپ ﷺ رات کے وقت نو رکعت ادا کرتے تھے جن میں وتر شامل ہوتے تھے۔ آپ ﷺ رات کے وقت طویل قیام والی نماز ادا کرتے تھے' اور طویل جلوس والی نماز ادا کرتے تھے' جب آپ ﷺ قیام کی حالت میں قرأت کرتے تھے' تو آپ ﷺ قیام کی حالت سے ہی رکوع اور سجدے میں جاتے تھے اور جب آپ ﷺ بیٹھ کر قرأت کرتے تھے' تو آپ ﷺ بیٹھنے کے دوران ہی رکوع اور سجدے میں چلے جاتے تھے۔ جب صبح صادق ہو جاتی تھی' تو آپ ﷺ دو رکعت (سنت) ادا کرتے تھے' پھر آپ ﷺ تشریف لے جاتے اور لوگوں کو فجر کی نماز پڑھاتے تھے۔

1252 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ قَبْلَ الظُّهْرِ رَكْعَتَيْنِ، وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ، وَبَعْدَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ فِيْ بَيْتِهِ، وَبَعْدَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ رَكْعَتَيْنِ، وَكَانَ لَا يُصَلِّيْ بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ فَيُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ظہر سے پہلے دو رکعت اور اس کے بعد دو رکعت ادا کرتے تھے آپ ﷺ مغرب کے بعد دو رکعت اپنے گھر میں ادا کرتے تھے اور عشاء کے بعد دو رکعت ادا کرتے تھے جمعہ کے بعد آپ ﷺ اس وقت تک (نفل) نماز نہیں کرتے تھے' جب تک (گھر) واپس تشریف نہیں لے جاتے پھر آپ ﷺ دو رکعت ادا کرتے تھے۔

1253 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيٰى، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَدَعُ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْغَدَاةِ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ ظہر سے پہلے کی چار رکعت اور فجر سے پہلے کی دو رکعت ترک نہیں کرتے تھے۔

بَابُ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ

باب: فجر کی دو رکعت (سنتیں)

1254 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيٰى، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، حَدَّثَنِيْ عَطَاءٌ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ عَلٰى شَيْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ اَشَدَّ مُعَاهَدَةً مِنْهُ عَلَى الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الصُّبْحِ

⊙⊙ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فجر سے پہلے کی دو رکعت (سنت) سے زیادہ اہتمام کے ساتھ اور کوئی نفل نماز ادا نہیں کرتے تھے۔

بَابٌ فِيْ تَخْفِيفِهِمَا

باب: انہیں مختصر ادا کرنا

1255 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِيْ شُعَيْبٍ الْحَرَّانِيُّ، حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّفُ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ، حَتّٰى إِنِّيْ لَأَقُوْلُ: هَلْ قَرَأَ فِيْهِمَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ

⊙⊙ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فجر سے پہلے کی دو سنتیں اتنی مختصر ادا کرتے تھے کہ میں یہ سوچتی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سورۃ فاتحہ کی تلاوت کی ہے۔

1256 - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ، حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ فِيْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ: قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ

⊙⊙ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی دو رکعت میں سورۃ الکافرون اور سورۃ اخلاص کی تلاوت کرتے تھے۔

1257 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيْرَةِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنِيْ أَبُوْ زِيَادَةَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ زِيَادَةَ الْكِنْدِيُّ، عَنْ بِلَالٍ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ، أَنَّهُ أَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُؤْذِنَهُ بِصَلَاةِ الْغَدَاةِ، فَشَغَلَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِلَالًا بِأَمْرٍ سَأَلَتْهُ عَنْهُ حَتّٰى فَضَحَهُ الصُّبْحُ، فَأَصْبَحَ جِدًّا، قَالَ: فَقَامَ بِلَالٌ، فَآذَنَهُ بِالصَّلَاةِ، وَتَابَعَ أَذَانَهُ، فَلَمْ يَخْرُجْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا خَرَجَ صَلَّى بِالنَّاسِ، وَأَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ شَغَلَتْهُ بِأَمْرٍ سَأَلَتْهُ عَنْهُ، حَتّٰى أَصْبَحَ جِدًّا، وَأَنَّهُ أَبْطَأَ عَلَيْهِ بِالْخُرُوْجِ، فَقَالَ: إِنِّيْ كُنْتُ رَكَعْتُ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنَّكَ أَصْبَحْتَ جِدًّا، قَالَ: لَوْ أَصْبَحْتُ أَكْثَرَ مِمَّا أَصْبَحْتُ لَرَكَعْتُهُمَا، وَأَحْسَنْتُهُمَا، وَأَجْمَلْتُهُمَا

⊙⊙ حضرت بلال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فجر کی نماز کے

1257- رجاله ثقات الا انه منقطع بين عبيد الله بن زيادة وبين بلال بن رباح، وما وقع هنا من التصريح بالسماع بينهما فهو وهم من ابى المغيرة واسمه عبد القدوس بن الحجاج، كما بسطناه في تعليقنا على "مسند احمد." وهو في "المسند" (23910)، ومن طريقه اخرجه البيهقي 2/ 471. واخرجه البزار (1381)، والطبراني في "الشاميين" (791)، والدولابي في "الكنى" 1811/، وابن عساكر في "تاريخه" 43037/ من طريق ابى المغيرة، بهذا الاسناد. واخرجه ابن عساكر 42937/-430 من طريق الوليد بن مسلم، عن عبد الله بن العلاء، به.

لیے بلائیں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں کسی کام میں مشغول کر دیا جو کام انہوں نے پہلے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے کہا تھا: یہاں تک کہ اچھی طرح صبح ہوگئی راوی کہتے ہیں: پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کے لیے بلایا وہ مسلسل گزارش کرتے رہے لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف نہیں لائے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور لوگوں کو نماز پڑھا دی تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں ایک کام کہا تھا' جس کی وجہ سے وہ مصروف رہے' یہاں تک کہ انتہائی صبح ہوگئی نیز یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تشریف لانے میں دیر کر دی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں فجر کی دو رکعت (سنتیں) ادا کر رہا تھا۔ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! اچھی خاصی صبح ہو چکی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر اس سے زیادہ صبح ہو چکی ہوتی' تو بھی میں ان دو رکعت کو ادا کرتا اور انہیں زیادہ خوبصورتی اور عمدگی کے ساتھ ادا کرتا۔

1258 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَعْنِي ابْنَ إِسْحَاقَ الْمَدَنِيَّ، عَنِ ابْنِ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ سَيْلَانَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَدَعُوهُمَا، وَإِنْ طَرَدَتْكُمُ الْخَيْلُ

⊛⊛ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''تم ان دو (رکعت سنت) کو نہ چھوڑنا' خواہ گھوڑے تم پر حملہ آور ہو چکے ہوں''۔

1259 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ، أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ كَثِيرًا مِمَّا كَانَ يَقْرَأُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ: بِ (آمَنَّا بِاللهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا) (البقرة: 136) هٰذِهِ الْآيَةُ، قَالَ: هٰذِهِ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى، وَفِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ بِ (آمَنَّا بِاللهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ) (آل عمران: 52)

⊛⊛ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی دو رکعت (سنت) میں اکثر یہ آیات تلاوت کرتے تھے۔

''ہم اللہ تعالیٰ پر اور جو ہماری طرف نازل کیا گیا اس پر ایمان لائے''۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پہلی رکعت میں یہ پڑھتے تھے' جبکہ دوسری رکعت میں یہ پڑھتے تھے۔

''ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور تم اس بات کے گواہ ہو جاؤ کہ ہم مسلمان ہیں''۔

1260 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ بْنِ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عُمَرَ يَعْنِي ابْنَ مُوسَى، عَنْ أَبِي الْغَيْثِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقْرَأُ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ: (قُلْ آمَنَّا بِاللهِ وَمَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا) (آل عمران: 84) فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى، وَفِي الرَّكْعَةِ الْأُخْرَى بِهٰذِهِ الْآيَةِ: (رَبَّنَا آمَنَّا بِمَا أَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُولَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ) (آل عمران: 53) أَوْ (إِنَّا

اَرْسَلْنَاکَ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِیْمِ﴾ (البقرة: 119) . شَكَّ الدَّرَاوَرْدِيُّ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فجر کی دو رکعت میں یہ آیات تلاوت کرتے ہوئے سنا جن میں پہلی رکعت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی۔

''تم یہ فرمادو! ہم اللہ تعالیٰ پر اور جو ہم پر نازل کیا گیا اس پر ایمان لائے''۔

جبکہ دوسری رکعت میں یہ آیت تلاوت کی۔

''اے ہمارے پروردگار! ہم اس چیز پر ایمان لائے جو تو نے نازل کی ہے ہم نے رسول کی پیروی کی تو ہمیں گواہوں کے ساتھ نوٹ کر لے''۔

(راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) یہ آیت تلاوت کی۔

''بے شک ہم نے تمہیں حق کے ہمراہ خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا اور تم سے اہل جہنم کے بارے میں دریافت نہیں کیا جائے گا''۔

یہ شک دراوردی نامی راوی کو ہے۔

بَابُ الِاضْطِجَاعِ بَعْدَهَا

باب: ان کو ادا کرنے کے بعد لیٹ جانا

1261 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، وَاَبُو كَامِلٍ، وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ، قَالُوْا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ، عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمُ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الصُّبْحِ، فَلْيَضْطَجِعْ عَلٰى يَمِيْنِهٖ. فَقَالَ لَهٗ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ: اَمَا يُجْزِئُ اَحَدَنَا مَمْشَاهُ اِلَى الْمَسْجِدِ حَتّٰى يَضْطَجِعَ عَلٰى يَمِيْنِهٖ، قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فِيْ حَدِيْثِهٖ: قَالَ: لَا. قَالَ: فَبَلَغَ ذٰلِكَ ابْنَ عُمَرَ، فَقَالَ: اَكْثَرَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَلٰى نَفْسِهٖ، قَالَ: فَقِيْلَ لِابْنِ عُمَرَ: هَلْ تُنْكِرُ شَيْئًا مِمَّا يَقُوْلُ؟ قَالَ: لَا، وَلٰكِنَّهُ اجْتَرَاَ وَجَبُنَّا، قَالَ: فَبَلَغَ ذٰلِكَ اَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: فَمَا ذَنْبِيْ اِنْ كُنْتُ حَفِظْتُ وَنَسُوْا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جب کوئی شخص (فجر کی) دو رکعت سنت ادا کر لے تو اسے دائیں پہلو کے بل لیٹ جانا چاہئے''۔

اس پر مروان بن حکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا کسی شخص کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ دائیں پہلو کے بل لیٹنے سے پہلے مسجد کی طرف چلا جائے؟

عبیداللہ نامی راوی نے اپنی روایت میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جی نہیں۔

راوی بیان کرتے ہیں: اس بات کی اطلاع حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو ملی تو انہوں نے فرمایا: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو زیادہ سخت چیز کا پابند کیا ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا گیا: کیا آپ اس چیز کا انکار کرتے ہیں جو انہوں نے بیان کیا؟ انہوں نے فرمایا: جی نہیں! لیکن انہوں نے جرأت کا اظہار کیا اور ہم نے بزدلی کا اظہار کیا۔

راوی بیان کرتے ہیں: اس بات کی اطلاع حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو ملی تو انہوں نے فرمایا: اس میں میرا کیا قصور ہے کہ میں نے بات یاد رکھی اور وہ بھول گئے ہیں۔

1262 - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَضَى صَلَاتَهُ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ نَظَرَ، فَإِنْ كُنْتُ مُسْتَيْقِظَةً حَدَّثَنِي، وَإِنْ كُنْتُ نَائِمَةً أَيْقَظَنِي، وَصَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ، ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ، فَيُؤْذِنَهُ بِصَلَاةِ الصُّبْحِ، فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ، ثُمَّ يَخْرُجُ إِلَى الصَّلَاةِ

❁❁ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کے آخر میں اپنی نفل نماز مکمل کر لیتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کا جائزہ لیتے تھے اگر میں بیدار ہوتی تھی' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ بات چیت کر لیتے تھے اور اگر میں سو رہی ہوتی تھی' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بیدار کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعت ادا کرتے تھے اور پھر لیٹ جاتے تھے' یہاں تک کہ مؤذن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فجر کی نماز کے لیے بلاتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو مختصر رکعت (سنتیں) ادا کرتے تھے اور پھر نماز کے لیے تشریف لے جاتے تھے۔

1263 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ زِيَادِ بْنِ سَعْدٍ، عَمَّنْ حَدَّثَهُ ابْنُ أَبِي عَتَّابٍ، أَوْ غَيْرُهُ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ، فَإِنْ كُنْتُ نَائِمَةً اضْطَجَعَ، وَإِنْ كُنْتُ مُسْتَيْقِظَةً حَدَّثَنِي

❁❁ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی دو رکعت (سنت) ادا کر لیتے تھے' تو اگر میں سو رہی ہوتی تھی' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم لیٹ جاتے اور اگر میں جاگ رہی ہوتی' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ بات چیت کر لیتے تھے۔

1264 - حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ، وَزِيَادُ بْنُ يَحْيَى قَالَا: حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ حَمَّادٍ، عَنْ أَبِي مَكِينٍ، حَدَّثَنَا أَبُو الْفُضَيْلِ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ، فَكَانَ لَا يَمُرُّ بِرَجُلٍ إِلَّا نَادَاهُ بِالصَّلَاةِ، أَوْ حَرَّكَهُ بِرِجْلِهِ، قَالَ زِيَادٌ

1263- حديث صحيح، وهذا اسناد ضعيف لابهام الواسطة بين زياد بن سعد وابن ابي عتاب واسمه زيد، لكن قد توبع في الاسناد السابق. واخرجه الحميدي (176)، واسحاق بن راهويه (1053)، ومسلم (743)، ويعقوب الفسوي في "المعرفة" 6972/، وابو عوانة 2772/ و 278، والبيهقي 463/

قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْفُضَيْلِ

مسلم بن ابوبکرہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں فجر کی نماز کے لیے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نکلا نبی اکرم ﷺ جس بھی آدمی کے پاس سے گزرے تو آپ ﷺ اسے بلند آواز میں نماز کے لیے بلاتے رہے یا پاؤں کے ذریعے اسے حرکت دیتے رہے۔

زیاد نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: ابوفضیل نے ہمیں حدیث بیان کی۔

بَابٌ إِذَا أَدْرَكَ الْإِمَامَ وَلَمْ يُصَلِّ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ

باب: جب کوئی شخص امام کو (نماز کی حالت میں) پائے اور اس نے فجر کی دو رکعت ادا نہ کی ہوں

1265 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَرْجِسَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الصُّبْحَ، فَصَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ، ثُمَّ دَخَلَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ، قَالَ: يَا فُلَانُ، أَيَّتُهُمَا صَلَاتُكَ؟ الَّتِي صَلَّيْتَ وَحْدَكَ، أَوِ الَّتِي صَلَّيْتَ مَعَنَا؟

حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص آیا۔ نبی اکرم ﷺ اس وقت فجر کی نماز ادا کر رہے تھے۔ اس نے دو رکعت (سنتیں) ادا کیں' پھر وہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز باجماعت میں شریک ہو گیا جب نبی اکرم ﷺ نے نماز مکمل کی تو دریافت کیا: اے فلاں! تم نے ان دونوں میں سے کون سی نماز کو اپنی نماز شمار کیا ہے؟ وہ جو تم نے تنہا ادا کی تھی یا وہ جو تم نے ہمارے ساتھ ادا کی ہے۔

1266 - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، ح وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ وَرْقَاءَ، ح وحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، ح وحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَوَكِّلِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ، كُلُّهُمْ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:
''جب نماز کھڑی ہو جائے' تو پھر فرض نماز کے علاوہ اور کوئی نماز ادا نہیں کی جائے گی''۔

1265- اسناده صحيح. عاصم: هو ابن سليمان الاحول. واخرجه مسلم (712)، وابن ماجه (1152)، والنسائي في "الكبرى" (943) من طرق عن عاصم الاحول، عن عبدالله بن سرجس. وهو في "مسند احمد" (20777)، و "صحيح ابن حبان" (2191).

بَابُ مَنْ فَاتَتْهُ مَتٰى يَقْضِيهَا

باب: جس کی یہ سنتیں رہ جائیں وہ انہیں کب قضاء کرے گا

1267 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعِيدٍ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ قَيْسِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: رَأَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يُصَلِّي بَعْدَ رَكْعَتَيْنِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَلَاةُ الصُّبْحِ رَكْعَتَانِ. فَقَالَ الرَّجُلُ: إِنِّي لَمْ أَكُنْ صَلَّيْتُ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا، فَصَلَّيْتُهُمَا الْآنَ. فَسَكَتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت قیس بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو صبح کی نماز کے بعد دو رکعت ادا کرتے ہوئے دیکھا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: صبح کی نماز میں دو رکعت ہوتی ہیں اس شخص نے عرض کی: میں اس سے پہلے کی دو رکعت (سنتیں) ادا نہیں کر پایا تھا وہ میں نے اب ادا کر لی ہیں' تو نبی اکرم ﷺ خاموش رہے۔

1268 - حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ يَحْيَى الْبَلْخِيُّ، قَالَ: قَالَ سُفْيَانُ: كَانَ عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ يُحَدِّثُ بِهٰذَا الْحَدِيثِ عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعِيدٍ،

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَى عَبْدُ رَبِّهِ، وَيَحْيَى ابْنَا سَعِيدٍ هٰذَا الْحَدِيثَ مُرْسَلًا. أَنَّ جَدَّهُمْ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) عبد ربہ اور یحییٰ نے یہ روایت مرسل حدیث کے طور پر نقل کی ہے کہ ان کے دادا حضرت زید رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی اس کے بعد پورا واقعہ بیان کیا ہے۔

بَابُ الْأَرْبَعِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَبَعْدَهَا

باب: ظہر سے پہلے اور اس کے بعد چار رکعت ادا کرنا

1269 - حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ، عَنِ النُّعْمَانِ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، قَالَ: قَالَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ حَافَظَ عَلَى أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَأَرْبَعٍ بَعْدَهَا، حُرِّمَ عَلَى النَّارِ،

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الْعَلَاءُ بْنُ الْحَارِثِ، وَسُلَيْمَانُ بْنُ مُوسٰى، عَنْ مَكْحُولٍ، بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ

سیدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا جو نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں وہ بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جو شخص ظہر سے پہلے چار رکعت (سنت) اور اس کے بعد چار رکعت (سنت) باقاعدگی سے ادا کرتا رہے وہ جہنم پر حرام قرار دے دیا جائے گا"۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

1270 - حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ عُبَيْدَةَ، يُحَدِّثُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ ابْنِ مِنْجَابٍ، عَنْ قَرْثَعٍ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَرْبَعٌ قَبْلَ الظُّهْرِ لَيْسَ فِيهِنَّ تَسْلِيمٌ، تُفْتَحُ لَهُنَّ أَبْوَابُ السَّمَاءِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: بَلَغَنِي عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ، قَالَ: لَوْ حَدَّثْتُ عَنْ عُبَيْدَةَ بِشَيْءٍ لَحَدَّثْتُ عَنْهُ بِهَذَا الْحَدِيثِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: عُبَيْدَةُ ضَعِيفٌ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: ابْنُ مِنْجَابٍ هُوَ سَهْمٌ

⊛⊛ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔
''ظہر سے پہلے کی ایسی چار رکعت جن کے درمیان سلام نہ پھیرا گیا ہو ان کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں''۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) مجھ تک یہ روایت پہنچی ہے کہ یحییٰ بن سعید قطان کہتے ہیں: اگر میں نے عبیدہ کے حوالے سے کوئی روایت نقل کرنا ہوتی' تو میں ان کے حوالے سے یہ روایت نقل کر دیتا۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) عبیدہ نامی راوی ضعیف ہے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) ابن منجاب نامی راوی کا نام سہم ہے۔

بَابُ الصَّلَاةِ قَبْلَ الْعَصْرِ

باب: عصر سے پہلے (سنت) نماز ادا کرنا

1271 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الْقُرَشِيُّ، حَدَّثَنِي جَدِّي أَبُو الْمُثَنَّى، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَحِمَ اللهُ امْرَأً صَلَّى قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا

⊛⊛ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے جو عصر سے پہلے چار رکعت ادا کرتا ہے''۔

1272 - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ

1271- اسنادہ حسن. واخرجہ الترمذی (432) من طرق عن ابی داود الطیالسی، بھذا الاسناد. وھو فی "مسند احمد" (5980)، و"صحیح ابن حبان" (2453). وفی الباب عن علی عند احمد (650).

⊛⊛ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ عصر سے پہلے دو رکعت (سنت) ادا کرتے تھے۔

بَابُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ

باب: عصر کے بعد نماز ادا کرنا

1273 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ كُرَيْبٍ، مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ، وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَزْهَرَ، وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ، أَرْسَلُوهُ إِلَى عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: اقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنَّا جَمِيعًا، وَسَلْهَا عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ، وَقُلْ: إِنَّا أُخْبِرْنَا أَنَّكِ تُصَلِّينَهُمَا، وَقَدْ بَلَغَنَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْهُمَا، فَدَخَلْتُ عَلَيْهَا، فَبَلَّغْتُهَا مَا أَرْسَلُونِي بِهِ، فَقَالَتْ: سَلْ أُمَّ سَلَمَةَ، فَخَرَجْتُ إِلَيْهِمْ، فَأَخْبَرْتُهُمْ بِقَوْلِهَا، فَرَدُّونِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ بِمِثْلِ مَا أَرْسَلُونِي بِهِ إِلَى عَائِشَةَ، فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنْهُمَا، ثُمَّ رَأَيْتُهُ يُصَلِّيهِمَا، أَمَّا حِينَ صَلَّاهُمَا، فَإِنَّهُ صَلَّى الْعَصْرَ، ثُمَّ دَخَلَ وَعِنْدِي نِسْوَةٌ مِنْ بَنِي حَرَامٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَصَلَّاهُمَا، فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ الْجَارِيَةَ، فَقُلْتُ: قُومِي بِجَنْبِهِ، فَقُولِي لَهُ: تَقُولُ أُمُّ سَلَمَةَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَسْمَعُكَ تَنْهَى عَنْ هَاتَيْنِ الرَّكْعَتَيْنِ، وَأَرَاكَ تُصَلِّيهِمَا، فَإِنْ أَشَارَ بِيَدِهِ، فَاسْتَأْخِرِي عَنْهُ، قَالَتْ: فَفَعَلَتِ الْجَارِيَةُ، فَأَشَارَ بِيَدِهِ، فَاسْتَأْخَرَتْ عَنْهُ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: يَا بِنْتَ أَبِي أُمَيَّةَ، سَأَلْتِ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ، إِنَّهُ أَتَانِي نَاسٌ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ بِالْإِسْلَامِ مِنْ قَوْمِهِمْ، فَشَغَلُونِي عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ فَهُمَا هَاتَانِ

⊛⊛ کریب جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام ہیں وہ بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت عبدالرحمن بن ازہر رضی اللہ عنہ اور حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے انہیں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا ان لوگوں نے کہا: تم سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہماری طرف سے سلام کہنا اور ان سے عصر کے بعد کی دو رکعت کے بارے میں دریافت کرنا اور یہ کہنا ہمیں یہ پتہ چلا ہے کہ آپ یہ دو رکعت ادا کرتی ہیں جب کہ ہم تک یہ اطلاع بھی پہنچی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ان دو رکعت سے منع کیا ہے (راوی کہتے ہیں:) میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے انہیں وہ پیغام سنایا جس کے ہمراہ ان لوگوں نے مجھے بھیجا تھا تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تم سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے اس بارے میں دریافت کرو میں وہاں سے نکل کر ان حضرات کے پاس آیا اور انہیں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بیان کے بارے میں بتایا تو ان حضرات نے مجھے سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس اسی سوال کے ہمراہ بھیج دیا جس کے ہمراہ انہوں نے مجھے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا تھا۔ سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو ان دو رکعت سے منع کرتے ہوئے سنا۔ پھر ایک مرتبہ میں نے آپ ﷺ کو یہ دو رکعت ادا کرتے ہوئے دیکھا جب آپ ﷺ نے یہ دو رکعت ادا کی تھیں اس دن آپ ﷺ عصر کی نماز ادا کرنے کے بعد گھر میں تشریف لائے میرے پاس انصار

کے قبیلے بنو حرام سے تعلق رکھنے والی کچھ خواتین موجود تھیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ان دو رکعت کو ادا کیا میں نے ایک لڑکی کو نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں بھیجی میں نے کہا: تم نبی اکرم ﷺ کے پاس کھڑی ہو جانا اور آپ ﷺ کی خدمت میں گزارش کرنا اُم سلمہ رضی اللہ عنہا عرض کر رہی ہے یا رسول اللہ! میں نے تو آپ ﷺ کو ان دو رکعت سے منع کرتے ہوئے سنا ہے اور اب میں آپ ﷺ کو دیکھ رہی ہوں آپ ﷺ انہیں ادا کر رہے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنے دست مبارک کے ذریعے اشارہ کیا تم پیچھے ہٹ جاؤ۔ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: اس لڑکی نے ایسا ہی کیا پھر نبی اکرم ﷺ نے اسے اپنے دست مبارک کے ذریعے اشارہ کیا کہ تم پیچھے ہٹ جاؤ جب نبی اکرم ﷺ نے نماز مکمل کر لی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اے ابو امیہ کی صاحبزادی (یعنی سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا مراد ہیں) تم نے عصر کے بعد کی دو رکعت کے بارے میں دریافت کیا: ہے میرے پاس عبدالقیس قبیلے سے تعلق رکھنے والے کچھ لوگ اپنی قوم کے اسلام کے سلسلے میں آ گئے تھے انہوں نے مجھے ظہر کے بعد کی دو رکعت ادا کرنے نہیں دیں' تو یہ وہ دو رکعت ہیں (جو میں نے اب ادا کی ہیں)''

عصر کی نماز کے بعد نوافل پڑھنے میں فقہی مذاہب اربعہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھیں عصر کے بعد اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ مال آ گیا تھا جس میں مشغولیت کی بنا پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی دو رکعتیں ادا نہ کر سکے پس ان (دو رکعتوں کو) عصر کے بعد پڑھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ایسا نہیں کیا اس باب میں حضرت عائشہ ام سلمہ میمونہ اور ابوموسی سے بھی روایات مروی ہیں ابوعیسی کہتے ہیں حدیث ابن عباس حسن ہے کئی حضرات نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے یہ اس روایت کے خلاف ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا عصر کے بعد غروب آفتاب تک نماز پڑھنے سے اور حدیث ابن عباس اصح ہے اس لئے کہ انہوں نے فرمایا کہ پھر دوبارہ نہیں پڑھیں اور زید بن ثابت سے بھی ابن عباس کی روایت کی مثل منقول ہے اور اس باب میں حضرت عائشہ سے کئی روایات مروی ہیں ان سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عصر کے بعد ان کے پاس اس طرح کبھی داخل نہیں ہوئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں نہ پڑھی ہوں اور ان سے ام سلمہ کے واسطے سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کے بعد غروب آفتاب تک نماز پڑھنے سے منع کیا۔

اور فجر کے بعد طلوع آفتاب تک اور اکثر اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ عصر کے بعد غروب آفتاب تک اور فجر کے بعد طلوع آفتاب تک نماز ادا کرنا مکروہ ہے لیکن ان دونوں اوقات میں مکہ میں طواف کے بعد نماز پڑھنا نماز نہ پڑھنے کے حکم سے مستثنیٰ ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں رخصت نقل کی گئی ہے اور اہل علم کی ایک جماعت جن میں صحابہ اور ان کے بعد کے علماء شامل ہیں کا بھی یہی قول ہے اور امام شافعی احمد اور اسحاق کا بھی یہی قول ہے جب کہ صحابہ اور ان کے بعد کے اہل علم کی ایک جماعت نے طواف کے نوافل کو بھی ان اوقات میں مکروہ سمجھا ہے اور سفیان ثوری، مالک بن انس اور بعض اہل کوفہ کا بھی یہی قول ہے۔

(جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 177)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے (لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے) فرمایا کہ تم لوگ نماز پڑھتے ہو اور ہم سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے لیکن ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دو رکعتیں پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ان سے (یعنی عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھنے سے) منع فرمایا ہے۔ (صحیح البخاری، مشکوۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 1015)

حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ اس مسئلے میں کہ آیا عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھنا جائز ہیں یا نہیں؟ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر احادیث ثابت ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی فرض نماز پڑھ لینے کے بعد کوئی دوسری نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے نیز صحابہ کا عمل بھی اسی پر رہا ہے اس واسطے یہ کسی کے لیے مناسب نہیں ہے کہ اس کے کچھ خلاف کرے یعنی عصر کے بعد نماز پڑھنے کو جائز قرار دے۔

بَابُ مَنْ رَخَّصَ فِيهِمَا إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ مُرْتَفِعَةً

باب: جس نے ان دونوں کے بارے میں رخصت دی ہے جبکہ سورج ابھی بلند ہو

1274 - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ وَهْبِ بْنِ الْأَجْدَعِ، عَنْ عَلِيٍّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ، إِلَّا وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ

❁❁ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کے بعد نماز ادا کرنے سے منع کیا ہے البتہ اگر سورج بلند ہو (تو حکم مختلف ہے)

1275 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي إِثْرِ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ رَكْعَتَيْنِ، إِلَّا الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ

❁❁ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر فرض نماز کے بعد دو رکعت (سنت) ادا کرتے تھے البتہ فجر اور عصر کا معاملہ مختلف ہے۔

1276 - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبَانُ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: شَهِدَ عِنْدِي رِجَالٌ مَرْضِيُّونَ فِيهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ - وَأَرْضَاهُمْ عِنْدِي عُمَرُ - أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا صَلَاةَ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ صَلَاةِ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ

1276- اسناده صحيح. ابان: هو ابن يزيد العطار، وقتادة: هو ابن دعامة السدوسي، وابو العالية: هو رفيع بن مهران الرياحي. واخرجه البخاري (581)، ومسلم (826)، وابن ماجه (1250)، والترمذي (181)، والنسائي في "الكبرى" (367) من طرق عن قتادة، بهذا الاسناد.وهو في "مسند احمد" (110). واخرجه مختصراً بالنهي عن الصلاة بعد العصر النسائي (368) من طريق طاووس عن ابن عبا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: بعض پسندیدہ حضرات نے اس بات کی گواہی دی جن میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں اور ان حضرات میں میرے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں یہ حضرات بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''صبح کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک کوئی نماز ادا نہیں کی جائے گی' اور عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے تک کوئی نماز ادا نہیں کی جائے گی''۔

1277 - حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُهَاجِرِ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ أَبِي سَلَّامٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ السُّلَمِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَيُّ اللَّيْلِ أَسْمَعُ؟ قَالَ: جَوْفُ اللَّيْلِ الْآخِرُ، فَصَلِّ مَا شِئْتَ، فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ مَكْتُوبَةٌ، حَتَّى تُصَلِّيَ الصُّبْحَ، ثُمَّ أَقْصِرْ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، فَتَرْتَفِعَ قِيسَ رُمْحٍ، أَوْ رُمْحَيْنِ، فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ، وَيُصَلِّي لَهَا الْكُفَّارُ، ثُمَّ صَلِّ مَا شِئْتَ، فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ مَكْتُوبَةٌ، حَتَّى يَعْدِلَ الرُّمْحُ ظِلَّهُ، ثُمَّ أَقْصِرْ، فَإِنَّ جَهَنَّمَ تُسْجَرُ، وَتُفْتَحُ أَبْوَابُهَا، فَإِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ، فَصَلِّ مَا شِئْتَ، فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ، حَتَّى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ، ثُمَّ أَقْصِرْ، حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ، فَإِنَّهَا تَغْرُبُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ، وَيُصَلِّي لَهَا الْكُفَّارُ، وَقَصَّ حَدِيثًا طَوِيلًا. قَالَ الْعَبَّاسُ: هَكَذَا حَدَّثَنِي أَبُو سَلَّامٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، إِلَّا أَنْ أُخْطِئَ شَيْئًا لَا أُرِيدُهُ، فَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ

حضرت عمرو بن عبسہ سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! رات کا کون سا حصہ (دعا کی قبولیت کے لیے) زیادہ مناسب ہوتا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آخری نصف حصہ' تم جتنی چاہو نماز ادا کرو کیونکہ نماز میں فرشتوں کی حاضری بھی ہوتی ہے اور اسے نوٹ بھی کیا جاتا ہے' یہاں تک کہ تم فجر کی نماز ادا کرلو پھر تم نماز ادا کرنے سے رک جاؤ یہاں تک کہ سورج نکل آئے اور ایک یا دو نیزے جتنا بلند ہو جائے کیونکہ وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور کفار اس کی عبادت کرتے ہیں' پھر تم جتنی چاہو نماز ادا کر سکتے ہو' کیونکہ ہر ادا کی جانے والی نماز میں فرشتوں کی حاضری ہوتی ہے اور اسے نوٹ کیا جاتا ہے' یہاں تک کہ نیزہ اپنے سائے کے برابر ہو جائے (یعنی زوال کا وقت ہو جائے) پھر تم نماز ادا کرنے سے رک جاؤ کیونکہ اس وقت میں جہنم کو بھڑکایا جاتا ہے اور اس کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جب سورج ڈھل جائے' تو تم جتنی چاہو نماز ادا کرو کیونکہ نماز میں فرشتوں کی حاضری ہوتی ہے' یہاں تک کہ جب تم عصر کی نماز ادا کرلو تو سورج غروب ہونے تک نماز ادا کرنے سے رک جاؤ کیونکہ یہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور اس دوران کفار اس کی عبادت کرتے ہیں۔

اس کے بعد راوی نے طویل واقعہ نقل کیا ہے۔

عباس نامی راوی کہتے ہیں: ابوسلام نامی راوی نے ابوامامہ کے حوالے سے یہ روایت اسی طرح نقل کی ہے' البتہ میں نے اس میں کچھ غلطی کی ہے' جو میں کرنا نہیں چاہتا تھا تو اس بارے میں' میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور اس کی بارگاہ میں' توبہ

کرتا ہوں۔

1278 - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، حَدَّثَنَا قُدَامَةُ بْنُ مُوسَى، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ حُصَيْنٍ، عَنْ أَبِي عَلْقَمَةَ، عَنْ يَسَارٍ، مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: رَآنِي ابْنُ عُمَرَ وَأَنَا أُصَلِّي بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ، فَقَالَ: يَا يَسَارُ، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ نُصَلِّي هَذِهِ الصَّلَاةَ، فَقَالَ: لِيُبَلِّغْ شَاهِدُكُمْ غَائِبَكُمْ، لَا تُصَلُّوا بَعْدَ الْفَجْرِ إِلَّا سَجْدَتَيْنِ

یسار جو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے غلام ہیں وہ بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھے دیکھا کہ میں صبح صادق ہوجانے کے بعد نماز ادا کر رہا تھا انہوں نے فرمایا: اے یسار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے ہم اس وقت یہ نماز ادا کر رہے تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو لوگ موجود ہیں وہ غیر موجود لوگوں تک اس پیغام کو پہنچا دیں کہ تم لوگ صبح صادق کو جانے کے بعد صرف دو رکعت (سنت) ادا کرو''۔

1279 - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، وَمَسْرُوقٍ، قَالَا: نَشْهَدُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: مَا مِنْ يَوْمٍ يَأْتِي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِلَّا صَلَّى بَعْدَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ

اسود اور مسروق بیان کرتے ہیں: ہم سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں گواہی دے کر یہ بات بیان کرتے ہیں: انہوں نے یہ بات بیان کی ہے۔

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی میرے ہاں تشریف لاتے تھے آپ عصر کے بعد دو رکعت ادا کیا کرتے تھے''۔

1280 - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا عَمِّي، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ ذَكْوَانَ، مَوْلَى عَائِشَةَ، أَنَّهَا حَدَّثَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْعَصْرِ، وَيَنْهَى عَنْهَا، وَيُوَاصِلُ، وَيَنْهَى عَنِ الْوِصَالِ

ذکوان بیان کرتے ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں یہ بتایا ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عصر کے بعد نماز ادا کیا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو یہ نماز ادا کرنے سے منع کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود صوم وصال رکھتے تھے اور (لوگوں کو) صوم وصال رکھنے سے منع کرتے تھے۔

بَابُ الصَّلَاةِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ

باب: مغرب سے پہلے (نفل) ادا کرنا

1281 - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ الْحُسَيْنِ الْمُعَلِّمِ، عَنْ

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَلُّوا قَبْلَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: صَلُّوا قَبْلَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ لِمَنْ شَاءَ، خَشْيَةَ أَنْ يَتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً

حضرت عبداللہ مزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''مغرب سے پہلے دو رکعت ادا کرو'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مغرب سے پہلے دو رکعت ادا کرو (یہ حکم) اس شخص کے لیے ہے جو یہ (رکعت ادا کرنا) چاہے''۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اندیشے کے تحت یہ حکم دیا تھا کہ کہیں لوگ اسے سنت کے طور پر اختیار نہ کر لیں۔

1282 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ الْبَزَّازُ، أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ، عَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: صَلَّيْتُ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسٍ: أَرَآكُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: نَعَمْ، رَآنَا فَلَمْ يَأْمُرْنَا، وَلَمْ يَنْهَنَا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ہم لوگ مغرب سے پہلے دو رکعت ادا کرتے تھے۔

راوی بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو یہ (دو رکعت ادا کرتے ہوئے) دیکھا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تو ہمیں حکم دیا اور نہ اس سے منع کیا۔

1283 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلَاةٌ، بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلَاةٌ لِمَنْ شَاءَ

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''ہر دو اذانوں (یعنی اذان اور اقامت) کے درمیان نماز ادا کی جائے گی ہر دو اذانوں (یعنی اذان اور اقامت) کے درمیان نماز ادا کی جائے گی (یہ حکم اس شخص کے لیے ہے) جو انہیں (ادا کرنا) چاہے''۔

1284 - حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي شُعَيْبٍ، عَنْ طَاوُسٍ، قَالَ: سُئِلَ ابْنُ عُمَرَ، عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ، فَقَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيهِمَا، وَرَخَّصَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ.

1283- اسناده صحيح. ابن عُلية: هو اسماعيل بن ابراهيم الاسدى، والجريرى: هو سعيد بن اياس، وقد سمع منه ابن علية قبل الاختلاط. واخرجه البخارى (624)، ومسلم (838) من طريقين عن الجريرى، بهذا الاسناد. وهو فى "مسند احمد" (20574)، و "صحيح ابن حبان" (1560). واخرجه البخارى (627)، ومسلم (838)، وابن ماجه (1162)، والترمذى (183)، والنسائى فى "الكبرى" (374) و (1657)

قَالَ اَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ مَعِينٍ يَقُولُ: هُوَ شُعَيْبٌ - يَعْنِي - وَهِمَ شُعْبَةُ فِي اسْمِهِ

طاؤس بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مغرب سے پہلے کی دو رکعت کے بارے میں دریافت کیا گیا: انہوں نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں میں نے کسی کو انہیں ادا کرتے ہوئے نہیں دیکھا البتہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کے بعد دو رکعت ادا کرنے کی رخصت دی ہے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یحییٰ بن معین کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے راوی کا نام شعیب ہے ان کی مراد یہ تھی کہ شعبہ نامی راوی کو اس راوی کے نام کے بارے میں وہم ہوا (اور انہوں نے اس کا نام ابوشعیب نقل کر دیا)۔

بَابُ صَلَاةِ الضُّحَى

باب: چاشت کی نماز

1285 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبَّادٍ، ح وحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، الْمَعْنَى، عَنْ وَاصِلٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عُقَيْلٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ، عَنْ اَبِي ذَرٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يُصْبِحُ عَلَى كُلِّ سُلَامَى مِنَ ابْنِ آدَمَ صَدَقَةٌ، تَسْلِيمُهُ عَلَى مَنْ لَقِيَ صَدَقَةٌ، وَاَمْرُهُ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْيُهُ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَاِمَاطَتُهُ الْاَذَى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ، وَبُضْعَةُ اَهْلِهِ صَدَقَةٌ، وَيُجْزِئُ مِنْ ذٰلِكَ كُلِّهِ رَكْعَتَانِ مِنَ الضُّحَى.

قَالَ اَبُو دَاوُدَ: وَحَدِيثُ عَبَّادٍ اَتَمُّ، وَلَمْ يَذْكُرْ مُسَدَّدٌ الْاَمْرَ، وَالنَّهْيَ، زَادَ فِي حَدِيثِهِ: وَقَالَ كَذَا وَكَذَا، وَزَادَ ابْنُ مَنِيعٍ فِي حَدِيثِهِ: قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، اَحَدُنَا يَقْضِي شَهْوَتَهُ، وَتَكُونُ لَهُ صَدَقَةٌ، قَالَ: اَرَاَيْتَ لَوْ وَضَعَهَا فِي غَيْرِ حِلِّهَا اَلَمْ يَكُنْ يَاْثَمُ

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"روزانہ انسان کے ہر جوڑ پر صدقہ کرنا لازم ہوتا ہے آدمی کو جو شخص ملتا ہے اسے سلام کرنا صدقہ ہے۔ آدمی کا نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے۔ آدمی کا برائی سے منع کرنا صدقہ ہے۔ راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا صدقہ ہے۔ اپنی اہلیہ کے ساتھ وظیفہ زوجیت ادا کرنا' صدقہ ہے اور ان سب کی جگہ چاشت کے وقت دو رکعت ادا کرنا کفایت کر جاتا ہے"۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) عباد نامی راوی کی نقل کردہ روایت زیادہ مکمل ہے مسدد نامی راوی نے نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے کا ذکر نہیں کیا انہوں نے اپنی روایت میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں: "اتنا اور اتنا"

ابن منیع نامی اپنی روایت میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں: لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا ہم سے کوئی ایک شخص جب اپنی خواہش پوری کرتا ہے' تو یہ اس کے لیے صدقہ ہوگا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے اگر وہ اسے ناجائز طور پر پورا کرتا ہے' تو کیا اسے گناہ نہیں ہوتا۔

1286 - حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ، اَخْبَرَنَا خَالِدٌ، عَنْ وَاصِلٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عُقَيْلٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ

يَعْمَرَ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ الدُّؤَلِيِّ، قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: يُصْبِحُ عَلَى كُلِّ سُلَامَى مِنْ أَحَدِكُمْ فِي كُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ، فَلَهُ بِكُلِّ صَلَاةٍ صَدَقَةٌ، وَصِيَامٍ صَدَقَةٌ، وَحَجٍّ صَدَقَةٌ، وَتَسْبِيحٍ صَدَقَةٌ، وَتَكْبِيرٍ صَدَقَةٌ، وَتَحْمِيدٍ صَدَقَةٌ. فَعَدَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ هٰذِهِ الْأَعْمَالِ الصَّالِحَةِ، ثُمَّ قَالَ: يُجْزِئُ أَحَدَكُمْ مِنْ ذٰلِكَ رَكْعَتَا الضُّحَى

ابواسود دؤلی بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ہم ابوذر غفاری کے پاس موجود تھے انہوں نے فرمایا: روزانہ تم میں سے ہر ایک کے ہر جوڑ پر صدقہ کرنا لازم ہوتا ہے ہر نماز اس کے لیے صدقہ ہے، روزہ صدقہ ہے، حج صدقہ ہے، سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے، اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے، الحمد للہ کہنا صدقہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ تمام نیک اعمال شمار کروائے اور پھر ارشاد فرمایا:

''اس بارے میں تمہارے لیے چاشت کی دو رکعت ادا کرنا کفایت کر جاتا ہے''۔

1287 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ، عَنْ زَبَّانَ بْنِ فَائِدٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ مَنْ قَعَدَ فِي مُصَلَّاهُ حِينَ يَنْصَرِفُ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ، حَتَّى يُسَبِّحَ رَكْعَتَيِ الضُّحَى، لَا يَقُولُ إِلَّا خَيْرًا، غُفِرَ لَهُ خَطَايَاهُ، وَإِنْ كَانَتْ أَكْثَرَ مِنْ زَبَدِ الْبَحْرِ

سہل بن معاذ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص فجر کی نماز پڑھ لینے کے بعد اپنی جائے نماز پر بیٹھا رہے اس وقت تک جب تک وہ چاشت کی دو رکعت ادا نہیں کر لیتا اس دوران وہ صرف بھلائی کی بات کہے' تو اس شخص کے گناہوں کی مغفرت ہو جاتی ہے اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ سے زیادہ ہوں''۔

1288 - حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ، حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ حُمَيْدٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: صَلَاةٌ فِي إِثْرِ صَلَاةٍ، لَا لَغْوَ بَيْنَهُمَا، كِتَابٌ فِي عِلِّيِّينَ

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''آدمی کا ایک نماز کے بعد دوسری نماز ادا کرنا اس طرح کہ ان کے درمیان کوئی لغو حرکت نہ ہو یہ علیین میں نوٹ کئے جانے (کا مستحق ہوتا ہے)''

1289 - حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ أَبِي شَجَرَةَ، عَنْ نُعَيْمِ بْنِ هَمَّارٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

1287- اسناده ضعيف. زبان بن فائد ضعيف، وكذا سهل بن معاذ. ابن وهب: هو عبد الله القرشي. واخرجه ابن عبد الحكم في "فتوح مصر" ص 296، والطبراني في "المعجم الكبير" 20/ (442)، والبيهقي 3/ 49 من طرق عن زبان بن فائد، بهذا الاسناد. وهو في "مسند احمد" (15623).

يَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: يَا ابْنَ آدَمَ. لَا تُعْجِزْنِي مِنْ أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ فِي أَوَّلِ نَهَارِكَ. أَكْفِكَ آخِرَهُ

حضرت نعیم بن ہمار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے آدم کے بیٹے تم دن کے ابتدائی حصے میں چار رکعت ادا کرنے سے غافل نہ رہنا میں دن کے آخری حصے تک تمہاری کفایت کروں گا''۔

1290 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، وَأَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ، قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي عِيَاضُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ كُرَيْبٍ، مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ صَلَّى سُبْحَةَ الضُّحَى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ، يُسَلِّمُ مِنْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ، قَالَ أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى يَوْمَ الْفَتْحِ سُبْحَةَ الضُّحَى، فَذَكَرَ مِثْلَهُ، قَالَ ابْنُ السَّرْحِ: إِنَّ أُمَّ هَانِئٍ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَذْكُرْ سُبْحَةَ الضُّحَى، بِمَعْنَاهُ

سیدہ اُمّ ہانی بنت ابوطالب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: فتح مکہ کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاشت کی نماز میں آٹھ رکعت ادا کیں جن میں ہر دو رکعت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیرتے رہے۔

احمد بن صالح نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن چاشت کے نوافل ادا کیے اس کے بعد راوی نے حسب سابق حدیث ذکر کی ہے۔

ابن سرح نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: سیدہ اُمّ ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے اس راوی نے چاشت کے نوافل کا تذکرہ نہیں کیا اس کے علاوہ حسب سابق حدیث ہے۔

1291 - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، قَالَ: مَا أَخْبَرَنَا أَحَدٌ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الضُّحَى غَيْرُ أُمِّ هَانِئٍ، فَإِنَّهَا ذَكَرَتْ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ، اغْتَسَلَ فِي بَيْتِهَا، وَصَلَّى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ، فَلَمْ يَرَهُ أَحَدٌ صَلَّاهُنَّ بَعْدُ

ابن ابولیلیٰ بیان کرتے ہیں: ہمیں کسی نے یہ بات نہیں بتائی کہ اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو چاشت کی نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے صرف سیدہ اُمّ ہانی رضی اللہ عنہا نے یہ بات بتائی۔ انہوں نے یہ بات بیان کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن ان کے گھر میں غسل کیا اور آٹھ رکعت ادا کیں اور اس کے بعد کسی نے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ نماز ادا کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

1292 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ: هَلْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الضُّحَى، فَقَالَتْ: لَا، إِلَّا أَنْ يَجِيءَ مِنْ مَغِيبِهِ، قُلْتُ: هَلْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرِنُ بَيْنَ السُّورَتَيْنِ، قَالَتْ: مِنَ الْمُفَصَّلِ

ﷺ عبداللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں: میں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: کیا نبی اکرم ﷺ چاشت کی نماز ادا کرتے تھے۔ انہوں نے جواب دیا: جی نہیں البتہ جب آپ ﷺ (مدینہ منورہ سے طویل) غیر حاضری کے بعد واپس تشریف لاتے تھے (تو اس وقت ادا کر لیتے تھے) میں نے دریافت کیا: کیا نبی اکرم ﷺ (ایک ہی رکعت میں) مختلف سورتیں ملا کر تلاوت کرتے تھے انہوں نے جواب دیا: مفصل سورتوں (کو آپ ﷺ ملا کر پڑھ لیتے تھے)

1293 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ: مَا سَبَّحَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبْحَةَ الضُّحَى قَطُّ، وَإِنِّي لَأُسَبِّحُهَا، وَإِنْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَدَعُ الْعَمَلَ، وَهُوَ يُحِبُّ أَنْ يَعْمَلَ بِهِ خَشْيَةَ أَنْ يَعْمَلَ بِهِ النَّاسُ، فَيُفْرَضَ عَلَيْهِمْ

ﷺ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے کبھی بھی چاشت کے وقت نفل نماز ادا نہیں کی البتہ میں اسے ادا کرتی ہوں۔ نبی اکرم ﷺ بعض اوقات کوئی عمل ترک کر دیتے تھے حالانکہ وہ عمل کرنا آپ ﷺ کو پسند ہوتا تھا آپ ﷺ اس اندیشے کے تحت ایسا کرتے تھے: کہیں لوگ بھی اس پر عمل کرنا شروع نہ کر دیں اور وہ ان پر فرض نہ ہو جائے۔

1294 - حَدَّثَنَا ابْنُ نُفَيْلٍ، وَأَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، قَالَا: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا سِمَاكٌ، قَالَ: قُلْتُ لِجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ: أَكُنْتَ تُجَالِسُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: نَعَمْ كَثِيرًا، فَكَانَ لَا يَقُومُ مِنْ مُصَلَّاهُ الَّذِي صَلَّى فِيهِ الْغَدَاةَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، فَإِذَا طَلَعَتْ قَامَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ﷺ سماک بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: کیا آپ نبی اکرم ﷺ کی محفل میں بیٹھتے رہے ہیں انہوں نے جواب دیا: جی ہاں بہت مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے جس جگہ پر فجر کی نماز ادا کی ہوتی تھی آپ ﷺ اس جگہ سے اس وقت تک نہیں اٹھتے تھے جب تک سورج نہیں نکل آتا تھا جب وہ نکل آتا تھا تو آپ ﷺ کھڑے ہو جاتے تھے۔

نماز چاشت کی فضیلت کا بیان

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سرور کائنات ﷺ نے فرمایا جو شخص وضو کر کے گھر سے نکلے گا اور فرض نماز ادا کرنے کے لئے مسجد جائے تو اس کو اتنا ثواب ملے گا جتنا احرام باندھ کر حج کرنے والے کو ملتا ہے اور جو شخص چاشت کی نفل نماز ہی کے لئے تکلیف اٹھا کر گھر سے نکلے یعنی بغیر کسی غرض اور ریا کے محض چاشت کی نماز پڑھنے کے قصد سے گھر سے نکلے۔ تو اس کا ثواب عمرہ کرنے والے کے ثواب کے برابر ہے اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز پڑھنا اور ان دونوں نمازوں کے درمیانی وقت لغو بیہودہ باتیں نہ کرنا ایسا عمل ہے جو علیین میں لکھا جاتا ہے۔ (احمد، ابوداؤد، مشکوٰۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 690)

1294- اسناده حسن سماک- وهو ابن حرب- صدوق حسن الحديث الا في روايته عن عكرمة، فان فيها اضطراباً. ابن نفيل: هو عبد الله بن محمد النفيلي، وزهير: هو ابن معاوية الجعفي. واخرجه مسلم (670) و (2322)، والترمذي (592)، والنسائي في "الكبرى" (1282) و (1283) من طرق عن سماك بن حرب، بهذا الاسناد. ورواية الترمذي مختصرة، وقال باثرها: هذا حديث حسن صحيح. وهو في "مسند احمد" (20820)، و"صحيح ابن حبان" (2028).

اس حدیث میں وضو کو احرام سے اور نماز کو حج سے مشابہت دی گئی ہے اور وہ دونوں میں تشبیہ کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح حاجی حج کے ارادہ سے گھر سے نکلتا ہے اور احرام باندھتا ہے تو اسی وقت سے اسے ثواب ملنا شروع ہو جاتا ہے اور اس کے ثواب کا سلسلہ اس کے واپس آ جانے تک جاری رہتا ہے اسی طرح جب کوئی شخص محض نماز کے ارادہ سے نکلتا ہے تو وہ جس وقت گھر سے نکلتا ہے اسے بھی اسی وقت سے ثواب ملنا شروع ہو جاتا ہے اور جب تک وہ نماز وغیرہ سے فارغ ہو کر گھر واپس نہیں آ جاتا اس کو ثواب برابر ملتا رہتا ہے لیکن اتنی بات بھی سمجھ لیجیے کہ نمازی اور حاجی کے ثواب میں یہ برابری بہمہ وجوہ نہیں ہے ورنہ تو حج کرنے کے کوئی معنی نہیں رہ جائیں گے یعنی اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ثواب دونوں بالکل برابر ہیں کیونکہ حاجی کا ثواب نمازی کے ثواب سے بہت زیادہ ہوتا ہے۔

اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ حج کی نسبت عمرہ کو وہی حیثیت حاصل ہے جو فرض نماز کی بہ نسبت نفل نماز کو حاصل ہے کتاب فی علیین سے حدیث کے آخری جزو کا مطلب کنایۃً یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص نماز کی مداومت و محافظت کرے یعنی تمام نمازوں کو پابندی سے ادا کرتا رہے اور نماز کو اس کی تمام شرائط و آداب کا لحاظ کرتے ہوئے اس طرح پڑھتا رہے کہ اس کے اس عمل اور نیت میں نماز کے منافی کسی چیز کا دخل نہ ہو تو یہ ایک ایسی چیز ہے جس سے اعلیٰ اور بہتر کوئی عمل نہیں ہے۔ جو فرشتے نیکیاں لکھنے پر مامور ہیں ان کے دفتر کا نام علیین ہے کہ تمام نیک اعمال وہیں جمع ہوتے ہیں۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سرتاج عالم ﷺ نے فرمایا "صبح ہوتے ہی تمہاری ہر ہڈی پر صدقہ لازم ہو جاتا ہے لہٰذا ہر تسبیح یعنی سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے ہر تحمید یعنی الحمد للہ کہنا صدقہ ہے۔ ہر تحلیل یعنی لا الہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے۔ نیکی کا حکم کرنا صدقہ ہے، برائی سے روکنا صدقہ ہے اور ان سب کے بدلے میں نماز ضحیٰ کی دو رکعتیں پڑھ لینا ہی کافی ہوتا ہے۔

(مشکوۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 1284)

مطلب یہ ہے کہ جب انسان صبح کرتا ہے اور اس کی ایک ایک ہڈی اور ایک ایک جوڑ آفت و بلا سے صحیح و سالم ہوتا ہے ہے تو اس کی وجہ سے وہ کاروبار اور دنیا کی دیگر مصروفیات میں مشغول رہنے کے قابل رہتا ہے۔ لہٰذا اس عظیم نعمت پر ادائیگی شکر کے لئے ایک ایک ہڈی کے عوض اسے صدقہ دینا لازم ہوتا ہے اور یہ صدقہ چند کلمات ہیں جن کو پڑھنے سے ایک ایک ہڈی اور ایک ایک جوڑ کی طرف سے صدقہ ادا ہو جاتا ہے اور وہ کلمات بھی بھاری بھر کم نہیں ہیں، زیادہ طویل اور سخت نہیں ہیں بلکہ نہایت آسان اور بلا تکلف ادا ہونے والے ہیں یعنی سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر۔

ویجزی من ذلک کا مطلب یہ ہے کہ ان کلمات کے کہنے کی بجائے اگر ضحیٰ کی دو رکعتیں پڑھ لی جائیں تو شکرانہ ادا ہو جاتا ہے ان کلمات کے کہنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی کیونکہ نماز تو پورے بدن اور تمام اعضاء جسمانی کا عمل ہے جس کے ذریعہ بدن کا ایک ایک عضو مصروف عبادت ہو کر اپنا اپنا شکرانہ کرتا ہے لہٰذا مناسب اور بہتر یہ ہے کہ اس نماز کو ہمیشہ پڑھنا چاہیے۔

دو رکعات نماز کے بدلے حج و عمرے کا ثواب

حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جو آدمی فجر کی نماز جماعت سے پڑھے اور طلوع آفتاب

تک اللہ کی یاد میں مشغول رہے اور پھر دو رکعت نماز پڑھے تو اسے حج وعمرے کی مانند ثواب ملے گا راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پورے حج وعمرے کا پورے حج وعمرے کا پورے حج وعمرے کا ثواب اسے ملے گا۔

(جامع ترمذی، مشکوۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 937)

مطلب یہ ہے کہ جو آدمی فجر کی نماز جماعت سے پڑھ کر اسی مسجد میں اور اسی مصلی پر طلوع آفتاب تک ذکر الٰہی میں مسلسل مشغول رہے اور پھر اس کے بعد دو رکعت نماز نفل پڑھے تو اسے اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا کہ ایک پورے حج وعمرے کا ثواب ملتا ہے اور اگر کوئی آدمی حالت ذکر میں طواف کے لئے یا طلب علم کے لئے اور یا مسجد ہی میں مجلس وعظ میں جانے کے لئے مصلے سے اٹھایا اسی طرح کوئی آدمی وہاں سے اٹھ کر اپنے گھر چلا آئے مگر ذکر الٰہی میں برابر مشغول بھی رہے تو اسے بھی مذکورہ ثواب ملے گا۔

ذکر سے فارغ ہو کر طلوع آفتاب کے بعد دو رکعت نماز سورج کے ایک نیزے کے بقدر بلند ہو جانے کے بعد پڑھنی چاہئے تا کہ وقت کراہت ختم ہو جائے اس نماز کو نماز اشراق کہتے ہیں اور اکثر احادیث میں اس کا نام صلوٰۃ الضحیٰ بھی منقول ہے اور بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں نمازیں ایک ہی ہیں جن کے الگ الگ یہ دو نام ہیں۔ اس کا ابتدائی وقت آفتاب کے بلند ہو جانے کے بعد شروع ہو جاتا ہے اور انتہائی وقت سورج ڈھلنے سے پہلے پہلے ہے۔

ابتدائی وقت بھی پڑھی جانے والی نماز کو "نماز اشراق" کہتے ہیں اور انتہائی وقت میں پڑھی جانے والی نماز "نماز چاشت" کے نام سے تعبیر کی جاتی ہے۔ فرمایا گیا ہے کہ ایسے آدمی کو حج وعمرے دونوں کا ثواب فرض نماز کو جماعت کے ساتھ ادا کرنے کی بناء پر ملتا ہے اور عمرے کا ثواب نفل نماز (یعنی نماز اشراق) پڑھنے کی وجہ سے ملتا ہے۔

نماز چاشت پڑھنے کی نصیحت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے دوست یعنی سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تین باتوں کی وصیت فرمائی تھی ایک تو ہر مہینہ میں تین روزے رکھنے کی دوسری دو رکعت ضحیٰ کی نماز پڑھنے کی اور تیسری یہ کہ سونے سے پہلے وتر پڑھ لوں۔ "

(صحیح البخاری وصحیح مسلم، مشکوۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 1238)

"ہر مہینے کے تین روزے" کے تعین میں مختلف اقوال ہیں چنانچہ بعض علماء نے کہا ہے کہ مہینے کے تین روزوں سے ایام بیض یعنی ہر مہینے کی تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں تاریخ کے روزے مراد ہیں۔ بعض حضرات کی جانب سے کہا جاتا ہے کہ ایک روزہ ابتدائی مہینے میں ایک روزہ درمیان میں اور ایک روزہ آخر مہینہ میں رکھا جائے۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ یہ مطلق ہے یعنی اختیار ہے کہ پورے مہینے میں جب چاہے تین روزے رکھ لے۔

ضحیٰ کی دو رکعتوں سے "نماز اشراق یا نماز چاشت مراد ہے جو آفتاب بلند ہونے کے بعد پڑھی جاتی ہے ان نمازوں کا ادنیٰ درجہ دو رکعت ہے مگر اشراق کی نماز کا اکثر درجہ چھ رکعت اور چاشت کی نماز کا بارہ رکعت ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو اول شب میں وتر پڑھ لینے کے لئے اس وجہ سے فرمایا کہ وہ رات کے ابتدائی حصے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو یاد کرنے اور ان کی تکرار میں مشغول رہتے تھے جس کا سلسلہ رات گئے تک جاری رہتا تھا اس وجہ سے ان کے لئے آخر رات میں اٹھنا بہت مشکل تھا

چنانچہ اسی مشغولیت علم کی وجہ سے انہیں اشراق یا چاشت کی بھی دو ہی رکعتیں پڑھنے کے لئے فرمایا۔لہٰذا اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ علم دین کے حصول اور اس کی ترویج واشاعت میں رہنا نفل عبادت کی مشغولیت سے بہتر ہے۔

نماز چاشت کی رکعات کا بیان

حضرت معاذہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ضحیٰ کی کتنی رکعتیں پڑھتے تھے تو انہوں نے فرمایا کہ" آپ چار رکعتیں پڑھتے تھے اور اس سے زیادہ بھی جس قدر اللہ چاہتا تھا پڑھتے تھے۔(صحیح مسلم، مشکوۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 1283)

حدیث کے آخری الفاظ و یزید ماشاء اللہ کے بارے میں علماء لکھتے ہیں کہ نماز ضحیٰ کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں پڑھتے تھے بارہ سے زیادہ کی تعداد کسی حدیث میں منقول نہیں ہے۔یہ حدیث دونوں وقت کی نماز کو محتمل ہے یعنی ہوسکتا ہے کہ حدیث میں مذکورہ سوال وجواب کا تعلق نماز اشراق سے ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ نماز چاشت سے ہو۔

کتاب احیاء میں لکھا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ ان نمازوں میں سورت الشمس، سورت واللیل، سورت والضحیٰ اور الم نشرح کی قرأت کی جائے۔

بَابٌ فِي صَلَاةِ النَّهَارِ

باب: دن کے نوافل

1295 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوقٍ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْبَارِقِيِّ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلَاةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنَى مَثْنَى

❀❀ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''رات اور دن کی (نفل) نماز دو دو کر کے ادا کی جائے گی''۔

1296 - حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنِي عَبْدُ رَبِّهِ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ أَبِي أَنَسٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنِ الْمُطَّلِبِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: الصَّلَاةُ مَثْنَى مَثْنَى، أَنْ تَشَهَّدَ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ، وَأَنْ تَبَاءَسَ، وَتَمَسْكَنَ، وَتُقْنِعَ بِيَدَيْكَ، وَتَقُولَ: اللَّهُمَّ اللَّهُمَّ. فَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ ذَلِكَ، فَهِيَ خِدَاجٌ. سُئِلَ أَبُو دَاوُدَ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ مَثْنَى، قَالَ: إِنْ شِئْتَ مَثْنَى، وَإِنْ شِئْتَ أَرْبَعًا

❀❀ حضرت مطلب رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: (نفل) نماز دو دو کر کے ادا کی جائے گی تم ہر دو رکعت کے تشہد پڑھو اور عاجزی اور انکساری کا مظاہرہ کرتے ہوئے دونوں ہاتھ اٹھاؤ اور یہ دعا کرو اے اللہ! اے اللہ۔

جو ایسا نہیں کرتا تو یہ نماز نامکمل ہوتی ہے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ سے رات کی نماز دو دو کر کے پڑھنے کے بارے میں دریافت کیا گیا: انہوں نے فرمایا: اگر تم چاہو تو دو دو کر کے ادا کر لو اگر چاہو تو چار رکعت ادا کر لو۔

بَابُ صَلَاةِ التَّسْبِيحِ

باب: صلاۃ تسبیح

1297 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرِ بْنِ الْحَكَمِ النَّيْسَابُورِيُّ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ اَبَانَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ: يَا عَبَّاسُ، يَا عَمَّاهُ، اَلَا اُعْطِيكَ، اَلَا اَمْنَحُكَ، اَلَا اَحْبُوكَ، اَلَا اَفْعَلُ بِكَ عَشْرَ خِصَالٍ، اِذَا اَنْتَ فَعَلْتَ ذٰلِكَ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ ذَنْبَكَ اَوَّلَهُ وَآخِرَهُ، قَدِيمَهُ وَحَدِيثَهُ، خَطَاَهُ وَعَمْدَهُ، صَغِيرَهُ وَكَبِيرَهُ، سِرَّهُ وَعَلَانِيَتَهُ، عَشْرَ خِصَالٍ: اَنْ تُصَلِّيَ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ تَقْرَاُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَسُورَةً، فَاِذَا فَرَغْتَ مِنَ الْقِرَاءَةِ فِي اَوَّلِ رَكْعَةٍ وَاَنْتَ قَائِمٌ، قُلْتَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً، ثُمَّ تَرْكَعُ، فَتَقُولُهَا وَاَنْتَ رَاكِعٌ عَشْرًا، ثُمَّ تَرْفَعُ رَاْسَكَ مِنَ الرُّكُوعِ، فَتَقُولُهَا عَشْرًا، ثُمَّ تَهْوِي سَاجِدًا، فَتَقُولُهَا وَاَنْتَ سَاجِدٌ عَشْرًا، ثُمَّ تَرْفَعُ رَاْسَكَ مِنَ السُّجُودِ فَتَقُولُهَا عَشْرًا، ثُمَّ تَسْجُدُ، فَتَقُولُهَا عَشْرًا، ثُمَّ تَرْفَعُ رَاْسَكَ، فَتَقُولُهَا عَشْرًا، فَذٰلِكَ خَمْسٌ وَسَبْعُونَ، فِي كُلِّ رَكْعَةٍ تَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي اَرْبَعِ رَكَعَاتٍ، اِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تُصَلِّيَهَا فِي كُلِّ يَوْمٍ مَرَّةً فَافْعَلْ، فَاِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِي كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّةً، فَاِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِي كُلِّ شَهْرٍ مَرَّةً، فَاِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِي كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً، فَاِنْ لَمْ تَفْعَلْ، فَفِي عُمُرِكَ مَرَّةً۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے عباس اے چچا جان کیا میں آپ کو عطیہ نہ دوں۔ کیا میں آپ کو تحفہ نہ دوں۔ کیا میں آپ کو کوئی چیز نہ دوں۔ کیا میں آپ کے ساتھ کوئی اچھائی نہ کروں۔ دس چیزیں ایسی ہیں کہ جب آپ وہ کر لیں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کے تمام اگلے پچھلے پرانے نئے غلطی سے کئے گئے جان بوجھ کر کئے گئے صغیرہ کبیرہ پوشیدہ اعلانیہ (گناہوں کو معاف کر دے گا) یہ دس خصائل ہیں وہ یوں کہ آپ چار رکعت ادا کریں جن میں سے ہر رکعت میں سورت فاتحہ اور اس کے ہمراہ ایک سورۃ کی تلاوت کریں جب آپ پہلی رکعت میں تلاوت کر کے فارغ ہو جائیں اور آپ اس وقت کھڑے ہوئے ہوں' تو آپ یہ پڑھیں۔

"سبحان اللہ و الحمد للہ و لا الٰہ الا اللہ و اللہ اکبر" اسے پندرہ مرتبہ پڑھیں' پھر آپ رکوع میں جائیں اور ان کلمات کو رکوع کی حالت میں دس مرتبہ پڑھیں' پھر آپ رکوع سے سر اٹھائیں اور ان کلمات کو دس مرتبہ پڑھیں' پھر آپ سجدے میں جھک جائیں اور ان کلمات کو سجدے کے عالم میں دس مرتبہ پڑھیں' پھر آپ سجدے سے سر اٹھائیں اور ان کلمات کو دس مرتبہ پڑھیں' تو یہ 75 ہو جائیں گے ہر رکعت میں آپ اسی طرح کرتے ہوئے چار رکعت ادا کریں اگر آپ سے ہو سکے' تو آپ روزانہ ایک مرتبہ یہ

نماز ادا کریں اگر یہ نہیں کر سکتے تو ہفتے میں ایک مرتبہ ادا کر لیں اگر یہ بھی نہیں کر سکتے تو ہر مہینے میں ایک مرتبہ ادا کر لیں اگر یہ بھی نہیں کر سکتے تو ہر سال میں ایک مرتبہ ادا کر لیں اگر یہ بھی نہیں کر سکتے تو اپنی پوری عمر میں ایک مرتبہ ادا کر لیں۔

شرح

کیا آپ کو دس خصلتوں کا مالک نہ بناؤں" ؟ کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو ایسی چیز بتائے دیتا ہوں جس کو آپ اگر اختیار کریں گے تو آپ کے دس قسم کے گناہ (جو حدیث میں ذکر کئے گئے ہیں) بخش دیئے جائیں گے۔ بعض حضرات کا قول یہ ہے کہ" دس خصلتوں" سے مراد اس نماز میں حالت قیام کی پندرہ مرتبہ تسبیح کہنے کے علاوہ بقیہ حالتوں میں دس دس مرتبہ تسبیح کہنا ہے۔ حدیث میں لفظ علانیہ کے بعد عَشْرَ خِصَالٍ کے الفاظ یہاں مشکوۃ میں ذکر نہیں کئے گئے ہیں۔ لیکن" اصول" میں موجود ہیں۔ چنانچہ" حصن حصین" میں بھی یہ الفاظ نقل کئے گئے ہیں۔

اسی لئے طیبی نے لکھا ہے کہ سیاق حدیث کے پیش نظر یہ کہنا زیادہ مناسب ہے کہ دس خصلتوں سے مراد یہ چیزیں ہیں:

(۱) چار رکعت نماز پڑھنا۔ (۲) ہر رکعت میں سورت فاتحہ پڑھنا۔ (۳) سورت فاتحہ کے ساتھ کوئی اور صورت پڑھنا۔ (٤) حالت قیام میں پندرہ مرتبہ مذکورہ تسبیحات کا کہنا۔ (٥) ان تسبیحات کا رکوع میں دس مرتبہ کہنا۔ (٦) ان تسبیحات کا دس مرتبہ قومہ میں کہنا۔ (٧) ان تسبیحات کا دس مرتبہ سجدے میں کہنا۔ (٨) ان تسبیحات کا دس مرتبہ جلسے میں کہنا۔ (٩) ان تسبیحات کا دس مرتبہ سجدے میں کہنا۔ (١٠) ان تسبیحات کا دس مرتبہ جلسہ استراحت میں کہنا۔

اس روایت سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ قیام میں قرأت کے بعد پندرہ مرتبہ یہ تسبیح پڑھی جائے اسی طرح روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے سجدہ سے اٹھ کر بھی یہ تسبیح پڑھی جائے جب کہ ہم نے ابتداء باب میں یہ طریقہ نقل کیا ہے کہ حالت قیام میں سبحانک اللھم کے بعد پندرہ مرتبہ تسبیح پڑھی جائے پھر قرأت کے بعد دس مرتبہ تسبیح پڑھی جائے اور دوسرے سجدے سے اٹھنے کے بعد تسبیح پڑھنے کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ تو یہ دونوں طریقے الگ الگ روایتوں میں مذکور ہیں پھر یہ کہ ان دونوں طریقوں میں تسبیح کی تعداد میں کوئی فرق نہیں ہے صرف پڑھنے کے مواقع میں فرق ہے اس لئے اختیار ہے کہ ان دونوں طریقوں میں سے جس طریقے کو چاہے اختیار کیا جائے اور بہتر یہ ہے کہ کبھی اس طریقے کے مطابق عمل کیا جائے اور کبھی اس طریقے کے مطابق تسبیحات پڑھی جائیں تاکہ تعدوں میں یہ تسبیحات بخلاف اور ارکان کے التحیات کے پہلے پڑھی جائیں۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ منقول ہے کہ اس نماز میں یہ سورتیں پڑھی جائیں اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ۔ وَالْعَصْرِ، قُلْ یَآاَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ اور قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ بعض روایتوں میں اذا زلزلت والعادیات، اذا جاء اور سورت اخلاص کا پڑھنا بھی منقول ہے۔ جلال الدین سیوطی نے امام احمد سے یہ نقل کیا ہے کہ نماز تسبیح میں سلام پھیرنے سے پہلے یہ دعا بھی پڑھنی چاہیے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ تَوْفِیْقَ اَھْلِ الْھُدٰی وَاَعْمَالَ اَھْلِ الْیَقِیْنِ وَمُنَاصِحَۃَ اَھْلِ التَّوْبَۃِ وَعَزْمَ اَھْلِ الصَّبْرِ وَجِدَّ اَھْلِ الْخَشْیَۃِ وَطَلَبَ اَھْلِ الرَّغْبَۃِ وَتَعَبُّدَ اَھْلِ الْوَرَعِ وَعِرْفَانَ اَھْلِ الْعِلْمِ حَتّٰی اَخَافَکَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مَخَافَۃً تَحْجِزُنِیْ عَنْ مَعَاصِیْکَ وَحَتّٰی اَعْمَلَ بِطَاعَتِکَ عَمَلًا اَسْتَحِقُّ بِہٖ رِضَاکَ

وَحَتّٰی اَنَاصِحُکَ بِالتَّوْبَةِ خَوْفًا مِنْکَ وَحَتّٰی اُخْلِصَ لَکَ النَّصِیْحَةَ حَیَاءً مِنْکَ وَحَتّٰی اَتَوَکَّلَ عَلَیْکَ فِی الْاُمُوْرِ کُلِّهَا وَحُسْنَ ظَنٍّ بِکَ سُبْحَانَ خَالِقِ النُّوْرِ۔"

اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں اہل ہدایت کی سی توفیق اہل یقین (یعنی راسخ العقیدہ اور راسخ العمل لوگوں) کے سے اعمال، اہل توبہ کی سی خالص توبہ، اہل صبر کی سی پختگی، اہل خشیت کی سخت کوشش، طالبین حق کی سی طلب، پرہیز گاروں کی سی عبادت اور اہل علم کی سی معرفت یہاں تک کہ میں تیری ہی ذات سے ڈرنے لگوں۔ اے اللہ! میں تجھ سے (تیرے) خوف کا طلبگار ہوں جو مجھے تیری نافرمانیوں سے روک دے تاکہ میں تیری فرمانبرداری وخوشنودی کے وہ عمل کرنے لگوں جو مجھے تیری رضا کا مستحق گردانے تیرے خوف سے سچی توبہ کرنے لگوں یہاں تک کہ تیری ذات پر اچھا گمان رکھتے ہوئے تمام امور میں تیری ذات پر بھروسہ کرنے لگوں اور اپنے نور کے پیدا کرنے والے آپ ہر عیب اور برائی سے پاک ہیں۔" اس نماز کی فضیلت کے بارے میں عبدالعزیز ابن داؤد لکھتے ہیں کہ جو آدمی جنت میں داخل ہونا چاہے تو وہ نماز تسبیح کو اپنے اوپر لازم قرار دے لے۔

ابوعثمان زاہد نے فرمایا ہے کہ مصیبت و پریشانی کے دفیعہ اور غم وحزن کو دور کرنے کے لئے اس نماز کے علاوہ میں نے کوئی اور چیز نہیں پائی۔ یعنی نماز تسبیح پڑھنے سے یہ چیزیں جاتی رہتی ہیں۔ اس نماز کی انہیں عظیم فضیلتوں کے پیش نظر اکثر ائمہ ومشائخ اور بزرگ اس نماز کو پڑھتے رہے ہیں۔ جمعہ کے روز دوپہر ڈھلنے کے بعد اس نماز کا پڑھنا مستحب ہے اگر اس نماز میں سجدہ سہو کی ضرورت پڑ جائے تو سجدہ سہو کے اندر یہ تسبیحات نہ پڑھی جائیں کیونکہ اس طرح تسبیحات کی مقدار تین سو سے آگے بڑھ جائے گی۔

جن مسلمانوں کو اللہ نے اپنی عبادت واطاعت کی توفیق دی ہے اور انہیں زیادہ سے زیادہ عمل خیر کرنے کی سعادت سے نوازا ہے ان کیلئے اس نماز کے پڑھنے کے سلسلہ میں درجہ اعتدال یہ ہے کہ یہ نماز ہر جمعہ کو پڑھی جائے چنانچہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اسی پر عمل تھا کہ وہ ہر جمعہ کے روز زوال کے بعد اس نماز کو پڑھتے تھے اور انہیں سورتوں کی قرأت کرتے تھے جو ابھی اوپر ان سے نقل کی گئی ہیں۔

1298 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُفْیَانَ الْاُبُلِّیُّ، حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ اَبُوْ حَبِیْبٍ، حَدَّثَنَا مَهْدِیُّ بْنُ مَیْمُوْنٍ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَالِكٍ، عَنْ اَبِی الْجَوْزَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ رَجُلٌ کَانَتْ لَهٗ صُحْبَةٌ یَرَوْنَ اَنَّهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ لِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اِئْتِنِیْ غَدًا اَحْبُوْکَ، وَاُثِیْبُکَ، وَاُعْطِیْکَ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنَّهٗ یُعْطِیْنِیْ عَطِیَّةً، قَالَ: اِذَا زَالَ النَّهَارُ، فَقُمْ فَصَلِّ اَرْبَعَ رَکَعَاتٍ، فَذَکَرَ نَحْوَهٗ، قَالَ: ثُمَّ تَرْفَعُ رَاْسَکَ یَعْنِیْ مِنَ السَّجْدَةِ الثَّانِیَةِ، فَاسْتَوِ جَالِسًا، وَلَا تَقُمْ حَتّٰی تُسَبِّحَ عَشْرًا، وَتَحْمَدَ عَشْرًا، وَتُکَبِّرَ عَشْرًا، وَتُهَلِّلَ عَشْرًا، ثُمَّ تَصْنَعَ ذٰلِکَ فِی الْاَرْبَعِ الرَّکَعَاتِ، قَالَ: فَاِنَّکَ لَوْ کُنْتَ اَعْظَمَ اَهْلِ الْاَرْضِ ذَنْبًا غُفِرَ لَکَ بِذٰلِکَ، قُلْتُ: فَاِنْ لَمْ اَسْتَطِعْ اَنْ اُصَلِّیَهَا تِلْکَ السَّاعَةَ؟ قَالَ صَلِّهَا مِنَ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ.

قَالَ اَبُوْ دَاوٗدَ: حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ خَالُ هِلَالٍ الرَّاْیِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الْمُسْتَمِرُّ بْنُ الرَّيَّانِ، عَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو مَوْقُوفًا، وَرَوَاهُ رَوْحُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، وَجَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَالِكٍ النُّكْرِيِّ، عَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَوْلَهُ، وَقَالَ فِي حَدِيثِ رَوْحٍ، فَقَالَ حَدِيثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

ابوجوزاء بیان کرتے ہیں: ایک صاحب جنہیں صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے (محدثین کا یہ خیال ہے اس سے مراد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں) انہوں نے یہ بتایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

''کل تم میرے پاس آنا میں تمہیں عطیہ دوں گا بدلہ دوں گا' اور کچھ دوں گا (راوی کہتے ہیں:) میں نے یہ گمان کیا کہ شاید نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی عطیہ دیں گے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب دن ڈھل جائے' تو تم اٹھ کر چار رکعت ادا کرو اس کے بعد راوی نے حسب سابق حدیث نقل کی ہے' جس میں یہ الفاظ ہیں:

پھر تم اپنے سر کو اٹھاؤ یعنی دوسرے سجدے سے اٹھاؤ اور سیدھے ہو کر بیٹھنا تم اس وقت تک کھڑے نہ ہو جب تک تم دس مرتبہ سبحان اللہ، دس مرتبہ الحمدللہ، دس مرتبہ اللہ اکبر، دس مرتبہ لا الہ الا اللہ نہیں پڑھ لیتے پھر تم چار رکعت اسی طرح ادا کرو۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم روئے زمین کے سب سے زیادہ گنہگار بھی ہوئے' تو ان رکعت کی وجہ سے تمہاری مغفرت ہو جائے گی۔ راوی کہتے ہیں: میں نے دریافت کیا: اگر میں اسے مخصوص وقت میں ادا نہ کر سکوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے رات یا دن میں کسی بھی وقت ادا کر لو''۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حبان بن ہلال نامی راوی رائے کا ماموں ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت کے طور پر منقول ہے' تاہم یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے ان کے اپنے قول کے طور پر منقول ہے۔

روح نامی راوی نے یہ بات نقل کی ہے یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے اور مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے یہ حدیث بیان کی گئی ہے۔

1299 - حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُهَاجِرٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ رُوَيْمٍ، حَدَّثَنِي الْأَنْصَارِيُّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِجَعْفَرٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ، فَذَكَرَ نَحْوَهُمْ، قَالَ فِي السَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ مِنَ الرَّكْعَةِ الْأُولَى، كَمَا قَالَ فِي حَدِيثِ مَهْدِيِّ بْنِ مَيْمُونٍ

انصاری بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے' جس میں یہ الفاظ ہیں:

''جب تم پہلی رکعت کا دوسرا سجدہ کر لو''۔ یہ بالکل اسی طرح ہے' جس طرح مہدی بن میمون کی نقل کردہ روایت میں ہے۔

شرح

نماز تسبیح مستحب ہے جس کا بے شمار اجر و ثواب ہے اس کی چار رکعتیں پڑھنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہیں بہتر یہ ہے کہ

چاروں رکعتیں ایک ہی سلام سے پڑھی جائیں۔ اگر دو سلام سے پڑھی جائیں تب بھی درست ہیں۔ ہر رکعت میں ۷۵ مرتبہ تسبیح کہنا چاہیے اور پوری نماز میں تین سو مرتبہ۔ نماز تسبیح پڑھنے کا طریقہ: نماز تسبیح کی نیت اس طرح کی جائے: نَوَيْتُ اَنْ اُصَلِّيَ اَرْبَعَ رَكَعَاتِ صَلٰوةِ التَّسْبِيحِ "میں نے چار رکعت نماز تسبیح پڑھنے کا ارادہ کیا" اس نیت کے بعد تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھے جائیں اور سبحانک اللھم پڑھ کر پندرہ مرتبہ یہ تسبیح کہی جائے سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ، پھر اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھ کر الحمد اور سورت پڑھی جائے اس کے بعد دس مرتبہ یہی تسبیح پڑھی جائے پھر رکوع میں اور رکوع سے اٹھ کر سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ وَرَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہہ کر دس مرتبہ یہی تسبیح پڑھی جائے پھر سجدے میں جا کر اور دونوں سجدوں میں سبحان ربی الاعلیٰ کے بعد اور دونوں سجدوں کے درمیان دس دس مرتبہ یہی تسبیح پڑھی جائے پھر دوسری رکعت میں الحمد سے پہلے پندرہ مرتبہ الحمد اور دوسری سورت کے بعد دس مرتبہ رکوع اور قومہ، دونوں سجدوں اور درمیان میں دس دس مرتبہ اسی تسبیح کو پڑھا جائے اسی طرح تیسری اور چوتھی رکعت پڑھی جائے اور ان میں یہی تسبیح اس تعداد میں پڑھی جائے۔

بَابُ رَكْعَتَيِ الْمَغْرِبِ اَيْنَ تُصَلَّيَانِ؟

باب: مغرب کی دو رکعت (سنت) کہاں ادا کی جائیں

1300 - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِي الْاَسْوَدِ، حَدَّثَنِيْ اَبُوْ مُطَرِّفٍ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِي الْوَزِيرِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْفِطْرِيُّ، عَنْ سَعْدِ بْنِ اِسْحَاقَ بْنِ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ، عَنْ اَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتٰى مَسْجِدَ بَنِيْ عَبْدِ الْاَشْهَلِ، فَصَلّٰى فِيهِ الْمَغْرِبَ، فَلَمَّا قَضَوْا صَلَاتَهُمْ رَآهُمْ يُسَبِّحُوْنَ بَعْدَهَا، فَقَالَ: هٰذِهٖ صَلَاةُ الْبُيُوْتِ

سعد بن اسحاق اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا (حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں) نبی اکرم ﷺ بنوعبد الاشہل کی مسجد میں تشریف لائے آپ ﷺ نے وہاں مغرب کی نماز ادا کی جب ان لوگوں نے نماز مکمل کر لی تو آپ ﷺ نے ان لوگوں کو اس نماز کے بعد نوافل ادا کرتے ہوئے دیکھا تو ارشاد فرمایا: یہ گھروں میں ادا کی جانے والی نماز ہے (یعنی نوافل گھروں میں ادا کرنے چاہئیں)

1301 - حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجَرْجَرَائِيُّ، حَدَّثَنَا طَلْقُ بْنُ غَنَّامٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ اَبِي الْمُغِيرَةِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطِيلُ الْقِرَاءَةَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ، حَتّٰى يَتَفَرَّقَ اَهْلُ الْمَسْجِدِ،

قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ: رَوَاهُ نَصْرٌ الْمُجَدَّرُ، عَنْ يَعْقُوبَ الْقُمِّيِّ، وَاَسْنَدَهٗ مِثْلَهٗ.

1300- حسن لغیرہ وهذا اسناد ضعیف لجهالة اسحاق بن کعب. واخرجه الترمذی (610)، والنسائی فی "المجتبی" (1600) من طریق محمد بن موسی الفطری، بهذا الاسناد. وله شاهد من حدیث محمود بن لبید عند احمد (23624) بسند حسن، وصححه ابن خزیمة (1200).

قَالَ اَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بْنِ الطَّبَّاعِ، حَدَّثَنَا نَصْرُ الْمُجَدَّرُ، عَنْ يَعْقُوبَ مِثْلَهُ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کے بعد کی دو رکعت (سنتوں) میں طویل قرأت کرتے تھے یہاں تک کہ اہل مسجد بکھر جاتے (یعنی مسجد سے واپس چلے جاتے تھے)

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:): یہ روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

1302 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، وَسُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ، عَنْ جَعْفَرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ النَّبِيِّ بِمَعْنَاهُ مُرْسَلًا.

قَالَ اَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ حُمَيْدٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ يَعْقُوبَ يَقُولُ كُلُّ شَيْئٍ حَدَّثْتُكُمْ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ اَبِي الْمُغِيرَةِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَهُوَ مُسْنَدٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ سعید بن جبیر کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسل روایت کے طور پر منقول ہے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:): محمد بن حمید یعقوب کا یہ قول نقل کرتے ہیں: جعفر کے حوالے سے سعید بن جبیر کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے میں تمہیں جو بھی حدیث بیان کروں وہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مسند حدیث کے طور پر (منقول ہوگی)

بَابُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعِشَاءِ

باب: عشاء کے بعد (سنت) نماز ادا کرنا

1303 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ الْعُكْلِيُّ، حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ، حَدَّثَنِي مُقَاتِلُ بْنُ بَشِيرٍ الْعِجْلِيُّ، عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَ: سَاَلْتُهَا عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: مَا صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ قَطُّ فَدَخَلَ عَلَيَّ اِلَّا صَلَّى اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ، اَوْ سِتَّ رَكَعَاتٍ، وَلَقَدْ مُطِرْنَا مَرَّةً بِاللَّيْلِ، فَطَرَحْنَا لَهُ نِطَعًا، فَكَاَنِّي اَنْظُرُ اِلَى ثُقْبٍ فِيهِ يَنْبُعُ الْمَاءُ مِنْهُ، وَمَا رَاَيْتُهُ مُتَّقِيًا الْاَرْضَ بِشَيْئٍ مِنْ ثِيَابِهِ قَطُّ

شریح بن ہانی' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: میں نے ان سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد میرے پاس تشریف لاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم چار یا چھ رکعت (سنت) ادا کرتے تھے ایک مرتبہ رات کے وقت بارش ہوگئی ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چمڑا بچھا دیا' یہ منظر گویا کہ جو آج میری نگاہوں میں ہے' اس چمڑے میں ایک سوراخ تھا' جس میں سے پانی پھوٹ رہا تھا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی بھی اپنے کپڑوں کو زمین سے (یعنی مٹی سے) بچاتے ہوئے نہیں دیکھا۔

اَبْوَابُ قِيَامِ اللَّيْلِ

باب: رات کے قیام (یعنی تہجد) سے متعلق ابواب

بَابُ نَسْخِ قِيَامِ اللَّيْلِ وَالتَّيْسِيرِ فِيهِ

باب: رات کے نوافل ادا کرنے کا حکم منسوخ ہونا اور اس بارے میں آسانی فراہم ہونا

1304 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ ابْنِ شَبُّوَيْهِ، حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ، عَنْ اَبِيهِ، عَنْ يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: فِي الْمُزَّمِّلِ (قُمِ اللَّيْلَ اِلَّا قَلِيلًا نِصْفَهُ) (المزمل: 3) نَسَخَتْهَا الْاٰيَةُ الَّتِي فِيهَا: (عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ) - وَنَاشِئَةُ اللَّيْلِ اَوَّلُهُ - وَكَانَتْ صَلَاتُهُمْ لِاَوَّلِ اللَّيْلِ. يَقُولُ: هُوَ اَجْدَرُ اَنْ تُحْصُوا مَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ مِنْ قِيَامِ اللَّيْلِ، وَذٰلِكَ اَنَّ الْاِنْسَانَ اِذَا نَامَ لَمْ يَدْرِ مَتٰى يَسْتَيْقِظُ، وَقَوْلُهُ: اَقْوَمُ قِيلًا هُوَ اَجْدَرُ اَنْ يَفْقَهَ فِي الْقُرْآنِ، وَقَوْلُهُ: (اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيلًا) (المزمل: 7). يَقُولُ: فَرَاغًا طَوِيلًا

⊛⊛ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما 'سورۂ مزمل' (کی ان آیات کی وضاحت کرتے ہوئے) بیان کرتے ہیں۔

(ارشادِ باری تعالیٰ ہے) "تم رات کے وقت قیام کرو لیکن تھوڑا (یعنی) نصف رات"۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اس آیت کو اس آیت نے منسوخ کر دیا جو اسی سورت میں ہے (اور وہ درج ذیل ہے)

"وہ یہ جانتا ہے کہ تم اس کا شمار نہیں کر سکو گے کہ اس نے تمہیں توبہ کی توفیق دی تو جو قرآن میسر ہو اس کی تلاوت کر لو"۔

نَاشِئَةَ اللَّيْلِ سے مراد رات کا ابتدائی حصہ ہے صحابہ کرام رات کے ابتدائی حصے میں نوافل ادا کیا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ یہ فرما رہا ہے: اللہ تعالیٰ تم پر رات کے نوافل جو فرض قرار دیئے ہیں یہ اس بات کے زیادہ لائق ہیں کہ تم انہیں شمار کر سکو گے اس کی وجہ یہ ہے کہ جب انسان سو جاتا ہے تو اسے پتہ نہیں چلتا کہ وہ کب بیدار ہوگا اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَقْوَمُ قِيلًا اس سے مراد یہ ہے کہ یہ اس بات کے زیادہ لائق ہے کہ آدمی قرآن میں غور و فکر کرے۔

1304- صحيح، وهذا اسناد حسن. من اجل علي بن حسين - وهو ابن واقد المروزي. - يزيد النحوي: هو ابن ابي سعيد المروزي. واخرجه البيهقي /5002، وابن الجوزي في "نواسخ القرآن" ص 497 من طريق ابي داود، بهذا الاسناد. ورواية ابن الجوزي مختصرة.

ارشاد باری تعالیٰ ہے: إِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيلًا (المزمل:7)

''تمہارے لیے دن میں طویل نوافل ہیں'' اس سے مراد یہ ہے کہ طویل فراغت ہے۔

1305 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ يَعْنِي الْمَرْوَزِيَّ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ سِمَاكٍ الْحَنَفِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ أَوَّلُ الْمُزَّمِّلِ، كَانُوا يَقُومُونَ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِمْ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ، حَتَّى نَزَلَ آخِرُهَا، وَكَانَ بَيْنَ أَوَّلِهَا وَآخِرِهَا سَنَةٌ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب سورۃ المزمل کا ابتدائی حصہ نازل ہوا تو لوگ (رات کے وقت) اتنے ہی نوافل ادا کیا کرتے تھے جتنے نوافل وہ رمضان کے مہینے میں ادا کرتے تھے' یہاں تک جب اس سورت کا آخری حصہ نازل ہو گیا (تو صورت حال مختلف ہو گئی) اس سورت کے ابتدائی اور آخری حصے کے درمیان ایک سال کا فرق ہے۔

نماز تہجد پڑھنے کے حکم میں مذاہب فقہاء کا بیان

المزمل: ۴-۲ میں رات کے قیام یعنی تہجد پڑھنے کا حکم دیا ہے اور اس سلسلہ میں تین قول ہیں:

(۱) سعید بن جبیر نے کہا: ان آیتوں میں صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تہجد پڑھنے کا حکم فرمایا ہے۔

(۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور انبیاء سابقین علیہم السلام پر رات کا قیام فرض تھا۔

(۳) حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایک روایت یہی ہے۔

سعد بن ہشام بن عامر سے ایک طویل روایت ہے، اس میں مذکور ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام کے متعلق خبر دیجئے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کیا تم قرآن مجید میں ''یاایھا المزمل'' نہیں پڑھتے؟ میں نے کہا: کیوں نہیں، آپ نے فرمایا: اللہ عزوجل نے اس سورت کے شروع میں آپ پر رات کا قیام فرض کر دیا تھا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب ایک سال تک رات کو قیام کرتے رہے اور اللہ تعالیٰ نے اس سورت کے آخری حصہ کو بارہ مہینوں تک روکے رکھا، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اس سورت کے آخری حصہ میں تخفیف نازل فرمائی، پھر رات کا قیام نفل ہو گیا جب کہ اس سے پہلے فرض تھا۔

(صحیح مسلم رقم الحدیث: ۷۴۶، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۱۳۴۲، سنن نسائی رقم الحدیث: ۱۶۰۱، السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ۱۳۰۱، مسند احمد ج ۶ ص ۵۴)

علامہ یحییٰ بن شرف نواوی متوفی ۶۷۶ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

یہی قول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کے حق میں تہجد کی نماز نفل ہو چکی ہے، رہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو آپ کے متعلق تہجد کی فرضیت کے منسوخ ہونے میں اختلاف ہے، اور ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ آپ سے بھی تہجد کی فرضیت منسوخ ہو چکی ہے، جیسا کہ اس حدیث میں ہے۔ (شرح مسلم النواوی ج ۳ ص ۲۲۴۰، مکتبہ نزار مصطفیٰ، مکہ مکرمہ، ۱۴۱۷ھ)

علامہ ابوالعباس احمد ابن ابراہیم مالکی قرطبی متوفی ۶۵۶ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) کا ظاہر قول اس پر دلالت کرتا ہے کہ پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں پر تہجد کی نماز فرض تھی

[illegible] آدھی رات یا اس سے کچھ کم کر دیں یا اس پر کچھ اضافہ کر دیں اور یہ
[illegible] مستحب کی علامت ہے اور اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے:
[illegible] بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین چیزیں مجھ پر فرض ہیں اور تمہارے
لیے [illegible] سنت ہیں [illegible] (حلیۃ الاولیاء [illegible] ص ۲۳۲)

یہ حدیث ضعیف ہے اور اس بحث میں صحیح قول حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) کا ہے۔

(المفہم ج ۲ ص ۳۷۹، دار ابن کثیر، بیروت، ۱۴۲۰ھ)

حافظ بدرالدین محمود بن احمد عینی حنفی ۸۵۵ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

تہجد کی نماز خصوصیت سے رسول اللہ ﷺ پر فرض تھی اور ایک قول یہ ہے کہ مسلمانوں پر بھی فرض تھی، پھر پانچ نمازوں کی فرضیت کے بعد آپ سے اس کی فرضیت منسوخ ہو گئی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مگر اس کا نفل ہونا برقرار ہے، ایک قول یہ ہے کہ آپ اپنے اصحاب کے ساتھ دس سال تک تہجد کی نماز پڑھتے رہے، پھر جب یہ آیت نازل ہوئی ''اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ'' (المزمل: ۲۰) تو اس کا قیام نصف شب تک منسوخ ہو گیا اور تہائی شب تک اس کا قیام رہ گیا، پھر جب یہ آیت نازل ہوئی ''فاقرءوا ما تیسر من القرآن'' تو پھر تو آپ پر نصف شب یا تہائی شب کے اختیار سے تہجد پڑھنا واجب تھا، پھر جب آپ پر قیام دشوار ہوا تو اس کا وجوب منسوخ ہو گیا یعنی نصف شب یا تہائی شب تک پڑھنے کا اختیار اور تہائی شب تک پڑھنے کا وجوب باقی رہا، پھر پانچ نمازوں کی فرضیت سے تہائی رات تک تہجد پڑھنے کا وجوب بھی منسوخ ہو گیا اور اس کا استحباب باقی رہا۔

(شرح سنن ابوداؤد ج ٤ ص ٢١١، مکتبۃ الرشید، ریاض، ۱٤۲۰ھ)

رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں پر تہجد کی فرضیت منسوخ ہونے کے دلائل

ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں کہ نبی ﷺ اور آپ کی امت پر رات کے قیام اور تہجد کی فرضیت منسوخ ہو چکی ہے، اب یہ بتانا باقی ہے کہ تہجد کی فرضیت کی ناسخ کون سی دلیل ہے، اس سلسلہ میں امام فخر الدین محمد بن عمر رازی لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: آدھی رات تک قیام کریں یا اس سے کچھ کم کر دیں یا اس پر کچھ اضافہ کر دیں، پس اس آیت میں رات کے قیام کو نمازی کی رائے کی طرف مفوض کر دیا ہے اور جو چیز واجب ہو وہ اس طرح نہیں ہوتی۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ (بنی اسرائیل: ۷۹) اور رات کو آپ تہجد پڑھیے یہ آپ کے لیے نفل ہے۔

اس دلیل پر یہ اعتراض ہے کہ ''نافلة لك'' کا معنی ہے: یہ آپ پر زائد فرض ہے، یعنی پانچ نمازوں پر زائد فرض ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ اس تاویل سے اس لفظ کو مجاز پر محمول کیا گیا ہے اور جب تک حقیقت محال یا متعذر نہ ہو کسی لفظ کو مجاز پر محمول نہیں کیا جاتا۔

تیسری دلیل یہ ہے کہ جس طرح رمضان کے روزوں سے عاشورہ کا وجوب منسوخ ہو گیا اور قربانی کے وجوب سے عتیرہ کا

وجوب منسوخ ہو گیا، اسی طرح پانچ نمازوں کی فرضیت سے تہجد کی نماز کی فرضیت منسوخ ہو گئی۔

(تفسیر کبیر ج ۱۰ ص ۶۸۲، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۱۵ھ)

نماز تہجد پڑھنے کا وقت اور اس کی رکعات

تہجد کی نماز کا وقت رات کے آخری تہائی حصہ ہے یا نصف شب کے بعد کا وقت ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر رات کو جب تہائی رات باقی رہ جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا کی طرف نازل ہوتا ہے، پس فرماتا ہے: میں بادشاہ ہوں، میں بادشاہ ہوں، کوئی ہے جو مجھ سے دعا کرے تو میں اس کی دعا کو قبول کروں، کوئی ہے جو مجھ سے سوال کرے تو میں اس کو عطاء کروں، کوئی ہے جو مجھ سے مغفرت طلب کرے تو میں اس کی مغفرت کر دوں، وہ اسی طرح ندا فرماتا رہتا ہے حتیٰ کہ فجر روشن ہو جاتی ہے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۶۳۲۱-۱۱۴۵ صحیح مسلم رقم الحدیث: ۷۵۸، سنن ترمذی رقم الحدیث: ۴۴۶)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ نماز حضرت داؤد (علیہ السلام) کی نماز ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ روزے حضرت داؤد (علیہ السلام) کے روزے ہیں، حضرت داؤد (علیہ السلام) نصف شب تک سوتے تھے، پھر تہائی رات کو اٹھ کر نماز میں قیام کرتے تھے، پھر رات کے چھٹے حصہ تک آرام کرتے تھے، اور ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۱۱۳۱، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۱۵۹، سنن ابو داؤد رقم الحدیث: ۲۴۴۸، سنن نسائی رقم الحدیث: ۳۲۴۴، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۱۷۱۲)

فرض کیجئے کہ چھ گھنٹے کی رات ہے تو حضرت داؤد (علیہ السلام) تین گھنٹے سوتے تھے، پھر دو گھنٹے نماز پڑھتے تھے اور آخری ایک گھنٹہ آرام کرتے تھے۔ وعلیٰ ھذا القیاس۔

مسروق بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا: آپ رات کو سات رکعات بھی پڑھتے تھے، نو رکعات بھی پڑھتے تھے اور گیارہ رکعات بھی پڑھتے تھے اور سنت فجر کی دو رکعات اس کے علاوہ ہوتی تھیں۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۱۱۳۹، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۷۳۸، سنن ابو داؤد رقم الحدیث: ۱۳۴۰، سنن ترمذی رقم الحدیث: ۴۳۹، سنن نسائی رقم الحدیث: ۱۶۹۷، السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ۳۹۳)

ابو سلمہ بن عبدالرحمان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات میں کس طرح نماز پڑھا کرتے تھے؟ حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا کہ رمضان ہو یا غیر رمضان، آپ نے رات میں گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھیں، آپ چار رکعات پڑھتے، ان کے حسن اور طول کے متعلق نہ پوچھو، آپ پھر چار رکعات پڑھتے، ان کے حسن اور طول کے متعلق نہ پوچھو، آپ پھر چار رکعات پڑھتے، ان کے حسن اور طول کے متعلق نہ پوچھو، پھر آپ تین رکعات وتر پڑھتے، حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے تھے؟ آپ نے فرمایا: اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۱۱۴۷، صحیح مسلم رقم

الحدیث: ۱۳۰۲، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۱۳٤۱، سنن ترمذی رقم الحدیث: ۱۳٤۱، سنن نسائی رقم الحدیث: ۱۳٤۱، السنن اللنسائی رقم الحدیث: ۳۹۳)

۱۔ البزار والطبرانی فی الاوسط وابونعیم نے الدلائل میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ قریش دار الندوہ میں جمع ہوئے اور انہوں نے کہا کہ تم اس آدمی یعنی محمد ﷺ کا ایسا نام رکھو جس سے لوگ کوئی نتیجہ اخذ کر سکیں پھر انہوں نے کہا یہ کاہن ہے بعض نے کہا یہ کاہن نہیں پھر انہوں نے کہا یہ مجنون ہے تو دوسروں نے کہا یہ مجنون نہیں ہے پھر کچھ لوگوں نے کہا یہ جادوگر ہے تو دوسروں نے کہا یہ جادوگر نہیں ہے۔ پھر کچھ لوگوں نے کہا کہ یہ ایک دوست کو اپنے دوست سے جدا کر دیتا ہے تو اس پر مشرک متفرق ہو گئے یہ بات نبی ﷺ کو پہنچی آپ اپنے کپڑوں میں لپٹ گئے اور اپنے اوپر چادر اوڑھ لی۔ آپ کے پاس جبریل (علیہ السلام) تشریف لائے اور فرمایا آیت یا ایھا المزمل اے کپڑا اوڑھنے والے آیت یا ایھا المدثر اے چادر لپیٹنے والے۔

۲۔ احمد ومسلم وابوداؤد والنسائی ومحمد بن نصر فی کتاب الصلاۃ اور بیہقی نے اپنی سنن میں سعد بن ہشام رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ میں نے عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے پوچھا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں بتایئے؟ عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا کیا تو نے یہ سورۃ نہیں پڑھی۔ آیت یا ایھا المزمل میں نے کہا کیوں نہیں؟ پھر عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ کے آغاز میں قیام اللیل کو فرض کیا تھا تو رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ (رضی اللہ عنہم) ایک سال تک قیام کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ان کے پاؤں سوج جاتے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ کے آخری حصے کو بارہ ماہ تک آسمان میں روکے رکھا پھر اللہ تعالیٰ نے تخفیف اور رخصت کو اس سورت کے آخر میں نازل فرمایا۔ تو رات کا قیام نفل ہو گیا فرض ہونے کے بعد۔

۳۔ ابن جریر وابن ابی حاتم نے عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت کیا کہ قرآن میں آیت یا ایھا المزمل قم اللیل الا قلیلا۔ نازل ہوا یہاں تک کہ ایک آدمی رسی باندھ کر لٹک جاتا تھا۔ اسی حکم پر آٹھ ماہ عمل کرتے رہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دیکھا کہ وہ اس کی رضا اور خوشنودی کو چاہتے ہیں تو ان پر رحم فرمایا اور ان کو فرض نماز کی طرف لوٹا دیا۔ اور قیام اللیل کو چھوڑ دیا۔

٤۔ محمد بن نصر نے کتاب الصلاۃ میں والحاکم وصححہ نے جبیر بن نفیر رحمہ اللہ سے روایت کی کہ میں نے عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے رسول اللہ ﷺ کے رات کو قیام کرنے کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کیا تو نے نہیں پڑھا۔ آیت یا ایھا المزمل میں نے کہا کیوں نہیں فرمایا وہی ان کا قیام تھا۔

رسول اللہ ﷺ کا راتوں کو کم سونا

۵۔ عبداللہ بن احمد فی زوائد الزہد ومحمد بن نصر نے کتاب الصلاۃ میں عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت کیا کہ نبی اکرم ﷺ بہت کم رات کو سوتے تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا آیت قم اللیل الا قلیلا۔

٦۔ ابن ابی شیبہ وعبد بن حمید وابن وابی حاتم ومحمد بن نصر والطبرانی والحاکم وصححہ وبیہقی نے اپنی سنن میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کہ جب سورۃ مزمل کا اول حصہ نازل ہوا۔ تو صحابہ کرام تقریباً اتنا وقت قیام کرتے تھے۔ جتنا رمضان کے مہینہ میں قیام کرتے تھے یہاں تک کہ اس کا آخر حصہ نازل ہوا۔ اور اس کے اول اور آخر کے درمیان تقریباً ایک سال کا فاصلہ ہے۔

۷۔ عبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن نصر نے ابوعبدالرحمن سلمی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ یہ سورۃ آیت یا ایھا

المزمل نازل ہوئی تو ایک سال تک اس حکم پر قیام کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ان کے قدم اور ان کی پنڈلیوں پر ورم آگیا۔ پھر یہ آیت فاقرءوا ماتیسر منه نازل ہوئی تو لوگوں نے آرام پایا۔

۸۔ عبد بن حمید وابن جریر وابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ جب یہ آیت یا ایھا المزمل قم اللیل الا قلیلا۔ نازل ہوئی۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس حال پر دس سال ٹھہرے رہے اور قیام اللیل فرمایا جیسے اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم فرمایا اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک جماعت بھی آپ کے ساتھ قیام کرتی رہی۔ دس سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی آیت ان ربک یعلم انک تقوم سے لے کر آیت فاقیموا الصلوٰۃ تک تو اللہ تعالیٰ نے ان سے تخفیف فرما دی دس سال کے بعد۔

۹۔ ابوداؤد فی ناسخہ ومحمد بن نصر وابن مردویہ والبیہقی فی السنن عکرمہ کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ سورۃ مزمل میں فرمایا آیت قم اللیل الا قلیلا نصفہ۔ رات کو قیام کر مگر تھوڑا سا حصہ یعنی اس کا آدھا اور وہ آیت جس میں ہے آیت والنھار علم ان لن تحصوہ فتاب علیکم فاقرءوا ماتیسر من القرآن۔ اسے معلوم ہے کہ تم اس کو نباہ نہیں سکتے سو اس نے تم پر رحم کیا پس پڑھو جتنا قرآن میں سے آسان ہو آیت ناشئۃ اللیل یعنی رات کا اٹھنا اس کا اول ہے اور ان کی نماز رات کے اول حصہ میں ہوتی تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ زیادہ مناسب یہ ہے کہ تم اس کو شمار کرلو جو اللہ تعالیٰ نے تم پر قیام اللیل میں سے فرض کیا ہے۔ اور یہ اس لیے کہ انسان جب سو جاتا ہے تو وہ نہیں جانتا کہ کب جاگے گا اور فرمایا آیت واقوم قیلا اور بات بھی صحیح نکلتی ہے۔ یعنی وہ زیادہ مناسب ہے کہ آپ قرآن کی قراءت کو سمجھیں آیت ان لک فی النھار سبحا طویلا۔ بے شک دن میں آپ کے لیے بڑا کام ہے یعنی لمبی فراغت ہے۔

۱۰۔ ابن ابی حاتم نے ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ آیت یا ایھا المزمل اے چادر اوڑھنے والے یہ آیت نازل ہوئی اور اس وقت آپ ایک مخملی چادر میں تھے۔

۱۱۔ الحاکم وصححہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت یا ایھا المزمل کے بارے میں روایت کیا کہ اس سے مراد ہے کہ آپ نے اس امر کو چھپا رکھا ہے۔ سو آپ اس کے ساتھ کھڑے ہوں۔

۱۲۔ ابن ابی شیبہ وابن نصر نے عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ آیت یا ایھا المزمل سے مراد ہے کہ آپ نے اس امر کو چھپا رکھا ہے سو آپ کے ساتھ اٹھیں اور فرمایا آیت یا ایھا المدثر سے مراد ہے کہ آپ نے اس امر کو چادر کے ساتھ ڈھانپ رکھا ہے سو آپ اس کام کو لے کر کھڑے ہو جائیں۔

۱۳۔ ابن المنذر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت یا ایھا المزمل کے بارے میں روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کپڑا اوڑھے ہوئے تھے کہ آپ کو خطاب ہوا آیت یا ایھا المزمل۔

۱۴۔ عبدالرزاق وعبد بن حمید وابن جریر وابن نصر قتادہ رحمہ اللہ سے آیت یا ایھا المزمل کے بارے میں روایت کیا کہ اس سے مراد ہے اے وہ جو کہ اپنے کپڑوں کے ساتھ لپٹا ہوا ہے۔

۱۵۔ عبد بن حمید نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ آیت یا ایہا المزمل سے نبی ﷺ کی ذات مراد ہے۔
(تفسیر در منثور، سورہ مزمل، بیروت)

بَابُ قِيَامِ اللَّيْلِ

باب: رات کے نوافل

رات کی عبادت اور شیطان کی گرہوں کا بیان

1306 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ، إِذَا هُوَ نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ، يَضْرِبُ مَكَانَ كُلِّ عُقْدَةٍ عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيلٌ، فَارْقُدْ، فَإِنِ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنْ صَلَّى انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَأَصْبَحَ نَشِيطًا، طَيِّبَ النَّفْسِ، وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
''شیطان کسی شخص کے سر کی گدی پر گرہ لگاتا ہے جب وہ آدمی سو رہا ہوتا ہے وہ تین گرہیں لگاتا ہے اور ہر گرہ لگاتے ہوئے یہ کہتا ہے: رات بہت لمبی ہے تم سوئے رہو اگر آدمی بیدار ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اور اگر وہ وضو کر لے تو ایک اور گرہ کھل جاتی ہے اور اگر وہ نماز ادا کر لے تو ایک اور گرہ کھل جاتی ہے اور آدمی صبح کے وقت ہشاش بشاش اور خوش مزاج ہوتا ہے ورنہ وہ صبح کے وقت خراب مزاج والا اور سست ہوتا ہے''۔

1307 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُمَيْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي قَيْسٍ، يَقُولُ: قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: لَا تَدَعْ قِيَامَ اللَّيْلِ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَدَعُهُ، وَكَانَ إِذَا مَرِضَ، أَوْ كَسِلَ، صَلَّى قَاعِدًا

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: تم رات کے نوافل ترک نہیں کرنا' کیونکہ نبی اکرم ﷺ انہیں ترک نہیں کرتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ جب بیمار ہوتے یا تھکے ہوئے ہوتے تو آپ ﷺ بیٹھ کر انہیں ادا کرتے تھے۔

1308 - حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا ابْنُ عَجْلَانَ، عَنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَحِمَ اللهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّى، وَأَيْقَظَ امْرَأَتَهُ، فَإِنْ أَبَتْ، نَضَحَ فِي وَجْهِهَا الْمَاءَ، رَحِمَ اللهُ امْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ، وَأَيْقَظَتْ زَوْجَهَا،

1308- اسناده قوي، ابن بشار: هو محمد البصري، ويحيى: هو ابن سعيد القطان، وابن عجلان: هو محمد المدني، والقعقاع: هو ابن حكيم الكناني المدني، وابو صالح: هو ذكوان السمان. واخرجه ابن ماجه (1336)، والنسائي في "الكبرى" (1302) من طريقين عن يحيى بن سعيد القطان، بهذا الاسناد، وهو في "مسند احمد" (7410)، و"صحيح ابن حبان" (2567).

فَإِنْ أَبَى، نَضَحَتْ فِي وَجْهِهِ الْمَاءَ

⊙⊙ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے جو رات کے وقت بیدار ہو کر نماز ادا کرتا ہے وہ اپنی اہلیہ کو بھی بیدار کرتا ہے اگر وہ بیدار نہیں ہوتی' تو وہ اس کے چہرے پر پانی چھڑکتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس عورت پر بھی رحم کرے جو رات کے وقت بیدار ہو کر نماز ادا کرتی ہے۔ وہ اپنے شوہر کو بھی بیدار کرتی ہے اگر وہ بیدار نہیں ہوتا تو وہ عورت اس کے چہرے پر پانی چھڑکتی ہے"۔

1309 - حَدَّثَنَا ابْنُ كَثِيرٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ، ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ بَزِيعٍ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ شَيْبَانَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ، الْمَعْنَى، عَنِ الْأَغَرِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَيْقَظَ الرَّجُلُ أَهْلَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّيَا، أَوْ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ جَمِيعًا، كُتِبَا فِي الذَّاكِرِينَ وَالذَّاكِرَاتِ، وَلَمْ يَرْفَعْهُ ابْنُ كَثِيرٍ، وَلَا ذَكَرَ أَبَا هُرَيْرَةَ، جَعَلَهُ كَلَامَ أَبِي سَعِيدٍ،

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ: وَأُرَاهُ ذَكَرَ أَبَا هُرَيْرَةَ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَحَدِيثُ سُفْيَانَ مَوْقُوفٌ

⊙⊙ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"جب کوئی شخص رات کے وقت اپنی بیوی کو بیدار کرتا ہے اور وہ دونوں نماز ادا کرتے ہیں (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) وہ دونوں دو رکعت ادا کرتے ہیں' تو ان کا نام ذکر کرنے والے مردوں اور ذکر کرنے والی عورتوں میں نوٹ کرلیا جاتا ہے"۔

ابن کثیر نامی راوی نے اسے مرفوع حدیث کے طور پر نقل نہیں کیا اور انہوں نے اس کی سند میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا انہوں نے اسے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے کلام کے طور پر نقل کیا ہے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) ابن مہدی نے یہ روایت سفیان کے حوالے سے نقل کی ہے' جس میں وہ یہ کہتے ہیں: میرا خیال ہے انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا ہے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) سفیان کی نقل کردہ روایت موقوف ہے۔

بیوی کو نماز کا حکم دینے کا بیان

حضرت عبداللہ ابن عمر سے مروی ہے کہ ان کے پدر بزرگوار حضرت عمر بن خطاب رات کو جس قدر اللہ چاہتا نماز پڑھتے رہتے اور رات جب آخر ہوتی تو اپنی زوجہ محترمہ کو نماز پڑھنے کے لئے اٹھاتے اور فرماتے کہ "نماز پڑھو، پھر یہ آیت پڑھتے: (وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى (طٰہٰ: 132) (اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے متعلقین کو بھی نماز کا حکم کرتے رہیے اور خود بھی اس (کی مشقتوں) پر صبر کیجئے ہم آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے رزق نہیں

مانگتے، رزق ہم ہی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیتے ہیں اور آخرت کی بھلائی تو پرہیزگاروں ہی کے لئے ہے۔

(مالک، مشکوۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 1214)

آیت کا مطلب یہ ہے کہ اپنے متعلقین اور اہل خانہ کو نماز پڑھنے کی ہدایت کرتے رہیے اور خود بھی نماز پڑھنے کی مشقتوں محنتوں پر صبر کیجئے اور اس سلسلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلقین کو بھی جو محنت و مشقت اٹھانی پڑے اسے بھی برداشت کیجئے اور ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت و بندگی میں مشغول رہیے، اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل کیجئے، اسی سے ظاہری و باطنی غناء کے لئے مدد کے طلبگار رہیے اپنے رزق اور معاش کی فکر نہ کیجئے اور دیکھئے ہم آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے رزق نہیں مانگتے کہ اپنے رزق اور اسباب معیشت کے حصول اور دوسروں کے لئے رزق کی ذمہ داری آپ کو جدوجہد اور محنت وسعی کے ایسے بندھنوں میں باندھ دے جو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے ادائیگی نماز میں رکاوٹ بن جائے جس طرح ہم دوسروں کو رزق دیتے ہیں اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی رزق بخشتے ہیں، آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کام تو صرف یہ ہے کہ دنیا اور دنیا کے امور سے منہ موڑ کر اپنے قلب و دماغ کو صرف آخرت کی بھلائی اور اپنے متعلقین کی اصلاح میں مصروف رکھیے اور یہ جان لیجئے کہ عاقبت محمودہ یعنی دنیا اور آخرت دونوں جگہ انجام کار بخیر ہونا صرف متقیوں اور اللہ کے نیک بندوں ہی کے لئے ہے

رات کو اٹھ کر عبادت کرنے کی فضیلت کا بیان

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میری امت کے اشراف یعنی بلند مرتبہ لوگ قرآن اٹھانے والے (اور رات (میں اٹھنے) والے ہیں۔ (بیہقی، مشکوۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 1213)

قرآن اٹھانے والے" سے مراد وہ لوگ ہیں جو قرآن کریم یاد کرتے ہیں اور اس کے احکام پر عمل کرتے ہیں بایں طور کہ قرآن نے جن امور کو کرنے کا حکم دیا ہے ان کو کرتے ہیں اور جن امور سے منع کیا ہے ان سے بچتے ہیں، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ ایسے ہی لوگ میری امت کے بلند مرتبہ اور باسعادت افراد ہیں، چنانچہ قرآن حفظ کرنے والے اور اس کے احکام کے پابند لوگوں کی فضیلت ایک دوسری روایت میں اس طرح بیان کی گئی ہے کہ" جس آدمی نے قرآن حفظ کیا تو بیشک اس پر فیضان نبوت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں مگر اس کے پاس وحی (یعنی وحی جلی) نہیں آتی، البتہ وحی خفی اس کے پاس آتی ہے (یعنی وحی جلی کے مطالب و معارف کا فیضان اس کے قلب و دماغ پر ہوتا ہے) مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم حفظ کرنے والا آدمی اس وجہ سے بہت زیادہ فضیلت و سعادت کا پیکر مانا جاتا ہے کہ اس کے قلب کے اندر قرآن کے الفاظ کی شکل میں نور نبوت ودیعت فرما دیا جاتا ہے جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ وحی خفی یعنی قرآن کے ظاہری الفاظ کے مطالب و معارف کا فیضان اس کے قلب و دماغ کو منور کر دیتا ہے اور قرآن کے الفاظ کے نور کی برکت سے وحی جلی پر (جو کہ انبیاء کا مخصوص حصہ ہے) اس کا ایمان و ایقان قوی تر ہوتا ہے۔

علامہ یحیی نووی فرماتے ہیں کہ" قرآن حفظ" کرنے کا مطلب یہ ہے کہ قرآن یاد کرے اور اپنی عملی زندگی کو اس کے سانچے میں ڈھالے، بایں طور کہ قرآن نے جو احکام دیئے ہیں ان پر پوری قلبی خلوص اور مداومت کے ساتھ عمل کرے ورنہ تو محض قرآن یاد کرنے والا اور اس پر عمل کرنے والا ان لوگوں میں شمار کیا جاتا جن کے بارے میں حق تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ: آیت (کَمَثَلِ

الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا) (الجمعہ:5) " یعنی (جو لوگ حافظ قرآن ہوں مگر عامل قرآن نہ ہوں تو) وہ ایسے ہیں جیسے کہ گدھے پر کتابیں لاد دی جائیں۔" یعنی جس طرح کہ گدھے پر کتابیں لاد دینے سے گدھے کو ذرہ برابر بھی فائدہ نہیں پہنچتا بالکل اسی طرح قرآن پر عمل کرنے والے حافظ کو بھی قرآن حفظ کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

اور وہ سعادت و مرتبے کے اعتبار سے کسی بھی حیثیت میں نہیں ہوتا۔ أَصْحَابُ اللَّيْلِ (رات والے) سے مراد وہ لوگ ہیں جو نماز و قرآن پڑھنے کے شب بیداری پر مداومت کرتے ہیں یعنی پابندی کے ساتھ روزانہ رات کو اٹھتے ہیں اور عبادت الٰہی و ذکر اللہ میں مشغول ہوتے ہیں ایسے لوگ اللہ اور اللہ کے رسول کی نظروں میں بڑی فضیلت کے حامل ہوتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق امت مرحومہ کے بلند مرتبہ افراد میں شمار کیے جاتے ہیں۔

بَابُ النُّعَاسِ فِي الصَّلَاةِ

باب: نماز کے دوران اونگھ آجانا

1310 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ، فَلْيَرْقُدْ حَتَّى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا صَلَّى وَهُوَ نَاعِسٌ، لَعَلَّهُ يَذْهَبُ يَسْتَغْفِرُ، فَيَسُبَّ نَفْسَهُ

❀❀ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

"جب کسی شخص کو (نفل) نماز کے دوران اونگھ آجائے' تو اسے سو جانا چاہئے' یہاں تک کہ اس کی نیند پوری ہو جائے (تو پھر اٹھ کے نوافل ادا کرنے چاہئیں) کیونکہ جب کوئی شخص اونگھنے کے دوران نماز ادا کر رہا ہو' تو ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی طرف سے استغفار پڑھ رہا لیکن درحقیقت خود کو برا بھلا کہہ رہا ہو"۔

1311 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ، فَاسْتَعْجَمَ الْقُرْآنُ عَلَى لِسَانِهِ، فَلَمْ يَدْرِ مَا يَقُولُ، فَلْيَضْطَجِعْ

❀❀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"جب کوئی شخص رات کے وقت نوافل ادا کرنے لگے (اور نیند کے غلبے کی وجہ سے) قرآن کی تلاوت کرنا اس کے لیے دشوار ہو جائے اور اسے یہ پتہ نہ چل پائے کہ وہ کیا پڑھ رہا ہے' تو اسے لیٹ جانا چاہئے (یعنی سو جانا چاہئے)"۔

1312 - حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ، وَهَارُونُ بْنُ عَبَّادٍ الْأَزْدِيُّ، أَنَّ إِسْمَاعِيلَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَهُمْ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم الْمَسْجِدَ، وَحَبْلٌ مَمْدُودٌ بَيْنَ سَارِيَتَيْنِ، فَقَالَ: مَا هَذَا الْحَبْلُ؟ فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَذِهِ حَمْنَةُ بِنْتُ جَحْشٍ تُصَلِّي،

فَإِذَا أَعْيَتْ تَعَلَّقَتْ بِهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لِتُصَلِّ مَا أَطَاقَتْ، فَإِذَا أَعْيَتْ، فَلْتَجْلِسْ. قَالَ زِيَادٌ: فَقَالَ: مَا هٰذَا؟ فَقَالُوا: لِزَيْنَبَ تُصَلِّي، فَإِذَا كَسِلَتْ، أَوْ فَتَرَتْ أَمْسَكَتْ بِهِ، فَقَالَ: حُلُّوهُ، فَقَالَ: لِيُصَلِّ أَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ، فَإِذَا كَسِلَ أَوْ فَتَرَ، فَلْيَقْعُدْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے دوستونوں کے درمیان ایک رسی لٹکی ہوئی تھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: یہ رسی کس کی؟ عرض کی گئی: یارسول اللہ! یہ سیّدہ حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کی ہے وہ نماز ادا کرتی ہیں جب وہ تھک جاتی ہیں، تو اس کے ساتھ لٹک جاتی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے چاہئے کہ وہ اتنی نماز ادا کرے جتنی وہ طاقت رکھتی ہے اور جب وہ تھک جائے، تو پھر بیٹھ جائے۔

زیاد نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: یہ کس کی ہے؟ لوگوں نے بتایا: یہ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کی ہے، جو نماز ادا کرتی ہیں جب وہ تھک جاتی ہیں، یا جب رکاوٹ آنے لگتی ہے، تو اسے پکڑ لیتی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے کھول دو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کسی بھی شخص کو اس وقت تک نفل نماز ادا کرنی چاہئے جب تک وہ چاک و چوبند ہو، جب وہ تھکاوٹ کا شکار ہو جائے، یا جب رکاوٹ آنے لگے تو پھر اسے بیٹھ جانا چاہئے۔

بَابُ مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ

باب: جو شخص اپنے وظیفے کو ادا کرنے سے پہلے سو جائے

1313 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو صَفْوَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ، ح وحَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ الْمَعْنَى، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ، وَعُبَيْدَ اللَّهِ، أَخْبَرَاهُ، أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَبْدٍ - قَالَ: عَنِ ابْنِ وَهْبٍ: ابْنُ عَبْدٍ الْقَارِيُّ - قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ - أَوْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ - فَقَرَأَهُ مَا بَيْنَ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الظُّهْرِ كُتِبَ لَهُ كَأَنَّمَا قَرَأَهُ مِنَ اللَّيْلِ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

1313- اسناده صحيح. ابن وهب: هو عبد الله بن وهب بن مسلم، ويونس: هو ابن يزيد الايلي، وابن شهاب: هو الزهري. وعبيد الله: هو ابن عبد الله بن عتبة. واخرجه مسلم (747)، وابن ماجه (1343)، والترمذي (588)، والنسائي في "الكبرى" (1466)، من طريق يونس بن يزيد، عن ابن شهاب، بهذا الاسناد. واخرجه النسائي في "الكبرى" (1467) عن سويد بن نصر، عن عبد الله بن المبارك، عن يونس، عن الزهري، به الا انه وقفه على عمر بن الخطاب. لكن رواه احمد في "مسنده" (220) عن عتاب بن زياد - وهو ثقة - عن ابن المبارك، فرفعه. نبه عليه الحافظ في "النكت الظراف." وهو في "مسند احمد" (220). و"صحيح ابن حبان" (2643). واخرجه موقوفاً ايضاً النسائي في "الكبرى" (1469) من طريق مالك، عن داود ابن الحصين، عن الاعرج، عن عبد الرحمٰن ابن عبد القاري ان عمر بن الخطاب قال: من فاته حزبه من الليل، فقرأه حين تزول الشمس الى صلاة الظهر، فانه لم يفته، او كانه ادركه. وهو في "الموطا" 200/1.

"جو شخص اپنے معمول کے وظیفے یا اس کے کچھ حصے (کو ادا کرنے سے پہلے) سو جائے تو اسے فجر کی نماز اور ظہر کی نماز کے درمیان میں اسے پڑھ لینا چاہیے تو یہ اس کے نامہ اعمال میں اسی طرح نوٹ کیا جائے گا جس طرح اس نے رات کے وقت اسے پڑھا تھا"۔

بَابُ مَنْ نَوَى الْقِيَامَ فَنَامَ

باب: جو شخص نوافل ادا کرنے کی نیت کرے اور سو جائے

1314 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ رَجُلٍ، عِنْدَهُ رَضِيٍّ، أَنَّ عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مِنَ امْرِئٍ تَكُونُ لَهُ صَلَاةٌ بِلَيْلٍ، يَغْلِبُهُ عَلَيْهَا نَوْمٌ، إِلَّا كُتِبَ لَهُ أَجْرُ صَلَاتِهِ، وَكَانَ نَوْمُهُ عَلَيْهِ صَدَقَةً

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

اس کی نماز کا اجر عطا کیا جاتا ہے اور وہ نیند اس کے لیے صدقہ ہو جاتی ہے"۔

بَابُ أَيِّ اللَّيْلِ أَفْضَلُ؟

باب: رات کا کون سا حصہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟

1315 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَعَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْأَغَرِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى سَمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ، فَيَقُولُ: مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ؟ مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ؟ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"ہر رات ہمارا پروردگار آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے یہاں تک کہ جب ایک تہائی رات باقی رہ جاتی ہے تو وہ ارشاد فرماتا ہے: کون مجھ سے دعا کرتا ہے تاکہ میں اس کی دعا کو قبول کروں؟ کون مجھ سے مانگتا ہے تاکہ میں اسے عطا کروں؟ کون مجھ سے مغفرت طلب کرتا ہے تاکہ میں اس کی مغفرت کروں"۔

بَابُ وَقْتِ قِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ

باب: نبی اکرم ﷺ کا رات کے وقت نوافل ادا کرنے کا وقت

1316 - حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ يَزِيدَ الْكُوفِيُّ، حَدَّثَنَا حَفْصٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ

عَائِشَةَ، قَالَتْ: إِنْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُوقِظُهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ بِاللَّيْلِ، فَمَا يَجِيءُ السَّحَرُ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْ حِزْبِهِ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ رات کے وقت بیدار کر دیتا تھا یہاں تک کہ صبح صادق سے پہلے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے معمول کے وظیفے سے فارغ ہو چکے ہوتے تھے۔

1317 - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، ح وحَدَّثَنَا هَنَّادٌ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، وَهَذَا حَدِيثُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَشْعَثَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَسْرُوقٍ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ لَهَا: أَيَّ حِينٍ كَانَ يُصَلِّي؟ قَالَتْ: كَانَ إِذَا سَمِعَ الصُّرَاخَ، قَامَ فَصَلَّى

مسروق بیان کرتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی (نفل) نماز کے بارے میں دریافت کیا: میں نے ان سے کہا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کس وقت میں اسے ادا کرتے تھے؟ تو انہوں نے بتایا: جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مرغ کی بانگ سنتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر نماز ادا کرتے تھے۔

شرح

حضرت عبداللہ بن مسعود راوی ہیں کہ "سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" ہمارا رب دو آدمیوں سے بہت خوش ہوتا ہے ایک تو وہ آدمی جو رات کو اپنے نرم بستر ولحاف سے اور اپنی محبوبہ اور بیوی کے پاس سے (تہجد) کی نماز کے لئے اٹھتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے کہتا ہے" میرے بندے کی طرف دیکھو جو میرے پاس کی چیزوں (یعنی جنت اور ثواب) کے شوق سے اور میرے پاس کی چیزوں (یعنی دوزخ اور عذاب) کے ڈر کی وجہ سے اپنے فرش ونرم بستر اور اپنی محبوبہ اور بیوی کو چھوڑ کر اپنی نماز پڑھنے کے لئے اٹھا۔ اور دوسرا وہ آدمی جس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور (بغیر کسی شدید عذر کے) اپنے ساتھیوں سمیت میدان چھوڑ کر بھاگ نکلا، مگر جب اسے بلا عذر میدان جہاد سے بھاگ نکلنے کی سزا اور پھر جنگ میں واپس آجانے کا ثواب یاد آیا تو (میدان کارزار میں) واپس آگیا اور (اللہ کے دشمنوں سے) اس قدر لڑا کہ جام شہادت نوش کیا، چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے کہ" میرے بندے کی طرف (بنظر تعجب) دیکھو جو میرے پاس کی چیزوں (یعنی جنت وثواب) کے شوق میں اور میرے پاس کی چیزوں (یعنی دوزخ وعذاب) کے خوف سے (میدان جنگ میں) لوٹ آیا اور اللہ کے راستہ میں یہاں تک لڑا کہ اپنی جان بھی دیدی۔

(شرح السنۃ، مشکوۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 1226)

مطلب یہ ہے کہ رات کے پرسکون ماحول اور آرام میں کسی آدمی کے لئے نرم بستر، آرام دہ لحاف اور محبوب بیوی کا قرب ہی سب سے زیادہ پسندیدہ اور پیاری چیزیں ہوتی ہیں مگر اس کے باوجود وہ آدمی اپنے رب کی عبادت اور اس کی جزاء وانعام کے شوق میں ان سب چیزوں کو چھوڑ دیتا ہے اور پروردگار کے حضور اپنی بندگی وعبودیت کا نذرانہ پیش کرنے لگتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ دنیا کی تمام پسندیدہ چیزیں دنیا میں تو قلب ودماغ کے سکون اور انسانی عیش ومسرت کا سامان بن سکتی ہیں مگر نہ تو یہ قبر میں نفع پہنچائیں گی

اور نہ حشر میں کامیابی وسرخروئی کی ضامن ہوں گی۔ قبر اور حشر میں تو صرف پروردگار کی اطاعت اور اس کی عبادت ہی کام آئے گی اور وہی سعادت وکامیابی کی منزل سے ہم کنار کریں گی۔

اس حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ اللہ جل شانہ کے واسطے عبادت کرنا اور اس پر ثواب کی امید رکھنا اخلاص اور کمال کے منافی نہیں ہے اگرچہ یہ اکمل درجے کے منافی ہے کیونکہ عبادت کے سلسلے میں اکمل درجہ یہی ہے کہ عبادت محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کی رضا کے لئے کی جائے اور اس سے کوئی غرض مثلاً ثواب کا حصول یا عذاب کا خوف وابستہ نہ ہو لیکن ہاں کوئی آدمی اگر عبادت محض ثواب کے واسطے یا عذاب کے خوف سے کرتا ہے تو اسے یہ نہ جان لینا چاہیے کہ اس کی یہ عبادت، عبادت نہیں صرف تضیع اوقات ہے۔

1318 - حَدَّثَنَا اَبُو تَوْبَةَ، عَنْ اِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ اَبِيهِ، عَنْ اَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا اَلْفَاهُ السَّحَرُ عِنْدِي اِلَّا نَائِمًا. تَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ﷺ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے انہیں اپنے ہاں سحری کے وقت ہمیشہ سوتے ہوئے پایا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مراد نبی اکرم ﷺ تھے۔

1319 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا، عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الدُّؤَلِيِّ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ، ابْنِ اَخِي حُذَيْفَةَ، عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا حَزَبَهُ اَمْرٌ، صَلَّى

ﷺ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کو جب بھی کوئی مشکل درپیش ہوتی تھی' تو آپ ﷺ نماز ادا کرتے تھے۔

نبی کریم ﷺ سے جنت مانگنے کا بیان

1320 - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، حَدَّثَنَا الْهِقْلُ بْنُ زِيَادٍ السَّكْسَكِيُّ، حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِي كَثِيرٍ، عَنْ اَبِي سَلَمَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَبِيعَةَ بْنَ كَعْبٍ الْاَسْلَمِيَّ، يَقُولُ: كُنْتُ اَبِيتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آتِيهِ بِوَضُوئِهِ وَبِحَاجَتِهِ، فَقَالَ: سَلْنِي، فَقُلْتُ: مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ، قَالَ: اَوَغَيْرَ ذٰلِكَ؟ قُلْتُ: هُوَ ذَاكَ، قَالَ: فَاَعِنِّي عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ

ﷺ حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ رات بسر کی میں آپ ﷺ کے لیے وضو اور قضائے حاجت کا پانی لے کر آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: مجھ سے کچھ مانگو۔ میں نے عرض کی: میں جنت میں آپ ﷺ کا ساتھ مانگتا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا اس کے علاوہ کچھ اور بھی (مانگنا چاہتے ہو؟) میں نے عرض کی: یہی کافی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر بکثرت سجود کے ذریعے اپنی ذات کے بارے میں میری مدد کرو۔

1321 - حَدَّثَنَا اَبُو كَامِلٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ،

فِي هَذِهِ الْآيَةِ {تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ} (السجدة: ۱۶) قَالَ: كَانُوا يَتَيَقَّظُونَ مَا بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ يُصَلُّونَ. وَكَانَ الْحَسَنُ يَقُولُ: قِيَامُ اللَّيْلِ

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اس آیت کے بارے میں بیان کرتے ہیں: (ارشاد باری تعالیٰ ہے)

"ان کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں اور وہ خوف اور امید کے عالم میں اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہیں اور جو رزق ہم نے انہیں عطا کیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں"۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: صحابہ کرام مغرب اور عشاء کے درمیان بیدار ہو کر نماز ادا کرتے تھے۔

راوی بیان کرتے ہیں: حسن بصری یہ کہتے ہیں: اس سے مراد رات کے نوافل ہیں۔

1322 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ، فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: {كَانُوا قَلِيلًا مِنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ} (الذاريات: 17)، قَالَ: كَانُوا يُصَلُّونَ فِيمَا بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ. زَادَ فِي حَدِيثِ يَحْيَى: وَكَذَلِكَ تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں نقل کرتے ہیں: (ارشاد باری تعالیٰ ہے)

"وہ لوگ رات کے وقت بہت کم سوتے ہیں"۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: وہ لوگ مغرب اور عشاء کے درمیان نماز ادا کیا کرتے تھے۔

یحییٰ نامی راوی کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں: اسی طرح اس آیت (سے بھی یہی مراد ہے)

"ان کے پہلو الگ ہوتے ہیں"۔

بَابُ افْتِتَاحِ صَلَاةِ اللَّيْلِ بِرَكْعَتَيْنِ

باب: رات کے نوافل کے آغاز میں دو رکعت ادا کرنا

1323 - حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ أَبُو تَوْبَةَ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَيَّانَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ، فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ،

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"جب کوئی شخص رات کے وقت بیدار ہو تو اسے پہلے دو مختصر رکعت ادا کرنی چاہئیں"۔

نماز میں سکون ہونے کا بیان

حضرت سالم بن ابی الجعد فرماتے ہیں کہ (ایک دن) قبیلہ خزاعہ کا ایک آدمی کہنے لگا کہ "کاش میں نماز پڑھتا اور راحت پاتا

"جب لوگوں نے اس کے اس کہنے کو برا سمجھا تو اس نے کہا کہ" میں نے سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے) فرمایا کہ بلال! نماز کے لئے تکبیر کہوتا کہ ہم اس کے ذریعے راحت حاصل کریں۔

(ابوداؤد، مشکوۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 1228)

نماز کی تاثیر انسانی راحت و اطمینان اور قلبی سکون ہے جو آدمی خلوص قلب کے ساتھ نماز پڑھتا ہے اسے ایک عجیب قسم کی راحت ملتی ہے اور اس کے دل و دماغ میں سکون و اطمینان کے خزانے بھر جاتے ہیں چنانچہ قبیلہ خزاعہ کے مذکورہ آدمی کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ میں چاہتا ہوں کہ نماز پڑھوں اور پھر اپنے پروردگار کی عبادت، اس کی مناجات اور حمد اور اس کے کلام پاک کے پڑھنے کی لذت سے راحت و سکون حاصل کروں۔ لوگوں نے اس کے کہنے کو جو برا سمجھا تو ایک وجہ تھی وہ یہ کہ اس کے قول کے دو معنی محتمل تھے اول تو یہ کہ" نماز کے ذریعے راحت پاؤں" دوسرے یہ کہ" نماز سے راحت پاؤں" یعنی نماز پڑھ کر آرام سے بیٹھ جاؤں۔ اس کی مراد تو اول معنی تھے لیکن لوگوں نے دوسرے معنی مراد لئے جو انہیں پسند نہیں تھے اس لئے اس نے لوگوں کی غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے اور مراد کو واضح کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال سے فرمایا تھا نقل کیا کہ" اے بلال تکبیر (اقامت) کہوتا کہ ہم اس کے ذریعے راحت حاصل کریں" کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تو بس اللہ کی عبادت ہی میں راحت تھی اور نماز میں مشغول رہنا ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے آرام و سکون کا سب سے بڑا ذریعہ تھا۔ نماز ہی کے اندر اپنے پروردگار کی بڑائی اور اپنے خالق کی مناجات و حمد بیان کی جاتی ہے کہ ایک کامل و اکمل بندے کا اپنے پروردگار کی مناجات میں مشغول رہنا ہی اس کے لئے سب سے بڑی راحت ہے اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلٰوةِ" مجھے تو نماز (ہی) میں راحت ملتی ہے۔

1324 - حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ يَعْنِي ابْنَ خَالِدٍ، عَنْ رَبَاحِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ اَيُّوْبَ، عَنِ ابْنِ سِيرِيْنَ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: اِذَا بِمَعْنَاهُ زَادَ، ثُمَّ لِيُطَوِّلْ بَعْدُ مَا شَاءَ.

قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ: رَوَى هٰذَا الْحَدِيْثَ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، وَزُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، وَجَمَاعَةٌ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ، اَوْقَفُوْهُ عَلَى اَبِيْ هُرَيْرَةَ، وَكَذٰلِكَ رَوَاهُ اَيُّوْبُ، وَابْنُ عَوْنٍ، اَوْقَفُوْهُ عَلَى اَبِيْ هُرَيْرَةَ، وَرَوَاهُ ابْنُ عَوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ، قَالَ: فِيْهِمَا تَجَوُّزٌ

⊛⊛ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: "حسب" اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے تاہم اس میں یہ الفاظ زائد ہیں۔

"پھر وہ جتنی چاہے طویل نماز ادا کرے"۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ روایت حماد بن سلمہ، زہیر بن معاویہ اور ایک جماعت نے ہشام کے حوالے سے نقل کی ہے ان لوگوں نے اسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پر موقوف روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

اسی طرح ایوب اور ابن عون نے اسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پر موقوف روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

ابن عون نے محمد بن سیرین کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے جس میں یہ الفاظ ہیں: "ان دونوں کو مختصر رکھو"۔

1325 - حَدَّثَنَا ابْنُ حَنْبَلٍ يَعْنِي أَحْمَدَ، حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ عَلِيٍّ الْأَزْدِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُبْشِيٍّ الْخَثْعَمِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ: أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: طُولُ الْقِيَامِ

❁❁ حضرت عبداللہ بن حبشی خثعمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا گیا: کون سا عمل زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: طویل قیام کرنا۔

بَابُ صَلَاةِ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى

باب: رات کی نماز کو دو دو کر کے پڑھنا

1326 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى، فَإِذَا خَشِيَ أَحَدُكُمُ الصُّبْحَ، صَلَّى رَكْعَةً وَاحِدَةً، تُوتِرُ لَهُ مَا قَدْ صَلَّى

❁❁ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے رات کے نوافل کے بارے میں دریافت کیا' تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: رات کی نماز دو دو کر کے ادا کی جائے گی جب کسی شخص کو صبح صادق (قریب ہونے) کا اندیشہ ہو تو وہ ایک رکعت ادا کرلے یہ اس کی اُس نماز کو وتر کردے گی جو اس نے پہلے ادا کی ہے۔

بَابٌ فِي رَفْعِ الصَّوْتِ بِالْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ

باب: رات کی نماز میں بلند آواز میں قرأت کرنا

1327 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْوَرْكَانِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو، مَوْلَى الْمُطَّلِبِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَدْرِ مَا يَسْمَعُهُ مَنْ فِي الْحُجْرَةِ، وَهُوَ فِي الْبَيْتِ

❁❁ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی قرأت (اتنی بلند) ہوتی تھی کہ جو شخص گھر کے بیرونی

1325- اسناده قوی، ولكن الصحيح في لفظه ما سنورده من روايتي احمد والنسائي ان شاء الله. علي الازدي- وهو علي بن عبد الله البارقي- اخرج له مسلم حديثاً واحداً، وقال ابن عدي: لا باس به، وباقي رجاله ثقات، وقد قوى الحافظ اسناده في ترجمة عبد الله بن حبشي من "الاصابة." حَجّاج: هو ابن محمد الاعور، وابن جريج: هو عبد الملك ابن عبد العزيز. واخرجه مطولاً النسائي في "الكبرى" (2317) عن عبد الوهاب بن الحكم الوراق، عن حجاج بن محمد، بهذا الاسناد. الا انه قال فيه: ان النبي - صلى الله عليه وسلم - سئل: اي الاعمال افضل؟ قال: "ايمان لا شك فيه، وجهاد لا غلول فيه، وحجة مبرورة"، قيل: فاي الصلاة افضل؟ قال: "طول القنوت." وهو كذلك في "مسند احمد" (15401)، فالظاهر ان ابا داود اختصره، فوقع خلل في اختصاره. والله تعالى اعلم. وقد رواه كذلك بهذا اللفظ الذي رواه عبد الوهاب بن الحكم واحمد في "مسنده": هارون بن عبد الله الحمال عند النسائي في "المجتبى" (4986). واخرج مسلم (756) و (165)

کمرے (یعنی بیٹھک) میں بیٹھا ہوتا تھا وہ اسے سن سکتا تھا حالانکہ نبی اکرم ﷺ اس وقت گھر کے اندرونی حصے میں ہوتے تھے۔

1328 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارِ بْنِ الرَّيَّانِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ زَائِدَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ اَبِيْ خَالِدِ الْوَالِبِيِّ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، اَنَّهُ قَالَ: كَانَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ يَرْفَعُ طَوْرًا، وَيَخْفِضُ طَوْرًا.

قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ: اَبُوْ خَالِدٍ الْوَالِبِيُّ اسْمُهُ هُرْمُزُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رات کے وقت نبی اکرم ﷺ بعض اوقات بلند آواز میں تلاوت کرتے تھے اور بعض اوقات پست آواز میں تلاوت کرتے تھے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) ابوخالد والبی نامی راوی کا نام ہرمز ہے۔

بلند اور آہستہ آواز میں قرأت قرآن کا بیان

1329 - حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ح وحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ، حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ اِسْحَاقَ، اَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَبَاحٍ، عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ لَيْلَةً، فَاِذَا هُوَ بِاَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُصَلِّيْ يَخْفِضُ مِنْ صَوْتِهِ، قَالَ: وَمَرَّ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَهُوَ يُصَلِّيْ رَافِعًا صَوْتَهُ، قَالَ: فَلَمَّا اجْتَمَعَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَا اَبَا بَكْرٍ، مَرَرْتُ بِكَ وَاَنْتَ تُصَلِّيْ تَخْفِضُ صَوْتَكَ. قَالَ: قَدْ اَسْمَعْتُ مَنْ نَاجَيْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ. قَالَ: وَقَالَ لِعُمَرَ: مَرَرْتُ بِكَ، وَاَنْتَ تُصَلِّيْ رَافِعًا صَوْتَكَ. قَالَ: فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، اُوْقِظُ الْوَسْنَانَ، وَاَطْرُدُ الشَّيْطَانَ - زَادَ الْحَسَنُ فِيْ حَدِيْثِهِ: - فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا اَبَا بَكْرٍ ارْفَعْ مِنْ صَوْتِكَ شَيْئًا، وَقَالَ لِعُمَرَ: اخْفِضْ مِنْ صَوْتِكَ شَيْئًا

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ رات کے وقت نکلے آپ ﷺ کا گزر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس سے ہوا جو نماز ادا کر رہے تھے اور پست آواز میں تلاوت کر رہے تھے۔ راوی بیان کرتے ہیں: پھر نبی اکرم ﷺ کا گزر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس سے ہوا جو نماز ادا کر رہے تھے اور بلند آواز میں تلاوت کر رہے تھے۔ راوی بیان کرتے ہیں: جب یہ دونوں حضرات نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! میں تمہارے پاس سے گزرا تھا تم اس وقت نماز ادا کر رہے تھے اور پست آواز میں تلاوت کر رہے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! میں اس ذات کو سنا رہا تھا' جس کے ساتھ میں سرگوشی میں بات کر رہا تھا۔ راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میں تمہارے پاس سے بھی گزرا تھا تم نماز ادا کر رہے تھے اور بلند آواز میں تلاوت کر رہے تھے انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں سوئے ہوئے شخص کو جگانا چاہتا تھا' اور شیطان کو بھگانا چاہتا تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! تم اپنی آواز کو تھوڑا بلند رکھو۔ ... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم اپنی آواز کو کچھ پست رکھو۔

1330 - حَدَّثَنَا أَبُو حُصَيْنِ بْنُ يَحْيَى الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ لَمْ يَذْكُرْ. فَقَالَ لِأَبِي بَكْرٍ ارْفَعْ مِنْ صَوْتِكَ شَيْئًا وَلِعُمَرَ اخْفِضْ شَيْئًا. زَادَ وَقَدْ سَمِعْتُكَ يَا بِلَالُ وَأَنْتَ تَقْرَأُ مِنْ هَذِهِ السُّورَةِ وَمِنْ هَذِهِ السُّورَةِ قَالَ كَلَامٌ طَيِّبٌ يَجْمَعُ اللّٰهُ تَعَالَى بَعْضَهُ إِلَى بَعْضٍ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّكُمْ قَدْ أَصَابَ.

یہی روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی واقعہ منقول ہے تاہم اس میں یہ ذکر نہیں کیا۔
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم کچھ بلند کرو اور نہ ہی یہ ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تم کچھ پست رکھو''۔

اس میں یہ الفاظ زائد ہیں۔
''اے بلال! میں نے تمہیں سنا تم نے اس سورت میں کچھ حصہ تلاوت کیا اور اس سورت میں سے بھی کچھ حصہ تلاوت کیا'' تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یہ ایک عمدہ کلام ہے اس کے ایک حصے کو اللہ تعالیٰ نے دوسرے کے ساتھ جمع کر دیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم سب نے ٹھیک کیا ہے۔

بلند آواز میں قرأت کرنے کی فضیلت کا بیان

1331 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا. أَنَّ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَقَرَأَ. فَرَفَعَ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ. فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. يَرْحَمُ اللّٰهُ فُلَانًا كَأَيٍّ مِنْ آيَةٍ أَذْكَرَنِيهَا اللَّيْلَةَ. كُنْتُ قَدْ أَسْقَطْتُهَا.
قَالَ أَبُو دَاوُدَ رَوَاهُ هَارُونُ النَّحْوِيُّ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ. فِي سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ فِي الْحُرُوفِ. وَكَأَيِّنْ مِنْ نَبِيٍّ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک شخص رات کے وقت کھڑا ہوا اس نے قرأت کرنا شروع کی اس نے بلند آواز میں قرآن کی تلاوت کی جب صبح ہوئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ فلاں شخص پر رحم کرے اس نے گزشتہ رات مجھے کتنی ہی ایسی آیات یاد کروا دیں جنہیں میں بھولتا جا رہا تھا۔
(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) ہارون نے یہ روایت حماد بن سلمہ کے حوالے سے نقل کی ہے' جو سورۂ آل عمران کے کچھ حروف کے بارے میں ہے۔
''وَكَأَيِّنْ مِنْ نَبِيٍّ''

1332 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: اعْتَكَفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ، فَسَمِعَهُمْ يَجْهَرُونَ بِالْقِرَاءَةِ، فَكَشَفَ السِّتْرَ، وَقَالَ: أَلَا إِنَّ كُلَّكُمْ مُنَاجٍ رَبَّهُ، فَلَا يُؤْذِيَنَّ بَعْضُكُمْ بَعْضًا، وَلَا يَرْفَعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ فِي الْقِرَاءَةِ، أَوْ قَالَ: فِي الصَّلَاةِ

⊙⊙ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں اعتکاف کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بلند آواز میں تلاوت کرتے ہوئے سنا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ ہٹایا اور ارشاد فرمایا: خبردار تم میں سے ہر شخص اپنے پروردگار کی بارگاہ میں مناجات کررہا ہوتا ہے' تو کوئی شخص دوسرے کو ایذاء نہ پہنچائے اور قرأت کرتے ہوئے کوئی شخص دوسرے سے اپنی آواز کو بلند نہ کرے۔

(راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) ''نماز کے دوران''

1333 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ بَحِيرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْجَاهِرُ بِالْقُرْآنِ، كَالْجَاهِرِ بِالصَّدَقَةِ، وَالْمُسِرُّ بِالْقُرْآنِ، كَالْمُسِرِّ بِالصَّدَقَةِ

⊙⊙ حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''بلند آواز میں قرآن کی تلاوت کرنے والا ظاہری طور پر صدقہ کرنے والے کی مانند ہے اور پست آواز میں تلاوت کرنے والا پوشیدہ طور پر صدقہ کرنے والے کی مانند ہے''۔

نماز میں قرأت کی فرضیت رکعات سے متعلق فقہی مذاہب

نماز میں قرأت یعنی قرآن کریم پڑھنا تمام علماء کے نزدیک متفقہ طور پر فرض ہے البتہ اس میں اختلاف ہے کہ کتنی رکعتوں میں پڑھنا فرض ہے؟ چنانچہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پوری نماز میں قرأت فرض ہے۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں للاکثر حکم الکل (اکثر کل کے حکم میں ہے) کے کلیہ کے مطابق تین رکعت میں فرض ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مسلک کے مطابق دو رکعتوں میں قرأت فرض ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک قول مشہور ہے کے مطابق امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مسلک کے موافق ہے۔ حضرت حسن بصری اور حضرت زفر رحمہما اللہ علیہما کے نزدیک صرف ایک رکعت میں قرأت فرض ہے۔

نماز کی رکعات میں قرأت میں فقہی اختلاف کا بیان

علامہ ابن محمود البابرتی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ نماز میں کتنی رکعات میں قرأت کی جائے یہ مسئلہ مخمسہ یعنی اس کے بارے پانچ مؤقف ہیں:

(۱) احناف کے نزدیک پہلی دو رکعات میں قرأت فرض ہے۔ (۲) امام شافعی کے نزدیک تمام رکعات میں قرأت ہے (۳) امام مالک علیہ الرحمہ کے نزدیک تین رکعات میں قرأت ہے (۴) امام حسن بصری کے نزدیک صرف ایک رکعت میں قرأت ہے (۵) امام ابوبکر اصم کے نزدیک تمام اذکار کی طرح ساری نماز میں قرأت سنت ہے۔

ابوبکر اصم کا قول فاسد ہے کیونکہ تمام اذکار سنت طریقے پر مشروع ہیں اور ان میں ہر حال میں اخفاء واجب ہے۔ جبکہ قرأت کی اکثر نمازوں میں جہر واجب ہے۔ کیونکہ اگر یہ سنت ہوتی تو اس میں اخفاء ہوتا۔ جبکہ یہ نص واجماع کے خلاف ہے۔

امام حسن بصری علیہ الرحمہ کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان "فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ" اور امر تکرار کا تقاضہ نہیں کرتا۔ جس طرح رکوع وسجود میں تکرار نہیں ہوتا۔ لہٰذا قرأت صرف ایک رکعت میں واجب ہوگی۔

امام مالک علیہ الرحمہ کی دلیل یہ ہے کہ قرأت تمام رکعات میں واجب ہے کیونکہ حدیث "قرأت کے بغیر نماز نہیں" لہٰذا اکثر کو کل کے قائم مقام کیا۔ تا کہ آسانی پیش نظر رہے۔

امام شافعی علیہ الرحمہ کی دلیل یہ حدیث ہے کہ ہر رکعت نماز ہے۔ اور جس نے ایک رکعت کسی کے پیچھے پڑھی تو وہ حانث ہو جائے گا۔

ہماری دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان "فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ" بے شک امر بالفعل تکرار تقاضہ نہیں کرتا۔ جسے اصول کی کتب میں سمجھ چکے ہو۔ اور جو تم نے خبر واحد ذکر کی ہے وہ نہ تو نص قرآن کے معارض آسکتی ہے اور نہ اس سے نص پر زیادتی کی جائے گی۔ لہٰذا ہم نے پہلی سے استدلال کرتے ہوئے دوسری رکعت کی قرأت کو واجب کر لیا۔ کیونکہ اس کی دلالت اسی کے وجہ سے ہے۔ کیونکہ ان دونوں (پہلی، دوسری) کی شکل ایک ہی ہے۔

اگر کسی نے کہا کہ پہلی رکعت تو ثناء، تعوذ اور بسملہ کی وجہ سے دوسری سے الگ ہوگئی تو ہم اسے تسلیم نہیں کرتے کیونکہ یہ (ثناء، تعوذ، بسملہ) امر زائد ہے۔ ارکان میں ان کا کوئی اعتبار نہیں۔ (عنایہ شرح الہدایہ، ج ۲، ص ۲۰۵، بیروت)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور دو سورتیں (یعنی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور ایک سورۃ) پڑھتے تھے اور بعد کی دونوں رکعتوں میں صرف سورہ فاتحہ پڑھتے تھے اور کبھی کبھی ہمیں (بھی) آیت سنا دیا کرتے تھے اور دوسری رکعت کی بہ نسبت پہلی رکعت کو زیادہ طویل کرتے تھے اسی طرح عصر اور فجر کی نماز میں بھی کرتے تھے۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

آخری رکعتوں میں قرأت کے بارے میں فقہی مذاہب اربعہ کا بیان

حدیث کے ان الفاظ سے (وحزرنا قيامه في الاخرين) (ظہر) کی آخری دو رکعتوں میں اس سے نصف کا ہم نے اندازہ کیا ہے۔ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی آخری دونوں رکعتوں میں بھی سورہ فاتحہ کے ساتھ کوئی دوسری سورت جو پہلی دونوں رکعتوں کی سورتوں سے مختصر ہوتی تھی پڑھتے تھے چنانچہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک قول جدید کے مطابق یہی ہے

لیکن ان کے ہاں فتوے ان کے قول قدیم پر ہے جو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کے مطابق ہے کہ آخری دونوں رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے ساتھ کوئی دوسری سورت پڑھنا ضروری نہیں ہے۔

لہٰذا اس حدیث کی تاویل یہ ہوگی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فعل سنت پر محمول نہیں بلکہ بیان جواز پر محمول ہے یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری دونوں رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے ساتھ کبھی کبھی کوئی اور سورہ بھی ملا کر قرأت کرتے تھے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اس طرح پڑھنا بھی جائز ہے لیکن اتنی بات جان لینی چاہئے کہ تمام ائمہ اس بات پر متفق ہیں کہ آخری دونوں رکعتوں میں صرف سورہ فاتحہ پڑھنا ہی سنت ہے بلکہ احناف کا کہنا تو یہ کہ اگر کوئی آدمی سورہ فاتحہ بھی نہ پڑھے بلکہ صرف تسبیح (یعنی سبحان اللہ وغیرہ کہہ لے تو بھی جائز ہے لیکن قرأت افضل ہے، امام نخعی، امام ثوری اور کوفہ کے تمام علماء کرام کا قول بھی یہی ہے۔

محیط میں یہ لکھا کہ اگر کوئی آدمی آخری دونوں رکعتوں میں سورہ فاتحہ پڑھنے کے بجائے قصداً سکوت اختیار کرے تو یہ خلاف سنت ہونے کی وجہ سے ایک غلط فعل ہوگا۔ حسن بن زیاد نے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ آخری دونوں رکعتوں میں قرأت کرنا واجب ہے۔ ابن شیبہ نے حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کا یہ قول نقل کیا ہے کہ پہلی دونوں رکعتوں میں قراءت کرو اور آخری دونوں رکعتوں میں تسبیح پر اکتفاء کرو اور یہ بھی کہا ہے کہ اگر کوئی آدمی آخری دونوں رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے ساتھ کوئی اور سورۃ بھی پڑھ لے تو سجدہ سہو واجب نہیں ہوگا اور یہی صحیح بھی ہے کیونکہ آخری دونوں رکعتوں میں سورہ فاتحہ کا پڑھنا سنت ہے اور کسی دوسری سورت کا ترک کرنا واجب نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ سجدہ سہو کسی واجب کو چھوڑ دینے یا واجب پر عمل نہ کرنے ہی کی وجہ سے ضروری ہوتا ہے۔

حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں اولیٰ اور صحیح یہ ہے کہ آخری دونوں رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے ساتھ کسی دوسری سورۃ کا پڑھنا مکروہ نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری دونوں رکعتوں میں کبھی کبھی سورہ فاتحہ کے علاوہ اور کوئی سورۃ یا کچھ آیتیں بھی پڑھ لیا کرتے تھے لیکن سورہ فاتحہ کے ساتھ کسی دوسری سورۃ کا نہ پڑھنا ہی مستحب ہے۔

بَابٌ فِيْ صَلَاةِ اللَّيْلِ

باب: رات کی (نفل) نماز

1334 - حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ، عَنْ حَنْظَلَةَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ عَشْرَ رَكَعَاتٍ، وَيُوْتِرُ بِسَجْدَةٍ، وَيَسْجُدُ سَجْدَتَيِ الْفَجْرِ، فَذٰلِكَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً

٭٭ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت دس رکعت ادا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رکعت وتر ادا کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی دو رکعت سنت ادا کرتے تھے' تو یہ کل تیرہ 13 رکعت ہو جاتی ہیں۔

شرح

اور دن کے نوافل خواہ وہ ایک سلام کے ساتھ دو رکعتیں پڑھے۔ اور اگر چاہے تو چار پڑھے۔ اور اس سے زیادہ مکروہ ہے۔ بہرحال رات کو نوافل امام اعظم کے نزدیک ایک سلام کے ساتھ آٹھ رکعتیں پڑھے تب بھی جائز ہے۔ اور اس پر زیادتی کرنا مکروہ ہے اور صاحبین نے فرمایا: کہ رات کے نوافل ایک سلام کے ساتھ دو رکعات سے زیادہ نہ کرے۔ جبکہ جامع صغیر میں امام محمد علیہ الرحمہ آٹھ رکعتیں نوافل کا ذکر نہیں کیا۔ اور ان کی کراہت کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس پر زیادتی نہیں کی۔ اگر کراہت نہ ہوتی تو نبی کریم ﷺ جواز کی تعلیم کے طور زیادہ کرتے۔ لہٰذا صاحبین کے نزدیک رات کے نوافل دو، دو، رکعتیں پڑھنا افضل ہے۔ اور امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک شب و روز دونوں کے نوافل میں دو، دو رکعتیں ہیں۔ اور امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک دونوں میں چار، چار رکعتیں ہیں۔

امام شافعی علیہ الرحمہ کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے۔ شب و روز کی نماز دو، دو رکعتیں ہیں۔ جبکہ صاحبین نے اس کو تراویح پر قیاس کیا ہے۔ اور امام اعظم رضی اللہ عنہ کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ عشاء کی نماز کے بعد چار رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ یہ روایت حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمائی ہے۔ اور آپ ﷺ نے چاشت میں چار رکعتوں پر دوام فرمایا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ تحریمہ کے اعتبار سے دوام ہے۔ اس لئے کہ مشقت بھی زیادہ ہو اور فضیلت بھی زیادہ ہو۔ لہٰذا اگر کسی نے نذر مانی کہ وہ ایک سلام کے ساتھ چار رکعتیں پڑھے گا۔ تو دو سلاموں کے ساتھ چار رکعتیں پڑھ کر اس نذر سے نہیں نکل سکتا۔ جبکہ اس کے برعکس وہ نکل جائے گا۔ اور تراویح کی جماعت کے ساتھ ادا ہونے کی وجہ سے اس میں سہولت کا لحاظ کیا گیا ہے۔ اور امام شافعی علیہ الرحمہ کی روایت کردہ حدیث کا معنی ''جوڑا'' ہے طاق نہیں ہے۔ اللہ ہی سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔ (ہدایہ اولین، کتاب صلوٰۃ، لاہور)

دن اور رات میں نوافل کی تعداد رکعات میں فقہی تصریحات

امام ترمذی علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں: عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم قال صلاة الليل والنهار مثنى مثنى قال أبو عيسى اختلف أصحاب شعبة في حديث ابن عمر فرفعه بعضهم وأوقفه بعضهم وروى عن عبد الله العمري عن نافع عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم نحو هذا والصحيح ما روى عن ابن عمر أن النبي صلى الله عليه وسلم قال صلاة الليل مثنى مثنى وروى الثقات عن عبد الله بن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم ولم يذكروا فيه صلاة النهار وقد روى عن عبيد الله عن نافع عن ابن عمر أنه كان يصلي بالليل مثنى مثنى وبالنهار أربعا وقد اختلف أهل العلم في ذلك فرأى بعضهم أن صلاة الليل والنهار مثنى مثنى وهو قول الشافعي وأحمد وقال بعضهم صلاة الليل مثنى مثنى و (رأوا) صلاة التطوع بالنهار أربعا مثل الأربع قبل الظهر وغيرها من صلاة التطوع وهو قول سفيان الثوري وابن المبارك وإسحق صحيح۔

(جامع ترمذی۔ ج ۱، باب ما جاء أن صلاة الليل والنهار مثنى مثنى)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دن اور رات کی نماز دو، دو (رکعتیں) ہے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ اصحاب شعبہ نے حدیث ابن عمر کے بارے میں اختلاف کیا ہے بعض نے کہا ہے یہ مرفوع ہے اور بعض نے اسے موقوف کہا ہے۔ جبکہ عبداللہ عمری نے نافع سے اور انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اسی طرح حدیث بیان کی ہے۔

جبکہ صحیح روایت وہ ہے جو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے رات کی نماز کو دو، دو (رکعتیں) کہا ہے اور جو ثقات نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے اس میں صلوٰۃ النہار کا ذکر نہیں ہے۔

اور جو روایت عبیداللہ نے نافع سے اور انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے اس میں یہ ہے کہ آپ رات کو دو، دو اور دن کو چار رکعات پڑھتے تھے۔

تحقیق اہل علم نے اس میں اختلاف کیا ہے ان میں بعض نے کہا کہ دن رات کی نماز دو، دو رکعتیں ہیں۔ یہی قول امام شافعی اور امام احمد کا ہے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ رات کی نماز دو، دو رکعتیں ہے۔ (جیسا کہ صاحبین کا موقف ہے) اور ان کے سوا نے کہا ہے کہ دن کے نوافل ظہر کی چار سنتوں کی طرح چار رکعات ہیں۔ (جیسا کہ امام اعظم علیہ الرحمہ کا موقف ہے)۔ اور اس کے علاوہ سفیان ثوری، ابن مبارک اور اسحاق نے کہا ہے نفلی نماز جائز ہے۔ (جامع ترمذی)

رات کے وقت گیارہ رکعت ادا کرنے کا بیان

1335 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُوْتِرُ مِنْهَا بِوَاحِدَةٍ، فَاِذَا فَرَغَ مِنْهَا، اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ

⊛⊛ نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ رات کے وقت گیارہ رکعت ادا کرتے تھے جن میں سے ایک رکعت وتر ہوتی تھی۔ جب آپ ﷺ ان سے فارغ ہو جاتے تھے تو دائیں پہلو کے بل لیٹ جاتے تھے۔

1336 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ، وَنَصْرُ بْنُ عَاصِمٍ، وَهٰذَا لَفْظُهُ، قَالَا: حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ، حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ، وَقَالَ نَصْرٌ: عَنِ ابْنِ اَبِيْ ذِئْبٍ، وَالْاَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِيْمَا بَيْنَ اَنْ يَفْرُغَ مِنْ صَلَاةِ

1335- اسناده صحيح. الا ان الاضطجاع بعد الوتر منه شاذ، كما اوضحه الدارقطني في "الاحاديث التي خولف فيها مالك" الحديث (17)، حيث خالف مالكاً فيه عقيل ويونس وشعيب بن ابي حمزة، وابن ابي ذئب والاوزاعي وغيرهم، فذكروا الاضطجاع بعد ركعتي الفجر، يعني سنة الفجر، وقبل الاقامة. وليس بعد الوتر. ونبه عليه ايضاً قبل الدارقطني الذهلي كما نقله عنه ابن عبد البر في "التمهيد" 1218/ ومسلم في "التمييز"، وغيرهم. القعنبي: هو عبدالله بن مسلمة، وابن شهاب: هو الزهري. وهو عند مالك في "الموطا" 1201/، ومن طريقه اخرجه مسلم (736)، والترمذي (442) و (443)، والنسائي في "الكبرى" (417) و (445) و (1422). وهو في "مسند احمد" (24070)، و"صحيح ابن حبان" (2427). ورواية ابن حبان مختصرة بالوتر بواحدة. واخرجه البخاري (626) و (994) و (1123) و (6310)، ومسلم (736).

الْعِشَاءِ إِلَى أَنْ يَنْصَدِعَ الْفَجْرُ، إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُسَلِّمُ مِنْ كُلِّ ثِنْتَيْنِ، وَيُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ، وَيَمْكُثُ فِي سُجُودِهِ قَدْرَ مَا يَقْرَأُ أَحَدُكُمْ خَمْسِينَ آيَةً قَبْلَ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ، فَإِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ بِالْأُولَى مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ، قَامَ، فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ، ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ، حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ.

❁❁ سیدہ عائشہ صدیقہ ﷞ بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ عشاء کی نماز سے فارغ ہونے سے لے کر صبح صادق ہونے کے درمیان میں گیارہ رکعت ادا کرتے تھے آپ ﷺ ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے تھے اور ایک رکعت وتر ادا کرتے تھے آپ ﷺ (اس نماز کے دوران) سجدے میں اتنی دیر ٹھہرے رہتے تھے جتنی دیر میں کوئی شخص پچاس آیات کی تلاوت کرتا ہے جب مؤذن فجر کی پہلی اذان دے کر خاموش ہوتا تھا تو نبی اکرم ﷺ اٹھ کر دو مختصر رکعت (یعنی فجر کی دو سنتیں) ادا کر لیتے پھر آپ ﷺ دائیں پہلو کے بل لیٹ جاتے تھے یہاں تک کہ مؤذن آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جاتا تھا (اور آپ ﷺ کو نماز کے لیے بلا کر لے جاتا تھا)

1337 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، وَعَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، وَيُونُسُ بْنُ يَزِيدَ، أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ، أَخْبَرَهُمْ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ، قَالَ: وَيُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ، وَيَسْجُدُ سَجْدَةً قَدْرَ مَا يَقْرَأُ أَحَدُكُمْ خَمْسِينَ آيَةً قَبْلَ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ، فَإِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَتَبَيَّنَ لَهُ الْفَجْرُ وَسَاقَ مَعْنَاهُ، قَالَ: وَبَعْضُهُمْ يَزِيدُ عَلَى بَعْضٍ

❁❁ یہی روایت ایک سند کے ہمراہ منقول ہے تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں:

"نبی اکرم ﷺ ایک رکعت وتر ادا کرتے تھے آپ ﷺ اس میں اتنا سجدہ کرتے تھے جتنی دیر میں کوئی شخص پچاس آیات کی تلاوت کرتا ہے جب مؤذن فجر کی اذان دے کر خاموش ہوتا تھا اور صبح صادق ہو جاتی تھی"۔

اس کے بعد راوی نے حسب سابق حدیث نقل کی ہے جس میں بعض راویوں نے بعض کے مقابلے میں کچھ الفاظ زائد نقل کئے ہیں:

1338 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُوتِرُ مِنْهَا بِخَمْسٍ، لَا يَجْلِسُ فِي شَيْءٍ مِنَ الْخَمْسِ، حَتَّى يَجْلِسَ فِي الْآخِرَةِ، فَيُسَلِّمُ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ هِشَامٍ نَحْوَهُ

❁❁ سیدہ عائشہ صدیقہ ﷞ بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ رات کے وقت تیرہ رکعت ادا کرتے تھے جن میں سے پانچ رکعت وتر ہوتے تھے آپ ﷺ ان پانچ رکعت کے درمیان تشہد نہیں پڑھتے تھے بلکہ صرف آخر میں بیٹھتے تھے اور پھر سلام پھیر دیتے تھے۔

(امام ابوداؤد ﷫ فرماتے ہیں:) ابن نمیر نے یہ روایت ہشام کے حوالے سے اس کی مانند نقل کی ہے۔

1339 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً، ثُمَّ يُصَلِّي إِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ بِالصُّبْحِ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت تیرہ رکعت ادا کرتے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی اذان سنتے تھے' تو دو مختصر رکعت (یعنی فجر کی دو سنتیں) ادا کرتے تھے۔

1340 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، وَمُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبَانُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً، كَانَ يُصَلِّي ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ، وَيُوتِرُ بِرَكْعَةٍ، ثُمَّ يُصَلِّي - قَالَ مُسْلِمٌ: بَعْدَ الْوِتْرِ، ثُمَّ اتَّفَقَا - رَكْعَتَيْنِ، وَهُوَ قَاعِدٌ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ، قَامَ فَرَكَعَ، وَيُصَلِّي بَيْنَ أَذَانِ الْفَجْرِ وَالْإِقَامَةِ رَكْعَتَيْنِ

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت تیرہ رکعت ادا کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم آٹھ رکعت ادا کرتے تھے اور ایک رکعت وتر ادا کرتے تھے۔

یہاں مسلم نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کے بعد (جبکہ باقی راویوں نے صرف یہ الفاظ نقل کئے ہیں) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعت بیٹھ کر ادا کرتے تھے' جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں جانے کا ارادہ کرتے تھے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر رکوع میں جاتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی اذان اور اقامت کے درمیان دو رکعت (فجر کی سنتیں) ادا کرتے تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وضو مبارک کا بیان

1341 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ؟ فَقَالَتْ: مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ، وَلَا فِي غَيْرِهِ، عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُصَلِّي أَرْبَعًا، فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا، فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا، قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوتِرَ؟ قَالَ: يَا عَائِشَةُ، إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ، وَلَا يَنَامُ قَلْبِي

ابوسلمہ بن عبدالرحمن بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں رات کے وقت (نفل نماز) کیسے ادا کرتے تھے' تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں اور رمضان کے علاوہ میں گیارہ رکعت سے زیادہ ادا نہیں کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے چار رکعت ادا کرتے تھے تم ان کی خوبصورتی اور طوالت کے بارے میں نہ پوچھو! پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چار رکعت ادا کرتے تھے تم ان کی خوبصورتی اور طوالت کے بارے میں نہ پوچھو' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت ادا کرتے تھے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا آپ ﷺ وتر ادا کرنے سے پہلے سونے لگے ہیں' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ! میری دونوں آنکھیں سو جاتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا ہے۔

1342 - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ. حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ. قَالَ: طَلَّقْتُ امْرَأَتِي. فَأَتَيْتُ الْمَدِينَةَ لِأَبِيعَ عَقَارًا كَانَ لِي بِهَا. فَأَشْتَرِيَ بِهِ السِّلَاحَ وَأَغْزُو، فَلَقِيتُ نَفَرًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالُوا: قَدْ أَرَادَ نَفَرٌ مِنَّا سِتَّةٌ أَنْ يَفْعَلُوا ذٰلِكَ، فَنَهَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَقَالَ: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فَأَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ. فَسَأَلْتُهُ عَنْ وِتْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ: أَدُلُّكَ عَلَى أَعْلَمِ النَّاسِ بِوِتْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَأْتِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا. فَأَتَيْتُهَا. فَاسْتَتْبَعْتُ حَكِيمَ بْنَ أَفْلَحَ. فَأَبَى، فَنَاشَدْتُهُ فَانْطَلَقَ مَعِي. فَاسْتَأْذَنَّا عَلَى عَائِشَةَ. فَقَالَتْ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: حَكِيمُ بْنُ أَفْلَحَ. قَالَتْ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: سَعْدُ بْنُ هِشَامٍ. قَالَتْ: هِشَامُ بْنُ عَامِرٍ الَّذِي قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَتْ: نِعْمَ الْمَرْءُ كَانَ عَامِرٌ. قَالَ: قُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ. حَدِّثِينِي عَنْ خُلُقِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَتْ: أَلَسْتَ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟ فَإِنَّ خُلُقَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ الْقُرْآنَ قَالَ: قُلْتُ: حَدِّثِينِي عَنْ قِيَامِ اللَّيْلِ. قَالَتْ: أَلَسْتَ تَقْرَأُ: يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ؟. قَالَ: قُلْتُ: بَلَى. قَالَتْ: فَإِنَّ أَوَّلَ هٰذِهِ السُّورَةِ نَزَلَتْ. فَقَامَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى انْتَفَخَتْ أَقْدَامُهُمْ، وَحُبِسَ خَاتِمَتُهَا فِي السَّمَاءِ اثْنَيْ عَشَرَ شَهْرًا. ثُمَّ نَزَلَ آخِرُهَا. فَصَارَ قِيَامُ اللَّيْلِ تَطَوُّعًا بَعْدَ فَرِيضَةٍ. قَالَ: قُلْتُ: حَدِّثِينِي عَنْ وِتْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَتْ: كَانَ يُوتِرُ بِثَمَانِ رَكَعَاتٍ لَا يَجْلِسُ إِلَّا فِي الثَّامِنَةِ. ثُمَّ يَقُومُ. فَيُصَلِّي رَكْعَةً أُخْرٰى. لَا يَجْلِسُ إِلَّا فِي الثَّامِنَةِ وَالتَّاسِعَةِ. وَلَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي التَّاسِعَةِ. ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، وَهُوَ جَالِسٌ. فَتِلْكَ إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يَا بُنَيَّ. فَلَمَّا أَسَنَّ، وَأَخَذَ اللَّحْمَ. أَوْتَرَ بِسَبْعِ رَكَعَاتٍ. لَمْ يَجْلِسْ إِلَّا فِي السَّادِسَةِ وَالسَّابِعَةِ. وَلَمْ يُسَلِّمْ إِلَّا فِي السَّابِعَةِ. ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ. فَتِلْكَ هِيَ تِسْعُ رَكَعَاتٍ يَا بُنَيَّ. وَلَمْ يَقُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً يُتِمُّهَا إِلَى الصَّبَاحِ. وَلَمْ يَقْرَأِ الْقُرْآنَ فِي لَيْلَةٍ قَطُّ. وَلَمْ يَصُمْ شَهْرًا يُتِمُّهُ غَيْرَ رَمَضَانَ. وَكَانَ إِذَا صَلَّى صَلَاةً دَاوَمَ عَلَيْهَا. وَكَانَ إِذَا غَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ مِنَ اللَّيْلِ بِنَوْمٍ. صَلَّى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً

1342- اسناده صحيح. همام: هو ابن يحيى العوذي، وقتادة: هو ابن دعامة. واخرجه مسلم (746)، والنسائي في "الكبرى" (1413) من طريق هشام بن ابي عبد الله الدستوائي، عن قتادة، بهذا الاسناد. لكن رواية النسائي مختصرة بذكر وتره - صلى الله عليه وسلم - بعدما اسنّ، ولم يسق مسلم لفظه. واحال على رواية سعيد بن ابي عروبة المطولة، وستاتي عند المصنف. واخرجه مسلم (746) من طريق شعبة، عن قتادة، به. مختصرا بذكر قضاء صلاة الليل الفائتة. وقول عائشة: ما رايت رسول الله - صلى الله عليه وسلم - قام ليلة حتى الصباح، وما صام شهرا متتابعا الا رمضان. واخرجه مسلم (746)، والترمذي (447)، والنسائي (1465) من طريق ابي عوانة اليشكري، عن قتادة، به. مختصرا بذكر قضاء صلاة الليل الفائتة في النهار. واخرج النسائي (1404)

قَالَ: فَأَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، فَحَدَّثْتُهُ. فَقَالَ: هٰذَا وَاللّٰهِ هُوَ الْحَدِيثُ. وَلَوْ كُنْتُ أُكَلِّمُهَا لَأَتَيْتُهَا حَتّٰى أُشَافِهَهَا بِهِ مُشَافَهَةً قَالَ: قُلْتُ: لَوْ عَلِمْتُ أَنَّكَ لَا تُكَلِّمُهَا مَا حَدَّثْتُكَ.

زرارہ بن اوفیٰ سعد بن ہشام بیان کرتے ہیں: میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی پھر میں مدینہ منورہ آیا تاکہ اپنی جائیداد فروخت کر کے اس کے ذریعے ہتھیار خریدلوں اور جہاد میں حصہ لوں میری ملاقات کچھ صحابہ کرام سے ہوئی تو انہوں نے بتایا: ہم میں سے چھ افراد نے ایسا ہی کرنے کا ارادہ کیا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے ان لوگوں کو منع کر دیا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم لوگوں کے لیے اللہ کے رسول کے طریقے میں بہترین نمونہ ہے۔

راوی کہتے ہیں: میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے ان سے نبی اکرم ﷺ کے وتر کے بارے میں دریافت کیا۔ تو انہوں نے فرمایا: میں تمہاری رہنمائی اس شخصیت کی طرف کرتا ہوں جو نبی اکرم ﷺ کے وتر کے بارے میں سب سے زیادہ علم رکھتی ہے تم سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ' میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے حکیم بن افلح کو اپنے ساتھ چلنے کے لیے کہا تو انہوں نے انکار کر دیا میں ان کے ساتھ بات کرتا رہا یہاں تک کہ وہ میرے ساتھ چلنے پر تیار ہو گئے ہم دونوں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں اندر آنے کی اجازت مانگی انہوں نے دریافت کیا: کون ہے؟ حکیم نے جواب دیا: حکیم بن افلح۔ انہوں نے دریافت کیا: تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا: سعد بن ہشام۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہشام بن عامر جو غزوہ احد کے دن شہید ہوئے تھے؟ راوی کہتے ہیں: میں نے جواب دیا: جی ہاں۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: عامر بہت اچھے آدمی تھے۔ راوی کہتے ہیں: میں نے عرض کی: اے اُمّ المومنین آپ مجھے نبی اکرم ﷺ کے اخلاق کے بارے میں بتایئے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کیا تم نے قرآن کی تلاوت نہیں کی۔ نبی اکرم ﷺ کے اخلاق قرآن کے مطابق تھے۔ راوی کہتے ہیں: میں نے عرض کی: آپ مجھے نبی اکرم ﷺ کے رات کے نوافل کے بارے میں بتایئے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کیا تم نے قرآن کی تلاوت نہیں کی (ارشاد باری تعالیٰ ہے) "یٰاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ" میں نے جواب دیا: جی ہاں۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اس آیت کا ابتدائی حصہ نازل ہوگیا نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اتنا طویل قیام کرتے رہے کہ ان کے پاؤں پھول گئے لیکن اس سورت کا اختتامی حصہ بارہ ماہ تک نازل نہیں ہوا پھر اس کا آخری حصہ نازل ہوگیا' تو رات کے وقت نوافل ادا کرنا' جو پہلے فرض تھا وہ نفل قرار پایا۔

راوی کہتے ہیں: میں نے دریافت کیا: آپ مجھے نبی اکرم ﷺ کے وتر کے بارے میں بتایئے' تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا نبی اکرم ﷺ آٹھ رکعت ادا کرتے تھے آپ ﷺ صرف آٹھویں رکعت میں بیٹھتے تھے پھر آپ ﷺ کھڑے ہو جاتے تھے اور پھر ایک رکعت ادا کرتے تھے آپ ﷺ صرف اس آٹھویں اور نویں رکعت کے بعد بیٹھتے تھے اور آپ ﷺ صرف نویں رکعت کے بعد سلام پھیرتے تھے' پھر آپ ﷺ اس کے بعد بیٹھ کر دو رکعت ادا کرتے تھے' تو یہ کل گیارہ رکعت ہو جاتی ہیں۔ اے میرے بیٹے! جب نبی اکرم ﷺ کی عمر زیادہ ہوگئی اور آپ ﷺ کا جسم فربہ ہوگیا' تو آپ ﷺ سات رکعت وتر ادا کرنے لگے۔ آپ ﷺ اس میں صرف چھٹی رکعت اور ساتویں رکعت کے بعد بیٹھتے تھے اور صرف ساتویں رکعت کے بعد سلام پھیرتے تھے' پھر

آپ ﷺ بیٹھ کر دو رکعت ادا کرتے تھے' تو یہ نو رکعت ہو جاتی ہیں۔

اے میرے بیٹے! نبی اکرم ﷺ ساری رات صبح صادق تک نوافل ادا نہیں کرتے تھے اور نہ ہی آپ ﷺ نے ایک رات میں پورا قرآن تلاوت کیا' نہ ہی آپ ﷺ نے رمضان کے علاوہ کسی اور مہینے میں پورا مہینہ روزے رکھے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ جب کوئی نماز ادا کرتے تھے' تو آپ ﷺ اسے باقاعدگی سے ادا کرتے تھے اور اگر رات کے نوافل کے وقت آپ ﷺ سو جاتے تو آپ ﷺ دن کے وقت بارہ رکعت ادا کیا کرتے تھے۔

راوی کہتے ہیں: میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا میں نے انہیں یہ حدیث بیان کی تو انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! یہ حدیث ہے اگر میں ان کے ساتھ بات چیت کر سکتا ہوتا تو میں ان کے پاس جاتا یہاں تک کہ ان سے براہ راست یہ سن لیتا۔

راوی کہتے ہیں: میں نے کہا: اگر مجھے یہ پتہ ہوتا کہ آپ ان کے ساتھ بات چیت نہیں کرتے ہیں' تو میں آپ کو یہ حدیث بیان نہ کرتا۔

1343 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، بِإِسْنَادِهِ نَحْوَهُ، قَالَ: يُصَلِّي ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ لَا يَجْلِسُ فِيهِنَّ إِلَّا عِنْدَ الثَّامِنَةِ، فَيَجْلِسُ، فَيَذْكُرُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ، ثُمَّ يَدْعُو، ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا يُسْمِعُنَا، ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَمَا يُسَلِّمُ، ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَةً، فَتِلْكَ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يَا بُنَيَّ، فَلَمَّا أَسَنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَخَذَ اللَّحْمَ، أَوْتَرَ بِسَبْعٍ، وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَمَا يُسَلِّمُ بِمَعْنَاهُ إِلَى مُشَافَهَةٍ.

۞۞ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

''نبی اکرم ﷺ آٹھ رکعت ادا کرتے تھے آپ ﷺ ان کے درمیان تشہد میں نہیں بیٹھتے تھے صرف آٹھویں رکعت کے بعد بیٹھتے تھے' پھر آپ ﷺ بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے' پھر دعا مانگتے تھے' پھر بلند آواز میں سلام پھیرتے تھے' پھر آپ ﷺ بیٹھ کر دو رکعت ادا کرتے تھے' تو یہ گیارہ رکعت ہو جاتی ہیں۔

اے میرے بیٹے! جب نبی اکرم ﷺ کی عمر زیادہ ہوگئی اور آپ ﷺ کا جسم فربہ ہو گیا' تو آپ ﷺ سات رکعت وتر ادا کرتے تھے اور دو رکعت بیٹھ کر ادا کرتے تھے جو سلام پھیرنے کے بعد ہوتی تھیں' اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے' جو ''براہ راست سننے'' کے الفاظ تک ہے۔

1344 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، بِهَذَا الْحَدِيثِ، قَالَ: يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا يُسْمِعُنَا كَمَا قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ،

۞۞ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں:

''نبی اکرم ﷺ بلند آواز میں سلام پھیرتے تھے'' یہ اسی طرح ہے' جس طرح یحییٰ بن سعید نے نقل کیا ہے۔

1345 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ سَعِيدٍ، بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ ابْنُ بَشَّارٍ

بِنَحْوِ حَدِيْثِ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: وَيُسَلِّمُ تَسْلِيمَةً يُسْمِعُنَا

⊛⊛ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے اس میں بھی یہی الفاظ ہیں۔

''نبی اکرم ﷺ بلند آواز میں سلام پھیرتے تھے''۔

1346 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ الدِّرْهَمِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ، حَدَّثَنَا زُرَارَةُ بْنُ أَوْفَى، أَنَّ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا سُئِلَتْ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ، فَقَالَتْ: كَانَ يُصَلِّي الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ، ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى أَهْلِهِ، فَيَرْكَعُ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ يَأْوِي إِلَى فِرَاشِهِ، وَيَنَامُ وَطَهُورُهُ مُغَطًّى عِنْدَ رَأْسِهِ، وَسِوَاكُهُ مَوْضُوعٌ، حَتَّى يَبْعَثَهُ اللَّهُ سَاعَتَهُ الَّتِي يَبْعَثُهُ مِنَ اللَّيْلِ، فَيَتَسَوَّكُ، وَيُسْبِغُ الْوُضُوءَ، ثُمَّ يَقُومُ إِلَى مُصَلَّاهُ، فَيُصَلِّي ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ، يَقْرَأُ فِيهِنَّ: بِأُمِّ الْكِتَابِ، وَسُورَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ، وَمَا شَاءَ اللَّهُ، وَلَا يَقْعُدُ فِي شَيْءٍ مِنْهَا حَتَّى يَقْعُدَ فِي الثَّامِنَةِ، وَلَا يُسَلِّمُ، وَيَقْرَأُ فِي التَّاسِعَةِ، ثُمَّ يَقْعُدُ، فَيَدْعُو بِمَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَدْعُوَهُ، وَيَسْأَلُهُ، وَيَرْغَبُ إِلَيْهِ، وَيُسَلِّمُ تَسْلِيمَةً وَاحِدَةً شَدِيدَةً يَكَادُ يُوقِظُ أَهْلَ الْبَيْتِ مِنْ شِدَّةِ تَسْلِيمِهِ، ثُمَّ يَقْرَأُ وَهُوَ قَاعِدٌ بِأُمِّ الْكِتَابِ، وَيَرْكَعُ وَهُوَ قَاعِدٌ، ثُمَّ يَقْرَأُ الثَّانِيَةَ، فَيَرْكَعُ وَيَسْجُدُ وَهُوَ قَاعِدٌ، ثُمَّ يَدْعُو مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَدْعُوَ، ثُمَّ يُسَلِّمُ وَيَنْصَرِفُ، فَلَمْ تَزَلْ تِلْكَ صَلَاةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَّنَ، فَنَقَّصَ مِنَ التِّسْعِ ثِنْتَيْنِ، فَجَعَلَهَا إِلَى السِّتِّ وَالسَّبْعِ، وَرَكْعَتَيْهِ وَهُوَ قَاعِدٌ، حَتَّى قُبِضَ عَلَى ذَلِكَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

⊛⊛ زرارہ بن اوفیٰ بیان کرتے ہیں: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی اکرم ﷺ کی رات کی نفل نماز کے بارے میں دریافت کیا گیا' تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم ﷺ عشاء کی نماز باجماعت ادا کرتے تھے' پھر آپ ﷺ اپنے گھر واپس تشریف لے آتے تھے آپ ﷺ چار رکعت ادا کرتے تھے' پھر آپ ﷺ بستر پر آ کر سو جاتے تھے آپ ﷺ کے وضو کا پانی آپ ﷺ کے سرہانے ڈھانپ کر رکھا ہوا ہوتا تھا' اور آپ ﷺ کی مسواک بھی رکھی ہوئی ہوتی تھی یہاں تک کہ رات کے کسی حصے میں اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو بیدار کر دیتا تھا آپ ﷺ مسواک کرتے تھے اچھی طرح وضو کرتے تھے' پھر اپنی جائے نماز پر تشریف لے جاتے تھے اور آٹھ رکعت ادا کرتے تھے آپ ﷺ ان میں سورہ فاتحہ اور قرآن کی کوئی سورت' یا جو بھی اللہ کو منظور ہوتا تھا اس کی تلاوت کرتے تھے آپ ﷺ ان رکعت کے درمیان بیٹھتے نہیں تھے' یہاں تک کہ آٹھ رکعت ادا کرنے کے بعد (تشہد کے لیے) بیٹھتے تھے آپ ﷺ سلام نہیں پھیرتے تھے آپ ﷺ نویں رکعت میں قرأت کرتے' پھر آپ ﷺ بیٹھ جاتے تھے اور دعا مانگتے تھے جو اللہ کو منظور ہوتا تھا کہ وہ آپ ﷺ دعا مانگیں آپ ﷺ سوال کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رغبت کا اظہار کرتے تھے' پھر آپ ﷺ ایک مرتبہ

1346- حديث صحيح، وهذا اسناد رجاله ثقات، لكن وهم فيه بهز بن حكيم، حيث اسقط من اسناده سعد بن هشام بين زرارة وبين عائشة، والبته لقتادة كما سلف بالارقام (1342-1345) ثم ان بهزا أثبته مرة كما سياتي برقم (1349)، ولهذا قال المزي في "تهذيب الكمال" 9/ 340: المحفوظ ان بينهما سعد بن هشام. وهو في "مسند احمد" (25987). وقد سلف مختصر أبقطعة السواك برقم (56)، وذكرهناك في اسناده سعد بن هشام

سلام پھیرتے تھے جس میں آواز کچھ بلند ہوتی تھی آپ ﷺ اس بلند آواز کے ذریعے گھر میں موجود افراد کو بیدار کرتے تھے پھر آپ ﷺ بیٹھ کر سورۂ فاتحہ کی تلاوت کرتے تھے اور بیٹھے ہوئے ہی رکوع میں چلے جاتے تھے پھر آپ ﷺ دوسری رکعت میں قرأت کرتے تھے اور بیٹھے ہوئے ہی رکوع اور سجدے میں چلے جاتے تھے پھر آپ ﷺ جو اللہ کو منظور ہوتا تھا وہ دعا مانگتے تھے پھر آپ ﷺ سلام پھیرتے تھے اور نماز ختم کر دیتے تھے۔

نبی اکرم ﷺ کی یہی نماز رہی یہاں تک کہ جب آپ ﷺ کا جسم فربہ ہو گیا' تو آپ ﷺ نے ان نو رکعت میں سے دو رکعت کم کر دیں اور انہیں چھ اور سات رکعت کر دیا اور بعد میں بیٹھ کر ادا کی جانے والی دو رکعت تھیں یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ کا وصال ہو گیا۔

1347 - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ، فَذَكَرَ هٰذَا الْحَدِيثَ بِإِسْنَادِهِ، قَالَ: يُصَلِّي الْعِشَاءَ، ثُمَّ يَأْوِي إِلَى فِرَاشِهِ، لَمْ يَذْكُرِ الْأَرْبَعَ رَكَعَاتٍ، وَسَاقَ الْحَدِيثَ، وَقَالَ فِيهِ: فَيُصَلِّي ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ يُسَوِّي بَيْنَهُنَّ فِي الْقِرَاءَةِ وَالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ، وَلَا يَجْلِسُ فِي شَيْءٍ مِنْهُنَّ، إِلَّا فِي الثَّامِنَةِ، فَإِنَّهُ كَانَ يَجْلِسُ، ثُمَّ يَقُومُ، وَلَا يُسَلِّمُ فِيهِ، فَيُصَلِّي رَكْعَةً يُوتِرُ بِهَا، ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمَةً يَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهُ حَتّٰى يُوقِظَنَا، ثُمَّ سَاقَ مَعْنَاهُ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں:

''نبی اکرم ﷺ عشاء کی نماز ادا کر لیتے تھے پھر آپ ﷺ اپنے بستر پر آ جاتے تھے' اس روایت میں راوی نے (سونے سے پہلے) چار رکعت ادا کرنے کا ذکر نہیں کیا اس کے بعد راوی نے پوری روایت بیان کی ہے' جس میں یہ الفاظ ہیں:

نبی اکرم ﷺ آٹھ رکعت ادا کرتے تھے جن میں قرأت رکوع اور سجدہ ایک جتنے ہوتے تھے آپ ﷺ ان رکعت کے درمیان بیٹھتے نہیں تھے صرف آٹھویں رکعت کے بعد بیٹھتے تھے' پھر آپ ﷺ کھڑے ہو جاتے تھے آپ ﷺ اس میں سلام نہیں پھیرتے تھے' پھر آپ ﷺ ایک رکعت وتر ادا کرتے تھے' پھر آپ ﷺ سلام پھیر دیتے تھے اور بلند آواز میں سلام پھیرتے تھے' یہاں تک آپ ﷺ ہمیں (اس آواز کے ذریعے) بیدار کر دیتے تھے''۔

اس کے بعد راوی نے حسب سابق حدیث بیان کی ہے۔

1348 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا مَرْوَانُ يَعْنِي ابْنَ مُعَاوِيَةَ، عَنْ بَهْزٍ، حَدَّثَنَا زُرَارَةُ بْنُ أَوْفَى، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، أَنَّهَا سُئِلَتْ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: كَانَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ الْعِشَاءَ، ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى أَهْلِهِ، فَيُصَلِّي أَرْبَعًا، ثُمَّ يَأْوِي إِلَى فِرَاشِهِ، ثُمَّ سَاقَ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ، وَلَمْ يَذْكُرْ يُسَوِّي بَيْنَهُنَّ فِي الْقِرَاءَةِ وَالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ، وَلَمْ يَذْكُرْ فِي التَّسْلِيمِ حَتّٰى يُوقِظَنَا

زرارہ بن اوفیٰ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: ان سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نفل نماز کے بارے میں دریافت کیا گیا: انہوں نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھانے کے بعد اپنے گھر واپس تشریف لاتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم چار رکعت ادا کرتے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بستر پر تشریف لے جاتے تھے اس کے بعد راوی نے طویل حدیث ذکر کی ہے۔ جس میں راوی نے یہ ذکر نہیں کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رکوع اور سجدہ ایک جتنے ہوتے تھے اور نہ ہی راوی نے سلام پھیرنے کا ذکر کیا ہے کہ یہاں تک کہ ہمیں بیدار کر دیتے تھے۔

1349 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ اِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ، عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفَى، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِهٰذَا الْحَدِيثِ، وَلَيْسَ فِي تَمَامِ حَدِيثِهِمْ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے تاہم یہ مکمل روایت نہیں ہے۔

1350 - حَدَّثَنَا مُوسٰى يَعْنِي ابْنَ اِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ اَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُوتِرُ بِتِسْعٍ - اَوْ كَمَا قَالَتْ: - وَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ، وَرَكْعَتَيِ الْفَجْرِ بَيْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت تیرہ رکعت ادا کرتے تھے جن میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نو رکعت وتر ادا کرتے تھے اور پھر دو رکعت بیٹھ کر ادا کرتے تھے اور فجر کی دو رکعت ہوتی تھیں جو اذان اور اقامت کے درمیان ادا کی جاتی تھیں۔

1351 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ اِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ بِتِسْعِ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ اَوْتَرَ بِسَبْعِ رَكَعَاتٍ، وَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَ الْوِتْرِ يَقْرَاُ فِيهِمَا، فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَرْكَعَ قَامَ، فَرَكَعَ، ثُمَّ سَجَدَ،

قَالَ اَبُو دَاوُدَ: رَوَى الْحَدِيثَيْنِ خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْوَاسِطِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، مِثْلَهُ قَالَ فِيهِ: قَالَ عَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ: يَا اُمَّتَاهُ كَيْفَ كَانَ يُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ، فَذَكَرَ مَعْنَاهُ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نو رکعت وتر ادا کرتے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سات رکعت وتر ادا کرنے لگے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر وتر کے بعد دو رکعت ادا کرتے تھے جن میں تلاوت کرتے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں جانے کا ارادہ کرتے تو کھڑے ہو کر رکوع میں جاتے تھے اور پھر سجدے میں جاتے تھے۔

1351- حدیث صحیح، وهذا اسناد حسن من اجل محمد بن عمرو - وهو ابن علقمة - ولكنه قد توبع فيما سلف برقم (1340). واخرج منه ذكر الركعتين بعد الوتر مسلم (731) (114) من طريق محمد بن عمرو، بهذا الاسناد. وهو في "مسند احمد" (26002).

(امام ابوداؤد بیان فرماتے ہیں:) خالد بن عبداللہ واسطی نے محمد بن عمرو کے حوالے سے یہ دونوں روایات اس کی مانند نقل کی ہیں' جس میں یہ الفاظ ہیں: علقمہ بن وقاص نے کہا: اے امی جان! نبی اکرم ﷺ دو رکعت کیسے ادا کرتے تھے؟ اس کے بعد راوی نے حسب سابق حدیث ذکر کی ہے۔

1352 - حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ، عَنْ خَالِدٍ، ح وحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ، فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ، فَقُلْتُ: أَخْبِرِينِي عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ صَلَاةَ الْعِشَاءِ، ثُمَّ يَأْوِي إِلَى فِرَاشِهِ فَيَنَامُ، فَإِذَا كَانَ جَوْفُ اللَّيْلِ قَامَ إِلَى حَاجَتِهِ وَإِلَى طَهُورِهِ، فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ، فَصَلَّى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ، يُخَيَّلُ إِلَيَّ أَنَّهُ يُسَوِّي بَيْنَهُنَّ فِي الْقِرَاءَةِ وَالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ، ثُمَّ يُوتِرُ بِرَكْعَةٍ، ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ، ثُمَّ يَضَعُ جَنْبَهُ، فَرُبَّمَا جَاءَ بِلَالٌ، فَآذَنَهُ بِالصَّلَاةِ، ثُمَّ يُغْفِي، وَرُبَّمَا شَكَكْتُ أَغْفَى، أَوْ لَا، حَتَّى يُؤْذِنَهُ بِالصَّلَاةِ، فَكَانَتْ تِلْكَ صَلَاتُهُ حَتَّى أَسَنَّ لَحُمَ، فَذَكَرَتْ مِنْ لَحْمِهِ مَا شَاءَ اللَّهُ وَسَاقَ الْحَدِيثَ

✿✿ سعد بن ہشام بیان کرتے ہیں: میں مدینہ منورہ آیا میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کی: آپ رضی اللہ عنہا مجھے نبی اکرم ﷺ کی (رات کے وقت کی نفل) نماز کے بارے میں بتایئے' تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا نبی اکرم ﷺ لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھا دیتے تھے' پھر آپ ﷺ اپنے بستر پر تشریف لاتے تھے اور سو جاتے تھے' جب نصف رات ہو جاتی تھی' تو آپ ﷺ اٹھ کر قضائے حاجت کرتے تھے وضو کرتے تھے' پھر آپ ﷺ جائے نماز پر تشریف لاتے تھے اور آٹھ رکعت ادا کرتے تھے مجھے یوں محسوس ہوتا تھا کہ آپ ﷺ ان میں ایک جتنی قرأت' رکوع اور سجدہ کرتے تھے' پھر آپ ﷺ ایک رکعت وتر ادا کرتے تھے' پھر آپ ﷺ بیٹھ کر دو رکعت ادا کرتے تھے' پھر آپ ﷺ اپنا پہلو رکھ کر (لیٹ جاتے تھے) بعض اوقات حضرت بلال رضی اللہ عنہ آتے اور آپ ﷺ کو نماز کے لیے اطلاع دیتے تھے' تو آپ ﷺ اس دوران تھوڑا سا سو چکے ہوتے تھے بعض اوقات مجھے یہ شک ہوتا تھا کہ آپ ﷺ سوئے ہیں' یا نہیں سوئے' یہاں تک کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کو نماز کے لیے اطلاع دیتے تھے' تو یہ نبی اکرم ﷺ کی نماز تھی یہاں تک کہ جب آپ ﷺ کی عمر زیادہ ہوگئی اور آپ ﷺ کا جسم فربہ ہو گیا۔ پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم ﷺ کے فربہ ہونے کا ذکر کیا اس کے بعد راوی نے پوری حدیث بیان کی ہے۔

1353 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، ح وحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ رَقَدَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَآهُ اسْتَيْقَظَ، فَتَسَوَّكَ وَتَوَضَّأَ، وَهُوَ يَقُولُ: (إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ) حَتَّى خَتَمَ السُّورَةَ، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ أَطَالَ فِيهِمَا الْقِيَامَ وَالرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ، ثُمَّ انْصَرَفَ، فَنَامَ حَتَّى

نَفَخَ، ثُمَّ فَعَلَ ذٰلِکَ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ بِسِتِّ رَکَعَاتٍ، کُلُّ ذٰلِکَ یَسْتَاکُ، ثُمَّ یَتَوَضَّأُ وَیَقْرَأُ ھٰؤُلَاءِ الْآیَاتِ، ثُمَّ اَوْتَرَ - قَالَ عُثْمَانُ: بِثَلاَثِ رَکَعَاتٍ فَأَتَاهُ الْمُؤَذِّنُ، فَخَرَجَ اِلَی الصَّلَاةِ، وَقَالَ ابْنُ عِیْسٰی: ثُمَّ اَوْتَرَ، فَأَتَاهُ بِلَالٌ، فَآذَنَهُ بِالصَّلَاةِ حِیْنَ طَلَعَ الْفَجْرُ فَصَلّٰی رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ، ثُمَّ خَرَجَ اِلَی الصَّلَاةِ، ثُمَّ اتَّفَقَا - وَھُوَ یَقُوْلُ: اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا، وَاجْعَلْ فِیْ لِسَانِیْ نُوْرًا، وَاجْعَلْ فِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا، وَاجْعَلْ فِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا، وَاجْعَلْ خَلْفِیْ نُوْرًا، وَاَمَامِیْ نُوْرًا، وَاجْعَلْ مِنْ فَوْقِیْ نُوْرًا، وَمِنْ تَحْتِیْ نُوْرًا اَللّٰھُمَّ، وَاَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا،

❁ حضرت عبداللہ بن عباس ﷻ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ وہ نبی اکرم ﷺ کے ہاں سو گئے انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ بیدار ہوئے آپ ﷺ نے مسواک کی، وضو کیا اور آپ ﷺ نے یہ آیات تلاوت کیں۔

''بے شک آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں''

ان آیات کو سورت کے آخر تک تلاوت کیا۔ پھر آپ ﷺ اٹھے آپ ﷺ نے دو رکعت ادا کیں جن میں آپ ﷺ نے طویل قیام، طویل رکوع اور طویل سجدہ کیا پھر آپ ﷺ نے نماز مکمل کی اور آ کر سو گئے' یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے ایسا آپ ﷺ نے تین مرتبہ کیا' تو یہ کل چھ رکعت ہو گئیں آپ ﷺ ان میں مسواک کرتے تھے وضو کرتے تھے ان آیات کی تلاوت کرتے تھے' پھر آپ ﷺ نے وتر ادا کیے۔

عثمان نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: آپ ﷺ نے تین رکعت وتر ادا کیے مؤذن آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نماز ادا کرنے کے لیے تشریف لے گئے۔

ابن عیسیٰ نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: پھر آپ ﷺ نے وتر ادا کیے پھر حضرت بلال ﷛ آپ ﷺ کو بلانے کے لیے آئے اور آپ ﷺ کو نماز کی اطلاع دی جب صبح صادق ہو چکی تھی' تو نبی اکرم ﷺ نے فجر کی دو رکعت (سنتیں) ادا کیں' پھر آپ ﷺ نماز کے لیے تشریف لے گئے۔

اس کے بعد دونوں راوی یہ الفاظ نقل کرنے میں متفق ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے یہ دعا مانگی۔

''اے اللہ! میرے دل میں نور کر دے' میری زبان میں نور کر دے' میری سماعت میں نور کر دے' میری بصارت میں نور کر دے' میرے پیچھے نور کر دے' میرے آگے نور کر دے' میرے اوپر نور کر دے' میرے نیچے نور کر دے' اے اللہ! میرے لیے نور کو بڑھا دے''۔

1354 - حَدَّثَنَا وَھْبُ بْنُ بَقِیَّةَ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ حُصَیْنٍ، نَحْوَهُ قَالَ: وَاَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا،

قَالَ اَبُوْ دَاؤُدَ: وَکَذٰلِکَ قَالَ اَبُوْ خَالِدٍ الدَّالَانِیُّ، عَنْ حَبِیْبٍ فِیْ ھٰذَا، وَکَذٰلِکَ قَالَ فِیْ ھٰذَا الْحَدِیْثِ، وَقَالَ سَلَمَةُ بْنُ کُھَیْلٍ، عَنْ اَبِیْ رِشْدِیْنَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

❁ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں:

"میرے لیے نور کو زیادہ کردے"۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) اسی طرح ابوخالد دالانی نامی راوی نے حبیب کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے اور انہوں نے اس روایت میں یہی الفاظ نقل کیے ہیں: وہ یہ کہتے ہیں: سلمہ بن کہیل نے ابورشدین کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے۔

1355 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: بِتُّ لَيْلَةً عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَنْظُرَ كَيْفَ يُصَلِّي، فَقَامَ فَتَوَضَّأَ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، قِيَامُهُ مِثْلُ رُكُوعِهِ، وَرُكُوعُهُ مِثْلُ سُجُودِهِ، ثُمَّ نَامَ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ، فَتَوَضَّأَ وَاسْتَنَّ، ثُمَّ قَرَأَ بِخَمْسِ آيَاتٍ مِنْ آلِ عِمْرَانَ، (إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ)، فَلَمْ يَزَلْ يَفْعَلُ هٰذَا حَتّٰى صَلَّى عَشْرَ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ قَامَ، فَصَلّٰى سَجْدَةً وَاحِدَةً، فَأَوْتَرَ بِهَا، وَنَادَى الْمُنَادِي عِنْدَ ذٰلِكَ، فَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَمَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ، فَصَلّٰى سَجْدَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ، ثُمَّ جَلَسَ حَتّٰى صَلَّى الصُّبْحَ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: خَفِيَ عَلَيَّ مِنَ ابْنِ بَشَّارٍ بَعْضُهُ

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک رات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ٹھہر گیا تاکہ میں اس بات کا جائزہ لوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے نوافل ادا کرتے ہیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت ادا کیں ان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام رکوع جتنا تھا' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رکوع آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سجدے جتنا تھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسواک کی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ آل عمران کی یہ پانچ آیات تلاوت کیں۔

"بے شک آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور رات اور دن کے اختلاف میں"۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے رہے' یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس رکعت ادا کرلیں' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت ادا کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ذریعے وتر ادا کیے اس وقت مؤذن نے اذان دے دی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مؤذن کے خاموش ہونے کے بعد کھڑے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مختصر رکعت ادا کیں' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے' یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز ادا کرلی۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) ابن بشار کی نقل کردہ روایت کا کچھ حصہ میں سن نہیں سکا۔

1356 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قَيْسٍ الْأَسَدِيُّ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: بِتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَمَا أَمْسٰى، فَقَالَ: أَصَلَّى الْغُلَامُ؟ قَالُوا: نَعَمْ، فَاضْطَجَعَ حَتّٰى إِذَا

مَضَى مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللّٰهُ، قَامَ فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ صَلَّى سَبْعًا - أَوْ خَمْسًا - أَوْتَرَ بِهِنَّ، لَمْ يُسَلِّمْ إِلَّا فِيْ آخِرِهِنَّ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ میں نے اپنی خالہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں رات بسر کی۔ رات ہو جانے کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا لڑکے نے نماز ادا کر لی ہے؟ گھر والوں نے بتایا: جی ہاں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لیٹ گئے یہاں تک کہ رات کا کچھ حصہ گزر گیا جو اللہ کو منظور تھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات رکعت ادا کیں (راوی کو شک ہے کہ شاید یہ الفاظ ہیں:) پانچ رکعت ادا کیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہمراہ وتر ادا کیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے صرف آخر میں سلام پھیرا۔

1357 - حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: بِتُّ فِيْ بَيْتِ خَالَتِي مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ، فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ، ثُمَّ جَاءَ فَصَلَّى أَرْبَعًا، ثُمَّ نَامَ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي، فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ، فَأَدَارَنِي، فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ، فَصَلَّى خَمْسًا، ثُمَّ نَامَ حَتَّى سَمِعْتُ غَطِيطَهُ - أَوْ خَطِيطَهُ -، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ خَرَجَ، فَصَلَّى الْغَدَاةَ،

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے اپنی خالہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں رات بسر کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز ادا کر لی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار رکعت ادا کیں' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا کی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں طرف آکر کھڑا ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے گھما کر اپنے دائیں طرف کھڑا کر دیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ رکعت ادا کیں' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے' یہاں تک کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خراٹے لینے کی آواز سنی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت ادا کیں' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور فجر کی نماز پڑھائی۔

1358 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ فِيْ هٰذِهِ الْقِصَّةِ، قَالَ: فَقَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ حَتَّى صَلَّى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ أَوْتَرَ بِخَمْسٍ وَلَمْ يَجْلِسْ بَيْنَهُنَّ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو' دو رکعت کر کے نماز ادا کی یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ رکعت ادا کر لیں' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ رکعت وتر ادا کیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے درمیان بیٹھے نہیں۔

1359 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى الْحَرَّانِيُّ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ،

1359- حدیث صحیح، وهذا اسناد حسن. محمد بن اسحاق صرح بالتحديث عند احمد (26358)، فانتفت شبهة تدليسه. وقد توبع. وأخرجه احمد (26358)، والطحاوی فی "شرح معانی الآثار" 1/284 من طریق محمد بن اسحاق، به. وقرن احمد بمحمد بن جعفر بن الزبير هشام بن عروة. وانظر ما سلف برقم (1338).

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً بِرَكْعَتَيْهِ قَبْلَ الصُّبْحِ، يُصَلِّي سِتًّا مَثْنَى مَثْنَى، وَيُوتِرُ بِخَمْسٍ، لَا يَقْعُدُ بَيْنَهُنَّ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ رکعت ادا کرتے تھے جو فجر کی دو سنتوں کے ہمراہ ہوتی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو دو کر کے یہ نماز ادا کرتے تھے' اور پانچ رکعت وتر ادا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے درمیان بیٹھتے نہیں تھے صرف
ان کے آخر میں بیٹھتے تھے۔

1360 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً بِرَكْعَتَيِ الْفَجْرِ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی دو رکعت سمیت' تیرہ رکعت رات کے وقت ادا کرتے تھے۔

1361 - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، وَجَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ يَزِيدَ الْمُقْرِئَ أَخْبَرَهُمَا، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْعِشَاءَ، ثُمَّ صَلَّى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ قَائِمًا، وَرَكْعَتَيْنِ بَيْنَ الْأَذَانَيْنِ، وَلَمْ يَكُنْ يَدَعُهُمَا، قَالَ جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ فِي حَدِيثِهِ: وَرَكْعَتَيْنِ جَالِسًا بَيْنَ الْأَذَانَيْنِ، زَادَ جَالِسًا

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز ادا کر لی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ رکعت کھڑے ہو کر ادا کیں اور دو رکعت دو اذانوں (یعنی فجر کی اذان اور اقامت) کے درمیان ادا کیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان دو رکعت کو کبھی ترک نہیں کرتے تھے۔

جعفر بن مسافر نامی راوی نے اپنی روایت میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں:
"دو اذانوں کے درمیان آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھ کر دو رکعت ادا کیں" اس نے بیٹھ کر ادا کرنے کے الفاظ اضافی نقل کیے ہیں۔

1362 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَيْسٍ، قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: بِكَمْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوتِرُ؟ قَالَتْ: كَانَ يُوتِرُ بِأَرْبَعٍ وَثَلَاثٍ، وَسِتٍّ وَثَلَاثٍ، وَثَمَانٍ وَثَلَاثٍ، وَعَشْرٍ وَثَلَاثٍ، وَلَمْ يَكُنْ يُوتِرُ بِأَنْقَصَ مِنْ سَبْعٍ، وَلَا بِأَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثَ عَشْرَةَ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: زَادَ أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: وَلَمْ يَكُنْ يُوتِرُ بِرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ، قُلْتُ: مَا يُوتِرُ؟ قَالَتْ:

لَمْ يَكُنْ يَدَعُ ذٰلِكَ، وَلَمْ يَذْكُرْ اَحْمَدُ: وَسِتٍّ وَثَلَاثٍ

❀❀ عبداللہ بن ابوقیس بیان کرتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: نبی اکرم ﷺ کتنی رکعت وتر ادا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ (کبھی کبھار) چار اور تین، کبھی چھ اور تین، کبھی آٹھ اور تین اور کبھی دس اور تین رکعت ادا کرتے تھے۔ آپ ﷺ سات سے کم وتر ادا نہیں کرتے تھے اور تیرہ سے زیادہ ادا نہیں کرتے تھے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) احمد بن صالح نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: آپ ﷺ فجر سے پہلے کی دو رکعت سنتوں کے ہمراہ وتر ادا نہیں کرتے تھے۔

میں نے دریافت کیا: آپ ﷺ کتنے وتر ادا کرتے تھے؟ تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا: نبی اکرم ﷺ وتر ترک نہیں کرتے تھے۔

احمد نامی راوی نے چھ اور تین کا ذکر نہیں کیا۔

شرح

چار اور تین رکعتوں کے ساتھ کا مطلب یہ ہے کہ چار رکعتیں تو تہجد کی ہوتی تھیں اور تین رکعتیں وتر کی، اس طرح مجموعی طور پر سات رکعتیں ہوگئیں۔ گویا پہلی چار رکعتوں کو بھی مجازاً وتر ہی میں شمار کیا اسی طرح چھ رکعتیں تہجد کی اور تین وتر کی ان کی مجموعی تعداد نو رکعتیں ہوئی، آٹھ رکعتیں تہجد کی اور تین رکعتیں وتر کی ان کی مجموعی تعداد گیارہ رکعت ہوئی اور دس نماز تہجد کی اور تین رکعتیں وتر کی، ان کی مجموعی تعداد تیرہ رکعتیں ہوئی۔ بہرحال یہ حدیث صراحت کے ساتھ دلالت کرتی ہے کہ وتر کی ایک رکعت نہیں بلکہ تین رکعتیں ہیں۔ حدیث کے آخری الفاظ کا مطلب یہ نہیں کہ آپ ﷺ نے کبھی بھی وتر کی نماز سات سے کم اور تیرہ سے زیادہ رکعت کے ساتھ نہیں پڑھی بلکہ مطلب یہ ہے کہ اکثر آپ ﷺ سات رکعتیں سے کم کے ساتھ وتر نہیں پڑھتے، چنانچہ آپ ﷺ سے پانچ رکعتیں بھی ثابت ہیں۔ اسی طرح اکثر آپ ﷺ تیرہ رکعتوں سے زیادہ کے ساتھ وتر نہیں پڑھتے تھے چنانچہ پندرہ رکعتیں بھی آپ ﷺ سے پڑھنی ثابت ہیں۔

1363 - حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيِّ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ، أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ فَسَأَلَهَا عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ، فَقَالَتْ: كَانَ يُصَلِّي ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنَ اللَّيْلِ، ثُمَّ إِنَّهُ صَلَّى إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً، وَتَرَكَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قُبِضَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قُبِضَ، وَهُوَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ تِسْعَ رَكَعَاتٍ، وَكَانَ آخِرُ صَلَاتِهِ مِنَ اللَّيْلِ الْوِتْرَ

❀❀ اسود بن یزید بیان کرتے ہیں: وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے نبی اکرم ﷺ کی رات کی (نفل) نماز کے بارے میں دریافت کیا، تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا نبی اکرم ﷺ رات کے وقت تیرہ رکعت ادا کرتے تھے، پھر آپ ﷺ گیارہ رکعت ادا کرنے لگے آپ ﷺ نے دو رکعت ترک کر دیں جب نبی اکرم ﷺ کا وصال ہوا اس وقت

آپ ﷺ رات کے وقت نو رکعت ادا کرتے تھے اور آپ ﷺ کی رات کی آخری نماز وتر ہوتی تھی۔

1364 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ جَدِّي، عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ، أَنَّ كُرَيْبًا، مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ؟ قَالَ: بِتُّ عِنْدَهُ لَيْلَةً وَهُوَ عِنْدَ مَيْمُونَةَ، فَنَامَ حَتَّى إِذَا ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ - أَوْ نِصْفُهُ - اسْتَيْقَظَ، فَقَامَ إِلَى شَنٍّ فِيهِ مَاءٌ، فَتَوَضَّأَ وَتَوَضَّأْتُ مَعَهُ، ثُمَّ قَامَ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ عَلَى يَسَارِهِ، فَجَعَلَنِي عَلَى يَمِينِهِ، ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى رَأْسِي كَأَنَّهُ يَمَسُّ أُذُنِي كَأَنَّهُ يُوقِظُنِي، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ قَدْ قَرَأَ فِيهِمَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ، ثُمَّ سَلَّمَ، ثُمَّ صَلَّى حَتَّى صَلَّى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً بِالْوِتْرِ، ثُمَّ نَامَ، فَأَتَاهُ بِلَالٌ، فَقَالَ: الصَّلَاةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَقَامَ، فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ صَلَّى لِلنَّاسِ

❀❀ کریب بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا نبی اکرم ﷺ رات کے وقت نوافل کس طرح ادا کرتے تھے' تو انہوں نے بتایا: ایک رات میں نے نبی اکرم ﷺ کے ہاں رات بسر کی آپ ﷺ اس رات سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تھے نبی اکرم ﷺ سو گئے جب ایک تہائی رات یا نصف رات گزر گئی تو آپ ﷺ اٹھے آپ ﷺ مشکیزے کی طرف تشریف لے گئے جس میں پانی موجود تھا آپ ﷺ نے وضو کیا میں نے بھی آپ ﷺ کے ہمراہ وضو کیا پھر آپ ﷺ کھڑے ہو گئے' تو میں بھی آ کر آپ ﷺ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا آپ ﷺ نے مجھے اپنے دائیں طرف کر لیا پھر آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک میرے سر پر رکھا یوں کہ آپ ﷺ کا دست مبارک میرے کان کو چھو رہا تھا' اور گویا آپ ﷺ مجھے بیدار رکھنے کی کوشش کر رہے تھے' پھر نبی اکرم ﷺ نے دو مختصر رکعت ادا کیں میں نے سوچا شاید آپ ﷺ نے ان میں سے ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کی تلاوت کی' پھر آپ ﷺ نے سلام پھیر لیا پھر آپ ﷺ نے نماز ادا کی یہاں تک کہ آپ ﷺ نے وتر سمیت گیارہ رکعت ادا کیں' پھر آپ ﷺ سو گئے' پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! نماز (کا وقت ہو گیا ہے) تو نبی اکرم ﷺ اٹھے آپ ﷺ نے دو رکعت (فجر کی سنتیں) ادا کیں' پھر آپ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔

1365 - حَدَّثَنَا نُوحُ بْنُ حَبِيبٍ، وَيَحْيَى بْنُ مُوسَى، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: بِتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ، فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ، فَصَلَّى ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنْهَا رَكْعَتَا الْفَجْرِ، حَزَرْتُ قِيَامَهُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ بِقَدْرِ يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ، لَمْ يَقُلْ نُوحٌ: مِنْهَا رَكْعَتَا الْفَجْرِ

❀❀ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے اپنی خالہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں رات بسر کی نبی اکرم ﷺ رات کے وقت اٹھے اور نوافل ادا کرنے لگے آپ ﷺ نے تیرہ رکعت ادا کیں جن میں فجر کی دو رکعت بھی شامل ہیں میں نے ہر رکعت میں آپ ﷺ کے قیام کا اندازہ لگایا تو وہ سورۂ مزمل کی تلاوت جتنا تھا۔

نوح نامی راوی نے یہ الفاظ نقل نہیں کیے" فجر کی دو رکعت بھی اس میں شامل تھیں "۔

1366 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ، أَخْبَرَهُ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: لَأَرْمُقَنَّ صَلَاةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّيْلَةَ. قَالَ: فَتَوَسَّدْتُ عَتَبَتَهُ - أَوْ فُسْطَاطَهُ - فَصَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا، ثُمَّ أَوْتَرَ فَذَلِكَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً

✿✿ حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: (میں نے سوچا) میں آج رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا ضرور جائزہ لوں گا۔ راوی کہتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چوکھٹ کے ساتھ (راوی کو شک ہے کہ شاید یہ الفاظ ہیں:) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمے کی چوکھٹ کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مختصر رکعت ادا کیں' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو انتہائی طویل رکعت ادا کیں' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت ادا کیں لیکن یہ پہلے والی دو رکعت سے کم تھیں' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت ادا کیں جو اس سے پہلے والی دو رکعت سے کم تھیں' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت ادا کیں جو اس سے پہلے والی دو رکعت سے کم تھیں' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت ادا کیں جو اس سے پہلے والی دو رکعت سے کم تھیں' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر ادا کیے تو یہ تیرہ رکعت ہوگئیں۔

1367 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ كُرَيْبٍ، مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ بَاتَ عِنْدَ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ خَالَتُهُ، قَالَ: فَاضْطَجَعْتُ فِي عَرْضِ الْوِسَادَةِ، وَاضْطَجَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَهْلُهُ فِي طُولِهَا. فَنَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم حَتَّى إِذَا انْتَصَفَ اللَّيْلُ، أَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيلٍ، أَوْ بَعْدَهُ بِقَلِيلٍ اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَجَلَسَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ بِيَدِهِ. ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ الْآيَاتِ الْخَوَاتِمِ مِنْ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ. ثُمَّ قَامَ إِلَى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ. فَتَوَضَّأَ مِنْهَا. فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ. ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي. قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ. ثُمَّ ذَهَبْتُ. فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ. فَوَضَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رَأْسِي. فَأَخَذَ بِأُذُنِي يَفْتِلُهَا. فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ. ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ. ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، - قَالَ الْقَعْنَبِيُّ: سِتَّ مَرَّاتٍ - ثُمَّ أَوْتَرَ. ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتَّى جَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ، فَقَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ، ثُمَّ خَرَجَ. فَصَلَّى الصُّبْحَ

✿✿ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں

1366- اسنادہ صحیح. القعنبی: ھو عبد اللہ بن مسلمۃ, وابو بکر: ھو ابن محمد ابن عمرو بن حزم. وھو فی "موطا مالک" 221/1, ومن طریقہ اخرجہ مسلم (765), وابن ماجہ (1362), والنسائی فی "الکبری" (395) و (1338). وھو فی "مسند احمد" (21680), و "صحیح ابن حبان" (2608).

رات بسر کی جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خالہ تھیں راوی کہتے ہیں: میں بستر پر چوڑائی کی سمت میں لیٹ گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلیہ لمبائی کی سمت میں لیٹ گئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے یہاں تک کہ جب نصف رات ہو گئی یا اس سے کچھ پہلے یا اس سے کچھ بعد میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر کر نیند کے اثرات کو ختم کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ آل عمران کی آخری دس آیات کی تلاوت کی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم لٹکے ہوئے مشکیزے کی طرف گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے لگے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں بھی اٹھا میں نے بھی اسی طرح کیا' جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا پھر میں گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں آ کر کھڑا ہو گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے سر پر رکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے کان پکڑ کر ملنا شروع کیے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت ادا کیں' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت ادا کیں' پھر دو رکعت ادا کیں' پھر دو رکعت ادا کیں' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت ادا کیں۔

قعنبی نامی راوی نے چھ مرتبہ یہ الفاظ نقل کیے ہیں: پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر ادا کیے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم لیٹ گئے' یہاں تک کہ مؤذن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مختصر رکعت (یعنی فجر کی دو سنتیں) ادا کیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور صبح کی نماز پڑھائی۔

بَابُ مَا يُؤْمَرُ بِهِ مِنَ الْقَصْدِ فِي الصَّلَاةِ

باب: نماز میں میانہ روی اختیار کرنے کا حکم ہونا

1368 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، اَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اكْلَفُوا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيقُونَ، فَإِنَّ اللهَ لَا يَمَلُّ، حَتَّى تَمَلُّوا، وَإِنَّ اَحَبَّ الْعَمَلِ إِلَى اللهِ اَدْوَمُهُ، وَإِنْ قَلَّ. وَكَانَ إِذَا عَمِلَ عَمَلًا اَثْبَتَهُ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

''تم خود کو اتنے عمل کا پابند کرو جس کی تم طاقت رکھتے ہو' کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فضل اس وقت تک منقطع نہیں ہوتا جب تک تم تھکاوٹ کا شکار نہیں ہو جاتے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل وہ ہے' جو باقاعدگی سے کیا جائے' اگرچہ وہ تھوڑا ہو''۔

(سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی عمل کرتے تھے' تو اسے باقاعدگی سے کیا کرتے تھے۔

شرح

حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تمہیں چاہیے کہ اسی وقت تک نماز پڑھو جب تک کہ خوش

دلی رہے اور جب طبیعت ست ہو جائے تو بیٹھ جاؤ۔ (بخاری ومسلم مشکوۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 1219)

حدیث کا حاصل یہ ہے کہ آخرت کی راہ سعادت اور بھلائی اختیار کرنے والے کو چاہیے کہ عبادت میں اپنی بساط اور طاقت کے مطابق کوشش کرے طاعت کے معاملے میں میانہ روی اختیار کرے اور تنگ دلی وانقباض کے ساتھ عبادت کرنے سے احتراز کرے۔ عبادت اسی وقت تک کرے جب تک کہ بشاشت قلبی اور سکون واطمینان حاصل رہے۔ جب طبیعت ست ہو جائے تو عبادت ترک کر دے، اگر کوئی آدمی عبادت کرتے کرتے تھک جائے اور ست ہو جائے، نیز عبادت چھوڑ کر اس خیال سے کسی امر مباح میں مشغول ہو جائے مثلاً سو جائے یا گفتگو وغیرہ میں لگ جائے تا کہ آئندہ عبادت کے لئے مزید بشاشت وخوشی اور اطمینان و سکون حاصل ہو سکے تو اس کی یہ مشغولیت عبادت وطاعت ہی میں شمار کی جاتی ہے۔ اسی لئے فرمایا گیا ہے کہ" عالم کی نیند (بھی) عبادت ہے" کسالت وملالت اور طبیعت کی تنگی کے وقت نفل اعمال کو ترک کر دینے کے سلسلے میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں، چنانچہ ایسے موقعہ پر جبکہ طبیعت میں اضمحلال اور سستی پیدا ہو جائے نفل اعمال کو ترک کر دینے کی اجازت اس لئے دی گئی ہے کہ عمل کا نفس پر گراں ہونا آخر کار عمل کے بالکل چھوٹ جانے یا اس میں نقصان واقع ہو جانے کا سبب بن جاتا ہے۔

لیکن اتنی بات سمجھ لیجئے کہ نفس کو بہت زیادہ عبادت کرنے کی عادت ڈالنی چاہیے تا کہ طبیعت عبادت کی مشقت وریاضت کی خوگر ہو جائے، کاہل طبیعت، آرام طلب اور ست مزاج لوگوں کی طرح ہو جانا چاہیے جو کہ مختصر سی عبادت اور تھوڑے سے عمل میں بھی تھک جاتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ عبادت اور ریاضت ومجاہدہ کو ادھورا چھوڑ کر بیٹھ جاتے ہیں لیکن بہت زیادہ عبادت کرنے کی اگر عادت پڑ جاتی ہے تو زیادہ سے زیادہ عبادت طبیعت پر گراں نہیں ہوتی، چنانچہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جن لوگوں کو پہلے دو رکعت نماز پڑھنی اور قرآن کے ایک پارے کی تلاوت بھی گراں گذرتی تھی اور اس کی وجہ سے ان کی طبیعت میں سستی واضمحلال پیدا ہو جاتا تھا انہوں نے ہی جب زیادہ عبادات اور ریاضت ومجاہدہ کی عادت پیدا کر لی اور اپنے نفس اور اپنی طبیعت کو راہ الٰہی کی سعادتوں کے حصول کی خاطر مشقت ومحنت کا عادی بنالیا تو انہیں سو رکعت نماز پڑھنی اور قرآن کے دس پاروں کی تلاوت بھی آسان معلوم ہونے لگی۔

1369 - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا عَمِّي، حَدَّثَنَا اَبِي، عَنِ ابْنِ اِسْحَاقَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ اِلٰى عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ، فَجَاءَهُ، فَقَالَ: يَا عُثْمَانُ، اَرَغِبْتَ عَنْ سُنَّتِي، قَالَ: لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَلٰكِنْ سُنَّتَكَ اَطْلُبُ، قَالَ: فَاِنِّي اَنَامُ وَاُصَلِّي، وَاَصُوْمُ وَاُفْطِرُ، وَاَنْكِحُ النِّسَاءَ، فَاتَّقِ اللّٰهَ يَا عُثْمَانُ، فَاِنَّ لِاَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَاِنَّ لِضَيْفِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَاِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، فَصُمْ وَاَفْطِرْ، وَصَلِّ وَنَمْ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو بلوایا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: اے عثمان کیا تم میری سنت سے منہ موڑنا چاہتے ہو؟ انہوں نے عرض کی: جی نہیں! اللہ کی قسم! یارسول اللہ! میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت (پر عمل کرنے) کا طلب گار ہوں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا: میں سو بھی جاتا ہوں اور (رات کے وقت) نفل بھی ادا کرتا ہوں' میں (نفلی) روزہ رکھ بھی لیتا ہوں اور چھوڑ بھی دیتا ہوں اور میں نے خواتین کے ساتھ شادی بھی کی ہے' اے عثمان! تم اللہ سے ڈرو! کیونکہ تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے تمہارے مہمان کا بھی تم پر حق ہے تمہاری جان کا بھی تم پر حق ہے تم (نفلی) روزہ رکھ بھی لیا کرو اور چھوڑ بھی دیا کرو (رات کے وقت) نوافل بھی ادا کیا کرو اور سو بھی جایا کرو۔

1370 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ، كَيْفَ كَانَ عَمَلُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ هَلْ كَانَ يَخُصُّ شَيْئًا مِنَ الْأَيَّامِ؟ قَالَتْ: لَا، كَانَ كُلُّ عَمَلِهِ دِيمَةً، وَأَيُّكُمْ يَسْتَطِيعُ مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَطِيعُ

❁❁ علقمہ بیان کرتے ہیں: میں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل کیسا تھا؟ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مخصوص دن کو (اہتمام کے ساتھ عبادت کرنے کے لیے) مخصوص کرتے تھے؟ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: جی نہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر عمل باقاعدگی سے ہوتا تھا' اور تم میں سے کون اس چیز کی استطاعت رکھتا ہے' جس کی استطاعت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رکھتے تھے۔

1370- اسناده صحيح. جرير: هو ابن عبد الحميد الضبي، ومنصور: هو ابن المعتمر السلمي، وابراهيم: هو ابن يزيد النخعي، وعلقمة: هو ابن قيس بن عبد الله النخعي، واخرجه البخاري (1987) و (6466)، ومسلم (783)، والنسائي في "الكبرى" (كما في "تحفة الاشراف" /24512) من طريق منصور بن المعتمر، بهذا الاسناد. وهو في "مسند احمد" (24162)، و "صحيح ابن حبان" (322) و (3647).

بَابُ تَفْرِيعِ أَبْوَابِ شَهْرِ رَمَضَانَ

رمضان کے مہینے سے متعلق فروعی ابواب

ماہ رمضان میں قیام سے مراد ہے اس بابرکت مہینے کی مقدس راتوں کو عبادت الٰہی کے لئے یعنی نماز تراویح اور تلاوت قرآن وغیرہ کے لئے جاگتے رہنا۔ نماز تراویح: یہاں اس باب کے تحت زیادہ تر تراویح سے متعلق احادیث نقل کی جائیں گی اور اس نماز کی فضیلت اور اس کے احکام و مسائل بیان کئے جائیں گے اس موقع پر نماز تراویح کے چند احکام بیان کئے جاتے ہیں۔

(۱) رمضان میں نماز تراویح مرد و عورت دونوں کے لئے سنت مؤکدہ ہے۔ (۲) جس رات کو رمضان کا چاند دیکھا جائے اسی رات سے تراویح شروع کی جائے اور جب عید کا چاند دیکھا جائے تو چھوڑ دی جائے۔

(۳) نماز تراویح روزے کی تابع نہیں ہے جو لوگ کسی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکیں ان کے لئے بھی تراویح کا پڑھنا سنت ہے اگر نہ پڑھیں گے تو ترک سنت کا گناہ ان پر ہوگا۔

(۴) نماز تراویح کا وقت عشاء کی نماز کے بعد شروع ہوتا ہے اگر کوئی عشاء کی نماز کے بعد تراویح پڑھ چکا ہو اور اس کے بعد معلوم ہو کہ عشاء کی نماز میں کچھ سہو ہو گیا جس کی وجہ سے عشاء کی نماز نہیں ہوئی تو اسے عشاء کی نماز کے بعد تراویح کا اعادہ بھی کرنا چاہیے۔

(۵) اگر عشاء کی نماز جماعت سے نہ پڑھی گئی ہو تو تراویح بھی جماعت سے نہ پڑھی جائے اس لئے کہ تراویح عشاء کے تابع ہے ہاں جو لوگ جماعت سے عشاء کی نماز پڑھ کر تراویح جماعت سے پڑھ رہے ہوں ان کے ساتھ شریک ہو کر اس آدمی کے لئے بھی تراویح کا جماعت سے پڑھ لینا درست ہو جائے گا جس نے عشاء کی نماز بغیر جماعت کے پڑھی ہے اس لئے کہ وہ ان لوگوں کا تابع سمجھا جائے گا جن کی جماعت درست ہے۔

(۶) اگر کوئی مسجد میں ایسے وقت پہنچے کہ عشاء کی نماز ہو چکی ہو تو اسے چاہیے کہ پہلے عشاء کی نماز پڑھے پھر تراویح میں شریک ہو اور درمیان میں تراویح کی جو رکعتیں ہو جائیں ان کو وتر پڑھنے کے بعد پڑھے۔

(۷) مہینے میں ایک مرتبہ قرآن مجید کا ترتیب وار تراویح میں پڑھنا سنت مؤکدہ ہے لوگوں کی کاہلی و سستی کی وجہ سے اس کو ترک نہیں کرنا چاہیے ہاں اگر یہ اندیشہ ہو کہ پورا قرآن مجید پڑھا جانے کا تو لوگ نماز میں نہیں آئیں گے اور جماعت ٹوٹ جائے گی

ان کو بہت ناگوار ہوگا تو بہتر ہے کہ جس قدر لوگوں کو گراں گذرے اسی قدر پڑھا جائے۔ باقی الم ترکیف سے آخر کی دس سورتیں پڑھ دی جائیں۔ ہر رکعت میں ایک سورت پھر جب دس رکعتیں ہو جائیں تو انہیں سورتوں کو دوبارہ پڑھ دے یا اور جو سورتیں چاہے پڑھے۔

(۸) ایک قرآن مجید سے زیادہ نہ پڑھا جائے تاوقتیکہ کہ لوگوں کا شوق نہ معلوم ہو جائے۔ (۹) ایک رات میں پورے قرآن مجید کا پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ لوگ شوقین ہوں کہ انہیں گراں نہ گذرے اگر گراں گذرے اور ناگوار ہو تو مکروہ ہے۔

(۱۰) تراویح میں کسی سورت کے شروع پر ایک مرتبہ بسم اللہ الرحمن الرحیم بلند آواز سے پڑھ دینا چاہیے اس لئے کہ بسم اللہ بھی قرآن مجید کی ایک آیت ہے۔ اگرچہ کسی سورت کا جز نہیں پس اگر بسم اللہ بالکل نہ پڑھی جائے تو مقتدیوں کا قرآن مجید پورا نہ ہوگا۔

(۱۱) تراویح کا رمضان کے پورے مہینے میں پڑھنا سنت ہے اگرچہ قرآن مجید مہینہ پورا ہونے سے پہلے ہی ختم ہو جائے مثلاً پندرہ روز میں یا بیس روز میں پورا قرآن مجید پڑھ دیا جائے تو بقیہ پندرہ یا دس روز میں تراویح کا پڑھنا سنت موکدہ ہے۔

نماز تراویح کا بیان

حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (رمضان میں) مسجد میں بوریے کا ایک حجرہ بنایا اور کئی راتیں اس میں (تراویح کے علاوہ نفل) نماز پڑھی (جب لوگ جمع ہو جاتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجرے سے باہر تشریف لاتے اور فرائض و تراویح جماعت کے ساتھ پڑھتے) یہاں تک کہ (ایک روز بہت زیادہ) لوگ جمع ہو گئے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ فرض نماز پڑھ کر حجرے میں تشریف لے جا چکے تھے اور جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کچھ دیر کے بعد باہر تشریف نہ لائے اس لئے لوگوں نے آپ کی کوئی آہٹ محسوس نہیں کی چنانچہ وہ یہ سمجھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے اور لوگوں نے کھنکارنا شروع کیا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (بیدار ہو جائیں اور نماز تراویح کے لئے) باہر تشریف لے آئیں (جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گذشتہ راتوں میں تشریف لاتے تھے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حجرہ سے باہر نکل کر یا اندر ہی سے) فرمایا کہ "تمہارا کام جو میں دیکھ رہا ہوں برابر جاری رہے (یعنی جماعت سے تراویح پڑھنے کا شوق اور عبادت کے معاملہ میں تمہارا جذبہ ہمیشہ رہے اور پھر فرمایا) لیکن مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ نماز تم پر فرض نہ ہو جائے (یعنی اگر میں ہمیشہ نماز تراویح جماعت سے پڑھتا تو یہ نماز تم پر فرض ہو جاتی) اور اگر یہ نماز فرض ہو جاتی تو تم اس کی ادائیگی سے قاصر رہتے، لہٰذا اے لوگو! تم اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو کیونکہ انسان کی بہترین نماز وہی ہے جسے اس نے اپنے گھر میں پڑھا ہو سوائے فرض نماز کے (کہ اسے مسجد میں ہی پڑھنا افضل ہے۔

(صحیح البخاری و صحیح مسلم، مشکوۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 1268)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی میں اعتکاف کے لئے بوریے کا ایک حجرہ سا بنا لیا تھا۔ اسی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کی با برکت اور مقدس ساعتوں میں عبادت الٰہی اور ذکر اللہ میں مشغول رہا کرتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ مسجد میں بوریے کا یا اسی قسم کی کسی دوسری چیز کا معتکف بنا لینا جائز ہے لیکن یہ شرائط کہ اپنی حاجت وضرورت سے زیادہ جگہ نہ روکی جائے ورنہ تو بصورت دیگر

حرام ہوگا کیونکہ زیادہ جگہ گھیرنے سے دوسرے نمازیوں کو تنگی ہوگی بشرطیکہ جگہ ایسی ہو جس کی لوگوں کو احتیاج اور ضرورت ہو اگرچہ کبھی کبھی ہی ضرورت ہو ہاں اگر کوئی آدمی قرینے سے جانتا ہو کہ اگر لوگ بہت تعداد میں بھی مسجد میں آجائیں گے تب بھی معتکف کے لئے گھیری ہوئی جگہ کی انہیں احتیاج نہیں ہوگی تو ایسی صورت میں ضرورت سے زیادہ بھی جگہ گھیر لینا حرام نہیں ہوگا یہ تفصیل اس بات پر بصراحت دلالت کرتی ہے کہ ایام حج میں مسجد حرام کے اندر لوگوں کو تنگی میں مبتلا کرنا حرام ہے۔ یہ حدیث جہاں رسول اللہ ﷺ کی امت کے حق میں انتہائی شان رحمت کی غمازی کر رہی ہے کہ آپ ﷺ نے نماز تراویح کی جماعت پر اس لئے مداومت نہیں فرمائی کہ کہیں یہ نماز امت کے لئے فرض ہی قرار نہ دیدی جائے جس سے امت کے لوگ تنگی و پریشانی میں مبتلا ہو جائیں۔

وہیں یہ حدیث اس بات کی بھی صریح دلیل ہے کہ تراویح کی نماز باجماعت پڑھنا سنت ہے۔ **فَصَلُّوْا اَيُّهَا النَّاسُ الخ** (لہٰذا، اے لوگو! تم اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو) میں امر استحبابی ہے یعنی آپ ﷺ نے یہ حکم وجوب اور لزوم کے طور پر نہیں دیا بلکہ مقصد یہ ہے کہ فرض نماز کے علاوہ دیگر سنن و نوافل گھروں میں پڑھنا بہتر اور مناسب ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ عام نگاہوں سے بچ کر گھروں میں سنت و نفل نماز پڑھنے میں ریاء و نمائش کا کوئی ادنیٰ سا جذبہ بھی ظاہر نہیں ہوتا جو ظاہر ہے کہ عبادت کے سلسلے میں انتہائی مستحسن اور مطلوب ہے۔ **فَاِنَّ اَفْضَلَ الصَّلٰوةِ الخ** (انسان کی بہترین نماز وہی ہے جسے اس نے اپنے گھر میں پڑھا ہو) یہ حکم تمام سنن و نوافل نمازوں کے بارے میں ہے کہ کوئی بھی سنت یا نفل نماز ہو سب سے بہتر وہی نماز ہے جسے نمازی نے عام نگاہوں سے بچ کر اپنے گھر میں پڑھا ہو مگر وہ نوافل اس حکم میں شامل نہیں ہیں جو شعار اسلام میں سے ہیں مثلاً نماز کسوف، نماز استسقاء اور نماز عیدین کیونکہ ان نمازوں کو مسجد میں ہی پڑھنا افضل ہے۔

نیز مسافروں کے لئے کعبہ اور مسجد نبوی بھی ان احکام میں شامل نہیں ہیں یعنی اگر کسی خوش نصیب کو کعبۃ اللہ اور مسجد نبوی کی زیارت کا شرف حاصل ہو اور وہ مسافر ہو تو اس کے لئے افضل یہی ہے کہ وہ فرض نمازوں کے ساتھ سنن و نوافل بھی مسجد حرام یا مسجد نبوی میں ہی پڑھے کیونکہ مسافروں کو یہ موقعہ کبھی کبھی نصیب ہوتا ہے کہ وہ مسجد حرام اور مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کی سعادت حاصل کر سکیں اس لئے مسافر اس موقعہ کو غنیمت جانے اور زیادہ سے زیادہ نمازیں مسجد حرام اور مسجد نبوی میں پڑھے۔ اور یہ (یعنی مسجد حرام اور مسجد نبوی کو اس حکم سے مستثنیٰ قرار دینا) اس بات پر قیاس کیا جاتا ہے کہ مشائخ نے فرمایا ہے کہ مسافروں کے لئے کعبۃ اللہ کا طواف نفل نماز پڑھنے سے افضل ہے۔

بَابٌ فِيْ قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ

باب: رمضان کے مہینے میں نوافل ادا کرنا یعنی (نماز تراویح پڑھنا)

1371 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَوَكِّلِ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، قَالَ الْحَسَنُ فِيْ حَدِيْثِهِ: وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرَغِّبُ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ غَيْرِ أَنْ يَأْمُرَهُمْ بِعَزِيمَةٍ، ثُمَّ يَقُولُ: مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْأَمْرُ عَلَى ذٰلِكَ، ثُمَّ كَانَ الْأَمْرُ عَلَى ذٰلِكَ فِي خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَا رَوَاهُ عُقَيْلٌ، وَيُونُسُ، وَأَبُو أُوَيْسٍ: مَنْ قَامَ رَمَضَانَ، وَرَوَى عُقَيْلٌ: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَقَامَهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو تاکید سے حکم دیئے بغیر انہیں رمضان میں نوافل ادا کرنے کی ترغیب دیتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ارشاد فرماتے تھے۔

''جو شخص ایمان کی حالت میں ثواب کی امید رکھتے ہوئے رمضان میں نوافل ادا کرے گا اس کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت ہو جائے گی''۔

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا' تو یہ معاملہ اسی طرح رہا پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں بھی یہ معاملہ اسی طرح رہا' اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دور میں بھی اسی طرح رہا۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) عقیل، یونس اور ابواویس نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

''جو شخص رمضان میں نوافل ادا کرے''۔

عقیل نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: ''جو شخص رمضان کے روزے رکھے اور اس میں نوافل ادا کرے''۔

شرح

صحیح اعتقاد اور حصول ثواب کے لئے رمضان میں قیام کرنے" کا مطلب یہ ہے کہ" رمضان کی مقدس و بابرکت راتوں میں عبادت الٰہی کے لئے شب بیداری کرنا" یا اس سے یہ بھی مراد ہے کہ" جو آدمی صحیح اعتقاد کے ساتھ نماز تراویح پڑھے یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات پر ایمان رکھتا ہو اور اس بات کو سچ جانتا ہو کہ رمضان کی راتوں کو عبادت الٰہی میں مشغول ہونا مثلاً نماز تراویح وغیرہ کا پڑھنا اللہ تعالیٰ کے قریب اور اس کی رضا و خوشنودی کا باعث ہے تو اس کے وہ گناہ صغیرہ جو اس سے سرزد ہو چکے ہیں معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

1372 - حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ، وَابْنُ أَبِي خَلَفٍ، الْمَعْنَى، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَا رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا پتہ چلا ہے:

''جو شخص ایمان کی حالت میں ثواب کی امید رکھتے ہوئے رمضان میں روزے رکھے اس کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت ہو جائے گی اور جو شخص ایمان کی حالت میں ثواب کی امید رکھتے ہوئے شب قدر میں نوافل ادا کرے اس کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت ہو جائے گی''۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یحییٰ بن ابوقیصر نے ابوسلمہ کے حوالے سے اور محمد بن عمرو نے ابوسلمہ کے حوالے سے یہ روایت اسی طرح نقل کی ہے۔

1373 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِي الْمَسْجِدِ، فَصَلَّى بِصَلَاتِهِ نَاسٌ، ثُمَّ صَلَّى مِنَ الْقَابِلَةِ، فَكَثُرَ النَّاسُ، ثُمَّ اجْتَمَعُوا مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ، فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا أَصْبَحَ، قَالَ: قَدْ رَأَيْتُ الَّذِي صَنَعْتُمْ فَلَمْ يَمْنَعْنِي مِنَ الْخُرُوجِ إِلَيْكُمْ، إِلَّا أَنِّي خَشِيتُ أَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ وَذَلِكَ فِي رَمَضَانَ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ہیں' وہ بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں نماز ادا کی کچھ لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کی پھر اگلی رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا کی۔ تو لوگوں کی تعداد زیادہ ہوگئی پھر تیسری رات بہت سے لوگ اکٹھے ہو گئے لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف نہیں لے گئے جب صبح ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم لوگوں نے جو طرز عمل اختیار کیا تھا وہ میں نے دیکھ لیا تھا لیکن میں اس لیے نکل کر تمہاری طرف نہیں آیا کیونکہ مجھے اس بات کا اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ تم پر فرض نہ ہو جائے''۔

(راوی کہتے ہیں:) یہ رمضان کے مہینے کی بات ہے۔

1374 - حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ النَّاسُ يُصَلُّونَ فِي الْمَسْجِدِ فِي رَمَضَانَ أَوْزَاعًا، فَأَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَضَرَبْتُ لَهُ حَصِيرًا، فَصَلَّى عَلَيْهِ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ، قَالَتْ فِيهِ: قَالَ: تَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّهَا النَّاسُ، أَمَا وَاللَّهِ مَا بِتُّ لَيْلَتِي هَذِهِ بِحَمْدِ اللَّهِ غَافِلًا، وَلَا خَفِيَ عَلَيَّ مَكَانُكُمْ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: لوگ رمضان کے مہینے میں مختلف ٹکڑیوں میں بٹ کر نماز ادا کرتے تھے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ حکم دیا میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چٹائی بنادی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر نماز ادا کرنے لگے' اس کے بعد راوی نے یہ پورا واقعہ بیان کیا ہے' جس میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اے لوگو! اللہ کی قسم! میں نے الحمد للہ گزشتہ رات غفلت کے عالم میں بسر نہیں کی ہے اور تمہاری صورت حال بھی مجھ سے پوشیدہ نہیں تھی''۔

1375 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، أَخْبَرَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: صُمْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَضَانَ، فَلَمْ يَقُمْ بِنَا شَيْئًا مِنَ الشَّهْرِ حَتّٰى بَقِيَ سَبْعٌ، فَقَامَ بِنَا حَتّٰى ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ، فَلَمَّا كَانَتِ السَّادِسَةُ لَمْ يَقُمْ بِنَا، فَلَمَّا كَانَتِ الْخَامِسَةُ قَامَ بِنَا حَتّٰى ذَهَبَ شَطْرُ اللَّيْلِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، لَوْ نَفَّلْتَنَا قِيَامَ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ، قَالَ: فَقَالَ: إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا صَلَّى مَعَ الْإِمَامِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ حُسِبَ لَهُ قِيَامُ لَيْلَةٍ، قَالَ: فَلَمَّا كَانَتِ الرَّابِعَةُ لَمْ يَقُمْ، فَلَمَّا كَانَتِ الثَّالِثَةُ جَمَعَ أَهْلَهُ وَنِسَاءَهُ وَالنَّاسَ، فَقَامَ بِنَا حَتّٰى خَشِينَا أَنْ يَفُوتَنَا الْفَلَاحُ، قَالَ: قُلْتُ: وَمَا الْفَلَاحُ؟ قَالَ: السُّحُورُ، ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِقِيَّةَ الشَّهْرِ

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رمضان کے روزے رکھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پورا مہینہ ہمیں نوافل نہیں پڑھائے' یہاں تک کہ سات دن باقی رہ گئے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نوافل پڑھائے' یہاں تک کہ ایک تہائی رات گزر گئی جب چھٹی رات آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں' پھر نوافل نہیں پڑھائے جب پانچویں رات آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں' پھر نوافل پڑھائے' یہاں تک کہ نصف رات گزر گئی میں نے عرض کی: یارسول اللہ! اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوری رات ہمیں نفل پڑھاتے دیتے' تو (مناسب ہوتا) راوی کہتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب کوئی شخص امام کی اقتداء میں نماز ادا کر کے واپس چلا جائے' تو اس کے لیے رات بھر نوافل ادا کرنے کا ثواب نوٹ کیا جاتا ہے''۔

راوی کہتے ہیں: جب چوتھی رات آئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نوافل نہیں پڑھائے جب تیسری رات آئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل خانہ کو' اپنی ازواج کو اور لوگوں کو اکٹھا کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نوافل پڑھائے' یہاں تک کہ ہمیں یہ اندیشہ ہوا کہ ہماری فلاح رہ جائے گی۔

راوی کہتے ہیں: میں نے دریافت کیا: فلاح سے مراد کیا ہے؟

انہوں نے جواب دیا: سحری۔

(حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:) پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے باقی مہینے میں ہمیں نوافل نہیں پڑھائے۔

1376 - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، وَدَاوُدُ بْنُ أُمَيَّةَ، أَنَّ سُفْيَانَ، أَخْبَرَهُمْ، عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ، وَقَالَ دَاوُدُ: عَنِ ابْنِ عُبَيْدِ بْنِ نِسْطَاسٍ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ أَحْيَا اللَّيْلَ، وَشَدَّ الْمِئْزَرَ، وَأَيْقَظَ أَهْلَهُ.

1375- اسنادہ صحیح، مسدد: هو ابن مسرهد الاسدی ...

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَأَبُو يَعْفُورٍ اسْمُهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ نِسْطَاسٍ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب (رمضان کا آخری) عشرہ شروع ہو جاتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات بھر نوافل ادا کرتے رہتے تھے آپ کمر ہمت باندھ لیتے تھے اور اپنے اہل خانہ کو بھی بیدار کرتے تھے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) ابویعفور نامی راوی کا نام عبدالرحمن بن عبید بن نسطاس ہے۔

1377 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي مُسْلِمُ بْنُ خَالِدٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِذَا أُنَاسٌ فِي رَمَضَانَ يُصَلُّونَ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: مَا هٰؤُلَاءِ؟، فَقِيلَ: هٰؤُلَاءِ نَاسٌ لَيْسَ مَعَهُمْ قُرْآنٌ، وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يُصَلِّي، وَهُمْ يُصَلُّونَ بِصَلَاتِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَصَابُوا، وَنِعْمَ مَا صَنَعُوا،

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَيْسَ هٰذَا الْحَدِيثُ بِالْقَوِيِّ، مُسْلِمُ بْنُ خَالِدٍ ضَعِيفٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے کچھ لوگ رمضان کے مہینے میں مسجد کے ایک کونے میں نوافل ادا کر رہے تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ عرض کی گئی: یہ وہ لوگ ہیں جنہیں قرآن نہیں آتا حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے ہیں اور یہ لوگ ان کی پیروی میں نماز ادا کر رہے ہیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان لوگوں نے ٹھیک کیا ہے اور انہوں نے بہت عمدہ کام کیا ہے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ روایت قوی نہیں ہے مسلم بن خالد نامی راوی ضعیف ہے۔

بیس رکعت نماز تراویح کے دلائل کا بیان

دلیل نمبر 1: قَالَ الْإِمَامُ الْحَافِظُ حَمْزَةُ بْنُ يُوسُفَ السَّهْمِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ الْقَصْرِيُّ الشَّيْخُ الصَّالِحُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ الْعَبْدُ الصَّالِحُ قَالَ، أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَنَّازِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عَتِيكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي رَمَضَانَ فَصَلَّى النَّاسَ أَرْبَعَةً وَّعِشْرِينَ رَكْعَةً وَأَوْتَرَ بِثَلَاثَةٍ۔ (تاریخ جرجان للحافظ حمزۃ بن یوسف السہمی ص 146)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف کی ایک رات تشریف لائے۔ لوگوں کو چار رکعات فرض، بیس رکعات نماز (تراویح) اور تین رکعات وتر پڑھائے۔

دلیل نمبر 2: قَالَ الْإِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ أَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُثْمَانَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ ج 2 ص 286؛ معجم کبیر طبرانی ج 5 ص 433)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان شریف میں بیس رکعات نماز (تراویح) اور وتر پڑھاتے تھے۔

دلیل نمبر 3: عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَمَرَ اُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ اَنْ يُّصَلِّيَ بِاللَّيْلِ فِيْ رَمَضَانَ فَقَالَ اِنَّ النَّاسَ يَصُوْمُوْنَ النَّهَارَ لَايُحْسِنُوْنَ اَنْ يَّقْرَاُوْا فَلَوْ قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ عَلَيْهِمْ بِاللَّيْلِ فَقَالَ يَااَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! هٰذَا شَيْءٌ لَمْ يَكُنْ۔ فَقَالَ؛ قَدْ عَلِمْتُ وَلٰكِنَّهٗ اَحْسَنُ۔ فَصَلّٰى بِهِمْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔
(اتحاف الخیرۃ المہرۃ علی المطالب العالیہ ج2 ص424)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھے حکم دیا کہ میں رمضان شریف کی رات میں نماز (تراویح) پڑھاؤں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "لوگ دن کو روزہ رکھتے ہیں اور (رات) قرأت (قرآن) اچھی نہیں کرتے۔ تو قرآن مجید کی رات کو تلاوت کرے تو اچھا ہے۔" حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اے امیر المومنین! یہ تلاوت کا طریقہ پہلے نہیں تھا۔" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں جانتا ہوں لیکن یہ طریقہ تلاوت اچھا ہے۔" تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بیس رکعات نماز (تراویح) پڑھائی۔

دلیل نمبر 4: قَالَ الْاِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ الْجَوْهَرِيُّ اَنَا اِبْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ خُصَيْفَةَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ كَانُوْا يَقُوْمُوْنَ عَلٰى عَهْدِ عُمَرَ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَاِنْ كَانُوْا لَيَقْرَؤُوْنَ بِالْمِئَيْنِ مِنَ الْقُرْاٰنِ۔ (مسند ابن الجعد ص413، معرفۃ السنن والآثار للبیہقی ج2 ص305)

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں رمضان شریف کے مہینہ میں بیس رکعات (نماز تراویح) پابندی سے پڑھتے اور قرآن مجید کی دو سو آیات پڑھتے تھے۔

دلیل نمبر 5: قَالَ الْاِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ اَبُوْبَكْرِ الْبَيْهَقِيُّ اَخْبَرَنَا اَبُوْعَبْدِاللّٰهِ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ فَنْجَوَيْهِ الدِّيْنَوَرِيُّ بِالدَّامَغَانِ ثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ السُّنِّيُّ اَنْبَاَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالْعَزِيْزِ الْبَغَوِيُّ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ اَنْبَاَ اِبْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ خُصَيْفَةَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ كَانُوْا يَقُوْمُوْنَ عَلٰى عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَاِنْ كَانُوْا لَيَقْرَؤُوْنَ بِالْمِئَيْنِ وَكَانُوْا يَتَوَكَّئُوْنَ عَلٰى عِصِيِّهِمْ فِيْ عَهْدِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ مِنْ شِدَّةِ الْقِيَامِ۔ (سنن الکبری للبیہقی ج2 ص496)

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں رمضان شریف میں بیس رکعات (نماز تراویح) پابندی سے پڑھتے تھے۔ فرماتے ہیں کہ وہ قرآن مجید کی دو سو آیات تلاوت کرتے تھے اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور میں لوگ قیام کے (لمبا ہونے کی وجہ سے) اپنی (لاٹھیوں) پر ٹیک لگاتے تھے۔

دلیل نمبر 6: قَالَ الْاِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ اَبُوْدَاؤُدَ حَدَّثَنَا شُجَاعُ بْنُ مَخْلَدٍ نَا هُشَيْمٌ اَنَا يُوْنُسُ بْنُ

عُبَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ جَمَعَ النَّاسَ عَلٰى اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ فِيْ قِيَامِ رَمَضَانَ . فَكَانَ يُصَلِّيْ بِهِمْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔ (سنن ابی داود ص 1429، سیر اعلام النبلاء امام ذہبی ج3 ص 176)

ترجمہ: حضرت حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رمضان شریف میں نماز تراویح پڑھنے کے لیے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی امامت پر لوگوں کو جمع کیا تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ان کو بیس رکعات (نماز تراویح) پڑھاتے تھے۔

دلیل نمبر7: رَوَى الْاِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ زَيْدُ بْنُ عَلِيِّ الْهَاشِمِيُّ فِيْ مُسْنَدِهٖ كَمَا حَدَّثَنِيْ زَيْدُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ عَلِيٍّ اَنَّهٗ اَمَرَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ صَلَاةَ الْقِيَامِ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ اَنْ يُّصَلِّيَ بِهِمْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً يُسَلِّمُ فِيْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَيُرَاوِحُ مَا بَيْنَ كُلِّ اَرْبَعِ رَكَعَاتٍ۔ (مسند الامام زید بن علی ص 158)

ترجمہ: حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو حکم دیا جو لوگوں کو رمضان شریف کے مہینہ میں نماز (تراویح) پڑھاتے تھے کہ وہ ان کو بیس رکعات نماز (تراویح) پڑھائیں! ہر دو رکعتوں کے درمیان سلام پھیرے اور ہر چار رکعتوں کے درمیان آرام کے لیے کچھ دیر وقفہ کرے۔

دلیل نمبر8: قَالَ الْاِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ اِبْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ حَسَنِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ عَنْ اَبِي الْحَسْنَاءِ اَنَّ عَلِيًّا اَمَرَ رَجُلًا يُّصَلِّيْ بِهِمْ فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج2 ص 285)

ترجمہ: حضرت ابو الحسناء رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو رمضان میں بیس رکعات نماز (تراویح) پڑھائیں۔

دلیل نمبر9: عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ كَانَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ يُصَلِّيْ بِنَا فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ فَيَنْصَرِفُ وَ عَلَيْهِ لَيْلٌ كَانَ يُصَلِّيْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ۔ (قیام اللیل للمروزی ص 157)

ترجمہ: حضرت زید بن وہب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رمضان شریف میں ہمیں نماز (تراویح) پڑھاتے اور گھر کو لوٹ جاتے تو رات ابھی باقی ہوتی تھی آپ رضی اللہ عنہ بیس رکعات (تراویح) اور تین رکعات وتر پڑھاتے تھے۔

دلیل نمبر10: قَالَ الْاِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ اِبْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ حَسَنٍ عَنْ عَبْدِالْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ كَانَ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ فِيْ رَمَضَانَ بِالْمَدِيْنَةِ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ ج2 ص 285؛ الترغیب والترہیب للاصبہانی ج2 ص 368)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں رمضان کے مہینے میں لوگوں کو بیس رکعات نماز (تراویح) اور تین (رکعات) وتر پڑھاتے تھے۔

دلیل نمبر 11: قَالَ الْإِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ اِبْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرٍ قَالَ ثَنَا وَکِیْعٌ عَنْ سُفْیَانَ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ قَیْسٍ عَنْ شُتَیْرِ بْنِ شَکْلٍ اَنَّہٗ کَانَ یُصَلِّیْ فِیْ رَمَضَانَ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَالْوِتْرَ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج2 ص285)

ترجمہ: حضرت شتیر بن شکل رحمہ اللہ (حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے ساتھی ہیں) رمضان شریف میں لوگوں کو بیس رکعات نماز (تراویح) اور وتر پڑھاتے تھے۔

دلیل نمبر 12: قَالَ الْإِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ اِبْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَۃَ عَنْ خَلَفٍ عَنْ رَبِیْعٍ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ خَیْرًا عَنْ اَبِی الْبَخْتَرِیِّ اَنَّہٗ کَانَ یُصَلِّیْ خَمْسَ تَرْوِیْحَاتٍ فِیْ رَمَضَانَ وَیُوْتِرُ بِثَلَاثٍ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج2 ص285)

ترجمہ: حضرت ابوالبختری رحمہ اللہ رمضان شریف میں (نماز تراویح) پانچ ترویحے (بیس رکعات) اور تین وتر پڑھاتے تھے۔

نوٹ: ایک ترویحہ چار رکعات کا ہوتا ہے۔

دلیل نمبر 13: قَالَ الْإِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ اِبْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُکَیْنٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ عُبَیْدٍ اَنَّ عَلِیَّ بْنَ رَبِیْعَۃَ کَانَ یُصَلِّیْ بِھِمْ فِیْ رَمَضَانَ خَمْسَ تَرْوِیْحَاتٍ وَّیُوْتِرُ بِثَلَاثٍ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج2 ص285)

ترجمہ: حضرت علی بن ربیعہ رحمہ اللہ رمضان شریف میں لوگوں کو پانچ ترویحے (بیس رکعات نماز تراویح) اور تین رکعات وتر پڑھاتے تھے۔

دلیل نمبر 14: قَالَ الْإِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ اِبْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَیْرٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِکِ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ اَدْرَکْتُ النَّاسَ وَھُمْ یُصَلُّوْنَ ثَلَاثًا وَّعِشْرِیْنَ رَکْعَۃً بِالْوِتْرِ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج2 ص285)

ترجمہ: جلیل القدر تابعی حضرت عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے (صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ جیسے) لوگوں کو بیس رکعات تراویح اور تین رکعات وتر پڑھتے پایا ہے۔

دلیل نمبر 15: قَالَ الْإِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ اِبْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَۃَ عَنْ حَجَّاجٍ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ اَنَّہٗ کَانَ یَؤُمُّ النَّاسَ فِیْ رَمَضَانَ بِاللَّیْلِ بِعِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَیُوْتِرُ بِثَلَاثٍ وَیَقْنُتُ قَبْلَ الرُّکُوْعِ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج2 ص285)

ترجمہ: حضرت حارث رحمہ اللہ لوگوں کو رمضان شریف میں بیس رکعات نماز (تراویح) اور تین وتر باجماعت پڑھاتے تھے اور (دعائے) قنوت (جو کہ وتر میں پڑھی جاتی ہے) رکوع سے پہلے پڑھتے تھے۔

<u>نماز تراویح میں قرآن مجید ختم کرنا سنت ہے</u>

1: عَنِ الْحَسَنِ قَالَ مَنْ اَمَّ النَّاسَ فِیْ رَمَضَانَ فَلْیَاْخُذْ بِھِمُ الْیُسْرَ فَاِنْ کَانَ بَطِیْءَ الْقِرَاءَۃِ

فَلْيَخْتِمِ الْقُرْآنَ خَتْمَةً وَاِنْ كَانَ قِرَاءَتُهُ بَيْنَ ذٰلِكَ فَخَتْمَةً وَنِصْفٌ فَاِنْ كَانَ سَرِيْعَ الْقِرَاءَةِ فَمَرَّتَيْنِ۔
(مصنف ابن ابی شیبہ ج2 ص284)

ترجمہ: حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو رمضان میں لوگوں کو نماز تراویح پڑھائے وہ ان سے آسانی کا معاملہ کرے۔ اگر اس کی قرأت آہستہ ہو تو ایک قرآن کریم کا ختم کرے، قرأت کی رفتار درمیانی ہو تو ڈیڑھ اور اگر تیز قرأت کرسکتا ہو تو پھر دو بار قرآن کا ختم کرے۔

2: وَعَنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ اَنَّهُ كَانَ يَخْتِمُ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ اِحْدٰى وَسِتِّيْنَ خَتْمَةً ثَلٰثِيْنَ فِي الْاَيَّامِ وَ ثَلٰثِيْنَ فِي اللَّيَالِيْ وَوَاحِدَةً فِي التَّرَاوِيْحِ۔ (فتاویٰ قاضی خان ج1 ص114)

ترجمہ: امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں مروی ہے کہ آپ رمضان مبارک میں اکسٹھ (61) قرآن مجید ختم کرتے تھے، تیس دن میں اور تیس رات میں اور ایک تراویح میں۔

3: قَالَ الْاِمَامُ الْفَقِيْهُ الْمُفْتِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَصْكَفِيْ رَحِمَهُ اللّٰهِ: (وَالْخَتْمُ) مَرَّةً سُنَّةٌ وَمَرَّتَيْنِ فَضِيْلَةٌ وَثَلَاثًا اَفْضَلُ (وَلَا يُتْرَكُ) الْخَتْمُ (لِكَسَلِ الْقَوْمِ)۔ (الدر المختار للحصکفی ج2 ص497)

مشہور فقیہ محمد بن علی بن حصکفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تراویح میں ایک بار ختم کرنا سنت ہے، دو بار فضیلت اور تین بار افضل ہے قوم کی سستی کی وجہ سے اسے ترک نہ کیا جائے۔

4: اَلسُّنَّةُ فِي التَّرَاوِيْحِ اِنَّمَا هُوَ الْخَتْمُ مَرَّةً فَلَا يُتْرَكُ لِكَسَلِ الْقَوْمِ۔

(فتاویٰ عالمگیریہ ج1 ص130 فصل فی التراویح)

ترجمہ: تراویح میں ایک بار ختم قرآن کرنا سنت ہے، لوگوں کی سستی کی وجہ سے ترک نہ کیا جائے۔

نماز تراویح کی بیس رکعات ہونے میں فقہی مذاہب اربعہ

حضرت ابوعبدالرحمن سلمی سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رمضان المبارک میں قاریوں کو بلایا اور ان میں سے ایک شخص کو بیس رکعت تراویح پڑھانے کا حکم دیا اور خود حضرت علی رضی اللہ عنہ انہیں وتر پڑھاتے تھے۔ یہ حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دیگر سند سے بھی مروی ہے۔ (البیہقی فی السنن الکبریٰ، 2/496، الرقم: 4396، والمبارکفوری فی تحفۃ الأحوذی، 3/444.)

حضرت ابوالحسناء بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو رمضان میں پانچ ترویحوں میں بیس رکعت تراویح پڑھانے کا حکم دیا۔ (وابن قدامۃ فی المغنی، 1/456، وقال: ہذا کالإجماع.)

حضرت عبدالعزیز بن رفیع نے بیان کیا کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں لوگوں کو رمضان المبارک میں بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھاتے تھے۔

حضرت حسن (بصری) رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حضرت ابی ابن بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں قیام رمضان کے لئے اکٹھا کیا تو وہ انہیں بیس رکعت تراویح پڑھاتے تھے۔ (ابن تیمیۃ فی مجموع فتاوی، 2/401)

حضرت زعفرانی ابو مرثد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں نے لوگوں کو مدینہ منورہ میں انالیس (39) اور مکہ مکرمہ میں تیئس (23) رکعت (بیس تراویح اور تین وتر) پڑھتے دیکھا۔

(القسطلانی فی فتح الباری، 4/253، والشوکانی فی نیل الاوطار، 3/64)

ابن رشد قرطبی نے فرمایا کہ امام مالک رضی اللہ عنہ نے اپنے دو اقوال میں سے ایک میں اور امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام احمد اور داؤد ظاہری نے بیس تراویح کا قیام پسند کیا ہے اور تین وتر اس کے علاوہ ہیں۔۔۔ اسی طرح امام مالک رضی اللہ عنہ نے یزید بن رومان سے روایت بیان کی فرمایا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ تیئس (23) رکعت (تراویح بشمول تین وتر) کا قیام کیا کرتے تھے۔ (ابن رشد فی بدایۃ المجتہد، 1/152)

منکرین تقلید اور تعداد تراویح کی مفصل بحث کا بیان

علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ منکرین تقلید کی طرف سے مسئلہ تراویح پر جو مضامین اب تک شائع ہوئے ہیں ان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس شرذمہ قلیلہ مٹھی بھر جماعت کے نزدیک بیس تراویح پڑھنے والے سب کے سب بدعتی، گمراہ و فاسق، فاجر اور العیاذ باللہ سنت رسول ﷺ کو مٹانے والے بد مذہب اور گنہگار ہیں کیونکہ جب بیس رکعت تراویح پڑھنا بدعت سیئہ قرار پایا تو جو بھی اس کو پڑھے گا یقیناً بدعتی قرار پائے گا۔ ایسی صورت میں جمہور امت مسلمہ تمام صحابہ کرام حتیٰ کہ خلفائے راشدین بھی معاذ اللہ بدعتی اور گنہگار رہے ہوئے حالانکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے ''اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم'' میرے اصحاب ستاروں کی طرح ہیں تم جس کی اقتداء کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔ نیز فرمایا ''اقتدوا بالذین من بعدی ابا بکر و عمر'' میرے بعد ابوبکر اور عمر کی اقتدا کرنا۔ ایک حدیث شریف میں ارشاد فرمایا ''علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین'' تم اپنے اوپر لازم پکڑو میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شان میں خاص طور پر ارشاد فرمایا ''لو کان بعدی نبی لکان عمر'' اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے۔ پھر صحیح حدیث میں وارد ہے ''لن تجتمع امتی علی الضلالۃ'' میری امت گمراہی پر ہرگز جمع نہ ہوگی۔

ان احادیث کی روشنی میں یہ حقیقت واضح ہے کہ جو گروہ جمہور امت کی طرف گمراہی کی نسبت کرے یا صحابہ کی اقتدا کو برا سمجھے اور خلفائے راشدین کی سنت کو بدعت قرار دے وہ یقیناً غیر ناجی گروہ ہے اور حضور ﷺ کی امت کا بدخواہ، صحابہ اور خلفائے راشدین کا معاند ہے۔ آگے چل کر یہ حقیقت اچھی طرح واضح ہو جائے گی کہ وہ انہی غیر مقلدین کا گروہ ہے جو اپنے سوا تمام امت مسلمہ کو گمراہ سمجھتا ہے۔ اس کے نزدیک اگر کوئی حق پر ہے تو صرف وہی جو اس کا ہم عقیدہ اور ہم نوا ہے۔

تراویح کے متعلق صحیح مسلک معلوم کرنے کے لئے چند امور کی وضاحت کی جاتی ہے۔ ناظرین کرام اچھی طرح سمجھ لیں۔

(۱) رسول اللہ ﷺ نے صرف تین رات تراویح کی نماز با جماعت پڑھی۔ اس کے بعد بخوف فرضیت ترک فرما دی۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے تمام زمانے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دور تک یہی حال رہا یعنی اہتمام جماعت کے ساتھ تراویح نہیں پڑھی گئی۔

اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دوسرے سال ۱۴ ھ میں امر تراویح کا استقرار ہوا یعنی اجتماع علی الامام اور اہتمام جماعت کے ساتھ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نماز تراویح کا امر فرمایا۔

(۲) تراویح ترویحہ کی جمع ہے۔ ترویحہ کے معنی آرام کرنے کے ہیں اور نماز تراویح کو تراویح اسی لئے کہا جاتا ہے کہ ابتدائے امر میں ہر چار رکعت کے بعد لوگ استراحت کرتے تھے۔ صحیح بخاری جلد ثانی ص ۵۹۹ اور زرقانی شرح موطا امام مالک جلد اول ص ۲۱۳ مطبوعہ مصر پر ہے "عن الليث انه قال سميت صلوٰة الجماعة في ليالي رمضان بالتراويح لانهم اول ما اجتمعوا عليها كانوا يستريحون بين كل تسليمتين قدر ما يصلي الرجل كذا و كذا ركعة رواه محمد بن نصر۔" حضرت لیث سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رمضان کی راتوں میں صلوٰۃ با جماعت کا نام تراویح اس لئے رکھا گیا کہ جب لوگوں نے ابتداء جماعت کے ساتھ تراویح پڑھنا شروع کی تو وہ ہر چار رکعت کے بعد اتنی دیر استراحت کرتے تھے کہ آدمی اتنی دیر میں چار رکعتیں پڑھ سکے۔ بحر الرائق جلد ۲ ص ۶۶ پر ہے "والتراويح جمع ترويحة وهي في الاصل مصدر بمعنى الاستراحة سميت به لاربع ركعات المخصوصة لاستلزام استراحة بعدها كما هو السنة فيها۔" (تراویح ترویحہ کی جمع ہے اور وہ اصل میں مصدر ہے بمعنی استراحت چار مخصوص رکعتوں کا نام ترویحہ اس لئے رکھا گیا کہ سنت کے مطابق ان چار رکعتوں کے بعد استراحت لازم ہے۔

غیر مقلدین بھی تراویح کو سنت کہتے ہیں مگر بیس رکعت کی بجائے آٹھ رکعت کے قائل ہیں۔ حالانکہ آٹھ رکعت کو تراویح کہنا صحیح نہیں۔ اس لئے کہ عبارات منقولہ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ ترویحہ چار رکعت کو کہتے ہیں اور تراویح ترویحہ کی جمع ہے۔ لہٰذا آٹھ رکعت کو ترویحتین کہنا درست ہے۔ تراویح کہنا درست نہیں۔ البتہ بیس رکعت کو تراویح کہنا صحیح ہے کیونکہ وہ پانچ ترویحہ کا مجموعہ ہے۔ معلوم ہوا کہ لفظ تراویح اس دعویٰ کی روشن دلیل ہے کہ آٹھ رکعت تراویح نہیں (بلکہ وہ نماز تہجد ہے) اور تراویح بیس رکعت ہی کا نام ہے۔ جیسا کہ جمہور امت مسلمہ اہل سنت و جماعت اور ائمہ اربعہ کا مذہب ہے۔

(۳) تہجد اور تراویح کی نمازیں الگ الگ ہیں۔ نماز تہجد ابتدائے اسلام میں ہجرت سے پہلے فرض ہوئی پھر سال بھر کے بعد نفل ہوگئی۔ ظاہر ہے کہ اس وقت تک صیام رمضان کی فرضیت اور صلوٰۃ تراویح کی مشروعیت کا کوئی وجود نہ تھا۔ ابوداؤد شریف جلد اول ص ۱۹۰ باب فی صلوٰۃ اللیل مطبوعہ نول کشور میں ایک طویل حدیث کے ضمن میں وارد ہوا کہ حکیم بن افلح سعد بن ہشام کو ساتھ لے کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا "حدثيني عن قيام الليل فقالت الست تقرأ يٰاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ۔ قال قلت بلى قالت فان اول هٰذه السورة نزلت فقام اصحٰب رسول الله ا حتّٰى انتفخت اقدامهم وحبس خاتمتها في السماء اثنى عشر شهرا ثم نزل اٰخرها فصار قيام الليل تطوعا بعد فريضة۔" الحدیث (حضرت حکیم بن افلح رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ حضور ﷺ کے قیام لیل کے بارے میں مجھے بتائیے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کیا تم "يٰاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ" نہیں پڑھتے؟ میں نے عرض کیا، کیوں نہیں، پڑھتا ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب اس سورت کا اول حصہ نازل ہوا تو حضور

صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے قیام لیل کیا۔ یہاں تک کہ ان کے قدم مبارک متورم ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے اس سورت کے خاتمے کو بارہ مہینے تک آسمان میں روک لیا۔ پھر اس کا آخری حصہ نازل ہوا اور قیام لیل فرض سے بدل کر نفل ہو گیا۔)

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ تہجد کی نماز ہجرت سے پہلے ابتدائے اسلام میں مشروع ہو چکی تھی اور صحابہ کرام رمضان اور غیر رمضان میں اس کو ادا کرتے تھے لیکن تراویح کا کوئی وجود اس وقت تک نہ تھا۔ پھر ۲ھ میں جب رمضان شریف کے روزے فرض ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخری دن کے خطبے میں ارشاد فرمایا ''جعل الله صيامه فريضة وقيامه تطوعا'' اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے کو فرض اور اس کے قیام کو نفل قرار دیا ہے۔ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔ مشکوٰۃ شریف ص ۱۷۳)

اس حدیث سے یہ حقیقت واضح ہو رہی ہے کہ تراویح اور تہجد الگ الگ نمازیں ہیں اگر قیام رمضان سے نماز تہجد مراد ہوتی تو وہ رمضان شریف سے پہلے ہی مشروع تھی۔ رمضان سے اس کو کوئی خاص تعلق نہ تھا۔ پھر اسے حدیث میں خاص طور پر ذکر فرمانا اور قیام رمضان قرار دینا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ معلوم ہوا کہ قیام رمضان سے صلوٰۃ تہجد مراد نہیں بلکہ وہی خاص نماز تراویح مراد ہے جو رمضان کے علاوہ کسی دوسرے وقت میں مشروع نہیں ہوئی۔

ابن ماجہ ص ۹۵ پر ہے کہ ابو سلمہ بن عبدالرحمن اپنے والد سے روایت کرتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''كتب الله عليكم صيامه وسننت لكم قيامه'' (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ نے تم پر رمضان کے روزے فرض فرمائے ہیں اور میں نے تمہارے لئے اس کا قیام مسنون کیا) اب اگر اس کو نماز تہجد تسلیم کیا جائے تو نماز تہجد اس سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کے حکم سے مشروع ہو چکی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس وقت اس کو مسنون فرمانا کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا۔ معلوم ہوا کہ قیام رمضان جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسنون فرمایا وہ صلوٰۃ تہجد نہ تھی بلکہ صلوٰۃ تراویح تھی۔

(۴) تہجد کے معنی سونے اور بیدار ہونے کے ہیں اور یہ لفظ لغات اضداد سے ہے اسی لئے شرعاً نماز تہجد اسی نماز کو کہا جائے گا جو نماز عشاء پڑھ کر سونے کے بعد بیدار ہونے پر پڑھی گئی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز تہجد ہمیشہ آخر شب میں پڑھی ہے جیسا کہ بخاری و مسلم میں وارد ہے ''عن مسروق قال سألت عائشة رضي الله عنها قلت اى حين كان يقوم من الليل قالت كان يقوم اذا سمع الصارخ۔'' (حضرت مسروق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ لیل یعنی نماز تہجد کے لئے کس وقت اٹھتے تھے؟ حضرت عائشہ صدیقہ ارشاد فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مرغ کی آواز سن کر اٹھتے تھے) (بخاری شریف جلد اول ص ۱۵۲ کتاب التہجد باب من نام عند السحر مسلم شریف جلد اول ص ۲۵۵ باب صلوٰۃ اللیل)۔ یہ حدیث اس دعویٰ پر نص صریح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز تہجد ہمیشہ آخر شب میں پڑھا کرتے تھے۔

دوسری حدیث حضرت اسود سے روایت ہے بخاری شریف میں ہے ''قال سألت عائشة رضي الله عنها كيف كان صلوة النبي ﷺ بالليل قالت كان ينام اوله ويقوم اخره فيصلي ثم يرجع الى فراشه فاذا اذن المؤذن وثب فان كان به حاجة اغتسل والا توضأ وخرج۔'' (بخاری ص ۱۵۴ ج ۱۔ عینی ج ۷ ص ۲۰۱) یعنی حضرت اسود فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کس طرح ہوتی تھی؟ انہوں نے فرمایا

کہ حضور ﷺ اول رات میں سو جاتے تھے اور آخر رات میں اٹھ کر نماز پڑھتے تھے۔ پھر اپنے بستر مبارک پر تشریف لے جاتے پھر جب مؤذن اذان دیتا تیزی سے اٹھتے پھر اگر ضرورت ہوتی تو غسل فرماتے ورنہ وضو فرما کر مسجد کی طرف تشریف لے جاتے۔

عینی طبع جدید ج ۷ ص ۲۰۳ پر ہے "واما حدیث حجاج بن عمرو فرواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط من روایۃ کثیر بن العباس عنہ قال ایحسب احدکم اذا قام من اللیل یصلی حتّٰی یصبح ان قد تہجد انما التہجد الصلوۃ بعد رقدۃ ثم الصلوۃ بعد رقدۃ ثم الصلوۃ بعد رقدۃ تلک کانت صلوۃ رسول اللہ ا"۔

یعنی حجاج بن عمرو سے بروایت کثیر بن العباس طبرانی نے کبیر اور اوسط میں روایت کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ کیا تم لوگ یہ گمان کرتے ہو کہ تم جب بھی رات میں صبح تک نماز پڑھ لیا کرو تو تہجد کی نماز ادا ہو جایا کرے گی۔ جز ایں نیست کہ تہجد وہ نماز ہے جو سونے کے بعد ہو پھر نماز سونے کے بعد تین مرتبہ اسی طرح ارشاد فرمایا اور پھر کہا کہ حضور ﷺ کی نماز اسی طرح تھی یعنی حضور ﷺ خواب سے بیدار ہو کر نمازِ تہجد پڑھا کرتے تھے۔

اگر یہ کہا جائے کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جب تک تین مرتبہ صلوۃ بعد رقدۃ کا تحقق نہ ہو اس وقت تک تہجد متصور نہ ہوگا تو میں عرض کروں گا کہ حدیث کا واضح مفہوم وہی ہے جو پہلے بیان کیا جا چکا ہے یعنی نیند کئے بغیر اگر کوئی شخص تمام رات صبح تک بھی نماز پڑھتا ہے تو اس کی نماز تہجد نہ ہوگی۔ تہجد کا تحقق سونے کے بعد ہی نماز پڑھنے پر منحصر ہے اور الصلوۃ بعد رقدۃ کی تکرار محض تاکید کے لئے ہے کیونکہ بخاری شریف کی حدیث منقولہ بالا و دیگر احادیث صحیحہ کثیرہ سے یہ بات واضح ہے کہ حضور ﷺ ایک بار نماز تہجد پڑھ کر سو جاتے تھے پھر اس وقت اٹھتے تھے جب مؤذن اذان دیتا تھا اور بعض روایات میں جو حضور ﷺ کا متعدد مرتبہ خواب سے بیدار ہو کر نماز پڑھنا وارد ہے وہ بعض احوال پر محمول ہے حالانکہ نماز تہجد پر حضور ﷺ نے جمیع احوال میں مواظبت فرمائی ہے۔ بہر حال اس میں شک نہیں کہ اس حدیث کے الفاظ "انما التہجد بعد رقدۃ" اس بات کی روشن دلیل ہیں کہ تہجد کے لئے سو کر اٹھنا ضروری ہے۔ بغیر سوئے صلوۃ اللیل تہجد نہیں ہو سکتی۔

لیکن نماز تراویح حضور ﷺ نے اول شب میں پڑھی۔ ملاحظہ ہو

عن ابی ذر قال صمنا مع رسول اللہ ا فلم یقم بنا شیئا من الشہر حتّٰی بقی سبع فقام بنا حتّٰی ذہب ثلث اللیل فلما کانت السادسۃ لم یقم بنا فلما کانت الخامسۃ قام بنا حتّٰی ذہب شطر اللیل فقلت یا رسول اللہ ا لو نفلتنا قیام ہذہ اللیلۃ فقال ان الرجل اذا صلّٰی مع الامام حتّٰی ینصرف حسب لہ قیام لیلۃ فلما کانت الرابعۃ لم یقم بنا فلما کانت الثالثۃ جمع اہلہ ونسائہ والناس فقام بنا حتّٰی خشینا یفوتنا الفلاح قلت ما الفلاح قال السحور ثم لم یقم بنا بقیۃ الشہر۔

(رواہ ابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجہ مشکوۃ شریف ص ۱۱۴) باب قیام رمضان

حضرت ابوذر سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روزے رکھے تو حضور ﷺ نے ہمارے ساتھ قیام نہ فرمایا یہاں تک کہ (انتیس دن والے رمضان کے) سات دن رہ گئے پھر حضور ﷺ نے ہمارے ساتھ تیئیسویں شب کو قیام فرمایا

یہاں تک کہ ایک تہائی رات گزر گئی پھر جب مہینے کے اخیر سے شمار کرتے ہوئے چھٹی رات یعنی چوبیسویں شب ہوئی تو ہمارے ساتھ قیام نہ فرمایا پھر جب اسی حساب سے پانچویں یعنی پچیسویں شب آئی تو حضور ﷺ نے ہمارے ساتھ قیام فرمایا۔ حتیٰ کہ نصف شب گزر گئی پھر میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ کاش اس رات کے قیام کو آپ ہمارے لئے زیادہ فرماتے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص امام کے فارغ ہونے تک اس کے ساتھ نماز پڑھتا ہے تو اس کے لئے تمام رات کا قیام لکھا جاتا ہے پھر جب اسی حساب سے چوتھی رات یعنی چھبیسویں شب آئی تو حضور ﷺ نے ہمارے ساتھ قیام نہ فرمایا۔ اس کے بعد بحساب مذکور تیسری یعنی ستائیسویں شب آئی تو حضور ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات اور اہل وعیال اور صحابہ کرام کو جمع فرمایا اور ہمارے ساتھ قیام فرمایا یہاں تک کہ ہم ڈرے کہ ہم سے فلاح فوت نہ ہو جائے۔ میں نے کہا کہ فلاح کیا ہے؟ کہا فلاح سحری ہے۔ پھر بقیہ مہینہ حضور ﷺ نے ہمارے ساتھ قیام نہ فرمایا۔ اس حدیث کو ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

اس حدیث شریف سے واضح ہے کہ رمضان شریف کی ان تینوں راتوں میں حضور ﷺ نے اول شب میں نماز تراویح شروع فرمائی۔ پہلی رات میں تہائی حصہ گزر جانے کے بعد فراغت ہوئی۔ دوسری شب میں نصف شب گزر جانے پر اور تیسری رات اول سے آخر تک نماز پڑھنے میں گزری۔ بہر حال یہ حقیقت اس حدیث سے بخوبی واضح ہو گئی کہ نمازِ تراویح تینوں راتوں میں حضور ﷺ نے اول وقت میں پڑھی اور نمازِ تہجد کا ہمیشہ آخر وقت میں پڑھنا اس سے پہلے احادیث صحیحہ سے ثابت کر چکے ہیں۔ لہٰذا آفتاب نیم روز کی طرح روشن ہو گیا کہ نمازِ تہجد اور نمازِ تراویح الگ الگ نمازیں ہیں اور ان دونوں کو ایک سمجھنا غلط فہمی پر مبنی ہے۔

سنن اربعہ کی حدیث مذکور سے جہاں یہ بات ثابت ہوئی کہ حضور ﷺ نے تینوں رات اول وقت میں نماز تراویح پڑھی وہاں یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ تراویح کی تیسری شب میں حضور ﷺ سحر تک نہیں سوئے بلکہ وہ تمام رات تراویح پڑھنے میں گزر گئی حالانکہ نمازِ تہجد حضور ﷺ نے ساری رات کبھی نہیں پڑھی۔ نہ حضور ﷺ نمازِ تہجد کے لئے تمام شب کبھی بیدار رہے بلکہ عادتِ کریمہ یہ تھی کہ رات کے بعض حصے میں حضور ﷺ خواب استراحت فرماتے اور بعض حصے میں بیدار رہ کر صلوٰۃ تہجد ادا فرماتے تھے۔ حتیٰ کہ اگر کوئی شخص حضور ﷺ کو رات کو سوتا ہوا دیکھنا چاہتا تو سوتا ہوا دیکھ سکتا تھا اور اگر اسی رات میں نماز پڑھتا ہوا دیکھنا چاہتا تھا تو نماز پڑھتا ہوا بھی دیکھ سکتا تھا۔ چنانچہ بخاری شریف ج اول ص ۱۵۳ باب قیام النبی ﷺ باللیل ونومہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے "وکان لا تشاء ان تراہ من اللیل مصلیا الا رأیتہ ولا نائما الا رأیتہ" حضور ﷺ کی یہ شان تھی کہ اگر تو رات کے وقت حضور کو نماز پڑھتا ہوا دیکھنا چاہتا تو دیکھ سکتا تھا اور اگر تو استراحت میں دیکھنا چاہتا تو دیکھ سکتا تھا اور خود حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے "ولا اعلم نبی اللہ اقرأ القرآن کلہ فی لیلۃ الی الصبح ولا صام شھرا کاملا غیر رمضان" (رواہ مسلم مشکوٰۃ باب الوتر فصل اول ص ۱۱۱ مطبوعہ مجیدی کانپور)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نہیں جانتی کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رات کبھی سارا قرآن پاک پڑھا ہو اور نہ یہ جانتی ہوں کہ حضور ﷺ نے کسی رات صبح تک نماز پڑھی ہو (اور یہاں نماز سے مراد نمازِ تہجد ہے کیونکہ ہم پہلی

حدیث سے صلوٰۃ تراویح تمام رات پڑھنا ثابت کر چکے ہیں اور نہ یہ کہ رمضان کے علاوہ حضور ﷺ نے سوائے رمضان تمام مہینہ روزہ رکھا ہو) جب تراویح کی نماز حضور ﷺ نے تمام رات پڑھی اور نماز تہجد کے لئے حضور ﷺ تمام رات کبھی بیدار نہیں ہوئے تو معلوم ہوا کہ یہ دونوں نمازیں جداگانہ ہیں۔

احادیث صحیحہ کثیرہ سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ نے نماز تہجد جوف لیل سے پہلے کبھی نہیں پڑھی۔ حضور ﷺ کی نماز تہجد ہمیشہ جوف لیل اور آخر شب ہی میں ثابت ہے۔ موطا امام مالک ص ۵۶ مطبوعہ مجتبائی دہلی باب ماجاء فی الدعا میں حضرت طاؤس حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں: "ان رسول اللہ ﷺ کان اذا قام الی الصلوٰۃ من جوف اللیل یقول اللّٰھم لك الحمد۔" الحدیث (حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ شب کے درمیانی حصے میں صلوٰۃ (تہجد) کے لئے اٹھتے تھے تو "اللّٰھم لك الحمد" فرماتے تھے۔ الحدیث

اس حدیث میں صلوٰۃ سے صلوٰۃ تہجد مراد ہونے پر دلیل ہے کہ یہی حدیث امام بخاری نے ان لفظوں میں روایت کی ہے "اذا قام من اللیل یتھجد" اور یہی حدیث ابن خزیمہ نے بایں الفاظ روایت کی ہے "اذا قام لتھجد"

(زرقانی شرح موطا امام مالک ج اول ص ۳۸۶ اور فتح الباری ج ۳ ص ۲ باب التہجد باللیل)

علامہ طبری بھی تہجد کا وقت سونے کے بعد جاگنے پر ہی قرار دیتے ہیں اور اسے وہ سلف صالحین سے نقل کرتے ہیں۔ جیسا کہ فتح الباری ج ۳ ص ۲ پر ہے "وقال الطبری التھجد السھر بعد نومۃ ثم ساقہ عن جماعۃ من السلف"

نماز تہجد کا وقت سو کر اٹھنے کے بعد ہی ہے اس سے پہلے نہیں جیسا کہ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر ج خامس مطبوعہ مصر ص ۷۳۳ پر فرماتے ہیں: "ثم رأینا ان فی الشرع یقال لمن قام من النوم الی الصلوٰۃ انہ متھجد" یعنی اصطلاح شرع میں اسی شخص کو تہجد گزار کہا جائے گا جو نیند سے اٹھ کر نماز پڑھے۔ اسی طرح فتوحات الٰہیہ ج ثانی ص ۶۴۲ پر ہے "ثم لما رأینا فی عرف الشرع انہ یقال لمن انتبہ باللیل من نومہ وقام الی الصلوٰۃ انہ متھجد وجب ان یقال سمی ذالك متھجدا من حیث انہ القی الھجود" پھر جب ہم نے عرف شرع میں دیکھا کہ جو شخص رات کو اپنی نیند سے بیدار ہو کر نماز کے لئے کھڑا ہو وہی تہجد گزار ہے تو یہ کہنا واجب ہو گیا کہ نماز تہجد پڑھنے والے کو اسی وجہ سے متہجد کہتے ہیں کہ اس نے نیند کو اپنے آپ سے دور کر دیا۔

مشکوٰۃ شریف باب التحریض علیٰ قیام اللیل فصل اول ص ۱۰۹ مطبوعہ مجیدی کانپور میں ہے "عن عائشۃ قالت کان تعنی رسول اللہ ینام اول اللیل ویحی اخرہ۔" متفق علیہ۔ بخاری اور مسلم کی متفق حدیث میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اول رات میں سو جاتے تھے اور آخر رات کو زندہ فرماتے یعنی اس میں نماز پڑھتے تھے۔ بعض لوگوں کا یہ سمجھنا کہ "صلوٰۃ لیل اور صلوٰۃ تہجد میں کچھ فرق نہیں۔ دونوں کا وقت اول شب سے آخر شب تک ہے مگر آخر شب کو اول شب پر فضیلت ہے۔ نماز تہجد کا افضل وقت آخر شب ہی ہے لیکن اول شب میں نماز تہجد پڑھ لی جائے تو درست ہے" کسی طرح صحیح نہیں ہے۔ اس لئے کہ کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوا کہ کبھی رسول اللہ ﷺ نے رات کے ابتدائی حصے میں تہجد کی نماز پڑھی ہو۔ ہاں

یہ صحیح ہے کہ صلوٰۃ لیل تہجد بھی ہے اور غیر تہجد بھی۔ تہجد غیر تہجد سے بہتر ہے۔ لہٰذا جن حدیثوں میں آخر شب کی نماز کو افضل قرار دیا گیا ہے ان کا یہ مطلب نہیں کہ رات کے ابتدائی حصے میں تہجد پڑھنا جائز ہے۔ افضلیت آخر شب کے تہجد میں ہے بلکہ ان احادیث کا واضح مفہوم یہی ہے کہ صلوٰۃ لیل اگرچہ رات کے ابتدائی حصے میں جائز ہے لیکن صلوٰۃ لیل میں افضل ترین صلوٰۃ تہجد ہی ہے اور اس کا وقت سو کر اٹھنے کے بعد ہی ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جو اول شب میں تراویح پڑھنے والوں سے فرمایا تھا کہ "والتی تنامون عنہا افضل من التی تقومون" اس کا مطلب یہی ہے کہ تم لوگ رات کے پہلے حصے میں نماز تراویح پڑھ کر آخر شب میں سو جاتے ہو اور اس وجہ سے تہجد کی فضیلت سے محروم رہتے ہو۔ اگر یہی صلوٰۃ تراویح تم آخر شب میں ادا کرو تو تراویح کے ساتھ نماز تہجد بھی ادا ہو جائے گی۔ اس کا واضح مفہوم یہ ہے کہ صلوٰۃ تہجد قبل النوم اول شب میں ادا نہیں ہوتی۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس امر کو واضح فرما رہے ہیں کہ تہجد اصطلاح شرع میں تطوع بعد از نوم کو کہتے ہیں۔ نیز علامہ شامی نے فرمایا "نعم صلوٰۃ اللیل وقیام اللیل اعم من التہجد" یعنی صلوٰۃ لیل اور تہجد کو مساوی سمجھنا غلط ہے بلکہ صلوٰۃ لیل تہجد سے اعم ہے۔ فیض الباری جز ثانی ص ۴۰۷ پر ہے "وقال العلماء ان اسم التہجد لا یصدق الا بعد الھجود فلا یطلق علی صلوٰۃ اللیل قبل الھجود" یعنی علماء کا قول ہے کہ تہجد کا لفظ سونے کے بعد ہی صادق آسکتا ہے۔ لہٰذا صلوٰۃ قبل از نوم پر لفظ تہجد کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔

خلاصہ یہ کہ نماز تہجد وہی ہے جو عشاء کے بعد خواب سے بیدار ہو کر پڑھی جائے لیکن اگر کسی کو مجبوری کے باعث نماز تہجد پڑھنے کا موقع نہیں ملا تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ تہجد کی نعمت اور اس کے ثواب سے محروم رہ جائے بلکہ آخر شب میں اس کی نفل نماز صلوٰۃ تہجد کے قائم مقام ہو گی۔ معلوم ہوا کہ کسی نماز کا نام صلوٰۃ تہجد نہ ہونا اس امر کو مستلزم نہیں کہ وہ صلوٰۃ تہجد کے قائم مقام بھی نہ ہو سکے۔ جس طرح صلوٰۃ ضحیٰ اور صلوٰۃ کسوف باہم مختلف ہیں لیکن اگر کوئی شخص ضحیٰ کے وقت میں صلوٰۃ کسوف پڑھ لے تو وہ صلوٰۃ ضحیٰ کے قائم مقام قرار پائے گی لیکن اس کو صلوٰۃ ضحیٰ نہیں کہہ سکتے۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ رکعات تراویح جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر شب میں ادا فرمائیں اگرچہ ان کا نام صلوٰۃ تہجد نہیں لیکن چونکہ وہ تہجد کے وقت میں پڑھی گئی تھیں اس لئے تہجد کے قائم مقام ضرور ہوں گی۔

رہا یہ شبہ کہ نماز تہجد حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض تھی اور نماز تراویح نفل تو اگر پچھلی رات کی تراویح کو تہجد کے قائم مقام کیا جائے تو لازم آئے گا کہ نفل فرض کے قائم مقام ہو جائے حالانکہ یہ صحیح نہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ نماز تہجد کی فرضیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں یقینی اور متفق علیہ نہیں اور اگر اس سے قطع نظر کر لیا جائے تو میں عرض کروں گا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز تہجد فرض تھی تو کیا یہ ممکن نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری رکعت تراویح میں تہجد کی نیت فرمائی ہو۔ اس صورت میں زیادہ سے زیادہ متنفل کی اقتداء متفرض کے ساتھ لازم آئے گی وہ بالاتفاق جائز ہے۔ دوسرے یہ کہ جس طرح نماز تہجد کی فرضیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ تھا اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تراویح کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تہجد کے قائم مقام ہونا بھی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہو سکتا ہے۔ شرعاً و عقلاً اس میں کوئی استحالہ نہیں۔ لہٰذا ہر تقدیر پر وجود احتمال کی وجہ سے یہ شبہ وارد ہوا اور بے بنیاد ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ باب التحریض علی قیام اللیل فصل اول کی حدیث ''ینزل ربنا تبارك وتعالى كل ليلة الى السماء الدنيا حين يبقى ثلث الليل الأخر'' کے تحت فرماتے ہیں ''قال في النهاية تخصيص الثلث الأخر لانه وقت التهجد'' مرقاۃ ج ۳ ص ۱۴۵۔ نہایہ میں کہا کہ رات کے آخری تہائی حصہ کی تخصیص اس لئے ہے کہ وہ تہجد کا وقت ہے۔

یہاں یہ امر بھی ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ صلوٰۃ تہجد کے لئے ضروری نہیں کہ وہ نوافل کے وقت پڑھی جائے بلکہ نمازِ عشاء کے بعد سو کر اٹھنے پر جو نماز پڑھ لی جائے اس سے تہجد حاصل ہو جاتا ہے۔ علامہ شامی ردالمحتار ج اول ص ۵۰۶ پر فرماتے ہیں ''تنبيه: ظاهر امر ان التهجد لا يحصل الا بالتطوع فلو نام بعد صلوة العشاء ثم قام فصلى فرأيت لا يسمى تهجدا وتردد فيه بعض الشافعية والظاهر ان تقييده بالتطوع بناء على الغالب وانه يحصل باى صلوة كانت۔''

گزشتہ بیان کا ظاہری مفہوم یہ ہے کہ تہجد بغیر نفل کے ادا نہیں ہوتا۔ چنانچہ اگر کوئی شخص نمازِ عشاء کے بعد سو گیا پھر اٹھ کر فوت شدہ فرض یا واجب نمازیں پڑھیں تو اس نماز کا نام تہجد نہ ہوگا اور بعض شافعیہ نے اس میں تردد کیا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ تہجد کو نفل سے مقید کرنا بناءً علی الغالب ہے اور حقیقت یہ ہے کہ (تہجد) وقت تہجد میں ہر قسم کی نماز پڑھنے سے ادا ہو سکتا ہے (انتہیٰ) مثلاً اگر تہجد کے وقت میں تراویح پڑھی گئی تو نمازِ تہجد بھی ادا ہو جائے گی اور یہی مطلب تھا حضرت عمر کا کہ اگر آخر شب میں صلوٰۃ تراویح پڑھی جاتی تو تراویح کے ساتھ تہجد بھی ادا ہو جاتا۔

نمازِ تہجد کا وقت احادیث منقولہ اور عبارات علماء و فقہا کی روشنی میں بعد العشاء خواب سے بیدار ہونے کے بعد ہی ہے۔

اس مقام پر یہ شبہ وارد کرنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان شریف میں جو تین رات تراویح پڑھی ان راتوں میں نمازِ تہجد ادا نہیں فرمائی اور آخری رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سوئے بھی نہیں تو وقت تہجد کا تحقق بھی نہیں ہوا، کسی طرح درست نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ تراویح مذکورہ تین راتوں میں پہلی اور دوسری رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخر شب میں معتد بہ نیند فرما کر نمازِ تہجد پڑھنا قطعاً امر مستبعد اور محال نہیں اگرچہ منقول نہ ہو کیونکہ عدم نقل عدم وجود کو مستلزم نہیں۔ البتہ تیسری رات کے متعلق شبہ کیا جا سکتا ہے مگر غور کرنے سے یہ شبہ بھی بے بنیاد معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے کہ تحقق تہجد کے لئے قابل ذکر اور معتد بہ نیند کرنا ضروری نہیں۔ صرف اس قدر سو جانا بھی کافی ہے جسے لغۃً اور شرعاً نیند کہا جاتا ہے اگرچہ وہ قلیل ہی کیوں نہ ہو۔ جس طرح احکام وضو میں جس نیند کو شرعاً فی بعض الاحوال معتبر مانا گیا ہے اس کا بھی یہی حال ہے اور ایسی قلیل ترین نیند کا اس رات تحقق ہو جانا ہرگز امر بعید نہیں۔ عام طور پر نماز پڑھتے ہوئے بھی اتنی نیند کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ پھر یہ امر بھی محتاج بیان نہیں کہ ایسی نیند عام طور پر معتد بہ اور قابل ذکر نہیں ہوا کرتی۔ لہٰذا اگر یہ کہہ دیا جائے کہ اس رات تمام شب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ تراویح کے لئے بیدار رہے تو یہ قول اس اقل قلیل نیند کے منافی نہ ہوگا۔

البتہ یہ ضرور ہے کہ حضور ﷺ نے اس رات نمازِ تہجد مستقلاً علیحدہ نہیں پڑھی مگر اس بنا پر حضور سید عالم ﷺ کے حق میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ معاذ اللہ حضور ﷺ نے اس رات تہجد ترک فرما دیا تھا کیونکہ جمہور امت مسلمہ کے نزدیک حضور ﷺ پر نمازِ تہجد فرض تھی۔ حضور ﷺ کے حق میں العیاذ باللہ ترک فرض کا تصور بھی نہیں ہو سکتا۔ ہاں یہ ضرور کہا جائے گا کہ تہجد کے وقت میں جو نمازِ نفل بھی پڑھ لی جائے اس سے تہجد ادا ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اس رات تراویح پڑھنے سے حضور ﷺ کی نمازِ تہجد بھی ادا ہو گئی۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ نمازِ عشاء کے فوراً بعد اول شب میں یا بغیر سوئے نمازِ تہجد ادا ہو جاتی ہے ان کا دعویٰ اس حدیث سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ حضور ﷺ نے ایسا نہیں کیا کہ اول ہی شب میں نمازِ تراویح پڑھ کر سحر تک سو گئے ہوں بلکہ تمام رات تراویح ادا فرمائی اور اس میں حضور ﷺ کی وہی نماز نمازِ تہجد کے قائم مقام قرار پائے گی جو آپ نے آخر شب میں پڑھی تھی۔ اس لئے کہ اول شب میں حضور ﷺ کا تہجد پڑھنا کسی حدیث سے آج تک ثابت نہیں ہو سکا۔ حدیث کفتاہ عن التہجد ہمارے اس دعویٰ کو زیادہ واضح کر دیتی ہے اس لئے اگر قبل النوم تہجد متحقق ہوتا تو ان دو رکعتوں کو عین تہجد قرار دیا جاتا لیکن ایسا نہیں ہوا جس سے واضح ہو گیا کہ قبل النوم تہجد متحقق نہیں ہو سکتا۔

بیس رکعت نمازِ تراویح کے دلائل کا بیان

صاحبِ مقالات کاظمی لکھتے ہیں۔ ہماری اس تحقیق سے حسب ذیل امور دلائل کی روشنی میں واضح ہو گئے

(۱) نمازِ تراویح کو تراویح کہنا اس دعوے کی روشن دلیل ہے کہ آٹھ رکعت تراویح کا قول باطل اور بیس رکعت صحیح اور درست ہے۔

(۲) نمازِ تراویح کا وقت بعد نمازِ عشاء اول سے آخر تک ہے یعنی نمازِ عشاء کے بعد رات میں جس وقت بھی نمازِ تراویح پڑھی جائے، جائز ہے۔

(۳) رسول اللہ ﷺ نے نمازِ تراویح رات کے تینوں حصوں میں سے ہر حصہ میں پڑھی اور تمام رات بھی تراویح پڑھنے میں گزار دی۔

(۴) نمازِ تہجد حضور ﷺ نے سونے سے پہلے اول شب میں کبھی نہیں پڑھی۔

(۵) نمازِ تہجد کا وقت نمازِ عشاء کے بعد سو کر اٹھنے سے پہلے نہیں ہوتا۔

(۶) قیام اللیل اور صلوٰۃ لیل عام ہے اور صلوٰۃ تہجد خاص۔

(۷) جس طرح صلوٰۃ لیل اور تہجد ایک نہیں اسی طرح صلوٰۃ تہجد اور صلوٰۃ تراویح بھی ایک نہیں۔ اس لئے کہ تہجد کا وقت نمازِ عشاء کے بعد نیند سے اٹھنے کے بعد ہے اور صلوٰۃ تراویح کا وقت اول شب سے اخیر شب تک ہے۔

(۸) صلوٰۃ لیل اور صلوٰۃ تہجد رمضان اور غیر رمضان تمام اوقات میں مشروع ہے اور صلوٰۃ تراویح صرف ماہِ رمضان المبارک کے ساتھ مخصوص ہے۔ غیر رمضان میں شرعاً تراویح مشروع نہیں۔

(۹) رسول اللہ ﷺ نے نمازِ تراویح جماعت کے ساتھ صرف تین دن پڑھی ہے اور بس۔

(۱۰) صلوٰۃ تہجد ابتدائے اسلام میں ہجرت سے پہلے ہی مشروع ہو گئی تھی اور صلوٰۃ تراویح مدینہ منورہ میں ۲ ھ میں صیام رمضان کی فرضیت کے ساتھ مشروع ہوئی۔

(۱۱) صلوٰۃ تہجد ابتدائے اسلام میں فرض تھی اس کے بعد نفل ہو گئی اور صلوٰۃ تراویح کسی وقت بھی فرض ہو کر مشروع نہیں ہوئی۔

(۱۲) اگر کسی شخص نے نمازِ عشاء پڑھی اور پھر وہ تمام رات بیدار رہ کر نوافل پڑھتا رہا تو وہ تہجد گزار نہیں اس لئے کہ تہجد کا وقت سونے سے پہلے نہیں ہوتا۔

(۱۳) اگر کسی نے تہجد کے وقت میں تراویح پڑھ لی تو اگرچہ اس تراویح کا نام صلوٰۃ نہیں رہا لیکن صلوٰۃ تہجد کے قائم مقام ضرور ہے۔

(۱۴) صلوٰۃ تہجد نفل کے علاوہ غیر نفل نماز پڑھنے سے بھی ادا ہو جاتی ہے۔اس کے بعد یہ امر بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ نمازِ تراویح میں جماعت شرط نہیں بلکہ افضل و اولیٰ ہے

دیکھئے مبسوط سرخسی ج ۲ ص ۱۴۴، الفصل الثانی انہا تو دی بجماعۃ ام فرادیٰ کے تحت فرماتے ہیں ''وقال عیسی بن ابان وبکار بن قتیبة والمزنی من اصحاب الشافعی واحمد بن عمران رحمهم الله تعالی الجماعة احب وافضل هو المشهور عن عامة العلماء رحمهم الله تعالی وهو الاصح والاوثق۔ ''عیسیٰ بن ابان اور بکار بن قتیبہ اور مزنی نے کہا جو اصحاب شافعی سے ہیں اور احمد بن عمران کا بھی یہی قول ہے کہ تراویح میں جماعت احب اور افضل ہے اور عامہ علماء سے بھی یہی مشہور ہے اور یہی اصح اور اوثق ہے۔

اس عبارت سے دو باتیں ثابت ہوئیں۔ایک یہ کہ صحت تراویح کے لئے جماعت شرط نہیں بلکہ تراویح جماعت کے ساتھ ہو تو افضل اور اولیٰ ہے۔دوسرے یہ کہ نمازِ تراویح نمازِ تہجد کی غیر ہے کیونکہ نمازِ تہجد میں جماعت احب اور اولیٰ نہیں۔

اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث پر کلام کرتا ہوں جو صحیحین میں مروی ہے اور جس حدیث کو غیر مقلدین بیس رکعت تراویح کے خلاف آٹھ رکعت تراویح کے ثبوت میں بڑے شد و مد سے پیش کیا کرتے ہیں۔وهو هذا

''ما كان رسول الله يزيد فی رمضان ولا فی غيره علی احدٰی عشر ركعة۔''غیر مقلدین کا بیان یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نماز کبھی نہیں پڑھی۔ان گیارہ رکعت میں تین وتر ہوتے تھے اور آٹھ نفل رمضان میں وہ آٹھ نفل جماعت کے ساتھ تراویح شمار ہوتے تھے۔غیر رمضان میں بھی بغیر جماعت کے وہی آٹھ رکعتیں تہجد ہوتی تھیں۔ہمارے بیان سابق سے غیر مقلدین کے اس بیان کی حقیقت واضح ہو گئی اور وہ یہ کہ ہم نے دلائل سے ثابت کر دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے تراویح ہمیشہ اول لیل میں پڑھی۔اگرچہ فراغت کبھی نصف شب میں ہوئی اور کبھی تمام شب میں لیکن نمازِ تراویح کا آغاز رسول اللہ ﷺ نے ہر دفعہ اول رات میں فرمایا اور صلوٰۃ تہجد حضور ﷺ نے عمر شریف میں کبھی ایک مرتبہ بھی اول شب میں ادا نہیں فرمائی بلکہ ہمیشہ آخر شب میں حضور ﷺ تہجد پڑھتے تھے۔معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

کی یہ حدیث نمازِ تراویح کے متعلق نہیں بلکہ صلوٰۃ تہجد کے متعلق ہے۔ اس لئے کہ نمازِ تراویح صرف رمضان میں ہوتی ہے اور حدیث میں رمضان اور غیر رمضان کی نماز کا ذکر ہے۔ رمضان اور غیر رمضان میں رات کی تراویح نہیں بلکہ نماز تہجد ہے۔

ثابت ہوا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی صلوٰۃ تہجد کو بیان فرما رہی ہیں نہ کہ حضور ﷺ کی صلوٰۃ تراویح کو۔ ہمارے اس دعویٰ کی دلیل اس حدیث کا آخری حصہ ہے جس میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ سے عرض کرتی ہیں کہ ''اتنام قبل ان توتر؟'' حضور ﷺ کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سوجاتے ہیں؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''یا عائشة تنام عینی ولا ینام قلبی'' اے عائشہ ہماری آنکھ سوتی ہے دل نہیں سوتا۔ یہ امر مخالفین کے نزدیک بھی مسلم ہے۔ ان گیارہ رکعتوں میں تین وتر اور آٹھ نفل ہوتے ہیں اور یہ آٹھ اور تین پوری گیارہ رکعتیں حضور ﷺ ایک ساتھ پڑھتے تھے۔ جب وتر سے پہلے حضور ﷺ کا خواب استراحت فرمانا اس حدیث سے ثابت ہوا تو وہ آٹھ نفل جو وتر کے ساتھ ہی حضور ﷺ پڑھتے تھے ان سے پہلے بھی حضور ﷺ کا نیند فرمانا ثابت ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی یہ گیارہ رکعت والی نماز تراویح نہیں بلکہ تہجد اور وتر کی نماز ہے۔ اس لئے کہ نیند سے بیدار ہو کر جو نماز پڑھی جائے وہی نماز تہجد ہے۔ حدیث کے اس آخری حصے سے یہ امر روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ غیر مقلدین جس نماز کو صلوٰۃ تراویح کہتے ہیں وہ صلوٰۃ تہجد ہے چنانچہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (فتاویٰ عزیزی ج اول ص ۱۱۹ مطبوعہ مجتبائی) میں اسی گیارہ رکعت والی حدیث کے متعلق فرماتے ہیں کہ ''روایت محمول بر نماز تہجد است کہ در رمضان وغیر رمضان یکساں بود۔ غالباً بعد دیازدہ رکعت مع الوتر می رسد دلیل بر ایں حمل آں است کہ راوی ایں حدیث ابو سلمہ است در تتمہ ایں روایت می گوید ''قالت عائشة رضی الله عنها فقلت یا رسول الله ﷺ اتنام قبل ان توتر قال یا عائشة ان عینی تنامان ولا ینام قلبی۔'' کذا رواہ البخاری ومسلم ظاہر است کہ نوم قبل از وتر در نماز تہجد متصور می شود نہ غیر آں'' حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی گیارہ رکعت والی روایت نمازِ تہجد پر محمول ہے۔ اس لئے کہ نمازِ تہجد رمضان اور غیر رمضان میں یکساں تھی جس کا عدد وتر کے ساتھ غالباً گیارہ تک پہنچتا تھا۔

اس روایت کے تہجد پر محمول ہونے کی دلیل یہ ہے کہ راوی حدیث ابو سلمہ اس روایت کے تتمہ میں کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سوجاتے ہیں؟ فرمایا، اے عائشہ! ہماری آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا۔ اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے اس طرح روایت کیا ہے اور ظاہر ہے کہ وتر سے پہلے سونا صلوٰۃ تہجد ہی میں متصور ہو سکتا ہے نہ اس کے غیر میں۔ علامہ ابن حجر عسقلانی بھی گیارہ رکعت والی نماز کو صلوٰۃ تہجد اور وتر قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ فتح الباری ج ۳ ص ۱۶ پر ہے ''وظهر لی ان الحکمة فی عدم الزیادة علی احدی عشرة ان التهجد والوتر مختص بصلوة اللیل۔'' الخ

الحمد للہ! ہم نے روشن دلیلوں سے یہ ثابت کر دیا کہ گیارہ رکعت والی حدیث سے صلوٰۃ تہجد مراد ہے اور تہجد اور تراویح دو مختلف نمازیں ہیں۔ اب ہم ثابت کرتے ہیں کہ نماز تراویح بیس رکعت ہے۔

(۱) وعن ابن عباس ان النبی ا کان یصلی فی رمضان عشرین رکعة سوی الوتر رواه ابن ابی شیبة فی مصنفه والطبرانی فی الکبیر وعند البیهقی وعبد بن حمید والبغوی وزاد البیهقی فی غیر جماعة بعد قوله فی رمضان وضعفه (شرح النقایہ ج اول ص ۱۰۴ وسنن بیہقی ج ۲ ص ۴۹۶)

(۲) وعن السائب بن یزید قال کنا نقوم فی زمن عمر بعشرین رکعة والوتر رواه البیهقی فی المعرفة باسناد صحیح (شرح النقایہ ص ۱۰۴ ج ۱)

(۳) عن یزید بن رومان قال کان الناس یقومون فی زمن عمر بن الخطاب فی رمضان بثلاث وعشرین رکعة (موطا امام مالک شرح النقایہ ج اول ص ۱۰۴ ج ۲ ص ۴۹۶ وسنن بیہقی)

(۴) عن ابی بن کعب ان عمر بن الخطاب امرهٔ ان یصلی باللیل فی رمضان قال ان الناس یصومون النهار ولا یحسنون ان یقرءوا فلو قرأت علیهم باللیل فقال یا امیر المؤمنین هذا شیء لم یکن فقال قد علمت ولکنه حسن فصلّٰی بهم عشرین رکعة۔ (رواہ ابن منیع کنز العمال ج ۴ ص ۲۸۴ حدیث ۵۷۸۷)

(۵) عن السائب بن یزید قال کانوا یقومون علی زمن عمر فی شهر رمضان بعشرین رکعة رواه البیهقی فی السنن باسناد صحیح

(فتح الباری ج ۴ ص ۲۰۴ کتاب صلوۃ التراویح عینی جزو ۱۱ طبع جدید ص ۱۲۷ جامع الرضوی المعروف بصحیح البخاری ج ۳ ص ۵۹۸)

(۶) وعن ابی عبد الرحمٰن السلمی أن علیا دعا القراء فی رمضان فامر رجلا یصلی الناس عشرین رکعة وکان علی یوتر بهم (رواہ البیہقی فی سننہ، منہاج السنۃ لابن تیمیہ جزو رابع ص ۲۲۴ مطبوعہ مصر)

(۷) وعن شتیرمة بن شکل وکان من اصحاب علی انهٗ کان یؤمهم فی رمضان فیصلی خمس ترویحات عشرین رکعة۔ (رواہ البیہقی)

(۸) روی عبد الرزاق فی المصنف عن داؤد بن قیس وغیره عن محمد بن یوسف عن السائب بن یزید ان عمر بن الخطاب رضی الله عنه جمع الناس فی رمضان علی ابی بن کعب وعلی تمیم الداری علی احدی وعشرین رکعة۔ (عینی جزو ۱۱ طبع جدید ص ۱۲۷)

(۹) روی الحارث بن عبد الرحمٰن عن السائب بن یزید قال کان القیام علی عهد عمر بثلث وعشرین رکعة۔

(۱۰) وروی محمد بن نصر من روایة یزید بن خصیفة عن السائب بن یزید انهم کانوا یقومون فی رمضان بعشرین رکعة فی زمان عمر بن الخطاب رضی الله عنه (عینی جزو ۱۱ طبع جدید ص ۱۲۷) فی قیام اللیل لمحمد بن نصر۔

(۱۱) عن یحی بن سعید ان عمر بن الخطاب امر رجلا یصلی بهم عشرین رکعة رواه ابن ابی شیبة فی مصنفه واسناده مرسل قوی (مصنف ابن ابی شیبہ اوجز المسالک ج ۱ ص ۳۹۷)

(۱۲) واخرج محمد بن نصر عن محمد بن کعب القرظی کان الناس یصلون فی زمان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فی رمضان عشرین رکعة (اوجز المسالک ص ۳۹۸ الحدیث)

(۱۳) عن السائب بن یزید الصحابی قال کانوا یقومون علی عهد عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ بعشرین رکعة وعلی عهد عثمان رضی اللہ مثلہ رواہ البیہقی باسناد صحیح (عینی ج ۷ طبع جدید ص ۱۷۸ شرح النقایہ ج اول ص ۱۰۴)

(۱۴) وعن ابی الحسناء (۱) ان علی بن ابی طالب امر رجلا یصلی بالناس خمس ترویحات عشرین رکعة (رواہ البیہقی وصاحب کنز العمال ج ۴ ص ۲۸۴ حدیث ۵۷۹ و بیہقی ج ۲ ص ۴۹۷)

(۱۵) واخرج ابن ابی شیبة عن ابی الحسن ان علیا امر رجلا یصلی بهم فی رمضان عشرین رکعة۔ (اوجز المسالک ج ۱ ص ۳۹۸)

(۱۶) روی محمد بن نصر بسندہ عن الاعمش عن زید بن وهب قال کان عبد اللہ بن مسعود یصلی لنا فی شهر رمضان قال الاعمش کان یصلی عشرین رکعة ویوتر بثلث قالہ العینی۔ (اوجز المسالک ج ۱ ص ۳۹۸ عینی جز ۱۱ ص ۱۲۷ مطبوعہ جدید)

(۱۷) واخرج ابن ابی شیبة عن حسن بن عبد العزیز ان ابیا رضی اللہ تعالٰی عنہ کان یصلی بهم فی رمضان بالمدینة عشرین رکعة۔ (اوجز المسالک ج ۱ ص ۳۹۸)

(۱۸) عن نافع عن ابن عمر کان ابن ابی ملیکة یصلی بنا فی رمضان عشرین رکعة رواہ ابن ابی شیبة فی مصنفه واسنادہ صحیح (اوجز المسالک ج ۱ ص ۳۹۸)

(۱۹) روی محمد بن نصر من طریق علاء قال ادرکتهم فی رمضان یصلون عشرین رکعة وثلاث رکعات الوتر (فتح الباری ج ۴ ص ۲۰۴)

(۲۰) عن ابی الخصیب قال کان یؤمنا سوید بن غفلة فی رمضان فیصلی خمس ترویحات عشرین رکعة (رواہ البیہقی واسنادہ حسن بیہقی از اوجز المسالک ص ۳۹۷)

(۲۱) عن سعید بن عبید ان علی ابن ربیعة کان یصلی بهم فی رمضان خمس ترویحات ویوتر بثلاث اخرجه ابن ابی شیبة واسنادہ صحیح۔ (اوجز المسالک ص ۳۹۸)

(۲۲) وروی محمد بن نصر عن شتیر بن شکل انه کان یصلی فی رمضان عشرین رکعة والوتر۔ (اوجز المسالک ج ۱ ص ۳۹۸)

(۲۳) اخرج ابن ابی شیبة بسندہ عن ابی البختری انه کان یصلی خمس ترویحات فی رمضان ویصلی بثلث کذا فی آثار السنن (اوجز المسالک ج ۱ ص ۳۹۸)۔

(۲۴) وعن الحارث انه کان یؤم الناس فی رمضان بعشرین رکعة (اوجز المسالک ج ۱ ص ۳۹۸)

ان احادیث کا ترجمہ حسب ذیل ہے

۱۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وتر کے علاوہ رمضان میں بیس رکعت پڑھتے تھے۔

۲۔سائب بن یزید صحابی سے مروی ہے کہ ہم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بیس رکعت اور وتر پڑھتے تھے۔

۳۔یزید بن رومان سے روایت ہے کہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تئیس رکعت پڑھتے تھے یعنی بیس تراویح اور تین وتر۔

۴۔سید القراء حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں امر فرمایا کہ وہ لوگوں کو رمضان شریف کے مہینے میں رات کی نماز پڑھایا کریں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابی بن کعب لوگ دن میں روزہ رکھتے ہیں اور قرأت بخوبی ادا نہیں کر سکتے۔ لہٰذا کیا اچھا ہوتا کہ آپ ان پر (امام صلوٰۃ ہونے کی حالت میں) قرأت فرمادیا کرتے۔ حضرت ابی بن کعب نے عرض کیا اے امیر المومنین یہ ایسی چیز ہے جو پہلے نہ تھی (یعنی اہتمام خاص کے ساتھ تراویح کی جماعت اس سے پہلے نہ ہوتی تھی) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس بات کو اچھی طرح جانتا ہوں لیکن یہ کام اچھا ہے۔ پس حضرت ابی بن کعب نے لوگوں کو بیس رکعت نماز تراویح پڑھائی۔

۵۔حضرت سائب بن یزید سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ماہِ رمضان المبارک میں بیس رکعت پڑھتے تھے۔

۶۔حضرت عبد الرحمن سلمی سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے رمضان شریف کے مہینے میں قرآن کے قاریوں کو بلایا اور ان میں سے ایک کو بیس رکعت پڑھانے کا حکم دیا اور حضرت علی خود وتر پڑھاتے تھے۔

۷۔حضرت شبرمہ بن شکل سے روایت ہے جو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اصحاب سے تھے کہ وہ رمضان شریف میں لوگوں کی امامت کرتے تھے اور پانچ ترویحے (بیس رکعت نماز) پڑھا کرتے تھے۔

۸۔عبد الرزاق نے اپنی مصنف میں داؤد بن قیس وغیرہ سے، محمد بن یوسف سے، سائب بن یزید سے روایت کی کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو رمضان میں ابی بن کعب اور تمیم داری رضی اللہ عنہما پر اکیس رکعت ادا کرنے پر جمع کیا۔

۹۔حارث بن عبد الرحمن نے سائب بن یزید سے روایت کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں لوگوں کا قیام تئیس رکعت پر تھا۔

۱۰۔محمد بن نصر نے یزید بن خصیفہ کی روایت سے حضرت سائب بن یزید سے روایت کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ رمضان شریف میں بیس رکعت پڑھا کرتے تھے۔

۱۱۔یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھایا کرے۔

۱۲۔محمد بن نصر نے محمد بن کعب قرظی سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں لوگ بیس رکعت

پڑھتے تھے۔

۱۳۔ حضرت سائب بن یزید سے روایت ہے کہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بیس رکعت پڑھتے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بھی اسی طرح پڑھتے تھے۔

۱۴۔ ابوالحسنا رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی ابن ابی طالب نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو ''پانچ ترویحے'' بیس رکعت پڑھائے۔

۱۵۔ ابن ابی شیبہ نے ابوالحسن سے روایت کی کہ حضرت علی نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو رمضان میں بیس رکعت پڑھائے۔

۱۶۔ محمد بن نصر نے اپنی سند سے بواسطہ اعمش زید بن وہب سے روایت کی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رمضان کے مہینہ میں ہمیں نماز پڑھاتے تھے۔ اعمش نے کہا کہ بیس رکعت پڑھاتے تھے اور تین وتر پڑھتے تھے۔

۱۷۔ ابن ابی شیبہ نے حسن بن عبدالعزیز سے روایت کی کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں رمضان شریف میں لوگوں کو بیس رکعت پڑھاتے تھے۔

۱۸۔ حضرت نافع حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ابن ابی ملیکہ صحابی رمضان شریف میں ہمیں بیس رکعت پڑھاتے تھے۔

۱۹۔ محمد بن نصر حضرت عطا کی حدیث روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے ان کو اس حال میں پایا کہ وہ رمضان شریف میں بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھتے تھے۔

۲۰۔ ابوالخصیب سے روایت ہے کہ سوید بن غفلہ رمضان شریف میں ہماری امامت فرماتے تھے تو پانچ ترویحے ''بیس رکعت'' پڑھاتے تھے۔

۲۱۔ سعید بن عبید سے روایت ہے کہ علی ابن ربیعہ رمضان شریف میں لوگوں کو پانچ ترویحے اور تین وتر پڑھاتے تھے۔

۲۲۔ محمد بن نصر شتیر بن شکل سے روایت کرتے ہیں کہ وہ رمضان شریف میں بیس رکعتیں اور وتر پڑھاتے تھے۔

۲۳۔ ابن ابی شیبہ نے اپنی سند سے ابوالبختری سے روایت کیا کہ وہ رمضان شریف میں پانچ ترویحے پڑھاتے تھے اور تین وتر۔

۲۴۔ حارث سے روایت ہے کہ وہ رمضان شریف میں بیس رکعت کے ساتھ لوگوں کی امامت کرتے تھے۔

احادیث پر غیر مقلدین کے اعتراضات

۱۔ بیس رکعت تراویح کے ثبوت میں مصنف ابن ابی شیبہ کے حوالے سے حضرت ابن عباس کی جو حدیث مرفوع پیش کی گئی ہے وہ صحیح نہیں کیونکہ اس کا راوی ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان جو امام ابوبکر ابن شیبہ کا دادا ہے باتفاق ائمہ حدیث ضعیف ہے۔

۲۔ یہ حدیث، حدیث عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مخالف ہے جس میں رمضان وغیر رمضان میں گیارہ رکعت تراویح پڑھنے

کا ثبوت ہے۔

۳۔ مؤطا امام مالک سے یزید بن رومان کی جو حدیث نقل کی جاتی ہے کہ حضرت عمر کے زمانے میں لوگ تیئیس رکعتیں پڑھتے تھے اس کی سند صحیح نہیں بلکہ منقطع ہے اس لئے کہ یزید بن رومان نے حضرت عمر کا زمانہ نہیں پایا۔ نیز یہ کہ اس حدیث میں اس بات کا ذکر نہیں کہ لوگ خود بخود تیئیس رکعتیں پڑھتے تھے یا حضرت عمر نے ان کو حکم دیا تھا۔

۴۔ حضرت عمر خود تیئیس رکعت والی جماعت میں شامل نہیں ہوتے تھے بلکہ ان کے اس فعل پر اعتراض کرتے ہوئے فرماتے تھے "التی تنامون عنہا افضل من التی تقومونہا" یعنی رات کے جس حصے میں تم سو جاتے ہو وہ اس سے بہتر ہے جس میں تم نماز پڑھتے ہو۔

۵۔ بیس رکعت والی حدیثیں حضرت جابر کی اس حدیث کے بھی خلاف ہیں جس میں ابن حبان اور ابن خزیمہ نے آٹھ رکعت تراویح کو روایت کیا ہے۔ بیس رکعت والی حدیثیں موطا امام مالک کی اس حدیث کے بھی خلاف ہیں جس میں مذکور ہے کہ حضرت عمر نے ابی بن کعب اور تمیم داری جیسے لوگوں کو گیارہ رکعت تراویح پڑھانے کا حکم دیا۔

۶۔ علمائے احناف اور دیگر علمائے مقلدین نے بھی بیس رکعت والی حدیثوں کو ضعیف اور گیارہ رکعت والی کو صحیح تسلیم کیا ہے۔

۷۔ امام مالک کے متعلق عینی میں مذکور ہے کہ انہوں نے اپنے لئے گیارہ رکعات پسند کیں۔

اعتراضات مذکورۃ الصدر کے جوابات حسب ذیل ہیں

۱۔ یہ صحیح ہے کہ ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں حضرت ابن عباس سے بیس رکعت تراویح کے متعلق جو مرفوع حدیث روایت کی ہے اس کا راوی ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان ضعیف ہے مگر ایسا ضعیف نہیں کہ اس کی روایات کو بالکل نظرانداز کر دیا جائے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ عزیزی ج ۱ ص ۱۱۹ پر فرماتے ہیں حالانکہ ابوشیبہ جد ابوبکر آں قدر ضعف ندارد کہ روایت او مطروح مطلق ساختہ شود یعنی جد ابوبکر ابوشیبہ اس قدر ضعف نہیں رکھتا کہ اس کی روایت کو مطلقاً نظرانداز کر دیا جائے۔ ہاں اگر کوئی حدیث ضعیف کسی حدیث صحیح کے معارض ہو تو البتہ ساقط ہو گی لیکن حدیث مذکور کسی حدیث صحیح کے ساتھ معارض نہیں۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اسی فتاویٰ عزیزی ج ۱ ص ۱۱۹ پر فرماتے ہیں آرے اگر معارض او حدیث صحیح می شد البتہ ساقط می گشت "وقد سبق ان یتوہم معارضالہ اعنی حدیث ابی سلمۃ عن عائشۃ المتقدم ذکرہ لیس معارضالہ بالحقیقۃ فبقی سالما۔"

یعنی اگر اس کے معارض کوئی حدیث صحیح ہوتی تو وہ ضرور ساقط ہوتی۔ حالانکہ سابقاً گزر چکا ہے کہ ابوسلمہ سے حضرت عائشہ کی جس متقدم الذکر حدیث کے معارض ہونے کا وہم کیا جاتا ہے وہ حقیقتاً اس کے معارض نہیں لہٰذا حدیث (ابن عباس) معارضت سے سالم رہی۔

علاوہ ازیں حدیث مرفوع ضعیف اگر فعل صحابہ سے مؤید ہو تو وہ اپنے مؤید ہونے کی حیثیت سے ضرور قابل احتجاج ہوتی ہے۔ یہی شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث ابن عباس کے تحت فرماتے ہیں "کیف وقد تأید بفعل الصحابۃ کما رواہ البیہقی فی

سنہ باسناد صحیح۔" اھ یعنی یہ حدیث مرفوع کیونکر ساقط ہو سکتی ہے حالانکہ اس کی تائید فعل صحابہ سے ہو چکی ہے۔ جبکہ بیہقی نے اپنے سنن میں سند صحیح کے ساتھ صحابہ کرام کا بیس رکعتیں پڑھنا روایت کیا ہے۔

بالخصوص ایسی صورت میں جب کہ وہ فعل صحابہ روایات کثیرہ سے ثابت ہو اور سوائے ایک گروہ قلیل کے جمہور امت علمائے مجتہدین نیز ائمہ اربعہ سب کا مذہب اس کے موافق ہو۔ جیسا کہ ہم اس سے پہلے ۲۴ احادیث اور عبارات علماء و فقہا اس حدیث کی تائید اور تقویت میں پیش کر چکے ہیں۔

۲۔ بیس رکعت تراویح کی احادیث کو گیارہ رکعت والی حدیث کے معارض سمجھنا قلت تدبر پر مبنی ہے جس کی وجوہ حسب ذیل ہیں:

☆ راوی حدیث ابو سلمہ نے حضرت صدیقہ سے رسول اللہ ﷺ کی جس صلوٰۃ لیل کے متعلق سوال کیا تھا اس سے مراد ان کی صلوٰۃ تہجد تھی اور مقصد یہ تھا کہ اے ام المومنین آپ یہ بتائیں کہ رمضان شریف میں حضور ﷺ کی نماز تہجد کا کیا حال تھا یعنی غیر رمضان کی صلوٰۃ تہجد سے کچھ زیادہ ہوتی تھی یا مساوی حضرت عائشہ نے جواب دیا حضور ﷺ کی نماز تہجد رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہ ہوتی تھی۔ رہا یہ امر کہ اس حدیث میں وہ کون سا قرینہ ہے جس کی وجہ سے ہم اس نماز کو صلوٰۃ تہجد پر محمول کریں تو اس کا جواب شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا عبدالحی لکھنوی مرحوم کی عبارت منقولہ سے ہم دے چکے ہیں کہ اس حدیث کے آخر میں وارد ہے کہ حضرت عائشہ نے حضور ﷺ سے پوچھا اتنام قبل ان توتر کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں؟ معلوم ہوا کہ اس نماز سے پہلے سو جاتے تھے اور ظاہر ہے کہ صلوٰۃ لیل میں نماز سے پہلے سو جانا صلوٰۃ تہجد ہی کے ساتھ خاص ہے۔ ثابت ہوا کہ یہ سوال و جواب مطلق صلوٰۃ لیل سے متعلق نہیں بلکہ خاص صلوٰۃ تہجد سے متعلق ہے۔ اس صورت میں گیارہ رکعت اور بیس رکعت والی احادیث کے مابین کوئی تعارض نہیں رہتا کیونکہ وہ بیس رکعتیں نماز تراویح میں ہیں جو ماہ رمضان کے ساتھ خاص ہیں اور حضرت عائشہ کی حدیث میں نمازِ تہجد کا ذکر ہے جو رمضان اور غیر رمضان دونوں میں یکساں طور پر مشروع ہے۔

☆ حضرت عائشہ صدیقہ نے حضور ﷺ کی صلوٰۃ لیل کی زیادتی کو جو گیارہ رکعت پر منحصر کیا ہے وہ ان کے اپنے علم کے مطابق ہے اور یہ اس امر کے منافی نہیں کہ حضرت عائشہ کے علاوہ کسی دوسرے کے نزدیک اس کا عدد گیارہ سے زیادہ ثابت ہو جائے۔

☆ اگر بیس رکعت کی حدیثوں کو گیارہ رکعت والی حدیث کے معارض قرار دیا جائے تو جس طرح بیس اور گیارہ میں تعارض ہے اسی طرح گیارہ اور تیرہ میں بھی تعارض ہوگا اور سولہ اور سترہ کے ساتھ بھی گیارہ کا عدد معارض قرار پائے گا حالانکہ خود حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بخاری شریف ج اول کتاب الصلوٰۃ باب ما یقرأ فی رکعتی الفجر میں روایت ہے "عن عائشة رضی الله عنها قالت كان رسول الله صلی الله عليه وسلم يصلی بالليل ثلث عشرة ركعة ثم يصلی اذا سمع النداء بالصبح ركعتين خفيفتين۔"

یعنی حضرت عائشہ فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ رات کو تیرہ رکعت پڑھتے تھے۔ غیر مقلدین تیرہ رکعت والی حدیث کے جواب میں کہا کرتے ہیں کہ ان تیرہ میں دو فجر کی سنتیں شامل ہیں لیکن بخاری شریف کی اس حدیث نے ان کے اس جواب کا قلع قمع کر دیا یعنی غیر مقلدین کہا کرتے ہیں حضور ﷺ قیام کے وقت پہلے دو خفیف رکعتیں پڑھا کرتے تھے حضرت عائشہ نے کبھی ان کا ذکر کیا، کبھی نہ کیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان دو رکعتوں کا بھی خفیف ہونا انہیں معاذ اللہ کالعدم نہیں کر دیتا۔ دیکھئے اسی حدیث بخاری میں فجر کی دو رکعتوں کا بھی خفیف ہونا مذکور ہے لیکن وہ کالعدم نہیں اور آج تک امت مسلمہ ان دو رکعتوں کو پڑھتی ہے۔ غیر مقلدین بھی ضرور پڑھتے ہوں گے۔ پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ قیام لیل کی خفیف دو رکعتیں کالعدم قرار پائیں اور گیارہ پر حصر کر دیا جائے۔ اگر حضور ﷺ کی وہ پہلی دو رکعتیں کالعدم نہیں تو گیارہ پر صلوٰۃ لیل کا حصر یقیناً تیرہ اور سولہ کے معارض رہے گا۔

اس حدیث میں اس امر کی تصریح موجود ہے کہ حضور ﷺ کی یہ تیرہ رکعتیں فجر کی سنتوں کے علاوہ ہوتی تھیں۔ نیز امام احمد نے اپنی زیادات علی المسند میں حضرت علی سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ رات میں فرض نماز کے سوا سولہ رکعتیں پڑھتے تھے جیسا کہ عینی ج ۷ ص ۲۰۳ پر ہے "واما حديث على بن ابى طالب فرواه احمد فى زيادته على المسند من رواية ابى اسحق عن عاصم بن ضمرة عن على قال كان رسول الله ﷺ يصلى من الليل ست عشرة ركعة سوى المكتوبة واسناده حسن" اس کے علاوہ ابن مبارک نے کتاب الزہد والرقاق میں ایک مرسل حدیث میں روایت کیا ہے "كان يصلى من الليل سبع عشرة ركعة" کہ حضور رات میں سترہ رکعتیں پڑھتے تھے۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ حضرت عائشہ کی گیارہ رکعت والی حدیث بیس رکعت والی حدیثوں ہی سے معارض ہے یا تیرہ، سولہ اور سترہ رکعت والی حدیثوں سے بھی اس کو معارض قرار دیا جائے گا۔ وہی تطبیق جو غیر مقلدین گیارہ اور تیرہ وغیرہ والی حدیثوں میں کرتے ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ علمائے اہل سنت نے اس سے بہتر تطبیق گیارہ اور بیس رکعت والی احادیث کے درمیان کی ہے جس کا تھوڑا سا بیان ناظرین کرام پڑھ چکے ہیں اور اس کی بقیہ تفصیل حسب ذیل ہے

حضرت عائشہ کی گیارہ رکعت والی حدیث حضور ﷺ کے غالب احوال پر محمول ہے اور بیس رکعت والی حدیث تراویح رمضان کے ساتھ خاص ہے اور مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں اکثر و بیشتر گیارہ رکعتیں ہی پڑھا کرتے تھے البتہ بعض اوقات رمضان میں حضور ﷺ نے بیس رکعت تراویح بھی پڑھی ہیں۔

مولانا عبدالحئی لکھنوی التعلیق الممجد علی موطا امام محمد میں ص ۱۴۲ حاشیہ نمبر ۱۱ پر فرماتے ہیں

اذ لا شك فى صحة حديث عائشة وضعف حديث ابن عباس لكن الاخذ بالراجح وترك المرجوح انما يتعين اذا تعارضا تعارضا لا يمكن الجمع وههنا الجمع ممكن بان يحمل حديث عائشة على انه اخبار عن حاله الغالب كما صرح به الباجى فى شرح الموطا وغيره ويحمل حديث ابن عباس على انه كان ذلك احيانا

یعنی اس میں شک نہیں کہ حضرت عائشہ کی حدیث صحیح ہے اور حضرت ابن عباس کی حدیث ضعیف ہے لیکن ضعیف کو چھوڑ کر صحیح

کو لینا صرف اسی وقت متعین ہوسکتا ہے جب دونوں میں ایسا تعارض ہو کہ تطبیق نہ ہوسکے اور یہاں تطبیق ممکن ہے بایں طور کہ حضرت عائشہ کی حدیث کو اس بات پر محمول کیا جائے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غالب حال سے خبر دے رہی ہیں جیسا کہ اس کی تصریح باجی نے شرح موطا میں اور ان کے علاوہ دوسرے علماء محدثین نے بھی کی ہے اور حضرت ابن عباس کی حدیث کو اوقات پر محمول کیا جائے۔

اور یہ ظاہر ہے اس لئے کہ بیس رکعتیں صرف رمضان میں پڑھی گئی ہیں اور گیارہ رکعتیں رمضان اور غیر رمضان تمام سال کی راتوں میں پڑھی گئی ہیں۔

تقریباً اسی مفہوم کی عبارت زرقانی شرح مؤطا امام مالک ص ۲۲۲ ج اول پر بھی مرقوم ہے جمع الوسائل میں ملا علی قاری کا بھی یہی قول ہے علاوہ ازیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صلوٰۃ لیل کے متعلق حضرت عائشہ کی روایات میں ایک اور اختلاف ہے جس کو علامہ ابن حجر نے فتح الباری ج ۳ ص ۱۶ پر بیان کیا ہے

ویؤیده ما وقع عند احمد وابی داؤد من روایة عبد الله ابن ابی قیس عن عائشة بلفظ کان یوتر باربع وثلث وثمان وثلث وعشر وثلث ولم یکن یوتر باکثر من ثلث عشرة ولا انقص من سبع وهٰذا اصح ما وقفت علیه من ذٰلك وبه یجمع بین ما اختلف عن عائشة من ذٰلك والله اعلم قال القرطبی اشکلت روایات عائشة علی کثیر من اهل العلم حتّٰی نسب بعضهم حدیثها الی الاضطراب وهٰذا انما یتم لو کان الراوی عنها واحدا او اخبرت عن وقت واحد والصواب ان کل شیٔ ذکرته من ذٰلك علی اوقات متعدد واحوال مختلفة بحسب النشاط وبیان الجواز والله اعلم۔

یعنی اس کی تائید امام احمد اور ابوداؤد کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے جو بروایت عبداللہ بن ابی قیس حضرت عائشہ سے ان لفظوں سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وتر فرماتے۔ چار اور تین کے ساتھ اور چھ اور تین کے ساتھ اور آٹھ اور تین کے ساتھ اور دس اور تین کے ساتھ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وتر کبھی دس اور تین سے زیادہ نہ ہوتا تھا اور سات سے کم نہ ہوتا تھا اور جس پر میں واقف ہوا ہوں یہ ان سب سے زیادہ صحیح ہے اور اس کے ساتھ ان روایات کے درمیان تطبیق ہوسکتی ہے جو اس بارے میں حضرت عائشہ سے مختلف طور پر وارد ہوئی ہیں۔ واللہ اعلم۔ امام قرطبی نے فرمایا کہ حضرت عائشہ کی روایتیں اکثر اہل علم پر نہایت مشکل ہوگئیں۔ یہاں تک کہ بعض نے ان کی حدیث کو اضطراب کی طرف منسوب کر دیا اور یہ (حضرت عائشہ کی روایت کو اضطراب کی طرف منسوب کرنا) اس وقت تمام ہوسکتا تھا جب کہ حضرت عائشہ سے ان سب کا راوی ایک ہی ہوتا یا وہ ایک ہی وقت کے متعلق خبر دیتیں اور صحیح یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس باب میں جو کچھ بھی ذکر کیا ہے وہ سب بحسب النشاط اور بیان جواز اوقات متعددہ اور احوال مختلفہ پر محمول ہے۔ واللہ اعلم۔ یہی مضمون عینی ج ۷ ص ۲۰۵ پر مسطور ہے۔

ان عبارات کی روشنی میں یہ امر آفتاب سے زیادہ روشن ہوگیا کہ گیارہ رکعت والی حدیث دوام اور استمرار پر محمول نہیں بلکہ اوقات متعددہ اور احوال غالبہ پر مبنی ہے۔ وللہ الحمد۔

''غیر مقلدین آٹھ رکعت تراویح کے ثبوت میں محمد بن نصر مروزی کی کتاب قیام اللیل کے حوالہ سے ایک یہ حدیث بھی پیش کیا

کرتے ہیں کہ حضرت ابی ابن کعب نے رمضان میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آج رات کو ایک بات ہو گئی۔ آپ نے فرمایا، کون سی بات ہو گئی اے ابی؟ حضرت ابی نے عرض کیا، میرے گھرانے کی عورتوں نے کہا کہ ہم لوگ قرآن نہیں پڑھتے ہیں پس ہم لوگ تمہارے پیچھے نماز پڑھیں گے اور تمہاری اقتداء کریں گے تو میں نے ان کو آٹھ رکعتیں اور وتر پڑھائے۔ آنحضرت ﷺ نے یہ سن کر سکوت فرمایا۔

غیر مقلدین کی ذہنیت بھی عجیب ہے۔ انہیں جہاں آٹھ رکعتیں نظر آئیں تو فوراً تراویح پر محمول کر دیا۔

رمضان شریف میں نمازِ تراویح کی جماعت کا مشروع ہونا اور مردوں عورتوں کے لئے نماز تراویح پڑھنے کا جواز فریقین کے نزدیک مسلم ہے لہٰذا رمضان شریف میں تراویح کی نماز پڑھا دینا کوئی ایسی بات نہیں جس میں کسی قسم کی ندرت پائی جائے حالانکہ ابی بن کعب کے کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک ایسا واقعہ بیان کر رہے ہیں جس میں ان کے نزدیک انتہائی ندرت پائی جاتی ہے اور وہ اسے اپنے نزدیک بہت ہی نادر الوقوع سمجھتے ہیں کیونکہ وہ حضور ﷺ سے عرض کرتے ہیں ''یارسول اللہ کان اللیلۃ شیٔ'' یارسول اللہ ﷺ آج رات ایک بات ہو گئی ہے۔ حضور نے فرمایا، ابی وہ کون سی بات ہو گئی ہے؟ حضرت ابی نے گزشتہ رات آٹھ رکعت نماز پڑھانے کا واقعہ بیان کیا۔ حضرت ابی کا حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کرنا یارسول اللہ ﷺ آج رات ایک بات ہو گئی، صاف ظاہر کرتا ہے کہ وہ ایسی نئی بات ہے جو اسی رات میں ہوئی اس سے پہلے نہیں ہوئی تھی۔ ثابت ہوا کہ یہ نماز تراویح نہیں بلکہ نمازِ تہجد کی جماعت ہے جو بعض ائمہ کے نزدیک تداعی کے ساتھ بلا کراہت جائز ہے اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بغیر تداعی کے بلا کراہت جائز قرار دیتے ہیں اور تداعی کے ساتھ مکروہ سمجھتے ہیں اس لئے کہ جمہور صحابہ اور سلف صالحین سے نماز تہجد کی جماعت تداعی اور اہتمام خاص کے ساتھ منقول نہیں۔

علاوہ ازیں اس حدیث کی سند میں عیسیٰ ابن جاریہ ہے جس کے متعلق ابن معین نے کہا ''عندہ مناکیر'' اور نسائی نے کہا منکر الحدیث ''وجاء عنہ متروک'' صرف ابوزرعہ نے ''لاباس بہ'' کہا ہے جو ابن معین اور نسائی کی جرح شدید کے مقابلہ میں کچھ وقعت نہیں رکھتا۔ (میزان الاعتدال)

غیر مقلدین حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی آٹھ رکعت تراویح ثابت کرتے ہیں ''عن جابر رضی اللہ عنہ قال صلّٰی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان ثمان رکعات ثم اوتر۔'' حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں رمضان میں آٹھ رکعتیں پڑھائیں پھر وتر۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اگر بالفرض اس حدیث کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو اس سے صرف اتنا ثابت ہوگا کہ حضرت جابر نے آٹھ رکعت بیان فرمائیں لیکن آٹھ کے عدد پر حصر کا قول نہیں کیا جو آٹھ سے زیادہ عدد کے منافی اور معارض ہو اور عدم حصر کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ حضرت جابر بعد میں آئے ہوں اور حضور ﷺ ان کے آنے سے قبل زائد رکعات پڑھ چکے ہوں۔ نیز اس امر کا بھی احتمال ہے کہ حضور ﷺ نے پہلے یا بعد میں آٹھ کے علاوہ زائد رکعات پڑھی ہوں جن کی نفی حضرت جابر کے قول سے ثابت نہیں ہوتی۔

علاوہ ازیں حضرت جابر صرف ایک رات کا واقعہ اور وہ بھی اپنے علم کے مطابق بیان کر رہے ہوں اس میں بقیہ دو راتوں میں بیس عدد رکعات تراویح کی نفی اس حدیث میں کہاں ثابت ہوئی۔ اس کے بعد عرض ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ کسی محدث نے اس کو صحیح نہیں کہا۔ اس کی سند میں بھی عیسیٰ بن جاریہ ہے جس کے متعلق ہم میزان الاعتدال سے نقل کر چکے ہیں کہ وہ منکر الحدیث تھا۔ رہا یہ شبہ کہ علامہ ذہبی نے اس کی سند کو وسط کہا ہے ہرگز اس کی صحت کی دلیل نہیں ہوسکتا اس لئے کہ وسط کے معنی دنیا کی کسی لغت یا اصطلاح میں صحیح نہیں۔ وسط کے معنی ہیں درمیانی، اور اس میں کئی احتمال ہیں۔ صحت، حسن، ضعف سب کا درمیانی مراد ہوسکتا ہے لیکن عیسیٰ بن جاریہ کے حق میں خود علامہ ذہبی کا اسے منکر الحدیث ہونے کو نقل کرنا اس بات کی روشن دلیل ہے کہ لفظ وسط سے ان کی مراد درمیانہ درجہ کی ضعیف ہے۔

اس مقام پر یہ کہنا کہ علامہ ابن حجر نے التزام کیا ہے کہ فتح الباری میں کوئی ایسی حدیث نہیں لائی جائے گی جو صحیح یا حسن کے درجہ سے کم ہو اور چونکہ حدیث جابر فتح الباری میں موجود ہے اس لئے وہ صحیح نہیں تو حسن ضرور ہوگی انتہائی ابلہ فریبی اور سخن پروری ہے۔ (مقالات کاظمی)

اتنی بات تو قابل قبول ہوسکتی تھی کہ فتح الباری کی اکثر و بیشتر روایات یا وہ احادیث جن کے راویوں پر ائمہ جرح و تعدیل کی جرح کتب متجرحہ میں مصرح نہیں صحیح یا حسن ہیں لیکن محض اپنی ضد پوری کرنے کے لئے آنکھیں بند کر کے علی الاطلاق اس کی ہر روایت پر مہر تصدیق ثبت کر دینا اور ائمہ حدیث کی جرح شدید کے باوجود اس کی حدیث کو صحیح یا حسن قرار دینا کسی اہل علم کے نزدیک صحیح نہیں ہوسکتا۔

ابن حجر تو بخاری کے شارح ہیں۔ خود امام بخاری ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے التزام کیا ہے کہ صحیح بخاری میں سوائے صحیح حدیث کے کوئی غیر صحیح روایت داخل نہ کروں گا لیکن اس کے باوجود اس میں بھی بعض ایسی روایات موجود ہیں جو صحیح نہیں۔ اگرچہ ان کا وجود نادر ہے یہی وجہ ہے کہ شارحین کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کی تاویل کرنی پڑی ہے۔ دیکھئے مقدمہ فتح الباری ج اول ص ۱۳ پر حافظ ابن حجر نے علامہ نووی کا کلام نقل کیا ہے "وعلیٰ ھٰذا فیحمل قولہٗ ما ادخلت فی الجامع الا ما صح ای ما سقت اسنادہٗ واللہ تعالیٰ اعلم۔ اھ کلامہٗ

یعنی اس تقدیر پر امام بخاری کا یہ قول کہ میں نے اپنی جامع صحیح بخاری میں صرف وہی حدیثیں داخل کی ہیں جو صحیح ہیں اس امر پر محمول ہوگا کہ جن کی سند میں نے بیان کی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ علامہ نووی کا کلام ختم ہوا۔ اس کے بعد متصلاً علامہ ابن حجر فرماتے ہیں "وقد تبین مما فصلنا بہ اقسام تعالیقہ انہ لا یفتقر الیٰ ھٰذا الحمل وان جمیع ما فیہ صحیح باعتبار انہ کلہ مقبول لیس فیہ ما یرد مطلقًا الا النادر" مقدمہ فتح الباری ج اول ص ۱۳ یعنی تعلیقات بخاری کی جو تقسیم ہم نے بیان کی ہے اس سے یہ بات بھی ظاہر ہوگئی کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے قول مذکور کو ما سقت اسنادہ پر حمل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں اور یہ امر بھی واضح ہوگیا کہ بخاری کی تمام حدیثیں اس اعتبار سے صحیح ہیں کہ وہ سب مقبول ہیں۔ ان میں کوئی حدیث ایسی نہیں ہے جسے مطلقاً رد کر دیا جائے سوائے نادر (حدیثوں) کے۔

حیرت ہے کہ جولوگ توثیق رواۃ پر صحت حدیث کو موقوف سمجھتے ہیں ان کے نزدیک حدیث جابر محض فتح الباری میں درج ہو جانے کی وجہ سے کیونکر صحیح ہوگئی حالانکہ اس کے راوی پر اہل نقد ونظر ائمہ حدیث کی جرح شدید موجود ہے جیسا کہ ہم تفصیل سے نقل کر چکے ہیں جس طرح ڈوبتا ہوا آدمی تنکے کا سہارا تلاش کرتا ہے بالکل اسی طرح غیر مقلدین حدیث جابر کے فتح الباری میں آجانے کو دلیل صحت قرار دے رہے ہیں۔ بہر حال یہ قول صحت حدیث کے دلائل میں ایک شاندار اضافہ ہے۔

اس کے بعد یہ عرض کرنا بھی ضروری ہے کہ غیر مقلدین بعض علماء احناف وشوافع کے اقوال بھی پیش کیا کرتے ہیں کہ علامہ عینی اور علامہ زیلعی اور علامہ ابن حجر رحمہم اللہ تعالیٰ نے عمدۃ القاری، فتح الباری، نصب الرایہ وغیرہ میں حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے رمضان شریف کی تین راتوں کی نماز کا آٹھ رکعت ہونا ثابت کیا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ کسی امر مجمل کی تفسیر اور شیٔ مبہم کے بیان میں فقہا محدثین کا کوئی روایت لانا اس امر کو مستلزم نہیں کہ ان کے نزدیک اس روایت کا مضمون صحیح اور واجب القبول بھی ہے۔ حضرات محدثین کا دستور ہے کہ وہ ایک امر مجمل کے بیان میں متعدد روایات وارد کر دیتے ہیں۔ اسی طرح فقہا کرام ایک مسئلہ کے متعلق بعض اقوال لے آتے ہیں مگر ان روایات واقوال کا مضمون کسی علت کے باعث واجب القبول نہیں ہوتا۔

اگرچہ اہل علم کے لئے یہ بات محتاج بیان نہیں مگر اتمام حجت کے لئے اس کی دلیل میں غیر مقلدین کے پیشوا اور مقتدا علامہ شوکانی کا قول پیش کرتا ہوں جو نیل الاوطار میں اسی حدیث کے تحت مرقوم ہے "واما العدد الثابت عنه صلى الله عليه وسلم فى صلاته فى رمضان فاخرج البخاری وغيره عن عائشة انها قالت ما كان النبى صلى الله عليه وسلم يزيد فى رمضان ولا فى غيره على احدى عشرة ركعة فاخرج ابن حبان فى صحيحه من حديث جابر انه صلى الله عليه واله وسلم صلى بهم ثمان ركعات ثم اوتر۔" (نیل الاوطار ج ۳ ص ۵۷)

علامہ شوکانی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی صلوٰۃ رمضان کے متعلق جو عدد حضور ﷺ سے ثابت ہے وہ حضرت عائشہ کی اس حدیث میں ہے جسے امام بخاری نے روایت کیا ہے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت جابر کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو آٹھ رکعتیں پڑھائیں اور پھر وتر پڑھے۔ اس کے بعد علامہ شوکانی نے بیہقی کی بیس رکعت والی حدیث نقل کی پھر فرمایا: "والحاصل ان الذى دلت عليه احاديث الباب وما يشابهها وهو مشروعية القيام فى رمضان والصلوٰة فيه جماعة وفرادى فقصر الصلوٰة المسماة بالتراويح على عدد معين وتخصيصها بقراءة مخصوصة لم يرد به سنة۔" انتہی (نیل الاوطار ج ۲ ص ۵۸)

یعنی کلام کا حاصل یہ ہے کہ جس چیز پر احادیث باب اور ان کے مشابہ احادیث نے دلالت کی وہ قیام رمضان اور فی رمضان کی مشروعیت ہے۔ جماعت سے ہو یا تنہا۔ لہٰذا جس نماز کا نام تراویح ہے اسے عدد معین پر ٹھہرا دینا اور اسے قرأت مخصوصہ کے ساتھ خاص کر دینا ایسی بات ہے جس کے ساتھ سنت وارد نہیں ہوئی۔ دیکھئے جس موقع پر عینی، فتح الباری، نصب الرایہ وغیرہ میں حضرت

عائشہ کی گیارہ رکعت والی اور حضرت جابر کی (وتر کے علاوہ) آٹھ رکعت والی حدیث وارد ہوئی ہے بالکل اسی موقع پر نیل الاوطار میں یہ دونوں حدیثیں وارد ہیں لیکن اس کے باوجود علامہ شوکانی فرماتے ہیں کہ نماز تراویح کو عدد معین پر ٹھہرا دینا ایسی بات ہے جس کے ساتھ سنت وارد نہیں ہوئی یعنی تراویح میں عدد معین کا قول کرنا خلاف سنت ہے۔ لہٰذا جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تراویح کے عدد ثابت کے بیان میں ان دونوں حدیثوں کا شوکانی کے کلام میں وارد ہونا عدد معین (آٹھ رکعت) کا مثبت نہیں بالکل اسی طرح علامہ عینی، حافظ ابن حجر اور علامہ زیلعی کے کلام میں بھی حدیث عائشہ و حدیث جابر کا وارد ہونا آٹھ رکعت تراویح کی دلیل نہیں ہو سکتا۔ علامہ شوکانی نے "لم یرد بہ سنة" کہہ کر غیر مقلدین کے استدلال کا خاتمہ کر دیا کیونکہ آٹھ رکعت تراویح کے ثبوت میں غیر مقلدین کی تمام پونجی یہی دو حدیثیں تھیں لیکن شوکانی صاحب نے واضح کر دیا کہ ان دونوں حدیثوں سے آٹھ رکعت کا عدد معین ثابت نہیں ہوتا۔ والحمد للہ علی احسانہ۔

اہل بصیرت سے یہ امر مخفی نہیں کہ حضرات ائمہ مجتہدین خصوصاً ائمہ اربعہ رضی اللہ عنہم اجمعین علم و فضل، تقویٰ و طہارت اور انابت الی اللہ کے اس بلند مقام پر فائز ہیں جس کا تصور اس زمانے میں کسی بڑے سے بڑے اہل علم اور متقی کے متعلق بھی نہیں کیا جا سکتا اور اس میں بھی شک نہیں کہ ان ائمہ کرام کا صحیح مسلک وہی تھا جس پر ان کے جانشین اور ان کے بعد ان کے جمہور مقلدین و متبعین عمل پیرا ہیں۔

ایسے جلیل القدر خیار امت ائمہ اعلام کا مبارک گروہ درحقیقت مسلمانوں کا وہ طائفہ مقدسہ ہے جسے بفحوائے آیہ کریمہ "فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ۔" (توبہ) تمام امت مسلمہ کی قیادت و سیادت کا شرف حاصل ہے اور ان ائمہ ہدیٰ کے متبعین و مقلدین کی جماعت مسلمانان عالم کا وہ سواد اعظم ہے جس کا مذہب و مسلک آیت کریمہ "وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا۔" (نساء) کی روشنی میں مدار نجات اور معیار صداقت ہے اور ان کے راستے سے انحراف موجب ضلالت و غوایت اور جہنم رسید ہونے کا باعث ہے۔

لیکن شرذمہ قلیلہ و طائفہ حقیرہ کے معدودے چند افراد ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ کے ان مقدس اور محبوب بندوں کو از راہ عناد ہدف تیر ملامت بناتے رہے ہیں چنانچہ اب بھی غیر مقلدین کا گروہ قلیل حضرات مجتہدین ائمہ اربعہ خصوصاً امام الائمہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ و عنہم اجمعین اور ان کے مقلدین و متبعین کے حق میں زبان طعن دراز کر رہا ہے۔ کبھی انہیں اہل رائے کہا جاتا ہے کبھی ان کے مسائل مذہبیہ کو احادیث صحیحہ کے خلاف قرار دے کر انہیں مطعون کیا جاتا ہے اور بسا اوقات یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ ان کے استدلال کی بنیاد احادیث ضعیفہ اور اقوال مرجوحہ ہیں۔

مگر واقعہ یہ ہے کہ ان معترضین نے آج تک ان ائمہ ہدیٰ کے اصول کو نہیں سمجھا۔ کاش یہ لوگ تعصب سے دور رہ کر ان کے قواعد مذہب اور اصول استدلال کو سمجھ لیتے تو شاید اس دریدہ دہنی کی جرأت نہ کرتے۔ اس مختصر رسالے میں اتنی گنجائش نہیں کہ ہم ان تمام امور پر تفصیلی بحث کریں۔ البتہ صرف ایک امر کو اختصار کے ساتھ بیان کرتے ہیں اور وہ یہ کہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ

عنہ نے کسی ایسی حدیث سے استدلال نہیں کیا جوان کی نظر میں ضعیف ہواوراس کی تقویت دیگر احادیث یا اقوال صحابہ ان کے اعمال یا اہل علم کے تعامل یا کسی دوسری دلیل شرعی سے نہ ہوگئی ہواور محدثین کرام اس پر متفق ہیں کہ حدیث ضعیف طرق مذکورہ میں سے کسی طریقہ سے مؤید ومعتمد ہوجائے تو وہ قابل احتجاج ہے۔

کمالا یخفی علی من لہٗ ادنٰی معرفۃ فی فن الحدیث

باب تراویح میں رسول اللہ ﷺ کا رمضان شریف میں بیس رکعت تراویح پڑھنا اگر چہ بسند ضعیف ثابت ہے لیکن چونکہ اس کا مضمون تعامل صحابہ اور اقوال علماء اور جمہور امت کے توافق سے مؤید ہو چکا ہے اس لئے اس سے دلیل لانا اصول محدثین کے موافق بھی صحیح اور درست ہے بلکہ میں تو یہاں تک عرض کروں گا کہ بیس تراویح کی حدیث مرفوع مذکور کے ثابت الاصل اور مستدل بہ ہونے کا قول کرنا ضروری ہے۔ ورنہ ان تمام صحابہ، سلف صالحین، ائمہ مجتہدین اور جمہور علماء امت مسلمہ کو سنت نبوی کے مخالفین میں شمار کرنا پڑے گا جن کا عمل اس حدیث کے مطابق ہونا غیر مقلدین کے نزدیک بھی مسلم ہے۔

علم حدیث کے ماہرین سے یہ امر مخفی نہیں کہ کسی حدیث کا فی الواقع ثابت الاصل اور صحیح ہونا صحت اسناد پر موقوف نہیں۔ ممکن ہے کہ صحت اسناد کے باوجود کوئی حدیث واقع میں صحیح نہ ہو۔ (کما قال ابن الصلاح)

جب صحت اسناد پر صحت حدیث موقوف نہیں تو ضعف اسناد پر ضعف حدیث کا مدار کیونکر ہوسکتا ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ موضوعات کبیر ص ۱۵ میں اسی موضوع پر اثنائے کلام میں فرماتے ہیں: ”فلا مطمح للقطع فی مقام الاسناد لتجویز العقل ان یکون الصحیح فی نفس الامر ضعیفا او موضوعًا والموضوع صحیحا مرفوعا الا الحدیث المتواتر فانہٗ فی افادۃ العلم الیقینی یکون مقطوعا ولذا قال الزرکشی بین قولنا لم یصح وقولنا موضوع بون بین فان الوضع اثبات الکذب وقولنا لم یصح انما ہو اخبار عن عدم الثبوت ولا یلزم منہ اثبات العدم۔“

مقام اسناد میں یقین کے لئے امید کا کوئی موقع نہیں یعنی محض سند کے پیش نظر کسی حدیث کو یقینی طور پر صحیح کہہ دینا ہرگز درست نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ عقلاً جائز ہے کہ کوئی صحیح حدیث ضعیف یا موضوع ہواور اسی طرح حدیث موضوع حقیقۃً صحیح مرفوع ہو۔ سوائے حدیث متواتر کے کہ وہ علم یقینی کا فائدہ دینے میں قطعی ہے۔ اسی لئے علامہ زرکشی نے فرمایا کہ ہمارے قول ”لم یصح“ اور موضوع میں بڑا فرق ہے۔ اس لئے کہ وضع، اثبات کذب ہے اور ”لم یصح“ صرف عدم ثبوت کی خبر دیتا ہے اور اس سے اثبات عدم لازم نہیں آتا۔

اسی طرح ابن قیم جوزیہ نے ایک حدیث کے متعلق کہا ”وان صحح بعض الناس سندہٗ فالحس تشہد بوضعہٖ“ یعنی اگر چہ بعض لوگوں نے اس حدیث کی سند کو صحیح قرار دیا ہے لیکن قوت حاسہ اس کے موضوع ہونے کی شہادت دیتی ہے۔ معلوم ہوا کہ محض سند پر ثبوت ووضع کا مدار نہیں۔

اہل علم کے نزدیک تو یہ امر بھی قابل انکار نہیں ہوسکتا کہ بصیرت کاملہ رکھنے والے علمائے راسخین کسی حدیث کے موضوع اور

غیر موضوع ہونے کی معرفت حاصل کرنے کے لئے سند کے محتاج نہیں ہوتے۔

دیکھئے ملا علی قاری موضوعات کبیر ص ۸۹ پر فرماتے ہیں: ''وقد سئل ابن القیم الجوزیة هل یمکن معرفة الحدیث الموضوع بضابطة من غیر ان ینظر فی سنده فقال هذا سوال عظیم القدر وانما یعرف ذلك من یطلع فی معرفة سنن الصحیحة وخلطت بلحمه ودمه وصار له فیها ملكة واختصاص شدید بمعرفة السنن والأثار ومعرفة سیرة رسول الله علیه الصلوة والسلام وهدیه فیما یأمر به وینهی عنه ویخبر عنه ویدعو الیه ویحبه ویکرهه ویشرعه للامة بحیث کانه مخالط له علیه الصلوة والسلام بین اصحابه الکرام فمثل هذا یعرف من احواله وهدیه وکلامه واقواله وافعاله وما یجوز ان یخبر به وما لا یجوز مالا یعرفه غیره وهذا شان کل متبوع مع تابعه۔ اھ

ابن قیم جوزیہ سے دریافت کیا گیا کیا یہ ممکن ہے کہ حدیث موضوع کو کسی ضابطہ کے ساتھ معلوم کرلیا جائے اس کے بغیر کہ اس کی سند میں نظر کی جائے تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ ایک عظیم الشان سوال ہے۔ سند دیکھے بغیر کسی حدیث کے موضوع ہونے کو وہی شخص جان سکتا ہے جو معرفت سنن صحیحہ کے بلند مقام پر فائز ہو اور سنن صحیحہ کی معرفت اس کے گوشت اور خون کے ساتھ مخلوط ہوگئی ہو اور اسے ان کی معرفت میں عظیم ملکہ پیدا ہوگیا ہو اور معرفت سنن وآثار و معرفت سیرت وخصلت رسول اللہ ﷺ میں اختصاص شدید حاصل ہو چکا ہو اور حضور ﷺ کے امر و نہی، اخبار و دعوت، حب کراہت اور امت مرحومہ کے لئے احکام مشروعہ سے متعلق تمام امور میں حضور ﷺ کی سیرت وخصلت مبارکہ سے پوری طرح واقف ہو اور اس کو یہ حیثیت حاصل ہو جائے کہ گویا وہ صحابہ کرام کی معیت میں نبی کریم ﷺ کی ذات مقدسہ کے ساتھ اختلاط کامل رکھتا ہے تو اس جیسا آدمی حضور ﷺ کے احوال اور کلام مبارک اور تمام اقوال واحوال مبارکہ کو صحیح معنی میں پہچان سکتا ہے اور اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ کون سی چیزوں کے متعلق حضور ﷺ کا خبر دینا جائز ہے اور کون سی چیزوں سے خبر دینا حضور ﷺ کے حق میں جائز نہیں۔ یہ امور اس قبیل سے ہیں جسے مذکورہ بالا اوصاف سے متصف ہونے والے علماء راسخین وکاملین کے سوا کوئی دوسرا شخص نہیں جان سکتا اور ہر متبوع کی اپنے تابع کے ساتھ یہی شان ہوتی ہے۔

ایسی صورت میں اگر امام اعظم جیسا اہل بصیرت انسان دلائل وقرائن کی روشنی میں حق کو باطل سے ممتاز کر کے حق کو قبول کرلے اور باطل سے کنارہ کرلے تو کیا وہ کسی ذی شعور کے نزدیک مستحق طعن ہو سکتا ہے۔

بنا بریں اگر بفرض محال یہ تسلیم ہی کرلیا جائے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے بعض مسائل فقہیہ صحیح حدیثوں کے خلاف ضعیف حدیثوں پر مبنی ہیں تو کیا یہ ممکن نہیں کہ وہ احادیث جو محدثین کے نزدیک صحیح الاسناد ہیں۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی نگاہِ بصیرت میں نصوص قرآنیہ، اقوال صحابہ کرام، تعامل اہل علم ودیگر دلائل شرعیہ کی موجودگی میں فی الواقع غیر صحیح اور نا قابل احتجاج ہوں۔ علی ھذا القیاس جن احادیث کو محدثین نے اپنے مقرر کردہ معیار کے مطابق ضعیف اور نا قابل احتجاج قرار دیا ہے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے اصول ومعیار کے موافق وہ احادیث فی الواقع صحیح اور قابل احتجاج ہوں مگر اس بیان سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ ہمارے نزدیک علم

الاسناد بے معنی ہے۔ اسناد کا مقصد کذب وافتراء اور وضع احادیث کے طوفان کو روکنا اور اس باب میں دجل وفریب کی راہوں کو بند کرنا ہے نہ یہ کہ اسناد کے سامنے تمام دلائل قرآنیہ اور قرائن وشواہد قطعیہ کو پس پشت ڈال کر فہم وفراست کو بھی بالائے طاق رکھ دیا جائے۔

حجیت وعدم حجیت حدیث میں سند کے علاوہ تمام دلائل شرعیہ سے بے نیاز ہو جانا کسی طرح جائز نہیں ہوسکتا۔ روایت کو درایت کے ساتھ ملحوظ نہ رکھنا انتہائی نادانی اور سخت حماقت کی دلیل ہے۔

سمجھ میں نہیں آتا کہ بکثرت احادیث بعض محدثین کے نزدیک صحیح ہیں اور بعض کے نزدیک غیر صحیح۔ اسی طرح بے شمار رواۃ حدیث بعض ارباب نقد ونظر کی رائے میں مجروح اور غیر ثقہ ہیں اور بعض کے نزدیک معدل وثقہ لیکن اس اختلاف رائے کی وجہ سے کسی ایک کو بھی موردِ الزام قرار نہیں دیا جاتا۔ خدا جانے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے معترضین کا کیا بگاڑا ہے کہ یہ لوگ ان کے حق میں طعن وتشنیع سے باز نہیں آتے۔

علم حدیث سے ذوق رکھنے والے حضرات خوب جانتے ہیں کہ امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداؤد وغیرہ محدثین کرام کے مابین صحت حدیث کے شرائط میں اختلاف شدید ہے۔ ایک حدیث ابوداؤد کے نزدیک صحیح ہے مگر امام بخاری اس کی صحت کے قائل نہیں۔ اس صورت میں اگر امام بخاری اس حدیث سے استدلال نہ کریں تو انہیں حدیث صحیح کا مخالف قرار نہیں دیا جاسکتا۔ دیکھئے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح بخاری کو حمد الٰہی سے شروع نہیں کیا حالانکہ ابن ماجہ کی صحیح حدیث میں وارد ہے: ''كل امر ذي بال لم يبدأ فيه بالحمد فهو اقطع'' (جو مہتم بالشان کام حمد الٰہی سے شروع نہ کیا جائے وہ ناتمام ہے) ''رواه ابن حبان وابو عوانة في صحيحهما وقال ابن الصلاح هذا حديث حسن بل صحيح'' (عینی ج ۱ ص ۱۵)۔ لیکن صحت حدیث کے باوجود امام بخاری نے اس پر عمل نہیں کیا جس کا ایک جواب یہ بھی دیا گیا ہے کہ یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر نہیں اس لئے انہوں نے اس پر عمل نہیں کیا عینی میں ہے: ''الاول ان الحديث ليس على شرطه'' (عینی ج ۱ ص ۱۲) پہلا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر نہیں۔ اگرچہ علامہ عینی نے اس پر اور اس کے علاوہ تمام جوابات پر اعتراضات کیے ہیں لیکن ظاہر پرستوں نے یہ امر بہرحال تسلیم کر ہی لیا کہ جو حدیث کسی محدث کی شرط پر نہ ہو وہ اس پر عمل نہیں کیا کرتا لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے حق میں آج تک اس اصول کو تسلیم نہیں کیا گیا۔ کیا اس سے بڑھ کر بھی تعصب اور عناد کی کوئی مثال پیش کی جاسکتی ہے؟

تعجب ہے کہ غیر مقلدین امام اعظم رضی اللہ عنہ پر احادیث صحیحہ کے ترک کا الزام لگاتے ہیں حالانکہ امام بخاری اور امام مسلم جیسے جلیل القدر محدثین نے بکثرت ایسی احادیث کو چھوڑ دیا جو ان کے مقرر کردہ شرائط کے مطابق بالکل صحیح ہیں۔ حتیٰ کہ دیگر محدثین مثلاً دارقطنی وغیرہ نے بعض اوقات شیخین پر الزام بھی عائد کیا کہ فلاں حدیث ان کے مجوزہ معیار کے موافق صحیح ہے پھر انہوں نے اسے کیوں ترک کیا جس کے جواب میں آج تک یہی کہا جاتا ہے کہ اگرچہ وہ حدیثیں شیخین کی شرط پر صحیح ہیں لیکن یہ دونوں بزرگ (بخاری ومسلم) فن حدیث میں وہ نگاہِ دوربین رکھتے ہیں جس سے ان احادیث میں انہیں کوئی ایسی بات نظر آئی جس کی وجہ سے اپنی

صحیحین میں ان احادیث کو درج نہیں کیا تو کیا یہ ممکن نہیں کہ شیخین سے زیادہ اہل بصیرت مثلاً امام اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنا اجتہاد اور نور فراست کی روشنی میں صحیحین کی بعض احادیث میں کوئی امر معلوم کرلیا ہو جس کی بنیاد پر ان سے استدلال کرنا پسند نہ فرمایا پھر ان پر طعن کرنا اپنی عاقبت خراب کرنا نہیں تو اور کیا ہے؟

غیر مقلدین امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حق میں کچھ بھی کہیں لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ محدثین متاخرین مثلاً امام بخاری امام مسلم وغیرہما رضی اللہ عنہم اجمعین امام موصوف کے خوشہ چیں اور ان کے واسطہ در واسطہ شاگردوں سے مستفیض ہیں۔ نیز یہ کہ ان محدثین کی اسانید کیسی ہی عالی کیوں نہ ہوں لیکن فقاہت و درایت میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کی اسانید کا مقابلہ نہیں کر سکتیں اور یہ کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ خود تابعی اور کبار تابعین کے دور میں ہونے کی وجہ سے عہد رسالت سے بہت قریب ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سند حضور رسالت مآب ﷺ تک پہنچنے میں چار واسطوں سے متجاوز نہیں ہوتی اور اکثر و بیشتر صرف دو واسطوں (ایک تابعی اور ایک صحابی) سے آپ کی سند رسول اللہ ﷺ تک پہنچ جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ تابعین کا دور مشہود لہ بالخیر ہے اس لئے ان کی اکثریت ثقہ ہے اور صحابی کے ثقہ ہونے میں تو آج تک کسی نے کلام ہی نہیں کیا۔ ''الصحابة کلهم عدول فی الروایة'' اس لئے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی اسانید و روایات کو ضعیف اور نا قابل احتجاج کہنا گویا آفتاب کا منہ چڑانا ہے۔ ثلاثیات بخاری کے مقابلے میں ثنائیات بلکہ واحدانیات ابوحنیفہ کو نظر انداز کر دینا دنیا میں کتمان حق کی بدترین مثال ہے۔ (مقالات کاظمی)

بَابٌ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ

باب: شب قدر کا بیان

1378 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، وَمُسَدَّدٌ، الْمَعْنَى، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِرٍّ، قَالَ: قُلْتُ لِأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ: أَخْبِرْنِي عَنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ يَا أَبَا الْمُنْذِرِ، فَإِنَّ صَاحِبَنَا سُئِلَ عَنْهَا، فَقَالَ: مَنْ يَقُمِ الْحَوْلَ يُصِبْهَا. فَقَالَ: رَحِمَ اللَّهُ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، وَاللَّهِ لَقَدْ عَلِمَ أَنَّهَا فِي رَمَضَانَ - زَادَ مُسَدَّدٌ - وَلَكِنْ كَرِهَ أَنْ يَتَّكِلُوا أَوْ أَحَبَّ أَنْ لَا يَتَّكِلُوا. ثُمَّ اتَّفَقَا - وَاللَّهِ إِنَّهَا لَفِي رَمَضَانَ لَيْلَةَ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ لَا يَسْتَثْنِي. قُلْتُ: يَا أَبَا الْمُنْذِرِ، أَنَّى عَلِمْتَ ذٰلِكَ؟ قَالَ: بِالْآيَةِ الَّتِي أَخْبَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قُلْتُ لِزِرٍّ: مَا الْآيَةُ؟ قَالَ: تُصْبِحُ الشَّمْسُ صَبِيحَةَ تِلْكَ اللَّيْلَةِ مِثْلَ الطَّسْتِ لَيْسَ لَهَا شُعَاعٌ، حَتَّى تَرْتَفِعَ

1378 - حديث صحيح وهذا اسناد حسن من اجل عاصم - وهو ابن بهدلة - فانه لا يرقى حديثه الى الصحة، وقد توبع. مسدد: هو ابن مسرهد الاسدي، وحماد: هو ابن زيد، وزر: هو ابن حبيش. واخرجه مسلم (762) وبالر (1169)، والترمذي (804) و (3645)، والنسائي في "الكبرى" (3392 - 3396) و (11626) عن زر بن حبيش، بهذا الاسناد. وهو في "مسند احمد" (21190)، و "صحيح ابن حبان" (3689)، وانظر حديث معاوية الآتي برقم (1386).

زر بن حبیش بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابومنذر! آپ مجھے شب قدر کے بارے میں بتائیے کیونکہ ہمارے آقا (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) سے اس کے بارے میں دریافت کیا گیا: انہوں نے فرمایا: جو شخص سارا سال (روزانہ رات کے وقت نوافل ادا کرتا رہے) وہ شب قدر کو پا سکتا ہے' تو حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ابوعبدالرحمن (یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) پر رحم کرے وہ یہ بات جانتے ہیں کہ شب قدر رمضان میں ہوتی ہے۔

مسدد نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: لیکن وہ اس بات کو ناپسند کرتے ہیں کہ لوگ اسی پر اکتفاء کر لیں۔ (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) انہوں نے یہ چاہا کہ لوگ کہیں اسی پر اکتفاء نہ کر لیں (پھر دونوں راویوں نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں)

''اللہ کی قسم! یہ رمضان کے مہینے میں ہوتی ہے اور یہ ستائیسویں رات ہے''۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے اس میں کوئی استثناء نہیں کیا۔

میں نے کہا: اے ابومنذر! آپ کو اس بات کا کیسے پتہ چلا؟ انہوں نے فرمایا: اس نشانی کی وجہ سے جس کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا ہے۔

راوی کہتے ہیں: میں نے زر بن حبیش سے دریافت کیا: وہ نشانی کیا ہے' تو انہوں نے بتایا: اس رات کی اگلی صبح جب سورج نکلتا ہے' تو وہ طشت کی مانند ہوتا ہے اس کی دھوپ میں چمک نہیں ہوتی یہاں تک کہ وہ بلند ہو جاتا ہے۔

1379 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ السُّلَمِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ الزُّهْرِيِّ، عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُنَيْسٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كُنْتُ فِي مَجْلِسِ بَنِي سَلَمَةَ وَأَنَا أَصْغَرُهُمْ، فَقَالُوا: مَنْ يَسْأَلُ لَنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ، وَذَلِكَ صَبِيحَةَ إِحْدَى وَعِشْرِينَ مِنْ رَمَضَانَ؟ فَخَرَجْتُ فَوَافَيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْمَغْرِبِ، ثُمَّ قُمْتُ بِبَابِ بَيْتِهِ، فَمَرَّ بِي فَقَالَ: ادْخُلْ، فَدَخَلْتُ فَأُتِيَ بِعَشَائِهِ، فَرَآنِي أَكُفُّ عَنْهُ مِنْ قِلَّتِهِ، فَلَمَّا فَرَغَ، قَالَ: نَاوِلْنِي نَعْلِي فَقَامَ وَقُمْتُ مَعَهُ، فَقَالَ: كَأَنَّ لَكَ حَاجَةً، قُلْتُ: أَجَلْ، أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ رَهْطٌ مِنْ بَنِي سَلَمَةَ، يَسْأَلُونَكَ عَنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ، فَقَالَ: كَمِ اللَّيْلَةُ؟ فَقُلْتُ: اثْنَتَانِ وَعِشْرُونَ، قَالَ: هِيَ اللَّيْلَةُ، ثُمَّ رَجَعَ، فَقَالَ: أَوِ الْقَابِلَةُ، يُرِيدُ لَيْلَةَ ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ

ضمرہ بن عبداللہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں بنوسلمہ کی ایک محفل میں موجود تھا میں عمر میں ان سب سے کم تھا۔ انہوں نے کہا: کون شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر شب قدر کے بارے میں دریافت کر کے آئے گا (راوی کہتے ہیں:) یہ رمضان کی اکیس تاریخ کی صبح کی بات ہے میں وہاں سے نکلا مغرب کی نماز میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کی پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے دروازے کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اندر آ جاؤ میں اندر حاضر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا مجھے یاد ہے کہ میں کھانا کم ہونے کی وجہ سے احتیاط سے کھا رہا تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھانا کھا کر فارغ ہو گئے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے جوتے دو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے میں بھی

آپ ﷺ کے ساتھ کھڑا ہوا آپ ﷺ نے دریافت کیا: شاید تم کسی کام کے سلسلے میں آئے تھے؟ میں نے عرض کی: بنوسلمہ کے ایک گروہ نے مجھے آپ ﷺ کی خدمت میں بھیجا ہے۔ وہ لوگ شب قدر کے بارے میں دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: آج کون سی رات ہے؟ میں نے عرض کی: بائیسویں رات ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہی رات ہے' پھر آپ ﷺ نے اپنی بات کو دہرایا اور فرمایا: یا اگلی رات ہے نبی اکرم ﷺ کی مراد تیئسویں رات تھی۔

1380 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُنَيْسٍ الْجُهَنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ لِي بَادِيَةً أَكُونُ فِيهَا، وَأَنَا أُصَلِّي فِيهَا بِحَمْدِ اللَّهِ، فَمُرْنِي بِلَيْلَةٍ أَنْزِلُهَا إِلَى هَذَا الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: انْزِلْ لَيْلَةَ ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ. فَقُلْتُ لِابْنِهِ: كَيْفَ كَانَ أَبُوكَ يَصْنَعُ؟ قَالَ: كَانَ يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ إِذَا صَلَّى الْعَصْرَ، فَلَا يَخْرُجُ مِنْهُ لِحَاجَةٍ حَتَّى يُصَلِّيَ الصُّبْحَ، فَإِذَا صَلَّى الصُّبْحَ وَجَدَ دَابَّتَهُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ، فَجَلَسَ عَلَيْهَا فَلَحِقَ بِبَادِيَتِهِ

❀❀ حضرت عبداللہ بن انیس جہنی ؓ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں ویرانے میں رہتا ہوں اور اللہ کا شکر ہے میں وہاں نماز ادا کرتا ہوں آپ ﷺ مجھے کسی رات کے بارے میں ہدایت کیجئے تاکہ میں اس رات میں اس مسجد (یعنی مسجد نبوی) میں آجاؤں' تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم تیئسویں رات میں آجانا۔

راوی کہتے ہیں: میں نے ان کے صاحب زادے سے دریافت کیا۔ آپ کے والد کیا طرز عمل اختیار کرتے تھے' تو انہوں نے بتایا: وہ عصر کی نماز ادا کرنے کے بعد مسجد میں تشریف لے آتے تھے اور پھر کسی بھی کام کے سلسلے میں مسجد سے باہر نہیں آتے تھے' یہاں تک کہ وہ صبح کی نماز تک (مسجد میں رہتے تھے) جب وہ صبح کی نماز ادا کر لیتے تھے' تو ان کی سواری دروازے پر کھڑی ہوتی تھی اور وہ اس پر بیٹھتے تھے اور اپنے گھر چلے جاتے تھے۔

1381 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ، فِي تَاسِعَةٍ تَبْقَى، وَفِي سَابِعَةٍ تَبْقَى، وَفِي خَامِسَةٍ تَبْقَى

❀❀ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''اس (شب قدر) کو رمضان کے آخری عشرے میں تلاش کرو جب نو راتیں باقی رہ جائیں یا جب سات رہ جائیں یا جب پانچ باقی رہ جائیں''۔

1381- اسناده صحیح. وهیب: هو ابن خالد، وایوب: هو السختیانی. واخرجه البخاری (2021) عن موسی بن اسماعیل، بهذا الاسناد. واخرجه البخاری (2022) من طریق عاصم الاحول، عن ابی مجلز وعکرمة، عن ابن عباس، بنحوه. وهو فی "مسند احمد" (2052).

شب قدر کی فضیلت کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بے شک ہم نے اس قرآن کو شب قدر میں نازل کیا ہے۔ اور آپ کیا سمجھے کہ شب قدر کیا ہے؟۔ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ (القدر: ۳-۱)

''لیلۃ القدر'' میں قرآن مجید کا آسمان دنیا کی طرف نازل ہونا

القدر: ۱ میں ''انزلناہ'' کی ضمیر منصوب قرآن مجید کی طرف راجع ہے، ہر چند کہ اس سورت میں اس سے پہلے قرآن مجید کا ذکر نہیں ہے، کیونکہ قرآن مجید کا معنی ہر پڑھنے والے کو معلوم ہے اور اس کا ذکر اس کے ذہن میں مرتکز ہے، درج ذیل آیات میں قرآن مجید کے نزول کا ذکر ہے:

(البقرہ: ۱۸۵) رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن کو نازل کیا گیا۔

(الدخان: ۳-۱) حامیم۔ کتاب مبین کی قسم۔ ہم نے اس کتاب کو برکت والی رات میں نازل کیا ہے۔

اس آیت میں ''لیلۃ مبارکۃ'' سے مراد ''لیلۃ القدر'' ہے۔ شعبی نے کہا: اس آیت کا معنی یہ ہے کہ ہم نے قرآن مجید کو نازل کرنے کی ابتداء ''لیلۃ القدر'' میں کی ہے، ایک قول یہ ہے کہ حضرت جبریل (علیہ السلام) امین (علیہ السلام) نے پورے قرآن مجید کو لیلۃ القدر میں لوح محفوظ سے آسمان دنیا کی طرف بیت العزۃ میں نازل کیا، پھر حضرت حضرت جبریل (علیہ السلام) اس قرآن کو تھوڑا تھوڑا کر کے نبی ﷺ پر نازل کرتے رہے اور یہ مدت تیئس (۲۳) سال ہے۔

الماوردی نے کہا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: قرآن مجید رمضان کے مہینہ میں لیلۃ القدر اور لیلۃ مبارکہ میں اللہ کی طرف سے آسمان دنیا میں مکمل نازل ہوا، پھر مکرم فرشتوں نے اس کو تھوڑا تھوڑا کر کے بیس راتوں میں حضرت جبریل (علیہ السلام) پر نازل کیا، پھر حضرت جبریل (علیہ السلام) نے تھوڑا تھوڑا کر کے بیس سال میں ہمارے نبی ﷺ پر نازل کیا اور حضرت جبریل (علیہ السلام) مختلف مہینوں اور مختلف ایام میں حسب ضرورت نبی ﷺ پر نازل کرتے تھے۔

(النکت والعیون ج ۶ ص ۳۱۱، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

علامہ ابن العربی نے کہا، رحمۃ اللہ علیہ یہ قول باطل ہے، حضرت جبریل (علیہ السلام) اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کسی فرشتے کا واسطہ نہیں ہے اور نہ حضرت جبریل (علیہ السلام) اور سیدنا محمد ﷺ کے درمیان کوئی واسطہ ہے۔

(احکام القرآن ج ۴ ص 328، دار الکتب العلمیہ، بیروت 1408ھ)

صحیح بات یہ ہے کہ قرآن مجید لوح محفوظ سے آسمان دنیا کی طرف مکمل نازل ہوا، پھر امر اور نہی اور حلال اور حرام اور مواعظ اور قصص اور لوگوں کے سوالات کے جوابات میں حسب ضرورت سیدنا محمد ﷺ پر تیئس (۲۳) سال تک تھوڑا تھوڑا کر کے حضرت جبریل کے واسطے سے نازل ہوتا رہا۔

امام ابو بکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی 235ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ پورا قرآن ساتویں آسمان سے آسمان دنیا کی طرف رمضان میں نازل ہوا، پھر اللہ تعالیٰ جس چیز کو نازل فرمانا چاہتا،

نازل فرما دیتا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۶ ص ۱۱، رقم الحدیث:30178 دارالکتب العلمیہ بیروت 1416ھ)

ابوقلابہ بیان کرتے ہیں کہ آسمانی کتابیں چوبیس رمضان کو نازل ہوئی ہیں۔ (مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث:30180)

ابوالعالیہ ابوالجلد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت جبریل (علیہ السلام) کے صحیفے یکم رمضان کی شب میں نازل ہوئے اور زبور چھ رمضان کو نازل ہوئی اور انجیل اٹھارہ رمضان کو نازل ہوئی اور قرآن چوبیس رمضان کو نازل ہوا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث:30182)

ابوقلابہ بیان کرتے ہیں کہ تورات اس دن نازل ہوئی جب رمضان میں چھ دن رہتے تھے اور قرآن چوبیس رمضان کو نازل ہوا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث:30179)

بعض مقامات اور بعض اوقات میں عبادت کے اجر میں اضافہ

اس رات میں جو فضیلت رکھی گئی ہے، ہم کو معلوم نہیں کہ وہ اس رات میں عبادت کی وجہ سے فضیلت ہے یا اس رات میں فرشتوں کے نزول کی وجہ سے فضیلت ہے، یا اس رات میں طلوع فجر تک سلامتی کے نزول کی وجہ سے فضیلت ہے یا اس رات میں قرآن مجید کے نزول کی ابتداء کی وجہ سے فضیلت ہے یا فی نفسہ اس رات میں فضیلت رکھی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بعض مقامات پر عبادت کرنے کی فضیلت رکھی ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسجد حرام میں ایک نماز پڑھنا دوسری جگہ ایک لاکھ نمازیں پڑھنے کے برابر ہے اور میری مسجد، مسجد نبوی میں ایک نماز پڑھنا، دوسری جگہ سوا مسجد حرام کے ایک ہزار نمازیں پڑھنے کے برابر ہے۔ (سنن ترمذی رقم الحدیث:1406) ان مقامات اور جگہوں کو عبادات کے لئے خاص کر لیا گیا اور ان مقامات پر عبادات کرنے کے ثواب کو بڑھا دیا گیا، اسی طرح بعض اوقات کو بھی عبادات کے لئے خاص کر لیا گیا اور ان اوقات میں عبادات کے اجر وثواب کو بڑھا دیا گیا، جیسے رمضان کے مہینہ میں نوافل کا ثواب فرائض کے برابر ہے اور فرائض کے ثواب کو ستر درجہ بڑھا دیا گیا، اسی طرح لیلۃ القدر کی عبادت کو ہزار ماہ کی عبادت سے زیادہ کر دیا گیا۔

لیلۃ القدر میں ''قدر'' کے معانی

اس رات کو لیلۃ القدر اس لئے فرمایا ہے کہ ''قدر'' کا معنی تقدیر ہے: ''خلق کل شیء فقدرہ تقدیراً'' (الفرقان:۲)
اس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور اس کا مناسب اندازہ کیا اس رات میں اللہ تعالیٰ آئندہ سال کے لئے جو امور چاہتا ہے وہ مقدر فرما دیتا کہ اس سال میں کتنے لوگوں پر موت آئے گی، کتنے لوگ پیدا ہوں گے اور لوگوں کو کتنا رزق دیا جائے گا، پھر یہ امور اس جہان کی تدبیر کرنے والے فرشتوں کو سونپ دیئے جاتے ہیں اور وہ چار فرشتے ہیں: اسرافیل، میکائیل، عزرائیل اور جبریل علیہم السلام حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: لوح محفوظ سے لکھ دیا جاتا ہے کہ اس سال کتنا رزق دیا جائے گا اور کتنی بارشیں ہوں گی، کتنے لوگ زندہ رہیں گے اور کتنے مر جائیں گے، عکرمہ نے کہا: لیلۃ القدر میں بیت اللہ کا حج کرنے والوں کے نام اور ان کے آباء کے نام لکھ دیئے جاتے ہیں، ان میں سے کسی نام کی کمی کی جاتی ہے اور نہ کسی نام کا اضافہ کیا جاتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بھی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی شب میں مستقبل میں ہونے والے امور

کے متعلق فیصلے فرماتا ہے اوران فیصلوں کو ان فرشتوں کے حوالے کر دیتا ہے جوان کو نافذ کرتے ہیں۔

اس رات کو لیلۃ القدر فرمانے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ "قدر" کا معنی عظمت اور شرف ہے "وما قدروا الله حق قدره (الانعام:۹۱) انہوں نے اللہ کی ایسی قدر نہیں کی جیسی قدر کرنی چاہیے تھی، جیسے کہتے ہیں کہ فلاں آدمی کی بہت قدر و منزلت ہے، زہری نے کہا: اس رات میں عبادت کرنے کی بہت قدر و منزلت ہے اوراس کا بہت زیادہ اجر وثواب ہے، ابو وراق نے کہا: جس شخص کی کوئی قدر و منزلت نہ ہو، جب وہ اس رات کو عبادت کرتا ہے تو وہ بہت قدر اور عظمت والا ہو جاتا ہے اورایک قول یہ ہے کہ اس رات کو لیلۃ القدر اس لئے فرمایا ہے کہ اس رات میں بہت قدر و منزلت والی کتاب، بہت عظیم الشان رسول پر، بہت عظمت والی امت کے لئے نازل کی گئی ہے اورایک قول یہ ہے کہ اس رات کو لیلۃ القدر اس لئے فرمایا ہے کہ اس رات میں بہت قدر و منزلت والے فرشتے نازل ہوتے ہیں اوایک قول یہ ہے کہ اس رات میں اللہ تعالیٰ بہت خیر اور برکت اور مغفرت نازل فرماتا ہے، سہل نے کہا: اس رات کو لیلۃ القدر فرمانے کی وجہ یہ ہے کہ اس رات میں اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کے لئے رحمت کو مقدر کر دیا ہے۔

خلیل نے کہا، "قدر" کا معنی تنگی بھی ہے، جیسا قرآن مجید کی اس آیت میں ہے:

ومن قدر عليه رزقه (الطلاق:۷) جس شخص پر اس کا رزق تنگ کر دیا گیا۔ اس رات میں اتنی کثرت سے فرشتے نازل ہوتے ہیں کہ زمین ان سے تنگ ہو جاتی ہے۔ (الجامع لاحکام القرآن جز ۲۰ ص ۱۱۶ دار الفکر، بیروت، ۱۴۱۵ھ)

القدر: ۳-۲ میں فرمایا اور آپ کیا سمجھے کہ شب قدر کیا ہے؟۔ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

ہمارے نبی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو لیلۃ القدر کی تعیین کا علم تھا یا نہیں؟

امام بخاری فرماتے ہیں کہ امام ابن عیینہ نے کہا: قرآن مجید کی جس آیت میں کسی چیز کے متعلق فرمایا: "وما ادرك" اس کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم دے دیا ہے اور جس کے متعلق فرمایا ہے: "وما يدريك" اس کا علم آپ کو نہیں دیا۔

(صحیح البخاری ص 418، شرکۃ دار الارقم، بیروت، لبنان)

ابو سلمہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے لیلۃ القدر کے متعلق سوال کیا، جو میرے دوست تھے، انہوں نے کہا: ہم نے رمضان کے متوسط عشرہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اعتکاف کیا، آپ بیس رمضان کی صبح کو باہر آئے اور آپ نے ہمیں خطبہ دیا اور آپ نے فرمایا: مجھے لیلۃ القدر دکھائی گی تھی، پھر بھلا دی گئی، اب تم اس کو آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو، میں نے خواب میں دیکھا کہ میں پانی اور مٹی میں سجدہ کر رہا ہوں، پس جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اعتکاف کیا تھا وہ لوٹ جائے، ہم لوٹ گئے اور ہم آسمان میں کوئی بادل نہیں دیکھتے تھے، پھر اچانک بادل آیا اور بارش ہوئی اور مسجد کی چھت ٹپکنے لگی اوراس کی چھت میں کھجور کی شاخیں تھیں، اور نماز کی اقامت کہی گئی، پھر میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانی اور مٹی میں سجدہ کر رہے تھے، حتیٰ کہ میں نے آپ کی پیشانی پر مٹی کا نشان دیکھا۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: 2016، سنن ابو داؤد رقم الحدیث: ۱۳۸۲، سنن نسائی رقم الحدی: 1356، السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ۳۳۴۲، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۱۷۷۵)

حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں لیلۃ القدر کی خبر دینے کے لئے باہر آئے اس وقت دو مسلمان آپس میں لڑ پڑے، آپ نے فرمایا: میں تمہیں لیلۃ القدر کی خبر دینے کے لئے آیا تھا، پس فلاں اور فلاں آپس

میں لڑ پڑے تو لیلۃ القدر کی تعیین اٹھالی گی اور ہوسکتا ہے کہ یہ تمہارے لئے بہتر ہو، پس تم اس کو انتیسویں شب، ستائیسویں شب اور پچیسویں شب میں تلاش کرو۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث:2023)

شارحین نے کہا ہے کہ صرف اس سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے لیلۃ القدر کی تعیین کا علم اٹھالیا گیا تھا اور دوسرے سال آپ کو پھر اس کا علم عطا کر دیا گیا۔ (فتح الباری ج ۴ ص 778، عمدۃ القاری ج ۱۱ ص 197 فیض الباری ج ۳ ص 183)

میں کہتا ہوں کہ اس سال شب قدر کی تعیین کے علم کو اٹھانے کی حکمت یہ تھی کہ آپ کے لئے لیلۃ القدر کی تعیین کو مخفی رکھنے کا عذر ہو جائے کیونکہ اگر آپ کو علم ہوتا اور آپ نہ بتاتے تو یہ آپ کی رحمت کے خلاف تھا اور اگر بتا دیتے تو یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت کے خلاف تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی حکمت یہ تھی کہ لیلۃ القدر کی تعیین کو مخفی رکھا جائے تا کہ اللہ کے بندے لیلۃ القدر کی تلاش میں رمضان کے آخری عشرہ کی ہر طاق رات جاگ کر عبادت میں گزاریں کیونکہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کا عبادت میں جاگنا پسند ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اور بھی کئی چیزوں کو مخفی رکھا ہے، مثلاً اللہ کے ولی کو مخفی رکھا ہے تا کہ لوگ ہر شخص کے متعلق یہ گمان کریں کہ ممکن ہے یہی اللہ کا ولی ہو، اس کی تعظیم اور تکریم کریں، جمعہ کی جس ساعت میں دعا قبول ہوتی ہے، اس کو مخفی رکھا تا کہ مسلمان جمعہ کی ہر ساعت میں دعا کرتے رہیں کہ ممکن ہے یہی قبولیت کی ساعت ہو، موت کے وقت کو مخفی رکھا تا کہ انسان ہر وقت نیک کاموں میں مشغول رہے اور برے کاموں سے مجتنب رہے تا کہ اس کو موت آئے تو نیک کام کرتے ہوئے آئے نہ کہ خدانخواستہ برے کام کرتے ہوئے اس کو موت آئے، اسی طرح قیامت کے وقت کو بھی مخفی رکھا، تا کہ ہر لحہ لوگ ڈرتے رہیں کہ کہیں اسی وقت قیامت نہ آجائے اور لیلۃ القدر کو بھی مخفی رکھا تا کہ کوئی عادی مجرم اس رات کو بھی گناہوں میں گزار دے تو اس کے نامہ اعمال میں یہ نہ لکھا جائے کہ اس نے اس عظیم رات کی دانستہ بے توقیری کی ہے۔

لیلۃ القدر کے فضائل

امام مالک بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے معتمد اہل علم سے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سابقہ امتوں کی عمریں دکھائی گئیں تو آپ نے اپنی امت کی عمروں کو کم سمجھا اور یہ کہ وہ اتنے عمل نہیں کر سکیں گے جتنے لمبی عمر والے لوگ کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو لیلۃ القدر عطا کی، جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ (موطا امام مالک رقم الحدیث: 721 باب لیلۃ القدر)

مجاہد بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر کیا، جو اللہ کی راہ میں ایک ہزار سال ہتھیار پہنے رہا، مسلمانوں کو اس پر بہت تعجب ہوا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: ”انا انزلنه فی لیلة القدر ۔ وما ادرك ما لیلة القدر ۔ لیلة القدر خیر من الف شهر ۔“ (القدر: ۳-۱) (تفسیر امام ابن ابی حاتم رقم الحدیث: 19424 تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص 593)

علی بن عروہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا کہ بنی اسرائیل کے چار شخصوں نے اسی سال تک اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کی کہ پلک جھپکنے کی مقدار بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی، اور ان کے نام بتائے، حضرت ایوب، حضرت زکریا، حضرت حزقیل بن العجوز اور حضرت یوشع بن نون علیہم السلام، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو تعجب ہوا، تب آپ کے پاس حضرت جبریل (علیہ السلام) آئے اور کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی امت کو اس پر تعجب ہے کہ ان لوگوں نے اسی سال عبادت

کی اور پلک جھپکنے کی مقدار بھی نافرمانی نہیں کی، اللہ تعالیٰ نے اس سے بہتر چیز نازل کی ہے، پھر آپ کے سامنے سورۃ القدر: ۳-۱ آیات تلاوت کیں اور کہا: یہ اس سے افضل ہے جس پر آپ کو اور آپ کی امت کو تعجب ہوا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب خوش ہو گئے۔ (تفسیر امام ابن ابی حاتم رقم الحدیث: 19426 تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص 593)

امام دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری امت کو لیلۃ القدر عطا کی ہے اور اس سے پہلی امتوں کو عطا نہیں کی۔ (الدر المنثور ج ۸ ص ۵۲۲ دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۱۵ھ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے روزے رکھے، اللہ تعالیٰ اس کے گزشتہ گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے اور جس نے ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے لیلۃ القدر میں قیام کیا تو اللہ سبحانہ اس کے گزشتہ گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: 2014، سنن نسائی رقم الحدیث: 2206، مسند احمد ج ۲ ص ۵۰۳)

رمضان کی ستائیسویں شب کے لیلۃ القدر ہونے پر دلائل

زر بن حبیش بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابی بن کعب سے کہا: اے ابوالمنذر! ہمیں لیلۃ القدر کے متعلق بتایئے کیونکہ حضرت ابن مسعود یہ کہتے ہیں کہ جو شخص پورا سال قیام کرے گا، وہ لیلۃ ال قدر کو پالے گا، حضرت ابی بن کعب نے کہا: اللہ ابوعبدالرحمان پر رحم فرمائے، ان کو خوب معلوم ہے کہ لیلۃ القدر رمضان میں ہے، لیکن انہوں نے اس بات کو ناپسند کیا کہ وہ تم کو اس کی تعیین بتائیں اور تم اس پر تکیہ کرلو، اور اس ذات کی قسم جس نے قرآن کو سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا ہے، لیلۃ القدر رمضان کی ستائیسویں شب ہے، ہم نے پوچھا: اے ابوالمنذر! آپ کو اس کا کیسے علم ہوا؟ انہوں نے کہا: اس علامت سے جس کی ہم کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے، ہم نے اس کو یاد رکھا اور اس کا شمار کیا، ہم نے پوچھا: وہ کیا علامت ہے؟ انہوں نے کہا: اس کی صبح کو سورج بغیر شعاؤں کے طلوع ہوتا ہے۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث: ۷۶۲ صحیح ابن خزیمہ رقم الحدیث: ۲۱۹۱ صحیح ابن حبان رقم الحدیث: 3689 سنن ابوداؤد رقم الحدیث: 1378 سنن ترمذی رقم الحدیث: 793 سنن بیہقی ج ۴ ص 312)

حضرت ابی بن کعب، امام احمد بن حنبل اور جمہور علماء کا یہ نظریہ ہے کہ لیلۃ القدر رمضان کی ستائیسویں شب ہے اور امام ابوحنیفہ اور بعض شافعیہ سے بھی یہی روایت ہے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ان شاء اللہ کہے بغیر قسم اٹھا کر کہتے تھے کہ یہ رمضان کی ستائیسویں شب ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ عدد طاق ہے اور طاق اعداد میں سات کا عدد زیادہ پسندیدہ ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سات زمینیں اور سات آسمان بنائے، سات اعضاء پر سجدہ مشروع کیا، طواف کے ساتھ پھیرے مقرر کئے اور ہفتہ کے ساتھ دن بنائے اور جب یہ ثابت ہو گیا کہ سات کا عدد زیادہ پسندیدہ ہے تو پھر یہ رات رمضان کے آخری عشرے کی ساتویں رات ہونی چاہئے۔ حافظ ابن حجر اور امام رازی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ استدلال بھی نقل کیا ہے کہ لیلۃ القدر کے حرف نو ہیں اور یہ لفظ قرآن مجید میں تین بار ذکر کیا گیا ہے، جن کا حاصل ضرب ستائیس ہے، اس لئے یہ رات ستائیسویں ہونی چاہئے۔ امام رازی نے یہ بھی ذکر فرمایا ہے کہ قرآن مجید کی اس سورۃ مبارکہ میں "ھی حتی مطلع

الفجر" (القدر: ۵) میں "هي" ضمیر لیلۃ القدر کی طرف لوٹ رہی ہے اور یہ اس سورت کا ستائیسواں کلمہ ہے، اس اشارے سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ لیلۃ القدر رمضان کی ستائیسویں شب ہے۔

لیلۃ القدر میں عبادت کا طریقہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "من قام ليلة القدر ايمانا و احتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه" جس شخص نے شب قدر میں ایمان کے ساتھ اجر و ثواب کی نیت سے قیام کیا، اس کے پچھلے گناہوں کو معاف کر دیا جائے گا۔ اس حدیث کی روشنی میں لیلۃ القدر کی اصل عبادت قیام نماز ہے، اس لئے اس رات زیادہ سے زیادہ نوافل پڑھنے اور توبہ و استغفار میں کوشش کرنی چاہئے، بندہ خضوع و خشوع اور سوز و گداز سے نماز پڑھے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے مقابلے میں اپنی کوتاہیوں، تقصیروں اور گناہوں کو یاد کر کے روئے اور گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگے اور بار بار استغفار کرے۔

بعض صالحین نے اس رات کی عبادت کے مخصوص طریقے بتائے ہیں۔ علامہ اسماعیل حقی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: بعض صالحین لیلۃ القدر میں لیلۃ القدر کے قیام کی نیت سے دس دوگانے پڑھتے تھے۔ بعض اکابر سے یہ بھی منقول ہے جس شخص نے ہر رات لیلۃ القدر کی نیت سے دس آیات تلاوت کیں، وہ لیلۃ القدر کی برکات سے محروم نہیں ہوگا۔ امام ابو اللیث نے بیان کیا کہ لیلۃ القدر کی کم از کم نماز دو رکعت ہے اور زیادہ سے زیادہ ہزار رکعات ہیں اور متوسط سو رکعات ہیں اور ہر رکعت میں متوسط قرأت یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ کے بعد سو مرتبہ "انا انزلنه في ليلة القدر" کی سورت پڑھے، اس کے بعد تین بار "قل هو الله احد" کی سورت پڑھے پھر دو رکعات کے بعد سلام پھیر دے اور درود شریف پڑھ کر دوسرے دوگانے کے لئے اٹھے، اس طرح جتنے نفل چاہے پڑھے، علامہ اسماعیل حقی لکھتے ہیں کہ نوافل کی جماعت بلا کراہیت جائز ہے بشرطیکہ فرائض کی طرح اذان اور اقامت نہ کریں۔ "شرح نقایہ" وغیرہ میں "محیط" کے حوالے سے یہ عبارت ہے: "ليلة القدر صلوة الرغائب" اور شعبان کی پندرہویں شب میں نوافل میں امام کی اقتداء کرنا مطلقاً مکروہ نہیں ہے کیونکہ جو چیز مومنوں کے نزدیک حسن ہو، وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی حسن ہوتی ہے، اس لئے اس پر اعتراض کرنے والے ان لوگوں کے قول کی طرف بالکل توجہ نہ کرو، جن کو عبادت کا ذوق ہے نہ دعاؤں کا شوق ہے۔ (روح البیان ج ۱۰ ص ۵۸۱، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۲۱ھ)

امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں: عامر بیان کرتے ہیں کہ لیلۃ القدر کا دن اس کی شب کی مثل ہے اور اس کی شب اس کے دن کی مثل ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۵۳ رقم الحدیث: ۸۶۹۳ دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۶ھ)

ہمارے ملک میں جس تاریخ کو شب قدر ہوتی ہے، سعودی عرب میں اس سے ایک دن یا دو دن پہلے شب قدر ہوتی ہے، میرا گمان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر ملک کے رہنے والوں کو ان کے حساب سے شب قدر کی عبادت کا اجر عطا فرمائے گا۔ ابن المسیب نے کہا: جس شخص نے لیلۃ القدر میں مغرب اور عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی، اس نے لیلۃ القدر سے اپنا حصہ پا لیا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث: ۸۶۹۴ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

ثواب میں اضافہ

شب قدر میں عبادت کا ثواب ہزار ماہ کی عبادتوں سے زیادہ دیا جاتا ہے، اس سلسلہ میں یہ سوال کیا جاتا ہے: کیا اس ایک رات میں بعادت کرنے کے بعد انسان ایک ہزار ماہ کی عبادتوں سے آزاد ہوجاتا ہے؟ اسی طرح ایک نماز کا ثواب دس نمازوں کے برابر ہے اور کعبہ میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے تو کیا کعبہ میں ایک نماز پڑھنے سے ایک کم ایک لاکھ نمازیں انسان سے ساقط ہوجاتی ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ شب قدر کی عبادت نفلی ہے اور ہزار ماہ میں جو فرائض اور واجبات ہیں، یہ نفلی عبادت ان کے قائم مقام نہیں ہوسکتی رہا یہ کہ ایک فرض کا ثواب اس فرض کی دس مثلوں کے برابر ہوتا ہے یا کعبہ کی ایک نماز ایک لاکھ نمازوں کے مساوی ہوتی ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ انسان اس فرض کے ادا کرنے کا مکلف ہے جو دس مثلوں کے یا ایک لاکھ مثلوں کے مساوی ہے، ان مثلوں میں سے کوئی ایک مثل اس فرض کے مساوی نہیں، جو دس یا ایک لاکھ مثلوں کے برابر ہے، لہٰذا ان مثلوں سے فرض کی تکلیف ساقط نہیں ہوسکتی، ی اس لئے ایک نماز پڑھ کر انسان دس نمازوں سے بری ہوسکتا ہے، نہ شب قدر کی عبادت سے ہزار ماہ کی عبادتوں سے عہدہ برآ ہوسکتا ہے۔

گناہ میں اضافہ

ایک بحث یہ بھی غور طلب ہے کہ جس طرح شب قدر میں عبادت کرنے سے ثواب بڑھ جاتا ہے، کیا اس طرح شب قدر میں گناہ کرنے سے سزا بھی زیادہ ہوتی ہے، اس کی تحقیق یہ ہے کہ اگر کسی شخص کو قطعی طور پر شب قدر کا علم ہوجائے اور پھر وہ اس رات میں قصداً گناہ کرے تو یقیناً اس کا یہ گناہ اور راتوں کے گناہوں سے بڑا گنا ہے اور وہ زیادہ سزا کا مستحق ہے، اگر کوئی شخص یہ کہے کہ قرآن مجید میں ہے کہ "من جآء بالسیئة فلا یجزی الا مثلها" (الانعام: ۱۶۰) جو شخص جتنی برائی کرے گا اسے اتنی برائی ہی کی سزا ملے گی، پھر اس رات میں قصداً گناہ کرنے والا کیوں زیادہ سزا کا مستحق ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ شب قدر میں گناہ کرنے والے کی دو زیادتیاں ہیں، ایک گناہ کی اور ایک شب قدر کے تقدس کو پامال کرنے کی، جس طرح گھر میں گناہ کی بہ نسبت حرم کعبہ میں وہ گناہ کرنا زیادہ بڑا ہے، اسلئے جو شخص شب قدر مین گناہ کرے گا، اس کو اسی گناہ کی سزا ملے گی لیکن ظاہر ہے کہ اس رات کا جرم اور اتوں کے جرم کی بہ نسبت زیادہ ہے۔

شب قدر کو مخفی رکھنے کی حکمتیں

اللہ تعالیٰ نے بہت سی چیزوں کو اپنی حکمت سے مخفی رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کس عبادت سے راضی ہوتا ہے، اس کو مخفی رکھا تا کہ بندہ تمام عبادات میں کوشش کرے، کس گناہ سے ناراض ہوتا ہے، اس کو مخفی رکھا تا کہ بندہ ہر گناہ سے باز رہے۔ ولی کی کوئی علامت مقرر نہیں کی اور اسے لوگوں کے درمیان مخفی رکھا تا کہ لوگ ولی کے شائبہ میں ہر انسان کی تعظیم کریں۔ قبولیت توبہ کو مخفی رکھا تا کہ بندے مسلسل توبہ کرتے رہیں۔ موت اور قیامت کے وقت کو مخفی رکھا تا کہ بندے ہر ساعت میں گناہوں سے باز رہیں اور نیکی کی جدوجہد میں مصروف رہیں۔ اسی طرح لیلۃ القدر کو مخفی رکھنے کی حکمت یہ ہے کہ لوگ رمضان کی ہر رات کو لیلۃ القدر سمجھ کر اس کی تعظیم کریں اور اس کی ہر رات میں جاگ جاگ کر عبادت کریں۔

امام رازی تحریر فرماتے ہیں: اگر اللہ تعالیٰ اس رات کو معین کر کے بتادیتا تو نیک لوگ تو اس رات میں جاگ کر عبادت کر کے ہزار ماہ کی عبادتوں کا اجر حاصل کر لیتے ہیں اور عادی گنہگار اگر شامت نفس اور اپنی عادت سے مجبور ہو کر اس رات بھی کوئی گناہ کر لیتا تو وہ ہزار ماہ کے گناہوں کی سزا کا مستحق ہوتا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس رات کو مخفی رکھا تا کہ اگر کوئی عادی گنہگار اس رات بھی کوئی گناہ کر بیٹھے تو لیلۃ القدر سے لاعلمی کی بناء پر اس کے ذمہ لیلۃ القدر کی احترام شکنی اور ہزار ماہ کے گناہ لازم آئیں، کیونکہ علم کے باوجود گناہ کرنا لاعلمی سے گناہ کرنے کی بہ نسبت زیادہ شدید ہے۔ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے، وہاں ایک شخص کو سوئے ہوئے دیکھا۔ آپ نے حضرت علی رضی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے، وہاں ایک شخص کو سوئے ہوئے دیکھا آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا اسے وضو کے لئے اٹھادو انہوں نے اٹھادیا۔ بعد میں علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یا رسول اللہ! آپ تو نیکی کرنے میں خود پہل کرتے ہیں، آپ نے اس کو خود کیوں نہیں جگادیا؟ آپ نے فرمایا: اگر میرے اٹھانے پر یہ انکار کر دیتا تو یہ کفر ہوتا اور تمہارے اٹھانے پر انکار کرنا کفر نہیں ہے تو میں نے تم کو اٹھانے کا اس لئے حکم دیا کہ یہ انکار کر دے تو اس کا قصور کم ہو، غور کرو! جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گنہگاروں پر رحمت کا یہ حال ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا کیا عالم ہوگا، اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ آسان ہے کہ نیکوکار لیلۃ القدر کی جستجو میں رمضان کی متعدد راتیں جاگ کر کھنگال ڈالیں، یہ بھی گوارا ہے کہ اس تلاش میں ان سے لیلۃ القدر چوک جائے لیکن یہ گوارا نہیں ہے کہ لیلۃ القدر بتلا دینے سے کوئی گنہگار بندہ اپنے گناہ کی ہزار گنا زیادہ سزا پائے، اللہ! اللہ! وہ اپنے بندوں کا کتنا خیال رکھتا ہے، پھر گنہگار بندوں کا!

تیسری وجہ یہ ہے کہ جب لیلۃ القدر کا علم نہیں ہوگا اور بندے رمضان کی ہر رات کو لیلۃ القدر کے گمان میں جاگ کر گزاریں گے اور رمضان کی ہر رات میں عبادت کریں گے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا: اسی ابن آدم کے متعلق تم نے کہا تھا کہ یہ زمین کو خونریزی اور گناہوں سے بھر دے گا، ابھی تو اس کو لیلۃ القدر کا قطعی علم نہیں ہے، پھر بھی عبادت میں اس قدر کوشش کر رہا ہے اگر اسے لیلۃ القدر کا علم قطعی ہوتا کہ کون سی رات ہے، پھر اس کی عبادتوں کا کیا عالم ہوتا! (تفسیر تبیان القرآن، سورہ قدر، لاہور)

بَابٌ فِيمَنْ قَالَ: لَيْلَةَ إِحْدَى وَعِشْرِينَ

باب: جو شخص اس بات کا قائل ہے: یہ 21 ویں رات ہوتی ہے

1382 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ مِنْ رَمَضَانَ، فَاعْتَكَفَ عَامًا، حَتَّى إِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ إِحْدَى وَعِشْرِينَ وَهِيَ اللَّيْلَةُ الَّتِي يَخْرُجُ فِيهَا مِنَ اعْتِكَافِهِ، قَالَ: مَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعِي، فَلْيَعْتَكِفِ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ، وَقَدْ رَأَيْتُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ، ثُمَّ أُنْسِيتُهَا، وَقَدْ رَأَيْتُنِي أَسْجُدُ مِنْ صَبِيحَتِهَا فِي مَاءٍ وَطِينٍ، فَالْتَمِسُوهَا فِي كُلِّ وِتْرٍ، قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: فَمَطَرَتِ السَّمَاءُ مِنْ تِلْكَ اللَّيْلَةِ وَكَانَ الْمَسْجِدُ عَلَى عَرِيشٍ،

فَوَكَفَ الْمَسْجِدُ. فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ: فَأَبْصَرَتْ عَيْنَايَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى جَبْهَتِهِ وَأَنْفِهِ أَثَرُ الْمَاءِ وَالطِّينِ مِنْ صَبِيحَةِ إِحْدَى وَعِشْرِينَ

❁❁ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے درمیانی عشرے میں اعتکاف کیا کرتے تھے ایک سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کیا جب اکیسویں رات آئی یہ وہ رات تھی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کی جگہ سے تشریف لے جاتے تھے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جس شخص نے میرے ساتھ اعتکاف کیا تھا وہ آخری عشرے میں بھی اعتکاف کرے کیونکہ میں نے یہ رات (خواب میں) دیکھی تھی' پھر یہ مجھے بھلا دی گئی میں نے خود کو دیکھا کہ اس سے اگلی صبح میں پانی اور مٹی (کیچڑ) میں سجدہ کر رہا ہوں' تو تم لوگ اسے آخری عشرے میں تلاش کرو اور تم اسے ہر طاق رات میں تلاش کرنا''۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اسی رات بارش ہو گئی مسجد کی چھت کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی تھی وہ ٹپکنے لگی

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے اپنی آنکھوں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ناک پر پانی اور مٹی (یعنی کیچڑ) کا نشان موجود تھا یہ اکیسویں رات کی صبح کی بات ہے۔

1383 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، أَخْبَرَنَا سَعِيدٌ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ، وَالْتَمِسُوهَا فِي التَّاسِعَةِ، وَالسَّابِعَةِ، وَالْخَامِسَةِ. قَالَ: قُلْتُ: يَا أَبَا سَعِيدٍ: إِنَّكُمْ أَعْلَمُ بِالْعَدَدِ مِنَّا. قَالَ: أَجَلْ. قُلْتُ: مَا التَّاسِعَةُ وَالسَّابِعَةُ وَالْخَامِسَةُ؟ قَالَ: إِذَا مَضَتْ وَاحِدَةٌ وَعِشْرُونَ فَالَّتِي تَلِيهَا التَّاسِعَةُ، وَإِذَا مَضَى ثَلَاثٌ وَعِشْرُونَ، فَالَّتِي تَلِيهَا السَّابِعَةُ، وَإِذَا مَضَى خَمْسٌ وَعِشْرُونَ فَالَّتِي تَلِيهَا الْخَامِسَةُ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَا أَدْرِي أَخَفِيَ عَلَيَّ مِنْهُ شَيْءٌ أَمْ لَا

❁❁ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''اس (شب قدر) کو رمضان کے آخری عشرے میں تلاش کرو اور اسے نویں، ساتویں اور پانچویں رات میں تلاش کرو۔ راوی کہتے ہیں: میں نے کہا: اے ابوسعید! آپ گنتی کے بارے میں ہم سے زیادہ بہتر جانتے ہیں انہوں نے فرمایا: جی ہاں میں نے کہا: نویں، ساتویں اور پانچویں رات سے مراد کیا ہے' تو انہوں نے فرمایا: اکیسویں رات نویں ہے، تیئسویں رات ساتویں رات ہے اور پچیسویں رات پانچویں رات ہے''۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) مجھے نہیں معلوم کہ اس کا کچھ حصہ مجھ سے مخفی رہا یا نہیں رہا۔

بَابُ مَنْ رَوَى: اَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعَ عَشْرَةَ

باب: جس نے یہ روایت نقل کی ہے: یہ 17 ویں رات ہوتی ہے

1384 - حَدَّثَنَا حَكِيمُ بْنُ سَيْفٍ الرَّقِّيُّ، اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ يَعْنِي ابْنَ عَمْرٍو، عَنْ زَيْدٍ يَعْنِي ابْنَ اَبِي اُنَيْسَةَ، عَنْ اَبِي اِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ، عَنْ اَبِيهِ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اطْلُبُوهَا لَيْلَةَ سَبْعَ عَشْرَةَ مِنْ رَمَضَانَ، وَلَيْلَةَ اِحْدٰى وَعِشْرِينَ، وَلَيْلَةَ ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ. ثُمَّ سَكَتَ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا:

''تم اسے رمضان کی سترہویں، اکیسویں اور تیئسویں رات میں تلاش کرو''۔

پھر وہ خاموش ہو گئے۔

بَابُ مَنْ رَوَى: فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ

باب: جس نے یہ روایت نقل کی ہے: یہ آخری سات راتوں میں ہوتی ہے

1385 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''شب قدر کو (رمضان کی) آخری سات راتوں میں تلاش کرو''۔

شرح

حضرت عائشہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری عشرہ میں اتنی ریاضت کرتے تھے جتنی دوسرے (ایام) میں نہیں کرتے تھے۔ (مسلم) حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: جب (آخری) عشرہ آجاتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہبند مضبوطی سے باندھ لیتے تھے اور شب کرتے تھے (یعنی رات کو نماز پڑھتے تھے) اور گھر والوں کو بھی بیدار کرتے تھے۔ (متفق علیہ) حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: وفات تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرتے رہے اور آپ کی وفات کے بعد آپ کی بیویوں نے اعتکاف کیا۔ (بخاری و مسلم) حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری دس ایام میں اعتکاف کرتے تھے اور فرماتے تھے رمضان کے آخری عشرہ میں شب قدر تلاش کرو۔ (بخاری)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ خدری کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے پہلے عشرہ میں اعتکاف کیا' پھر درمیانی عشرہ میں ترکی خیمہ میں اعتکاف کیا پھر فرمایا میں نے اس رات کی تلاش میں پہلے عشرہ میں اعتکاف کیا پھر درمیانی عشرہ میں کیا' پھر میرے پاس کوئی (فرشتہ) آیا اور مجھ سے کہا گیا کہ وہ رات آخری عشرہ میں ہے' پس جس کو میرے ساتھ اعتکاف کرنا ہو وہ آخری

عشرہ میں کرے‘ کیونکہ مجھے وہ رات خواب میں دکھائی گئی تھی۔ میں نے اس کو پالیا تھا اور میں نے دیکھا تھا کہ میں اس کی صبح کو پانی اور کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں۔ اس فرمان کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم نے ہر طاق رات میں شب قدر کی جستجو رکھی۔ راوی کا بیان ہے کہ ایک رات کو پانی برسا‘ مسجد چھپر کی تھی اس لیے ٹپکنے لگی۔ اکیسویں شب کی صبح کو جو میری آنکھ رسول اللہ ﷺ پر پڑی تو میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ کی پیشانی پر پانی اور کیچڑ کا نشان تھا۔ (متفق علیہ)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ خدری کی روایت ہے کہ لیلۃ القدر کی تلاش میں رسول اللہ ﷺ نے رمضان کے درمیانی عشرہ میں اعتکاف کیا۔ جب عشرہ گزر گیا تو آپ ﷺ نے خیمہ اکھاڑ لینے کا حکم دیا۔ حسب الحکم خیمہ اکھاڑ لیا گیا۔ پھر حضور کو (لیلۃ القدر کی تعیین کہ کس عشرہ میں ہے‘ بتائی گئی تھی) فراموش ہوگئی۔ واقع میں وہ آخری عشرہ میں تھی (مگر حضور ﷺ کو درمیانی عشرہ کا خیال رہا‘ اسی لیے درمیانی عشرہ میں اعتکاف کیا) اس لیے آپ نے دوبارہ خیمہ لگوایا پھر برآمد ہو کر فرمایا: لوگو! مجھے لیلۃ القدر خواب میں دکھائی گئی تھی اور میں تم کو اطلاع دینے باہر نکلا تھا مگر دو آدمی آ گئے جن کے ساتھ شیطان تھا۔ اس لیے میں اس کو بھول گیا۔ اب تم رمضان کے آخری عشرہ میں اس کی جستجو کرو اور نویں اور ساتویں اور پانچویں شب میں تلاش کرو۔ راوی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: آپ تو گنتی ہم سے زیادہ جانتے ہیں۔ فرمایا: ہاں اور ہم اس کے تمہاری بنسبت مستحق بھی زیادہ ہیں‘ فرمایا: نویں اور ساتویں اور پانچویں۔ جب اکیس راتیں گزر جائیں تو اس سے متصل بائیسویں رات یہی ہوگی‘ یہی نویں رات ہے (یعنی اس تاریخ سمیت رمضان کی نو راتیں باقی رہتی ہیں) اور جب تیئس گزر جائیں تو اس سے متصل ساتویں رات ہوگی اور جب پچیس راتیں گزر جائیں تو اس سے متصل پانچویں ہوگی۔ ابوداؤد طیالسی نے حضرت ابوسعید خدری کی مرفوع حدیث نقل کی ہے کہ شب قدر چوبیسویں رات ہے۔

حضرت عبداللہ بن انیس کی مرفوع حدیث ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: مجھے شب قدر (خواب میں) دکھائی گئی تھی مگر میں بھول گیا۔ میں نے اس رات کی صبح کو پانی اور کیچڑ میں اپنے کو سجدہ کرتے (خواب میں) دیکھا تھا۔ راوی کا بیان ہے پھر ۲۳ تاریخ کی رات کو بارش ہوئی اور رسول اللہ ﷺ نے ہم کو نماز پڑھائی‘ یعنی فجر کی نماز سے فارغ ہو کر منہ پھیرا تو پانی اور کیچڑ کا نشان آپ کی پیشانی اور ناک پر موجود تھا۔ (مسلم وابوداؤد)

ایک روایت میں آیا ہے‘ راوی کا بیان ہے میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں بدوی ہوں مجھے کوئی (معین) رات بتا دیجئے کہ میں اس رات کو آ جاؤں۔ فرمایا: تیئیس تاریخ (کے بعد) کی رات کو آ جانا۔ ایک اور روایت میں ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اکیسویں تاریخ کی صبح کو شب قدر کے متعلق دریافت کیا۔ فرمایا: کونسی رات ہے؟ میں نے عرض کیا: بائیس کی رات۔ فرمایا: یہی وہ رات ہے یا آگے والی ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو (شب قدر کا) طلبگار ہو وہ ستائیسویں شب میں تلاش کرے۔ (رواہ احمد وابن المنذر بمعناہ) طبرانی نے حضرت جابر بن سمرہ کی حدیث بھی اسی طرح بیان کی ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بن ابوسفیان کی شب قدر کے متعلق روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لیلۃ القدر

ستائیسویں ہے۔ جن احادیث میں ستائیسویں شب کو لیلۃ القدر کہا گیا' ان کے ساتھ ابوداؤد نے اس حدیث کو بھی بیان کیا ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کو لیا ہے اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی ایک روایت میں یہی آیا ہے۔ حضرت ابی بن کعب کو تو اس پر یقین تھا اور آپ نے اس پر قسم کھائی تھی۔ کسی نے پوچھا: ابو منذر! آپ کس وجہ سے اس کے قائل ہیں؟ فرمایا: اس علامت کی وجہ سے جو رسول اللہ ﷺ نے ہم کو بتائی تھی کہ اس روز صبح کو سورج بغیر شعاعوں کے طلوع کرتا ہے۔ (رواہ مسلم)

حضرت عمر' حضرت حذیفہ اور بکثرت دوسرے صحابیوں رضی اللہ عنہ کا یہ قول ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے اور اس قول کی تائید میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہ روایت پیش کی جاتی ہے جس میں ابوہریرہ نے فرمایا تھا کہ ہم باہم شب قدر کا ذکر کر رہے تھے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی کو یاد ہے کہ جب کہ چاند شگاف چشم کی طرح نکلا تھا (یعنی پتلا' خمیدہ' چھوٹا' کم نور)۔ ابوالحسن فارسی نے کہا: مراد ستائیسویں شب ہے کیونکہ اس رات چاند کی یہی حالت ہوتی ہے۔ ابوالحسن نے کہا: اس سے مراد ہے چاند کے وقت کا پورا ہو جانا (جس کے بعد چاند ڈوب جاتا ہے پھر برآمد نہیں ہوتا) اور یہ ستائیسوں شب کو ہوتا ہے۔

مگر یہ استدلال ضعیف ہے کیونکہ حدیث سے تو یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اس شب کو صبح کی سورج بغیر شعاعوں کے نکلتا ہے' اسی طرح اس رات کو چاند کی بھی شعاعیں نہیں ہوتیں۔ چاند کا وقت پورا ہو جانا اس کی علت نہیں' بلکہ کوئی اور وجہ ہے۔

ان تمام احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شب قدر کبھی ستائیسوں شب ہوتی ہے۔ یہ بات نہیں معلوم ہوتی کہ ستائیسویں شب ہی شب قدر ہوتی ہے۔

حضرت ابن عمر کی حدیث ہے کہ ایک شخص نے ستائیسویں کو شب قدر دیکھی' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں آخری عشرہ میں تمہارے خوابوں کو (متفق) پاتا ہوں۔ لہٰذا آخری عشرہ کی طاق راتوں میں اس کی طلب کرو۔ (رواہ مسلم) حضرت ابن عمر کی مرفوع روایت ہے کہ (حضور ﷺ نے فرمایا:) شب قدر کو ستائیسویں کی رات میں طلب کرنا چاہیے۔ (رواہ عبدالرزاق) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے۔ (رواہ احمد) یعنی بیس کے بعد ساتویں رات یا باقی رہنے والی راتوں میں سے ساتویں رات۔ حضرت نعمان بن بشیر کی مرفوع حدیث میں ہے' گزرتی ہوئی ساتویں (ستائیسویں) یا باقی رہتی ہوئی ساتویں۔ (رواہ احمد) حضرت ابن عباس کی مرفوع حدیث ہے' وہ آخری عشرہ میں ہے' گزرتی ہوئی نو میں یا باقی رہتی ہوئی سات میں۔ (رواہ البخاری)

بخاری کی روایت کے دوسرے الفاظ یہ ہیں کہ شب قدر کو تلاش کرو۔ آخری دس راتوں میں' باقی رہنے والی نویں (رات) میں (اور) باقی رہنے والی ساتویں (رات) میں (اور) باقی رہنے والی پانچویں (رات) میں۔

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ بن صامت کی روایت ہے کہ ہم کو شب قدر کی اطلاع دینے کے لیے رسول اللہ ﷺ برآمد ہوئے تھے' سامنے آتے ہوئے دو مسلمان مل گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: میں تم کو لیلۃ القدر کی خبر دینے کے لیے نکلا تھا مگر فلاں فلاں شخص سامنے سے آتے مل گئے (اور ان کے ساتھ شیطان تھا) پس شب قدر اٹھالی گئی (یعنی میں اس کی تعیین بھول گیا) امید ہے کہ یہ بات تمہارے لیے بہتر ہی ہوگی۔ اب تم اس کو نویں اور ساتویں اور پانچویں (رات) میں تلاش کرو۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ اس کو یعنی شب قدر کو باقی نو (راتوں) میں یا باقی پانچ راتوں میں یا (باقی) تین راتوں میں یا آخری رات میں تلاش کرو۔ (ترمذی) امام احمد نے حضرت عبادہ بن صامت کی روایت سے بھی ایسی ہی حدیث نقل کی ہے۔

حضرت ابن عمر کی روایت ہے کہ ایک صحابی نے خواب میں دیکھا کہ شب قدر آخری سات راتوں میں ہے (یعنی آخری ہفتہ کی پہلی رات میں) حضور ﷺ نے فرمایا: میں خیال کرتا ہوں کہ تم لوگوں کے خواب آخری سات راتوں کے متعلق متفق ہیں لہٰذا جو شخص شب قدر کا طلبگار ہو وہ آخری سات راتوں میں اس کی طلب کرے۔ (متفق علیہ) ایک روایت میں آیا ہے کہ کچھ لوگوں کو خواب میں دکھایا گیا کہ شب قدر آخری ہفتہ میں ہے اور کچھ لوگوں کو خواب میں دکھایا گیا کہ شب قدر آخری عشرہ میں ہے اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آخری ہفتہ میں شب قدر کی تلاش کرو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا: اگر تم (نیند یا ضعف جسمانی وغیرہ سے) مغلوب ہو جاؤ (اور رات کو قیام نہ کر سکو) تب بھی آخری ہفتہ میں تم مغلوب نہ ہو (یعنی سوتے نہ رہو اور کوشش کر کے نماز کے لیے کھڑے ہو)۔ (رواہ احمد)

حضرت ابن عمر کی مرفوع حدیث میں ہے جس کو مسلم نے نقل کیا ہے کہ شب قدر کو آخری عشرہ میں تلاش کرو لیکن اگر کوئی کمزور یا مجبوری ہو جائے تو آخری ہفتہ میں اس کو (نیند وغیرہ سے) مغلوب نہ ہونا چاہیے۔

ان احادیث سے ظاہر ہے کہ شب قدر رمضان کے آخری عشرہ میں ہوتی ہے کبھی اکیسویں شب میں جیسا کہ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ وغیرہ کی روایت سے ثابت ہے اور کبھی تیئسویں شب میں جیسا کہ حضرت عبداللہ بن انیس کی روایت ہے اور کبھی چوبیسویں شب میں جس میں نزول قرآن ہوا تھا اور کبھی ستائیسویں شب میں جیسا کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے علامت سے پہچانا تھا اور کبھی نو روز باقی رہنے والی تاریخ کو یعنی بائیسوں شب میں یا پانچ دن باقی رہنے والی تاریخ کو یعنی چھبیسویں شب میں یا تین روز باقی رہنے والی تاریخ کو یعنی اٹھائیسوں شب میں یا نو دن گزرنے والی تاریخ کو یعنی انتیسویں شب میں یا آخری رات کو یعنی تیسویں شب میں۔ اس توجیہ کے بعد احادیث میں تعارض باقی نہیں رہتا۔ (تفسیر مظہری، سورہ قدر، لاہور)

بَابُ مَنْ قَالَ: سَبْعٌ وَعِشْرُوْنَ

باب: جو اس بات کا قائل ہے: یہ 27ویں رات ہے

1386 - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا اَبِي، اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، اَنَّهُ سَمِعَ مُطَرِّفًا، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِي سُفْيَانَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ قَالَ: لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِيْنَ

حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ شب قدر کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''شب قدر ستائیسویں رات ہوتی ہے''۔

بَابُ مَنْ قَالَ: هِيَ فِي كُلِّ رَمَضَانَ

باب: جواس بات کا قائل ہے: یہ پورے رمضان ہوتی ہے

1387 - حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ النَّسَائِيُّ، أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ، فَقَالَ: هِيَ فِي كُلِّ رَمَضَانَ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ سُفْيَانُ، وَشُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ مَوْقُوفًا عَلَى ابْنِ عُمَرَ، لَمْ يَرْفَعَاهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شب قدر کے بارے میں سوال کیا گیا میں یہ بات سن رہا تھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ہر رمضان میں ہوتی ہے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہی روایت سفیان اور شعبہ نے ابواسحاق کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پر موقوف روایت کے طور پر نقل کی ہے ان دونوں راویوں نے اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع حدیث کے طور پر نقل نہیں کیا۔

شب قدر اور سورت قدر کی فضیلت میں احادیث وآثار کا بیان

۱۔ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ سورۃ انا انزلنہ فی لیلۃ القدر مکہ میں نازل ہوئی۔

۲۔ابن مردویہ نے ابن عباس اور عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے بھی اسی طرح روایت کیا۔

۳۔ابن الضریس وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم والحاکم وصححہ وابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ آیت انا انزلنہ فی لیلۃ القدر بے شک ہم نے اس قرآن کو شب قدر میں اتارا۔یعنی شب قدر میں پورا قرآن کریم ایک ہی بار اس ذکر سے نازل کیا گیا جو رب العزت کے پاس اور اسے آسمان دنیا میں بیت العزۃ میں رکھ دیا گیا پھر جبریل (علیہ السلام) اسے لے کر محمد صلی اللہ پر غار حرا میں نازل ہونا شروع ہوئے۔بندوں کے کلام اور ان کے اعمال کے جواب میں۔

٤۔عبد بن حمید نے ربیع بن انس رحمہ اللہ سے آیت انا انزلنہ فی لیلۃ القدر کے بارے میں روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے پورے قرآن کو شب قدر میں نازل فرمایا آیت لیلۃ القدر خیر من الف شہر۔شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے) یعنی ہزار مہینوں کے اعمال سے بہتر ہے۔

لیلۃ القدر کا تذکرہ

۵۔عبدالرزاق والفریابی وعبد بن حمید وابن جریر ومحمد بن نصر وابن المنذر وابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں مجاہد

رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ آیت انا انزلنہ فی لیلۃ القدر میں لیلۃ القدر سے مراد ہے فیصلہ والی رات۔ جس میں سب کاموں کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔

۶۔ عبد بن حمید نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ شب قدر میں کوئی عمل اور صدقہ اور نماز اور زکوٰۃ ہزار مہینوں کے اعمال سے افضل ہے۔

۷۔ ابن جریر نے عمرو بن قیس الملائی رحمہ اللہ سے آیت لیلۃ القدر خیر من الف شھر کے بارے میں روایت کیا کہ اس میں ایک عمل بہتر ہے ہزار مہینوں میں عمل کرنے سے۔

شب قدر کا ہزار مہینوں سے افضل ہونا

۸۔ عبدالرزاق و عبد بن حمید وابن جریر و محمد بن نصر وابن المنذر نے قتادہ رحمہ اللہ سے آیت لیلۃ القدر خیر من الف شھر کے بارے میں روایت کیا کہ شب قدر ان ہزار مہینوں سے بہتر ہے جن میں شب قدر نہ ہو آیت تنزل الملئکۃ والروح فیھا باذن ربھم من کل امر سلم۔ اس میں فرشتے اور روح نازل ہوتے ہیں اپنے رب کے حکم سے پھر فرمایا اس رات میں وہ سارے فیصلے کیے جاتے ہیں جو سال بھر میں ہوں گے پھر اس رات کے آنے تک۔ آیت سلم ہی وہ سلامتی کی رات ہے۔ یعنی بے شک وہ ساری کی ساری برکت ہے اور خیر ہے آیت ہی حتی مطلع الفجر۔ یہاں تک کہ صبح روشن ہو جائے یعنی طلوع فجر تک۔

۹۔ مالک فی الموطا والبیہقی نے شعب الایمان میں قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ ان کو یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو آپ کے پہلے لوگوں کے اعمال دکھائے گئے۔ یا اس میں سے جو اللہ نے چاہا گویا کہ آپ نے اپنی امت کی عمروں کو تھوڑا جانا کہ عمل کے لحاظ سے وہاں تک نہ پہنچ سکیں گے جہاں تک دوسرے لوگ اپنی لمبی عمروں کے سبب پہنچے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو شب قدر عطا فرمائی جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

۱۰۔ ابن جریر نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ بنی اسرائیل میں ایک آدمی رات کو قیام کرتا یہاں تک کہ صبح ہو جاتی پھر دن کو دشمن کے خلاف جہاد کرتا یہاں تک شام ہو جاتی۔ اس نے ہزار مہینوں تک ایسا ہی کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت لیلۃ القدر خیر من الف شھر اتاری۔ یعنی اس رات کا قیام اس آمی کے ہزار مہینوں کے عمل سے افضل ہے۔

۱۱۔ ابن المنذر وابن ابی حاتم والبیہقی نے اپنی سنن میں مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے بنی اسرائیل کے ایک آدمی کا ذکر کیا کہ اس نے اللہ کے راستے میں ہزار مہینوں تک ہتھیار پہنے رکھے۔ تو مسلمانوں نے اس سے تعجب کیا اس پر اللہ تعلیٰ نے یہ آیت اتاری۔ آیت انا انزلناہ فی لیلۃ القدر و ما ادرک ما لیلۃ القدر لیلۃ القدر خیر من الف شھر۔ ہم نے اس قرآن کو شب قدر میں اتارا اور تو کیا جانتا ہے کہ شب قدر کیا ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ یعنی وہ آدمی جس نے اللہ کے راستے میں ہزار مہینہ تک ہتھیار پہنے۔

۱۲۔ ابن ابی حاتم نے علی بن عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن میں بنی اسرائیل میں سے چار آدمیوں کا ذکر فرمایا کہ انہوں نے اسی سال عبادت کی اور پلک جھپکنے کی دیر بھی اس کی نافرمانی نہیں کی پھر آپ نے ایوب،

زکریا، حزقیل بن العجوز اور یوشع بن نون علیہم السلام کا ذکر فرمایا۔ تو رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے ان سے بڑا تعجب کیا۔ جبریل (علیہ السلام) آپ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا اے محمد ﷺ آپ کی امت نے ان لوگوں کی اسی سال عبادت پر تعجب کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس سے بہتر اور افضل شے نازل فرمادی ہے اور آپ پر یہ آیات پڑھیں۔ آیت: انا انزلناہ فی لیلۃ القدر وما ادرک مالیلۃ القدر، لیلۃ القدر خیر من الف شہر یہ اس سے بھی افضل ہے جس پر آپ نے اور آپ کی امت نے تعجب کیا تو رسول اللہ ﷺ اور جو آپ کے ساتھ تھے انتہائی خوش ہوئے۔

۱۳۔ الخطیب نے اپنی تاریخ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بنوامیہ کو خواب میں اپنے منبر پر دیکھا اور اس نے اپنے آپ کو غمگین کر دیا اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ یہی وہ بادشاہ ہے جسے وہ لوگ درست پائیں گے۔ اور پھر یہ سورت نازل ہوئی آیت انا انزلنہ فی لیلۃ القدر آیت وما ادرک مالیلۃ القدر خیر من الف شہر۔

۱۴۔ الخطیب نے ابن المسیب رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے بنوامیہ دکھائے گئے جو میرے منبر پر چڑھ رہے ہیں۔ تو یہ منظر مجھ پر انتہائی شاق گذرا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمایا آیت انا انزلنہ فی لیلۃ القدر۔

۱۵۔ ترمذی نے روایت کی اور اس کی تضعیف کی وابن جریر والطبرانی وابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں یوسف بن مازن الرواسی رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے بیعت کرنے کے بعد آیا۔ اور کہا تو نے ایمان والوں کے چہرے سیاہ کر دیے ہیں۔ انہوں نے فرمایا اللہ مجھ پر رحم کرے تو مجھے نہ جھڑک۔ بے شک نبی ﷺ نے بنو امیہ کو دیکھا کہ وہ ان کے منبر پر خطبہ دے رہے ہیں اور اس کو آپ نے برا جانا۔ تو آیت انا اعطینک الکوثر نازل ہوئی یعنی اے محمد ﷺ ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمائی۔ جو ایک نہر ہے جنت میں اور ساتھ سورۃ قدر نازل ہوئی۔ آیت انا انزلنہ فی لیلۃ القدر وما ادرک مالیلۃ القدر لیلۃ القدر خیر من الف شہر۔ کہ آپ کے بعد بنوامیہ اس کے مالک ہوں گے اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ قاسم رحمہ اللہ نے فرمایا ہم نے بنوامیہ کی حکومت کا زمانہ شمار کیا تو ان کی حکومت ہزار مہینے تک رہی نہ ان میں ایک دن زائد بنتا ہے اور نہ ہی ایک دن کم۔

۱۶۔ ابن ابی شیبہ نے المصنف میں مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ آیت انا انزلنہ فی لیلۃ القدر سے مراد ہے فیصلہ والی رات آیت وما ادرک مالیلۃ القدر اور تو کیا جانتا ہے کہ لیلۃ القدر یعنی فیصلہ والی رات۔

۱۷۔ عبدالرزاق وابن المنذر ومحمد بن نصر وابن ابی حاتم نے مجاہد رحمہ اللہ سے آیت لیلۃ القدر خیر من الف شہر کے بارے میں روایت کیا کہ شب قدر کا عمل یا اس کے روزے یا اس کا قیام ایسے ہزار مہینوں سے بہتر اور افضل ہے جس میں شب قدر نہیں۔

۱۸۔ ابن ابی شیبہ نے حسن رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ میں کسی دن کو کسی دن پر اور کسی رات کو کسی رات پر افضل نہیں جانتا۔ سوائے لیلۃ القدر کے کیونکہ وہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

۱۹۔ابن المنذر نے ضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ آیت تنزل الملئکۃ والروح فیھا اس میں فرشتے اور روح نازل ہوتا ہے روح سے مراد جبریل (علیہ السلام) ہیں۔ آیت من کل امر سلم۔ ہر کام پر جو سلامتی کی رات ہے۔ یعنی کسی ستارے کے لیے یہ حلال نہیں ہے کہ اس کے ساتھ اس رات میں رجم کیا جائے یہاں تک کہ صبح ہو جائے۔

۲۰۔سعید بن منصور وعبد بن حمید ومحمد بن نصر وابن المنذر وابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ آیت سلم ہی کہ وہ سلامتی والی رات ہے۔ یعنی وہ سلامتی والی ہے کہ شیطان طاقت نہیں رکھتا کہ اس میں کوئی برا کام کرے یا اس میں کوئی تکلیف دہ عمل کرے۔

۲۱۔ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ وہ اس کو یوں پڑھتے تھے آیت من کل امر سلم۔

۲۲۔سعید بن منصور ابن المنذر نے منصور بن زاذان رحمہ اللہ سے آیت تنزل الملئکۃ کے بارے میں روایت کیا کہ فرشتے نازل ہوتے ہیں سورج کے غروب ہونے کے وقت سے لے کر فجر کے طلوع ہونے تک اور وہ ہر مومن پر گزرتے ہوئے کہتے ہیں اے مومن تجھ پر سلام ہو۔

لیلۃ القدر میں فرشتوں کا نزول

۲۳۔ابن المنذر نے حسن رحمہ اللہ "سلام" کے بارے میں روایت کیا کہ جب لیلۃ القدر ہوتی ہے تو فرشتے اپنے پروں کے ساتھ مسلسل اڑتے رہتے ہیں سلامتی اور رحمت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغرب کی نماز سے لے کر فجر کے طلوع ہونے تک۔

۲۴۔محمد بن نصر وابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے "سلام" کے بارے میں روایت کیا کہ اس رات میں سرکش جن اور شیاطین اور جنات کے عقاریت اوپر چڑھتے ہیں اور اس میں سارے آسمانوں کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور ہر توبہ کرنے والے کی اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرماتے ہیں اسی کو فرمایا آیت سلم ہی حتی مطلع الفجر یعنی اور یہ سلسلہ سورج کے غروب سے لے کر فجر کے طلوع ہونے تک جاری رہتا ہے۔

۲۵۔محمد بن نصر نے سعید بن المسیب رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ ان سے لیلۃ القدر کے بارے میں پوچھا گیا کیا وہ ایک لمبی چیز تھی جو چلی گئی یا وہ ہر سال میں ہوتی ہے؟ فرمایا بلکہ وہ محمد ﷺ کی امت کے لیے ہے جب تک ان میں سے دو بھی باقی رہیں گے۔

۲۶۔الدیلمی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے میری امت کو لیلۃ القدر عطا فرمائی۔ اور ان سے پہلے کسی کو یہ عطا نہیں کی گئی۔

۲۷۔عبد بن حمید نے عبد اللہ بن مکانس مولیٰ معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ لیلۃ القدر اٹھالی گئی۔ انہوں نے فرمایا جس نے یہ بات کہی اس نے جھوٹ کہا۔ میں نے کہا وہ ہر رمضان میں اسے تلاش کروں؟ فرمایا ہاں ہاں پھر میں نے کہا لوگ گمان کرتے ہیں کہ وہ گھڑی جو جمعہ میں ہوتی ہے کہ جس میں کوئی مسلمان بندہ دعا کرتا ہے تو وہ قبول ہوتی ہے وہ گھڑی اٹھالی گئی۔ فرمایا جس نے یہ بات کہی اس نے جھوٹ بولا۔ پھر میں نے پوچھا کیا ہر جمعہ کے

دن میں اس گھڑی کو تلاش کروں؟ تو انہوں نے فرمایا ہاں۔

۲۸۔ عبد بن حمید وابن اجریر وابن مردویہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ ان سے لیلۃ القدر کے بارے میں پوچھا گیا وہ ہر رمضان میں آتی ہے؟ اور ابن مردویہ کے الفاظ یوں ہیں کیا وہ رمضان میں ہوتی ہے فرمایا ہاں! کیا تو نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد کو نہیں سنا آیت انا انزلنه فی لیلة القدر اور اس قول کو آیت شهر رمضان الذی انزل فیه القران (البقرہ آیت ۱۸۵) رمضان کا وہ مہینہ جس میں قرآن نازل کیا گیا۔

۲۹۔ ابوداؤد والطبرانی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے لیلۃ القدر کے بارے میں پوچھا گیا اور میں سن رہا تھا کہ وہ کب ہوتی ہے۔ تو آپ نے فرمایا ہر وہ رمضان میں ہوتی ہے۔

۳۰۔ ابن ابی شیبہ وعبد بن حمید نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لیلۃ القدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں تلاش کرو۔

۳۱۔ ابن ابی شیبہ نے حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لیلۃ القدر کو آخری عشرہ میں تلاش کرو۔

۳۲۔ ابن ابی شیبہ وابن جریر ومحمد بن نصر اور ابن مردویہ نے بیان کیا کہ لیلۃ القدر کو آخری عشرہ میں تلاشک کرو۔

۳۳۔ ابن ابی شیبہ نے الفلتان بن عاصم رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے لیلۃ القدر کو دیکھا، پھر میں اس کو بھول گیا تم اس کو آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

۳۴۔ ابن جریر نے ابی ظبیان کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ وہ لوگ ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ ان کی طرف جلدی جلدی تشریف لے آئے۔ یہاں تک کہ ہم آپ کی جلدی کے سبب گھبرا گئے۔ جب آپ ہمارے پاس پہنچ گئے تو آپ نے سلام کیا۔ اور فرمایا میں تمہاری طرف جلدی جلدی آیا تا کہ تم کو لیلۃ القدر کے بارے میں بتاؤں لیکن میرے اور تمہارے درمیان جو فاصلہ تھا میں اس درمیان میں بھول گیا لیکن تم اس کو آخر عشرہ میں تلاش کرو۔

۳۵۔ احمد وابن جریر ومحمد بن نصر والبیہقی وابن مردویہ نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے لیلۃ القدر کے بارے میں سوال کیا آپ نے فرمایا کہ وہ رمضان کی آخری عشرہ میں ہوتی ہے کیونکہ وہ کسی طاق رات میں ہوتی ہے۔ اکیسویں میں یا تئیسویں میں، یا پچیسویں میں یا ستائیسویں میں یا انتیسویں میں یا رمضان کی آخری رات میں جس نے رمضان میں قیام کیا ایمان کی حالت میں اور ثواب کی امید رکھتے ہوئے اس کے اگلے پچھلے سب گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اور اس کی علامات میں سے یہ ہے کہ وہ رات انتہائی راحت والی۔ صاف پر سکون اور خاموش ہوتی ہے۔ نہ زیادہ گرم ہوتی ہے اور نہ زیادہ ٹھنڈی اس میں چاند روشن ہوتا ہے اور کسی ستارے کے لیے اس رات میں ٹوٹنے کی اجازت نہیں یہاں تک کہ صبح ہو جائے اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ سورج اپنی صبح کو اس طرح طلوع ہوتا ہے کہ اس کی کوئی شعاع نہیں ہوتی اور وہ بالکل برابر ہوتا ہے گویا وہ ایک چودھویں کا چاند ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے شیطان پر حرام کر دیا ہے۔ کہ وہ ان کے ساتھ اس دن نکلے۔

۳۶۔ابن جریر فی تہذیبہ وابن مردویہ نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میں نے اس رات کو دیکھا ہے کہ وہ آخری عشرہ کی کسی طاق رات میں ہے اور وہ رات بہت پرسکون اور راحت بخش ہے نہ گرم ہے اور نہ ہی سرد ہے اس میں چاند روشن ہوتا ہے اور اس میں شیطان ظاہر نہیں ہوتا یہاں تک کہ اس کی فجر روشن ہو جاتی ہے۔

۳۷۔ابن مردویہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے لیلۃ القدر کے بارے میں پوچھا گیا آپ نے فرمایا میں اس کو جانتا تھا پھر مجھ سے چھین لیا گیا۔ اور بے شک یہ رمضان میں ہے۔ پس تم اس کو تلاش کرو اس رات میں جبکہ ابھی نو باقی ہوں۔ یا سات باقی ہوں یا تین باقی ہوں (یعنی اکیسویں، تیئسویں اور ستائیسویں رات) اور اس کی نشانی یہ ہے کہ اس کی صبح جب سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کی شعاعیں نہیں ہوتیں۔ اور جس نے سال بھر قیام کیا اس نے اسے پالیا۔

۳۸۔ابن ابی شیبہ وابن زنجویہ وابن نصر نے ابو عقرب اسدی رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ ہم ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے گھر میں آئے اور ہم نے ان سے سنا کہ وہ فرما رہے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا: ان سے سوال کیا۔ تو انہوں نے ہم کو بتایا کہ لیلۃ القدر نصف آخری کی سات راتوں میں ہے۔ اور اس کی نشانی یہ ہے کہ سورج اس دن بالکل سفید طلوع ہوتا ہے اور اس کی شعاع نہیں ہوتی۔ میں نے آسمان کی طرف دیکھا اچانک وہ اسی طرح تھا جیسے مجھے بتایا گیا۔ تو میں نے دیکھ کر اللہ اکبر کہا۔

۳۹۔ابن ابی شیبہ وابن جریر نے الاسود کے طریق سے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ تم لیلۃ القدر کو اس رات میں تلاش کرو جبکہ طاق راتیں ابھی باقی ہوں۔ یعنی تیئسویں رات تم اسے تلاش کرو جبکہ ابھی باقی ہوں یعنی اکیسویں رات اور تم اسے تلاش کرو جبکہ گیارہ باقی ہوں یعنی انیسویں رات اور اس رات چاند روشن ہوتا ہے۔ بے شک سورج ہر دن شیطان کے سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے سوائے لیلۃ القدر کی صبح کے کہ وہ اس دن سفید ہوتا ہے کہ اس کی شعاع نہیں ہوتی۔

۴۰۔ابن زنجویہ وابن مردویہ نے صحیح سند کے ساتھ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے پاس لیلۃ القدر کا ذکر کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مہینہ میں کتنے دن باقی ہیں تو ہم نے کہا بائیس دن گزر گئے اور آٹھ دن باقی رہ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بائیس دن گذر گئے اور سات باقی رہ گئے تو شب قدر کو اس رات میں تلاش کرو کیونکہ مہینہ انتیس کا ہے۔

۴۱۔ابن مردویہ نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا لیلۃ القدر کو رمضان کی پہلی رات میں تلاش کرو۔ اور نویں رات میں اور گیارھویں رات میں۔ اور اکیسویں رات میں اور رمضان کی آخری رات میں تلاش کرو۔

۴۲۔احمد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے لیلۃ القدر کے بارے میں فرمایا کہ وہ بے شک یہ آخری رات ہے۔

۴۳۔محمد بن نصر نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لیلۃ القدر کو رمضان کی آخری رات میں تلاش کرو۔

۴۴۔ محمد بن نصر نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! مجھے لیلۃ القدر کے بارے میں بتائیے کہ انبیاء علیہم السلام کے زمانہ میں کونسی چیز ہوئی ہے کہ جس میں ان پر وحی نازل ہوتی ہے اور جب ان کا وصال ہوا تو وہ اٹھالی گئی یا وہ قیامت کے دن تک کے لیے تو آپ نے فرمایا بلکہ وہ قیامت کے دن تک ہے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! وہ رمضان المبارک کے کون سے ایام میں ہے۔ آپ نے فرمایا اس کو پہلے عشرے میں اور اخیر عشرے میں تلاش کرو۔ راوی نے کہا پھر رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا اور میں نے آپ کی غفلت غنیمت سمجھی۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ آپ مجھ کو بتائیں گے یا جب تک آپ مجھے نہ بتائیں کہ کون سے عشرے میں ہے تو رسول اللہ ﷺ مجھ پر شدید غصہ ہو گئے۔ اس طرح مجھ پر کبھی غصہ نہیں ہوئے نہ اس سے پہلے نہ اس کے بعد۔ پھر آپ نے فرمایا اگر تعالیٰ چاہتے تو وہ تم کو اس پر مطلع فرما دیتے تم اس کو آخر ساتویں راتوں میں تلاش کرو۔ پھر اس کے بعد مجھ سے کسی چیز کے بارے میں سوال نہ کرنا۔

۴۵۔ البخاری وابن مردویہ والبیہقی نے حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لیلۃ القدر کو رمضان کی اخیر عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

شب قدر کی پہچان

۴۶۔ مالک وابن ابی شیبہ والطیالسی واحمد والبخاری ومسلم وابن ماجہ وابن جریر والبیہقی نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ رمضان کے مہینہ کے درمیانی عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے آپ نے ایک سال اعتکف کیا یہاں تک کہ جب اکیسویں رات تھی اور یہ وہ رات ہے جس میں آپ اعتکاف سے نکلتے تھے۔ پھر آپ نے فرمایا جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہے اس کو چاہیے کہ وہ آخری عشرہ میں اعتکاف کرے۔ اور میں نے اس رات کو دیکھا ہے پھر بھلا دی گئی اور میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میں اس کی صبح کو مٹی اور پانی میں سجدہ کر رہا ہوں پس تم اس کو اخیر عشرہ میں تلاش کرو اور ہر طاق رات میں اس کو تلاش کرو ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا اس رات میں بارش ہوئی۔ اور مسجد پر کھجور کی چھال تھی تو مسجد ٹپک پڑی۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ آپ کی پیشانی اور ناک پر اکیسویں کی صبح کو پانی اور مٹی کا اثر تھا۔

۴۷۔ مالک وابن سعد وابن ابی شیبہ واحمد ومسلم وابن زنجویہ والطحاوی والبیہقی نے عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ان سے لیلۃ القدر کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اس رات میں تلاش کرو اور وہ رات تیئسویں کی رات تھی۔

۴۸۔ ملک والبیہقی نے ابوالنضر مولی عمر بن عبداللہ بن انیس جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا۔ یارسول اللہ! میرا گھر دور ہے۔ مجھے حکم کیجیے ایک رات کے بارے میں کہ اس میں حاضر ہوسکوں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تو رمضان کی تیئسویں رات کو حاضر ہو۔

۴۹۔ البیہقی نے زہری رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ میں نے ضمرۃ بن عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ نبی ﷺ نے تیرے باپ کو لیلۃ القدر کے بارے میں کیا فرمایا انہوں نے کہا کہ میرا باپ دیہات کا رہنے والا تھا تو انہوں نے کہا میں نے عرض کیا

یارسول اللہ! مجھے ایک رات کا حکم فرمایئے کہ میں اس میں حاضر ہوسکوں آپ نے فرمایا تئیسویں رات کو حاضر ہو۔ جب انہوں نے پیٹھ پھیری تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اس کو آخری عشرہ میں تلاش کرو۔

۵۰۔ مالک والبخاری ومسلم والبیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے کچھ لوگوں نے لیلۃ القدر کو آخری سات راتوں میں دیکھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے خوابوں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ آخری سات راتوں میں باہم موافق ہیں پس جو آدمی اس کو تلاش کرنے والا ہو تو اس کو چاہیے کہ اس کو آخری سات راتوں میں تلاش کرے۔

۵۱۔ ابن ابی شیبہ واحمد عبد بن حمید والبخاری والبیہقی نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ اللہ کے نبی ﷺ باہر تشریف لائے اور آپ یہ ارادہ رکھتے تھے کہ ہم کو لیلۃ القدر کے بارے میں بتائیں۔ لیکن مسلمانوں میں سے دو آدمی آپس میں لڑ رہے تھے فلاں اور فلاں تو وہ اسے اٹھالیا گیا اور امید ہے کہ وہ تمہارے لیے بہتر ہے پس تم اس کو نویں، ساتویں اور پانچویں رات میں تلاش کرو۔

۵۲۔ طیالسی والبیہقی نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ اپنے اصحاب کو لیلۃ القدر کے بارے میں بتانے کے ارادہ سے نکلے۔ لیکن دو آدمی آپس میں لڑ رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے فرمایا میں تم کو لیلۃ القدر کے بارے میں خبر دینے کے لیے نکلا۔ دو آدمی آپس میں لڑنے لگے تو مجھ سے وہ کھینچ لی گئی (یعنی مجھ سے بھلا دی گئی) تو اس کو تلاش کرو آخری عشرے یعنی اس رات میں جبکہ ابھی نو باقی ہوں یا اس میں ابھی سات باقی ہوں یا اس میں ابھی پانچ باقی ہوں اس سے مراد اکیسویں، تئیسویں اور پچیسویں کی رات ہے۔

۵۳۔ البخاری وابوداؤد وابن جریر والبیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس کو تلاش کرو رمضان کے آخری عشرہ میں اس رات میں جبکہ ابھی نو باقی ہوں اور اس میں جبکہ سات باقی ہوں اور اس میں جبکہ پانچ باقی ہوں۔

۵۴۔ احمد نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم اس کو آخری عشرہ کی نویں، ساتویں اور پانچویں رات میں تلاش کرو۔

۵۵۔ الطیالسی وابن ابی شیبہ واحمد وعبد بن حمید والترمذی وصححہ والنسائی وابن جریر والحاکم وصححہ والبیہقی نے عبدالرحمن بن جوشن رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کے پاس لیلۃ القدر کا ذکر کیا۔ تو انہوں نے فرمایا میں اس کو تلاش نہیں کرتا مگر آخری عشرہ میں اس حدیث کے بعد جو میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اس کو آخری عشرہ میں تلاش کرو۔ جبکہ ابھی نو باقی ہوں یا سات باقی ہوں یا تین باقی ہوں یا پھر آخری رات ہو اور ابوبکرہ رضی اللہ عنہ رمضان میں بیس رکعتیں اس طرح پڑھتے تھے جس طرح سارے سال میں نماز پڑھتے تھے۔ جب آخری عشرہ داخل ہوتا تو پھر خوب مجاہدہ اور ریاضت کرتے۔

۵۶۔ احمد ومسلم وابوداؤد والبیہقی نے ابو النضرہ کے طریق سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم شب قدر کو رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرو۔ پس تم اس کو نویں، ساتویں اور پانچویں رات میں تلاش

کرو۔ میں نے کہا: اے ابوسعدی تم ہم سے عدد کے بارے میں زیادہ جانتے ہو؟ فرمایا ہاں تو میں نے پوچھا کہ نویں، ساتویں اور پانچویں سے کیا مراد ہے؟ فرمایا جب اکیسویں رات گذر جائے تو یہ وہی رات ہے جس کے پیچھے نو راتیں آتی ہیں اور جب تیئس راتیں گذر جائیں تو یہ وہی رات ہے جس کے پیچھے سات آتی ہیں۔ اور جب پچیس راتیں گذر جائیں تو یہ وہ رات ہے جس کے پیچھے پانچ آتی ہیں۔

۵۷۔ الطیالسی نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لیلۃ القدر چوبیسویں رات ہے رمضان المبارک کی۔

۵۸۔ احمد والطحاوی ومحمد بن نصر وابن جریر والطبرانی وابوداؤد وابن مردویہ نے بلال رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لیلۃ القدر چوبیسویں رات ہے۔

۵۹۔ ابن سعدی ومحمد بن نصر وابن جریر نے عبدالرحمن بن عسلۃ الصنابحی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ میرے آنے سے پانچ راتیں پہلے وفات پا گئے۔ آپ کا وصال ہوا تو میں جحفہ میں تھا۔ میں آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہ کی بڑی تعداد کے پاس آیا اور میں نے بلال رضی اللہ عنہ سے لیلۃ القدر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا وہ تیئسویں رات ہے۔

۶۰۔ محمد بن نصر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لیلۃ القدر چوبیسویں رات میں تلاش کرو۔

۶۱۔ الطیالسی وابن زنجویہ وابن حبان والبیہقی نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روزہ رکھا تو آپ نے مہینے میں کسی رات ہمارے ساتھ قیام نہیں فرمایا یہاں تک کہ جب چوبیسویں رات تھی۔ جو باقی رہنے والی سات راتوں میں سے تھی تو آپ نے ہم کو نماز پڑھائی۔ یہاں تک کہ قریب ہو گیا کہ ایک تہائی رات کا گذر جانا پھر جب پچیسویں رات آئی تو آپ نے ہم کو نماز نہیں پڑھائی۔ پھر جب چھبیسویں رات تھی اور یہ ساتویں رات تھی ان باقی راتوں میں سے تو ہم کو نماز پڑھائی۔ یہاں تک کہ رات نصف سے زائد گزر رے کے قریب ہو گئی۔ تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر آپ ہمیں رات کے بقیہ حصہ میں نفل پڑھا دیں؟ تو اچھا تھا آپ نے فرمایا نہیں جب آدمی امام کے ساتھ نماز پڑھ کر واپس لوٹتا ہے تو اس کے لیے رات کا قیام لکھ دیا جاتا ہے۔ جب ستائیسویں رات ہوئی تو آپ نے ہم کو نماز پڑھائی حتیٰ کہ قریب تھا کہ ہمارا سحری کا کھانا رہ جاتا۔ پھر ہم کو مہینہ کے کس دن تراویح کی نماز نہیں پڑھائی۔ اور فلاح سے مراد سحری کا کھانا ہے۔

۶۲۔ ابن ابی واحمد وابن زنجویہ وعبد بن حمید ومسلم وابوداؤد والترمذی والنسائی وابن جریر وابن حبان وابن مردویہ والبیہقی نے زر بن حبیش رحمہ اللہ سے رویت کیا کہ میں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے لیلۃ القدر کے بارے میں پوچھا اور میں نے کہا کہ آپ کے بھائی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جو شخص سال بھر قیام کرے گا وہ لیلۃ القدر کو پالے گا۔ اور انہوں نے قسم کھائی کہ یہ استثنی نہیں کی جائے گی کہ یہ لیلۃ القدر ستائیسویں رات ہے کہ میں نے کہا: اے ابوالمنذر یہ ابی بن کعب کی کنیت ہے آپ یہ کیونکر کہہ سکتے ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ اس علامت اور نشانی کے سبب جو رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی کہ اس دن کی صبح میں

سورج اس حال میں طلوع ہوتا ہے کہ اس کی کوئی شعاع نہیں ہوتی اور ابن حبان اور ابن حبان کے الفاظ یوں ہے کہ اس دن وہ سفید ہوتا ہے کوئی شعاع اس کی نہیں ہوتی گویا کہ وہ ایک طشت ہے۔

۶۳۔محمد بن نصر وابن جریر والحاکم وصححہ والبیہقی نے عاصم نے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ مجھے محمد ﷺ کے کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ بلاتے تھے اور فرماتے تھے ان کی گفتگو سے پہلے تم بات نہ کرنا پھر عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بار ان کو دعوت دی۔ اور ان سے پوچھا شب قدر کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کے قول کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تم اس کو آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو، یہ کون سی رات ہے کیا تم اس کو جانتے ہو؟ ان میں سے بعض نے کہا اکیسویں رات اور بعض نے کہا تیئسویں رات اور بعض نے کہا پچیسویں رات اور بعض نے کہا ستائیسویں رات وہ کہتے رہے اور میں خاموش رہا پھر عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تجھے کیا ہوا کہ تو بات نہیں کرتا میں نے کہا آپ نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں بات نہ کروں یہاں تک کہ وہ بات کرلیں۔عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تجھے گفتگو کے لیے ہی بلایا ہے۔اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو سنا ہے کہ وہ سات کا ذکر فرماتے ہیں پس اس نے ذکر کیا سات آسمانوں کا اور ان کی طرح سات زمینوں کا اور انسان کو سات سے پیدا فرمایا اور زمین سے اگنے والے سات ہیں۔ یہ سن کر عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو ان کے بارے میں خبر ہے جو میں جانتا ہوں اور ان کے بارے میں کیا خیال ہے جو میں نہیں جانتا؟ اور یہ زمین سے اگنے سات چیزیں ہیں۔ میں نے کہا اللہ عز وجل نے فرمایا آیت: ثم شققنا الارض شقا فانبتنا فیها حبا وعنبا وقضبا وزیتونا ونخلا وحدائق غلبا وفاکهة وابا ہم نے زمین کو چیر کر پھاڑا پھر ہم نے اس میں اناج اگایا اور انگور اور ترکاریاں اور زیتون اور کھجور اور گھنے باغ اور اور گھاس۔ پھر فرمایا گھنے باغوں سے مراد ہے کہ یہ کھجوروں اور دیگر درختوں کے باغات ہیں آیت وفاکهة وابا (عبس آیت ۲۱) میں الاب سے مراد ہے وہ چارہ ہے جسے زمین اگاتی ہے جو جانور اور چوپائے کھاتے ہیں اور لوگ اس کو نہیں کھاتے عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے اصحاب سے کہا کیا تم اس سے عاجز ہو۔ کہ تم یوں کہو جیسے اس لڑکے نے کہا کہ جس کی رائے ابھی مجتمع اور مضبوط نہیں اللہ کی قسم میں بھی وہی رائے رکھتا ہوں۔ جو تو نے کہا ہے یعنی ستائیسویں کی رات۔ حالانکہ میں نے خود تجھے حکم دیا ہے کہ ان کے ساتھ گفتگو نہ کرنا۔

لیلۃ القدر آخری عشرہ میں ہے

۶۴۔عبدالرزاق وابن راہویہ ومحمد بن نصر والطبرانی والبیہقی نے عکرمہ کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کے اصحاب کو بلایا اور ان سے لیلۃ القدر کے بارے میں سوال کیا۔انہوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ لیلۃ القدر آخری عشرہ میں ہے۔میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا بلاشبہ میں زیادہ جانتا ہوں اور بے شک میرا غالب گمان ہے کہ یہ وہی رات ہے انہوں نے کہا کہ وہ کون سی رات ہے۔ میں نے کہا وہ ساتویں رات ہے جو باقی ہے آخری عشرہ سے عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ تو نے کہاں سے جانا، میں نے کہا اللہ تعالیٰ سات آسمانوں، سات زمینیں اور سات دن پیدا کیے اور بے شک زمانہ سات میں گھومتا ہے انسان سات سے پیدا ہوا ہے اور کھاتا ہے سات چیزوں سے۔ اور سجدہ کرتا ہے سات اعضاء پر۔ اور

بیت اللہ کا طواف سات چکر ہیں اور شیطان کو سات کنکری مارتا ہے۔ اس طرح کی کئی چیزوں کا ذکر کیا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو نے اس کام کو سمجھ لیا کہ جس کی ہم سمجھ نہیں رکھتے۔ اور قتادہ رحمہ اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس قول میں اور وہ سات سے کرتا ہے میں اضافہ کرتے ہیں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ آیت فانبتنا فیھا حبا وعنبا وقضبا الایۃ۔

٦٥۔ ابن سعد وعبد بن حمید نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو قریب بٹھاتے تھے اور نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے بعض لوگ ایسے تھے جو اپنے نفس میں کچھ محسوس کرتے تھے عمر رضی اللہ عنہ سے اس سورۃ اذا جاء نصر اللہ کے بارے میں پوچھا تو ان لوگوں نے کہا ہمارے نبی ﷺ کو حکم دیا گیا جب وہ لوگوں کو اسلام کی طرف تیزی سے بڑھتے ہوئے اور اس میں داخل ہوتے ہوئے دیکھیں گے تو چاہیے کہ اللہ کی حمد وثنا بیان کریں اور اس سے استغفار کریں۔ پھر عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابن عباس! تجھے کیا ہوا تو گفتگو نہیں کرتا؟ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا میں تو اس سے یہ جانتا ہوں کہ آپ کی وفات کب ہوگی۔ پھر فرمایا آیت اذا جاء نصر اللہ (جب اللہ کی مدد اور فتح آچکی اور آپ نے لوگوں نے اللہ کے دین میں جوق در جوق داخل ہوتے دیکھ لیا) اور یہ آپ کے وفات کی نشانی ہے عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو نے سچ کہا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں عمر کی جان ہے۔ میں بھی اس سے وہی سمجھتا ہوں جو تو نے سمجھا۔ راوی نے کہا پھر آپ نے اسے لیلۃ القدر کے بارے میں پوچھا ان میں سے اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا ہم دیکھتے تھے کہ وہ درمیان عشرہ میں ہے پھر ہم کو یہ بات پہنچی کہ وہ آخری عشرہ میں ہے۔ ان کے بعض نے کہا کہ وہ اکیسویں کی رات ہے۔ اور بعض نے کہا وہ تیسویں کی رات ہے اور بعض نے کہا وہ ستائیسویں کی رات ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابن عباس! تجھے کیا ہوا تو کیوں بات نہیں کرتا؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اللہ ہی بہتر جانتے ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم جانتے ہیں بے شک اللہ تعالیٰ ہی بہتر جاننے والا ہے۔ لیکن میں تجھ سے تیرے علم کے بارے میں سوال کرتا ہوں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ وتر ہے اور وتر کو پسند فرماتے ہیں اس نے سات آسمان پیدا فرمائے۔ وار دونوں کی تعداد کو بھی سات بنایا اور بیت اللہ کے طواف کے ساتھ چکر بنائے۔ صفا مروہ کے درمیان سعی کے بھی سات چکر بنائے۔ اور شیطان کی کنکریاں بھی سات بنائیں اور انسان کو سات چیزوں سے پیدا کیا گیا۔ اور اس کا رزق سات چیزوں سے کس طرح بنایا۔ تو نے اس سے ایسی شے کو سمجھا ہے جس کو میں نہیں سمجھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے آیت ولقد خلقنا الانسان من سللۃ من طین سے لے کر آیت فتبرك اللہ احسن الخلقین تک (المومنون آیت ١٤) پھر اس کے رزق کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا آیت: انا صببنا الماء صبا سے لے کر آیت وفا کھۃ وابا تک سو "الاب" وہ ہے جو زمین اگاتی ہے جانوروں کے لیے اور سات چیزیں بنو آدم کے لیے رزق ہیں پھر فرمایا واللہ اعلم البتہ لیلۃ القدر کے بارے میں یہ رائے رکھتا ہوں کہ تین راتیں گذر چکی ہیں اور سات ابھی باقی ہیں اس لیے اس سے مراد تیسویں ہے۔

٦٦۔ ابو نعیم نے الحلیہ میں محمد بن کعب القرظی کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مہاجرین صحابہ کی جماعت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور انہوں نے لیلۃ القدر کا ذکر کیا۔ اور ان میں سے بعض نے اس کے متعلق

بات کی جو اس کے بارے میں انہوں نے سن رکھی تھی اور ان میں سے اس بارے میں گفتگو ہوتی رہی عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابن عباس رضی اللہ عنہما تجھے کیا ہوا تو خاموش ہے؟ تو بات نہیں کر رہا تو بھی بات کر کوئی چیز تجھے بات کرنے سے نہیں روکے گی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اے امیر المومنین میں کہتا ہوں: بے شک اللہ تعالیٰ وتر ہے اور وہ وتر یعنی طاق کو پسند فرماتا ہے بس ایام دنیا کو بنایا کہ وہ گھومتے رہتے ہیں سات عدد پر۔ انسان کو سات چیزوں سے پیدا فرمایا اور ہمارے اوپر سات آسمان بنائے اور ہمارے نیچے سات زمینیں بنائیں اور مثانی یعنی سورۃ فاتحہ میں سے سات آیتیں عطا فرمائیں۔ اور اپنی کتاب میں سات رشتہ داروں کے ساتھ نکاح کرنے سے منع فرمایا اور میراث کو اپنی کتاب میں سات حصوں پر تقسیم فرمایا اور ہم اپنے جسم کے سات حصوں پر تقسیم فرمایا اور ہم اپنے جسم کے سات اعضاء پر سجدہ کرتے ہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ نے کعبہ کا طواف سات چکروں سے کیا اور صفا مروہ کے درمیان سات چکر لگائے اور شیطانوں کو سات کنکریاں ماریں۔ ان سب باتوں کا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر فرمایا سو میں لیلۃ القدر کو رمضان کی آخری سات راتوں میں دیکھتا ہوں۔ واللہ اعلم۔ عمر رضی اللہ عنہ تھک گئے اور فرمایا اس مسئلے میں میرے ساتھ کسی نے واقفیت نہیں کی سوائے اس لڑکے کے اس کے سر کی کھوپڑی کا جوڑ ابھی مکمل نہیں ہوا بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لیلۃ القدر کو آخری عشرہ میں تلاش کرو۔ پھر فرمایا اے لوگو! ابن عباس کے بیان کرنے کی طرح کون اس کو بیان کر سکتا ہے۔

۶۷۔ عبد بن حمید نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لیلۃ القدر کو ستائیسویں رات میں تلاش کرو۔

۶۸۔ ابن ابی شیبہ نے زر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ان سے لیلۃ القدر کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ عمر، حذیفہ اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے کچھ لوگ اس میں شک نہیں کرتے تھے کہ بے شک لیلۃ القدر ستائیسویں رات ہے۔

۶۹۔ ابن نصر و ابن جریر نے اپنی تہذیب میں معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لیلۃ القدر کو رات کے آخر میں تلاش کرو۔

۷۰۔ ابن ابی شیبہ والطبرانی و ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ میں آیا اور میں رمضان میں سو گیا تو مجھ سے کہا گیا۔ بے شک یہ رات لیلۃ القدر کی ہے میں کھڑا ہوا اور میں اونگھ رہا تھا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ کے خیمے کی بعض رسیوں کو چمٹ گیا۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے اس رات میں غور کیا تئیسویں کی رات تھی۔ دیکھ کر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ شیطان ہر دن سورج کے طلوع ہونے کے ساتھ نکلتا ہے سوائے لیلۃ القدر کے اس دن سورج بالکل سفید طلوع ہوتا ہے اور اس کی کوئی شعاع نہیں ہوتی۔

۷۱۔ محمد بن نصر والحاکم وصححہ نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قیام کیا رمضان کی تئیسویں رات کے ایک تہائی حصہ تک۔ پھر ہم پچیسویں رات میں آپ کے ساتھ آدھی درات تک قیام کیا پھر ہم نے ستائیسویں رات میں آپ کے ساتھ قیام کیا۔ یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ ہم فلاح نہیں پا سکتے۔ فلاح سے مراد سحری کا کھانا ہے اور تم لیلۃ سابعہ تیرہویں رات کو کہتے ہیں اور ہم لیلۃ سابع ستائیسویں رات کو کہتے ہیں کیا ہم ٹھیک ہیں یا تم۔

۷۲۔ محمد بن نصر نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لیلۃ القدر کو رمضان کے مہینہ میں سے باقی رہنے والے دس دنوں میں تلاش کرو۔ یعنی پچیسویں ستائیسویں اور انتیسویں رات میں۔

۷۳۔ بخاری نے اپنی تاریخ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے اصحاب سے لیلۃ القدر کے بارے میں پوچھا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا میرا رب سات کے عدد کو پسند فرماتے ہیں۔ فرمایا آیت ولقد اتینا سبعا من المثانی (الحجر آیت ۸۷) اور ہم نے آپ کو سات آیتیں دیں جو نماز میں دہرائی جاتی ہی۔

۷۴۔ الطیالسی واحمد وابن مردویہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی ﷺ لیلۃ القدر کے بارے میں فرمایا کہ وہ ستائیسویں اور انتیسویں رات ہے۔ اور اس رات میں فرشتے زمین میں کنکریوں کی تعداد سے زیادہ ہوتے ہیں۔

۷۵۔ محمد بن نصر نے ابی میمون کے طریق سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ لیلۃ القدر، ستائیسویں یا انتیسویں کی رات ہے اور اس کے ساتھ فرشتے آسمان کے ستاروں کی تعداد سے زیادہ اترتے ہیں۔ اور اس نے گمان کیا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول میں لیلۃ القدر چوبیسوں کی رات ہے۔

۷۶۔ محمد بن نصر وابن جریر والطبرانی والبیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے نبی میں بوڑھا ہوں مجھ پر قیام کرنا دشوار ہوتا ہے مجھے آپ ایک رات کے بارے میں بتا دیجیے شاید کہ اللہ تعالیٰ میرے اس رات کے قیام کو لیلۃ القدر کے موافق کر دے۔ یعنی شاید میں لیلۃ القدر کو پا لوں آپ نے فرمایا ستائیسویں رات کو لازم پکڑ۔

۷۷۔ ابن ابی شیبہ وابن منیع والبخاری فی تاریخہ والطبرانی وابو الشیخ والبیہقی حوۃ العبدی رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے لیلۃ القدر کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ وہ سترہویں رات ہے نہ تو اس میں شک کر اور نہ استثنیٰ کر۔ اور فرمایا اسی رات قرآن کو نازل ہوا اور یہی یوم الفرقان ہے۔ اور یہ وہ دن ہے جس میں دو لشکر آپس میں ملے یعنی کافر اور مسلمان آپس میں لڑے یعنی بدر کے دن۔

۷۸۔ الحرث بن ابی اسامہ عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ یہ وہ رات ہے کہ جس کے دن رسول اللہ ﷺ بدر والوں سے ملے یعنی میدان بدر میں جنگ ہوئی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں آیت وما انزلنا علی عبدنا یوم الفرقان یوم التقی الجمعن (الانفال آیت ۴۱) اور جو کچھ ہم نے اپنے بندے رفیصلہ کے دن اتارجس دن دونوں جماعتیں ملیں جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھ کو یہ بات پہنچی ہے کہ یہ سولہ سترہ کی رات ہے۔

۷۹۔ سعید بن منصور وابن ابی شیبہ ومحمد بن نصر والطبرانی وابن مردوہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ لیلۃ القدر کو تلاش کرو۔ رمضان المبارک کے سترہ دن گزر جانے کے بعد کیونکہ اسی رات کی صبح بدر کا دن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آیت وما انزلنا علی عبدنا یوم الفرقان یوم التقی الجمعن (الانفال آیت ۴۱) اور وہ اکیسویں اور تیئسویں رات میں ہے۔ بے شک وہ نہیں ہوتی مگر طاق راتوں میں۔

۸۰۔ ابن مردویہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ہم کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کو تلاش کرو رمضان کی سترہویں یا اکیسویں یا تیئسویں رات میں پھر آپ خاموش ہو گئے۔

۸۱۔ الطحاوی نے عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے لیلۃ القدر کے بارے میں پوچھا آپ نے فرمایا اس کو رمضان کے آخر نصف میں تلاش کرو پھر دوبارہ انہوں نے سوال کیا تو آپ نے فرمایا تیئسویں رات تک تلاش کرو

۸۲۔ احمد ومحمد بن نصر نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے لیلۃ القدر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا وہ آخری دس راتوں میں ہے یا تیئسویں رات میں یا پچیسویں رات میں۔

۸۳۔ احمد نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آخری عشرہ میں لیلۃ القدر کو تلاش کرو یعنی اکیسویں رات میں اور تیئسویں رات میں جبکہ ابھی سات باقی ہوتی ہیں اور پچیسویں رات میں جبکہ ابھی پانچ باقی ہوتی ہیں اور ستائیسویں رات میں جبکہ ابھی تین راتیں باقی ہوتی ہیں۔

۸۴۔ عبدالرزاق وابن ابی شیبہ نے ابوقلابہ رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ لیلۃ القدر منتقل ہوتی رہتی ہے آخری دس راتوں کی ہر طاق رات میں۔

۸۵۔ ابن ابی شیبہ نے ابوبکر بن عبدالرحمن بن الحرث بن ہشام رحمہم اللہ سے روایت کیا کہ لیلۃ القدر سترہ رمضان المبارک کی جمعہ کی رات ہے

۸۶۔ ابوالشیخ نے عمرو بن حویرث رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ لیلۃ القدر سترہ رمضان المبارک کی لیلۃ الفرقان ہے۔

۸۷۔ محمد بن نصر والطبرانی نے خارجہ بن زید بن ثابت سے روایت کیا کہ اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا کہ وہ رمضان کے مہینے کی تیئسویں رات کو اور ستائیسویں رات کو جاگتے تھے۔ لیکن وہ سترہ رمضان کی شب بیداری کی طرح نہیں تھی تو ان سے پوچھا گیا سترھویں رات کو آپ کیسے جاگتے تھے۔ تو فرمایا بلاشبہ یہ وہ رات ہے جس میں قرآن نازل ہوا اور اس کی صبح کو حق اور باطل کے درمیان فرق کیا گیا (یعنی کافروں کے خلاف جنگ کی گئی)

۸۸۔ محمد بن نصر نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے لیلۃ القدر کے بارے میں فرمایا کہ تم لیلۃ القدر کو اس رات میں تلاش کرو جبکہ ابھی گیارہ راتیں باقی ہوں اور اس کی صبح بدر کا دن تھا اور اس رات میں تلاش کرو جبکہ ابی نو باقی ہوں اور اس میں جبکہ ابھی سات باقی ہوں۔ بے شک سورج ہر دن شیطان کے دوسینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے۔ سوائے لیلۃ القدر کی صبح کے اور اس دن سورج اس حال میں طلوع ہوتا کہ اس کی کوئی شعاع نہیں ہوتی۔

۸۹۔ الطیالسی ومحمد بن نصر والبیہقی وضعفہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے لیلۃ القدر کے بارے میں فرمایا کہ وہ نرم وسہولت والی معتدل رات ہوتی ہے نہ گرم ہوتی ہے اور نہ سرد۔ اس کی صبح سورج طلوع ہوتا ہے کہ اس کی روشنی ضعیف سرخ ہوتی ہے۔

لیلۃ القدر کی صبح کا سورج

۹۰۔ابن ابی شیبہ نے حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لیلۃ القدر کی رات اور نرمی و سہولت والی رات ہوتی ہے اس کا سورج اس حال میں طلوع ہوتا ہے کہ اس کی کوئی شعاع نہیں ہوتی۔

۹۱۔ابن جریر نے اپنی تہذیب میں ابو قلابہ رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ لیلۃ القدر ساری دس راتوں میں گھومتی رہتی ہے۔

۹۲۔البخاری و مسلم والبیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے لیلۃ القدر میں قیام کیا۔ ایمان کی حالت میں اور ثواب کی امید رکھتے ہوئے تو اسکے سابقہ گناہوں کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔

۹۳۔ابن ابی شیبہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جب رمضان کا مہینہ داخل ہوتا تو اپنے گھر والوں کو جگاتے اور اپنی چادر مبارک کو اونچا کر لیتے۔

۹۴۔ابن ابی شیبہ نے حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ آخری عشرہ میں سخت محنت اور ریاضت کرتے تھے کہ اس کے علاوہ کسی دوسرے عشرے میں اتنی محنت نہیں کرتے تھے۔

۹۵۔البیہقی نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اللہ کی قسم عمر رضی اللہ عنہ کو میں نے رمضان کے مہینہ میں قیام پر آمادہ کیا۔ ان سے کہا گیا امیر المومنین یہ کیسے ہوا؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے ان کو بتایا کہ ساتویں آسمان میں ایک حظیرہ ہے جس کو حظیرۃ القدس کہا جاتا ہے اس میں فرشتے ہیں ان کو روح کہا جاتا ہے۔ اور ایک روایت میں الروحانیون کے الفاظ ہیں کہ جب لیلۃ القدر ہوتی ہے تو وہ اپنے رب سے دنیا کی طرف نازل ہونے کی اجازت مانگتے ہیں ان کو اجازت دے دی جاتی ہے تو وہ ہر اس مسجد کے پاس سے گذرتے ہیں جس میں نماز پڑھی جاتی ہے۔ اور راستے میں کسی سے آمنا سامنا کرتے ہیں تو اسکے لیے دعا کرتے ہیں اور ان کی جانب سے اس کو برکت حاصل ہوتی ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اے ابو الحسن! تو ہم لوگوں کو نماز پر آمادہ کریں گے تاکہ ان کو برکت پہنچ جائے۔ پھر آپ نے لوگوں کو قیام کا حکم فرمایا۔

۹۶۔البیہقی نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے مغرب اور عشاء جماعت کے ساتھ پڑھی یہاں تک کہ رمضان کا مہینہ ختم ہو گیا تو یقینی طور پر اس نے لیلۃ القدر میں سے وافر حصہ پالیا۔

۹۷۔ابن خزیمہ والبیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے رمضان میں عشاء کی نماز جماعت سے پڑھی تو یقینی طور پر اس نے لیلۃ القدر کو پالیا۔

۹۸۔ابن زنجویہ نے ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جس شخص نے رمضان میں عشاء کی نماز جماعت سے پڑھی تو اس نے لیلۃ القدر کو پالیا۔

۹۹۔مالک وابن ابی شیبہ وابن زنجویہ والبیہقی نے سعید بن المسیب رحمہ اللہ سے روایت کیا جو شخص لیلۃ القدر میں عشاء کی نماز میں جماعت میں حاضر ہوا تو یقینی طور پر اس نے اپنا حصہ لے لیا۔

رمضان المبارک میں عشاء کی نماز کا اہتمام

۱۰۰۔البیہقی نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا جس شخص نے رمضان کی ہر رات میں عشاء کی نماز پڑھی۔ یہاں تک کہ مہینہ گزر گیا تو یقینی طور پر اس نے اس کا قیام کیا۔

۱۰۱۔ابن ابی شیبہ نے عامر رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ لیلۃ القدر کا دن اس کی رات کی طرح ہے اور اس کی رات اس کے دن کی طرح ہے۔

۱۰۲۔ابن ابی شیبہ نے حسن حر رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ لیلۃ القدر کے دن کا عمل درجہ میں اس کی رات میں عمل کرنے کی طرح ہے۔

۱۰۳۔احمد والترمذی وصححہ والنسائی وابن ماجہ ومحمد بن نصر والبیہقی نے حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کہ اگر مجھے لیلۃ القدر کا اتفاق ہو جائے تو میں کیا کہوں؟ آپ نے فرمایا یوں کہے: اللهم انك عفو تحب العفو فاعف عني۔ اے اللہ آپ درگذر کرنے والے ہیں اور درگذر کرنے کو پسند فرماتے ہیں مجھ سے درگذر کیجیے۔

۱۰۴۔ابن ابی شیبہ ومحمد بن نصر والبیہقی نے حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت کیا کہ میں لیلۃ القدر کو پہچان لوگوں تو میں اس میں اللہ تعالیٰ سے عفایت کے سوا کچھ نہ مانگوں۔

۱۰۵۔ابن ابی شیبہ نے عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت کیا کہ اگر میں جان لوگوں کہ لیلۃ القدر کون سی ہے۔ تو اس میں میری اکثر دعا یہ ہوگی کہ میں اللہ تعالیٰ سے درگذر کا اور عافیت کا سوال کروں گی۔ اسئل الله العفو والعافية۔

۱۰۶۔البیہقی نے شعب میں ابو یحییٰ بن ابی مرہ رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ میں نے رمضان کی ستائیسویں رات میں طواف کیا تو میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ وہ بڑی شدید گرمی میں بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں۔

۱۰۷۔البیہقی نے الاوزاعی کے طریق سے عبدہ بن ابولبابہ رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ رمضان کے مہینہ کی ستائیسویں رات میں نے سمندر کا پانی چکھا تو وہ انتہائی میٹھا تھا۔

۱۰۸۔البیہقی نے ایوب بن خالد رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ میں سمندر میں تھا میں رمضان کے مہینے کی تیئیسویں رات کو جنبی ہو گیا میں نے سمندر کے پانی سے غسل کیا تو میں نے اس کو میٹھا اور خوشگوار پایا۔

۱۰۹۔ابن زنجویہ ومحمد بن نصر نے کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ہم نے اس رات کو کتابوں میں انتہائی گرانے والی باتوں پاتے ہیں کہ وہ گناہوں کو گرا دیتی ہے اور ان کی اس سے مراد لیلۃ القدر ہے۔

۱۱۰۔البیہقی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب لیلۃ القدر ہوتی ہے تو جبریل (علیہ السلام) فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ نازل ہوتے ہیں۔ ہر اس بندے پر رحمت کی دعا کرتے ہیں جو کھڑے ہوئے یا بیٹھے ہوئے اللہ کا ذکر کر رہا ہو۔ جب ان کی عید کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے فرشتوں پر فخر فرماتے ہیں۔ اور یہ فرماتے ہیں اس مزدور کی اجرت اور اس عمل کا کیا بدلہ ہے جس نے اپنا عمل پورا کر لیا ہو۔ تو فرشتے کہتے ہیں۔ اے ہمارے رب ان کا بدلہ یہ ہے کہ

ان کو اجرت ادا کر دی جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے میرے فرشتو! میرے بندوں اور میرے غلاموں نے وہ فریضہ پورا کر دیا ہے جو میری طرف سے ان پر لازم تھا۔ پھر اب میری طرف چلا چلا کر دعا مانگنے کے لیے نکلے ہیں۔ میری عزت اور جلال، میرے فضل و کرم اور میری رفعت اور بلند مکانی کی قسم میں ضرور ان کی دعاؤں کو قبول کروں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تم واپس لوٹ جاؤ میں نے تم کو بخش دیا اور تمہارے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیا۔ پھر وہ بخشے بخشائے لوٹ جائیں گے۔

جمعرات کے دن کی فضیلت

۱۱۱۔ الزجاجی نے امالیہ میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کہ جب تم میں سے کسی کو کوئی حاجت پیش آجائے تو اس کو چاہیے کہ وہ خمیس کے دن اس کی طلب میں صبح سویرے نکلے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! برکت دے میری امت کے لیے خمیس کے دن کی صبح میں وار جب وہ اپنے گھر سے نکلے تو اس کو چاہیے کہ سورۃ آل عمران کی آخری آیات اور آیت انا انزلنا فی لیلۃ القدر اور ام الکتاب یعنی سورۃ فاتحہ کو پڑھ لے۔ کیونکہ ان میں دنیا و آخرت کی تمام حاجات کا پورا ہونا ہے۔

۱۱۲۔ احمد والترمذی ومحمد ونصر والطبرانی نے التکاثر اور انا انزلنه فی لیلة القدر اور اذا زلزلت الارض زلزالها پہلی رکعت میں اور دوسری رکعت میں والعصر اور اذا جاء نصر الله والفتح اور ان اعطینك الكوثر اور تیسری رکعت میں قل یا ایها الكفرون اور تبت یدا ابی لهب وتب اور قل هو الله احد۔

۱۱۳۔ محمد بن نصر نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے سورۃ انا انزلناه فی لیلة القدر پڑھی تو وہ چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔ اور جس شخص نے اذا زلزلت الارض زلزالها پڑھی تو وہ آدھے قرآن کے برابر ہے۔ اور جس نے قل یا ایها الکفرون پڑھی تو وہ چوتھائی قرآن کے برابر ہے اور جس نے قل هو الله احد پڑھی تو وہ ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔ (تفسیر در منثور، سورہ قدر، بیروت)

اَبْوَابُ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَتَحْزِيبِهٖ وَتَرْتِيلِهٖ

قرآن کی تلاوت کرنے، اس کے جزء مقرر کرنے اور اسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے کے بارے میں ابواب

تلاوت قرآن کی فضیلت کا بیان

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز میں قرآن کی قرأت نماز کے علاوہ قرآن پڑھنے سے افضل ہے اور نماز کے علاوہ قرآن کا پڑھنا تسبیح وتکبیر سے زیادہ ثواب رکھتا ہے اور تسبیح صدقہ (خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے) زیادہ ثواب رکھتی ہے اور صدقہ روزہ سے زیادہ ثواب رکھتا ہے اور روزہ دوزخ کی آگ سے ڈھال ہے۔

(مشکوۃ شریف: جلد دوم: حدیث نمبر 676)

جس طرح حالت نماز میں قرآن پڑھنا نماز کے علاوہ تلاوت قرآن سے افضل ہے اسی طرح جو نماز کھڑے ہو کر پڑھی جاتی ہے اس کی قرأت قرآن اس نماز کی قرأت قرآن سے افضل ہے جو بیٹھ کر پڑھی جاتی ہے نماز کے علاوہ دوسرے اوقات میں تلاوت قرآن تسبیح وتکبیر اور دیگر اوراد واذکار سے افضل ہے کیونکہ قرآن کریم نہ صرف یہ کہ کلام الٰہی ہے بلکہ اس میں اللہ تعالیٰ کے احکام بھی مذکور ہیں۔ تسبیح وتکبیر و اوراد واذکار اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرنے سے افضل ہے اگرچہ مشہور یہ ہے کہ عبادت متعدی کہ جس کا فائدہ اپنی ذات کے علاوہ دوسروں کو بھی پہنچے (مثلاً صدقہ) افضل ہے عبادت لازم (مثلاً تسبیح اوراذکار) سے کہ جس کا فائدہ صرف اپنی ذات تک محدود رہتا ہے لیکن یہ بات ذکر کے علاوہ دوسری عبادات کے ساتھ مخصوص ہے ذکر اس سے مستثنیٰ ہے کیونکہ اللہ کا ذکر سب سے بڑا اور سب سے افضل ہے جیسا کہ احادیث صحیحہ میں فرمایا گیا ہے کہ ذکر اللہ کی راہ میں سونا چاندی خرچ کرنے سے بہتر اور افضل ہے۔ صدقہ روزے سے زیادہ ثواب رکھتا ہے۔ یعنی اللہ کی راہ میں اور اللہ کی خوشنودی کے لئے اپنا مال خرچ کرنا نفل روزہ سے افضل ہے کیونکہ صدقہ کا فائدہ متعدی ہے یعنی اس سے دوسرے لوگوں کو بھی فائدہ پہنچتا ہے جب کہ روزہ کا فائدہ صرف اپنی ذات تک محدود رہتا ہے لیکن روزہ کے سلسلہ میں یہ حدیث بھی پیش نظر رہنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بنی آدم کے ہر عمل پر دس گنا ثواب ملتا ہے مگر روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا (یعنی روزہ کا ثواب لامحدود ہے) اس طرح ان دونوں روایتوں میں بظاہر اختلاف نظر آتا ہے کیونکہ پہلی روایت سے تو معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ روزہ سے افضل ہے جب کہ اس دوسری روایت کا حاصل یہ ہے کہ روزہ صدقہ سے افضل ہے علماء لکھتے ہیں کہ اس وجہ مطابقت سے یہ ظاہری تضاد ختم ہو جاتا کہ فضیلت بایں

اعتبار ہے کہ روزہ دار اللہ رب العزت کی صفت اختیار کرتا ہے بایں طور کہ وہ کھانے پینے سے باز رہتا ہے۔

ترتیل سے کیا مراد ہے؟

ورتل القرآن ترتیلا۔ قرآن کی قرأت میں جلدی نہ کرو بلکہ ٹھہر ٹھہر کر اور معانی میں تدبر کرتے ہوئے پڑھو، ضحاک نے کہا، اسے حرف حرف کر کے پڑھو، مجاہد نے کہا، اللہ تعالیٰ کے ہاں قرأت قرآن میں لوگوں میں سے سب سے زیادہ محبوب ہے جو اسے سب سے زیادہ محبوب ہے جو اسے سب سے زیادہ سمجھ کر پڑھتا ہے ترتیل سے مراد بڑی خوبصورتی سے منظم و مرتب کرنا اس سے، ثغر رتل ورتل یعنی عین کلمہ کے کسرہ کے ساتھ اور فتحہ کے ساتھ پڑھتے ہیں جب کہ دانت خوبصورت اور نمایاں ہوں۔

حضرت حسن بصری نے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو ایک آیت کی تلاوت کر رہا تھا اور رو رہا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کیا تم نے اللہ تعالیٰ کے فرمان کو نہیں سنا، ورتل القرآن ترتیلا، یہ ترتیل ہے۔

علقمہ نے ایک آدمی کو اچھی طرح قرأت کرتے ہوئے سنا تو انہوں نے کہا اس نے قرآن حکیم ترتیل کے ساتھ پڑھا ہے میرے ماں باپ اس پر قربان ہوں ابوبکر بن طاہر نے ان الفاظ کی یہ تعبیر بیان کی ہے اس کے خطاب کے لطائف میں غور و فکر کیجیے، نفس سے اس کے احکام بجالانے کا مطالبہ کیجیے اپنے دل سے اس کے معانی کے فہم کا مطالبہ کیجیے اور اس کی طرف توجہ کرنے کا مطالبہ کیجیے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو نے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، قیامت کے روز قرآن کے قاری کو لایا جائے گا اسے جنت کے پہلے زینہ پر کھڑا کیا جائے گا اور اسے کہا جائے گا، پڑھتا جا اور اوپر چڑھتا جا اور اس طرح ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جس طرح تو دنیا میں پڑھا کرتا تھا، بے شک تیرا ٹھکانہ اس آخری آیت کے پڑھنے پر ہوگا جسکو تو پڑھے گا۔ اسے ابوداود نے نقل کیا ہے کتاب کے آغاز میں اس کا ذکر ہو چکا ہے حضرت انس نے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم قرآن پڑھتے وقت اپنی آواز کو لمبا کیا کرتے تھے۔

بَابٌ فِيْ كَمْ يُقْرَأُ الْقُرْآنُ

باب: کتنے عرصے میں پورا قرآن پڑھا جائے؟

سات دنوں میں پورا قرآن پڑھنے کا بیان

1388 - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَمُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَا: أَخْبَرَنَا أَبَانُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ: اقْرَإِ الْقُرْآنَ فِي شَهْرٍ، قَالَ: إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً، قَالَ: اقْرَأْ فِي عِشْرِينَ، قَالَ: إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً، قَالَ: اقْرَأْ فِي خَمْسَ عَشْرَةَ، قَالَ: إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً، قَالَ: اقْرَأْ فِي عَشْرٍ، قَالَ: إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً، قَالَ: اقْرَأْ فِي سَبْعٍ، وَلَا تَزِيدَنَّ عَلَى ذَلِكَ.

قَالَ اَبُوْ دَاؤُدَ: وَحَدِيْثُ مُسْلِمٍ اَتَمُّ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

''ایک مہینے میں پورا قرآن پڑھ لیا کرو' انہوں نے عرض کی: میرے اندر اس سے زیادہ کی طاقت ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیس دنوں میں اسے پڑھ لیا کرو۔ انہوں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ قوت پاتا ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پندرہ دنوں میں پڑھ لیا کرو۔ انہوں نے عرض کی: میں زیادہ قوت پاتا ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دس دنوں میں پڑھ لیا کرو۔ انہوں نے عرض کی: میں زیادہ قوت پاتا ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سات دنوں میں پڑھ لیا کرو لیکن اس سے زیادہ نہیں کرنا۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) مسلم کی نقل کردہ روایت زیادہ مکمل ہے۔

1389 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، اَخْبَرَنَا حَمَّادٌ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صُمْ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ، وَاقْرَاِ الْقُرْآنَ فِيْ شَهْرٍ، فَنَاقَصَنِيْ وَنَاقَصْتُهُ، فَقَالَ صُمْ يَوْمًا، وَاَفْطِرْ يَوْمًا، قَالَ عَطَاءٌ: وَاخْتَلَفْنَا عَنْ اَبِيْ، فَقَالَ بَعْضُنَا: سَبْعَةَ اَيَّامٍ، وَقَالَ بَعْضُنَا: خَمْسًا

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

''ہر مہینے میں تین دن روزے رکھ لیا کرو اور ایک مہینے میں پورا قرآن پڑھ لیا کرو''۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کمی کرتے رہے اور میں مزید کمی کی گزارش کرتا رہا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ایک دن روزہ رکھ لیا کرو اور ایک دن نہ رکھا کرو۔

عطاء کہتے ہیں: ہم نے (میرے والد) کے حوالے سے روایت نقل کرنے میں اختلاف کیا ہے بعض نے سات دنوں کا ذکر کیا ہے اور بعض نے پانچ دنوں کا ذکر کیا ہے۔

1390 - حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، اَخْبَرَنَا هَمَّامٌ، اَخْبَرَنَا قَتَادَةُ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، اَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فِيْ كَمْ اَقْرَاُ الْقُرْآنَ؟ قَالَ: فِيْ شَهْرٍ، قَالَ: اِنِّيْ اَقْوٰى مِنْ ذٰلِكَ، يُرَدِّدُ الْكَلَامَ اَبُوْ مُوْسٰى، وَتَنَاقَصَهُ حَتّٰى قَالَ: اقْرَاْهُ فِيْ سَبْعٍ، قَالَ: اِنِّيْ اَقْوٰى مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: لَا يَفْقَهُ مَنْ قَرَاَهُ فِيْ اَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں کتنے عرصے میں پورا قرآن پڑھ لیا کروں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک مہینے میں، انہوں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی قوت رکھتا ہوں' اس کے بعد ابوموسیٰ نامی راوی نے ان کلمات کا ذکر کیا ہے' جس میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ مسلسل زیادہ مہلت دینے کا ذکر کرتے رہے' یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سات دن میں اسے پڑھ لیا کرو انہوں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ قوت رکھتا ہوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے تین دن میں اسے پڑھ لیا اس نے اسے سمجھا ہی نہیں۔

1391 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَفْصٍ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَطَّانُ، خَالُ عِيسَى بْنِ شَاذَانَ، أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ، أَخْبَرَنَا الْحَرِيشُ بْنُ سُلَيْمٍ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ، عَنْ خَيْثَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اقْرَأِ الْقُرْآنَ فِي شَهْرٍ. قَالَ: إِنَّ بِي قُوَّةً، قَالَ: اقْرَأْهُ فِي ثَلَاثٍ. قَالَ أَبُو عَلِيٍّ: سَمِعْتُ أَبَا دَاوُدَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ يَعْنِي ابْنَ حَنْبَلٍ، يَقُولُ: عِيسَى بْنُ شَاذَانَ كَيِّسٌ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ایک مہینے میں پورا قرآن پڑھ لیا کرو انہوں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی قوت رکھتا ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے تین دن میں مکمل کرلیا کرو۔

ابوعلی نامی راوی کہتے ہیں: میں نے امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا میں نے امام احمد بن حنبل کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے عیسیٰ بن شاذان نامی راوی بہت سمجھدار ہے۔

بَابُ تَحْزِيبِ الْقُرْآنِ

باب: قرآن کے جزء بنانا

1392 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ الْهَادِ، قَالَ: سَأَلَنِي نَافِعُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، فَقَالَ لِي: فِي كَمْ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟ فَقُلْتُ: مَا أُحَزِّبُهُ، فَقَالَ لِي نَافِعٌ: لَا تَقُلْ: مَا أُحَزِّبُهُ، فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَرَأْتُ جُزْءًا مِنَ الْقُرْآنِ. قَالَ: حَسِبْتُ أَنَّهُ ذَكَرَهُ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ

ابن ہاد کہتے ہیں: نافع بن جبیر نے مجھ سے دریافت کیا: تم کتنے عرصے میں قرآن پڑھتے ہو؟ میں نے کہا: میں نے اس کا کوئی باقاعدہ حصہ مقرر نہیں کیا' تو نافع نے مجھ سے کہا: تم یہ نہ کہو کہ میں نے اس کا کوئی باقاعدہ حصہ مقرر نہیں کیا کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: میں نے قرآن کے ایک جزء کی تلاوت کی۔

راوی کہتے ہیں: میرا خیال ہے انہوں نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت نقل کی تھی۔

1393 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، أَخْبَرَنَا قُرَّانُ بْنُ تَمَّامٍ، ح وحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو خَالِدٍ، وَهٰذَا لَفْظُهُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْلَى، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَوْسٍ، عَنْ جَدِّهِ - قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ فِي حَدِيثِهِ: أَوْسُ بْنُ حُذَيْفَةَ - قَالَ: قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

1391- حديث صحيح، وهذا اسناد حسن. حريش بن سليم روى عنه جمع من الثقات ووثقه ابو داود الطيالسي، وذكره ابن حبان في "الثقات" وقال الذهبي في "المغني": صدوق، وانفرد ابن معين بقوله: ليس بشيء، وباقي رجاله ثقات. ابو داود: هو سليمان بن داود الطيالسي، وخيثمة: هو ابن عبد الرحمٰن الجعفي. واخرجه الطبراني في "الاوسط" (7415)، وابو الشيخ في "طبقات المحدثين باصبهان" /5753، وابو نعيم في "الحلية" /1224 من طريق ابي داود الطيالسي، بهذا الاسناد. وقال ابو نعيم ومن قبله الدارقطني كما في "اطراف الغرائب" (3503): غريب من حديث طلحة. واخرجه البيهقي في "شعب الايمان" (2169)

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَفْدِ ثَقِيفٍ. قَالَ: فَنَزَلَتِ الْاَحْلَافُ عَلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ. وَاَنْزَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنِي مَالِكٍ فِي قُبَّةٍ لَهُ - قَالَ مُسَدَّدٌ: وَكَانَ فِي الْوَفْدِ الَّذِينَ قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ثَقِيفٍ - قَالَ: كَانَ كُلَّ لَيْلَةٍ يَأْتِينَا بَعْدَ الْعِشَاءِ يُحَدِّثُنَا. - وَقَالَ اَبُو سَعِيدٍ: قَائِمًا عَلَى رِجْلَيْهِ حَتَّى يُرَاوِحُ بَيْنَ رِجْلَيْهِ مِنْ طُولِ الْقِيَامِ - وَاَكْثَرُ مَا يُحَدِّثُنَا مَا لَقِيَ مِنْ قَوْمِهِ مِنْ قُرَيْشٍ. ثُمَّ يَقُولُ: لَا سَوَاءَ كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ مُسْتَذَلِّينَ. - قَالَ مُسَدَّدٌ بِمَكَّةَ -. فَلَمَّا خَرَجْنَا اِلَى الْمَدِينَةِ كَانَتْ سِجَالُ الْحَرْبِ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ. نُدَالُ عَلَيْهِمْ وَيُدَالُونَ عَلَيْنَا. فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةٌ اَبْطَاَ عَنِ الْوَقْتِ الَّذِي كَانَ يَأْتِينَا فِيهِ. فَقُلْنَا: لَقَدْ اَبْطَاْتَ عَنَّا اللَّيْلَةَ. قَالَ: اِنَّهُ طَرَاَ عَلَيَّ جُزْئِي مِنَ الْقُرْآنِ. فَكَرِهْتُ اَنْ اَجِيءَ حَتَّى اُتِمَّهُ. قَالَ اَوْسٌ: سَاَلْتُ اَصْحَابَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ يُحَزِّبُونَ الْقُرْآنَ. قَالُوا: ثَلَاثٌ، وَخَمْسٌ، وَسَبْعٌ، وَتِسْعٌ، وَاِحْدَى عَشْرَةَ، وَثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَحِزْبُ الْمُفَصَّلِ وَحْدَهُ.

قَالَ اَبُو دَاوُدَ: وَحَدِيثُ اَبِي سَعِيدٍ اَتَمُّ

حضرت اوس بن حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ ثقیف قبیلے کے وفد میں شامل ہو کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے راوی بیان کرتے ہیں: حلیف افراد حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے مہمان بن گئے اور بنو مالک کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قبہ میں ٹھہرالیا۔

مسدد نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: یہ صحابی اس وفد میں شامل تھے جو ثقیف قبیلے کا تھا' اور وہ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔

راوی بیان کرتے ہیں: روزانہ رات کے وقت عشاء کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے تھے اور ہمارے ساتھ بات چیت کرتے تھے۔

ابوسعید نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے کھڑے بات چیت کرتے تھے' یہاں تک کہ طویل قیام کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ایک پاؤں پر وزن ڈالتے تھے اور کبھی دوسرے پر ڈالتے تھے زیادہ تر جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ بات چیت کرتے تھے' وہ اس بارے میں ہوتی تھی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی قوم قریش کی طرف سے پریشانی کا سامنا کرنا پڑا تھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ارشاد فرماتے تھے۔

''صورت حال برابر نہیں تھی ہم پہلے کمزور تھے اور (بظاہر) کم تر حیثیت کے مالک تھے''۔

مسدد نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: مکہ میں' جب ہم نکل کر مدینہ منورہ آئے' تو ہمارے اور ان کے درمیان جنگیں ہوئیں جن میں کبھی ہمارا پلڑا بھاری رہا کبھی ان کا پلڑا بھاری رہا۔

راوی بیان کرتے ہیں: ایک رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مخصوص وقت پر تشریف نہیں لائے جس وقت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لایا کرتے تھے ہم نے یہ سوچا کہ آج رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہیں لائے ہیں (جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے'

تو) آپ ﷺ نے فرمایا: قرآن کے ایک مخصوص جزء کی تلاوت میں نہیں کر سکا تھا تو مجھے یہ اچھا نہیں لگا کہ میں اسے مکمل کرنے سے پہلے آؤں۔

اوس کہتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کے اصحاب سے دریافت کیا: آپ لوگوں نے قرآن کے حزب کس طرح بنائے ہیں؟ تو ان لوگوں نے کہا: تین اور پانچ اور سات اور نو اور گیارہ اور تیرہ اور مفصل کا حزب ایک ہے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) ابوسعید نامی راوی کی نقل کردہ روایت زیادہ مکمل ہے۔

1394 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمِنْهَالِ الضَّرِيرُ، أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، أَخْبَرَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الشِّخِّيرِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَفْقَهُ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فِي أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص تین دن سے کم میں پورا قرآن پڑھتا ہے اس نے (قرآن کو) سمجھا ہی نہیں''۔

1395 - حَدَّثَنَا نُوحُ بْنُ حَبِيبٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ الْفَضْلِ، عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَمْ يُقْرَأُ الْقُرْآنُ؟ قَالَ: فِي أَرْبَعِينَ يَوْمًا، ثُمَّ قَالَ: فِي شَهْرٍ، ثُمَّ قَالَ: فِي عِشْرِينَ، ثُمَّ قَالَ: فِي خَمْسَ عَشْرَةَ، ثُمَّ قَالَ: فِي عَشْرٍ، ثُمَّ قَالَ: فِي سَبْعٍ، لَمْ يَنْزِلْ مِنْ سَبْعٍ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا: قرآن کو کتنے عرصے میں پڑھا جانا چاہیے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: چالیس دن میں' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ایک مہینے میں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: بیس دن میں، پھر فرمایا: پندرہ دن میں، پھر فرمایا: دس دن میں، پھر فرمایا: سات دن میں' البتہ آپ ﷺ نے سات سے کم کے بارے میں اجازت نہیں دی۔

1396 - حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، وَالْأَسْوَدِ، قَالَا: أَتَى ابْنَ مَسْعُودٍ رَجُلٌ، فَقَالَ: إِنِّي أَقْرَأُ الْمُفَصَّلَ فِي رَكْعَةٍ، فَقَالَ: أَهَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ، وَنَثْرًا كَنَثْرِ الدَّقَلِ، لَكِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ النَّظَائِرَ السُّورَتَيْنِ فِي رَكْعَةٍ، الرَّحْمَٰنَ وَالنَّجْمَ فِي رَكْعَةٍ، وَاقْتَرَبَتْ وَالْحَاقَّةَ فِي رَكْعَةٍ، وَالطُّورَ وَالذَّارِيَاتِ فِي رَكْعَةٍ، وَإِذَا وَقَعَتْ، وَنُونَ فِي رَكْعَةٍ، وَسَأَلَ سَائِلٌ وَالنَّازِعَاتِ فِي رَكْعَةٍ، وَوَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ وَعَبَسَ فِي رَكْعَةٍ، وَالْمُدَّثِّرَ وَالْمُزَّمِّلَ فِي رَكْعَةٍ، وَهَلْ أَتَى وَلَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فِي رَكْعَةٍ، وَعَمَّ يَتَسَاءَلُونَ وَالْمُرْسَلَاتِ فِي رَكْعَةٍ، وَالدُّخَانَ وَإِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ فِي رَكْعَةٍ،

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَٰذَا تَأْلِيفُ ابْنِ مَسْعُودٍ رَحِمَهُ اللَّهُ

علقمہ اور اسود بیان کرتے ہیں: ایک شخص حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے کہا: میں مفصل (جزء) ایک رکعت میں تلاوت کر لیتا ہوں' تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ تو تیزی سے شعر پڑھنے کی طرح ہو گیا' اور سوکھی کھجوروں کو بکھیرنے کی طرح ہو گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جیسی دو سورتیں ایک رکعت میں پڑھتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ نجم اور سورہ الرحمٰن ایک رکعت میں پڑھتے تھے، سورۃ اقترب اور سورۃ الحاقہ ایک رکعت میں پڑھتے تھے، سورۃ الطور اور سورۃ الذاریات ایک رکعت میں پڑھتے تھے اور سورۃ اذا وقعت اور سورۃ نون ایک رکعت میں پڑھتے تھے اور سورۃ المعارج اور سورۃ نازعات ایک رکعت میں پڑھتے تھے اور سورۂ مطففین اور سورۂ عبس ایک رکعت میں پڑھتے تھے اور سورۂ مدثر اور سورۂ مزمل ایک رکعت میں پڑھتے تھے اور سورۂ دھر اور سورۂ قیامہ ایک رکعت میں پڑھتے تھے اور نباء اور سورۂ مرسلات ایک رکعت میں پڑھتے تھے اور سورۂ دخان اور سورۂ تکویر ایک رکعت میں پڑھتے تھے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مرتب کردہ (نسخے) کے مطابق ہیں۔

1397 - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ، قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا مَسْعُودٍ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ، فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَرَأَ الْآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ

عبدالرحمٰن بن یزید بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے سوال کیا وہ اس وقت بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے' تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص رات کے وقت سورۃ بقرہ کی آخری دو آیات کی تلاوت کر لے' تو یہ دونوں اس کے لیے کافی ہوں گی''۔

شرح

حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رات میں سورت بقرہ کی آخری دو آیتیں یعنی

(اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا

1397- اسناده صحيح. منصور: هو ابن المعتمر السلمي، وابراهيم: هو ابن يزيد النخعي. واخرجه البخاري (5008) و (5009) و (5040)، ومسلم (807) و (808)، وابن ماجه (1369)، والترمذي (3099)، والنسائي في "الكبرى" (7949) و (7951) و (7964) و (7965) و (7966) و (10486) و (10487) و (10488) و (10489) من طريقين عن ابراهيم بن يزيد، بهذا الاسناد. وهو في "مسند احمد" (17091)، و "صحيح ابن حبان" (781) و (2575). واخرجه البخاري (4008) و (5040) و (5051)، ومسلم (808)، وابن ماجه (1368)، والنسائي في "الكبرى" (7950) و (7951) و (7966) و (10488) و (10489) من طريق علقمة بن قيس النخعي، عن ابي مسعود، به. وهو في "مسند احمد" (17068).

أَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ (البقرة:285-286)

سے آخر تک پڑھتا ہے تو اس کے لئے وہ کافی ہیں۔ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ شریف: جلد دوم: حدیث نمبر 637)

کافی ہیں کا مطلب یہ ہے کہ وہ رات میں ان آیتوں کے پڑھنے کی وجہ سے انسان و جنات کے شرارت وایذاء سے محفوظ رہتا ہے گویا یہ آیتیں اس کے لئے دافع شر وبلا ہو جاتی ہیں یا یہ مطلب ہے کہ یہ دو آیتیں اس کے حق میں قیام لیل وعبادت وذکر کے لئے شب بیدار کا قائم مقام بن جاتی ہیں۔

سورت بقرہ کی فضیلت کا بیان

سورت بقرہ کی فضیلت بھی بہت زیادہ منقول ہے صحیح مسلم میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ ہم میں سے جو شخص سورت بقرہ اور سورت آل عمران پڑھ لیتا تھا تو ہم اس کے مرتبہ باعتبار جاہ وعظمت کے بہت بلند ہو جاتا تھا چنانچہ اس بات کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر کو کہیں بھیجنا چاہتے تھے اس لشکر کے امیر کے تعین میں تردد پیدا ہو رہا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس مقررہ لشکر کے ہر فرد کو بلا کر اس سے پوچھتے تھے کہ تم قرآن کی کون سی سورت یاد رکھتے ہو؟ اسے جو سورت یاد ہوتی وہ بتا دیتا یہاں تک کہ نوبت ایک جوان تک پہنچی جو عمر میں سب سے چھوٹا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بھی دریافت فرمایا کہ تم قرآن کی کون سی سورت یاد رکھتے ہو؟ اس نے عرض کیا کہ فلاں فلاں سوت اور سورت البقرہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم سورت بقرہ بھی یاد رکھتے ہو۔ اس نوجوان نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ اس لشکر کے تم ہی امیر مقرر کئے گئے۔

بیہقی نے شعب الایمان میں یہ روایت نقل کی ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سورت بقرہ کو اس کے حقائق نکات کے ساتھ بارہ برس کے عرصہ میں پڑھا اور جس روز انہوں نے یہ سورت ختم کی اس دن ایک اونٹ ذبح کیا اور بہت زیادہ کھانا لا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو کھلایا۔ (مشکوٰۃ شریف: جلد دوم: حدیث نمبر 700)

اس سلسلہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی منقول ہے کہ انہوں نے آٹھ برس تک اس سورت کو پڑھنے میں اپنے آپ کو منہمک رکھا۔ آٹھ برس کے بعد انہوں نے یہ سورت ختم کی غرضیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک اس سورت کو جو عظمت وفضیلت حاصل تھی وہ کسی اور سورت کو حاصل نہیں تھی۔ اس سورت کے مجرب خواص میں یہ ہے کہ جس موسم میں بچوں کو چیچک نکلتی ہے اس وقت جس بچے کی عافیت منظور ہو تو اس بچہ کو روبرو نہار منہ اس سورت کو تجوید کے ساتھ پڑھ کر اس پر دم کیا جائے وہ بچہ بھی نہار منہ ہونا چاہئے انشاء اللہ اس سال اس بچہ کو چیچک نہیں نکلے گی اگر نکلے گی بھی تو انجام بخیر ہوگا لیکن شرط یہ ہے کہ جس وقت اس سورت کو پڑھنا شروع کیا جائے تو اڑھائی پاؤ چاول اور اس پر دہی وکھانڈ ڈال کر اسے اسی مجلس میں کسی مستحق کو کھانے کے لئے دے دیا جائے۔

1398 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنَا عَمْرٌو، أَنَّ أَبَا سَوِيَّةَ، حَدَّثَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ حُجَيْرَةَ، يُخْبِرُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ قَامَ بِعَشْرِ آيَاتٍ لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِينَ، وَمَنْ قَامَ بِمِائَةِ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْقَانِتِينَ، وَمَنْ قَامَ بِأَلْفِ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْمُقَنْطِرِينَ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: ابْنُ حُجَيْرَةَ الْأَصْغَرُ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ حُجَيْرَةَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص دس آیات کی تلاوت کرتا ہے اس کا شمار غافل لوگوں میں نہیں ہوتا جو شخص (نوافل میں) ایک سو آیات کی تلاوت کرتا ہے اس کا شمار عبادت گزاروں میں ہوتا ہے' جو شخص ایک ہزار آیات (نوافل میں) تلاوت کرتا ہے اس کا شمار (بے پناہ ثواب حاصل کرنے والوں) میں کیا جاتا ہے''۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) ابن حجیرہ اصغر کا نام عبداللہ بن عبدالرحمن بن حجیرہ ہے۔

1399 - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى الْبَلْخِيُّ، وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَا: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ، أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ، حَدَّثَنِي عَيَّاشُ بْنُ عَبَّاسٍ الْقِتْبَانِيُّ، عَنْ عِيسَى بْنِ هِلَالٍ الصَّدَفِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَقْرِئْنِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَقَالَ: اقْرَأْ ثَلَاثًا مِنْ ذَوَاتِ الر، فَقَالَ: كَبُرَتْ سِنِّي، وَاشْتَدَّ قَلْبِي، وَغَلُظَ لِسَانِي، قَالَ: فَاقْرَأْ ثَلَاثًا مِنْ ذَوَاتِ حاميم، فَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهِ، فَقَالَ: اقْرَأْ ثَلَاثًا مِنَ الْمُسَبِّحَاتِ، فَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهِ، فَقَالَ الرَّجُلُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَقْرِئْنِي سُورَةً جَامِعَةً، فَأَقْرَأَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ حَتّٰى فَرَغَ مِنْهَا، فَقَالَ الرَّجُلُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، لَا أَزِيدُ عَلَيْهَا أَبَدًا، ثُمَّ أَدْبَرَ الرَّجُلُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَفْلَحَ الرُّوَيْجِلُ مَرَّتَيْنِ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے قرآن پڑھائیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ''الٓر'' سے شروع ہونے والی تین سورتوں کو سیکھ لو۔ اس نے کہا: میری عمر زیادہ ہوگئی ہے ذہن کمزور ہوگیا ہے زبان موٹی ہوگئی ہے (اس لیے انہیں سیکھنا مشکل ہے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ''حٰمٓ'' سے شروع ہونے والی تین سورتیں سیکھ لو۔ اس نے پھر یہی بات کہی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سبح سے شروع ہونے والی تین سورتیں سیکھ لو۔ اس نے پھر یہی بات کہی۔ اس شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی جامع سورت سکھادیں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے یہ سورت سکھائی۔

''اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝''

یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے یہ پوری پڑھائی اس شخص نے عرض کی: اس ذات کی قسم! جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ہمراہ مبعوث کیا ہے میں اس میں کبھی کوئی اضافہ نہیں کروں گا۔ پھر وہ شخص چلا گیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ ارشاد فرمایا: اس چھوٹے سے آدمی نے کامیابی حاصل کرلی۔

بَابٌ فِي عَدَدِ الْآيِ

باب: آیتوں کی تعداد

1400 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوقٍ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، أَخْبَرَنَا قَتَادَةُ، عَنْ عَبَّاسٍ الْجُشَمِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: سُورَةٌ مِنَ الْقُرْآنِ ثَلَاثُونَ آيَةً، تَشْفَعُ لِصَاحِبِهَا حَتَّى يُغْفَرَ لَهُ: تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ

❁❁ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''قرآن کی تیس آیات والی ایک سورت ہے' جو اپنے پڑھنے والے کی شفاعت کرے گی یہاں تک کہ اس کی مغفرت ہو جائے گی وہ سورت یہ ہے: تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ''۔

سورہ ملک کی فضیلت کا بیان

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک شخص نے اپنا خیمہ قبر پر کھڑا کرلیا مگر انہیں اس بات کا علم نہیں تھا کہ یہاں قبر ہے چنانچہ ناگہاں انہوں نے سنا کہ اس (قبر) میں ایک شخص تبارک الذی بیدہ الملک پڑھ رہا ہے یہاں تک کہ اس نے وہ سورت ختم کی اس کے بعد خیمہ کھڑا کرنے والا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ واقعہ بتایا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورت ملک منع کرنے والی اور نجات دینے والی ہے یہ سورت اپنے پڑھنے والے کو اللہ کے عذاب سے چھٹکارا دلاتی ہے۔ امام ترمذی نے اس روایت کو نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔ (مشکوٰۃ شریف: جلد دوم: حدیث نمبر 664)

جہاں یہ احتمال ہے کہ خیمہ کھڑا کرنے والے نے اس قبر میں مردے کو سورت ملک پڑھتے ہوئے نیند کی حالت میں سنا ہو وہیں یہ احتمال بھی ہے کہ جاگنے کی حالت میں سنا ہو بلکہ زیادہ صحیح یہی ہے۔ سورت ملک منع کرنے والی ہے۔ کا مطلب یہ ہے کہ یہ سورت اپنے پڑھنے والے کو عذاب قبر سے یا گناہوں سے جو کہ عذاب قبر کا باعث بنتے ہیں بچانے والی ہے یا یہ کہ اپنے پڑھنے والے کو اس بات سے محفوظ رکھتی ہے کہ اسے یوم حشر میں کوئی اذیت و رنج نہ پہنچے۔

سورہ ملک اور سورہ یاسین کی فضیلت کا بیان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جس شخص نے عشاء کے بعد چار رکعتیں پڑھیں اس طرح کہ پہلے دو رکعتوں میں قل یا ایھا الکافرون اور قل ھو اللہ احد پڑھے اور اس کے بعد دو رکعتوں میں تبارک الذی اور الم تنزیل السجدہ تو اس کے لئے چار رکعتوں کا ثواب ایسی چار رکعتوں کے ثواب کے برابر لکھا جاتا ہے جو لیلۃ القدر میں پڑھی جائیں اسی طرح ایک اور روایت میں ہے کہ جس شخص نے مغرب و عشاء کے درمیان سورت تبارک الذی اور الم تنزیل السجدہ پڑھی تو گویا اس نے لیلۃ القدر میں شب بیداری کی۔

ایک اور روایت میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جس شخص نے رات میں الم تنزیل السجدہ اور تبارک الذی پڑھی اس کے لئے ستر نیکیاں لکھی جاتی ہیں، اس کی ستر برائیاں دور کی جاتی ہیں اور اس کے ستر درجات بلند کئے جاتے ہیں ایک اور روایت میں ہے کہ جس شخص نے رات میں الم تنزیل السجدہ اور تبارک الذی پڑھی اللہ تعالیٰ اس کے لئے لیلۃ القدر کے ثواب کی مانند ثواب لکھتا ہے۔ (مشکوۃ شریف: جلد دوم: حدیث نمبر 702)

ابن خریس، ابن مردویہ اور بیہقی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تورات میں سورت یٰس کا نام معمہ رکھا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ سورت اپنے پڑھنے والے کے لئے دنیا و آخرت کی تمام نیکیوں اور بھلائیوں پر مشتمل ہے اپنے پڑھنے والے سے دنیا و آخرت کی مصیبت دفع کرتی ہے اور اس سے آخرت کی ہولناکی دور کرے گی۔ اور اس کا نام رافعہ یا (دافعہ)، خافضہ یا (قاضیہ) بھی رکھا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ سورت مومنین کو بلند مرتبہ بناتی ہے اور کافروں کو پست کرتی ہے نیز اپنے پڑھنے والے سے ہر برائی دفع کرتی ہے اور اس کی ہر حاجت پوری کرتی ہے جو شخص اسے پڑھتا ہے تو وہ اس کے حق میں بیس حج کے برابر ہوتی ہے جو شخص اسے سنتا ہے تو وہ اس کے حق میں ایسے دینار کے برابر ہوتی ہے جسے وہ اللہ کی راہ میں (یعنی جہاد میں) خرچ کرے اور جو شخص اسے لکھ کر پیتا ہے تو وہ اس کے پیٹ میں ہزار دوائیں، ہزار نور، ہزار برکتیں اور ہزار رحمتیں داخل کرتی ہے اور اس میں سے ہر کینہ اور ہر دکھ درد نکال باہر کرتی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس بات کو پسند کرتا ہوں اور دوست رکھتا ہوں کہ سورت یٰس میری امت کے ہر فرد بشر کے دل میں ہو (یعنی ہر شخص کو یاد ہو) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے ہر رات میں سورت یٰس پڑھنے پر مداومت کی (یعنی وہ روزانہ رات میں اسے پڑھتا رہے) اور پھر وہ مر جائے تو اسے شہادت کی موت نصیب ہوتی ہے۔ نیز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے دن کے ابتدائی حصہ میں سورت یٰس پڑھی اس کی حاجتیں پوری کی جاتی ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جو شخص سورت یٰس صبح کے وقت پڑھتا ہے اسے شام تک اس دن کی آسانیاں عنایت کی جاتی ہیں اور جس شخص نے شب کے ابتدائی حصہ میں اس کو پڑھا اسے صبح تک اس رات کی آسانیاں عطا کی جاتی ہیں۔

بیہقی نے حضرت ابوقلابہ رحمہ اللہ سے جو جلیل القدر تابعین میں سے ہیں ان کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جس شخص نے سورت یٰس پڑھی اس کی مغفرت کی جاتی ہے جس شخص نے یہ سورت بھوک کی حالت میں پڑھی وہ سیر ہو جاتا ہے جس شخص نے اس حالت میں پڑھی کہ وہ راستہ بھول گیا ہے تو اپنا راستہ پالیتا ہے جس شخص نے اس حالت میں پڑھی کہ اس کا جانور جاتا رہا تو وہ اپنا جانور پالیتا ہے جس شخص نے کھانے کے وقت اس حالت میں پڑھی کہ اسے کھانے کی کمی کا خوف ہے تو اس کا کھانا کافی ہو جاتا ہے جس شخص نے اسے میت یا قریب المرگ کے پاس پڑھا تو اس میت یا قریب المرگ پر آسانی ہو جاتی ہے جس شخص نے اسے کسی ایسی عورت پر پڑھا جو ولادت کی شدید تکلیف میں مبتلا ہے تو اس کے لئے ولادت میں آسانی کر دی جاتی ہے اور جس شخص نے یہ سورت پڑھی اس نے گویا پورا قرآن گیارہ مرتبہ پڑھا اور یاد رکھو ہر چیز کا دل ہوتا ہے قرآن کا دل سورت یٰس ہے۔

مقبری کہتے ہیں کہ اگر کسی قسم کا کوئی خوف ہو حکومت وقت کا کوئی ناقابل برداشت یا غلط مطالبہ ہو کسی دشمن کی طرف سے ایذاء

رسائی کا اندیشہ ہو تو سورت یٰسٓ پڑھو انشاء اللہ اس کی برکت کی وجہ سے تم ہر قسم کے خوف و اندیشہ سے محفوظ رہو گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جس نے جمعہ کے دن سورت یٰسٓ اور والصافات پڑھی اور پھر اللہ سے کوئی چیز مانگی تو اللہ تعالیٰ اسے وہ چیز عنایت فرمائے گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز سے فارغ ہونا اس بات سے پہچانتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد یہ آیت (سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ) (الصافات:180) آخر آیت تک پڑھتے تھے۔ نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے نماز کے بعد یہ آیت (سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ) (الصافات:180) آیت تک تین مرتبہ پڑھی تو بلاشک اس نے پورے پیمانہ کے ساتھ (یعنی بھرپور) ثواب حاصل کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی فرماتے تھے کہ جس شخص کے لئے یہ بات خوش کن ہو کہ وہ قیامت کے روز بھرپور ثواب کا حق دار ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اپنی مجلس کے آخر میں جب کہ وہ اٹھنے کا ارادہ کرے یہ آیت یعنی سبحان ربک الخ پڑھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے سبع طوّل (یعنی وہ سات بڑی سورتیں جو ابتداء قرآن میں مذکور ہیں) تورات کی جگہ دی ہیں۔ الرآت سے طواسین تک انجیل کی جگہ دی ہیں طواسین اور حامیمون کے درمیان کی سورتیں زبور کی جگہ دی ہیں اور حامیمون سے وہ مفصل (قرآن کی آخری سورتوں) کے ذریعہ مجھے امتیاز و فضیلت بخشی ہے مجھ سے پہلے کسی نبی نے ان سورتوں کو نہیں پڑھا (یعنی ان سورتوں کے مضامین صرف مجھے ہی عنایت فرمائے گئے ہیں اور کسی نبی کو اس سے سرفراز نہیں کیا گیا ہے)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہر چیز کا خلاصہ ہوا کرتا ہے قرآن کا خلاصہ حامیمون ہیں حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے بطریق مرفوع منقول ہے کہ حامیمون جنت کے باغات میں سے باغ ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ حامیمون سات ہیں یعنی ایسی سورتوں کی تعداد سات ہے جن کے شروع میں حم ہے اور دوزخ کے دروازے بھی سات ہیں ان میں سے ہر حم قیامت میں دوزخ کے ہر دروازے پر کھڑی رہے گی اور ہر ایک عرض کرے گی کہ اے پروردگار! اس دروازے کے ذریعہ اس شخص کو دوزخ میں داخل نہ کر جو مجھ پر ایمان رکھتا تھا اور مجھ کو پڑھتا تھا۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس طرح ہر درخت کا پھل ہوتا ہے اسی طرح قرآن کا پھل حامیمون ہیں وہ باغ ہیں ارزانی کرنے والے، سیر کرنے والے، تجارت کی جگہ، لہٰذا جس شخص کو یہ بات پسندیدہ اور محبوب ہو کہ وہ جنت کے باغات میں خوشہ چینی کرے تو اسے چاہئے کہ وہ حامیمون پڑھے۔

بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب تک تبارک الذی اور حم السجدہ نہ پڑھ لیتے تھے سوتے نہیں تھے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جو شخص جمعہ کی شب میں حم الدخان اور یٰس پڑھتا ہے تو وہ اس حالت میں صبح کرتا ہے کہ اس کی بخشش ہو چکی ہوتی ہے۔ ایک دوسری روایت میں فرمایا ہے جو شخص جمعہ کی شب میں یا جمعہ کے دن حم الدخان پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بناتا ہے نیز ایک روایت یہ ہے جو شخص جمعہ کی رات میں سورت دخان پڑھتا ہے تو وہ اس حالت میں صبح کرتا ہے کہ اس کی مغفرت ہو چکی ہوتی ہے۔ اور اس کا نکاح حور عین سے کیا جائے گا۔ اور جو شخص رات میں سورت دخان

پڑھتا ہے اس کے پہلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے الم تنزیل، یٰس اقتربت الساعۃ اور تبارک الذی پڑھی یہ سورتیں اس کے لئے نور ہوں گی اور شیطان و شرک سے پناہ بن جائیں گی نیز قیامت کے دن اس کے درجات بلند کئے جائیں گے۔

ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہر رات میں اقتربت الساعۃ پڑھے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے اس حال میں اٹھائے گا کہ اس کا منہ چودہویں رات کے چاند کی مانند روشن ہوگا۔ نیز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورت اذا وقعت اور رحمٰن پڑھنے والا زمین و آسمان میں رہنے والوں کے درمیان ساکن الفردوس کے نام سے پکارا جاتا ہے یعنی وہ خوش نصیب جنت الفردوس میں کہ جو سب سے اعلیٰ جنت ہے رہے گا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورت الواقعہ سورت الغنی ہے لہٰذا اسے پڑھو اور اپنی اولاد کو سکھاؤ اور ایک روایت میں ہے کہ اسے اپنی بیویوں کو سکھلاؤ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارہ میں منقول ہے کہ وہ عورتوں سے کہا کرتی تھیں کہ تم میں سے کسی کو سورت واقعہ پڑھنے سے کوئی چیز روک نہ دے۔

منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا کہ وہ جب سونے کے لئے اپنے بستر پر جائے تو سورت حشر پڑھے۔ ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شیطان سے پناہ مانگے اور پھر تین مرتبہ سورت حشر کا آخری حصہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے بھیجتا ہے جو اس شخص سے جن و انس کے شیاطین کو دور رکھتے ہیں اگر وہ یہ رات میں پڑھتا ہے تو وہ فرشتے ان شیاطین کو شام تک دور رکھتے ہیں نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جس شخص نے سورت حشر کی آخری آیتیں دن میں یا رات میں پڑھیں اور اس دن میں یا رات میں مر گیا تو اس کے لئے جنت واجب ہوگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس بات کو پسندیدہ اور محبوب رکھتا ہوں کہ میری امت کے ہر فرد و بشر کے دل میں تبارک الذی ہو (یعنی ہر شخص کو یہ سورت یاد ہو) اور حضرت عکرمہ بن سیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت اسماعیل کے سامنے قرآن پڑھا جب میں سورت والضحیٰ پر پہنچا تو انہوں نے فرمایا کہ سورت والضحیٰ کے بعد آخر تک ہر سورت کے ختم ہونے کے بعد اللہ اکبر کہو اس لئے کہ جب میں نے حضرت عبداللہ بن کثیر کے سامنے قرآن کریم پڑھا اور میں سورت والضحیٰ پر پہنچا تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ اس سورت کے بعد قرآن کریم کے آخر تک ہر سورت کے ختم ہونے کے بعد اللہ اکبر کہو، نیز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی اس بات کا حکم دیا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں مجھے اس بات کا حکم حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے دیا اور حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ انہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کا حکم دیا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذا زلزلت آدھے قرآن کے برابر ہے والعادیات بھی آدھے قرآن کے برابر ہے، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رات میں ہزار آیتیں پڑھا کرے گا وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ ہنستا ہوگا عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ! ہزار آیتیں پڑھنے کی طاقت کون رکھتا ہے آپ نے فرمایا بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر الھکم التکاثر آخر سورت تک پڑھے اور پھر فرمایا

کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! یہ سورت ہزار آیتوں کے برابر ہے۔

ابوالشیخ نے عظمت میں اور ابو محمد سمرقندی نے قل ہو اللہ احد کے فضائل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ خیبر کے یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ اے ابوالقاسم! اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو نور حجاب سے آدم کو حماء مسنون یعنی سڑی ہوئی کیچڑ سے ابلیس کو شعلہ آگ سے آسمان کو دھوئیں سے اور زمین کو پانی کے جھاگ سے پیدا کیا لہٰذا اب آپ اپنے رب کے بارہ میں بتایئے کہ اللہ تعالیٰ کس چیز سے پیدا ہوا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کوئی جواب نہیں دیا، تا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ کے پاس یہ سورت یعنی قل ہو اللہ احد لائے جس کا مطلب یہ ہے کہ اے محمد آپ ان سے کہہ دیجئے اللہ ایک ہے نہ اس کے اصول ہیں نہ فروع اور نہ اس کا کوئی شریک ہے اللہ الصمد اللہ تعالیٰ بالکل بے پرواہ اور مستغنی ہے نہ تو وہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے اور نہ اسے کسی چیز کی حاجت وضرورت ہے یہ ساری سورت آپ نے پڑھ کر سنادی، چنانچہ اس سورت میں نہ جنت کا ذکر ہے اور نہ دوزخ کا نہ حلال چیزوں کا ذکر ہے اور نہ حرام کا بلکہ اس سورت کو اللہ تعالیٰ نے صرف اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ لہٰذا یہ سورت خاص طور پر اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے۔ یعنی اس سورت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات وصفات اور وحدانیت کی حقیقت بتائی ہے اس لئے جس شخص نے اس سورت کو تین مرتبہ پڑھا گویا اس نے تمام وحی یعنی پورا قرآن پڑھ لیا، جس شخص نے اس سورت کو تیس مرتبہ پڑھا ہو اس دن میں دنیا میں کوئی شخص اس کی فضیلت کے برابر نہیں ہوگا علاوہ اس شخص کے جس نے اس سے بھی زیادہ پڑھا ہو جس شخص نے اس سورت کو دوبار پڑھا ہو وہ جنت الفردوس میں رہے گا اور جو شخص اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت اسے تین مرتبہ پڑھے تو اس سے فقر ومحتاجگی دور رہتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک رات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح گزاری کہ تمام رات صبح تک اس سورت کو بار بار پڑھتے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ جس شخص نے قل ہو اللہ احد پڑھی اس نے گویا تہائی قرآن پڑھا ایک اور روایت میں ہے کہ جس شخص نے سورت اخلاص کو دوسو مرتبہ پڑھا اس کے دوسو برسوں کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں (یعنی اس کے بہت ہی زیادہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں) اور ایک روایت میں ہے کہ جس شخص نے قل ہو اللہ احد پچاس مرتبہ پڑھی اس کے پچاس برس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

ایک روایت یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے ہر روز دو مرتبہ قل ہو اللہ احد پڑھی اس کے لئے ڈیڑھ ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اس سے پچاس برس کے گناہ دور کئے جاتے ہیں الا یہ کہ اس پر دین کوئی قرض ہو۔

ابن سعید، ابن خریس، ابویعلیٰ اور بیہقی دلائل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ملک شام میں تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کیا کہ اے محمد ﷺ! معاویہ ابن معاویہ مزنی رضی اللہ عنہ (صحابی) کا انتقال ہو گیا ہے کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں کہ ان کی نماز جنازہ پڑھیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں! چنانچہ حضرت جبرائیل نے اپنا بازو زمین پر مارا جس سے ان کے لئے ہر چیز پست ہو کر زمین کی سطح سے مل گئی یہاں تک کہ معاویہ کا جنازہ بلند ہو کر سامنے نظر آنے لگا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ فرشتوں کی دوصفوں میں پڑھی اور ہر صف میں چھ

لاکھ فرشتے تھے۔ حضرت جبرائیل نے کہا کہ قل ھو اللہ احد کے پڑھنے نے وہ اس سورت کو ہر وقت کھڑے بیٹھے آتے جاتے اور سوتے (یعنی لیٹے لیٹے) پڑھا کرتے تھے۔

ایک اور روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے منقول ہے کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تبوک میں تھے ایک دن آفتاب طلوع ہوا تو اس میں ایسی روشنی وشعاع اور ایسا نور تھا کہ ہم نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سورج کی اس روشنی ونور کے بارہ میں اظہار تعجب ہی فرما رہے تھے کہ اچانک حضرت جبرائیل تشریف لے آئے ان سے پوچھا کہ سورج کے لئے ایسا کیا سبب پیش آیا کہ میں اس کو ایسی روشنی ونور کے ساتھ دیکھ رہا ہوں کہ پہلے کبھی اس طرح طلوع ہوتے نہیں دیکھا؟ انہوں نے کہا کہ اس کا سبب یہ ہے کہ آج مدینہ میں معاویہ ابن معاویہ لیثی کا انتقال ہو گیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف ستر ہزار فرشتے بھیجے تا کہ وہ ان نماز جنازہ پڑھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اے جبرائیل! اس فضیلت وکرامت کا سبب کیا ہے۔

حضرت جبرائیل نے کہا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ قل ھو اللہ احد بہت زیادہ پڑھتے تھے کھڑے بیٹھے چلتے اور دن ورات کے دوسرے اوقات میں اس سورت کو بہت زیادہ پڑھتے تھے کیونکہ یہ سورت آپ کے رب کی نسبت ہے جو شخص اس سورت کو پچاس مرتبہ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے پچاس ہزار درجے بلند کرتا ہے اور اس سے پچاس ہزار برائیاں دور کرتا ہے نیز اس کے لئے پچاس ہزار نیکیاں لکھتا ہے اور جو شخص اس سے بھی زیادہ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس سے بھی زیادہ ثواب عطا فرماتا ہے پھر جبرائیل نے کہا کہ کیا میں آپ کے لئے زمین سمیٹ لوں تا کہ آپ ان کی نماز جنازہ پڑھ سکیں؟ آپ نے کہا ہاں۔ چنانچہ آپ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزیں ایسی ہیں جن کو جو شخص تکمیل ایمان کی خاطر اختیار کرے تو وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے گا داخل ہوگا اور جس بھی حور عین سے چاہے گا نکاح کرے گا۔ (۱) اپنے قاتل کو معاف کرے (۲) دین خفیہ ادا کرے (۳) ہر فرض نماز کے بعد دس مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھے۔ (یہ سن کر) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اگر ان میں سے کوئی ایک چیز بھی اختیار کرے گا تو مذکورہ بالا ثواب سعادت کا حقدار ہوگا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو شخص روزانہ پچاس مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھے تو اسے قیامت کے دن اس کی قبر سے اس طرح بلایا جائے گا کہ "اے اللہ کے مدح کرنے والے جنت میں داخل ہو جا۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کھانا شروع کرتے وقت بسم اللہ کہنا بھول جائے تو اسے چاہئے کہ جب وہ کھانے سے فارغ ہو تو قل ھو اللہ احد پڑھ لے نیز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت قل ھو اللہ احد پڑھتا ہے تو نہ صرف یہ کہ اس کے گھر والوں سے بلکہ ہمسایوں سے بھی فقر ومحتاجگی دور ہوتی ہے ایک روایت میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دن حضرت جبرائیل بڑی اچھی صورت میں شاداں وفرحاں میرے پاس ائے اور کہنے لگے کہ اے محمد! اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ ہر ذات کے لئے سلسلہ نسب ہوتا ہے میرا نسب قل

ہو اللہ احد ہے بہذا آپ کی امت میں سے جو شخص میرے پاس اس حال میں آئے گا کہ اس نے کبھی قل ہو اللہ احد ہزار بار پڑھی ہو گی تو میں اسے اپنا نشان عطا کروں گا۔ اسے اپنے عرش کے قریب رکھوں گا اور ایسے ستر آدمیوں کے حق میں اس کی شفاعت قبول کروں گا جو مستوجب عذاب ہوں گے اور اگر میں نے اپنے اوپر یہ واجب نہ کرلیا ہوتا کہ آیت (کل نفس ذائقۃ الموت (یعنی میں نے یہ کلیہ نہ بنا دیا ہوتا کہ ہر جاندار موت کا مزہ ضرور چکھے گا) تو میں اس کی روح قبض نہ کرتا۔

ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص نماز جمعہ کے بعد قل ہو اللہ احد قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس سات سات مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسے دوسرے جمعہ تک برائیوں سے پناہ میں رکھتا ہے۔ ایک روایت یہ ہے کہ جس شخص نے قل ہو اللہ احد ہزار مرتبہ پڑھی تو اس کا یہ پڑھنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس بات سے زیادہ محبوب و پسندیدہ ہے کہ وہ فی سبیل اللہ (یعنی جہاد میں) ایک ہزار گھوڑے مع لگام و زین کے دے۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جو شخص قل ہو اللہ احد پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گوشت کو آگ پر حرام کر دیتا ہے، نیز کعب احبار رضی اللہ عنہ سے یہ بھی منقول ہے کہ جو شخص روزانہ رات و دن میں دس بار قل ہو اللہ احد اور آیۃ الکرسی پڑھنے پر مواظبت کرے تو وہ اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگے تو وہ عطا فرماتا ہے۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ جس شخص نے اس سورت کو ہزار مرتبہ پڑھا اس نے اپنا نفس اللہ تعالیٰ سے خرید لیا یعنی وہ آگ سے محفوظ ہو گیا، اسی طرح ایک روایت میں یوں ہے کہ جو شخص اس سورت کو دوسو مرتبہ پڑھتا ہے تو اسے پانچ سو برس کی عبادت کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔

ایک روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں منقول ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگا کر اس میں کلی کی پھر اسے اپنے گھر میں لے گئے اور اس پانی کو ان کے گریبان میں اور ان کے دونوں مونڈھوں کے درمیان چھڑکا نیز قل ہو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھ کر انہیں اللہ کی پناہ میں دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ جس شخص نے فجر کی نماز کے بعد کسی سے بات چیت کرنے سے پہلے ستر مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھی تو اس دن اس کی طرف سے پچاس صدیقین کے عمل اوپر پہنچائے جاتے ہیں۔

بَابُ تَفْرِيعِ اَبْوَابِ السُّجُوْدِ، وَكَمْ سَجْدَةً فِي الْقُرْآنِ

باب: سجدہ تلاوت کے متعلق ابواب نیز قرآن میں کتنے سجدے ہیں؟

1401 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ بْنِ الْبَرْقِيِّ، حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي مَرْيَمَ، اَخْبَرَنَا نَافِعُ بْنُ يَزِيدَ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سَعِيدٍ الْعُتَقِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُنَيْنٍ، مِنْ بَنِي عَبْدِ كُلَالٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْرَاَهُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَجْدَةً فِي الْقُرْآنِ، مِنْهَا ثَلَاثٌ فِي الْمُفَصَّلِ، وَفِي سُورَةِ الْحَجِّ سَجْدَتَانِ،

قَالَ اَبُو دَاوُدَ: رُوِيَ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِحْدٰى عَشْرَةَ سَجْدَةً وَاِسْنَادُهُ وَاهٍ

❀❀ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قرآن مجید میں پندرہ سجدہ تلاوت سکھائے تھے جن میں سے تین مفصل سورتوں میں ہے اور سورہ الحج میں دو سجدے ہیں۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات منقول ہے: قرآن میں گیارہ سجدہ تلاوت ہیں البتہ اس کی سند کمزور ہے۔

1402 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ، اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، اَخْبَرَنِي ابْنُ لَهِيعَةَ، اَنَّ مِشْرَحَ بْنَ هَاعَانَ اَبَا الْمُصْعَبِ حَدَّثَهُ، اَنَّ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ حَدَّثَهُ، قَالَ: قُلْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَفِي سُورَةِ الْحَجِّ سَجْدَتَانِ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَمَنْ لَمْ يَسْجُدْهُمَا، فَلَا يَقْرَاْهُمَا

❀❀ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: یارسول اللہ! کیا سورہ الحج میں دو سجدے ہیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں اور جو شخص یہ دو سجدے نہیں کرتا وہ ان دونوں کی تلاوت نہ کرے۔

سجود تلاوت کی آیات کی تعداد میں فقہی مذاہب اربعہ

ائمہ کے ہاں اس بات پر اختلاف ہے کہ قرآن کریم میں کل کتنی آیتیں ایسی ہیں جن کے پڑھنے یا سننے سے ایک سجدہ تلاوت

1402- حسن بطرقه وشواهده. دون قوله: "ومن لم يسجدها فلا يقرأهما." ابن وهب: هو عبد الله بن وهب بن مسلم، وابن لهيعة: هو عبد الله. واخرجه الترمذي (585) من طريق قتيبة، عن ابن لهيعة، بهذا الاسناد. وهو في "مسند احمد" (17364). واخرجه ابو عبيد في "فضائل القرآن" ص249، والطبراني في "الكبير" 17/(846)

واجب ہوجاتا ہے۔ حضرت امام احمد نے اس حدیث کے مطابق کہا ہے کہ ایسی آیتیں پندرہ ہیں جن کی تفصیل اوپر بیان کی گئی ہے چنانچہ انہوں نے اس حدیث کے ظاہر پر عمل کیا ہے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں آیت سجدہ کی تعداد چودہ ہے۔ اس طرح کہ سورہ حج میں تو دو سجدے ہیں اور سورہ ص میں کوئی سجدہ نہیں ہے۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں آیت سجدہ کی تعداد گیارہ ہے کیونکہ وہ فرماتے ہیں کہ سورہ ص، سورۂ نجم، سورۂ انشقت اور سورۂ اقرا میں سجدہ نہیں ہے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول قدیم بھی یہی ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کل سجدوں کی تعداد چودہ ہے اس طرح کہ سورہ حج میں دو سجدے نہیں ہیں بلکہ ایک ہی سجدہ ہے جو دوسرے رکوع میں ہے۔

علماء نے لکھا ہے کہ حضرت عمرو ابن العاص کی یہ حدیث جس سے سجدوں کی تعداد پندرہ ثابت ہوتی ہے ضعیف ہے اور اس کو دلیل بنانا ٹھیک نہیں ہے کیونکہ اس کے بعض راوی مجہول ہیں۔

بَابُ مَنْ لَّمْ يَرَ السُّجُوْدَ فِي الْمُفَصَّلِ

باب: جو لوگ اس بات کے قائل ہیں: مفصل سورتوں میں سجدہ تلاوت نہیں ہے

1403 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا اَزْهَرُ بْنُ الْقَاسِمِ، - قَالَ مُحَمَّدٌ رَاَيْتُهُ بِمَكَّةَ - حَدَّثَنَا اَبُوْ قُدَامَةَ، عَنْ مَطَرٍ الْوَرَّاقِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَسْجُدْ فِيْ شَيْئٍ مِنَ الْمُفَصَّلِ مُنْذُ تَحَوَّلَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد مفصل جزء میں سے کسی بھی جگہ سجدہ تلاوت نہیں کیا۔

1404 - حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ، عَنِ ابْنِ اَبِيْ ذِئْبٍ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُسَيْطٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: قَرَاْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّجْمَ، فَلَمْ يَسْجُدْ فِيْهَا.

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سورہ نجم کی تلاوت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سجدہ تلاوت نہیں کیا۔

1405 - حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ، اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنَا اَبُوْ صَخْرٍ، عَنِ ابْنِ قُسَيْطٍ، عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَاهُ.

قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ: كَانَ زَيْدٌ الْاِمَامَ فَلَمْ يَسْجُدْ فِيْهَا

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت زید رضی اللہ عنہ (اپنے محلے یا علاقے کی قوم کے) امام تھے وہ اس مقام پر سجدہ تلاوت نہیں کرتے تھے۔

بَابُ مَنْ رَأَى فِيهَا السُّجُودَ

باب: جو لوگ اس بات کے قائل ہیں: ان میں سجدہ تلاوت ہے

1406 - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ سُورَةَ النَّجْمِ فَسَجَدَ فِيهَا، وَمَا بَقِيَ أَحَدٌ مِنَ الْقَوْمِ إِلَّا سَجَدَ، فَأَخَذَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ كَفًّا مِنْ حَصًى - أَوْ تُرَابٍ -، فَرَفَعَهُ إِلَى وَجْهِهِ، وَقَالَ: يَكْفِينِي هَذَا، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ بَعْدَ ذَلِكَ قُتِلَ كَافِرًا

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ نجم کی تلاوت کی تو اس میں سجدہ تلاوت کیا حاضرین میں موجود تمام افراد نے سجدہ تلاوت کیا صرف ایک شخص نے کچھ کنکریاں یا مٹی اپنی ہتھیلی میں لی اور اسے اپنے ماتھے تک بلند کیا اور یہ کہا میرے لیے یہی کافی ہے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: بعد میں میں نے اس شخص کو دیکھا کہ وہ کفر کے عالم میں قتل ہوا۔

بَابُ السُّجُودِ فِي إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ

باب: سورۂ انشقاق میں سجدہ تلاوت ہونا

1407 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى، عَنْ عَطَاءِ بْنِ مِينَاءَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَجَدْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ، وَاقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ،

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَسْلَمَ أَبُو هُرَيْرَةَ سَنَةَ سِتٍّ عَامَ خَيْبَرَ، وَهَذَا السُّجُودُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آخِرُ فِعْلِهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے سورۂ انشقاق اور سورۂ العلق میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سجدہ تلاوت

1407- اسناده صحيح. مسدد: هو ابن مسرهد الاسدي، وسفيان: هو ابن عيينة. واخرجه مسلم (578)، وابن ماجه (1058)، والترمذي (580)، والنسائي في "الكبرى" (1041) من طرق عن سفيان، بهذا الاسناد. واخرجه مسلم (578) من طريق عبد الرحمن الاعرج، والترمذي (581)، والنسائي (1037) و (1038) من طريق ابي بكر بن عبد الرحمن، والنسائي (1040) من طريق محمد بن سيرين، ثلاثتهم عن ابي هريرة، به. ولفظ النسائي (1040): سجد ابو بكر وعمر رضي الله عنهما ومن هو خير منهما - صلى الله عليه وسلم - في (إذا السماء انشقت) و (اقرأ باسم ربك الذي خلق). وهو في "مسند احمد" (7371) و (7396)، و "صحيح ابن حبان" (2767).

کیا ہے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سن چھ ہجری میں غزوہ خیبر کے سال مسلمان ہوئے تھے اور یہ سجود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری فعل ہیں۔

1408 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي، حَدَّثَنَا بَكْرٌ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ الْعَتَمَةَ: فَقَرَأَ إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ، فَسَجَدَ، فَقُلْتُ: مَا هٰذِهِ السَّجْدَةُ؟ قَالَ: سَجَدْتُ بِهَا خَلْفَ أَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَا أَزَالُ أَسْجُدُ بِهَا حَتَّى أَلْقَاهُ

⊙⊙ ابورافع بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں عشاء کی نماز ادا کی انہوں نے سورہ انشقاق کی تلاوت کی اور سجدہ تلاوت کیا میں نے دریافت کیا: یہ کون سا سجدہ ہے؟ تو انہوں نے کہا: میں نے حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اس سورت میں سجدہ تلاوت کیا ہے' تو میں اس وقت تک یہ سجدہ کرتا رہوں گا' جب تک حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم سے مل نہیں جاتا (یعنی مرتے دم تک ایسا کرتا رہوں گا)

بَابُ السُّجُودِ فِي ص

باب: سورۂ ''ص'' میں سجدہ تلاوت ہونا

1409 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَيْسَ ص مِنْ عَزَائِمِ السُّجُودِ، وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ فِيهَا

⊙⊙ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: سورہ ''ص'' میں سجدہ تلاوت لازم نہیں ہے' البتہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس میں سجدہ تلاوت کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

1410 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرٌو يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ، عَنِ ابْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: قَرَأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ ص، فَلَمَّا بَلَغَ السَّجْدَةَ نَزَلَ فَسَجَدَ وَسَجَدَ النَّاسُ مَعَهُ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمٌ آخَرُ قَرَأَهَا، فَلَمَّا بَلَغَ السَّجْدَةَ تَشَزَّنَ النَّاسُ لِلسُّجُودِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا هِيَ تَوْبَةُ نَبِيٍّ، وَلٰكِنِّي رَأَيْتُكُمْ تَشَزَّنْتُمْ لِلسُّجُودِ، فَنَزَلَ فَسَجَدَ وَسَجَدُوا

⊙⊙ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر سورہ ''ص'' کی تلاوت کی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے کے مقام پر پہنچے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے نیچے اترے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ تلاوت کیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ لوگوں نے بھی

1410- اسناده صحيح. ابن وهب: هو عبد الله القرشي، وابن ابي هلال: هو سعيد الليثي. اخرجه الطحاوي في "شرح معاني الآثار"/3611/1، وابن حبان (2765)، والحاكم في "المستدرك"/4312-432، والبيهقي/3182 من طريق ابن وهب، بهذا الاسناد. ورواية الطحاوي مختصرة بذكر السجود مطلقاً

سجدہ تلاوت کیا پھر ایک اور دن آپ ﷺ نے اس سورت کی تلاوت کی جب آپ ﷺ سجدے کے مقام پر پہنچے تو لوگ سجدہ کرنے کے لیے تیار ہو گئے لیکن نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ ایک نبی کی توبہ کا واقعہ ہے' لیکن میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ تم سجدہ کرنے کے لیے تیار ہو پھر آپ ﷺ منبر سے نیچے اترے آپ ﷺ نے سجدہ کیا اور لوگوں نے بھی سجدہ تلاوت کیا۔

بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَسْمَعُ السَّجْدَةَ وَهُوَ رَاكِبٌ، وَفِي غَيْرِ الصَّلَاةِ

باب: جو شخص آیت سجدہ تلاوت کرتا ہے اور وہ سوار ہو یا نماز کی حالت کے علاوہ ہو (تو اسے کیا کرنا چاہیے)

1411 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ أَبُو الْجَمَاهِرِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ ثَابِتِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ عَامَ الْفَتْحِ سَجْدَةً، فَسَجَدَ النَّاسُ كُلُّهُمْ، مِنْهُمُ الرَّاكِبُ وَالسَّاجِدُ فِي الْأَرْضِ، حَتَّى إِنَّ الرَّاكِبَ لَيَسْجُدُ عَلَى يَدِهِ

❀❀ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر آیت سجدہ تلاوت کی تو تمام لوگوں نے سجدہ کیا ان میں سوار بھی شامل تھے اور زمین پر سجدہ کرنے والے بھی شامل تھے' یہاں تک کہ سواروں نے اپنے ہاتھ پر (اشارے کے ساتھ) سجدہ کیا۔

1412 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، ح وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ الْحَرَّانِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ الْمَعْنَى، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ عَلَيْنَا السُّورَةَ - قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ: فِي غَيْرِ الصَّلَاةِ، ثُمَّ اتَّفَقَا: - فَيَسْجُدُ وَنَسْجُدُ مَعَهُ، حَتَّى لَا يَجِدَ أَحَدُنَا مَكَانًا لِمَوْضِعِ جَبْهَتِهِ

❀❀ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہمارے سامنے ایک سورت کی تلاوت کی۔

ابن نمیر نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: نماز کے علاوہ تلاوت کی (اس کے بعد دونوں راوی یہ الفاظ نقل کرنے میں متفق ہیں) تو آپ ﷺ نے سجدہ تلاوت کیا آپ ﷺ کے ساتھ ہم نے بھی سجدہ تلاوت کیا' یہاں تک کہ ہم میں سے بعض لوگوں کو پیشانی رکھنے کے لیے جگہ نہیں ملی۔

1413 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْفُرَاتِ أَبُو مَسْعُودٍ الرَّازِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ عَلَيْنَا الْقُرْآنَ، فَإِذَا مَرَّ بِالسَّجْدَةِ كَبَّرَ، وَسَجَدَ وَسَجَدْنَا مَعَهُ، قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: وَكَانَ الثَّوْرِيُّ يُعْجِبُهُ هَذَا الْحَدِيثُ،

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: يُعْجِبُهُ لِأَنَّهُ كَبَّرَ

❀❀ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ہمارے سامنے قرآن کی تلاوت کرتے تھے' جب آپ ﷺ سجدہ والی آیت پر پہنچتے' تو آپ ﷺ تکبیر کہتے اور سجدے میں چلے جاتے آپ ﷺ کے ساتھ ہم بھی سجدہ

کرتے تھے۔

عبدالرزاق نامی راوی بیان کرتے ہیں: ثوری کو یہ روایت بہت پسند تھی۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) انہیں یہ روایت اس لیے پسند تھی کیونکہ اس میں یہ مذکور ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ اِذَا سَجَدَ

باب: جب آدمی سجدہ تلاوت پڑھے تو اسے کیا کرنا چاہئے

1414 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ اَبِي الْعَالِيَةِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ سُجُوْدِ الْقُرْآنِ بِاللَّيْلِ، يَقُوْلُ فِي السَّجْدَةِ مِرَارًا: سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ، وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ، بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ

٭٭ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت (نوافل ادا کرتے ہوئے) سجدہ تلاوت میں سجدے کے دوران یہ پڑھتے تھے۔

"میرا چہرہ اس ذات کے سامنے سربسجود ہے جس نے اسے پیدا کیا۔ سماعت اور بصارت اپنی قوت اور طاقت کے ساتھ عطا کی"۔

بَابٌ فِيْمَنْ يَّقْرَاُ السَّجْدَةَ بَعْدَ الصُّبْحِ

باب: جو شخص صبح کی نماز کے بعد آیت سجدہ تلاوت کرے (اسے کیا کرنا چاہئے)

1415 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الصَّبَّاحِ الْعَطَّارُ، حَدَّثَنَا اَبُوْ بَحْرٍ، حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ عُمَارَةَ، حَدَّثَنَا اَبُوْ تَمِيْمَةَ الْهُجَيْمِيُّ، قَالَ: لَمَّا بَعَثْنَا الرَّكْبَ،

قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ: يَعْنِي اِلَى الْمَدِيْنَةِ، قَالَ: كُنْتُ اَقُصُّ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ، فَاَسْجُدُ، فَنَهَانِي ابْنُ عُمَرَ فَلَمْ اَنْتَهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ، ثُمَّ عَادَ، فَقَالَ: اِنِّي صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَعَ اَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ، وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، فَلَمْ يَسْجُدُوْا حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ

٭٭ ابوتمیمہ ہجیمی بیان کرتے ہیں: جب سواروں کو بھیجا گیا۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یعنی مدینہ منورہ کی طرف بھیجا گیا' ابوتمیمہ کہتے ہیں: میں صبح کی نماز کے بعد وعظ کیا کرتا تھا' اور اس دوران سجدہ تلاوت کرلیا کرتا تھا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھے منع کیا' لیکن میں باز نہیں آیا۔ ایسا تین مرتبہ ہوا پھر انہوں نے ارشاد فرمایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز ادا کی ہے لیکن یہ حضرات اس وقت تک سجدہ تلاوت نہیں کرتے تھے جب تک سورج نکل نہیں آتا تھا۔

شرح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یا تو آیت سجدہ کے ساتھ کچھ اور آیتیں بھی ملا کر پڑھی ہوں گی یا پھر محض آیت سجدہ بیان جواز کے لئے پڑھی ہوگی، کیونکہ حنفیہ کے مسلک کے مطابق صرف آیت سجدہ کی تلاوت کرنا خلاف استحباب ہے۔" سواریوں والے اپنے ہاتھ ہی پر سجدہ کرتے تھے" کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ اپنی سواریوں مثلاً گھوڑے وغیرہ پر بیٹھے ہوئے تھے وہ اپنے ہاتھوں کو زین وغیرہ پر رکھ کر ان پر سجدہ کرتے تھے اس طرح انہیں حالت سجدہ میں زمین کی سی سختی حاصل ہو جاتی تھی۔ حضرت ابن ملک فرماتے ہیں کہ اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اگر کوئی آدمی گردن جھکا کر اپنے ہاتھوں پر سجدہ کرے تو اس کا سجدہ جائز ہو جائے گا اور یہی قول حضرت امام ابوحنیفہ کا ہے البتہ حضرت امام شافعی کا یہ قول نہیں ہے۔ ابن ملک نے حضرت امام اعظم کا جو یہ قول ذکر کیا ہے یہ ان کے مسلک میں غیر مشہور ہے۔

شرح منیہ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی آدمی ہجوم واژدہام کی وجہ سے اپنی ران پر سجدہ کر لے تو جائز ہوگا اسی طرح ران کے علاوہ کسی دوسرے عضو پر بھی سجدہ کرنا جائز ہے جب کہ اسے کوئی ایسا عذر پیش ہو جو سجدہ کرنے سے مانع ہو، بغیر عذر ایسا کرنا جائز نہ ہوگا نیز اگر کوئی آدمی اپنا ہاتھ زمین پر رکھ کر اس پر سجدہ کر لے تو اگر چہ اسے کوئی عذر نہ ہو یہ جائز ہے مگر مکروہ ہوا۔ ابن ہمام نے لکھا ہے کہ اگر کوئی آدمی بیمار ہو سجدے کی کوئی آیت پڑھے اور سجدہ کرنے پر قادر نہ ہو تو اسے سجدے کا اشارہ کر لینا کافی ہوگا۔

بَابُ تَفْرِيعِ أَبْوَابِ الْوِتْرِ

وتر سے متعلق فروعی ابواب

نماز وتر کے معنی ومفہوم اور حکم کا بیان

وتر (لفظ وتر میں واؤ کو زیر اور زبر دونوں کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں مگر زیر کے ساتھ پڑھنا زیادہ مشہور ہے۔ (ہر اس نماز کو کہہ سکتے ہیں جس میں طاق رکعتیں ہوں مگر فقہا کے ہاں وتر اسی خاص نماز کو کہتے ہیں جس کا وقت عشاء کی نماز کے بعد ہے جو عام طور پر عشاء کے فوراً بعد ہی پڑھی جاتی ہے اور اس باب میں اسی نماز وتر کا بیان ہوگا۔

نماز وتر واجب ہے یا سنت نماز وتر کے سلسلہ میں ائمہ کے ہاں دو چیزوں میں اختلاف پایا جاتا ہے پہلی چیز تو یہ کہ آیا نماز وتر واجب ہے یا سنت؟ چنانچہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ وتر کی نماز واجب ہے حضرت امام شافعی اور حضرت قاضی ابویوسف فرماتے ہیں کہ سنت ہے۔ نماز وتر کی ایک رکعت ہے یا تین رکعتیں علماء کے نزدیک دوسرا اختلاف یہ ہے کہ نماز وتر کی ایک رکعت ہے یا تین؟ حنفیہ کے ہاں وتر کی تین رکعتیں ہیں جب کہ اکثر ائمہ کا مسلک یہ ہے کہ نماز وتر صرف ایک ہی رکعت ہے تاہم ان حضرات کے نزدیک بھی وتر کے لئے صرف ایک رکعت پڑھنا مکروہ ہے بلکہ ان حضرات کا کہنا ہے کہ پہلے دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرا جائے اس کے بعد ایک وتر پڑھی جائے۔

نماز وتر کا طریقہ وتر کی نماز مغرب کی نماز کی طرح (حنفیہ کے مسلک کے مطابق) تین رکعت پڑھی جاتی ہے، اس کے پڑھنے کا وہی طریقہ ہے جو فرض نمازوں کا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ محض دو رکعتوں میں سورت فاتحہ کے بعد دوسری سورت ملائی جاتی ہے جب کہ وتر کی نماز میں تینوں رکعتوں میں دوسری سورت پڑھنے کا حکم ہے اور تیسری رکعت میں دوسری سورت کے بعد دونوں ہاتھ تکبیر کے ساتھ کانوں تک اٹھا کر (جس طرح کہ تکبیر تحریمہ کے وقت اٹھاتے ہیں) پھر باندھے جائیں اور بآواز آہستہ دعا قنوت پڑھی جائے۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ الْوِتْرِ

باب: وتر کا مستحب ہونا

1416 - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا عِيسَى، عَنْ زَكَرِيَّا، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَهْلَ الْقُرْآنِ، أَوْتِرُوا، فَإِنَّ اللَّهَ

وِتْرٌ، يُحِبُّ الْوِتْرَ.

⊛⊛ حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''اے اہل قرآن! تم وتر ادا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ وتر ہے اور وتر کو پسند کرتا ہے''۔

شرح

اللہ تعالیٰ وتر ہے" کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اپنی ذات و صفات میں یکتا ہے، تنہا ہے اس کا کوئی مثل نہیں ہے اسی طرح اپنے افعال میں بھی وہ یکتا ہے کہ کوئی اس کا مددگار اور شریک نہیں ہے۔" وتر کو دوست رکھتا ہے" کا مطلب یہ ہے کہ وتر کی نماز پڑھنے والے کو بہت زیادہ ثواب سے نوازتا ہے اور اس کی اس نماز کو قبول فرماتا ہے۔ حدیث کا حاصل یہ ہے کہ اللہ جل شانہ، چونکہ اپنی ذات وصفات اور اپنے افعال میں یکتا و تنہا ہے کہ کوئی اس کا مثل، شریک اور مددگار نہیں اس لئے وہ طاق عدد کو پسند فرماتا ہے اور چونکہ وتر بھی طاق ہے اس لئے اس کو بھی پسند کرتا ہے اور اس کے پڑھنے والے کو بہت زیادہ ثواب کی سعادت سے نوازتا ہے۔

1417 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ، حَدَّثَنَا اَبُوْ حَفْصٍ الْاَبَّارُ، عَنِ الْاَعْمَشِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ اَبِیْ عُبَیْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَاهُ، زَادَ: فَقَالَ اَعْرَابِیٌّ: مَا تَقُوْلُ؟ فَقَالَ: لَيْسَ لَكَ، وَلَا لِاَصْحَابِكَ

⊛⊛ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ زائد ہیں:

ایک دیہاتی نے عرض کی: آپ کیا فرمارہے ہیں' تو (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یا شاید حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: یہ تمہارے لیے اور تمہارے ساتھیوں کے لیے نہیں ہے۔

1418 - حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ الطَّيَالِسِیُّ، وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، الْمَعْنَى، قَالَا: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِیْ حَبِيْبٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَاشِدٍ الزَّوْفِیِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ مُرَّةَ الزَّوْفِیِّ، عَنْ خَارِجَةَ بْنِ حُذَافَةَ - قَالَ اَبُو الْوَلِيْدِ الْعَدَوِیُّ - خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ اَمَدَّكُمْ بِصَلَاةٍ، وَهِیَ خَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ، وَهِیَ الْوِتْرُ، فَجَعَلَهَا لَكُمْ فِيْمَا بَيْنَ الْعِشَاءِ اِلٰى طُلُوْعِ الْفَجْرِ

⊛⊛ حضرت خارجہ بن حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

1416- صحيح لغيره، وهذا اسناد قوي من اجل عاصم- وهو ابن ضمرة- فهو صدوق لا باس به. عيسى: هو ابن يونس السبيعي، وزكريا: هو ابن ابي زائدة، وابو اسحاق: هو عمرو بن عبد الله. واخرجه ابن ماجه (1169)، والترمذي (456)، والنسائي في "الكبرى" (1388) من طريق ابي بكر بن عياش، عن ابي اسحاق، بهذا الاسناد. وزاد ابن ماجه والترمذي قول علي: الا ان الوتر ليست بحتم كصلاتكم المكتوبة، ولكن رسول الله- صلى الله عليه وسلم- اوتر، ثم ساق الحديث. وقال الترمذي: هذا حديث حسن. وهو في "مسند احمد" (1262). ويشهد له حديث ابن مسعود الآتي بعده. وحديث ابي سعيد الخدري عند الطبراني في "الاوسط" (1557) و (6014).

''بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہیں مزید ایک نماز عطا کی ہے' جو تمہارے لیے سرخ اونٹ (ملنے) سے بہتر ہے یہ وتر کی نماز ہے اللہ تعالیٰ نے اسے تمہارے لیے عشاء کے بعد سے لے کر صبح صادق ہونے تک کے درمیانی وقت میں مقرر کیا ہے''۔

شرح

عرب میں اونٹ بہت قیمتی ہوتے ہیں اور عرب والوں کے لئے اموال میں یہ سب سے زیادہ عزیز ہوتے ہیں اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رغبت دلانے کے لئے فرمایا کہ وتر کی نماز سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہے گویا مراد یہ ہے کہ وتر کی نماز دنیا کی تمام متاع سے زیادہ بہتر ہے۔ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وتر کی نماز واجب ہے اور اس کو عشاء کی نماز سے پہلے پڑھنا جائز نہیں ہے۔

بَابٌ فِيمَنْ لَّمْ يُوتِرْ

باب: جو شخص وتر ادا نہیں کرتا

1419 - حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ الطَّالْقَانِيُّ، حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْعَتَكِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: الْوِتْرُ حَقٌّ، فَمَنْ لَّمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا، الْوِتْرُ حَقٌّ، فَمَنْ لَّمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا، الْوِتْرُ حَقٌّ، فَمَنْ لَّمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا

❁❁ عبداللہ بن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ''وتر لازم ہیں جو شخص وتر ادا نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں ہے، وتر لازم ہیں جو وتر ادا نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں ہے، وتر لازم ہیں جو وتر ادا نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں ہے''۔

1420 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيٰى بْنِ حَبَّانَ، عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيْزٍ، اَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِيْ كِنَانَةَ يُدْعَى الْمَخْدَجِيَّ، سَمِعَ رَجُلًا بِالشَّامِ يُدْعَى اَبَا مُحَمَّدٍ، يَقُوْلُ: اِنَّ الْوِتْرَ وَاجِبٌ، قَالَ الْمَخْدَجِيُّ: فَرُحْتُ اِلٰى عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، فَاَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ عُبَادَةُ: كَذَبَ اَبُوْ مُحَمَّدٍ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: خَمْسُ صَلَوَاتٍ كَتَبَهُنَّ اللّٰهُ عَلَى الْعِبَادِ، فَمَنْ جَاءَ بِهِنَّ لَمْ يُضَيِّعْ مِنْهُنَّ شَيْئًا اسْتِخْفَافًا بِحَقِّهِنَّ، كَانَ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدٌ اَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، وَمَنْ لَّمْ يَاْتِ بِهِنَّ فَلَيْسَ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدٌ، اِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ، وَاِنْ شَاءَ اَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ

❁❁ ابن محیریز بیان کرتے ہیں: بنو کنانہ سے تعلق رکھنے والا ایک شخص جسے مخدجی کہا جاتا تھا اس نے شام میں ابو محمد نامی ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ وتر لازم ہے مخدجی بیان کرتا ہے میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور

انہیں یہ بتایا تو حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابومحمد نے غلط کہا ہے میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''پانچ نمازیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بندوں پر مقرر کی ہیں جو شخص انہیں ادا کرے اور ان میں سے کسی بھی چیز کو ان کے حق کو کم سمجھتے ہوئے' ضائع نہ کرے تو اس شخص کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ عہد ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا' اور جو شخص انہیں بجا نہیں لاتا تو اس شخص کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی عہد نہیں ہوگا اگر وہ چاہے گا' تو اسے عذاب دے گا' اور اگر چاہے گا' تو اسے جنت میں داخل کردے گا''۔

بَابُ كَمِ الْوِتْرُ؟

باب: وتر کی رکعت کتنی ہیں؟

1421 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ، سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ، فَقَالَ بِأُصْبُعَيْهِ هٰكَذَا: مَثْنَى مَثْنَى، وَالْوِتْرُ رَكْعَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ

❁❁ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک دیہاتی شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے رات کی نماز کے بارے میں دریافت کیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیوں کے ذریعے اس طرح اشارہ کر کے فرمایا: وہ دو دو کر کے ادا کی جائے گی اور وتر رات کے آخری حصے میں ادا کی جانے والی ایک رکعت ہے۔

1422 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُبَارَكِ، حَدَّثَنِي قُرَيْشُ بْنُ حَيَّانَ الْعِجْلِيُّ، حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ وَائِلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْوِتْرُ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ، فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوتِرَ بِخَمْسٍ فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوتِرَ بِثَلَاثٍ فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوتِرَ بِوَاحِدَةٍ فَلْيَفْعَلْ

❁❁ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''وتر ہر مسلمان پر لازم ہیں جو شخص پانچ وتر ادا کرنا چاہے وہ ایسا کرلے جو تین وتر ادا کرنا چاہے وہ ایسا کرلے اور جو شخص ایک وتر ادا کرنا چاہے وہ ایسا کرلے''۔

نماز وتر کی رکعات کی تعداد میں فقہی مذاہب اربعہ

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کی نماز دو دو رکعت ہے اور جب کسی کو

1421- اسناده صحيح. همام: هو ابن يحيى الازدي العوذي، وقتادة: هو ابن دعامة السدوسي. واخرجه مسلم (749) (148)، والنسائي في "الكبرى" (1402) من طرق عن عبد الله بن شقيق، بهذا الاسناد. وهو في "مسند احمد" (5759). واخرجه مسلم (752) و (753)، وابن ماجه (1175)، والنسائي (1400) و (1401) من طريق ابي مجلز لاحق بن حميد، ومسلم بإثر (753) من طريق عبيد الله ابن عبد الله بن عمر، كلاهما عن ابن عمر. وهو في "مسند احمد" (2836)، و"صحيح ابن حبان" (2625).

صبح ہونے کا اندیشہ ہونے لگے تو ایک رکعت پڑھ لے، یہ (ایک رکعت) پہلی پڑھی ہوئی نماز کو طاق کر دے گی۔ "

(صحیح البخاری وصحیح مسلم، مشکوۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 1230)

حدیث کے پہلے جزو کا مطلب یہ ہے کہ رات کو پڑھی جانے والی نفل نمازیں دو دو رکعت کر کے پڑھی جائیں چنانچہ حضرت امام شافعی، حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد نے اس حدیث کے پیش نظر کہا ہے کہ افضل یہی ہے کہ رات میں نفل نمازیں اس طرح پڑھی جائیں کہ ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرا جائے یعنی دو دو رکعت کر کے پڑھی جائیں۔ حدیث کے دوسرے جزء کا مطلب یہ ہے کہ رات کو نماز میں مشغول رہنے والا آدمی جب یہ دیکھے کہ رات ختم ہو رہی ہے اور صبح نمودار ہونے والی ہے تو وہ ان نمازوں کے بعد ایک رکعت پڑھ لے تا کہ یہ ایک رکعت پہلی پڑھی ہوئی نمازوں کو طاق کر دے، اس طرح یہ حدیث امام شافعی کی دلیل ہے کیونکہ ان کے نزدیک وتر کی ایک ہی رکعت ہے۔

اور تین اور ایک بھی، اس لیے حضرت سفیان ثوری اور دیگر ائمہ نے تو پانچ کے عدد کو اختیار کیا ہے۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نے تین کے عدد کو قبول کیا ہے اور حضرت امام شافعی نے ایک کے عدد کو اختیار کرتے ہوئے کہا ہے کہ وتر کی ایک ہی رکعت ہے۔

امام طحاوی حنفی نے صلی رکعة واحدة الخ کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ " ایک رکعت اس طرح پڑھے کہ اس سے پہلے دو رکعتیں پڑھ لے تا کہ یہ رکعت شفع یعنی اس ایک رکعت سے پہلے پڑھی گئی دونوں رکعتوں کو طاق کر دے۔ گویا ایک رکعت علیحدہ نہ پڑھی جائے بلکہ دو رکعتوں کے ساتھ ملا کر پڑھی جائے۔ علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے تو یہ کہیں ثابت ہی نہیں ہوتا کہ وتر کی ایک رکعت علیحدہ تکبیر تحریمہ کے ساتھ پڑھی جائے" لہٰذا اس کے ذریعے وتر کی ایک رکعت ہونے پر استدلال کرنا درست نہیں ہے۔

پھر وتر کی تین ہی رکعتیں ہونے کے سلسلہ میں حنفیہ کی ایک بڑی دلیل یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوۃ بتیرا یعنی تنہا ایک رکعت نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

جہاں تک صحابہ اور سلف کے عمل کا تعلق ہے تو اس کے بارے میں وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ اکثر فقہا صحابہ اور سلف کا معمول وتر کی تین رکعتیں ہی پڑھنا تھا۔ چنانچہ حضرت عمر فاروق کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے ان کو تو اس سلسلے میں بہت زیادہ اہتمام تھا۔ انہوں نے ایک مرتبہ حضرت سعید بن مسیب کو وتر ایک رکعت پڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ " کیسی ناقص نماز پڑھتے ہو؟ دو رکعت اور پڑھو ورنہ تمہیں سزا دوں گا۔ (نہایہ)

جامع ترمذی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے وتر کی تین رکعتیں نقل کی ہیں اور اسی کو عمران بن حصین، حضرت عائشہ، عبد اللہ ابن عباس اور ابو ایوب کی طرف منسوب کیا ہے اور آخر میں انہوں نے صراحت کر دی ہے کہ صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت اسی طرف ہے۔

حضرت عمر فاروق اور حضرت عبد اللہ ابن مسعود کے بارے میں موطا امام محمد میں مذکور ہے کہ ان کے نزدیک بھی وتر کی تین ہی

رکعتیں ہیں۔ حضرت امام حسن بصری فرماتے ہیں کہ سلف کا اسی پر معمول تھا۔ (ہدایہ)

تین رکعت کی وتر صحابہ میں مشہور تھی، ایک رکعت کی وتر تو عام طور پر لوگ جانتے بھی نہ تھے چنانچہ حضرت معاویہ کو عبداللہ ابن عباس کے مولی نے ایک رکعت وتر پڑھتے ہوئے دیکھا تو ان کو بہت تعجب ہوا انہوں نے حضرت عباس کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کو بڑے اہتمام کے ساتھ بیان کیا۔ حضرت عبداللہ ابن عباس نے ان کی وحشت و حیرت یہ کہہ کر ختم کر دی کہ معاویہ فقیہ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے مشرف ہو چکے ہیں ان پر اعتراض نہ کرو۔ (صحیح البخاری)

بہر حال ان تمام باتوں کو دیکھتے ہوئے فیصلہ کرنا پڑتا ہے کہ وتر کی تین ہی رکعتیں ہیں جن احادیث سے وتر کی ایک رکعت ثابت ہوتی ہے وہ سب قابل تاویل ہیں۔ یا یہ کہ ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی حالتوں کا ذکر ہے آخر فعل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی تین ہی رکعت پر تھا جو صحابہ میں مشہور ہوا اور ظاہر ہے کہ امت کے لیے آپ کا وہی فعل حجت اور دلیل بن سکتا ہے جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر میں عمل اختیار فرمایا ہو۔

حضرت انس بن سیرین سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر سے پوچھا کیا میں فجر کی دو رکعتوں میں قرأت لمبی کروں تو انہوں نے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو دو دو رکعت کر کے نماز پڑھتے اور پھر آخر میں ایک رکعت وتر پڑھتے اور فجر کی دو رکعتیں اس وقت پڑھتے جب فجر کی اذان سنتے۔

اس باب میں حضرت عائشہ جابر فضل بن عباس ابوایوب اور ابن عباس سے بھی روایت ہے کہ امام ابوعیسی ترمذی فرماتے ہیں ابن عمر کی حدیث حسن صحیح ہے اور بعض صحابہ اور تابعین کا اسی پر عمل ہے کہ دو رکعتوں اور تیسری رکعت کے درمیان فصل کرے اور تیسری رکعت وتر کی پڑھے امام مالک، شافعی، احمد اور اسحاق کا یہی قول ہے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 448)

دعائے قنوت کو وتر میں رکوع سے پہلے پڑھنے میں مذاہب اربعہ

حضرت امام حسن بن علی نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کچھ کلمات سکھائے تا کہ میں انہیں وتر میں پڑھا کروں اَللّٰھُمَّ اھْدِنِی اس باب میں حضرت علی سے بھی روایت ہے امام ابوعیسی ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے ہم اسے صرف اسی سند یعنی ابوحورا سعدی کی روایت کے علاوہ نہیں جانتے ابوحورا کا نام ربیعہ بن شیبان ہے قنوت کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی روایات میں سے اس سے بہتر روایت کا ہمیں علم نہیں اہل علم کا قنوت کے بارے میں اختلاف ہے عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ پورا سال قنوت پڑھے اور ان کے نزدیک قنوت کی دعا رکوع سے پہلے پڑھنا مختار ہے یہ بعض علماء کو بھی قول ہے سفیان ثوری، ابن مبارک، اسحاق اور اہل کوفہ کا بھی یہی قول ہے حضرت علی سے مروی ہے کہ وہ صرف رمضان کے دوسرے پندرہ دنوں میں رکوع کے بعد قنوت پڑھتے تھے بعض اہل علم نے یہی مسلک اختیار کیا ہے امام شافعی اور احمد کا بھی یہی قول ہے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 451)

وتر کے سوا کسی نماز میں قنوت نہ ہونے پر فقہی مذاہب اربعہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ تک (رکوع کے بعد) دعاء قنوت پڑھی ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مطلقاً فرض نمازوں میں یا یہ کہ رکوع کے بعد قنوت پڑھنے کو ترک کر دیا)۔

(ابوداؤد، سنن نسائی، مشکوۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 1264)

اکثر اہل علم یہی فرماتے ہیں کہ دعاء قنوت نہ تو فجر کی نماز میں مشروع ہے اور نہ وتر کے علاوہ کسی دوسری نماز میں، چنانچہ یہ حضرات اسی حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔ یہ مذہب احناف کا ہے۔

اس کے علاوہ اور بہت سی احادیث بھی ہیں جو فرض نمازوں میں ترک قنوت پر دلالت کرتی ہیں، اہل علم اور محققین اس کی تفصیل مرقاۃ میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ علیہما فرماتے ہیں کہ فجر کی نماز میں تو دعاء قنوت ہمیشہ پڑھنی چاہیے اور نمازوں میں کسی حادثے اور وبا کے وقت پڑھی جائے۔

حضرت براء بن عازب سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فجر اور مغرب کی نماز میں قنوت پڑھا کرتے تھے اس باب میں حضرت علی انس ابوہریرہ ابن عباس اور خفاف بن ایماء بن رحضہ غفاری سے بھی روایت ہے۔

امام ابوعیسی ترمذی فرماتے ہیں حضرت براء کی حدیث حسن صحیح ہے اہل علم کا فجر کی نماز میں قنوت پڑھنے میں اختلاف ہے بعض صحابہ وتابعین فجر میں دعائے قنوت پڑھنے کے قائل ہیں امام شافعی بھی اسی کے قائل ہیں امام احمد اور اسحاق کہتے ہیں کہ صبح کی نماز میں قنوت نہ پڑھی جائے البتہ جب مسلمانوں پر کوئی مصیبت نازل ہو تو امام کو چاہئے کہ وہ مسلمانوں کے لشکر کے لئے دعا کرے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 388)

بَابُ مَا يَقْرَأُ فِي الْوِتْرِ

باب: وتر میں کیا تلاوت کیا جائے

1423 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ الْأَبَّارُ، ح وحَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَنَسٍ، وَهَذَا لَفْظُهُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ طَلْحَةَ، وَزُبَيْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوتِرُ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى، وَ(قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا) (آل عمران: 12)، وَاللَّهُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ.

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی نماز میں سورۃ اعلیٰ، سورۃ الکفرون اور سورۃ الاخلاص کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

شرح

محقق علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ "حنفیہ نے آخری روایت یعنی درامی کی نقل کردہ روایت پر عمل کیا ہے جس سے معلوم ہوتا

ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی تیسری رکعت میں قل ھو اللہ پڑھا کرتے تھے۔ چنانچہ حنفی حضرات وتر کی تیسری رکعت میں صرف قل ھو اللہ ہی پڑھتے ہیں۔ حنفی حضرات کے پیش نظر صرف یہی روایت نہیں بلکہ حضرت عائشہ ہی کی ایک دوسری روایت بھی ان کے مسلک کی دلیل ہے جس میں منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ تیسری رکعت میں قل هو الله ہی پڑھتے تھے۔ جہاں تک حضرت عائشہ کی اس روایت کا تعلق ہے جو یہاں نقل کی گئی ہے اور جس سے وتر کی تیسری رکعت میں قل ھو اللہ کے علاوہ معوذتین (یعنی قل اعوذ برب الفلق و قل اعوذ برب الناس) کا پڑھنا بھی ثابت ہوتا ہے کہ اس پر حنفیہ اس لئے عمل نہیں کرتے کہ اول تو اس روایت کی سند میں ضعف ہے، نیز یہ کہ اس میں جو طریقہ ذکر کیا گیا ہے وہ رسول اللہ ﷺ کی عادت کے خلاف معلوم ہوتا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں تو یہ صراحت سے ثابت ہو چکا ہے کہ آپ ﷺ بعد کی رکعت کو پہلی رکعتوں کی بنسبت مختصر کرتے تھے جب کہ اس روایت کے پیش نظر تیسری رکعت میں پہلی دونوں رکعتوں کی بنسبت کہیں زیادہ طویل ہو جاتی ہے ملا علی قاری نے اس سلسلے میں تفصیل کے ساتھ گفتگو کی ہے اور حنفیہ کی طرف سے اور بھی دلائل پیش کئے ہیں جسے اہل علم ان کی کتاب "مرقاۃ" میں دیکھ سکتے ہیں۔ یہ حدیث بصراحت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی تینوں رکعتیں ایک ہی سلام سے پڑھتے تھے۔

1424 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِیْ شُعَيْبٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، حَدَّثَنَا خُصَيْفٌ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: سَاَلْتُ عَائِشَةَ اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ، بِاَيِّ شَیْءٍ كَانَ يُوْتِرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ مَعْنَاهُ، قَالَ: وَفِی الثَّالِثَةِ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ، وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ

عبدالعزیز بن جریج بیان کرتے ہیں: میں نے ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے دریافت کیا: نبی اکرم ﷺ وتر کی نماز میں کیا تلاوت کرتے تھے؟ اس کے بعد راوی نے حسب سابق حدیث ذکر کی ہے جس میں یہ الفاظ ہیں:

"تیسری رکعت میں آپ ﷺ سورۃ اخلاص اور معوذتین کی تلاوت کرتے تھے"۔

بَابُ الْقُنُوْتِ فِی الْوِتْرِ

باب: وتر میں دعائے قنوت پڑھنا

1425 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، وَاَحْمَدُ بْنُ جَوَّاسٍ الْحَنَفِیُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ، عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ اَبِیْ مَرْيَمَ، عَنْ اَبِی الْحَوْرَاءِ، قَالَ: قَالَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ رَضِیَ عَنْهُمَا: عَلَّمَنِیْ رَسُوْلُ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَاتٍ اَقُوْلُهُنَّ فِی الْوِتْرِ، - قَالَ ابْنُ جَوَّاسٍ: فِیْ قُنُوْتِ الْوِتْرِ: - اللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ

1424- حسن بطرقه وشواهده، وهذا اسناد ضعيف لضعف عبد العزيز بن جريج، ثم انه لم يسمع من عائشة فيما قاله احمد وابن حبان والدارقطني، وتصريحه بالسماع هنا من اخطاء خصيف - وهو ابن عبد الرحمن، فانه سيء الحفظ. احمد بن ابي شعيب: هو احمد بن عبد الله بن ابي شعيب مسلم الحراني مولى قريش. واخرجه ابن ماجه (1173)، والترمذي (467) من طرق عن محمد بن سلمة، بهذا الاسناد، وقال الترمذي: حديث حسن غريب. وحسنه الحافظ في "نتائج الافكار" 512.1/

فِيمَنْ هَدَيْتَ. وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ. وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ. إِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضَى عَلَيْكَ. وَإِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ، وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ. تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ.

ابوحوراء حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کچھ کلمات سکھائے تھے تاکہ میں انہیں وتر میں پڑھا کروں۔

ابن جواس نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: وتر کی دعائے قنوت میں پڑھوں۔

''اے اللہ! جنہیں' تو نے ہدایت نصیب کی ہے ان میں مجھے بھی ہدایت عطا کر اور جنہیں' تو نے عافیت عطا کی ہے ان میں مجھے بھی عافیت نصیب کر اور جن کا تو والی بنا ہے ان میں میرا بھی والی بن جا اور تو نے جو کچھ عطا کیا ہے اس میں میرے لیے برکت رکھ دے اور تو نے جو فیصلہ کیا ہے اس کے شر سے مجھے بچا لے بے شک تو فیصلہ کرتا ہے تیرے خلاف فیصلہ نہیں کیا جا سکتا اور جس کا تو نگران ہو وہ کم تر نہیں ہوتا' اور جس کا تو دشمن ہو وہ غالب نہیں ہوتا تو برکت والا ہے اے میرے پروردگار! اور بلند و برتر ہے''۔

1426 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ، بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ قَالَ: فِي آخِرِهِ قَالَ: هٰذَا يَقُولُ: فِي الْوِتْرِ فِي الْقُنُوتِ، وَلَمْ يَذْكُرْ أَقُولُهُنَّ فِي الْوِتْرِ. أَبُو الْحَوْرَاءِ: رَبِيعَةُ بْنُ شَيْبَانَ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ اسی سند کے ساتھ اسی مفہوم میں منقول ہے' جس کے آخر میں یہ الفاظ ہیں:
''وہ وتر میں دعائے قنوت میں یہ کلمات پڑھتے تھے' اس میں راوی نے یہ ذکر نہیں کیا کہ ''میں وتر میں یہ پڑھتا ہوں''۔
ابوحوراء کا نام ربیعہ بن شیبان ہے۔

1427 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عَمْرٍو الْفَزَارِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي آخِرِ وِتْرِهِ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سُخْطِكَ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ، لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هِشَامٌ أَقْدَمُ شَيْخٍ لِحَمَّادٍ، وَبَلَغَنِي عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ، أَنَّهُ قَالَ: لَمْ يَرْوِ عَنْهُ غَيْرُ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، قَالَ: أَبُو دَاوُدَ: رَوَى عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنَتَ - يَعْنِي - فِي الْوِتْرِ قَبْلَ الرُّكُوعِ.

1427- اسناده صحیح. حماد: هو ابن سلمة. واخرجه ابن ماجه (1179)، والترمذی (3882)، والنسائی فی "الکبری" (1448) من طرق عن حماد، بهذا الاسناد. وحسنه الترمذی. وهو فی "مسند احمد" (751)

قَالَ اَبُو دَاوُدَ: رَوَى عِيسَى بْنُ يُونُسَ هٰذَا الْحَدِيثَ اَيْضًا، عَنْ فِطْرِ بْنِ خَلِيفَةَ، عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزَى، عَنْ اَبِيهِ، عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ، وَرُوِيَ عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزَى، عَنْ اَبِيهِ، عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنَتَ فِي الْوِتْرِ قَبْلَ الرُّكُوعِ. قَالَ اَبُو دَاوُدَ: وَحَدِيثُ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، رَوَاهُ يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَزْرَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزَى، عَنْ اَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَذْكُرِ الْقُنُوتَ، وَلَا ذَكَرَ اُبَيًّا، وَكَذٰلِكَ رَوَاهُ عَبْدُ الْاَعْلَى، وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ وَسَمَاعُهُ بِالْكُوفَةِ مَعَ عِيسَى بْنِ يُونُسَ، وَلَمْ يَذْكُرُوا الْقُنُوتَ، وَقَدْ رَوَاهُ اَيْضًا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ وَشُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، وَلَمْ يَذْكُرَا الْقُنُوتَ، وَحَدِيثُ زُبَيْدٍ، رَوَاهُ سُلَيْمَانُ الْاَعْمَشُ، وَشُعْبَةُ، وَعَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ اَبِي سُلَيْمَانَ، وَجَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، كُلُّهُمْ عَنْ زُبَيْدٍ، لَمْ يَذْكُرْ اَحَدٌ مِنْهُمُ الْقُنُوتَ اِلَّا مَا رُوِيَ عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ زُبَيْدٍ، فَاِنَّهُ قَالَ فِي حَدِيثِهِ: اِنَّهُ قَنَتَ قَبْلَ الرُّكُوعِ.

قَالَ اَبُو دَاوُدَ: وَلَيْسَ هُوَ بِالْمَشْهُورِ مِنْ حَدِيثِ حَفْصٍ نَخَافُ اَنْ يَكُونَ، عَنْ حَفْصٍ، عَنْ غَيْرِ مِسْعَرٍ.

قَالَ اَبُو دَاوُدَ: وَيُرْوَى اَنَّ اُبَيًّا، كَانَ يَقْنُتُ فِي النِّصْفِ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ

حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وتر کے آخر میں یہ پڑھتے تھے۔

"اے اللہ! میں تیری ناراضگی کے مقابلے میں تیری رضامندی کی' تیری سزا دینے کے بارے میں تیری معافی کی اور تیرے مقابلے میں تیری پناہ مانگتا ہوں' میں تیری ثناء کا احاطہ نہیں کرسکتا تو ویسا ہے' جس طرح تو نے اپنی تعریف خود بیان کی ہے"۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) ہشام' حماد کا سب سے قدیم شیخ ہے اور یحییٰ بن معین کے حوالے سے یہ بات مجھ تک پہنچی ہے وہ یہ فرماتے ہیں: اس راوی کے حوالے سے حماد بن سلمہ کے علاوہ اور کسی نے روایت نقل نہیں کی۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) عیسیٰ بن یونس نے سعید بن ابوعروبہ کے حوالے سے قتادہ کے حوالے سے سعید بن عبدالرحمن کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے۔

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھتے تھے (راوی کہتے ہیں:) یعنی وتر کی نماز میں ایسا کرتے تھے"۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) عیسیٰ بن یونس نے یہ روایت اپنی سند کے ساتھ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مانند نقل کی ہے۔

یہی روایت حفص بن غیاث نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

رکوع سے پہلے وتر میں دعائے قنوت پڑھتے تھے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) سعید نے قتادہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے اور یزید بن زریع نے سعید کے حوالے سے قتادہ کے حوالے سے ان کی سند کے ساتھ عبدالرحمن بن ابزیٰ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے انہوں نے اس میں دعائے قنوت کا ذکر نہیں کیا اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) اسی طرح یہ روایت عبدالاعلیٰ اور محمد بن بشر عبدی نے نقل کی ہے انہوں نے اس کا سماع کوفہ میں عیسیٰ بن یونس کے ساتھ کیا تھا۔ انہوں نے اس میں قنوت کا ذکر نہیں کیا۔

یہ روایت ہشام دستوائی اور شعبہ نے قتادہ کے حوالے سے نقل کی ہے انہوں نے قنوت کا ذکر نہیں کیا۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) زبید نے یہ روایت سلیمان اعمش اور شعبہ اور عبدالملک اور جریر بن حازم کے حوالے سے نقل کی ہے ان سب نے زبید کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے ان میں سے کسی نے بھی قنوت کا ذکر نہیں کیا سوائے اس روایت کے جو حفص بن غیاث نے مسعر کے حوالے سے زبید سے نقل کی ہے انہوں نے اس روایت میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھتے تھے''۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حفص کی روایت کے طور پر مشہور نہیں ہے ہمیں یہ اندیشہ ہے کہ یہ روایت حفص کے حوالے سے مسعر کی بجائے کسی اور سے منقول ہے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ روایت بھی نقل کی گئی ہے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ رمضان کے صرف نصف حصے میں دعائے قنوت پڑھتے تھے۔

1428 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ، اَخْبَرَنَا هِشَامٌ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ بَعْضِ اَصْحَابِهِ، اَنَّ اُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ، اَمَّهُمْ - يَعْنِي - فِي رَمَضَانَ، وَكَانَ يَقْنُتُ فِي النِّصْفِ الْآخِرِ مِنْ رَمَضَانَ

⊙⊙ محمد بن سیرین نے اپنے بعض ساتھیوں کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے رمضان میں ان کی امامت کرتے ہوئے رمضان کے آخری نصف حصے میں دعائے قنوت پڑھی تھی۔

1429 - حَدَّثَنَا شُجَاعُ بْنُ مَخْلَدٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، اَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنِ الْحَسَنِ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ جَمَعَ النَّاسَ عَلَى اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، فَكَانَ يُصَلِّي لَهُمْ عِشْرِينَ لَيْلَةً، وَلَا يَقْنُتُ بِهِمْ اِلَّا فِي النِّصْفِ الْبَاقِي، فَاِذَا كَانَتِ الْعَشْرُ الْاَوَاخِرُ تَخَلَّفَ فَصَلَّى فِي بَيْتِهِ، فَكَانُوا يَقُولُونَ اَبَقَ اُبَيٌّ،

قَالَ اَبُو دَاوُدَ: وَهٰذَا يَدُلُّ عَلَى اَنَّ الَّذِي ذُكِرَ فِي الْقُنُوتِ لَيْسَ بِشَيْءٍ، وَهٰذَانِ الْحَدِيثَانِ يَدُلَّانِ عَلَى ضَعْفِ حَدِيثِ اُبَيٍّ، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنَتَ فِي الْوِتْرِ

⊙⊙ حسن بیان کرتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں جمع کیا وہ ان

لوگوں کو بیس راتوں تک نماز پڑھاتے رہے انہوں نے صرف باقی رہ جانے والے نصف حصے میں ان لوگوں کے ساتھ دعائے قنوت پڑھی تھی جب آخری عشرہ آیا تو وہ پیچھے ہٹ گئے اور اپنے گھر میں نماز ادا کرنے لگے۔ تو لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا: حضرت ابی رضی اللہ عنہ بھاگ گئے ہیں۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ چیز اس بات پر دلالت کرتی ہے: قنوت کے بارے میں پہلے جو روایت نقل کی گئی ہے اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور یہ دونوں روایات حضرت ابی رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث کے ضعیف ہونے پر دلالت کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر میں دعائے قنوت پڑھی تھی۔

بَابٌ فِي الدُّعَاءِ بَعْدَ الْوِتْرِ

باب: وتر کے بعد دعا مانگنا

1430 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِي عُبَيْدَةَ، حَدَّثَنَا اَبِي، عَنِ الْاَعْمَشِ، عَنْ طَلْحَةَ الْاَيَامِيِّ، عَنْ ذَرٍّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزَى، عَنْ اَبِيهِ، عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَلَّمَ فِي الْوِتْرِ، قَالَ: سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ

❁❁ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وتر میں جب سلام پھیر دیتے تھے تو یہ پڑھتے تھے۔

''ہر عیب سے پاک ہے وہ ذات جو بادشاہ ہے اور پاک ہے''۔

1431 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ اَبِي غَسَّانَ مُحَمَّدِ بْنِ مُطَرِّفٍ الْمَدَنِيِّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ اَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَامَ عَنْ وِتْرِهِ، اَوْ نَسِيَهُ، فَلْيُصَلِّهِ اِذَا ذَكَرَهُ

❁❁ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص وتر ادا کرنے سے پہلے سو جائے یا وہ انہیں ادا کرنا بھول جائے' تو جب وہ اسے یاد آئیں' تو انہیں ادا کر لے''۔

بَابٌ فِي الْوِتْرِ قَبْلَ النَّوْمِ

باب: سونے سے پہلے وتر ادا کرنا

1432 - حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا اَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا اَبَانُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ اَبِي سَعِيدٍ، مِنْ اَزْدِ شَنُوءَةَ، عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: اَوْصَانِي خَلِيلِي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثٍ لَا اَدَعُهُنَّ فِي

1431- اسنادہ صحیح. واخرجہ ابن ماجہ (1188)، والترمذی (469) من طریق عبد الرحمٰن بن زید بن اسلم، عن ابیہ، بہ. وھو فی "مسند احمد" (11264). واخرجہ مرسلاً الترمذی (470)

سَفَرٍ، وَلَا حَضَرٍ: رَكْعَتَيِ الضُّحَى، وَصَوْمِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ، وَأَنْ لَا أَنَامَ إِلَّا عَلَى وِتْرٍ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میرے خلیل (یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھے تین باتوں کی تلقین کی تھی: میں سفر یا حضر کے دوران (کسی بھی حالت میں) انہیں ترک نہ کروں۔ چاشت کی دو رکعت، ہر مہینے کے تین روزے اور یہ کہ وتر ادا کیے بغیر میں نہ سوؤں۔

1433 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ نَجْدَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ السَّكُونِيِّ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: أَوْصَانِي خَلِيلِي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثٍ لَا أَدَعُهُنَّ لِشَيْءٍ: أَوْصَانِي بِصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَلَا أَنَامُ إِلَّا عَلَى وِتْرٍ، وَبِسُبْحَةِ الضُّحَى فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میرے خلیل (یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھے تین باتوں کی تلقین کی تھی کہ میں ان میں سے کوئی چیز نہ چھوڑوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ہر مہینے میں تین روزے رکھنے کی تلقین کی تھی اور یہ کہ میں وتر ادا کر کے سوؤں اور یہ کہ میں حضر اور سفر (ہر حالت میں) چاشت کی نماز ادا کروں۔

1434 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي خَلَفٍ، حَدَّثَنَا أَبُو زَكَرِيَّا يَحْيَى بْنُ إِسْحَاقَ السَّيْلَحِينِيُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَبَاحٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ: مَتَى تُوتِرُ؟، قَالَ: أُوتِرُ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ، وَقَالَ لِعُمَرَ: مَتَى تُوتِرُ؟، قَالَ: آخِرَ اللَّيْلِ، فَقَالَ لِأَبِي بَكْرٍ: أَخَذَ هَذَا بِالْحَزْمِ، وَقَالَ لِعُمَرَ: أَخَذَ هَذَا بِالْقُوَّةِ

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: تم کس وقت وتر ادا کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کی: میں رات کے ابتدائی حصے میں وتر ادا کر لیتا ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: تم کب وتر ادا کرتے ہو۔ انہوں نے عرض کی: میں رات کے آخری حصے میں وتر ادا کرتا ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: اس نے احتیاط کو اختیار کیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: اس نے قوت کو اختیار کیا ہے۔

بَابٌ فِي وَقْتِ الْوِتْرِ

باب: وتر کا وقت

1435 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ

1434- اسناده صحيح. ابو قتادة: هو الحارث بن ربعي، وثابت: هو ابن اسلم البناني. وابو زكريا السيلحيني: هو يحيى بن اسحاق. واخرجه ابن خزيمة (1084)، والطبراني في "المعجم الاوسط" (3059)، والحاكم في "المستدرك" 1/301، والبيهقي 3/35-36 من طريق ابي زكريا يحيى ابن اسحاق السيلحيني، بهذا الاسناد. وله شاهد من حديث ابن عمر عند ابن ماجه (1202م)، وابن خزيمة (1085)، وابن حبان (2446). واسناده حسن في الشواهد. وآخر من حديث جابر بن عبد الله عند ابن ماجه (1202) واسناده حسن في الشواهد.

مَسْرُوقٍ، قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: مَتٰى كَانَ يُوتِرُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَتْ: كُلَّ ذٰلِكَ قَدْ فَعَلَ. أَوْتَرَ أَوَّلَ اللَّيْلِ، وَوَسَطَهُ، وَآخِرَهُ، وَلٰكِنِ انْتَهٰى وِتْرُهُ حِينَ مَاتَ إِلَى السَّحَرِ

مسروق بیان کرتے ہیں: میں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کس وقت وتر ادا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: کسی بھی وقت میں ادا کر لیتے تھے بعض اوقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے ابتدائی حصے میں ادا کرتے تھے بعض اوقات درمیانی حصے میں ادا کرتے تھے بعض اوقات آخری حصے میں ادا کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر ادا کرنے کا آخری وقت سحری کے قریب ہوتا تھا۔ (یعنی) آپ کے وصال تک (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی معمول رہا)۔

1436 - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَادِرُوا الصُّبْحَ بِالْوِتْرِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''صبح صادق ہونے سے پہلے وتر ادا کرلو''۔

1437 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي قَيْسٍ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ وِتْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَتْ: رُبَّمَا أَوْتَرَ أَوَّلَ اللَّيْلِ، وَرُبَّمَا أَوْتَرَ مِنْ آخِرِهِ. قُلْتُ: كَيْفَ كَانَتْ قِرَاءَتُهُ؟ أَكَانَ يُسِرُّ بِالْقِرَاءَةِ، أَمْ يَجْهَرُ؟ قَالَتْ: كُلَّ ذٰلِكَ كَانَ يَفْعَلُ، رُبَّمَا أَسَرَّ، وَرُبَّمَا جَهَرَ، وَرُبَّمَا اغْتَسَلَ فَنَامَ، وَرُبَّمَا تَوَضَّأَ فَنَامَ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقَالَ غَيْرُ قُتَيْبَةَ: تَعْنِي فِي الْجَنَابَةِ

عبداللہ بن ابوقیس بیان کرتے ہیں: میں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وتر کی نماز کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات رات کے ابتدائی حصے میں وتر ادا کر لیتے تھے بعض اوقات اس کے آخری حصے میں ادا کر لیتے تھے۔ میں نے دریافت کیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کیسی ہوتی تھی؟ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پست آواز میں قرأت کرتے تھے یا بلند آواز میں قرأت کرتے تھے؟ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: دونوں طرح کر لیتے تھے بعض اوقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم پست آواز میں کر لیتے تھے اور بعض اوقات بلند آواز میں کرتے تھے بعض اوقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کر کے سو جاتے تھے اور بعض اوقات وضو کر کے سو جاتے تھے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) قتیبہ کے علاوہ راویوں نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:
سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مراد جنابت کی حالت تھی۔

1438 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا يَحْيٰى، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، حَدَّثَنِي نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اجْعَلُوا آخِرَ صَلَاتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''تم اپنی رات کی آخری نماز وتر کو بناؤ''۔

بَابٌ فِي نَقْضِ الْوِتْرِ

باب: وتر کو توڑ دینا

1439 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا مُلَازِمُ بْنُ عَمْرٍو، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بَدْرٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقٍ، قَالَ: زَارَنَا طَلْقُ بْنُ عَلِيٍّ فِي يَوْمٍ مِنْ رَمَضَانَ، وَأَمْسَى عِنْدَنَا، وَأَفْطَرَ، ثُمَّ قَامَ بِنَا اللَّيْلَةَ، وَأَوْتَرَ بِنَا، ثُمَّ انْحَدَرَ إِلَى مَسْجِدِهِ، فَصَلَّى بِأَصْحَابِهِ، حَتَّى إِذَا بَقِيَ الْوِتْرُ قَدَّمَ رَجُلًا، فَقَالَ: أَوْتِرْ بِأَصْحَابِكَ، فَإِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا وِتْرَانِ فِي لَيْلَةٍ

❀❀ قیس بن طلق بیان کرتے ہیں: حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ رمضان کے مہینے میں ایک دن ہم سے ملنے کے لیے آئے وہ شام کے وقت ہمارے ہاں ٹھہرے رہے انہوں نے افطاری کی پھر اس رات انہوں نے ہمیں نوافل پڑھائے انہوں نے ہمیں وتر کی نماز بھی پڑھائی پھر وہ اپنی مسجد میں تشریف لے گئے وہاں انہوں نے اپنے ساتھیوں کو بھی نماز پڑھائی یہاں تک کہ جب صرف وتر کی نماز باقی رہ گئی تو انہوں نے ایک اور شخص کو آگے کر دیا اور فرمایا: تم اپنے ساتھیوں کو وتر پڑھا دو کیونکہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''ایک ہی رات میں دو مرتبہ وتر ادا نہیں کیے جاتے''۔

بَابُ الْقُنُوتِ فِي الصَّلَوَاتِ

باب: نماز میں قنوت پڑھنا

1440 - حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أُمَيَّةَ، حَدَّثَنَا مُعَاذٌ يَعْنِي ابْنَ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ: وَاللهِ لَأُقَرِّبَنَّ لَكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَكَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَقْنُتُ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ، وَصَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ، وَصَلَاةِ الصُّبْحِ، فَيَدْعُو لِلْمُؤْمِنِينَ، وَيَلْعَنُ الْكَافِرِينَ

❀❀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں تمہارے سامنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا طریقہ پیش کرتا ہوں' راوی کہتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ظہر کی نماز کی آخری رکعت میں دعائے قنوت پڑھی عشاء کی آخری رکعت میں اور صبح کی نماز میں (دعائے قنوت پڑھی) جس میں انہوں نے اہل ایمان کے لیے دعا کی اور کافروں پر لعنت کی۔

قنوت نازلہ کا معنی

قنوت کا معنی دعا ہے اور نازلہ سے مراد ہے ہونے والی آفت اور مصیبت اگر مسلمانوں پر خدانخواستہ کوئی مصیبت نازل ہو مثلاً

دشمن کا خوف ہو' قحط ہو' خشک سالی ہو' وباء ہو' طاعون ہو یا کوئی اور ضرر ظاہر ہو تو آخری رکعت میں رکوع سے پہلے یا رکوع کے بعد امام آہستہ دعا کرے اور مقتدی بھی آہستہ دعا کریں یا امام جہری نماز میں جہرا دعا کرے اور مقتدی آہستہ آہستہ آمین کہیں اور مسلمان اس وقت تک نماز میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہیں جب تک اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے اس مصیبت کو دور نہ کر دے۔

1441 - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، وَمُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَحَفْصُ بْنُ عُمَرَ، ح وحَدَّثَنَا ابْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، قَالُوا: كُلُّهُمْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْبَرَاءِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْنُتُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ. زَادَ ابْنُ مُعَاذٍ: وَصَلَاةِ الْمَغْرِبِ

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز میں قنوت پڑھتے تھے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) ابن معاذ نامی راوی نے یہ الفاظ زائد نقل کیے ہیں:

''اور مغرب کی نماز میں''۔

1442 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَنَتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاةِ الْعَتَمَةِ شَهْرًا يَقُولُ فِي قُنُوتِهِ: اللّٰهُمَّ نَجِّ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ، اللّٰهُمَّ نَجِّ سَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ، اللّٰهُمَّ نَجِّ الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ، اللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ، اللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ. قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَأَصْبَحَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ، فَلَمْ يَدْعُ لَهُمْ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: وَمَا تُرَاهُمْ قَدْ قَدِمُوا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ تک عشاء کی نماز میں قنوت نازلہ پڑھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس قنوت میں یہ پڑھتے تھے۔

''اے اللہ! ولید بن ولید کو نجات عطا کر، اے اللہ! سلمہ بن ہشام کو نجات عطا کر، اے اللہ! کمزور اہل ایمان کو نجات عطا کر، اے اللہ! اپنی سختی' مضر قبیلے کے افراد پر مسلط کر دے، اے اللہ! ان پر حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے کی سی قحط سالی کے سال مقرر کر دے''۔

1442- اسناده صحيح. الوليد: هو ابن مسلم، والاوزاعي: هو عبد الرحمٰن بن عمرو. واخرجه البخاری (4598) و (6393)، ومسلم (675) من طريق عن يحيى بن ابی كثير، بهذا الاسناد. ورواية البخاری دون قوله: "قنت رسول الله - صلّى الله عليه وسلم - فی صلاة العتمة شهراً." ورواية مسلم دون ذكر "العتمة." واخرجه البخاری (804) و (4560) و (6940)، ومسلم (675)، والنسائی فی "الكبرٰی" (665) من طرق عن ابی سلمة، به. ورواية البخاری والنسائی دون قوله: "قنت رسول الله - صلّى الله عليه وسلم - فی صلاة العتمة شهراً." ولفظ مسلم: كان رسول الله - صلّى الله عليه وسلم - يقول حين يفرغ من صلاة الفجر من القراءة ويكبر ويرفع راسه: "سمع الله لمن حمده ربنا ولك الحمد" ثم يقول:.... واخرجه البخاری (4560) و (6200)، ومسلم (675)، وابن ماجه (1244)، والنسائی (664) و (665) من طريق سعيد بن المسيب، والبخاری (1006) و (2932) و (3386) من طريق عبد الرحمٰن بن هرمز الاعرج، والبخاری (804) من طريق ابی بكر بن عبد الرحمٰن بن الحارث، ثلاثتهم عن ابی هريرة، به. ولفظه عندهم دون قوله: "قنت رسول الله - صلّى الله عليه وسلم - فی صلاة العتمة شهراً." وهو فی "مسند احمد" (10072)، و "صحيح ابن حبان" (1986).

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کے وقت ان لوگوں کے لیے دعا نہیں کی میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم نے دیکھا نہیں ہے کہ وہ لوگ آ گئے ہیں۔

1443 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ، حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ يَزِيْدَ، عَنْ هِلَالِ بْنِ خَبَّابٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا مُتَتَابِعًا فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَصَلَاةِ الصُّبْحِ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ، إِذَا قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ، يَدْعُو عَلَى أَحْيَاءٍ مِنْ بَنِيْ سُلَيْمٍ، عَلَى رِعْلٍ، وَذَكْوَانَ، وَعُصَيَّةَ، وَيُؤَمِّنُ مَنْ خَلْفَهُ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلسل ایک ماہ تک ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور صبح کی نماز میں آخری رکعت میں سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہنے کے بعد قنوت نازلہ پڑھی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنوسلیم کے کچھ قبائل، رعل، ذکوان، عصیہ (نامی قبیلوں) کے خلاف دعائے ضرر کرتے تھے' جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے موجود افراد آمین کہتے رہے۔

1444 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، وَمُسَدَّدٌ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ سُئِلَ هَلْ قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ صَلَاةِ الصُّبْحِ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، فَقِيْلَ لَهُ: قَبْلَ الرُّكُوْعِ، أَوْ بَعْدَ الرُّكُوْعِ؟ قَالَ: بَعْدَ الرُّكُوْعِ، قَالَ مُسَدَّدٌ: بِيَسِيْرٍ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے ان سے دریافت کیا گیا: کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں قنوت نازلہ پڑھی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔ ان سے دریافت کیا گیا: رکوع سے پہلے یا رکوع کے بعد؟ انہوں نے جواب دیا: رکوع کے بعد۔

مسدد نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: تھوڑے عرصے تک (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا پڑھی ہے)

1445 - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ الطَّيَالِسِيُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيْرِيْنَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنَتَ شَهْرًا، ثُمَّ تَرَكَهُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ تک قنوت نازلہ پڑھی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ترک کر دیا۔

کفار کی مذمت میں قنوت نازلہ پڑھنے کا بیان

حضرت عاصم احول فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دعا قنوت کے بارے میں پوچھا کہ (صبح کی نماز میں یا وتر کی یا کسی حادثہ کی یا وبا پھیلنے کے وقت ہر فرض) نماز میں وہ رکوع سے پہلے پڑھی جاتی تھی یا رکوع کے بعد؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رکوع سے پہلے (اور فرمایا کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (صبح کی نماز میں یا سب نمازوں میں) رکوع کے بعد دعاء قنوت صرف ایک مرتبہ پڑھی تھی (اور وہ بھی) اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند صحابہ کو جنہیں قراء کہتے تھے اور تعداد میں ستر تھے (تبلیغ کے لئے کہیں) بھیجا تھا وہاں کے لوگوں نے انہیں شہید کر دیا اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ تک رکوع کے

بعد دعاء قنوت پڑھ کر قراء کو شہید کرنے والوں کے لئے بدعا کی۔" (صحیح البخاری وصحیح مسلم، مشکوۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 1262)

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ رکوع کے بعد دعاء قنوت کا پڑھنا منسوخ ہو گیا ہے چنانچہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا یہی مسلک ہے۔قراء سبعون کی شہادت کا واقعہ: قراء سبعون یعنی ستر قاری اصحاب صفہ میں سے تھے انہیں قراء اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ لوگ قرآن کریم بہت زیادہ پڑھتے اور بہت یاد کرتے تھے۔ حالانکہ یہ حضرات بہت زیادہ غریب اور زاہد تھے اور ان کا کام صرف یہ تھا کہ صفہ میں ہر وقت قرآن اور علم کے سیکھنے میں مشغول رہتے تھے لیکن اس کے باوجود جب بھی مسلمان کسی حادثے میں مبتلا ہوتے تو یہ حضرات پوری شجاعت اور بہادری کے ساتھ حادثے کا مقابلہ کرتے اور مسلمانوں کی مدد کرتے۔ ان میں سے بعض حضرات تو ایسے تھے جو دن بھر جنگل سے لکڑیاں جمع کر کے لاتے اور انہیں بیچ کر اہل صفہ کے لئے کھانا خریدتے تھے اور رات کو قرآن کریم کی تلاوت و درود میں مشغول رہتے تھے۔

ان خوش نصیب صحابہ کو رسول اللہ ﷺ نے اہل نجد کی طرف بھیجا تھا تاکہ یہ وہاں پہنچ کر ان قبائل کو اسلام کی طرف بلائیں اور ان کے سامنے قرآن کریم پڑھیں جو کفر و شرک اور ظلم و جہل میں پھنس کر تباہی و بربادی کے راستے پر لگے ہوئے ہیں جب یہ لوگ بیر معونہ پر جو مکہ اور عسفان کے درمیان ایک موضع ہے، اترے تو عامر بن طفیل، رعل، ذکوان اور قارہ نے ان قراء صحابہ پر بڑی بے دردی سے حملہ کیا اور پوری جماعت کو شہید کر ڈالا۔

ان میں سے صرف ایک صحابی حضرت کعب بن زید انصاری بچ گئے وہ بھی اس طرح کہ جب یہ زخمی ہو کر گر گئے اور جسم بالکل نڈھال ہو گیا، تو ان بدبختوں نے یہ سمجھ کر کہ ان کی روح نے بھی جسم کا ساتھ چھوڑ دیا ہے ان سے الگ ہوئے مگر خوش قسمتی سے ابھی ان میں زندگی کے آثار موجود تھے چنانچہ وہ کسی نہ کسی طرح بچ کر نکلنے میں کامیاب ہوئے اور اللہ نے ان کو صحت و تندرستی عطا فرمائی یہاں تک کہ غزوہ خندق میں شہید ہوئے۔

بہر حال جب سرور دو عالم ﷺ کو اس عظیم حادثے اور ظالم کفار کے ظلم و بربریت کا علم ہوا تو آپ ﷺ کو بے حد غم ہوا، حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو کسی کے لئے اتنا غمگین نہیں دیکھا جتنا کہ آپ ﷺ ان مظلوم صحابہ کے لئے غمگین ہوئے چنانچہ آپ ﷺ مسلسل ایک مہینہ تک قنوت میں ان بدبخت کفار کے لئے نقصان کی دعا کرتے رہے، یہ واقعہ ٤ ھ میں پیش آیا۔

1446 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ. حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُفَضَّلٍ. حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ. عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ. قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْغَدَاةِ. فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ. قَامَ هُنَيَّةً

⊛⊛ محمد بن سیرین بیان کرتے ہیں: ان صاحب نے مجھے یہ بات بیان کی ہے جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں فجر کی نماز ادا کی تھی جب نبی اکرم ﷺ نے دوسری رکعت سے سر اٹھایا تو آپ ﷺ تھوڑی دیر کھڑے رہے (اور اس دوران قنوت نازلہ پڑھتے رہے)

قنوت نازلہ میں فقہاء مالکیہ کا نظریہ

علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ لکھتے ہیں:

امام مالک کا مختار یہ ہے کہ رکوع سے پہلے قنوت نازلہ پڑھے اور یہی اسحاق کا قول ہے اور امام مالک سے ایک روایت یہ ہے کہ رکوع کے بعد قنوت نازلہ پڑھے' خلفاء اربعہ سے بھی اسی طرح مروی ہے' صحابہ کی ایک جماعت سے یہ روایت ہے کہ اس میں پڑھنے والے کو اختیار ہے' اور امام دارقطنی نے سند صحیح کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیشہ صبح کی نماز میں قنوت نازلہ پڑھتے رہے حتیٰ کہ آپ دنیا سے تشریف لے گئے۔

(الجامع الاحکام القرآن ج ۴ ص ۲۰۱ مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۳۸۷ھ)

قنوت نازلہ میں فقہاء شافعیہ کا نظریہ

علامہ ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب ماوردی شافعی متوفی ۴۵۰ لکھتے ہیں:

مزنی بیان کرتے ہیں کہ امام شافعی نے فرمایا جب صبح کی نماز میں دوسری رکعت کے رکوع کے بعد کھڑا ہو تو ''سمع اللہ لمن حمدہ'' کے بعد کھڑا ہو کر یہ دعا پڑھے:

"اللهم اهدني فيمن هديت وعافني فيمن عافيت وتولني فيمن توليت وبارك لي فيما اعطيت وقني شر ما قضيت انك تقضي ولا يقضي عليك وانه لا يذل من واليت تباركت ربنا وتعاليت"۔

ترجمہ: اے اللہ! جن لوگوں کو تو نے ہدایت دی ہے مجھے ان میں ہدایت پر برقرار رکھ اور جن کو تو نے عافیت دی ہے مجھے ان میں عافیت سے رکھ اور جن چیزوں کا تو والی ہو چکا ان میں میرا والی ہو اور جو چیزیں مجھے عطا فرمائی ہیں ان برکت دے اور میرے لیے جو شر مقدر کیا ہے اس سے مجھ کو محفوظ رکھ تو قسمت بناتا ہے اور تجھ پر مقسوم نہیں کیا جاتا اور جس کا تو کارساز ہو وہ رسوا نہیں ہوتا' اے ہمارے رب تو برکت والا اور بلند ہے۔

ہماری دلیل یہ ہے کہ امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ صبح کی نماز کی دوسری رکعت میں رکوع سے سر اٹھانے کے بعد یہ دعا کرتے: اے اللہ ولید بن ولید' سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ اور مکہ کے کمزور مسلمانوں کو نجات دے' اے اللہ! مضر پر اپنی گرفت کو مضبوط کر' اور ان پر یوسف (علیہ السلام) کے قحط کے سالوں کی طرح قحط کے سال مقرر کر دے۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ یہ دعا تو آپ نے صرف ایک ماہ کی تھی جب بیر معونہ کے پاس رسول اللہ ﷺ کے ستر اصحاب کو شہید کر دیا گیا تھا' تو نبی کریم ﷺ نے پانچوں نمازوں میں قنوت نازلہ پڑھی حتیٰ کہ آپ پر یہ آیت نازل ہوئی (آیت) ''لیس لك من الامر شیء''۔ (ال عمران: ۱۲۸) تو پھر آپ نے یہ دعا کرنے کو ترک کر دی' اس کا جواب یہ ہے کہ آپ نے لوگوں کا نام لے کر دعا کرنا ترک کر دیا تھا اور صبح کے علاوہ باقی چار نمازوں میں دعا کرنے کو ترک کر دیا تھا' اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز میں ہمیشہ قنوت پڑھتے رہے یہاں تک کہ اللہ سبحانہ نے آپ کو فوت کر دیا' رہا حضرت ابن عمر کا یہ کہنا کہ قنوت بدعت ہے اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما خود اپنے والد کے

ساتھ قنوت کرتے تھے لیکن وہ بھول گئے' اور باقی نمازوں کو صبح کی نماز پر قیاس کرنا درست نہیں ہے کیونکہ صبح کی نماز کئی احکام میں باقی نمازوں سے مختلف ہے۔ اس کی اذان وقت سے پہلے دی جاتی ہے اور اس میں تثویب کی جاتی ہے'

(الحاوی الکبیر ج ۲ ص ۱۹۹۔۱۹۷ 'مطبوعہ دار الفکر بیروت' ۱۴۱۴ھ)

قنوت نازلہ میں فقہاء حنبلیہ کا نظریہ

وتر کے سوا اور کسی نماز میں قنوت پڑھنا سنت نہیں ہے صبح کی نماز میں نہ اور کسی نماز میں' ہماری دلیل یہ ہے کہ امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ماہ تک عرب کے بعض قبیلوں کے لیے دعاء ضرر کرتے رہے پھر آپ نے اس کو ترک کر دیا' اور امام ترمذی نے تصحیح سند کے ساتھ ابو مالک سے روایت کیا ہے کہ میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ آپ نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)' حضرت ابوبکر' حضرت عمر' حضرت عثمان' اور حضرت علی کی اقتداء میں کوفہ میں پانچ سال نمازیں پڑھیں ہیں کیا یہ لوگ قنوت کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: اے بیٹے یہ بدعت ہے' امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اکثر اہل علم کا اس پر عمل ہے' ابراہیم نخعی نے کہا سب سے پہلے جس نے صبح کی نماز میں قنوت نازلہ پڑھی وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے' کیونکہ وہ جنگ میں مشغول رہے اور اپنے دشمنوں کے خلاف صبح کی نماز میں قنوت پڑھتے تھے' امام سعید نے اپنی سنن میں شعبی سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صبح کی نماز میں قنوت نازلہ پڑھی تو لوگوں نے اس پر تعجب کیا' حضرت علی نے فرمایا: ہم اپنے دشمنوں کے خلاف مدد طلب کر رہے ہیں' اور امام سعید نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز میں اسی وقت قنوت پڑھتے تھے جب آپ کسی قوم کے لیے رحمت کی یا کسی قوم کے لیے ہلاکت کی دعا فرماتے تھے۔ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے جو مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تا حیات صبح کی نماز میں قنوت کرتے رہے اس سے مراد طول قیام ہے' کیونکہ طول قیام کو بھی قنوت کہتے ہیں' اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جو قنوت مروی ہے اس سے مراد مصائب کے وقت قنوت پڑھنا ہے' کیونکہ اکثر روایات میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ قنوت نہیں پڑھتے تھے۔ اور امام احمد بن حنبل نے یہ تصریح کی ہے کہ جب مسلمانوں پر کوئی مصیبت نازل ہو تو امام کے لیے صبح کی نماز میں قنوت پڑھنا جائز ہے۔

(المغنی ج ۱ ص ۴۵۰۔۴۴۹ مطبوعہ دار الفکر' بیروت' ۱۴۰۵ھ)

قنوت نازلہ میں فقہاء احناف کا نظریہ

شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ لکھتے ہیں:

امام محمد نے فرمایا وتر کے سوا کسی نماز میں ہمارے نزدیک قنوت نہیں پڑھی جائے گی۔

(المبسوط ج ۱ ص ۱۶۵' مطبوعہ دار المعرفہ بیروت)

علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر المرغینانی الحنفی ۵۹۳ لکھتے ہیں:

قنوت (نازلہ) اجتہادی مسئلہ ہے' امام ابوحنیفہ اور امام محمد فرماتے ہیں کہ یہ منسوخ ہو چکا ہے۔

(ھدایہ اولین ص ۱۴۵' مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

متاخرین احناف نے مصائب کے وقت قنوت نازلہ پڑھنے کو جائز کہا ہے

علامہ کمال الدین ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں:

قنوت نازلہ پڑھنا دائمی شریعت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو قنوت نازلہ کو ترک کر دیا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے (آیت) "لیس لک من الامر شیء"۔ (آل عمران: ۱۲۸) نازل فرما کر آپ کو روک دیا تھا اور بعد میں مسلمانوں پر کوئی آفت نہیں آئی۔ بعد میں جن صحابہ کرام نے قنوت نازلہ نہیں پڑھی اس کی بھی یہی وجہ تھی اور بعض صحابہ نے حالت جنگ میں قنوت نازلہ پڑھی ہے اس وجہ سے حالت جنگ میں قنوت نازلہ پڑھنا جائز ہے۔ (فتح القدیر ج ۱ ص ۳۷۹ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر)

علامہ حسن بن عمار شرنبلالی حنفی متوفی ۱۰۶۹ھ فرماتے ہیں:

مصیبت کے وقت قنوت (نازلہ) پڑھنا دائمی شریعت ہے اور یہی ہمارا اور جمہور کا مذہب ہے۔

(مراقی الفلاح ص ۴۸۷ مطبوعہ مطبع مصطفی البابی واولادہ مصر ۱۳۵۶ھ)

علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

البحر الرائق اور دیگر کتب فقہ میں ہے کہ جب مسلمانوں پر کوئی مصیبت نازل ہو تو امام جہری نمازوں میں قنوت پڑھے' الاشباہ اور شرح المنیہ میں لکھا ہے کہ مصیبت کے وقت قنوت پڑھنا دائمی شریعت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ نے قنوت پڑھی ہے اور یہی ہمارا اور جمہور کا مذہب ہے' امام ابوجعفر طحاوی نے کہا کہ مصیبت کے وقت صرف صبح کی نماز میں قنوت پڑھے اور تمام نمازوں میں قنوت پڑھنا صرف امام شافعی کا قول ہے' صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور عشاء کی نمازوں میں قنوت پڑھی اور صحیح بخاری میں ہے کہ آپ نے مغرب کی نماز میں قنوت پڑھی' یہ حدیث منسوخ ہے کیونکہ اس عمل پر اتنی مواظبت نہیں ہے جتنی فجر کی نماز میں قنوت پڑھنے پر تکرار اور مواظبت ہے اس عبارت میں یہ تصریح ہے کہ ہمارے نزدیک قنوت صرف فجر کی نماز کے ساتھ مخصوص ہے' فقہاء نے یہ قید لگائی ہے کہ فجر کی نماز میں امام قنوت پڑھے اس کا تقاضا یہ ہے کہ مقتدی قنوت نہ پڑھے' رہا یہ کہ قنوت رکوع سے پہلے پڑھے یا بعد۔ اس مسئلہ میں میرے نزدیک ظاہر یہ ہے کہ مقتدی اپنے امام کی اتباع کرے (اگر وہ سراً قنوت پڑھے) ہاں اگر امام جہراً قنوت پڑھے تو مقتدی آمین کہے' اور رکوع کے بعد قنوت پڑھے کیونکہ اسی طرح حدیث میں ہے' میں نے علامہ شرنبلالی کی مراقی الفلاح میں دیکھا ہے کہ رکوع کے بعد قنوت پڑھے' اور علامہ حموی نے یہ کہا ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ رکوع سے پہلے پڑھے اور زیادہ ظاہر وہ ہے جو ہم نے کہا ہے (یعنی رکوع کے بعد قنوت پڑھے) (ردالمحتار ج ۱ ص ۴۵۱ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت ۱۴۰۷ھ)

قنوت نازلہ میں غیر مقلدین کا نظریہ

غیر مقلدین کے مشہور عالم حافظ عبداللہ روپڑی متوفی ۱۳۸۴ھ لکھتے ہیں:

پانچوں نمازوں میں ہمیشہ دعا قنوت پڑھنا بدعت ہے' البتہ فجر کی نماز میں بدعت نہیں کہہ سکتے کیونکہ حدیث میں جب ضعف تھوڑا ہو تو فضائل اعمال میں معتبر ہے ہاں ضروری سمجھنا ٹھیک نہیں ہے کیونکہ حدیث میں ضعف ہے۔

(فتاویٰ اہل حدیث ج ۱ ص ۶۳۳ مطبوعہ دار احیاء السنۃ النبویہ سرگودھا)

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں صبح کی نماز میں قنوت پڑھنے کا ذکر ہے جیسا کہ ہم باحوالہ بیان کر چکے ہیں' اللہ جانے محدث روپڑی نے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیثوں کو ضعیف کیسے کہہ دیا' ان حدیثوں کے منسوخ یا غیر منسوخ ہونے کی بحث کی گئی ہے ان کو ضعیف کسی نے نہیں کہا۔

نیز حافظ عبداللہ روپڑی لکھتے ہیں:

مقتدیوں کا دعاء قنوت میں آمین کہنا ابوداؤد میں موجود ہے۔ مگر یہ عام دعاء قنوت کے متعلق ہے وتروں کی خصوصیت نہیں آئی۔ (فتاویٰ اہل حدیث ج۱ ص ۶۳۰)

اصحاب بیر معونہ کی شہادت کا بیان

امام محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ روایت کرتے ہیں:

ابو براء عامر بن مالک بن جعفر کلابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ پیش کیا۔ آپ نے اس کا ہدیہ قبول نہیں کیا اور اس پر اسلام پیش کیا اور وہ مسلمان نہیں ہوا اور اسلام سے بیزار بھی نہیں ہوا اور کہنے لگا یا محمد! کاش آپ صحابہ کو اہل نجد کے پاس بھیج دیں مجھے امید ہے کہ وہ دعوت اسلام کو قبول کر لیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا مجھے اندیشہ ہے کہ نجدی' صحابہ کو ہلاک کر دیں گے' عامر نے کہا میں ضامن ہوں انہیں کوئی شخص تکلیف نہیں پہنچائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے ساتھ ستر قاری بھیج دیئے، یہ لوگ رات بھر نفل پڑھتے تھے صبح کو لکڑیاں اور پانی تلاش کر کے لاتے اور سرکار کے حجرہ میں پہنچا دیتے۔ آپ نے ان ستر قاریوں پر منذر بن عمرو کو امیر بنایا اور ان سب کو روانہ کر دیا۔ جب یہ لوگ بیر معونہ پہنچے تو انہوں نے حرام بن ملحان کے ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکتوب دے کر دشمن خدا عامر بن طفیل کے پاس بھیجا' جب وہ اس کے پاس گئے تو اس نے خط دیکھے بغیر ان پر حملہ کر کے انہیں شہید کر دیا' پھر عصیہ' ذکوان اور رعل کے قبائل مل کر ان ستر قاریوں پر حملہ آور ہوئے اور یہ تمام قراء ان سے مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہو گئے سوا کعب بن زید کے ان میں کچھ رمق حیات باقی تھی' اس لیے نجدیوں نے انہیں چھوڑ دیا وہ بعد میں زندہ رہے اور غزوۂ خندق میں شہید ہو گئے۔ (الطبقات الکبریٰ ج ۲ ص ۵۱ 'مطبوعہ بیروت' ۱۳۸۸ھ)

علامہ بدرالدین عینی نے بھی اس واقعہ کو بیان کیا ہے۔ (عمدۃ القاری ج ۷ ص ۱۹۔ ۱۸ 'مطبوعہ بیروت) یہ واقعہ غزوہ احد کے چار ماہ بعد صفر ۴ ہجری میں پیش آیا۔ (عمدۃ القاری ج ۷ ص ۱۸)

علم رسالت پر اعتراض کا جواب:

بعض اہل تنقیص کہتے ہیں کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب حاصل ہوتا تو آپ عامر کے مطالبہ پر ستر صحابہ کو نجد نہ بھیجتے اور اگر باوجود علم کے آپ نے ان کو بھیجا تو آپ پر العیاذ باللہ الزام آئے گا تو کہ آپ نے جان بوجھ کر انہیں موت کی طرف دھکیل دیا۔ اس کا ایک جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اہل نجد کی اسلام دشمنی کا علم تھا تبھی آپ نے فرمایا تھا "انی اخشی علیہم اہل نجد" (مجھے اندیشہ ہے کہ نجدی صحابہ کو ہلاک کر دیں گے) اور باوجود اس کے کہ آپ کو ان کی شہادت کا علم تھا آپ نے اہل نجد کے مطالبہ تبلیغ پر انہیں نجد بھیج دیا تا کہ کل قیامت کے دن وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ ہم نے تو قبول اسلام کے لیے تیرے نبی سے مبلغ مانگے تھے اس نے نہیں بھیجے'

نیز آپ نے یہ تعلیم دی کہ جان کے خوف سے تبلیغ سے نہیں رکنا چاہئے اگر جان کے خوف سے تبلیغ چھوڑنا جائز ہوتا تو جہاد اصلا مشروع نہیں ہوتا کیونکہ اس بات کا ہر شخص کو یقین ہوتا ہے کہ جہاد میں کچھ نہ کچھ مسلمان یقیناً شہید ہوجائیں گے اور جان کے خوف سے جہاد نہ کرنا نہ مردانگی ہے نہ مسلمانی! نیز جو موت شہادت کی صورت میں حاصل ہو وہ ایسی عظیم نعمت ہے کہ خود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم اس ذات کی جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے میری تمنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ آپ کا علم تدریجی ہے اگر اس وقت علم نہیں تھا تو بعد میں اللہ تعالیٰ نے عطا فرما دیا۔

بَابٌ فِي فَضْلِ التَّطَوُّعِ فِي الْبَيْتِ

باب: گھر میں نفل نماز ادا کرنا

1447 - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَزَّازُ، حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ يَعْنِي ابْنَ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، أَنَّهُ قَالَ: احْتَجَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ حُجْرَةً، فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ مِنَ اللَّيْلِ، فَيُصَلِّي فِيهَا، قَالَ: فَصَلَّوْا مَعَهُ لِصَلَاتِهِ - يَعْنِي - رِجَالًا، وَكَانُوا يَأْتُونَهُ كُلَّ لَيْلَةٍ حَتَّى إِذَا كَانَ لَيْلَةٌ مِنَ اللَّيَالِي لَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَنَحْنَحُوا، وَرَفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ، وَحَصَبُوا بَابَهُ، قَالَ: فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُغْضَبًا، فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، مَا زَالَ بِكُمْ صَنِيعُكُمْ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنْ سَتُكْتَبَ عَلَيْكُمْ، فَعَلَيْكُمْ بِالصَّلَاةِ فِي بُيُوتِكُمْ، فَإِنَّ خَيْرَ صَلَاةِ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ، إِلَّا الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ

❁❁ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مسجد میں ایک (عارضی) حجرہ بنالیا نبی اکرم ﷺ رات کے وقت تشریف لاتے اور اس میں نماز ادا کرتے تھے۔ راوی بیان کرتے ہیں: کچھ لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کی لوگ روز آپ ﷺ کی خدمت میں آنے لگے یہاں تک کہ ایک رات نبی اکرم ﷺ ان لوگوں کی طرف تشریف نہیں لائے وہ لوگ کھنکارتے رہے انہوں نے آوازیں بھی بلند کیں انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے دروازے پر کنکریاں بھی ماریں۔ راوی کہتے ہیں: نبی اکرم ﷺ غضب کے عالم میں ان کے پاس تشریف لائے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! تمہارا معاملہ مسلسل یوں ہی رہا یہاں تک کہ میں نے یہ گمان کیا کہ یہ تم پر لازم ہوجائے گا' تو تم پر لازم ہے کہ اپنے گھروں میں نماز ادا کرو کیونکہ آدمی کی سب سے بہتر نماز وہ ہے' جو وہ اپنے گھر میں کرے البتہ فرض نماز کا حکم مختلف ہے۔

1447- اسناده صحيح. ابو النضر: هو سالم بن ابي امية التيمي مولاهم. واخرجه البخاري (731) و (6113) و (7290)، ومسلم (781)، والنسائي في "المجتبى" (1599) من طريقين عن ابي النضر، بهذا الاسناد. وهو في "مسند احمد" (21582)، و"صحيح ابن حبان" (2491). وقد سلف مختصراً بقوله: "صلاة المرء في بيته افضل من صلاته في مسجدي هذا، الا المكتوبة" برقم (1044).

نفلی نماز گھروں میں پڑھنے کا بیان

1448 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اجْعَلُوا فِي بُيُوتِكُمْ مِنْ صَلَاتِكُمْ، وَلَا تَتَّخِذُوهَا قُبُورًا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''اپنی نمازوں میں سے کچھ حصہ اپنے گھروں کے لیے بھی مخصوص کرلو اور گھروں کو قبرستان نہ بناؤ''۔

بَابُ طُولِ الْقِيَامِ

باب: طویل قیام کرنا

1449 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ عَلِيٍّ الْأَزْدِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُبْشِيٍّ الْخَثْعَمِيِّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ: أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: طُولُ الْقِيَامِ، قِيلَ: فَأَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: جَهْدُ الْمُقِلِّ، قِيلَ: فَأَيُّ الْهِجْرَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: مَنْ هَجَرَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ، قِيلَ: فَأَيُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: مَنْ جَاهَدَ الْمُشْرِكِينَ بِمَالِهِ وَنَفْسِهِ، قِيلَ: فَأَيُّ الْقَتْلِ أَشْرَفُ؟ قَالَ: مَنْ أُهَرِيقَ دَمُهُ، وَعُقِرَ جَوَادُهُ

حضرت عبداللہ بن حبشی خثعمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا گیا۔ کون سا عمل زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: طویل قیام (والی نماز) عرض کی گئی: کون سا صدقہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ جو تنگ دست شخص محنت کر کے (خرچ کرے) عرض کی گئی: کون سی ہجرت زیادہ فضیلت رکھتی ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس شخص کی جو ان چیزوں سے لاتعلق ہو جائے جنہیں اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ عرض کی گئی: کون سا جہاد زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: (اس شخص کا) جو اپنے مال اور جان کے ہمراہ مشرکین کے ساتھ جہاد کرے۔ عرض کی گئی: کون سا مقتول زیادہ معزز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس کا خون بہا دیا جائے اور اس کے گھوڑے کے پاؤں کاٹ دیے جائیں۔

بَابُ الْحَثِّ عَلَى قِيَامِ اللَّيْلِ

باب: رات کے وقت نوافل ادا کرنے کی ترغیب

1450 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، حَدَّثَنَا الْقَعْقَاعُ بْنُ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَحِمَ اللَّهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّى، وَأَيْقَظَ امْرَأَتَهُ فَصَلَّتْ، فَإِنْ أَبَتْ نَضَحَ فِي وَجْهِهَا الْمَاءَ، رَحِمَ اللَّهُ امْرَأَةً قَامَتْ مِنَ

اللَّيْلِ فَصَلَّتْ، وَاَيْقَظَتْ زَوْجَهَا، فَاِنْ اَبَى نَضَحَتْ فِيْ وَجْهِهِ الْمَاءَ

❁❁ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے جو رات کے وقت کھڑا ہو کر نماز ادا کرتا ہے وہ اپنی بیوی کو بھی بیدار کرتا ہے وہ بھی نماز ادا کرتی ہے اور اگر وہ عورت بات نہیں مانتی' تو وہ اس کے چہرے پر پانی چھڑک دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس عورت پر بھی رحم کرے جو رات کے وقت اٹھ کر نماز ادا کرتی ہے وہ اپنے شوہر کو بھی بیدار کرتی ہے اگر وہ نہیں مانتا تو وہ عورت اس کے چہرے پر پانی چھڑک دیتی ہے''۔

1451 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ بَزِيعٍ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسٰى، عَنْ شَيْبَانَ، عَنِ الْاَعْمَشِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْاَقْمَرِ، عَنِ الْاَغَرِّ اَبِيْ مُسْلِمٍ، عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنِ اسْتَيْقَظَ مِنَ اللَّيْلِ وَاَيْقَظَ امْرَاَتَهُ، فَصَلَّيَا رَكْعَتَيْنِ جَمِيْعًا، كُتِبَا مِنَ الذَّاكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا، وَالذَّاكِرَاتِ

❁❁ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص رات کے وقت بیدار ہوا اور اپنی بیوی کو بھی بیدار کرے اور وہ دونوں دو رکعت نماز ادا کریں تو ان دونوں (کا نام) اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرنے والے مردوں اور کثرت سے ذکر کرنے والی عورتوں میں نوٹ کر لیا جاتا ہے''۔

بَابٌ فِيْ ثَوَابِ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ

باب: قرآن کی تلاوت کرنے کا ثواب

1452 - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عُثْمَانَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ

❁❁ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''تم میں سب سے زیادہ بہتر وہ ہے' جو قرآن کا علم حاصل کرے اور اس کی تعلیم دے''۔

1452- اسناده صحيح. ابو عبد الرحمن: هو عبد الله بن حبيب السُّلَمي. واخرجه البخاري (5027)، والترمذي (3131)، والنسائي في "الكبرى" (7982) من طرق عن شعبة، بهذا الاسناد. وهو في "مسند احمد" (412)، و"صحيح ابن حبان" (118). واخرجه ابن ماجه (211)، والترمذي (3133)، والنسائي في "الكبرى" (7983) من طريق يحيى بن سعيد، عن سفيان الثوري وشعبة، عن علقمة، به. وهو في "مسند احمد" (500). واخرجه البخاري (5028)، وابن ماجه (212)، والترمذي (3132)، والنسائي في "الكبرى" (7984) من طرق عن سفيان عن علقمة بن مرثد عن ابي عبد الرحمن، به. لم يذكر سعد بن عبيدة في اسناده. وهو في "مسند احمد" (405).

شرح

مطلب یہ ہے کہ جو شخص قرآن سیکھے جیسا کہ سیکھنے کا حق ہے اور پھر دوسروں کو سکھائے تو وہ سب سے بہتر ہے کیونکہ جس طرح قرآن اور اس کے علوم دنیا کی تمام کتابوں اور علوم سے افضل اور اعلیٰ و ارفع ہیں اسی طرح قرآنی علوم کو جاننے والا بھی دنیا کے افراد میں سب سے ممتاز اور کسی بھی علم کے جاننے والے سے افضل اور اعلیٰ ہے۔ سیکھنے کا حق، سے مراد یہ ہے کہ قرآنی علوم میں غور وفکر کرے اور اس کے احکام و معنی اور اس کے حقائق و دقائق کو پوری توجہ اور ذہنی و قلبی بیداری کے ساتھ سیکھے۔

قرآن پڑھنے اور عمل کرنے والے کے والدین کی فضیلت کا بیان

1453 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ، اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، اَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ اَيُّوبَ، عَنْ زَبَّانَ بْنِ فَائِدٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ الْجُهَنِيِّ، عَنْ اَبِيهِ، اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَرَاَ الْقُرْآنَ وَعَمِلَ بِمَا فِيهِ، اُلْبِسَ وَالِدَاهُ تَاجًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ضَوْئُهُ اَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ فِي بُيُوتِ الدُّنْيَا لَوْ كَانَتْ فِيكُمْ، فَمَا ظَنُّكُمْ بِالَّذِي عَمِلَ بِهٰذَا؟

سہل بن معاذ جہنی اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"جو شخص قرآن پڑھتا ہے اور اس میں جو احکام موجود ہیں ان پر عمل کرتا ہے اس کے والدین کو قیامت کے دن تاج پہنایا جائے گا' جس کی روشنی دنیاوی گھروں میں سورج کی روشنی سے زیادہ ہوگی اگر وہ تمہارے درمیان ہوتا تو اس شخص کے بارے میں تمہارا کیا گمان ہوگا' جو اس پر عمل کرتا ہے"۔

شرح

من قرأ القرآن کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص نے خوب اچھی طرح قرآن پڑھا لیکن عطاء طیبی فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص نے قرآن کو یاد کیا۔ گویا ان کے نزدیک یہاں حافظ قرآن مراد ہے۔ لوکانت فیکم (اگر تمہارے گھروں میں آفتاب ہو) کا مطلب یہ ہے کہ اگر بفرض محال آفتاب آسمان کی بلندیوں سے اتر کر تمہارے گھروں میں آجائے تو اس کی روشنی بھی قیامت کے دن پہنائے جانے والے تاج کی روشنی کے سامنے ماند ہوگی۔ یہ گویا آفتاب کی روشنی کو بطور مبالغہ فرمایا گیا ہے کہ اگر آفتاب اپنی موجودہ روشنی کے ساتھ تمہارے گھروں کے اندر ہو تو ظاہر ہے کہ اس وقت کی روشنی زیادہ معلوم ہوگی بہ نسبت موجودہ صورت کی روشنی کے جب کہ آفتاب گھر سے باہر اور بہت زیادہ بلند ہے۔ حدیث کے آخری جملہ کا مطلب یہ ہے کہ جب قرآن پڑھنے (والے یا حافظ قرآن) اور قرآن پر عمل کرنے والے کے والدین کو عظیم مرتبہ اور نعمت سے نوازا جائے گا تو پھر خود اس شخص کے مرتبہ اور سعادت کا کیا کہنا جس نے قرآن پڑھا اور اس پر عمل کیا؟

حافظ قرآن کی سفارش کا بیان

حضرت علی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے قرآن مجید پڑھا پھر اسے یاد کیا اور اس کے حلال کو حلال اور اس کے حرام کو حرام جانا تو اللہ تعالیٰ اسے ابتداء ہی میں جنت میں داخل فرمائے گا اور اس کے ان دس

عزیزوں کے حق میں اس کی سفارش قبول فرمائے گا جو مستوجب دوزخ (یعنی فاسق اور مستحق عذاب) ہوں گے۔

(احمد، ترمذی، ابن ماجہ، دارمی، مشکوٰۃ شریف: جلد دوم: حدیث نمبر 652)

1454 - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، وَهَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَهُوَ مَاهِرٌ بِهِ، مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ، وَالَّذِي يَقْرَؤُهُ وَهُوَ يَشْتَدُّ عَلَيْهِ، فَلَهُ أَجْرَانِ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں: جو شخص قرآن پڑھتا ہے اور وہ اس میں مہارت بھی رکھتا ہے وہ معزز فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور جو شخص اسے پڑھتا ہے اور اس کو پڑھنا اس کے لیے دشوار ہوتا ہے اسے دو اجر ملیں گے۔

1455 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللهِ تَعَالَى، يَتْلُونَ كِتَابَ اللهِ وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ، إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"جب بھی کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے کسی گھر میں اکٹھے ہو کر اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں ایک دوسرے کو اس کا درس دیتے ہیں ان پر سکینت نازل ہوتی ہے رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ میں موجود (فرشتوں کے سامنے) ان کا ذکر کرتا ہے"۔

1456 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَلِيِّ بْنِ رَبَاحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِي الصُّفَّةِ، فَقَالَ: أَيُّكُمْ يُحِبُّ أَنْ يَغْدُوَ إِلَى بُطْحَانَ - أَوِ الْعَقِيقِ - فَيَأْخُذَ نَاقَتَيْنِ كَوْمَاوَيْنِ زَهْرَاوَيْنِ بِغَيْرِ إِثْمٍ بِاللهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَلَا قَطْعِ رَحِمٍ؟ قَالُوا: كُلُّنَا يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: فَلَأَنْ يَغْدُوَ أَحَدُكُمْ كُلَّ يَوْمٍ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَيَتَعَلَّمَ آيَتَيْنِ مِنْ كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ نَاقَتَيْنِ، وَإِنْ ثَلَاثٌ فَثَلَاثٌ مِثْلُ أَعْدَادِهِنَّ مِنَ الْإِبِلِ

حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے ہم اس وقت صفہ میں تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کون اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ بطحان یا عقیق جائے اور اونچے کوہان والی دو موٹی تازی اونٹنیاں لے آئے جو کسی گناہ یا قطع رحمی کے ارتکاب کے بغیر ہوں۔ لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم سب (اس بات کے خواہش مند ہوں گے کہ ایسا کریں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کسی شخص کا روزانہ مسجد کی طرف جانا اور اللہ تعالیٰ کی کتاب کی دو آیات کا علم حاصل کرنا اس کے لیے دو اونٹنیاں ملنے سے بہتر ہے اور تین کا علم حاصل کرنا تین اونٹنیوں کے ملنے سے بہتر ہے اور جتنی

بھی آیات کا علم ہو وہ اتنے ہی اونٹوں سے بہتر ہے۔
ابوعبید کہتے ہیں: کوماء اونچی کوہان والی اونٹنی کو کہتے ہیں۔

بَابُ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ

باب: سورۃ الفاتحہ

1457 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ الْحَرَّانِيُّ، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ أُمُّ الْقُرْآنِ، وَأُمُّ الْكِتَابِ، وَالسَّبْعُ الْمَثَانِي

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ'' ام القرآن ہے اور اُم کتاب ہے اور سبع مثانی ہے''۔

1458 - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ: سَمِعْتُ حَفْصَ بْنَ عَاصِمٍ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ الْمُعَلَّى، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِهِ وَهُوَ يُصَلِّي، فَدَعَاهُ، قَالَ: فَصَلَّيْتُ ثُمَّ أَتَيْتُهُ، قَالَ: فَقَالَ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تُجِيبَنِي؟، قَالَ: كُنْتُ أُصَلِّي، قَالَ: أَلَمْ يَقُلِ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ) (الأنفال: 24)، لَأُعَلِّمَنَّكَ أَعْظَمَ سُورَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ - أَوْ فِي الْقُرْآنِ، شَكَّ خَالِدٌ - قَبْلَ أَنْ أَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَوْلَكَ: قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي الَّتِي أُوتِيتُ، وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ

حضرت ابوسعید بن معلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے گزرے وہ اس وقت نماز ادا کر رہے تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلایا۔ راوی کہتے ہیں: میں نے نماز ادا کر لی پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تم میری آواز پر آئے کیوں نہیں؟ انہوں نے عرض کی: میں نماز ادا کر رہا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا:

''اے ایمان والو! جب اللہ اور اس کا رسول تمہیں بلائیں' تو ان کے بلانے پر جاؤ کیونکہ یہ چیز تمہیں زندگی دے گی''۔

(پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:) میں مسجد سے باہر جانے سے پہلے تمہیں قرآن کی سب سے عظیم سورت کی تعلیم دوں گا (یہاں ایک لفظ کے بارے میں خالد نامی راوی کو شک ہے)

1458- اسناده صحيح. خالد: هو ابن الحارث الهجيمي. واخرجه البخاري (4474) و (4647) و (4703) و (5006)، وابن ماجه (3785)، والنسائي في "الكبرى" (987) و (7956) و (10914) من طرق عن شعبة، بهذا الاسناد. وهو في "مسند احمد" (15730)، و"صحيح ابن حبان" (777).

راوی کہتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے یہ فرمایا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: الحمد للہ رب العلمین (وہ سورت ہے) یہ سبع مثانی ہے جو مجھے عطا کی گئی ہے اور قرآن عظیم ہے (جو مجھے عطا کیا گیا ہے)

سورۃ فاتحہ کے اسماء کا بیان

سورۃ فاتحہ کے بہت اسماء ہیں، اور کسی چیز کے زیادہ اسماء اس چیز کی زیادہ فضیلت اور شرف پر دلالت کرتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ سورۃ فاتحہ بہت شرف اور مرتبہ والی سورت ہے، ان اسماء کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(۱) فاتحۃ الکتاب: فاتحۃ الکتاب کے ساتھ اس سورت کو اس لیے موسوم کیا گیا ہے کہ مصحف کا افتتاح اس سورت سے ہوتا ہے، تعلیم کی ابتداء بھی اس سورت سے ہوتی ہے اور نماز میں قرأت کا افتتاح بھی اس سورت سے ہوتا ہے اور ایک قول کے مطابق کتاب اللہ کی سب سے پہلے یہی سورت نازل ہوئی تھی اور بہ کثرت احادیث میں تصریح ہے کہ نبی ﷺ نے اس سورت کو فاتحۃ الکتاب فرمایا۔

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے فاتحۃ الکتاب کو نہیں پڑھا اس کی نماز (کامل) نہیں ہوئی۔ (جامع ترمذی ص ۶۳ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب، کراچی)

اس حدیث کو امام ابن ماجہ (امام ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ متوفی ۲۷۳ ھ، سنن ابن ماجہ ص ۶۰ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب، کراچی) اور امام احمد (امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ ھ مسند احمد ج ۲ ص ۴۲۸، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ) نے بھی روایت کیا ہے۔

(۲) ام القرآن: کسی چیز کی اصل اور اس کے مقصود کو ام کہتے ہیں اور پورے قرآن کا مقصود چار چیزوں کو ثابت کرنا ہے، الوہیت (اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات) معاد (مر کر دوبارہ اٹھنا)، نبوت اور قضاء وقدر، سورۃ فاتحہ میں ''الحمد لله رب العالمین الرحمان الرحیم ''۔کی الوہیت پر دلالت ہے اور ''مالك یوم الدین ''۔کی معاد پر دلالت ہے، ''ایاك نعبد وایاك نستعین ''۔کی اس پر دلالت ہے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی قضاء اور قدر سے ہے اور انسان مجبور محض ہے نہ اپنے افعال کا خالق ہے اور ''اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم غیر المغضوب علیهم ولا الضالین ''۔کی نبوت پر دلالت ہے، کیونکہ اس آیت میں اس راستہ کی ہدایت کی دعا کی گئی ہے جو انعام یافتہ لوگوں کا راستہ ہے اور انعام یافتہ لوگ انبیاء (علیہم السلام) ہیں۔ نبی ﷺ نے اس سورت کو ''ام القرآن'' فرمایا ہے امام دارمی روایت کرتے ہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: الحمد للہ ''ام القرآن'' ہے اور ''ام الکتاب'' ہے اور ''سبع مثانی'' ہے۔ (سنن دارمی ج ۲ ص ۳۲۱ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان) اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ''لا صلوة لمن لم یقرء بام القرآن'' جو ام القرآن نہ پڑھے اس کی نماز کامل نہیں ہے۔
(صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۶۹ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، کراچی، ۱۳۷۵ھ)

(۳) سورۃ الحمد: اس سورت کا نام "سورۃ الحمد" بھی ہے کیونکہ اس سورت میں اللہ تعالیٰ کی حمد ہے، جیسے سورۃ بقرہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس سورت میں بقرہ کا ذکر ہے، اسی طرح سورۃ اعراف، سورۃ انفال اور سورۃ توبہ کے اسماء ہیں، نیز مذکور الصدر "سنن دارمی" کی حدیث میں نبی کریم ﷺ نے اس سورت کو الحمد للہ سے تعبیر فرمایا ہے۔

(۴) السبع المثانی: قرآن مجید میں ہے:

(آیت) ولقد اتینک سبعا من المثانی. (الحجر: ۸۷) ہم نے آپ کو سات آیتیں دیں جو دہرائی جاتی ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (آیت) "الحمد للہ رب العلمین"۔ السبع المثانی ہے اور وہ قرآن عظیم ہے جو مجھے عطا کیا گیا ہے۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۴۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، کراچی، ۱۳۸۱ھ)

سنن دارمی کی مذکور الصدر حدیث میں بھی نبی کریم ﷺ نے اس سورت کو السبع المثانی فرمایا ہے۔ اس سورت کو السبع اس لیے فرمایا ہے کیونکہ اس میں سات آیتیں ہیں اور مثانی فرمانے کی حسب ذیل وجوہ ہیں:

(اول) اس سورت کے نصف میں اللہ تعالیٰ کی ثناء ہے اور نصف میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے (ثانی) ہر دو رکعت نماز میں اس کو دو مرتبہ پڑھا جاتا۔

(ثالث) یہ سورت دو بار نازل کی گئی ہے۔

(رابع) اس سورت کو پڑھنے کے بعد نماز میں دوسری سورت کو پڑھا جاتا ہے۔

(۵) ام الکتاب: سنن دارمی کی مذکور الصدر حدیث میں اس سورت کو نبی کریم ﷺ نے "ام الکتاب" فرمایا ہے اور "صحیح بخاری" میں ہے: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے ایک شخص پر سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کیا جس کو بچھو نے کاٹا ہوا تھا اور کہا: میں نے صرف ام الکتاب پڑھ کر دم کیا ہے۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۴۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، کراچی، ۱۳۸۱ھ)

(۶) الوافیہ: سفیان بن عیینہ نے اس کا نام سورۃ وافیہ رکھا، کیونکہ صرف اس سورت کو نماز میں آدھا آدھا کر کے نہیں پڑھا جا سکتا لیکن یہ توجیہ صحیح نہیں ہے کیونکہ سورۃ الکوثر کو بھی ایک رکعت میں آدھا آدھا کر کے نہیں پڑھا جا سکتا لہٰذا یوں کہنا چاہیے کہ اس سورت کے مضامین جامع اور وافی ہیں اس لیے اس کو وافیہ کہا جاتا ہے۔

(۷) الکافیہ: اس سورت کا کافیہ اس لیے کہتے ہیں کہ دوسری سورتوں کے بدلہ میں اس سورت کو پڑھا جا سکتا ہے اور اس سورت کے بدلہ میں کسی سورت کو نہیں پڑھا جا سکتا۔ حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ام القرآن" دوسری سورتوں کا عوض ہے اور دوسری کوئی سورت اس کا عوض نہیں۔ (تفسیر کبیر ج ۱ ص ۱۹۰، الجامع الاحکام القرآن ج ۱ ص ۱۱۳)

(۸) الشفاء: امام دارمی روایت کرتے ہیں:

حضرت عبدالملک بن عمیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: فاتحۃ الکتاب ہر بیماری کی شفاء ہے۔

(سنن دارمی ج ۲ ص ۳۲۰ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان)

امراض جسمانی بھی ہیں اور روحانی بھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے منافقین کے متعلق فرمایا ہے: (آیت) "فی قلوبھم مرض"۔(البقرۃ:۱۰) ان کے دلوں میں بیمار ہے اور اس سورت میں اصول اور فروع کا ذکر ہے جن کے تقاضوں پر عمل کرنے سے روحانی امراض میں شفاء حاصل ہوتی ہے اور اس سورت میں اللہ تعالیٰ کی ثناء اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے جس سے جسمانی اور دیگر ہر قسم کی بیماریوں سے شفاء حاصل ہوتی ہے۔

(۹) سورۃ الصلوٰۃ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس سورت پر صلوٰۃ کا اطلاق کیا ہے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ نماز (سورہ فاتحہ) کو میرے اور میرے بندہ کے درمیان آدھا آدھا تقسیم کیا گیا ہے اور میرے بندہ کے لیے وہ ہے جس کا وہ سوال کرے پس جب بندہ کہتا ہے: (آیت) "الحمد للہ رب العلمین"۔ تو میں کہتا ہوں: بندہ نے میری حمد کی۔

(صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۷۰-۱۶۹ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

(۱۰) سورۃ الدعا: یہ سورت اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا سے شروع ہوتی ہے پھر بندہ کی عبادت کا ذکر ہے پھر اللہ تعالیٰ سے صراط مستقیم پر ثابت قدم رہنے کی دعا ہے اور دعا اور سوال کا یہی اسلوب ہے کہ پہلے داتا کی حمد و ثناء کی جائے پھر دست طلب بڑھایا جائے، حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی ہے پھر اپنے لیے دعا کی ہے:

(آیت) "الذی خلقنی فھو یھدین والذی ھو یطعمنی ویسقین واذا مرضت فھو یشفین والذی یمیتنی ثم یحیین والذی اطمع ان یغفرلی خطیئتی یوم الدین رب ھب لی حکما والحقنی بالصلحین واجعل لی لسان صدق فی الاخرین واجعلنی من ورثۃ جنۃ النعیم (الشعراء:۸۰-۸۷)

ترجمہ (وہ جس نے مجھے پیدا کیا تو وہی مجھے ہدایت دیتا ہے اور وہی مجھے کھلاتا ہے اور وہی مجھے وفات دے گا اور پھر زندہ فرمائے گا اور اسی سے مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن وہی میری (ظاہری یا اجتہادی) خطائیں معاف فرمائے گا اے میرے رب! مجھے حکم عطا فرما اور مجھے نیکوں کے ساتھ لاحق کر دے اور میرے بعد آنے والی نسلوں میں میرا ذکر خیر جاری رکھ اور مجھے جنۃ النعیم کے وارثوں میں شامل کر دے۔

حضرت یوسف (علیہ السلام) نے دعا کی

(آیت) "فاطر السموت والارض انت ولی فی الدنیا والاخرۃ توفنی مسلما والحقنی بالصلحین۔

(یوسف:۱۰۱)

ترجمہ: اے آسمانوں اور زمینوں کو ابتداء پیدا کرنے والے تو ہی دنیا اور آخرت میں میرا کارساز ہے میری وفات اسلام پر کر اور مجھے نیکوں کے ساتھ لاحق کر دے۔

سودعا کا یہی طریقہ ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی جائے، پھر اس سے سوال کی جائے اور سورۃ فاتحہ میں اسی طریقہ سے دعا کرنے کی تعلیم دی ہے اس لیے اس کو سورۃ دعا کہتے ہیں۔ علامہ بقاعی نے ان اسماء کے علاوہ سورۃ فاتحہ کے اسماء میں اساس' کنز' واقیہ' رقیہ اور شکر کا بھی ذکر ہے۔ علامہ بقاعی نے ان اسماء میں نظم اور ربط کو بیان کیا ہے' وہ لکھتے ہیں

(۱) فاتحہ کے اعتبار سے ہر نیک چیز کا افتتاح اس سورت سے ہونا چاہیے۔

(۲) اور ام کے لحاظ سے یہ ہر خیر کی اصل ہے۔

(۳) اور ہر نیکی کی اساس ہے۔

(٤) اور مثنی کے لحاظ سے دو بار پڑھے بغیر یہ لائق شمار نہیں۔

(٥) اور کنز کی حیثیت سے یہ ہر چیز کا خزانہ ہے۔

(٦) ہر بیماری کے لیے شفا ہے۔

(٧) ہر مہم کے لیے کافی ہے۔

(٨) ہر مقصود کے لیے وافی ہے۔

(٩) واقیہ کے لحاظ سے ہر برائی سے بچانے والی ہے۔

(١٠) رقیہ کے اعتبار سے۔

(١١) ہر آفت ناگہانی کے لیے دم ہے۔

(١٢) اس میں حمد کا اثبات ہے صفات کمال کا احاطہ ہے۔

(١٣) اور شکر کا بیان ہے جو منعم کی تعظیم ہے۔

(١٤) اور یہ بعینہ دعا ہے' جو مطلوب کی طرف توجہ ہے' ان تمام امور کی جامع صلوٰۃ ہے۔

(نظم الدرر ج ۱ص ۲۰۔۱۹ 'مطبوعہ دار الکتاب الاسلامی' قاہرہ' ۱٤۱۳ھ)

علامہ آلوسی نے سورۃ فاتحہ کے بائیس اسماء کا ذکر کیا ہے' ان میں فاتحۃ القرآن' تعلیم القرآن' تعلیم المسکلہ' سورۃ السوال' سورۃ المناجاۃ' سورۃ التفویض شافعیہ' اور سورۃ النور بھی ہیں۔

سورہ فاتحہ کے فضائل کا بیان

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

حضرت ابوسعید بن معلیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نماز پڑھ رہا تھا' (دوران نماز) نبی اکرم ﷺ نے مجھے بلایا' میں حاضر نہ ہوا' میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اس وقت نماز پڑھ رہا تھا' آپ نے فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا: (آیت) ''استجیبوا اللہ وللرسول اذا دعاکم''۔ (الانفال: ٢٤) اللہ اور رسول کے بلانے پر (فوراً) حاضر ہو جاؤ''۔ پھر فرمایا: سنو! میں

تم کو مسجد سے باہر نکلنے سے پہلے قرآن کی سب سے عظیم سورت کی تعلیم دوں گا' پھر میرا ہاتھ پکڑ لیا' جب ہم نے باہر نکلنے کا ارادہ کیا تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے فرمایا تھا: میں تم کو قرآن کی سب سے عظیم سورت کی تعلیم دوں گا' آپ نے فرمایا: (آیت) ''الحمد للہ رب العلمین'' ۔ یہ سبع مثانی ہے اور قرآن عظیم ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔

(صحیح بخاری ج ٢ ص ٧٤٩ 'مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' کراچی' ١٣٨١ھ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید کی سب سے عظیم سورت' سورت فاتحہ ہے' اور اس کا نام ''السبع المثانی'' بھی ہے اور یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر نماز کے دوران بلائیں' تب بھی آنا واجب ہے' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہونے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔

نیز امام بخاری روایت کرتے ہیں:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں تھے' ہم نے ایک جگہ قیام کیا' ایک لڑکی نے آکر کہا کہ قبیلہ کے سردار کو ایک بچھو نے ڈس لیا ہے اور ہمارے لوگ حاضر نہیں ہیں' کیا تم میں سے کوئی شخص دم کر سکتا ہے؟ ہم میں سے ایک شخص اس کے ساتھ گیا جس کو اس سے پہلے ہم دم کرنے کی تہمت نہیں لگاتے تھے' اس نے اس شخص پر دم کیا جس سے وہ تندرست ہو گیا' اور اس سردار نے اس کو تیس بکریاں دینے کا حکم دیا' اور ہم کو دودھ پلایا' جب وہ واپس آیا تو ہم نے اس سے پوچھا: کیا تم پہلے دم کرتے تھے؟ اس نے کہا: نہیں' میں نے تو صرف ام الکتاب (سورہ فاتحہ) پڑھ کر دم کیا ہے' ہم نے کہا: اب اس کے متعلق کوئی بحث نہ کرو' حتیٰ کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کے متعلق پوچھ لیں' ہم مدینہ پہنچے تو ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو کیا معلوم کہ یہ دم ہے' (ان بکریوں کو) تقسیم کرو' اور ان میں سے میرا حصہ بھی نکالو۔ (صحیح بخاری ج ٢ ص ٧٤٩ 'مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' کراچی' ١٣٨١ھ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سورۃ فاتحہ پڑھ کر شخص پر دم کرنا جائز ہے' اس لیے سورت کو ''سورۃ الرقیہ'' اور ''سورۃ الشفاء'' بھی کہتے ہیں' اور اس حدیث میں یہ تصریح بھی ہے کہ اس سورت کو ''ام الکتاب'' بھی کہتے ہیں' اور یہ کہ قرآن پڑھ کر دم کرنے کی اجرت لینا جائز ہے اور اس قرآن مجید اور کتب دینیہ پر اجرت لینے کا بھی جواز ہے' اور اس میں مصحف کو قیمۃً فروخت کرنے اور مصحف کی کتابت پر اجرت لینے کا بھی جواز ہے اور یہ کہ استاد کی تعلیم سے تلمیذ کو جو آمدنی ہو اس میں استاذ کا بھی حصہ ہوتا ہے۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ اب کسی بیمار کو سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کیا جائے اور وہ شفاء نہ پائے تو اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دم کرنے والے میں روحانیت کی کمی ہے' سورۃ فاتحہ کے شفاء ہونے میں کوئی کمی نہیں ہے۔

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابی! اور وہ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے' حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے مڑ کر دیکھا اور حاضر نہیں

ہوئے' حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے جلدی جلدی نماز پڑھی' پھر رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ''السلام علیك یارسول اللہ!'' رسول ﷺ نے فرمایا: ''وعلیك'' اے ابی! جب میں نے جو میری طرف وحی فرمائی ہے کیا تمہیں اس میں یہ حکم نہیں ملا' (آیت) ''استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم''۔ (الانفال: ۲٤) جب اللہ اور رسول تمہیں اس چیز کی طرف بلائیں جو تمہیں زندہ کر دے گی تو (فوراً) حاضر ہو جاؤ۔'' حضرت ابی نے کہا: کیوں نہیں؟ اور میں ان شاء اللہ دوبارہ ایسا نہیں کروں گا' آپ نے فرمایا: کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ میں تم کو ایسی سورت کی تعلیم دوں' جس کی مثل تورات میں نازل ہوئی نہ انجیل میں' نہ زبور میں نہ قرآن میں؟ میں نے کہا: جی! یارسول اللہ! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نماز میں کس طرح پڑھتے ہو؟ تو انہوں نے ام القرآن (سورہ فاتحہ) پڑھی' رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے! اس کی مثل تورات میں نازل ہوئی ہے نہ انجیل میں' نہ زبور میں نہ فرقان میں' یہ ''السبع من المثانی'' (دو دو بار پڑھی جانے والی سات آیتیں) ہے اور وہ قرآن عظیم ہے جو مجھے دیا گیا ہے' یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(جامع ترمذی ص ٤٠٨' مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب' کراچی)

اس حدیث کو امام بغوی نے بھی اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے' نیز وہ اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں:

''السبع من المثانی'' میں ''من'' زائدہ ہے' اس سے مراد سورۃ فاتحہ ہے جس کی سات آیتیں ہیں' اور اس کو مثانی اس لیے کہتے ہیں کہ ہر نماز میں سورۃ فاتحہ کو دو بار پڑھا جاتا ہے، ایک قول یہ ہے کہ مثانی استثناء سے ماخوذ ہے' کیونکہ اس سورت کے ساتھ یہ امت مستثنیٰ ہے، اس امت سے پہلی امتوں پر یہ سورت نازل نہیں کی گئی، ایک قول یہ ہے کہ یہ ثنا سے ماخوذ ہے' کیونکہ اس سورت میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا ہے' اور ایک قول یہ ہے کہ مثانی سے مراد قرآن مجید ہے جیسا کہ اس آیت میں ہے:

(آیت) ''اللہ نزل احسن الحدیث کتبا متشابھا مثانی''۔ (الزمر: ۲۳) اللہ نے بہترین کلام نازل فرمایا' ایسی کتاب جس کی آیتیں آپس میں متشابہ ہیں بار بار دہرائی ہوئی ہیں۔ تمام قرآن کو مثانی اس لیے کہا گیا ہے کہ اس میں قصص اور امثال کو دہرایا گیا ہے اس تقدیر پر ''السبع من المثانی'' کا معنی ہے: قرآن کریم کی سات آیتیں اور ایک قول یہ ہے کہ مثانی سے مراد قرآن مجید کی وہ سورتیں ہیں جن میں سو سے کم آیتیں ہوں۔

اور اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے سے نماز باطل نہیں ہوتی' کیونکہ تم ''السلام علیك ایھا النبی'' کہہ کر نماز میں حضور سے خطاب کرتے ہو' جب کہ کسی اور کے ساتھ نماز میں خطاب کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔ (شرح السنۃ ج ۳ ص ۱۵-۱٤)

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا، میرے اور میرے بندے کے درمیان صلوٰۃ (سورۃ فاتحہ) کو آدھا آدھا تقسیم کر دیا گیا ہے' اور میرے بندہ کے لیے وہ چیز ہے جس کا وہ سوال کرے' اور

جب بندہ کہتا ہے (آیت) "الحمد لله رب العالمين"۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میرے بندہ نے میری حمد کی اور جب وہ کہتا ہے: "الرحمن الرحيم" تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندہ نے میری ثناء کی اور جب وہ کہتا ہے، (آیت) "مالك يوم الدين" تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندہ نے میری تعظیم کی، اور ایک بار فرمایا، میرے بندہ نے (خود) کو میرے سپرد کر دیا اور جب وہ کہتا ہے (آیت) "اياك نعبد واياك نستعين" تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، یہ میرے اور میرے بندہ کے درمیان ہے اور میرے بندہ کے لیے وہ ہے جس کا وہ سوال کرے، اور جب وہ کہتا ہے: (آیت) "اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين"۔ تو اللہ تعالیٰ فرمایا ہے، یہ میرے بندہ کے لیے ہے اور میرے بندہ کے لیے وہ چیز ہے جس کا وہ سوال کرے۔ (صحیح مسلم ج ا ص ۱۷۰-۱۶۹ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

اس حدیث میں سورۃ فاتحہ کا ذکر ہے اور اس کے شروع میں "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کا ذکر نہیں ہے اس سے علماء احناف اور مالکیہ نے یہ استدلال کیا ہے کہ "بسم اللہ الرحمن الرحیم" سورۃ فاتحہ کا جز نہیں ہے اور یہ ان کی بہت قوی دلیل ہے فقہاء شافعیہ نے اس کے جواب میں جو تاویلات کی ہیں وہ بہت ضعیف ہیں ہم نے "شرح صحیح مسلم" جلد اول میں ان کا ذکر کر کے ان کا رد کیا ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جس وقت جبرائیل (علیہ السلام) نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو انہوں نے اوپر کی جانب سے ایک چرچراہٹ کی آواز سنی حضرت جبرائیل نے کہا: یہ آسمان کا ایک دروازہ ہے جو آج کھولا گیا ہے اور آج سے پہلے کبھی نہیں کھولا گیا۔ اس دروازہ سے ایک فرشتہ نازل ہوا حضرت جبرائیل (علیہ السلام) نے کہا: یہ فرشتہ جو زمین کی طرف نازل ہوا ہے یہ آج سے پہلے کبھی نازل نہیں ہوا تھا اس فرشتہ نے آ کر سلام کیا اور کہا: آپ کو دو نوروں کی بشارت ہو جو آپ دیئے گئے ہیں اور آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیئے گئے (ایک نور) فاتحۃ الکتاب ہے اور (دوسرا) سورۃ بقرہ کی آخری آیتیں ہیں ان میں سے جس حرف کو بھی آپ پڑھیں گے وہ آپ کو دے دیا جائے گا۔

(سنن نسائی ج ۵ ص ۱۳-۱۲ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

امام دارمی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں:

عبدالملک بن عمیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فاتحۃ الکتاب سے ہر بیماری کی شفاء ہے۔

(سنن دارمی ج ۲ ص ۳۲۰ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان)

حافظ نور الدین الہیثمی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: حضرت ابو زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ مدینہ کے کسی راستہ میں جا رہا تھا آپ نے ایک شخص کی آواز سنی جو تہجد کی نماز میں ام القرآن (سورہ فاتحہ) پڑھ رہا تھا نبی کریم ﷺ کھڑے ہو کر اس سورت کو سنتے رہے حتیٰ کہ اس نے وہ سورت ختم کر لی، آپ نے فرمایا: قرآن میں اس کی مثل (اور

کوئی سورت) نہیں ہے' امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو"معجم اوسط" میں روایت کیا ہے' اس کی سند میں ایک راوی حسن بن دینار ضعیف ہے۔ (مجمع الزوائد ج٦ ص ٣١٠' مطبوعہ دار الکتاب العربی' بیروت' ١٤٠٢ھ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس دن فاتحۃ الکتاب (سورہ فاتحہ) نازل ہوئی اس دن ابلیس بہت رویا تھا اور یہ سورت مدینہ میں نازل ہوئی تھی اس حدیث کو امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے"معجم اوسط" میں روایت کیا ہے اور اسکی سند صحیح ہے۔

(مجمع الزوائد ج٦ ص ٣١١' مطبوعہ دار الکتاب العربی' بیروت' ١٤٠٢ھ)

سورہ فاتحہ کے مقام نزول کا بیان

سورہ فاتحہ کے نزول کے متعلق متعدد روایات ہیں' بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۃ فاتحہ مکہ میں نازل ہوئی ہے اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مدینہ میں نازل ہوئی ہے' اس لیے محققین کا یہ موقف ہے کہ یہ سورت دو بار نازل ہوئی ایک بار مکہ میں اور ایک بار مدینہ میں۔ علامہ سیوطی نے ان تمام روایات کو جمع کر دیا ہے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: واحدی نے"اسباب النزول" میں اور ثعلبی نے اپنی تفسیر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سورۃ فاتحہ مکہ میں ایک خزانہ سے نازل ہوئی ہے جو عرش کے نیچے ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے"مصنف" میں اور ابونعیم اور بیہقی دونوں نے اپنی اپنی"دلائل النبوۃ" اور واحدی اور ثعلبی نے از ابی میسرہ از عمرو بن شرجیل روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جب میں خلوت میں ہوتا ہوں تو ایک آواز سنتا ہوں' بہ خدا! آپ امانت کو ادا کرتے ہیں' صلہ رحمی کرتے ہیں اور سچ بولتے ہیں' اسی اثناء میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے، اس وقت گھر میں رسول اکرم ﷺ نہیں تھے' حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے انکو بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا تھا' اور کہا: آپ (سیدنا) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ ورقہ کے پاس جائیں، جب رسول اکرم ﷺ آئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ ورقہ کے پاس چلیں' آپ نے پوچھا: تم کو کس نے بتایا؟ انہوں نے کہا: حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہ) نے پھر دونوں ورقہ کے پاس گئے' اور اس کو واقعہ سنایا' آپ نے فرمایا: جب میں خلوت میں تھے تو آپ کو آواز آئی: یا محمد! کہیے:"بسم اللہ الرحمن الرحیم، الحمد للہ رب العلمین" اور اس کو"و لا الضالین"۔ تک پڑھا' اور کہا: کہیے:"لا الہ الا اللہ" پھر آپ ورقہ کے پاس گئے اور اس کو یہ واقعہ سنایا' ورقہ نے کہا: آپکو بشارت ہو' میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ وہی ہیں جس کے آنے کی ابن مریم (علیہ السلام) کو بشارت دی گئی تھی اور آپ کے پاس حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے ناموس کی مثل ہے' اور آپ نبی مرسل ہیں۔

امام ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ جب بنوسلمہ کے جوان مسلمان ہوئے اور عمرو بن جموح کا بیٹا مسلمان ہوا تو عمرو کی بیوی نے عمرو سے کہا: تم اپنے بیٹے سے پوچھو وہ اس شخص سے کیا روایت کرتے ہیں؟ عمرو نے اپنے بیٹے سے کہا: مجھے اس شخص کا کلام سناؤ تو اس کے بیٹے نے پڑھا: (آیت)"الحمد للہ رب العلمین" اور

''الصراط المستقیم''۔ تک پڑھا اس نے کہا: یہ کتنا حسین اور جمیل کلام ہے کیا اس کا سارا کلام اسی طرح ہے؟ اس کے بیٹے نے کہا: اے ابا! اس سے بھی زیادہ حسین ہے، اور یہ ہجرت سے پہلے واقعہ ہے ان تینوں روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۃ فاتحہ مکہ میں نازل ہوئی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے ''مصنف'' میں ابوسعید بن اعرابی نے ''معجم'' میں اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اوسط'' میں مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب فاتحۃ الکتاب نازل ہوئی تو ابلیس خوب رویا اور یہ مدینہ میں نازل ہوئی تھی۔

وکیع اور فریابی نے اپنی تفسیروں میں ابوبکر بن انباری نے ''فضائل قرآن'' میں امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے ''مصنف'' میں عبد بن حمید اور ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں ابوبکر بن انباری نے ''کتاب المصاحف'' میں ابوالشیخ نے ''العظمۃ'' میں اور ابونعیم نے ''حلیہ'' میں مجاہد سے روایت کیا ہے کہ فاتحۃ الکتاب مدینہ میں نازل ہوئی ہے۔

وکیع رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ فاتحۃ الکتاب مدینہ میں نازل ہوئی ہے۔

(الدر المنثور ج ۱ ص ۳ مطبوعہ مکتبہ آیۃ اللہ العظمیٰ ایران)

بَابُ مَنْ قَالَ: هِيَ مِنَ الطُّوَلِ

باب: جو شخص اس بات کا قائل ہے: یہ طویل سورتوں میں سے ایک ہے۔

1459 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِينِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: أُوتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي الطُّوَلِ، وَأُوتِيَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَام سِتًّا، فَلَمَّا أَلْقَى الْأَلْوَاحَ، رُفِعَتْ ثِنْتَانِ، وَبَقِيَ أَرْبَعٌ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سات آیات دی گئیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چھ آیات دی گئی تھیں جب انہوں نے تختیاں زمین پر رکھ دی تھیں، تو ان میں سے دو کو اٹھا لیا گیا اور چار باقی رہ گئی تھیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي آيَةِ الْكُرْسِيِّ

باب: آیت الکرسی کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1460 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ إِيَاسٍ، عَنْ أَبِي السَّلِيلِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَبَاحٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَبَا الْمُنْذِرِ، أَيُّ آيَةٍ مَعَكَ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ أَعْظَمُ؟ قَالَ: قُلْتُ: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: أَبَا الْمُنْذِرِ، أَيُّ آيَةٍ مَعَكَ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ أَعْظَمُ؟ قَالَ: قُلْتُ: (اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ) (البقرة: 255). قَالَ:

فَضَرَبَ فِي صَدْرِي، وَقَالَ: لِيَهْنِ لَكَ يَا أَبَا الْمُنْذِرِ الْعِلْمُ

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: اے ابومنذر! تمہارے نزدیک قرآن کی کون سی آیت سب سے زیادہ عظیم ہے؟ حضرت ابی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابومنذر! تمہارے نزدیک اللہ تعالیٰ کی کتاب کی کون سی آیت سب سے عظیم ہے؟ راوی کہتے ہیں: میں نے عرض کی: اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم۔ راوی کہتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور ارشاد فرمایا: اے ابومنذر! تمہیں اس بات کا علم مبارک ہو۔

شرح

قرآن مجید کا اسلوب یہ ہے کہ توحید رسالت اور آخرت سے متعلق عقائد اور مختلف احکام شرعیہ کو بار بار ایک دوسرے کے بعد دہراتا رہتا ہے مسلسل عقائد کا ذکر جاری رہتا ہے نہ متواتر احکام کا' تا کہ قاری کا ذہن اکتاہٹ کا شکار نہ ہو' اس لیے اللہ تعالیٰ عقائد کے مضمون کے بعد احکام کا مضمون شروع کر دیتا ہے اور عقائد میں بھی توحید رسالت اور آخرت کے مضمون کا تنوع ہے اور اسی طرح احکام کا مضمون شروع کر دیتا ہے اور عقائد میں بھی توحید رسالت اور آخرت کے مضمون کا تنوع ہے اور اسی طرح احکام میں بھی مختلف انواع کے حکم کا ایک دوسرے کے بعد ذکر فرماتا ہے تا کہ قاری یکسانیت کا شکار نہ ہو اور ہر بار اس کو غور و فکر کی نئی راہیں ملیں۔ اس سے پہلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا تھا کہ نجات کا مدار انسان کے اعمال صالحہ پر ہے اور قیامت کے دن اس کا مال' اس کی دوستی اور کسی کی سفارش کام نہیں آئے گی اور یہ فرمایا تھا کہ تمام رسل علیہم السلام کے مراتب اور درجات اگرچہ متفاوت اور مختلف ہیں لیکن تمام رسولوں کی دعوت اور ان کا پیغام واحد ہے اور ان کا دین واحد ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ کو واحد مانو اور صرف اسی کی عبادت کرو۔

آیت الکرسی کے مفردات جملوں کی تشریح کا بیان

اللہ: یہ اللہ تعالیٰ کا اسم ذاتی ہے۔ اس کا معنی ہے: وہ ذات جو واجب الوجود (قدیم بالذات) ہو تمام صفات کمالیہ کی جامع ہو اور تمام نقائص سے بری ہو اور عبادت کی مستحق ہے۔

رحمۃ اللہ علیہا لحی: جو ہمیشہ سے از خود زندہ ہو' اپنی حیات میں کسی کا محتاج نہ ہو' اور ہمیشہ زندہ رہے' اور کبھی اس پر موت نہ آئے۔

القیوم: جو از خود قائم ہو' دوسروں کا قائم کرنے والا ہو' جو تمام کائنات کو قائم رکھے ہوئے ہے اور ان کے نظام کی تدبیر فرماتا ہے۔ (آیت) ومن ایتہ ان تقوم السماء والارض بامرہ"۔ (الروم: ۲۵) اور اللہ کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہیں"۔

اونگھ اور نیند سے بری: تھکاوٹ اور سستی سے غفلت کی جو کیفیت طاری ہوتی ہے وہ اونگھ ہے اور یہ نیند کا مقدمہ ہے اور نیند کا معنی ہے: دماغ کے اعصاب کا ڈھیلا پڑ جانا جس کے بعد علم اور ادراک معطل ہو جاتا ہے اور حواس کا شعور اور ادراک بھی موقوف ہو جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حق میں یہ معنی محال ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لیے غفلت محال ہے' اور اس عظیم کائنات کا موجد اور

اس کے نظام کو جاری رکھنے والا ہے اور ہر آن اور ہر لحہ اس کائنات میں تبدیلی اور تغیر واقع ہو رہا ہے اور اس کے علم اور اس کی توجہ سے ہو رہا ہے' وہ ہر وقت ہر چیز کے ہر حال کا عالم ہے' بے خبر اور سونے والا نہیں ہے۔

آسمانوں اور زمینوں کی ہر چیز اس کی ملکیت ہے: تمام آسمانوں اور زمینوں کی مخلوق' سب اس کے بندے اور اس کی ملکیت ہیں' ہر چیز اس کی قدرت اور اس کی مشیت کے تابع ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(آیت) ''ان کل من فی السموت والارض الا اتی الرحمن عبدا''۔ (مریم:۹۳)

ترجمہ: آسمانوں اور زمینوں میں ہر ایک رحمان کے حضور عبد بن کر حاضر ہوگا۔

اس کی اجازت کے بغیر اس کے حضور شفاعت نہیں ہوگی: اللہ تعالیٰ کی عظمت' جلالت اور اس کی کبریائی کا یہ تقاضا ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر کوئی شخص اس کے حضور شفاعت نہیں کر سکے گا' حشر کے دن تمام انبیاء' رسل' اولیاء' علماء اور شہداء اللہ تعالیٰ کے جلال سے سہمے ہوئے ہوں گے اس دن ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوں گے' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھایئے' آپ کہیے آپ کی بات سنی جائے گی' آپ شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول ہوگی' پھر اللہ تعالیٰ ایک حد مقرر فرمائے گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حد کی مطابق شفاعت فرمائیں گے' یہ حدیث تفصیل کے ساتھ باحوالہ (آیت) ''ورفع بعضھم درجت'' کی تفسیر میں گزر چکی ہے۔

اس کا علم ہر چیز کو محیط ہے اور لوگوں کو اتنا ہی علم ہے جتنا اس نے دیا: اللہ تعالیٰ کا علم تمام کائنات کے ماضی' حال اور مستقبل کو محیط ہے' وہ دنیا اور آخرت کے تمام امور کو تفصیلا جانتا ہے' اس کو ایک ذرہ کا علم بھی غیر متناہی وجوہ سے ہوتا ہے' مثلا ایک ذرہ کو کتنے انسانوں' کتنے جانوروں' کتنے جنات اور کتنے فرشتوں نے دیکھا' اس ایک ذرہ کی دیگر ذرات کے ساتھ کتنی نسبتیں ہیں' اس پر کتنے ہوا کے جھونکے اور کتنے بارش کے قطرے گزرے' اس میں کتنے فائدے' کتنے نقصانات' کتنی حکمتیں ہیں' اس ذرہ کی کتنی عمر ہے' وہ کہاں کہاں رہا اور ایسی بے شمار وجوہ ہیں' تمام کائنات کا علم تو الگ رہا ایک ذرہ کے متعلق اللہ کا علم کتنا وسیع ہے انسان کی عقل اس کا تصور بھی نہیں کر سکتی' مخلوق کو اتنا ہی علم ہوتا ہے جتنا وہ عطا فرماتا ہے۔

اس کی کرسی تمام آسمانوں اور زمینوں کو محیط ہے: کرسی کی کئی تفسیریں کی گئی ہیں' کرسی سے مراد علم ہے' اسی وجہ سے علماء کو بھی کراسی کہتے ہیں' یا اس لیے کہ انسان کرسی پر ٹیک لگاتا ہے اور اعتماد کرتا ہے اور علماء کا اعتماد بھی علم پر ہوتا ہے' ایک قول یہ ہے کہ کرسی سے مراد عظمت ہے' ایک قول یہ ہے کہ کرسی سے مراد ملک اور حکومت ہے۔ امام مقدسی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ اللہ کی کرسی تمام آسمانوں اور زمینوں کو محیط ہے اور وہ اس طرح چرچراتی ہے جیسے نیا پالان سواروں کے بوجھ سے چرچراتا ہے۔

(الاحادیث المختارہ ج۱ ص ۲۲۸' مطبوعہ مکتبۃ النھضۃ الحدیثۃ' مکہ مکرمہ' ۱۴۱۰ھ)

کرسی کے متعلق حافظ سیوطی نے بہت احادیث ذکر ہیں' ہم ان میں سے چند احادیث ذکر کر رہے ہیں:

امام ابن المنذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اگر سات آسمانوں اور سات زمینوں کو بچھا دیا جائے تب بھی وہ کرسی کے مقابلہ میں اس طرح ہیں جیسے ایک انگشتری کسی وسیع میدان میں پڑی ہو۔

امام ابن جریر' امام ابن مردویہ اور امام بیہقی نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کرسی کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: اے ابوذر! سات آسمان اور سات زمینیں کرسی کے مقابلے میں اس طرح ہیں جیسے کسی جنگل میں انگوٹھی کا چھلہ پڑا ہوا اور عرش کی فضیلت کرسی پر اس طرح ہے جیسے جنگل کی فضیلت اس انگوٹھی کے چھلے پر ہے۔

امام ابوالشیخ نے ابو مالک سے روایت کیا ہے کہ کرسی عرش کے نیچے ہے۔

(الدرالمنثور ج ۲ ص ۳۱۳-۳۱۲ مطبوعہ مکتبہ آیۃ اللہ العظمی ایران)

علامہ آلوسی حنفی لکھتے ہیں: کرسی کا معنی ہے: جس پر کوئی شخص بیٹھے اور بیٹھنے کے بعد اس میں جگہ نہ بچے اور یہاں یہ کلام بہ طور تمثیل ہے' ورنہ کوئی کرسی ہے نہ کوئی بیٹھنے والا' اکثر متاخرین نے یہی کہا ہے تا کہ اللہ کے لیے جسم ہونا لازم نہ آئے' اور احادیث میں بھی استعارہ ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے' اور حق وہی ہے جو احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور توہم جسمیت کا کوئی اعتبار نہیں ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کی بہت سی صفات کا انکار لازم لازم آئے گا اور متقدمین نے یہ کہا کہ یہ متشابہات میں سے ہے اور حقیقت میں اس سے کیا مراد ہے اس کا علم اللہ ہی کو ہے۔ (روح المعانی ج ۳ ص ۱۰' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

آسمانوں اور زمینوں کی حفاظت اللہ کو نہیں تھکاتی

آسمانوں اور زمینوں کی حفاظت اللہ پر بھاری اور دشوار نہیں ہے بلکہ اللہ کے نزدیک بہت سہل اور آسان ہے' وہ ہر چیز کو قائم رکھنے والا اور ہر چیز کا محافظ اور نگہبان ہے' وہ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے' اس کا ارادہ اٹل ہے اور جس کا وہ ارادہ کر لے اس کو ضرور کر گزرتا ہے وہ ہر چیز پر غالب ہے اور ہر شے سے بلند اور برتر ہے۔ اور وہی سب سے عظیم ہے' کبریائی اور بڑائی اسی کو زیبا ہے۔

آیت الکرسی کے فضائل کا بیان

حافظ سیوطی بیان کرتے ہیں: امام احمد' امام مسلم' امام ابوداؤد اور امام حاکم' حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے (امتحاناً) سوال کیا کہ کتاب اللہ کی کون سی آیت سب سے عظیم ہے؟ انہوں نے کہا: آیۃ الکرسی! آپ نے فرمایا: اے ابوالمنذر! تم کو یہ علم مبارک ہو۔

امام بخاری نے اپنی ''تاریخ'' میں' امام طبرانی اور امام ابونعیم نے مستند راویوں سے روایت کیا ہے: حضرت ابن الاسقع بکری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم سے ایک شخص نے پوچھا کہ قرآن مجید کی کوئی سی آیت سب سے عظیم ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (آیت) ''اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم''۔ (البقرہ: ۲۵۵) اور پوری آیت پڑھی۔

امام بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی کو پڑھا' اللہ تعالیٰ اس کو دوسری نماز تک اپنی حفاظت میں رکھتا ہے اور آیت الکرسی کی حفاظت صرف نبی' صدیق یا شہید ہی کرتا ہے۔

امام بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ہر نماز کے بعد آیت الکرسی کو پڑھے اس کو جنت میں داخل ہونے سے موت کے سوا اور کوئی چیز مانع نہیں ہوگی اور وہ مرتے ہی جنت میں داخل ہو جائے گا۔ (امام

نسائی از حضرت ابو امامہ سنن کبریٰ ج ٦ ص ... عمل الیوم واللیلۃ ص ... طبرانی از حضرت ابو امامہ معجم کبیر ج ٨ ص ... مسند ... ج ... ص ...
عمدہ ... امام ابن السنی عمل الیوم واللیلۃ ص ... حافظ الہیثمی مجمع الزوائد ج ... ص ...)

امام بخاری' امام نسائی' اور امام ابو نعیم نے ''دلائل'' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے زکوٰۃ کی حفاظت پر مامور کیا' ایک شخص آیا اور مٹھی بھر طعام لے جانے لگا' میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا: میں تجھے ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤں گا' اس نے کہا: مجھے چھوڑ دو' میں محتاج اور عیال دار ہوں اور مجھے بڑی سخت ضرورت تھی' میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ گزشتہ رات کے تمہارے قیدی کا کیا ہوا؟ میں نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نے اپنی سخت حاجت بیان کی' مجھے اس پر ترس آیا اور میں نے اس کو چھوڑ دیا' آپ نے فرمایا: وہ جھوٹا ہے اور وہ پھر آئے گا' مجھے یقین ہو گیا کہ وہ پھر آئے گا تو میں اس کی گھات لگا کر بیٹھا' وہ آیا اور مٹھی بھر طعام لے جانے لگا' میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا: میں تجھے ضرور رسول اللہ کے پاس لے جاؤں گا' اس نے کہا: مجھے چھوڑ دو' میں ضرورت مند اور عیال دار ہوں' میں دوبارہ نہیں آؤں گا' مجھے اس پر ترس آیا اور میں نے اس کو چھوڑ دیا' صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گزشتہ رات کے تمہارے قیدی کا کیا ہوا؟ میں نے کہا: یا رسول اللہ! اس نے اپنی اور اپنے عیال کی سخت مجبوری بیان کی' مجھے ترس آیا اور میں نے اس کو چھوڑ دیا آپ نے فرمایا: وہ جھوٹا ہے اور پھر آئے گا۔ میں تیسری رات پھر اس کی گھات میں بیٹھا' وہ آیا اور پھر مٹھی بھر کے طعام لے جانے لگا' میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا: آج آخری بار ہے' میں تجھ کو ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤں گا' تو یہ کہتا ہے کہ میں نہیں آؤں گا اور پھر آ جاتا ہے' اس نے کہا: مجھے چھوڑ دو میں تم کو چند ایسے کلمات بتاتا ہوں جن سے تم کو نفع ہوگا' میں نے پوچھا: وہ کون سے کلمات ہیں؟ اس نے کہا: جب تم بستر پر جاؤ تو آیۃ الکرسی پڑھنا تو صبح تک اللہ تمہاری حفاظت کرے گا اور تمہارے پاس صبح تک شیطان نہیں آئے گا' صبح کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہے تو وہ جھوٹا لیکن یہ بات اس نے سچ کہی ہے۔

امام ابن الضریس نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ جو شخص بستر پر لیٹ کر آیۃ الکرسی پڑھتا ہے صبح تک دو فرشتے اس کی حفاظت کرتے رہتے ہیں۔ (الدر المنثور ج ١ ص ٣٢٧-٣٢٢ ''مطبوعہ مکتبہ آیۃ اللہ العظمی ایران)

کرسی پر بیٹھنے کی تحقیق

آیۃ الکرسی کی اس بحث میں ہم کرسی پر بیٹھنے کا شرعی حکم بیان کرنا چاہتے ہیں کیونکہ بعض علماء نے اس مسئلہ میں تشدد کیا ہے اور کرسی پر بیٹھنے کو ناجائز اور مکروہ تحریمی لکھا ہے اور بعض علماء نے کرسی پر بیٹھنے کو بدعت کہا ہے۔

علامہ ابو طالب مکی لکھتے ہیں:

پہلے صوفیاء کے بیٹھنے کا طریقہ یہ تھا کہ وہ مجتمع ہو کر گھٹنوں کو کھڑا کر لیتے تھے' بعض اپنے قدموں پر بیٹھتے اور اپنی کہنیاں گھٹنوں پر رکھ لیتے' خصوصاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے زمانہ سے علماء دین کا یہی طریقہ تھا۔ حسن بصری کے زمانہ سے لے کر ابو القاسم جنید تک صوفیاء کا یہی طریقہ تھا' اس وقت تک کرسیاں نہیں ہوتی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی یہی مروی ہے کہ آپ اکڑوں بیٹھتے تھے اور گھٹنوں کے گرد کلائیوں سے حلقہ بنا لیتے اور ایک روایت میں ہے کہ قدموں پر بیٹھتے تھے اور کلائیاں گھٹنوں پر رکھ لیتے تھے۔

صوفیاء میں سے جوشخص سب سے پہلے کرسی پر بیٹھا وہ مصر کے یحیٰی بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ تھے اور بغداد میں ان کی موافقت ابوحمزہ نے کی اور مشائخ نے ان کی مذمت کی۔ کرسی پر بیٹھنا ان عارفین کی سیرت سے نہیں ہے جو علم معرفت میں کلام کرتے ہیں چارزانو (آلتی پالتی مار کر بیٹھنا) نحویوں‘ لغویوں‘ دنیادار علماء اور مفتیوں کا طریقہ ہے اور یہ متکبرین کی وضع ہے اور تواضع کا طریقہ سمٹ کر یا جڑ کر بیٹھنا ہے۔ (قوت القلوب ج۱ص ۱٦٦‘ مطبوعہ مطبعہ میمنۂ مصر‘ ۱۳۰٦ھ)

علامہ ابوطالب مکی کی عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ کرسی پر بیٹھنا اور چارزانو بیٹھنا جنید بغدادی کے بعد صوفیاء میں شروع ہوا عہد صحابہ سے لے کر جنید تک یہ طریقہ نہیں تھا‘ سو یہ بدعت اور سنت کے خلاف ہے اور متکبرین کے بیٹھنے کا طریقہ ہے۔

علامہ ابوطالب مکی کی رائے صحیح نہیں ہے بلکہ کتاب وسنت کے خلاف ہے‘ کرسی پر بیٹھنا انبیاء علیہم السلام‘ فرشتوں اور صحابہ کا طریقہ ہے اور چارزانوں بیٹھنا بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے‘ پہلے ہم کرسی پر بیٹھنے کے متعلق بحث کریں گے اس کے بعد چار زانو بیٹھنے پر گفتگو کریں گے۔

کرسی کا لغوی معنی

علامہ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں: کرسی لغت میں اس چیز کو کہتے جس پر ٹیک لگا کر بیٹھا جاتا ہے‘ ثعلب نے کہا: کرسی وہ ہے جو عرب کے نزدیک بادشاہوں کی کرسی کی حیثیت سے معروف ہے (ٹیک لگانے کی قید سے کرسی تخت سے ممتاز ہوگئی)

(لسان العرب ج٦ ص۱۹٤‘ مطبوعہ نشر ادب الحوزۃ‘ قم‘ ایران ۱٤۰۵ھ)

علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں: زمخشری نے کہا ہے کہ کرسی وہ ہے جس پر بیٹھنے کے بعد مقعد سے زائد جگہ نہ بچے (یہ تخت اور کرسی میں فرق ہے‘ تخت پر بیٹھنے کے بعد جگہ باقی رہتی ہے اور کرسی میں نہیں رہتی)۔

(عمدۃ القاری ج۱ص ٦٦‘ ج۹ص ۲۳۷‘ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ۱۳٤۸ھ)

قرآن مجید‘ احادیث اور آثار سے کرسی پر بیٹھنے اور چارزانو بیٹھنے کا جواز

قرآن مجید سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) کرسی پر بیٹھتے تھے: (آیت) ”ولقد فتنا سلیمن والقینا علی کرسیہ جسدا“۔ (ص:۳٤)

ترجمہ: اور بے شک ہم نے سلیمان کی آزمائش کی اور ان کی کرسی پر ایک جسم ڈال دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرائیل کو ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے دیکھا‘ امام بخاری روایت کرتے ہیں:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس وقت میں جارہا تھا تو میں نے آسمان سے ایک آواز سنی‘ میں نے نظر اوپر اٹھائی تو دیکھا کہ جو فرشتہ میں نے حرا میں دیکھا تھا وہ زمین وآسمان کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ (صحیح بخاری ج۱ص ۳‘ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع‘ کراچی‘ ۱۳۸۱ھ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بھی کرسی پر بیٹھے ہیں‘ امام مسلم روایت کرتے ہیں: حضرت ابورفاعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا' اس وقت آپ خطبہ دے رہے تھے' میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ایک مسافر آیا ہے وہ دین کے متعلق سوال کر رہا ہے وہ نہیں جانتا کہ اس کا دین کیا ہے؟ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ چھوڑ کر میری طرف متوجہ ہو گئے حتیٰ کہ میرے پاس آئے' ایک کرسی لائی گئی' آپ اس پر بیٹھ گئے' میرا گمان ہے کہ اس کے پائے لوہے کے تھے' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے دیئے ہوئے علم سے مجھے دین کی تعلیم دی پھر آ کر اپنا خطبہ مکمل کیا۔

(صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۸۷ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' کراچی' ۱۳۷۵ھ)

علامہ نووی نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرسی پر اس لیے بیٹھے تھے کہ سب لوگ آپ کا کلام سنیں اور آپ کی زیارت کریں۔ (علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ' شرح مسلم ج ۱ ص ۲۸۷ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' کراچی' ۱۳۷۵ھ)

اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ (امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ' مسند احمد ج ۵ ص ۸۰ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت' ۱۳۹۸ھ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں بھی کرسی تھی' امام احمد روایت کرتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گزشتہ رات میں نے گھر میں آہٹ سنی تو باہر جبرائیل (علیہ السلام) تھے' میں نے کہا: آپ گھر کے اندر کیوں نہیں آتے؟ کہا: گھر میں کتا ہے' میں نے گھر جا کر دیکھا تو کرسی کے نیچے حسن کے کتے کا بچہ تھا۔

(مسند احمد ج ۱ ص ۱۰۷' مطبوعہ مکتب اسلامی' بیروت' ۱۳۹۸ھ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی کرسی پر بیٹھے تھے' امام بخاری روایت کرتے ہیں:

ابو وائل بیان کرتے ہیں کہ میں شیبہ کے ساتھ کعبہ میں کرسی پر بیٹھا اور کہا: اس بیٹھنے کی جگہ پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی بیٹھے تھے۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۱۷' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' کراچی' ۱۳۸۱ھ) ج

اور متعدد احادیث میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی کرسی پر بیٹھے تھے امام نسائی روایت کرتے ہیں:

عبد خیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے کرسی لائی گئی اور وہ اس پر بیٹھے۔

(سنن نسائی ج ۱ ص ۲۷ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب' کراچی)

امام نسائی نے اس حدیث کو دو سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے' اور امام احمد نے بھی اس کو دو سندوں سے روایت کیا ہے۔

(مسند احمد ج ۱ ص ۱۳۹-۱۲۲' مطبوعہ مکتب اسلامی' بیروت' ۱۳۹۸ھ)

امام احمد نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غزوہ میں بھیجے ہوئے بارہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق فرمایا: وہ شہید ہو گئے' ان کے چہرے جنت میں چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہے تھے ان کے لیے سونے کی کرسیاں لائی گئیں۔

(مسند احمد ج ۳ ص ۱۳۵ مطبوعہ مکتب اسلامی' بیروت' ۱۳۹۸ھ)

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز پڑھنے کے بعد اچھی طرح سورج نکلنے تک چار زانو بیٹھے رہتے تھے۔ (سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۳۱۰ مطبوعہ مطبع مجتبائی' پاکستان' لاہور' ۱۴۰۵ھ)

آیۃ الکرسی سے متعلق احادیث وآثار کا بیان

(۱) احمد، مسلم، ابوداؤد، ابن الضریس، حاکم اور الہروی ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ان سے پوچھا کہ اللہ کی کتاب میں کون سی آیت سب سے اعظم ہے (یعنی سب سے بڑی عظمت والی ہے) میں نے عرض کیا وہ آیۃ الکرسی (یعنی) لفظ آیت ''اللہ لا الہ الا ھو'' ہے۔ آپ نے فرمایا اے ابوالمنذر (یہ ان کی کنیت ہے) تمہیں علم مبارک ہو۔ (پھر فرمایا) قسم ہے اس ذات کی جو کے قبضہ میں میری جان ہے بلاشبہ اس آیۃ الکرسی کی ایک زبان اور دو ہونٹ ہیں، عرش کے پایہ کے پاس وہ اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتی ہوگی۔

آیت الکرسی کی فضیلت

(۲) امام نسائی، ابویعلی، ابن حبان ابوالشیخ نے العظمہ میں طبرانی، حاکم ابونعیم اور بیہقی نے دلائل میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ان کے پاس کھجوروں کے کھلیان تھے میں اس کی دیکھ بھال کرتا تھا (لیکن) میں نے اس کو دن بدن کم پایا، ایک رات میں نے اس کی دیکھ بھال کی، اچانک میں نے ایک بالغ لڑکے کی طرح ایک جانور کو پایا میں نے اس کو سلام کیا، اس نے بھی سلام کا جواب دیا میں نے کہا تو کون ہے؟ جن ہے یا انسان ہے؟ اس نے کہا میں جن ہوں میں نے کہا اپنا ہاتھ مجھے پکڑا (جب) میں نے اس کا ہاتھ پکڑا تو اس کا ہاتھ کتے جیسا تھا اور اس کے بال بھی کتے جیسے بال تھے۔ میں کہا کیا اسی طرح جنات کو پیدا کیا گیا ہے؟ اس نے کہا کچھ جن ایسے بھی ہیں جو مجھ سے زیادہ سخت ہیں۔ میں نے (اس سے) کہا تجھے ایسا کرنے پر کس نے آمادہ کیا؟ اس نے کہا مجھے یہ بات پہنچی کہ تو صدقہ کو پسند کرنے والا آدمی ہے تو ہم نے اس بات کو پسند کیا کہ تیرے کھانے میں سے ہم بھی حصہ لے لیں۔ ابی رضی اللہ عنہ نے پوچھا کون سی چیز ہے جو ہمیں تمہارے شر سے بچا سکتی ہے؟ اس جن نے کہا آیۃ الکرسی جو سورۃ بقرہ میں ہے، جو شخص اس کو شام کو پڑھے گا تو صبح تک ہم سے پناہ میں رہے گا اور جو شخص اس کو صبح میں پڑھے گا تو شام تک ہم سے پناہ میں رہے گا۔ جب صبح ہوئی تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور ان کو یہ بات بتائی تو آپ نے فرمایا خبیث نے سچ کہا۔

(۳) بخاری نے اپنی تاریخ میں طبرانی۔ ابونعیم نے المعرفۃ میں ثقہ رجال کی سند سے ابن الاسقع البکری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ مہاجرین کے صفہ (یعنی ان کے ٹھہرنے کی جگہ) میں تشریف لائے۔ ایک آدمی نے ان سے پوچھا قرآن میں کون سی آیت اعظم ہے؟ آپ نے فرمایا لفظ آیت ''اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم لا تاخذہ سنۃ ولا نوم'' یہاں تک کہ آیت کو ختم فرمایا۔

(٤) احمد نے ابن الضریس اور الہروی نے اپنے فضائل میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے اپنے اصحاب میں سے ایک آدمی سے پوچھا کیا تو نے شادی کر لی؟ اس نے کہا نہیں؟ اور میرے پاس کچھ نہیں ہے کہ جس کے بدلہ میں شادی کروں۔ آپ نے فرمایا کیا تیرے پاس لفظ آیت ''قل ھو اللہ احد'' نہیں ہے؟ اس نے کہا کیوں نہیں، فرمایا یہ چوتھائی قرآن ہے پھر پوچھا لفظ آیت ''قل یایھا الکفرون'' نہیں ہے (یعنی تجھے یہ سورت یاد نہیں ہے؟) اس نے کہا ہاں کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا یہ چوتھائی قرآن ہے پھر آپ نے فرمایا کیا تیرے پاس لفظ آیت ''اذا زلزلت الارض'' نہیں ہے؟ اس نے کہا

ہاں کیوں نہیں آپ نے فرمایا یہ بھی چوتھائی قرآن ہے (پھر آپ نے فرمایا) کیا تیرے پاس لفظ آیت ''اذا جاء نصر اللہ'' نہیں ہے؟ اس نے کہا کیوں نہیں، آپ نے فرمایا یہ بھی چوتھائی قرآن ہے پھر فرمایا کیا تیرے پاس آیۃ الکرسی نہیں ہے؟ عرض کیا کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا پھر تو شادی کرلے۔

(۵) بیہقی نے شعب الایمان میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھی تو دوسری نماز تک اس کی حفاظت کی جائے گی اور نہیں محافظت کرتے اس پر مگر نبی یا صدیق یا شہید۔

(۶) خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ قرآن کی کون سی آیت اعظم ہے؟ صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ لفظ آیت ''اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم'' آخر تک ہے۔

(۷) طبرانی نے حسن سند کے ساتھ حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھی تو اگلی نماز تک وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔

کھانے میں برکت کی دعاء

(۸) ابوالحسن محمد بن احمد بن شمعون الواعظ نے اپنی امالی میں اور ابن النجار نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ کے پاس شکایت کی کہ مجھ سے برکت اٹھالی گئی ہے۔ آپ نے فرمایا آیۃ الکرسی کو تو کیوں نہیں پڑھتا؟ جس کھانے اور سالن پر یہ پڑھی جائے اللہ تعالیٰ اس کھانے اور سالن میں برکت کو بڑھادیتے ہیں۔

(۹) دارمی نے ایفع بن عبداللہ کلاعی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ! اللہ کی کتاب میں کون سی آیت سب سے زیادہ عظمت والی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا آیۃ الکرسی لفظ آیت ''اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم'' پھر اس نے عرض کیا اللہ کی کتاب میں کون سی آیت ایسی ہے جس کو آپ پسند فرماتے ہیں کہ وہ آپ کو بھی مل جائے اور آپ کی امت کو بھی مل جائے؟ آپ نے فرمایا سورۃ البقرۃ کی آخری آیت کیونکہ وہ اللہ کے عرش کے نیچے رحمت کے خزانہ میں سے ہے اور وہ دنیا و آخرت میں کسی خیر کو نہیں چھوڑتی ہے مگر یہ کہ وہ اس کو شامل ہوتی ہے۔

(۱۰) ابن النجار نے تاریخ بغداد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو شکر کرنے والا دل، صدیقین والے اعمال، نبیوں والا ثواب عطا فرمائیں گے اور اس پر اپنا ہاتھ رحمت کے ساتھ پھیلائیں گے اور جنت میں داخل ہو جائے۔ اور اس کے لئے جنت سے کوئی چیز مانع نہیں ہوگی مگر یہ کہ وہ وصال کرے

(۱۱) بیہقی نے شعب الایمان میں محمد بن ضوء بن صلصال بن دلہمس رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ اپنے باپ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھی تو اس کے اور جنت میں داخل ہونے میں سوائے موت کے کوئی چیز درمیان میں حائل نہیں ہوگی اگر اس کو موت آگئی تو جنت میں داخل ہوگا۔

(۱۲) سعید بن منصور، ابن المنذر، ابن الضریس طبرانی، الہروی نے فضائل میں بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ اللہ کی کتاب میں سے سب سے عظمت والی آیت لفظ آیت ''اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم'' ہے۔

(۱۳) ابو عبید ابن الضریس اور محمد بن نصر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اللہ تعالیٰ نے آسمان زمین اور جنت اور دوزخ میں آیت الکرسی سے زیادہ عظمت والی کوئی چیز نہیں بنائی جو سورۃ بقرہ میں ہے۔ اور وہ ہے ''اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم''

(۱٤) سعید بن منصور ابن الضریس اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ آیۃ الکرسی سے بڑھ کر کوئی چیز زیادہ عظمت والی نہیں نہ آسمان میں، نہ زمین میں، نہ میدان اور نہ پہاڑ میں۔

(۱۵) ابوعبیدہ نے اپنے فضائل میں، دارمی، طبرانی، ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ آدمی انسانوں میں سے باہر نکلا اس کی ملاقات ایک مرد جن سے ہوئی جن نے کہا تو مجھ سے کشتی کرے گا۔ اگر تو مجھے پچھاڑ دے گا، تو میں تجھ کو ایک آیت سکھاؤں گا جب تو اس کو گھر میں داخل ہوتے وقت پڑھے گا، تو شیطان اس میں داخل نہ ہوگا، اس سے مقابلہ ہوا تو انسان نے اس کو پچھاڑ دیا تو جن نے کہا تو آیۃ الکرسی پڑھا کر۔ کیونکہ جو آدمی گھر میں داخل ہوتے وقت اس کو پڑھتا ہے تو شیطان وہاں سے گدھے کی طرح پاد مارتے ہوئے نکل جاتا ہے، ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کیا وہ عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ (جس سے شیطان بھاگ گیا تھا) انہوں نے فرمایا ہاں! وہ عمر ہی ہو سکتے ہیں، اور اَلخج سے مراد گوز یاد ہے۔

(۱٦) المحاملی نے اپنے فوائد میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک آدمی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے ایسی چیز سکھائے جس کے ذریعے مجھے اللہ تعالیٰ نفع دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آیۃ الکرسی پڑھ۔ کیونکہ وہ تیری (اور) تیری اولاد کی حفاظت کرے گی۔ اور تیرے گھر کی بھی حفاظت کرے گی یہاں تک کہ تیرے گھر کے اردگرد پڑوسی گھروں کی بھی حفاظت کرے گی۔

(۱۷) ابن مردویہ، شیرازی نے الالقاب میں اور الہروی نے اپنے فضائل میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک دن لوگوں کے پاس تشریف لائے اور فرمایا تم میں سے کون مجھ کو قرآن میں سب سے عظمت والی آیت کے بارے میں بتائے گا۔ اور اس سے زیادہ عدل والی اور اس سے زیادہ خوف دلانے والی، اور اس سے زیادہ امید دلانے والی۔ قوم خاموش ہوگئی۔ (پھر) ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قرآن میں سب سے عظمت والی آیت لفظ آیت ''اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم'' ہے اور سب سے عدل پر مبنی آیت قرآن میں لفظ آیت ''ان اللہ یامر بالعدل والاحسان'' ہے (النحل آیت ۹۰) اور سب سے زیادہ خوف والی آیت قرآن میں لفظ آیت ''فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ۔ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ۔'' ہے۔ اور سب سے زیادہ امید والی آیت قرآن میں لفظ آیت ''قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ'' ہے۔

(۱۸) ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سورۃ البقرہ کی آخری آیت یا آیۃ الکرسی پڑھتے تھے تو ہنستے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ یہ دونوں چیزیں (یعنی سورۃ البقرہ کا آخر اور آیۃ الکرسی) عرش کے

پیچے رحمن کے خزانہ میں سے ہیں۔ اور جب یہ آیت لفظ آیت ''ومن یعمل سوءا او یجز بہ'' (النساء) پڑھتے تھے تو لفظ آیت ''انا للہ وانا الیہ رجعون'' پڑھتے تھے اور (اللہ تعالیٰ کے سامنے) جھک جاتے تھے۔

سورۃ البقرۃ کی فضیلت

(۱۹) ابن الضریس، محمد بن نصر اور الہروی نے اپنے فضائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرہ سے زیادہ عظمت والی چیز پیدا نہیں فرمائی۔ نہ آسمان، نہ زمین، نہ میدان، نہ پہاڑ، اور سب سے زیادہ عظمت والی آیت اس میں آیۃ الکرسی ہے۔

(۲۰) ابن ابی شیبہ ابویعلیٰ، ابن المنذر اور ابن عساکر نے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جب وہ اپنے گھر میں داخل ہوتے تو اس کے کونوں میں آیۃ الکرسی پڑھتے۔

(۲۱) ابن النجار نے المصاحف میں اور بیہقی نے شعب میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ قرآن کی آیتوں کی سردار آیت لفظ آیت ''اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم'' ہے۔

(۲۲) امام بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے گا تو اس کو جنت میں داخل ہونے کے لئے موت کے سوا کوئی چیز رکاوٹ نہ ہوگی اور جو شخص اس کو لیٹنے کے وقت پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے گھر کو اس کے پڑوسی کے گھر کو اور اس کے اردگرد کے گھروں کی حفاظت کرے گا۔

(۲۳) ابوعبیدہ، ابن ابی شیبہ، دارمی، محمد بن نصر، ابن الضریس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے کسی آدمی کو نہیں دیکھا جو اسلام میں پیدا ہوا یا اسلام میں بالغ ہوا وہ اس حال میں ہمیشہ رات گذارتا ہے کہ اس آیت لفظ آیت ''اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم'' کو پڑھ لیتا ہے اگر تم جانتے یہ کتنی برکت والی آیت ہے تمہارے نبی کو یہ عرش کے نیچے والے خزانے سے دی گئی تمہارے نبی سے پہلے کسی کو یہ چیز نہیں دی گئی میں نے کوئی بھی رات نہیں گذاری یہاں تک کہ اس کو تین مرتبہ پڑھ لیتا ہوں اور عشاء کے بعد دو رکعتوں میں اس کو پڑھ لیتا ہوں اور اپنے وتر میں بھی اور جب اپنے بستر پر لیٹنے لگتا ہوں تب بھی پڑھ لیتا ہوں۔

سب سے زیادہ عظمت والی آیت

(۲۴) ابوعبیدہ نے عبداللہ بن رباح رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول ﷺ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے ابومنذر (یہ ان کی کنیت ہے) قرآن میں کون سی آیت سب سے زیادہ عظمت والی ہے انہوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے ابومنذر! کون سی آیت اللہ کی کتاب میں سب سے زیادہ عظمت والی ہے؟ عرض کیا اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ ہی زیادہ جانتے ہیں۔ پھر عرض کیا اے ابومنذر کون سی آیت اللہ کتاب میں اعظم ہے؟ تو عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ پھر انہوں نے کہا لفظ آیت ''اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم'' ہے۔ آپ ﷺ نے اس کے سر پر ہاتھ مار کر فرمایا اے ابومنذر! تیرا علم تجھے مبارک ہو۔

(۲۵) ابن راہویہ نے اپنی مسند میں عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ (ایک مرتبہ) ابوذر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کون سی آیت اللہ تعالیٰ نے آپ پر سب سے زیادہ عظمت والی نازل فرمائی آپ ﷺ نے فرمایا لفظ آیت ''اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم'' حتیٰ کہ آخر تک پڑھی جائے۔

(۲۶) ابن ابی دنیا نے مکاید الشیطان میں، محمد بن نصر، الطبرانی، حاکم، ابونعیم اور بیہقی دونوں نے دلائل میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقہ کی کھجوریں میرے سپرد کیں میں نے ان کو ایک کمرہ میں رکھ لیا پھر میں ان میں ہر دن کمی دیکھتا تھا میں نے اس بات کی رسول اللہ ﷺ کو شکایت کی آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا یہ شیطان کا کام ہے تو اس کی گھات لگا (یعنی اس کی نگرانی کر) میں نے رات کو گھات لگائی۔ جب رات کا ایک حصہ گزر گیا۔ (وہ شیطان) ہاتھی کی صورت میں مجھ پر ظاہر ہوا۔ جب دروازہ کی طرف پہنچا تو دروازہ کی دراڑ سے دوسری طرف داخل ہو گیا۔ پھر کھجور کے قریب ہوا اور ایک ایک لقمہ کر کے کھانے لگا میں نے اپنے کپڑوں کو کس لیا اور میں نے پڑھا لفظ آیت ''اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد عبدہ ورسولہ'' اے اللہ کے دشمن، صدقہ کے کھجوروں کی طرف تو بڑھا ہے میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا دوسرے لوگ تجھ سے زیادہ حق دار ہیں۔ میں تجھ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس ضرور لے جاؤں گا۔ اور وہ تجھ کو رسوا کریں گے۔ اس نے مجھ سے وعدہ کیا کہ پھر نہیں آؤں گا۔ (میں نے اس کو چھوڑ دیا) میں صبح کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا تیرے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے کہا اس نے مجھ سے وعدہ کیا پھر نہیں آؤں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ دوبارہ آئے گا اس کی نگرانی کرنا۔ میں دوسری رات پھر نگرانی کی، اس نے اسی طرح کیا اور میں نے اسی طرح کیا۔ اس نے پھر وعدہ کیا کہ اب نہیں آؤں گا۔ میں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا۔ پھر صبح کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کو سارا واقعہ سنایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ پھر آئے گا اس کی نگرانی کرنا۔ میں نے تیسری رات پھر نگرانی کی، اس نے اسی طرح کیا میں نے بھی اسی طرح کیا، میں نے کہا: اے اللہ کے دشمن! تو نے مجھ سے دو مرتبہ وعدہ کیا، اور یہ تیسری مرتبہ ہے۔ کہنے لگا میں عیال دار ہوں میں نصیبین (ایک جگہ کا نام) سے تیرے پاس آتا ہوں۔ اگر مجھے کوئی چیز مل جاتی تو تیرے پاس نہ آتا اور ہم تمہارے اس شہر میں رہتے تھے۔ یہاں تک کہ تمہارے ساتھ (رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے جب ان پر یہ دو آیتیں نازل ہوئی تو ہم کو اس (شہر) سے بھگا کر نصیبین میں ڈال دیا اور یہ کہ دونوں آیتیں کسی گھر میں نہیں پڑھی جاتیں مگر یہ کہ اس میں شیطان نہیں داخل ہوتا۔ تین مرتبہ اس نے کہا اگر تو میرا راستہ چھوڑ دے۔ تو میں وہ دونوں آیتیں تجھ کو سکھا دوں گا۔ میں نے کہا ہاں (مجھے سکھاؤ) اس نے کہا وہ آیۃ الکرسی ہے۔ اور سورۃ بقرہ کا آخر ہے۔ لفظ آیت ''آمن الرسول'' سے آخر تک۔ میں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا۔ پھر میں صبح کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کو بتایا جو کچھ اس نے کہا تھا آپ ﷺ نے فرمایا خبیث نے سچ کہا اگر چہ وہ بہت جھوٹ بولنے والا ہے معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس کے بعد میں ان دونوں کو پڑھتا تھا تو کوئی نقصان کو نہیں دیکھتا تھا۔

نفع ونقصان صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے

(۲۷) طبرانی السنہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت ''اللہ لا الہ الا ھو'' سے مراد یہ ہے کہ اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں اور اس ذات کے علاوہ ہر معبود مخلوق میں سے ایک مخلوق ہے جو نہ نقصان پہنچا سکتی ہے، نہ نفع دے سکتی ہے، نہ رزق کے مالک ہیں نہ زندگی کے نہ قیامت کے دن اور نہ اٹھائے جانے کے مالک ہیں لفظ آیت ''الحی'' وہ زندہ ہے جس کو موت نہیں آتی لفظ آیت ''القیوم'' ہمیشہ قائم رہنے والی ذات ہے جو فنا نہیں ہوتی لفظ آیت ''لا تاخذہ سنۃ'' اس کو اونگھ بھی نہیں آتی لفظ آیت ''من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ'' یعنی اس کی اجازت کے بغیر کون سا فرشتہ ہے جو سفارش کرے جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے لفظ آیت ''ولا یشفعون الا لمن ارتضی'' (الانبیاء آیت ۲۸) (یعنی وہ فرشتے نہیں سفارش کرتے مگر اس شخص کی جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتے ہیں) اور لفظ آیت ''یعلم ما بین ایدیھم'' سے آسمان اور زمین کی درمیانی مخلوق مراد ہے لفظ آیت ''وما خلفھم'' سے مراد جو کچھ آسمانوں میں ہے لفظ آیت ''ولا یحیطون بشیء من علمہ الا بما شاء'' سے وہ چیزیں مراد ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ ان کو اپنے علم پر مطلع فرما دیتے ہیں لفظ آیت ''وسع کرسیہ السموت والارض'' سے مراد ہے کہ اس کی کرسی سب سے بڑی ہے سات آسمانوں سے اور سات زمینوں سے لفظ آیت ''ولا یؤدہ حفظھما'' سے مراد ہے کہ اس ذات سے کوئی چیز فوت نہیں ہوتی جو آسمانوں میں ہے زمین میں ہے لفظ آیت ''وھو العلی العظیم'' اس سے مراد وہ ذات ہے جو سب سے اعظم سب سے زیادہ عزت والا سب سے زیادہ بزرگی والا ہے اور سب سے زیادہ اکرام والا ہے۔

(۲۸) ابو الشیخ نے العظمہ میں ابو حمزہ یزید بن عبید السائی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک سے واپس لوٹے تو بنو فزارہ کا وفد آپ کے پاس واپس آیا۔ اور کہنے لگا یا رسول اللہ! اپنے رب سے دعا فرمایئے کہ ہم کو بارش عطا فرمائے۔ اور ہمارے لئے اپنے رب سے سفارش کیجئے۔ اور آپ کا رب آپ کی سفارش قبول فرمائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا افسوس ہے تیرے لئے میں اپنے رب کی طرف سفارش کروں گا۔ پس کون ہے جو ہمارے رب کی طرف سفارش کرے۔ کوئی معبود نہیں مگر وہ عظیم ذات ہے اس کی کرسی آسمان اور زمین سے زیادہ وسیع ہے یہ زمین و آسمان اس کی عظمت اور جلال کی وجہ سے اس طرح چرچرا رہے ہیں جیسے نیا کجاوہ چرچراتا ہے۔

(۲۹) ابن ابی الدنیا نے مکائد الشیطان میں، محمد بن نصر، الطبرانی، ابو نعیم نے دلائل میں ابو اسید الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے اپنے باغ کی کھجوریں کاٹ کر ان کو ایک کمرے میں رکھ دیا ایک شیطان ان کے کمرے میں آیا ان کھجوروں کو چوری کرنے لگا اور ان کو بگاڑنے لگا۔ میں نے نبی اکرم ﷺ کو اس بات کی شکایت کی؟ آپ نے فرمایا اے ابو اسید اس کو آنے دے غور سے سن جب تو اس کے آنے کا سنے تو کہہ بسم اللہ تجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جاؤں گا۔ شیطان نے کہا: اے ابو اسید! مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس نہ لے جا۔ اور میں تجھ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پختہ وعدہ دیتا ہوں کہ میں تیرے گھر کی طرف نہیں آؤں گا اور نہ تیری کھجوریں چوری کروں گا۔ اور میں تجھ کو ایسی آیت بتاتا ہوں (اگر) تو اس کو اپنے گھر میں پڑھے گا۔ تو

تیرے گھر والوں میں شیطان نہیں آئے گا۔ اور اگر تو اپنے برتنوں پر پڑھے گا تو شیطان ان کا پردہ نہیں اٹھائے گا۔ اس شیطان نے اسید سے ایسا وعدہ کیا کہ وہ اس سے راضی ہو گئے پھر کہنے لگا جو آیت میں تجھے بتانا چاہتا ہوں وہ آیۃ الکرسی ہے۔ اسید نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو سارا قصہ سنایا آپ ﷺ نے فرمایا اس نے سچ کہا اگرچہ وہ بہت جھوٹ بولنے والا ہے۔

(۳۰) نسائی، الرویانی نے اپنی سند میں، ابن حبان، دارقطنی، الطبرانی اور ابن مردویہ نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھی۔ موت کے سوا اس کو جنت میں داخل ہونے سے کوئی چیز مانع نہیں۔

(۳۱) ابن ابی الدنیا نے دعا میں، الطبرانی، ابن مردویہ، اور الہروی نے اپنے فضائل میں اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم جب اس کے ذریعے دعا کی جائے تو قبول ہوتی ہے وہ تین سورتوں میں ہے۔ سورۃ بقرہ، آل عمران، اور طٰہٰ، پھر ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اس کو ڈھونڈھا تو سورۃ بقرہ کی آیۃ الکرسی میں لفظ آیت ''اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم'' کو پایا۔ اور آل عمران میں لفظ آیت ''اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم'' کو پایا اور سورۃ طٰہٰ میں لفظ آیت ''وعنت الوجوہ للحی القیوم'' کو پایا۔

کالی بلی سے حفاظت

(۳۲) حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ ابوایوب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک کمرہ میں تشریف لائے۔ اور اس کا (یعنی ابوایوب) ایک کھانا الماری میں ایک ٹوکری میں رکھا ہوا تھا۔ روشندان میں سے بلی کی طرح کا ایک جانور آتا تھا۔ اور ٹوکری میں سے کھانا لے جاتا تھا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا یہ شیطان ہے جب وہ آئے تو اس سے کہہ دو کہ میں تجھ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جاؤں گا۔ اور نہ چھوڑوں گا شیطان نے کہا: اے ابوایوب! مجھ کو اس مرتبہ چھوڑ دے۔ اللہ کی قسم پھر نہیں آؤں گا، ایوب رضی اللہ عنہ نے اس کو چھوڑ دیا۔ پھر شیطان نے کہا میں تجھ کو ایسے کلمات نہ سکھاؤں کہ جب تو ان کو کہے گا تو تیرے گھر کے قریب اس رات اور اس دن اور اس سے اگلے دن تک شیطان نہیں آئے گا؟ انہوں نے فرمایا۔ ہاں! ضرور بتاؤ۔ کہنے لگا آیۃ الکرسی پڑھا کر۔ ابوایوب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور ان کو بتایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس نے سچ کہا اگرچہ وہ بہت جھوٹا ہے۔

(۳۳) ابن ابی شیبہ، احمد، المروزی نے (اور اس کو حسن کہا) ابن ابی الدنیا نے مکائد الشیطان میں ابوالشیخ نے العظمہ میں، الطبرانی، الحاکم، ابونعیم نے دلائل میں ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ان کی ایک کوٹھری تھی ایک شیطان یعنی (جن) آتا تھا اور مال لے جاتا تھا۔ میں نے نبی اکرم ﷺ سے اس کی شکایت کی، آپ نے فرمایا جب تو اس کو دیکھے تو یوں کہہ، لفظ آیت بسم اللہ اجیبی رسول اللہ وہ جن آیا تو انہوں نے اس کو یہ الفاظ کہے اس کو یہ کہہ کر پکڑ لیا، وہ جن کہنے لگا، میں پھر کبھی نہیں آؤں گا میں نے اس کو چھوڑ دیا اور صبح کو رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا تیرے قیدی کا کیا ہوا؟ عرض کیا میں نے اس کو پکڑا ہر دفعہ وہ

یہی کہتا تھا میں پھر نہیں آؤں گا پھر (ایک مرتبہ) میں نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا آپ نے فرمایا تیرے قیدی کا کیا ہوا میں نے عرض کیا میں نے اس کو پکڑا اور وہ کہتا تھا میں (دوبارہ) نہیں آؤں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ پھر آئے گا میں نے اس کو (پھر) پکڑا اس نے کہا مجھے چھوڑ دے میں تجھ کو ایسی چیز بتاتا ہوں۔ (اگر) تو اس کو کہے گا تو تیرے قریب کوئی چیز نہیں آئے گی وہ آیۃ الکرسی ہے۔ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا سارا واقعہ بیان کیا آپ ﷺ نے فرمایا اس نے سچ کہا لیکن وہ ہے بہت جھوٹا۔

(۳٤) احمد ابن الضریس، حاکم (اور اس نے اس کو صحیح کہا) اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ پر کون سی بڑی عظمت والی آیت نازل ہوئی۔ آپ نے فرمایا آیۃ الکرسی لفظ آیت "اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم"

(۳۵) ابن السنی نے ابوقتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے آیۃ الکرسی اور سورۃ بقرہ کا آخر (یعنی آخری آیتیں) سخت مصیبت کے وقت پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرمائیں گے۔

(۳٦) ابن مردویہ نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ بن عمران کی طرف وحی بھیجی کہ ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھو۔ جو شخص اس کو ہر فرض نماز کے بعد پڑھے گا میں اس کے لئے شاکرین والا دل، ذاکرین والی زبان، اور نبیوں والا ثواب اور صدیقین والے اعمال بنا دوں گا۔ اور اس پر پابندی نہیں کرتا، مگر نبی یا صدیق یا وہ بندہ جس کا دل ایمان سے مزین ہو یا اللہ کے راستہ میں اس کی شہادت کا ارادہ کیا گیا ہو۔ ابن کثیر نے کہا کہ یہ حدیث بہت منکر ہے۔

(۳۷) احمد، طبرانی نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! کون سی آیت آپ پر سب سے زیادہ عظمت والی نازل ہوئی آپ ﷺ نے فرمایا "لفظ آیت اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم" یعنی آیۃ الکرسی۔

(۳۸) ابن السنی نے عمل الیوم واللیلۃ میں علی بن الحسن رضی اللہ عنہ سے اور وہ اپنے والد اور اپنی والدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ جب (ان کی والدہ فاطمہ (رضی اللہ عنہ) کو) بچہ کی پیدائش قریب ہوئی تو آپ نے (ازواج مطہرات) حضرت ام سلمہ اور زینب بنت جحش (رضی اللہ عنہ) کو حکم فرمایا کہ فاطمہ (رضی اللہ عنہ) کے پاس جاؤ اور اس کے پاس آیۃ الکرسی اور لفظ آیت "ان ربکم اللہ" (الاعراف آیت ۵٤) آخر آیت تک پڑھو اور معوذتین پڑھ کر دم کرو۔

(۳۹) دیلمی نے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا میں نے کسی آدمی کو نہیں دیکھا جس نے اسلام میں اپنی عقل (یعنی سمجھ بوجھ) کو پایا اور وہ رات کو یہ آیت لفظ آیت "اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم" نہ پڑھتا ہو۔ اگر تم جان لو جو کچھ اس میں خیر و برکت ہے تو تم اس کو کسی حال میں نہ چھوڑو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے آیۃ الکرسی عرش کے نیچے خزانہ میں سے دی گئی۔ مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئی۔ حضرت علی نے فرمایا جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کو سنا کبھی کوئی رات ایسی نہیں گزری جس میں یہ آیۃ الکرسی نہ پڑھی ہو۔

(٤٠) طبرانی نے ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا میری کوٹھڑی میں کھجوریں رکھی ہوئی تھیں۔ میں نے دیکھا کہ

اس میں کمی ہو رہی ہے۔ میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ کو بتائی۔ آپ نے فرمایا تو کل ایک بلی کو اس میں پائے گا۔ تو اس سے کہنا لفظ آیت ''احبیبی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)'' میں تجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جاؤں گا۔ وہ ایک بڑھیا کی شکل میں پلٹ گئی اور کہنے لگی۔ مجھے چھوڑ دے تو میں تجھ کو اللہ کا واسطہ دیتی ہوں۔ اور میں پھر کبھی نہیں آؤں گی۔ میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ (جب) میں نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے پوچھا اس آدمی کا کیا ہوا؟ میں نے آپ کو پورا واقعہ بتا دیا۔ آپ نے فرمایا وہ جھوٹی ہے پھر آئے گی۔ جب وہ دوبارہ آئے اس سے یہی کہنا لفظ آیت ''احبیبی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)'' میں تجھ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جاؤں گا وہ پلٹ کر کہنے لگی۔ اے ابوایوب میں تجھ کو اللہ کا واسطہ دیتی ہوں اس مرتبہ تو مجھے چھوڑ دے میں پھر نہیں آؤں گی۔ میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ پھر میں نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا آپ نے پھر اسی طرح مجھ سے فرمایا۔ میرے ساتھ یہ معاملہ تین مرتبہ ہوا۔ اس نے مجھ سے تیسری مرتبہ یہ کہا: اے ابوایوب! میں تجھ کو ایسی چیز سکھاؤں گی جو شیطان اس کو سنے گا اس گھر میں نہ ہوگا۔ میں نے کہا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا وہ آیۃ الکرسی ہے جو شیطان اس کو سنتا ہے بھاگ جاتا ہے۔ میں نے یہ بات نبی اکرم ﷺ کو بتائی تو آپ ﷺ نے فرمایا اس نے سچ کہا اگرچہ وہ بہت جھوٹی ہے۔

(۴۲) طبرانی نے ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میرے گھر میں کوئی چیز مجھے تکلیف دیتی تھی۔ میں نے اس کی نبی اکرم ﷺ سے شکایت کی، ہمارے گھر میں ایک روشندان تھا آپ نے فرمایا اس کی گھات لگاؤ۔ جب تو کسی چیز کو دیکھے تو یہ کہنا لفظ آیت احبیبی یدعوک رسول اللہ ﷺ (تجھے رسول اللہ ﷺ بلاتے ہیں) (چنانچہ) میں نے گھات لگائی اچانک کوئی چیز روشن دان میں سے نکلی میں اس کی طرف کودا اور میں نے کہا لفظ آیت ''اخساء یدعوك رسول الله (صلی اللہ علیہ وسلم)'' تیرا برا ہو تجھے رسول اللہ ﷺ بلاتے ہیں) میں نے اس کو پکڑا تو اس نے مجھ سے آہ وزاری کی اور اس نے مجھ سے کہا میں (اب) نہیں لوٹوں گا۔ میں نے اس کو چھوڑ دیا جب صبح کو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا تو آپ نے پوچھا تیرے قیدی کا کیا ہوا؟ میں نے واقعہ بتا دیا آپ ﷺ نے فرمایا وہ پھر آئے گا۔ تین مرتبہ میں نے ایسا ہی کیا۔ ہر مرتبہ میں نے اس کو پکڑا اور نبی اکرم ﷺ کو سارا واقعہ بتا دیا۔ جب تیسری مرتبہ یہ واقعہ ہوا تو میں نے اس کو پکڑا اور اس سے کہا اب میں تجھے نہ چھوڑوں گا۔ یہاں تک کہ میں تجھ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جاؤں گا۔ اس نے مجھ سے قسم کھائی اور مجھ سے عاجزی کی۔ اور کہا میں تجھ کو ایسی چیز سکھاؤں گا۔ جب تو اپنی رات میں اس کو پڑھے گا نہ کوئی جن نہ کوئی چور تیرے قریب آئے گا۔ تو یہ آیۃ الکرسی پڑھا کر، میں نے اس کو چھوڑ دیا اور نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا آپ نے پوچھا تیرے قیدی کا کیا ہوا؟ میں نے کہا یا رسول اللہ! اس نے مجھ سے قسم کھائی اور مجھ سے عاجزی کی، یہاں تک کہ میں نے اس پر رحم کیا۔ اور اس نے مجھ کو ایسی چیز سکھائی کہ اگر میں اس کو پڑھوں گا تو میرے قریب نہ کوئی جن اور نہ کوئی چور آئے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس نے سچ کہا اگرچہ وہ بہت جھوٹا ہے۔

(۴۳) بخاری، ابن الضریس، نسائی، ابن مردویہ اور ابونعیم نے دلائل میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ مجھ کو رسول اللہ ﷺ نے فطرانہ کے مال کی حفاظت پر مقرر فرمایا۔ ایک آنے والا آیا اور مال میں سے لپ بھرنے لگا۔ میں نے اس کو پکڑا اور میں نے کہا کہ میں تجھ کو ضرور رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جاؤں گا۔ اس نے کہا مجھے چھوڑ دے میں محتاج ہوں اور

عیال دار ہوں۔اور مجھے شدید حاجت ہے۔میں نے اس کو چھوڑ دیا۔میں صبح کو رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا تو آپ نے مجھ سے فرمایا اے ابو ہریرہ! گزشتہ رات تیرے قیدی کا کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس نے اپنی شدید حاجت اور عیال کا ذکر کیا۔میں نے اس پر رحم کھایا اور اس کا راستہ چھوڑ دیا۔آپ نے فرمایا اس نے تیرے ساتھ جھوٹ بولا اور وہ پھر آئے گا۔مجھے یقین ہو گیا کہ وہ ضرور آئے گا تو میں اس کی تاک میں بیٹھ گیا۔پھر وہ آیا اور کھانے میں سے لپ بھرنے لگا۔میں نے اس کو پکڑا اور کہا کہ میں تجھ کو ضرور رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جاؤں گا۔اس نے کہا مجھے چھوڑ دے میں محتاج اور عیال دار ہوں پھر کبھی نہیں آؤں گا میں نے اس پر رحم کرتے ہوئے اس کو چھوڑ دیا میں صبح کو حاضر ہوا۔تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تیرے قیدی کا کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس نے اپنی حاجت اور عیال دار ہونے کی شکایت کی تو میں نے اس پر رحم کرتے ہوئے اس کو چھوڑ دیا آپ نے فرمایا اس نے تجھ سے جھوٹ بولا وہ پھر آئے گا میں نے تیسری رات پھر گھات لگائی وہ آیا اور کھانے میں لپ بھرنے لگا میں نے اس کو پکڑا اور کہا میں تجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس ضرور لے جاؤں گا اور تیسری مرتبہ تو کہتا ہے میں پھر نہیں آؤں گا اور پھر آ جاتا ہے اس نے کہا مجھے چھوڑ دے میں تجھ کو ایسے کلمات سکھاؤں گا جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ تجھ کو نفع دیں گے میں کہا وہ کیا ہیں؟ اس نے کہا تو اپنے بستر پر آئے تو آیۃ الکرسی لفظ آیت ''اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم'' (آیت کے ختم تک) پڑھ لے بے شک برابر تیرے اوپر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک حفاظت کرنے والا رہے گا اور صبح تک تیرے قریب کوئی شیطان نہیں آئے گا۔نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس نے تجھ سے سچ کہا اگر چہ وہ بہت جھوٹا ہے۔

(۴۴) بیہقی نے دلائل میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میرے پاس خوراک تھی اس میں نقصان ہو رہا تھا میں رات میں چھپ کر بیٹھ گیا اچانک ایک جنی عورت دیکھی میں اس پر لپکا اور میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا کہ تجھ کو نہیں چھوڑوں گا یہاں تک کہ تجھ کو نبی اکرم ﷺ کے پاس لے جاؤں گا کہنے لگی میں ایک عورت ہوں اور کثیر العیال ہوں (یعنی اولاد بہت ہے) پھر نہیں آؤں گی (مجھے چھوڑ دے) پھر وہ دوسری اور تیسری مرتبہ آئی میں نے اس کو پکڑ لیا تو کہنے لگی مجھے چھوڑ دے میں تجھ کو ایک ایسی چیز سکھاؤں گی جب تو اس کو پڑھے گا تو ہم میں سے کوئی تیرے سامان کے پاس نہیں آئے گا جب تو اپنے بستر پر آئے تو اپنے اوپر اور اپنے مال پر آیۃ الکرسی پڑھ لے میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ بات بتائی تو آپ نے فرمایا اس نے سچ کہا اگر چہ وہ بہت جھوٹی ہے۔

(۴۵) سعید بن منصور حاکم اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سورۃ بقرۃ میں ایک آیت ہے جو قرآن کی ساری آیتوں کی سردار ہے جس گھر میں یہ آیت پڑھی جاتی ہے تو شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے اور وہ (آیت) آیۃ الکرسی ہے۔

(۴۶) امام دارمی اور ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے (حم، المؤمن) لفظ آیت ''الیہ المصیر'' تک اور آیۃ الکرسی صبح کو پڑھی تو وہ ان آیات کی وجہ سے شام تک حفاظت میں رہے گا اور جس شخص نے دونوں کو شام کے وقت پڑھا تو صبح تک حفاظت میں رہے گا۔

(۴۷) امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابن الضریس نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا مجھے آیۃ الکرسی عرش کے نیچے سے عطا کی گئی۔

(۴۸) ابن ابی الدنیا مکائد الشیطان میں اور دینوری نے المجالسۃ میں حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میرے پاس جبرئیل (علیہ السلام) تشریف لائے اور فرمایا کہ ایک جن تیرے ساتھ مکروفریب کرے گا جب آپ اپنے بستر پر آئیں تو آیۃ الکرسی پڑھ لیا کریں۔

(۴۹) ابن ابی الدنیا نے مکائد الشیطان میں ابو شیخ نے العظمۃ میں ابن اسحق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ایک رات کو اپنے باغ میں گئے اس میں ایک آواز کو سنا اور کہا یہ کون ہے؟ اس نے کہا میں جنات میں سے ایک آدمی ہوں ہم کو قحط سالی پہنچ گئی۔ تو میں نے ارادہ کیا کہ انسانوں کے پھلوں میں سے کچھ لے لوں ہمارے لیے اس کو حلال کر دیجئے۔ انہوں نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے۔ پھر زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا تو ہم کو بتا سکتا ہے کہ کون سی چیز ہمیں تم سے بچا سکتی ہے؟ اس نے کہا آیۃ الکرسی۔

(۵۰) امام ابو عبید نے سلمہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا جو ایلیا کے پہلے امیر تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے لفظ آیت "اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم" سے زیادہ عظمت والی آیت تورات میں، انجیل میں، اور زبور میں نہیں اتاری۔

(۵۱) امام ابن الضریس نے حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی کا بھائی مر گیا تو اس نے اس کو نیند میں دیکھا اور اس سے پوچھا کون سا عمل بہتر ہے؟ اس نے کہا قرآن، پھر اس نے پوچھا قرآن کی کون سی آیت؟ اس نے کہا آیۃ الکرسی لفظ آیت "اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم" پھر اس نے پوچھا تم ہمارے لیے کس چیز کی امید رکھتے ہو۔ اس نے کہا ہاں تم عمل کرتے ہو اور تم جانتے نہیں ہو اور ہم جانتے ہیں۔ اور ہم عمل نہیں کرتے۔

بستر پر آیت الکرسی

(۵۲) قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا جس شخص نے بستر پر آنے کے وقت آیۃ الکرسی پڑھی۔ تو دو فرشتے صبح تک اس کی حفاظت کرتے رہتے ہیں۔

(۵۳) ابن ابی حاتم، ابو شیخ نے العظمہ میں، ابن مردویہ اور الضیاء نے المختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ نبی اسرائیل نے کہا: اے موسیٰ! کیا تیرا رب نیند کرتا ہے؟ انہوں نے فرمایا اللہ سے ڈرو (پھر) ان کے رب نے ان کو آواز دی۔ اے موسیٰ! تجھ سے انہوں نے سوال کیا کیا تیرا رب نیند کرتا ہے؟ دو شیشے اپنے دونوں ہاتھوں میں لے کر رات میں کھڑے ہو جاؤ۔ موسیٰ (علیہ السلام) نے ایسا ہی کیا جب ایک تہائی رات گزر گئی تو اونگھ آنے لگی اور اپنے گھٹنوں کے بل گرنے لگے پھر آپ اٹھے اور ان شیشوں کو مضبوطی سے پکڑا۔ یہاں تک کہ جب آخری رات ہوئی تو ایسی اونگھ آئی کہ دونوں شیشے گر پڑے اور ٹوٹ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! اگر میں نیند کرتا تو آسمان اور زمین گر جاتے اور ہلاک ہو جاتے جیسے تیرے ہاتھ میں شیشے ہلاک ہو گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ پر آیۃ الکرسی کو نازل فرمایا۔

(٥٤) ابن جریر، ابن ابی حاتم نے ربیع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت ''الحی'' سے مراد وہ ذات ہے جو ہمیشہ زندہ ہے جس کو موت نہیں آئے گی۔ (اور) لفظ آیت ''القیوم'' سے مراد ہر چیز کی نگرانی کرنا ہے۔ جو ان کو کھلاتا ہے، ان کو رزق دیتا ہے، اور ان کی حفاظت کرتا ہے۔

(٥٥) آدم بن ابی ایاس، ابن جریر، بیہقی نے الاسماء والصفات میں مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت ''القیوم'' سے مراد ہر چیز پر نگرانی کرنے والا۔

(٥٦) ابن ابی حاتم نے حسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت ''القیوم'' سے مراد وہ ذات ہے جس کو زوال نہیں۔

(٥٧) ابن الانباری نے المصاحف میں قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت ''الحی'' سے مراد وہ ذات ہے جس کو موت نہیں آئے گی۔ اور لفظ آیت ''القیوم'' سے مراد قائم رہنے والی ایسی ذات جس کا کوئی بدل نہیں۔

(٥٨) آدم بن ابی ایاس، ابن جریر، ابن ابی حاتم ابوالشیخ نے العظمہ میں اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے لفظ آیت ''لا تأخذہ سنۃ ولا نوم'' میں سنۃ سے مراد اونگھ ہے اور النوم سے مراد نیند ہے۔

(٥٩) ابن الانباری نے کتاب الوقف والابتداء میں اور الطستی نے اپنے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نافع بن ازرق رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے پوچھا کہ مجھے لفظ آیت ''لا تأخذہ سنۃ'' کے بارے میں بتایئے تو انہوں نے فرمایا کہ الوسنان سے مراد وہ شخص ہے جو نیند کرنے والا ہو ابھی مکمل سویا نہ ہو انہوں نے کہا کیا عرب کے لوگ اس معنی سے واقف ہیں فرمایا ہاں کیا تو نے زہیر بن ابی سلمی کا قول نہیں سنا وہ فرماتے ہیں۔ لفظ آیت

ولا سنۃ طوال الدھر تأخذہ ولا ینام وما فی امرہ فند

(ترجمہ) اسے اونگھ نہیں آئی لمبے زمانہ میں اور نہ وہ نیند کرتا ہے اور نہ اس کا کام ختم ہوتا ہے۔

(٦٠) عبد بن حمید، ابن جریر اور ابوالشیخ نے ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا کہ لفظ آیت ''السنۃ'' سے مراد اونگھ ہے اور النوم سے مراد لفظ آیت ''استثقال'' یعنی گہری نیند ہے۔

(٦١) عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن المنذر نے سدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ لفظ آیت ''السنۃ'' سے مراد ہے نیند کی ہوا جو چہرہ پر پڑتی ہے جس سے انسان اونگھنے لگتا ہے۔

(٦٢) ابن ابی حاتم نے عطیہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ لفظ آیت ''لا تأخذہ سنۃ ولا نوم'' سے مراد ہے جو کام میں سستی نہیں کرتا یعنی وہ کمزور نہیں پڑتا۔

(٦٣) سعید بن جریر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ لفظ آیت ''من ذا الذی یشفع عندہ'' سے مراد ہے کون بات کر سکتا ہے اس کے پاس مگر اس کی اجازت سے۔

(٦٤) ابن جریر نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ لفظ آیت ''یعلم ما بین ایدیھم'' سے مراد وہ جانتا ہے جو

دنیا سے گذر چکا اور لفظ آیت ''وما خلفهم'' سے مراد ہے وہ آخرت کو بھی جانتا ہے۔

(۶۵) ابن ابی حاتم نے العوفی کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ لفظ آیت ''یعلم ما بین ایدیهم'' سے مراد ہے کہ ان کے اعمال میں سے جو وہ کر چکے (اس کو جانتا ہے) لفظ آیت ''وما خلفهم'' اور جو کچھ وہ اپنے اعمال میں سے ضائع کر چکے (ان کو بھی جانتا ہے)۔

(۶۶) ابن جریر نے سدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ لفظ آیت ''ولا یحیطون بشیء من علمه'' سے مراد ہے کہ وہ لوگ اس کے علم میں سے کچھ بھی نہیں جانتے لفظ آیت ''الا بما شاء'' مگر جو ان کو خود بتایا۔

(۶۷) عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ ''وسع کرسیه السموت والارض'' سے مراد ہے کہ اس کی کرسی اس کا علم ہے۔ کیا تو نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کو نہیں سنا لفظ آیت ''ولا یؤده حفظهما''۔

(۶۸) الخطیب نے اپنی تاریخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول لفظ آیت ''وسع کرسیه السموت والارض'' کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اس کی کرسی اس کے قدم کی جگہ ہے اور عرش وہ ہے کہ اس کی قدرت کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔

(۶۹) الفریابی، عبد بن حمید، ابن المنذر ابن ابی حاتم، الطبرانی ابو الشیخ، الحاکم (اور اس کو صحیح فرمایا) الخطیب اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ کرسی اس کے قدموں کی جگہ ہے اور عرش وہ ہے کہ اس کا اندازہ کوئی نہیں لگا سکتا۔

(۷۰) ابن جریر ابن المنذر ابو الشیخ اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ کرسی پاؤں رکھنے کی جگہ ہے اور وہ اس طرح چرچراتی ہوتی ہے جیسے کجاوے کی چرچراہٹ میں نے کہا یہ بات بطور استعارہ کے ہے اللہ تعالیٰ کی ذات اس تشبیہ سے بلند ہے اور اس کی وضاحت کرتی ہے وہ روایت جو ابن جریر نے ضحاک سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا کہ کرسی وہ چیز ہے جو عرش کے نیچے رکھی ہوئی ہے کہ بادشاہ اس پر اپنے قدموں کو رکھتے ہیں۔

(۷۱) ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں پھیلا دی جائیں پھر وہ ایک دوسرے سے جڑ جائیں تو کرسی کی وسعت کے سامنے وہ ایک کڑے کی مانند ہوں گی جو جنگل میں ہو۔

(۷۲) ابن جریر، ابو الشیخ اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں ابن مردویہ اور بیہقی نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے کرسی کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا اے ابوذر! ساتوں آسمان اور ساتوں زمین کرسی کے سامنے ایسی ہیں جیسے جنگل میں گرا ہوا ایک (انگوٹھی کا) حلقہ اور عرش کی فضیلت کرسی پر ایسی ہے جیسے کسی جنگل کی فضیلت اس حلقہ پر (فضیلت سے مراد ہے بڑا ہونا یعنی عرش اتنا بڑا ہے کہ اس کے سامنے کرسی ایک حلقہ کے برابر ہے)۔

(۷۳) عبد بن حمید، ابن ابی عاصم نے السنۃ میں، البزار، ابو یعلی، ابن جریر، ابو الشیخ، الطبرانی، ابن مردویہ الضیا المقدسی نے المختارہ میں حضرت عمر سے روایت کیا ہے کہ ایک عورت نبی اکرم ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگی اللہ تعالیٰ کی عظمت کو بیان کرتے

ہوئے فرمایا کہ اس کی کرسی آسمانوں وزمین کو گھیرے ہوئے ہے اور اس کے لئے ایک آواز ہوتی ہے جیسے کسی نئے کجاوے کی چر چراہٹ ہوتی ہے جب وہ اس پر سوار ہوتا ہے اور وہ بوجھ کی وجہ سے چر چراتا ہے اس سے چار انگلی کے برابر جگہ خالی نہیں ہے۔

(۷۴) ابوالشیخ نے العظمہ میں ابونعیم نے الحلیہ میں النسائی ضعیف سند کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت کیا ہے کہ کرسی موتی ہے اور قلم موتی ہے اور قلم کی لمبائی سات سو سال کے برابر ہے اور کرسی کی لمبائی اتنی ہے کہ جاننے والے بھی اس کو نہیں جانتے۔

(۷۵) عبد بن حمید ابن ابی حاتم ابوالشیخ نے ابو مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کرسی عرش کے نیچے ہے۔

(۷۶) ابوالشیخ نے وھب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ کرسی عرش کے ساتھ ملی ہوئی ہے اور پانی سارے کا سارا کرسی کے پیٹ میں ہے۔

(۷۷) ابوالشیخ نے عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے سورج کرسی کے نور کے سترویں جزو میں سے ایک جز ہے۔

(۷۸) سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابوالشیخ اور بیہقی نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے آسمان وزمین کرسی کے سامنے ایسے ہیں جیسے ایک کڑا جنگل کی زمین میں ہو اور اس کی کرسی عرش کے سامنے ایسے ہے جیسے ایک کڑا جنگل کی زمین میں۔

(۷۹) ابن جریر، ابن ابی حاتم نے سعدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ بلاشبہ آسمان وزمین کرسی کے پیٹ میں ہیں اور کرسی عرش کے سامنے ہے۔

کرسی کی وسعت

(۸۰) ابن المنذر اور ابوالشیخ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ! مقام محمود کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ وہ دن ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی کرسی پر نزول فرمائے گا (اپنی شان کے لائق) کرسی اس طرح چر چرائے گی جیسے نیا کجاوہ تنگ ہونے کی وجہ سے چر چراتا ہے اور وہ کرسی آسمان اور زمین جیسی وسیع ہے۔

(۸۱) ابن جریر نے ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ حسن رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ کرسی وہی عرش ہے۔

(۸۲) بیہقی نے الاسماء والصفات میں سدی کے طریق سے، ابو مالک سے، ابوصالح ابن عباس، مرۃ الہمدانی نے حضرت ابن مسعود اور نبی اکرم ﷺ کے دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت کیا کہ وہ لفظ آیت "اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم" کے بارے میں فرماتے ہیں کہ لفظ آیت "القیوم" سے مراد نگرانی کرنے والا اور لفظ آیت "السنۃ" سے مراد نیند کی ہوا جو چہرہ پر پڑتی ہے جس سے انسان اونگھنے لگتا ہے اور لفظ آیت "ما بین ایدیھم وما خلفھم" سے مراد ہے کہ وہ اس کے علم میں سے کچھ بھی نہیں جانتے مگر وہ جو اس نے ان کو خود سکھایا اور لفظ آیت "وسع کرسیہ السموت والارض" سے مراد ہے کہ سارے آسمان اور زمین اس کے پیٹ میں ہیں اور کرسی عرش کے سامنے ہے اور وہ اس کے قدموں کی جگہ ہے اور لفظ آیت "ولا یؤدہ" سے مراد ہے کہ وہ اس پر بھاری نہیں ہے۔

(۸۳) عبد بن حمید، ابوالشیخ نے العظمہ میں اور بیہقی نے ابو مالک رحمۃ اللہ علیہ سے لفظ آیت "وسع کرسیہ السموت

والارض'' کے بارے میں روایت کیا کہ وہ ایک چٹان ہے جو ساتوں زمین کے نیچے ہے جہاں مخلوق کی انتہاء ہے اس کے کناروں پر چار فرشتے ہیں ان میں سے ہر ایک کے چار چہرے ہیں ایک چہرہ انسان کا ہے، دوسرا شیر کا چہرہ ہے، تیسرا بیل کا چہرہ ہے، اور چوتھا گدھ کا چہرہ ہے، وہ فرشتے اس چٹان پر کھڑے ہوئے ہیں اور زمین وآسمانوں کو گھیرے میں لیے ہوئے ان کے سر کرسی کے نیچے ہیں اور کرسی عرش کے نیچے ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی کرسی کو عرش پر رکھے ہوئے ہیں۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دو کرسیوں کی طرف اشارہ ہے ان میں سے ایک عرش کے نیچے ہے اور دوسری عرش پر رکھی ہوئی ہے۔

(۸٤) ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت ''ولا یؤدہ حفظھما'' سے مراد ہے کہ اس کی حفاظت اللہ تعالیٰ پر بھاری نہیں ہے۔

(۷۵) الطستی نے اپنے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نافع بن ازرق نے ان سے اللہ تعالیٰ کے اس قول لفظ آیت ''ولا یؤدہ حفظھما'' کے بارے میں پوچھا تو فرمایا اس سے مراد ہے کہ اس پر بھاری نہیں ہوتی ہے۔ (آسمان وزمین کی حفاظت) پھر انہوں نے عرض کیا عرب اس معنی سے واقف ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا۔

یعطی المئین ولا یؤودہ حملھا محض الضرائب ماجد الاخلاق

(ترجمہ) وہ دوسو دیتا ہے اور اس کا اٹھانا اس پر بوجھل نہیں ہے اس کے محصولات خالص ہیں اور وہ اچھے اخلاق والا ہے۔

(۸۶) ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ لفظ آیت ''ولا یؤدہ حفظھما'' سے مراد ہے کہ (زمین وآسمان کی حفاظت) اس پر بوجھل نہیں ہے۔

(۸۷) ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ لفظ آیت ''العظیم'' سے مراد وہ ذات ہے جو اپنی عظمت میں کامل ہے۔

(۸۸) الطبرانی نے السنۃ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت ''اللہ لا الہ الا ھو'' سے ارادہ کیا ہے اس ذات کا جس کے ساتھ کوئی شریک نہیں۔ اس کے علاوہ ہر معبود اس کی مخلوق میں سے ایک مخلوق ہے نہ نقصان پہنچا سکتی ہے نہ نفع دے سکتی ہے نہ مالک ہوتی ہے رزق کی نہ زندگی کی اور نہ قیامت کے دن اٹھائے جانے کی لفظ آیت ''الحی'' سے ارادہ کیا ہے اس ذات کا جس کو موت نہیں آتی (اور) لفظ آیت ''القیوم'' سے وہ ذات مراد ہے جو آزمائی نہیں جاتی لفظ آیت ''لا تأخذہ سنۃ'' سے اس کو اونگھ بھی نہیں آتی، لفظ آیت ''ولا نوم لہ ما فی السموت وما فی الارض من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ'' اس سے ارادہ فرشتوں کا جیسے ان کا قول لفظ آیت ''ولا یشفعون الا لمن ارتضی'' ہے۔ (اور) لفظ آیت ''یعلم ما بین ایدیھم'' سے ارادہ کرتے ہیں آسمان سے زمین تک۔ لفظ آیت ''وما خلفھم'' سے ارادہ کرتے ہیں اس چیز کا جو آسمانوں میں ہے، لفظ آیت ''ولا یحیطون بشیء من علمہ الا بما شاء'' سے ارادہ کرتے ہیں ان چیزوں میں سے جن کے بارے میں (اللہ تعالیٰ نے) اپنے علم پر مطلع فرمایا ہے۔ لفظ آیت ''وسع کرسیہ السموت والارض'' سے

ارادہ کرتے ہیں اس چیز کا جو ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمین سے بڑی ہے۔ لفظ آیت ''ولا یؤدہ حفظھما'' سے ارادہ کرتے ہیں کہ کوئی چیز آسمانوں اور زمین میں اس سے فوت نہیں ہوتی۔ لفظ آیت ''وھو العلی العظیم'' سے ارادہ کرتے ہیں کہ اس سے اونچا کوئی نہیں اس سے زیادہ کوئی عزت والا نہیں، اس سے زیادہ کوئی بزرگی والا نہیں اور اس سے زیادہ کوئی اکرام والا نہیں۔

(۸۹) ابوالشیخ نے العظمہ میں ابو حمزہ رحمۃ اللہ علیہ اور یزید بن عبید السلمی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ جب نبی اکرم ﷺ تبوک سے لوٹے تو بنو فزارہ کا وفد آیا اور کہنے لگا، یا رسول اللہ اپنے رب سے دعا کیجئے کہ ہم کو بارش عطا فرمائیں، اور ہمارے لئے اپنے رب سے سفارش کیجئے اور آپ کا رب آپ کی سفارش قبول فرمائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ افسوس ہے تیرے لئے میں سفارش کروں گا اپنے رب کے پاس۔ پس کون ہے جو ہمارے رب کی طرف سفارش کرے۔ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ تعالیٰ عظیم ذات ہے۔ اس کی کرسی آسمانوں اور زمین سے زیادہ وسیع ہے اور وہ چرچراتی ہے اس کی عظمت اور جلال سے جیسے نیا پالان چرچراتا ہے۔ (تفسیر در منثور، سورہ بقرہ، بیروت)

حافظ ابن کثیر شافعی لکھتے ہیں۔

عظیم تر آیت تعارف اللہ بزبان اللہ یہ آیت آیت الکرسی ہے، جو بڑی عظمت والی آیت ہے۔ حضرت ابی بن کعب سے رسول اللہ ﷺ دریافت فرماتے ہیں کہ کتاب اللہ میں سب سے زیادہ عظمت والی آیت کون سی ہے؟ آپ جواب دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول ہی کو اس کا سب سے زیادہ علم ہے۔ آپ پھر یہی سوال کرتے ہیں، بار بار کے سوال پر جواب دیتے ہیں کہ آیت الکرسی، حضور ﷺ فرماتے ہیں ابوالمنذر اللہ تعالیٰ تجھے تیرا علم مبارک کرے، اس اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس کی زبان ہوگی اور ہونٹ ہوں گے اور یہ بادشاہ حقیقی کی تقدیس بیان کرے گی اور عرش کے پایہ سے لگی ہوئی ہوگی۔ (مسند احمد)

صحیح مسلم شریف میں بھی یہ حدیث ہے لیکن یہ پچھلا قسمیہ جملہ اس میں نہیں، حضرت ابی بن کعب فرماتے ہیں میرے ہاں ایک کھجور کی بوری تھی۔ میں نے دیکھا کہ اس میں سے کھجوریں روز بروز گھٹ رہی ہیں، ایک رات میں جاگتا رہا اس کی نگہبانی کرتا رہا، میں نے دیکھا ایک جانور مثل جوان لڑکے کے آیا، میں نے اسے سلام کیا اس نے میرے سلام کا جواب دیا، میں نے کہا تو انسان ہے یا جن؟ اس نے کہا میں جن ہوں، میں نے کہا ذرا اپنا ہاتھ تو دے، اس نے ہاتھ بڑھا دیا، میں نے اپنے ہاتھ میں لیا تو کتے جیسا ہاتھ تھا اور اس پر کتے جیسے ہی بال تھے، میں نے کہا کیا جنوں کی پیدائش ایسی ہی ہے؟ اس نے کہا تمام جنات میں سب سے زیادہ قوت طاقت والا میں ہی ہوں، میں نے کہا بھلا تو میری چیز چرانے پر کیسے دلیر ہوگیا؟ اس نے کہا مجھے معلوم ہے کہ تو صدقہ کو پسند کرتا ہے، ہم نے کہا پھر ہم کیوں محروم رہیں؟ میں نے کہا تمہارے شر سے بچانے والی کون سی چیز ہے؟ اس نے کہا آیت الکرسی۔ صبح کو جب میں سرکار محمدی ﷺ میں حاضر ہوا تو میں نے رات کا سارا واقعہ بیان کیا، آپ ﷺ نے فرمایا خبیث نے یہ بات تو بالکل سچ کہی۔ (ابو یعلی)

ایک بار مہاجرین کے پاس آپ ﷺ گئے تو ایک شخص نے کہا حضور ﷺ قرآن کی آیت کون سی بڑی ہے، آپ نے یہی آیت الکرسی پڑھ کر سنائی۔ (طبرانی)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہ میں سے ایک سے پوچھا تم نے نکاح کر لیا؟ اس نے کہا حضرت میرے پاس مال نہیں، اس لئے نکاح نہیں کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قل ھو اللہ یاد نہیں؟ اس نے کہا وہ تو یاد ہے، فرمایا چوتھائی قرآن تو یہ ہو گیا، کیا قل یا ایھا الکافرون یاد نہیں، کہا ہاں وہ بھی یاد ہے، فرمایا چوتھائی قرآن یہ ہوا، پھر پوچھا کیا اذا زلزلت بھی یاد ہے؟ کہا ہاں، فرمایا چوتھائی قرآن یہ ہوا، کیا اذا جاء نصر اللہ بھی یاد ہے؟ کہا ہاں، فرمایا چوتھائی یہ، کہا آیت الکرسی یاد ہے؟ کہا ہاں، فرمایا چوتھائی قرآن یہ ہوا۔ (مسند احمد)

حضرت ابوذر فرماتے ہیں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مسجد میں تشریف فرما تھے، میں آ کر بیٹھ گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تم نے نماز پڑھ لی؟ میں نے کہا نہیں، فرمایا اٹھو نماز ادا کر لو۔ میں نے نماز پڑھی پھر آ کر بیٹھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوذر شیطان انسانوں اور جنوں سے پناہ مانگ، میں نے کہا حضور کیا انسانی شیطان بھی ہوتے ہیں؟ فرمایا ہاں، میں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی نسبت کیا ارشاد ہے؟ فرمایا وہ سراسر خیر ہے جو چاہے کم حصہ لے جو چاہے زیادہ، میں نے کہا حضور روزہ؟ فرمایا کفایت کرنے والا فرض ہے اور اللہ کے نزدیک زیادتی ہی، میں نے کہا صدقہ؟ فرمایا بہت زیادہ اور بڑھ چڑھ کر بدلہ دلوانے والا، میں نے کہا سب سے افضل صدقہ کون سا ہے؟ فرمایا کم مال والے کا ہمت کرنا یا پوشیدگی سے محتاج کی احتیاج پوری کرنا، میں نے سوال کیا سب سے پہلے نبی کون ہیں؟ فرمایا حضرت آدم، میں نے کہا وہ نبی تھے؟ فرمایا نبی اور اللہ سے ہمکلام ہونے والے، میں نے پوچھا رسولوں کی تعداد کیا ہے؟ فرمایا تین سو اور کچھ اوپر دس بہت بڑی جماعت، ایک روایت میں تین سو پندرہ کا لفظ ہے، میں نے پوچھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر سب سے زیادہ بزرگی والی آیت کون سی اتری؟ فرمایا آیت الکرسی اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم الخ، (مسند احمد) حضرت ابو ایوب انصاری فرماتے ہیں کہ میرے خزانہ میں سے جنات چرا کر لے جایا کرتے تھے، میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو اسے دیکھے تو کہنا بسم اللہ اجیبی رسول اللہ جب وہ آیا میں نے یہی کہا، پھر اسے چھوڑ دیا۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ پھر بھی آئے گا، میں نے اسے اسی طرح دو تین بار پکڑا اور اقرار لے لے کر چھوڑ دیا، میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر دفعہ یہی فرمایا کہ وہ پھر بھی آئے گا، آخر مرتبہ میں نے کہا اب میں تجھے نہ چھوڑوں گا، اس نے کہا چھوڑ دے میں تجھے ایک ایسی چیز بتاؤں گا کہ کوئی جن اور شیطان تیرے پاس ہی نہ آسکے، میں نے کہا اچھا بتاؤ، کہا وہ آیت الکرسی ہے۔ میں نے آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے سچ کہا، گو وہ جھوٹا ہے۔ (مسند احمد)

صحیح بخاری شریف میں کتاب فضائل القرآن اور کتاب الوکالہ اور صفۃ ابلیس کے بیان میں بھی یہ حدیث حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے اس میں ہے کہ زکوۃ رمضان کے مال پر میں پہرہ دے رہا تھا جو یہ شیطان آیا اور سمیٹ سمیٹ کر اپنی چادر میں جمع کرنے لگا، تیسری مرتبہ اس نے بتایا کہ اگر تو رات بستر پر جا کر اس آیت کو پڑھ لے گا تو اللہ کی طرف سے تجھ پر حافظ مقرر ہو گا اور صبح تک شیطان تیرے قریب بھی نہ آسکے گا۔ (بخاری)

دوسری روایت میں ہے کہ یہ کھجوریں تھیں اور مٹھی بھر وہ لے گیا تھا اور آپ نے فرمایا تھا کہ اگر اسے پکڑنا چاہے تو جب وہ

دروازے کھولے کہا سبحان من سخرك لمحمد شیطان نے عذر یہ بتایا تھا کہ ایک فقیر جن کے بال بچوں کیلئے میں یہ لے جا رہا تھا (ابن مردویہ)

پس یہ واقعہ تین صحابہ کا ہوا، حضرت ابی بن کعب کا، حضرت ابوایوب انصاری کا اور حضرت ابوہریرہ کا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ ایک انسان کی ایک جن سے ملاقات ہوئی جن نے کہا مجھ سے کشتی کرے گا؟ اگر مجھے گرا دے گا تو میں تجھے ایک ایسی آیت سکھاؤں گا کہ جب تو اپنے گھر جائے اور اسے پڑھ لے تو شیطان اس میں نہ آسکے، کشتی ہوئی اور اس آدمی نے جن کو گرا دیا، اس شخص نے جن سے کہا تو نحیف اور ڈرپوک ہے اور تیرے ہاتھ مثل کتے کے ہیں، کیا جنات ایسے ہی ہوتے ہیں یا صرف تو ہی ایسا ہے؟ کہا میں تو ان سب میں سے قوی ہوں، پھر دوبارہ کشتی ہوئی اور دوسری مرتبہ بھی اس شخص نے گرا دیا تو جن نے کہا جو آیت میں نے سکھانے کیلئے کہا تھا وہ آیت الکرسی ہے، جو شخص اپنے گھر میں جاتے ہوئے اسے پڑھ لے تو شیطان اس گھر سے گدھے کی طرح چیختا ہوا بھاگ جاتا ہے۔ جس شخص سے کشتی ہوئی تھی وہ شخص عمر تھے۔ (کتاب الغریب)

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں سورۃ بقرہ میں ایک آیت ہے جو قرآن کریم کی تمام آیتوں کی سردار ہے جس گھر میں وہ پڑھی جائے وہاں سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔ وہ آیت آیت الکرسی ہے۔ (مستدرک حاکم)

ترمذی میں ہے ہر چیز کی کوہان اور بلندی ہے اور قرآن کی بلندی سورۃ بقرہ ہے اور اس میں بھی آیت الکرسی تمام آیتوں کی سردار ہے۔ حضرت عمر کے اس سوال پر کہ سارے قرآن میں سب سے زیادہ بزرگ آیت کون سی ہے؟ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا مجھے خوب معلوم ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ وہ آیت آیت الکرسی ہے (ابن مردویہ) حضور ﷺ فرماتے ہیں ان دونوں آیتوں میں اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہے۔ ایک تو آیت الکرسی، دوسری آیت الم الله لا اله الا هو الحی القیوم (مسند احمد)

اور حدیث میں ہے کہ وہ اسم اعظم جس نام کی برکت سے جو دعا اللہ تعالیٰ سے مانگی جائے وہ قبول فرماتا ہے۔ وہ تین سورتوں میں ہے، سورۃ بقرہ، سورۃ آل عمران اور سورۃ طٰہٰ (ابن مردویہ) ہشام بن عمار خطیب دمشق فرماتے ہیں سورۃ بقرہ کی آیت آیت الکرسی ہے اور آل عمران کی پہلی ہی آیت اور طٰہٰ کی آیت وعنت الوجوه للحی القیوم ہے اور حدیث میں ہے جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھ لے اسے جنت میں جانے سے کوئی چیز نہیں روکے گی سوائے موت کے (ابن مردویہ) اس حدیث کو امام نسائی نے بھی اپنی کتاب عمل الیوم واللیلہ میں وارد کیا ہے اور ابن حبان نے بھی اسے اپنی صحیح میں وارد کیا ہے اس حدیث کی سند شرط بخاری پر ہے لیکن ابوالفرج بن جوزی اسے موضوع کہتے ہیں واللہ اعلم۔

تفسیر ابن مردویہ میں بھی یہ حدیث ہے لیکن اس کی اسناد بھی ضعیف ہے۔ ابن مردویہ میں کی ایک اور حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ بن عمران کی طرف وحی کی کہ ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھ لیا کرو، جو شخص یہ کرے گا میں اسے شکر گزار دل اور ذکر کرنے والی زبان دوں گا۔ اور اسے نبیوں کا ثواب اور صدیقوں کا عمل دوں گا۔ جس عمل کی پابندی صرف انبیاء اور صدیقین سے ہی ہوتی ہے یا اس بندے سے جس کا دل میں نے ایمان کیلئے آزما لیا ہو یا اسے اپنی راہ میں شہید کرنا طے کر لیا ہو،

لیکن یہ حدیث بہت منکر ہے۔

ترمذی کی حدیث میں ہے جو شخص سورۃ حم المومنین کو الیہ المصیر تک اور آیت الکرسی کو صبح کے وقت پڑھ لے گا وہ شام تک اللہ کی حفاظت میں رہے گا اور شام کو پڑھنے والے کی صبح تک حفاظت ہوگی لیکن یہ حدیث بھی غریب ہے۔ اس آیت کی فضیلت میں اور بھی بہت سی حدیثیں ہیں لیکن ایک تو اس لئے کہ ان کی سندیں ضعیف ہیں اور دوسرے اس لئے بھی کہ ہمیں اختصار مدنظر ہے، ہم نے انہیں وارد نہیں کیا۔ اس مبارک آیت میں دس مستقل جملے، پہلے جملے میں اللہ تعالیٰ کی واحدانیت کا بیان ہے کہ کل مخلوق کا وہی ایک اللہ ہے۔ دوسرے جملے میں ہے کہ وہ خود زندہ ہے جس پر کبھی موت نہیں آئے گی، دوسروں کو قائم رکھنے والا ہے۔ قیوم کی دوسری نشانی قرأت قیام بھی ہے پس تمام موجودات اس کی محتاج ہے اور وہ سب سے بے نیاز ہے، کوئی بھی بغیر اس کی اجازت کے کسی چیز کا سنبھالنے والا نہیں، جیسے اور جگہ ہے (وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَاۗءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِہٖ)30۔الروم:25) یعنی اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ آسمان و زمین اسی کے حکم سے قائم ہیں، پھر فرمایا نہ تو اس پر کوئی نقصان آئے نہ کبھی وہ اپنی مخلوق سے غافل اور بے خبر ہو، بلکہ ہر شخص کے اعمال پر وہ حاضر، ہر شخص کے احوال پر وہ ناظر، دل کے ہر خطرے سے وہ واقف، مخلوق کا کوئی ذرہ بھی اس کی حفاظت اور علم سے کبھی باہر نہیں، یہی پوری "قیومیت" ہے۔ اونگھ، غفلت، نیند اور بے خبری سے اس کی ذات مکمل پاک ہے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ کھڑے ہو کر صحابہ کرام کو چار باتیں بتائیں، فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ سوتا نہیں، نہ نیند اس کی ذات کے لائق ہے، وہ ترازو کا حافظ ہے جس کیلئے چاہے جھکا دے، جس کیلئے چاہے نہ جھکائے، دن کے اعمال رات سے پہلے اور رات کے اعمال دن سے پہلے اس کی طرف لے جائے جاتے ہیں، اس کے سامنے نور یا آگ کے پردے ہیں اگر وہ ہٹ جائیں تو اس کے چہرے کی تجلیاں ان تمام چیزوں کو جلا دیں جن تک اس کی نگاہ پہنچے، عبدالرزاق میں حضرت عکرمہ سے روایت ہے کہ موسیٰ نے فرشتوں سے پوچھا کہ کیا اللہ تعالیٰ سوتا بھی ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی طرف وحی بھیجی کہ حضرت موسیٰ کو تین راتوں تک بیدار رکھیں، انہوں نے یہی کیا، تین راتوں تک سونے نہ دیا، اس کے بعد دو بوتلیں ان کے ہاتھوں میں دے دیں گئیں اور کہہ دیا کہ انہیں تھامے رہو خبردار یہ گرنے اور ٹوٹنے نہ پائیں، آپ نے انہیں تھام لیا لیکن جاگا ہوا تھا، نیند کا غلبہ ہوا، اونگھ آنے لگی، آنکھ بند ہو جاتی لیکن پھر ہوشیار ہو جاتے مگر کب تک؟ آخر ایک مرتبہ ایسا جھکولا آیا کہ بوتلیں ٹوٹ گئیں، گویا انہیں بتایا گیا کہ جب ایک اونگھنے اور سونے والا دو بوتلوں کو نہیں سنبھال سکتا تو اللہ تعالیٰ اگر اونگھے یا سوئے تو زمین و آسمان کی حفاظت کس طرح ہو سکے؟ لیکن یہ بنی اسرائیل کی بات ہے۔

اور کچھ دل کو لگتی بھی نہیں اس لئے کہ یہ ناممکن ہے کہ موسیٰ جیسے جلیل القدر عارف باللہ اللہ جل شانہ کی اس صفت سے ناواقف ہوں اور انہیں اس میں تردد ہو کہ اللہ ذوالجلال والاکرام جاگتا ہی رہتا ہے یا سو بھی جاتا ہے اور اس سے بھی بہت زیادہ غرابت والی وہ حدیث ہے جو ابن جریر میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واقعہ کو منبر پر بیان فرمایا۔ یہ حدیث بہت ہی غریب ہے اور بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اس کا فرمان پیغمبر ہونا ثابت نہیں بلکہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ سے یہ سوال کیا تھا اور پھر آپ کو بوتلیں پکڑوائی گئیں اور وہ بوجہ نیند کے نہ سنبھال سکے، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی، آسمان و زمین کی تمام چیزیں اس کی غلامی میں اور

اس کی ماتحتی میں اور اس کی سلطنت میں ہیں جیسے فرمایا کل من فی السموات والارض الخ یعنی زمین و آسمان کی کل چیزیں رحمن کی غلامی میں حاضر ہونے والی ہیں، ان سب کو رب العالمین نے ایک ایک کر کے گن رکھا ہے۔ ساری مخلوق تنہا تنہا اس کے پاس حاضر ہوگی، کوئی نہیں جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے سامنے سفارش یا شفاعت کر سکے، جیسے ارشاد ہے: و کم من ملك فی السموات الخ، یعنی آسمانوں میں بہت سے فرشتے ہیں لیکن ان کی شفاعت بھی کچھ فائدہ نہیں دے سکتی، ہاں یہ اور بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کی منشائی اور مرضی سے ہو، اور جگہ ہے ولا یشفعون الا لمن ارتضی کسی کی وہ شفاعت نہیں کرتے مگر اس کی جس سے اللہ خوش ہو، پس یہاں بھی اللہ تعالیٰ کی عظمت اس کا جلال اور اس کی کبریائی بیان ہو رہی ہے، کہ بغیر اس کی اجازت اور رضامندی کے کسی کی جرات نہیں کہ اس کے سامنے کسی کی سفارش میں زبان کھولے، حدیث شفاعت میں بھی ہے کہ میں اللہ کے عرش کے نیچے جاؤں گا اور سجدے میں گر پڑوں گا اللہ تعالیٰ مجھے سجدے میں ہی چھوڑ دے گا جب تک چاہے، پھر کہا جائے گا کہ اپنا سر اٹھاؤ، کہو، سنا جائے گا، شفاعت کرو، منظور کی جائے گی، آپ فرماتے ہیں پھر میرے لئے حد مقرر کر دی جائے گی اور میں انہیں جنت میں لے جاؤں گا وہ اللہ تمام گزشتہ موجودہ اور آئندہ کا عالم ہے اس کا علم تمام مخلوق کا احاطہ کئے ہوئے ہے جیسے اور جگہ فرشتوں کا قول ہے کہ ماننتزل الا بامر ربك الخ ہم تیرے رب کے حکم کے بغیر اتر نہیں سکتے ہمارے آگے پیچھے اور سامنے سب کی چیزیں اسی کی ملکیت ہیں اور تیرا رب بھول چوک سے پاک ہے۔

کرسی سے مراد حضرت عبداللہ بن عباس سے علم منقول ہے، دوسرے بزرگوں سے دونوں پاؤں رکھنے کی جگہ منقول ہے، ایک مرفوع حدیث میں بھی یہی مروی ہے، حضرت ابو ہریرہ سے بھی مرفوعاً یہی مروی ہے لیکن رفع ثابت نہیں، ابو مالک فرماتے ہیں کرسی عرش کے نیچے ہے، سدی کہتے ہیں آسمان و زمین کرسی کے جوف میں اور کرسی عرش کے سامنے، ابن عباس فرماتے ہیں ساتوں زمینیں اور ساتوں آسمان اگر پھیلا دیئے جائیں اور سب کو ملا کر بسیط کر دیا جائے تو بھی کرسی کے مقابلہ میں ایسے ہوں گے جیسے ایک حلقہ کسی چٹیل میدان میں، ابن جریر کی ایک مرفوع حدیث میں ہے کہ ساتوں آسمان کرسی میں ایسے ہی ہوں گے جیسے ایک حلقہ کسی چٹیل میدان میں، ابن جریر کی ایک مرفوع حدیث میں ہے کہ ساتوں آسمان کرسی میں ایسے ہی ہیں جیسے سات درہم ڈھال میں اور حدیث میں کرسی عرش کے مقابلہ میں ایسی ہے جیسے ایک لوہے کا حلقہ چٹیل میدان میں، ابوذر غفاری نے ایک مرتبہ کرسی کے بارے میں سوال کیا تو حضور ﷺ نے قسم کھا کر یہی فرمایا اور فرمایا کہ پھر عرش کی فضیلت کرسی پر بھی ایسی ہی ہے، ایک عورت نے آن کر حضور ﷺ سے درخواست کی کہ میرے لئے دعا کیجئے کہ اللہ مجھے جنت میں لے جائے، آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی عظمت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کی کرسی نے آسمان و زمین کو گھیر رکھا ہے مگر جس طرح نیا پالان چر چراتا ہے وہ کرسی عظمت پروردگار سے چر چرا رہی ہے، گو یہ حدیث بہت سی سندوں سے بہت سی کتابوں میں مروی ہے لیکن کسی سند میں کوئی راوی غیر مشہور ہے کسی میں ارسال ہے، کوئی موقوف ہے، کسی میں بہت کچھ غریب زیادتی ہے، کسی میں حذف ہے اور ان سب سے زیادہ غریب حضرت جبیر والی حدیث ہے جو ابوداؤد میں مروی ہے۔ اور وہ روایات بھی ہیں جن میں قیامت کے روز کرسی کا فیصلوں کیلئے رکھا جانا مروی ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ اس آیت میں یہ ذکر نہیں واللہ اعلم، مسلمانوں کے ہیئت دان متکلمین کہتے ہیں کہ کرسی آٹھواں آسمان ہے جسے فلک

ثوابت کہتے ہیں اور جس پر نواں آسمان ہے اور جسے فلک اثیر کہتے ہیں اور اطلس بھی، لیکن دوسرے لوگوں نے اس کی تردید کی ہے، حسن بصری فرماتے ہیں کرسی ہی عرش ہے لیکن صحیح بات یہ ہے کہ کرسی اور ہے اور عرش اور ہے، جو اس سے بڑا ہے جیسا کہ آثار احادیث میں وارد ہوا ہے، علامہ ابن جریر تو اس بارے میں حضرت عمر والی روایت پر اعتماد کئے ہوئے ہیں لیکن میرے نزدیک اس کی صحت میں کلام ہے۔ (تفسیر ابن کثیر سورہ بقرہ)

آیۃ الکرسی کی تفسیری وضاحت کا بیان

امام تفسیر امام ابوعبداللہ قرطبی لکھتے ہیں:

قولہ تعالیٰ (آیت) ''اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم''۔ یہ آیۃ الکرسی ہے، یہ قرآن کی آیات کی سردار ہے اور سب سے بڑی آیت ہے، جیسا کہ سورۃ الفاتحہ میں اس کا بیان گزر چکا ہے، یہ رات کے وقت نازل ہوئی اور حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو بلایا اور یہ آیت لکھوادی۔

حضرت محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: جب آیۃ الکرسی نازل ہوئی دنیا میں تمام بت گر گئے اور اسی طرح دنیا میں تمام بادشاہ گر پڑے اور ان کے سروں سے تاج گر گئے اور شیاطین بھاگ پڑے، وہ آپس میں ایک دوسرے کو مارنے لگے اور ابلیس کے پاس تمام جمع ہو گئے اور اسے اس کے بارے مطلع کیا، تو اس نے انہیں کہا کہ وہ اس کے بارے تفتیش کریں، چنانچہ وہ مدینہ طیبہ کی طرف آئے تو انہیں یہ خبر موصول ہوئی کہ آیت الکرسی نازل ہوئی ہے۔ ائمہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے عرض کی: اللہ و رسولہ اعلم، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اے ابا المنذر! کیا تو جانتا ہے تیرے پاس کتاب اللہ میں سے کون سی آیت سب سے بڑی ہے؟ تو میں نے عرض کی: (آیت) ''اللہ لا الہ الا ھو، الحی القیوم''۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: ''اے ابا المنذر! تجھے علم مبارک ہو۔

(صحیح مسلم، فضائل القرآن، جلد ۱، صفحہ ۲۷۱، وزارت سنن ابی داؤد، باب ماجاء فی آیۃ الکرسی، حدیث نمبر ۱۲۴۸، ضیاء القرآن پبلی کیشنز)

حکیم ترمذی ابوعبداللہ نے یہ اضافہ ذکر کیا ہے۔ ''قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، اس آیت کی ایک زبان ہے اور دو ہونٹ ہیں ساق عرش کے پاس شہنشاہ مطلق کی پاکی بیان کرتی ہے۔ (نوادر الاصول جلد ۱، صفحہ ۳۳۷، ۳۳۸)

ابوعبداللہ نے کہا ہے: یہ آیت اللہ تعالیٰ جل ذکرہ نے اسے نازل فرمایا اور اس کا ثواب اس کے پڑھنے والے کے لئے دنیا اور آخرت میں رکھا ہے، پس دنیا میں تو یہ ہے کہ یہ اپنے پڑھنے والے کی آفات و مصائب سے حفاظت کرتی ہے نوف البکالی سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: آیت الکرسی تورات میں ولیۃ اللہ کے نام سے پکاری جاتی ہے اور اس کے پڑھنے والوں کو ملکوت السموات والارض میں عزیز پکارا جاتا ہے۔ فرمایا: حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ جب اپنے گھر میں داخل ہوتے تو وہ اپنے گھر کے چاروں کونوں میں آیۃ الکرسی پڑھتے تھے، اس کا معنی یہ ہے کہ آپ اس کے ذریعے چاروں اطراف سے اپنی حفاظت کا انتظام کرتے تھے اور یہ کہ شیطان آپ کے گھر کے کونوں سے آپ سے دور ہو جائے۔ (نوادر الاصول جلد ۱، صفحہ ۳۳۸)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے ایک جن سے کشتی کی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے پچھاڑ دیا تو جن نے آپ کو کہا: مجھ سے ذرا اٹھو یہاں تک کہ میں آپ کو وہ بتاتا ہوں جس کے ساتھ تم ہم سے محفوظ رہ سکتے ہو، تو آپ نے اسے چھوڑ دیا اور اس سے پوچھا تو اس نے کہا: بلاشبہ تم ہم سے آیۃ الکرسی کے ساتھ محفوظ رہ سکتے ہو۔ (نوادر الاصول جلد ۱، صفحہ ۳۳۸)

میں (مفسر) کہتا ہوں: یہ صحیح ہے اور حدیث میں ہے: جس نے ہر نماز کے پیچھے آیۃ الکرسی پڑھی تو اس کی روح قبض کرنے کی ذمہ داری رب ذوالجلال لے لیتا ہے اور وہ اس آدمی کی طرح ہے جس نے انبیاء علیہم السلام کی معیت میں جنگ لڑی یہاں تک کہ اسے شہید کر دیا گیا۔

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے کہا: میں نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جس نے ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھی تو اس کے لئے موت کے سوا کوئی شے جنت میں داخل ہونے کے مانع نہیں ہے اور اس پر صدیق اور عابد ہی مواظبت اختیار کرتا ہے اور جس نے اسے اس وقت پڑھا جب وہ اپنے بستر پر گیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے اس کے پڑوسیوں کو اور اس کے پڑوسیوں کے پڑوسیوں کو اور اس کے اردگرد کے گھروں کو محفوظ فرما دیا۔

(مشکوۃ المصابیح، کتاب الذکر بعد الصلوۃ جلد ۱، صفحہ ۸۹)

اور بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کی زکوۃ (صدقہ فطر) کی حفاظت میرے سپرد کی، آگے پورا قصہ ذکر کیا اور اس میں ہے: تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیال یہ ہے کہ وہ مجھے ایسے کلمات سکھا دے گا جس کے سبب اللہ تعالیٰ مجھے نفع پہنچائے گا، سو میں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ کیا ہیں''؟ میں نے عرض کی: اس نے مجھے کہا ہے: جب تو اپنے بستر میں جائے تو اول سے آخر تک آیۃ الکرسی پڑھا کر (آیت) ''اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم''۔ اور اس نے مجھے کہا ہے: تجھ پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے مسلسل محافظ رہے گا اور صبح ہونے تک کوئی شیطان تیرے قریب نہیں آئے گا اور وہ (صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) خیر کی چیز لینے کے بہت زیادہ حریص تھے تو حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ اس نے تجھ سے سچ کہا ہے حالانکہ وہ بہت جھوٹا ہے، اے ابو ہریرہ! کیا تو اسے جانتا ہے جس سے تو تینوں راتیں باتیں کرتا رہا ہے؟'' عرض کی نہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ شیطان ہے۔

مسند داری ابو محمد میں ہے شعبی نے کہا ہے: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے: حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک آدمی کا ایک جن سے آمنا سامنا ہو گیا تو وہ آپس میں کشتی کرنے لگے تو اس صحابی نے اسے پچھاڑ دیا۔ تو اس آدمی نے اسے کہا: بلاشبہ میں تجھے کمزور بلند غبار کی مانند دیکھ رہا ہوں گویا تیرے دونوں ہاتھ کتے کے ہاتھوں کی طرح ہیں، کیا تم اسی طرح ہوتے ہو، اے جنوں کے گروہ،! یا تو ان میں سے اس طرح ہے؟ اس نے کہا: نہیں قسم بخدا! بلاشبہ میں ان میں سے مضبوط پسلیوں والا ہوں، البتہ تو دوبارہ میرے ساتھ کشتی کر، اگر تو نے مجھے پچھاڑ لیا تو میں تجھے ایسی شے سکھا دوں گا جو تیرے لئے نفع بخش ہوگی۔ صحابی نے فرمایا: ہاں ٹھیک ہے۔ پھر انہوں نے اسے پچھاڑ دیا، تو اس نے کہا کیا تم آیت الکرسی پڑھتے ہو: (آیت) ''اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم؟ انہوں نے کہا: ہاں، تو اس نے کہا کیونکہ تم جب بھی اسے اپنے گھر میں پڑھو گے تو شیطان گدھے

کی شکل ہوا خارج کرتے ہوئے اس سے نکل جائے گا اور پھر صبح ہونے تک اس میں داخل نہ ہوگا، اسے ابونعیم نے ابوعاصم ثقفی سے اور انہوں نے شعبی سے روایت کیا ہے۔ اور ابوعبیدہ نے اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی غریب حدیث میں ذکر کیا ہے۔ ابومعاویہ نے اس کے بارے ہمیں ابوعاصم ثقفی سے، انہوں شعبی سے اور انہوں نے شعبی سے روایت کیا ہے، اور ابوعبیدہ نے اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی غریب حدیث میں ذکر کیا ہے، ابومعاویہ نے اس کے بارے میں ہمیں ابوعاصم ثقفی سے، انہوں نے شعبی سے اور انہوں نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے۔ فرمایا کہ حضرت عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا گیا: کیا وہ عمر رضی اللہ عنہ تھے؟ تو انہوں نے فرمایا: امکان یہی ہے کہ وہ عمر کے سوا کوئی نہیں ہوسکتا۔

ابومحمد دارمی نے کہا ہے۔ الضئیل کا معنی ہے: باریک (کمزور) الشخیت کا معنی ہے: انتہائی لاغر کمزور، الضلیع کا معنی ہے: پیٹ سے خارج ہونے والی ہوا، اور یہ لفظ حاء کے ساتھ الحج بھی ہے۔

اور ترمذی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے حم۔ المومن۔ الیہ المصیر''۔ تک اور آیۃ الکرسی صبح کے وقت پڑھیں تو شام ہونے تک وہ ان دونوں کے سبب محفوظ رہے گا اور جس نے ان دونوں کو شام کے وقت پڑھا تو وہ پڑھا تو وہ صبح ہونے تک ان کے محفوظ رہے گا''۔ فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔

اور ابوعبداللہ الترمذی الحکیم نے کہا ہے: روایت کیا گیا ہے کہ مومنین کے لئے محافظت کی خاطر ہر نماز کے بعد انہیں پڑھنا مستحب ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث مروی ہے کہ حضور نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی طرف وحی فرمائی جس نے ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھنے پر دوام اختیار کیا میں اسے اس سے زیادہ عطا کروں گا جو میں شکر کرنے والوں کو عطا کرتا ہوں اور انبیاء علیہم السلام کا اجر اور صدیقین کے اعمال کا اجر اور میں اس پر اپنا دست رحمت پھیلا دیتا ہوں اور اس کے لئے کوئی شے رکاوٹ نہیں ہے کہ میں اسے جنت میں داخل کروں مگر یہ کہ ملک الموت اسے لے آئے''۔

حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نے عرض کی: اے میرے پروردگار! جس نے اس کے بارے سنا وہ اس پر دوام اختیار نہیں کرے گا؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''میں یہ اپنے بندوں میں سے کسی کو عطا نہیں کروں گا سوائے نبی کے یا صدیق کے یا ایسے آدمی کے جس سے میں محبت کرتا ہوں یا ایسے آدمی کے جس کے بارے میں ارادہ کروں کہ وہ میرے راستے میں قتل ہو جائے''

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اے موسیٰ جس کسی نے ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھی تو میں اسے انبیاء علیہم السلام (کے اعمال) کا ثواب عطا کروں گا، ابوعبداللہ نے کہا ہے: میرے نزدیک اس کا معنی ہے: میں اسے انبیاء علیہم السلام کے عمل کا ثواب عطا فرماؤں گا اور جہاں تک نبوت کے ثواب کا تعلق ہے تو وہ سوائے انبیاء علیہم السلام کے اور کسی کے لئے نہیں ہے۔ (۲ نوادر الاصول، جلد ۱، صفحہ ۳۳۸)

یہ آیت توحید اور اعلیٰ صفات کو متضمن ہے۔ اس میں پچاس کلمے ہیں اور ہر کلمے میں پچاس برکتیں ہیں۔ اور یہ تہائی قرآن کریم

کے برابر ہے حدیث طیبہ میں اسی طرح وارد ہے۔ابن عطیہ نے اسے ذکر کیا ہے۔

اور لفظ اللہ مبتدا ہے اور لا الہ'' مبتدا ثانی ہے اور اس کی خبر محذوف ہے اور وہ معبود یا موجود ہے۔اور'' الا ھو، لا الہ'' کے محل سے بدل ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ (آیت) ''اللہ لا آلہ الا ھو''۔مبتدا اور خبر ہے اور یہ مرفوع ہے اور اس معنی پر محمول ہے یعنی ما الہ الا ھو۔ (سوائے اس کے کوئی الہ نہیں ہے) اور غیر قرآن میں لا الہ الا ایاہ پڑھنا بھی جائز ہے۔اور استثناء کی بناء پر ضمیر منصوب ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے اپنی طویل حدیث میں کہا ہے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں سے کون سی سب سے بڑی آیت آپ پر نازل فرمائی ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (آیت) ''اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم''۔(۳) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: قرآن کریم میں اشرف اور بلند رتبہ آیت آیۃ الکرسی ہے۔ بعض علماء نے کہا ہے: کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کے اسم گرامی کا تکرار مضمرا اور ظاہرا اٹھارہ بار کیا جاتا ہے۔(اس لئے یہ دوسری آیات سے بلند رتبہ اور اعلیٰ ہے)

(آیت) ''الحی القیوم''۔یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور اگر چاہے تو اسے ھو سے بدل بنالے اور اگر چاہے تو یہ خبر کے بعد خبر بھی ہو سکتی ہے اور اگر چاہے تو اس سے پہلے مبتدا مضمر بھی ہو سکتا ہے اور غیر قرآن میں اسے مدح کی بنا پر منصوب پڑھنا بھی جائز ہے۔

اور'' الحی '' اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنی میں سے ایک اسم ہے جس کے ساتھ اسے پکارا جاتا ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہے اور یہ قول بھی ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام جب مردے کو زندہ کرنے کا ارادہ فرماتے تھے تو وہ انہیں اسماء کے ساتھ مانگتے تھے۔یا حی یا قیوم۔

اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت آصف بن برخیا نے حضرت سلیمان (علیہ السلام) کے پاس تخت بلقیس لانے کا ارادہ فرمایا تو اسی قول کے ساتھ دعا مانگی:۔یا حی یا قیوم۔اور یہ قول بھی ہے کہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) سے اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کے بارے میں پوچھا تو آپ نے انہیں فرمایا: ایاھیا ایاھیا یعنی۔یا حی یا قیوم۔اور کہا جاتا ہے: یہی سمندر میں سفر کرنے والوں کی دعا ہے کہ جب انہیں غرق ہونے کا خوف لگتا ہے تو انہی اسماء کے ساتھ دعا مانگتے ہیں (پکارتے ہیں)

علامہ طبری نے ایک قوم سے بیان کیا ہے کہ کہا جائے گا: ''حی قیوم'' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا وصف خود بیان کیا ہے اور پھر اس میں کوئی غور وفکر کیے بغیر اسے اس کے سپرد کر دیا جائے گا۔

اور یہ قول بھی ہے: اللہ تعالیٰ نے امور کے محل میں تصرف کرنے اور اشیاء کی مقادیر مقرر کرنے کی وجہ سے اپنا نام حی رکھا ہے اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے: حی وہ ہوتا ہے جسے موت نہیں آتی۔

اور سدی نے کہا ہے: الحی سے مراد باقی رہنے والا ہے لبید کا قول ہے:

فاما ترینی الیوم اصبحت سالما فلست باحیا من کلاب وجعفر:

پس اگر تو آج مجھے دیکھ رہا ہے کہ میں نے صحیح سالم صبح کی ہے تو میں کلاب وجعفر میں سے باقی رہنے والا نہیں ہوں۔
اور کبھی کہ جاتا ہے: بلاشبہ یہی اسم اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہے''القیوم '' یہ قام سے ہے: یعنی مخلوق کو تدبیر کے ساتھ قائم رکھنے والا۔ یہ قتادہ سے مروی ہے۔

اور حسن نے کہا ہے: اس کا معنی ہے: ہر نفس کو اس کے ساتھ قائم رکھنے والا جو اس نے کمایا ہے تاکہ وہ اسے اس کے عمل کے مطابق جزا دے، اس حیثیت سے کہ وہ اس کے بارے میں جاننے والا ہے اور ان میں سے کوئی شے اس پر مخفی نہیں ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس کا معنی ہے وہ ذات جو نہ بدلتی ہے نہ ختم ہوتی ہے۔ (یعنی نہ اس کی حالت میں کوئی تغیر وتبدل ہوتا ہے اور نہ وہ زوال پذیر ہے) امیہ بن ابی الصلت نے کہا ہے:

لم تخلق السماء والنجوم والشمس معها قمر يقوم
آسمان اور ستارے، سورج اور اس کے ساتھ قائم ہونے والا چاند نہیں پیدا کیے گئے۔
قدره مهلن قيوم والحشر والجنة والنعيم
جسے نگہبان قیوم نے مقرر کیا ہے اور حشر اور جنت اور تمام نعمتیں (نہیں پیدا کی گئیں)
الا لامر شانه عظيم
مگر ایسے امر کے لئے جس کی شان انتہائی عظیم ہے۔

علامہ بیہقی نے بیان کیا ہے: میں نے اسماعیل الضریر کی ''عیون التفسیر'' میں ''القیوم'' کی تفسیر میں دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا ہے اور کہا جاتا ہے: وہ وہ ہے جو سوتا نہیں ہے، گویا کہ انہوں نے یہ مفہوم آیۃ الکرسی میں اس کے بعد والے ارشاد گرامی سے لیا ہے: (آیت) ''لا تاخذه سنة ولا نوم''۔

اور کلبی نے کہا ہے: ''القیوم '' وہ ہے جس کی ابتداء نہ ہو۔ اسے ابو الانباری نے بیان کیا ہے۔

قیوم کی اصل قیووم ہے، واؤ اور یاء ایک کلمے میں جمع ہیں ان میں سے پہلا حرف ساکن ہے پس واؤ کو یاء سے بدلنے کے بعد پہلی یا کو دوسری میں ادغام کر دیا۔ قیوم فعول کے وزن پر نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ واؤ سے ہے تو یہ قووم ہو جائے گا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت علقمہ، حضرت اعمش اور حضرت نخعی رحمۃ اللہ علیہم نے الحی القیام الف کے ساتھ پڑھا ہے اور یہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اور اہل لغت کے مابین کوئی اختلاف نہیں ہے کہ عربوں کے نزدیک القیوم زیادہ اعرف ہے اور بنا کے اعتبار سے زیادہ صحیح اور علت کے اعتبار سے زیادہ ثابت ہے۔ اور القیام القوام سے القیام کی طرف منقول ہے۔ الفعال کو الفیعال کی طرف پھیرا گیا ہے، جیسا کہ الصواغ کو الصواغ کو الصیاغ کہا گیا ہے، شاعر نے کہا ہے:

ان ذا العرش للذی یرزق الناس وحی علیهم قیوم
بلاشبہ صاحب عرش وہ ہے جو لوگوں کو رزق عطا فرماتا ہے اور وہ ان پر حی وقیوم ہے۔

پھر رب العالمین نے اس کی نفی کی ہے کہ اسے اونگھ آئے یا نیند (یعنی نہ اسے اونگھ آتی ہے اور نہ نیند)

''السِنَة'' کا معنی تمام کے قول کے مطابق اونگھ ہے اور اونگھ وہ ہوتی ہے جو آنکھ میں ہوتی ہے اور جب وہ دل میں ہو جائے تو پھر نوم (نیند) ہو جاتی ہے، عدی بن رقاع نے ایک عورت کا فتور نظر کے ساتھ وصف بیان کرتے ہوئے کہا ہے:

وسنان أقصده النعاس فرنقت فی عینه سنة ولیس بنائم

وسنان کو اونگھ نے ارادہ کر رکھا ہے پس اس کی آنکھوں میں اونگھ داخل ہو چکی ہے اور وہاں نیند نہیں ہے۔

اور مفضل نے ان دونوں کے درمیان فرق کیا ہے اور کہا ہے کہ السنة یہ سر کی جانب سے ہوتی ہے اور نعاس آنکھ میں ہوتی ہے اور نوم (نیند) دل میں ہوتی ہے۔

اور ابن زید نے کہا ہے: وسنان وہ ہے جو نیند سے بیدار ہوتا ہے حالانکہ وہ عقل و سمجھ نہیں رکھتا یہاں تک کہ وہ بسا اوقات اپنے گھر والوں پر تلوار تنگی کر لیتا ہے۔

ابن عطیہ نے کہا ہے: یہ جو کچھ ابن زید نے کہا ہے یہ محل نظر ہے۔ کلام عرب سے اسے نہیں سمجھا جا سکتا۔

(المحرر الوجیز، جلد ۱، صفحہ ۳۴۱ دار الکتب العلمیہ)

اور سدی نے کہا ہے: السنة سے مراد اس نیند کی ہوا ہے جو چہرے پر لگتی ہے اور انسان اونگھنے لگتا ہے۔

میں (مفسر) کہتا ہوں: بالجملہ اس سے مراد وہ فتور اور ڈھیلا پن ہے جو انسان کو لاحق ہو جاتا ہے اور اس کے ساتھ اس کی عقل مفقود نہیں ہوتی اور اس آیت سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کوئی بھی خلل واقع نہیں ہوتا اور کسی حال میں بھی اسے کوئی اکتاہٹ اور سستی لاحق نہیں ہوتی۔

سنة میں اصل وسنة ہے اس میں واؤ کو حذف کر دیا گیا ہے جیسا کہ یسن سے حذف کی گئی ہے اور النوم سے مراد وہ ثقل اور بوجھ ہے جس کے ساتھ انسان کے حق میں ذہن زائل ہو جاتا ہے (یعنی عقل کام نہیں کرتی) اس میں واؤ عطف کے لئے ہے اور لا تاکید کے لئے ہے۔

میں کہتا ہوں: لوگ اس باب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ذکر کرتے ہیں، انہوں نے بیان کیا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو بطور حکایت موسیٰ (علیہ السلام) سے منبر پر بیان کرتے ہوئے سنا ہے: کہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے دل میں خیال آیا کیا اللہ تعالیٰ جل ثناؤہ بھی سوتا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف ایک فرشتہ بھیجا اور اس نے آپ کو تین بار بیدار کیا پھر اس نے آپ کو دو بوتلیں دے دیں، ہر ہاتھ میں ایک بوتل تھی اور آپ کو حکم دیا کہ ان دونوں کی حفاظت کریں، فرمایا: پھر آپ سونے لگے اور قریب تھا کہ آپ کے دونوں ہاتھ آپس میں مل جاتے پھر آپ بیدار ہو جاتے اور آپ انہیں ایک دوسرے سے دور ہٹا لیتے بالآخر آپ گہری نیند سو گئے اور آپ کے دونوں ہاتھ آپس میں ٹکرائے اور دونوں بوتلیں ٹوٹ گئیں، فرمایا۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے یہ مثال بیان فرمائی کہ اگر وہ سوتا رہتا تو پھر یہ آسمان اور زمین (اپنی اپنی جگہ) مضبوطی سے ٹھہرے نہ رہتے (۱) (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب الایمان جلد ۱ صفحہ ۲۰۷، حدیث نمبر ۲۷۲، دار الفکر) یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ اسے کئی ایک نے ضعیف کہا ہے اور ان میں سے امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔

قولہ تعالیٰ (آیت) "لہ ما فی السموت وما فی الارض"۔ (یعنی زمین وآسمان کی ہر شے) اس کی ملکیت ہے۔ اور وہ تمام کا ملک اور رب ہے۔ عبارت میں ما ذکر کیا گیا ہے اگرچہ ان میں وہ بھی شامل ہیں جو عقل رکھتے ہیں تو یہ اس حیثیت سے ہے کہ اس میں مراد مجموعی طور پر موجود چیزیں ہیں۔ (چاہے وہ ذوی العقول یا غیر ذوی العقول ہوں) علامہ طبری نے کہا ہے: یہ آیت نازل ہوئی جب کفار نے کہا۔

(آیت) "ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفی"۔ (زمر:۳)

ترجمہ: ہم بتوں کی عبادت نہیں کرتے مگر اس لئے تاکہ وہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے بہت زیادہ نزدیک کر دیں۔)

قولہ تعالیٰ (آیت) "من ذالذی یشفع عندہ الا باذنہ"۔ اس میں من مبتدا ہونے کے سبب مرفوع ہے اور ذا اس کی خبر ہے، اور "الذی" ذا کی صفت ہے اور اگر چاہے تو بدل بنا لے اور یہ جائز نہیں ہے کہ ذا زائدہ ہو جیسا کہ ما کے ساتھ زائد کیا گیا ہے۔ کیونکہ ما مبہم ہوتا ہے اور ذا کی اس کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے اس کے ساتھ اسے زائد کر دیا گیا ہے۔

اور اس آیت میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ شفاعت کے بارے میں جسے چاہے گا اذن عطا فرمائے گا اور وہ انبیاء علیہم السلام، علماء مجاہدین، ملائکہ اور ان کے علاوہ وہ لوگ ہیں جنہیں رب العالمین یہ اعزاز واکرام اور شرف عطا فرمائے گا۔ پھر وہ شفاعت نہیں کریں گے مگر انہیں کے لئے جن کے لئے وہ راضی ہوگا۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا: (آیت) "ولا یشفعون الا لمن ارتضی"۔

ابن عطیہ نے کہا ہے: جو ظاہر ہو رہا ہے وہ یہ ہے کہ علماء اور صالحین ان کے بارے میں شفاعت کریں گے جو ابھی جہنم تک نہیں پہنچے اور وہ دونوں منزلوں کے درمیان ہوں گے یا وہاں پہنچ چکے ہوں گے لیکن ان کے اعمال صالحہ بھی ہوں گے۔

اور بخاری باب بقیۃ من ابواب الرؤیۃ میں ہے: بے شک مومنین کہیں گے: اے ہمارے رب! بلاشبہ ہمارے بھائی ہمارے ساتھ نماز پڑھتے تھے اور ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے اور یہ شفاعت ان کے بارے میں ہے جن کا معاملہ بالکل قریب کا ہوتا ہے۔ (المحرر الوجیز، جلد ۱، صفحہ ۳۴۱ دار الکتب العلمیہ، (صحیح بخاری، کتاب التوحید: حدیث نمبر: ۶۸۸۶ ضیاء القرآن پبلی کیشنز) جیسا کہ جنت کے دروازے کے ساتھ چمٹنے والا بچہ شفاعت کرے گا۔

بلاشبہ یہ ان کے قرابتداروں اور انکے جاننے پہچاننے والوں کے بارے میں ہے اور انبیاء علیہم السلام ان کے بارے میں شفاعت کریں گے جو ان کے گنہگار امتی اپنے گناہوں کے سبب جہنم میں داخل ہو چکے ہوں گے بغیر کسی قرابت اور معرفت کے صرف نفس ایمان کے سبب (وہ شفاعت کریں گے) پھر خطاؤں اور گناہوں میں مستغرق ان لوگوں کے بارے میں ارحم الراحمین کی شفاعت باقی رہ جائے گی جن کے بارے میں انبیاء علیہم السلام کی شفاعت نے کوئی عمل نہ کیا اور حضور نبی رحمت ﷺ کی شفاعت
شفاعت باقی رہ جائے گی جن کے بارے میں انبیاء علیہم السلام کی شفاعت نے کوئی عمل نہ کیا اور حضور نبی رحمت ﷺ کی شفاعت حساب کی تعجیل کے بارے میں ہوگی اور یہ آپ ﷺ کے لئے ہی خاص ہے۔

میں (مفسر) کہتا ہوں: امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں شفاعت کی کیفیت بڑے شافی بیان کے ساتھ بیان کر دی ہے

شاید آپ ﷺ نے اسے نہیں پڑھا کہ شفاعت کرنے والے جہنم میں داخل ہوں گے اور وہاں سے ایسے لوگوں کو نکالیں گے جنہوں نے عذاب واجب جان لیا ہوگا، پس اس بنا پر یہ کہنا بعید نہیں ہے کہ مومنین کے لئے دو شفاعتیں ہوں گی: ایک شفاعت ان کے بارے میں جو ابھی جہنم تک نہیں پہنچے اور دوسرے شفاعت ان کے بارے میں جو اس تک پہنچ چکے ہوں گے۔ اور اس میں داخل ہو چکے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے پناہ عطا فرمائے۔ آمین۔

سو آپ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ذکر کیا ہے: ''پھر جہنم پر ایک پل بچھایا جائے گا اور شفاعت کھل جائے گی اور وہ کہنے لگیں گے: **اللهم سلم سلم**''۔ اے اللہ! سلامتی کے ساتھ گزار دے۔ سلامتی کے ساتھ گزار دے۔ عرض کی گئی: یا رسول اللہ ﷺ وہ پل کیسا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس میں پاؤں رکھنے کی جگہ پر پھسلن ہوگی (پاؤں قرار نہ پا سکیں گے) اس کے ساتھ لوہے کے ٹیڑھے کنڈے ہوں گے اور اس میں سخت جگہ پر ایسے خاردار پودے ہوں گے جن کو سعدان کہا جاتا ہے۔ پس مومنین اس سے آنکھ جھپکنے کی طرح، بعض بجلی کی طرح، بعض ہوا کی طرح بعض پرندوں کی طرح اور بعض گھوڑوں اور اونٹوں کی تیز رفتاری کی طرح گزر جائیں گے اور وہ نجات پا جائے گا جو سلامت رہا، جسے فقط خراشیں آئیں اور جسے آتش جہنم میں گرنے سے بچا لیا گیا، یہاں تک کہ جب مومنین آگ سے خلاصی پا جائیں گے، پس قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! تم میں سے کوئی بھی ان مومنین سے زیادہ طاقتور نہیں جو قیامت کے دن اپنے ان بھائیوں کا حق لینے کے لئے جو جہنم میں ہوں گے اللہ کی بارگاہ میں قسم کے ساتھ عرض کریں گے۔ وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! وہ ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے، نمازیں پڑھتے تھے اور حج کرتے تھے، تو ان کو کہا جائے گا: تم انہیں نکال لو جنہیں تم پہچانتے ہو، پس ان کی صورتیں آگ پر حرام کر دی جائیں گی، اور وہ بہت زیادہ مخلوق کو نکال کرلے آئیں گے حالانکہ آگ نے نصف پنڈلی تک اور گھٹنوں تک انہیں پکڑا ہوا ہوگا، پھر وہ عرض کریں گے: اے ہمارے رب جن کے بارے تو نے ہمیں حکم دیا تھا ان میں سے کوئی باقی نہیں رہا، تو رب العالمین ارشاد فرمائے گا: تم واپس جاؤ اور جس کے دل میں ایک دینار کے برابر بھی خیر اور نیکی پاؤ تو اسے نکال لاؤ، پھر وہ کثیر مخلوق کو نکال لائیں گے، اور پھر عرض کریں گے: اے ہمارے رب! ہم نے ان میں سے کوئی ایک بھی جہنم میں نہیں چھوڑا جن کے بارے تو نے ہمیں حکم ارشاد فرمایا تھا، پھر رب کریم فرمائے گا تم واپس لوٹ جاؤ اور جس کے دل میں تم نصف دینار کے برابر بھی خیر اور نیکی پاؤ تو اسے بھی نکال لاؤ چنانچہ وہ خلق کثیر کو نکال کرلے آئیں گے۔ پھر عرض کریں گے: اے ہمارے رب! ہم نے اس میں ان میں سے کوئی ایک بھی نہیں چھوڑا جن کے بارے تو نے ہمیں حکم ارشاد فرمایا، پھر رب العالمین ارشاد فرمائے گا تم واپس چلے جاؤ اور جس کے دل میں تم رائی کے دانے برابر بھی خیر اور نیکی پاؤ تو اسے نکال لاؤ چنانچہ وہ کثیر مخلوق کو نکال لائیں گے، پھر عرض کریں گے: اے ہمارے رب! ہم نے اس میں کوئی خیر اور بھلائی نہیں چھوڑی''۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: اگر تم اس حدیث کے بارے میں میری تصدیق نہ کرو تو پھر چاہو تو یہ پڑھ لو:

(آیت) ''ان اللہ لا یظلم مثقال ذرة وان تک حسنة یضعفها ویؤت من لدنه اجرا عظیما''۔

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ ظلم نہیں کرتا ذرہ برابر بھی (بلکہ) اگر ہو معمولی سی نیکی تو دوگنا کر دیتا ہے اسے اور دیتا ہے اپنے

پاس سے اجر عظیم)

پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ملائکہ شفاعت کر چکے، انبیاء علیہم السلام شفاعت کر چکے اور مومن بھی شفاعت کر چکے اور رب ارحم الراحمین کے سوا کوئی باقی نہیں رہا۔ پس اللہ تعالیٰ جہنم سے ایک قبضہ (مشت) بھرے گا اور اس سے اس قوم کو نکال کر لے آئے گا جنہوں نے کبھی بھی خیر اور نیکی کا عمل نہیں کیا حالانکہ وہ کوئلہ بن چکے ہوں گے۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان جلد ۱ صفحہ ۱۰۲، وزارت تعلیم، ایضا صحیح بخاری، کتاب التوحید، حدیث نمبر ۶۸۸۶، ضیاء القرآن پبلی کیشنز) اور آگے حدیث ذکر کی۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ذکر ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سو میں عرض کروں گا۔ اے میرے پروردگا! مجھے اس کے بارے اجازت عطا فرما جس نے کہا "لا الہ الا اللہ" تو رب کریم فرمائے گا: وہ تیرے لئے نہیں ہے یا فرمایا: وہ تیری طرف نہیں ہے۔ مجھے اپنی عزت، کبریائی اور عظمت وجلال کی قسم ہے میں ضرور بہ ضرور اسے نکالوں گا جس نے کہا "لا الہ الا اللہ"۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان جلد ۱ صفحہ ۱۱۰، وزارت تعلیم، ایضا صحیح بخاری، کتاب التوحید، حدیث نمبر ۶۹۵۶، ضیاء القرآن پبلی کیشنز)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا گیا ہے: "یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان قضا (فیصلہ فرمانے) سے فارغ ہوگا اور ارادہ فرمائے گا کہ وہ اہل جہنم میں سے جنہیں چاہے اپنی رحمت کے ساتھ نکال لے تو وہ ملائکہ کو حکم ارشاد فرمائے گا کہ وہ جہنم سے انہیں نکال لائیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی شے کو شریک نہیں ٹھہراتے تھے ان میں سے جن کے بارے اللہ تعالیٰ نے رحمت فرمانے کا ارادہ کیا ہے اور وہ کہتے ہیں "لا الہ الا اللہ"۔ پس وہ فرشتے انہیں جہنم میں پہچان لیں گے اور وہ انہیں سجدوں کے نشانات سے پہچانیں گے، آگ ابن آدم کو کھا جائے گی سوائے سجدوں کے اثر کے (کیونکہ) اللہ تعالیٰ نے آپ پر سجدوں کے اثر (نشان) کو کھانا حرام قرار دیا ہے۔ (ایضا صحیح بخاری، کتاب التوحید، حدیث نمبر ۶۸۸۵، ضیاء القرآن پبلی کیشنز) الحدیث بطولہ۔

میں (مفسر) کہتا ہوں: یہ احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں کہ مومنین وغیر ہم کی شفاعت بلاشبہ ان کے لئے ہے جو جہنم میں داخل ہو چکے ہوں گے اور اس میں پہنچ چکے ہوں گے اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ رکھے، آمین۔ اور ابن عطیہ کا قول: "ان میں سے جو نہیں پہنچے چکے" یہ احتمال رکھتا ہے کہ وہ دوسری احادیث سے لیا گیا ہو۔ واللہ اعلم۔

ابن ماجہ نے اپنی سنن میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قیامت کے دن لوگوں کی کئی صفیں بنائی جائیں گی"۔ اور ابن نمیر نے کہا ہے: اہل جنت کی پس اہل نار میں سے ایک آدمی ایک آدمی کے پاس سے گزرے گا تو وہ کہے گا: اے فلاں! کیا تجھے وہ دن یاد نہیں ہے جب تو نے پانی طلب کیا تو میں نے تجھے خوب جی بھر کر پانی پلایا تھا؟ فرمایا تو وہ اس کی شفاعت کر دے گا اور ایک اور آدمی کے پاس سے گزرے گا اور کہے گا کیا تجھے وہ دن یاد نہیں ہے جب میں نے تجھے طہور (جس سے پاکی حاصل کی جائے) دیا تھا؟ چنانچہ وہ اس کی شفاعت کر دے گا۔

ابن نمیر نے کہا: وہ کہے گا اے فلاں! کیا تجھے وہ دن یاد نہیں جس دن تو نے مجھے فلاں فلاں کام کے لئے بھیجا تھا اور میں تیرے لئے چلا گیا تھا؟ پس وہ اس کی شفاعت کرے گا۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الادب، جلد! کتاب الادب، جلد ۱ صفحہ ۱۷۰، وزارت تعلیم) رہیں

ہمارے نبی مکرم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعتیں تو ان کے بارے میں اختلاف ہے۔

ایک قول ہے کہ وہ تین ہیں ایک قول ہے کہ وہ دو ہیں۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ پانچ ہیں۔ اس کا بیان سبحان میں آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اور ہم نے ان پر کتاب ''التذکرہ'' میں بحث کی ہے۔ والحمد للہ۔

قولہ تعالیٰ (آیت) ''یعلم ما بین ایدیھم وما خلفھم''۔ دونوں ضمیریں ہر اس ذی عقل کی طرف لوٹ رہی ہیں جنہیں یہ قول متضمن ہے: (آیت) ''له ما فی السموت وما فی الارض''۔ اور مجاہد نے کہا ہے: (آیت) ''ما بین ایدیھم''۔ سے مراد دنیا اور (آیت) ''وما خلفھم'' سے مراد آخرت ہے۔ ابن عطیہ نے کہا ہے: یہ سب فی نفسہ صحیح ہے، اس میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ ما بین الید سے مراد ہر وہ شے ہے جو انسان کے سامنے ہے اور ما خلفہ سے مراد ہر وہ شے ہے جو اس کے بعد آئے گی۔ اور حضرت مجاہد کے قول کی طرح ہی سدی وغیرہ نے بھی کہا ہے۔

قولہ تعالیٰ (آیت) ''ولا یحیطون بشیء من علمه الا بما شآء''۔ یہاں علم بمعنی معلوم ہے یعنی وہ اس کی معلومات میں سے کسی شے کا احاطہ نہیں کر سکتے اور یہ حضرت خضر (علیہ السلام) کے اس قول کی طرح ہے جو انہوں نے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو اس وقت کہا جب چڑیا نے سمندر میں چونچ ماری، میرا اور تمہارا علم اللہ تعالیٰ کے علم سے کم نہیں ہے مگر اتنا ہی جتنی یہ چڑیا اس سمندر سے کم ہے، پس یہ اور جو اس کے مشابہ ہے وہ معلومات کی طرف راجع ہے، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا علم تو وہ ہے جو اس کی ذاتی صفت ہے وہ منقسم نہیں ہوتا، اور آیت کا معنی ہے: کسی کے لئے کوئی معلوم نہیں مگر وہی جو اللہ تعالیٰ چاہے کہ وہ اسے جان لے۔

قولہ تعالیٰ (آیت) ''وسع کرسیه السموت والارض''۔ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا ہے، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کرسی ایک موتی ہے اور قلم بھی ایک موتی ہے اور قلم کی لمبائی سات سو برس کی ہے اور کرسی کی طوالت اتنی ہے جسے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔''

حماد بن سلمہ نے عاصم بن بہدلہ سے اور یہی عاصم بن ابی النجود ہیں، اور انہوں نے زر بن حبیش کے واسطہ سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہر دو آسمانوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے اور ساتویں آسمان اور کرسی کے درمیان پانچ سو برس کا فاصلہ ہے اور کرسی اور عرش کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے اور عرش پانی کے اوپر ہے اور اللہ تعالیٰ (اپنی شان قدرت کے مطابق) عرش کے اوپر ہے اور وہ اسے جانتا ہے جس میں اور جس پر تم ہو، کہا جاتا ہے: کرسی اور کرسی اور جمع الکراسی ہے۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہے: کرسیہ کا معنی علمہ (المحرر الوجیز، جلد ۱، صفحہ ۳۴۲ دار الکتب العلمیہ) (اس کا علم) ہے۔ اور علامہ طبری نے اسے ترجیح دی ہے اور کہا ہے: اسی سے وہ کراسہ (کاپی) بھی ہے جو علم کو جمع کرتی ہے۔ (اور محفوظ رکھتی ہے) اور اسی وجہ سے علماء کو الکراسی کہا گیا ہے کیونکہ ان پر اعتماد کیا جاتا ہے۔ شاعر نے کہا ہے:

یحف بھم بیض الوجوہ وعصبة کراسی بالاحداث حین تنوب

اچھی شہرت رکھنے والے اور علماء کا گروہ انہیں ان امور کے ساتھ گھیر لیتا ہے۔ جامع البیان للطبری، جلد ۳ صفحہ ۱۶) جب وہ پیش

آتے ہیں۔

اور کہا گیا ہے: کراسیہ سے مراد اللہ کی وہ قدرت ہے جس کے ساتھ وہ آسمانوں اور زمین کو ٹھہرائے ہوئے ہے۔ جس طرح آپ کہتے ہیں: اجعل لهذا الحائط کرسیا. اس دیوار کی کرسی بنا دو یعنی وہ جس پر اس کا اعتماد اور سہارا ہو، اور یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے قریب ہے جو انہوں نے (آیت) ''وسع کرسیه'' میں کیا ہے، علامہ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: اور ہم نے حضرت ابن مسعود اور حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد (آیت) ''وسع کرسیه'' میں یہ روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا علم ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ سے تمام روایات اس پر دلالت کرتی ہیں کہ اس سے مراد وہی کرسی ہے جو عرش کے ساتھ مشہور ہے اور اسرائیل نے سدی سے اور انہوں نے ابو مالک سے اس قول (آیت) ''وسع کرسیه السموت والارض''۔ کے تحت روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: بے شک وہ چٹان جس پر ساتویں زمین ہے اور اس کی اطراف پر مخلوق کی انتہا ہے، اس پر چار فرشتے ہیں، ان میں سے ہر ایک کے چار چہرے ہیں: ایک انسان کا چہرہ، ایک شیر کا چہرہ، ایک بیل کا چہرہ اور ایک گدھ کا چہرہ، پس وہ اس پر کھڑے ہیں حالانکہ وہ زمینوں اور آسمانوں کو گھیرے ہوئے ہیں اور ان کے سر کرسی کے نیچے ہیں اور کرسی عرش کے نیچے ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی کرسی کو عرش کے اوپر رکھے ہوئے ہے۔ علامہ بیہقی نے کہا ہے اس میں اشارہ دو کرسیوں کی طرف ہے ان میں سے ایک عرش کے نیچے ہے اور دوسری عرش پر رکھی ہوئی ہے۔

اور اسباط عن السدی عن ابی مالک اور عن ابی صالح عن صالح عن ابن عباس رضی الله عنهما اور عن مرة الهمدانی عن ابن عباس رضی الله عنهما اور عن مرة الهمدنی عن ابن مسعود رضی الله عنه عن ناس من اصحاب رسول الله ﷺ کی روایت میں ارشاد باری تعالیٰ (آیت) ''وسع کرسیه السموت والارض''۔ کے تحت موجود ہے کہ آسمان و زمین کرسی کے درمیان میں ہیں اور کرسی عرش کے سامنے ہے۔ اور ملحدین اس کو بادشاہ کی عظمت اور جلالت سلطان پر محمول کرتے ہیں اور وہ عرش و کرسی کے وجود کا انکار کرتے ہیں اور یہ کوئی شے نہیں ہے۔ اور اہل حق ان دونوں کو جائز قرار دیتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت میں بڑی وسعت ہے اور اس کے ساتھ ایمان لانا واجب ہے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا ہے: کرسی قدم رکھنے کی جگہ ہے اور اس کی کجاوے کے چرچرانے کی طرح چرچراہٹ ہے۔

علامہ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ہم نے اس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بھی روایت کیا ہے اور ہم نے ذکر کیا ہے کہ اس کا معنی جو معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ یہ عرش سے (نیچے) رکھی ہوئی ہے (جیسے) تحت سے قدم رکھنے کی جگہ اور اس میں اللہ تعالیٰ کے لئے مکان کا اثبات نہیں ہے، اور حضرت ابن بریدہ نے اپنے باپ سے روایت بیان کی ہے، انہوں نے فرمایا: جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ حبشہ سے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: ''کیا تم نے کوئی انتہائی تعجب خیز شے دیکھی ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے ایک عورت کو دیکھا ہے اس کے سر پر کھانے کا ایک ٹوکرا ہے، پس ایک شہسوار گزرا اور اس نے وہ ٹوکرا گرا دیا۔ پس وہ عورت بیٹھ گئی اور اپنا کھانا (طعام) جمع کرنے لگی، پھر وہ اس کی طرف متوجہ ہوئی اور اسے کہا: تیرے لئے اس دن

ہلاکت اور بربادی ہو جس دن بادشاہ اپنی کرسی رکھے گا اور وہ مظلوم کے لئے ظالم کو پکڑے گا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے قول کی تصدیق کرتے ہوئے کہا: "لا قدست امة" (امت پاک کر دی گئی) یا فرمایا: کیف تقدس امة (امت کیسے پاک کی بیان کرتی ہے) اس کا کمزور اس کے طاقتور سے اپنا حق نہیں لے سکے گا۔ (مجمع الزوائد، کتاب الخلافۃ، صفحہ ۳۷۵، حدیث نمبر ۹۰۵٤)

ابن عطیہ نے کہا ہے: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے قول میں ہے۔ "کرسی قدم رکھنے کی جگہ ہے" وہ مراد یہ لیتے ہیں (کہ کرسی) عرش رحمن سے اس طرح ہے جیسے بادشاہوں کے تختوں سے قدم رکھنے کی جگہ ہوتی ہے اور یہ عرش کے سامنے بہت بڑی مخلوق ہے اور اس کی نسبت عرش کی طرف ایسے ہی ہے جیسے کرسی کی نسبت بادشاہ کے تخت کی طرف ہے۔

اور حسن بن ابی الحسن نے کہا ہے کہ کرسی سے مراد نفس عرش ہے، اور یہ قول پسندیدہ نہیں ہے اور جس کا تقاضا احادیث کرتی ہیں وہ یہ ہے کہ کرسی عرش کے سامنے پیدا کی گئی ہے اور عرش اس سے بڑا ہے۔ (المحرر الوجیز، جلد ۱، صفحہ ۳٤۲ دار الکتب العلمیہ)

اور ابو ادریس خولانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے بیان کیا، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ سب سے عظیم آیت کون سی ہے جو آپ پر نازل کی گئی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا آیۃ الکرسی۔۔۔

(شعب الایمان، جلد ۲، صفحہ ٤۵۷)

پھر فرمایا:

اے ابوذر (رضی اللہ عنہ) سات آسمانوں کو کرسی کے ساتھ ایسی ہی نسبت ہے جیسے وسیع زمین پر پھینکی ہوئی انگوٹھی کے حلقہ کو اس کے ساتھ ہوتی ہے اور عرش کو کرسی پر ایسی ہی فضیلت حاصل ہے جیسے وسیع زمین کو انگوٹھی کے حلقہ پر ہوتی ہے۔" اسے آجری، ابو حاتم بستی نے اپنی صحیح مسند میں اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ یہ روایت صحیح ہے۔

اور حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: ساتوں آسمان اور زمین کرسی کے مقابلے میں وسیع زمین میں پھینکی ہوئی انگوٹھی کے حلقہ کی طرح ہیں۔ اور یہ آیت اللہ تعالیٰ کی مخلوقات کے عظیم ہونے کے بارے میں آگاہ کرتی ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کی عظمت کا پتہ چلتا ہے کیونکہ اس امر عظیم کی حفاظت اسے نہیں تھکاتی۔

اور (آیت) "یؤدہ" کا معنی ہے وہ اسے بھاری اور بوجھل بنا رہا ہے کہا جاتا ہے: آدنی الشیء بمعنی اثقلنی۔ اس نے مجھے تھکا دیا اور میں نے اس سے مشقت برداشت کی۔ اسی کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ وغیرہم نے اس لفظ کی تفسیر بیان کی ہے۔ زجاج نے کہا ہے: یہ جائز ہے کہ اس میں ہا ضمیر اللہ تعالیٰ کے لئے ہو اور یہ بھی جائز ہے کہ یہ کرسی کے لئے ہو، اور جب کرسی کے لئے ہوگی تو پھر یہ اللہ تعالیٰ کے امر میں سے ہے (یعنی کرسی)۔۔۔۔

اور العلی اس سے مراد قدر و منزلت کی بلندی ہے نہ کہ مکان کی بلندی، کیونکہ اللہ تعالیٰ جگہ اور مکان سے منزہ اور پاک ہے۔

اور علامہ طبری نے ایک قوم سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ وہ اپنی مخلوق سے بلند ہے کیونکہ اس کا مکان اپنی مخلوق کی جگہوں سے بلند ہے، ابن عطیہ نے کہا ہے: یہ جسم ماننے والے جہلاء کا قول ہے اور اصل یہی ہے کہ اسے بیان نہ کیا جائے۔

(المحرر الوجیز، جلد ۱، صفحہ ۳٤۲ دار الکتب العلمیہ)

اور عبدالرحمن بن قرط سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شب معراج آسمانوں کی بلندیوں میں تسبیح سنی: سبحان اللہ العلی الاعلی سبحانه وتعالی اور العلی والعالی ان کا معنی ہے اشیاء پر بہت سخت غلبہ رکھنے والا، عرب کہتے ہیں: علا فلان فلانا یعنی فلاں فلاں پر غالب آ گیا شاعر نے کہا ہے:

فلما علونا واستوينا عليهم تركناهم صرعى لنسر و كاسر

پس جب ہم غالب آئے اور ہم نے انہیں خوب ہلکا کیا تو ہم نے انکے مردوں کو گدھوں اور عقابوں کے لئے چھوڑ دیا اور اسی سے قول باری تعالیٰ ہے: (آیت) ''ان فرعون علا فی الارض''۔

(آیت) ''العظیم''۔ یہ صفت ہے: اس کا معنی ہے قدر و منزلت اور شرف کے اعتبار سے عظیم۔ یہ اجسام کی عظمت کے معنی میں نہیں ہے۔ علامہ طبری نے ایک قوم سے بیان کیا ہے کہ العظیم بمعنی المعظم ہے (جس کو عظمت دی جائے) جیسے کہا جاتا ہے: عتیق بمعنی معتق ہے اور اعشی کا شعر ہے:

فكان الخمر العتيق من الاس فنط ممزوجة بماء زلال

(جامع البیان للطبری، جلد ۳، صفحہ ۱۹۔۱۸، دار احیاء التراث العربیۃ)

گویا کہ وہ شراب جو اسفنط (شراب کی ایک قسم) سے آزاد ہے درآنحالیکہ وہ میٹھے پانی سے ملی ہوئی ہو۔

اور ایک قوم سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اس کا انکار کیا ہے اور کہا ہے: اگر یہ بمعنی معظم ہو تو پھر لازم آتا ہے کہ وہ مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے اور اسے فنا کرنے کے بعد عظیم نہ ہو کیونکہ اس وقت اسے عظیم بنانے والی کوئی شے نہیں۔

(جامع البیان للطبری، جلد ۳، صفحہ ۱۹۔ دار احیاء التراث العربیۃ)

بَابٌ فِي سُورَةِ الصَّمَدِ

باب: سورۃ الاخلاص کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1461 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ: قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ يُرَدِّدُهَا. فَلَمَّا أَصْبَحَ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَذَكَرَ لَهُ. وَكَأَنَّ الرَّجُلَ يَتَقَالُّهَا. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے دوسرے شخص کو (نماز میں) بار بار سورہ اخلاص کی تلاوت کرتے ہوئے سنا اگلے دن وہ شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کے سامنے اس بات کا ذکر کیا وہ شخص اس سورت کو چھوٹی سمجھ رہا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے یہ ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔

سورت اخلاص کے اسماء کا بیان

سورۃ اخلاص، اس سورت کے متعدد نام ہیں اور کثرت اسماء شرف مسمی پر دلالت کرتے ہیں، صاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بیس نام شمار کرائے ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں: سورۃ التفرید، سورۃ التجرید، سورۃ التوحید، سورۃ الاخلاص، سورۃ التحیات، سورۃ الولایۃ، سورۃ النسبۃ، سورۃ المعرفۃ، سورۃ الجمال، سورۃ المقشقشۃ، (تلک عشرۃ کاملۃ) (تفسیر صاوی، اخلاص)

سورت الاخلاص کے فضائل کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ابن آدم نے میری تکذیب کی اور اس کے لئے یہ جائز نہ تھا اور اس نے مجھے گالی دی اور اس کے لئے یہ جائز نہ تھا، ابن آدم کی تکذیب یہ ہے کہ کس نے کہا: وہ اس کو دوبارہ نہیں پیدا کر سکے گا جیسے پہلے پیدا کیا تھا حالانکہ پہلے پیدا کرنا دوبارہ پیدا کرنے سے زیادہ آسان نہیں ہے، اور اس کا مجھے گالی دینا یہ ہے کہ اس نے کہ اللہ نے بیٹا بنالیا حالانکہ میں "الاحد الصمد" (واحد اور بے نیاز) ہوں، حالانکہ میری اولاد ہے نہ میں کسی کی اولاد ہوں اور نہ کوئی میرا کفو (ہم سر) ہے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: 4974-4975)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا، آپ اپنے رب کا نسب بیان کیجیے تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمادی: "قل هو الله احد. الله الصمد." پس مصمد وہ ہے جو کسی کی اولاد نہ ہو، نہ اس کی کوئی اولاد ہو کیونکہ ہر ولد عنقریب مرجائے گا اور جو مرتا ہے اس کا عنقریب کوئی وارث ہوتا ہے اور بے شک اللہ عزوجل مرے گا نہ اس کا کوئی وارث ہوگا، ولم یکن له کفوا احد آپ نے فرمایا: اس کا کوئی مشابہ ہے نہ کوئی ہم سر ہے اور نہ کوئی چیز اس کی مثال ہے۔ (سنن ترمذی رقم الحدیث: ۳۳۶۴، مسند احمد ج ۵ ۱۳۳)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی شخص اس سے عاجز ہے کہ وہ ایک رات میں تہائی قرآن پڑھے، صحابہ نے کہا: ہم کیسے تہائی قرآن پڑھ سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: قل ھو اللہ احد" تہائی قرآن کے برابر ہے۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث: ۸۱۱ الرقم المسلسل: ۱۸۵۵)

اسی سند سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے تین حصے کئے ہیں اور "قل هو الله احد" کو قرآن مجید کا ایک حصہ بنایا ہے۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث: ۸۱۱ (بلا تکرار) الرقم المسلسل: ۱۸۵۶)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ جمع ہو جاؤ، میں عنقریب تمہارے سامنے تہائی قرآن پڑھوں گا، پھر جنہوں نے جمع ہونا تھا، وہ جمع ہو گئے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم لائے اور آپ نے سورۃ "قل ھو اللہ احد" پڑھی، پھر آپ چلے گئے، پھر ہم میں سے بعض نے کہا، میرے خیال میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور فرمایا: میں نے تم سے کہا تھا کہ میں تمہارے سامنے تہائی قرآن پڑھوں گا، سنو! بے شک یہ سورت تہائی قرآن کے برابر ہے۔

(صحیح مسلم رقم الحدیث: ۸۱۲ (سنن ترمذی رقم الحدیث: ۲۹۰۰)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو ایک لشکر میں بھیجا اور وہ اپنے اصحاب میں نماز پڑھاتے تھے، وہ سورت ملانے کے بعد آخر میں سورۃ "قل هو الله احد" پڑھتے تھے، جب لشکر کے لوگ واپس آئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات کا ذکر کیا، آپ نے فرمایا: ان سے پوچھو وہ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ ان لوگوں نے پوچھا تو انہوں نے کہا، یہ سورت رحمٰن کی صفت ہے، اس لئے میں اس کو پڑھنا پسند کرتا ہوں، آپ نے فرمایا: ان سے کہو کہ اللہ بھی ان سے محبت کرتا ہے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۷۳۷۵ صحیح مسلم رقم الحدیث: ۸۱۳ (سنن ترمذی رقم الحدیث: ۹۹۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انصار کے ایک شخص (حضرت کلثوم بن ھدم) مسجد قباء میں امامت کرتے تھے، وہ جب بھی نماز میں کوئی سورت ملاتے تو "قل هو الله احد" سے ابتداء کرتے، پھر اس کے بعد کوئی اور سورت پڑھتے اور وہ ہر رکعت میں اسی طرح کرتے رہتے تھے، ان کے اصحاب نے کہا، آپ پہلے یہ سورت پڑھتے ہیں اور اس کو کافی نہیں سمجھتے اور کوئی اور سورت ملاتے ہیں، آپ یا تو اسی سورت کو پڑھیں یا اس کو چھوڑ کر کوئی اور سورت پڑھیں، انہوں نے کہا، میں اس سورت کو چھوڑنے والا نہیں ہوں، تم کو پسند ہو تو میں تم کو امامت کراؤں اور پسند نہ ہو تو امامت نہ کراؤں، اور لوگ ان کو اپنے سے افضل سمجھتے تھے اور کسی اور کو امام بنانا ناپسند کرتے تھے، جب نبی ﷺ وہاں آئے تو انہوں نے آپ کو یہ واقعہ سنایا، آپ نے ان صاحب سے فرمایا، تم اپنے اصحاب کی بات کیوں نہیں مانتے اور ہر رکعت میں اس سورت کو لازماً پڑھنے کا کیا سبب ہے؟ انہوں نے کہا: میں اس سورت سے محبت کرتا ہوں، آپ نے فرمایا: اس سورت کی محبت نے تم کو جنت میں داخل کر دیا۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۷۷۴، (سنن ترمذی رقم الحدیث: ۲۹۰۱ صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۷۹۲ مسند احمد ج ۳ ص ۱۴۱)

۱۔ احمد و بخاری فی تاریخہ والترمذی وابن جریر وابن خزیمہ وابن خاتم فی السنۃ والبغوی فی معجمہ وابن المنذر نے العظمہ والحاکم وصحہ اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ مشرکین نے نبی اکرم ﷺ سے کہا یا محمد! ہمارے لیے اپنے رب کا نسب بیان کیجیے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی آیت قل هو الله احد الله الصمد لم يلد ولم يولد کہہ دو وہ اللہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔ اس لیے کہ کوئی چیز پیدا نہیں کی جائے گی مگر وہ عنقریب مر جائے گی اور کوئی چیز نہیں مرے گی مگر عنقریب اس کا وارث بنایا جائے گا۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ کو نہ موت آئے گی اور نہ اس کا وارث بنایا جائے گا آیت ولم يكن له كفوا احد اور اس کے برابر کوئی نہیں ہے۔ یعنی اس کا شبیہ نہیں اور نہ اس کا کوئی ہم سر ہے اور کوئی چیز اس کے مثل نہیں ہے۔ (یعنی اس طرح کی کوئی چیز نہیں)

۲۔ ابن جریر نے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ مشرکین نے کہا یا رسول اللہ! ہم کو اپنے رب کے بارے میں بتائیے اور ہمارے لیے اپنے رب کی صفتیں بیان کیجیے کہ وہ کیسا ہے؟ اور وہ کس چیز سے بنا ہوا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورۃ نازل فرمائی آیت قل هو الله احد الله الصمد. لم يلد ولم يولد ولم يكن له كفوا احد.

۳۔ ابن الضریس وابن جریر وابن المنذر والطبرانی فی الاوسط وابو نعیم فی الحلیہ اور بیہقی نے حسن سند کے ساتھ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک دیہاتی نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور کہا ہمارے لیے اپنے رب کا نسب بیان کیجیے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ

سورۃ نازل فرمائی آیت قل هو الله احد الله الصمد. لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفوا احد.

۴۔ ابویعلی وابن جریر وابن المنذر والطبرانی فی الاوسط وابونعیم فی الحلیہ اور بیہقی نے حسن سند کے ساتھ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک دیہاتی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا ہمارے لیے اپنے رب کا نسب بیان کیجیے تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورۃ نازل فرمائی آیت قل هو الله احد الله الصمد. لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفوا احد.

۵۔ طبرانی وابوالشیخ نے العظمہ میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ قریش نے کہا یارسول اللہ! ہم سے اپنے رب کا نسب بیان کیجیے تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ قل هو الله احد نازل فرمائی۔

سورۃ اخلاص کی فضیلت

۶۔ ابوالشیخ نے العظمہ میں، ابوبکر سمرقندی نے آیت قل هو الله احد کے فضائل میں روایت کیا کہ انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا خیبر کے یہودی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: اے ابوالقاسم (یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ہے) اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو نور حجاب سے پیدا کیا اور آدم (علیہ السلام) کو سڑی ہوئی مٹی سے اور ابلیس کو آگ کے شعلے سے اور آسمان کو دھوئیں سے اور زمین کو پانی کی جھاگ سپید افرمایا۔ سو ہم کو اپنے رب کے بارے میں بتایئے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کوئی جواب نہ دیا؛ پھر حضرت جبریل (علیہ السلام) یہ سورۃ لے کر آئے فرمایا آیت قل هو الله احد. اس کی رگیں نہیں ہیں کہ وہ بھر جائیں۔ الله الصمد. یعنی وہ پیٹ والی نہیں نہ وہ کھاتا ہے اور نہ وہ پیتا ہے۔ آیت لم یلد ولم یولد. یعنی نہ اس کا باپ ہے اور نہ اس کا بیٹا ہے کہ جس کی طرف اس کی نسبت کی جاتی ہو آیت ولم یکن له کفوا احد۔ اور اس کی مخلوق میں سے کوئی چیز جو اس کے مکان کی برابری کر سکے اور آسمانوں کو تھام لے اگر وہ گر پڑیں۔ اس سورۃ میں نہ جنت کا ذکر ہے اور نہ دوزخ کا۔ نہ دنیا کا نہ آخرت کا نہ حلال کا اور حرام کا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف جو نسبت کی ہے وہ ان کے لیے خاص ہے۔ جس نے اس سورۃ کو تین مرتبہ پڑھا تو وحی کی ساری قراءت کے برابر ہے اور جس نے اس کو تیس مرتبہ پڑھا تو اس دن دنیا والوں میں سے کوئی اس سے افضل نہ ہوگا۔ مگر جس نے اس سے زیادہ پڑھا اور جس نے اس کو دوسو مرتبہ پڑھا تو اس نے جنت الفردوس میں ایسا عالی شان مسکن بنالیا کہ وہ اس سے راضی اور خوش ہو جائے گا۔ اور جس نے اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت تین مرتبہ پڑھا تو یہ اس سے فقر وافلاس دور کر دے گا۔ اور پڑوسی کے لیے بھی نفع بخش ہوگی۔ اور ایک آدمی اسے ہر نماز میں پڑھتا تھا۔ تو لوگوں نے اس کی وجہ سے اس سے مذاق کیا اور اس پر عیب لگایا اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات کہی آپ نے اس سے پوچھا کس بات نے تجھے اس پر آمادہ کیا؟ اس نے کہا یارسول اللہ! بے شک میں اس سے محبت کرتا ہوں آپ نے فرمایا اس کی محبت تجھے جنت میں داخل کر دے گی۔ راوی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پڑھتے ہوئے رات گذاری اور اس کو بار بار دہراتے تھے یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔

۷۔ ابن ابی حاتم والطبرانی وابونعیم فی الحلیہ من طریق محمد بن حمزہ بن یوسف بن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے یہود کے علماء سے کہا بے شک میں نے ارادہ کیا کہ میں اپنے باپ ابراہیم (علیہ السلام) کی مسجد کے بارے میں تجدید عہد کروں۔ تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلے اور آپ مکہ میں تھے۔ یہ ان کے پاس منیٰ میں پہنچے اور آپ

کے ارد گرد لوگ تھے یہ لوگوں کے ساتھ کھڑے رہے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف دیکھا تو فرمایا تو عبداللہ بن سلام ہے۔ عرض کیا ہاں! فرمایا قریب ہو جا۔ تو وہ آپ سے قریب ہو گئے۔ آپ نے فرمایا میں تجھ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں۔ کیا تو تورات میں میرے رسول اللہ ﷺ ہونے کا ذکر نہیں پاتا۔ انہوں نے عرض کیا آپ ہمارے لیے اپنے رب کی صفات بیان کیجیے۔ جبریل (علیہ السلام) تشریف لائے۔ اور یہ سورت قل ھو اللہ احد آخر تک پہنچا دی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو پڑھا ابن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد انک رسول اللہ پھر وہ مدینہ منورہ کی طرف چلے گئے اور اپنے اسلام کو چھپایا۔

۸۔ ابن ابی حاتم وابن عدی والبیہقی نے الاسماء والصفات میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ یہودی، نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے۔ ان میں کعب بن اشرف، اور حی بن اخطب تھے۔ انہوں نے کہا: اے محمد ﷺ اپنے رب کی ہم سے صفات کو بیان کیجیے جس نے آپ کو بھیجا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ آیت قل ھو اللہ احد اللہ الصمد۔ لم یلد یعنی اس نے کسی کو نہیں جنا کہ اس سے کوئی بچہ نکلے آیت ولم یولد اور نہ جنا گیا کہ وہ کسی چیز سے نکلے۔

۹۔ طبرانی نے السنہ میں ضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ یہودیوں نے کہا: اے محمد ﷺ ہمارے لیے اپنے رب کی صفات بیان کیجیے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی آیت قل ھو اللہ احد اللہ الصمد تو کہنے لگے ''احد'' کو تو ہم نے پہچان لیا اور ''صمد'' کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا وہی ذات جس کا پیٹ نہ ہو۔

۱۰۔ ابن جریر وابن المنذر نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ یہودیوں کی ایک جماعت نبی ﷺ کے پاس آئی اور انہوں نے کہا: اے محمد! یہ تو اللہ ہے کہ جس نے مخلوق کو پیدا فرمایا پس ان کو کس نے پیدا فرمایا یہ سن کر نبی ﷺ غصہ ہوئے یہاں تک کہ آپ کا رنگ بدل گیا پھر آپ نے غصہ کی حالت میں ان پر حملہ کر دیا اپنے رب کے لیے جبریل (علیہ السلام) تشریف لائے اور آپ کو سکون دلایا اور فرمایا اپنے پر بچھا دیجیے یعنی نرمی اختیار کیجیے۔ اور آپ کے پاس اللہ کی طرف سے جواب آ گیا ہے۔ جو انہوں نے آپ سے سوال کیا یعنی آیت قل ھو اللہ احد اللہ الصمد۔ لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد۔ آپ نے جب ان پر اس کو تلاوت فرمایا تو انہوں نے کہا ہم کو اپنے رب کا وصف بیان کیجیے اس کی خلقت اور شکل وصوت کیسی ہے اور اس کے بازو کیسے ہیں اس کے ہاتھ کیسے ہیں؟ نبی ﷺ انتہائی شدید غصے ہوئے۔ اور آپ ان پر غصہ کی حالت میں حملہ آور ہو گئے۔ جبریل (علیہ السلام) تشریف لائے اور آپ سے پہلے کی طرح گفتگو فرمائی اور وہ آپ کے پاس جواب لے کر آئے، جو انہوں نے اس بارے میں سوال کیا تھا یعنی آیت وما قدروا اللہ حق قدرہ والارض جمیعا قبضتہ یوم القیمۃ والسموت مطویات بیمینہ، سبحنہ وتعلی عما یشرکون۔ اور انہوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جیسا کہ اس کی قدر کرنے کا حق ہے اور یہ زمین قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہو گی اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔ وہ پاک اور برتر ہے اس سے جو وہ شریک ٹھہراتے ہیں۔

۱۱۔ عبدالرزاق وابن جریر وابن المنذر قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ یہودیوں میں سے کچھ لوگ نبی ﷺ کے پاس آئے

اور کہا ہم کو اپنے رب کا نسب بیان کیجیے اور ایک روایت میں ہے کہ اپنے رب کی ہم سے صفت بیان کیجیے اور آپ نہیں جانتے کہ ان کو کیا جواب دیں تو یہ آیت قل ھو اللہ احد اللہ الصمد۔ لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد۔ پوری سورت نازل ہوئی۔

۱۲۔ ابوعبید واحمد فضائلہ والنسائی فی الیوم واللیلۃ وابن منیع ومحمد بن نصر وابن مردویہ اور ضیاء نے المختارہ میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے قل ھو اللہ احد پڑھی تو گویا اس نے ایک تہائی قرآن کی تلاوت کی۔

۱۳۔ ابن الضریس والبزار وسمویہ فی فوائدہ وبیہقی نے شعب الایمان میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے دوسو مرتبہ قل ھو اللہ احد اللہ الصمد پڑھی تو اس کے دوسال کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

۱٤۔ احمد والترمذی وابن الضریس اور بیہقی نے اپنی سنن میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ میں اس سورۃ قل ھو اللہ احد سے محبت کرتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیری محبت اس کے ساتھ تجھ کو جنت میں داخل کردے گی۔

۱۵۔ ابن الضریس وابویعلی اور ابن الانباری نے المصاحف میں انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ کیا تم میں سے کوئی رات کو تین مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ بے شک یہ سورۃ تہائی قرآن کے برابر ہے۔

۱٦۔ ابویعلی ومحمد بن نصر نے کتاب الصلاۃ میں انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے قل ھو اللہ احد کو پچاس مرتبہ پڑھا تو اس کے پچاس سال کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

۱۷۔ الترمذی وابویعلی ومحمد بن نصر وابن عدی والبیہقی فی الشعب واللفظ لہ نے انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہر دن دوسو مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ڈیڑھ ہزار نیکیاں لکھ دے گا اور اس کے پچاس سال کے گناہ مٹادے گا۔ مگر یہ کہ اس پر کوئی قرضہ رہ گیا۔ تو وہ معاف نہ ہوگی۔

۱۸۔ الترمذی وابن عدی اور بیہقی نے الشعب میں انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رات کو اپنے بستر پر سونے کا ارادہ کرے تو اپنی داہنی کروٹ پر سوجائے اور سو مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھے جب قیامت کا دن ہوگا تو رب تعالیٰ اس سے فرمائیں گے اے میرے بندے! اپنی داہنی طرف سے جنت میں داخل ہو جا۔

۱۹۔ ابن سعد وابن الضریس وابویعلی اور بیہقی نے دلائل میں انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شام میں تھے۔ جبریل (علیہ السلام) آپ پر اترے اور کہا یا محمد! معاویہ بن معاویہ المزنی (رضی اللہ عنہ) فوت ہو گئے ہیں کیا آپ ان پر نماز پڑھنا پسند کریں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں تو انہوں نے اپنے پر کو زمین پر مارا تو آپ کے لیے ہر چیز گرگئی اور زمین سے چمٹ گئی یعنی تمام زمین ہموار ہوگئی۔ اور اس کی چارپائی کو آپ کے لیے اوپر اٹھادیا گیا پھر آپ نے اس پر نماز پڑھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

پوچھا کس چیز کی وجہ سے معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو یہ فضیلت دی گئی۔ فرشتوں کی دو صفوں نے ان پر نماز پڑھی۔ ہر صف میں چھ لاکھ فرشتے تھے۔ تو انہوں نے کہا کہ قل ہو اللہ احد پڑھنے کی وجہ سے وہ اس کو کھڑے ہوئے، بیٹھے ہوئے، جاتے ہوئے اور آتے ہوئے اور سوتے ہوئے پڑھتے رہتے تھے۔

۲۰۔ ابن سعد بن الضریس والبیہقی نے الدلائل اور الشعب میں دوسری سند سے انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تبوک میں تھے کہ ایک دن سورج روشنی، شعاعوں اور چمک کے ساتھ طلوع ہوا۔ اس سے پہلے ہم نے اس کو اس حال میں نہ دیکھا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی روشنی اور اس کے نور سے تعجب فرمایا۔ اچانک آپ کے پاس جبرئیل (علیہ السلام) تشریف لائے۔ آپ نے جبریل (علیہ السلام) سے پوچھا سورج کو کیا ہوا کہ یہ ایسے نور، روشنی اور شعاعوں کے ساتھ طلوع ہوا میں نے گذشتہ دنوں اسے اس طرح طلوع ہوتے نہیں دیکھا۔ تو جبریل (علیہ السلام) نے فرمایا معاویہ بن معایہ اللیثی (رضی اللہ عنہ) کا آج مدینہ منورہ میں انتقال ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف ستر ہزار فرشتوں کو بھیجا ہے جو ان پر نماز پڑھیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ایسا کس سبب سے ہوا؟ اے جبریل! انہوں نے کہا کہ وہ **قل ھو اللہ احد** کثرت سے پڑھتے تھے۔ کھڑے ہوئے، بیٹھے ہوئے، چلتے ہوئے، رات اور دن کے اوقات میں اس کی کثرت کرتے تھے۔ آپ بھی اسے کثرت سے پڑھیے۔ کیونکہ اس میں آپ کے رب کا نسب ہے۔ اور جس شخص اس کو پچاس مرتبہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے پچاس ہزار درجے بلند فرمائیں گے۔ اور پچاس ہزار برائیاں مٹا دیں گے۔ اور اس کے لیے پچاس ہزار نیکیاں لکھ دیں گے۔ اور جس شخص نے اس میں اضافہ کیا تو اللہ تعالیٰ بھی اس میں اضافہ فرما دے گا۔ جبریل نے فرمایا کیا آپ کی خواہش ہے کہ میں زمین کو سمیٹ دوں اور آپ اس پر نماز پڑھیں؟ فرمایا ہاں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز پڑھی۔

۲۱۔ ابن عدی اور بیہقی نے الشعب میں انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص **قل ھو اللہ احد** دو سو مرتبہ پڑھے گا تو اس کے پچاس سال کے گناہ معاف ہوں گے بشرطیکہ وہ چار کاموں سے بچے ناحق خون، ناحق مال، حرام کاری اور شراب پینا۔

۲۲۔ ابن عدی والبیہقی نے الشعب میں انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے آیت **قل ھو اللہ احد** وضو کی حالت میں سو مرتبہ پڑھا نماز کے وضو کی طرح فاتحۃ الکتاب کے ساتھ شروع کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں لکھ دی۔ اور اس سے دس برائیاں مٹا دیں گے۔ اور اس کے لیے دس درجے بلند کر دیں گے۔ اور اس کے لیے سو محل جنت میں بنا دیں گے اور یہ ایسا ہے گویا اس نے قرآن تینتیس مرتبہ پڑھا اور یہ شرک سے برائت ہے اور فرشتوں کو حاضر کرنے والی اور شیطان کو بھگانے والی ہے۔ اور اس کی گونج عرش کے اردگرد ہوتی ہے اور اپنے پڑھنے والے کا ذکر کرتی ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر فرماتے ہیں اور جب اس کی طرف نظر فرماتے ہیں تو پھر اس کو کبھی عذاب نہیں دیتے۔

۲۳۔ ابو یعلی نے جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین اعمال ہیں جس آدمی نے بھی ان کو ایمان کی حالت میں کیا تو وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے گا داخل ہوگا۔ اور حور عین سے شادی کرے گا جس سے

چاہے گا۔ وہ آدمی جس نے اپنے قاتل کو معاف کیا اور جس نے مخفی قرض ادا کیا اور جس نے ہر فرض نماز کے بعد دس مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھی ابوبکر نے یہ کہا یا رسول اللہ! کیا ان میں سے ایک عمل بھی جس نے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں ان میں سے ایک عمل کا اجر بھی یہی ہے۔

۲۴۔ الطبرانی نے الاوسط میں اس سند کے ساتھ جس میں مجہول ہے جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے قل ھو اللہ احد ہر دن پچاس مرتبہ پڑھا تو قیامت کے دن اس کو قبر سے اس طرح بلایا جائے گا اے اللہ کی تعریف کرنے والے اٹھ جا اور جنت میں داخل ہو جا۔

۲۵۔ ابونعیم نے الحلیہ میں جابر (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے قل ھو اللہ احد پڑھی تو اس کے گھر والوں اور پڑوسیوں سے فقر وافلاس کو دور کر دے گی۔

۲۷۔ البزار والطبرانی والصغیر نے سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے آیت۔ قل ھو اللہ احد پڑھی گویا اس نے ایک تہائی قرآن پڑھا اور جس نے آیت قل یا ایھا الکفرون پڑھی گویا اس نے ایک چوتھائی قرآن پڑھا۔

۲۸۔ الطبرانی فی الاوسط اور ابونعیم نے الحلیہ میں ضعف سند کے ساتھ عبداللہ بن شخیر (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اپنی بیماری میں قل ھو اللہ احد پڑھی جس میں وہ مر گیا تو وہ اپنی قبر میں آزمائش میں نہیں ڈالا جاتا۔ اور قبر کے فتنے سے امن میں ہو جاتا ہے اور قیامت کے دن فرشتے اس کو اپنی ہتھیلیوں میں اٹھائیں گے۔ یہاں تک کہ اس کو پل صراط سے گذار کر جنت کی طرف لے جائیں گے۔

سورۂ اخلاص تہائی قرآن ہے

۲۹۔ ابوعبید نے اپنے فضائل میں ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ آیت قل ھو اللہ احد ایک تہائی قرآن ہے۔

۳۰۔ ابن الضریس والطبرانی فی الاوسط وابن مردویہ نے ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت کیا کہ ہم کو رسول اللہ ﷺ نے ایک دن سفر میں نماز پڑھائی پہلی رکعت میں قل ھو اللہ احد اور دوسری رکعت میں قل یا ایھا الکفرون پڑھی۔ جب سلام پھیرا تو فرمایا میں نے تم پر ایک تہائی قرآن اور ایک چوتھائی قرآن پڑھا۔

۳۱۔ الطبرانی نے ابوامامہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جبریل تشریف لائے اور آپ تبوک میں تھے اور فرمایا اے محمد! معاویہ بن معاویہ المزنی (رضی اللہ عنہ) کے جنازہ میں حاضر ہو جائیے تو رسول اللہ ﷺ نکلے اور جبریل ستر ہزار فرشتوں میں نازل ہوئے۔ انہوں نے اپنے دائیں پر کو پہاڑوں پر رکھا۔ تو وہ ہموار ہو گئے جھک گئے۔ اور بائیں پر کو زمین پر رکھا یہاں تک کہ آپ مکہ اور مدینہ کی طرف دیکھنے لگے تو رسول اللہ ﷺ جبریل اور فرشتوں نے ان پر نماز پڑھی۔ جب فارغ ہوئے تو پوچھا اے جبریل! اس مقام پر معاویہ بن معاویہ المزنی کیسے پہنچا؟ انہوں نے کہا آیت قل ھو اللہ احد

پڑھنے کی وجہ سے۔کہ وہ کھڑے ہوئے بیٹھے ہوئے،سوار ہوتے اور پیدل چلتے ہوئے یہ سورۃ پڑھتے رہتے تھے۔

۳۲۔ابن الضریس نے سعید بن المسیب رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک آدمی تھا جس کو معاویہ بن معاویہ کہا جاتا تھا۔جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کی جنگ میں تشریف لے گئے تو وہ شدید بیمار تھے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دس دن تک سفر کر چکے جبرئیل (علیہ السلام) تبوک کی جنگ میں تشریف لے گئے تو وہ شدید بیمار تھے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دس دن تک سفر کر چکے جبرئیل (علیہ السلام) نے ان سے ملاقات کی اور کہا کہ معاویہ بن معاویہ فوت ہو گئے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رنجیدہ ہوئے اور جبریل (علیہ السلام) نے فرمایا کیا آپ اس سے خوش ہوں گے کہ میں آپ کو اس کی قبر دکھاؤں؟ آپ نے فرمایا ہاں! انہوں نے اپنے پر کو زمین پر مارا کوئی پہاڑ باقی نہیں رہا مگر وہ جھک گیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی قبر ظاہر فرمادی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر کہا یعنی نماز کی نیت باندھی۔اور جبریل آپ کے دائیں تھے اور فرشتوں کی صفیں ستر ہزار تھیں۔یہاں تک کہ جب آپ اپنی نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا اے جبریل (علیہ السلام) معاویہ بن معاویہ کو اللہ کی طرف سے یہ مقام کیسے ملا؟ تو انہوں نے کہا کہ **قل ھو اللہ احد** کے بدلے میں کہ وہ اس کو پڑھا کرتے تھے کھڑے ہوئے، بیٹھے ہوئے، چلتے ہوئے اور سوتے ہوئے۔اور میں آپ کی امت پر خوف کرتا تھا یہاں تک کہ سورت نازل ہوئی۔

۳۳۔الطبرانی نے ابوامامہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص آیۃ الکرسی اور **قل ھو اللہ احد** ہر فرض نماز کے بعد پڑھے تو اسے موت کے سوا کوئی چیز جنت کے داخلے سے نہیں روک سکتی۔

۳٤۔ابن النجار نے تاریخ بغداد میں مجاشع بن عمرو احد الکذابین سے یزید الرقاشی (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبرئیل (علیہ السلام) حسین سورت میں ہنستے ہوئے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے تشریف لائے اور کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم **العلی الاعلی** (یعنی اللہ تعالیٰ) آپ کو سلام فرماتے ہیں۔اور فرمارہے ہیں بے شک ہر چیز کے لیے ایک نسب ہے اور میرا نسب **قل ھو اللہ احد** ہے۔جو شخص میرے پاس آپ کی امت میں سے **قل ھو اللہ احد** ہزار مرتبہ پڑھتا ہوا آئے گا اپنی زندگی میں، میں اس کو لازم کردوں گا اپنا گھر اور اپنے عرش کی اقامت اور ستر آدمیوں کے بارے میں اس کی شفاعت قبول کروں گا۔ان لوگوں میں سے جن کی سزا واجب ہو چکی ہوگی۔اور بے شک میں نے خود اپنی ذات پر یہ قسم نہ کھائی ہوتی کہ ہر ایک جان کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے تو میں اس کی روح قبض نہ کرتا۔

۳۵۔ابن النجار نے اپنی تاریخ میں حضرت علی (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی سفر کا ارادہ کرے اور اپنے گھر کے کواڑوں کو پکڑ کر اکیس مرتبہ **قل ھو اللہ احد** پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کا محافظ اور نگران ہوگا یہاں تک کہ وہ واپس لوٹ آئے۔

۳٦۔ابن النجار نے انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مغرب کی نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھے کسی سے بات کرنے سے پہلے اور پہلی رکعت میں الحمد کے ساتھ **قل یا ایھا الکفرون** اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد **قل ھو اللہ احد** پڑھے تو اپنے گناہوں سے ایسے نکل جاتا ہے جیسے سانپ اپنی کینچلی سے نکل جاتا ہے۔

۳۷۔ابن السنی نے عمل الیوم واللیلہ میں حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص جمعہ کی نماز کے بعد قل ھو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس سات مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کو دوسرے جمعہ تک ہر تکلیف اور مصیبت سے پناہ عطا فرمائیں گے۔

۳۸۔الحافظ ابو محمد الحسن بن احمد السمر قندی رحمہ اللہ نے آیت قل ھو اللہ احد کے فضائل میں اسحق بن عبداللہ بن ابی فروہ رحمہم اللہ سے روایت کیا کہ ہم کو یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے قل ھو اللہ احد پڑھا گویا اس نے ایک تہائی قرآن پڑھا اور جس نے اس کو دس مرتبہ پڑھا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک محل جنت میں بنا دیں گے یہ سن کر ابو بکر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا یا رسول اللہ تب تو ہم اس کی کثرت کریں گے آپ نے فرمایا اللہ اکثر واطیب یعنی اللہ کثرت والے ہیں اور بہت پاکیزہ ہیں۔ان الفاظ کو آپ ﷺ نے دو مرتبہ دہرایا۔

۳۹۔اور انہوں نے ابن عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے قل ھو اللہ احد پڑھی گویا اس نے ایک تہائی قرآن پڑھا۔اور جس نے قل ھو اللہ احد دو مرتبہ پڑھا تو گویا اس نے دو تہائی قرآن پڑھا۔اور جس نے قل ھو اللہ احد تین مرتبہ پڑھا گویا اس نے سارا قرآن پڑھ لیا جو اللہ تعالیٰ نے اتارا۔

۴۰۔اور انہوں نے انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے قل ھو اللہ احد ایک مرتبہ پڑھی اس پر برکت کی جائے گی اور جس نے اس کو دو مرتبہ پڑھا اس پر اور اس کے گھر والوں پر برکت کی جائے گی اور جس نے اس کو تین مرتبہ پڑھا اس پر اس کے گھر والوں پر اور اس کے پڑوسیوں پر برکت کی جائے گی۔اور جس نے اس کو بارہ مرتبہ پڑھا اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں بارہ محل بنا دیں گے۔اور جس نے اس کو بیس مرتبہ پڑھا تو وہ نبیوں کے ساتھ اس طرح ہوگا اور آپ نے اپنی درمیانی انگلی اور جو انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی کو آپس میں ملا دیا۔اور جس نے اس کو سو مرتبہ پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے پچیس سال کے گناہ معاف کر دیں گے سوائے قرضہ اور قتل کے اور جس نے اس کو دو سو مرتبہ پڑھا اس کے پچاس سال کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔اور جس نے اس کو چار سو مرتبہ پڑھا اس کے لیے چار سو ایسے شہیدوں کا ثواب ہوگا جن میں ہر ایک کے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دی گئیں اور اسے شہید کر دیا گیا اور جس نے ہزار مرتبہ یہ سورۃ پڑھی تو وہ نہیں مرے گا یہاں تک کہ اپنا ٹھکانہ جنت میں دیکھے گا یا اس کو دکھا دیا جائے گا۔

۴۱۔اور انہوں نے نعمان بن بشیر (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے قل ھو اللہ احد ایک مرتبہ پڑھا گویا اس نے ایک تہائی قرآن پڑھا اور جس نے اس کو دو مرتبہ پڑھا گویا اس نے دو تہائی قرآن پڑھا۔اور جس نے تین بار پڑھا تو گویا اس نے ٹھہر ٹھہر کر پورا قرآن پڑھا۔

۴۲۔اور انہوں نے انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے قل ھو اللہ احد ایک ہزار مرتبہ پڑھا وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسے ہزار جانوروں سے زیادہ پسندیدہ ہے جن کو اللہ کے راستے میں لگام دی گئی اور زین پہنائی گئی۔

۴۳۔ اور انہوں نے کعب احبار (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا تین قسم کے لوگ جنت میں جہاں چاہیں گے اتریں گے شہید اور وہ آدمی جس نے ہر دن میں دوسو مرتبہ قل ھو اللہ أحد پڑھی۔

۴۴۔ اور انہوں نے کعب احبار (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ جس نے قل ہو اللہ احد اور آیۃ الکرسی دس مرتبہ رات یا دن میں پڑھنے کی پابندی کی تو اس نے اللہ کی رضا مندی واجب کر لی اور وہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہو گیا اور شیطان سے محفوظ ہو گیا۔

۴۵۔ اور انہوں نے دینار کے طریق سے انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے قل ہو اللہ احد ایک ہزار مرتبہ پڑھی تو اس نے اپنی جان کو اللہ سے خرید لیا اور وہ اللہ کے خاص لوگوں میں سے ہوگا۔

۴۶۔ اور انہوں نے نعیم کے طریق سے انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے قل ہو اللہ احد تیس مرتبہ پڑھا۔ اس کے لیے اللہ تعالیٰ آگ سے چھٹکارا اور عذاب سے امان لکھ دیں گے۔ اور فزع اکبر یعنی قیامت کے دن سے بھی امان لکھ دیں گے۔

۴۷۔ اور انہوں نے ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جو اپنے گھر میں داخل ہو۔ اور اس نے الحمد للہ یعنی سورۃ فاتحہ اور قل ھو ا اللہ احد پڑھی تو اس سے اللہ تعالیٰ فقر و افلاس کو دور کر دیں گے۔ اور اس کے گھر کی خیر و برکت میں اضافہ کر دے گا۔ یہاں تک کہ وہ اس کے پڑوسی کو بھی پہنچے گی۔

۴۸۔ الطبرانی نے بھی ابو بکر البردعی رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کیا کہ ابو زرعہ اور ابو حاتم نے بیان کیا اور انہوں نے کہا کہ ہم کو ثقہ راوی عیسیٰ بن ابی فاطمہ نے بیان کیا کہ میں نے انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب صور میں پھونکا جائے گا۔ تو رحمن کا غصہ سخت ہو جائے گا۔ پھر فرشتے نازل ہوں گے۔ اور زمین کے کناروں کو پکڑ لیں گے۔ اور وہ برابر قل ہو اللہ احد پڑھتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کا غصہ ٹھہر جائیں گا۔

۴۹۔ ابراہیم بن محمد الخیارجی نے اپنے فوائد میں حذیفہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے قل ہو اللہ احد ہزار مرتبہ پڑھا۔ تو اس نے اپنی جان کو اللہ تعالیٰ سے خرید لیا۔

۵۰۔ ابن المنذر نے اپنی تاریخ میں کعب بن عجرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے رات یا دن میں تین مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھا تو اس کی مقدار قرآن کے برابر ہوگی۔

۵۱۔ ابو الشیخ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے قل ھو اللہ احد گیارہ مرتبہ پڑھا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک محل جنت میں بنا دیں گے۔ عمر (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا۔ اللہ کی قسم یا رسول اللہ! تب تو ہم کثیر محل بنالیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہی امن دینے والا اور فضیلت والا ہے۔ یا فرمایا وہی امن والا اور بہت وسعت والا ہے۔

جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا اللہ اس سے محبت کرتا ہے۔

۵۲۔ والبخاری و مسلم والنسائی اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت کیا کہ نبی اکرم

ﷺ نے ایک آدمی کو جنگ پر بھیجا۔ تو وہ اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتے وقت آیت قل ھو اللہ احد پڑھتا تھا۔ جب یہ لوگ واپس لوٹے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ بات بتائی۔ تو آپ نے فرمایا اس سے پوچھا کس چیز کے سبب یہ کرتا ہے؟ انہوں نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا یہ رحمن کی صفت ہے اور میں پسند کرتا ہوں کہ میں اس کو پڑھوں وہ لوگ نبی ﷺ کے پاس آئے اور ان کو یہ بات بتائی تو آپ نے فرمایا اس کو بتادو کہ اللہ تعالیٰ بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔

۵۳۔ ابن الضریس نے ربیع بن خثیم رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ ایک سورۃ ہے اللہ کی کتاب میں سے لوگ اس کو چھوٹا گمان کرتے ہیں اور میں اس کو عظیم اور لمبی دیکھتا ہوں اللہ تعالیٰ محبت فرماتے ہیں اس سے محبت کرنے والے کو، اور اس میں توحید کے ساتھ اور کسی چیز کی ملاوٹ نہیں تم میں سے جو اس کو پڑھے گا۔ تو وہ اس کو قلیل سمجھتے ہوئے اس کے ساتھ کسی اور چیز کو جمع نہ کرے کیونکہ اس کو یہ سورت بدلہ دے گی۔

۵٤۔ ابن الضریس نے انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے کہا میرا ایک بھائی ہے اس کی طرف قل ھو اللہ احد کا پڑھنا محبوب ہے۔ آپ نے فرمایا اپنے بھائی کو جنت کی خوشخبری دے دو۔

۵۵۔ عبدالرزاق وابن ابی شیبہ وابن ماجہ اور ابن الضریس نے بریدہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد میں داخل ہوا اور میرا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں تھا۔ اچانک ایک آدمی نماز پڑھتے ہوئے کہہ رہا تھا آیت انی اسئلك بانك انت اللہ لا الہ الا انت الواحد الاحد الصمد الذی۔ بے شک آپ سے سوال کرتا ہوں کہ بلاشبہ آپ اللہ ہیں آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ آپ ہیں اکیلے ہیں بے نیاز ہیں نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔ اور اس کے برابر کا کوئی نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یقینی طور پر اس نے اللہ تعالیٰ سے اس کے ایسے اسم اعظم کے ساتھ دعا مانگی کہ جب اس کے وسیلہ سے کوئی سے سوال کیا جائے تو وہ عطا فرماتا ہے اور جب اس کے ذریعہ دعا مانگی جائے تو وہ قبول کرتا ہے۔

۵٦۔ ابن الضریس نے حسن رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ جو شخص دو سو مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھے تو اس کے لیے پانچ سو سال کی عبادت کا اجر ہے۔

۵۷۔ الدارقطنی فی الافراد اور الخطیب نے اپنی تاریخ میں انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ نبی اکرم ﷺ کو جب کوئی تکلیف ہوتی تو اپنی ذات پر قل ھو اللہ احد پڑھ کر پھونکتے تھے۔

۵۸۔ ابن النجار نے اپنی تاریخ میں ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ہر فرض نماز کے بعد دس مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے رضا اور مغفرت واجب کر دیں گے۔

۵۹۔ ابو نعیم نے الحلیہ میں ابو غالب مولی خالد بن عبداللہ رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ ایک رات صبح سے پہلے عمر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا اے غالب اٹھو اور نماز پڑھو اگرچہ ایک تہائی قرآن کی ہی قرائت کرو۔ میں نے عرض کیا اب تو صبح قریب، میں کیسے ایک تہائی قرآن پڑھوں عمر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سورۃ اخلاص قل ھو اللہ احد ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔

۶۰۔ العقیلی نے رجاء الغنوی (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص تین مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھی گویا اس نے سارا قرآن پڑھ لیا۔

۶۱۔ ابن عساکر نے حضرت علی (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے صبح کی نماز پڑھی پھر کسی سے بات نہیں کی یہاں تک کہ دس مرتبہ قل ھو اللہ پڑھ لی تو وہ اس دن کسی گناہ کو نہیں پائے گا۔ ل اور شیطان سے پناہ ہوگی۔

۶۲۔ الدیلمی نے سند واہ کے ساتھ براء بن عازب (رضی اللہ عنہ) سے مرفوعا روایت کیا کہ جس نے صبح کی نماز کے بعد سو مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھا کسی سے بات کرنے سے پہلے تو اس دن اسے پچاس صدیقین کے عمل کے برابر سے بلند کر دیا جائے گا۔

۶۳۔ ابن عساکر نے حضرت علی (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے ان کی شادی حضرت فاطمہ (رضی اللہ عنہا) سے کی۔ تو پانی منگوایا اور اس پانی میں تھوڑا سا منہ لے میں اس میں کلی کر دی۔ پھر وہ پانی ان کے گریبان اور کندھوں پر چھڑکا۔ پھر ان کو قل ھو اللہ احد اور معوذتین کے ساتھ ان کے لیے حفاظت کی دعا کی۔

۶۴۔ بیہقی نے الشعب میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ جس نے دو رکعتیں پڑھیں اور ان دونوں میں قل ھو اللہ احد پڑھا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے سو محل جنت میں بنائیں گے اور جس نے اس کو نماز میں پڑھا تو یہ اس سے افضل ہے اور جس نے اس کو اپنے گھر والوں اور اپنے پڑوسیوں کے پاس داخل وقت یہ سورۃ پڑھی۔ تو اس کے سبب سا کے اہل اور اس کے پڑوسیوں تک خیر و برکت پہنچ گی۔

۶۵۔ احمد نے عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ ابو ایوب (رضی اللہ عنہ) ایک مجلس میں تھے اور وہ کہنے لگے کیا اس کی کوئی طاقت رکھتا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: بے شک قل ھو اللہ احد تہائی قرآن۔ ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ تشریف لائے اور آپ ابو ایوب (رضی اللہ عنہ) کی بات سن رہے تھے تو فرمایا ابو ایوب نے سچ کہا۔

رات کو سورۃ اخلاص کی تلاوت

۶۶۔ ابن الضریس والبزار و محمد بن نصر والطبرانی صحیح سند کے ساتھ ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم میں کوئی اس بات سے عاجز ہے کہ ہر ایک تہائی قرآن پڑھ لے صحابہ (رضی اللہ عنہم) نے عرض کیا اس کی کون طاقت رکھتا ہے؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں قل ھو اللہ احد ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔

۶۷۔ احمد والطبرانی وابن السنی نے ضعیف سند کے ساتھ معاذ بن انس رضی (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے دس مرتبہ قل ھو اللہ احد آخرت تک پڑھی تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک محل جنت میں بنا دیں گے عمر (رضی اللہ عنہ) نے آپ سے فرمایا رسول اللہ تب تو ہم کثرت کریں گے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہی اکثر واطیب ہے۔

۶۸۔ سعید بن منصور وابن مردویہ نے معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے تو ایک منزل پر آپ نے ہم کو فجر کی نماز پڑھائی۔ آپ نے پہلی رکعت میں فاتحۃ الکتاب اور قل ھو اللہ احد پڑھی اور

دوسری رکعت میں قل اعوذ برب الفلق پڑھی جب سلام پھیرا تو فرمایا ان دونوں سورتوں سے بڑھ کر کسی نے فصیح و بلیغ اور افضل سورتیں نہیں پڑھیں۔

۶۹۔ محمد بن نصر والطبرانی جید سند کے ساتھ معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قل هو الله احد ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔

۷۰۔ ابو عبید واحمد والبخاری فی التاریخ والترمذی وحسنہ والنسائی وابن الضریس والبیہقی نے الشعب میں ابو ایوب انصاری رضی اللہ سے عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی عاجز ہے کہ رات کو ایک تہائی قرآن پڑھ لے۔ جب آپ نے دیکھا کہ یہ بات ان پر بھاری گذری ہے تو آپ نے فرمایا جو شخص رات کو قل هوا لله احد الله الصمد پڑھ لے تو گویا اس نے اس رات ایک تہائی قرآن پڑھ لیا۔

۷۱۔ احمد والطبرانی نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گذرے جو قل هو الله احد پڑھ رہا تھا۔ تو آپ نے فرمایا اس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔

۷۲۔ ابو عبید واحمد ومسلم وابن الضریس والنسائی نے ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی عاجز ہے کہ ہر دن ایک تہائی قرآن پڑھ لے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہم تو اس سے بہت کمزور اور بہت عاجز ہیں۔ آپ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو تین اجزاء میں تقسیم فرما دیا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: قل هوا لله احد ایک تہائی قرآن ہے۔

۷۳۔ مالک واحمد والبخاری وابوداؤد والنسائی وابن الضریس والبیہقی نے اپنی سنن میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے ایک آدمی کو قل هو الله احد پڑھتے ہوئے سنا جو اس کو بار بار لوٹا رہا تھا۔ جب صبح ہوئی تو وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور اس بات کو ذکر کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے بے شک یہ ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔

۷۶۔ احمد والبخاری وابن الضریس نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: کیا تم میں کوئی عاجز ہے کہ وہ رات کو ایک تہائی قرآن پڑھ لے یہ بات ان پر بھاری ہوئی۔ اور انہوں نے کہا کون اس کی طاقت رکھتا ہے؟ آپ نے فرمایا: الله الواحد الصمد یعنی قل هو الله احد ایک تہائی قرآن ہے۔

۷۵۔ احمد نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ قتادہ بن نعمان (رضی اللہ عنہ) نے ساری رات قل هو الله احد پڑھتے ہوئے گذار دی۔ یہ بات نبی ﷺ کو ذکر کی گئی تو آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے بے شک وہی آدھے قرآن یا تہائی قرآن کے برابر ہے۔

۷۶۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہ) کے طریق سے روایت کیا کہ مجھے قتادہ بن نعمان نے بتایا کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ کے زمانہ میں قیام کیا اور اس نے قل هو الله احد پوری سوت پڑھی اور اس کو بار بار پڑھتا رہا۔

اور اس پر کچھ زیادہ نہیں کیا۔ جب ہم نے صبح کیا تو اس نے رسول اللہ ﷺ کو اس بارے میں بتایا تو آپ نے فرمایا بے شک یہ ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔

۷۷۔ احمد وابو عبید والنسائی وابن ماہ وابن الضریس نے ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آیت **قل ھو اللہ احد** ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔

۷۸۔ الطبرانی فی الصغیر وبیہقی نے الشعب میں ضعیف سند کے ساتھ ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے **قل ھو اللہ احد** صبح کی نماز کے بعد بارہ دفعہ پڑھا گویا اس نے چار مرتبہ قرآن پڑھ لیا اور اس دن اس کا یہ عمل تمام اہل زمین سے افضل ہے بشرطیکہ وہ تقویٰ اختیار کرے۔

۷۹۔ احمد وابن الضریس ولنسائی والطبرانی فی الاوسط اور بیہقی نے شعب میں صحیح سند کے ساتھ ام کلثوم بنت عقبی بن ابی معیط (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے **قل ھوا اللہ احد** کے بارے میں پوچھا گیا آپ ﷺ نے فرمایا یہ ایک تہائی قرآن ہے یا اس کے برابر ہے۔

۸۰۔ سعید بن منصور نے محمد بن المنکدر (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو **قل ھوا اللہ احد** پڑھتے ہوئے سنا اور وہ ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا تھا۔ آپ نے اس سے فرمایا سوال کر تو عطا کیا جائے گا۔

۸۱۔ سعید بن منصور وابن الضریس نے حضرعلی (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ جس نے **قل ھو اللہ احد** دس مرتبہ فجر کے بعد پڑھا اور ایک روایت میں صبح کے بعد کے الفاظ ہیں تو اس دن اسے کوئی گناہ لاحق نہ ہوگا اگرچہ شیطا کوشش کرے۔

۸۳۔ سعید بن منصور وابن الضریس نے ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت کیا کہ جس نے عشاء کی نماز کے بعد دو رکعت پڑھی اور ہر رکعت میں فاتحۃ الکتاب اور پندرہ مرتبہ **قل ھو اللہ احد** پڑھا اللہ تعالیٰ اس کے لیے دو محل جنت میں بنادے گا جن کو اہل جنت دیکھیں گے۔

۸۳۔ ابن الضریس نے ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص عشاء کی نماز بعد دو رکعت نماز پڑھے۔ اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور بیس مرتبہ **قل ھو اللہ احد** پڑھے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے دو محل جنت میں بنادیں گے جن کو اہل جنت دیکھیں گے۔

۸٤۔ سعید بن منصور وابن الضریس نے ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت کیا کہ جس نے **قل ھو اللہ احد** دو سو مرتبہ چار رکعت میں پڑھا ہر رکعت میں پچاس مرتبہ پڑھا تو اللہ تعالیٰ اس کے سو سال کے گناہ معاف کردے گا پچاس سال آنے والے اور پچاس سال گذرے ہوئے۔

رسول اللہ ﷺ کا عمل مبارک

۸۵۔ ابن ابی شیبہ والبخاری وابو داؤد والترمذی والنسائی وابن ماجہ نے عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت کیا تو نبی اکرم ﷺ ہر رات جب اپنے بستر مبارک پر آرام فرمانے کے لیے تشریف لے جاتے تو اپنی ہتھیلیوں کو جمع کر کے اس میں پھونکتے اور

قل ھو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھ کر اپنے پورے جسم پر پھیرتے جہاں تک ممکن ہوتا۔ آپ اس کو سر سے شروع کرتے پھر چہرہ اور اپنے جسم کے سامنے والے حصہ پر پھیرتے اور آپ یہ عمل تین مرتبہ کرتے۔

۸۶۔ ابن سعد وعبد بن حمید وابو داؤد والترمذی وصححہ والنسائی وعبد اللہ بن احمد فی زوائد الزہد اور طبرانی نے عبد اللہ بن حبیب (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ قل ھو اللہ احد اور معوذتین پڑھ۔ جب تو صبح کرے اور جب تو شام کرے تین مرتبہ یہ تجھے ہر چیز کے لیے کافی ہیں۔

۸۷۔ احمد نے عقبہ بن عامر (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اے عقبہ بن عامر! کیا میں تجھ کو وہ افضل ترین سورتیں نہ سکھاؤں جو تورات انجیل، زبور اور فرقان عظیم (یعنی قرآن مجید) میں نازل ہوئی۔ میں عرض کیا کیوں نہیں اللہ تعالیٰ مجھے آپ قربان کردے۔ پھر آپ نے مجھ پر یہ تین صورتیں قل ھو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھیں۔ پھر فرمایا: اے عقبہ ان کو ہرگز نہ بھولنا اور ان کو پڑھے بغیر کوئی رات نہ گذارنا۔

۸۸۔ النسائی وابن مردویہ والبزار نے صحیح سند کے ساتھ عبد اللہ بن انیس سلمی (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک ان کے سینے پر رکھا پھر ان سے فرمایا کہو میں نہیں جانتا تھا کہ میں کیا کہوں۔ پھر آپ نے فرمایا آیت قل ھو اللہ احد کہو پھر مجھے سے فرمایا کہ آیت قل اعوذ برب الفلق۔ من شر ما خلق۔ یہاں تک کہ میں اس سے فارگ ہوگیا۔ پھر مجھ سے فرمایا آیت قل اعوذ برب الناس۔ یہاں تک کہ میں اس سے فارغ ہوگیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی طرح پناہ مانگا کرو اور پناہ مانگنے والوں نے ان جیسی اور کسی چیز سے کبھی پناہ طلب نہیں کی۔

۸۹۔ ابن مردویہ وبیہقی نے شعب میں حضرت علی (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ ہمارے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات نماز پڑھ رہے تھے اپنے ہاتھ کو زمین پر رکھا تو ایک بچھو نے ان کو ڈس لیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نعلین کے پاس اسے پالیا اور اس کو مار ڈالا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ بچھو پر لعنت فرمائے۔ نہ چھوڑتا ہے کسی نماز پڑھنے والے کو اور نہ اس کے علاوہ کو یا فرمایا نہ یہ کسی نبی کو چھوڑتا ہے اور نہ اس کے علاوہ کو آپ نے نمک اور پانی منگوایا اور ان کو ایک برتن میں ڈال۔ پھر آپ نے اپنی انگلی کو اس جگہ پر ڈالنا شروع کیا۔ جہاں بچھو نے آپ کو ڈسا تھا۔ اسے ملنے لگے اور معوذتین بھی پڑھتے رہے اور یک روایت میں ہے کہ آپ نے اس پر ہاتھ پھیرنا شروع کیا۔ اور یہ سوتیں پڑھتے رہے۔ آیت قل ھو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس۔

۹۰۔ ابن المنذر وابن ابی حاتم وابو الشیخ فی العظمہ اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں علی کے طریق سے ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت کیا کہ ”صمد“ وہ سردار ہے جو اپنی سرداری میں مکمل ہو اور شریف وہ ہے جو کامل ہو اپنے شرف میں۔ اور عظیم وہ ہے جو کامل ہو اپنی عظمت۔ اور حلیم وہ جو کامل ہو اپنے حلم میں۔ اور غنی وہ جو کامل ہو اپنے غناء میں۔ اور جبارہ وہ ہے جو کامل ہو اپنے جبروت میں اور عالم وہ ہے جو کامل ہو اپنے علم میں اور حکیم وہ ہے جو کامل ہو اپنی حکمت میں اور وہ ذات جو سیادت وشرف کی تمام انوع میں کامل واکمل ہو اور وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے یہ اس کی صفت ہے یہ اس کے سا کسی کو لائق نہیں اس کا کوئی ہمسر نہیں۔ اور اس کے مثل کوئی چیز

نہیں۔

۹۱۔ ابن الضریس وابوالشیخ فی العظمہ وابن جریر نے کعب (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ بے شک اس سورت کی بنا پر سات آسمانوں اور زمینوں کی بنیاد اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ یعنی آیت قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکون لہ کفوا احد. بے شک اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی بھی برابری کرنے والا اور کوئی بھی اس کا مددگار نہیں اس کی مخلوق میں سے۔ (تفسیر درمنثور، سورہ اخلاص، بیروت)

سورہ اخلاص کی تفسیر کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: آپ کہیے: وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ اس کی کوئی اولاد نہیں اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔ اور نہ اس کا کوئی ہم سیر ہے۔ (الاخلاص: ٤-١)

الاخلاص: ۱ میں فرمایا، آپ کہیے: وہ اللہ ایک ہے۔

اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ آپ کو بتا دیا کہ بات یہ ہے کہ اللہ ایک ہے اور آپ کو اس مشقت میں نہیں ڈالا کہ آپ دلائل عقلیہ سے اللہ تعالیٰ کے واحد ہونے کو معلوم کریں۔

امام رازی فرماتے ہیں: مطالب تین قسم کے ہیں: ایک وہ مطالب ہیں جن کو خبر کے ذریعے نہیں معلوم کیا جا سکتا یہ وہ اور معجزات کی صحت کا علم (کیونکہ عقل یہ کہتی ہے کہ اس جہان کا کوئی بنانے والا ہونا چاہئے اور یہ ضروری ہے کہ وہ عالم اور قادر بھی ہو کیونکہ بغیر علم اور قدرت کے وہ اس جہان کو بنا نہیں سکتا اور نبی کے لئے ضروری ہے کہ وہ معجزہ دکھائے ورنہ سچے نبی اور جھوٹے نبی میں امتیاز نہیں ہو سکتا) اور مطالب کی دوسری قسم وہ ہے جس کا بغیر خبر کے محض عقل سے علم نہیں ہو سکتا (جیسے دوزخ کے محافظ فرشتوں کی تعداد انیس (۱۹) ہے اور مطالب کی تیسری قسم ہے وہ جس کا علم عقل سے بھی ہو سکتا ہے اور خبر سے بھی ہو سکتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کا واحد ہونا۔ امام رازی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی توحید پر ہم درج ذیل آیت کی تفسیر میں مفصل دلائل پیش کر چکے ہیں:

لو کان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا. (الانبیاء: ۲۲) اگر زمین و آسمان میں اللہ کے سوا متعدد خدا ہوتے تو ان کا نظام فاسد ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی توحید پر دلائل کا بیان

چونکہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید کو بیان فرمایا ہے، اس لئے ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ یہاں اللہ تعالیٰ کی توحید پر چند سادہ اور عام فہم دلائل پیش کئے جائیں۔

(۱) اگر اس کائنات کے متعدد پیدا کرنے والے ہوتے تو فرض کیجیے ایک خدا ارادہ کرتا کہ زید کو پیدا کیا جائے اور دوسرا خدا ارادہ کرتا کہ زید کو پیدا نہ کیا جائے تو دونوں کا ارادہ پورا ہونا محال ہے کہ زید پیدا بھی ہو اور نہ بھی ہو، کیونکہ یہ اجتماع نقیضین ہے تو جس کا ارادہ پورا ہوگا وہی خدا ہوگا، دوسرا خدا نہیں ہوگا۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ دونوں خدا اتفاق سے پیدا کرتے ہیں اور ان میں اختلاف نہیں ہوتا تو ہم کہتے ہیں کہ ان اختلاف

ممکن تو ہے تو جب ان میں اختلاف ہوگا تو پھر کس کا ارادہ پورا ہوگا؟ سو جس کا ارادہ پورا ہوگا، وہی خدا ہوگا دوسرا خدا نہیں ہوگا، نیز جب وہ دونوں اتفاق سے پیدا کرتے ہیں تو ضروری ہوگا کہ ایک خدا دوسرے خدا کی موافقت کرے تو جس کی موافقت کی جائے گی وہ متبوع ہوگا اور جو موافقت کریگا وہ تابع ہوگا اور تابع خدا نہیں ہو سکتا تو پھر دو خدا نہیں ہو سکتے اور جب دو خدا نہیں ہو سکتے تو دو سے زیادہ بھی نہیں ہو سکتے۔

(۲) ہم دیکھتے ہیں کہ تمام دنیا میں پیدائش اور موت، اور تغیر و تبدیل نظام واحد پر چل رہا ہے، سورج ہمیشہ ایک مخصوص جانب سے طلوع ہوتا ہے اور ایک مخصوص جانب میں غروب ہو جاتا ہے، اسی طرح چاند اور ستارے بھی نظام واحد کے موافق طلوع اور غروب کر رہے ہیں، زرعی پیداوار اور انسانوں اور حیوانوں کی پیدائش اور موت ایک نظام کے تحت ہو رہی ہے، اگر یہاں متعدد خدا ہوتے تو کائنات کے نظام متعدد ہوتے، ہر خدا اپنا نظام جاری کرتا اور اس کائنات میں نظام واحد ہونا اس پر دلیل ہے کہ اس کا نظام اور خالق اور موجد بھی واحد ہے۔

(۳) اس کائنات میں ہر کثرت کسی وحدت کے تابع ہوتی ہے، تب ہی نظام صحیح رہتا ہے ورنہ نظام فاسدہ ہو جاتا ہے، اسکول میں ماسٹر متعدد ہوں تو ہیڈ ماسٹر واحد ہوتا ہے، صوبہ میں وزراء متعدد ہوں تو وزیر اعلیٰ ایک ہوتا ہے، وفاقی وزراء متعدد ہوں تو وزیر اعظم واحد ہوتا ہے اور جس ملک میں صداری نظام ہو وہاں صدر ایک ہوتا ہے تو جب ایک ملک کے دو صدر نہیں ہو سکتے تو اس کائنات کے دو خدا کیسے ہو سکتے ہیں۔

(٤) اللہ تعالیٰ نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ اس کائنات کا واحد خالق اور مالک ہے اور اس کے ثبوت میں اس نے نبیوں، رسولوں کو بھیجا اور آسمانی کتابوں کو نازل کیا، اگر اس کے علاوہ بھی اس کائنات کا کوئی خالق تھا تو اس پر لازم تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی توحید کے دعویٰ کو باطل کرنے کے لئے نبی اور رسول بھیجتا، جو آکر یہ بتاتا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ بھی اس کائنات کا کوئی خالق اور مالک ہے اور وہ اس کائنات کی تخلیق میں اللہ تعالیٰ کا شریک ہے، لیکن جب ایسا کوئی نبی نہیں آیا، ایسی کوئی آسمانی کتاب نہیں آئی تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے واحد لاشریک ہونے کا دعویٰ سچا ہے اور ہم پر اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کی عبادت لازم نہیں ہے۔

جب اللہ واحد ہے تو مجوسیوں کا یہ کہنا باطل ہے کہ دو خدا ہیں، ایک خیر کا خالق ہے وہ یزداں ہے اور ایک شر کا خالق ہے وہ اہرمن ہے اور عیسائیوں کا یہ کہنا باطل ہے کہ تین خدا ہیں، اللہ تعالیٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم اور مشرکین مکہ کا بتوں کو اللہ تعالیٰ کا شریک اور مستحق عبادت ماننا بھی باطل ہو گیا۔

الاخلاص: ٤ میں فرمایا: اللہ بے نیاز ہے۔

''الصمد'' کے معانی اور محامل

اس آیت میں ''صمد'' کا لفظ ہے ''صمد'' کا معنی ہے: اپنی حاجات اور ضروریات میں جس کا قصد کیا جائے اور اسے کسی کی طرف حاجت اور ضرورت نہ ہو، الاصم نے کہا: ''الصمد'' وہ ہے جو تمام چیزوں کا خالق ہو، السدی نے کہا: ''صمد'' وہ ہے جس کا مرغوبات کے حصول میں قصد کیا جائے اور آفات اور مصائب میں اس سے فریاد کی جائے، الحسین بن فضل البجلی نے کہا: ''صمد'' وہ ہے جو جس چیز

کو بھی چاہے وہ کرے اور اپنے ہر ارادہ کو پورا کرے اور اس کے کم اور اس کے فیصلہ کو کوئی ٹالنے والا نہ ہو''صمد'' وہ ہے جو غنی ہو، قرآن مجید میں ہے:''هو الغني الحميد۔ ''(الحدید:۲٤) وہ مستغنی ہے اور تعریف کیا ہوا ہے''صمد'' وہ ہے جس کے اوپر کوئی نہ ہو ''وهو القاهر فوق عباده'' (الانعام:۱۸) وہ اپنے تمام بندوں پر غالب ہے، قتادہ نے کہا: وہ کھاتا پیتا نہیں ہے''وهو يطعم ولا يطعم'' (الانعام:۱) وہ کھلاتا ہے اور خود نہیں کھاتا، نیز قتادہ نے کہا:''صمد'' وہ ہے جو ہمیشہ باقی رہے اور اس کے سوا ہر چیز فانی ہے:''كل من عليها فان۔ ويبقى وجه ربك (الرحمن:27-26) زمین پر ہر چیز فانی ہے۔ اور آپ کا رب باقی ہے، ابو مالک نے کہا:''صمد'' وہ ہے جس کو اونگھ اور موت نہیں آتی:''لا تاخذه سنة ولا نوم'' (البقرہ:۲۵۵) اس کو نہ نیند آتی ہے نہ موت، مقاتل بن حیان نے کہا:''صمد'' وہ ہے جس میں کوئی عیب نہ ہو، ربیع بن انس نے کہا:''صمد'' وہ ہے جس پر کوئی آفت اور مصیبت نہ آئے، سعید بن جبیر نے کہا:''صمد'' وہ ہے جو اپنی تمام صفات اور افعال میں کامل ہو، امام جعفر صادق نے کہا، جو ہمیشہ غالب ہو اور کبھی مغلوب نہ ہو،''صمد'' وہ ہے جو تمام نقصانات اور تغیرات سے منزہ ہو اور زمان و مکان کے احاطہ سے مبرا ہو۔

(تفسیر کبیر ج ۱۱ ص 362-363 ملخصاً وموضحاً دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱٤۱۵ھ)

الاخلاص: ۳ میں فرمایا: اس کی کوئی اولاد نہیں اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔

اللہ تعالیٰ کی اولاد نہ ہونے پر دلائل کا بیان

اس آیت کے پہلے حصہ میں اللہ تعالیٰ نے پہلے اپنی اولاد کی نفی کی ہے اور پھر دوسرے حصہ میں اس کی نفی کی ہے کہ وہ خود کسی کی اولاد ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا کوئی قائل نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کی اولاد ہے، البتہ اس کے کئی فرقے قائل تھے کہ اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے، مشرکین مکہ کہتے تھے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں، اور یہود یہ کہتے تھے کہ عزیز اللہ کا بیٹا ہے اور عیسائی یہ کہتے تھے کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی اولاد اس لئے نہیں ہو سکتی کیونکہ اولاد والد کی جنس سے ہوتی ہے، اور اللہ تعالیٰ واجب اور قدیم ہے، اگر اس کی اولاد ہوتی تو وہ بھی واجب اور قدیم ہوتی اور جو پیدا ہو وہ واجب اور قدیم نہیں ہو سکتا بلکہ وہ ممکن اور حادث ہوگا۔

عیسائی یہ کہتے ہیں کہ ہم مسیح کو اللہ کا بیٹا اور اللہ کو اس کا باپ کہتے ہیں، یہ اطلاق مجازی ہے، اور یہ مراد نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ جسمانی طور پر مسیح کا باپ ہے بلکہ اس کو عزت اور بزرگی کے طور پر باپ کہا جاتا ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایسے اسماء کا طلاق کیا جاتا ہے جن میں نقص کا پہلو نہ ہو اور ان صفات کا اطلاق کیا جاتا ہے جو اس کی شان کے لائق ہوں اور باپ ہونے میں نقص کا پہلو ہے کیونکہ اس سے جسمانی رشتہ سے باپ ہونے کا وہم پیدا ہوتا ہے، موجودہ انجیل میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ کو باپ کہتے تھے، حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) ایسا برگزیدہ نبی کب اس بات سے ناواقف ہوگا کہ باپ ہونا اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں، لہٰذا وہ اللہ تعالیٰ کو باپ نہیں کہہ سکتے۔

الاخلاص: ٤ میں فرمایا: اور نہ اس کا کوئی ہم سر ہے۔

یہ بھی الاخلاص: ۳ کا تتمہ ہے کیونکہ کوئی شخص اسی کو بیوی بناتا ہے جو اس کے کفو ہو اور اس کی ہم پلہ ہو اس کائنات میں کوئی

اس کا ہم پہلہ ہی نہیں ہے تو وہ کسی کو بیوی کیسے بنائے گا۔

قرآن مجید میں ہے:

(الانعام:۱۰۱) اللہ کی اولاد کیسے ہو سکتی ہے، اس کی تو کوئی بیوی ہی نہیں اور وہ ہر چیز کا خالق ہے۔

الاخلاص کا خلاصہ

الاخلاص:۱ میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ واحد ہے، الاخلاص:۲ میں فرمایا: اللہ تعالیٰ صمد ہے یعنی وہ رحیم و کریم ہے، سب اس کا قصد کرتے ہیں اور وہ کسی کا قصد نہیں کرتا، الاخلاص:۳ میں فرمایا: وہ والد ہے نہ مولود ہے یعنی ممکنات کی صفات سے مجرج اور منزہ ہے۔

الاخلاص:۱ میں فرمایا: اللہ احد ہے تو ان کا رد ہو گیا جو متعدد خدا مانتے ہیں جیسے مشرکین اور عیسائی، اور الاخلاص:۲ میں فرمایا: اللہ صمد ہے، سب اسی کا قصد کرتے ہیں تو ان کا رد ہو گیا جو اپنی حاجات میں بتوں کا قصد کرتے ہیں اور الاخلاص:۳ میں فرمایا: وہ والد نہیں ہے تو یہود کا رد ہو گیا جو کہتے تھے: عزیز اللہ کا بیٹا ہے اور عیسائیوں کا رد ہو گیا جو کہتے تھے: مسیح اللہ کا بیٹا ہے اور مشرکین کا رد ہو گیا جو کہتے تھے: فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں اور الاخلاص:۴ میں فرمایا: اللہ کا کوئی کفو اور ہم سر نہیں تو ان مشرکین کا رد ہو گیا جو بتوں کو اللہ تعالیٰ کا ہم سر مانتے تھے۔

یہ سورت، سورۃ الکوثر کے مقابلہ میں ہے، سورۃ الکوثر میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی مدافعت کی تھی اور جس نے آپ کو ابتر کہا تھا، اس کی مذمت کی اور آپ کی شان بیان کی تھی، اس سے پہلے ''قل'' (آپ کہیے) نہیں فرمایا یعنی اللہ تعالیٰ از خود آپ کی مدافعت کر رہا ہے اور آپ کی شان بیان کر رہا ہے اور اس سورت میں پہلے ''قل'' فرمایا: یعنی آپ کہیے اور اللہ تعالیٰ کی مدافعت کیجیے اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف اس کا شریک، اس کا بیٹا اور اس کی بیوی مانتے ہیں، ان کا رد کیجیے تا کہ معلوم ہو کہ آپ اللہ تعالیٰ کی مدافعت کر رہے ہیں، الکوثر میں اللہ تعالیٰ نے بنفس کو ابتر کہنے والے کا رد کیا تھا اور الاخلاص میں فرمایا کہ آپ کہیے اور ان کا رد کیجیے جو اللہ تعالیٰ کا شریک کہتے ہیں، اس کا بیٹا مانتے ہیں، اس کی بیوی مانتے اور اس کی شان کے خلاف اس کی صفات بیان کرتے ہیں۔

شرک کی تعریف اور مشرکین مکہ کا شرک کیا تھا؟

سورۃ الاخلاص میں اللہ تعالیٰ نے توحید کا ذکر فرمایا ہے اور شرک کا رد کیا ہے، اس مناسبت سے ہم چاہتے ہیں کہ توحید پر دلائل دینے کے بعد شرک کی وضاحت کریں۔ اللہ تعالیٰ واجب الوجود اور قدیم ہے، اس کی ہر صفت مستقل بالذات ہے اور وہ مستحق عبادت ہے، سو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو واجب اور قدیم ماننا یا اس کی کسی صفت کو مستقل بالذات ماننا شرک ہے، اس کے علاوہ کوئی چیز شرک نہیں ہے۔ اہل سنت و جماعت صالحین اور اولیاء اللہ کے مزارات پر جا کر ان کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں یا اسناد مجازی کے طور پر ان سے کہتے ہیں کہ آپ ہمیں فلاں چیز عطا فرمائیں جیسے حضرت ہاجر نے صفا، مروہ کے گرد سات چکر لگانے کے بعد جب حضرت جبریل کی آواز سنی تو کہا:

اغثنی ان کان عندک خیر۔ اگر تمہارے پاس کوئی خیر ہے تو مدد کرو۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۳۳۶۵ مصنف عبدالرزاق رقم الحدیث: ۹۱۰۷ مسند احمد ج۱ ص ۲۵۳)

یا جیسے حضرت جبریل (علیہ السلام) نے حضرت مریم سے کہا: (مریم: ۱۹) جبریل نے کہا: میں آپ کے رب کا فرستادہ ہوں تاکہ آپ کو پاکیزہ بیٹا دوں۔

جب حضرت جبریل بیٹا دے دینے کی اپنی طرف نسبت کر سکتے ہیں تو مسلمان بھی بیٹا دینے کی نسبت اولیاء اللہ اور صالحین کی طرف کر سکتے ہیں اور یہ اسناد مجازی ہے اور ان میں سے کوئی چیز شرک نہیں ہے، ورنہ حضرت ہاجرا اور حضرت جبریل کو بھی مشرک قرار دینا ہوگا۔ العیاذ باللہ!

مخالفین اس نوع کی استمداد کو شرک کہتے ہیں اور اہل سنت و جماعت کو قبر پرست اور مشرک کہتے ہیں، نیز کہتے ہیں کہ اہل مکہ کا شرک یہی تھا کہ وہ صالحین سے مدد طلب کرتے تھے۔

ہم کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں کہیں یہ نہیں ہے کہ اہل مکہ قبر والوں سے یا صالحین سے مدد طلب کرتے تھے یا ان کی عبادت کرتے تھے، قرآن مجید نے یہ بتایا ہے کہ اہل مکہ ملائکہ کی، جنات کی، ستاروں کی اور بتوں کی عبادت کرتے تھے اور ان میں سے کسی کی عبادت اس کی صالحیت کی بناء پر نہیں کرتے تھے۔

مشرکین فرشتوں کی عبادت ان کی صلاحیت کی بناء پر نہیں کرتے تھے بلکہ ان کی عبادت اس وجہ سے کرتے تھے کہ ان کا اعتقاد تھا کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں، قرآن مجید میں ہے:

(الزخرف: ۲۰-۱۹) اور انہوں نے فرشتوں کو جو رحمن کی عبادت کرنے والے ہیں مؤنث قرار دیا، کیا وہ فرشتوں کی پیدائش کے وقت موجود تھے، عنقریب ان کی یہ گواہی لکھ لی جائے گی اور ان سے اس کے متعلق باز پرس کی جائے گی۔ اور انہوں نے کہا، اگر رحمن چاہتا تو ہم فرشتوں کی عبادت نہ کرتے، انہیں اس کا کوئی علم نہیں، وہ صرف اندازے سے بات کرتے ہیں۔ اور مشرکین جنات کی عبادت کرتے تھے اور ان کی عبادت بھی وہ ان کی صالحیت کی وجہ سے نہیں کرتے تھے بلکہ انہوں نے جنات کو اللہ تعالیٰ کے بیٹے اور بیٹیاں قرار دے دیا تھا، قرآن مجید میں ہے:

(الانعام: ۱۰۰) اور انہوں نے جنات کو اللہ کا شریک بنالیا اور بغیر علم کے ان کو اللہ کے بیٹے اور بیٹیاں بنالیا، اللہ ان کی بیوی کی ہوئی صفات سے بہت بلند ہے۔

(الصفت: ۱۵۸) اور انہوں نے اللہ کے اور جنات کے درمیان نسب گھڑلیا۔

مشرکین ستاروں کی عبادت کرتے تھے اور بتوں کی عبادت کرتے تھے، ان میں سے کوئی چیز بھی اصلح انسان نہیں ہے، قرآن مجید میں یہ کہیں مذکور نہیں ہے کہ مشرکین کسی صالح انسان کی عبادت کرتے تھے یا کسی قبر کی عبادت کرتے تھے۔

مشرکین بتوں کی نذر مانتے تھے، ان کی نذر کو ایصال ثواب پر چسپاں کرنا بھی باطل ہے، ہمارے نزدیک نذر اللہ کی مانی جاتی ہے کہ اے اللہ! اگر فلاں بیمار کو تو نے شفا دے دی تو میں تیری رضا کے لئے اتنا طعام صدقہ کروں گا، پھر اس طعام کو صدقہ کر کے اس

کا ثواب کسی بزرگ کو پہنچا دیا جاتا ہے۔

بَابٌ فِي الْمُعَوِّذَتَيْنِ

باب: معوذتین کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1462 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنِ الْقَاسِمِ، مَوْلَى مُعَاوِيَةَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: كُنْتُ أَقُودُ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاقَتَهُ فِي السَّفَرِ، فَقَالَ لِي: يَا عُقْبَةُ، أَلَا أُعَلِّمُكَ خَيْرَ سُورَتَيْنِ قُرِئَتَا؟ فَعَلَّمَنِي قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ، قَالَ: فَلَمْ يَرَنِي سُرِرْتُ بِهِمَا جِدًّا، فَلَمَّا نَزَلَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ صَلَّى بِهِمَا صَلَاةَ الصُّبْحِ لِلنَّاسِ، فَلَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الصَّلَاةِ الْتَفَتَ إِلَيَّ، فَقَالَ: يَا عُقْبَةُ، كَيْفَ رَأَيْتَ؟

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں ایک سفر کے دوران نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کو پکڑ کر چل رہا تھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے عقبہ! کیا میں تمہیں تلاوت کی جانے والی دو زیادہ بہتر سورتوں کی تعلیم نہ دوں؟ راوی کہتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سورہ فلق اور سورہ الناس کی تعلیم دی۔

راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اندازہ ہوا کہ میں ان سے بہت زیادہ خوش نہیں ہوا۔ راوی بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کے لیے پڑاؤ کیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو صبح کی نماز پڑھاتے ہوئے ان دونوں سورتوں کی تلاوت کی جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف متوجہ ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عقبہ! اب تمہاری کیا رائے ہے؟

1463 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: بَيْنَا أَنَا أَسِيرُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْجُحْفَةِ، وَالْأَبْوَاءِ، إِذْ غَشِيَتْنَا رِيحٌ، وَظُلْمَةٌ شَدِيدَةٌ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ بِأَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، وَأَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ، وَيَقُولُ: يَا عُقْبَةُ، تَعَوَّذْ بِهِمَا فَمَا تَعَوَّذَ مُتَعَوِّذٌ بِمِثْلِهِمَا، قَالَ: وَسَمِعْتُهُ يَؤُمُّنَا بِهِمَا فِي الصَّلَاةِ

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ میں حجفہ اور ابواء کے درمیان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کر رہا تھا اسی دوران آندھی آگئی اور انتہائی تاریکی چھا گئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ فلق اور سورۃ الناس پڑھ کر پناہ مانگنا شروع کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرما رہے تھے۔

"اے عقبہ! ان دونوں سورتوں کے ذریعے پناہ مانگو' کیونکہ کسی بھی پناہ مانگنے والے نے ان کی مانند کسی چیز سے پناہ نہیں مانگی ہوگی"۔

راوی بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو سنا کہ آپ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھاتے ہوئے بھی ان دونوں سورتوں کی تلاوت کی تھی۔

مضبوط پناہ گاہیں ناقابل تسخیر مدافعت اور شافی علاج

حافظ ابن کثیر شافعی لکھتے ہیں۔ مسند احمد میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) اس سورت کو اور اس کے بعد کی سورت کو قرآن شریف میں نہیں لکھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ میری گواہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے خبر دی کہ جبرائیل (علیہ السلام) نے آپ سے فرمایا قل اعوذ برب الفلق الخ تو میں نے بھی یہی کہا۔ پھر کہا قل اعوذ برب الناس الخ تو میں نے یہی کہا پس ہم بھی اسی طرح کہتے ہیں جس طرح حضور ﷺ نے کہا، حضرت ابی بن کعب (رضی اللہ عنہ) سے ان دونوں سورتوں کے بارے میں پوچھا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہا آپ کے بھائی حضرت ابن مسعود تو ان دونوں کو قرآن شریف میں سے کاٹ دیا کرتے تھے تو فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا مجھ سے کہا گیا کہو میں نے کہا پس ہم بھی کہتے ہیں جس طرح حضور ﷺ نے کہا (ابوبکر حمیدی) مسند میں بھی یہ روایت الفاظ کے تغیر و تبدل کے ساتھ مروی ہے۔

اور بخاری شریف میں بھی، مسند ابو یعلی وغیرہ میں ہے کہ ابن مسعود ان دونوں سورتوں کو قرآن میں نہیں لکھتے تھے اور نہ قرآن میں انہیں شمار کرتے تھے، بلکہ قاریوں اور فقیہوں کے نزدیک مشہور بات یہی ہے کہ حضرت ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) ان دونوں سورتوں کو قرآن میں نہیں لکھتے تھے، شاید انہوں نے آنحضرت ﷺ سے نہ سنا ہو اور تواتر کے ساتھ ان تک نہ پہنچا ہو، پھر یہ اپنے اس قول سے رجوع کر کے جماعت کے قول کی طرف پلٹ آتے ہیں، صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے ان سورتوں کو ائمہ کے قرآن میں اخل کیا جس کے نسخے چاروں طرف پھیلے۔

صحیح مسلم شریف میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے نہیں دیکھا چند آیتیں مجھ پر اس رات ایسی نازل ہوئی ہیں جن جیسی کبھی دیکھی نہیں گئیں، پھر آپ نے ان دونوں سورتوں کی تلاوت فرمائی، یہ حدیث مسند احمد، ترمذی اور نسائی میں بھی ہے۔ امام ترمذی اسے حسن صحیح کہتے ہیں۔

مسند احمد میں ہے حضرت عقبہ ہیں میں حضور ﷺ کے ساتھ مدینہ کی گلیوں میں آپ کی سواری کی نکیل تھامے چلا جا رہا تھا کہ آپ نے مجھ سے فرمایا، اب آؤ تم سوار ہو جاؤ میں نے اس خیال سے آپ کی بات نہ مانوں گا تو نافرمانی ہوگی سوار ہونا منظور کر لیا تھوڑی دیر کے بعد میں اتر گیا اور حضور سوار ہو گئے پھر آپ نے فرمایا عقبہ میں تجھے دو بہترین سورتیں نہ سکھاؤں؟ میں نے کہا ہاں یا رسول اللہ ﷺ ضرور سکھایئے۔ پس آپ نے مجھے سورۃ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھائیں پھر نماز کھڑی ہوئی آپ نے نماز پڑھائی اور ان ہی دونوں سورتوں کی تلاوت کی پھر مجھ سے فرمایا تو نے دیکھ لیا؟ سن جب تو سوئے اور جب کھڑا ہوا نہیں پڑھ لیا کر، ترمذی ابوداؤد اور نسائی میں بھی یہ حدیث ہے۔

مسند احمد کی اور حدیث میں ہے کہ حضرت عقبہ بن عامر کو رسول اللہ ﷺ نے ہر نماز کے بعد ان سورتوں کی تلاوت کا حکم دیا۔ یہ حدیث بھی ابوداؤد، ترمذی اور نسائی میں ہے امام ترمذی اسے غریب بتلاتے ہیں۔

اور روایت میں ہے کہ ان جیسی سورتیں تو نے پڑھی ہی نہیں، حضرت عقبہ والی حدیث جس میں حضور ﷺ کی سواری کے ساتھ آپ کا ہونا مذکور ہے اس کے بعض طرق میں یہ بھی ہے کہ جب حضور ﷺ نے مجھے یہ سورتیں بتائیں تو مجھے کچھ زیادہ خوش ہوتے نہ دیکھ کر فرمایا کہ شاید تو انہیں چھوٹی سی سورتیں سمجھتا ہے سن نماز کے قیام میں ان جیسی سورتوں کی قرأت اور ہے ہی نہیں۔

نسائی شریف کی حدیث میں ہے کہ ان جیسی سورتیں کسی پناہ پکڑنے والے کے لئے اور نہیں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عقبہ سے یہ سورتیں حضور ﷺ نے پڑھائیں پھر فرمایا نہ تو دعا کی ان جیسی اور سورتیں ہیں نہ تعویذ کی، ایک روایت میں ہے صبح کی فرض نماز حضور ﷺ نے ان ہی دونوں سورتوں سے پڑھائی، اور حدیث میں ہے حضرت عقبہ حضور ﷺ کی سواری کے پیچھے جاتے ہیں اور آپ کے قدم پر ہاتھ رکھ کر عرض کرتے ہیں حضور ﷺ مجھے سورۃ ہود یا سورۃ یوسف پڑھائے آپ نے فرمایا اللہ کے پاس نفع دینے والی کوئی سورت قل اعوذ برب الفلق سے زیادہ نہیں اور حدیث میں ہے کہ آپ نے اپنے چچا حضرت عباس (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا میں تمہیں بتاؤں کہ پناہ حاصل کرنے والوں کے لئے ان دونوں سورتوں سے افضل سورت اور کوئی نہیں۔

پس بہت سی حدیثیں اپنے تواتر کی وجہ سے اکثر علماء کے نزدیک قطعیت کا فائدہ دیتی ہیں اور وہ حدیث بھی بیان ہو چکی کہ آپ نے ان دونوں سورتوں اور سورۃ اخلاص کی نسبت فرمایا کہ چاروں کتابوں میں ان جیسی سورتیں نہیں اتریں، نسائی وغیرہ میں ہے کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے سواریاں کم تھیں باری باری سوار ہوتے تھے حضرت ﷺ نے ایک شخص کے مونڈھوں پر ہاتھ رکھ کر یہ دونوں سورتیں پڑھائیں اور فرمایا جب نماز پڑھو تو انہیں پڑھا کرو، بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص حضرت عقبہ بن عامر ہوں گے، واللہ اعلم۔

حضرت عبداللہ بن سلام کے سینے پر ہاتھ رکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں سمجھے؟ وہ نہ سمجھے کہ کیا کہیں تو پھر آپ ﷺ نے سورۃ قل ھو اللہ پڑھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسی طرح پناہ مانگا کر۔ اس جیسی پناہ مانگنے کی اور سورت نہیں (نسائی) نسائی کی اور حدیث میں ہے کہ حضرت جابر سے یہ دونوں سورتیں آپ نے پڑھوائیں پھر فرمایا انہیں پڑھتا رہ ان جیسی سورتیں تو اور پڑھے گا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہ) والی وہ حدیث پہلے گذر چکی ہے کہ حضور ﷺ انہیں پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر پھونک کر اپنے سر چہرے اور سامنے کے جسم پر پھیر لیتے تھے، موطا مالک میں ہے کہ جب نبی ﷺ بیمار پڑتے تو ان دونوں سورتوں کو پڑھ کر اپنے اوپر پھونک لیا کرتے تھے جب آپ کی بیماری سخت ہوئی تو حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) معوذات پڑھ کر خود آپ ﷺ کے ہاتھوں کو آپ ﷺ کے جسم مبارک پر پھیرتی تھیں اس عمل کا مقصد آپ ﷺ کے ہاتھوں کی برکت کا ہوتا تھا۔ آخر میں یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنات کی اور انسانوں کی آنکھوں سے پناہ مانگا کرتے تھے جب یہ دونوں سورتیں اتریں تو آپ نے انہیں لے لیا اور باقی سب چھوڑ دیں، امام ترمذی اسے حسن صحیح فرماتے ہیں۔

(تفسیر ابن کثیر، سورۃ اخلاص، بیروت)

سورہ الناس والفلق سے متعلق احادیث وآثار کا بیان

۱۔ احمد والبزار والطبرانی وابن مردویہ نے صحیح طرق سے ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت کیا کہ ابن مسعد (رضی اللہ عنہ) معوذتین کو مصحف میں سے مٹا دیتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ قرآن کو خلط ملط نہ کرو اس چیز سے جو اس میں نہ ہو۔ یہ دونوں سورتیں کتاب اللہ میں سے نہیں ہیں۔ بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کے ذریعے پناہ مانگنے کا حکم فرمایا ہے اور ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) ان دونوں کی قراءت نہیں کرتے تھے بزار رحمہ اللہ نے فرمایا: صحابہ (رضی اللہ عنہم) میں سے کسی ایک نے بھی ان کی تابعداری نہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح قول یہ ہے کہ آپ نے ان دونوں کو نماز میں پڑھا اور ان دونوں کو مصحف میں ثابت رکھا گیا۔

۲۔ الطبرانی نے ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان دونوں سورتوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ سے بھی پوچھا گیا تو میں نے کہا تم لوگ بھی اسی طرح کہو۔ جیسے میں نے کہا۔

۳۔ احمد والبخاری والنسائی وابن الضریس وابن الانبار وابن حبان وابن مردویہ نے زر بن حبیش رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ میں مدینہ آیا میری ملاقات ابی بن کعب (رضی اللہ عنہ) سے ہوئی میں نے کہا اے ابومنذر یہ ابی بن کعب (رضی اللہ عنہ) کی کنیت ہے۔ میں نے ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) کو دیکھا کہ وہ معوذتین اپنے مصحف میں نہیں لکھتے تو انہوں نے فرمایا اس ذات کی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان دونوں کے بارے میں سوال کیا تھا اور کسی نے مجھ سے ان دونوں کے بارے میں سوال نہیں۔ تیرے علاوہ جب سے میں نے ان کے بارے میں سوال کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے کہا گیا کہو تو میں نے کہا پس تم بھی کہو چنانچہ ہم اسی طرح کہتے ہیں جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

٤۔ ابن مردویہ نے حنظلہ السدوسی رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ میں نے عکرمہ رحمہ اللہ سے کہا میں ایک قوم کو نماز پڑھاتا ہوں اور میں قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا ان دونوں پڑھو کیونکہ یہ دونوں سورتیں قرآن کریم میں سے ہیں۔

٥۔ احمد وابن الضریس صحیح سند کے ساتھ ابو العلاء بن یزید بن عبداللہ بن شخیر (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ ایک آدمی نے کہا کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور لوگ پیچھے آرہے تھے اور سواریوں کی قلت تھی پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور میری اترنے کی جگہ آئی چنانچہ آپ میرے ساتھ مل گئے اور میرے کندھے کو مارتے ہوئے فرمایا آیت قل اعوذ برب الفلق۔ میں نے کہا اعوذ برب الفلق۔ تو رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سورت پڑھی اور میں نے بھی ان کے ساتھ اس کو پڑھا۔ پھر فرمایا آیت قل اعوذ برب الناس۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سورۃ پڑھی اور آپ کے ساتھ میں نے اس کو پڑھا۔ پھر آپ نے فرمایا جب تو نماز پڑھے تو ان دونوں کو پڑھا کر۔

٦۔ طبرانی نے اوسط میں حسن سند کے ساتھ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ ایسی آیات نازل ہوئی کہ مجھ پر ان جیسی آیات نازل نہیں ہوئی۔ اور وہ المعوذتین ہیں۔

۷۔ مسلم والترمذی والنسائی وابن الضریس وابن الانباری فی المصاحف وابن مردویہ نے عقبہ بن عامر (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر آج کی رات کو ایسی آیت نازل ہوئی ہی کہ میں نے جیسی کبھی نہیں دیکھی آیت قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس۔

۸۔ ابن الضریس وابن الانبار والحاکم وصححہ وابن مردویہ اور بیہقی نے الشعب میں عقبہ بن عامر (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ درمیان کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہے تھے۔ جحفہ اور ابوار کے درمیان اچانک ہم کو ڈھانک لیا شدید ہوا اور سخت اندھیرے نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت قل اعوذ بربك الفلق اور آیت قل اعوذ برب الناس کے ذریعہ پناہ لینی شروع کی اور فرمایا اے عقبہ! ان دونوں کے ذریعہ پناہ طلب کر کیونکہ ان دونوں کی مثل کے ساتھ پناہ طلب کرنے والا کوئی نہیں راوی کا بیان ہے کہ میں آپ کو نماز میں ان دونوں کے ساتھ امامت کراتے ہوئے سنا ہے۔

سورہ ناس وفلق کی فضیلت کا بیان

۹۔ ابن سعد والنسائی والبغوی والبیہقی نے ابو حابس جہنی (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اے ابو حابس! کیا میں تجھ کو خبر نہ دو اس افضل چیز کے ساتھ کہ جس سے پناہ مانگنے والے پناہ طلب کرتے ہیں۔ عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ! ضرور بتایئے۔ آپ نے فرمایا آیت قل اعوذ برب الفلق اور آیت قل اعوذ برب الناس۔ یہ معوذتین ہیں۔

۱۰۔ الترمذی وحسنہ ولنسائی وابن مردویہ والبیہقی نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنات اور انسان کی بدنظر سے پناہ مانگا کرتے تھے جب معوذتین نازل ہوئیں تو آپ نے ان کو لے لیا اور ان کے علاوہ کو چھوڑ دیا۔

۱۱۔ ابوداؤ والنسائی والحاکم وصححہ نے ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دس خصلتوں کو ناپسندیدہ فرماتے مگر ان کو حرام نہیں کیا۔ الخلوق کو (یعنی زعفران سے ملی زرد رنگ کی خوشبو کا استعمال) اور بڑھاپے کے چھپانے کو، چادر، کو زمین پر گھسیٹنے کو، سونے کی انگوٹھی پہننے کو تعویذ باندھنے کو اور معوذات کے سوا دم کرنے کو اور چوسری کے پانسے پھینکنے کو۔ اور خاوند کے علاوہ دوسرے کے لیے زینت کو ظاہر کرنے کو اور ایسے مقام پر پانی ڈالنے کو جو حلال نہ ہو (اس سے مراد زنا ہے) اور بچے کے خراب کرنے کو (وہ اس طرح کہ شیر خوارگی کی حالت میں اس کی ماں سے جماع کرنا جس کو غیلہ بھی کہتے ہیں کیونکہ ایسا کرنے کبھی عوت کو حمل رہ جاتا ہے اور بچہ اس کا دودھ پی کرنا تو اں ہو جاتا ہے۔

۱۲۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے شعب الایمان میں ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دم کرنے کو ناپسند فرماتے تھے مگر معوذات کے ساتھ۔ ۱۳۔ ابن مردویہ نے عقبہ بن عامر (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معوذات کو ہر نماز کے بعد پڑھا کرو۔

۱٤۔ ابن ابی شیبہ وابن مردویہ نے عقبہ بن عامر (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دونوں یعنی معوذتین کی مثل کے ساتھ نہ کسی سائل نے سوال کی اور نہ کسی پناہ مانگنے والے نے پناہ مانگی۔

۱۵۔ابن مردویہ نے عقبہ بن عامر (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ مجھ کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عقبہ تو آیت قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھ بے شک تو ہرگز نہیں پڑھے گا ان دونوں سے زیادہ بلیغ سورتیں۔

۲۶۔ابن مردویہ نے ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ محبوب سورتیں آیت قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ہیں۔

۱۷۔ابن مردویہ نے معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا آپ نے صبح کی نماز پڑھائی اور ان میں معوذتین پڑھیں۔ پھر فرمایا اے معاذ! کیا تو نے سنا ہے؟ میں عرض کیا ہاں! پھر آپ نے فرمایا ان کی مثل لوگوں نے نہیں پڑھیں۔

۱۸۔ النسائی وابن الضریس وابن الانباری وابن مردویہ جابر عبداللہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ میرے کندھے کو پکڑ کر فرمایا تو پڑھ؟ میں نے عرض کیا میں کیا پڑھوں۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ نے فرمایا آیت قل اعوذ برب الفلق۔ پھر فرمایا پڑھ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں کیا پڑھوں آپ نے فرمایا آیت قل اعوذ برب الناس پڑھ۔ توان دونوں جیسی سورتیں ہرگز نہیں پڑھے گا۔

۱۹۔ابن سعد نے یوسف بن محمد بن ثابت بن قیس رحمہم اللہ سے روایت کیا کہ ثابت بن قیس بیمار ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لے آئے۔ اور یہ مریض تھے آپ نے دم کیا معوذات کے ساتھ۔ اور ان پر پھونک ماری اور فرمایا اللھم رب الناس اکشف البأس۔ اے اللہ لوگوں کے رب۔ بیماری کو ختم فرمادے۔ ثابت بن قیس بن شماس سے۔ پھر آپ نے ان کی وادی سے مٹی اٹھائی یعنی بطحاب سے۔ پھر اس کو پانی میں ڈالا اور ان کو پلا دیا۔

۲۰۔ابن ابی شیبہ وابن الجریس نے عقبہ بن عامر جہنی (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھا جب فجر طلوع ہوئی۔ اذان دی گئی اراقامت کہی گئی۔ پھر آپ نے مجھے اپنی داہنی طرف ٹھہرایا پھر آپ نے معوذتین کو پڑھا جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا تو نے کیسے دیکھا۔ میں عرض کیا میں دیکھ لیا ہے یا رسول اللہ! پھر فرمایا ان دونوں کو پڑھ جب تو سوئے اور جب تو اٹھے۔

۲۱۔ابن الانباری نے قتادہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عقبہ بن عامر (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا کہ تو آیت قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھا کر۔ کیونکہ یہ دونوں سوتیں قرآن میں اللہ کے نزدیک سب سے زیاہ محبوب ہیں۔

۲۲۔الحاکم نے عقبہ بن عامر (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کی سواری کی لگام پکڑے چل رہا تھا آپ نے فرمایا اے عقبہ میں تجھ کو بہترین سورتیں نہ سکھاؤں میں نے عرض کیا کیوں نہیں؟ آپ نے فرمایا آیت قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس۔ پھر آپ سواری سے نیچے اترے اور ان دونوں سورتوں کو صبح کی نماز میں پڑھا پھر آپ نے فرمایا اے عقبہ! تو کیسے دیکھتا ہے۔

۲۳۔ ابن مردویہ نے انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ نبی اکرم ﷺ ایک خچر پر سوار ہوئے تو وہ بدکنے لگا تو آپ نے اس کو روک دیا اور ایک آدمی سے فرمایا کہ اس پر آیت قل اعوذ برب الفلق، من شر ما خلق پڑھ دے تو وہ خچر سکون میں آ گیا اور چل پڑا۔

۲۴۔ ابن مردویہ نے ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ نجاشی بادشاہ نے ایک شہباء خچر ہدیہ کے طور پر بھیجا اس میں بڑی مشقت اور مشکل پیش آئی۔ آپ نے زبیر (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا اس پر سوار ہو جاؤ اور اس کو مطیع بناؤ تو حضرت زبیر (رضی اللہ عنہ) اس سے زیادہ ڈرنے لگے تو آپ نے اس سے فرمایا اس پر سوار ہو جاؤ اور قرآن پڑھو۔ پوچھا میں کیا پڑھوں۔ فرمایا آیت قل اعوذ برب الفلق پڑھ۔ اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ تو نے اس جیسی سورت کے ساتھ نماز نہیں پڑھی ہوگی۔

۲۵۔ ابن الانباری نے عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو جب کوئی تکلیف ہوتی تو آپ اپنے آپ معوذتین پڑھتے پھر تھوکتے یا پھونک دیتے۔

۲۶۔ ابن الانباری نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ جب تو آیت قل اعوذ برب الفلق پڑھے تو یوں کہہ اعوذ برب الفلق اور جب تو قل اعوذ برب الناس پڑھے تو یوں کہہ آیت اعوذ برب الناس۔

۶۷۔ محمد بن نصر نے ابو ضمرہ رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ وہ اپنے باپ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ دوسری رکعت میں جس کے ذریعہ وتر بناتے تھے آیت قل ھو اللہ احد اور معوذتین پڑھتے تھے۔

بیمار پر معوذتین پڑھیں۔

۲۸۔ الطبرانی نے ابن مسعود رضی اللہ سے روایت کیا کہ انہوں نے اپنے گھر والوں میں سے ایک عورت کے گلے میں تسمہ دیکھا جس میں تعویذ تھا۔ تو آپ نے اس کو کاٹ دیا۔ اور فرمایا کہ عبداللہ کے گھر والے شرک سے بری ہیں۔ پھر فرمایا کہ مصیبت، تعویذ اور منتر شرک ہیں۔ تو اس عورت نے کہا بے شک ہم میں سے کوئی اپنے سر میں تکلیف کی شکایت کرتی ہے تو وہ تعویذ کا مطالبہ کرتی ہے۔ اور جب وہ تعویذ کا مطالبہ کرتی ہے تو وہ گمان کرتی ہے کہ یقیناً اس نے نفع دیا۔ عبداللہ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ شیطان تم میں سے کسی کے پاس آتا ہے اور وہ اس کے سر میں آ کر کیل چبھو دیتا ہے اور جب وہ دم کرتی ہے تو وہ رک جاتا ہے اور جب وہ دم نہ کرائے تو اسے مضبوط اور پختہ کر دیتا ہے۔ پس اگر تم میں سے کسی کو تکلیف ہو تو وہ پانی لے کر اپنے اپنے سر اور منہ پر چھڑکے پھر یہ کہے آیت بسم اللہ الرحمن الرحیم قل ھو اللہ احد۔ قل اعوذ برب الفلق، قل اعوذ برب الناس۔ یہ اس کو نفع دے۔ انشاء اللہ۔

۲۹۔ عبد بن حمید نے اپنی مسند میں زید بن اسلم (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ یہود میں سے ایک آدمی نے نبی ﷺ پر جادو کر دیا۔ آپ ﷺ کو تکلیف ہوگئی۔ تو جبریل (علیہ السلام) آپ کے پاس تشریف لائے اور آپ پر معوذتین نازل ہوئیں۔ اور فرمایا کہ یہود میں سے ایک آدمی نے آپ پر جادو کر دیا ہے اور جادو فلاں کنویں میں ہے۔ تو آپ نے علی (رضی اللہ عنہ) کو بھیجا

وہ نکال کر لے آئے اور آپ نے گرہوں کو کھولنے کا حکم فرمایا۔ اور آیت بھی پڑھی۔ وہ پڑھتے جاتے تھے اور کھولتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو گئے گویا کہ آپ بندھی ہوئی رسی سے آزاد ہو گئے۔

۳۰۔ ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت کیا کہ ایک یہودی لڑکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آتا تھا اور آپ کی خدمت کرتا تھا اس کو لبید بن اصم کہا جاتا تھا۔ وہ یہودی اس کے ساتھ مسلسل رہا یہاں تک کہ اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جادو کر دیا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھلے جا رہے تھے اور وہ نہیں جانتے تھے کہ یہ درد کیوں ہے۔ ایک رات نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سو رہے تھے کہ اچانک آپ کے پاس دو فرشتے آئے ان میں ایک آپ کے سر کے پاس بیٹھ گیا اور دوسرا آپ کے پاؤں کے پاس۔ وہ فرشتہ جو آپ کے سر کی جانب تھا اس نے اس سے کہا جو پاؤں کے پاس تھا۔ ان کو کیا درد ہے؟ دوسرے نے کہا ان پر جادو کیا گیا ہے۔ اس نے پوچھا ان پر کس نے جادو کیا ہے اس نے کہا لبید بن اعصم نے۔ پھر پوچھا کس چیز کے ذریعہ اس نے جادو کیا ہے اس نے کاہ کنگھی کے بالوں اور تر کھجور کے خشک گابھے کے ساتھ اور وہ ذی اروان میں ہے اور وہ کنویں کے اس پتھر کے نیچے ہے جس پر کھڑے ہو کر پانی نکالا جاتا ہے۔ جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کنویں کی طرف روانہ ہوئے اور آپ صحابہ (رضی اللہ عنہم) کے ساتھ تھے۔ تو ایک آدمی نیچے اور پتھر کے نیچے سے گابھے کو نکال لایا۔ تو دیکھا اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنگھی اور سر کے بال تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا موم سے بنایا ہوا ایک مجسمہ تھا۔ اور اس میں سوئیں گاڑی ہوئی تھیں اور ایک تانت تھی جس میں گیارہ گرہیں تھیں جبریل (علیہ السلام) معوذتیں لے کر آپ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آیت قل اعوذ برب الفلق۔ اور گرہ کھل گئی۔ آیت من شر ما خلق۔ اور دوسری گرہ کھل گئی۔ یہاں تک کہ آپ سورت سے فارغ ہو گئے اور ساری گرہیں کھل گئیں اور سوئی کے نکالتے وقت تو آپ نے اس کا درد محسوس کیا پھر اس کے بعد آپ راحت کو پانے لگے۔ کہا گیا یا رسول اللہ! اگر یہودیوں کو قتل کر دیتے تو اچھا تھا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے عافیت دے دی ہے اور اس کے پیچھے یعنی آخرت میں اللہ تعالیٰ کا سخت عذاب ہے چنانچہ آپ نے اسے نکال دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جادو کا اثر

۳۱۔ ابن مردویہ نے عکرمہ کے طریق سے ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت کیا کہ لبید بن عاصم یہودی نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جادو کر دیا اور اس میں ایک مجسمہ بنا دیا جس میں گیارہ گرہیں تھی اس سے آپ شدید بیمار ہو گئے۔ جبریل اور میکائیل علیہما السلام نے آپ کی عیادت کی۔ میکائیل نے کہا: اے جبریل بے شک آپ کے ساتھی تو تکلیف میں ہیں جبریل (علیہ السلام) نے کہا ہاں۔ پھر کہا کہ لبید بن الاعصم یہودی نے آپ کو تکلیف پہنچائی ہے اور میمون کنوئیں میں پانی کے پتھر کے نیچے سخت زمین میں ہے پھر پوچھا اس کا علاج کیا ہے؟ کہا کہ کنوئیں کا پانی نکالا جائے۔ اور پتھر کو الٹ دیا جائے اور وہاں سے غلاف کو اٹھا لیں اس میں ایک تصویر ہے جس میں گیارہ گرہیں ہیں سو اس کو جلا دیا جائے تو بے شک وہ اللہ کے حکم سے شفایاب ہو جائیں گے۔ پاس آپ نے ایک جماعت کو اس کی طرف بھیجا۔ ان میں عمار بن یاسر (رضی اللہ عنہ) بھی تھے۔ پانی کو نکال دیا گیا۔ تو انہوں نے اس کو اسی طرح پایا گویا کہ وہ مہندی کا پانی ہے۔ پھر پتھر کو الٹ دیا گیا تو اس کے نیچے وہ غلاف تھا جس میں ایک مجسمہ تھا اور اس میں گیارہ گرہیں

تھیں اللہ تعالی نے یہ آیات نازل فرمائی اور فرمایا محمد! آیت قل اعوذ برب الفلق۔ اس میں خلق سے مراد یک صبح ہے تو ایک گرہ کھل گئی۔ آیت من شر ما خلق۔ مخلوق کے شر سے۔ یعنی جنات اور انسانوں کے شر سے۔ تو دوسری گرہ کھل گئی۔ آیت ومن شر غاسق اذا وقب اور اندھیری رات کے شر سے جب وہ چھا جائے اور رات کی تاریکی کے شر سے جس کے ساتھ رات آتی ہے۔ آیت ومن شر النفثت فی العقد۔ اور گرہوں میں پھونکنے والوں کے شر سے۔ یعنی جادو کرنے والیوں اور تکلیف دینے والیوں کے شر سے پس گرہیں کھل گئیں۔ ومن شر حاسد اذا حسد۔ اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے۔

۳۲۔ ابن مردویہ نے انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ یہود نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کچھ عمل کیا تو آپ کو شدید درد ہونے لگا۔ آپ کے آپ کے صحابہ (رضی اللہ عنہم) حاضر ہوئے اور پھر آپ کے پاس سے باہر چلے گئے اور وہ یہ گمان کرنے لگے کہ آپ کو درد ہے۔ جبریل علیہ السلام معوذتین لے کر آئے تو آپ ان دونوں سورتوں کے ساتھ آپ کو تعویذ کیا پھر کہا بسم اللہ ارقیک من کل شیء یوذیک ون کل عین ونفس حاسد الیہ یشفیک باسم اللہ ارقیک۔ اللہ کے نام کے ساتھ میں دم کرتا ہوں ہر اس چیز سے جو تجھ کو تکلیف دے اور ہر نظر بد سے اور حسد کرنے والے سے اللہ تجھ کو شفا دے گا۔ اللہ کے نام کے ساتھ میں تجھ کو دم کرتا ہوں۔

۳۳۔ ابن مردویہ نے عمرو بن عبسہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی۔ اور آیت قل اعوذ برب الفلق پڑھا پھر آپ نے فرمایا: اے ابن عبسہ! کیا تو جانتا ہے فلق کیا ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں فرمایا ایک کنواں ہے جہنم میں جب جہنم بھڑکتی ہے تو اسی کے سبب بھڑکتی ہے۔ اور جہنم اس سے اس طرح تکلیف پاتی ہے جیسے آدم کے بیٹے جہنم سے تکلیف پائیں گے۔

۳۴۔ ابن مردویہ نے عقبہ بن عامر (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آیت قل اعوذ برب الفلق پڑھ کیا تو جانتا ہے کہ الفلق کیا ہے۔؟ پھر خود ہی فرمایا یہ جہنم کا ایک دروازہ ہے، جب کھولا جائے گا تو جہنم بھڑک اٹھے گی۔

۳۵۔ ابن مردویہ اور دیلمی نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالی کے اس قول آیت قل اعوذ برب الفلق کے بارے میں سوال کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جہنم میں ایک قید خانہ ہے جس میں جبار اور متکبر لوگ قید کیے جائیں گے اور جہنم اس سے پناہ مانگتی ہے۔

۳۶۔ ابن جریر نے ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فلق جہنم میں ایک کنواں ہے جو ڈھانکا ہوا ہے۔

۳۷۔ ابن ابی حاتم نے زید بن علی رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ وہ اپنے آباؤ اجداد سے روایت کرتے ہیں کہ الفلق جہنم کی تہہ میں ایک کنواں ہے اس کے اوپر سے ڈھکا ہے۔ جب اس سے کھولا جائے گا تو اس میں سے آگ نکلے گی۔ اس کی گرمی کی شدت سے جہنم چلانے لگے گی جو اس گھڑے سے خارج ہوگی۔

۳۸۔ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا الفلق سے مراد ہے صبح۔

۳۹۔الطستی نے ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت یا کہ نافع ازرق نے ان سے اللہ تعالیٰ کے اس قول آیت قل اعوذ برب الفلق کے بارے میں پوچھا توانہوں نے فرمایا میں اس صبح کے رب کی پناہ مانگتا ہوں جب وہ رات کی تاریکی سے پھوٹتی ہے پھر پوچھا کہ عرب کے لوگ اس معنی کو جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں۔کیا تو نے زہیر بن ابی سلمٰی کو کہتے ہوئے نہیں سنا وہ کہتا ہے

الفارج اللھم مسدولا عساکرہ کما یفرغم الظلمہ الفلق۔

ترجمہ:غم کا دور کرنے والا ان کے جمع ہونے کو پھاڑنے والا۔جیسے کہ ظلمت کے غم کو کھول دیتا ہے پیدا کرنے والا۔

۴۰۔ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم نے ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت کیا کہ الفلق سے مراد ہے پیدا کرنا۔

۴۱۔احمد والترمذی وابن جریر وابن المنذر وابن الشیخ فی العظمہ والحاکم وصححہ وابن مردویہ نے عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن چاند کی طرف دیکھا جب وہ طلوع ہوا تو فرمایا اے عائشہ! اس کے شر سے اللہ سے پناہ مانگ کیونکہ یہی غاسق اذا وقب ہے۔

۴۲۔ابن جریر وابو الشیخ وابن مردویہ نے ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول آیت ومن شر غاسق اذا وقب اور اندھیری رات کے شر سے جب وہ چھا جائے کے بارے میں فرمایا کہ اس سے مراد ہے تاریک ہونے ستارے کے شر سے پناہ مانگنا ہے۔اور وہ ستارہ ثریا ہے۔

۴۳۔ابن جریر وابو الشیخ نے ابن زید رحمہ اللہ سے آیت ومن شر غاسق اذا وقب کے بارے میں روایت کیا کہ عرب کے لوگ ثریا کے گرنے کو غاسق کہتے تھے کہ اس کے گرنے کے وقت بیماریوں اور طاعو کی کثرت ہوجاتی ہے۔اور اس کے طلوع ہونے کے وقت اٹھ جاتی ہیں۔

۴۴۔ابو الشیخ نے ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب ستارے بلند ہوجاتے ہیں تو ہر شہر سے آفات اٹھا دی جاتی ہے۔

۴۵۔ابن ابی حاتم نے ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ ''غاسق'' سے مراد ہے ثریا کا گر جانا۔اور آیت غاسق اذا وقب سے مراد ہے سورج جب غروب ہوجائے۔

۴۷۔ابن جریر وابن المنذر نے ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے آیت ومن شر غاسق اذا وقب کے بارے میں روایت کیا یعنی رات کے شر سے جب وہ آنے لگے۔

۴۸۔الطستی نے ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت کیا کہ نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے پوچھا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے اس قول آیت ومن شر غاسق اذا وقب کے بارے میں بتایئے تو فرمایا کہ غاسق سے مراد ظلمت اور تاریکی۔اور وقب سے مراد ہے اس کی انتہائی تاریکی جب کہ وہ ہر چیز میں داخل ہوجائے۔پھر پوچھا کیا عرب کے لوگ اس معنی سے واقف ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے زہیر کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا۔ظلت تجوب یداھا وھی لاھیة حتی اذا جنح الاظل والغسق

اور وقب کے بارے میں کہا وقب العذاب عیھم فکانھم لحقتھم نارا السماء فاخمدوا.
ترجمہ: ان پر عذاب چھا گیا گویا کہ آسمان کی آگ ان میں داخل ہوگئی اور وہ ٹھنڈے کر دیئے گئے۔

۴۹۔ ابن جریر وابن المنذر نے مجاہد (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ آیت غاسق اذا وقب سے مراد ہے رات جب داخل ہو جائے۔

۵۰۔ ابن المنذر نے ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت کیا کہ آیت ومن شر النفثت اور پھونکنے والیوں کے شر سے۔ یعنی جادو کرنے والیں۔

۵۱۔ ابن جریر نے ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت کیا کہ آیت النفثت فی العقد سے مراد ہے جادو کو جھاڑ پھونک سے ملانے والیاں۔

۵۲۔ ابن ابی حاتم نے ضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ النفثت سے مراد ہے جادو کرنے والے۔

۵۳۔ ابن جریر وابن ابی حاتم نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ النفثت فی العقد سے مراد ہے دھاگے کی گرہ میں پھونک مارنے والیاں۔

۵۴۔ ابن مردویہ نے ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے گرہ باندھی پھر اس میں پھونکا تو یقینی طور پر اس نے جادو کیا۔ اور جس نے جادو کیا تو یقینی طور پر اس نے شرک کیا۔

۵۵۔ الحاکم وابن مردویہ نے ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ نبی اکرم ﷺ ان کے پاس ان کی عیادت کے لیے تشریف لائے۔ اور فرمایا کیا میں تجھ کو وہ دم نہ کردوں جو دم مجھے جبریل (علیہ السلام) نے کیا تھا میں نے کہا کیوں نہیں میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں تو آپ نے اس طرح دم فرمایا آیت: بسم اللہ ارقیك واللہ یشفیك من کل داء منك اللہ کے نام کے ساتھ میں تجھ پر دم کرتا ہوں اور اللہ تجھ کو شفا دیں گے ہر اس بیماری سے جو تیرے اندر ہے۔ آیت ومن شر النفثت فی العقد۔ ومن شر حاسد اذا حسد اور اس کے ساتھ آپ نے تین مرتبہ دم فرمایا۔

۵۶۔ ابن مردویہ نے ابن عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے سر مبارک میں درد کو پایا۔ آپ نے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہ) کے پاس آنے میں دیر لگائی۔ پھر آپ ان کے پاس تشریف لائے تو عمر (رضی اللہ عنہ) نے آپ سے عرض کیا کونسی چیز جس نے آپ کو ہمارے پاس آنے سے دیر کروا دیا۔ آپ نے فرمایا۔ اپنے سر میں، میں نے درد کو پایا تو مجھ پر جبریل (علیہ السلام) نیچے اترے اور اپنے ہاتھ کو میرے سر پر رکھا اور یہ دعا پڑھی: بسم اللہ ارقیك من کل شیء یوذیك او یصیبك ومن شر کل ذی شر فعلن اور مسیر۔ اللہ کے نام سے میں دم کرتا ہوں ہر اس چیز سے جو آپ کو تکلیف دے یا آپ کو تکلیف پہنچ جائے اور ہر تکلیف دینے والی چیز کے شر سے اعلان کرنے والے یا چھپانے والے سے۔ اور جنات اور انسانوں کے شر سے۔ آیت ومن شر النفثت فی العقد ومن شر حاسد اذا حسد۔ آپ نے فرمایا پھر میں صحت یاب ہو گیا۔

۵۷۔ ابن عدی فی الکام اور بیہقی نے شعب الایمان میں حسن رحمہ اللہ سے آیت ومن شر حاسد اذا حسد کے بارے

میں روایت کیا کہ حسد وہ پہلا گناہ ہے جو آسمان میں ہوا تھا۔

۵۸۔ ابن ابی حاتم نے حسن رحمہ اللہ سے آیت ومن شر حاسد اذا حسد کے بارے میں روایت کیا کہ اس سے مراد یہودی ہیں کہ وہ لوگ اسلام سے حسد کرنے والے ہیں۔

۵۹۔ ابن المنذر نے ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے آیت ومن شر حاسد اذا حسد کے بارے میں روایت کیا کہ اس سے ابن آدم کا نفس اور اس کی نظر مراد ہے کہ میں ابن آدم کی ذات اور اس کی نظر کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔

۶۰۔ ابن جریر و ابن المنذر نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ آیت ومن شر حاسد اذا حسد سے مراد ہے کہ حاسد کی نظر اور اس کی ذات کے شر سے۔

۶۱۔ ابن مردویہ نے عبادۃ بن صامت (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جبریل (علیہ السلام) ان کے پاس تشریف لائے اور آپ تکلیف میں تھے تو انہوں نے یہ دعا پڑھ کر دم کیا بسم اللہ ارقیك من کل شیء یوذیك من حسد حاسد وکل عین اسم اللہ یشفیك۔

۶۲۔ ابن مردویہ نے جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) سے یا ابو سعید خدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ نبی اکرم ﷺ بیمار ہو گئے تو آپ کے پاس جبریل (علیہ السلام) تشریف لائے اور یہ دعا پڑھ کر دم کیا۔ بسم اللہ ارقیك من کل شیء یوذیك من کل کاھن وحساد واللہ یشفیك۔

۶۳۔ ابن مردویہ نے ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حسد سے بچو کیونکہ حسد نیکیوں کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے لکڑی کو آگ کھا جاتی ہے۔

۶۴۔ ابن مردویہ نے معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اونچے درجات لعنت کرنے والے اور احسان جتانے والے اور بخل کرنے والے اور بغاوت کرنے والے اور حسد کرنے والوں کو نہیں ملیں گے۔

دل میں کسی مسلمان کے لیے حسد نہ رکھیں

۶۵۔ بیہقی نے شعب میں انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے۔ آپ نے فرمایا اس راستہ سے ایک آدمی ابھی تمہارے پاس آئے گا جنت والوں میں سے تو انصار میں سے ایک آدمی نمودار ہوا۔ وضو کا پانی اس کی داڑھی سے ٹپک رہا تھا۔ اپنی جوتیوں کو اپنے بائیں ہاتھ میں اٹھائے ہوئے گا۔ اور اس نے آکر سلام کیا۔ جب دوسرا دن ہوا تو نبی اکرم ﷺ نے اسی طرح فرمایا تو پہلی بار کی طرح ایک آدمی نمودار ہو جب تیسرا دن ہوا تو نبی اکرم ﷺ نے پھر اسی طرح فرمایا تو وہی آدمی پہلی حالت میں نمودار ہوا جب نبی اکرم ﷺ تشریف لے گئے تو عبداللہ بن عمرو بن عاص (رضی اللہ عنہ) اس کے پیچھے لگ گئے اور کہا کہ میرا اپنے باپ کے ساتھ جھگڑا ہو گیا ہے اور میں نے قسم کھائی ہے کہ میں اس پر تین دن تک داخل نہ ہوں گا۔ اگر آپ مناسب خیال فرمائیں تو آپ مجھے اپنے پاس پناہ عطا فرمائیں یہاں تک کہ تین دن گزر جائیں جن کی میں نے قسم کھائی ہے۔ اس نے کہا ہاں میں ٹھکانہ دے دوں گا۔ انس (رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ عبداللہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے تھے کہ انہوں

نے اس کے ساتھ تین راتیں گذاریں میں نے اسے دیکھا کہ وہ فجر کی نماز کے لیے اٹھتا ہے اور جب وہ اپنے بستر پر کروٹ بدلتا ہے تو اللہ کا ذکر کرتا ہے اور اس کی بڑائی بیان کرتا ہے اور خیر کے علاوہ کوئی بات نہ کہتا جب تین راتیں گذر گئیں اور قریب تھا کہ میں اس کے عمل کو حقیر سمجھتا میں نے کہا: اے اللہ کے بندے! میرے اور میرے والد کے درمیان نہ کوئی ناراضگی ہے اور نہ کوئی اختلاف ہے لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ابھی تم پر اہل جنت میں سے ایک آدمی آئے گا اور پھر تم ہی تین مرتبہ آئے تو میں نے ارادہ کیا کہ میں تیرے پاس رہوں اور دیکھوں تیرا کیا عمل ہے۔ میں نے تجھ کو نہیں دیکھا کہ تو زیادہ عمل کرتا ہوں جب میں نے پیٹھ پھیری تو اس نے مجھے بلایا اور کہا عمل نہیں ہے مگر وہی جو تم نے دیکھ لیا ہے مگر میں اپنے دل میں کسی مسلمان کے خلاف کوئی کھوٹ یعنی کینہ کو نہیں پا اور نہ میں حسد کرتا ہوں کسی عزت اور بھلائی پر جو اللہ تعالیٰ اس کو عطا فرمائی۔ عبداللہ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا یہی وہ صفت ہے جس نے مجھے اس مقام پر پہنچا دیا۔ یہی وہ عمل ہے جس کی طاقت نہیں رکھی جاتی۔

٦٦۔ بیہقی نے انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز نور ہے اور روزہ ڈھال ہے اور صدقہ گناہوں کو اس طرح ختم کر دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔ اور حسد نیکیوں کو کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔

٦٧۔ ابن ابی شیبہ والبیہقی نے انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریب ہے کہ فقر کفر ہو جائے اور قریب ہے کہ حسد تقدیر پر غالب آ جائے۔

٦٨۔ بیہقی نے الشعب میں اصمعی رحمہ اللہ سے روایت کیا مجھ کو یہ بات پہنچی ہے کہ اللہ عزوجل فرماتے ہیں کہ حاسد میری نعمت کا دشمن ہے۔ وہی میرے فیصلے کو ناپسند کرنے والا ہے میری تقسیم پر راضی نہیں ہے۔ جو میں نے اپنے بندوں کے درمیان تقسیم کی ہے۔

٦٩۔ ابن ابی شیبہ نے انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ (تفسیر در منثور، سورۃ الناس، بیروت)

بَابُ اسْتِحْبَابِ التَّرْتِيلِ فِي الْقِرَاءَةِ

باب: قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا مستحب ہے

1464 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، حَدَّثَنِي عَاصِمُ بْنُ بَهْدَلَةَ، عَنْ زِرٍّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ: اقْرَأْ، وَارْتَقِ، وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا، فَإِنَّ مَنْزِلَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ تَقْرَؤُهَا

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"(قیامت کے دن) قرآن کے حافظ سے یہ کہا جائے گا: تم تلاوت کرو اور (جنت کے درجات) پر چڑھنا شروع کرو

1464- حديث صحيح لغيره، وهذا اسناد حسن من اجل عاصم بن ابي النجود. مسدد: هو ابن مسرهد بن مسربل الاسدي، ويحيى: هو ابن سعيد القطان، وسفيان: هو الثوري، وزر: هو ابن خبيش الاسدي. واخرجه الترمذي (3141) و (3142)، والنسائي في "الكبرى" (8002) من طرق عن سفيان الثوري، بهذا الاسناد. وقال الترمذي: هذا حديث حسن صحيح. وهو في "مسند احمد" (6799)، و "صحيح ابن حبان" (766). له شاهد صحيح من حديث ابي هريرة عند احمد (10087)، والترمذي (3136).

اور ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کرنا جس طرح تم دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کرتے تھے تمہارا مقام اس آخری آیت کے پاس ہوگا' جسے تم تلاوت کرو گے''۔

قرآن مجید کو ترتیل کے ساتھ پڑھنے کا بیان

۱۶۔فریابی نے ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے کہ آیت ورتل القراٰن ترتیلا اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرو۔ یعنی آپ دو یا تین آیتیں پڑھتے تھے۔ پھر رک جاتے تھے اور جلدی جلدی نہ پڑھتے تھے۔

قرآن کریم کو واضح اور صاف پڑھنا

۱۷۔ابن ابی شیبہ وعبد بن حمید وابن منیع فی مسندہ ومحمد بن نصر وابن المنذر وابن ابی حاتم نے ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت کیا کہ آیت ورتل القراٰن ترتیلا ۔ سے مراد ہے کہ آپ قرآن مجید کو خوب واضح انداز میں پڑھیں۔

۱۸۔احمد وابوداؤد والترمذی وصححہ والنسائی والحاکم وصححہ والبیہقی نے اپنی سنن میں عبداللہ بن عمرو (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا صاحب قرآن سے قیامت کے دن کہا جائے گا۔ پڑھتا جا اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جیسے تو دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا تھا۔ بلاشبہ تیری منزل اس آخری آیت کے پاس ہے جو تو پڑھے گا۔

۱۹۔دیلمی نے سند واہ کے ساتھ ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے مرفوعا روایت کیا کہ جب تو قرآن پڑھے تو اس کو آہستہ پڑھ اور خوب واضح انداز میں پڑھ۔ اور اس کو ردی کھجوریں کی طرح بکھیر نہ دے اور نہ تو اسے جلدی جلدی کاٹ بالوں کے کاٹنے کی طرح اور ٹھہر جاؤ اس کے عجائبات کے بیان کے وقت۔ اور اس کے ذریعہ دلوں کو حرکت دو۔ اور تم میں سے کسی کا مقصد سورۃ کے آخر تک پہنچنا نہ ہو۔

۲۰۔ابن ابی شیبہ وابن نصر اور بیہقی نے اپنی سنن میں ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ علقمہ رحمہ اللہ نے عبداللہ (رضی اللہ عنہ) کے پاس پڑھا تو انہوں نے فرمایا اس کو آہستہ آہستہ پڑھو کیونکہ وہ قرآن کو زینت دینے والا ہے۔

۲۱۔عبد بن حمید وابن المنذر نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ آیت ورتل القرآن ترتیلا اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرو۔ یعنی قرآن مجید کو خوش الحانی اور صحیح ادائیگی کے ساتھ پڑھو۔

۲۲۔عبدالرزاق وعبد بن حمید وابن نصر وابن المنذر نے قتادہ رحمہ اللہ سے آیت ورتل القراٰن ترتیلا کے بارے میں روایت کیا کہ ہم کو یہ بات پہنچی ہے کہ نبی ﷺ کی عام قراءت مد تھی۔

۲۳۔عبد بن حمید نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ آیت ورتل القرآن ترتیلا سے مراد ہے کہ قرآن مجید کو خوب واضح اور بین طریقے سے پڑھو۔

۲۴۔عبد بن حمید نے حسن رحمہ اللہ سے آیت ورتل القراٰن ترتیلا کے بارے میں روایت کیا کہ تم قرآن کو واضح قراءت کے ساتھ پڑھو۔

۲۵۔فریابی وعبد بن حمید وابن نصر والبیہقی نے شعب الایمان میں مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ آیت ورتل القرآن

ترتیلا سے مراد ہے کہ قرآن کا بعض بعض کے پیچھے پڑھو یعنی تسلسل کے ساتھ پڑھو۔

۲۶۔ عبد بن حمید نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ آیت ورتل القرآن ترتیلا کے بارے میں فرمایا کہ قرآن کی واضح تفسیر کرو۔

۲۷۔ العسکری نے المواعظ میں حضرت علی (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول آیت ورتل القرآن ترتیلا کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ قرآن مجید کو خوب واضح انداز میں پڑھو۔ اور اس کو ردی کھجوروں کی طرح نہ بکھیرو۔ اور بالوں کے کاٹنے کی طرح اسے نہ کاٹو۔ اور اس کے عجائبات پر ٹھہر جاؤ اور اس کے ذریعہ دلوں کو حرکت دو۔ اور تم میں سے کسی کا ارادہ سورت کے آخرت تک پہنچنا نہ ہو۔

۲۸۔ ابن ابی شیبہ نے ابوملیکہ رحمہ اللہ سے اور انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی بعض ازواج سے روایت کیا کہ ان سے نبی ﷺ کی قراءت کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ پھر ان سے کہا گیا کہ ہمیں اس کے بارے میں بتائیے۔ پھر انہوں نے خوب اچھی طرح ٹھہر ٹھہر کر قراءت کی۔

۲۹۔ ابن ابی شیبہ نے طاؤس رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کون سے لوگ قراءت کے لحاظ سے خوبصورت ہیں؟ فرمایا جب تو اس کو پڑھتا ہوا سنے اور یہ خیال کرے کہ وہ اللہ سے ڈرتا ہے۔

۳۰۔ ابن ابی شیبہ نے حسن (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ نبی اکرم ﷺ کے صحابہ (رضی اللہ عنہم) میں سے ایک آدمی دوسرے آدمی کے پاس سے گزرا جو ایک آیت پڑھتا اور روتا تھا۔ اور اس کو بار بار لوٹا رہا تھا۔ پھر اس نے کہا کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا آیت ورتل القرآن ترتیلا یہی ترتیل ہے۔

۳۱۔ ابن ابی شیبہ وابن الضریس نے ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) اور ابوسعید (رضی اللہ عنہ) دونوں سے روایت کیا کہ قیامت کے دن صاحب قرآن سے کہا جائے گا۔ تو پڑھتا جا اور چڑھتا جا۔ کیونکہ تیری منزل وہ ہے جہاں تو آخری آیت پڑھے گا۔

۳۲۔ ابن ابی شیبہ وابن الضریس نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ قرآن اپنے پڑھنے والے کے لیے قیامت کے دن سفارش کرے گا اور کہے گا اے میرے رب! آپ نے مجھے اس کے پیٹ میں محفوظ کیا میں نے اس کو رات میں جگایا اور میں نے اس کو بہت سی خواہشات سے روکا اور ہر عمل کرنے والے کے لیے اس کے عمل کی جزاء ہے جو اس نے کہا تو اس سے کہا جائے گا اپنے ہاتھ کو پھیلا تو اس کو رضامندی سے بھر دیا جائے گا اور اس کے بعد اس پر غصہ نہیں کیا جائے گا۔ پھر اس کو کہا جائے گا۔ پڑھتا جا اور چڑھتا جا۔ چنانچہ ہر آیت کے بدلے میں اس کا ایک درجہ بلند کیا جائے گا۔ اور ہر آیت کے بدلے میں ایک نیکی زیادہ کی جائے گی۔

۳۳۔ ابن ابی شیبہ نے ضحاک بن قیس رحمہ اللہ سے روایت کیا اے لوگو! اپنی اولاد کو اور اپنے اہل وعیال کو قرآن سکھاؤ کیونکہ جس کو مسلمانوں میں سے دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے۔ پھر اس کے پاس دو فرشتے آئیں گے اور اس کو گھیر لیں گے اور اس سے کہیں گے تو پڑھتا جا اور چڑھتا جا جنت کے درجوں میں یہاں تک کہ وہ دونوں اس کو وہاں اتاریں گے جہاں اس کا قرآن کا علم ختم ہو جائے گا۔ (تفسیر درمنثور، سورہ مزمل، بیروت)

1465 - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسًا عَنْ قِرَاءَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: كَانَ يَمُدُّ مَدًّا

⊙⊙ قتادہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ کھینچ کر (قرأت کرتے تھے)

ترتیل سے کیا مراد ہے؟

ورتل القرآن ترتیلا۔قرآن کی قرأت میں جلدی نہ کرو بلکہ ٹھہر ٹھہر کر اور معانی میں تدبر کرتے ہوئے پڑھو،ضحاک نے کہا، اسے حرف حرف کر کے پڑھو،مجاہد نے کہا،اللہ تعالیٰ کے ہاں قرأت قرآن میں لوگوں میں سے سب سے زیادہ محبوب ہے جو اسے سب سے زیادہ محبوب ہے جو اسے سب سے زیادہ سمجھ کر پڑھتا ہے ترتیل سے مراد بڑی خوبصورتی سے منظم و مرتب کرنا اس سے، ثغر رتل ورتل یعنی عین کلمہ کے کسرہ کے ساتھ اور فتحہ کے ساتھ پڑھتے ہیں جب کہ دانت خوبصورت اور نمایاں ہوں۔اس کا بیان کتاب کے مقدمہ میں گزر چکا ہے،حضرت حسن بصری نے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو ایک آیت کی تلاوت کر رہا تھا اور رو رہا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا،کیا تم نیااللہ تعالیٰ کے فرمان کو نہیں سنا،ورتل القرآن ترتیلا،یہ ترتیل ہے۔علقمہ نے ایک آدمی کو اچھی طرح قرأت کرتے ہوئے سنا تو انہوں نے کہا اس نے قران حکیم ترتیل کے ساتھ پڑھا ہے میرے ماں باپ اس پر قربان ہوں ابوبکر بن طاہر نے ان الفاظ کی یہ تعبیر بیان کی ہے اس کے خطاب کے لطائف میں غور وفکر کیجئے، نفس سے اس کے احکام بجالانے کا مطالبہ کیجئے اپنے دل سے اس کے معانی کے فہم کا مطالبہ کیجئے اور اس کی طرف توجہ کرنے کا مطالبہ کیجئے حضرت عبداللہ بن عمرو نے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا،قیامت کے روز قرآن کے قاری کو لایا جائے گا اسے جنت کے پہلے زینہ پر کھڑا کیا جائے گا اور اسے کہا جائے گا،پڑھتا جا اور اوپر چڑھتا جا اور اس طرح ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جس طرح تو دنیا میں پڑھا کرتا تھا،بے شک تیرا ٹھکانہ اس آخری آیت کے پڑھنے پر ہوگا جسکو تو پڑھے گا۔اسے ابوداود نے نقل کیا ہے کتاب کے آغاز میں اس کا ذکر ہو چکا ہے حضرت انس نے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم قرآن پڑھتے وقت اپنی آواز کو لمبا کیا کرتے تھے۔(تفسیر قرطبی،سورہ مزمل،بیروت)

1466 - حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ مَوْهَبٍ الرَّمْلِيُّ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ يَعْلَى بْنِ مَمْلَكٍ، أَنَّهُ سَأَلَ أُمَّ سَلَمَةَ، عَنْ قِرَاءَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَصَلَاتِهِ، فَقَالَتْ: وَمَا لَكُمْ وَصَلَاتَهُ؟ كَانَ يُصَلِّي وَيَنَامُ قَدْرَ مَا صَلَّى، ثُمَّ يُصَلِّي قَدْرَ مَا نَامَ، ثُمَّ يَنَامُ قَدْرَ مَا صَلَّى، حَتَّى يُصْبِحَ، وَنَعَتَتْ قِرَاءَتَهُ، فَإِذَا هِيَ تَنْعَتُ قِرَاءَتَهُ حَرْفًا حَرْفًا

⊙⊙ یعلی بن مملک بیان کرتے ہیں: انہوں نے سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں دریافت کیا' تو سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تمہارا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا کیا واسطہ؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (رات کے وقت نفل) نماز ادا بھی کرتے تھے اور جتنی دیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا کی ہوتی تھی اتنی دیر سو بھی جایا کرتے تھے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنی

دیر نماز ادا کرتے تھے جتنی دیر آپ سوئے رہے تھے پھر آپ ﷺ اتنی دیر سو جاتے تھے جتنی دیر میں آپ ﷺ نے نماز ادا کی ہوتی تھی یہاں تک کہ صبح ہو جاتی تھی' پھر سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم ﷺ کی قرأت کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ بتایا کہ نبی اکرم ﷺ کی قرأت میں ایک ایک حرف نمایاں ہوتا تھا۔

1467 - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَهُوَ عَلَى نَاقَةٍ يَقْرَأُ بِسُورَةِ الْفَتْحِ، وَهُوَ يُرَجِّعُ

❀❀ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: فتح مکہ کے دن میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر بیٹھے ہوئے تھے اور سورۂ فتح کی تلاوت کر رہے تھے آپ ﷺ الفاظ کو کھینچ کر پڑھ رہے تھے۔

قرآن کو خوش آوازی کے ساتھ سجانے کا بیان

1468 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ، عَنِ الْاَعْمَشِ، عَنْ طَلْحَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْسَجَةَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِاَصْوَاتِكُمْ

❀❀ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''اپنی آوازوں کے ذریعے قرآن کو آراستہ کرو''۔

شرح

زینت دینے سے مراد یہ ہے کہ قرآن کریم کو تجوید و ترتیل اور آواز کی نرمی و اطاعت کے ساتھ پڑھا جائے یہ بات پہلے بھی بتائی جا چکی ہے اور اب پھر جان لیجئے کہ راگ میں قران کو اس طرح پڑھنا کہ حروف یا حرکات میں کمی وزیادتی ہو حرام ہے اس طرح قرآن پڑھنے والا شخص فاسق ہوتا ہے اور سننے والا گنہگار نیز ایسے شخص کو اس طرح قرآن پڑھنے سے منع کرنا واجب ہے کیونکہ یہ ایک بہت بڑی بدعت ہے۔

1469 - حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ الطَّيَالِسِيُّ، وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، وَيَزِيْدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ مَوْهَبٍ الرَّمْلِيُّ، بِمَعْنَاهُ، اَنَّ اللَّيْثَ حَدَّثَهُمْ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ نَهِيكٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ - وَقَالَ: يَزِيْدُ، عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ - وَقَالَ قُتَيْبَةُ: هُوَ فِيْ كِتَابِيْ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ - قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ.

❀❀ ایک سند کے ساتھ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اور ایک سند کے ساتھ حضرت سعید بن ابوسعید رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت منقول ہے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''وہ ہم میں سے نہیں ہے' جو قرآن کو خوش الحانی کے ساتھ نہیں پڑھتا''۔

1470 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَهِيكٍ، عَنْ سَعْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔

1471 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْوَرْدِ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ، يَقُولُ: قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي يَزِيدَ: مَرَّ بِنَا أَبُو لُبَابَةَ فَاتَّبَعْنَاهُ حَتَّى دَخَلَ بَيْتَهُ، فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ، فَإِذَا رَجُلٌ رَثُّ الْبَيْتِ، رَثُّ الْهَيْئَةِ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ، قَالَ: فَقُلْتُ لِابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ: يَا أَبَا مُحَمَّدٍ، أَرَأَيْتَ إِذَا لَمْ يَكُنْ حَسَنَ الصَّوْتِ؟ قَالَ: يُحَسِّنُهُ مَا اسْتَطَاعَ.

عبیداللہ بن ابو یزید بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ ہمارے پاس سے گزرے ہم ان کے پیچھے چل پڑے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو گئے ہم بھی گھر کے اندر آئے' تو ہم نے دیکھا کہ وہ ایک پرانا سا گھر تھا۔ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کا اپنا حلیہ بھی سادہ سا تھا میں نے انہیں یہ بیان کرتے ہوئے سنا وہ کہتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے' جو قرآن کو خوش الحانی کے ساتھ نہیں پڑھتا''۔

راوی بیان کرتے ہیں: میں نے ابن ابوملیکہ سے کہا: اے ابومحمد! آپ کا کیا خیال ہے اگر کسی شخص کی آواز اچھی نہ ہو؟ تو انہوں نے فرمایا: وہ جس حد تک ہو سکے اپنی آواز کو آراستہ کرنے کی کوشش کرے۔

1472 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ، قَالَ: قَالَ وَكِيعٌ، وَابْنُ عُيَيْنَةَ، يَعْنِي يَسْتَغْنِي بِهِ

وکیع اور ابن عیینہ یہ کہتے ہیں: اس سے مراد یہ ہے کہ آدمی قرآن کو خوش الحانی سے پڑھے۔

1473 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مَالِكٍ، وَحَيْوَةُ، عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا أَذِنَ اللَّهُ لِشَيْءٍ، مَا أَذِنَ لِنَبِيٍّ حَسَنِ الصَّوْتِ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ، يَجْهَرُ بِهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''اللہ تعالیٰ کسی بھی چیز کو اتنی توجہ کے ساتھ نہیں سنتا جتنی توجہ سے وہ خوب صورت آواز والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت کو سنتا ہے' جو بلند آواز میں خوش الحانی سے قرآن پڑھتا ہے''۔

بَابُ التَّشْدِيدِ فِيمَنْ حَفِظَ الْقُرْآنَ ثُمَّ نَسِيَهُ

باب: جو شخص قرآن حفظ کرنے کے بعد اسے بھول جاتا ہے اس کی شدید مذمت

1474 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ عِيسَى بْنِ فَائِدٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنَ امْرِئٍ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ، ثُمَّ يَنْسَاهُ، إِلَّا لَقِيَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَجْذَمَ

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص قرآن کا علم حاصل کرنے کے بعد اسے بھول جائے جب وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قیامت کے دن حاضر ہوگا' تو وہ جذام زدہ ہوگا''۔

شرح

حنفیہ کے ہاں بھول جانے سے مراد یہ ہے کہ دیکھ کر بھی نہ پڑھ سکے جب کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں اس کے معنی یہ ہیں کہ اس نے قرآن حفظ کیا پھر اسے بھول گیا کہ حفظ نہ پڑھ سکے یا پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن پڑھنا چھوڑ دے خواہ بھولے یا نہ بھولے۔ حضرت مولانا شاہ محمد اسحق فرمایا کرتے تھے کہ اس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ استعداد والے کا بھولنا تو یہ ہے کہ یاد کئے ہوئے کو بغیر دیکھے نہ پڑھ سکے اور غیر استعداد والے کو بھولنا یہ ہے کہ دیکھ کر بھی نہ پڑھ سکے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کو سیکھنے اور یاد کرنے کے بعد بھولنا بہت گناہ ہے لہٰذا چاہئے کہ قرآن کے بارہ میں تغافل وکوتاہی کا راستہ اختیار نہ کیا جائے بلکہ قرآن کو ہمیشہ اور بہت پڑھتے رہنا چاہئے۔

بَابُ أُنْزِلَ الْقُرْآنُ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ

باب: قرآن کا سات حروف پر نازل ہونا

1475 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ، يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ عَلَى غَيْرِ مَا أَقْرَؤُهَا، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْرَأَنِيهَا، فَكِدْتُ أَنْ أَعْجَلَ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَمْهَلْتُهُ حَتَّى انْصَرَفَ، ثُمَّ لَبَّبْتُهُ بِرِدَائِهِ، فَجِئْتُ بِهِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي سَمِعْتُ هَذَا يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ عَلَى غَيْرِ مَا أَقْرَأْتَنِيهَا، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اقْرَأْ، فَقَرَأَ الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَكَذَا أُنْزِلَتْ، ثُمَّ قَالَ لِي: اقْرَأْ، فَقَرَأْتُ، فَقَالَ: هَكَذَا أُنْزِلَتْ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ، فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ.

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے ہشام بن حکیم کو سورۃ فرقان کی تلاوت کرتے ہوئے سنا جو اس طریقے سے مختلف تھی جس کے مطابق میں اس سورت کو پڑھتا تھا' اور نبی اکرم ﷺ نے خود مجھے یہ سورت پڑھنا سکھائی تھی پہلے' تو میں فوراً ان پر حملہ کرنے لگا لیکن پھر میں نے انہیں مہلت دی یہاں تک کہ جب انہوں نے نماز مکمل کر لی تو میں اپنی چادر کے ذریعے گھسیٹ کر انہیں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لے آیا۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نے اسے سورہ فرقان کی تلاوت اس طریقے سے مختلف طور پر کرتے ہوئے سنا ہے' جس طریقے کے مطابق آپ ﷺ نے مجھے یہ سورت پڑھائی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا: تم تلاوت کرو۔ اس نے تلاوت شروع کی جو اسی طرح سے تھی جس طرح میں نے اسے تلاوت کرتے ہوئے سنا تھا۔ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (یہ سورت) اسی طرح نازل ہوئی ہے' پھر نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: تم تلاوت کرو میں نے تلاوت شروع کی تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (یہ سورت) اسی طرح نازل ہوئی ہے' پھر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''بے شک یہ قرآن سات حروف پر نازل ہوا ہے' تو ان میں سے جو بھی آسانی سے (پڑھا جاسکے) اسے تلاوت کرلیا کرو''۔

شرح

اس حدیث کے معنی ومفہوم میں علماء کا بہت زیادہ اختلاف ہے چنانچہ اس کی تشریح و وضاحت کے سلسلے میں تقریباً چالیس اقوال منقول ہیں ان میں سے ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ حدیث متشابہات میں سے ہے جس کے معنی پورے بسط کے ساتھ کسی کو بھی معلوم نہیں ہیں۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اختلاف قرأت اگرچہ سات طریقوں سے زائد منقول ہے لیکن وہ تمام اختلاف سات وجہوں کی طرف راجع ہیں اور سات وجہیں یہ ہیں۔ (۱) اختلاف کی پہلی وجہ کلمہ کی ذات میں یعنی کلمہ کی کمی و زیادت کا اختلاف ہونا (۲) دوسری وجہ صیغہ جمع وواحد کے ساتھ متغیر ہونا۔ (۳) تیسری وجہ مذکر و مونث کا اختلاف (٤) چوتھی وجہ حروف کا صرفی اختلاف یعنی تخفیف و تشدید، فتح و کسرہ اور ضمہ اختلاف جیسے مَیِّت بھی پڑھا جاتا ہے اور مَیْت بھی ایسے یقنِط اور یقنَط یا یَعْرِشُ اور یَعْرُشُ وغیرہ (٥) پانچویں وجہ حرکات کا اختلاف (٦) وجہ حروف کا اختلاف جیسے لکن الشیاطین کہ بعض تو اسے نون کی تشدید کے ساتھ پڑھتے ہیں اور بعض نون کی تخفیف کے ساتھ (۷) ساتویں وجہ ادائیگی لغات کا اختلاف جیسے تفخیم اور امالہ۔

1476 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، قَالَ: قَالَ الزُّهْرِيُّ: إِنَّمَا هٰذِهِ الْأَحْرُفُ فِي الْأَمْرِ الْوَاحِدِ، لَيْسَ تَخْتَلِفُ فِي حَلَالٍ وَلَا حَرَامٍ

زہری بیان کرتے ہیں: یہ حروف ایک ہی ''حکم'' کے بارے میں ہیں' حلال یا حرام کے بارے میں ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔

1477 - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ، حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ، عَنْ

1477- اسناده صحيح. ابو الوليد الطيالسي: هو هشام بن عبد الملك، و قتادة: هو ابن دعامة السدوسي. واخرجه بنحوه مسلم (820) من طريق عبد الرحمن بن ابي ليلى، والنسائي في "الكبرى" (1014) من طريق ابن عباس، والنسائي (1015) من طريق انس، ثلاثتهم عن أبي، به. وهو في "مسند احمد" (21149) و (21152) و (21171)، و "صحيح ابن حبان" (738) و (740). وانظر ما بعده

سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ الْخُزَاعِيِّ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أُبَيُّ، إِنِّي أُقْرِئْتُ الْقُرْآنَ فَقِيلَ لِي: عَلَى حَرْفٍ، أَوْ حَرْفَيْنِ؟ فَقَالَ الْمَلَكُ الَّذِي مَعِي: قُلْ: عَلَى حَرْفَيْنِ، قُلْتُ: عَلَى حَرْفَيْنِ، فَقِيلَ لِي: عَلَى حَرْفَيْنِ، أَوْ ثَلَاثَةٍ؟ فَقَالَ الْمَلَكُ الَّذِي مَعِي: قُلْ: عَلَى ثَلَاثَةٍ، قُلْتُ: عَلَى ثَلَاثَةٍ، حَتَّى بَلَغَ سَبْعَةَ أَحْرُفٍ، ثُمَّ قَالَ: لَيْسَ مِنْهَا إِلَّا شَافٍ كَافٍ، إِنْ قُلْتَ: سَمِيعًا عَلِيمًا عَزِيزًا حَكِيمًا، مَا لَمْ تَخْتِمْ آيَةَ عَذَابٍ بِرَحْمَةٍ، أَوْ آيَةَ رَحْمَةٍ بِعَذَابٍ

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے قرآن پڑھایا گیا پھر مجھ سے کہا گیا' ایک حرف کے مطابق پڑھنا چاہیں گے یا دو حرف کے مطابق؟ تو میرے ساتھ جو فرشتہ تھا اس نے کہا: آپ یہ کہیں کہ دو حرف کے مطابق تو میں نے کہہ دیا دو حرف کے مطابق پھر مجھ سے پوچھا گیا دو حرف کے مطابق پڑھنا چاہیں گے یا تین حرف کے مطابق؟ تو میرے ساتھ جو فرشتہ تھا اس نے کہا: آپ کہیں تین کے مطابق' تو میں نے کہہ دیا تین کے مطابق' یہاں تک کہ سات حروف تک بات پہنچ گئی۔

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان میں سے ہر ایک شافی اور کافی ہے اگر تم سمیعا علیما کو عزیزا حکیما پڑھ دیتے ہو (تو کوئی حرج نہیں ہے) جب تک تم رحمت والی آیت کی جگہ عذاب والی آیت یا عذاب والی آیت کی جگہ رحمت والی آیت کو نہ بدل دو۔

1478 - حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَ أَضَاةِ بَنِي غِفَارٍ، فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: عَزَّ وَجَلَّ يَأْمُرُكَ أَنْ تُقْرِئَ أُمَّتَكَ عَلَى حَرْفٍ، قَالَ: أَسْأَلُ اللهَ مُعَافَاتَهُ وَمَغْفِرَتَهُ، أُمَّتِي لَا تُطِيقُ ذَلِكَ، ثُمَّ أَتَاهُ ثَانِيَةً فَذَكَرَ نَحْوَ هَذَا حَتَّى بَلَغَ سَبْعَةَ أَحْرُفٍ، قَالَ: إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تُقْرِئَ أُمَّتَكَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ، فَأَيُّمَا حَرْفٍ قَرَءُوا عَلَيْهِ، فَقَدْ أَصَابُوا

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بنو غفار کے پانی کے پاس موجود تھے حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے کہا: بیشک اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو ایک حرف کے مطابق تلاوت سکھائیں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ سے اس کی معافی اور مغفرت کا سوال کرتا ہوں میری امت اس کی طاقت نہیں رکھے گی پھر وہ دوسری مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اس کے بعد راوی نے اسی طرح کی حدیث نقل کی ہے' یہاں تک کہ سات حروف تک معاملہ پہنچ گیا' تو حضرت جبرائیل نے کہا: بے شک اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو سات حروف کے مطابق تلاوت سکھائیں۔ ان میں سے جس بھی حرف کے مطابق وہ تلاوت کریں گے وہ تلاوت درست ہوگی۔

قرآن کو درست پڑھنے اور سیکھنے کا بیان

یہ بات تاریخ سے ثابت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن کے جو مستند نسخے لکھوا کر مملکت کے مختلف مراکز میں

رکھوائے تھے ان کے ساتھ ایک ایک ماہر قراءت کو بھی مقرر کیا تھا تا کہ وہ ان نسخوں کو ٹھیک طریقے سے پڑھنا لوگوں کو سکھائے۔ مدینہ میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اس خدمت پر مقرر تھے۔ مکہ میں حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ کو خاص طور پر اسی کام کے لیے بھیجا گیا تھا۔ شام میں مغیرہ بن شہاب رضی اللہ عنہ، کوفہ میں ابوعبدالرحمن السلمی رضی اللہ عنہ اور بصرہ میں عامر بن عبدالقیس رضی اللہ عنہ اس منصب پر مامور کئے گئے تھے۔ ان کے علاوہ جہاں جو صحابی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست یا آپ کے بعد قراء صحابہ سے قرآن کی پوری قراءت سیکھے ہوئے تھے، ان کی طرف ہزارہا آدمی اس مقصد کے لیے رجوع کرتے تھے کہ قرآن کا صحیح تلفظ اور صحیح اعراب لفظ بلفظ ان سے سیکھیں۔

قرآن کو سات قرأتوں پر پڑھنے کا بیان

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قرآن کریم سات طرح پر نازل کیا گیا ہے ان میں سے ہر آیت ظاہر ہے اور باطن ہے، اور ہر حد کے واسطے ایک جگہ خبردار ہونے کی ہے۔

(شرح السنۃ، مشکوٰۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 227)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں مسجد میں تھا کہ ایک شخص وہاں آیا اور نماز پڑھنے لگا اس نے نماز ہی میں یا نماز کے بعد ایسی قرأت پڑھی (یعنی ایسے لہجے میں قرآن شریف پڑھا) کہ میں نے اسے درست نہیں سمجھا پھر ایک اور شخص آیا اور اس نے پہلے شخص کے خلاف طریقہ سے قرأت پڑھی جب ہم سب نماز سے فارغ ہو چکے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (مسجد ہی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی جگہ یا آپ کے حجرہ مبارک میں) حاضر ہوئے میں نے عرض کیا کہ حضرت! اس شخص نے ایسی قرأت پڑھی جسے میں نے درست نہیں سمجھا اس کے بعد یہ دوسرا شخص آیا اس نے پہلے شخص کے خلاف طریقہ سے قرأت پڑھی! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر دونوں کو اپنے سامنے قرآن پڑھنے کا حکم دیا ان دونوں نے پڑھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کی قرأت کی تحسین و توثیق کی یہ دیکھ کر میرے دل میں اس بات کی تکذیب کا وسوسہ پیدا ہو گیا ایسا وسوسہ اور شبہ جو ایام جاہلیت میں پیدا نہیں ہوا تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری یہ کیفیت دیکھی جو مجھ پر طاری تھی یعنی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ میرے دل میں تردد و شبہ پیدا ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر مارا تا کہ اس کی برکت سے وسوسہ ختم ہو جائے چنانچہ میں پسینہ پسینہ ہو گیا اور خوف کی وجہ سے میری ایسی حالت ہو گئی کہ گویا میں خدا کو دیکھ رہا ہوں اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ ابی! جب قرآن نازل ہوا تو میرے پاس حضرت جبرائیل کے ذریعہ سے یہ حکم بھیجا گیا کہ میں ایک طریقہ یعنی ایک قرأت پر یا ایک لغت پر قرآن پڑھوں میں نے بارگاہ الوہیت میں درخواست پیش کی کہ میری امت پر آسانی عطا فرمائی جائے تا کہ آسانی ہو بایں طور کہ ایک ہی قرأت میں قرآن پڑھنا مشکل ہے اس لیے کئی قرأتوں کے مطابق پڑھنے کی اجازت دے دی جائے تا کہ آسانی ہو چنانچہ دوسری مرتبہ مجھے حکم یہ دیا گیا کہ میں دو قرأتوں پر قرآن پڑھوں! میں نے پھر درخواست پیش کی کہ میری امت کو مزید آسانی عطا فرمائی جائے چنانچہ تیسری مرتبہ مجھے یہ حکم دیا گیا کہ میں قرآن کریم کو سات طریقوں سے یعنی سات لغات یا سات قرأت کے مطابق پڑھوں اور یہ بھی فرمایا کہ جتنی مرتبہ

ہم نے آپ کو حکم دیا ہے اتنی ہی مرتبہ آپ ہم سے دعا مانگئے ہم اسے قبول کریں گے چنانچہ میں نے بارگاہ الوہیت میں دو مرتبہ یہ دعا کی کہ اے اللہ میری امت میں سے کبیرہ گناہ کرنے والوں کو بخش دے اے اللہ میری امت میں سے صغیرہ گناہ کرنے والوں کو بخش دے اور تیسری دعا میں نے اس دن کے لئے رکھ چھوڑی ہے جس دن مخلوق مجھ سے سفارش و شفاعت کی خواہش کرے گی یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی مجھ سے شفاعت کی خواہش کریں گے۔ (مسلم، مشکوۃ شریف: جلد دوم: حدیث نمبر 731)

دنیا کی ہر زبان میں فصاحت و بلاغت اور لب ولہجہ کے اعتبار سے مختلف اسلوب اور مختلف لغات ہوتی ہیں۔ اسی طرح عربی زبان میں بھی سات لغات عرب میں مشہور تھیں، اس کے بارے میں فرمایا جا رہا ہے کہ قرآن کریم سات طرح یعنی سات لغات پر نازل ہوا ہے۔

معروف سات لغات عرب کا بیان

ان سات لغات کی تفصیل اس طرح ہے۔ لغت قریش، لغت طی، لغت ہوازن، لغت اہل یمن، لغت ثقیف، لغت ہذیل اور لغت بنی تمیم۔

قرآن کریم سب سے پہلے قریش کی لغت کے مطابق نازل ہوا تھا جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی لغت تھی لیکن جب تمام عرب میں اس لغت کے مطابق قرآن کا پڑھنا جانا اس لیے دشوار و مشکل ہوا کہ ہر قبیلہ اور ہر قوم کی اپنی ایک مستقل لغت اور زبان کے لب ولہجہ کا الگ الگ انداز تھا تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہ الوہیت میں درخواست پیش کی کہ اس سلسلہ میں وسعت بخشی جائے تو حکم دے دیا گیا کہ ہر آدمی قرآن کو اپنی لغت کے مطابق پڑھ سکتا ہے چنانچہ حضرت عثمان غنی کے رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک اسی طرح چلتا رہا اور لوگ اپنی اپنی لغت کے اعتبار سے قرآن پڑھتے رہے۔

لیکن جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کلام اللہ کو جمع کیا اور اس کی کتابت کرا کر اسلامی سلطنت کے ہر ہر خطہ میں اسے بھیجا تو انھوں نے اسی لغت کو مستقل قرار دیا جس پر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق صدیق رضی اللہ عنہ کے حکم اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے قرآن کو جمع کیا تھا اور وہ لغت قریش تھی، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے یہ حکم بھی فرمایا کہ تمام لغات منسوخ کر دی جائیں صرف اس ایک لغت کو باقی رکھا جائے۔ چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حکم کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ قرآن صرف ایک لغت میں جمع ہو گیا جس سے دنیا کے ہر خطہ کے لوگوں کے لیے آسانیاں ہو گئیں بلکہ اس کی وجہ سے ایک بڑے فتنہ کی جڑ بھی ختم کر دی گئی اور فتنہ یہ تھا کہ لغات کے اختلافات کی وجہ سے مسلمان آپ میں لڑنے جھگڑنے لگے تھے اور نوبت بایں جا رسد کہ اگر کوئی آدمی کسی دوسرے کو اپنی لغت کے خلاف قرآن پڑھتا دیکھتا تو یہ سمجھ کر کہ صرف میرے قبیلہ ہی کی لغت صحیح ہے اسے کافر کہہ دیا کرتا تھا، چنانچہ لغت قریش کے علاوہ جس پر قرآن نازل ہوا تھا بقیہ تمام لغات ختم کر دی گئیں اور اگر کوئی لغت باقی بھی رہی تو وہی رہی جس پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اتفاق رہا اور جو سند متصل اور تواتر کے ساتھ آخر میں قراء سبعہ تک پہنچی اس کے علاوہ لغت میں مکرر یعنی امالہ و ادغام وغیرہ کا اختلاف بھی باقی رہا جو آج تک قراء سبعہ میں موجود ہے۔

اختلاف اور قرأتوں کی سات میں تحدید کا بیان

بعض علماء یہ فرماتے ہیں کہ یہ جو فرمایا گیا ہے کہ قرآن سات طرح پر نازل ہوا ہے تو سات طرح سے مراد وہ سات قرأتیں ہیں جو قراء سبعہ پڑھتے ہیں، پھر علماء نے یہ بھی کہا ہے کہ اگرچہ قرأتیں سات سے زیادہ ہیں لیکن یہاں سات کی تحدید اس لیے کی گئی ہے کہ اختلاف کی بھی سات ہی قسمیں ہیں جن کی طرف یہ سات قرأتیں راجع ہیں۔

(۱) کلمہ کی ذات میں اختلاف یعنی کلمہ میں کمی و زیادتی ہیں۔ (۲) جمع اور مفرد کا اختلاف (۳) مذکر اور مونث کا اختلاف (۴) صرفی اختلاف یعنی تخفیف و تشدید اور فتح و کسرہ وغیرہ کا اختلاف جیسے مَیْتٌ اور مِیِّتٌ یَقنط اور یقنط (۵) اعراب کا اختلاف (۶) حروف کا اختلاف جیسے لکن الشیطین میں نون کی تشدید اور تخفیف (۷) ادائیگی لغات کا اختلاف جیسے تفخیم اور امالہ وغیرہ

چنانچہ ظاہر کا مطلع یعنی وہ مقام جس پر پہنچ کر حد اور نہایت معلوم ہوتی ہے، یہ ہے کہ عربی زبان اور اس کے اصول و قواعد سیکھے جائیں، علم صرف و نحو حاصل کیا جائے کہ قرآن کے ظاہری معنی انہیں سے متعلق ہیں، نیز ہر آیت کا شان نزول اور ناسخ و منسوخ کا علم حاصل کرے، یا اسی طرح وہ دوسری چیزیں ہیں جن پر قرآن کے ظاہری معنی کے سمجھنے کا انحصار ہے۔

قرأت قرآن کے معروف ائمہ سبعہ کا بیان

عام طور پر قرآن کو سیکھنے والوں کے علاوہ تابعین و تبع تابعین کے عہد میں ایک گروہ ایسے بزرگوں کا بھی پیدا ہو گیا جنہوں نے خصوصیت کے ساتھ قراءت قرآن میں اختصاص پیدا کیا۔ یہ لوگ ایک ایک لفظ کے تلفظ، طریق ادا اور اعراب کو معلوم کرنے کے لیے سفر کر کے ایسے اساتذہ کے پاس پہنچے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب تر نسبت تلمذ رکھتے تھے اور ہر ہر لفظ کی قراءت کے متعلق یہ نوٹ کیا کہ اسے انہوں نے کس سے سیکھا ہے اور اس کے استاد نے کس سے سیکھا تھا۔ اسی مرحلے میں یہ بات تحقیق ہوئی کہ مختلف صحابیوں رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ان کے شاگردوں کی قراءت میں کہاں کہاں اور کیا اختلافات ہیں۔ ان میں سے کون سے اختلافات شاذ ہیں، کون سے مشہور ہیں، کون سے متواتر ہیں اور ہر ایک کی سند کیا ہے۔

پہلی صدی کے دور آخر سے لے کر دوسری صدی تک اس طرح کے ماہرین قراءت کا ایک گروہ کثیر دنیائے اسلام میں موجود تھا۔ مگر ان میں خاص طور پر جن لوگوں کا کمال علم تمام اُمت میں تسلیم کیا گیا وہ حسب ذیل سات اصحاب ہیں جو قراء سبعہ کے نام سے مشہور ہیں۔

1۔ نافع بن عبد الرحمن رحمہ اللہ متوفی ۱۶۹ھ یہ اپنے وقت میں مدینہ کے رئیس القراء مانے جاتے تھے ان کا سب سے زیادہ معتبر سلسلہ تلمذ یہ تھا کہ انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پورا قرآن پڑھا۔ انہوں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

2۔ عبد اللہ بن کثیر رحمہ اللہ یہ مکہ کے امام قراءت تھے۔ ۴۵ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۲۰ھ میں وفات پائی۔ ان کے خاص استاد عبد اللہ بن سائب مخزومی رضی اللہ عنہ تھے جنہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن کے سرکاری نسخے کے ساتھ تعلیم دینے کے

لیے مکہ بھیجا تھا اور عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ وہ بزرگ تھے جنہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے پورا قرآن پڑھا تھا۔

3۔ ابوعمرو بن العلاء البصری رحمہ اللہ ۶۸ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۵۵ھ میں وفات پائی۔ حرمین اور کوفہ و بصرہ کے کثیر التعداد ائمہ قراءت سے علم حاصل کیا۔ ان کے سب سے زیادہ معتبر سلسلہ تلمذ دو تھے۔ ایک مجاہد رحمہ اللہ اور سعید بن جبیر رحمہ اللہ کا سلسلہ جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطہ سے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ تک پہنچتا تھا۔ دوسرا حسن بصری رحمہ اللہ کا سلسلہ جن کے اساتذہ ابوالعالیہ تھے اور وہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے شاگرد تھے۔

4۔ عبداللہ بن عامر رحمہ اللہ۔ یہ اہل شام میں قراءت کے امام مانے گئے۔ ۸ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۱۸ میں وفات پائی۔ بڑے بڑے صحابہ سے قراءت سیکھی تھی۔ ان کے خاص استاذ مغیرہ بن شہاب مخزومی رحمہ اللہ تھے جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے قراءت کا علم حاصل کیا تھا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں قرآن کا جو سرکاری نسخہ شام بھیجا گیا تھا اس کے ساتھ یہی مغیرہ بن شہاب رحمہ اللہ تعلیم قراءت پر مامور کر کے بھیجے گئے تھے۔

5۔ حمزہ بن حبیب الکوفی رحمہ اللہ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۵۷ھ میں وفات پائی۔ ان کا خاص سلسلۂ سند عن الاعمش، عن یحییٰ بن وثاب، عن زر بن حبیش، عن علی وعثمان وابن مسعود رضی اللہ عنہم ہے۔ اپنے وقت میں یہ کوفہ کے امام اہل قراءت مانے جاتے تھے۔

6۔ علی الکسائی رحمہ اللہ۔ یہ حمزہ کے بعد کوفہ کے امام قراءت مانے گئے۔ یہ بیک وقت نحو کے امام بھی تھے اور قراءت کے امام بھی۔ ان کی مجلس میں سینکڑوں آدمی اپنے اپنے مصاحف لے کر بیٹھ جاتے اور یہ قرآن کے ایک ایک لفظ کا صحیح تلفظ، طریق اداء اور اعراب بتاتے جاتے تھے۔ ۱۸۹ھ میں وفات پائی۔

7۔ عاصم بن ابی النجود رحمہ اللہ۔ کوفہ کے شیخ القراء، ۱۲۷ھ میں وفات پائی۔ ان کے معتبر ترین ذریعہ علم قراءت دو تھے۔ ایک زر بن حبیش رحمہ اللہ جنہوں نے حضرات علی وعثمان وعبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے قراءت کا علم حاصل کیا تھا۔ دوسرے عبداللہ بن حبیب السلمی رحمہ اللہ جنہوں نے حضرت علی، حضرت عثمان، حضرت زید بن ثابت اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے قرآن کی تعلیم حاصل کی تھی اور بعد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ کا معلم قراءت مقرر کیا تھا۔ آج قرآن کا جو نسخہ ہمارے ہاتھوں میں ہے وہ انہی عاصم بن ابی النجود رحمہ اللہ کے مشہور ترین شاگرد حفص رحمہ اللہ (۹۰ھ، ۱۸۰ھ) کی روایت کے مطابق ہے۔

بَابُ الدُّعَاءِ

باب: دعا کا بیان

1479 - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ ذَرٍّ، عَنْ يُسَيْعٍ الْحَضْرَمِيِّ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ. (قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي

اَسْتَجِبْ لَكُمْ) (غافر: ۶۰)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''دعا عبادت ہی ہے (ارشاد باری تعالیٰ ہے)

''تمہارا پروردگار فرماتا ہے تم مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا کو قبول کروں گا''۔

شرح

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ

شان نزول:

اس آیت کے شان نزول میں اختلاف ہے۔ امام ابن جریر طبری اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

حسن بصری بیان کرتے ہیں: صحابہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: ہمارے رب کہاں ہے تو یہ آیت نازل ہوئی: جب میرے بندے آپ سے میرے متعلق سوال کریں تو بتائیے کہ میں قریب ہوں۔

عطاء نے کہا: جب یہ آیت نازل ہوئی: مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا' تو صحابہ نے پوچھا: ہم کس وقت دعا کریں تو یہ آیت نازل ہوئی: جب میرے بندے آپ سے میرے متعلق سوال کریں تو بتائیے کہ میں قریب ہوں اور جب کوئی دعا کرنے والا دعا کرتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔ (جامع البیان ج ۲ ص ۹۳-۲۹ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۴۰۹ھ)

اللہ سے دعا کرنے کے متعلق احادیث کا بیان

ہمارے زمانہ میں بعض جہلا اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کے بجائے اپنی حاجتوں کا سوال پیروں فقیروں سے کرتے ہیں اور قبروں اور آستانوں پر جا کر اپنی حاجات بیان کرتے ہیں اور اولیاء اللہ کی نذر مانتے ہیں حالانکہ ہر چیز کی دعا اللہ تعالیٰ سے کرنی چاہیے اور اسی کی نذر ماننی چاہیے کیونکہ دعا اور نذر دونوں عبادت ہیں اور غیر اللہ کی عبادت جائز نہیں ہے البتہ دعا میں انبیاء کرام اور اولیاء عظام کا وسیلہ پیش کرنا چاہیے۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارا رب تبارک وتعالیٰ ہر رات کے آخری حصہ میں آسمان کی طرف نزول فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ کون مجھ سے دعا کرتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرلوں کون مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اس کو عطا کردوں اور کون مجھ سے مغفرت طلب کرتا ہے تو میں اس کی مغفرت کردوں۔

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۳۶ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دعا عبادت کا مغز ہے۔

(جامع ترمذی ص ۴۸۶ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

حضرت انس (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم اپنی ہر حاجت کا اللہ سے سوال کرو حتیٰ کہ جوتی کے تسمہ ٹوٹنے کا۔ (جامع ترمذی ص ۵۱۸ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ سے سوال نہیں کرتا اللہ اس پر غضب ناک ہوتا ہے۔ (جامع ترمذی ص ۴۸۶ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کو اس سے خوشی ہو کہ اللہ سختیوں اور مصیبتوں میں اس کی دعا قبول کرے وہ عیش و آرام میں اللہ تعالیٰ سے بہ کثرت دعا کرے۔

(جامع ترمذی ص ۴۸۷ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا' آپ نے فرمایا: اے بیٹے! میں تم کو چند کلمات کی تعلیم دیتا ہوں' تم اللہ کے حقوق کی حفاظت کرو' اللہ تمہاری حفاظت کرے گا' تم اللہ کے حقوق کی حفاظت کرو تم اللہ کی تقدیر کو اپنے سامنے پاؤ گے' جب تم سوال کرو تو اللہ سے سوال کرو اور جب تم مدد چاہو تو اللہ سے مدد چاہو۔

(جامع ترمذی ص ۳۶۱ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کے متعلق احادیث کا بیان

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

حضرت مالک بن یسار (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم اللہ سے سوال کرو تو اپنی ہتھیلیوں کے باطن سے سوال کرو اور ہتھیلیوں کی پشت سے سوال نہ کرو۔

(سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۲۰۹ مطبوعہ مطبع مجتبائی' پاکستان' لاہور ۱۴۰۵ھ)

حضرت سلمان فارسی (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہارا رب حیا والا کریم ہے' جب اس کا کوئی بندہ اس کی طرف اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتا ہے تو وہ ان کو خالی لوٹانے سے حیا فرماتا ہے۔

(سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۲۰۹ مطبوعہ مطبع مجتبائی' پاکستان' لاہور ۱۴۰۵ھ)

اس حدیث کو امام ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ (جامع ترمذی ص ۵۱۲ 'مطبوعہ کراچی)

حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) بیان کرتے ہیں کہ سوال کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھ اپنے کندھوں کے برابر اٹھاؤ اور استغفار کا طریقہ یہ ہے کہ ایک انگلی سے اشارہ کرو اور گڑگڑا کر سوال کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھ پھیلاؤ۔

(سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۲۰۹ مطبوعہ مطبع مجتبائی' پاکستان' لاہور ۱۴۰۵ھ)

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

ابومحریز (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ جب تم اللہ سے سوال کرو تو ہتھیلیوں کے باطن سے سوال کرو' ہتھیلیوں کی پشت سے سوال نہ کرو۔ (المصنف ج۱ ص۲۸٦' مطبوعہ ادارۃ القرآن' کراچی)

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

حضرت عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دعا میں ہاتھ میں بلند کرتے اور ہاتھوں کو نیچے نہ گراتے حتیٰ کے ان کو چہرے پر مل لیتے۔ (جامع ترمذی ص۴۸۸' مطبوعہ نور کارخانہ تجارت کتب' کراچی)

ہمارے زمانہ میں بعض علماء ہر دعا کے وقت ہاتھ اٹھانے کو سنت نہیں قرار دیتے اور بغیر ہاتھ اٹھا کے دعا کرنے کی تلقین کرتے ہیں' اس لیے میں نے ایسی احادیث بیان کیں جن میں دعا کرنے کا طریقہ یہ بیان کیا ہے کہ ہاتھ اٹھا کر دعا کی جائے۔

فرض نمازوں کے بعد دعا کرنے کے متعلق احادیث کا بیان

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

حضرت ابوامامہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! کس وقت کی دعا زیادہ مقبول ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا: رات کے آخری حصہ میں اور فرض نمازوں کے بعد۔ (جامع ترمذی ص۵۰۴' مطبوعہ نور کارخانہ تجارت کتب' کراچی)

حضرت سعد (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے بعد ان کلمات سے اللہ کی پناہ چاہتے تھے: اے اللہ! میں بزدلی سے تیری پناہ میں آتا ہوں' میں بخل سے تیری پناہ میں آتا ہوں' میں ارذل عمر سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور دنیا کے فتنہ اور عذاب قبر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ (جامع ترمذی ص۵۱۳' مطبوعہ نور کارخانہ تجارت کتب' کراچی)

امام نسائی روایت کرتے ہیں:

مسلم بن ابی بکرہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد ہر نماز کے بعد یہ دعا کرتے تھے: اے اللہ! میں کفر' فقر اور عذاب قبر سے تیری پناہ میں آتا ہوں' میں بھی یہ دعا کرنے لگا' میرے والد نے پوچھا: اے بیٹے! یہ دعا کہاں سے حاصل کی؟ میں نے کہا: آپ سے' انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نماز کے بعد یہ دعا کرتے تھے۔ (سنن نسائی ج۱ ص۱۳٦' مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب' کراچی)

امام ابن شیبہ روایت کرتے ہیں:

ابوبکر بن ابوموسیٰ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری (رضی اللہ عنہ) جب نماز سے فارغ ہوتے تو یہ دعا کرتے: اے اللہ! میرے گناہ کو بخش دے' میرے معاملہ کو آسان کر اور میرے رزق میں برکت دے۔

(المصنف ج۱۰ ص۲۲۹' مطبوعہ ادارۃ القرآن' کراچی' ۱۴۰٦ھ)

حضرت مغیرہ بن شعبہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سلام پھیرنے کے بعد پڑھتے تھے: ''لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر اللھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذا الجد منک الجد''۔ (المصنف ج۱۰ ص۲۳۱' مطبوعہ ادارۃ القرآن' کراچی ۱۴۰٦ھ)

حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے بعد فرماتے تھے: ''اللھم انت

السلام ومنك السلام تبارکت یاذالجلال والاکرام "(المصنف ج ۱ ص ۲۳۲ 'مطبوعہ ادارۃ القرآن' کراچی ۱۴۰۶ھ)

ابوالزبیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن الزبیر (رضی اللہ عنہ) ہر نماز کے بعد بلند آواز سے پڑھتے تھے:

"لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر' ولا حول قوۃ الا باللہ ولا نعبد الا .. لا النعمۃ ولہ الفضل ولہ الثناء الحسن' لا الہ الا اللہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکافرون" پھر حضرت ابن الزبیر نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے بعد ان کلمات کو بلند آواز سے پڑھتے تھے۔

(المصنف ج ۱ ص ۲۳۲ 'مطبوعہ ادارۃ القرآن' کراچی ۱۴۰۶ھ)

اس حدیث کو امام مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۱۸ 'مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب' کراچی ۱۳۷۵ھ)

حضرت ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز کا سلام پھیرنے کے بعد دعا کرتے: اے اللہ! میں تجھ سے علم نافع' پاک رزق اور عمل متقبول کا سوال کرتا ہوں۔ (المصنف ج ۱ ص ۲۳۴ 'مطبوعہ ادارۃ القرآن' کراچی ۱۴۰۶ھ)

اس حدیث کو امام ابن السنی نے بھی روایت کیا ہے۔ (عمل الیوم واللیلۃ ص ۳۹-۳۸ 'مطبوعہ مجلس الدائرۃ المعارف' حیدرآباد دکن)

حافظ الہیثمی نے لکھا ہے کہ اس حدیث کو امام طبرانی نے "معجم صغیر" میں روایت کیا ہے اور اس کے روای ثقہ ہیں۔

(مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۱۱ 'مطبوعہ دارالکتاب العربی' بیروت ۱۴۰۲ھ)

زاذان کہتے ہیں کہ ایک انصاری صحابی نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے بعد سو مرتبہ دعا کرتے: اے اللہ! میری مغفرت فرما' میری توبہ قبول فرما' بیشک تو بہت توبہ قبول فرمانے والا بہت بخشنے والا ہے۔

(المصنف ج ۱ ص ۲۳۵ 'مطبوعہ ادارۃ القرآن' کراچی ۱۴۰۶ھ)

حافظ الہیثمی نے لکھا ہے اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے اور یہ حدیث صحیح ہے۔

(مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۱۰-۱۱۹ 'مطبوعہ دارالکتاب العربی' بیروت ۱۴۰۲ھ)

امام نسائی روایت کرتے ہیں:

حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) کرتی ہیں کہ میرے پاس ایک یہودی عورت آئی اور کہنے لگی: پیشاب کی وجہ سے عذاب قبر ہوتا ہے' میں نے کہا: تم جھوٹ ہو' اس نے کہا: کیوں نہیں؟ ہم کھال اور کپڑے کو پیشاب کی وجہ سے کاٹ دیتے تھے' ہماری آوازیں بلند ہو رہی تھیں اس وقت رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے جا رہے تھے۔ آپ نے پوچھا کیا بات ہے؟ تو میں سارا واقعہ عرض کیا آپ نے فرمایا: وہ سچی ہے' اس دن کے بعد آپ ہر نماز کے بعد یہ دعا کرتے تھے: اے جبرائیل' میکائیل' اور اسرافیل کے رب! مجھے آگ کی گرمی اور عذاب قبر سے اپنی پناہ میں رکھ۔ (سنن کبریٰ ج ۱ ص ۴۰۰ 'مطبوعہ دارالکتب العلمیہ' بیروت ۱۴۱۱ھ)

حضرت ابوامامہ باہلی (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی کو پڑھا' اس کو جنت میں داخل ہونے سے موت کے سوا اور کوئی چیز مانع نہیں ہوگی۔

(سنن کبریٰ ج ۶ ص ۳۰ 'مطبوعہ دارالکتب العلمیہ' بیروت ۱۴۱۱ھ)

اس حدیث کو امام طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ (المعجم الکبیر ج ۸ ص ۱۱۴ مسند الشامیین ج ۲ ص ۹ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)

اس حدیث کو امام ابن السنی نے بھی روایت کیا ہے۔(عمل الیوم واللیلۃ ص ۴۳ 'مطبوعہ دائرۃ المعارف' حیدرآباد دکن' ۱۳۱۵ھ)

حافظ الہیثمی نے لکھا ہے: اس حدیث کی سند جید ہے۔(مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۰۲' مطبوعہ دار الکتاب العربی' بیروت' ۱۴۰۲ھ)

امام ابن السنی روایت کرتے ہیں:

حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز ادا کر لیتے تو اپنا دایاں ہاتھ پیشانی پر پھیرتے' پھر پڑھتے: "اشھد ان لا الہ الا الرحمن الرحیم" اس کے بعد دعا کرتے: اے اللہ! مجھ سے غم اور فکر دور کردے۔(عمل الیوم واللیلۃ ص ۴۳ 'مطبوعہ دائرۃ المعارف' حیدرآباد دکن' ۱۳۱۵ھ)

اس حدیث کو امام طبرانی نے "معجم اوسط" میں اور امام بزار نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے اور متعدد ائمہ نے اس کی توثیق کی ہے۔(مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۱۰' مطبوعہ دار الکتاب العربی' بیروت' ۱۴۰۲ھ)

حضرت ابوامامہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ میں جب بھی کسی فرض یا نفل نماز کے بعد رسول اللہ ﷺ کے قریب ہوا تو آپ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا: اے اللہ! میرے گناہوں اور خطاؤں کو بخش دے' اے اللہ! مجھے ہلاکت سے بچا' اے اللہ! مجھے نیک اعمال اور اخلاق کی ہدایت دے' تیرے سوا کوئی نیک اعمال کی ہدایت دینے والا نہیں ہے اور تیرے سوا کوئی برے اعمال سے بچانے والا نہیں ہے۔(عمل الیوم واللیلۃ ص ۴۰۔۴۱ مطبوعہ دائرۃ المعارف' حیدرآباد دکن' ۱۳۱۵ھ)

حافظ الہیثمی لکھتے ہیں: اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور یہ حدیث صحیح ہے۔
(مجمع الزوائد ص' مطبوعہ دار الکتاب العربی' بیروت' ۱۴۰۲ھ)

حضرت معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ سے ملا تو آپ نے فرمایا: اے معاذ! میں تم سے محبت کرتا ہوں تم کسی نماز کے بعد یہ دعا نہ چھوڑو: "اللھم اعنی علی ذکرك وشکرك وحسن عبادتك"۔
(عمل الیوم واللیلۃ ص ۴۱ مطبوعہ دائرۃ المعارف' حیدرآباد دکن' ۱۳۱۵ھ)

حضرت انس (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب بھی ہم کو فرض نماز پڑھائی اس کے بعد ہماری طرف کر کے یہ دعا کی: اے اللہ! میں ہر اس عمل سے تیری پناہ میں آتا ہوں جو مجھے شرمندہ کرے' میں ہر اس شخص سے تیری پناہ میں آتا ہوں جو مجھے ہلاک کرے' اور ہر اس امید سے تیری پناہ میں آتا ہوں جو مجھے غافل کردے' میں ہر اس فقر سے تیری پناہ میں آتا ہوں جو تجھے بھلادے اور ہر اس غنی سے تیری پناہ میں آتا ہے جو مجھے سرکش بنادے۔
(عمل الیوم واللیلۃ ص ۴۱۔۴۲ مطبوعہ دائرۃ المعارف' حیدرآباد دکن' ۱۳۱۵ھ)

حافظ الہیثمی نے لکھا ہے کہ اس حدیث کو امام بزار نے حضرت انس سے روایت کیا ہے اور اس کی توثیق کی گئی ہے اور اس کو امام ابویعلی نے بھی روایت کیا ہے۔(مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۱۰' مطبوعہ دار الکتاب العربی' بیروت' ۱۴۰۲ھ)

حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ فرض نماز کے بعد یہ دعا کرتے: اے اللہ! میری آخری زندگی کو خیر کردے اور میرے سب سے اچھے عمل پر میرا خاتمہ کر اور میرا سب سے اچھا دن وہ بنادے جس دن تجھ سے

(عمل الیوم واللیلۃ ص ۴۲ مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن ۱۳۱۵ھ)

اس حدیث کو امام طبرانی نے 'اوسط' میں روایت کیا ہے اور اس کا ایک راوی ضعیف ہے۔

(مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۱۰ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۰۲ھ)

حضرت عقبہ بن عامر (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول ﷺ نے حکم دیا کہ میں ہر نماز کے بعد 'معوذات' (قل اعوذ برب الفلق' اور 'قل اعوذ برب الناس'') کو پڑھا کروں۔

(عمل الیوم واللیلۃ ص ۴۲ مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن ۱۳۱۵ھ)

حضرت ابوبرزہ اسلمی (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں صبح کی نماز پڑھنے کے بعد تین بار بلند آواز سے یہ دعا فرماتے: اے اللہ! میرے دین کی اصلاح فرما جس کو تو نے میرے امر کی حفاظت بنایا ہے اے اللہ! میری دنیا کی حفاظت فرما جس کو تو نے میری معاش بنایا ہے اور تین بار یہ دعا فرماتے: اے اللہ! میری آخرت کی اصلاح فرما جس کو تو نے میرا مرجع بنایا ہے اور تین بار فرماتے: اے اللہ! میں تیری ناراضگی سے تیری رضا کی پناہ میں آتا ہوں اے اللہ! میں تجھ سے تیری پناہ میں آتا ہوں جو تو عطا کرے اس کو کوئی روکنے والا نہیں اور جس کو تو روک دے اس کا کوئی دینے والا نہیں اور تیرے مقابلہ میں کسی کی کوشش نفع نہیں دے سکتی۔ (مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۱۱ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۰۲ھ)

حافظ الہیثمی لکھتے ہیں اس حدیث طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند میں ایک ضعیف راوی ہے۔

(مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۱۱ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۰۲ھ)

حافظ الہیثمی لکھتے ہیں:

حضرت ابوایوب (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ میں نے جب بھی تمہارے نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھی تو آپ نے نماز کے بعد یہ دعا کی: اے اللہ! میری کل خطاؤں اور ذنوب کو بخش دے اے اللہ! مجھے ہلاکت سے بچا میرے ٹوٹے ہوئے کام جوڑ دے اور مجھے نیک اعمال اور اخلاق کی ہدایت دے تیرے سوا نیک اعمال کی ہدایت دینے والا اور بے اعمال سے بچانے والا کوئی نہیں ہے۔ اس حدیث کو امام طبرانی نے ''معجم صغیر'' اور ''معجم اوسط'' میں روایت کیا ہے اور اس کی سند عمدہ ہے۔

(مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۱۱ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۰۲ھ)

حضرت ابوامامہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص نماز پڑھائے اور دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی اور اس کے پیچھے نماز پڑھنے والوں کی مغفرت کر دیتا ہے اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند میں ایک ضعیف راوی ہے۔ (مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۱۱ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۰۲ھ)

فرض نمازوں کے بعد دعا کرنے کے متعلق فقہاء اسلام کی آراء کا بیان

علامہ حلبی حنفی لکھتے ہیں:

حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نماز کے بعد صرف ''اللھم انت السلام ومنک السلام

تبارکت یاذاالجلال والاکرام'' کی مقدار بیٹھتے تھے۔ اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ آپ بعینہ یہی کلمات فرماتے تھے یا بس اتنی ہی دیر بیٹھتے تھے' اس سے تحدید مراد نہیں ہے اس لیے یہ حدیث ''صحیح بخاری'' اور ''صحیح مسلم'' کی اس حدیث کے منافی نہیں ہے جس میں حضرت عبداللہ بن الزبیر سے طویل ذکر مروی ہے۔ (غنیۃ المستملی (حلبی کبیر) ص ۳۴۲' مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور' ۱۴۱۲ھ)

علامہ ابن ہمام حنفی لکھتے ہیں:

اس میں اختلاف ہے کہ فرض کے بعد متصلاً سنت پڑھنا اولیٰ ہے یا دعا اور وظائف پڑھنے کے بعد سنتیں پڑھنا اولیٰ ہے' امام حلوانی نے کہا ہے کہ فرائض اور سنتوں کے درمیان وظائف اور اوراد پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (الی قولہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بعد کم مقدار میں بھی ذکر کیا ہے اور زیادہ مقدار میں بھی' اور اس وقت سنت یہ ہے کہ اتنی مقدار میں تاخیر کے بعد سنتیں پڑھی جائیں۔ (فتح القدیر ج۱ ص ۳۸۴-۳۸۳' مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ' سکھر)

علامہ شرنبلالی حنفی لکھتے ہیں:

مستحب یہ ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد ائمہ اپنے لیے اور مسلمانوں کے لیے دعا کریں کیونکہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کس وقت دعا مقبول ہوتی ہے تو آپ نے فرمایا: آدھی رات کو اور فرض نمازوں کے بعد' اور آپ نے حضرت معاذ سے فرمایا: بہ خدا! میں تم سے محبت کرتا ہوں اور تم کو یہ وصیت کرتا ہوں کہ تم کسی نماز کے بعد یہ دعا ترک نہ کرنا: ''اللھم اعنی علی ذکرك وشکرك وحسن عبادتك''۔ (مراقی الفلاح ص ۱۸۹' مطبوعہ مطبع مصطفی البابی واولادہ مصر' ۱۳۵۶ھ)

علامہ طحطاوی حنفی لکھتے ہیں' ہر فرض نماز کے بعد تین بار اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے۔

(حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۱۸۸' مطبوعہ مطبع مصطفی البابی واولادہ مصر' ۱۳۵۶ھ)

علامہ علاؤالدین حصکفی حنفی لکھتے ہیں:

امام کے لیے مستحب ہے کہ وہ سلام پھیرنے کے بعد تین بار استغفار کرے' آیۃ الکرسی اور معوذات پڑھے اور سو تسبیحات پڑھے اور دعا کرے اور ''سبحان ربك رب العزۃ عما یصفون'' پر ختم کرے۔

(درمختار علی هامش حاشیۃ الطحطاوی ج۱ ص ۲۳۲ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

علامہ طحطاوی حنفی اس کی شرح میں لکھتے ہیں: کیونکہ فرض نمازوں کے بعد دعا مقبول ہوتی ہے۔

(حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار ج۱ ص ۲۳۲ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳۹۵ھ)

نیز علامہ حصکفی نے لکھا ہے کہ فرض نماز کے بعد متصلاً سنتیں پڑھنے یا دعا اور ذکر کے بعد سنتیں پڑھنے میں فقہاء کا اختلاف افضلیت میں ہے اور میں یہ کہتا ہوں کہ فرض کے بعد اوراد اور دعا سے منع کرنے والوں کا قول اگر اس پر محمول کیا جائے کہ فرض نمازوں کے بعد وظائف میں زیادہ دیر لگانا مکروہ تنزیہی ہے اور کم مقدار میں دعا اور وظائف پڑھنا بلا کراہت جائز ہے پھر اختلاف نہیں رہے گا۔ (درمختار علی هامش حاشیۃ الطحطاوی ج۱ ص ۲۳۲ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳۹۵ھ)

علامہ حطاب مالکی طرابلسی مغربی لکھتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ امام مقتدیوں کو بھی اپنی دعا میں شریک کرے' روایت ہے کہ جس نے ان کو نہیں شریک کیا اس نے ان سے خیانت کی' اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے کہ نماز کے بعد دعا کرنا جائز ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آدھی رات اور فرض نمازوں کے بعد دعا زیادہ مقبول ہوتی ہے' امام حاکم نے امام مسلم کی شرط کے مطابق یہ حدیث روایت کی ہے جب بھی مسلمان جمع ہوں بعض دعا کریں اور بعض آمین کہیں تو اللہ ان کی دعا کو قبول فرماتا ہے۔

(مواہب الجلیل ج۱ ص ۱۲۷۔۱۲۶' مطبوعہ مکتبہ النجاح' لیبیا)

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں:

نماز کے بعد کثرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا سنت ہے' اس سلسلہ میں بہت احادیث ہیں' اور سلام پھیرنے کے بعد آہستہ دعا کرنا مسنون ہے' الا یہ کہ کوئی شخص امام ہو اور وہ حاضرین کو دعا پر مطلع کرنے کا ارادہ کرے تو وہ بلند آواز سے دعا کرے۔

(روضۃ الطالبین ج۱ ص ۳۷۴۔۳۷۳' مطبوعہ مکتب اسلامی' بیروت' ۱۴۰۵ھ)

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

سلام پھیرنے کے بعد اللہ کا ذکر کرنا اور دعا کرنا مستحب ہے' حضرت ثوبان سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کے بعد پھر جاتے اور تین بار استغفر اللہ کہتے اور "اللھم انت السلام ومنك السلام تبارك یاذا الجلال والاکرام" پڑھتے' حضرت سعد کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد یہ دعا کرتے: اے اللہ! میں بزدلی سے تیری پناہ میں آتا ہوں' میں بخل سے تیری پناہ میں آتا ہوں' میں ارذل عمر سے تیری پناہ میں آتا ہوں' میں دنیا کے فتنہ اور عذاب قبر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔

(المغنی ج۱ ص ۲۲۷' مطبوعہ دار الفکر' بیروت' ۱۴۰۵ھ)

چونکہ بہ کثرت احادیث میں فرض نماز کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جہراً ذکر کرنا اور دعا کرنا ثابت اور مصرح ہے جیسا کہ ہم نے باحوالہ بیان کیا ہے اس لیے ہمارے نزدیک یہی راجح ہے کہ فرض نماز کے بعد مختصر ذکر کیا جائے اور دعا کی جائے اور جن فقہاء نے اس کو غیر افضل یا مکروہ تنزیہی کہا ہے ہمارے نزدیک ان کا قول صحیح نہیں ہے' ہم نے اس مسئلہ میں اس لیے طویل بحث کی ہے کہ ہمارے زمانہ میں بعض حنبلی المسلک علماء اور بعض صوفیاء فرض نماز کے بعد دعا مانگنے سے لوگوں کو منع کرتے ہیں اور ان کا یہ قول بکثرت احادیث صحیحہ کے خلاف ہے۔

(آیت) "وسارعوا الی مغفرۃ من ربکم وجنۃ عرضھا السموت والارض اعدت للمتقین"۔

(آل عمران: ۱۳۳)

ترجمہ: اور اپنے رب کی مغفرت اور اس جنت کی طرف جلدی کرو جس کی پہنائی آسمان اور زمینیں ہیں جو متقین کے لیے تیار کی گئی ہے۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ (علیہ السلام) سے بڑھ کر اللہ کی رضا کا کون طالب ہوگا انہوں نے جنت کے حصول کے لیے دعا کی:

(آیت) "واجعلنی من ورثۃ جنۃ النعیم"۔ (الشعراء: ۸۵)

ترجمہ: اور مجھے نعمت والی جنت کے وارثوں میں سے بنادے۔

نبی کریم ﷺ نے جنت کے حصول کی دعا کرنے کا حکم دیا ہے' امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

حضرت معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم اللہ سے سوال کرو تو اس سے فردوس کا سوال کرو۔ (جامع ترمذی ص ۳۶۳۔۳۶۲ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب' کراچی)

حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے تین مرتبہ اللہ سے جنت کا سوال کیا' جنت کہتی ہے: اے اللہ! اس کو جنت میں داخل کر دے اور جس نے تین بار جہنم سے پناہ طلب کی' جہنم کہتی ہے: اے اللہ! اس کو جہنم سے پناہ میں رکھ۔ (جامع ترمذی ص ۳۶۸' مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب' کراچی)

امام ابن شیبہ روایت کرتے ہیں:

حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو یہ دعا سکھائی: اے اللہ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت کی ہر اس خیر کا سوال کرتی ہوں جو تجھے معلوم ہے اور مجھے معلوم نہیں' اور میں تجھ سے ہر اس شر سے پناہ طلب کرتی ہوں جو تجھے معلوم ہے اور مجھے معلوم نہیں' اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے اس خیر کا سوال کرتی ہوں جس کا تیرے بندے اور تیرے نبی نے سوال کیا اور ہر اس شر سے تیری پناہ طلب کرتی ہو جس سے تیرے بندے اور نبی نے پناہ طلب کی' اے اللہ! میں تجھ سے جنت کا سوال کرتی ہوں اور اس قول اور عمل کا سوال کرتی ہوں جو جنت کے قریب کر دے' اے اللہ! میں تجھ سے دوزخ سے پناہ طلب کرتی ہوں اور اس قول اور عمل سے پناہ طلب کرتی ہوں جو جنت کے قریب کر دے' اے اللہ! میں تجھ سے دوزخ سے پناہ طلب کرتی ہوں اور اس قول اور عمل سے پناہ طلب کرتی ہوں جو دوزخ کے قریب کر دے' اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتی ہوں کہ تو میرے لیے جو چیز مقدر کرے تو اچھی چیز مقدر کر۔ (المصنف ج ۱۰ ص ۳۶۴' مطبوعہ ادارۃ القرآن' کراچی ۱۴۰۶ھ)

اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ (مسند احمد ج ۶ ص ۱۳۴' مطبوعہ مکتب اسلامی' بیروت' ۱۳۹۸ھ)

نیز امام احمد روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہ) نے اپنے بیٹے کو یہ دعا سکھائی:

اے اللہ! میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور اس قول یا عمل کا جو جنت کے قریب کر دے اور تجھ سے جہنم سے پناہ طلب کرتا ہوں اور اس قول یا عمل سے جو جہنم کے قریب کر دے۔ (مسند احمد ج ۱ ص ۱۷۱' ج ۱ ص ۱۸۳' مطبوعہ مکتب اسلامی' بیروت' ۱۳۹۸ھ) یہ حدیث کنز العمال میں بھی ہے' حدیث نمبر: ۵۰۷۲' ۳۸۴۷' ۳۶۱۰۔

دعا قبول ہونے کی شرائط اور آداب کا بیان

(۱) دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرے اور ہتھیلیوں کا باطنی حصہ اپنے کندھوں کے بالمقابل رکھے اور دعا کے بعد ہاتھوں کو چہرے پر پھیرے۔ (سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۲۰۹' جامع ترمذی ۴۸۸)

(۲) حافظ الہیثمی نے امام طبرانی سے روایت کیا ہے' حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: جب تم میں سے کوئی شخص دعا کرے تو پہلے اللہ کی ایسی حمد و ثناء کرے جس کا وہ اہل ہے' پھر نبی کریم ﷺ پر صلوٰۃ پڑھے' اس کے بعد سوال کرے

تو اس کی قبولیت متوقع ہے۔(مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۶۰ مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت ۱۴۰۲ھ)

(۳) حافظ الہیثمی نے امام طبرانی سے روایت کیا ہے کہ جب نبی ﷺ دعا کرتے تو پہلے اپنے لیے دعا کرتے یہ حدیث حسن ہے۔(مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۵۲ مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت ۱۴۰۲ھ)

(٤) امام ترمذی روایت کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ کسی کا ذکر کر کے اس کے لیے دعا کرتے تو پہلے اپنے لیے دعا کرتے۔(جامع ترمذی ص ۴۹۳ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

(۵) امام بخاری حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص دعا کرے تو پورے عزم سے سوال کرے یوں نہ کہے: اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے عطا کر۔

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۳۸ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

(٦) امام ترمذی حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص دعا کرتا ہے تو یا تو اللہ دعا قبول کر لیتا ہے یا اس کی مثل کوئی برائی دور کر دیتا ہے بہ شرطیکہ وہ گناہ کی دعا کرے نہ قطع رحم کی۔

(جامع ترمذی ص ۴۸۷ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

حضرت ابوسعید خدری کی روایت میں تین چیزوں کا ذکر ہے: دعا جلد قبول کرنا یا آخرت میں اجر عطا کرنا یا مصیبت ٹال دینا۔

(مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۵۱ مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت ۱۴۰۲ھ)

(۷) حافظ الہیثمی نے امام احمد سے روایت کیا ہے حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! جب تم اللہ سے دعا کرو تو قبولیت کے یقین سے دعا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی دعا قبول نہیں کرتا جو غافل دل سے دعا کرتا ہے' یہ حدیث حسن ہے۔(مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۴۸ مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت ۱۴۰۲ھ)

امام غزالی لکھتے ہیں:

(۸) قبولیت کے اوقات میں دعا کرے' مثلاً رات کے آخری حصہ میں' فرض نمازوں کے بعد' اسی طرح قبولیت کے ایام میں حتیٰ یوم عرفہ' رمضان میں' جمعہ میں۔

(۹) قبولیت کے احوال میں دعا کرے' مثلاً بارش کے وقت' حضرت انس سے روایت ہے کہ اذان اور اقامت کے درمیان دعا مسترد نہیں ہوتی۔

امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا ہے کہ بندہ کا اللہ سے سب سے زیادہ سجدہ میں ہوتا ہے تو سجدہ میں بہ کثرت دعا کیا کرو' نیز امام مسلم نے حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت کیا ہے کہ سجدہ میں دعا کی قبولیت متوقع ہے۔

(۱۰) قبلہ کی طرف منہ کر کے دعا کرے امام مسلم نے حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے میدان عرفات میں قبلہ کی طرف منہ کیا اور غروب آفتاب تک دعا کرتے رہے۔

(۱۱) بہت زیادہ گلا پھاڑ کر دعا نہ کی جائے' امام بخاری حضرت ابو موسیٰ اشعری (رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! تم کسی بہرے اور غائب سے دعا نہیں کر رہے۔

(۱۲) تصنع اور تکلف سے مسجع مقفیٰ عبارات کے ساتھ دعا نہ کرے' امام ابوداؤد حضرت عبداللہ بن مغفل (رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! عنقریب ایک قوم دعا میں حد سے تجاوز کرے گی۔

(۱۳) شوق اور خوف سے دعا کرو: (آیت) ''یدعوننا رغبا و رھبا''۔ (الانبیاء: ۹۰) وہ ہم سے رغبت اور خوف سے دعا کرتے ہیں''۔

(۱٤) گڑگڑا کر اور خشوع سے دعا کرے: (آیت) ''ادعوا ربکم تضرعا و خفیۃ''۔ (الاعراف: ۵۵) اپنے رب سے دعا کرو گڑگڑا کر اور چپکے چپکے''۔

(۱۵) تین بار دعا کرے' امام مسلم حضرت ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کرتے تو تین بار دعا کرتے اور جب سوال کرتے تو تین بار سوال کرتے۔

(۱٦) قبولیت کے لیے جلدی نہ کرے' امام بخاری اور امام مسلم حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تک جلدی نہیں کی جائے گی تمہاری دعا قبول ہوتی رہے گی' تم میں سے ایک شخص کہتا ہے: میں نے دعا کی اور میری دعا قبول نہیں ہوئی' جب تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرو تو بکثرت سوال کرو کیونکہ تم کریم سے دعا کر رہے ہو۔ (حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی دعا کی جو تقریباً تین ہزار سال بعد قبول ہوئی' حضرت آدم (علیہ السلام) کی توبہ تین سو سال بعد قبول فرمائی۔ (تفسیر خازن ج۱ ص۴۷)

(۱۷) قبولیت دعا کے لیے سب سے ضروری امر یہ ہے کہ انسان اپنے گناہوں سے توبہ کرے' لوگوں کے جو حقوق دبا رکھے ہیں وہ ان کو واپس کرے' جس پر جو ظلم کیا ہے وہ اس سے معاف کرائے' کعب احبار نے بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے زمانہ میں قحط پڑ گیا' حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نے لوگوں کے ساتھ مل کر تین بار بارش کی دعا کی لیکن بارش نہیں ہوئی' اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) پر وحی کی: تمہارے درمیان ایک چغل خور ہے' جب تک وہ درمیان سے نہیں نکلے گا تمہاری دعا قبول نہیں ہوگی' حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نے پوچھا: یا رب! وہ کون ہے؟ فرمایا میں تم کو چغلی سے منع کرتا ہوں تو میں تم سے اس کی چغلی کیسے کروں گا' پھر موسیٰ (علیہ السلام) نے سب کو توبہ کرنے کا حکم دیا' جب سب نے توبہ کر لی تو بارش ہوگئی۔ (آیت)

(احیاء علوم الدین ج۲ ص ۴۰۷ - ۴۰۳' مطبوعہ دار الخیر' بیروت' ۱٤۱۳ھ)

(۱۸) قبولیت دعا کی ایک اور شرط یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: (آیت) ''اجیب دعوۃ الداع اذا دعان' فلیستجیبوا لی''۔ (البقرۃ: ۱۸٦) دعا کرنے والا جب دعا کرتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں تو چاہیے کہ وہ بھی میرا حکم مانیں''۔ انسان بندہ اور محتاج ہو کر اللہ کی بات نہ مانے اور اس کے حکم پر عمل نہ کرے اور یہ چاہے کہ وہ معبود بے نیاز ذات اس کا کہا مان لے یہ کیسی بے انصافی ہے!

(۹) امام بیہقی نے امام طبرانی سے روایت کیا ہے کہ تین شخصوں کی دعا قبول ہوتی ہے' والد کی' مسافر کی اور مظلوم کی۔ یہ حدیث صحیح ہے نیز امام طبرانی حضرت خزیمہ بن ثابت (رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ غائب شخص کے لیے دعا کی جائے
(معجم کبیر ... مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت ۱۴۰۲ھ)

(۱۰) قبولیت دعا کی ایک شرط یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حکمت اور تقدیر کے خلاف نہ ہو۔

دعا قبول نہ ہونے کی وجوہات کا بیان

قرآن مجید میں ہے: (آیت) ''اجیب دعوۃ الداع اذا دعان''۔ (البقرہ:۱۸۶)

ترجمہ: میں دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھ سے دعا کرتا ہے۔

اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ کئی بار ہم دعا کرتے ہیں اور وہ قبول نہیں ہوتی' اس کا ایک جواب یہ ہے کہ وہ دعا' قبول کی ان شرائط اور آداب کے مطابق نہیں مانگی جاتی جن کو ہم نے تفصیل سے بیان کیا ہے' دوسرا جواب یہ ہے کہ بعض اوقات ہم جس چیز کی دعا کرتے ہیں وہ مآل کار ہمارے حق میں مضر ہوتی ہے' اللہ تعالیٰ دعا قبول نہ کر کے ہم کو اس کے ضرر سے بچا لیتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

(آیت) ''وعسی ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم' وعسی ان تحبوا شیئا وھو شر لکم واللہ یعلم وانتم لا تعلمون''۔ (البقرہ:۲۱۶)

ترجمہ: اور ہوسکتا ہے کہ کسی چیز کو تم برا سمجھو اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور وہ ہوسکتا ہے کہ تم کسی چیز کو پسند کرو اور وہ تمہارے حق میں بری ہو' اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ بعض اوقات ہماری دعا اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق نہیں ہوتی اس لیے وہ اس کو قبول نہیں فرماتا' قرآن مجید میں ہے:

(آیت) ''بل ایاہ تدعون فیکشف ماتدعون الیہ ان شآء''۔ (الانعام:۴۱)

ترجمہ: بلکہ تم اسی سے دعا کرو گے اور اگر وہ چاہے گا تو وہ اس مصیبت کو دور کر دے گا جس کے لیے تم اس سے دعا کرو گے۔

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

حضرت خباب بن ارت (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اللہ تعالیٰ سے تین چیزوں کا سوال کیا' اللہ تعالیٰ نے مجھے دو چیزیں عطا کر دیں اور ایک چیز کے سوال سے مجھے روک دیا' میں نے سوال کیا کہ میری (تمام) امت قحط سے ہلاک نہ ہو' اللہ نے مجھے یہ عطا کر دیا' میں نے سوال کیا کہ ان کا مخالف دشمن ان (سب) پر مسلط نہ ہو' اللہ نے یہ عطا کر دیا' میں نے یہ سوال کیا: میری امت آپس میں جنگ نہ کرے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سوال سے روک دیا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔
(جامع ترمذی ص ۳۱۷' مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب' کراچی)

یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب اور مستجاب ہونے کے منافی نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا مسترد نہیں کی بلکہ

آپ کو اس دعا کے کرنے سے منع فرمادیا' دوسرا جواب یہ ہے کہ اس ایک دعا کے سوا آپ کی تمام دعائیں قبول کی گئیں اور چونکہ آپ کی زندگی میں ہر عمل کے لیے حسین نمونہ ہے تو دعا قبول نہ ہونے پر صبر و ضبط کرنے کا نمونہ بھی آپ کی حیات طیبہ میں ہونا چاہیے تھے' سو اس حکمت کی وجہ سے آپ کی ایک دعا قبول نہیں کی گئی۔ اصل سوال کا چوتھا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حد سے تجاوز کرنے والے کی دعا قبول نہیں فرماتا' قرآن مجید میں ہے:

(آیت) "ادعوا ربکم تضرعا وخفیة' انه لا یحب المعتدین"۔ (الاعراف:۵۵)

ترجمہ: اپنے رب سے گڑگڑا کر اور چپکے چپکے دعا کرو' بے شک اللہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

اور جو شخص علم سے یا بغیر علم کے گناہ کبیرہ پر اصرار کرتا ہو وہ حد سے بڑھنے والا ہے' اس کی دعا کیسے قبول ہوگی!

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص لمبا سفر کرتا ہے اس کے بال بکھرے ہوئے اور غبار آلود ہوتے ہیں وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہتا ہے: یارب! یارب! اس کا کھانا پینا حرام ہو' اس کا لباس حرام ہو' اس کی غذا حرام ہو تو اس کی دعا کہاں قبول ہوگی۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۲۶ 'مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' کراچی' ۱۳۷۵ھ)

حافظ ابن عساکر روایت کرتے ہیں:

ابراہیم بن نصر کرمانی یکے از ابدال ہیں' وہ بیان کرتے ہیں کہ دس وجوہات سے لوگوں کی دعا قبول نہیں ہوتی'۔

(۱) اللہ کا اقرار کرتے ہیں اور اس کا حکم نہیں مانتے'

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں اور آپ کی سنت کی اتباع نہیں کرتے۔

(۳) قرآن مجید پڑھتے ہیں اور اس پر عمل نہیں کرتے۔

(٤) جنت کو پسند کرتے ہیں اور اس کے راستہ پر نہیں چلتے۔

(٥) جہنم کو ناپسند کرتے ہیں اور اس کے راستہ پر دھکم پیل کرتے ہیں۔

(٦) ابلیس کو اپنا دشمن کہتے ہیں اور اس کی موافقت کرتے ہیں۔

(۷) لوگوں کو دفن کرتے ہیں اور اپنی موت کو یاد نہیں کرتے۔

(۸) اپنے بھائیوں کے عیوب تلاش کرتے ہیں اور اپنے عیوب نہیں دیکھتے۔

(۹) مال جمع کرتے ہیں اور حساب کے دن کو یاد نہیں رکھتے،

(۱۰) قبریں کھودتے ہیں پھر بھی عالیشان مکان بناتے ہیں۔

(مختصر تاریخ دمشق ج ٤ ص ۱٦۹ 'مطبوعہ دار الفکر' بیروت' ۱٤۰٤ھ) (تفسیر تبیان القرآن، سورہ بقرہ، لاہور)

1480 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيٰى، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ مِخْرَاقٍ، عَنْ اَبِىْ نَعَامَةَ، عَنِ ابْنٍ لِسَعْدٍ، اَنَّهُ قَالَ: سَمِعَنِىْ اَبِىْ، وَاَنَا اَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْاَلُكَ الْجَنَّةَ، وَنَعِيمَهَا، وَبَهْجَتَهَا، وَكَذَا، وَكَذَا،

وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ، وَسَلَاسِلِهَا، وَاَغْلَالِهَا، وَكَذَا، وَكَذَا. فَقَالَ: يَا بُنَيَّ، اِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: سَيَكُوْنُ قَوْمٌ يَعْتَدُوْنَ فِي الدُّعَاءِ. فَاِيَّاكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ. اِنَّكَ اِنْ اُعْطِيتَ الْجَنَّةَ اُعْطِيتَهَا وَمَا فِيْهَا مِنَ الْخَيْرِ، وَاِنْ اُعِذْتَ مِنَ النَّارِ اُعِذْتَ مِنْهَا، وَمَا فِيْهَا مِنَ الشَّرِّ

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے بیان کرتے ہیں: میرے والد نے مجھے یہ دعا کرتے ہوئے سنا۔

''اے اللہ! میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اس کی نعمتوں کا اس کی رونقوں کا اور اس کا اور اس کا اور میں جہنم سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اس کی زنجیروں سے اور اس کے طوقوں اور اس سے اور اس سے (تیری پناہ مانگتا ہوں)''

تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے میرے بیٹے! میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''عنقریب ایسے لوگ آئیں گے جو دعا میں مبالغہ کریں گے''۔

(تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا:) تم اس بات سے بچنے کی کوشش کرو کہ تم ان میں سے ایک ہو، اگر تمہیں جنت عطا کر دی گئی تو تمہیں جنت اور اس میں موجود تمام بھلائیاں بھی مل جائیں گی اور اگر تمہیں جہنم سے بچا لیا گیا' تو تمہیں جہنم اور اس میں موجود تمام آفتوں سے بھی بچا لیا جائے گا۔

1481 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ، حَدَّثَنَا حَيْوَةُ، اَخْبَرَنِي اَبُوْ هَانِئٍ حُمَيْدُ بْنُ هَانِئٍ، اَنَّ اَبَا عَلِيٍّ عَمْرَو بْنَ مَالِكٍ، حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ فَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ، صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَدْعُوْ فِي صَلَاتِهِ لَمْ يُمَجِّدِ اللّٰهَ تَعَالٰى، وَلَمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَجِلَ هٰذَا. ثُمَّ دَعَاهُ فَقَالَ لَهُ: - اَوْ لِغَيْرِهِ - اِذَا صَلَّى اَحَدُكُمْ. فَلْيَبْدَاْ بِتَمْجِيْدِ رَبِّهِ جَلَّ وَعَزَّ، وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ، ثُمَّ يُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ثُمَّ يَدْعُوْ بَعْدُ بِمَا شَاءَ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نماز کے دوران دعا مانگتے ہوئے سنا اس نے اللہ تعالیٰ کی بزرگی بیان نہیں کی تھی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھی نہیں بھیجا تھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اس شخص نے جلد بازی کا مظاہرہ کیا ہے''۔

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو بلوایا اور اس سے فرمایا: یا اس کے علاوہ کسی اور سے فرمایا:

''جب کوئی شخص نماز ادا کرے تو اسے (دعا کے دوران) سب سے پہلے اپنے پروردگار کی بزرگی کا اعتراف کرنا چاہئے اس کی تعریف کرنی چاہئے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا چاہئے۔ پھر اس کے بعد وہ جو چاہے دعا مانگے''۔

1480- حسن من حديث عبد الله بن مغفل كما سلف برقم (96) وهذا اسناد لم يقمه زياد بن مخراق كما قال الامام احمد فيما نقله عنه الاثرم. مسدد: هو ابن مسرهد الاسدي، ويحيى: هو ابن سعيد القطان، وابو نعامة: هو قيس بن عباية الحنفي، ويقال له ايضاً ابو عباية. واخرجه الطيالسي (200)- ومن طريقه الدورقي في "مسند سعد" (91)-، وابن ابي شيبة 28810/، واحمد في "مسنده" (1483) و (1584)، وابو يعلى في "مسنده" (715)، والطبراني في "الدعاء" (55) و (56)

1482 - حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ، عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ شَيْبَانَ، عَنْ اَبِيْ نَوْفَلٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَحِبُّ الْجَوَامِعَ مِنَ الدُّعَاءِ، وَيَدَعُ مَا سِوٰى ذٰلِكَ

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جامع دعاؤں کو پسند کرتے تھے اور ان کے علاوہ (دعاؤں) کو ترک کر دیتے تھے۔

1483 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَقُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ اِنْ شِئْتَ، اللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ اِنْ شِئْتَ، لِيَعْزِمِ الْمَسْاَلَةَ، فَاِنَّهُ لَا مُكْرِهَ لَهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''کوئی شخص یہ ہرگز نہ کہے'' اے اللہ! اگر تو چاہے تو میری مغفرت کر دے اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھ پر رحم کر''۔

(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:) آدمی کو عزیمت کے ساتھ مانگنا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو کوئی مجبور کرنے والا نہیں ہے۔

1484 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ اَبِيْ عُبَيْدٍ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يُسْتَجَابُ لِاَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ، فَيَقُوْلُ: قَدْ دَعَوْتُ، فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِيْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''آدمی کی دعا اس وقت مستجاب ہوتی رہتی ہے' جب تک وہ جلد بازی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ نہیں کہتا: میں نے تو دعا کی تھی لیکن وہ قبول ہی نہیں ہوتی''۔

1485 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَيْمَنَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَعْقُوْبَ بْنِ اِسْحَاقَ، عَمَّنْ حَدَّثَهُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ، حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَسْتُرُوا الْجُدُرَ مَنْ نَظَرَ فِيْ كِتَابِ اَخِيْهِ بِغَيْرِ اِذْنِهِ، فَاِنَّمَا يَنْظُرُ فِي النَّارِ، سَلُوا اللّٰهَ بِبُطُوْنِ اَكُفِّكُمْ، وَلَا تَسْاَلُوْهُ بِظُهُوْرِهَا، فَاِذَا فَرَغْتُمْ، فَامْسَحُوْا بِهَا وُجُوْهَكُمْ.

قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ: رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ كُلُّهَا وَاهِيَةٌ، وَهٰذَا الطَّرِيْقُ اَمْثَلُهَا وَهُوَ ضَعِيْفٌ اَيْضًا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''دیواروں پر پردے نہ لٹکاؤ جو شخص اپنے بھائی کی تحریر میں اس کی اجازت کے بغیر دیکھتا ہے' تو وہ آگ کو دیکھتا ہے تم اللہ تعالیٰ سے اپنی ہتھیلیوں کے ذریعے (دعا مانگو) اور ہاتھوں کی پشتوں کے ذریعے اس سے نہ مانگو (یعنی دعا مانگتے

وقت ہتھیلیاں اوپر کی طرف ہوں) اور جب تم فارغ ہو جاؤ تو وہ ہاتھ اپنے چہرے پر پھیر لو"۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ روایت دوسرے حوالے سے محمد بن کعب سے منقول ہے تاہم اس کی تمام اسناد کمزور ہیں اور یہ سند سب سے زیادہ مثالی ہے لیکن یہ بھی کمزور ہے۔

1486 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ الْبَهْرَانِيُّ، قَالَ: قَرَأْتُهُ فِي أَصْلِ إِسْمَاعِيلَ يَعْنِي ابْنَ عَيَّاشٍ، حَدَّثَنِي ضَمْضَمٌ، عَنْ شُرَيْحٍ، حَدَّثَنَا أَبُو ظَبْيَةَ، أَنَّ أَبَا بَحْرِيَّةَ السَّكُونِيَّ، حَدَّثَهُ عَنْ مَالِكِ بْنِ يَسَارٍ السَّكُونِيِّ ثُمَّ الْعَوْفِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا سَأَلْتُمُ اللَّهَ فَاسْأَلُوهُ بِبُطُونِ أَكُفِّكُمْ، وَلَا تَسْأَلُوهُ بِظُهُورِهَا.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ: لَهُ عِنْدَنَا صُحْبَةٌ - يَعْنِي مَالِكَ بْنَ يَسَارٍ

حضرت مالک بن یسار سکونی عوفی رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"جب تم اللہ تعالیٰ سے مانگو تو اپنی ہتھیلیوں کے ذریعے مانگو اپنے ہاتھ کی پشتوں کے ذریعے نہ مانگو"۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) سلیمان بن عبدالحمید نامی راوی کہتے ہیں: ہمارے نزدیک وہ صحابی رسول ہیں ان کی مراد حضرت مالک بن یسار رضی اللہ عنہ ہیں۔

1487 - حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ، حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ نَبْهَانَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو هَكَذَا بِبَاطِنِ كَفَّيْهِ، وَظَاهِرِهِمَا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح دعا کرتے ہوئے دیکھا (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں اور ان کی پشتوں (کو اوپر کی طرف کیا تھا)۔

1488 - حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ، حَدَّثَنَا عِيسَى يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ، حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ يَعْنِي ابْنَ مَيْمُونٍ، صَاحِبَ الْأَنْمَاطِ، حَدَّثَنِي أَبُو عُثْمَانَ، عَنْ سَلْمَانَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ رَبَّكُمْ تَبَارَكَ وَتَعَالَى حَيِيٌّ كَرِيمٌ، يَسْتَحْيِي مِنْ عَبْدِهِ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَيْهِ، أَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"تمہارا پروردگار حیا والا اور مہربان ہے وہ اپنے بندے سے اس بات پر حیا کرتا ہے کہ بندہ اس کی بارگاہ میں دونوں ہاتھ بلند کرے اور وہ ان دونوں ہاتھوں کو نامراد لوٹا دے"۔

1489 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ يَعْنِي ابْنَ خَالِدٍ، حَدَّثَنِي الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْبَدِ بْنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: الْمَسْأَلَةُ أَنْ تَرْفَعَ يَدَيْكَ حَذْوَ مَنْكِبَيْكَ، أَوْ نَحْوَهُمَا، وَالِاسْتِغْفَارُ أَنْ تُشِيرَ بِأُصْبُعٍ وَاحِدَةٍ، وَالِابْتِهَالُ أَنْ تَمُدَّ يَدَيْكَ جَمِيعًا.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: مانگنے (یعنی دعا مانگنے کا طریقہ یہ ہے) کہ تم اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک یا اس کے قریب بلند کرو اور استغفار کا طریقہ یہ ہے کہ تم ایک انگلی کے ذریعے اشارہ کرو اور انکساری کا اظہار یہ ہے کہ تم اپنے دونوں ہاتھ پھیلا لو۔

1490 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنِي عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْبَدِ بْنِ عَبَّاسٍ، بِهٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَ فِيهِ: وَالِابْتِهَالُ هٰكَذَا وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَجَعَلَ ظُهُورَهُمَا مِمَّا يَلِي وَجْهَهُ.

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں:

''عاجزی کے اظہار کا طریقہ یہ ہے''۔ پھر انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کیے اور ان کی پشت کو اپنے چہرے کی طرف کرلیا''۔

1491 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى بْنِ فَارِسٍ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْبَدِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَخِيهِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَذَكَرَ نَحْوَهُ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے)

1492 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ حَفْصِ بْنِ هَاشِمِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا دَعَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ، مَسَحَ وَجْهَهُ بِيَدَيْهِ

سائب بن یزید اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا کرتے تھے تو دونوں ہاتھ بلند کر لیتے تھے اور پھر دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر پھیرتے تھے۔

1493 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيٰى، عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ رَجُلًا يَقُولُ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ أَنِّي أَشْهَدُ أَنَّكَ أَنْتَ اللّٰهُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ، وَلَمْ يُولَدْ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ، فَقَالَ: لَقَدْ سَأَلْتَ اللّٰهَ بِالِاسْمِ الَّذِي إِذَا سُئِلَ بِهِ أَعْطٰى، وَإِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ.

عبداللہ بن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا۔

''اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں (یعنی دعا مانگتا ہوں) بے شک میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی اللہ ہے تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے تو ایک اور بے نیاز ہے جس نے کسی کو جنم نہیں دیا اور نہ ہی اسے جنم دیا گیا اور نہ ہی اس کا کوئی ہمسر ہے''۔

تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم نے اللہ تعالیٰ سے اس کے اس اسم کے ذریعے مانگا ہے کہ جب اس اسم کے ذریعے مانگا جائے' تو اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے اور جب اس کے وسیلے سے دعا کی جائے' تو اللہ تعالیٰ اسے قبول کرتا ہے۔

1494 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ الرَّقِّيُّ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ، حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ بِهٰذَا الْحَدِيثِ، قَالَ فِيهِ: لَقَدْ سَأَلْتَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ بِاسْمِهِ الْأَعْظَمِ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں:

''اس شخص نے اللہ تعالیٰ سے اس کے اسم اعظم کے ذریعے مانگا ہے''۔

اسم اعظم کی تحقیق کا بیان

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن، میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ عشاء کی نماز کے لئے مسجد میں داخل ہوا تو وہاں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص نماز میں قرآن کریم پڑھ رہا ہے اور اپنی آواز بلند کر رہا ہے میں نے کہا کہ یا رسول اللہ! کیا اس شخص کو آپ ریا کار نہیں کہیں گے؟ (یعنی کیا یہ شخص منافق نہیں کہ دکھانے سنانے کے لئے اتنے زور زور سے قرآن کریم پڑھ رہا ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ بلکہ مومن جو (غفلت سے ذکر کی طرف) رجوع کر رہا ہے۔ بریدہ کہتے ہیں کہ ابوموسیٰ (یعنی وہ شخص جن کے بارہ میں اوپر ذکر ہوا کہ وہ باآواز بلند قرآن پڑھتے تھے حضرت ابوموسیٰ تھے) باآواز بلند قرآن کریم پڑھتے رہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی قراءت سنتے رہے۔

پھر ابوموسیٰ (یا تو تشہد میں نماز کے بعد دعا کے لئے بیٹھے) اور بارگاہ الٰہی میں یوں عرض رساں ہوئے اے الٰہی! میں تجھ کو گواہ بنا کر تیرے حق میں یہ اعتقاد و اقرار کرتا ہوں۔ کہ تو اللہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو ایسا یکتا و بے نیاز ہے کہ نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ اسے کسی نے جنا اور اس کا کوئی ہمسر نہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے اللہ سے اس کے نام کے ساتھ سوال کیا ایسا نام کہ جب اس کے ذریعہ سوال کیا جاتا ہے تو اللہ وہ سوال پورا کرتا ہے اور جب اس کے ذریعہ دعا مانگی جاتی ہے تو دعا قبول کرتا ہے۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو یہ بات سنی ہے اسے ابوموسیٰ تک پہنچا دوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں۔ چنانچہ میں نے ابوموسیٰ تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی پہنچایا تو انہوں نے کہا کہ آج کے دن سے تم میرے سچے بھائی ہو کہ تم نے رسول کریم کا یہ ارشاد مجھ تک پہنچایا ہے۔

(رزین، مشکوٰۃ شریف: جلد دوم: حدیث نمبر 822)۔

اسم اعظم کے تعین کے بارہ میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ چنانچہ بعض حضرات نے تو لفظ اللہ کو اسم اعظم کہا ہے۔ کچھ علماء کہتے ہیں کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم اسم اعظم ہے کچھ لوگوں نے لفظ "ہو" کو اسم اعظم کہا ہے بعض حضرات نے الحی القیوم کو بعض حضرات نے مالک الملک کو بعض حضرات نے کلمہ توحید کو اور بعض حضرات نے اللہ الذی لا الہ الا ھو رب العرش العظیم کو اسم اعظم کہا ہے۔

حضرت امام زین العابدین کے بارہ میں منقول ہے کہ انہوں نے بارگاہ رب العزت میں عرض کی کہ مجھے اسم اعظم بتائے تو

انہیں خواب میں دکھایا گیا کہ اسم اعظم لا الہ الا اللہ ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ اسم اعظم اسماء حسنی میں مخفی ہے اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ اللہم اسم اعظم ہے۔ بعض سلف سے منقول ہے کہ جس شخص نے اللہم کہا اس نے گویا اللہ سے اس کے تمام ناموں کے ذریعے (دعا مانگی اسی طرح کا قول حضرت حسن بصری سے بھی منقول ہے۔ بعض حضرات الم کو اسم اعظم قرار دیتے ہیں۔

اور بعض حضرات مثلاً امام جعفر صادق کہتے ہیں کہ جو شخص اسماء الہٰی میں سے کسی بھی اسم کے ساتھ اللہ کو اس طرح بطریق حضور استغراق یاد کرے کہ اس وقت اس کے باطن میں اس اسم کے علاوہ اور کچھ نہ ہو تو وہی اسم اعظم ہے اور اس کے ذریعہ مانگی جانے والی دعا قبول ہوتی ہے۔ حضرت ابو سلیمان درانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک شیخ کامل سے پوچھا کہ اسم اعظم کون سا ہے؟ تو انہوں نے پوچھا کیا تم اپنے دل کو جانتے ہو؟ میں نے کہا کہ ہاں! انہوں نے فرمایا کہ جب تم یہ دیکھو کہ تمہارا دل اللہ کی طرف متوجہ اور نرم یعنی ترساں ولرزاں ہو گیا ہے تو اس وقت اللہ سے اپنی حاجت مانگو یہی اسم اعظم ہے۔

منقول ہے کہ حضرت ابو الربیع سے کسی نے کہا کہ مجھے اسم اعظم کے بارہ میں بتایئے تو انہوں نے کہا کہ یہ لکھ لو اطع اللہ یعطیک ،یعنی اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرو وہ تمہاری ہر درخواست قبول کرے گا اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری ہی اسم اعظم ہے کیونکہ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مہربان ہوتا ہے اور قبول کرتا ہے۔ نیز فرمایا کہ عارف کا بسم اللہ الرحمن الرحیم کہنا کن کی طرح ہے یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ کن کہہ کر جو چاہتا ہے پیدا فرمادیتا ہے ایسے ہی بندہ کے لئے لئے بسم اللہ ہے کہ وہ جس کام کی ابتداء میں بسم اللہ کہتا ہے اس کی برکت سے وہ کام پورا ہو جاتا ہے۔

بعض محققین فرماتے ہیں کہ دعا تمام اقوال کا جامع ہے یعنی بزرگان دین نے جن جن ناموں کو اسم اعظم کہا ہے وہ سب اس دعا میں آجاتے ہیں۔ دعا (اللهم انی اسألك بان لك الحمد لا اله الا انت یا حنان یا منان یا بدیع السماوات والارض یا ذالجلال والاکرم یا خیر الوارثین یا ارحم الراحمین یا سمیع الدعاء یا الله یا ارحم الراحمین یا عالم یا سمیع یا حلیم یا مالك الملك یا مالك یا سلام یا حق یا قدیم یا قائم یا غنی یا محیط یا حکیم یا علی یا قاهر یا رحمن یا رحیم یا سریع یا کریم یا مخفی یا معطی یا مانع یا محیی یا مقسط یا حی یا قیوم یا احد یا حمد یا رب یا رب یا رب یا رب یا رب یا وهاب یا غفار یا قریب یا لا اله الا انت سبحانك انی کنت من الظالمین انت حسبی ونعم الوکیل)۔ مذکورہ بالا دعا میں جتنے اسماء ذکر کیے گئے ہیں یہ سب اسم اعظم ہیں۔

اکثر لوگ جب حد سے زیادہ پریشان ہو جاتے ہیں تب وہ اسم اعظم معلوم کرنا چاہتے ہیں تا کہ اُس اسمِ اعظم کے ذریعے سے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دُعا کریں۔ اور اُنکی تمام دُعائیں قبول ہوں اور جب ہم اسمِ اعظم کی تلاش میں مضامینِ اسم اعظم کا مطالعہ کرتے ہیں تو بیشمار اسم الٰہیہ ہمیں نظر آتے ہیں جو صحیح اسناد کیساتھ اور احادیث کا حوالہ لئے ہوتی ہیں لیکن کسی ایک اسمِ الٰہی پر علما کرام کا اجماع نظر نہیں آتا۔

اور اللہ ہی کے ہیں بہت اچھے نام تو اسے ان سے پکارو اور انہیں چھوڑ دو جو اس کے ناموں میں حق سے نکلتے ہیں وہ جلد اپنا کیا پائیں گے۔ (سورت الاعراف آیت ۱۸۰)

حدیث شریف میں ہے اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام جس کسی نے یاد کر لئے جنتی ہوا۔ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ اسمائے الٰہیہ ننانوے میں منحصر نہیں ہیں۔ حدیث کا مقصود صرف یہ ہے کہ اتنے ناموں کے یاد کرنے سے انسان جنتی ہو جاتا ہے۔

شانِ نزول: ابوجہل نے کہا تھا کہ محمد (مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کا دعویٰ تو یہ ہے کہ وہ ایک پروردگار کی عبادت کرتے ہیں پھر وہ اللہ اور رحمٰن دو کو کیوں پکارتے ہیں؟ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اس جاہل بے خرد کو بتایا گیا کہ معبود تو ایک ہی ہے نام اس کے بہت ہیں۔ (تفسیر خزائن العرفان)

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) نے یوں دُعا مانگی: اللهم انی ادعوک اللہ و ادعوک الرحمٰن وادعوک البر الرحیم و ادعوک باسمائک الحسنیٰ کلها ما علمت منها و مالم اعلم ان تغفر لی و ترحمنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین کرار شادفرمایا کہ اس میں (اسم اعظم) ہے۔۔۔ ابن ماجہ۔۔۔

ایک مرتبہ پیارے آقا علیہ السلام نے ایک شخص کو یوں کہتے سنا۔ اللهمَ اِنِي اسئلُكَ بِأَنِي اشهَدُ انك انت اللهُ لا الٰهَ الا انت الاحدُ الصمَدُ الذی لم یلد ولم یُولَد ولَم یَکُن لهُ کُفوا احد

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا خدا کی قسم تو نے اللہ تعالیٰ سے وہ اسم اعظم لے کر سوال کیا ہے کہ جب اُس سے سوال کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے اور جب اُس سے دُعا کی جاتی ہے قبول فرماتا ہے۔ (حوالہ احمد۔ ابن ابی شیبہ۔ ابوداود۔ ترمذی۔ ابن ماجہ)

بشر حافی بغداد میں شراب کی بھٹی چلایا کرتے تھے ایک مرتبہ حالت نشہ میں چلے جا رہے تھے کہ راستہ پر کاغذ کا ایک ٹکڑا پڑا دیکھا جس پر اللہ کے تین مبارک اسماءٔ (بسم اللہ الرحمن الرحیم) کی صورت میں لکھے تھے سوچا اتنے مبارک نام اور زمین پر پڑے ہیں اُٹھایا اور اپنی پگڑی میں سنبھال کر رکھ لیا گھر آنے کے بعد اُس کاغذ کو معطر کیا اور بُلند جگہ پر رکھا اور اُسی بے خودی کے حالت میں سو گئے اُس وقت کے ایک کامل ولی کو اللہ عزوجل نے خواب میں حکم فرمایا کہ بشر، کے پاس میرا یہ پیغام لیکر جاؤ کہ تُم نے ہمارے نام کو بُلند کیا ہم تیرے نام کو بُلند کر دیں گے وہ بزرگ جاگ کر حیرت زدہ تھے کہاں بشر شرابی اور کہاں پیغام ربّ لہٰذا وضو کر کے دوبارہ سو رہے اسطرح چار مرتبہ خواب آیا اور وہ بزرگ بشر حافی کے گھر پہنچے بشر حافی نے خواب سُنا اور بہت روئے اور توبہ کی، اللہ سُبحانہٗ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مُطابق بشر حافی کو وہ عزت بخشی کہ وقت کے امام حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے اور جب لوگ آپ جیسے عظیم محدث اور فقیہ کو ایک درویش کی خدمت میں حاضر ہوتا دیکھتے تو آپ سے استفسار کرتے، تب آپ فرماتے کہ بشر حافی مجھ سے زیادہ خُدا کو جاننے والے ہیں۔

1495 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْحَلَبِيُّ، حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ خَلِيفَةَ، عَنْ حَفْصٍ يَعْنِي ابْنَ اَخِي اَنَسٍ، عَنْ اَنَسٍ، اَنَّهٗ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم جَالِسًا وَرَجُلٌ يُصَلِّي، ثُمَّ دَعَا: اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْاَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْمَنَّانُ، بَدِيعُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ، يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ، يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَقَدْ دَعَا اللّٰهَ بِاسْمِهِ الْعَظِيمِ، الَّذِي اِذَا دُعِيَ بِهٖ اَجَابَ، وَاِذَا سُئِلَ بِهٖ اَعْطٰى

⊛⊛ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے ایک شخص نماز ادا کر رہا تھا پھر اس نے دعا مانگی۔

''اے اللہ! بے شک میں تجھ سے سوال کرتا ہوں (یعنی دعا کرتا ہوں) اور حمد تیرے لیے ہی مخصوص ہے تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' تو بہت زیادہ عطا کرنے والا ہے' تو آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے اے جلال اور اکرام والے اے زندہ اور ہمیشہ قائم رہنے والے''۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس شخص نے اللہ تعالیٰ سے اس کے اس عظیم اسم کے وسیلے سے دعا مانگی ہے کہ جب اس کے وسیلے سے دعا کی جائے' تو اللہ تعالیٰ اسے قبول کرتا ہے اور جب اس کے وسیلے سے مانگا جائے' تو اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے۔

1496 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ اَبِيْ زِيَادٍ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اسْمُ اللهِ الْاَعْظَمُ فِيْ هَاتَيْنِ الْاٰيَتَيْنِ (وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَاحِدٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ) (البقرة: 163)، وَفَاتِحَةِ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ: (الم اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ) (آل عمران: 2)

⊛⊛ سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ان دو آیات میں ہے۔

''اور تمہارا معبود ایک معبود ہے اس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے وہ رحمن اور رحیم ہے''۔

اور سورہ آل عمران کی ابتدائی آیات

''الم اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں وہ حی اور قیوم ہے''۔

1497 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنِ الْاَعْمَشِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ اَبِيْ ثَابِتٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: سُرِقَتْ مِلْحَفَةٌ لَهَا، فَجَعَلَتْ تَدْعُو عَلٰى مَنْ سَرَقَهَا، فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: لَا تُسَبِّخِي عَنْهُ،

قَالَ اَبُو دَاوُدَ: لَا تُسَبِّخِيْ: اَيْ لَا تُخَفِّفِيْ

⊛⊛ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ان کا ایک لحاف چوری ہو گیا انہوں نے چوری کرنے والے کے لیے دعائے ضرر کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہنا شروع کیا ''تم اس کا وزن ہلکا نہ کرو''۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) لَا تُسَبِّخِيْ کا مطلب یہ ہے کہ تم اسے ہلکا نہ کرو۔

1498 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: اسْتَاْذَنْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعُمْرَةِ، فَاَذِنَ لِيْ، وَقَالَ: لَا تَنْسَنَا يَا اُخَيَّ مِنْ دُعَائِكَ، فَقَالَ كَلِمَةً مَا يَسُرُّنِيْ اَنَّ لِيْ بِهَا الدُّنْيَا، قَالَ شُعْبَةُ، ثُمَّ لَقِيتُ

عَاصِمًا بَعْدُ بِالْمَدِينَةِ، فَحَدَّثَنِيهِ، وَقَالَ: أَشْرِكْنَا يَا أُخَيَّ فِي دُعَائِكَ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ کرنے کی اجازت مانگی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اجازت عطا کردی اور ارشاد فرمایا: اے میرے بھائی! تم ہمیں اپنی دعاؤں میں بھولنا نہیں۔

راوی (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں: یہ ایک ایسا جملہ ہے کہ مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ اس کے عوض میں مجھے پوری دنیا مل جائے۔

شعبہ کہتے ہیں: پھر اس کے بعد مدینہ منورہ میں میری ملاقات عاصم سے ہوئی تو انہوں نے مجھے یہ حدیث سنائی انہوں نے یہ الفاظ نقل کیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اے میرے بھائی! تم اپنی دعاؤں میں ہمیں بھی شریک رکھنا''۔

1499 - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، قَالَ: مَرَّ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَدْعُو بِأُصْبُعَيَّ، فَقَالَ: أَحِّدْ أَحِّدْ، وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے میں اس وقت انگلی کے اشارے کے ذریعے دعا مانگ رہا تھا۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک انگلی کے ذریعے ایک انگلی کے ذریعے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت کی انگلی کے ذریعے اشارہ کرکے (یہ فرمایا:)

بَابُ التَّسْبِيحِ بِالْحَصَى

باب: کنکریوں پر تسبیح (شمار کرنا)

1500 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرٌو، أَنَّ سَعِيدَ بْنَ أَبِي هِلَالٍ، حَدَّثَهُ، عَنْ خُزَيْمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهَا، أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى امْرَأَةٍ وَبَيْنَ يَدَيْهَا نَوًى - أَوْ حَصًى - تُسَبِّحُ بِهِ، فَقَالَ: أُخْبِرُكِ بِمَا هُوَ أَيْسَرُ عَلَيْكِ مِنْ هَذَا - أَوْ أَفْضَلُ -، فَقَالَ: سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي السَّمَاءِ، وَسُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي الْأَرْضِ، وَسُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ بَيْنَ ذَلِكَ، وَسُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ مَا هُوَ خَالِقٌ، وَاللهُ أَكْبَرُ مِثْلُ ذَلِكَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ مِثْلُ ذَلِكَ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مِثْلُ ذَلِكَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ مِثْلُ ذَلِكَ

عائشہ بنت سعد اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہ نبی

1499- اسناده صحيح، وقد اختلف على الاعمش في تسمية صحابيه، ومثل هذا الاختلاف لا يضر، لانه حيثما دار كان عن صحابي، والصحابة كلهم عدول. ابو معاوية: محمد بن خازم، والاعمش: هو سليمان بن مهران، وابو صالح: هو ذكوان الزيات. واخرجه النسائي في "الكبرى" (1197) عن محمد بن عبد الله بن المبارك، عن ابي معاوية، بهذا الاسناد.

اکرم ﷺ کے ساتھ ایک خاتون کے پاس آئے اس خاتون کے سامنے بہت سی گٹھلیاں یا کنکریاں رکھی ہوئی تھیں جن کے ذریعے وہ تسبیح پڑھ رہی تھیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں اس چیز کے بارے میں بتاتا ہوں جو تمہارے لیے اس سے زیادہ آسان ہوگی (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) اس سے زیادہ افضل ہوگی پھر نبی اکرم ﷺ نے یہ کلمات پڑھے:

''میں اللہ تعالیٰ کی ایسی پاکی بیان کرتا ہوں جو اس چیز کی تعداد کے مطابق ہو جسے اس نے آسمان میں پیدا کیا ہے اور میں اللہ تعالیٰ کی ایسی پاکی بیان کرتا ہوں جو اس تعداد کے مطابق ہو جسے اللہ تعالیٰ نے زمین میں پیدا کیا ہے اور میں اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتا ہوں جو اس تعداد کے مطابق ہو جسے اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان میں پیدا کیا ہے اور میں اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتا ہوں جو اس تعداد کے مطابق ہو جسے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے''۔

(نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:) اللہ اکبر بھی اسی طرح پڑھو الحمد للہ بھی اسی طرح پڑھو اور لا الٰہ الا اللہ بھی اسی طرح پڑھو اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ بھی اسی طرح پڑھو''۔

1501 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دَاوُدَ، عَنْ هَانِئِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ حُمَيْضَةَ بِنْتِ يَاسِرٍ، عَنْ يُسَيْرَةَ، أَخْبَرَتْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُنَّ أَنْ يُرَاعِينَ بِالتَّكْبِيرِ، وَالتَّقْدِيسِ، وَالتَّهْلِيلِ، وَأَنْ يَعْقِدْنَ بِالْأَنَامِلِ، فَإِنَّهُنَّ مَسْئُولَاتٌ، مُسْتَنْطَقَاتٌ

❀❀ سیدہ یسیرہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے خواتین کو یہ حکم دیا کہ وہ اللہ اکبر، سبحان الملک القدوس اور لا الٰہ الا اللہ اہتمام کے ساتھ پڑھا کریں اور اپنی انگلیوں پر انہیں شمار کیا کریں کیونکہ ان کو گویائی عطا کی جائے گی اور ان سے بھی حساب لیا جائے گا۔

1502 - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ، فِي آخَرِينَ، قَالُوا: حَدَّثَنَا عَثَّامٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْقِدُ التَّسْبِيحَ. قَالَ ابْنُ قُدَامَةَ: بِيَمِينِهِ

❀❀ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو تسبیح (انگلیوں پر) شمار کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

ابن قدامہ نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: دائیں ہاتھ پر (شمار کرتے ہوئے دیکھا ہے)

1503 - حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أُمَيَّةَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، مَوْلَى آلِ طَلْحَةَ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِنْدِ جُوَيْرِيَةَ، وَكَانَ اسْمُهَا بَرَّةَ، فَحَوَّلَ اسْمَهَا، فَخَرَجَ وَهِيَ فِي مُصَلَّاهَا وَرَجَعَ وَهِيَ فِي مُصَلَّاهَا، فَقَالَ: لَمْ تَزَالِي فِي مُصَلَّاكِ هٰذَا؟ قَالَتْ: نَعَمْ. قَالَ: قَدْ قُلْتُ بَعْدَكِ أَرْبَعَ كَلِمَاتٍ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، لَوْ وُزِنَتْ بِمَا قُلْتِ لَوَزَنَتْهُنَّ. سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، وَرِضَا نَفْسِهِ، وَزِنَةَ عَرْشِهِ، وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ

حضرت عبداللہ بن عباس ﷠ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ سیدہ جویریہ ﷝ کے ہاں تشریف لے گئے اس خاتون کا نام پہلے "برہ" تھا پھر آپ ﷺ نے ان کا نام تبدیل کر دیا نبی اکرم ﷺ جب گھر سے تشریف لے گئے تو وہ خاتون اس وقت اپنی جائے نماز پر موجود تھیں پھر جب نبی اکرم ﷺ گھر میں واپس تشریف لائے تو وہ خاتون اس وقت بھی جائے نماز پر موجود تھیں نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تم اس وقت سے لے کر اب تک اس جائے نماز پر موجود ہو؟ انہوں نے عرض کی: جی ہاں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے تمہارے بعد (یعنی تمہارے پاس سے رخصت ہونے کے بعد) چار کلمات تین مرتبہ پڑھے اگر ان کا وزن ان کلمات کے ذریعے کیا جائے جو تم نے پڑھے ہیں تو یہ کلمات زیادہ وزنی ہوں گے۔

"میں اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتا ہوں اور اس کی حمد بیان کرتا ہوں جو اس کی مخلوق کی تعداد جتنی ہو اس ذات کی رضا مندی جتنی ہو اس کے عرش کے وزن جتنی ہو اور اس کے کلمات کی سیاہی جتنی ہو"۔

1504 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ، حَدَّثَنِي حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ اَبِي عَائِشَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي اَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ اَبُو ذَرٍّ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، ذَهَبَ اَصْحَابُ الدُّثُورِ بِالْاُجُورِ، يُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّي، وَيَصُومُونَ كَمَا نَصُومُ، وَلَهُمْ فُضُولُ اَمْوَالٍ يَتَصَدَّقُونَ بِهَا، وَلَيْسَ لَنَا مَالٌ نَتَصَدَّقُ بِهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا اَبَا ذَرٍّ، اَلَا اُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ تُدْرِكُ بِهِنَّ مَنْ سَبَقَكَ، وَلَا يَلْحَقُكَ مَنْ خَلْفَكَ اِلَّا مَنْ اَخَذَ بِمِثْلِ عَمَلِكَ؟ قَالَ: بَلٰى، يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ: تُكَبِّرُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ، ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَتَحْمَدُهُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَتُسَبِّحُهُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَتَخْتِمُهَا بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوبُهُ، وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ

حضرت ابوہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں: حضرت ابوذر غفاری ﷛ نے عرض کی: یارسول اللہ! مال و دولت والے لوگ تو اجر و ثواب لے جائیں گے وہ اسی طرح نماز ادا کرتے ہیں جس طرح ہم نماز ادا کرتے ہیں اور وہ اسی طرح روزے رکھتے ہیں جس طرح ہم روزے رکھتے ہیں لیکن ان کے پاس اضافی مال موجود ہے جنہیں وہ صدقہ کر دیتے ہیں اور ہمارے پاس مال نہیں ہے جنہیں ہم صدقہ کریں تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابوذر! کیا میں تمہیں کچھ کلمات کی تعلیم دوں تم ان کلمات کے ذریعے اس شخص تک پہنچ جاؤ گے جو تم سے آگے جا چکا ہو اور تمہارے پیچھے والا شخص تم تک نہیں پہنچ پائے گا ماسوائے اس شخص کے جو تمہارے اس عمل کی مانند عمل کو اختیار کرے۔ حضرت ابوذر غفاری ﷛ نے عرض کی: جی ہاں یارسول اللہ ﷺ۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم ہر نماز کے بعد تینتیس مرتبہ اللہ اکبر کہو، تینتیس مرتبہ الحمد للہ پڑھو، تینتیس مرتبہ سبحان اللہ پڑھو اور اسے یہ کلمہ پڑھ کر ختم کرو۔

"اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے وہی ایک معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے بادشاہی اسی کے لیے مخصوص ہے حمد اسی کے لیے مخصوص ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے"۔

(نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:) تو اس شخص کے تمام گناہوں کی مغفرت ہو جائے گی خواہ وہ سمندر کے جھاگ جتنے ہوں۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ الرَّجُلُ إِذَا سَلَّمَ

باب: جب آدمی سلام پھیرے تو کیا پڑھنا چاہیے؟

1505 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ وَرَّادٍ، مَوْلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، أَيُّ شَيْءٍ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا سَلَّمَ مِنَ الصَّلَاةِ؟ فَأَمْلَاهَا الْمُغِيرَةُ عَلَيْهِ، وَكَتَبَ إِلَى مُعَاوِيَةَ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ

❀❀ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کا سلام پھیر دیتے تھے' تو کیا پڑھتے تھے' تو حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے (راوی کو) یہ املاء کروایا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ خط لکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ پڑھا کرتے تھے۔

''اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے وہی ایک معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں بادشاہی اسی کے لیے مخصوص ہے حمد اسی کے لیے مخصوص ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے اے اللہ! جسے تو عطا کردے اسے کوئی روکنے والا نہیں ہے اور جسے تو نہ دے اسے کوئی دینے والا نہیں ہے اور تیرے مقابلے میں کسی صاحب حیثیت کی حیثیت فائدہ نہیں دیتی''۔

1506 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسٰى، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ، عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا انْصَرَفَ مِنَ الصَّلَاةِ، يَقُوْلُ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ، وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ، أَهْلُ النِّعْمَةِ وَالْفَضْلِ وَالثَّنَاءِ الْحَسَنِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ، وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ،

❀❀ ابوزبیر بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو منبر پر یہ بیان کرتے ہوئے سنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز ختم کرتے تھے' تو یہ پڑھتے تھے۔

''اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے وہی ایک معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے بادشاہی اسی کے لیے مخصوص

1505- اسناده صحيح. مسدّد: هو ابن مسرهد الاسدي، وابو معاوية: هو محمد ابن خازم، والاعمش: هو سليمان بن مهران، ورّاد: هو الثقفي. واخرجه مسلم (593) من طريق احمد بن سنان عن ابي معاوية، بهذا الاسناد. واخرجه البخاري (6330)، ومسلم (593)، والنسائي في "الكبرى" (1266) من طريق منصور بن المعتمر عن المسيب بن رافع، به. واخرجه البخاري (844) و (7292) و (6473) و (6615)، ومسلم (593)، والنسائي (1265) و (1267) و (9880) من طرق عن وراد، به. وهو في "مسند احمد" (18183)، و "صحيح ابن حبان" (2005).

ہے حمد اسی کے لیے مخصوص ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے (ہم) دین کو اس کے لیے خالص کرتے ہوئے (یہ اعتراف کرتے ہیں) خواہ یہ بات کافروں کو ناگوار گزرے اللہ تعالیٰ نعمت، فضل اور اچھی تعریف کا اہل ہے اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے۔ ہم دین کو اس کے لیے مخصوص کرتے ہوئے (یہ اعتراف کرتے ہیں) خواہ یہ کافروں کو ناپسند ہو"۔

1507 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ يُهَلِّلُ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ فَذَكَرَ نَحْوَ هٰذَا الدُّعَاءِ، زَادَ فِيهِ: وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللَّهُ لَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَسَاقَ بَقِيَّةَ الْحَدِيثِ

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ہر نماز کے بعد لا الٰہ الا اللہ پڑھتے تھے اور اس کی مانند دعا کا راوی نے ذکر کیا ہے، جس میں یہ الفاظ زائد ہیں:

"اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے۔ ہم صرف اسی کی عبادت کرتے ہیں نعمت اسی کے لیے مخصوص ہے"۔

اس کے بعد راوی نے پوری حدیث ذکر کی ہے۔

1508 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، وَسُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ، وَهٰذَا حَدِيثُ مُسَدَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ، قَالَ: سَمِعْتُ دَاوُدَ الطُّفَاوِيَّ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو مُسْلِمٍ الْبَجَلِيُّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، قَالَ: سَمِعْتُ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: - وَقَالَ سُلَيْمَانُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي دُبُرِ صَلَاتِهِ: - اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ، أَنَا شَهِيدٌ أَنَّكَ أَنْتَ الرَّبُّ وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ، اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ أَنَا شَهِيدٌ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ، اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ، أَنَا شَهِيدٌ أَنَّ الْعِبَادَ كُلَّهُمْ إِخْوَةٌ، اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ، اجْعَلْنِي مُخْلِصًا لَكَ وَأَهْلِي فِي كُلِّ سَاعَةٍ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ اسْمَعْ وَاسْتَجِبْ، اللّٰهُ أَكْبَرُ الْأَكْبَرُ، اللّٰهُمَّ نُورَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ: رَبَّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، اللّٰهُ أَكْبَرُ الْأَكْبَرُ، حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ، اللّٰهُ أَكْبَرُ الْأَكْبَرُ

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد یہ پڑھا کرتے تھے۔

"اے اللہ! اے ہمارے پروردگار! اور ہر چیز کے پروردگار! میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں بے شک صرف ایک تو ہی پروردگار ہے تیرا کوئی شریک نہیں ہے اے اللہ! اے ہمارے پروردگار! اے ہر چیز کے پروردگار میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں اے اللہ! اے ہمارے پروردگار! اور ہر چیز کے پروردگار میں اس بات کا گواہ ہوں کہ تمام بندے آپس میں بھائی بھائی ہیں اے اللہ! اے ہمارے پروردگار! اور اے ہر چیز کے پروردگار تو مجھے اور میرے اہل خانہ کو دنیا اور آخرت کی ہر گھڑی میں اپنے لیے مخلص رکھنا اے جلال اور

اکرام والے (اس دعا کو) سن لے اور قبول کر لے اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے سب سے بڑا ہے اے اللہ! اے آسمانوں اور زمین کے نور''۔

یہاں سلیمان بن داؤد نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

''آسمانوں اور زمین کا پروردگار اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے جو سب سے بڑا ہے میرے لیے اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے اور بہترین کارساز ہے اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے اور وہ سب سے بڑا ہے''۔

1509 - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ مُعَاذٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اَبِي، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ اَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَمِّهِ الْمَاجِشُونِ بْنِ اَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي رَافِعٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَلَّمَ مِنَ الصَّلَاةِ، قَالَ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ، وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ، وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ

حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کا سلام پھیر دیتے تھے تو یہ پڑھتے تھے۔

''اے اللہ! جو میں نے پہلے کیا جو بعد میں کیا جو پوشیدہ طور پر کیا جو اعلانیہ طور پر کیا جو اسراف کیا (اور ہر وہ چیز) جس کے بارے میں تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے (ان سب چیزوں کی) مغفرت کر دے تو آگے کرنے والا ہے تو پیچھے کرنے والا ہے تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے''۔

1510 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ طُلَيْقِ بْنِ قَيْسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو: رَبِّ اَعِنِّي وَلَا تُعِنْ عَلَيَّ، وَانْصُرْنِي وَلَا تَنْصُرْ عَلَيَّ، وَامْكُرْ لِي وَلَا تَمْكُرْ عَلَيَّ، وَاهْدِنِي وَيَسِّرْ هُدَايَ اِلَيَّ، وَانْصُرْنِي عَلَى مَنْ بَغَى عَلَيَّ، اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي لَكَ شَاكِرًا، لَكَ ذَاكِرًا، لَكَ رَاهِبًا، لَكَ مِطْوَاعًا اِلَيْكَ، مُخْبِتًا، اَوْ مُنِيبًا، رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِي، وَاغْسِلْ حَوْبَتِي، وَاَجِبْ دَعْوَتِي، وَثَبِّتْ حُجَّتِي، وَاهْدِ قَلْبِي، وَسَدِّدْ لِسَانِي، وَاسْلُلْ سَخِيمَةَ قَلْبِي،

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کرتے تھے۔

''اے اللہ! میری مدد کر میرے خلاف مدد نہ کرنا میری نصرت کر میرے خلاف نصرت نہ کرنا میرے حق میں تدبیر کر میرے خلاف تدبیر نہ کرنا۔ مجھے ہدایت پر ثابت قدم رکھ اور ہدایت کو میری طرف رہنے کے لیے آسان کر دے جو شخص میرے خلاف بغاوت کرے اس کے خلاف میری مدد کر۔ اے اللہ! مجھے اپنا شکر کرنے والا اپنا ذکر کرنے والا اپنے سے ڈرنے والا اپنا فرمانبردار اپنی طرف رجوع کرنے والا (یہاں ایک لفظ کے بارے میں راوی کو شک ہے) بنا دے اے میرے پروردگار تو میری توبہ کو قبول کر لے میرے گناہوں کو دھو دے میری دعا کو قبول کر لے میری حجت

کو ثابت کر دے میرے دل کو ہدایت پر ثابت قدم رکھ۔ میری زبان کو سیدھا رکھ اور میرے دل کے میل کو صاف کر دے''۔

1511 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ مُرَّةَ، بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ، قَالَ: وَيَسِّرِ الْهُدَى إِلَيَّ، وَلَمْ يَقُلْ: هُدَايَ

⊛⊛ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ انہی الفاظ میں منقول ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں:

''ہدایت کو میری طرف آنے کے لیے آسان کر دے'' یہاں پر راوی نے ''میری ہدایت'' کے الفاظ استعمال نہیں کیے۔

1512 - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ، وَخَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ عَبْدِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَلَّمَ، قَالَ: اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ، وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ،

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعَ سُفْيَانُ مِنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، قَالُوا: ثَمَانِيَةَ عَشَرَ حَدِيثًا.

⊛⊛ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سلام پھیرتے تھے' تو یہ پڑھتے تھے۔

''اے اللہ! تو سلامتی عطا کرنے والا ہے سلامتی تجھ سے ہی حاصل ہو سکتی ہے' تو برکت والا ہے اے جلال اور اکرام والے''۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) سفیان نے عمرو بن مرہ سے سماع کیا ہے۔ محدثین یہ کہتے ہیں: اس نے اٹھارہ حدیث کا سماع کیا ہے۔

1513 - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا عِيسَى، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ أَبِي عَمَّارٍ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ، عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنْصَرِفَ مِنْ صَلَاتِهِ اسْتَغْفَرَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ فَذَكَرَ مَعْنَى حَدِيثِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا

⊛⊛ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں وہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز ختم کرتے تھے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین مرتبہ استغفار پڑھتے تھے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ پڑھتے تھے:

''اے اللہ!''

اس کے بعد راوی نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول روایت کی مانند الفاظ نقل کیے ہیں:

1512- اسناده صحيح. عاصم الاحول: هو عاصم بن سليمان البصري، وخالد الحذاء: هو خالد بن مهران. واخرجه مسلم (592)، وابن ماجه (924)، والترمذي (298) و (299)، والنسائي في "الكبرى" (1262) و (7670) و (9843-9845) من طرق عن عاصم، بهذا الاسناد. وهو في "مسند احمد" (24338)، و"صحيح ابن حبان" (2000).

بَابٌ فِي الِاسْتِغْفَارِ

باب: استغفار کا بیان

1514 - حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيدَ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ وَاقِدٍ الْعُمَرِيُّ، عَنْ أَبِي نُصَيْرَةَ، عَنْ مَوْلًى لِأَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا أَصَرَّ مَنِ اسْتَغْفَرَ، وَإِنْ عَادَ فِي الْيَوْمِ سَبْعِينَ مَرَّةً

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''استغفار کو اختیار کرنے والا شخص (گناہوں پر) اصرار کرنے والا شمار نہیں ہوتا خواہ وہ ایک ہی دن میں ستر مرتبہ اس کا اعادہ کرے''۔

1515 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، وَمُسَدَّدٌ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنِ الْأَغَرِّ الْمُزَنِيِّ - قَالَ مُسَدَّدٌ فِي حَدِيثِهِ: وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ - قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّهُ لَيُغَانُ عَلَى قَلْبِي، وَإِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ فِي كُلِّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ

حضرت اغر مزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''بعض اوقات میرے دل پر ایک خاص کیفیت طاری ہوتی ہے اور میں روزانہ اللہ تعالیٰ سے ایک سو مرتبہ مغفرت طلب کرتا ہوں''۔

استغفار کے بیس فوائد کا بیان

علامہ ابن جوزی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔''شیطان کہتا ہے میں نے اولاد آدم کو گناہوں سے ہلاک کیا اور انہوں نے مجھے ''استغفار'' اور ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' سے ہلاک کیا۔

میرے عزیز بھائیو! کثرت استغفار میں شیطان ملعون کی ہلاکت ہے حسن بصری فرماتے ہیں استغفار کی کثرت کرو اپنے گھروں میں، اپنے دستر خوانوں پر اور اپنے راستوں میں اور اپنی مجلسوں میں کیا معلوم کہ کس وقت مغفرت نازل ہو جائے؟

استغفار کے بے شمار فوائد ہیں مثلاً

۱ یہ اللہ تعالیٰ کا تاکیدی حکم ہے

۲ یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا پیارا عمل ہے

۳ یہ گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ ہے

٤ اس سے جنت ملتی ہے

٥ یہ دل کی سیاہی کو دور کرتا ہے

٦ اس سے قلبی سکون اور اطمینان نصیب ہوتا ہے
٧ اس سے اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے
٨ یہ قبر کا بہترین پڑوسی ہے
٩ اس سے ہر طرح کی روحانی اور جسمانی قوت ملتی ہے
١٠ یہ رزق حلال میں بے پناہ وسعت کا ذریعہ ہے
١١ یہ نفس کو غم، پریشانی، مایوسی، شہوت، وساوس اور میل کچیل سے پاک کرتا ہے
١٢ یہ صالح اولاد کا ذریعہ ہے
١٣ یہ ہر بیماری کا علاج ہے
١٤ اس سے انسان کو دنیا کی بہترین زندگی نصیب ہوتی ہے
١٥ یہ مقبول اعمال کی حفاظت ہے
١٦ اس سے بلائیں، مصیبتیں دور ہوتی ہیں
١٧ اس کی برکت سے انسان کو اپنا اصل مقام اور فضیلت نصیب ہوتی ہے
١٨ اس سے مفید بارشیں برستی ہیں
١٩ اس سے شرح صدر ہوتا ہے
٢٠ سب سے اہم فضیلت کہ یہ بندے کا تعلق اللہ پاک کیساتھ ٹھیک کرتا ہے

أَسْتَغْفِرُ اللهَ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ

میرے بھائیو! آج کسی وقت کسی مسجد یا خالی جگہ کی طرف نکل جاؤ راستے میں روتے جاؤ اور کہتے جاؤ اے میرے محبوب رب میں معافی مانگنے آ رہا ہوں توبہ کرنے آ رہا ہوں پھر وہاں پہنچ کر اپنے ہر گناہ کی معافی مانگو ایمان کی کمزوری، فرائض کی سستی، نفاق، غیبت، حسد، بغض، بے حیائی، سستی، غفلت، حب دنیا، ذلت، رسوائی، بے شمار گناہ روتے جاؤ معافی مانگتے جاؤ یہاں تک کہ رحمت کا نزول محسوس ہو پھر دل پر جو بیتے کسی کو نہ بتاؤ کبھی نہ بتاؤ ارے مالک کے سامنے حاضر ہونا ہے پوری دنیا میں اسلام کے غلبے کی محنت کرنی ہے گناہوں سے ہلکے ہوں گے تو کچھ کام بنے گا۔

1516 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ. حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ. عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ. عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوقَةَ. عَنْ نَافِعٍ. عَنِ ابْنِ عُمَرَ. قَالَ: إِنْ كُنَّا لَنَعُدُّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ

1516- اسناده صحيح. ابو اسامة: هو حماد بن اسامة. واخرجه ابن ماجه (3814)، والترمذی (3733)، والنسائي في "الكبرى" (10219) من طرق عن مالک بن مغول، بهذا الاسناد. وقال الترمذي: هذا حديث حسن صحيح غريب. واخرجه بنحوه النسائي في "الكبرى" (10220) من طريق مجاهد، و (10221) من طريق ابی الفضل، كلاهما عن ابن عمر، به. وهو في "مسند احمد" (4726)، و"صحيح ابن حبان" (927)

مِائَةَ مَرَّةٍ: رَبِّ اغْفِرْ لِي، وَتُبْ عَلَيَّ، إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: بعض اوقات ہم یہ شمار کرتے تھے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی محفل میں ایک سو مرتبہ یہ پڑھتے تھے۔

''اے میرے پروردگار! تو میری مغفرت کردے میری توبہ کو قبول کر بے شک تو بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے''۔

توبہ و استغفار

معروف معانی میں توبہ گناہوں کی آلودگی سے احکام الٰہیہ کی اطاعت و فرمانبرداری کی طرف ظاہری اور باطنی طور پر رجوع کرنے کو کہتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَإِنَّهُ يَتُوبُ إِلَى اللَّهِ مَتَابًا ۝ (الفرقان، 71:25)

''اور جس نے توبہ کر لی اور نیک عمل کیا تو اس نے اللہ کی طرف (وہ) رجوع کیا جو رجوع کا حق تھا ۝''

توبہ کا ایک معنی نادم و پشیمان ہونا بھی ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث مبارکہ میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: اَلنَّدَمُ تَوْبَةٌ (ابن ماجۃ، السنن، کتاب الزہد، باب ذکر التوبۃ)

''(گناہ پر) پشیمان ہونا توبہ ہے۔''

توبہ کے مفہوم کی وضاحت کرتے ہوئے سیدنا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''اتباع نفس سے اجتناب کرتے ہوئے اس میں یکسوئی اختیار کرلو پھر اپنا آپ، حتیٰ کہ سب کچھ اللہ کے سپرد کردو اور اپنے قلب کے دروازے پر اس طرح پہرہ دو کہ اس میں احکامات الٰہیہ کے علاوہ اور کوئی چیز داخل ہی نہ ہوسکے اور ہر اس چیز کو اپنے قلب میں جاگزیں کرلو جس کا تمہیں اللہ نے حکم دیا ہے اور ہر اس شے کا داخلہ بند کردو جس سے تمہیں روکا گیا ہے اور جن خواہشات کو تم نے اپنے قلب سے نکال پھینکا ہے ان کو دوبارہ کبھی داخل نہ ہونے دو۔''

(عبدالقادر جیلانی، فتوح الغیب: 15)

حضرت سہل بن عبداللہ تستری علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

''توبہ کا مطلب ہے قابل مذمت افعال کو قابل ستائش افعال سے تبدیل کرنا اور یہ مقصد خلوت اور خاموشی اختیار کئے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا۔'' (غزالی، احیاء العلوم الدین، 4:4)

مذکورہ بالا تعریفات کی روشنی میں توبہ کا مفہوم یہ ہے کہ شریعت میں جو کچھ مذموم ہے اسے چھوڑ کر ہدایت کے راستے پر گامزن ہوتے ہوئے، پچھلے تمام گناہوں پر نادم ہو کر اللہ سے معافی مانگ لے کہ وہ بقیہ زندگی اللہ کی مرضی کے مطابق بسر کرے گا اور گناہوں کی زندگی سے کنارہ کش ہو کر اللہ کی رحمت و مغفرت کی طرف متوجہ ہوجائے گا اس عہد کرنے کا نام توبہ ہے۔

توبہ اور اِستغفار میں فرق

ندامتِ قلب کے ساتھ ہمیشہ کے لئے گناہ سے رک جانا توبہ ہے جبکہ ماضی کے گناہوں سے معافی مانگنا ''استغفار'' ہے۔ ''توبہ'' اصل ہے جبکہ توبہ کی طرف جانے والا راستہ ''استغفار'' ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ ھود میں توبہ سے قبل استغفار کا حکم فرمایا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ○ (ھود، 61:11)

''سو تم اس سے معافی مانگو پھر اس کے حضور توبہ کرو۔ بیشک میرا رب قریب ہے دعائیں قبول فرمانے والا ہے ○''

گویا گناہوں سے باز آنا، آئندہ گناہ نہ کرنے کا پختہ عہد کرنا اور صرف اللہ کی طرف متوجہ ہونا ''توبہ'' ہے جبکہ اللہ سے معافی طلب کرنا، گناہوں کی بخشش مانگنا اور بارگاہِ الٰہی میں گریہ وزاری کر کے اپنے مولا کو منانا استغفار ہے۔

توبہ واستغفار کی اَہمیت وفضیلت

ہمہ وقت گناہوں سے پاک رہنا فرشتوں کی صفت ہے۔ ہمیشہ گناہوں میں غرق رہنا شیطان کی خصلت ہے۔ جبکہ گناہوں پر نادم ہو کر توبہ کرنا اور معصیت کی راہ چھوڑ کر شاہراہِ ہدایت میں قدم رکھنا اولادِ آدم علیہ السلام کا خاصہ ہے۔ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے وہ اس کی فطرت میں موجود اعلیٰ تر بلند مقامات اور جاہ ومنصب تک جانے کی خواہش کی آڑ میں اسے مرتبہ انسانیت سے گرانے کی کوشش کرتا ہے۔ اسی لئے اس نے مومن بندوں کو قیامت تک گمراہ کرنے کی قسم کھائی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ○ (الحجر، 39:15)

''ابلیس نے کہا: اے پروردگار! اس سبب سے جو تو نے مجھے گمراہ کیا میں (بھی) یقیناً ان کے لئے زمین میں (گناہوں اور نافرمانیوں کو) خوب آراستہ وخوشنما بنادوں گا اور ان سب کو ضرور گمراہ کر کے رہوں گا ○''

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث قدسی میں شیطان مردود کی اس قسم کا جواب اس طرح دیا گیا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الشَّيْطَانَ قَالَ: وَعِزَّتِكَ يَا رَبِّ، لَا اَبْرَحُ اُغْوِي عِبَادَكَ مَادَامَتْ اَرْوَاحُهُمْ فِي اَجْسَادِهِمْ. قَالَ الرَّبُّ: وَعِزَّتِي وَجَلَالِي لَا اَزَالُ اَغْفِرُ لَهُمْ مَا اسْتَغْفَرُوْنِي (احمد بن حنبل، المسند، 29:3، رقم: 11257)

''شیطان نے (بارگاہِ الٰہی میں) کہا: (اے اللہ!) مجھے تیری عزت کی قسم! میں تیرے بندوں کو جب تک ان کی روحیں ان کے جسموں میں باقی رہیں گی گمراہ کرتا رہوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم! جب تک وہ مجھ سے بخشش مانگتے رہیں گے میں انہیں بخشتا رہوں گا۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص مجلس میں بیٹھا اور اس

میں اس نے بہت سی لغو باتیں کیں تو وہ اٹھنے سے پہلے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ. أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ (اے اللہ میں تعریف کے ساتھ تیری پاکیزگی بیان کرتا ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں) کہے تو ان لغو باتوں سے اس کی مغفرت ہو جائے گی۔'' (ترمذی، الجامع الصحیح، أبواب الدعوات، باب مایقول إذا قام من مجلسه، 5:431،432، رقم:3433)

قبیلہ جُہینہ کی ایک عورت کی قبولیتِ توبہ

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر کس قدر مہربان اور رحم فرمانے والا ہے اس کا اندازہ حدیثِ مبارکہ میں مذکور درج ذیل واقعہ سے ہوتا ہے۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں:

''جہینہ قبیلہ کی ایک عورت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، اس حال میں کہ وہ زنا سے حاملہ تھی۔ اس نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میں حد کے جرم کی مرتکب ہو چکی ہوں پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر (حد) قائم کریں تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ولی کو بلایا اور اس سے فرمایا کہ اسے اچھی طرح رکھنا۔ جب بچہ پیدا ہو جائے تو اسے میرے پاس لے آنا۔ پس اس نے ایسا ہی کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کے بارے میں حکم دیا کہ اسے سنگسار کر دیا جائے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جنازہ پڑھایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا جنازہ پڑھاتے ہیں حالانکہ اس نے زنا کیا تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک! اس نے ایسی توبہ کی ہے، اگر مدینہ کے ستر آدمیوں کے درمیان تقسیم کی جائے تو انہیں کافی ہو جائے اور کیا تم نے اس سے افضل توبہ پائی ہے؟ کہ اس نے اپنے آپ کو اللہ کی رضا و خوشنودی کے لئے پیش کر دیا۔''

(مسلم، الصحیح، کتاب الحدود، باب: من اعترف علی نفسه بالزنا، 3:1324، رقم:1696)

توابین کیلئے جنت کے آٹھوں دروازے کھولنے کا حکم

توبہ و استغفار کی فضیلت اس بات سے بھی عیاں ہوتی ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ تائب کے لئے جنت کے آٹھ دروازے کھولنے کا حکم فرماتا ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے اچھی طرح وضو کیا، پھر کلمہ شہادت پڑھا اور یہ دعا مانگی

اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ.

(ترمذی، الجامع الصحیح، أبواب الطهارة، باب مایقال قیل بعد الوضوء، 1:99، رقم:55)

''اے اللہ! مجھے خوب توبہ کرنے والوں اور خوب پاک ہونے والوں میں سے بنا دے۔ تو اس کے لئے جنت کے آٹھ دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ وہ جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔''

تائبین کے مال اور اولاد میں برکت

توبہ واستغفار کرنے والوں پر اللہ رب العزت کی رحمتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اس بات کا اظہار کرتے ہوئے حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے مخاطب ہو کر فرمایا:

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُم مِّدْرَارًا ۝ وَيُمْدِدْكُم بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَل لَّكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَل لَّكُمْ أَنْهَارًا ۝ (نوح، 71:10-12)

''پھر میں نے کہا کہ تم اپنے رب سے بخشش طلب کرو، بے شک وہ بڑا بخشنے والا ہے ۝ وہ تم پر بڑی زوردار بارش بھیجے گا ۝ اور تمہاری مدد اَموال اور اولاد کے ذریعے فرمائے گا اور تمہارے لئے باغات اُگائے گا اور تمہارے لئے نہریں جاری کر دے گا۔''

توبہ کرنے والوں کی نیکیوں میں اضافہ

توبہ کرنے سے نہ صرف انسان کی برائیاں مٹ جاتی ہیں بلکہ تائب کے نامہ اعمال میں اللہ رب العزت اتنی ہی نیکیوں کا اضافہ فرما دیتا ہے۔

سورۃ الفرقان میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: إِلَّا مَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝ (الفرقان، 25:70)

''مگر جس نے توبہ کر لی اور ایمان لے آیا اور نیک عمل کیا تو یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ جن کی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے ۝''

توبہ سے غافل رہنے والوں کے لئے وعید

جو لوگ اپنے گناہوں پر نادم ہو کر اللہ تعالیٰ سے بخشش و مغفرت کا سوال نہیں کرتے اور غفلت کا مظاہرہ کرتے ہوئے توبہ نہیں کرتے ان کے لئے قرآن وسنت میں سخت وعید آئی ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝ (الحجرات، 49:11) ''اور جس نے توبہ نہیں کی سو وہی لوگ ظالم ہیں ۝''

توبہ کی اقسام

توبہ کی دو اقسام ہیں: ظاہری توبہ باطنی توبہ

ظاہری توبہ

ظاہری توبہ یہ ہے کہ انسان قولاً وفعلاً اپنے تمام اعضائے ظاہری (آنکھ، ناک، کان، ہاتھ اور پاؤں وغیرہ) کو گناہوں اور برائیوں سے ہٹا کر اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری میں لگا دے اور خود کو نیکیوں کی طرف راغب کرتا رہے۔ نیز شریعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف افعال سے تائب ہو کر شرعی احکامات کے مطابق عمل پیرا ہو۔

باطنی توبہ

باطنی توبہ کا مفہوم یہ ہے کہ انسان دل کو گناہوں کی غلاظتوں اور آلائشوں سے پاک کر کے شریعت کے موافق اعمالِ صالحہ کی پابندی کرے۔ جب انسان کا ظاہر حکمِ الٰہی کے موافق ہو جائے اور قلب و باطن بھی اللہ رب العزت کی اطاعت میں ڈھل جائے اور برائی نیکی سے بدل جائے تب تصوف کی ''ت'' مکمل ہوگی اور اس کو کامل توبہ نصیب ہوگی۔

توبہ و اِستغفار اور انبیاءِ کرام وصلحاءِ عظام کے معمولات

علاوہ ازیں انبیاء علیہم السلام، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بڑے بڑے اولیاء اللہ اور اکابرین علیہ الرحمۃ کے بھی یہ معمولات تھے کہ وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے رہتے تھے۔ ان میں سے چند جلیل القدر ہستیوں کے معمولات درج ذیل ہیں:

امامِ اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کی گریہ وزاری

امامِ اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کی گریہ وزاری اور معافی مانگنے کا بھی عجب معمول تھا۔ تبع تابعین کے دور کے ایک بزرگ بیان کرتے ہیں کہ میں کوفہ کی جامع مسجد میں اس ارادے سے رات بسر کرنے آیا کہ دیکھوں امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کی شب بیداری کیسی ہوتی ہے۔ وہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ نمازِ عشاء پڑھنے کے بعد امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ گھر گئے۔ دن کو جو عالمانہ لباس پہنا ہوا تھا تبدیل کر کے اللہ کے حضور پیش ہونے کے لئے غلامانہ لباس پہن آئے اور مسجد کے کونے میں کھڑے ہوگئے، ساری رات اپنی داڑھی کھینچتے رہے اور عرض کرتے رہے مولا! ابوحنیفہ تیرا مجرم ہے۔ اسے معاف کردے، حضرت امام اعظم علیہ الرحمۃ کے بارے میں یہ بھی منقول ہے کہ وہ رو رو کر بے ہوش ہو جاتے جب ہوش آتا تو عرض کرتے مولا! اگر قیامت کے دن ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ بخشا گیا تو بڑے تعجب کی بات ہوگی۔

حضرت امام عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمۃ کی گریہ وزاری

حضرت امام عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمۃ کی سفید داڑھی تھی وہ اس کو پکڑ کر اللہ کے حضور روتے تھے اور عرض کرتے تھے ''اے مولا! عبداللہ بن مبارک کے بڑھاپے پر رحم فرما'' وہ ہر وقت معافی مانگتے رہتے تھے۔ ایک روایت منقول ہے کہ حضرت امام حسن بصری علیہ الرحمۃ اور بڑے بڑے اکابر اولیاء اللہ جب درج ذیل آیت کریمہ پڑھتے:

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ○ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ ○ (الانفطار، 82:13، 14)

''بیشک نیکوکار جنتِ نعمت میں ہوں گے اور بیشک بدکار دوزخ (سوزاں) میں ہوں گے۔''

تو حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ رو رو کر بے ہوش ہو گئے اور جب ہوش میں آئے تو کہا معلوم نہیں کہ ہمارا شمار

کن لوگوں میں ہوگا؟

یہ اللہ کے ان مقبول بندوں کی حالت ہے جن کی ساری زندگیاں بندگی اور اطاعت میں گزریں لیکن ادھر ہماری حالت یہ ہے کہ نہ بندگی کا حق ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور نہ خوف کا احساس ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم بہت ظالم، غافل اور گنہگار ہیں، ہماری زندگیوں کے شب وروز بغاوت، سرکشی، لالچ اور طلب دنیا جیسے شیطانی پھندوں میں الجھے ہوئے ہیں، ہم اپنے نفس کے اسیر ہیں، ان لوگوں کی بندگی اور خوف الٰہی کی یہی کیفیت انہیں حیات جاوداں عطا کرگئی۔

اہل اللہ کے ان واقعات سے سبق سیکھ کر ہمیں بھی ہر وقت اللہ سے معافی مانگتے رہنا چاہئے کیونکہ اسی سے نفس اور قلب کی اصلاح ہوتی ہے، اسی سے ظاہر اور باطن کے احوال درست ہوتے ہیں اور توبہ میں استقامت نصیب ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر لطف وکرم فرمائے اور ہمیں ہر لحظہ اپنے حضور معافی مانگتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے!

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: "ایک بندہ گناہ کر بیٹھا یا کہا کہ ایک بندے نے گناہ کرلیا تو کہنے لگا: اے میرے رب میں نے گناہ کرلیا ہے یا فرمایا مجھ سے گناہ ہو گیا ہے تو مجھے بخش دے، تو اس کا رب کہتا ہے: کیا میرے بندے کو علم ہے کہ اس کا رب ہے جو گناہ بخشتا ہے، اور اس پر مؤاخذہ بھی کرتا ہے، میں نے اپنے بندے کو بخش دیا، پھر جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ بندہ رکا رہا پھر گناہ کر بیٹھا یا فرمایا: اس سے گناہ ہوگیا تو کہنے لگا: میرے رب میں نے گناہ کرلیا ہے مجھے معاف کردے، تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے: کیا میرے بندے کو علم ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہوں کو بخشتا ہے اور ان کی سزا بھی دیتا ہے، میں نے اپنے بندے کو بخش دیا، پھر جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ گناہ سے رکا رہا اور پھر گناہ کر بیٹھا یا فرمایا اس سے گناہ ہوگیا، راوی کہتے ہیں بندہ کہتا ہے اے میرے رب میں گناہ کر بیٹھا ہوں، یا فرمایا: مجھ سے گناہ ہوگیا ہے لھذا مجھے بخش دے تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے، کیا میرے بندے کو علم ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ بخشتا ہے، اور اس کی سزا بھی دیتا ہے، میں نے اپنے بندے کو بخش دیا، یہ تین بار فرمایا۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر (7507) صحیح مسلم حدیث نمبر (2758)

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث پر باب کا عنوان یہ رکھا ہے: گناہوں سے توبہ قبول ہونے کا باب چاہے گناہ اور توبہ میں تکرار ہو"

اور اس کی شرح میں امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں:

یہ مسئلہ کتاب التوبہ کے شروع میں بیان ہو چکا ہے، اور یہ احادیث اس پر دلالت میں بالکل ظاہر اور واضح ہیں، اور یہ کہ اگر گناہ سو بار یا ہزار بھی یا اس سے بھی زیادہ ہو جائے، اور ہر بار توبہ کرلے تو اس کی توبہ قبول ہوگی، اور اسکے گناہ ختم ہوں جائیں گے، اور اگر وہ ان سب گناہوں کے بعد ایک توبہ ہی کرتا ہے تو اس کی توبہ صحیح ہوگی۔ (شرح مسلم (75/17)

اور ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں:

عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: لوگو جو گناہ کر بیٹھا ہے اسے چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرلے،

اور اگر دوبارہ گناہ کرلے تو پھر توبہ کرے، اور اگر پھر گناہ ہو گیا تو اسے توبہ واستغفار کرنی چاہیے، کیونکہ یہ گناہ مردوں کی گردنوں میں طوق ہیں، اور ان پر مصر رہنا ہلاکت ہے۔

اس کا معنی یہ ہے کہ: بندہ کے مقدر میں جو گناہ ہیں وہ انہیں ضرور کرے گا، جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "ابن آدم پر زنا میں سے اس کا حصہ مقدر ہے، وہ اسے لامحالہ طور پر پا کر رہے گا۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے ان گناہوں کے ارتکاب کے نکلنے کا مخرج اور حل بھی رکھا ہے، اور ان گناہوں کو توبہ واستغفار کے ذریعہ مٹا دیا ہے، لہٰذا اگر بندہ توبہ کر لیتا ہے تو وہ گناہوں کے شر سے نجات حاصل کر لیتا ہے، اور اگر وہ گناہوں پر اصرار کرتا اور توبہ نہیں کرتا تو ہلاک ہو جاتا ہے۔ (جامع العلوم والحکم (1/165)

اور جس طرح اللہ تعالیٰ گناہ اور معصیت کو پسند نہیں کرتا اس نے گناہوں کے ارتکاب پر سزا کی وعید بھی سنائی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں کہ اس کے بندے اس کی رحمت سے ناامید ہو جائیں، بلکہ اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے کہ گنہگار اس سے توبہ واستغفار کرے، اور شیطان یہ چاہتا اور پسند کرتا ہے کہ کاش گنہگار بندہ ناامیدی میں پڑ جائے تا کہ اسے توبہ اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے سے روکا جا سکے۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کو کہا گیا:

کیا ہم میں سے کوئی ایک شرم محسوس نہیں کرتا کہ وہ گناہ کر کے اپنے رب سے توبہ واستغفار کرتا ہے اور پھر گناہ کرنا شروع کر دیتا ہے، پھر توبہ کرتا اور پھر گناہ کرتا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: شیطان کی خواہش یہی ہے کہ کاش وہ اس میں کامیاب ہو جائے، لہٰذا تم توبہ واستغفار سے اکتاہٹ محسوس نہ کرو۔

1517 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ بْنِ مُرَّةَ الشَّنِّيُّ، حَدَّثَنِي أَبِي عُمَرُ بْنُ مُرَّةَ، قَالَ: سَمِعْتُ بِلَالَ بْنَ يَسَارِ بْنِ زَيْدٍ، مَوْلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي، يُحَدِّثُنِيهِ عَنْ جَدِّي، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ قَالَ: أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيَّ الْقَيُّومَ، وَأَتُوبُ إِلَيْهِ، غُفِرَ لَهُ، وَإِنْ كَانَ قَدْ فَرَّ مِنَ الزَّحْفِ

❁❁ ہلال بن یسار بیان کرتے ہیں: میں نے اپنے والد کو اپنے دادا کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہوئے سنا ہے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: "جو شخص یہ پڑھتا ہے۔

"میں اس اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے وہ زندہ اور ہمیشہ رہنے والا ہے اور میں اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں"۔

تو اس شخص کے گناہوں کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ خواہ وہ میدان جنگ سے فرار ہوا ہو۔

توبہ کے دو معانی کا بیان

قرآن پاک میں "توبہ" کا لفظ عام طور سے دو معنی پر آیا ہے

۱۔کسی بندے کا گناہوں کو چھوڑ دینا

وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی (طٰہٰ:۸۲)

ترجمہ: بے شک میں بڑا بخشنے والا ہوں اُس کو جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھے کام کرے پھر ہدایت پر قائم رہے۔

۲۔اللہ تعالیٰ کا بندے کی توبہ کو قبول فرمانا

اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَیَّنُوْا فَاُولٰٓئِکَ اَتُوْبُ عَلَیْهِمْ (البقرۃ:۱۶۰)

ترجمہ: مگر وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی اور اصلاح کر لی اور (اللہ تعالیٰ کے احکامات کو) ظاہر کر دیا پس یہی لوگ ہیں کہ میں اُن کی توبہ قبول کرتا ہوں۔

جب بندہ سچے دل سے توبہ کرتا ہے یعنی گناہ چھوڑتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اُس پر توبہ فرماتا ہے یعنی اُس کی واپسی کو قبول فرما لیتا ہے۔ پھر دیر کس بات کی؟ ہم سب کو فوراً توبہ کے لئے اٹھ کھڑا ہونا چاہئے اور معافی کے پورے یقین کے ساتھ توبہ کرنی چاہئے ہم کیوں اپنے اوپر ''رحمت'' کے دروازے بند کریں اور یہ سوچیں کہ میرا معاف ہونا مشکل ہے استغفر اللہ، استغفر اللہ ایسا سوچنا بہت بری بات ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی کام مشکل نہیں ہے۔

توبہ قبول ہونے کی علامات

جب کوئی بندہ سچے دل سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے توبہ کرنے والوں سے محبت فرماتے ہیں: ''اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ'' (البقرۃ)

جس آدمی کی توبہ قبول ہو جاتی ہے اسے اللہ تعالیٰ کی محبت کی برکت سے کئی علامات نصیب ہوتی ہیں مثلاً

۱۔صالحین اور اہل ایمان کی صحبت کا شوق اور برے دوستوں اور غلط لوگوں کی صحبت سے بچنا۔

۲۔گناہوں سے دوری نیکیوں کی رغبت

۳۔دل سے دنیا کی محبت کا نکل جانا کہ دنیا اس کے ہاتھ میں رہے دل میں داخل نہ ہو اور وہ اپنی دنیا کو بھی دین کے مطابق چلائے اور خرچ کرے

٤۔اللہ تعالیٰ کے اوامر اور رسول کریم ﷺ کی سنتوں کے اتباع کا شوق۔ (ملخص مافی الحب والبغض فی القرآن)

بار بار پھسلنے اور سنبھلنے والے

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ کو ایسا مومن بندہ پسند ہے جو بار بار گناہ میں (شیطان کی طرف سے) مبتلا کیا جاتا ہے (اور) وہ بار بار توبہ کرتا ہے''۔ (عبداللہ بن احمد زوائد احمد۔ ابو یعلی)

توبہ اگر بار بار ٹوٹ جائے تو شیطان کے اس دھوکے میں نہیں آنا چاہیے کہ کب تک تو اپنے رب کے ساتھ مذاق کرتا رہے گا توبہ پر توبہ توڑتا رہے گا چھوڑ دو توبہ نہیں بلکہ بار بار توبہ اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے۔

استغفار اور توبہ پوری زندگی

۱۔ اگر کوئی کافر اور مشرک ہے تو وہ کفر اور شرک سے توبہ کرلے یہ اس کے لئے لازم ہے ورنہ ہمیشہ ہمیشہ کی ناکامی میں جا پڑے گا۔

۲۔ جو شخص مسلمان ہے مگر صرف نام کا کہ مسلمانوں کے گھر پیدا ہوا، جبکہ اس کا دل غافل ہے اور وہ دین و ایمان سے جاہل ہے تو اس کے لیے لازم ہے کہ اپنی اس غفلت اور جہالت سے توبہ کرے اور اس توبہ کے لیے ضروری ہے وہ ایمان کے معنیٰ اور فرائض کو سمجھے اور پھر لازم ہے کہ ایمان کا بادشاہ اس کے دل پر غالب ہوجائے اور ایمان کی یہ حکومت اس کے جسم کے ہر حصے پر نافذ ہوجائے اور شیطان کی حکمرانی اور بالادستی کا مکمل خاتمہ ہوجائے گناہ جب صادر ہوتا ہے تو اس وقت یہ حالت ہوتی ہے کہ ایمان کامل نہیں ہوتا۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص زنا کرتا ہے یا چوری کا مرتکب ہوتا ہے تو ہوتا ہی اس لئے ہے کہ ان گناہوں کا ارتکاب کرتے وقت اس کا دل مؤمن نہیں ہوتا تاہم اس سے یہ مراد بھی نہیں کہ وہ بالکل کافر ہی ہوچکا ہے۔ ایمان کی دراصل متعدد شاخیں ہیں

۳۔ کافر نے کفر سے توبہ کرلی غافل مسلمان نے غفلت اور جہالت سے توبہ کرلی تو اب اس کا مقابلہ باطنی گناہوں کی جڑوں سے ہوگا کھانے کی حرص، شہرت کی حرص، مال وجاہ کی حرص، حسد وغصہ کا جذبہ، کبر ونخوت کی طمع اور ریاکاری کی عادت وغیرہ یہی وہ جڑیں ہیں جن سے تمام گناہ پھوٹتے ہیں چنانچہ اب ان سے توبہ کرنی ہوگی

٤۔ اگر ان تمام شہوات پر قابو نصیب ہوگیا تو اب وسوسوں کا حملہ شروع ہوگا نفس کے بے جا مطالبات اور ناجائز خیالات اور تصورات اب ان سے توبہ کرنی ہوگی تاکہ وہ غلط راہ پر نہ ڈال دیں

٥۔ ان سے نجات مل گئی تو غفلت کے لحات سے توبہ کا مرحلہ شروع ہوگا

٦۔ ان سے بھی نجات مل گئی تو قرب الٰہی کا ہر اگلا درجہ پچھلے درجے سے اونچا ہے جب اگلے درجے پر پہنچے گا تو پچھلے کے بارے میں ندامت ہوگی تو توبہ کرے گا پس ہر انسان ہمیشہ اور ہر حال میں توبہ کا محتاج ہے۔ (کیمیائے سعادت)

سچی توبہ کی شرائط

سچی توبہ کے لئے کچھ شرطیں ہیں صرف زبان سے توبہ توبہ کہنا کافی نہیں ہے ان چند چیزوں کا لحاظ رکھ کر توبہ کریں تو وہ توبہ انشاء اللہ قبول ہوتی ہے

۱۔ اخلاص یعنی توبہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کی جائے بہت سے لوگ صرف اس لئے توبہ کرتے ہیں کہ دنیا میں اُن پر کوئی مصیبت نہ آجائے

۲۔ ندامت یعنی اپنے گناہ پر نادم اور شرمندہ ہونا

۳۔ اقلاع یعنی اُس گناہ کو چھوڑ دینا

٤۔ عزم یعنی آئندہ گناہ نہ کرنے کی مضبوط نیت رکھنا

۵۔ وقت یعنی موت کی سکرات شروع ہونے سے پہلے پہلے توبہ کرلینا
ہم سب کو چاہئے کہ ان پانچ باتوں کا لحاظ رکھ کر اپنے تمام گناہوں سے آج ہی توبہ کرلیں اگر خدانخواستہ توبہ کی ہمت نہیں ہو رہی تو ہر نماز کے بعد یہ دعاء شروع کردیں کہ یا اللہ مجھے سچی توبہ کی توفیق نصیب فرما جب رورو کر عاجزی کے ساتھ توبہ کی دعاء کریں گے تو انشاء اللہ توبہ کا سکون بھرا دروازہ ہمارے لئے کھل جائے گا

واپس آجاؤ قبول کرلیں گے

حضرت ابراہیم بن شیبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہمارے ساتھ ایک بیس سالہ نوجوان تھا ایک بار شیطان اُس کے پاس آیا اور کہنے لگا اے جوان آدمی تم نے توبہ میں جلدی کرلی ابھی کچھ دن اور دنیا کے مزے لوٹ لو توبہ تو تمہارے ہاتھ میں ہے کچھ جوانی ڈھلے تو توبہ کرلینا وہ شیطان کی باتوں میں آکر دوبارہ گناہوں میں ڈوب گیا مگر فطرت اور قسمت اچھی تھی چند دن کی غفلت کے بعد اُسے ہوش آگیا وہ تنہائی میں جا بیٹھا اور نیکی کے دنوں کو یاد کر کے رونے لگا کہ وہ کیسے پیارے دن تھے اور کہنے لگا اب پتہ نہیں اللہ تعالیٰ مجھے قبول فرمائیں گے یا نہیں؟ اچانک اُسے آواز آئی اے فُلان! تم نے ہماری عبادت کی تو ہم نے تمہاری قدر کی پھر تم نے ہماری نافرمانی کی تو ہم نے تمہیں مہلت دی اور اب پھر تم اگر واپس آؤ گے تو ہم تمہیں قبول کرلیں گے (بیہقی)

دو اعلان ہو رہے ہیں

اب دو اعلان ہو رہے ہیں ایک اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہ میرا بندہ جب بھی اور جتنی بار بھی معافی مانگے گا، نادم ہوگا اور پچھتائے گا میں اسے معاف کرتا جاؤں گا اور دوسرا اعلان شیطان کی طرف سے وہ کان میں آکر کہتا ہے تو تو منافق ہوگیا ہے دھوکے باز! بار بار جھوٹی توبہ کر کے اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دیتا ہے چھوڑ دے ایسی توبہ تیری یہ توبہ بھی گناہ ہے تو اللہ تعالیٰ کا گستاخ ہے اللہ تعالیٰ ہی نہیں چاہتا کہ تو گناہوں سے بچے تو پھر منافقوں کی طرح بار بار توبہ کر کے آنسو کیوں بہاتا ہے اور پھر گناہوں میں جا پڑتا ہے یہ ہے شیطان کا اعلان
اب آپ بتائیں کہ پہلے اعلان کو قبول کریں گے یا نعوذ باللہ دوسرے کو یقیناً جو ایمان والے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے اعلان کو قبول کریں گے اور بار بار اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑیں گے

توبہ کرو میری بہنو! توبہ کرو

توبہ کرو میری بہنو! توبہ کرو مسلمان عورت نماز میں سکون اور قرار پاتی ہے اور وہ نماز میں ہرگز سستی نہیں کرسکتی بلکہ وہ تو اپنا ہر مسئلہ نماز کے ذریعہ حل کراتی ہے یہ بازاروں میں جانے کی نحوست ہے کیا آج کل کے بازار اس قابل ہیں کہ کوئی مسلمان بہن ان میں جاسکے؟ میری بہنو! اللہ کیلئے، اللہ کے لئے بازار جانا چھوڑ دو بہت ہی سخت مجبوری میں جانا پڑے
تو صرف اور صرف خاوند کے ساتھ جاؤ نہ والد کے ساتھ نہ بھائی اور بیٹے کے ساتھ صرف خاوند کے ساتھ اور مسلمان خاوندوں سے گزارش ہے کہ وہ اپنی بیویوں کو بازار لیکر ہی نہ جائیں بلکہ سارا سامان خود لا کر دیا کریں یاد رکھیں اگر جوان عورتیں بازاروں میں

جاتی رہیں تو بہت کچھ تباہ ہو جائے گا

اے مسلمان تجھے کیا ہو گیا؟

اے مسلمان تجھے کیا ہو گیا مال کی اتنی محبت؟ توبہ توبہ توبہ مال کی خاطر بھائی بھائی کا دشمن اور مال کی خاطر گھر گھر میں جھگڑا آخر کس منہ سے اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضری ہوگی کوئی ہے جو آج سچے دل سے توبہ کرے اور دنیا کی محبت سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے کوئی ہے جو سچے دل سے توبہ کرے اور ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کی مضبوط رسی کو تھام لے اللہ تعالیٰ کی رحمت، مغفرت اور حلم دیکھو! کہ ہر وقت توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے کوئی آ کر تو دیکھے

استغفار کا ایک وظیفہ

ہمارے آقا حضرت رسول اکرم ﷺ نے ہمیں بہت تاکید سے ''توبہ، استغفار'' کا حکم فرمایا ہے

اسی سے اندازہ لگائیں کہ کتنا مفید اور ضروری عمل ہے بندہ آپ کو ایک عظیم خزانہ اور ایک مجرب ترین عمل عرض کر رہا ہے ایسا عمل کہ جس کا فائدہ آپ عمل کے بعد خود دیکھیں گے ان شاء اللہ صرف ایک دن گپ شپ کی قربانی زیادہ سونے اور موبائل استعمال کرنے کی قربانی اور اتنا مفید عمل آج فجر سے لے کر مغرب تک تیس ہزار بار ان الفاظ سے استغفار اور توبہ کریں۔

"اَسْتَغْفِرُ اللهَ رَبِّيْ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ"

یہ زیادہ سے زیادہ ۴ تا ۵ گھنٹہ کا عمل ہے سبحان اللہ نامہ اعمال میں تیس ہزار توبہ استغفار ایک مجلس میں کریں تو سرخ موتی ہے ورنہ جیسے ممکن ہو باوضو کریں درمیان میں بات چیت نہ ہو تو اچھا ہے اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو آج یہ نعمت نصیب فرمائے اور شیطان کے حملے اور نفس کی سستی سے بچائے۔ آمین

امام آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کا مشاہدہ

مشہور زمانہ تفسیر ''روح المعانی'' کے مصنف حضرت علامہ سید محمود آلوسی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

میں نے الحمد للہ خود اس دعاء:

"لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ"

کی تاثیر کا مشاہدہ کیا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کے ایک ولی مسافر نے مجھے اس دعاء کا حکم فرمایا اس وقت مجھ پر ایسی آزمائش آئی ہوئی تھی جسے اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے (یعنی بہت سخت آزمائش اور تکلیف تھی جو اس دعاء کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے دور فرمادی)۔

(تفسیر روح المعانی)

1518 - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُصْعَبٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ لَزِمَ الِاسْتِغْفَارَ، جَعَلَ اللَّهُ لَهُ مِنْ كُلِّ ضِيقٍ مَخْرَجًا، وَمِنْ كُلِّ

هَمٍّ فَرَجًا، وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص استغفار کا معمول بنالیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر مشکل کا حل پیدا کردیتا ہے اور ہر پریشانی سے کشادگی پیدا کردیتا ہے اور اسے وہاں سے رزق عطا کرتا ہے جہاں سے اس کا گمان بھی نہیں ہوتا''۔

1519 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، ح وحَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، الْمَعْنَى، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، قَالَ: سَأَلَ قَتَادَةُ، أَنَسًا، أَيُّ دَعْوَةٍ كَانَ يَدْعُو بِهَا رَسُولُ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرُ، قَالَ: كَانَ أَكْثَرُ دَعْوَةٍ يَدْعُو بِهَا: اللَّهُمَّ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً، وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً، وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ، وَزَادَ زِيَادٌ، وَكَانَ أَنَسٌ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ بِدَعْوَةٍ دَعَا بِهَا، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ بِدُعَاءٍ دَعَا بِهَا فِيهَا

عبدالعزیز بن صہیب بیان کرتے ہیں: قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کون سی دعا زیادہ مانگا کرتے تھے' تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے:

''اے اللہ! اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں بھلائی عطا کر اور آخرت میں بھلائی عطا کر اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچانا''۔

زیاد نامی راوی نے یہ الفاظ زائد نقل کیے ہیں:

''حضرت انس رضی اللہ عنہ جب دعا مانگنے کا ارادہ کرتے تھے' تو یہ دعا مانگا کرتے تھے یا وہ جب بھی کوئی دعا مانگتے تھے' تو اس میں یہ دعا بھی مانگا کرتے تھے''۔

1520 - حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدٍ الرَّمْلِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ سَأَلَ اللَّهَ الشَّهَادَةَ صَادِقًا، بَلَّغَهُ اللَّهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ، وَإِنْ مَاتَ عَلَى فِرَاشِهِ

ابوامامہ بن سہل بن حنیف اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص سچے دل سے اللہ تعالیٰ سے شہادت کی دعا مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اسے شہداء کے مقام تک پہنچائے گا اگرچہ وہ شخص اپنے بستر پر فوت ہو''۔

1521 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ الثَّقَفِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ الْأَسَدِيِّ، عَنْ أَسْمَاءَ بْنِ الْحَكَمِ الْفَزَارِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: كُنْتُ رَجُلًا إِذَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا نَفَعَنِي اللَّهُ مِنْهُ بِمَا شَاءَ أَنْ يَنْفَعَنِي، وَإِذَا حَدَّثَنِي أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِهِ اسْتَحْلَفْتُهُ، فَإِذَا حَلَفَ لِي صَدَّقْتُهُ، قَالَ: وَحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ وَصَدَقَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ

اللّٰهُ عَنْهُ، اَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَا مِنْ عَبْدٍ يُّذْنِبُ ذَنْبًا، فَيُحْسِنُ الطُّهُوْرَ، ثُمَّ يَقُوْمُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، اِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ، ثُمَّ قَرَاَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ: (وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ) (آل عمران: 135) اِلٰى آخِرِ الْاٰيَةِ

⊛⊛ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں ایک ایسا شخص ہوں کہ میں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی کوئی بات سنتا تھا تو اللہ تعالیٰ کو جو منظور ہوتا تھا وہ اس کے ذریعے مجھے نفع عطا کر دیتا تھا' اور جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے مجھے کوئی حدیث بیان کرتا' تو میں اس سے حلف لیتا تھا۔ اگر وہ میرے سامنے حلف اٹھالیتا' تو میں اس کی تصدیق کر دیتا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے حدیث بیان کی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سچ بیان کیا کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''جب بھی کوئی بندہ کسی گناہ کا ارتکاب کرے پھر وہ اچھی طرح سے وضو کر کے اٹھ کر دو رکعت نماز ادا کرے اور پھر اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کر دیتا ہے''۔

پھر انہوں (یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یا شاید حضرت علی رضی اللہ عنہ نے) یہ آیت تلاوت کی۔

''جب وہ لوگ کوئی برائی کرتے ہیں' یا اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں'' یہ آیت کے آخر تک ہے۔

1522 - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ يَزِيْدَ الْمُقْرِئُ، حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ مُسْلِمٍ، يَقُوْلُ: حَدَّثَنِيْ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيُّ، عَنِ الصُّنَابِحِيِّ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، اَنَّ رَسُوْلَ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَ بِيَدِهِ، وَقَالَ: يَا مُعَاذُ، وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاُحِبُّكَ، وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاُحِبُّكَ، فَقَالَ: اُوْصِيْكَ يَا مُعَاذُ لَا تَدَعَنَّ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ تَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ، وَشُكْرِكَ، وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ، وَاَوْصٰى بِذٰلِكَ مُعَاذٌ الصُّنَابِحِيَّ، وَاَوْصٰى بِهِ الصُّنَابِحِيُّ اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

⊛⊛ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا: اے معاذ! اللہ کی قسم! میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے معاذ! اللہ کی قسم میں تم سے محبت کرتا ہوں' میں تمہیں تلقین کر رہا ہوں' تم ہر نماز کے بعد یہ کلمات پڑھنا ہرگز ترک نہ کرنا۔

''اے اللہ! اپنے ذکر اپنے شکر اور اچھے طریقے سے اپنی عبادت کے بارے میں میری مدد کر''۔

سجدہ شکر کے سنت ہونے میں فقہی مذاہب اربعہ

خارج از نماز سجدہ کئی طرح کا ہوتا ہے۔ ایک تو سجدہ سہو ہے یہ نماز ہی کے حکم میں ہے اس کے بارہ میں تو کوئی اختلاف ہی نہیں

1521- اسنادہ حسن کما قال الحافظ الذهبی فی "تذکرۃ الحافظ" 1/11، اسماء بن الحکم روی عنه علی بن ربیعة الوالبی والرکین بن الربیع، وذکرہ ابن حبان فی "الثقات"، ووثقه العجلی، وحسن الترمذی وابن عدی حدیثه هذا، وصححه ابن حبان، وجود اسنادہ الحافظ ابن حجر فی "التهذیب"، ومال الی تصحیحه المزی فی "تهذیب الکمال" فی ترجمة اسماء بن الحکم /2534-535 واخرجه الترمذی (408) و (3251)، والنسائی فی "الکبری" (10178) و (11012) عن قتیبة بن سعید، عن ابی عوانة، بهذا الاسناد. واخرجه ابن ماجه (1395) والنسائی فی "الکبری" (10175) و (10176) و (10177) من طریق مسعر وسفیان عن عثمان بن المغیرة، به. دون ذکر الآیة. وهو فی "مسند احمد" (56)، و "صحیح ابن حبان" (623).

ہے۔ دوسرا سجدہ تلاوت ہے ظاہر ہے کہ اس کے بارہ میں بھی کوئی اختلاف نہیں ہے۔ تیسرا سجدہ مناجات ہے جو خارج از نماز ہے اس کے بارہ میں اکثر علماء کے ظاہری اقوال سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سجدہ مکروہ ہے چوتھا سجدہ شکر ہے جو حصول نعمت اور خاتمہ مصیبت وبلا پر کیا جاتا ہے۔

اس سجدہ میں علماء کے یہاں اختلاف ہے چنانچہ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہا اللہ علیہما کے یہاں یہ سجدہ سنت ہے۔ احناف میں سے حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا بھی یہی قول ہے اس مسلک کی تائید میں آثار واحادیث بھی بکثرت منقول ہیں حضرت امام مالک اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہا اللہ علیہما کے یہاں یہ سجدہ مکروہ ہے۔ یہ حضرات اپنی دلیل کے طور پر یہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ان گنت ہیں جن کا شمار بھی نہیں کیا جاسکتا۔ ظاہر ہے کہ بندہ میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ہر ہر نعمت کا شکر بھی ادا کرسکے اس لیے اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت کے حصول پر سجدہ شکر کا حکم دینا اسے ایسی تکلیف ومشقت میں مبتلا کر دینا ہے جس برداشت کرنا اس کی طاقت سے باہر ہے۔

لیکن جو حضرات سجدہ شکر کے قائل ہیں وہ فرماتے ہیں کہ "نعمتوں" سے مراد وہ نعمتیں ہیں جو نئی ہوں کہ کبھی کبھی حاصل ہوتی ہوں وہ نعمتیں مراد نہیں جو مستقل اور دائمی، ہوں جیسے خود انسان کا وجود اس کے توابع اور اس کے لوازمات کہ یہ بھی درحقیقت اللہ کی عظیم نعمتیں ہیں جو بندہ کو مستقل طور پر حاصل ہیں۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں مروی ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوجہل لعین کے قتل ہوجانے کی خبر ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ شکر کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارہ میں منقول ہے کہ انہوں نے مسیلمہ کذاب کے مرنے کی خبر سن کر سجدہ کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بارہ میں بتایا جاتا ہے کہ جب ذی الثد یہ خارجہ قتل کردیا گیا تو انہوں نے سجدہ شکر کیا۔ اسی طرح مشہور صحابی حضرت کعب ابن مالک رضی اللہ عنہ کے بارہ میں منقول ہے کہ انہوں نے قبول توبہ کی خوشخبری کے وقت سجدہ شکر کیا۔

(راوی بیان کرتے ہیں:) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے صنابحی کو اس کی تلقین کی تھی اور صنابحی نے ابوعبدالرحمن کو اس کی تلقین کی تھی۔

1523 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ، أَنَّ حُنَيْنَ بْنَ أَبِي حَكِيمٍ، حَدَّثَهُ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبَاحٍ اللَّخْمِيِّ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَقْرَأَ بِالْمُعَوِّذَاتِ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ

❁❁ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ حکم دیا تھا کہ میں ہر نماز کے بعد معوذات کی تلاوت کیا کروں۔

1524 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ سُوَيْدٍ السَّدُوسِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي

1524- اسنادہ صحیح. ابو داود: ھو سلیمان بن داود الطیالسی، واسرائیل: ھو ابن یونس السبیعی، وابو اسحاق: ھو عمرو بن عبد اللہ السبیعی، وعبد اللہ: ھو ابن مسعود. واخرجه النسائی فی "الکبری" (10218) من طریق یحیی بن آدم عن اسرائیل، بھذا الاسناد. وھو فی "مسند احمد" (3744)، و"صحیح ابن حبان" (923)

إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعْجِبُهُ أَنْ يَدْعُوَ ثَلَاثًا، وَيَسْتَغْفِرَ ثَلَاثًا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات پسند تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کے کلمات تین مرتبہ پڑھیں اور استغفار کے کلمات تین مرتبہ پڑھیں۔

استغفار کی دوا کیوں نہیں استعمال کرتے

استغفار کے فضائل، فوائد اور اثرات بہت ہی عجیب ہیں مگر عام طور پر لوگوں کی اس طرف توجہ نہیں ہوتی یہ بھی گناہوں کی ایک نحوست ہے کہ استغفار کے اتنے بڑے بڑے فائدے قرآن وسنت میں پڑھ کر بھی لوگ ''استغفار'' کو اختیار نہیں کرتے قرآن مجید میں توبہ اور استغفار کے جو فضائل اور فوائد بیان ہوئے ہیں ان پر پوری کتابیں لکھی جاسکتی ہیں چند دن پہلے ایک عرب عالمہ کی ایک عبارت نظروں سے گزری انہیں اللہ تعالیٰ نے استغفار کی بڑی بڑی برکتیں اور فوائد نصیب فرمائے وہ لکھتی ہیں اے غموں، مصیبتوں اور پریشانیوں میں جلنے والی مسلمان بہن اے رو رو کر خود کو ہلاک کرنے والی بہن اے آزمائشوں، ناقدریوں اور تکلیفوں میں پسی ہوئی بہن استغفار کی دوا کیوں نہیں استعمال کرتی یہ ہر زخم کا مرہم اور ہر پریشانی، غم، فکر اور مصیبت کا علاج ہے یقیناً یہ تمام باتیں سچ ہیں اور استغفار کے فوائد کی محض ایک جھلک ہے ورنہ جو بار بار معافی مانگ کر اپنے رب کو راضی کرلے اُسے دنیا اور آخرت کی کونسی چیز ہے جو نہیں ملے گی

استغفار کیجئے مرنے سے پہلے حوروں کی زیارت ہوگی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص ہر نماز کے بعد ستر بار اللہ عزوجل سے مغفرت مانگتا رہے (استغفار کرتا رہے) تو اللہ تعالیٰ اس کے کئے ہوئے گناہوں کو معاف کردیں گے اور وہ اس وقت تک دنیا سے نہیں نکلے گا (یعنی اس وقت تک وفات نہیں پائے گا) جب تک اپنی بیویوں حورعین اور اپنے رہائشی محلات کو نہ دیکھ لے'' (دیلمی)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنِ اسْتَغْفَرِ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ غُفِرَلَهُ مَا اكْتَسَبَ مِنَ الذُّنُوْبِ وَلَمْ يَخْرُجْ مِنَ الدُّنْيَا حَتّٰى يَرٰى أَزْوَاجَهُ مِنَ الْحُوْرِ وَمَسَاكِنَهُ مِنَ الْقُصُوْرِ (رواہ دیلمی۔ کذا فی الکنز فی کتاب الاذکار باب الاستغفار برقم ۲۱۰۱)

خوشخبری

ہم زیادہ استغفار کر کے ہر دکھ، ہر محرومی، ہر ذلت، ہر غم، ہر بیماری، ہر صدمے اور ہر آفت سے بچ سکتے ہیں اور اصل اجر اور ثواب تو آخرت کا ہے جس کے بارے میں اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا فرمان ہے

طُوْبٰى لِمَنْ وَجَدَ فِيْ صَحِيْفَتِهٖ اِسْتِغْفَارًا كَثِيْرًا

بہت عظیم خوشخبری یعنی اللہ پاک کی رضا اور جنت اُس کے لئے ہے جس کے نامہ اعمال میں زیادہ استغفار ہوگا کلمہ طیبہ، نماز اور جہاد کی برکت سے ''جماعت'' کو الحمد للہ کثرتِ استغفار کی طرف رہنمائی ہوئی ہے کلمہ طیبہ کا ورد ہرگز نہ چھوڑیں کم از کم مقدار بارہ سو اللہ کیلئے بہت اہتمام کریں تلاوت اور درود شریف ہرگز نہ چھوڑیں اور اب کثرت استغفار کو بھی اپنے معمولات کا حصہ بنالیں

لاتقنطوا!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبان سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے یہ پسند نہیں کہ مجھے دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب اس آیت کے بدلے میں مل جائے:

''یَا عِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ''

ترجمہ: اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کر رکھی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ (طبرانی)

زمین سے آسمان تک گناہ پھر بھی مغفرت

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے یا یہ فرمایا جس کے قبضے میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے اگر تم اس قدر خطائیں کرو کہ وہ زمین و آسمان کے درمیانی خلا کو بھر دیں اور پھر (بھی) تم اللہ تعالیٰ سے (استغفار کرو گے یعنی) مغفرت طلب کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت فرمائیں گے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے یا یہ فرمایا میری جان ہے اگر تم خطائیں نہ کرو تو اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو لے آئیں گے جو خطائیں کرے گی پھر استغفار کرے گی تو اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائیں گے۔

(احمد، ابویعلی، ابن ماجہ)

1525 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوُدَ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ هِلَالٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنِ ابْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ، قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلَا اُعَلِّمُكِ كَلِمَاتٍ تَقُولِينَهُنَّ عِنْدَ الْكَرْبِ - اَوْ فِي الْكَرْبِ؟ اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّي لَا اُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا.

قَالَ اَبُو دَاوُدَ: هٰذَا هِلَالٌ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، وَابْنُ جَعْفَرٍ هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ

سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

''کیا میں تمہیں ایسے کلمات کی تعلیم نہ دوں جنہیں تم پریشانی کے وقت پڑھ لیا کرو (یہاں ایک لفظ کے بارے میں راوی کو شک ہے)

''اللہ، اللہ میرا پروردگار ہے میں کسی کو اس کا شریک قرار نہیں دیتی''۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) ہلال نامی راوی عبدالعزیز کا غلام ہے اور ابن جعفر نامی راوی عبداللہ بن جعفر ہیں۔

1526 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ اِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ ثَابِتٍ، وَعَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، وَسَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ

عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ النَّهْدِیِّ، اَنَّ اَبَا مُوْسَی الْاَشْعَرِیَّ، قَالَ: کُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ، فَلَمَّا دَنَوْا مِنَ الْمَدِیْنَةِ کَبَّرَ النَّاسُ، وَرَفَعُوْا اَصْوَاتَهُمْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: یَا اَیُّهَا النَّاسُ، اِنَّکُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ، وَلَا غَائِبًا، اِنَّ الَّذِیْ تَدْعُوْنَهُ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ اَعْنَاقِ رِکَابِکُمْ، ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: یَا اَبَا مُوْسٰی، اَلَا اَدُلُّکَ عَلٰی کَنْزٍ مِنْ کُنُوْزِ الْجَنَّةِ؟ فَقُلْتُ، وَمَا هُوَ؟ قَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ،

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک سفر میں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا جب لوگ مدینہ منورہ کے قریب پہنچے' تو لوگوں نے بلند آواز میں تکبیر کہی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اے لوگو! تم کسی بہرے یا غیر موجود ذات کو نہیں پکار رہے تم جسے پکار رہے ہو وہ تمہارے اور تمہاری سواریوں کی گردنوں کے درمیان ہے (یعنی تم سے انتہائی زیادہ قریب ہے)''

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اے ابوموسیٰ! کیا میں تمہاری رہنمائی جنت کے ایک خزانے کی طرف نہ کروں؟ میں نے عرض کی: وہ کیا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لاحول ولا قوۃ الا باللہ (پڑھنا)''

1527 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ زُرَیْعٍ، حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ التَّیْمِیُّ، عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ، عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ اَنَّهُمْ کَانُوْا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، وَهُمْ یَتَصَعَّدُوْنَ فِیْ ثَنِیَّةٍ، فَجَعَلَ رَجُلٌ کُلَّمَا عَلَا الثَّنِیَّةَ نَادٰی: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ، وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، فَقَالَ نَبِیُّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّکُمْ لَا تُنَادُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا، ثُمَّ قَالَ: یَا عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ قَیْسٍ، فَذَکَرَ مَعْنَاهُ،

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: وہ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے وہ لوگ ایک پہاڑی پر چڑھ رہے تھے' جب بھی کوئی شخص پہاڑی پر چڑھتا تھا تو بلند آواز میں لا الہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھتا تھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم کسی بہرے یا غیر موجود کو نہیں پکار رہے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عبداللہ بن قیس (اس کے بعد راوی نے حسب سابق حدیث ذکر کی ہے)

1528 - حَدَّثَنَا اَبُوْ صَالِحٍ مَحْبُوْبُ بْنُ مُوْسٰی، اَخْبَرَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ الْفَزَارِیُّ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ، عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی بِهٰذَا الْحَدِیْثِ، وَقَالَ فِیْهِ، فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: یَا اَیُّهَا النَّاسُ ارْبَعُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اے لوگو! اپنے آپ کوسکون پہنچاؤ''۔

1529 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا اَبُو الْحُسَيْنِ زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ شُرَيْحٍ الْإِسْكَنْدَرَانِيُّ، حَدَّثَنِيْ اَبُوْ هَانِئٍ الْخَوْلَانِيُّ، اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا عَلِيٍّ الْجَنْبِيَّ، اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَالَ: رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا، وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا، وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص یہ پڑھتا ہے میں اللہ تعالیٰ کے پروردگار ہونے، اسلام کے دین ہونے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے سے راضی ہوں (یعنی ان پر ایمان رکھتا ہوں) اس شخص کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے''۔

شرح

اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور اس کی ذات وصفات پر ایمان محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ونبوت پر یقین واعتقاد، دین وشریعت کی حقانیت وصداقت پر کامل اعتماد اور اسلامی تعلیمات واحکام کی پیروی، اس کیفیت کے ساتھ ہونے چاہیے کہ دل ودماغ کے کسی گوشہ میں کوئی دباؤ، کوئی گھٹن، کوئی تکدر اور کوئی ناگواری ذرہ برابر محسوس نہ ہوتی ہو۔ رضا ورغبت، اطمینان خاطر اور دماغی وذہنی سکون کی وہ لہر پورے داخلی وخارجی وجود میں سرایت کیے ہوئے ہو، جو کسی انمول چیز کے حاصل ہو جانے پر دل ودماغ اور جسم کے پورے وجود کو مسرت وشادمانی اور احساس سرفرازی سے سرشار کر دیتی ہے۔ یہ بہت اہم بات ہے اس کو ہر حالت میں مدنظر رکھنا چاہیے۔ اس ایمان ویقین اور عمل آوری میں اگر کسی طرح کا کوئی انقباض اور تکدر پیدا ہوا تو سمجھو کہ ایمان کی روح رخصت ہوئی۔ ایسے آدمی پر اگرچہ ظاہری طور سے ایمان واسلام کے احکام نافذ ہوں گے مگر "اخلاص" سے خالی ہونے کے سبب نہ اس کا ایمان کامل سمجھا جائے گا اور نہ اس کو "حسن اسلام" نصیب ہوگا اور نہ ایمان ویقین کی حقیقی لذت سے وہ لطف اندوز ہو سکے گا۔

1530 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ، حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ وَاحِدَةً، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل کرتا ہے''۔

جمعہ کے دن صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا بیان

1531 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ اَبِي الْاَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ، عَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَاَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيْهِ، فَاِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ، قَالَ:

فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ: وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ، وَقَدْ اَرَمْتَ؟ - قَالَ: يَقُوْلُوْنَ: بَلِيتَ - قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِمْ

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''تمہارے دنوں میں سب سے زیادہ فضیلت والا دن جمعہ کا دن ہے تم اس دن میں مجھ پر بکثرت درود بھیجو کیونکہ تمہارا درود میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے''۔

راوی کہتے ہیں: لوگوں نے دریافت کیا: یارسول اللہ! ہمارا درود آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیسے پیش کیا جائے گا' جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بوسیدہ ہو چکے ہوں گے (یہاں ایک لفظ کے بارے میں راوی کو شک ہے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین کے لیے انبیاء کے جسموں کو حرام کر دیا ہے (یعنی زمین ان کو خراب نہیں کر سکتی)''۔

انبیاء علیہم السلام کی حیات کا بیان

علامہ غلام رسول سعیدی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کی حیات بھی قبر میں جسمانی ہے اور یہ سب سے اعلیٰ افضل اور قوی حیات ہے' اور انبیاء علیہم السلام دنیاوی احکام میں بھی زندہ ہوتے ہیں ان کی وفات کے ان کی میراث تقسیم نہیں کی جاتی اور وفات کے بعد انکی ازاوج مطہرات سے کسی شخص کے لیے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی حیات پر قرآن مجید کی یہ آیت دلیل ہے:

(آیت) ''فلما قضينا عليه الموت مادلهم على موته الا دآبة الارض تاكل منساته فلما خر تبينت الجن ان لوكانوا يعلمون الغيب مالبثوا فى العذاب المهين''۔ (سبا:۱۴)

ترجمہ: تو جب ہم نے سلیمان پر موت کا حکم نافذ کر دیا تو جنات کو ان کی موت پر سوائے زمین کی دیمک کے کسی نے مطلع نہیں کیا جو سلیمان کے عصا کو کھاتی رہیں' پھر جب سلیمان زمین پر آرہے تو جنوں پر یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ اگر یہ غیب جانتے ہوتے تو اس ذلت کے عذاب میں نہ پڑے رہتے۔

حضرت سلیمان (علیہ السلام) جنوں سے مسجد بیت المقدس کی تعمیر کی تجدید کرا رہے تھے' جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو موت کے وقت سے مطلع کر دیا تو آپ نے جنوں کو نقشہ بنا کر دیا اور خود ایک شیشہ کے مکان میں دروازہ بند کر کے عصا سے ٹیک لگا کر کھڑے ہوئے عبادت الٰہی میں مشغول ہو گئے اسی حالت میں فرشتے نے روح قبض کر لی اور آپ کا جسم مبارک اس عصا کے سہارے کھڑا رہا اور کسی کو آپ کی وفات کا احساس نہ ہو سکا' وفات کے بعد مدت دراز تک جن بہ دستور تعمیر کرتے رہے' جب تعمیر پوری ہو چکی تو وہ

1531- صحيح لغيره، هذا اسناد رجاله ثقات غير عبد الرحمٰن بن يزيد. فقد اختلفوا فى تعيينه، فذهب الدارقطنى وغيره الى انه ابن جابر الازدى الثقة، وعليه فالاسناد صحيح، وذهب الامام البخارى وابو زرعة وابو حاتم وابو داود وابن حبان الى انه عبد الرحمٰن بن يزيد بن تميم السلمى، فالاسناد ضعيف. ذكر ذلك الحافظ ابن رجب فى "شرح العلل" /684-6812، وابن القيم فى "جلاء الافهام" ص 35 والمنذرى فى "تهذيب سنن ابى داود" /2734-.274 واخرجه ابن ماجه (1085) النسائى فى "الكبرى" (1678) من طريق حسين بن على الجعفى، بهذا الاسناد. وهو فى "مسند احمد" (16162) وصحيح ابن حبان (910).

عصا دیمک کے کھانے کی وجہ سے گر پڑا تب سب کو آپ کی وفات کا حال معلوم ہوا اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ جنوں کو غیب کا علم نہیں ہوتا۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ انبیاء پر موت طاری ہونے کے بعد ان کا جسم صحیح سلامت رہتا ہے پھولنے پھٹنے گلنے اور سڑنے سے محفوظ رہتا ہے لیکن ان کی جسمانی حیات کی کیفیت ہمارے دائرہ احساس اور شعور سے خارج ہے۔ عصا میں جب گھن لگ گیا اور وہ زمین پر گر گیا اور حضرت سلیمان (علیہ السلام) کا جسم مبارک بھی زمین پر آ رہا تو اس سے یہ معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات جسمانی ہوتی ہے لیکن اس پر دنیاوی حیات کے آثار مرتب نہیں ہوتے' ورنہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) کا جسم اپنے قیام میں عصا کا محتاج نہ ہوتا اور عصا گرنے کے باوجود آپ کا جسم مبارک قائم رہتا۔ انبیاء علیہم السلام زائرین کے سلام کا جواب دیتے ہیں اور جو ان سے دعا کی درخواست کرتے ہیں ان کی شفاعت کرتے ہیں' اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں' اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کے مشاہدہ اور مطالعہ میں مستغرق رہتے ہیں اور احوال برزخ پر بھی نظر رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اذن سے کائنات میں تصرف بھی کرتے ہیں لیکن یہ تمام امور متشابہات میں سے ہیں' یہ امور ایسے نہیں ہیں جیسے دنیا میں کسی انسان سے صادر ہوتے ہیں' ان کی کیفیت ہم ایسے عام لوگوں کے دائرہ ادراک اور شعور سے خارج ہے' احادیث میں بھی انبیاء علیہم السلام کی جسمانی حیات اور ان کے جسمانی تصرفات پر دلیل ہے۔

امام مسلم روایت کرتے ہیں: حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وادی ازرق میں گزرے آپ نے فرمایا: یہ کون سی وادی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: یہ وادی ازرق ہے آپ نے فرمایا: گویا کہ میں (حضرت) موسیٰ کو دیکھ رہا ہوں' وہ باآواز بلند تلبیہ پڑھتے ہوئے اس وادی سے اتر رہے ہیں' پھر آپ وادی ھرشی سے گزرے' آپ نے فرمایا: یہ کون سی وادی ہے؟ صحابہ (رضی اللہ عنہم) نے عرض کیا یہ وادی ھرشی ہے' آپ نے فرمایا: گویا کہ میں (حضرت) یونس بن متی کی طرف دیکھ رہا ہوں' وہ ایک سرخ رنگ کی فربہ اونٹنی پر سوار ہیں' جس کی مہار کھجور کی چھال کی ہے' انہوں نے ایک اونی جبہ پہنا ہوا ہے اور وہ ''اللھم لبیک'' کہتے ہوئے اس وادی سے گزر رہے ہیں۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۹۴ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' کراچی' ۱۳۷۵ھ)

علامہ نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ انبیاء علیہم السلام حج اور تلبیہ کس طرح کرتے ہیں' حالانکہ وہ وفات پا چکے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام بہ منزلہ شہداء ہیں بلکہ ان سے افضل ہیں اور شہداء اپنے رب کے نزدیک زندہ ہیں' اس لیے ان کا حج کرنا اور نماز پڑھنا بعید نہیں ہے جیسا کہ دوسری حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔ (شرح مسلم ج ۱ ص ۹۴ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' کراچی' ۱۳۷۵ھ)

شیخ عثمانی لکھتے ہیں: انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں اس لیے ان کے حج کرنے سے کوئی چیز مانع نہیں ہے' (الی قولہ) اس حدیث کی توجیہ یہ ہے کہ آپ نے ان کی روح کو دیکھا تھا' آپ کے لیے ان کی روحوں کو اس طرح متشکل کر دیا گیا جس طرح شب معراج انبیاء علیہم السلام کی روحوں کو متشکل کر دیا گیا تھا اور ان کے اجسام قبروں میں تھے' علامہ ابن منیر وغیرہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نبی کی روح کے لیے ایک جسم مثالی بنا دیتا ہے' پھر وہ جس طرح خواب میں دکھائی دیتے ہیں' اسی طرح بیداری میں دکھائی دیتے ہیں۔
(فتح الملہم ج ۱ ص ۳۳۰' مطبوعہ مکتبہ الحجاز' کراچی)

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

حضرت انس (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس سے گزرا اس وقت وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۹۶ 'مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' کراچی' ۱۳۷۵ھ)

نیز امام مسلم روایت کرتے ہیں:

حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنے آپ کو انبیاء علیہم السلام کی ایک جماعت میں پایا' میں نے دیکھا کہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نماز پڑھ رہے ہیں اور ان کے بال قبیلہ شنوءہ کے لوگوں کی طرح گھنگریالے تھے' اور اس وقت حضرت عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے اور تمہارے نبی ان کے ساتھ سب سے زیادہ مشابہ ہیں' پھر نماز کا وقت آیا اور میں نے ان سب نبیوں کی امامت کی۔

(صحیح مسلم ج ۱ ص ۹۶ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' کراچی' ۱۳۷۵ھ)

علامہ نووی لکھتے ہیں:

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ آپ نے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو قبر میں نماز پڑھتے ہوئے کیسے دیکھا تھا' حالانکہ آپ نے تمام انبیاء علیہم السلام کو بیت المقدس میں نماز پڑھائی اور آپ نے ان کو آسمانوں میں بھی اپنے اپنے مراتب میں دیکھا اور ان کو سلام کیا اور انہوں نے آپ کو خوش آمدید کہا' اس کا جواب یہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ آپ نے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو قبر میں بیت المقدس جاتے ہوئے آسمانوں پر چڑھنے سے پہلے دیکھا ہو' پھر حضرت موسیٰ (علیہ السلام) آپ سے پہلے آسمان پر پہنچ گئے ہوں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آپ نے انبیاء علیہم السلام کو پہلے نماز پڑھائی ہو اور پھر ان کو آسمانوں پر دیکھا ہو اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ سے واپسی کے بعد آپ نے انبیاء علیہم السلام کو نماز پڑھائی ہو اور حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو دیکھا ہو۔

(شرح مسلم ج ۱ ص ۹۶ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' کراچی' ۱۳۷۵ھ)

شیخ اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

حضرت آدم (علیہ السلام) جمیع انبیاء میں اس کے قبل بیت المقدس میں بھی مل چکے ہیں اور اسی طرح وہ اپنی قبر میں بھی موجود ہیں اور اسی طرح بقیہ سموات میں جو انبیاء علیہم السلام کو دیکھا سب جگہ یہی سوال ہوتا ہے' اس کی حقیقت یہ ہے کہ قبر میں تو اصلی جسد سے تشریف رکھتے ہیں اور دوسرے مقامات پر انکی روح کا تمثل ہوا ہے یعنی غیر عنصری جسد سے جس کو صوفیہ جسم مثالی کہتے ہیں' روح کا تعلق ہوگیا اور اس جسد میں تعدد بھی اور ایک وقت میں روح کا سب کے ساتھ تعلق بھی ممکن ہے لیکن ان کے اختیار سے نہیں بلکہ محض بقدرت و مشیت حق۔ (نشر الطیب ص ۶۵-۶۴ 'مطبوعہ تاج کمپنی لمیٹڈ' کراچی)

اللہ تعالیٰ کی قدرت تو محل کلام نہیں ہے لیکن انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس قسم کے اختیار عطا فرماتا ہے۔

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

حضرت اوس بن اوس (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے دنوں میں جمعہ کا دن سب سے افضل ہے' اس دن مجھ پر بہ کثرت درود پڑھا کرو' کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے' صحابہ نے کہا: یارسول اللہ! آپ پر ہمارا درود کس طرح پیش کیا جائے گا حالانکہ آپ کا جسم بوسیدہ ہو چکا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے جسم کھانے کو حرام کر دیا ہے۔ (سنن ابوداؤد ج۱ ص۱۴۴' ۲۱۴ مطبوعہ مطبع مجتبائی' پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس وقت بھی کوئی شخص مجھ پر سلام پیش کرتا ہے اس وقت اللہ نے مجھ پر روح لوٹائی ہوئی ہوتی ہے حتیٰ کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

(سنن ابوداؤد ج۱ ص۲۷۹ مطبوعہ مطبع مجتبائی' پاکستان' لاہور ۱۴۰۵ھ)

حیات انبیاء پر حضرت سلیمان (علیہ السلام) کے گرنے سے معارضہ کے جوابات:

قرآن مجید میں ذکر ہے کہ وفات کے بعد عصا کا سہارا نہ ہونے کی وجہ سے حضرت سلیمان (علیہ السلام) کا جسم زمین پر آرہا' اور احادیث صحیحہ میں وفات کے بعد انبیاء علیہم السلام کا ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا' نمازیں پڑھنا' حج کرنا' سلام جواب دینا اور باتیں کرنا مذکور ہے۔ ان میں توفیق اور تطبیق کی حسب ذیل صورتیں ہیں:

(۱) عام انسانوں اور جنات کی نظروں میں انبیاء علیہم السلام کے اجسام پر وفات کے بعد آثار حیات نہیں ہوتے۔ ان میں آثار حیات کا مشاہدہ صرف اہل اللہ اور انبیاء علیہم السلام ہی کر سکتے ہیں۔

(۲) انبیاء علیہم السلام کے اجسام عنصریہ میں حس اور حرکت ارادی کے آثار نہیں ہوتے البتہ انکی روح کے ساتھ اجسام مثالیہ کو متعلق کر دیا جاتا ہے اور تصرف کے جس قدر واقعات کا ذکر احادیث میں ہے یہ سب اجسام مثالیہ ہیں۔

(۳) وفات کے بعد انبیاء علیہم السلام کے اجسام کے احوال مختلف ہوتے ہیں بعض اوقات اللہ تعالیٰ اپنی کسی حکمت کو ظاہر کرنے کے لیے ان سے آثار حیات کو سلب فرمالیتا ہے (جیسے حضرت سلیمان (علیہ السلام) کے واقعہ میں جنوں کے دعویٰ علم غیب کو رد کرنا مقصود تھا یا ان کی وفات ظاہر کر کے ان کی تجہیز و تکفین اور ان کو قبر میں دفن کرانا تھا) اور بعض اوقات اپنی کسی حکمت کو ظاہر کرنے کے لیے ان کے اجسام میں آثار حیات جاری فرما دیتا ہے' جیسے ہمارے نبی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور شان ظاہر کرنے کے لیے شب معراج آپ کی اقتداء میں سب نبیوں سے نماز پڑھوائی اور عبادت میں ان کا شغف ظاہر کرنے کے لیے وفات کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو انہیں نماز پڑھتا ہوا اور حج کرتا ہوا دکھایا۔

وفات کے بعد انبیاء علیہم السلام کے دکھائی دینے کی کیفیت کا بیان

امام غزالی لکھتے ہیں:

صوفیاء کی پہلی منزل مکاشفات اور مشاہدات سے شروع ہوتی ہے' حتیٰ کہ وہ بیداری میں فرشتوں کا اور ارواح انبیاء کا مشاہدہ کرتے ہیں' ان کی آوازیں سنتے ہیں اور ان سے فوائد حاصل کرتے ہیں۔

(المنقذ من الضلال ص۵۰ مطبوعہ ادارۃ الاوقاف لاہور' ۱۹۷۱ء)

علامہ سیوطی لکھتے ہیں:

آیا ذات مصطفیٰ ﷺ کی زیارت آپ کے جسم اور روح کے ساتھ ہوتی ہے یا جسم مثالی کے ساتھ؟ امام غزالی نے کہا ہے کہ ارباب احوال آپ کے جسم اور روح کو نہیں دیکھتے بلکہ مثال کو دیکھتے ہیں (علامہ سیوطی فرماتے ہیں) آپ کی ذات مبارکہ کی جسم اور روح کے ساتھ زیارت ممتنع نہیں کیونکہ آپ ﷺ اور باقی انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں اور آپ سب کی روحیں آپ کے جسموں میں لوٹا دی گئی ہیں اور تمام انبیاء کو اپنی قبروں سے باہر آنے کا اور تمام کائنات میں تصرف کرنے کا اذن دیا گیا ہے اور امام بیہقی نے حیات انبیاء میں ایک رسالہ لکھا ہے اور ''دلائل النبوۃ'' میں لکھا ہے کہ انبیاء علیہم السلام شہداء کی طرح اپنے رب کے پاس زندہ ہیں۔

(الحاوی للفتاوی ج۲ ص ۲۶۳ 'مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد)

علامہ آلوسی حنفی لکھتے ہیں:

یا تو نبی کریم ﷺ کی روح دکھائی دیتی ہے بایں طور کہ وہ مختلف صورتوں میں دکھائی دیتی ہے اور اس کا تعلق جسد انور کے ساتھ باقی رہتا' جیسا کہ جبرائیل (علیہ السلام) حضرت دحیہ کلبی کی صورت میں نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوتے تھے اور سدرۃ المنتہیٰ سے جدا نہیں ہوتے تھے اور یا آپ کا جسم مثالی دکھائی دیتا ہے جس کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی روح متعلق ہوتی ہے اور یہ ہوسکتا ہے کہ بے شمار اجسام مثالیہ ہوں اور ان سب کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی روح واحد متعلق ہو جیسا کہ ایک جسم کے متعدد اعضاء کے ساتھ روح واحد متعلق ہوتی ہے۔ (روح المعانی ج۲۲ ص ۳۷ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

شیخ انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں:

میرے نزدیک بیداری میں نبی کریم ﷺ کی زیارت ممکن ہے کیونکہ منقول ہے کہ علامہ سیوطی نے بائیس مرتبہ نبی کریم ﷺ کو دیکھا اور آپ سے چند احادیث کی صحت کے متعلق سوال کیا اور آپ کے صحیح فرمانے کے بعد ان احادیث کو صحیح لکھا اور علامہ شعرانی نے لکھا ہے کہ انہوں نے آپ کی بیداری میں زیارت کی اور آٹھ ساتھیوں کے ساتھ آپ سے ''بخاری'' پڑھی جن میں سے ایک حنفی تھا۔ (فیض الباری ج۱ ص ۲۰۴ 'مطبوعہ مطبع حجازی' مصر' ۱۳۵۷ھ)

اس تمام بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اور دیگر انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبور مبارکہ میں اپنے جسد عنصری کے ساتھ زندہ ہیں اور اپنی عبادت اور اللہ تعالیٰ کی تجلیات کے مشاہدہ میں مشغول ہیں' ان پر اعمال پیش کیے جاتے ہیں' نیک اعمال دیکھ کر وہ اللہ کی حمد کرتے ہیں اور برے اعمال دیکھ کر امت کے لیے استغفار کرتے ہیں اور اہل اللہ اور خاص خاص بندگان خدا ان کی زیارت سے مستفید ہوتے ہیں' ان کا کلام سنتے ہیں اور وہ اپنی قبروں سے باہر بھی آتے ہیں اور زمین اور آسمان میں جہاں چاہیں تشریف لے جاتے ہیں' ایک وقت میں کئی جگہ بھی تشریف لے جاتے ہیں' اس وقت ان کی روح کئی صورتوں میں متمثل ہوتی ہے یا ایک وقت میں کئی جگہ ان کے اجسام مثالیہ نظر آتے ہیں' نبی کریم ﷺ کو جو حاضر ناظر کہا جاتا ہے اس کا یہی مفہوم ہے' حاضر ناظر کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ اپنے جسم معروف اور جسد عنصری کے ساتھ ایک وقت میں ہر جگہ موجود ہوتے ہیں۔

(تفسیر تبیان القرآن' سورہ بقرہ' لاہور)

بَابُ النَّهْيِ عَنْ أَنْ يَدْعُوَ الْإِنْسَانُ عَلَى أَهْلِهِ وَمَالِهِ

باب: اس بات کی ممانعت کہ آدمی اپنے اہل خانہ یا مال کے خلاف دعا کرے

1532 - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَيَحْيَى بْنُ الْفَضْلِ، وَسُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالُوا: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ مُجَاهِدٍ أَبُو حَزْرَةَ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَدْعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ، وَلَا تَدْعُوا عَلَى أَوْلَادِكُمْ، وَلَا تَدْعُوا عَلَى خَدَمِكُمْ، وَلَا تَدْعُوا عَلَى أَمْوَالِكُمْ، لَا تُوَافِقُوا مِنَ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى سَاعَةَ نَيْلٍ فِيهَا عَطَاءٌ، فَيَسْتَجِيبَ لَكُمْ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا الْحَدِيثُ مُتَّصِلٌ، عُبَادَةُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ، لَقِيَ جَابِرًا

❁❁ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''اپنے خلاف دعا نہ کرو اور اپنی اولاد کے خلاف دعا نہ کرو اور اپنے خادموں کے خلاف دعا نہ کرو اپنے اموال کے خلاف دعا نہ کرو' کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہاری دعا کسی ایسے وقت میں ہو' جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی گھڑی ہو' جس میں وہ دعا قبول ہو جائے''۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ روایت متصل ہے عبادہ بن ولید نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی ہے۔

بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى غَيْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی کے لیے لفظ ''صلوٰۃ'' (رحمت) استعمال کرنا

1533 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ نُبَيْحٍ الْعَنَزِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ امْرَأَةً، قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَلِّ عَلَيَّ وَعَلَى زَوْجِي، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكِ وَعَلَى زَوْجِكِ

❁❁ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک خاتون نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لیے اور میرے شوہر کے لیے دعائے رحمت کیجئے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ تم پر اور تمہارے شوہر پر رحمت نازل کرے''۔

غیر نبی پر درود وسلام بھیجنے کا حکم

تمام انبیاء و مرسلین پر درود وسلام بھیجا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے۔

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ۞ سَلٰمٌ عَلَى نُوحٍ فِي الْعٰلَمِينَ ۞ إِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ

(الصافات: ۷۸-۸۰)

''اور ہم نے بعد والوں میں اس کی تعریف برقرار رکھی ہے۔نوح پر تمام جہانوں میں سلام ہو۔نیکی کرنے والے کو ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔''

حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے بارے میں فرمایا۔

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ٥ سَلَامٌ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ٥ (الصافات:۱۱۹-۱۲۰)

''اور ہم نے بعد والوں میں اس کی تعریف برقرار رکھی۔ابراہیم پر سلام ہو''

حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور ہم نے بعد میں آنے والوں میں ان دونوں کی تعریف برقرار رکھی۔موسیٰ اور ہارون پر سلام ہو۔''

نیز فرمایا۔

سَلَامٌ عَلَىٰ إِلْ يَاسِينَ (الصافات:۱۳۰) ''الیاس پر سلام ہو۔''

یعنی بعد میں آنے والے انبیاء کرام پر سلام کا ذکر موجود ہے۔مفسرین کی ایک جماعت جس میں مجاہد اور دیگر حضرات شامل ہیں۔اس بات کی قائل ہے کہ

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ (الصافات:۷۸) سے مراد تمام انبیاء کی تعریف ہے۔

قتادہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔آپ عمدہ تعریف اور سچائی کو دو الگ قول قرار نہیں دے سکتے جیسا کہ بعض مفسرین نے ایسا کیا ہے۔جبکہ یہ ایک ہی قول ہے۔

جو حضرات اس بات کے قائل ہیں کہ جو چیز ترک کی گئی ہے وہ سلام ہے تو اس صورت میں ''سلام'' علی نوح ایک مستقل جملے کے طور پر ترکنا کا مفعول واقع ہوگا اور آیات کا مفہوم یہ ہوگا کہ تمام جہان والے حضرت نوح اور ان کے بعد آنے والے انبیاء پر سلام بھیجتے ہیں اور جنہوں نے عمدہ تعریف اور سچائی کی تفسیر بیان کی ہے۔انہوں نے سلام اور اس کے موجب کے لازم کو سامنے رکھا ہے۔یعنی ان کی تعریف اور ان کو جو سچائی دی گئی تھی اسی کی وجہ سے جب بھی ان کا ذکر ہو ان پر سلام بھیجا جاتا ہے۔

(الدر المصون (4/218-219) کشاف (1/598) منار الھدی (89)

مفسرین کی ایک جماعت جس میں ابن عطیہ بھی شامل ہیں۔یہ بیان کرتے ہیں۔

کہ جن حضرات نے سابقہ تفسیر کے مطابق ''سلام علیٰ نوح'' ایک ابتدائی جملہ ہوگا جس کا کوئی اعراب نہیں ہوگا۔اور جملہ یوں ہوگا۔

سلام من الله سلم به علیه

یہ حضرات یہ بات بیان کرتے ہیں کہ یہ سلام درحقیقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت نوح کیلئے یہ نعمت ہے کہ کوئی بھی شخص آپ کا ذکر ناپسندیدہ الفاظ میں نہیں کرے گا۔

طبری کہتے ہیں اس کو تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ جن لوگوں میں ان کی تعریف برقرار رکھی گئی ہے وہ بعد میں آنے والے

ہیں جبکہ سلام ان پر تمام جہانوں میں بھیجا گیا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف کو برقرار رکھا ہے۔

(ابن قیم کہتے ہیں) یہ تفسیر چند حوالوں سے ضعیف ہے۔

۱۔ اس تفسیر کی صورت میں "ترکنا" کے مفعول کا محذوف ماننا پڑے گا اور اس مفروضے کی صورت میں کلام میں کوئی فائدہ باقی نہیں رہے گا کیونکہ اس وقت جملے کا مفہوم یہ ہوگا۔ کہ ہم نے بعد میں آنے والوں میں انہیں برقرار رکھا ہے۔ لیکن یہ نہیں پتہ چل سکا کہ کیا برقرار رکھا ہے؟ کیونکہ آپ کے نزدیک سابقہ آیت میں موجود سلام کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

۲۔ اگر یہاں مفعول کو محذوف کر دیا جائے تو بہرال کسی ایک جگہ پر اسے ذکر ضرور کرنا چاہئے تھا۔ تا کہ اس محذوف مقام کی مراد پر دلالت کر سکے۔ اسے دو جگہ محذوف نہیں کرنا چاہئے۔

قرآن کا اسلوب یہ ہے بلکہ ہر فصیح کلام کا اسلوب یہی ہے کہ ایک چیز کو پہلے ایک جگہ ذکر کیا جاتا ہے اور پھر اسے کسی دوسرے مقام پر محذف کر دیا جاتا ہے تا کہ ذکر کردہ لفظ محذوف لفظ پر دلالت کر سکے۔ عام طور پر لفظ ذکر کیا جاتا ہے، بہت کم حذف ہوتا ہے لیکن ہر جگہ حذف ہی کیا گیا ہو ایسا کہیں نہیں ہوتا۔ جبکہ دلالت کیلئے کوئی لفظ بھی موجود نہ ہو۔ قرآن میں ایسا نہیں ہوتا۔

۳۔ حضرت ابن مسعود کی قرأت میں یہ الفاظ ہیں۔

اس میں آخر میں لفظ سلام مذکور ہے جسے منصوب پڑھا جائے گا۔ یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ عام قرأت کے مطابق محذوف لفظ سلام میں ہوگا۔

۴۔ اگر سلام کا ماقبل کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہو تو یہ بات وضاحت کے منافی ہوگی۔ کیونکہ سابقہ عبادت پر وقف کرنا درست ہوگا۔

آپ غور کریں کہ جب کوئی شخص یہ آیت سنے۔

"اور ہم نے انہیں بعد میں آنے والوں میں باقی رکھا۔"

اب سننے والے کو یہ شوق ہوگا کہ وہ پوری بات سے واقف ہو اور اس سے کوئی فائدہ حاصل کرے لیکن اگر یہاں کلام کو ختم تصور کیا جائے تو ہونا یہ چاہئے کہ سننے والے کو تسلی ہو جائے۔ مگر وہ تو کلام پورا ہونے کا مشتاق ہے یعنی یہ جاننا چاہتے ہیں کونسی چیز متروک ہے؟ اس لئے "ال آخرین" پر کیا جانے والا وقف مکمل وقف نہیں ہوگا۔

اگر یہ کہا جائے کہ ایسی صورت میں مفعول کو حذف کرنا جائز ہے کیونکہ لفظ "ترک" یہاں عطا کرنے کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں خوبیاں عطا کی ہیں اور پھر ان کی تعریف کو بعد میں آنے والوں میں برقرار رکھا۔ لفظ "اعطی" کے بعد اس کے دونوں مفعولوں کو ذکر بھی کیا جاسکتا ہے اور ان دونوں کو حذف بھی کیا جا سکتا ہے اور ان دونوں میں سے کسی ایک پر اکتفا بھی کیا جاسکتا ہے۔ قرآن میں اس کی مثالیں موجود ہیں۔ (روح المعانی (23/99)

إِنَّا أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ (الکوثر:۱)

"ہم نے تمہیں کوثر عطا کی۔"

یہاں دونوں مفعول مذکور ہیں۔

ایک مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی (اللیل:۵)

''پس جو شخص عطا کرے۔''

یہاں دونوں مفعول محذوف ہیں۔

ایک مقام پر یہ ارشاد ہوتا ہے:

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ (الضحیٰ:۵)

''اور عنقریب تمہارا پروردگار تمہیں عطا کردے گا۔''

یہاں پہلے مفعول کو ذکر کیا گیا ہے اور دوسرے کو محذوف کیا گیا ہے۔

ایک مقام پر یوں ارشاد ہوتا ہے۔

وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ (المائدہ:۵۵)

''اور وہ زکوٰۃ دیتے ہیں۔''

یہاں دوسرے مفعول پر اکتفا کیا گیا ہے اور پہلے کو حذف کردیا گیا ہے۔

عطا کرنا، قابل تعریف فعل ہے اور یہ لفظ اس بات کی دلیل ہے کہ جس مفعول کو عطا کیا گیا ہے اسے عطا وصول ہوگئی ہے۔ عطا کرنے کا مطلب کسی کے ساتھ کوئی بھلائی کرنا یا کوئی فائدہ پہنچانا ہے۔ اس لئے یہاں دونوں مفعول ذکر کرنا، انہیں حذف کرنا یا حسب ضرورت ان دونوں میں سے کسی ایک پر اکتفا کرنا جائز ہے۔

اگر یہ مقصد ہو کہ انسان میں عطا کرنے کے جذبے کو ابھارا جائے جو اسے بخل اور کنجوسی سے نکال دے تو اس وقت صرف فعل کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی (اللیل:۵)

''یہاں یہ نہیں کیا گیا کہ کس کو عطا کیا گیا ہے، یا کیا عطا کیا ہے۔ اسی طرح آپ یہ بھی کہتے ہیں کہ فلاں شخص بہت صدقہ و خیرات کرتا ہے۔ بہت دیتا ہے اور حسن سلوک کا مظاہرہ کرتا ہے۔ (مگر یہ وضاحت نہیں کرتے کہ کس کو کیا دیتا ہے؟)''

نبی اکرم ﷺ سے بھی یہ دعا منقول ہے۔

اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ

''اے اللہ! جسے تو عطا کرنا چاہے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جسے تو نہ دینا چاہے اسے کوئی کچھ دے نہیں سکتا''۔[۱]

''کیونکہ یہاں اصل مقصد یہ ہے کہ اس بات کی وضاحت کی جائے کہ دینے اور نہ دینے کا تعلق اللہ کی مرضی کے ساتھ ہے۔''

اس لئے یہاں یہ ذکر نہیں کیا گیا کہ کس کو کیا ہوگیا۔ اصل مقصد یہی ہے کہ دینا نہ دینا تیری مرضی ہے تو اس معاملے میں منفرد

ہے۔اس میں کوئی تیرا شریک نہیں ہے۔اس لئے یہاں دونوں مفعول ذکر کرنا بلاغت کے منافی ہوگا۔

اگر دونوں مفعول ذکر کرنا مقصود ہو تو پھر دونوں مفعول ذکر کیے جاتے ہیں۔جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّا أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ (الکوثر:۱)

یہاں دونوں مفعول ذکر کیے گئے ہیں کیونکہ اصل مقصد یہ ہے کہ سامع کو نبی اکرم ﷺ کی بنیادی خصوصیت سے آگاہ کیا جائے کہ آپ کو"الکوثر" عطا کی گئی اور یہ مقصد اس وقت تک حاصل نہیں ہوگا جب تک دونوں مفعول ذکر نہ کیے جائیں۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِينًا وَّيَتِيمًا وَّأَسِيرًا (الدھر:۸)

"اور وہ پوری خوشی سے مسکین، یتیم اور اسیر کو کھلاتے ہیں۔"

کیونکہ یہاں صرف ایک مفعول کا ذکر کرنا مقصود تھا (یعنی کس کو کھلایا جائے) اس لئے صرف اسی ایک کے ذکر پر اکتفا کیا جائے۔(کیا کھلایا؟ یہ بیان نہیں کیا کیونکہ ضرورت نہیں ہے) اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَآتُوا الزَّكٰوةَ "اور وہ زکوٰۃ دیتے ہیں۔"

اصل مقصد یہ ہے کہ اس بات کی وضاحت کی جائے کہ وہ لوگ اپنے اس فرض کو ادا کرتے ہیں اور اس میں تاخیر نہیں کرتے اس لئے اس کا ذکر کر دیا کیونکہ مقصود یہی تھا۔

اسی طرح قرآن نے اہل جہنم کا یہ قول نقل کیا ہے۔

لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ ۙ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِينَ (المدثر:۴۳-۴۴)

"ہم نماز نہیں پڑھتے تھے اور مسکین کو کھلاتے نہیں تھے۔"

یہاں اصل مقصد یہ بیان کرنا ہے کہ جس شخص کو کھلانا ضروری ہے یہ بخل کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسے کھلاتے نہیں تھے کیونکہ ان کے دل سخت ہو چکے تھے۔اس لئے جو بات مقصود تھی اسے بیان کر دیا یہ نہیں بتایا کہ کیا نہیں کھلاتے تھے۔

اگر آپ اس حوالے سے قرآن میں غور و فکر کریں کہ کس طرح اصل مقصد کو بیان کیا جاتا ہے اور جو چیز مقصود نہ ہو اسے ذکر نہیں کیا جاتا۔تو آپ اس کے اعجاز اور وضاحت کے کمال کے بہت سے اسرار سے واقف ہو جائیں گے۔

جہاں تک مذکورہ آیت میں موجود فعل ترک کا تعلق ہے تو اس لفظ کے ذریعے نہ تو کسی چیز کا احساس دلایا جاتا ہے اور نہ ہی یہ تعریف کرنے کیلئے استعمال ہوتا ہے۔جیسے اگر آپ یہ کہیں کہ فلاں شخص ترک کرتا ہے تو سننے والے کو کچھ سمجھ نہیں آئے گا۔لیکن اگر آپ یہ کہیں کہ فلاں شخص کھانا کھلاتا ہے یا صدقہ وخیرات کرتا ہے۔تو سننے والے لوگوں کو یہ بات پتہ چل جائے گی۔اس لئے لفظ ترک کے بعد یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ کس چیز کو ترک کیا گیا ہے۔اس لئے یہ نہیں کہا جاتا کہ فلاں شخص تارک ہے۔لیکن یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ معطی یا مطعم ہے۔اللہ تعالیٰ کے اسماء میں بھی لفظ "المعطی" شامل ہے۔اس لئے لفظ ترک کو "اعطا" پر قیاس کرنا غلط ہے۔

سلامٌ علی نوحٍ فی العالمین۔ یہ جملہ ایک حکایت ہے۔

زمخشری کہتے ہیں" ال آخرین" سے مراد دوسری آیتیں ہیں یعنی ان آیات کا مفہوم یہ ہوگا کہ دوسری امتیں ان کو سلام بھیجتی ہیں اوران کے لئے دعا کرتی ہیں۔ یعنی یہ کلام بطور حکایت نقل کیا گیا ہے جیسے آپ یہ کہیں۔

میں نے یہ آیت پڑھی۔ سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا۔ (اس سورۃ کو ہم نے نازل کیا)

۵۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

"نوح پر تمام جہانوں میں سلام ہو"

یہ بات طے ہے کہ یہ سلام ہوگا کہ جو تمام جہانوں کے لوگ ان پر بھیجیں گے اور آپ کی تعریف کریں گے اور آپ کے لئے دعا کریں گے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ بیان کردیا کہ ان پر سلام بھیجنے کی روایت تمام جہانوں میں موجود رہے گی۔ لیکن ان پر اللہ تعالیٰ کا سلام بھیجنا، یہ جہانوں کے ساتھ مقید نہیں ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ سے ایسا سوال بھی نہیں کیا جاسکتا لہٰذا کوئی شخص ایسا نہیں کہہ سکتا کہ اللہ کے رسول پر تمام جہانوں میں سلام نازل ہو یا اے اللہ! تو اپنے رسول پر تمام جہانوں میں درود نازل کر۔ اس لئے مذکورہ بالا آیت میں درود وسلام سے مراد اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ سلام ہوتا تو اس طرز پر سلام کی دعا کرنا بھی درست ہوتا۔

بعض مفسرین کا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر تمام جہانوں میں سلام بھیجا ہے اور بعد میں آنے والوں میں ان کی تعریف کو برقرار رکھا ہے تو اللہ تعالیٰ کی نیت یہ ہے کہ وہ اپنے انبیاء اور مرسلین پر سلام بھیجے اور ان کی تعریف کرنے کی روایت کو بعد میں آنے والی اقوام میں برقرار رکھتا ہے۔ اور یہ ان حضرات کے اس صبر کا نتیجہ ہوتی ہے جو وہ رسالت کی ذمہ داریاں ادا کرنے کے دوران مختلف طرح کی پریشانیوں کا سامنا کرتے ہوئے اس صبر پر کاربند رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے یہ اطلاع دی ہے کہ نوح کی تعریف کو تمام جہانوں میں برقرار رکھا گیا ہے اور یہ سلام ان تمام جہانوں میں ثابت بھی ہے۔ کوئی ایک جہان اس سے خالی نہیں ہے، فرشتے، انسان اور جنات ہر طبق میں اور ہر زمانے میں انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہیں کہ کس طرح انہوں نے فریضہ رسالت کی ادائیگی کے دوران صبر وبرداشت کا مظاہرہ کیا۔ ان کے بعد تشریف لانے والے تمام انبیاء انہی کے ڈیادوں کے ہمراہ مبعوث ہوئے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا (الشوریٰ:۱۳)

"(اللہ تعالیٰ نے) تمہارے لئے اسی دین کو مشروع کیا ہے جس کی تلقین نوح کو کی تھی۔"

جہاں تک حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منسوب قول کا تعلق ہے تو ہم یہ پہلے بیان کرچکے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک اس سلام سے مراد ان کی تعریف ہے۔ یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سلام کا معنی اور اس کا فائدہ بیان کیا ہے۔

جہاں تک انبیاء کرام پر درود بھیجنے کا تعلق ہے تو شیخ اسماعیل بن اسحاق نے اپنی کتاب میں، اپنی سند کے ہمراہ حضرت ابوہریرہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے۔

صلوا علی انبیاء اللہ 'فان اللہ بعثهم' کما بعثنی

"اللہ کے نبیوں پر درود بھیجو کیونکہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث کیا ہے اسی طرح انہیں بھی مبعوث کیا گیا ہے۔"[1]

اسی روایت کو طبرانی نے بھی اپنی سند کے ہمراہ نقل کیا ہے۔

طبرانی اپنی سند کے ہمراہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کرتے ہیں۔

اِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَيَّ فَصَلُّوْا عَلٰى اَنْبِيَاءِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ بَعَثَهُمْ كَمَا بَعَثَنِيْ

"جب تم مجھ پر درود بھیجو تو اللہ تعالیٰ کے نبیوں پر بھی درود بھیجو کیونکہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث کیا ہے اسی طرح انہیں بھی مبعوث کیا ہے۔"[2]

اس بارے میں ایک روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور ایک روایت کے مطابق حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے۔

حافظ ابوموسیٰ مدینی کہتے ہیں۔ ایک مرتبہ ایک بزرگ نے حضرت آدم کو خواب میں دیکھا کہ وہ اس بات کا شکوہ کر رہے تھے کہ ان کی اولاد ان پر اور تمام انبیاء و مرسلین پر بہت کم درود بھیجتی ہے۔

(ابن قیم کہتے ہیں) حافظ موسیٰ اگرچہ ضعیف ہیں لیکن ان کی روایت ذکر کی جاسکتی ہے۔ بہت سے علماء نے یہ بات بیان کی ہے کہ انبیاء کرام پر درود بھیجنے کی مشروعات پر اجماع منعقد ہو چکا ہے۔ ان میں شیخ محی الدین اور دیگر اہل علم شامل ہیں۔

امام مالک سے ایک یہ روایت بھی منسوب ہے کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور پر درود نہیں بھیجا جائے گا۔

آپ کے شاگردوں نے اس کی یہ تاویل دی ہے کہ جس طرح ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے پابند ہیں اسی طرح دیگر انبیاء پر درود بھیجنے کے پابند نہیں ہیں۔

بَابُ الدُّعَاءِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ

باب: کسی کی غیر موجودگی میں اس کے لیے دعا کرنا

1534 - حَدَّثَنَا رَجَاءُ بْنُ الْمُرَجَّى، حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، اَخْبَرَنَا مُوْسَى بْنُ ثَرْوَانَ، حَدَّثَنِيْ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ كَرِيْزٍ، حَدَّثَتْنِيْ اُمُّ الدَّرْدَاءِ، قَالَتْ: حَدَّثَنِيْ سَيِّدِيْ اَبُو الدَّرْدَاءِ، اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اِذَا دَعَا الرَّجُلُ لِاَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ، قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ: آمِيْنَ، وَلَكَ بِمِثْلٍ

❀❀ سیدہ اُم درداء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میرے آقا (یعنی حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ) نے مجھے یہ بات بتائی کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

1۔ عبدالرزاق (3118) اسمٰعیل قاضی، فضل الصلوۃ علی النبی (45) سخاوی، ابوعبداللہ محمد بن عبدالرحمن "القول البدیع فی الصلوۃ علی الحبیب الشفیع" (80)

2۔ سخاوی، ابوعبداللہ محمد بن عبدالرحمن "القول البدیع فی الصلوۃ علی الحبیب الشفیع" (80)

''جب کوئی شخص اپنے بھائی کے لیے اس کی غیر موجودگی میں دعا کرتا ہے' تو فرشتے کہتے ہیں: آمین اور تمہیں بھی اسی مانند (نصیب ہو)''۔

1535 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِیَادٍ، عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ اَسْرَعَ الدُّعَاءِ اِجَابَةً، دَعْوَةُ غَائِبٍ لِغَائِبٍ

❀❀ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''سب سے زیادہ تیزی سے مستجاب ہونے والی دعا' کسی شخص کی غیر موجود شخص کے لیے کی جانے والی دعا ہے''۔

1536 - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتُوَائِيُّ، عَنْ يَحْيٰى، عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ، عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ، اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَا شَكَّ فِيْهِنَّ: دَعْوَةُ الْوَالِدِ، وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ، وَدَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ

❀❀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''تین دعاؤں کے مستجاب ہونے کے بارے میں کوئی شک نہیں ہے' والد کی (اولاد کے لیے کی جانے والی) دعا' مسافر کی دعا اور مظلوم کی دعا''۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ الرَّجُلُ اِذَا خَافَ قَوْمًا

باب: جب آدمی کو کسی قوم کی طرف سے خوف ہو' تو وہ کیا پڑھے؟

1537 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى، ثنا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهُ، اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا خَافَ قَوْمًا، قَالَ: اللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِیْ نُحُوْرِهِمْ، وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ

❀❀ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کسی قوم (کی طرف سے حملے وغیرہ یا نقصان پہنچانے) کا اندیشہ ہوتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ پڑھتے تھے۔

''اے اللہ! ہم ان کے مقابلے میں تجھے کرتے ہیں اور ان کے شر سے تیری پناہ مانگتے ہیں''۔

1537- اسنادہ صحیح۔ ھشام: ھو ابن ابی عبد اللہ الدستوائی، وقتادۃ: ھو ابن دعامۃ السدوسی، وابو بردۃ: ھو ابن ابی موسی عبد اللہ بن قیس الاشعری۔ واخرجہ النسائی فی "الکبری" (8577) و (10362) من طریق معاذ بن ھشام، بھذا الاسناد۔ وھو فی "مسند احمد" (19719)، و "صحیح ابن حبان" (4765)۔

بَابٌ فِي الِاسْتِخَارَةِ

باب: استخارہ کا بیان

1538 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُقَاتِلٍ، خَالُ الْقَعْنَبِيِّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عِيسٰى، الْمَعْنٰى وَاحِدٌ، قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الْمَوَالِ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا الِاسْتِخَارَةَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ، يَقُولُ لَنَا: إِذَا هَمَّ أَحَدُكُمْ بِالْأَمْرِ، فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيضَةِ، وَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ، وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ، فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ، وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ، اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ - يُسَمِّيهِ - بِعَيْنِهِ الَّذِي يُرِيدُ خَيْرٌ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي، وَمَعَادِي، وَعَاقِبَةِ أَمْرِي، فَاقْدُرْهُ لِي، وَيَسِّرْهُ لِي، وَبَارِكْ لِي فِيهِ، اللَّهُمَّ وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُهُ شَرًّا لِي مِثْلَ الْأَوَّلِ، فَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاصْرِفْهُ عَنِّي، وَاقْدِرْ لِي الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ، ثُمَّ رَضِّنِي بِهِ، أَوْ قَالَ: فِي عَاجِلِ أَمْرِي، وَآجِلِهِ، قَالَ ابْنُ مَسْلَمَةَ وَابْنُ عِيسٰى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ

⊛⊛ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں استخارہ کی تعلیم یوں دیتے تھے' جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں قرآن کی کسی سورت کی تعلیم دیتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے یہ فرماتے تھے۔

جب کسی شخص کو کوئی معاملہ درپیش ہو' تو وہ فرض نماز کے علاوہ دو رکعت ادا کرے اور یہ پڑھے:

''اے اللہ! میں تیرے علم کی مدد سے تجھ سے بھلائی طلب کرتا ہوں اور تیری قدرت کی مدد سے تجھ سے قدرت طلب کرتا ہوں اور تیرے عظیم فضل کا تجھ سے سوال کرتا ہوں بے شک تو قدرت رکھتا ہے میں قدرت نہیں رکھتا تو علم رکھتا ہے اور میں علم نہیں رکھتا تو غیب کا بہت زیادہ علم رکھنے والا ہے اے اللہ! اگر تو یہ جانتا ہے کہ یہ معاملہ (یہاں اس آدمی کو اس متعین معاملے کا نام لینا چاہئے) میری دنیا، میری زندگی، میری آخرت اور انجام کے اعتبار سے بہتر ہے' تو اسے میرے مقدر میں کر دے اور اسے میرے لیے آسان کر دے اور اس میں میرے لیے برکت رکھ دے اے اللہ! اگر اس کے بارے میں' تو یہ جانتا ہے کہ یہ میرے حق میں برا ہے (اس کے بعد سابقہ الفاظ کی مانند الفاظ پڑھے) تو مجھے اس سے پھیر دے اور اسے مجھ سے پھیر دے اور میرے لیے بھلائی نصیب کر دے خواہ وہ جہاں بھی ہو اور پھر مجھے اس سے راضی کر دے''۔

(راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) ''میرے مقابلے میں جلد یا بریر''۔

ابن مسلمہ اور ابن عیسیٰ نے یہ کہا ہے یہ روایت محمد بن منکدر کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

استخارہ کے معنی ومفہوم کا بیان

استخارہ کا مطلب ہے کسی معاملے میں خیر اور بھلائی کا طلب کرنا، یعنی روزمرہ کی زندگی میں پیش آنے والے اپنے ہر جائز کام میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا اور اللہ سے اس کام میں خیر، بھلائی اور رہنمائی طلب کرنا، استخارہ کے عمل کو یہ سمجھنا کہ اس سے کوئی خبر مل جاتی ہے تو یہ بہت بڑی غلط فہمی ہے جس کی وجہ سے کئی غلط فہمیوں نے جنم لیا جن کا تفصیل سے تذکرہ آگے آرہا ہے، استخارہ ایک مسنون عمل ہے، جس کا طریقہ اور دعا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث میں منقول ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ہر کام سے پہلے اہمیت کے ساتھ استخارے کی تعلیم دیا کرتے تھے، حدیث کے الفاظ پر غور فرمائیے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

اذا هم احدكم بالامر فليركع ركعتين من غير الفريضة (بخاری)

ترجمہ: جب تم میں سے کوئی شخص کسی بھی کام کا ارادہ کرے تو اس کو چاہیے کہ فرض نماز کے علاوہ دو رکعت نفل پڑھے۔

استخارہ حدیث نبوی کی روشنی میں

عن جابر بن عبد الله رضی الله تعالیٰ عنه قال كان رسول الله ﷺ يعلمنا الاستخارة فی الامور كلها كما يعلمنا سورة من القرآن (ترمذی)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو تمام کاموں میں استخارہ اتنی اہمیت سے سکھاتے تھے جیسے قرآن مجید کی سورت کی تعلیم دیتے تھے۔

استخارہ نہ کرنا محرومی اور بدنصیبی ہے

ایک حدیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من شقوة ابن آدم تركه استخارة الله (مجمع الاسانید)

یعنی اللہ تعالیٰ سے استخارہ کا چھوڑ دینا اور نہ کرنا انسان کے لیے بدبختی اور بدنصیبی میں شمار ہوتا ہے۔

اسی طرح ایک حدیث میں حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

عن سعد بن وقاص عن النبی ﷺ قال: من سعادة ابن ادم استخارته من الله و من شقاوته ترك الاستخارة و من سعادة ابن أدم رضاه بما قضاه الله و من شقوة ابن أدم سخطه بما قضى الله۔ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: انسان کی سعادت اور نیک بختی یہ ہے کہ اپنے کاموں میں استخارہ کرے اور بدنصیبی یہ ہے کہ استخارہ کو چھوڑ بیٹھے، اور انسان کی خوش نصیبی اس میں ہے کہ اس کے بارے میں کیے گئے اللہ کے ہر فیصلے پر راضی رہے اور بدبختی یہ ہے کہ وہ اللہ کے فیصلے پر ناراضگی کا اظہار کرے۔

استخارہ کرنے والا ناکام نہیں ہوگا

ایک حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ما خاب من استخار وما ندم من استشار (طبرانی)
یعنی جو آدمی اپنے معاملات میں استخارہ کرتا ہو وہ کبھی ناکام نہیں ہوگا اور جو شخص اپنے کاموں میں مشورہ کرتا ہو اس کو کبھی شرمندگی یا پچھتاوے کا سامنا نہ کرنا پڑے گا کہ میں نے یہ کام کیوں کیا؟ یا میں نے یہ کام کیوں نہیں کیا؟، اس لیے کہ جو کام کیا وہ مشورہ کے بعد کیا اور اگر نہیں کیا تو مشورہ کے بعد نہیں کیا، اس وجہ سے وہ شرمندہ نہیں ہوگا۔

اس حدیث میں جو یہ فرمایا کہ استخارہ کرنے والا ناکام نہیں ہوگا، مطلب اس کا یہ کہ انجام کے اعتبار سے استخارہ کرنے والے کو ضرور کامیابی ہوگی، چاہے کسی موقع پر اس کے دل میں یہ خیال بھی آجائے کہ جو کام ہوا وہ اچھا نہیں ہوا، لیکن اس خیال کے آنے کے باوجود کامیابی اسی شخص کو ہوگی جو اللہ تعالیٰ سے استخارہ کرتا رہے، اسی طرح جو شخص مشورہ کر کے کام کرے گا وہ کبھی پچھتائے گا نہیں، اس لیے کہ خدانخواستہ اگر وہ کام خراب بھی ہوگیا تو اس کے دل میں اس بات کی تسلی ہوگی کہ میں نے یہ کام اپنی خودرائی اور اپنے بل بوتے پر نہیں کیا تھا بلکہ اپنے دوستوں اور بڑوں سے مشورہ کے بعد کیا تھا، اب آگے اللہ تعالیٰ کے حوالے ہے کہ وہ جیسا چاہیں فیصلہ فرمادیں۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو باتوں کا مشورہ دیا ہے کہ جب بھی کسی کام میں کشمکش ہو تو دو کام کر لیا کرو، ایک استخارہ اور دوسرے استشارہ یعنی مشورہ۔

استخارہ کا مقصد

"واضح ہو کہ استخارہ مسنونہ کا مقصد یہ ہے کہ بندے کے ذمے جو کام تھا وہ اس نے کر لیا اور اپنے آپ کو حق تعالیٰ کے علم محیط اور قدرت کاملہ کے حوالہ کر دیا، گویا استخارہ کرنے سے بندہ اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہوگیا، ظاہر ہے کہ اگر کوئی انسان کسی تجربہ کار عاقل اور شریف شخص سے مشورہ کرنے جاتا ہے تو وہ شخص صحیح مشورہ ہی دیتا ہے اور اپنی مقدور کے مطابق اس کی اعانت بھی کرتا ہے، گویا استخارہ کیا ہے؟ حق تعالیٰ سے مشورہ لینا ہے، اپنی درخواست استخارہ کی شکل میں پیش کردی، حق تعالیٰ سے بڑھ کر کون رحیم وکریم ہے؟ اس کا کرم بےنظیر ہے، علم کامل ہے اور قدرت بےعدیل ہے، اب جو صورت انسان کے حق میں مفید ہوگی، حق تعالیٰ اس کی توفیق دے گا، اس کی رہنمائی فرمائے گا، پھر نہ سوچنے کی ضرورت، نہ خواب میں نظر آنے کی حاجت، جو اس کے حق میں خیر ہوگا وہی ہوگا، چاہے اس کے علم میں اس کی بھلائی آئے یا نہ آئے، اطمینان وسکون فی الحال حاصل ہو یا نہ ہو، ہوگا وہی جو خیر ہوگا، یہ ہے استخارہ مسنونہ کا مطلوب! اسی لئے تمام امت کے لئے تاقیامت یہ دستور العمل چھوڑا گیا ہے"۔

استخارہ کی حکمت

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی نے اپنی شہرۂ آفاق تصنیف "حجۃ اللہ البالغۃ" میں استخارہ کی دو حکمتیں بیان فرمائیں ہیں۔

فال نکالنے سے نجات اور اس کی حرمت

ا۔ پہلی حکمت یہ کہ زمانہ جاہلیت میں دستور تھا کہ جب کوئی اہم کام کرنا ہوتا مثلاً سفر یا نکاح یا کوئی بڑا سودا کرنا ہوتا تو وہ تیروں

کے ذریعے فال نکالا کرتے تھے، یہ تیر کعبہ شریف کے مجاور کے پاس رہتے تھے، ان میں سے کسی تیر پر لکھا ہوتا "امرنی ربی" (میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے) اور کسی پر لکھا ہوتا "نہانی ربی" (میرے رب نے مجھے منع کیا ہے) اور کوئی تیر بے نشان ہوتا، اس پر کچھ لکھا ہوا نہیں ہوتا تھا، مجاور تھیلا ہلا کر فال طلب کرنے والے سے کہتا کہ ہاتھ ڈال کر ایک تیر نکال لے، اگر "امرنی ربی" (کام کے حکم) والا تیر نکلتا تو وہ شخص کام کرتا اور "نہانی ربی" (کام سے منع) والا تیر نکلتا تو وہ کام سے رک جاتا اور بے نشان تیر ہاتھ میں آتا تو دوبارہ فال نکالی جاتی، سورۃ مائدہ آیت نمبر ۳ کے ذریعے اس کی حرمت نازل ہوئی، اور حرمت کی دو وجہیں ہیں۔

۱- یہ ایک بے بنیاد عمل ہے اور محض اتفاق ہے، جب بھی تھیلے میں ہاتھ ڈالا جائے گا تو کوئی نہ کوئی تیر ضرور ہاتھ آئے گا۔

۲- اس طرح سے فال نکالنا یہ اللہ تعالیٰ پر افترا اور جھوٹا الزام ہے، اللہ تعالیٰ نے کہاں حکم دیا ہے اور کب منع کیا ہے؟ اور اللہ پر افتراء حرام ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو فال کی جگہ استخارہ کی تعلیم دی ہے، اس میں حکمت یہ ہے کہ جب بندہ رب علیم سے رہنمائی کی التجاء کرتا ہے تو اپنے معاملے کو اپنے مولی کے حوالے کر کے اللہ کی مرضی معلوم کرنے کا شدید خواہش مند ہوتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے دروازے پر جا پڑتا ہے اور اس کا دل ملتجی ہوتا ہے تو ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی رہنمائی اور مدد نہ فرمائیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے فیضان کا باب کشادہ ہوتا ہے، اور اس پر معاملہ کا راز کھولا جاتا ہے، چنانچہ استخارہ محض اتفاق نہیں ہے، بلکہ اس کی مضبوط بنیاد ہے۔

فرشتوں سے مشابہت

دوسری حکمت یہ کہ استخارہ کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ انسان فرشتہ صفت بن جاتا ہے، استخارہ کرنے والا اپنی ذاتی رائے سے نکل جاتا ہے اور اپنی مرضی کو خدا کی مرضی کے تابع کر دیتا ہے، اس کی بہیمیت (حیوانیت) ملکیت (فرشتہ صفتی) کی تابع داری کرنے لگتی ہے اور وہ اپنا رخ پوری طرح اللہ کی طرف جھکا دیتا ہے تو اس میں فرشتوں کی سی خو بو پیدا ہو جاتی ہے، ملائکہ الہام ربانی کا انتظام کرتے ہیں اور جب ان کو الہام ہوتا ہے تو وہ داعیہ ربانی سے اس معاملے میں اپنی سی پوری کوشش خرچ کرتے ہیں، ان میں کوئی داعیہ نفسانی نہیں ہوتا، اسی طرح جو بندہ بکثرت استخارہ کرتا ہے وہ رفتہ رفتہ فرشتوں کے مانند ہو جاتا ہے، حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ملائکہ کے مانند بننے کا یہ ایک تیر بہدف مجرب نسخہ ہے جو چاہے آزما کر دیکھے۔ (حجۃ اللہ البالغۃ)

استخارہ کا مسنون اور صحیح طریقہ

سنت کے مطابق استخارہ کا سیدھا سادہ اور آسان طریقہ یہ ہے کہ دن رات میں کسی بھی وقت (بشرطیکہ وہ نفل کی ادائیگی کا مکروہ وقت نہ ہو) دو رکعت نفل استخارہ کی نیت سے پڑھیں، نیت یہ کرے کہ میرے سامنے یہ معاملہ یا مسئلہ ہے، اس میں جو راستہ میرے حق میں بہتر ہو، اللہ تعالیٰ اس کا فیصلہ فرما دیں۔

سلام پھیر کر نماز کے بعد استخارہ کی وہ مسنون دعا مانگیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقین فرمائی ہے، یہ بڑی عجیب دعا ہے

،اللہ جل شانہ کے نبی ہی یہ دعا مانگ سکتے ہے اور کسی کے بس کی بات نہیں، کوئی گوشہ زندگی کا اس دعاء میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑا نہیں، اگر انسان ایڑی چوٹی کا زور لگالیتا تو بھی ایسی دعا کبھی نہ کرسکتا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقین فرمائی، اگر کسی کو دعا یاد نہ ہو تو کوئی بات نہیں کتاب سے دیکھ کر یہ دعا مانگ لے، اگر عربی میں دعا مانگنے میں دقت ہو رہی ہو تو ساتھ ساتھ اردو میں بھی یہ دعا مانگے، بس! دعا کے جتنے الفاظ ہیں، وہی اس سے مطلوب و مقصود ہیں، وہ الفاظ یہ ہیں۔

استخارہ کی مسنون دعا

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ ، وَ اَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ، وَ اَسْاَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلاَ اَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلاَ اَعْلَمُ ، وَاَنْتَ عَلاَّمُ الْغُیُوْبِ

اَللّٰهُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَةِ اَمْرِیْ وَ عَاجِلِه وَ اٰجِلِه . فَاقْدِرْهُ لِیْ ، وَ یَسِّرْهُ لِیْ ، ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْهِ۔ وَ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَ عَاقِبَةِ اَمْرِیْ وَ عَاجِلِه وَ اٰجِلِه ، فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ ، وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِه (بخاری، ترمذی)

دعا کرتے وقت جب "ہذا الامر" پر پہنچے (جس کے نیچے لکیر بنی ہے) تو اگر عربی جانتا ہے تو اس جگہ اپنی حاجت کا تذکرہ کرے یعنی "ہذا الامر" کی جگہ اپنے کام کا نام لے، مثلاً "ہذا السفر" یا "ہذا النکاح" یا "ہذہ التجارۃ" یا "ہذا البیع" کہے، اور اگر عربی نہیں جانتا تو "ہذا الامر" ہی کہہ کر دل میں اپنے اس کام کے بارے میں سوچے اور دھیان دے جس کے لیے استخارہ کر رہا ہے۔

استخارہ کی دعا کا مطلب و مفہوم

اے اللہ! میں آپ کے علم کا واسطہ دے کر آپ سے خیر اور بھلائی طلب کرتا ہوں اور آپ کی قدرت کا واسطہ دے کر میں اچھائی پر قدرت طلب کرتا ہوں، آپ غیب کو جاننے والے ہیں۔

اے اللہ! آپ علم رکھتے ہیں میں علم نہیں رکھتا، یعنی یہ معاملہ میرے حق میں بہتر ہے یا نہیں، اس کا علم آپ کو ہے، مجھے نہیں، اور آپ قدرت رکھتے ہیں اور مجھ میں قوت نہیں۔

یا اللہ! اگر آپ کے علم میں ہے کہ یہ معاملہ (اس موقع پر اس معاملہ کا تصور دل میں لائیں جس کے لیے استخارہ کر رہا ہے) میرے حق میں بہتر ہے، میرے دین کے لیے بھی بہتر ہے، میری معاش اور دنیا کے اعتبار سے بھی بہتر ہے اور انجام کار کے اعتبار سے بھی بہتر ہے اور میرے فوری نفع کے اعتبار سے اور دیرپا فائدے کے اعتبار سے بھی تو اس کو میرے لیے مقدر فرما دیجیے اور اس کو میرے لیے آسان فرما دیجیے اور اس میں میرے لیے برکت پیدا فرما دیجیے۔

اور اگر آپ کے علم میں یہ بات ہے کہ یہ معاملہ (اس موقع پر اس معاملہ کا تصور دل میں لائیں جس کے لیے استخارہ کر رہا ہے) میرے حق میں برا ہے، میرے دین کے حق میں برا ہے یا میری دنیا اور معاش کے حق میں برا ہے یا میرے انجام کار کے اعتبار سے برا ہے، فوری نفع اور دیرپا نفع کے اعتبار سے بھی بہتر نہیں ہے تو اس کام کو مجھ سے پھیر دیجیے اور مجھے اس سے پھیر دیجیے اور میرے

لیے خیر مقدر فرما دیجیے جہاں بھی ہو، یعنی اگر یہ معاملہ میرے لیے بہتر نہیں ہے تو اس کو چھوڑ دیجیے اور اس کے بدلے جو کام میرے لیے بہتر ہو اس کو مقدر فرما دیجیے، پھر مجھے اس پر راضی بھی کر دیجیے اور اس پر مطمئن بھی کر دیجیے۔

استخارہ کتنی بار کیا جائے؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ ایک روایت میں فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ انس! جب تم کسی کام کا ارادہ کرو تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے سات مرتبہ استخارہ کرو، پھر اس کے بعد (اس کا نتیجہ) دیکھو، تمہارے دل میں جو کچھ ڈالا جائے، یعنی استخارے کے نتیجے میں بارگاہ حق کی جانب سے جو چیز القاء کی جائے اسی کو اختیار کرو کہ تمہارے لیے وہی بہتر ہے۔ (مظاہر حق)

بہتر یہ ہے کہ استخارہ تین سے سات دن تک پابندی کے ساتھ متواتر کیا جائے، اگر اس کے بعد بھی تذبذب اور شک باقی رہے تو استخارہ کا عمل مسلسل جاری رکھے، جب تک کسی ایک طرف رجحان نہ ہو جائے کوئی عملی اقدام نہ کرے، اس موقع پر اتنی بات سمجھنی ضروری ہے کہ استخارہ کرنے کے لیے کوئی مدت متعین نہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو ایک ماہ تک استخارہ کیا تھا تو ایک ماہ بعد آپ کو شرح صدر ہو گیا تھا اگر شرح صدر نہ ہوتا تو آپ آگے بھی استخارہ جاری رکھتے۔ (رحمۃ اللہ الواسعۃ)

"دعائے استخارہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعائے خیر کرتا رہے، استخارہ کرنے کے بعد ندامت نہیں ہوتی اور یہ مشورہ کرنا نہیں ہے، کیونکہ مشورہ تو دوستوں سے ہوتا ہے، استخارہ سنت عمل ہے، اس کی دعا مشہور ہے، اس کے پڑھ لینے سے سات روز کے اندر اندر قلب میں ایک رجحان پیدا ہو جاتا ہے اور یہ خواب میں کچھ نظر آتا، یا یہ قلبی رجحان حجت شرعیہ نہیں ہیں کہ ضرور ایسا کرنا ہی پڑے گا، اور یہ جو دوسروں سے استخارہ کرایا کرتے ہیں، یہ کچھ نہیں ہے، بعض لوگوں نے عملیات مقرر کر لیے ہیں دائیں طرف یا بائیں طرف گردن پھیرنا یہ سب غلط ہیں، ہاں دوسروں سے کرالینا گناہ تو نہیں لیکن اس دعا کے الفاظ ہی ایسے ہیں کہ خود کرنا چاہیے"۔ (مجالس مفتی اعظم)

استخارہ سے کس طرح رہنمائی ملے گی؟

۱۔ دل کا کسی ایک بات پر مطمئن ہو جانا۔ ۲۔ اور اس مصلحت کے اسباب میسر ہو جانا۔ تاہم اس میں خواب آنا ضروری نہیں۔

(اصلاح انقلاب امت)

استخارہ میں صرف یکسوئی کا حاصل ہونا استخارہ کے مقبول ہونے کی دلیل ہے، اس کے بعد اس کے مقتضی پر عمل کرے، اگر کئی مرتبہ استخارہ کے بعد بھی یکسوئی اور کسی ایک جانب اطمینان نہ ہو تو استخارہ کے ساتھ ساتھ استشارہ بھی کرے یعنی اس کام میں کسی سے مشورہ بھی لے لیکن استخارہ میں ضروری نہیں کہ یکسوئی ہوا ہی کرے۔ (الکلام الحسن)

بعض حضرات کا کہنا یہ ہے کہ استخارہ کرنے کے بعد خود انسان کے دل کا رجحان ایک طرف ہو جاتا ہے، بس جس طرف رجحان ہو جائے وہ کام کر لے، اور بکثرت ایسا رجحان ہو جاتا ہے، لیکن بالفرض اگر کسی ایک طرف رجحان نہ بھی ہو بلکہ دل میں کشمکش موجود ہو تو بھی استخارہ کا مقصد حاصل ہو گیا، اس لیے کہ بندہ کے استخارہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ وہی کرتے ہیں جو اس کے حق میں بہتر ہوتا

ہے، اس کے بعد حالات ایسے پیدا ہوجاتے ہیں پھر وہی ہوتا ہے جس میں بندے کے لیے خیر ہوتی ہے اور اس کو پہلے سے معلوم نہیں ہوتا، بعض اوقات انسان ایک راستے کو بہت اچھا سمجھ رہا ہوتا ہے لیکن اچانک رکاوٹیں پیدا ہوجاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کو اس بندے سے پھیر دیتے ہیں، لہٰذا اللہ تعالیٰ استخارہ کے بعد اسباب ایسے پیدا فرمادیتے ہیں کہ پھر وہی ہوتا ہے جس میں بندے کے لیے خیر ہوتی ہے، اب خیر کس میں ہے؟ انسان کو پتہ نہیں ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمادیتے ہیں۔

بس استخارہ کی حقیقت اتنی سی ہے کہ دو رکعت نفل پڑھ کر دعا مانگ لی، پھر آگے جو ہوگا اسی میں خیر ہے، کام ہوگیا تو خیر! نہیں ہوا تو خیر! دل جس طرف متوجہ ہوجائے اور جس کے اسباب پیدا ہورہے ہوں یقین کرلیں کہ یہی میرے لیے بہتر ہے اور اگر دل کی توجہ ہٹ گئی یا اسباب پیدا نہیں ہوئے یا اسباب موجود تھے مگر استخارہ کے بعد ختم ہوگئے، کام نہیں ہوسکا تو اطمینان رکھے، اللہ پر یقین رکھے کہ اس میں میری بہتری ہوگی، اپنی طبیعت بہت چاہتی ہے مگر اللہ تعالیٰ میرے نفع ونقصان کو مجھ سے زیادہ بہتر جانتے ہیں، اس طرح سوچنے سے ان شاء اللہ اطمینان ہوجائے گا، اگر دل کا رجحان کسی جانب نہ ہو تو صرف اسباب کے پیش نظر جو فیصلہ بھی کرلے گا اس میں خیر ہوگی، خدانخواستہ اگر استخارہ کے بعد کوئی نقصان بھی ہوجائے تو یہ عقیدہ رکھے کہ استخارہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے چھوٹے نقصان کے ذریعے کسی بڑے نقصان سے بچالیا، استخارہ کی دعا میں دین کا ذکر پہلے ہے اور دنیا کا بعد میں، اس لیے کہ مسلمان کا اصل مقصد دین ہے، دنیا تو درحقیقت دین کے تابع ہے۔

استخارہ کے باوجود اگر نقصان ہوگیا تو

عن مكحول الازدي رحمه الله تعالىٰ قال: سمعت ابن عمر رضي الله تعالىٰ عنه يقول: ان الرجل يستخير الله تبارك وتعالىٰ فيختار له، فيسخط على ربه عز وجل، فلا يلبث ان ينظر في العاقبة فاذا هو خير له۔ (کتاب الزہد)

مکحول ازدی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ ارشاد سنا، فرماتے ہیں کہ بعض اوقات انسان اللہ تعالیٰ سے استخارہ کرتا ہے کہ جس کام میں میرے لیے خیر ہو وہ کام ہوجائے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے وہ کام اختیار فرمادیتے ہیں جو اس کے حق میں بہتر ہوتا ہے، لیکن ظاہری اعتبار سے وہ کام اس بندہ کی سمجھ میں نہیں آتا تو بندہ اپنے پروردگار سے ناراض ہوتا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے تو یہ کہا تھا کہ میرے لیے اچھا کام تلاش کیجیے، لیکن جو کام ملا وہ تو مجھے اچھا نظر نہیں آرہا ہے، اس میں میرے لیے تکلیف اور پریشانی ہے، لیکن کچھ عرصے بعد جب انجام سامنے آتا ہے تب اس کو پتہ چلتا ہے کہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے میرے لیے جو فیصلہ کیا تھا وہی میرے حق میں بہتر تھا، اس وقت اس کو پتہ نہیں تھا اور یہ سمجھ رہا تھا کہ میرے ساتھ زیادتی اور ظلم ہوا ہے، اور اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے کا صحیح ہونا بعض اوقات دنیا میں ظاہر ہوجاتا ہے اور بعض اوقات آخرت میں ظاہر ہوگا۔

اب جب وہ کام ہوگیا تو ظاہری اعتبار سے بعض اوقات ایسا لگتا ہے کہ جو کام ہوا وہ اچھا نظر نہیں آرہا ہے، دل کے مطابق نہیں ہے، تو اب بندہ اللہ تعالیٰ سے شکوہ کرتا ہے کہ یا اللہ! میں نے آپ سے استخارہ کیا تھا مگر کام وہ ہوگیا جو میری مرضی اور طبیعت کے

خلاف ہے اور بظاہر یہ کام اچھا معلوم نہیں ہورہا ہے، اس پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمارہے ہیں کہ ارے نادان! تو اپنی محدود عقل سے سوچ رہا ہے کہ یہ کام تیرے حق میں بہتر نہیں ہوا، لیکن جس کے علم میں ساری کائنات کا نظام ہے وہ جانتا ہے کہ تیرے حق میں کیا بہتر تھا اور کیا بہتر نہیں تھا، اس نے جو کیا وہی تیرے حق میں بہتر تھا، بعض اوقات دنیا میں تجھے پتہ چل جائے گا کہ تیرے حق میں کیا بہتر تھا اور بعض اوقات پوری زندگی میں کبھی پتہ نہیں چلے گا، جب آخرت میں پہنچے گا تب وہاں جا کر پتہ چلے گا کہ واقعۃً یہی میرے لیے بہتر تھا۔

اس کی مثال یوں سمجھیں جیسے ایک بچہ ہے جو ماں باپ کے سامنے مچل رہا ہے کہ فلاں چیز کھاؤں گا اور ماں باپ جانتے ہیں کہ اس وقت یہ چیز کھانا بچے کے لیے نقصان دہ اور مہلک ہے، چنانچہ ماں باپ بچے کو وہ چیز نہیں دیتے، اب بچہ اپنی نادانی کی وجہ سے یہ سمجھتا ہے کہ میرے ماں باپ نے مجھ پر ظلم کیا، میں جو چیز مانگ رہا تھا وہ مجھے نہیں دی اور اس کے بدلے میں مجھے کڑوی کڑوی دوا کھلارہے ہیں، اب وہ بچہ اس دوا کو اپنے حق میں خیر نہیں سمجھ رہا ہے لیکن بڑا ہونے کے بعد جب اللہ تعالیٰ اس بچے کو عقل اور فہم عطا فرمائیں گے اور اس کو سمجھ آئے گی تو اس وقت اس کو پتہ چلے گا کہ میں تو اپنے لیے موت مانگ رہا تھا اور میرے ماں باپ میرے لیے زندگی اور صحت کا راستہ تلاش کررہے تھے، اللہ تعالیٰ تو اپنے بندوں پر ماں باپ سے زیادہ مہربان ہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ وہ راستہ اختیار فرماتے ہیں جو انجام کار بندہ کے لیے بہتر ہوتا ہے، اب بعض اوقات اس کا بہتر ہونا دنیا میں پتہ چل جاتا ہے اور بعض اوقات دنیا میں پتہ نہیں چلتا۔

یہ کمزور انسان کس طرح اپنی محدود عقل سے اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کا ادراک کرسکتا ہے، وہی جانتے ہیں کہ کس بندے کے حق میں کیا بہتر ہے؟ انسان صرف ظاہر میں چند چیزوں کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ سے شکوہ کرنے لگتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کو برا ماننے لگتا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے بہتر فیصلہ کوئی نہیں کرسکتا کہ کس کے حق میں کیا اور کب بہتر ہے۔

اسی وجہ سے اس حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمارہے ہیں کہ جب تم کسی کام کا استخارہ کرچکو تو اس کے بعد اس پر مطمئن ہوجاؤ کہ اب اللہ تعالیٰ جو بھی فیصلہ فرمائیں گے وہ خیر ہی کا فیصلہ فرمائیں گے، چاہے وہ فیصلہ ظاہر نظر میں تمہیں اچھا نظر نہ آرہا ہو، لیکن انجام کے اعتبار سے وہی بہتر ہوگا، اور پھر اس کا بہتر ہونا یا تو دنیا ہی میں معلوم ہوجائے گا، ورنہ آخرت میں جا کر تو یقیناً معلوم ہوجائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے جو فیصلہ کیا تھا وہی میرے حق میں بہتر تھا۔ (اصلاحی خطبات)

بَابٌ فِي الِاسْتِعَاذَةِ

باب: پناہ مانگنے سے متعلق (دعائیں)

جن چیزوں سے پناہ مانگنا چاہیے

1539 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنْ خَمْسٍ: مِنَ

الْجُبْنِ، وَالْبُخْلِ، وَسُوءِ الْعُمُرِ، وَفِتْنَةِ الصَّدْرِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پانچ چیزوں سے پناہ مانگا کرتے تھے: بزدلی، کنجوسی، انتہائی بڑھاپا، سینے کی آزمائش اور قبر کا عذاب۔

1540 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، اَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ، قَالَ: سَمِعْتُ اَبِي، قَالَ: سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُوْلُ: كَانَ رَسُوْلُ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ، وَالْهَرَمِ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ پڑھا کرتے تھے:

''اے اللہ! میں عاجز ہو جانے، سستی، بزدلی، کنجوسی اور بڑھاپے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں زندگی اور موت کی آزمائش سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

1541 - حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ سَعِيْدٌ الزُّهْرِيُّ: عَنْ عَمْرِو بْنِ اَبِيْ عَمْرٍو، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كُنْتُ اَخْدِمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكُنْتُ اَسْمَعُهُ كَثِيْرًا، يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ، وَضَلَعِ الدَّيْنِ، وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ، وَذَكَرَ بَعْضَ مَا ذَكَرَهُ التَّيْمِيُّ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثر یہ پڑھتے ہوئے سنتا تھا۔

''اے اللہ! میں شدید غم و پریشانی، قرض کے بوجھ اور لوگوں کے غلبے سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

اس راوی نے بعض ان الفاظ کا ذکر بھی کیا ہے جن کا ذکر تیمی نے کیا ہے۔

1542 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ رَسُوْلَ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ هٰذَا الدُّعَاءَ كَمَا يُعَلِّمُهُمُ السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْآنِ، يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اس دعا کی تعلیم اس طرح دیا کرتے تھے' جس طرح لوگوں کو قرآن کی کسی سورت کی تعلیم دیتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ پڑھتے تھے۔

''اے اللہ! میں جہنم کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور دجال کی آزمائش سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور زندگی اور موت کی آزمائش سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

1543 - حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسَى الرَّازِيُّ، اَخْبَرَنَا عِيْسٰى، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ

عَائِشَةَ رَضِيَ عَنْهَا، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ: اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ، وَعَذَابِ النَّارِ، وَمِنْ شَرِّ الْغِنٰى وَالْفَقْرِ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کلمات کے ذریعے دعا کرتے تھے۔

''اے اللہ! میں جہنم کی آزمائش، جہنم کے عذاب، خوشحالی اور تنگدستی کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

1544 - حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ: اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْفَقْرِ، وَالْقِلَّةِ، وَالذِّلَّةِ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اَظْلِمَ، اَوْ اُظْلَمَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھتے تھے:

''اے اللہ! میں غربت، قلت اور ذلت سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ میں ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے''۔

1545 - حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْفٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْغَفَّارِ بْنُ دَاؤدَ، حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ عَبْدِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ مِنْ دُعَاءِ رَسُوْلِ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ، وَتَحْوِيْلِ عَافِيَتِكَ، وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ، وَجَمِيْعِ سُخْطِكَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے:

''اے اللہ! میں تیری نعمت زائل ہو جانے، تیری عافیت تبدیل ہو جانے، تیرے اچانک انتقام (یعنی عذاب) اور تیری ہر قسم کی ناراضگی سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

1546 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، حَدَّثَنَا ضُبَارَةُ بْنُ عَبْدِ بْنِ اَبِي السُّلَيْكِ، عَنْ دُوَيْدِ بْنِ نَافِعٍ، حَدَّثَنَا اَبُوْ صَالِحٍ السَّمَّانُ، قَالَ: قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ: اِنَّ رَسُوْلَ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُوْ يَقُوْلُ: اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشِّقَاقِ، وَالنِّفَاقِ، وَسُوْءِ الْاَخْلَاقِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے:

''اے اللہ! میں حق کی مخالفت، منافقت اور برے اخلاق سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

1547 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، عَنِ ابْنِ اِدْرِيْسَ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُوْعِ، فَاِنَّهُ بِئْسَ

1547- اسناده قوی. ابن عجلان- هو محمد بن عجلان المدنی: صدوق لا باس به. ابن ادریس: هو عبد الله بن ادریس بن یزید الاودی، والمقبری: هو سعید بن ابی سعید المقبری. واخرجه النسائی فی "الكبری" (7851) و (7852) من طريقين عن عبد الله بن ادريس، بهذا الاسناد. واخرجه ابن ماجه (3354) من طريق كعب عن ابی هريرة، به. لكن فی اسناده ليث بن ابی سليم. وهو فی "صحيح ابن حبان" (1029).

الضَّجِيعُ. وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخِيَانَةِ. فَاِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ یہ دعا کرتے تھے:

''اے اللہ! میں بھوک سے تیری پناہ مانگتا ہوں کیونکہ وہ بری ساتھی ہے اور میں خیانت سے تیری پناہ مانگتا ہوں کیونکہ وہ بری خصلت ہے''۔

1548 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ اَخِيْهِ عَبَّادِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ، اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُوْلُ: كَانَ رَسُوْلُ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْاَرْبَعِ، مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَمِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ یہ دعا کرتے تھے:

''اے اللہ! میں چیزوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں ایسے علم سے جو فائدہ نہ دے ایسے دل سے جو ڈرے نہیں ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو اور ایسی دعا سے جو قبول نہ ہو''۔

1549 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَوَكِّلِ، حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ، قَالَ: قَالَ اَبُو الْمُعْتَمِرِ: اُرَى اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَنَا، اَنَّ رَسُوْلَ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ: اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ صَلَاةٍ لَا تَنْفَعُ، وَذَكَرَ دُعَاءً آخَرَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ یہ دعا کرتے تھے:

''اے اللہ! میں ایسی نماز سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو فائدہ نہ دے''۔

انہوں نے ایک اور دعا بھی ذکر کی ہے۔

1550 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ الْاَشْجَعِيِّ، قَالَ: سَاَلْتُ عَائِشَةَ اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ، عَمَّا كَانَ رَسُوْلُ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو بِهِ. قَالَتْ: كَانَ يَقُوْلُ: اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ، وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ اَعْمَلْ

فروہ بن نوفل اشجعی بیان کرتے ہیں: میں نے اُمّ المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ دریافت کیا: نبی اکرم ﷺ کیا دعا مانگا کرتے تھے؟ تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا نبی اکرم ﷺ یہ پڑھتے تھے۔

''اے اللہ! میں نے جو عمل کیا اس کے شر سے اور جو عمل نہیں کیا اس کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

1550- اسناده صحيح. عثمان بن ابی شيبة: هو عثمان بن محمد بن ابراهيم العبسی، وجرير: هو ابن عبد الحميد الضبی، ومنصور: هو ابن المعتمر، وفروة بن نوفل الاشجعی مختلف فی صحبته والصواب ان الصحبة لابيه، روی عنه جمع، وذكره ابن حبان فی "الثقات"، واخرج له مسلم هذا الحديث. واخرجه مسلم (2716)، والنسائی فی "الكبری" (1231) و (7911) من طرق عن جرير، بهذا الاسناد. واخرجه مسلم (2716)، وابن ماجه (3839)، والنسائی (7909) و (7910) و (7912) و (7913) و (7914) من طرق عن هلال بن يساف، به. وهو فی "مسند احمد" (26368)، و "صحيح ابن حبان" (1031)

1551 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ بْنِ الزُّبَيْرِ، ح وحَدَّثَنَا اَحْمَدُ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، الْمَعْنَى، عَنْ سَعْدِ بْنِ اَوْسٍ، عَنْ بِلَالٍ الْعَبْسِيِّ، عَنْ شُتَيْرِ بْنِ شَكَلٍ، عَنْ اَبِيهِ - فِي حَدِيثِ اَبِي اَحْمَدَ شَكَلِ بْنِ حُمَيْدٍ -، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ، عَلِّمْنِي دُعَاءً. قَالَ: قُلْ: اللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِي، وَمِنْ شَرِّ بَصَرِي، وَمِنْ شَرِّ لِسَانِي، وَمِنْ شَرِّ قَلْبِي، وَمِنْ شَرِّ مَنِيِّي

❀❀ حضرت شکل بن حمید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کسی دعا کی تعلیم دیجئے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم یہ پڑھو:

''اے اللہ! میں اپنی سماعت کے شر سے اپنی بصارت کے شر سے اپنی زبان کے شر سے اپنے دل کے شر سے اور اپنے مادہ تولید کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

1552 - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ صَيْفِيٍّ، مَوْلَى اَفْلَحَ، مَوْلَى اَبِي اَيُّوبَ، عَنْ اَبِي الْيَسَرِ، اَنَّ رَسُولَ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو: اللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَدْمِ، وَاَعُوذُ بِكَ مِنَ التَّرَدِّي، وَاَعُوذُ بِكَ مِنَ الْغَرَقِ، وَالْحَرَقِ، وَالْهَرَمِ، وَاَعُوذُ بِكَ اَنْ يَتَخَبَّطَنِي الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ، وَاَعُوذُ بِكَ اَنْ اَمُوتَ فِي سَبِيلِكَ مُدْبِرًا، وَاَعُوذُ بِكَ اَنْ اَمُوتَ لَدِيغًا.

❀❀ حضرت ابو یسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے:

''اے اللہ! میں ملبے کے نیچے آجانے سے تیری پناہ مانگتا ہوں، بلندی سے گر جانے سے تیری پناہ مانگتا ہوں، ڈوبنے سے جل جانے سے بوڑھے ہو جانے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ موت کے وقت شیطان مجھے بدحواس کر دے اور میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ میں تیری راہ میں (جہاد کے دوران) پیٹھ پھیرتے ہوئے مر جاؤں اور میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ میں زہریلے جانور کے کاٹنے سے مر جاؤں''۔

1553 - حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ، اَخْبَرَنَا عِيسَى، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيدٍ، حَدَّثَنِي مَوْلًى لِاَبِي اَيُّوبَ، عَنْ اَبِي الْيَسَرِ، زَادَ فِيهِ وَالْغَمِّ۔

❀❀ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابو یسر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: ''اور غم سے''

1554 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ اِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، اَخْبَرَنَا قَتَادَةُ، عَنْ اَنَسٍ، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ: اللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبَرَصِ، وَالْجُنُونِ، وَالْجُذَامِ، وَمِنْ سَيِّئِ الْاَسْقَامِ

1554- اسناده صحيح. حماد: هو ابن سلمة البصري، وقتادة: هو ابن دعامة السدوسي. واخرجه النسائي في "الكبرى" (7876) من طريق همام بن يحيى، عن قتادة، بهذا الاسناد. وهو في "مسند احمد" (13004)، و"صحيح ابن حبان" (1017)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے۔

''اے اللہ! میں کوڑھ، برص، پاگل پن، جذام اور بری بیماریوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

قرض سے نجات کی دعا مانگنے کا بیان

1555 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْغُدَانِيُّ، اَخْبَرَنَا غَسَّانُ بْنُ عَوْفٍ، اَخْبَرَنَا الْجُرَيْرِيُّ، عَنْ اَبِي نَضْرَةَ، عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ الْمَسْجِدَ، فَاِذَا هُوَ بِرَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ، يُقَالُ لَهُ: اَبُوْ اُمَامَةَ، فَقَالَ: يَا اَبَا اُمَامَةَ، مَا لِيْ اَرَاكَ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ فِيْ غَيْرِ وَقْتِ الصَّلَاةِ؟، قَالَ: هُمُوْمٌ لَزِمَتْنِيْ، وَدُيُوْنٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: اَفَلَا اُعَلِّمُكَ كَلَامًا اِذَا اَنْتَ قُلْتَهُ اَذْهَبَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ هَمَّكَ، وَقَضَى عَنْكَ دَيْنَكَ؟، قَالَ: قُلْتُ: بَلَى، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: قُلْ اِذَا اَصْبَحْتَ، وَاِذَا اَمْسَيْتَ. اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ، وَقَهْرِ الرِّجَالِ ، قَالَ: فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ، فَاَذْهَبَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ هَمِّيْ، وَقَضَى عَنِّيْ دَيْنِيْ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے تو وہاں انصار سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب جن کا نام ابوامامہ تھا وہ موجود تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: اے ابوامامہ! کیا وجہ ہے کہ تم نماز کے وقت کے علاوہ میں مسجد میں بیٹھے ہوئے ہو۔ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے پریشانیاں اور قرض لاحق ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسے کلمات کی تعلیم نہ دوں کہ جب تم انہیں پڑھ لوگے تو اللہ تعالیٰ تمہاری پریشانیوں کو ختم کردے گا' اور تمہارے قرض کو ادا کروا دے گا۔ ان صاحب نے عرض کی: جی ہاں' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم صبح اور شام کے وقت یہ پڑھو۔

''اے اللہ! میں غم اور پریشانی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ میں عاجز ہو جانے اور کسل مندی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ میں بزدلی اور کنجوسی سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں قرض کے غلبے اور لوگوں کے قہر سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

وہ صاحب بیان کرتے ہیں: میں نے ایسا ہی کیا' تو اللہ تعالیٰ نے میری پریشانی ختم کردی اور میرا قرض ادا کروا دیا۔

قرض کو ادا کرنے کی نیت رکھنے کا بیان

حضرت ابوہریرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص لوگوں کا مال لے اور اس کے ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو (یعنی کسی ضرورت واحتیاج ہی کی بناء پر قرض لے اور قرض کی ادائیگی کا ارادہ بھی رکھتا ہو اور اس کو ادا کرنے کی کوشش بھی کرتا ہو) تو اللہ تعالیٰ اس سے وہ مال ادا کرا دیتا ہے (یعنی قرض کو ادا کرنے کی نیت رکھنے والے کی اللہ تعالیٰ مدد کرتا ہے بایں طور کہ یا تو دنیا میں قرض ادا کرنے کی استطاعت دے دیتا ہے یا آخرت میں حقدار کو راضی کر دیتا ہے) اور جو شخص لوگوں کا مال

لے اور ضائع کرنے کا ارادہ رکھتا ہو (یعنی احتیاج وضرورت کے بغیر کسی سے قرض لے اور پھر اس قرض کی ادائیگی کی نیت بھی نہ رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے مال کو ضائع کر دیتا ہے (یعنی جو شخص کسی سے قرض لے اور اس قرض کو نہ ادا کرے اور نہ ادا کرنے کی نیت رکھے تو اللہ تعالیٰ نہ صرف یہ کہ ادائیگی قرض پر اس کی مدد نہیں کرتا اور اس کے رزق میں وسعت وفراخی عطاء نہیں کرتا بلکہ اس کا مال تلف وضائع بھی کر دیتا ہے کیونکہ وہ ایک مسلمان کا مال ضائع کرنے کی نیت رکھتا ہے۔ (بخاری، مشکوۃ شریف: جلد سوم: حدیث نمبر 131)

میت کی طرف سے ضمانت قرض سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ کا بیان

حضرت سلمہ بن اکوع کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر تھے کہ ایک جنازہ لایا گیا، صحابہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ جنازہ کی نماز پڑھ لیجئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر قرض تو نہیں ہے صحابہ نے کہا کہ نہیں چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ پھر ایک اور جنازہ لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر قرض تو نہیں؟ عرض کیا گیا کہ ہاں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کچھ چھوڑ کر بھی مرا ہے یا نہیں صحابہ نے عرض کیا کہ تین دینار اس نے چھوڑے ہیں یہ سن کر آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی پھر ایک تیسرا جنازہ لایا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اس پر قرض تو نہیں ہے صحابہ نے عرض کیا کہ ہاں تین دینار اس پر قرض ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کچھ چھوڑ کر بھی مرا ہے یا نہیں عرض کیا گیا کہ کچھ نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر تم اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھ لو ابوقتادہ نے جب یہ سنا تو کہا کہ یا رسول اللہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کی نماز جنازہ پڑھ لیجئے اس کا قرض میں ادا کر دوں گا تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ (بخاری، مشکوۃ شریف: جلد سوم: حدیث نمبر 130)

ممکن ہے کہ تینوں جنازے ایک ہی دن اور ایک ہی مجلس میں لائے گئے ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ الگ الگ دن اور الگ الگ مجلس میں یہ جنازے لائے گئے ہوں۔ دوسرے شخص پر جو قرض تھا اس کی مقدار انہیں تین دینار کے برابر رہی ہوگی جو وہ چھوڑ کر مرا تھا اس لئے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ معلوم ہو گیا کہ اس شخص پر جتنا قرض ہے اس کی ادائیگی کے بقدر اثاثہ چھوڑ کر مرا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھ لی۔ تیسرا چونکہ اپنے قرض کی ادائیگی کے بقدر مال چھوڑ کر نہیں مرا تھا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا اس انکار کی وجہ یا تو یہ تھی کہ اس سے لوگوں کو عبرت حاصل ہو اور وہ قرض سے پرہیز کریں اور اگر بدرجہ مجبوری قرض لیں تو اس کی ادائیگی میں تاخیر وتقصیر سے باز رہیں یا یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھنا اس لئے مناسب نہیں سمجھا کہ میں اس کے لئے دعا کروں اور دعا قبول نہ ہو کیونکہ اس پر لوگوں کا حق تھا جس سے بری الذمہ ہوئے بغیر وہ مر گیا تھا۔

اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ میت کی طرف سے ضامن ہونا جائز ہے خواہ میت نے ادائیگی قرض کے لئے مال چھوڑا ہو یا نہ چھوڑا ہو۔

حضرت امام شافعی اور اکثر علماء کا یہی مسلک ہے بخلاف حضرت امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ جائز نہیں ہے۔ بعض حنفی علماء کہتے ہیں کہ حضرت امام مالک حضرت امام شافعی حضرت امام احمد اور حنفیہ میں سے حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد نے اس حدیث سے اس بات کا استدلال کیا ہے کہ اس میت کی طرف سے کفالت جائز ہے جس نے کچھ بھی مال نہ چھوڑا ہو اور اس پر قرض ہو

یہ حضرات کہتے ہیں کہ اگر میت کی طرف سے کفالت جائز نہ ہوتی تو آنحضرت ﷺ اس تیسرے جنازہ کی نماز نہ پڑھتے۔
لیکن حضرت امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ مفلس میت کی طرف سے کفالت صحیح نہیں ہے کیونکہ مفلس میت کی طرف سے کفالت دراصل دین ساقط کی کفالت ہے اور یہ بالکل صاف مسئلہ ہے کہ دین ساقط کی کفالت باطل ہے۔ اب رہی یہ بات کہ حضرت ابوقتادہ نے میت کی طرف سے اس کے قرض کی کفالت کی اور آنحضرت ﷺ نے ابوقتادہ کی کفالت کو تسلیم کر کے اس کی نماز جنازہ پڑھ لی تو اس کے بارے میں امام ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ حدیث کے الفاظ سے صرف یہی ثابت نہیں ہوتا کہ ابوقتادہ نے اس شخص کی زندگی ہی میں اس کی طرف سے کفالت کر لی ہوگی اس موقع پر تو انہوں نے صرف آپ ﷺ کے سامنے اس بات کا اقرار واظہار کیا کہ میں اس کی کفالت پہلے ہی کر چکا ہوں اب میں اس کے قرض کا ذمہ دار ہوں چنانچہ آنحضرت ﷺ نے ان کے اس اقرار واظہار پر نماز جنازہ پڑھی۔
اس کے علاوہ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ ابوقتادہ نے اس وقت میت کی طرف سے کفالت کی نہیں تھی بلکہ از راہ احسان وتبرع یہ وعدہ کیا تھا کہ میں اس کا قرض ادا کر دوں گا۔

شرح سنن ابوداؤد جلد ثانی کے اختتامی کلمات

الحمدللہ! شرح سنن ابوداؤد کی تیسری جلد مکمل ہو چکی ہے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے۔ کہ وہ نبی کریم ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے میرے اس کام کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمالے اور میرے صغیرہ وکبیرہ، سہوا، عمدا ہر قسم کے گناہوں کو معاف کر دے اور مجھے دنیا وآخرت میں ہر قسم کی پریشانیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

محمد لیاقت علی رضوی بن محمد صادق

جامعہ انوار مدینہ لاہور